فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا

تاریخ انوار السادات

المعروف گلستانِ فاطمہؑ

نسل سادات حسنی
حضرت امام حسن علیہ السلام

نسل سادات حسینی
حضرت امام حسین علیہ السلام

مؤلف و مرتبہ
سید ظفریاب حسین الترمذی نانوتوی

دختر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

زوجہ حضرت علی مرتضیٰ

حضرت فاطمہؑ

حضرت عبداللہؑ حضرت عمران ملقب ابوطالبؑ

حضرت عبدالمطلب علیہ السلام تا حضرت آدم علیہ السلام

شجرہ طیبہ حامل نور محمدی

گلستان فاطمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (سورہ الاحزاب پارہ ۲۲)

تاریخ انوار السادات

المعروف

گلستانِ فاطمہؑ

جسمیں

شجرہ طیبہ و گلستان فاطمہؑ کے لہلہاتے برگ و بار کا ذکر تفصیل کے ساتھ تاریخی حقائق کی روشنی میں کیا گیا ہے اور سادات فاطمیؑ کے حسب و نسب و اجمالی سوانح حیات ضروری شرح و بسط کے ساتھ انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام مدلّل لکھے گئے ہیں!

مؤلفہ و مرتبہ

سیّد ظفریاب حسین حسینی الترمذی سابقہ وطن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور حال آباد قصبہ بھکر ضلع میانوالی مکان ۱-۱-۱ ج سناران گلی

بار اوّل ۵۰۰

قیمت غیر مجلّد .... ۲۵ روپے

مطبع .... القائم آرٹ پریس لاہور

کتابت .... محمد یعقوب جعفری

قیمت غیر مجلد بیرون ملک سے .... ۳۵ روپے

ملنے کا پتہ:- (۱) جناب سید ارتضیٰ حسین نقوی صاحب مہتمم جامع مسجد امامیہ دوکان ۳۱۶ مین بازار بھکر ضلع میانوالی

(۲) جناب سید مظفر عباس صاحب ترمذی نانوتوی محلہ لقمان خیرپور میرس۔

فہرست عنوان مضامین متعلقہ کتاب انوار السادات المعروف گلستانِ فاطمہ

باب زیارات عتبات عالیات و فریضۂ حج بیت اللہ

الحاج سید محمود الشاہروری

تمثال حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج سید محسن
حسینی جلالی حائری دو دام ظلہ "

ہر سہ مجتہد عظام ا.م زادہ سید حسین الاصغر محدث کی نسل
سے ہیں تمہید کے خاتمہ پر

تقریظ (۱)

از قلم رئیس العلماء سلطان الفقہا جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب قبلہ حسینی الترمذی نانوتوی وارد حال دادو (سندھ)

باسمہٖ سبحانہٗ

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ وآلہ الذین ہم منار الہدیٰ ومصابیح الدجیٰ۔

امابعد الحمد للہ کہ کتاب مستطاب "انوار السادات" تالیف منیف فضائل القاب وصل انتساب عمدۃ الاطیاب زبدۃ الانجاب فخر الاماثل والاقران الافخم الاعظم محترمی جناب السید ظفریاب حسین صاحب نانوتوی متعنا اللہ بدوام وجودہم السامی مکمل ہوکر ایسی حالت میں نظر سے گذری کہ ضعف بصارت کی وجہ سے بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے محروم رہا مگر جس قدر بھی مطالعہ کرسکا ہوں بلا جنبہ داری بلا تکلف و بلا خوف تردید اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہوں کہ ایسی کتاب پیش کرنا واقعی تاریخ کے ذخیرہ میں ایک بیش بہا اور گرانقدر اضافہ ہے جس کی تکمیل اتفاقات میں داخل ہے۔

مجھے ذاتی طور سے علم ہے کہ مصنف موصوف مدظلہم العالی نے اس کی جمع و تدوین و تالیف میں چالیس برس سے زائد جد و جہد و سعی و کوشش متواتر و پیہم میں صرف کیا ہے جس کے لئے مختلف دیار و امصار اور مقامات صعب و دشوار گذار کا سفر کرنا پڑا اور عرب و عجم کے مقامات پر پہنچ کر جو ذاتی طور سے واقعات و حالات کی تحقیق و تنقیح کی اور اہل تجربہ سے بالمشافہ گفتگو کرکے اور کتب تاریخ کی چھان بین کرنے کے بعد بعض کتب میں جو غیر محقق و غیر صالح مواد موجود تھا۔ اس پر مدلل جرح و تعدیل اور سنجیدہ نقد و تبصرہ کرکے جواہر ریزوں کو حاصل کیا۔ یہ آپ کا والہانہ جذب و شغف ہی تھا جس نے آپ سے اس قدر سخت ہمت شکن اور صبر آزما کام پورا کرالیا۔ "دیر آید درست آید" کو صحیح ثابت کردیا جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک معتبر و معتمد و موثق تاریخی مجموعہ شاہکار بن کر آج ہماری نظروں کے سامنے ہے اور اصل میں جناب ختمی مرتبت کے لئے جناب احدیت کے وعدۂ کثرت نسل کا یہ اعلان و اشتہار ہے جو مؤلف موصوف کے قلم سے ظہور پذیر ہوا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

انشاء اللہ ناظرین با انصاف مستفید و مستفیض ہوکر خود مصنف ممدوح کی کاوش و کاہش پیہم کا اندازہ فرما سکیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر کوئی تفصیلی نقد و تبصرہ نہ کرسکا کیوں کہ جلدی زور داری میں ارتجالاً یہ چند سطریں لکھنا پڑیں۔

امید ہے خداوند عالم ناظرین کو اس کتاب سے فائدہ پہنچائے اور یہ جلد شائع ہوکر منصۂ شہود پر آجائے۔

السید غلام حسنین

دادو (سندھ)

۲؍جون ۱۹۶۸ء

تقریظ (۲)

از قلم عمدۃ العلماء ممتاز الواعظین جناب مولوی سید محمد سبطین صاحب متخلص اثر حسینی الترمذی
وارد حال خیرپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لایبلغ مدحتہ القائلون والصلواۃ والسلام علی محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین

کتاب الموسوم "انوار السادات" المعروف بہ "گلستانِ فاطمہ" کا مسودہ سرسری طور پر نظر سے گذرا۔ فاضل مؤلف سید ظفریاب حسین صاحب ترمذی الحسینی انتہائی دشوار گذار وادیوں اور کٹھن راستوں سے گذر کر منزلِ مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کتاب کو موصوف نے جس جانفشانی اور کمال احتیاط سے ترتیب دی ہے وہ نہ صرف یہ کہ قابلِ قدر ہے بلکہ شجرۂ سیادت کے زیرِ سایہ آنے والی تمام نسلوں پر ایک ایسا احسانِ عظیم ہے جس کا اجر روزِ حساب پنجتن پاکؑ ہی کے توسط سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حسنِ اعمال میں یہ ایک گرانقدر توشۂ آخرت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی ایک عمل کو مؤلف کی زندگانی کا حاصل کہا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا نشانِ جاوداں ہے جو قیامت تک جگمگاتا رہے گا۔ "انوار السادات" کو نورِ محمدی کی تاریخِ مقدس اور آئمہ معصومینؑ کے مبارک تذکروں نے نورٌ علیٰ نور بنا دیا ہے۔ تاریخی واقعات کو مستند صحیح حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ نفسِ مضمون سے قطع نظر عقائد مذہب اثنا عشریہ کو محکم دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔ اس تالیف نے کتبِ مذہبِ حقہ میں ایک گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب ساداتِ کرام کے ہر گھر میں عموماً اور مومنین کرام کے ہر گھر میں خصوصاً رہنی چاہیئے۔ آخر میں بارگاہِ ایزدی میں دُعا گو ہوں کہ وہ بتوسل محمد و آلِ محمد علیہم السلام مؤلف کو دین و دنیا میں فلاح دے اور اس کی دلی نیک تمنائیں برلائے۔ آمین ثم آمین!!

احقر الکونین
محمد سبطین اثر

مئی ۱۹۶۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قلم جناب مولوی محمد سبطین صاحب اثرؔ

الله رے کتاب ۔ گلستانِ فاطمہ
تا حشر جگمگائے گا ایوانِ فاطمہ
روشن ہے وہ جو نور کی قندیل عرش پر
وہ ہے چراغِ بزمِ شبستانِ فاطمہ
کس دور میں بہا نہیں سادات کا لہو
اللہ و مصطفےٰ ہیں نگہبانِ فاطمہ
اسلام کو بچا گیا زہراؑ کا نورِ عین
اسلام پر یہ کم نہیں احسانِ فاطمہ
الله رے اوج گیارہ اماموں کی ماں بنے
پھر کیوں نبی کی جان نہ ہو جانِ فاطمہ
جنت سے میوے آئیں نہ کیوں فاطمہؑ کے گھر
رضوانِ باغِ خلد ہے دربانِ فاطمہ
بے مثل ہے یہ شجرۂ انساب اے اثرؔ
سایہ فگن اسی پہ ہے دامانِ فاطمہ

ق

ہو فاطمہ کا کیوں نہ ظفریابؔ پر کرم
یہ بھی ہے خوشہ چینِ دبستانِ فاطمہ
ہر اک نفس ہے بابِ طہارت پہ سرنگوں
دل میں نہاں ہے جلوۂ ایمانِ فاطمہ
روشن ہے قلب فاطمہ زھراؑ کے نور سے
تا زیست دل رہا ہے ثنا خوانِ فاطمہ
اقبال فاطمہؑ کو سکوں کیوں نہ ہو نصیب
سر پہ ہے اس کے سایۂ دامانِ فاطمہ

آیا زباں پہ مصرعِ تاریخ برملا
راہِ نبی ہے نظمِ گلستانِ فاطمہ

سنہ ۱۹۶۹ء

سنِ تالیف کتاب انوار السادات المعروف گلستانِ فاطمہؑ

مؤلفہ عالیجناب فضائلِ مآب زبدۃ الالمسائل منشی سید ظفریاب حسین صاحب رضا زادمجدہٗ

نظم از نتیجۂ فکر

فخر الشعراء شاعرِ اہلِ بیتؑ جناب مولوی سید غلام مرتضیٰ صاحب متخلص ناظر حسینی الترمذی نانوتوی

ہوئے تالیف کیا "انوار الانساب" درخشاں مثلِ مہتاب اس کا ہر باب

نسب سادات کے اس سے نمایاں ہر ایک فقرہ ہے اس کا دُرِ خوش آب

نہیں سلکِ گہر سے کم مضا میں کتاب انساب کی ایسی ہے کم یاب

مؤلف کا عیاں ہے ذوقِ تحقیق تلاش و جستجوُ میں دِل ہے بے تاب

عرب ایران و ہندوستاں میں پھر کر کئے وہ جمع شجرے تھے جو نایاب

شہر در شہر جاکر ہر جگہ خود کئے تحقیق حالات اور انساب

سفر طے کر گئے ہر گوشے میں پہنچے اور وہ بنگال۔ یو۔پی اور پنجاب

سلف کی پڑھ کے تحریراتِ قلمی کھُلے تحقیق کے نادیدہ ابواب

کیا انساب کو اس طرح واضح کیا ہر اشتباہ و شک کا ازھاب

مسلسل کی ہے چالیس سال محنت محقق ایسا ہے اس وقت کامیاب

ہوئے سادات سب ممنونِ احساں جزا دے اس کی ان کو رب الارباب

خدا بخشے جسے یہ ذوقِ تحقیق، فراہم خود وہ کر لیتا ھے اسباب

ہو توفیقِ الٰہی جس کو حاصل بشر دنیا میں ہے وہ ہے ظفریاب

یہ ہی تاریخ سنِ عیسوی ہیں زہے تالیف ۱۳۸۹ھ۔ سلکِ درِ خوش آب ۱۹۶۷ء

دُعا ناظر یہ ھے درگاہِ حق میں، بنا ہیں حرزِ جاں سب اس کو احباب

ہر اک گہرِ نور سے اس کے ہو روشن ہر اک پیاسا ہو اس چشمے سے سیراب

تقریظ (۴)

از قلم فخر الفقہا سراج العلماء فاضلِ جلیل جناب سید محمود الحسن صاحب قبلہ کی نانوتوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء و المرسلین محمد و آلہ المعصومین الطیبین الطاھرین

اما بعد، مبارک ہیں وہ لوگ جو اس پُر آشوب دور میں جو مغربیت کے ماحول میں ڈھلا ہوا ہے۔ اصلاحِ قوم و ملت میں جدوجہد کرتے رہتے ہیں اور لائق صد آفرین وہ نوجوانِ صالح جو تحفظ نسب سادات اور آباؤ اجداد کے قابلِ فخر و اتباع اُجاگر کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں دنیا اب بھی نیک خیال نیک ارادہ لوگوں سے خالی نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں فاضل نوجوان محقق انساب فخر سادات محترم سید ظفریاب حسین صاحب حسینی الترمذی نے ایک کتاب تاریخ انوار السادات المعروف گلستانِ فاطمہ تالیف کر کے ساداتِ فاطمی پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے مؤلف موصوف نے اپنے اجداد کے کتب خانہ کی مطبوعہ و قلمی کتب اور صدہا صدیوں کہنہ مشق مستند شجرہ انساب کے ذخیرہ کے حوالے سے بزرگوں کے کارنامے اور شجرے نسب لکھے ہیں۔ ان دیرینہ کتب و ذخیرہ شجرے نسب میں ایک قلمی کتاب نہایت ضخیم شرح اصلاب تالیف ۹۶۳ھ اپنے دامن میں بیش بہا جواہر یعنی بزرگوں کے یادگار کارنامے اور شجرے نسب مصدقہ لئے ہوئے ہیں میں نے بذاتِ خود اس قلمی انمول ذخیرہ کو جو مختلف زبانوں میں ہے پڑھ کر خلاصہ کرا کر مؤلف کتاب مذکور کی اعانت کی۔ دوسرے اہل الرائے اور محققین حضرات نے بھی اس کام میں مؤلف کا ہاتھ بٹایا۔ اس کے علاوہ مؤلف موصوف نے عرصہ تک دور دراز مقامات کی سادات بستیوں کا سفر اختیار کر کے اور اپنا ذاتی زرِ کثیر خرچ کر کے نایاب اور مفید معلومات حاصل کیں۔ غرض یہ کتاب اپنی نوعیت کی غالباً پہلی کتاب ہے جس میں انبیاء و آئمہ معصومین علیہم السلام کے حالات اور ان کی اولادوں کے شجرے نسب و بزرگوں کے حالات اور بعض متنازعہ مسائل پر مدلل بحث کی ہے بہرحال اولادِ رسولؐ کے حسب و نسب کی تشریحات کر کے مؤلف موصوف نے رسول اللہؐ کی اس حدیث کو عملی جامہ پہنایا کہ کلِ حسب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا حسبی و نسبی کہ قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع کر دیا جائے گا مگر میرا حسب و نسب قطع نہ ہوگا۔ اس حدیث بین الفریقین کا مطلب یہ ہوا کہ اولادِ رسولؐ (ساداتِ فاطمی) کا حسب نسب قیامت کے دن تک باقی رہے گا۔ یہ شرف سوائے ساداتِ فاطمیؑ کے کسی کو حاصل نہیں۔ آخر میں مؤلف کتاب ہذا نے غیر سادات کے شجرے نسب مستند لکھ کر حتی الامکان سادات کے نسل کی حفاظت کی ہے کہ آئندہ نسلیں باخبر رہیں۔ مجھے امید واثق ہے کہ جوہر شناس حضرات اس دُرِ بے بہا کو قلب و نگاہ میں جگہ دیتے رہیں گے اور اس کتاب کا سادات کے ہر گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ آنے والی نسلیں مستفید ہوتی رہیں۔ خداوند کریم بتصدقِ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام مولف موصوف کو جزائے خیر دے۔ آمین!

محمود الحسن عفی عنہ

نانوتہ ضلع سہارنپور ۱۸) ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

تقریظ (۵)

از قلم عمدۃ الفقہاء ممتاز العلماء عالیجناب مولوی سید عرفان حسین صاحب جعفری سبزواری نانوتوی

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام اشرف الانبیاء والمرسلین محمداً و آل بیتہ الطیبین والطاہرین واللعنۃ اللہ الدائمۃ علیٰ اعدائہم اجمعین۔ اما بعد، فرمانِ نبوی ہے کہ بے شک ہر نبی کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر اولاد فاطمہؑ میری طرف منسوب ہے۔ میں ان کا باپ ہوں اور خداوند تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حسنین علیہم السلام عطا کرکے آیۂ مباہلہ میں حکم دیا تھا جس کی تصویر رسولِ خدا نے میدانِ مباہلہ میں کھینچ کر بتادیا تھا کہ حسنینؑ میرے فرزند ہیں۔ پس اولاد حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اولادِ رسولؐ ہے ان احادیثِ نبویؐ اور آیۂ قرآنی کی وضاحت محققِ انساب محسنِ سادات محترم سید ظفریاب حسین حسینی الترمذی نے اپنی کتاب تاریخ انوار السادات المعروف گلستانِ فاطمہ کی تمہید میں کی ہے اور آیۂ قرانیہ واحادیثِ رسولؐ و تاریخی حقائق کی روشنی میں دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے کہ اولادِ رسولؐ سادات تمام دنیا کے عالم کے قبائل وشعوب سے افضل ہے۔ میں نے کتاب ہذا کا بغور مطالعہ کیا اور ان تمام کاغذات و کتب کو دیکھا اور پڑھا جس میں قلمی کتب مخفی تحریرات صدہا کہنہ شجرہ انساب مستند وغیرہ مختلف رسم الخط و زبانوں میں ہیں بعض چھ سات سو ہجری تک کے ہیں ان میں ایک بہت ضخیم کتاب شرح اصلاب ۹۶۳ھ کی تالیف شدہ ہے جس میں اولاد ذکور واناث و ازواج اور بزرگان سادات کے حالات اور کارنامے مرقوم ہیں۔ انہیں تمام کاغذات کی مدد سے محترم مولف نے کتاب ہذا کو مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہند کے مختلف مقامات پر جاکر سادات سے شجرہ انساب اور کتب خانوں سے مفید معلومات حاصل کیں اور اپنا ذاتی زرکثیر خرچ کیا مولف موصوف کی اس کاوشِ جلیلہ جستجو اور جدوجہد کی داد دیتا ہوں کہ اس پُر آشوب دور میں جب کہ سادات عظام کے نوجوان نئی روشنی کے زیرِ اثر اپنے حسب ونسب سے ناواقف اور آباو اجداد کے کارناموں سے بے خبر ہیں، مؤلف موصوف کا سادات عظام پر احسانِ عظیم ہے اور غیر سادات کے نسب نامے لکھ کر سادات فاطمیؑ کی نسل کی حفاظت کی ہے یہ کتاب مومنین وسادات کے لئے مفید معلومات کا ذخیرہ ہے۔ اس نے حق پرست یعنی انبیاء و آئمہ معصومین علیہم السلام کے سوانح حیات ان کے اور ان کی اولاد کے کارنامے اور باطل پرست ظالم سلاطین کے خونی واقعات قابلِ سبق اور انجام بینی پر مبنی ہیں، اس کتاب کا ہر مومن کے گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے۔ خداوند کریم بطفیلِ آئمہ طاہرین علیہم السلام فاضل مولف کو جزائے خیر دے۔

سید عرفان حسین عفی عنہ

جعفری وسبزواری نانوتوی

تقریظ (۶)

از قلم قمر الواعظین مبلغ جلیل عالیجناب مولوی سید حسن صاحب حسینی الترمذی کیرانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو اھلہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ محمد الرسول اللہ و آلہ الطاہرین سلام علیٰ آلِ نبیؐ امّا بعد

عرصہ کے شوق و اشتیاق کے بعد مسودہ کتاب تاریخ الزار السادات المعروف گلستانِ فاطمہؑ کا مطالعہ کیا، جس کو ماہرِ علم نسب محافظِ نسلِ سادات فاطمیؑ عزیزم سید ظفریاب حسین حسینی الترمذی نے نہایت جدوجہد و تحقیق کے بعد تالیف کی ہے، مولف موصوف نے صدہا صدیوں کہنہ مستند شجرہ انساب جو اکابرین ملت اور جلیل القدر نسابوں کی مہروں اور دستخطوں سے مزین اور مختلف زبانوں میں جو سینہ بسینہ نسلوں میں محفوظ کیے بعد دیگرے پشتوں میں تصدیق ہو کر منتقل ہوتے رہے جن کو بزرگانِ سادات جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، جب میں نے قلمی کہنہ کتب مخفی تحریرات اور شجرہ انساب کے ذخیرہ کو دیکھا اور پڑھا تو حیران رہ گیا اللہ اللہ چھ سات سو ہجری تک کے کاغذی و چرمی شجرہ انساب وغیرہ جن میں اکثر عبرانی وسریانی وعربی وحروف تہجی وغیرہ رسم الخط میں مرقوم ہیں جو بوجہ کہنگی بوسیدہ و دیمک خوردہ ہیں، ان میں ایک قلمی ضخیم کتاب بزبان فارسی شرح اصلاب سنہ ۹۶۳ھ کی لکھی ہوئی ہے فاضل مؤلف نے ان نادر و نایاب مواد کی روشنی میں اس کتاب کو لکھا ہے اس کے علاوہ مولف موصوف نے ہندوستان کے دور و دراز مقامات کا سفر اختیار کر کے سادات بستیوں و کتب خانوں میں جا کر اپنی ذاتی تحقیق و مفید معلومات اور شجرۂ انساب مہیا کر کے اس کتاب میں سمویا ہے عزیز مؤلف نے اسلاف کے کارنامے کثیر مخفی شاہ وار جواہر کے دُرِ بے بہا دانوں جو منتشر غیر منسلک کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ کتابی شکل میں منسلک کر دیا یا یوں کہیئے کہ گلستانِ فاطمہؑ کے بکھرے ہوئے پھولوں کو جگہ جگہ سے چُن چُن کر شجرۂ طیبہ کا مہکتا گلدستہ تیار کیا ہے اور انبیاء و آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کی اولاد کے تاریخی حقائق و واقعات مدلل فریقین کی کتب سے ثابت کئے ہیں یعنی شجرہ طیبہ و شجرہ ملعونہ اور حق و باطل کا موازنہ کیا ہے۔ اور غیر سادات کے شجرۂ نسب لکھ کر سادات و غیر سادات میں افضل و مفضول یا کفو غیر کفو کی امتیازی حد قائم کر دی ہے غرضکہ کتاب ھٰذا اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، کتاب ھٰذا کی قدر و منزلت جو چشم تصور میں تھی۔ اس سے کہیں بالاتر ہو گئی، مؤلف موصوف کی محنتِ شاقہ وسعی و بلیغ صد ہزار ستائش ہے اور مصحفِ فاطمیؑ کے اوراق پریشان کی شیرازہ بندی اور اس گلستانِ فاطمہ کی آبیاری پر اپنا زر و قیمتی وقت وقف کر کے ایسا سرسبز و شاداب کر دیا کہ اس چمنستان کا ہر گلچیں، ہر

ظفر
سید یاب حسین ولد مولوی محمد یٰسین حسینی الترمذی نانوتوی
مؤلف کتاب ہذا دیکھکر تقاریظ کے بعد

سید ظفریاب ولد مولوی سید محمد لیسین حسینی الترمذی نانوتوی
مولف کتاب ہذا (مجلہ) تقاریظ کے لیے

غنچہ وگل و برگ وثمر باد صرصر خزاں سے محفوظ ہوگیا۔ خداوند کریم بطفیلِ ائمہ طاہرین علیہم السلام قدر شناس انجام بین کتاب ھذا کو اس بلند نظریے سے دیکھیں جس کی مستحق ہے۔ خاص کر سادات کا ہر فرد کتاب ھذا کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ رکھے تاکہ خود اور آئندہ نسلیں حسب ونسب سے باخبر رہیں۔ اجرکم علی اللہ وزاد اللہ توفیقا نکم

حررہ

سید حسن حسینی الترمذی عفی عنہ

ساکن کیرانہ ضلع منظفر نگر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَنَبِیِّنَا وخاتم النبین اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ امنا باللہ فی بلادہٖ حججہ علی عبادہٖ ائمہ الھدیٰ من اھل بیتہٖ الطیبین الطاھرین الاوصیا المجنبین صلوات اللہ سلامہٗ علیہم اجمعین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین۔

اما بعد! وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۝ سورہ بنی اسرائیل (بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت و بزرگی دی اور تری و خشکی میں ان کو سواری دی اور روزی دی ہم نے ان کو پاک چیزوں میں سے۔ فضیلت دی ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر) پس فضیلت دینا اس آیت سے ثابت ہے کہ خداوند عالم نے انسان کو اپنی کثیر مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے اور اس فضیلت کو تصرف اور حکمت قرار دیا ہے مطلب یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی۔ یعنی انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور باقی مخلوق کو انسان سے مفضول قرار دیا۔ اس کے بعد قدرت کاملہ نے نوع بشر کو اپنی افرادیت میں بھی ہر فرد دوسرے فرد سے افضل قرار دیا۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ۔ سورہ انعام (خداوند کریم وہی تو ہے جس نے زمین کا تم کو متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں فوقیت عطا فرمائی تاکہ جو کچھ تم کو دیا گیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے) معلوم ہوا کہ تمام نوع بشریہ بھی مساوی الدرجہ نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی پھر فرمایا اُنْظُرْ کَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَۃُ اَکْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا۝ غور کرو کہ ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فضیلت دی ہے اور آخرت میں یہ فرق از روئے درجات بھی بڑا ہو گا اور از روئے فضیلت بھی اس آیت سے بھی یہی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے افراد بشریہ کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے یعنی تمام انسان مساوی الدرجہ نہیں ہیں اور پھر فرمایا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ سورۃ نساء (اور نہ تمنا کرو نہ حرص کرو اس کی جس چیز میں خدا نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے) پس یہ ثابت ہوا کہ فرد بشریہ پست درجہ کو فرد بشریہ اعلیٰ درجہ سے بڑھنے کی ہوس کرنا ظلم ہے اب جو لوگ ادنیٰ و اعلیٰ درجہ کے انسانوں کو یا فاضل و مفضول کو یکساں اور نسل انسانی کو مساوی الدرجہ جانتے ہیں وہ لوگ صریح حکم خدا کے مخالف ہیں۔ نوع انسانی کے علاوہ خدائے تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بھی بعض پر بعض کو

فضیلت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۂ بقر میں ارشاد احدیت ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ان میں سے بعض سے کلام کی اور بعض کے درجات بلند کئے پس آیات متذکرہ سے ثابت ہے کہ خداوند عالم نے اپنی تمام مخلوق میں ادنیٰ و اعلیٰ درجات کا فطری قانون نافذ کیا۔ کوئی جنس اور نوع اور افراد نوع اس قانون خداوندی سے مبرا نہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام یعنی ہر نوع میں فاضل و مفضول کا درجہ رکھا، اس کے فاضل و مفضول کی تمیز کرا کر نسل انسانی میں قبائل و شعوب یعنی خاندان و گھرانے اپنی مرضی ومنشا کے مطابق بنائے ہیں۔ چنانچہ فرمان ایزدی ہے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورہ حجرات) اے انسانوں ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو ہم نے شعبوں اور قبیلوں میں پہچان کے لئے تقسیم کیا۔ یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔ بیشک خدا بڑا جاننے اور خبر رکھنے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے علم و حکمت و مصلحت سے انسانوں میں شعوب و قبائل یعنی خاندان و گھرانے اپنی مرضی ومنشا کے مطابق بنائے ہیں اور ہر قبیلہ و شعبہ الگ الگ رہے تاکہ ان کی پہچان و تمیز رہے اور قبیلہ و خاندان میں نمایاں فرق رہے!

تاریخ نسل انسانی شاہد ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت نوحؑ تک جو نسل انسانی چلی وہ تو طوفان نوح نے ختم کر دی۔ ان میں سے حضرت نوح کے تین بیٹوں سام، حام، یافث سے دوبارہ نسل حضرت آدم علیہ السلام چلی جو آج تک موجود ہے۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم تک گیارہ پشتوں کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ کے شعوب و قبائل کا کہیں ذکر نہیں لیکن اس زمانہ میں نسل انسانی جاری رہی جیسا کہ سورہ عمران میں ذکر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ بے شک خداوند تعالیٰ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم و آل عمران کو تمام عالمین میں اصطفیٰ (چن) لیا جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اس آیت میں خداوند کریم نے حضرت آدم و نوح کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد آل ابراہیم کا ذکر ہے جس سے ثابت ہے کہ قبائل و شعوب کی ابتدا حضرت ابراہیم سے ہوئی جیسا کہ قرآن اور تاریخ شاہد ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے دو بڑے قبائل کی ابتدا ہوئی۔ آپ کی دو ازواج محترم تھیں، جناب سارہ بنت نور بن ناخور چچا کی بیٹی تھیں۔ ان کے بطن مبارک سے حضرت اسحاق مورث قبیلہ اسرائیل پیدا ہوئے اور دوسری اہلیہ محترمہ جناب حاجرہ مصر کے شاہی خاندان سے تھیں۔ ان کے بطن مبارک سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ مورث قبیلہ اسماعیل پیدا ہوئے۔ کلام خدا کی رو سے حضرت ابراہیم کو جد الانبیاء اور تاریخی اعتبار سے آپ اقوام عالم کے جد امجد ہیں۔ کیونکہ دنیا کے سب سے بڑے تین مذاہب کے ماننے والے آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل جو حضرت اسحاق کی نسل سے ہیں۔ جن کا مذہب یہودیت کہلاتا ہے۔

۲۔ حضرت عیسٰے بن مریم جو حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں ان کے پیرو کا مذہب دین مسیحت کہلاتا ہے۔

۴۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل میں حضرت محمد المصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ان کے دین کو اسلام کہا جاتا ہے ہزار ہا سال کی تاریخ نسلِ انسانی انہیں دو حضرات اسحاق و اسماعیل سے وابستہ ہے اور انہیں دو حضرات سے ازروئے کلام مجید قبائل بنی اسرائیل و بنی اسماعیل کی ابتدا ہوئی۔ کیونکہ حضرت نوح سے لے کر حضرت ابراہیم تک شعوب و قبائل کا کوئی ذکر نہیں ملتا جیسا کہ ارشاد خداوند عالم ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ اور نوح کے بعد کتنے زمانہ کے لوگوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ پس حضرت نوح سے لے کر حضرت ابراہیم تک گیارہ پشتوں کے حالات گم ہیں۔ باوجود اس کے آل سام و حام و یافث کی نسل چلتی رہی اس کے بعد آیت نمبر ۳۳ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ کے آخری حصہ آل عمران کی وضاحت باقی ہے، آیت میں دو ۲ یعنی آل ابراہیم و آلِ عمران جدا جدا ہیں بعض لوگوں نے آل عمران کی یہ تشریح کی ہے کہ آیت میں جن عمران کا نام ہے وہ اسرائیلی عمران ہیں۔ اگر بقول ان لوگوں کے اسرائیلی عمران فرض کر لیا جائے تو آیت کا مفہوم صحیح نہیں رہتا کیونکہ اسرائیلی عمران دو ہیں ایک عمران حضرت موسیٰ کے والد اور دوسرے عمران حضرت مریم کے والد۔ ان دونوں عمران کا سلسلہ نسب منقطع ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں اسرائیلی عمران حضرت ابراہیم کی آل میں شامل ہیں جبکہ یہ دونوں عمران اسرائیلی آلِ ابراہیم ہیں تو آلِ عمران کا تذکرہ آیت میں بے معنی ہوگا۔ معلوم ہوا آیت کے آخری حصہ میں آلِ عمران وہ عمران ہیں جن کی اولاد یکے بعد دیگرے بسلسلہ نسب ہمیشہ قیامت تک باقی رہے گی۔ پس یہ بنی اسرائیل کے عمران نہیں ہیں بلکہ بنی اسماعیل کے عمران بلقب ابوطالب مطلبی و ہاشمی ہیں ان کی نسل سے حضرت علی علیہ السلام سے لے کر امام آخر الزماں علیہ السلام اور ان کی نسلیں جو ایک دوسرے کی اولاد تا قیامت باقی رہے گی اور ان کی اولاد کا تو شمار ہی نہیں جو سادات کہلاتے ہیں اسی لئے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر ایک ماں کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر میری بیٹی فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے اور ہر پیغمبر کی ذریت کو اس کی پشت میں رکھا گیا ہے مگر میری ذریت کو علی ابن ابیطالب (عمران) کی پشت میں رکھی گئی ہے (طبرانی و صواعق محرقہ ص ۶۳) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ رسول اکرم کی شان میں فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورہ النجم) رسول خدا وحی کے بغیر ہرگز بولتے ہی نہیں جب کبھی بولتے ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب گفتگو یقیناً وحی ہوتی ہے۔ پس فرمانِ نبوی اور بروئے آیت یہی مطلبی و ہاشمی عمران ہیں جن کی نسل نسلِ رسول ہے اور جس کی آل کو مصطفےٰ بنایا گیا ہے اس کے علاوہ خداوند عالم نے حضرت عمران بلقب ابوطالب کی حمایت اور پناہ کو اس طرح فرمایا ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ (سورۃ والضحیٰ پارہ نمبر ۳۰) کیا ہم نے تجھے یتیم پا کر پناہ نہیں دی، رسول اللہ چھ یا آٹھ سال تک دادا (عبد المطلب) کے سایہ میں پلے۔ اس کے بعد سرور کائنات کے سر سے دادا کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ حضرت ابوطالب (عمران) نے اپنی پناہ میں لے لیا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ اس آیت میں بطور احسان کر رہا ہے اور حضرت ابوطالب کی حمایت اور پناہ کو اپنی حمایت و پناہ فرما رہا ہے چھ یا آٹھ سال کی عمر سے لے کر بعثت کے آٹھویں سال تک یعنی چالیس سال تک آپ نے پیغمبر خدا کو اپنی پناہ میں رکھا۔ یہ

آیت حضرت ابوطالب کی پوری زندگی کی مدح میں نازل کی گئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ بنی اسماعیل کے عمران بلقب ابوطالب ہیں نہ کہ اسرائیلی عمران، اور یہ ثابت ہو چکا کہ شعوب وقبائل کی ابتدا حضرت ابراہیم سے بنی اسرائیل وبنی اسماعیل کی ہوئی اور ہر قبیلہ و شعوب کی پہچان کے لئے فرق یا امتیاز ہونا لازمی ہے تقسیم قبائل وشعوب کی پہچان کی غرض وغایت صرف فضیلت ہے قبیلہ بنی اسماعیل میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ اس قبیلہ کو بنی اسرائیل سے افضل بنایا۔ چنانچہ فرمان نبوی ہے۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں تحقیق خداتعالیٰ نے تمام مخلوق کو خلق فرمایا تو مجھ کو ان سے بہتر بنایا پھر ان کے دو فرقے (قبیلہ) بنائے تو مجھ کو بہتر فرقہ میں بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھ کو بہتر قبیلہ میں پیدا کیا پھر جب ان کے گھرانے بنائے تو مجھ کو بہتر گھرانہ میں پیدا کیا پس میں تم سے بہتر گھرانہ والا ہوں اور سب سے بہتر وجود ہوں پھر فرمایا کہ بہترین عرب میں مضر ہیں اور بہترین بنی مضر میں قریش اور بہترین بنی قریش میں عبدمناف ہیں اور بہترین عبدمناف میں ہاشم اور بہترین بنی ہاشم میں بنی عبدالمطلب ہیں خدا کی قسم جب سے آدم پیدا ہوئے اب تک جب بھی نسل آدم دو فرقوں میں جدا ہوئی ہے تو میں بہتر فرقہ میں ودیعت ہوا ہوں (کتاب الشہاب الخصائص الکبریٰ سیوطی تاریخ ابوالفدا و کنزالعمال جلد ۶ صـ ۱۰۴/۱۰۵ والبرہان جلد ۱۷ وغیرہ) پس آیات واحادیث نبوی مذکور سے ثابت ہے کہ خداوند عالم نے قبائل وشعوب یعنی خاندان وگھرانہ اپنی منشا کی مطابق بنائے اور رسول اللہ کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل بنایا لہٰذا آپ کی نسل تا قیامت تمام دنیا کی اقوام وقبائل سے افضل ہے یہ کہنا غلط ہے کہ اولاد آدم سب مساوی ہیں۔

مساوات ونسلی امتیاز

بعض نافہم ومتعصب لوگ جان بوجھ کر آیات قرآنی واحادیث نبوی کو پس پشت ڈال کر اولاد حضرت آدم کو مساوی الدرجہ جانتے ہیں وہ اس لئے کہ خاندان رسالت کے نسبی وذاتی فضائل پر پردہ پڑ جائے جیسا کہ سلاطین بنی اُمیہ نے اہلبیت رسول کے فضائل ومناقب گھٹانے کی کوشش کی اور آج تک بنی اُمیہ کے پیرو اسی پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں بدطینت لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ دوسروں میں ایسا کوئی وصف دیکھتے ہیں جو ان میں نہیں تو پھر اس وصف کو ہیچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اسلام میں حسب ونسب کوئی چیز نہیں کیونکہ اسلام مساوات کا علمبردار ہے۔ صرف انسان اپنے اچھے اعمال ہی سے فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔ بیشک انسان کی عزت ومنزلت یا ذلت اعمال پر موقوف ہے لیکن کیا اعمال حسنہ صاحب عمل کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بزرگان دین اور انبیاء اوصیا کی اب کوئی عزت وحرمت نہ ہونی چاہئے کیونکہ ان کے اعمال حسنہ ان کے ساتھ فنا ہو گئے۔ لیکن یہ اس لئے غلط ہے کہ دنیا میں بزرگان دین اور انبیا اوصیا کی عزت وحرمت آج بھی کی جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اعمال حسنہ کا اثر صاحب عمل کے بعد بھی باقی رہتا ہے لہٰذا اولاد رسول کے اعمال حسنہ اور نسبی شرف کا اثر آج بھی ہے اور آئندہ بھی باقی رہے گا۔ آل رسول کے فضائل ومناقب اور خاندانی حسب ونسب پر خود رسول اللہ نے فخر فرمایا۔ اس لئے تمام نوع نسل انسانی کے قبائل شعوب وبیوت واقوام عالم کی نسلوں سے بروئے آیات قرآنی واحادیث نبوی افضل ہیں مگر اس پر بھی یہ لوگ سیدھے سادھے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جیسا کہ وہ اسلامی مساوات کی وضاحت بے معنی طریقہ پر کرتے ہیں، درحقیقت اسلام نے جس مساوات پہ زور دیا ہے۔

وہ معاشرہ میں حقوق کی یکسانیت اور پست لوگوں کو ابھارنے کی کوشش ہے اسلام ان لوگوں کو ابھارنا چاہتا ہے جو پستی میں ہیں لیکن ان طبقوں کو جو بلند درجہ میں ہیں پست کرنا نہیں چاہتا۔ اسلام کا منشا ہرگز یہ نہیں ہے کہ بلند طبقہ کے افراد کو گرا کر پست طبقہ کی برابر کر دیا جائے ورنہ معمولی سمجھ کا انسان بھی یہ جانتا ہے کہ جاہل عالم کے نابینا بینا کے بد نیک صالح کے حرام حلال کے باطل حق کے تاریکی روشنی کے برابر قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ خداوند عالم نے اشیاء عالم اور نفوس انسانیہ کو برابر خلق نہیں فرمایا یعنی ہر ایک جنس کو دوسری جنس اور ہر نوع کو دوسری نوع اور ہر فرد کو دوسرے فرد پر بعض امور میں فضیلت دی ہے جمادات، نباتات، حیوانات طبقوں میں خدا تعالٰے نے فطری قانون تفضیلت ودیعت فرمایا ہے۔ جمادات میں زمین و پہاڑ شامل ہیں زمین کی کئی اقسام میں ایک قطعہ زمین بنجر اور ایک قطعہ زمین مزروعہ نہری ہے دونوں قطعات ارضی ہی کہلائیں گے لیکن قطعہ زمین بنجر سے قطعہ زمین مزروعہ نہری کی قدر و قیمت زیادہ ہے اس لئے بنجر زمین سے مزروعہ نہری زمین افضل ہے اس کے بعد اشیاء ارضیہ میں تمام دھاتیں لوہا، پیتل، چاندی، تانبا سونا وغیرہ سب ہی زمین کی چیزیں اور دھات کی اقسام میں ہیں لیکن پیتل سے زیادہ قدر و قیمت سونا کی ہے سونا پیتل سے افضل اور پیتل مفضول ہے اسی طرح پتھروں کی اقسام کو دیکھ لیجئے کہ خدا نے ایک دوسرے سے افضل خلق کیا ہے۔ اور ہر ایک کی قدر و قیمت جدا ہے اور فائدہ و اثر جدا ہوتے ہیں حالانکہ سب کو پتھر ہی کہا جاتا ہے۔ ایک وہ پتھر جس سے عمارتیں تعمیر ہوتی ہیں ایک وہ پتھر جو جواہرات ہیں اور تاج شاہی میں آویزاں ہوتے ہیں اگر کوئی نافہم آدمی یہ کہہ دے کہ دونوں قدر و قیمت اور اوصاف میں مساوی ہیں تو جوہری اس کو جاہل کا خطاب دیں گے کیونکہ جواہرات کی قدر و قیمت عمارتی پتھر سے زیادہ ہے لہٰذا جواہرات عمارتی پتھر سے افضل ہیں۔ نباتات ان اشیاء ارضیہ کو کہتے ہیں جو زمین سے اگتی اور بڑھتی ہیں، مثلاً گندم، جو، جوار، مکی، مٹر وغیرہ یا پھلوں میں آم، امرود، ناشپاتی، سیب، انگور وغیرہ جنس نباتات میں داخل ہونے کی وجہ سے سب مساوی ہیں۔ تمام کو نباتات ہی کہتے ہیں لیکن اپنے اوصاف فطری کی بنا پر ایک دوسرے سے افضل ہے مثلاً گندم جوار سے اوصاف و قدر و قیمت میں افضل اور جوار مفضول۔ اسی طرح سیب، ناشپاتی سے اوصاف و قدر و قیمت میں فاضل اور ناشپاتی مفضول ہے۔ بغرضیکہ ایک جنس دوسری جنس سے افضل ہے۔ جماد و نباتات کے اوصاف فطریہ کے علاوہ حیوانات میں اور بہت سے اوصاف پائے جاتے ہیں تمام حیوانات میں جنس حیوانی ایک ہے لیکن بلحاظ نوعیت ہر نوع دوسری نوع سے جدا ہے حیوانات کی ہر نوع گھوڑا و گدھا، بھینس، گائے، بیل وغیرہ کی متعدد نسلیں اور یہ نسلی امتیاز دریائی جانوروں پرندوں مرغ، کبوتر وغیرہ حتیٰ کتوں میں بھی نسلی امتیاز پایا جاتا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے نسلی امتیاز سے محروم رہے، پس معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے اشیاء عالم اور نفوس انسانیہ کو مساوی الاوصاف خلق نہیں فرمایا بلکہ تمام آفاق عالم کی مخلوق میں جنسی و نوعی و افرادی فضیلت کو قائم رکھا ہے یعنی ہر ایک جنس کو دوسری جنس اور ہر نوع کو دوسری نوع سے اور ہر فرد کو دوسرے فرد پر اور ایک قبیلہ کو دوسرے قبیلہ پر بعض امور میں فضیلت دی ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین میں یہ سلسلہ فاضل و مفضول قائم رکھا پس آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا خاندان و حسب و نسب تمام دنیا کی اقوام و قبائل کے خاندانوں سے افضل ہے اور باقی تمام دنیا کی اقوام و قبائل پست ہیں"۔

حسب ونسب

انسان کی ابتدا حضرت آدم و حضرت حوّا سے ہوئی ہے لیکن قرآن مجید میں (یا بنی آدم) ہی فرمایا گیا ہے کسی ایک جگہ بھی قرآن مجید میں خدا نے اولاد کو یا انسانوں کو حضرت حوّا کی طرف نسلاً نسباً منسوب نہیں فرمایا بلکہ ہر جگہ (یا بنی آدم) کے خطاب سے انسانوں کو مخاطب فرمایا ہے اور اسی طرح قوم نوح و ذریت نوح اور ذریت ابراہیم و آل ابراہیم و آل عمران و بنی اسرائیل و بنی اسماعیل قلقیدار و بنی قریش و بنی ہاشم وغیرہم نسب اور قومیت کو باپ کی طرف نسبت دی ہے کسی جگہ نسب کو ماں کی طرف نسبت نہیں دی جس سے ظاہر و واضح ہے کہ باپ کی طرف محض اس لئے ہی اولاد اور ذریت کو منسوب فرمایا گیا ہے کہ اولاد اور ذرّیت صرف باپوں کے اصلاب و ظہور میں رکھی گئی تھی اور عالم ذرّیت میں وہیں سے نکالی گئی تھی اور باب عالم اجسام میں نکالی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِىْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ (سورہ اعراف) اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی ذرّیتوں کو نکالا اور ان کو خود ان کی جانوں پر گواہ بنا کر ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے عرض کی کہ ہاں بیشک تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس امر کے گواہ ہیں اور یہ اقرار ہم نے ان سے اس لئے لیا کہ تم بروز قیامت یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس سے بے خبر تھے، پس معلوم ہوا کہ تمام نفوس اولاد آدم پشت آدم میں رکھے گئے تھے جن کو نکال کر اقرار ربوبیت الٰہیہ لیا گیا تھا اور پھر بعد اقرار ان کو وہیں رکھا گیا جہاں سے اخراج کیا تھا اور وہی چیز آج تک نسل انسانی میں جاری اور موجود ہے۔ جس سے اولاد پیدا ہوتی ہے جس کا اخراج صلب و ظہر سے ہوتا ہے اقوال معصومین علیہم السلام اور دیگر علماء مفسرین اسلام سے متفقہ طور پر ثابت ہے کہ حضرت آدم کی پشت سے اولاد آدم اور اُن کی ذریت کو اس طرح نکالا کہ باپ کی پشت سے بیٹا اور بیٹے کی پشت سے پوتا تا آخر نسل انسانی قیامت تک جس پر آیت و احادیث متفقہ طور پر (من ظهورهم و اصلابهم) پشت در پشت مذکور ہے کسی جگہ ترائب اور رحم و بطن کا ذکر نہیں آیا جس سے ثابت ہے کہ نسب یا نسل کا تعلق باپ سے ہوتا ہے ماں سے نسب یا نسل کا کوئی تعلق نہیں ہوتا غرض کہ بطن مادری ذریعہ نسب یا نسل نہیں ہے لہٰذا کسی سیدزادی کی اولاد سید نہیں ہو سکتی جبکہ اس کا باپ سید نہ ہو۔

حسب ونسب کی فضیلت

رسول اللہ نے خود اپنے طیب و طاہر نسب پر فخر فرمایا ہے اور پیغمبر خدا جو کچھ فرماتے ہیں وہ یقیناً وحی ہوتی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ برگزیدہ کیا خدا تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں اسمٰعیل کو اور بنی اسمٰعیل میں کنانہ کو اور بنی کنانہ میں قریش کو اور بنی قریش میں ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبدالمطلب کو اور بنی عبدالمطلب میں مجھ کو (الخصائص الکبریٰ سیوطی وغیرہ) اور فرمایا کُلُّ حسب ونسب ینقطع یوم القیامة اِلّا حسبی ونسبی۔ کہ قیامت کے دن ہر نسب وحسب قطع کر دیا جائے گا مگر میرا حسب ونسب قطع نہ ہوگا (صواعق محرقہ)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار ہشتم کے باب شوریٰ میں ایک طویل حدیث لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخین کی حکومت کے زمانہ میں تمام اصحاب مہاجر و انصار ایک دن مسجد نبوی میں جمع تھے تو اپنے اپنے فضائل بیان کر رہے تھے اس مجمع میں امیر المومنین حضرت

حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے ایک صحابی نے عرض کیا یا علی آپ کیوں خاموش ہیں۔ آپ بھی اپنے فضائل بیان کیجئے آپ نے تمام مجمع پر نظر ڈالی اور فرمایا اے گروہ مہاجرین و انصار میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو فضائل تم نے اپنے اپنے بیان کئے ہیں یہ تمہیں ذاتی طور پر حاصل ہوئے ہیں یا کہ رسول اللہ کی وجہ سے تو سب نے حلف اٹھا کر عرض کیا بیشک یہ فضائل ہم کو رسول خدا کی وجہ سے ہی حاصل ہوئے ہیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول خدا تم میں سے تھے یا کہ ہم میں سے تھے تو اصحاب نے حلفاً عرض کی یا علی بیشک رسول اللہ تم میں ہی سے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ فضائل تم کو ہماری وجہ اور ہمارے ہی طفیل سے حاصل ہوئے ہیں تو سب نے حلفاً اقرار کیا کہ بیشک ایسا ہی ہے تو آپ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ سے سنا ہے جبکہ آپ نے فرمایا تھا کہ بروز قیامت تمام حسب و نسب قطع ہو جائیں گے سوائے میرے حسب و نسب کے۔ پس حسب و نسب میں کون مجھ سے افضل ہے تحقیق میرے باپ (عمران بلقب ابوطالب) اور رسول خدا کے باپ (عبداللہ) حقیقی بھائی تھے اور حسنؑ و حسینؑ فرزندان رسول خدا سرداران جنت میرے بیٹے ہیں اور فاطمہ زہرا بنت رسول خدا میری بیوی تمام مستورات جنت کی سردار ہے تو تمام مجمع کے افراد نے حلفاً جواب دیا خدا کی قسم حسب و نسب میں کوئی بھی آپ کے برابر یا ہمسر نہیں ہے اور اسی کتاب ہشتم بحار کے ص۳۶۴ پر مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ نے اصحاب کے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے مسجد نبوی کے لئے زمین خرید کر جو ان کو دی گئی جس کے ساتھ اپنے مکانوں کی جگہ بھی خرید فرمائی پھر اس میں دس مکان بنائے جن میں اپنے لئے نو اور دسواں جو ان کے درمیان تھا مجھے عطا فرمایا پھر جب تمام لوگوں کے دروازوں کو جو مسجد نبوی کی طرف تھے بند کرنے کا حکم دیا سوائے میرے دروازہ کے۔ تو اس پر اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ تو میں نے تمہارے دروازہ بند کئے ہیں اور نہ ہی میں نے علی کا دروازہ کھولا ہے لیکن خدا نے تمہارے دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور علی کے دروازہ کھلا رہنے کا حکم دیا ہے اور بیشک تمام لوگوں کو سوائے میرے خدا نے مسجد میں سونے سے منع کر دیا تھا اور میری اور رسول اللہ کی رہائش مسجد میں تھی اور میری اور رسول اللہ کی اولاد (یعنی حسنین) مسجد میں پیدا ہوئی تو سب حاضرین نے یک زبان حلفاً اقرار کیا۔ خدا کی قسم ایسا ہی ہوا ہے۔ پس مذکورہ بیانات و آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ قبائل و شعوب و حسب و نسب میں سے بعض کو فاضل و مفضول بنانے کی یہ وجہ صرف اس نور اول مخلوق صرف حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علیؑ کی ذات اقدس ہی تھی ان کا نور اقدس جن قبائل و شعوب اور افراد کے اصلاب و بطون میں منتقل ہوتا رہا وہی افضل بنائے گئے اور جن میں نورِ اقدس نہیں گیا وہ مفضول، چونکہ خداوند عالم نے اپنی تمام مخلوقات سے آدم و اولاد آدم کو افضل بنایا جب سلسلہ حضرت ابراہیمؑ تک پہنچا تو ان کی اولاد میں سے حامل نور محمدی حضرت اسمٰعیل کو فاضل بنایا اور باقی کو مفضول اور بنی کنانہ میں سے حاملِ نور محمدی قریش کو افضل بنایا اور بنی قریش میں سے ہاشم کو افضل بنایا باقی کو مفضول اور بنی ہاشم میں سے بنی عبدالمطلب کو افضل بنایا باقی کو مفضول اور بنی عبدالمطلب میں رسول اللہ کو فاضل بنایا، اس لئے رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب کے حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا حسب نسب اپنی فضیلت کے ساتھ باقی رہے گا اور قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے

پکارا جائے گا ان کے باپوں کا نام نہیں پکارا جائے گا تاکہ ولدالزنا لوگوں کی عیب پوشی ہو جائے مگر علی و اولاد علی کو پکارتے وقت ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا کیونکہ یہی صحیح نسب صحیح الولادۃ ... ہیں اور فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل امین نے کہا کہ میں نے روئے زمین پر مشرق و مغرب تک پرواز کی لیکن آپ سے کسی کو افضل نہیں پایا اور اولاد بنی ہاشم سے کسی کی اولاد کو افضل نہیں پایا اور پھر فرمایا ہر ایک ماں کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر میری اکلوتی بیٹی فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے اور ہر پیغمبر کی ذریت کو اس کی پشت میں رکھا گیا مگر میری ذریت علی ابن ابیطالب کی پشت میں رکھی گئی ہے (طبرانی۔ صواعق محرقہ صفحہ ۶۳ و کتاب الشہاب و جوامع الکلم البرہان جلد ۱۴ و مدینۃ المعاجز علامہ سید ہاشم طبرانی صفحہ ۲۰۴)، اس فرمان نبوی سے کس قدر واضح ہے کہ اولاد فاطمہ میری اولاد ہے جو باپ کی طرف منسوب نہیں بلکہ میری طرف منسوب ہے میں ہی ان کا باپ ہوں اور میری ذریت علی کی پشت میں رکھی گئی۔ پس اولاد فاطمہ نسل رسول ہے لہٰذا نسل رسول جن کا ہمسر خدا نے دنیا میں کسی کو خلق نہیں کیا پس باقی تمام دنیا کے قبائل و شعوب و بیوت و اقوام و نسلیں و حسب و نسب ان سے مفضول ہیں اور یہ کل سے افضل ہیں۔

سیادت

سیادت کے لغوی معنی سرداری کے ہیں اور اس صفت سے متصف ہونے والے کو سیّد کہتے ہیں ایک ذاتی اوصاف کی وجہ سے قوم یا ملک کا سردار ہو جو جیسا کہ حضرت عبدالمطلب اور ان کے آباؤ اجداد جنہوں نے اپنے ذاتی اوصاف سے قوم اور ملک سے اپنی سیادت تسلیم کرائی تھی اور سید البطحٰی کا خطاب پایا دوسرے خداوند عالم کا کسی وجود کو چن لینا جیسا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کے چچا حضرت عمران ملقب ابوطالب نسل اور وراثت کے لحاظ سے بھی اپنے باپ کے بعد ان امور کے مالک تھے جو ان کی سیادت کے تحت چلے آتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے امور خاص کے لئے چن لیا تھا جس کا تذکرہ خداوند عالم نے اپنے کلام مجید میں کیا ہے ان اللہ اصطفیٰ آدمؑ و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران مگر سیادت کی صفت صرف بنی فاطمہ کے لئے مخصوص ہے اولاد رسول سے عرفاً و اصطلاحاً بغرض اظہار نسب بنی فاطمہ ہی مراد لئے جاتے ہیں لفظ سیّد یا اولاد رسول یا آل رسول یا آل محمد سے بغرض اظہار نسب وہی لوگ سمجھے جاتے ہیں. جو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام کی نسل سے ہیں بے شمار اکابرین ملّت نے اولاد حسنین علیہم السّلام کو ہمیشہ سے ابن رسول اللہ، اولاد رسول یا آل رسول ہی کہہ کر مخاطب کیا ہے کسی دوسرے ہاشمی یا غیر ہاشمی کو اس طرح خطاب کرنا کہیں ثابت نہیں اگر اولاد رسول یا آل رسول یا آل محمد سے مراد متبعین یعنی امت لیا جائے تو ظاہر ہے کہ امت پر تو صدقات حلال ہیں اور امت کے غربا و مساکین ہی اس کے مستحق ہیں اور اگر متبعین یعنی امت پر صدقات حرام ہیں تو آج تک یہ حرام ہی کھاتے رہے مگر ایسا نہیں ہے حقیقتاً حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السّلام کی اولاد ہی آل رسول و اولاد رسول ہیں دوسرا ہاشمی یا غیر ہاشمی اس میں شامل نہیں ہے پس جن پر کسی بھی حالت میں صدقات حلال نہیں وہی لوگ اولاد رسول یا آل رسول یا آل محمد یا سادات فاطمی ہیں بعض متعصب لوگوں نے قرآن سے آل فرعون کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ آل سے مراد ہمقوم و تابعدار ہوتے

ہیں پس جو رسول کا ہمقوم و تابعدار ہے وہی آل میں داخل ہے، حالانکہ فرعون کی کوئی اولاد ہی نہ تھی پس وہاں لفظ آل حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور جہاں حقیقت موجود ہوں وہاں مجازی معنی مراد لینا باطل ہیں، نیز مومن آل فرعون کے لئے لفظ آل کا استعمال ہونا بھی اس کا موید ہے کہ ہر شیعہ یا مسلم آل محمد میں شامل نہیں ورنہ مومن آل فرعون کو شیعہ موسےٰ ہوتے ہوئے بھی آل فرعون میں شامل نہ کیا جاتا۔

اب اس کے متعلق کہ قرآن مجید میں آل انبیاء سے مراد عترت و اولاد ہیں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ الخ (سورہ البقرہ پارہ ۲) اور ان کے نبی نے ان سے یہ بھی کہا کہ اس (طالوت) کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ بھی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کا سکینہ اور آل موسےٰ اور آل ہارون کے ترکہ کا بقیہ موجود ہے فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے!

اس آیت میں حضرت موسےٰ کے ایک جانشین پیغمبر کے بنی اسرائیل سے خطاب کا تذکرہ اور ان پر طالوت کو بادشاہ بنانے کا ذکر ہے اور وہ تابوت جس میں موسیٰ و ہارون کی اولاد کا ترکہ (تبرکات وغیرہ) تھا طالوت کی بادشاہی کا نشان قرار دیا گیا ہے یہاں آلِ موسےٰ و ہارون سے مراد ہرگز ہرگز امت موسےٰ نہیں اور نہ ہی امت کا ترکہ اس قابل تھا کہ فرشتے اسے اٹھاتے!

(۲) وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى آلِ يَعْقُوْبَ۔ الخ (سورہ یوسف پارہ ۱۲) اور اسی طرح (اے یوسف) اللہ تجھے چن لے گا اور تجھے (خواب کی باتوں کی تاویل سکھلائے گا اور تجھ پر اور آلِ یعقوب پر اپنی نعمت تمام کرے گا جیسے کہ تیرے باپوں ابراہیم و اسحاق پر تمام کی، اس آیت میں بھی آل یعقوب سے مراد حضرت یوسف اور ان کی اولاد ہیں۔

(۳) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ اِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ۔ الخ (سورہ آل عمران) اس آیت میں بھی آلِ ابراہیم و آلِ عمران سے مراد ہرگز ہرگز کوئی امت نہیں کہ امت ابراہیم مشرک و کافر بھی تھے اور نہ ہی وہ تمام جہانوں پر برگزیدہ ہو سکتے ہیں، مذکورہ آیات کے علاوہ جو کہ آل سے مراد اہلبیت، ذریت، عترت اور ذوی القربیٰ کے ہونے کی تائید میں ہیں، آیہ تطہیر، آیہ مباہلہ، آیہ مودۃ، آیہ صلواۃ و سلام، آیہ اولی الامر وغیرہ سے اہلبیت، ذوی القربیٰ، عترت، ائمہ معصومین اور سیدۃ النساء العالمین ثابت ہوتے ہیں ان آیات کی تفسیر حدیث ثقلین، حدیث سفینہ، حدیث غدیر، حدیث خلیفتین حدیث صدقہ و طہارت وغیرہ سے ہوتی ہے جو متفقہ فریقین ہے کیونکہ اگر آل و ذوی القربیٰ سے مراد تمام امت ہو تو پھر تابع کون ہوگا اور متبوع کون، حالانکہ تمام امت ہادی نہیں ہو سکتی اور اس کے علاوہ زمانہ غیبت کبریٰ میں خمس سہم امام و سہم سادات صرف سادات کے ایتام مساکین، مسافرین اور علماء و طلاب علوم دین کا حق ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ۔ الخ۔ (سورہ انفال پارہ ۱۰) اور جان لو کہ جب کسی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے

تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا رسول کا اور (رسول کے) قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ہے بشرطیکہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو، آیہ خمس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ محسن فیض کاشانی تفسیر صافی ص۱۹۰ میں مختلف احادیث ارقام فرماتے ہیں ان احادیث اور فرامین معصومین کا خلاصہ یہ ہے کہ کافی تہذیب تفسیر عیاشی میں مختلف راویوں سے منقول ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے سوال کیا گیا کہ ذی القربیٰ سے کون مراد ہے تو جواب میں فرمایا کہ ہم اور ہمارے یتیم مسکین مسافر اور خمس ان سے باہر نہیں جا سکتا کیونکہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور خمس اس کا بدل ہے لہٰذا خمس کے جملہ حصص کے حقدار سادات ہیں کہ صدقہ ان پر حرام ہے نہ یہ ان پر حلال ہو سکتا ہے اور نہ خمس غیر سادات پر حلال ہے ان آیات و احادیث و فرامین معصومین سے ثابت ہوا کہ خمس صدقہ کی حرمت کے بدلے آلِ رسول اور اقربائے رسول کا حق ہے اور اس میں سہم امام اور سہم سادات دونوں شامل ہیں لہٰذا جن پر صدقہ حرام ہے خمس کا ہر حصہ صرف سادات کا حق ہے سوائے سادات کے کوئی دوسرا امتی غیر سادات نہیں ہو سکتا۔ پس خمس خداوند کریم نے آلِ رسول و آئمہ اور سادات کے ایتام مساکین اور فقراء وغیرہ کا حق قرار دیا ہے اور اس وجہ سے سادات کو دوسرے لوگوں پر شرف عطا فرمایا ہے اور صدقہ امت پر حرام ہے۔

بعض متعصب لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول خدا کے اولادِ نرینہ نہ تھی، صاحبزادہ ابراہیم کے انتقال پر کفار مکہ خوش ہو کر کہہ رہے تھے کہ آج محمدؐ کی نسل منقطع ہو گئی، ابن عباس سے مروی ہیں کہ ان کفار مکہ میں خوش ہونے والے ابولہب، عاص بن وائل، عقبہ بن ابو معیط، کعب بن اشرف وغیرہ ہیں، اگر بقول ان کے یا ان کے پیروکاروں کے قادر مطلق نے اپنے رسول کو اولادِ نرینہ کو زندہ نہ رکھنے یا اولاد نرینہ نہ عطا فرمانے میں کیا حکمت و مصلحت رکھی ہے جس کے حق میں فرماتا ہے لولاک لما خلقت الافلاک حدیث قدسی، یعنی جس رسول کے واسطے خدا نے کائنات کی ہر چیز پیدا کی اسی رسول کی نسل منقطع کر دے پھر اپنے فرمان میں صادق کیسے کیونکہ اولاد نرینہ بھی ایک شے ہے بلکہ نعمت ہے جب دنیا میں رسول اللہ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں تو پھر رسول کے بعد یہ جہان اور اس کی ہر شے کیوں موجود ہے پس حدیث قدسی کے مطابق رسول کے بعد اس جہان کی ہر شے کو فنا کر دینا لازمی تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا جس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ کے بعد رسول کی مثل و مانند کوئی وجود اس دنیا میں موجود ہے اگر بقول مخالفین اہلبیت! رسول اللہ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کو فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ٥ سورہ آل عمران پارہ ۳) یہ حکم کیوں دیا یعنی پس جو شخص کہ بینہ و دلیل اور برہان کے بعد بھی تم سے مباہلہ کرے پس کہہ دو کہ آؤ ہم بھی بیٹوں کو لے کر آئیں تم بھی بیٹوں کو لے آؤ ہم بھی عورتوں کو لائیں تم بھی عورتوں کو لاؤ۔ ہم بھی اپنے نفس کو لائیں اور تم بھی اپنی جان کو لاؤ پس ہم (سب مل کر خدا کی درگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

اس واقعہ مباہلہ سے نصِ خدا و عملِ رسول خدا سے ثابت ہوا کہ پیغمبر خدا بیٹوں میں امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو مباہلہ میں ہمراہ لے گئے اس لئے یہ فرزندانِ رسول ہیں اور مباہلہ میں حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ سوا رسول اللہ کے جملہ مخلوقات سے اشرف اور افضل خلق

اور خدا اور رسول کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہیں یہاں تک زمخشری، بیضاوی و فخر رازی کو بھی تسلیم کرنا پڑا جیسا کہ تفسیر کشاف مطبوعہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ سطر ۷ میں امام زمخشری نے لکھا ہے یعنی اس واقعہ مباہلہ میں دلیل بالصراحت ہے فضیلت پنجتن (محمد علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ) پر جس سے قوی تر کوئی اور دلیل نہیں ہوسکتی اور اس آیہ مباہلہ سے یہی ثابت ہے کہ خداوند عالم نے رسول خدا کو بیٹے عطا کرنے کے بعد یہ حکم دیا تھا اور پیغمبر خدا نے اس حکم پر عمل کرکے امت کو دکھایا اور سمجھایا کہ خدا نے مجھے یہ بیٹے دیئے ہیں یہ میرے فرزند ہیں اسی لئے آپ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ذریت کو اس کی پشت میں رکھا گیا مگر میری ذریت علی ابن ابیطالب (عمران) کی پشت میں رکھی گئی اور ہر ایک ماں کی ذریت (اولاد) اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر میری اکلوتی بیٹی فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے (کتاب اشہاب، صواعق محرقہ صفحہ ۹۳، جوامع الکلم البرہان جلد ۲ او غیرہ) ان احادیث سے کس قدر واضح ہے کہ اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں پس ثابت ہے کہ اولاد فاطمہ اولاد رسول ہے اور خود حضرت علی علیہ السّلام نے ہمیشہ یہی اظہار فرمایا۔ کہ حسنین علیہم السلام اولاد رسول ہیں چنانچہ جنگ جمل میں آپ نے متواتر تین دفعہ جنگ میں جناب محمد اکبر المعروف محمد حنیفہ کو روانہ کیا تو تیسری بار جنگ کا حکم سن کر عرض کی یا ابتاہ انا ابنک اے بابا میں کیا میں ہی آپ کا بیٹا ہوں۔ اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ حسنین علیہم السّلام کو جنگ میں کیوں نہیں بھیجتے"۔ تو حضرت علیؑ نے جواب دیا واللہ انت ابنی حقا وھما ابنا رسول اللہ، خدا کی قسم حقیقتاً میرا بیٹا تو ہی ہے وہ تو رسول اللہ کے بیٹے ہیں (بحار سیزدہم صفحہ ۵۹ مطبوعہ طہران)، اور اسی بات کا اظہار حضرت علی علیہ السّلام نے جنگ صفین میں فرمایا تھا جبکہ خونریز جنگ جاری تھی تو آپ نے اپنے معتمد فوجیوں کو فرمایا، ان دونوں (حسنین) کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ رسول خدا کی نسل قطع نہ ہو جائے (نہج البلاغہ)

اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ ہارون رشید بادشاہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ آپ حضرات اپنے کو ذریت رسول کیوں کہلاتے ہیں بلکہ آپ اولاد علی ابن ابیطالب ہیں اور ہمیشہ اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے نہ کہ ماں کی طرف تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں حضرت عیسےؑ کو خدا نے ذریت حضرت ابراہیم فرمایا ہے حالانکہ ان کا باپ نہیں صرف ماں مریم ہے چنانچہ ارشاد قدرت ہے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (سورہ انعام پارہ ۷) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ذریت میں داؤد اور سلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون ہیں اور اسی طرح ہم نیک کرداروں کو جزا دیتے ہیں اور ذکریا و یحیٰی و عیسےٰ والیاس بھی ذریت ابراہیم ہیں اور یہ سب کے سب صالحین میں سے ہیں پس جس طرح حضرت عیسیٰ اپنی مادر بی بی مریم کی جانب سے ذریت ابراہیم ہیں اسی طرح ہم اپنی مادر گرامی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی جانب سے ذریت رسول ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسےٰ و حضرت ابراہیم کے درمیان اکتالیس پشت کا فاصلہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسنین علیہم السّلام کے درمیان صرف ایک حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور حسنین علیہم السّلام رسول خدا کی زندگی میں پیدا ہوچکے ہیں تو پھر حضرت عیسےٰ باایں بعد زمانہ اگر ذریت ابراہیم ہوسکتے ہیں تو حسنین علیہم السّلام باایں قرب کیوں ذریت رسول نہیں ہوسکتے، بہرحال رسول اللہ کی نسل کا

دار و مدار ان کی اکلوتی بیٹی فاطمہ پر موقوف تھا جس کو خود رسول اللہ نے بضعتہ منی کہہ کر آشکار کر دیا دوسری جانب عصمت کی اعلیٰ
ترین صفت پیغمبر خدا کے بعد حضرت علی المرتضیٰ میں جلوہ نما تھی یہی وجہ تھی کہ جناب خاتون جنت کا کوئی کفو بجز علی المرتضیٰ موجود نہ تھا۔
جیسا کہ ارشاد نبوی ہے لولا علی لم یکن کفو لفاطمۃ، چنانچہ بعد عقد و رخصت رسول اللہ نے جناب فاطمہ و حضرت علی المرتضیٰ کے مکان
میں داخل ہو کر اس طرح دعا فرمائی تھی الٰہی تیری تمام مخلوق میں یہی دو ذات مجھ کو محبوب ترین ہیں تو بھی ان کو محبوب رکھ ان کی اولاد میں
برکت دے اور ان کا نگہبان رہ اور ان کی ذریت کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں پس دعا کے ایک حصہ کی مقبولیت تو عالم بھر
کا مشاہدہ بن گئی دنیا میں کسی ماں کی اولاد اس قدر تباہ و برباد اور قتل و اسیر نہیں ہوئی جس طرح کہ اولاد رسول مگر باوجود اس کے آج دنیا کے
گوشہ گوشہ میں نسل رسول پھیلی اور قیامت تک دنیا میں باقی رہے گی قدرت کاملہ نے جملہ کمالات، نور محمدیہ رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ الزہرا
میں ودیعت کر دیئے تھے چنانچہ صواعق محرقہ میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کے عقد پاک کے بعد رسول خدا
چالیس صبح تک دروازہ حضرت علی ابن ابی طالب پر بہ الفاظ بلند آواز سے تلاوت فرمایا کرتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہٗ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ اِنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا محققین
علماء اور عارفین نے بالاجمال یہی لکھا ہے کہ آیات قرآنی میں رسول اللہ نے جن اہلبیت کا ذکر کیا ہے وہ درحقیقت حضرات آل عبا یعنی علی
ابن ابیطالب، فاطمہ، حسنؑ، حسینؑ ہیں جو کہ خود قرآن مجید کی متعلقہ آیات کی تفسیر ہیں جن کی عفت وعصمت وطہارت کو ان پر ناز ہے
اب اسلام اور مسلمان کی تعریف دہن رسالت سے سنئے جو بغیر وحی کلام ہی نہیں کرتے قال رسول اللہ صلعم لکل شیئ اساس
واساس الاسلام حب رسول اللہ وحب اٰلہ، رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہے
رسول اللہ اور ان کی آل کی محبت (اخرجہ امام سیوطی) اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت تک مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک اس کے دل میں
رسول وآل رسول کی محبت ومودت موجزن نہ ہو۔ اب ایمان کی تعریف بھی سنیئے۔ عبدالمطلب بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا
کسی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک میرے اقربا یعنی اہلبیت سے محبت نہ ہو۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، اس
حدیث سے بھی یہی مطلب نکلا کہ کوئی بھی انسان صاحب ایمان کہلانے کا مستحق نہیں جب تک اس کے دل میں اقربائے محمد یعنی اہلبیت رسول
اللہ کی سچی اور پکی محبت نہ پائی جائے گی، صاحب شواہد التنزیل وقاضی بیضاوی واحمد حنبل وغیرہ آیہ مودۃ القربیٰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ
جب آیہ مودۃ نازل ہوئی تو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ جن کی محبت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ کون حضرات ہیں آپ نے فرمایا علیؑ
فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور جب ختمی مرتبت حکم خداوندی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تعمیل مقام غدیر خم ایک لاکھ
سے زائد حجاج کے مجمع میں کر چکے اور حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی خلافت بلا فصل کا اعلان ہو چکا تو اس کے بعد تکمیل دین کی آیت الیوم
اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد رسول خدا نے لوگوں سے فرمایا کہ یہ آیتیں حضرت علی ابن ابیطالب کے حق میں بالخصوص اور میرے
ان اوصیاء کے حق میں بالعموم نازل ہوئی ہیں جو قیامت تک یکے بعد دیگرے اس امت کے والی ہوتے رہیں گے، صحابہ نے کہا حضور ان
اوصیاء کے نام ظاہر فرما دیجئے۔ آنحضرت نے فرمایا اوّل علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد حسین کی اولاد میں سے نو فرزند اور یہ سب قرآن

کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہیں وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں (ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی)

سرکار رسالت مآب نے اعلان جانشینی کے وقت خطبہ میں حمد باری تعالےٰ کے بعد آنحضرتؐ نے امت کو غم غدیر کے مقام پر آنے والی موت سے آگاہ فرما کر اپنے اہلبیت کی معرفت ان الفاظ میں فرمائی انی تارك فیكم الثقلین۔ الخ۔ یعنی میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اللہ کی کتاب اور میرے اہلبیت یعنی عترت وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد گمراہی سے محفوظ رہو گے خیال رکھو کہ تم ان دونوں سے میرے بعد کیسا سلوک کرو گے پس حدیث ثقلین میں بھی ہدایت کا منصب قرآن و اہلبیت میں محدود ہے اگر محض قرآن کو کافی سمجھ لیا جائے یا اہلبیت کے علاوہ کسی دوسری ذات کو ہادی مان لیا جائے تو سراسر گمراہی اور فرمان رسول کی مخالفت ہے اس حدیث صحیحہ کی بنا پر قرآن و اہلبیت ترکہ رسول خدا ہیں اور وہ تا قیام قیامت تک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے پس معلوم ہوا کہ بقائے کتاب خدا و اہلبیت رسول قیامت قائم ہونے تک ضروری ہے اور کوئی زمانہ ان سے خالی نہیں رہ سکتا لہٰذا اب کتاب خدا ہمارے پاس موجود ہے تو پھر لازمی طور پر اہلبیت میں سے کسی فرد کا وجود ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ جابر عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ جب آیہ یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولو الامر منکم نازل ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں خدا اور رسول کو تو پہچانتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ اولو الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے بارہ خلفاء ہیں جن کا اول علی ابن ابیطالب ہے بعد ازاں حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن حسینؑ پھر محمد بن علی پھر جس کا توراۃ میں باقر مذکور ہے اور جن سے اے جابر تو ملے گا پس جب ملے تو اس سے میرا اسلام کہنا اور اس کے بعد جعفر بن محمد الصادق ہو گا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر حجۃ اللہ (مہدی) محمد بن الحسن بن علی جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ زمین کے مشارق و مغارب کو مفتوح کرے گا (تفسیر فتح العزیز) یہ بارہ خلفاء یا امام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسل مبارک آپ کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمۃ الزہرا اور داماد حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام سے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کے چھوٹے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے جو مسلسل نو امام ہوئے ان میں سے ہمارے بارھویں امام حضرت حجت قائم، محمد، المہدی، امام منتظر عجل اللہ فرجہ ہیں جو اپنے جد بزرگوار رسول اللہ کے بالکل ہمنام اور صورت و شکل میں ہو بہو ان کی تصویر ہیں، علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اہلبیت رسول پانچ چیزوں میں رسولِ خدا کے شریک ہیں (۱) اسلام میں (۲) نماز میں (۳) طہارت میں (۴) صدقہ کے حرام ہونے میں (۵) اور محبت میں، اسی مفہوم پر امام شافعی کی ایک رباعی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے یعنی اے اہلبیت رسول آپ کی محبت اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرآن میں نازل ہوئی ہے آپ کی عظیم قدر کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ جو شخص آپ پر نماز میں درود نہ بھیجے اس کی نماز باطل اور تفسیر حسینی قلمی سورۂ طور ص۴۴۹ کتب خانہ ارسطو جاہ جگراؤں میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے رسول اللہ کی اولاد کو بھی واجب التعظیم اور واجب البہشت قرار دیا ہے بجز ایمان کوئی شرط اعمال نہیں ہے یہ حضرات مسلک ولایت مطلقہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ پس جو لوگ اولادِ رسول کی تعظیم و تکریم

نہیں کرتے یا ان کو قابل تعظیم نہیں سمجھتے وہ لوگ محبوط الاعمال اور خدا و رسول سے لاتعلق ہیں، خداوند کریم نے آل رسول کو تین درجوں میں منقسم کیا ہے ایک درجہ معصومین کا اور دوسرا درجہ غیر معصومین صالحین کا اور تیسرا درجہ گنہگاروں کا چنانچہ ارشاد قدرت ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (سورہ فاطر پارہ ۲۲) پھر وارث بنایا ہم نے اپنی کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے مصطفےٰ کیا ہے پس ان میں سے کچھ تو اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں اور کچھ ان میں سے درمیانہ رو ہیں اور کچھ تمام اعمال نیک میں خدا کی اجازت سے سبقت کرنے والے ہیں اور یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے! زوائح القرآن فضائل انباء الرحمٰن سورہ فاطر کی اس آیت کے بیان ص۴۳۱ کے حاشیہ ایک میں اور خرائج میں امام موسےٰ کاظم و امام علی رضا و امام حسن عسکری و امام جعفر صادق علیہم السلام کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے ہم ہیں اور ہم کو کتاب کا وارث بنایا اور یہ آیت جمیع اولاد جناب فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا کے حق میں نازل ہوئی۔ سابق بالخیرات سے مراد ہم ائمہ معصومین اور مقتصد سے مراد عارف امام (صالحین) اور ظالم لنفسہ سے مراد جو امام کو نہ پہچانے اور اللہ تعالےٰ نے بوجہ عزت و عظمت فاطمۃ زہرا بنت رسول کے ان کی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا۔ اسی نسبت سے رسول خدا نے اپنی اولاد کو تین طبقوں میں منقسم کیا ہے (۱) ایک طبقہ ائمہ معصومین علیہم السلام (۲) دوسرا غیر معصومین صالحین کا (۳) تیسرا طبقہ گنہگار یا بدکاروں کا۔

اب ان طبقوں کے متعلق رسول خدا کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ میری نیک اولاد کا اکرام و عزت خدا کے لئے کرو اور میری گنہگار اولاد کا اکرام و عزت میری اولاد جان کر کرو (کتاب الشہاب و مودۃ القربیٰ علی ہمدانی و جامع الاخبار ص۹۴) اس فرمان نبوی میں غیر معصوم اولاد دو طرح کی ظاہر فرمائی ہے کچھ نیک صالح ہوں گے ان کا اکرام و عزت خدا کے لئے کرو اور کچھ گنہگار بدکار جن کے اعمال اچھے نہ ہوں گے ان کا اکرام و عزت میری اولاد جان کر کرو پس اس فرمان سے ثابت ہے کہ اولاد رسول نیک صالح و گنہگار (غیر معصوم) کے دونوں طبقے تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں یعنی رسالت مآب نے اپنی اولاد حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علاوہ غیر معصوم اولاد کے دونوں طبقوں کی تعظیم و تکریم کو خداوند عالم اور ذات اقدس کی طرف نسبت دی ہے جس سے واضح ہے کہ ہر سہ طبقہ کی اولاد رسول کی تعظیم و تکریم کرنا خدا اور رسول کی تعظیم و تکریم ہے جو مسلمان امتی ایسا نہ کرے گا یعنی ہر سہ طبقہ اولاد رسول کی تعظیم و تکریم نہ کرے گا تو وہ خدا اور رسول کی ہتک کا مرتکب ہوگا (کتاب معراج السعادۃ پر لکھا ہے یعنی جن چیزوں کی زیادہ تعظیم و تکریم واجب اور احترام لازمی ہے ان میں اولاد رسول کی سچی محبت پر با عمل قائم رہنا اجر رسالت ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے یعنی میں بروز قیامت چار قسم کے اشخاص کی شفاعت کروں گا (۱) دل اور زبان سے میری اولاد کی محبت کرنے والا (۲) میری اولاد کی تعظیم و تکریم کرنے والا (۳) میری اولاد کی حاجت برلانے والا (۴) میری اولاد مضطر کے حالات اضطراری میں سعی کرنے والا۔ علماء کرام سابقین شیعہ و اہلسنت نے کتب مطالب السئول و کتب مودات و سیادۃ السادات و کتاب البشریٰ و شرح مودۃ القربیٰ وغیرہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اولاد رسول کی تعظیم و تکریم خدا اور رسول کی تعظیم و تکریم ہے۔ غرضیکہ بنی فاطمہ کی تعظیم و تکریم خدا اور رسول کی تعظیم و تکریم ہے جو بدل نہیں سکتی اور اس کا بدلنا کفر میں داخل ہے جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا، من اهان اولادی فقد اهاننی ومن اهاننی فقد اهان الله ومن

اھان اللہ فقد کفر (مودۃ القربیٰ وغیرہ) اور رسالت مآب نے فرمایا جس نے میری اولاد کو ایذا دی دکھ دیا اللہ تعالیٰ اس کی نماز و روزہ اور زکوٰۃ اور حج کو قبول نہ فرمائے گا پس تحقیق وہ منافق کی موت مرے گا (مودۃ القربیٰ و صواعق محرقہ)، یہ فرمان نبوی مشہور ہے فاطمہ میرا جزو حصہ و ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی، اب اسی نسبت سے فرمان نبوی ہے کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی جس نے خدا کو ایذا دی اس نے کفر کیا کافر ہو گیا (کتاب الشہاب للشہاب الدین سہروردی، والبرہان وجوامع الکلم جلد ۱۷ و ۳) اس حدیث میں بال سے مراد اولاد رسول ہی ہے اور ایذا عام ہے جو ہر قسم کی ایذا پر حاوی ہے جس نے بھی اولاد رسول کو ایذا دی وہ کافر ہو گیا، اور جو رسول اللہ کو ایذا دے گا یا دیتا ہے خدا اس پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ٥ (سورہ الاحزاب پارہ ۲۲) بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا و دکھ دیتے ہیں خداوند تعالےٰ نے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے! اس کے علاوہ اہلسنت کی کتابوں اور تفسیروں مثلاً زمخشری نے کشاف میں اور سیوطی نے در منثور اور اتقان میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور رازی نے کبیر میں اور ثعلبی و نیشاپوری نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ اولادِ رسول یعنی بنی فاطمہؑ کے جنتی اور تمام سے افضل ہونے کا اعتقاد مسلّمہ اور متفقہ اہلِ اسلام ہے پس آیات و احادیث متفقہ کثیرہ متواترہ سے ثابت ہے اولادِ رسول بنی فاطمہ کو تمام بنی آدم سے افضل اور مصطفےٰ بنایا گیا اور صرف اولاد رسولؐ ہونے کی وجہ سے ان کو تمام بنی آدم سے مکرم و محترم و مصطفےٰ قرار دیا گیا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم ہر مسلم پر فرض ہے لہٰذا تمام اقوام عالم و قبائل و شعوب سے ان کا حسب نسب افضل ہے جو شرف خاندانی نبی اولاد رسولؐ کو حاصل ہے وہ کسی خاندان کو حاصل نہیں اسی خاندان شجرہ طیبہ کے مقابلہ میں تمام دنیا کے اقوام و نسلیں پست ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے خاندان و قوم کو پست و ذلیل و حقیر سمجھ کر سیّد بننا فخر سمجھتے ہیں اور یہ روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے کہ غیر سیّد سادات کا لیبل لگانا باعث عزت جانتے ہیں!

کتاب ہذا کی تالیف کا سبب

احقر کو اوائل عمر ہی سے کتب سیر و تاریخ سے گہرا لگاؤ رہا ہے اسلاف کے کارناموں کو ایک محکم دستور العمل سمجھتا رہا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ صرف تاریخ ہی ماضی کا آئینہ ہے کسی قوم کے عروج و زوال کے اسباب تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور حال کا انسان ان واقعات سے پورا پورا استفادہ حاصل کر سکتا ہے یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ جس قوم کی تاریخ نہیں ملتی وہ دنیا میں مردہ قوم تصوّر کی جاتی ہے بزرگانِ سلف کے حالات معلوم ہونے سے خوددار قومیں اپنے وقار کو برقرار رکھتی ہیں پوری پوری جد و جہد کرتی ہیں اور کھوئے ہوئے وقار کو واپس لانے میں لہو پسینہ ایک کر دیتی ہیں دراصل نسل انسانی کی تاریخ معرکہ حق و باطل کی تاریخ ہے حق و باطل کی معرکہ آرائیوں میں ایک چیز ہمیشہ نمایاں رہی ہے وہ یہ کہ حق پرست ہمیشہ مادی وسائل کے اعتبار سے کمزور و بے بس نظر آئے ان کو صبر آزما تکالیف اور ہمت شکن

مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کو پے در پے قربانیاں دینا پڑیں۔ اس کے مقابلہ میں باطل پرستوں کو ہمیشہ سلطنت کا طمطراق عساکر کی ہیبت وسطوت سیم وزر کے انبار اور اکثریت کی حمایت حاصل رہی لیکن حق پرستوں کے ظاہری طور پر شکست کہا جانے کے باوجود ان کے اصول باقی رہے اور باطل پرست ان کے اصولوں کو مٹانے میں ناکام رہے، چنانچہ سب سے پہلے حق و باطل کا مقابلہ اس دن ہوا جس دن ابلیس نے حضرت آدم کی خلافت الٰہیہ کا انکار کیا یا یوں سمجھئے کہ حکم خداوندی سے انکار کیا اس معرکہ میں جو انجام ہوا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس کے بعد یکے بعد دیگرے حق کی علمبرداری کے فرائض انبیاء و مرسلین و اوصیا علیہم السلام نے انجام دیئے ہیں آخر میں حق و باطل کا مقابلہ سرزمین کربلا پر ہوا جہاں باطل پرستوں کے پاس سلطنت کا جلال عساکر کا شکوہ سیم وزر کی قوت اور اکثریت کی حمایت حاصل تھی لیکن حق پرستوں کی صرف بہتر حسینی جماعت ہزاروں یزیدی لشکر کے مقابلہ میں صف آرا ہوگئی، عاشورہ محرم کی جنگ حق پرستوں کی تاریخ میں یادگار رہے گی تین دن کے بھوکے پیاسے حق پرستوں کا باطل پرستوں کے ایک لشکر عظیم سے مردانہ وار مقابلہ اور دشمن کے کئی ہزار لشکریوں کا قتل تاریخ شجاعت کا عظیم کارنامہ ہے اگرچہ مادی نقطہ نظر سے کمزور اور بے بس تھے لیکن حق کے لئے لڑے اور حق کے لئے شہید ہوئے اور حق کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرتے رہے انجام کار فتح صرف حق کو حاصل ہوئی اور باطل کو ہمیشہ ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حق آیا اور باطل مٹا بیشک باطل مٹنے والا ہے۔ حق کا بول بالا کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا جس دین حق کی بنیاد ڈالی تھی اس کی اشاعت وصداقت کے لئے وہ زندگی بھر قربانیاں دیتے رہے اور رسول اللہؐ کے بعد قربانیوں کا یہ سلسلہ ان کی اولاد اور ان کے محبوں نے جاری رکھا۔ باطل پرستوں کی جانب سے مظالم بڑھتے گئے اور قربانیوں کا سلسلہ بھی تیز ہوتا گیا۔ چنانچہ سلاطین بنی امیہ وبنی عباسیہ کے دور حکومت میں مصائب وآلام کی گھٹائیں جھوم جھوم کر اولادِ رسولؐ اور ان کے دوستوں پر برس رہی تھیں طرح طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جارہے تھے بنی فاطمہؑ کا قتل عام ہو رہا تھا اولادِ رسول اور ان کے محب قید خانوں میں دم توڑ رہے تھے یا دیواروں میں زندہ چنوائے جارہے تھے جس کی شاہد دیوار بغداد نزد جسر شہداء دجلہ آج بھی موجود ہے لیکن اس وقت بھی اولادِ رسولؐ کے پائے استقلال میں جنبش کا نام نہ تھا وہ اس وقت جس صبر واستقلال وہمت وبسالت و جوانمردی سے دینِ الٰہی کی حفاظت وتبلیغ اسلام کی جدوجہد کرتے رہے وہ اپنی آپ مثال ہے انہوں نے دین اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچایا اور شجر اسلام کو اپنے خون پاکیزہ سے سینچا ان حقائق کو دنیا کی تاریخوں سے محو نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ان فدایان اسلام یعنی اولادِ رسولؐ کے کارناموں ان کی قربانیوں اور بلند کردار اور ان کے حسب ونسب اور سوانح حیات لکھیں تاکہ آنے والی نسلیں اور موجودہ نہ صرف کھوٹے کھرے یا حق وباطل میں امتیاز قائم کرسکیں بلکہ سبق حاصل کریں اور اپنی زندگی کو ان کی سیرت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور آئندہ نسلیں اپنے آباؤ واجداد کے حسب ونسب اور کارناموں سے واقف رہیں ثانیاً ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے انقلاب عظیم کے بعد جو لوگ ہندوستان سے ترک وطن کرکے خداداد مملکت پاکستان میں بے سروسامانی کے عالم میں پہنچے تو بالخصوص سادات خاندانوں کا شیرازہ بکھر گیا ہر شخص اس نئی سرزمین میں آباد ہونے کی جدوجہد میں مصروف

ہوگیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی جس کے جہاں پاکستان میں سینگ سمائے وہیں کا مکین ہوا ، ہجرت سے قبل یہ حضرات ایک بستی میں باعزت زندگی بسر کر رہے تھے اور ایک خاندان کے دوسرے خاندان کے افراد سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے تھے مگر آج وہی لوگ دربدر ہیں۔ اعزا رشتہ دار بچھڑ گئے آئندہ نسلیں بے خبر رہیں گی کہ ہم کس نسل اور کس خاندان سے ہیں سادات غیر سادات میں امتیاز نہ رہے گا پست اقوام کے لوگ قصداً سادات خاندانوں میں ملنے کی کوشش کریں گے رشتہ ناطوں میں الجھنیں پیدا ہوں گی سابقہ وطن میں بزرگوں کے کارنامے اصل وطن اور خاندانی عظمت سے جب آنے والی نسلیں بے خبر ہوں گی تو نیا ماحول ان کو دوسرے فرقوں اور قوموں میں جذب کرنے کی کوشش کرے گا تو آباؤ اجداد کے کارنامے اور عظیم کردار جو انہوں نے آئندہ نسلوں کے لئے مذہبی تمدنی اقتصادی اور سیاسی نظریات وراثت میں چھوڑے تھے وہ خاک میں مل جائیں گے اور وہ معاشرہ جو ان بزرگوں نے قائم کیا تھا درہم برہم ہو جائے گا نیز انقلاب زمانہ کہئے یا مغربی تہذیب کے اثرات فی زمانہ اکثر صحیح نسب سید اپنے حسب و نسب سے اور اپنے آباؤ اجداد کے حالات سے قطعی ناواقف ہیں ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم کس نسل اور کس امام زادہ کی اولاد سے ہیں بعض سید بشرطیکہ وہ صحیح النسب ہوں یہ کہتے ہیں کہ یہ سب پرانی باتیں ہیں سب آدم کی اولاد ہیں ، حسب نسب فضول ہے ایسے لوگوں کے ان خیالات سے یہی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ صحیح النسب سید نہیں اگر ہیں تو مثل نوح کے نافرمان بیٹے کنعان کی مانند ہیں۔ رسول اللہ تو اپنے حسب و نسب پر فخر فرمائیں اور یہ لوگ حسب و نسب کو ناقص سمجھیں حتیٰ کہ پست اقوام کے افراد سید بننا فخر سمجھیں ایسے لوگوں کو بشرطیکہ صحیح النسب سید ہوں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس زمانہ میں ظالم سلاطین بنی امیہ و بنی عباسیہ اولاد رسولؐ اور ان کے دوستوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جا رہے تھے تو سادات عظام بخوف جان و عترت جنگلوں پہاڑوں آبادیوں اور دور دراز ملکوں میں مارے مارے پھرتے تھے ان ظالم سلاطین کے عہد میں سید یا شیعہ کا نام بھی لینا جرم سمجھا جاتا تھا اس وقت سادات کی شناخت ان کے زہد و تقدس کے علاوہ حسب و نسب بھی تھا جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ سید فلاں امام کی نسل سے ہے مگر مبارک تھیں وہ ہستیاں جنہوں نے ظالم سلاطین کے تمام جاہ و جلال کے باوجود اپنی پاکیزہ نسلوں اور شجرہ طیبہ کے برگ و بار کی حفاظت اور فریضۂ تبلیغ دین حقہ میں کوتاہی نہیں کی انہوں نے افلاس و فاقہ کشی میں زندگی بسر کی قید و بند کی سختیاں جھیلیں ، گردنوں کا قلم ہونا منظور کیا لیکن اس وقت اپنی پاکیزہ نسلوں اور نسب ناموں کی حفاظت اپنی آپ نظیر ہے اسی لئے زمانہ قدیم میں سادات عظام نسب نامے کو جواہرات یا جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ، چنانچہ منصور دوانقی عباسی کے زمانہ کی سادات کشی کی فہرست بہت طولانی ہے۔ اولاد رسولؐ اور شیعان علیؑ کو چن چن کر قتل کیا گیا سادات تاریک قید خانوں میں بھر دیئے گئے ان کے گھروں کا سامان لوٹا گیا اور سادات کے مکانوں کو جلایا گیا جس سید کا نسب نامہ مل جاتا اس کو قسم قسم کی اذیتیں دے کر قتل کیا جاتا منصور کا یہ قول تھا کہ ایک شخص کا اولادِ رسولؐ میں سے قتل کرنا بہتر ہے دس غیر اولادِ رسولؐ کے قتل سے منصور جب ۱۵۸ھ کو مکہ معظمہ جانے لگا تو اپنے بیٹے مہدی کے نام وصیت نامہ لکھا جو کہ اس وقت ملک رے میں تھا اور وصیت نامہ اس کی زوجہ ربطہ ابن ابوالعباس کو دیا اور خزانہ کی کنجیاں حوالہ کر کے تاکید کی کہ جب تک میری موت کی خبر نہ پانا اس وقت تک مہدی کو خزانہ کھولنے نہ دینا اور نہایت مخفی کھولنا۔ جب منصور کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہدی

اور اس کی زوجہ نے خزانے کھولے دیکھا ایک بڑے تہ خانہ میں سادات رفیع الدرجات کے مقتولوں کی کثیر جماعت پائی
ہر شہید کے کان میں ایک کاغذ لٹکا ہوا تھا جس پر اس کا مکمل نسب نامہ تحریر تھا اس جماعت میں بچے جوان بوڑھے سبھی تھے یہ دیکھ
کر مہدی کانپ اٹھا (تاریخ طبری)

دوسرا واقعہ

جب متوکل عباسی کے دور حکومت میں سادات فاطمیؑ کا قتل عام ہو رہا تھا تو سید زادے پریشان حال
شہر در شہر ملک در ملک پھر رہے تھے سید محمود و سید اسماعیل وغیرہ بہ نسل امام زادہ شہزادہ سید حسین اصغر
محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مقام کل مجان سے حضر موت پہنچے یہ مقام یمن کے کوہستانی حصہ میں تھا یہاں
سے متوکل کے مظالم سے تنگ آکر مقام رودبار پھر کچھ عرصہ بعد قلعہ افتابہ رہنے لگے کچھ مدت کے بعد ایک شخص دشمن آل رسولؐ نامی
عباسی جو خالد بن ولید کی نسل سے قریہ شہرک میں رہتا تھا اس نے متوکل کو خبر دی کہ قلعہ افتابہ میں سادات حسینی رہتی ہے اتفاقاً قریہ
کیل آباد مضافات رودبار میں ایک شخص دوستداران آل رسول نامی محمد بن عبداللہ بن ہارون بن علی بن جعفر بن مالک اشتر رہتا
تھا جب اس نے جاسوسی کی خبر سنی آہ و زاری کرتا ہوا قلعہ افتابہ سید محمود وغیرہ کے پاس پہنچا اور رات کی تاریکی میں ان کا نسب نامہ
مخفی کر دیا صبح کو متوکل کے لشکریوں نے سادات کے مکانات کا محاصرہ کر کے خانہ تلاشی لینا شروع کی لیکن ان کا نسب نامہ دستیاب
نہ ہوا قریہ کے سربراہ لوگوں نے جو محب علیؑ تھے یہ کہہ کر لشکریوں کو ٹال دیا کہ یہ سید نہیں اس ترکیب سے سادات کی جان بچی (کتاب بحر الانساب
تالیف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ) دراصل بنی امیہ و بنی عباسیہ کے ظالم سلاطین کا نصب العین اولاد رسولؐ کی نسل کو منقطع کرنا مقصود تھا
اور سادات کی پہچان ان کے زہد تقدس اور دین الٰہی کی حفاظت و اشاعت کے علاوہ شجرہ انساب بھی طرۂ امتیاز تھا ان کو محض اس لئے
تہہ تیغ کیا گیا کہ وہ دین الٰہی کے مبلغ اور حق صداقت کے علمبردار تھے اور اپنی پاکیزہ نسلوں کی تحفظ کے لئے جان دینا کھیل سمجھتے تھے۔ یا
ہجرت پہ ہجرت کرتے ہوئے دور دراز ملکوں میں آباد ہو جاتے جس ملک میں بھی گئے شجرہ انساب ساتھ لیتے گئے تاکہ اپنی اور اپنی آنے
والی مقدس نسلوں کا تعارف نسلی امتیازی فضیلت کے ساتھ اس ملک کے باشندوں میں نمایاں رہے اور وہ نسلیں بھی اپنے اباو اجداد
کے روایتی کارناموں کی روشنی میں اپنی زندگی کو اجاگر کرتے رہیں، یہ مشاہدہ ہے کہ ہر انسان کے اعتقاد پہ فطرت اور تقلید آبائی اور
تعلیم و تربیت اور رسومات ماحول اثر انداز ہوتے رہتے ہیں کیونکہ ہمارے علاقہ کے سادات عظام اسلاف کے کارناموں اور سادات
کے حسب و نسب کو ایک محکم دستور العمل سمجھتے رہے ہیں اور اباو اجداد کے نقش قدم پہ چلنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے
ان تمام احساسات مذکورہ کے پیش نظر احقر نے صدیوں کہنہ قلمی مستند شجرہ انساب یعنی شجرہ طیبہ کے بکھرے ہوئے پھولوں کو جگہ جگہ
سے چن چن کر ایک مقدس گلدستہ یعنی کتاب تاریخ انوار السادات المعروف **گلستان فاطمہ** تیار کیا ہے جس کی مہک رہتی دنیا
تک سادات فاطمی کو معطر رکھے گی اور تذکرہ تمام خدشات کا ازالہ بھی ہو جائے گا اور سادات فاطمی کی شمع نسل باطل کی تند ہواؤں میں
بھی جگمگاتی رہے گی اور اباو اجداد کے کارنامے حسب و نسب کی یاد ذہن میں تازہ رہے گی اور ہم میں نسب جدی ہونے کی وجہ سے
آپس میں محبت و ارتباط بڑھے گا، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شاہان اسلام کی آمد ہند سے قبل یا ان کے ہمراہ اکثر بزرگ دین

اسلام کی تبلیغ کے لئے اور بعض لوگ شوق جہاد یا ملازمت یا تجارت کے سلسلے سے وارد ہند ہوئے۔ ہندوستان میں شرفاء خاندان کے مسلمان بہت کم ایسے ہوں گے جن کا رشتہ ممالک افغانستان، ایران، عراق سے جڑا ہوا نہ ہو! شاہانِ مغلیہ کے دور حکومت میں بڑے بڑے ارکانِ دولت اور ذمہ دار اجزائے ارباب مملکت اکثر ایرانی شیعہ وسادات رفیع الدرجات تھے ان ہی کے ذریعہ سے اہل علم وفن وعلمائے دین کا سلسلہ آمد و رفت شروع ہوا جیسے جیسے سادات فاطمی ایران، افغانستان، عراق سے وارد ہند ہوتے رہے اور اپنے اپنے شجرہ النساب صدیوں پرانے ہمراہ لاتے رہے چونکہ ہمارا سلسلہ نسب سادات حسینی الترمذی سے ہے اس لئے سادات حسینی الترمذی کے مورث اعلیٰ سیادت پناہ امیر سید احمد زاہد سبانوی سپہ سالار سلطان محمود غزنوی ۳۹۳ھ میں وارد ہند ہوئے اور صدیوں پرانا مبسوط نسب نامہ اپنے ہمراہ لائے جو یکے بعد دیگرے نسلوں میں منتقل ہوتا رہا اور وقتاً فوقتاً نساب حضرات تشریح کرتے رہے ساتویں صدی ہجری کے آخر میں ان کی اولاد میں سید ایوب علی نساب نے اباؤ اجداد کے نسب ناموں کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ارقام فرمایا ہے کہ ہمارے جد سید محمد مدنی نے اپنے بزرگوں کے اجمالی سوانح حیات کے علاوہ ایک نسب نامہ چرمی بخط کسور حروف تہجی وابجد میں لکھا ہے اس سے قبل کے نسب نامے سریانی عبرانی اور عربی زبان میں ہوتے تھے اولاد ذکور واناث کے اسماء خط کسور وحروف تہجی میں لکھتے تھے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ظالم سلاطین کے خوف سے اپنی مخفی و پوشیدہ تحریرات کو مخصوص رسم الخط میں لکھتے تھے تاکہ بر وقت برآمدگی شجرہ نسب رائج الوقت زبان نہ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہ سکے پس معلوم ہوا کہ زمانہ قدیم میں شجرہ النساب مخصوص رسم الخط سریانی، عبرانی، عربی زبان میں لکھے جاتے تھے جوں جوں سادات کو کچھ سکون ملتا گیا وہ رائج الوقت زبان میں شجرہ النساب لکھتے رہے، ان تحریرات کا اندازہ ہمیں اس بات سے بھی ہوا کہ ناچیز کے دادا علامہ سید حسین مفتی (اودھ) اعلی اللہ مقامہٗ کے کتب خانہ میں ہزارہا کتابیں ہر مذہب وملت وہر علم وفن مطبوعہ وقلمی موجود ہیں ان میں صدہا صدیوں پرانے چرمی وکاغذی بوسیدہ دیمک خوردہ کئی قسم کی زبانوں کے شجرہ النساب محفوظ ہیں جو سینہ بسینہ نسلوں میں منتقل ہوتے رہے جن کو سادات بصیرت افروز اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ان مستند صدیوں پرانے شجرہ النساب کی مدد سے مخدوم پیر سید مصطفےٰ حسینی الترمذی بن مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی مدفون قصبہ نانوتہ نے ۹۶۳ھ میں ایک مبسوط شجرہ نسب نامہ بشرح اصلاب بشکل کتاب فارسی میں لکھا ہے جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اس میں ذکور واناث و ازواج کے اسماء اور اکثر بزرگوں کے سوانح حیات وکارنامے لکھے ہیں اور بہت سے اکابرین ملت وعلماء وغیرہ کے متعدد دستخط و مہریں ثبت ہیں، اس کے بعد ۱۱۶۱ھ میں علامہ سید نجف علی المعروف سید شاہ نجفی اعلی اللہ مقامہٗ نے متذکرہ شجرہ نسب کی روشنی اور اپنی ذاتی تحقیق سے ایک نسب نامہ شرح وبسط کے ساتھ ارقام فرمایا ہے آخر میں بندہ کے دادا علامہ سید حسین مفتی (اودھ) المعروف میرن صاحب قبلہ نے ۱۸۵۹ء میں ان مذکور النساب کی توضیح فرمائی ہے بعض حضرات سادات نکی وسبزواری نے اپنے اپنے خاندانوں کے شجرہ النساب بھی لکھے ہیں۔ احقر نے ان تمام متذکرہ صدیوں پرانے مستند شجرہ النساب اور کتب سیر وتاریخ کی روشنی میں کتاب ہذا کو مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ بذاتِ خود ہندوستان کے دور دراز مقامات کے سفر اختیار کر کے کہ زمانہ حال میں سادات

فاطمی کن شہروں بستیوں میں آباد ہیں وہاں پہنچ کر ان کے شجرۃ النساب اور اپنے مستند النساب سے مقابلہ کر کے اس کتاب میں سمو دیا ہے ہند کے اکثر کتب خانوں سے تاریخی کتابیں حاصل کر کے حوالہ جات مہیا کئے غرضیکہ نو ائمہ معصومین علیہم السلام کے شجرۃ النساب و بزرگوں کے حالات جہاں تک مہیا ہو سکے کتاب ہذا میں درج کئے ہیں ۹۶۳ھ کا مرتبہ شجرۃ النسب اور اس کے قبل کے صدہا شجرۃ النساب صدیوں پرانے مختلف زبانوں اور دیگر قلمی بزرگوں کی تحریرات کا جس قدر مواد بندہ کے پاس موجود ہے اس کا خلاصہ کرانے میں مولوی سید محمود الحسن صاحب قبلہ مکی و مولوی حکیم سید غلام حسنین صاحب قبلہ ممتاز الافاضل حسینی الترمذی و مولوی سید عرفان صاحب جعفری سبزواری مدفون (قم) مولوی سید حسین صاحب واعظ ترمذی کیرانوی و ملا سید عنایت حسین صاحب مخلص قم ترمذی و قاری سید حاجی حسن صاحب ترمذی نے خاص طور سے نہایت محنت و جانفشانی سے حصہ لیا ان حضرات کا یہ عمل اعمال باقی الصالحات میں شمار ہوگا، کتاب مذکور کا ایک باب زیارات مقامات مقدسہ کی تفصیلات پر مشتمل ہے یہ باب پڑھنے کے بعد نہ صرف یہ کہ سفر کی صعوبتوں میں غیر معمولی کمی ہو جاتی ہے بلکہ سفر زیارت کی ہر آنے والی منزل اور مقامات زیارت جانی پہچانی محسوس ہوتی ہے اور زائرین و حجاج ممالک ایران، شام اردن یعنی بیت المقدس، سعودی عرب کی زیارت گاہوں پر بہ آسانی پہنچ جاتے ہیں نیز وہ زیارت گاہ جس ملک میں واقع ہے وہاں کے ضروری حالات بھی درج ہیں تاکہ زائرین و حجاج وہاں کے معاملات سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ ہمارے ایک دوست نے مشورہ دیا ہے کہ یہ کتاب طبع نہ ہونی چاہئے کیونکہ زمانہ قدیم سے نسب ناموں کو اس لئے بھی پوشیدہ کیا جاتا تھا کہ مجہول النسب لوگ اپنا سلسلہ نسب ان ناموں سے نہ ملا لیں جن کا سلسلہ نسب خالی ہے بظاہر ان کا خیال کسی حد تک درست ہے لیکن عرصہ سے بہت سی کتب النساب موجود ہیں جو بناسپتی سید بننا چاہتے ہیں وہ بلا نسب نامہ کے بھی سیادت کا لیبل لگائے بیٹھے ہیں خود ہماری بستی و ضلع کے پست اقوام کے افراد پاکستان میں زیدی سید بنے بیٹھے ہیں اور صحیح النسب سادات اپنی آنکھوں سے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں دنیا والے تو خدا اور رسول بن بیٹھے جیسا کہ شداد، نمرود و فرعون وغیرہ۔ بہر حال جہاں تک صحیح النسب کو یہ فکر ہے کہ غیر سید نسب نامہ میں جعل سازی نہ کر لیں وہاں خدا و رسولؐ کو بھی اس چیز کا علم تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام امت رسولؐ خدا پر اہلبیت یعنی اولاد رسولؐ میں داخل ہونا شدت غیظ و غضب کے ساتھ حرام کیا ہے اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم اسی حکم کے تحت رسول خداؐ نے فرمایا لعن اللہ من داخل النسب ولعن اللہ من خارج النسب اور داخل النسب و خارج النسب کلاہما فی النار (جوامع الکلم البرہان جلد ۱۶ ص ۱۰ و کتاب الشہاب القاضی شہاب الدین) نسب میں داخل ہونے والے اور نسب سے خارج ہونے والے پر خدا کی لعنت ہے اور فرمایا کہ کسی کے نسب میں داخل ہونے والا اور اپنے نسب سے خارج ہونے والا دونوں جہنمی ہیں، پس نسب رسولؐ میں داخل ہونے والا جہنم و لعنت خدا کا مستحق ہے! خدا کی عدول حکمی کی وجہ سے ابلیس کو بھی یہی سارٹیفکیٹ ملا ہے اس سے زیادہ نقالوں کا اور کیا انجام ہو سکتا ہے ہم نے انہیں خدشات کے پیش نظر پست اقوام یا غیر سید نانوتہ و ضلع سہارنپور کے نسب نامے کتاب ہذا میں درج کر دیئے ہیں اور ایک تارکان وطن کے خاندانوں کی فہرست بھی شامل کر دی ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو سادات و غیر سادات میں امتیاز رہے ارباب کرم اگر اس کتاب کو نظر قبول سے دیکھیں

ان کی حوصلہ افزائی اور وہ اس کے اہل ہیں۔ اہل بصیرت سے التماس ہے کہ میری کم علمی کی وجہ سے کوئی لغزش ہوئی ہو یا کوئی غلطی نظر سے گزرے تو اس کی اصلاح سے اپنے کار آمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرما کر معاف فرمائیں کیونکہ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے! اور جن حضرات نے کتاب ہذا کی ترتیب و طباعت و اشاعت میں امداد فرمائی ہے ان کے اسماء کی فہرست اور فوٹو حسب ذیل ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

تمت بالخیر عبد عاصی

★

سید ظفریاب حسین حسینی الترمذی سابقہ وطن نانوتہ ضلع سہارنپور

حال آباد قصبہ بھکر ضلع میانوالی!

نوٹ:۔ فہرست معاونین حضرات آخر میں ملاحظہ فرمائیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (پارہ ۲۹ سورہ دھر) اِنَّ اللّٰهَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورہ احزاب) پس درود سلام ہو ہمارا روز قیامت تک اس پر جس کی شان میں حق سبحانہ تعالےٰ نے لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا ہے یعنی خاتم النبین و سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی آل پاک پر وہ آل پاک کہ جن کی اطاعت خدا نے مثل اپنی اطاعت اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کے ہم پر فرض کی ہے۔

دنیا کی ابتدا

یہ سوال ہر مذہب و ملت کے سامنے رہا اور انہوں نے اپنے اپنے عقائد اور تحقیق و عقلی دلائل سے دنیا کی تخلیق کا وقت اور ظہور کے واقعات بیان کیئے ہم اس سلسلہ میں اقوال معصومین و ختمی مرتبت سپرد قلم کرتے ہیں، کتاب خصائص حسینیہ شیخ جعفر تستری مطبوعہ طہران صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے یعنی بروایت انس رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قبل از پیدائش آدم جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین نہ تاریکی تھی نہ روشنی نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ پس کہا جناب عباس نے کس طرح آپ حضرات کی خلقت ہوئی حضورؐ نے فرمایا اے چچا جان جبکہ پروردگار عالم نے ہماری خلقت کا ارادہ کیا تو اپنی قدرت کاملہ سے ایک کلمہ کو تلفظ فرما کر اس سے نور کو پھر دوسرے کلمہ سے روح کو خلق کیا پھر نور کو روح سے خلط کر کے مجھ کو اور علی ابن ابیطالب اور فاطمہ اور حسنین کو پیدا کیا پھر ہم خدا کی تسبیح و تقدیس میں مستغرق ہوئے جبکہ نہ تسبیح تھی نہ تقدیس پس جب رب العزت نے خلقت کائنات کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو شگافتہ کر کے اس سے عرش و کرسی کو پیدا کیا پھر معبود حقیقی نے نور علی کو شگافتہ کر کے اس سے فرشتوں کو پیدا کیا پھر خداوند کریم نے پارہ جگرم فاطمہؑ کے نور کو شگافتہ کر کے اس سے آسمان و زمین کو خلق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے فرزند حسن کا نور شگافتہ کر کے اس سے سورج اور چاند کو پیدا کیا پھر سرکار احدیت نے میرے فرزند حسین کا نور شگافتہ کر کے اس سے جنت اور حوران جنت کو پیدا کیا پس ہم تمام مخلوق سے افضل ہیں پھر ہر شش جہت پر تاریکی چھا گئی۔ فرشتوں نے معبود حقیقی سے اس تاریکی کے رفع کرنے کا سوال کیا۔ خداوند کریم نے قدرتی تکلم سے ایک کلمہ تلفظ کر کے اس سے روح پھر اسی طرح کے دوسرے کلمہ سے نور کو خلق کیا اور اس نور سے روح کو خلط کر کے عرش کے سامنے معلق کر دیا پس آسمان و زمین پر نورانیت پھیل گئی یہ نورانیت فاطمہؑ کے نور سے تھی اسی سبب سے فاطمہؑ کا لقب زہرا ہوا۔

دوسری روایت

سرکار رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت موسےٰ کلیم اللہ نے اللہ تعالےٰ سے تخلیق دنیا کے متعلق سوال کیا تو ندا آئی کہ موسےٰ تم نے میرے گہرے علم سے سوال کیا ہے عرض کی کہ اے میرے پالنے والے میں جاننا چاہتا ہوں کہ دنیا کی ابتدا کب سے اور کس طرح ہوئی اللہ تعالیٰ کا خطاب ہوا کہ اے موسےٰ دنیا کو پیدا کیئے ایک ارب سال گذرے ہیں تخلیق کے بعد دنیا پچاس ہزار سال خراب رہی پھر تعمیر کا کام شروع کیا جو پچاس ہزار برس تک جاری رہا اور ہم نے ایک مخلوق پیدا کی جو بقر (دوابہ) کی طرح میرے رزق کو کھاتی اور دوسرے غیر کی عبادت کرتی ہم نے پچاس ہزار برس کے بعد اس مخلوق کو

فنا کر دیا اور یہ دنیا پچاس ہزار برس تک خرابہ میں پڑی رہی پھر پچاس ہزار برس تک تعمیر ہوتی رہی ہم نے اس پر سمندر پیدا کئے جو پچاس ہزار برس تک ٹھاٹھیں مارتے رہے مگر کوئی مخلوق ان سمندروں سے استفادہ کرنے والی نہ تھی پھر ہم نے ایک مخلوق آجام کو پیدا کیا اور سمندروں میں، سلاجف (کچھوے وغیرہ) پیدا کئے جنہوں نے آجام کی تمام مخلوق کو کھا لیا اس طرح دنیا پھر پچاس ہزار برس تک خرابہ میں رہی پھر ہم نے دنیا کو آباد کیا جس کی تعمیر پچاس ہزار برس تک جاری رہی پھر ہم نے تیس ہزار آدم پیدا کئے اور ہر آدم کی عمر دنسل بعد نسل، تیس ہزار برس قرار دی اور ہر دو آدم کے درمیان تیس ہزار برس کا فاصلہ تعین کیا جو ہماری قضا و قدر کے مطابق فنا ہوتے رہے اور آخر یہ مخلوق بھی فنا ہو گئی اور یہ دنیا پھر پچاس ہزار برس تک خرابہ میں پڑی رہی پھر ہم نے دنیا کو آباد کیا جس کی تعمیر میں پچاس ہزار برس صرف ہوئے اور پچاسوں ہزار متمدن شہر و بستیاں آباد ہو گئیں اور موت و حیات کا بازار گرم رہا۔ یہاں تک کہ آخر میں ہم نے تیرے آدم کو پیدا کیا (ماخوذ از جامع الاخبار عربی)

ارشادات معصومین علیہم السلام

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خداوند تعالیٰ نے بارہ ہزار دنیائیں پیدا کیں ہر ایک ان میں سے ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں سے بڑی ہیں جن میں ہر عالم اس بات کی خبر نہیں رکھتے کہ خدا نے ان کے سوا کسی کو پیدا کیا ہے یا نہیں اور میں ان سب پر حجت خدا ہوں (انوار النعمانیہ جلد اول ص۵۸)

(۲) شیخ صدوق نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے سوائے تم لوگوں کے اور کوئی انسان پیدا نہیں کیا۔ خدا کی قسم معبود حقیقی نے دس لاکھ دنیائیں پیدا کیں ہیں اور دس لاکھ آدم تم ان سب دنیاؤں کی آخری دنیا میں ہو اور آخری آدمیوں میں سے ہو (انوار النعمانیہ جلد اول ص۵۸)

(۳) علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں کئی سندوں سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جبرئیل امین نے رسول خدا صلعم سے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے کہ مغرب کی پشت پر ایک سفید روشن زمین ہے جس میں خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں بہت سے لوگ بستے ہیں وہ ہرگز اپنے معبود کی نافرمانی نہیں کرتے جن کے گوشت اور چہرے خوف خدا سے روتے روتے پھٹ گئے ہیں۔ حضرت علی ابن ابیطالب فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا وہاں ابلیس یا اور کوئی آدم ہیں سے نہیں ہے تو فرمایا وہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم یا ابلیس کو پیدا بھی کیا ہے یا نہیں۔ عدد شماری کے لحاظ سے وہ اس قدر ہیں کہ ان کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا،

ان روایات اور احادیث معصومین علیہم السلام سے ظاہر ہے کہ دنیا کی عمر اربوں سال ہے اور بالتدریج ارتقائی منزلوں کو طے کرتی رہی اور لفظ کن کا اطلاق صرف اس مادے پر ہوتا ہے جو کائنات کی تعمیر پر صرف ہوتا رہا۔ نیز ہماری اس دنیا کے علاوہ خداوند تعالیٰ نے اور بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں دنیائیں پیدا کی ہیں!

اسی ضمن میں ایک دن اشعث ابن حاتم نے فضل ابن سہل اور مامون رشید عباسی کی موجودگی میں امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ فرزند رسولؐ یہ تو بتائیے کہ رات پہلے پیدا ہوئی یا دن، امام رضا علیہ نے فرمایا تمہیں قرآن مجید کی رو سے بتلاؤں

یا نجوم کے شمار سے. فضل نے عرض کیا دونوں صورتوں سے بتایئے. پس امام رضا علیہ السلام نے فرمایا، اچھا سنو، یہ تو معلوم ہے
کہ طالع دنیا سرطان جبکہ ستارے شرف پر ہوں پس زحل برج میزان ہیں، مشتری سرطان ہیں، شمس زحل ہیں، قمر ثور ہیں ہو یہ اس امر
کی دلیل ہے کہ آفتاب حمل کے دسویں درجہ یعنی وسط السماء میں ہو تو اس موجب لازم ہے کہ دن پہلے پیدا ہوا اور رات اس کے بعد
اب اس کی دلیل قرآن مجید سے سنو "لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار" یعنی سورج کے لئے
یہ بات مناسب نہیں ہے کہ چاند اس کا ادراک کرے اور رات دن پر سبقت کرنے والی نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دن پہلے پیدا ہوا۔

حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام

فان اللہ تعالیٰ کان فی الازل وحدہٗ ولیس معہ شیٔ" تحقیق کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ نہ تھا اور ازل
ہی ہمیشہ تنہا و مجرد رہا۔ حدیث قدسی میں ارشاد قدرت ہے کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے
انسان کو پیدا کیا پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا پس جبرئیل کو رب
جلیل نے حکم دیا زمین پر جاؤ ایک قبضہ مٹی واسطے جسم ابوالبشر کے لاؤ زمین کو ابلیس ملعون نے بہکایا کہ جب فرشتے آئیں تو کہنا خدا
کی پناہ مانگتی ہوں ہر گاہ جبرئیل زمین پر آئے زمین کا استغاثہ بلند ہوا وہ واپس ہوئے عرض کی معبود تیری پناہ مانگی اس لئے میں نے
مٹی نہیں اٹھائی اسی طرح میکائیل و اسرافیل زمین کے استغاثہ پر واپس ہو گئے آخر میں سبحانہٗ تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا، عزرائیل جب
زمین پر آئے گیتی نے خدا کی پناہ مانگی ملک مقرب نے جواب دیا میں بھی پناہ مانگتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کا فرمان بجا لاؤں پس مشت
خاک اوپر نیچے نرم و سخت سیاہ سفید و زرد و سرخ تمام سطح ارض سے لے کے واپس ہوئے جبرئیل کو رب جلیل نے امر کیا تا قبضہ طینت
نورانی پیغمبر آخرالزمان کے مقام ضریح سے لا کے اس مٹی میں ملا کر آب مختلف سے خمیر کرو اور پتلا جسم آدم ابوالبشر کا بناؤ ہر گاہ وہ جسد
تیار ہوا پروردگار عالم نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ میں بشر پیدا کرتا ہوں جب روح قالب میں داخل کروں تم سب سجدے پر جھکنا
اور ہمارے حکم سے منحرف نہ ہونا پس بامر خدا پیکر آدم کو ملائکہ نے بہشت میں رکھا خداوند تعالیٰ نے روح مطہر آدم کو جسم میں داخل
ہونے پر مامور فرمایا اس نے مکان تنگ و تاریک دیکھ کر استغاثہ کیا۔ خدا نے ندا کی جسد بشر میں کراہت سے جانا اور کراہت سے باہر
آنا جب دم آنکھوں میں آدم کے سمایا تو آدم نے اپنے جسد پر نظر کی۔ تسبیح ملائکہ سُنی روح دماغ پہنچتے ہی چھینک آئی حق تعالیٰ
نے وحی کی اور قوت کلام عطا کی بولے الحمد للہ ملک العلام نے جواب دیا یرحمک اللہ فرشتوں نے بحکم خدا آدم کو سجدہ تعظیمی
کیا ابلیس نے انکار کیا وہ معتوب الٰہی ہوا فاضل طینت سے خلقت حوا ہوئی (تذکرۃ الائمہ)

روح کیا ہے

جسم انسانی رحم مادر میں جب پانچ مدارج سے گذر جاتا ہے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے یہ ذکر سورۂ مومنون
میں موجود ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے نطفہ کو نباتات پر نازل کیا پھر انسان کے

نباتات کھانے سے یہ انسان کے جسم میں منتقل ہوتا ہے اسی طرح حیوانوں کے اجسام میں اور حیوان کا گوشت کھانے سے انسان کے جسم میں منتقل ہوتا ہے پھر دوسرے مقام پر من سلالۃ من طین کے ضمن میں فرماتے ہیں جیساکہ تفسیر قمی میں ہے کہ سلالہ کے معنی ہیں کھانے پینے کا خلاصہ جس سے نطفہ بن جاتا ہے اور کھانا پینا ہے مٹی کا خلاصہ لہٰذا خلقت انسانی کا مادہ مٹی کے خلاصہ سے ہوا اور یہی خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے قرآن مجید میں کئی جگہ انسان کی تخلیق اور مادہ تخلیق کا ذکر موجود ہے ایک مقام پر یوں مذکور ہے کہ انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے جو لپشت اور سینہ کی ہڈیوں کے بیچ سے نکلتا ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ دماغ میں ایک رگ ہے جس میں خون سے یہ مادہ ترکیب پاتا ہے اور پھر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے مرد کی صلب اور عورت کی سینہ کی ہڈیوں سے گذر کر رحم میں منتقل ہوتا ہے غرض پانچ مدارج سے گذر جانے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے روح کے متعلق رسالت مآب سے سوال کیا گیا تھا کہ روح کیا ہے اللہ تعالےٰ نے جو جواب رسول اللہؐ تک بطور وحی بھیجا وہ یہ تھا کہ روح امر ربی ہے اس امر ربی کی شرح ارشادات ائمہ معصومین ملتی ہے جو کافی کلینی میں ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روح آدم کے متعلق دریافت کیا جس کے لئے خدا نے فرمایا کہ نفخت فیہ من روحی فرمایا روح بھی مخلوق ہے اور وہ روح بھی جو عیسیٰ میں تھی اور محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے میں نے اس آیت کے معنی پوچھے کہ نفخت فیہ من روحی میں جو نفخ کا ذکر آیا وہ نفخ کیونکر ہوا فرمایا روح ہوا کی طرح متحرک ہے اسی لئے اس کا نام روح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ ریح سے مشتق ہے اور اس لئے کہ ارواح ریح کے ہم جنس ہیں اور روح کو اپنے نفس کی طرف نسبت دی ہے کیونکہ اس کا اصطفےٰ تمام ارواح ہیں پھر صادق آل محمد نے روح کی اقسام بیان فرمائی ہیں کہ انبیاء و مرسلین و اوصیاء میں پانچ روحیں ہوتی ہیں (۱) روح القدس جو حامل نبوت ہے جب نبی کی روح قبض ہوئی تو یہ روح امام کی طرف آئی یعنی علم و عمل بھی نبی جیسا ہے روح القدس سوتی نہیں نہ غافل ہوتی ہے نہ مائل دنیا ہوتی ہے نہ کارِ دین سے غافل ہوتی ہے باقی چار سوتی ہیں غافل ہوتی ہیں اور کارِ دین ترک کرتی ہیں اور معاملات دنیا میں انہماک رکھتی ہیں اور روح قدس ان سب باتوں سے بری ہے یہ عرش اور زمین کے درمیان تمام اشیاء کی معرفت دلانے کا باعث بنتی ہیں (۲) روح ایمان (۳) روح قوت (۴) روح شہوت (۵) روح مدارج۔

(۱) حضرت آدم علیہ السّلام

پروردگار عالم نے اوّل حضرت آدم علیہ السّلام کے آب و گل کی سرشت کی جن کا لقب خلیفۃ اللہ و صفی اللہ و بدیع فطرت اللہ اور کنیت ابوالبشر اور ابو محمد ہے سن شریف (۹۳۶) سال بقولے ایک ہزار سال اور ایک روایت صحیحہ ہے کہ (۱۰۳۰) سال ہوئی اور بعد ہبوط دنیا دو سو برس تک مفارقت جنت میں رویا کئے اور دو سو برس تک آبادی دنیا اور زراعت اور تدبر روئے زمین میں مصروف رہے قامت بزرگ آپ کا بہت بلند تھا بعدہٗ حق تعالیٰ نے آپ کے قد کو بقدر ہفتاد ذراع یعنی ستر ہاتھ اور حضرت حوّا کا پینتیس ہاتھ کر دیا دس صحیفے آپ پر نازل ہوئے اور حضرت حوّا کے بطن مبارک سے ۹۹ فرزند تولد ہوئے جن میں اوّلاً دو فرزند قابیل و ہابیل تھے قابیل فسق و فجور میں مبتلا تھا اور ہابیل احکام الٰہی کا پابند تھا اس لئے حضرت آدم فرزند ہابیل سے زیادہ محبت کرتے تھے اس بنا پر قابیل نے بوجہ حسد اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا آپ فراق

فرزند ہابیل میں مدت تک نوحہ کرتے رہے آخر خداوند کریم نے دو فرزند مزید حضرت شیث و یافث عطا کئے اور بعارضہ تپ دس روز بیمار رہ کر بروز جمعہ گیارہویں محرم الحرام کو انتقال فرمایا اور ایک سال پندرہ روز بعد حضرت حوا نے رحلت فرمائی غار ابوقبیس میں دفن ہوئے بعد طوفان نوح کے استخوان مبارک باہر نکال کر روضہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نجف اشرف (عراق) میں دفن کئے گئے ، منجملہ معجزات حضرت آدم علیہ السلام کے ایک یہ تھا کہ جس جگہ حضرت کا گذر ہوا اس جگہ بہرکت قدوم میمنت لزوم آبادی ہوگئی حضرت شیث علیہ السلام آپ کے وصی ہوئے!

تفسیر برہان وعلل شرائع میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کہنا قطعی غلط اور بے بنیاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں حقیقی بھائی بہن کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شیث اور یافث کے لئے دو حوریں بحکم خدا جنت سے نازل ہوئیں ایک نامی منزلہ حور حضرت شیث علیہ السلام سے منسوب ہوئی جس کے بطن سے چار بیٹے پیدا ہوئے اور دوسری حور یافث سے منسوب ہوئی اس کے بطن سے چار دختراں پیدا ہوئیں جو حضرت شیث کے بیٹوں سے منسوب ہوئی اور اسی طرح اولاد ذکور و اناث کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت شیث کے لئے جنت سے منزلہ حور آئی اور یافث کے لئے قوم اجنا کی لڑکی. بہر حال دونوں بھائیوں کی اولاد ذکور و اناث کے باہمی سے سلسلہ دنیا جاری ہوا (کتاب حیات القلوب ص۱۱۵ مطبوعہ نول کشور)

جب کرۂ ارض پر خدا تعالیٰ نے انسان کو آباد کیا تو اس نے جلد ہی اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے زمین پر فتنہ و فساد کرنا شروع کر دیا حضرت آدم علیہ السلام کے دو فرزند ہابیل و قابیل میں قتل کا واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان نے بہت جلد خدا کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی ذاتی اغراض کے تحت بے اعتدالیاں کرنی شروع کر دیں اس لئے معبود حقیقی نے وقتاً فوقتاً اپنے چنے ہوئے بندوں کو لوگوں کی بھلائی کے لئے اور انہیں راہ مستقیم دکھانے کے لئے بھیجتا رہا جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کسی نہ کسی آزمائش میں ڈالا اور اس کے درجات کو بلند کیا حضرت آدمؑ کو جنت سے علیحدہ کیا گیا اور اُن کو خوف میں مبتلا کیا۔ انہوں نے جنت کو کیوں چھوڑا پھر انہیں کچھ عرصہ حوا سے علیحدہ رکھا لیکن حضرت آدمؑ اس آزمائش میں پورے اُترے اور صفی اللہ کا خطاب ملا اور ان کی نسل دنیا میں پھیلا دی۔

مقام سراندیپ

بحر ہند کے جزائر میں ایک مشہور جزیرہ ہے جو مختلف علاقوں میں سیلون ، سیلان ، لنکا ، سنگلدیپ ، سالکل دیپا اور سراندیپ کے ناموں سے مشہور ہے۔ عرب اور انگریز اس جزیرہ کو سیلان یا سیلون کے نام سے پکارتے ہیں۔ لنکا اس شاہی قلعہ کا نام تھا جس میں تاجدار جزیرہ رہتا تھا۔ دریائے شور کے ساحل پر اس کے کھنڈرات ابھی تک موجود ہیں اسی نسبت سے پورا جزیرہ لنکا کے نام سے شہرت پا گیا ، سراندیپ لفظ سرن ہندی زبان کا ہے جس کے معنی پناہ کے ہیں اور دیپ معنی جزیرہ ، سنگلدیپ یا سالکل دیپ دونوں لفظ ہندی زبان کے ہیں سنگل یا سالکل ہندی میں زنجیر کو اور دیپ جزیرہ کو کہتے ہیں اسی مقام سراندیپ پر حضرت آدم علیہ السلام کو ترک اولیٰ یا خلیفۃ الارض کے سبب نکال کر ڈالا گیا تھا اور حوا کو جدہ۔

کوہ آدم گر

لنکا یا سراندیپ میں ایک شہرۂ آفاق پہاڑ کوہ آدم گر ہے جو دنیا کی تاریخ کا ایک نمایاں باب کہا جا سکتا ہے اس پہاڑ پر کچھ چڑھائی کے بعد دو خندقیں ہیں جو قدرتی ساخت کی معلوم ہوتی ہیں ان خندقوں کو عبور کرنے کے لئے دو لکڑی کے تختے رکھے ہوئے ہیں ہر اک تختہ سات فٹ چوڑا ہے جس میں کوئی جوڑ وغیرہ نہیں ہے اس میں ایک زنجیر اس سرے سے اس سرے تک اس حیرت انگیز چوبی پل پر نصب ہے کہ اس کو پکڑ کر ہر راہ رو بلا تکلف اس خوفناک خندق کو عبور کر لیتا ہے زنجیر کے متعلق یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس دھات کی بنی ہوئی ہے اور نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ خوفناک خندقوں پر راستہ کس لئے بنایا ہے زنجیر پر جوڑ بھی نمایاں نہیں ہیں اور خندقوں پر رکھے تختوں کو دیکھ کر یہ پتہ نہیں لگایا جا سکتا کہ یہ کس درخت کی لکڑی سے بنائے گئے ہیں ایک زمانہ دراز گذر جانے کے بعد بھی ان تختوں میں بوسیدگی کے آثار نہیں پائے جاتے زنجیر کا ہر حلقہ تین انچ چوڑا اور جو حلقہ آخیر زنجیر تختہ کے کنارہ پر جڑا ہوا ہے اس کا قطر ایک فٹ ہے خندق اوّل کی زنجیر تیس فٹ لمبی اور دوسری خندق کی زنجیر ۳۵ فٹ لمبی ہے یہ دونوں عجیب و غریب پُل زینہ کی طرح پستی سے بلندی کی جانب چڑھتے ہوئے واقع ہیں اور دونوں زنجیریں دونوں طرف میخوں سے زمین اور پتھر میں گڑی ہوئی ہیں اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آہنی زنجیر کتنی گہرائی تک پہاڑی زمین میں نصب ہیں۔

عجیب انسانی نقش قدم

کوہ آدم گر کی چوٹی سطح ہموار ہے جہاں چٹان پر ایک نقش قدم ہے عبدالقادر سیلانی کی پیمائش کی مطابق اس نشان قدم کا طول چھ فٹ ۱۹ انچ عرض ایک فٹ تین انچ اور سات انچ اور عمق چار انچ ہے سراندیپ کے مسلمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام مدت دراز تک ایک پاؤں پر کھڑے درگاہ ایزدی میں اپنی نجات کی دعا مانگتے رہے یہ ان کے پاؤں کا نشان ہے اس چٹان پر ہر سال بہت بڑا میلہ لگتا ہے جہاں ہزاروں مسلمان اور اہل ہنود اہل سراندیپ و گرد نواح کے اس نقش قدم کی زیارت کرتے ہیں۔

خاص قسم کے درخت

اس متبرک نشان قدم کے چاروں طرف خاص قسم کے درخت ہیں جن کے پھل نہایت خوبصورت اور خوش رنگ ہیں ان کی شکل کچھ بادام سے ملتی جلتی ہے۔ یہ پھل جتنا دیکھنے میں خوبصورت ہے اتنا ہی کھانے میں سمِ قاتل ہے انسان تو کیا کوئی جانور بھی ان پھلوں کی طرف رغبت نہیں دیتا اس پھل کا نام ڈبی مڈری ہے اس علاقہ کی زبان کی مطابق ڈبی ڈبیہ کو اور مڈری چھلکے کو کہتے ہیں ان پھلوں پر ایک قدرتی نشان دانت سے کاٹنے کا نمایاں ہے اس نشان کے متعلق ہندو و مسلمانوں میں دو مختلف روائتیں مشہور ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت آدم و حوا منجانب اللہ اسی باغ میں رہتے تھے جو اس وقت نہایت سرسبز و شاداب تھا خدا نے حکم دیا تھا کہ اے آدم اس باغ کے تمام پھلوں پر تصرف کر سکتے ہو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا لیکن حوا کو ابلیس نے ورغلایا، حضرت آدمؑ نے حوا کے کہنے سے ذرا سا پھل دانت سے کاٹ کر چکھ لیا اسی وقت سے قادر مطلق نے اس پھل پر دانت کا نشان ہمیشہ کے لئے نمایاں کر دیا تاکہ اولاد آدم کی عبرت کے لئے یہ علامت قیامت تک باقی رہے اہل ہنود کہتے ہیں کہ جب راون نے سیتا جی کو اس باغ میں رکھا تھا تو سیتا جی نے اس درخت کے چند پھل دانت سے کاٹ کر ان میں زہر ہلاہل بھر دیا تھا کہ راون ان پھلوں کو کھا کر ہلاک ہو جائے!

انسانی دانت یہاں ایک مندر میں ایک انسانی دانت بڑے احترام سے ایک خوبصورت صندوقچہ میں رکھا ہوا ہے اس دانت کی لمبائی ایک بالشت ہے اہل ہنود کہتے ہیں کہ یہ دانت گوتم بدھ کا ہے اور مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ یہ دانت حضرت آدمؑ کا ہے قرین قیاس بھی یہی ہے کہ یہ دانت حضرت آدم کا ہوگا کیونکہ گوتم بدھ کا زمانہ گذرے تقریباً دو ہزار برس ہوئے ہیں اور اس زمانہ میں انسان کا قدوقامت تقریباً آج کے انسان سے کچھ زیادہ تھا اس لئے گوتم بدھ کا ایسا لمبا دانت کیسے ہو سکتا ہے!

حضرت آدمؑ کی قبر حاجی مروان علی خان اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ کوہ آدم گر کے دامن میں حضرت آدمؑ کی قبر ہے انہوں نے اس قبر کی پیمائش تین سو پندرہ گز لکھی ہے اور حضرت حواؑ کی قبر جو جدہ میں ہے اس کی پیمائش ایک سو ساٹھ گز لکھی ہے دونوں قبریں قبلہ رو ہیں اور سر و پا کی جگہ دو چھوٹے چھوٹے قبے پہچان کی غرض سے بنے ہوئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے مجاور حسینی سادات سے ہیں شہر کالی سیلان میں ان کا ایک بہت بڑا قبیلہ تقریباً سات سو برس سے پہاڑ کے دامن میں آباد ہے اسی قبیلہ کے چند افراد مجاور ہیں!

قبر ہابیل یہاں سے چند منزل کے فاصلہ پر مالا بار کے قریب قصبہ رام ناتھ میں ہابیل کی قبر ہے یہ قبر ایک سو اسی فٹ لمبی ہے اس قبر کے مجاور بھی مسلمان ہیں (رسالہ زمانہ ماہ جنوری ۱۹۲۲ء صفحات ۲۴ تا ۲۹۔

(۲) حضرت شیث علیہ السلام آپ کا لقب ہبۃ اللہ ہے اور اپنے والد ماجد کے جانشین اور حامل نور محمدی تھے آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے زراعت کا کام آپ کے زمانہ سے شروع ہوا لباس بھی انہیں کے زمانہ کی ایجاد ہے حضرت آدم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کے فرائض آپ نے انجام دیئے بعد وفات حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار سال چالیس دن زندہ رہے اور (۹۱۲) سال نبوت کے فرائض انجام دیئے اور پہلوئے آدمؑ میں دفن ہوئے آپ کے صلب سے ایک فرزند انوش حامل نور محمدی پیدا ہوئے۔

(۳) انوش آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین اور حامل نور محمدی تھے بعض مورخین نے ان کا نام یانبس بھی لکھا ہے خدا تعالیٰ نے خلافت الہیہ کے علاوہ دنیوی بادشاہت بھی عطا فرمائی دنیا کی تاریخ میں انوش پہلے بادشاہ گذرے ہیں ۹۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے صلب سے یک پسر قینان پیدا ہوئے۔

(۴) قینان یا قلبان بقولے قینان آپ اپنے والد ماجد کے جانشین اور حامل نور محمدی تھے (۲۰) سال کی عمر ہوئی آپ کے صلب سے یک پسر مہلائیل پیدا ہوئے!

(۵) مہلائیل یا بروصلائیل آپ نہایت حسین و جمیل اور عابد و زاہد تھے دن کو روزہ اور شب بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے (۹۶۱) سال زندہ رہے آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے بوجہ زہد و تقدس آپ کا بت بنا کر پرستش شروع کر دی آپ حامل نور محمدی اور والد کے جانشین تھے آپ کے صلب سے یک پسر بارد پیدا ہوا۔

(۶) بارد یا الیازر بعض برد یا نزال لکھا ہے آپ حامل نور محمدی اور اپنے پدر بزرگوار کے جانشین تھے (۵۳۵) سال کی عمر

میں وفات پائی آپ کے صلب سے یک پسر اخنوع پیدا ہوا"۔

(۷) اخنوع یا اخنوح لقب ادریس حامل نور محمدی اور اپنے والد کے جانشین تھے زیادہ تر درس و تدریس میں مصروف رہنے کے سبب ادریس لقب ہوا علوم ریاضی و نجوم وغیرہ آپ ہی کی ایجاد ہیں۔ فن خیاطی میں بھی ماہر تھے اور لکھنے میں بھی باکمال تھے آپ ہی نے اولاً نظام حکومت کے قواعد و ضوابط لکھے اور ایک سو اسی شہر آباد کئے اور مسجد سہلہ میں رہتے تھے اور کوفہ و عراق میں مبعوث ہوئے ایک جماعت نے آپ کی مخالفت کی تو آپ کی بد دعا سے سات برس تک قحط رہا آخر ان لوگوں نے توبہ کی پھر آپ کی دعا سے بارش ہوئی اور صحف آسمانی میں سے تیس صحف ان پہ نازل ہوئے اور سن شریف آپ کا (۸۹۲) برس کا ہوا ایک فرشتہ آپ کی دعا سے بارگاہ احدیت میں مقرب ہوا تھا اس نے استدعا کی کہ اگر آپ کوئی حاجت رکھتے ہوں تو ارشاد فرمائیں فرمایا کہ مجھ کو آسمان پر لے چل وہ فرشتہ آپ کو آسمان پر لے گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے عجائبات آسمان و بہشت کو ملاحظہ فرمایا اور پھر واپس تشریف نہیں لائے اور بروایت اصح واقعی ہیں، آسمان ملک الموت کے قریب پہنچے عزرائیل نے کہا کہ میں یہاں قبض روح کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ یہ سن کر اضطراب طاری ہوا اور وہ فرشتہ کے پروں سے لپٹ گئے اور روح قبض کی گئی، آپ کے صلب سے یک پسر متوشلخ پیدا ہوا۔

(۸) متوشلخ یا متوشلح آپ حامل نور محمدی اور اپنے والد حضرت ادریس علیہ السلام کے جانشین ہوئے (۹۸۲) سال کا سن ہوا ان کے صلب سے یک پسر لمک پیدا ہوا۔

۹۔ لمک یا لامک بعض نے آپ کا نام لابح بھی لکھا ہے حامل نور محمدی اور اپنے والد متوشلخ کے جانشین ہوئے جو لوگ مہلائیل نبی اللہ کے بت کی پرستش کرتے تھے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی ان میں سے بہت سے لوگ راہ مستقیم پر آگئے آپ کی عمر (۷۰۰) سال کی ہوئی آپ کے صلب سے حضرت نوحؑ پیدا ہوئے۔

۱۰۔ عبدالعلی ملقب حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ بعض مورخین آپ کے نام عبدالغفار یا عبدالملک یا عبدالرحمن بھی لکھا ہے آپ مدت دراز تک اپنی قوم کی بداعمالیوں پر نوحہ کرتے رہے اس لئے نوح کے لقب سے شہرت پائی اور لبسبب اس کے کہ بعد طوفان آپ کی نسل سے خلائق پیدا ہوئی۔ آدم ثانی بھی کہتے ہیں الوالعزم پیغمبر تھے عمر آپ کی (۲۵۰۰) برس اور بقولے (۱۴۵۰) برس کی ہوئی، دولتکدہ کوفہ (عراق) میں تھا آپ نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی امت کو نیکی کی ہدایت کی مگر امت نافرمان رہی اور امت کفر و شرک سے باز نہ آئی پھر بحکم خدا حضرت نوحؑ نے کشتی بنائی آخر عذاب الٰہی نازل ہوئی ایک روایت ہے کہ طوفان نوحؑ کی ابتدا صحن مسجد کوفہ سے ہوئی اور تنور سے پانی ابلنا شروع ہوگیا اس کا نشان آج تک مسجد کوفہ میں موجود ہے ایک طرف پانی زمین اگل رہی تھی دوسری طرف آسمان کے دروازے کھل گئے۔ یہاں تھوڑی دیر پہلے زندگی کی چہل پہل تھی وہاں اب کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا سر بہ فلک عمارتیں طویل القامت منارے اونچے اونچے درخت سب غرق آب ہوگئے حد ہے طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بلند ہوگیا بس پانی کے شور کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیتا اگر کوئی صدا سنائی دیتی ہے تو وہ کشتی نوحؑ پر سوار ہونے والے آدمیوں کی آواز تسبیح و تہلیل۔ حضرت نوحؑ علیہ السلام کا بیٹا بنام معروف کنعان کافر تھا آپ نے کشتی پر

سوار ہونے کے لئے بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ انکار کرتا رہا چنانچہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ علل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نجف ایک عظیم الشان پہاڑ تھا اور یہ وہی پہاڑ تھا جس کو دیکھ کر فرزند نامعروف کنعان، نوحؑ کہا تھا کہ میں پہاڑ پر اماں لے لوں گا جو مجھ کو پانی کے عذاب سے بچا سکتا ہے اس پر خداوند عالم نے اس سے خطاب کیا کہ کیا تجھ میں یہ طاقت ہے۔ کہ میرے عذاب سے بچالے یہ خطاب سُن کر یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور بہت باریک ریل کی صورت میں مبدل ہوکر بلاد شام میں منتشر ہوگیا اور پھر اُس جگہ عظیم الشان سمندر موجیں مارنے لگا اور فرزند نوحؑ غرق طوفان ہوگیا، تمام روئے زمین پر پانی پھیل گیا بڑے بڑے پہاڑ پانی میں غرق ہوگئے کرۂ ارض پر کوئی متنفس باقی نہ بچا البتہ حضرت نوحؑ کی کشتی پر سوار ہونے والے اس عذاب خداوندی سے محفوظ و مامون رہے، اللہ کے نبی اپنے ساتھیوں سمیت کشتی سے اترا۔ تشکر کے طور پر نفل ادا کئے اور ہاتھ بلند کرکے فرمایا الٰہی میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں۔ پروردگار تیرا بے شمار شکر ہے تونے مجھے عذاب سے بچایا اور تیرے رسول احمد کا بھی شکر گذار ہوں اور اس ایلیا کا بھی شکرگذار ہوں جس نے مدد فرمائی جو تیرے گھر میں جنم لے گا اور تیرے نبی محمدؐ کی بیٹی کا بھی شکریہ اور اس کے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری امداد کی (تاریخ عالم از سجاد یزدانی مطبوعہ بمبئی ۱۹۱۴ء) اسی لئے رسالت مآب نے ارشاد فرمایا ہے "مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ النوح من دخلھا فنجی" میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اور کماحقہٗ اطاعت کی وہ نجات پاگیا"

المختصر اس واقعہ کو ہزاروں سال گذر گئے اکثریت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نوحؑ کی کشتی کہاں ٹھہری کوہ قاف کہاں جودی کہاں ہے۔ مگر وہ معبود حقیقی جس نے اپنے رسولؐ کو ورفعنالک ذکرک کی بشارت دے کر دنیائے عالم کو آگاہ کردیا ہے کہ محمدؐ وآل محمدؐ کا اسم اعظم ہمیشہ منور رہے گا اور اس کا ذکر کسی نہ کسی صورت میں زبانوں پر آتا رہے گا چنانچہ قادر مطلق نے نفوس قدسیہ کے اسم گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنی رفعت و منزلت کے ساتھ ابھریں اور ایسے ملک میں ابھریں جو ہستی اللہ تعالےٰ کے منکر ہیں۔

بحوالہ ماخوذ از مسلم کرانیکل لنڈن ۴ دسمبر ۱۹۴۶ء رسالہ اسلام دہلی فروری ۱۹۴۷ء،

ماہرین روس کی جدید تحقیق

۱۹۰۱ء کی جولائی میں روسی ماہرین کی ایک جماعت وادیٔ قاف میں دیکھ بھال کر رہی تھی اور غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی کہ ایک مقام پر سے اسے لکڑی کے چند بوسیدہ سے ٹکڑے نظر آئے۔ گروپ آفیسر نے اس جگہ کو کریدنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی ہیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہیں اس مقام کی کھدائی نہایت توجہ سے کرائی بہت سی لکڑیاں اور کچھ دیگر اہم اشیاء برآمد ہوئیں لکڑی کی ایک مستطیل تعویذ نما تختی بھی دستیاب ہوئی، ماہرین یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ باقی لکڑیاں تو بوسیدگی و کہنگی اختیار کر چکی ہیں لیکن ۱۴ انچ طول اور ۱۰ انچ عرض رکھنے والی یہ تختی بوسیدگی سے محفوظ ہے اور خفیف ارضی اثرات قبول کرنے کے سوا اس میں خستگی پیدا نہیں ہوئی ۱۹۵۲ء کے آخر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو لباس تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا کہ مذکورہ لکڑی حضرت

نوح علیہ السلام کی اُس معروف عالم کشتی سے تعلق رکھتی ہیں جو کوہ قاف کی ایک چوٹی (جودی) پر آ کر ٹھہری تھی اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان میں چند حروف کندہ ہیں اس کشتی میں لگی ہوئی تھی۔ روس کی سوویت حکومت کے زیر اہتمام اس کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ تختی کے لئے ماہرین آثار کا ایک بورڈ قائم کیا جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء میں اپنا کام شروع کر دیا اس بورڈ کے اراکین مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) مسولے نوف پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبہ لسانیات (۲) ایفا ہان خلیق ماہر السنہ قدیمہ لولوہان کالج چائنا (۳) میشان۔ لو۔ فارنگ افسر اعلیٰ آثار قدیمہ (۴) تانمول گورف" استاد لسانیات کیفرڈ کالج (۵) ڈی راکن، ماہر آثار قدیمہ پروفیسر لوُمنین انسٹی ٹیوٹ (۶) ایم احمد کولاڈ، ناظم، زنکورن ریسرچ ایسوسی ایشن (۷) میجر کولٹوف نگران دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالین کالج چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کرنے کے بعد پُراسرار تختی سے متعلق یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوحؑ کی کشتی تیار ہوئی تھی اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی تھی اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصولِ امن و عافیت و برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا موصوف تختی کے درمیان ایک پنجہ کا تصویر جس پر قدیم سامانی زبان میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں، زمانہ حضرت نوحؑ میں اور اس کے بعد جو زبانیں رائج ہوئیں تھیں ان کو سامی یا سامانی زبانیں کہا جاتا ہے چنانچہ عبرانی، سریانی قیہانی، نبطی عربی وغیرہ سامانی ہی کی شاخیں ہیں، بہرحال روسی ماہرین نے ان حروف کو جو مقدس تختی پر کندہ ہیں آٹھ ماہ کی دماغی کاوش سے ان کے تلفظ کو روسی زبان میں منتقل کیا اور روسی رسم الخط سے مسٹر این، ایف، ماکس، ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے انگریزی میں یوں ترجمہ کیا۔

اردو ترجمہ:

(1) O MY GOD, MY HELPER	(۱) اے میرے خدا، میرے مددگار
(2) KEEP MY HAND WITH MERCY	(۲) اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ
(3) AND WITH YOUR HOLY BODIES	(۳) اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل
(4) MOHAMED	(۴) محمّد
(5) ALIA	(۵) ایلیا (علیؑ)
(6) SHABBAR	(۶) شبّر (حسنؑ)
(7) SHABBIR	(۷) شبّیر (حسینؑ)
(8) FATMA	(۸) فاطمہؑ
(9) THEY ARE ALL BIGGESTS AND HONOURABLE	(۹) یہ تمام عظیم ترین اور واجب احترام ہیں
(10) THE WORLD ESTEBLISHED FOR THEM	(۱۰) تمام دنیا انہیں کے لئے قائم کی گئی
(11) HELP ME BY THEIR NAME	(۱۱) ان کے نام کی بدولت میری مدد کر

(12) YOU CAN REFORM TO RIGHT

(۱۲) تو ہی سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے

اخبار سن لائٹ، مانچسٹر ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء، اخبار ویکلی لنڈن یکم جنوری ۱۹۵۴ء و ماہنامہ اسٹار آف برٹی ٹے ماہ جنوری ۱۹۵۴ء مطبوعہ لنڈن۔ القصہ جب یہ تحقیق منظر عام پر آئی تو کفار اور منکرین اہلبیت کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں شدید حیرت میں مبتلا اس بات نے کیا کہ کشتی نوحؑ کی تمام لکڑیاں خوردہ و بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں مگر نفوس قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی یہ تختی ہزار ہا سال گذرنے پر بھی بالکل محفوظ رہی اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے یہ تختی روس کے مرکز آثار قدیمہ و تحقیقات ماسکو میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے طوفان نوحؑ نے ہبوط آدمؑ کو دو ہزار دو سو چالیس برس ہوئے ؛ حضرت نوحؑ بعد طوفان پانصد برس از سر نو آباد و دنیا میں صرف کئے آپ کے تین ازواج تھیں ایک زن کافرہ الغا نام جو بعد میں مسلمان ہوئی دوسری ہیکل جو مسلمان تھی تیسری عموزہ مادر حضرت سام آپ کے صلب سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) حضرت سام فرزند اکبر حامل نور محمدی اور اپنے والد کے جانشین ہوئے (۲) حام (۳) یافث (۴) یام عرف کنعان نافرمان بیٹا غرق طوفان ہوا حضرت نوحؑ علیہ السلام نے ہر سہ فرزندان کو بحکم خدا دنیا کی آبادی کا کام دوبارہ شروع کرایا اور شہر و بستیاں آباد کیں۔ کرۂ ارض پر انہیں کی نسل سے تمام دنیا آباد ہوئی۔

حام یہ فرزند حضرت نوحؑ (۵۶۰) سال زندہ رہے ان کے صلب سے ستر فرزند پیدا ہوئے، حبش، بربر، قبط، سوڈان، فرنج ہند، سندھ، کنعان، بغریہ، ہیر وغیرہ کنعان کا پسر کیوس ان کا پسر نمرود ان کا پسر سنحاریب ان کا پسر نمرود اور ہیر کا پسر مصرائم اس نے مصر آباد کیا ان کا پسر قبطیم یہ زبان قبطی کا موجد اور قبطی قوم اسی سے منسوب ہے اس کا پسر قبطریم ان کا پسر لود یران کا پسر علویم ان کا پسر شداد اس نے خدائی کا دعوے کیا، (بحوالہ تحفۃ الانساب و تاریخ گلزار شمس تبریز و تاریخ فرشتہ)

یافث سات سو برس دنیا میں زندہ رہے ان کے صلب سے بیس فرزند پیدا ہوئے، اسقلاب، خلیج، روس، سدمان، غربان، یاجوج، ماجوج، چین، خوزر، شلیخ، ترک خان، کاری، اندلس، یونان، علوان عرف فردوس، عام عرف کیومرث، ارشد اوّل وغیرہ ارشد اوّل کی اولاد ترک تمام دنیا کے مغل، ازبک، چغتائی، رومانیہ، ایرانیہ، ترکمان ہیں اور علوان کے دو پسر ضحاک، عام، ان کا پسر نریمان ان کا پسر سام کے دو پسر سنان و زال، زال کا پسر تہمتن عرف رستم؛ چار ہزار برس سے کچھ زیادہ زمانہ گذرا جب عرب میں ایک بادشاہ فردوس تھا۔

فردوس ضحاک عرف علوان اہل عرب نے اس کا نام علوان بھی لکھا ہے اس کا پسر ضحاک تھا جس نے تقریباً ایک ہزار سال حکومت کی۔ عجم میں اس کو آک بھی کہتے ہیں آک کے معنی عیب کے ہیں یعنی یہ بادشاہ بے شمار عیوب اور مظالم کا سرچشمہ تھا اس نے اپنے باپ کو گڑھے میں ڈال کر خود بادشاہ بنا۔ قدرت نے اس کے دونوں شانوں پر دو سانپ پیدا کئے جو ضحاک کے رخساروں کو کاٹتے رہتے تھے وزراء کی تجویز سے دو انسانوں کے سروں کے مغز سانپوں کو کھلائے جاتے تھے جمشید جو ایران کا بادشاہ تھا ضحاک نے تخت ایران پر قبضہ کر لیا اور درہ لگا تا آرے سے آدمیوں کو چیرنا اس کی ایجاد ہے جب ضحاک کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو ایک شخص فریدوں نے ضحاک کو جان سے مار کر خود تخت نشین ہو گیا۔

سنان بن سام بن نریمان کا پسر کیخسرو اس کی نسل میں نوشیرواں بادشاہ اس کا پسر ہرمز بادشاہ اس کا پسر پرویز کسریٰ اس کا پسر شہریار اس کا پسر یزدجرد بادشاہ اس کے صلب سے دو دختران گیہان بانو و شاہ زناں معروف شہر بانو زوجہ حضرت امام حسین علیہ السلام۔

کیومرث نام عامر یہ بادشاہ شاہ عجم کا جد امجد ہے ایران سے زیادہ قدیم سلطنت کوئی نہیں ہے ایران میں سب سے پہلے کیومرث بادشاہ ہوا اور تین سو برس سلطنت کی عرب میں اس کو عامر بھی کہتے ہیں کتاب روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ کیومرث یافث بن حضرت نوح کا بیٹا تھا لیکن غزالی نے حضرت آدم ابوالبشر کا بیٹا لکھا ہے۔ جانوروں کے چمڑہ کی پوشاک اس نے ایجاد کی پہلے لوگ برہنہ رہتے تھے یا پتوں سے بدن چھپاتے تھے اس نے حکمت عملی میں ایک کتاب جاودان لکھی ہے جس کا ترجمہ زبان سریانی سے عربی میں حسن فضل کے بھائی نے جو مامون رشید بادشاہ کا وزیر تھا کیا ہے اور حکیم بوعلی سینا نے بھی ترجمہ کیا ہے جس کا نام ادب الفرس والعرب ہے کیومرث کے صلب سے چھ فرزند پیدا ہوئے سیامک، فارس، عراق، تور، معان، شام سیامک کیومرث کا جانشین اور باقی فرزندان جس خطۂ زمین پر گئے وہ مقام ان کے نام سے موسوم ہوگیا اور سیامک کا پسر ہوشنگ تھا جو اپنے دادا کیومرث کا جانشین ہوا۔

ملک ایران ایران وہ قدیم ملک ہے جو اس وقت تہذیب و تمدن کی معراج پر تھا جبکہ یورپ میں وحشی غیر مہذب خانہ بدوش بستے تھے آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے یہاں کے رہنے والے علم و فلسفہ کے اعلیٰ مدارج طے کر چکے تھے ان لوگوں نے ارتقا کی وہ منازل طے کر لی تھیں جو دوسری قوموں کو اب تک میسر نہیں ہوئی ہیں اور جن کے نغمے یہاں کے مشہور شاعر فردوسی نے گائے ہیں جس کی مشہور کتاب شاہنامہ آج بھی دنیا میں مشہور ہے اور دنیا کی کوئی رزمیہ نظم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی آج تک اس قدیم ایران کے کھنڈر باقی ہیں صاحب مذاق اس کو دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور ان کی ماہرانہ گلکاری و نقش و نگار کے کمال پر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں مغربی تہذیب باوجود اس تمام سائنس کے اس قدر مستحکم اور خوبصورت عمارتیں اور یادگار چیزیں تیار نہیں کر سکی یہ وہ عمارتیں ہیں جن کو سکندر اعظم چنگیز خان و ہلاکو خاں کے مظالم اور ان کی تباہ کاریاں بھی صفحہ ہستی سے نہیں مٹا سکیں ان قدیم شہروں میں سب سے بڑا شہر، پرسیپولس تھا جس کے کھنڈر آج بھی اس عظمت دیرینہ کی یاد دلاتے ہیں اس کا یہ نام یونانی ہے اس کے لفظی معنی میں چٹان کاٹ کر بنایا ہوا شہر اس شہر کی تعمیر دارائے اعظم نے ۵۱۹ سنہ قبل مسیح شروع کی تھی اور اس کے جانشین کیخسرو نے تیس برس کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچایا پورا شہر چٹان کھود کر بنایا گیا زمانہ قدیم کے یہ بادشاہ ہزاروں میل کی وسیع سلطنت کے مالک تھے اور ترکستان افغانستان سے لے کر مصر و یونان تک ان کا سکہ چلتا تھا۔

ہوشنگ عجم اس کے نبی ہونے کے بھی قائل ہیں اس بادشاہ نے پتھر سے آگ نکالا اور زمین سے اناج پیدا کرانے کا بھی یہی موجد ہے چار سو سال حکومت کی ہے اس کا جانشین طہمورث دیوبند ہوا۔

طہمورث دیوبند اس بادشاہ کو دیوبند اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی تمام عمر دیو سے لڑنے میں گذری اور ان کو مطیع بنایا

تاریخ جعفری میں ہے کہ اس نے ایک ہزار چار سو اسی دیو اپنے ہاتھ سے مارے ہیں تین سو سال حکومت کی ہے۔

جمشید طہورث کا جانشین ہوا اس کا نام جم تھا اور بانجان کے جشن کے سبب سے لفظ شید جس کے معنی آفتاب کی کرن کے ہیں اس لئے جمشید نام ہوا، جام جم اسی نے بنوایا یہ ایک پیالہ تھا جس کو حکمائے فارس نے بنایا تھا اس کو جام جم جہان نما بھی کہتے ہیں ایشیائی لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے ذریعہ سے تمام عالم کا حال معلوم ہو جاتا تھا، لیکن صحیح اتنا ہے کہ اس میں خطوط ہندسی کھدے ہوئے تھے جس کے ذریعہ سے حساب لگا کر ستاروں کی گردش کی وجہ سے ان کا اثر معلوم ہو جایا کرتا تھا جمشید ایران کا چوتھا بادشاہ تھا اس کی سلطنت کی مدت سات سو سال بیان کی جاتی ہے اس کے دور حکومت میں ایران کو بہت ترقی ہوئی لوہے کو گلا کر اسی نے الات جنگ و آلات کاشتکاری اور کوس (ڈنکا) ایجاد کئے پارچہ بافی اسی نے نکالی غوطہ کا طریقہ ایجاد کر کے مروارید اسی نے نکالے، آخر جمشید کو مار کر ضحاک تخت ایران پر قابض ہو گیا ضحاک کے بعد فریدوں، منوچہر، نوذر، زو یا زاب، گرشاسب اس کے بعد کیقباد بادشاہ ہوا اور کیانی بادشاہوں کی سلطنت کا آغاز ہوا۔

۱۱۔ سام بن حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ فرزند اکبر اور حامل نور محمدی اور اپنے والد بزرگوار کے جانشین تھے آپ کی والدہ کا نام عموزہ تھا بعد طوفان نوح بحکم خدا ان کو ان کے دو بھائیوں کو حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا کی آبادی اور کاشتکاری کے لئے مامور کیا ان کے ننانوے فرزند پیدا ہوئے جو حضرت سام نے اطراف عالم میں پھیلا دیئے، غرض سام، حام، یافث تینوں برادران کی نسل سے دنیا آباد ہوئی سام کی اولاد میں سے اہل یمن، شام، عرب، عراق، خراسان وغیرہ ہیں۔ والد کی وفات کے بعد چھ سو برس زندہ رہے۔

۱۲۔ ارفخشد بعض مورخین نے آپ کا نام ارشد بھی لکھا ہے، حامل نور محمدی اور اپنے پدر بزرگوار سام کے جانشین تھے چار سو پینسٹھ سال زندہ رہے ان کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے شالخ، ارم، قحطان، قبطا اور قبائل عرب اور طائفے انہیں کی نسل یعنی فرزند قحطان سے ہیں آپ تین سو سال سے زیادہ امت کو وعظ و نصیحت کرتے رہے شالخ فرزند اکبر تھے

۱۳۔ شالخ یا سلخ حامل نور محمدی، اور اپنے والد ارفخشد کے جانشین چار سو سال کے سن میں فوت ہوئے آپ کے صلب سے یک پسر عابر بلقب ہود علیہ السلام۔

۱۴۔ عابر معروف حضرت ہود علیہ السلام آپ حامل نور محمدی اور اپنے والد شالخ کے جانشین ہوئے جب اولاد حضرت نوح علیہ السلام رفتہ رفتہ گمراہ ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ ارم بن سام کی اولاد قوم عاد اولیٰ کے نام سے مشہور ہے اس قوم کے تیرہ قبیلے مقامات احقاف عمان حضر موت، شام مدینہ منورہ کے درمیان آباد تھے اور اس قوم کا عاد بادشاہ سا تھا جو چاند کو پوجتا تھا بار، سو سال کی عمر میں فوت ہوا یہ لوگ طویل القامت فربہ جسم اور کثیر العمر تھے مورخین نے ان کا قد ساٹھ اور اسی گز تک لکھا ہے اور یہ لوگ ستارہ پرست تھے حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو عرصہ تک وعظ و نصیحت کی اور راہ حق پر لانے کی کوشش کی حتیٰ کہ عذاب نوح یاد دلایا لیکن بے سود اور

اللہ کے نبی کی تکذیب ہی کرتے رہے آخر ان پر عذاب نازل ہوا ایک ایسی تیز گرم ہوا چلی کہ وہ ایک ایک کو آسمان کی طرف اٹھا کر پھر الٹا کر کے زمین کی طرف پھینک دیا اور سر علیحدہ ہو گئے جسم بلا سر رہ گئے میدانوں میں ایسے پڑے ہوئے تھے جیسے بڑے بڑے کھجوروں کے درخت کئی دن تک تیز و گرم مثل آگ کے ہوا چلتی رہی آخر سب جاندار فنا ہو گئے جو لوگ ایمان لائے تھے ان کو نجات ملی آپ کی قبر مبارک عراق وادی السلام نجف اشرف میں ہے ان کے صلب سے دو فرزند ہوئے (۱) فانع حامل نور محمدی اور جانشین ہوئے (۲) عبیدان کے صلب سے حضرت صالح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت صالح علیہ السلام

برگزیدہ نبی ہوئے ہیں قوم ثمود کے نبی تھے اس قوم کو عاد ثانی بھی کہتے ہیں حجاز و شام کے مابین آباد تھی یہ قوم بت پرست تھی لوٹ مار قتل و غارت ان کی عادت تھی جھوٹے خداؤں اور خود ساختہ دیوتاؤں کی دن رات پرستش کرتے حضرت صالح نے عرصہ تک سمجھایا وعظ و نصیحت کی لیکن ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا، ایک دفعہ قوم نے کہا کہ ہم کو آپ پتھر سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ کو سچا نبی مانیں گے آپ نے خداوند کریم سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور پتھر سے اونٹنی نکال دی اس سے پہلے اللہ کے نبی نے ظالم قوم کو پیاسا دیکھ کر چشمہ کے لئے دعا کی تھی۔ جو جاری ہو گیا، جب اونٹنی پتھر سے نکلی تو حضرت صالح نے ان لوگوں سے فرمایا خدا کی ایک اونٹنی تمہارے درمیان چھوڑی جا رہی ہے جو ایک علامت اور آزمائش ہے اس بات کی کہ تم اللہ کے فرمانبردار بنتے ہو یا نہیں اے ثمودیو غور سے سنو جب یہ اونٹنی پانی کے لئے چشمہ پر جائے تو نہ اس کو چھیڑنا نہ روکنا آرام سے اس کو پانی پینے دیکھو اگر تم نے کسی قسم کی مزاحمت کی تو نہ صرف یہ کہ یہ خدا کا عطا کردہ چشمہ سوکھ جائے گا اور تم پانی کی ایک ایک بوند کو ترسنے لگو گے بلکہ اسی کی وجہ سے تم پر عذاب نازل ہو گا اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ لیکن سرکش ثمودیوں نے اللہ کے نبی کی مخالفت کی پس جونہی خدا کی اونٹنی چشمہ کے قریب گئی اور پانی میں منہ ڈالنے لگی تو ثمودی اونٹنی پر پل پڑے لاٹھیاں مار مار کر زخمی کر دیا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں پس اسی وقت آسمان سے ابر سیاہ نمودار ہوا قہر کی بجلی چمکی اور ثمودیوں کی آبادیوں پر گر کر سب کو خاکستر کر دیا،

۱۵. قانع یا فالغ

حامل نور محمدی اور دنیوی بادشاہ بھی تھے اور اپنے پدر بزرگوار کے جانشین۔

۱۶. ارغو یا الرعو

حامل نور محمدی اور ملک بابل کے بادشاہ فیاضی و سخاوت میں یگانہ زمانہ تھے۔

۱۷. شاروخ یا شارغ

حامل نور محمدی اپنے والد کے جانشین ہوئے۔

۱۸. ناخور یا ناحور

علم نجوم یا علم فلکیات میں ماہر زمانہ اور اپنے والد کے جانشین آپ کے صلب سے تین فرزند متولد ہوئے (۱) تارخ والد حضرت ابراہیم خلیل اللہ (۲) نور ناخور کی دختر سارہ (۳) آذر بت تراش و بت پرست

۱۹۔ تارخ

بابل کے علاقہ قریہ کوش میں ولادت ہوئی آپ کے زمانہ میں نمرود بن کنعان بن کوش بادشاہ وقت اور عرب کے علاقہ میں عوف بن خاران حکمران تھا جو کہ آپ کے خاندان سے تھا یہ خاندان ہمیشہ معزز و مکرم رہا آپ کا خاندانی تقدس زہد تقویٰ مشہور تھا اور آپ بذات عابد و زاہد اور دیندار و دیانتداری میں یگانہ زمانہ تھے اس لئے نمرود نے آپ کو شاہی خزانہ کا کلید بردار (خزانچی) مقرر کیا اور نمرودی دربار میں معزز اور بلند مرتبہ مانے جاتے تھے (کتاب مواہب لدنیہ وحیات القلوب) اور ان کا برادر آذر نمرود کے شاہی بت خانہ کا بت تراش اور منتظم تھا آپ حامل نور محمدی اور اپنے والد کے جانشین تھے آپ کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) حضرت ابراہیم (۲) نحور (۳) حاران۔ حاران حضرت لوط علیہ السلام کے والد تھے۔ بائبل پیدائش باب ۱۱ آیت ۲۶، ۲۷ میں بھی آپ کے تین فرزند ابرام (ابراہیم) نحور، خاران ہیں۔

۲۰۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

اکثر مسلمانوں کی روایت کے بموجب مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والد آذر مشرک اور بت تراش تھا لیکن حقیقتاً یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ تمام انبیاء و اوصیائے کرام تمام قسم کے عیبوں سے پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں باصطلاح شریعت غرا معصومین کہا جاتا ہے معصوم کی تعریف یہ ہے کہ جس انسان سے از پیدائش تاموت باوجودیکہ اختیار سہواً یا عمداً کوئی گناہ کبیرہ و صغیرہ سرزد نہ ہوسکے یہ شرف انبیاء و اوصیا علیہم السلام کے سوا کسی غیر کو نصیب نہیں اسی وجہ سے اکثریت فرقہ اسلامیہ انبیاء و مرسلین کی عصمت کے قائل ہیں اور انبیاء کے والدین بھی فطری طور پر سیرت صالحہ کے مالک اور وارث ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد رب العزت ہے وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ پارہ سورہ انعام انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرماتے ہیں فرمان ہے کہ صرف انہیں ہی فضیلت نہیں بخشی بلکہ ان کے باپ دادؤں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں سے اور ان کو منتخب کیا اور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت کی ہے اسی لئے رسول اکرم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو پاک و پاکیزہ پشتوں اور ارحام طاہرہ میں محفوظ رکھا یہاں تک کہ اس دنیا میں مجھے پیدا کیا اور کفر و جاہلیت کی نجاست سے پاک و پاکیزہ رکھا اس حدیث کی روشنی میں یہ بات صاف واضح ہے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر ہوتا جو کہ کافر تھا رسول اللہ کبھی یہ نہ فرماتے کہ میں پاک پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں رہا ہوں کیونکہ مشرکین کو تو اللہ تعالیٰ نے نجس قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انما المشرکون نجس یعنی جتنے مشرک ہیں سب ناپاک ہیں بغیر اسلام لائے طاہر ہو ہی نہیں سکتے پس ثابت ہوا کہ انبیاء و اوصیا علیہم السلام کے تمام آباؤ اجداد پکے مسلم اور موحد تھے نہ کافر و مشرک پھر یہ قول کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر ہو وہ بھی کافر اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ قرآن مجید میں آذر کو حضرت ابراہیم کا باپ کیوں کہا گیا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں آذر کو والد ابراہیم نہیں کہا گیا البتہ "اب" کہا گیا ہے اب اور والد دو لفظ ہیں اب کے معنی باپ، دادا، چچا ہیں یعنی اب کا لفظ باپ کے علاوہ دادا، چچا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ (سورہ البقرہ پارہ ۱)

کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے کہنے لگے کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے آبا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق کے یکتا و یگانہ معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے مسلمان (فرمانبردار) ہیں۔ (مقصد) آبا اب کی جمع ہے جس کے تحت اللہ تعالےٰ نے تین ناموں کا ذکر کیا ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت یعقوب کے دادا تھے ثابت ہوا کہ اب کے معنی صرف باپ ہی نہیں بلکہ دادا بھی ہے پھر حضرت اسماعیل کا نام لیا جو حضرت یعقوب کے چچا تھے اس سے معلوم ہوا کہ اب کے معنی صرف باپ ہی نہیں بلکہ چچا بھی ہیں پھر حضرت اسحاق کا ذکر کیا واضح ہوا کہ اب کے معنی باپ ہیں لہٰذا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ چچا کو بھی اب کہتے ہیں اس بنا پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے چچا آذر بت تراش، بت فروش، بت پرست، کو اب کہا کرتے تھے وہ ان کے والد نہیں تھے ان کے والد کا نام تارخ تھا جو مومن موحد تھے اور بائیبل سے بھی اس کی تصدیق ہو رہی ہے تارخ کا نسب نامہ یہ ہے تارخ سے ابرام، نحور اور حاران پیدا ہوئے (پیدائش باب ۱۱۔ آیت ۲۷، ۲۸) از روئے قرآن ابراہیم کے اب آذر والد یعنی باپ نہیں تھے بلکہ چچا تھے ارشاد احدیت ہے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ۝ سورہ التوبہ پارہ ۱۱۔ نبی اور مومنین پر ظاہر ہو چکا ہے کہ مشرکین جہنمی ہیں تو اس کے بعد مناسب نہیں کہ ان کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں اگرچہ یہ مشرکین ان کے قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں اور ابراہیم کا اپنے اب کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اپنے اب سے کر لیا تھا پھر جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ یقینی خدا کا دشمن ہے تو اس پر تبرا کیا یعنی اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم بڑے دردمند اور بردبار تھے۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اب سے بیزار ہو چکے تھے اس پر تبرا کر چکے تھے اور اس کے بعد انہوں نے اس کے لئے کبھی دعائے مغفرت نہیں کی مگر اپنے والد یعنی صلبی باپ کے لئے اپنی کبر سنی تک عالم پیری میں دعائے مغفرت کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی کبر سنی کی ایک دعا کا ذکر فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۝ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (سورہ ابراہیم پارہ ۱۳) اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے ضعیفی آنے پر اسماعیل و اسحاق سے دو فرزند عطا کئے اس میں شک نہیں کہ میرا پالنے والا دعا سننے والا ہے اے پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے اے ہمارے پالنے والے ہماری دعا قبول فرما اے پالنے والے جس دن اعمال کا حساب ہونے لگے تو مجھے اور میرے ماں باپ اور سارے ایمان داروں کو تو بخش دے پس ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم اب یعنی چچا سے بیزار ہو چکے اس پر تبرا کر چکے اس کے لئے دعائے مغفرت کو ترک کر چکے اور والد یعنی تارخ کے لئے یوم قیامت میں بخشش کی دعائیں عالم پیری میں فرما رہے ہیں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والد مشرک ہوتے تو وہ اپنی عمر کے آخری حصہ تک اس کی مغفرت کی دعائیں نہ کرتے، بہرحال انبیاء و آئمہ علیہم

السلام کے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ وہ سب معصوم ہوتے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد مسلم و موحد اور مومن ہوتے ہیں۔ اور تمام قسم کے عیبوں سے پاک و پاکیزہ ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیغمبران اولوالعزم سے ہیں لقب آپ کا ابوالانبیاء اور خلیل اللہ ہے صاحب شریعت عظیمہ ہیں مذہبی اعتبار سے دین اسلام ازل سے ہے اور سب پیغمبر خدا کی طرف سے اسی دین کی اشاعت کے لئے آئے مگر اس دین کا نام مسلم سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے رکھا اور اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے مورث اعلیٰ سمجھے جاتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو شیر خوارگی کے عالم میں آپ کی والدہ گرامی حاجرہ کے ساتھ مکہ کی سرزمین پر پہنچا دیا جس پر خانہ کعبہ واقع ہے حضرت ابراہیم نے فرزند کو اپنے خواب کا واقعہ سنایا حضرت اسمٰعیل نے ذبح ہونے پر آمادگی ظاہر فرمائی، حضرت ابراہیم بیٹے کو پہاڑ کے ایک گوشہ میں لے جاکر ذبح کیلئے لٹا دیتے ہیں مگر محبت، پدری جوش کرتی ہے فوراً آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں اور چھری اٹھا کر ذبح کرنا ہی چاہتے تھے کہ حضرت اسمٰعیل کی جگہ دنبہ ذبح ہو جاتا ہے اور حضرت اسمٰعیل بچ جاتے ہیں آپ کی زوجہ جناب حاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل اور جناب سائرہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام متولد ہوئے اور یدین و مدین و فروخ تین پسران اور پیدا ہوئے۔ ان میں یدین کا پسر عتیق ان کا پسر نوبت ان کے صلب سے حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے!

حضرت اسحاق علیہ السلام ان کا پسر حضرت یعقوب علیہ السلام ملقب اسرائیل دوسرا پسر عیصو ان کا پسر روم ان کا پسر زراح ان کا پسر موص ان کا پسر حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے صلب سے بارہ فرزند متولد ہوئے (۱) حضرت یوسف علیہ السلام (۲) حضرت ذوالکفل علیہ السلام (۳) دان (۴) اشرفار (۵) بنیامین (۶) فرمان (۷) زبالون (۸) محروان (۹) شمعون (۱۰) روئیل (۱۱) لاذی (۱۲) یہودا ان کا پسر روئین ان کا پسر عنیص ان کا پسر عتبہ ان کا پسر قیس ان کا پسر ساول ملقب طالوت ان کے دو پسر ارمیا سپہ سالار و برخیا وزیر حضرت داؤد علیہ السلام ان کا پسر آصف وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ان کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے ارمیا سپہ سالار کا پسر افغنہ یا افغان ان کی نسل میں قیس ملقب عبدالرشید ان کو رسولؐ نے پٹھان کا لقب عطا فرمایا تمام اقوام افغان ان کی نسل سے ہیں:

(۱) لاذی کا پسر قاہاث یا تابت ان کے دو پسر عمران و علقمہ ان کا پسر یلقانہ ان کے پسر حضرت شموئیل علیہ السلام عمران کے دو پسر حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام ان کے دو پسر یامین و شرحیا ان کو شبر و شبیر بھی کہتے ہیں۔ یامین کا پسر حضرت الیاس علیہ السلام اور شرحیا کا پسر حضرت عزیز علیہ السلام (۵) بنیامین کے صلب سے دو پسر طالوت بادشاہ و

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے صلب سے یک پسر فرایم ان کے صلب سے دو پسر میشا و نون ان کا پسر حضرت یوشع علیہ السلام ان کا پسر نوری ان کے صلب سے یک پسر حضرت خرقیل علیہ السلام اور میشا کے صلب سے حضرت خضر علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں حضرت موسےٰ کلیم اللہ، حضرت داؤد و حضرت سلیمان و حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت یحییٰ و حضرت زکریا علیہم السلام وغیرہ مشہور انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے اور ان پر توریت، زبور، انجیل، آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔

۲۱. حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ آپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے فرزند اکبر اور جناب ہاجرہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے والد ماجد کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے ان کے پدر بزرگوار آپ کو اور ان کی مادر گرامی جناب ہاجرہ کو بحکم خدا سرزمین حجاز میں پہنچا دیا تھا ان دونوں ماں بیٹوں کے قریب اس صحرا میں آب و دانہ موجود نہ تھا کوہ صفا مروہ پہاڑی کی سعی اور دعائے جناب ہاجرہ اور خاطر حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ایک چشمہ جاری ہوگیا جس کا نام آب زم زم مشہور ہوا اس چشمہ کی وجہ سے چرند پرند جمع رہتے تھے ایک قافلہ بنی جرہم کا جو یمن سے شام کو جاتا تھا پیاسا آیا اور چشمہ آب زم زم کے آس پاس بود و باش اختیار کی یہ چشمہ اور آس پاس کی جگہ ملکیت حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ تھی اس وجہ سے قبیلہ جرہم کا سردار ممنون ہوا اور رہائش کے بعد اسی قبیلہ بنی جرہم آپ کی شادی ہوئی آپ کے صلب سے بارہ فرزند متولد ہوئے، قیدار، رؤیل، شماع، ددمہ، حدر، طیمہ، قطور یا اطور، قیس، میان، تالوت، قیدمہ، فتاح یا البکار۔

۲۲. قیدار یہ آپ نہایت شجاع خاص کر تیر اندازی و تلوار کے دھنی تھے اپنے پدر بزرگوار کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے آپ کے صلب سے یک پسر حمل یا حمد پیدا ہوا۔

۲۳. حمل یا حمد اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی اور آپ کی زوجہ سعیدہ قبیلہ بنی جرہم کی تھیں۔

۲۴. بنت یا نابت

۲۵. سلامان مورخین آپ کو نبی اور دنیوی بادشاہ بھی لکھا ہے اہل عرب و بنی اسرائیل اپنا سردار مانتے تھے اپنے پدر بزرگوار کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے!

(۲۶) ہمسع یا اسمع علم نعت کی ایجاد آپ سے ہوئی۔ والد کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے۔

۲۷. اود یا اوز بہت سی زبانوں کے جاننے والے اور ذی علم تھے اپنے باپ کے جانشین اور حامل نور محمدی

۲۸. اُدّ قوی الجثہ بلند قامت اور کرخ آواز تھی۔

۲۹. عدنان آپ کے دور میں اولاد حضرت اسمٰعیل بکثرت تھی حتیٰ اکہ مکہ معظمہ میں رہائش کی گنجائش نہ رہی تو علیحدہ علیحدہ قبائل مضافات مکہ میں آباد ہو گئے جو قبیلہ مکہ معظمہ سے ہجرت کرتا تھا وہ ایک پتھر شبیہ حجر اسود اپنے ہمراہ لے جاتا اس بنا پر بت پرستی بعض قبائل میں پھیل گئی آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے آپ کے صلب سے دس فرزند پیدا ہوئے، معد، عود، اب، ضحاک، مذہب، عدن، نعمان، لک، غث، غت۔

۳۰. معد تمام عرب میں شجاع اور شہسوار تھے آپ کے چاروں بیٹے بھی نہایت دلیر اور بہادر تھے اکثر بنی اسرائیل سے نبرد آزما ہے آپ کے صلب سے چار فرزند بہادر پیدا ہوئے، نزار، قصائر، فیض، آیاد اپنے پدر بزرگوار کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے۔

۳۱. نزار علم و فضل کے علاوہ شب بیدار اور عبادت گذار تھے اسی وجہ سے تمام عرب میں عابد کے نام سے مشہور تھے

اس کے علاوہ شجاع اور شہ سوار بھی تھے آپ کے صلب سے چار فرزند مضر، ربیعہ، انمار، ایاد، مضر اور ربیعہ کی اولاد سے تقریباً نصف عرب ہے۔ جب آپ بیمار ہوئے تو مکہ معظمہ میں پہنچ کر اپنے بیٹوں کو اپنا سرمایہ بقدر حصہ مساوی چاروں کو تقسیم کر دیا خیمہ زر سرخ مضر کو گھوڑے ربیعہ کو بکریاں وغیرہ ایاز کو اور سامان مجلس وفرش وغیرہ چوتھے بیٹے انمار کو ملا اور فرمایا اگر تم میں تقسیم ملک کے سلسلہ میں کوئی اختلاف ہو جائے تو نجران بن افعی نام جو معد کا دوست ہے وہ صحیح فیصلہ کر دے گا۔ مضر ہمیشہ دین اسلام کی اشاعت کے لئے سعی کرتے رہے۔

۳۲۔ مضر اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین تھے۔ مسماۃ عصلیکہ ہم نسب عدنان سے شادی ہوئی ان کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ الیاس و نیسلان۔

۳۳۔ الیاس حامل نور محمدی یعنی اپنے والد بزرگوار مضر کے حقیقی جانشین تھے ان کے صلب سے تین پسر عمر ملقب مدرکہ عامر و عمیرہ، عمر ملقب مدرکہ دین الٰہی کے مبلغ تھے!

۳۴۔ عمر ملقب مدرکہ فیاضی اور جود و کرم کے لئے عرب میں مشہور زمانہ تھے حامل نور محمدی یعنی والد کے حقیقی جانشین تھے مسماۃ سلمٰی بنت الدین ربیعہ بن نزار سے عقد ہوا ان کے بطن سے دو پسر خزیمہ حامل نور محمدی و خزیل بت پرستھا صاحب جاہ و جلال و تمام قبائل عرب کے سردار تھے تمام عرب میں سید العرب والعجم کہلاتے تھے اپنے والد کے

۳۵۔ خزیمہ حقیقی جانشین نور محمدی تھے مسماۃ انانہ بنت سعد بن قیس بن نیسلان سے عقد ہوا ان کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے کنانہ، اسد، ہون۔

۳۶۔ کنانہ نہایت قوی ہیکل و شجاعت میں بے نظیر تھے مثل والد ماجد کے تمام قبائل عرب کے سردار تھے مسماۃ پسرہ بنت مرہ بن اوین بن طالعہ بن الیاس مذکور سے شادی ہوئی ان کے بطن سے تین فرزند متولد ہوئے نضر یا فہر ملقب قریش و مالک و ملکان، اپنے پدر بزرگوار کے حقیقی جانشین حامل نور محمدی تھے۔

۳۷۔ نضر یا فہر ملقب قریش آپ کو اہل عرب جلیل القدر بزرگ اور سردار مانتے تھے آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا ہر قبیلہ کے افراد کھانا کھاتے تھے اور یہ بزرگ ہر مسکین و پریشان کی مدد کرتے تھے ان کا ملقب قریش تھا قبیلہ قریش انہی کے لقب سے مشہور ہوا۔ قریش کے کل خانوادے انہی کی نسل سے تھے ان کی زوجہ عاتکہ بنت ادوان بن عمرو بن قیس کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ مالک و نخیلہ۔

۳۸۔ مالک اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین حامل نور محمدی تھے آپ کے صلب سے یک پسر فہر۔

۳۹۔ فہر ملقب عامر آپ اپنے والد بزرگوار کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے ان کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے غالب، حارث، محارب، اسد ماسوائے غالب کے مابقی فرزندان سے تین قبائل ہوئے، ابو عبیدہ جراح کا شمار عشرہ مبشرہ میں کیا گیا جو حارث کی اولاد سے ہیں۔

۴۰. غالب تمام عرب آپ کی شجاعت کی وجہ سے مطیع و فرمانبردار تھے مسماۃ سلمٰی بنت عمر بن ربیعہ سے عقد ہوا ان کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ لوی، تیم، اپنے باپ کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے۔

۴۱. لوی آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین اور بادشاہ ہوئے ہیں ان کے صلب سے چار فرزند پیدا (۱) کعب (۲) عامر (۳) سالمیہ (۴) عوف ان کے قبیلہ کا نام غیلان کے نام سے مشہور ہوا جس نے ارض غطفان میں بود و باش اختیار کی

۴۲. کعب جلیل القدر فاضل اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے خطیب العرب کے لقب سے مشہور تھے اپنے پدر بزرگوار کے جانشین حامل نور محمدی تھے ان کی زوجہ مخشیہ دختر شعبان بن محارب بن فہر کے بطن سے تین فرزند (۱) مرہ (۲) عدی (۳) ہصیص ان کا فرزند عمرو ان کے دو پسر جح و سہم ان سے جح و سہم قبیلہ اور عدی سے بڑا قبیلہ ہوا جس سے عمر بن خطاب ہیں۔

۴۳. مرّہ آپ نے تمام عمر ریاضت و عبادت الٰہی میں بسر کی روزہ دار و شب بیدار تھے اس وجہ سے راہب مشہور ہوئے ان کی زوجہ ہند دختر سرائے بن ثعلبہ بن حارث بن نضر بلقب قریش ان کے بطن سے کلاب اور زوجہ ثانیہ مارقیہ جو قبیلہ عدی سے تھی ان کے بطن سے دو پسر تیم و یقظہ ان کا پسر مخزوم جس سے قبیلہ مخزوم ہوا اور تیم سے قبیلہ تیم ہوا جس سے ابوبکر بن قحافہ و طلحہ بن عبداللہ وغیرہ ہوئے۔

۴۴. کلاب کنیت ابو زید اور حکیم بھی کہتے تھے شکار کے فن میں باکمال اور شجاع تھے شکار کو بغیر کسی حربہ کے پکڑ لیتے تھے شعرائے عرب نے آپ کی شان میں قصائد لکھے ہیں ان کی زوجہ فاطمہ دختر سعد بن سہل جو قبیلہ جدرہ سے تھیں یہ قبیلہ یمن میں رہتا تھا ان کے بطن سے دو پسر قصیٰ و زہرہ پیدا ہوئے زہرہ سے قبیلہ مغیرہ ہوا۔

۴۵. قصیٰ بلقب زید کنیت ابو مغیرہ آپ ہی نے بنی جرہم سے تولیت کعبہ کو از سر نو اولاد اسماعیل میں منتقل کیا اور اپنے دور میں خانہ کعبہ کی اصلاح فرمائی جو بنی جرہم کی غفلت سے عمارت کعبہ شکستہ ہوگئی تھی اور شہر مکہ معظمہ انہیں نے آباد کیا جس زمانہ میں عمرو بن حارث مکہ معظمہ کا حاکم تھا قبیلہ جرہم نے کچھ مال نذر کر کے تصرف کیا۔ بنی غسان نے بغاوت کی جلیل بن حبشہ نے مقابلہ کر کے عمر بن عامر کو شکست دی۔ جلیل مذکور نے اس شرط پر امان دی کہ قبیلہ جرہم جلا وطن ہو جائے عمر بن حارث نے حجر اسود علیحدہ کیا اور طلائی ہرن جو اسفندیار نے خانہ کعبہ میں نذر کے تھے چاہ زم زم میں بند کر کے مع اپنے قبیلہ کے یمن چلا گیا۔ خلیل مذکور کا شہر مکہ اور خانہ کعبہ پر قبضہ ہوگیا اور اس نے اپنی دختر حبی کی شادی حضرت قصیٰ سے کر دی۔ اچانک وبا پھیلنے کی وجہ سے خلیل مذکور مکہ معظمہ سے چلا گیا۔ اس کے بیٹے غشان نے اپنے بہنوئی قصیٰ کو یہ منصب کلید خانہ کعبہ بیع کر دیا۔ منصب کلید خانہ کعبہ پانے کے بعد حضرت قصیٰ قبیلہ قریش کی حکومت شروع ہوگئی اور یہ سب اختیارات خانہ کعبہ حضرت قصیٰ اور اولاد قصیٰ کو حاصل ہوگئے آپ نے قریب خانہ کعبہ اراضی خرید کر کے مکانات تعمیر کرائے آپ کی ہدایت پر لوگوں نے خانہ کعبہ کے چاروں طرف پتھر اور اینٹ کے مکانات تعمیر کرائے آپ کے تدبر سے مکہ جو ایک گاؤں تھا ایک بارونق شہر بن گیا اور اولاد اسمٰعیل کو ایک جگہ رہنے کی کوشش کی خانہ کعبہ کو رونق بخشی۔ مشعر الحرام یعنی وہ منارہ جس پر ایام حج میں روشنی

کی جاتی ہے اسے منور کیا مکہ کے باشندوں کو پانی کی بہت تکلیف تھی۔ مجول نامی کنواں کھدوایا کچھ بڑے بڑے چرمی حوض بنوائے تاکہ ایام حج میں حجاج کو پانی کی تکلیف نہ ہو۔ حجاج کے لئے کھانے کا لنگر جاری کیا آپ نے دار لندوہ تعمیر کیا اور اس کا ایک دروازہ مسجد الحرام میں رکھا وہیں آپ تمام متنازع فیہ امور کے فیصلے فرمایا کرتے تھے پیغمبر خدا کے اجداد میں سے ہر ایک اپنی اولاد سے یہ عہد لیتا تھا کہ اپنے دور کی عفیف ترین لڑکی سے شادی کرنا اور یہ معاہدے لکھ کر خانہ کعبہ میں آویزاں کئے جاتے تھے آپ کی سنہ ۴۸۰ء میں وفات ہوئی آپ کی زوجہ اولیٰ حبی دختر جلیل بن حبشہ کے بطن سے یک پسر عبدالمناف اور زوجہ ثانیہ کے عائکہ بنت جانح بن لیک کے بطن سے تین پسر عبدالعزیٰ و عبدالدار و عبدالقفی پیدا ہوئے (طبری جلد ۲ ص ۱۸۹ و تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۱۷۹)۔

۴۶۔ عبد مناف ملقب مغیرہ

آپ کو بوجہ حسن و جمال قمر البطحہ کہتے تھے، بعد وفات پدر بزرگوار کے نبی عبدالدار نے امر تولیت خانہ کعبہ میں نزاع کی بالآخر باہمی تصفیہ سے فرائض خانہ کعبہ دونوں میں تقسیم ہوگئے اور والد ماجد کی زندگی میں قبائل عرب کے سردار بن چکے تھے ان کی زوجہ عائکہ بنت مرہ بن بلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ کے بطن سے چار فرزند متولد ہوئے حضرت ہاشم نام عمرو و مطلب و عبدالشمس و نوفل،

۴۷۔ حضرت ہاشم نام عمرو

اپنے جود و سخا دیانت و شرافت، ضیافت و مدارات کے باعث بہت زیادہ ممتاز اور ہر دلعزیز تھے اور اوصاف و کمالات میں اپنے اجداد کے حقیقی جانشین اور حامل نور محمدی تھے آپ نے اپنی خدمات جلیلہ سے خانہ کعبہ کی عزت واہمیت کو دو بالا کر دیا آپ نے قبائل قریش کو امراء و غرباء میں دولت کے توازن کو رکھ اہل عرب کے مختصر سے سرمایہ کو صحیح طور سے صرف کرایا حضرت ہاشم کا یہ احسان تاریخ عرب نہ بھلا سکے گی کہ باہمی تجارت کے کاروبار کا آغاز کیا آپ ہمیشہ یکم ذوالحجہ کو تمام قبائل مکہ معظمہ کو جمع کر کے ایک خطبہ ارشاد فرماتے تھے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بخدا میرے پاس اگر خزائن ہوتے تو سب اللہ کے نام پر اس کے مبارک مہمانوں کے لئے صرف کر دیتا لیکن مجھ میں زیادہ مالی گنجائش نہیں میں اپنے حلال وطیب مال سے ابتدا کرتا ہوں جس میں نجاست کا شائبہ بھی نہیں سب نے متفق ہو کر آپ کا اتباع کیا اور باہمی تعاون سے حجاج کا انتظام کیا اور ہر سال اسی طرح حجاج کی دعوت کا انتظام ہوتا تھا آپ کے لقب ہاشم کی وجہ یہ ہے کہ ایک زمانہ میں قریش مکہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئے آپ نے عوام کی پرورش کا یہ طریقہ نکالا کہ گوشت کا قورمہ پکوا کر اس کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگوئے اور پھر قحط زدہ لوگوں کو دسترخوان عام پر شکم سیر کرایا لہٰذا ان الفاظ "ہشم الثرید" سے عمرو کا لقب ہاشم مشہور ہوا اس واقعہ کو اس عہد کے شاعر ابن الزبعری نے لکھا ہے یعنی عمرو ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی قوم کو شوربے میں روٹیاں چور کر ایسی حالت میں کھلائیں جب وہ لوگ مکہ میں قحط سے نحیف و زار ہو گئے تھے غرض کہ آپ کی جود و سخا و مدارات بالخصوص قحط زدہ لوگوں کے لئے اعلان عام تھا کہ اہل مکہ بالعموم میرے دسترخوان پر کھانا کھایا کریں آپ حج کے موقعہ پر زمزم اور منیٰ پر سبیلیں رکھتے تھے حضرت ہاشم ہی نے سفر تجارت شام و یمن کی ابتدا کی تمام قبائل عرب سے عہد لے کر امن و امان کو عرب میں نافذ فرمایا ورنہ اس سے پہلے قافلے ہر جگہ لوٹ لئے جاتے تھے (روض الانف سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۹۴ و سیرۃ النبی علامہ شبلی جلد ۱ ص ۱۲۰) آپ فخر خاندان اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ فیاضی

اور سخاوت میں یگانۂ زمانہ تھے تمام عرب آپ کا مدح خوان تھا یہی وجہ تھی کہ عبدالشمس آپ کے اوصاف اور بلند کردار دیکھ کر جلنے لگا اور مخالفت کرنے لگا آپ کی زوجہ سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لوبید بن خداش بن عامر بنی نجار کی ایک پاکدامن نیک سیرت عفیفہ خاتون تھی ان معظمہ کے متعلق تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے سلمٰی ایک عقلمند اور پاکدامن بی بی تھیں جیسے اپنے زمانہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں ان کے بطن اطہر سے حضرت عبدالمطلب جد رسول اللہ و حضرت علیؑ ان کی ولادت کے بعد اسد پیدا ہوئے جو حضرت علی ابن ابیطالب کے نانا تھے اور دوسری زوجہ سے ابوصیفی و فضلہ تھے اور تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۱۶۹ و تاریخ آئمہ صفحہ ۹۴ میں حضرت ہاشم کی زوجہ سلمٰی کے بطن سے حضرت عبدالمطلب اور اسد کی ماں عامر بن مالک بن خزاعی کی دختر مکہ کی رہنے والی تھیں اور ابوصیفی پسر رحمتہ و رقیہ دختران کی ماں ہند بنت عمرو بن ثعلبہ خزرجیہ تھیں اور فضلہ پسر و شفاء دختر کی ماں قبیلہ قضاعہ کی ایک خاتون تھیں اور خالدہ و صفیہ دختران کی ماں واقدہ بنت الوعدی مازنیہ تھیں د تاریخ خمیس جلد ۱ و تاریخ الائمہ یعنی آپ کے صلب سے چار پسر اور پانچ دختران پیدا ہوئیں پسران (۱) عبدالمطلب (۲) اسد (۳) ابوصیفی (۴) فضلہ و دختران (۱) حمنہ (۲) رقیہ (۳) شفاء (۴) خالدہ (۵) صفیہ

۴۸۔ حضرت عبدالمطلب ملقب شبیہہ الحمد بخطاب سید البطحا

آپ کے بزرگوار حضرت ہاشم سال میں دو مرتبہ قریش کے قافلے بغرض تجارت ملک شام وغیرہ میں روانہ کرتے تھے اور فرمانروایان شام و روم سے مل کر آزادانہ تجارت کے معاہدے کئے اور اپنے بھائیوں کے ذریعہ ممالک حبشہ یمن اور ایران کی حکومتوں سے معاہدے کئے ان معاہدات کی وجہ سے قریش کی تجارت کو فروغ ہوا، حضرت ہاشم بسلسلہ تجارت ایک دفعہ شام جا رہے تھے کہ غزہ کے مقام پر بحالتِ سفر انتقال ہو گیا مورخین نے آپ کی وفات ۵۱۰ء میں لکھی ہے اس وقت حضرت عبدالمطلب کم سن تھے اس لئے اس وقت حضرت ہاشم کے بھائی مطلب ان کے وصی مقرر ہوئے جب حضرت عبدالمطلب جوان ہو گئے تو اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے اور مثل اپنے والد ماجد خانہ کعبہ کی حفاظت و ترقی کے فرائض انجام دیتے رہے آپ نے اپنی سعی سے چاہ زم زم کو تلاش کر کے اس کو کھدوایا اور اس سے جو برآمد شدہ دولت حاصل ہوئی اس کو تعمیر کعبہ اور انتظامات حجاج میں صرف کیا اس وقت جو ذمہ داریاں سردار مکہ کے پاس تھیں ان میں خانہ کعبہ کی نگرانی حجاج کے آرام و آسائش کا انتظام امن و امان کا قیام اندرونی و بیرونی حملوں سے شہر مکہ معظمہ کا تحفظ باشندگان مکہ کے باہمی جھگڑوں کا تصفیہ وغیرہ وغیرہ یہ سارے اختیارات مثل والد و ماجد آپ کو حاصل رہے یہ امر بھی قابل ذکر ہے حضرت ہاشم جیسے قدر وجیہہ و کریم النفس خوش خلق بلند خیال اور اباؤ اجداد کے کمالات کے آئینہ دار تھے۔ اسی قدر عبدالشمس بداخلاق مغرور تھے حضرت ہاشم کے پدر بزرگوار عبدمناف نے حضرت ہاشم کے صفات اور اخلاق دیکھ کر سردار قریش اور خانہ کعبہ کا کلید بردار مقرر کر دیا۔ عبدالشمس کو یہ بات ناگوار گذری اور وہ حضرت ہاشم سے ہمیشہ بغض و عناد رکھنے لگا اور ہر قسم کی مخالفت کرتا رہا امیّہ حضرت عبدالمطلب کے خلاف رہا۔ آخر الامر کاہن فزاحی کے فیصلہ کے مطابق اُمیّہ کو دس سال مکہ چھوڑنا پڑا اور عبدالمطلب

بدستور سردار مکہ کے فرائض انجام دیتے رہے جس زمانہ میں بحکم نجاشی شاہ حبش ابرہہ شاہ یمن سے ایک کلیسہ بنام شاہ حبش مقام صفا یمن میں تعمیر کرایا اور تجویز ہوئی کہ خانہ کعبہ کا حج موقوف کیا جائے اور اس کلیسہ کا طواف کیا جائے اس تجویز کے بعد ابرہہ بن صباح بے شمار فوج اور فیل لے کر خانہ کعبہ پر چڑھائی کی جب یہ لشکر شہر مکہ معظمہ کے قرب میں مقیم ہوا اور لشکریوں نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لئے جملہ مورخین نے لکھا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ چھڑانے کے لئے ابرہہ کے پاس پہونچے تو ابرہہ نے سوال کیا کہ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے اونٹوں کے لئے سفارش کی زحمت گوارا کی لیکن خانہ کعبہ کے لئے کچھ نہ کہا جو آپ کا اور آپ کے آباء اجداد کا دین ہے تو آپ نے جواباً فرمایا "انا رب الابل وللبیت رب سیمنعہ" یعنی میں تو اونٹ کا مالک ہوں لہٰذا اس کی حفاظت میرا فریضہ ہے لیکن جو گھر کا مالک ہے اس کی حفاظت اس کے ذمہ ہے اس موقعہ پر کتاب دلائل النبوۃ صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ ابرہہ کے لشکر کی سطوت کو دیکھ کر تمام قریش مکہ خانہ کعبہ چھوڑ کر فرار ہو گئے لیکن عبدالمطلب شیر دل جو اس وقت ایک کمسن جوان تھے فرمانے لگے کہ قسم بخدا میں حرم خدا کو نہ چھوڑوں گا میں حرم خدا کی بربادی ہوتے ہوئے چھوڑ کر کسی دوسری سرزمین پر عزت نہیں چاہتا پس حضرت عبدالمطلب دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور اسی عالم میں برابر ثبات قدم کا مظاہرہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ابرہہ نے قریب خانہ کعبہ اکثر بے شمار ہاتھیوں راہواروں اونٹوں و پیادوں سے حملہ کیا تو خداوند کریم نے ایک ابر سیاہ ابابیل کا ظاہر کیا ان کے ہر اک منقار میں تین تین سنگریزے تھے اس لشکر کے سر پہ بارش ہوئی وہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا، اس کے بعد مفرور قریش شہر مکہ معظمہ واپس آگئے اور علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب اور کچھ ان کے مخلص ساتھی خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑے بارگاہ رب العزت میں محو مناجات ہو گئے اس واقعہ سے قبائل قریش میں آپ کا وقار اور بلند ہو گیا آپ کی اولاد میں اختلاف ہے بعض مورخین نے دس اور بعض نے بارہ لکھے ہیں تفصیل یہ ہے (۱) حضرت عبداللہ (۲) حضرت عمران کنیت ابو طالب (۳)، حمزہ (۴)، عباس (۵)، حارث (۶) زبیر (۷)، ابولہب (۸)، ضرار (۹) تصوم (۱۰) حجل یا مغیرہ (۱۱) غیداق (۱۲) قثم اور دختران (۱) امیمہ (۲) عاتکہ (۳)، بیضاء (۴) براہ (۵)، اروی (۶) صفیہ اور ایک زوجہ فاطمہ بنت اسد بن عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم تھیں ان کے بطن سے حضرت عبداللہ و حضرت عمران کنیت ابوطالب پیدا ہوئے جو برادران عینی تھے، بحوالہ کتاب تاریخ آئمہ صفحہ ۹۳ و تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ اور کتاب عمدۃ الطالب میں ہے کہ اولاد عبدالمطلب میں حضرت عبداللہ و حضرت عمران کنیت ابوطالب کی اولاد اطہار کو جملہ فضائل و مکارم کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور ان کا کوئی شریک نسب نہ تھا رہ گئے زبیر ان کی نسل بھی آگے بڑھ نہ سکی۔

اسی لئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا ہے یعنی میرا نور اور علی کا نور چودہ ہزار برس زیر عرش رب العزت کا تسبیح خواں رہا اس کے بعد صلب آدم میں آیا اور اسی طرح منتقل ہوتا ہوا صلب عبدالمطلب میں پہنچا پھر اس نور کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ نور صلب عبداللہ میں منتقل ہوا، اس حصہ نور سے میں جلوہ گر ہوا اور دوسرا حصہ نور صلب عمران کنیت ابوطالب میں منتقل ہوا اور اس حصہ نور سے علی پیدا ہوا مجھ کو خداوند عالم نے منصب نبوت پر اور علی کو منصب امامت پر فائز کیا (کتب مرفع اسلام و فضائل مرتضوی وغیرہ) اور خدا نے اپنی کلام میں کلام رسول پر نص کر دی ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (۲۷ پارہ) کہ میرا رسول

اپنی خواہش سے کبھی کلام نہیں کرتا مگر جس کی اس کو وحی کی جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ رسول خداؐ کی ہر حدیث مطابق وحی ہوتی ہے یعنی رسول اللہ کا ہر قول و فعل وحی خدا ہوتا ہے مطلب یہ ہوا کہ قولِ رسول قول خدا ہے اب رسول خداؐ فرماتے ہیں ان بنی عبد المطلب بعضهم اکفاء لبعض (کتاب الشہاب وغیرہ یعنی بیشک بنی عبد المطلب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں، یہاں سے اللہ کے رسولؐ نے بنی ہاشم کو بھی کفو سے علیحدہ کر دیا پس معلوم ہوا کہ نور محمدؐ و علیؑ جن قبائل و شعوب اور افراد کے اصلاب وارحام میں منتقل ہوتا رہا وہی فاضل باقی مفضول یعنی جب یہ نور مقدس مضر سے منتقل ہو کر قریش میں چلا گیا اب مضر قریش سے مفضول ہو گیا اور یہی صورت و حالت تا حضرت عبداللہ و حضرت عمران ابوطالب تک ہوتی آئی اور جب اس نور اقدس کے دونوں حصے صورت جسمانی میں ظاہر ہو گئے . تو اب حضرت عبداللہ و حضرت عمران ابوطالب بھی ان سے مفضول ہو گئے اور یہ دونوں حضرات ان سے افضل کیونکہ وہ ان کے نور مقدس کے حامل ہونے کی وجہ اور شرف سے فاضل ماسبق تھے پھر جب یہ نور ان سے نکل کر اپنے اجسام میں ظاہر ہو گیا تو اب یہ خود افضل ہو گئے تمام فضیلت کا مدار صرف ان کی ذوات مقدسات ہی ہے دوسرے افراد باوجود ان کے باپ اور ماں اور بھائی ہونے کے بھی ان سے مفضول رہ گئے کہ ان کی فضیلت کا باعث یہی وجود مقدس تھے، ان آیات و احادیث ہوا کہ خداوند عالم نے اپنی تمام مخلوقات سے حضرت آدمؑ و اولاد آدمؑ کو فاضل بنایا ہے اور جب سلسلہ نسب حضرت ابراہیمؑ تک پہنچا جو ان کی اولاد میں سے حامل نور محمدی حضرت اسماعیلؑ کو فاضل بنایا اور اسی طرح یکے بعد دیگرے جب سلسلہ نسب بنی قریش تک پہنچا تو بنی قریش میں سے ہاشم کو فاضل بنایا اور باقی کو مفضول قرار دیا اور بنی ہاشم میں سے بنی عبد المطلب کو افضل بنایا باقی تمام قبائل کو مفضول۔ پس اب بنی عبد المطلب سے ہر قبیلہ پست ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا خدا اور رسولؐ کا مخالف ہے اور رسول اللہؐ و حضرت علیؑ کے والدین حضرت عبداللہ و حضرت عمران ابوطالب کو کافر کہنے والے خدا و رسولؐ کے منکر ہیں، یہ حامل نور محمدی باعث ایجاد عالم ہیں ان کی شان میں گستاخی کرنے والا اسلام سے لاتعلق ہے، آمدم برسر مطلب حضرت عبد المطلب نے ۵۷۹ء میں وفات پائی اس وقت حضرت عمران ابوطالب کی عمر انتالیس ۳۹ سال کی تھی۔ حضرت عبد المطلب نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ حضرت عمران ابوطالب کے ہاتھ میں دے کر وصیت فرمائی کہ دیکھو بیٹا اس یتیم عبداللہ کی نصرت و حمایت سے کبھی دریغ نہ کرنا۔

۴۹۔ حضرت عبداللہ

آپ کی پیدائش پر یہود و نصاریٰ کو علم ہو گیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے پدر بزرگوار پیدا ہوئے ہیں۔ عالم شباب میں عجیب و غریب علامات ظاہر ہونے لگیں، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نے اپنے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ ابا جان جب میں بطحا کی طرف جاتا ہوں تو ایک نور میری پشت سے طالع ہو کر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے نصف جانب مغرب اور نصف جانب مشرق کی طرف محیط ہو کر بصورت دائرہ آسمان پر یکجا ہو کر بشکل ابر میرے سر پر سایہ کرتا ہے بعدہٗ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ نور آسمان تک پہنچ جاتا ہے اور واپس آ کر میری پشت میں سما جاتا ہے اور جس خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں وہ سرسبز ہو جاتا ہے اور جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ نور اسلام و علیک، بیٹے کا یہ کلام سن کر حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے صلب سے پیغمبر آخر الزمان ظہور فرمائیں گے

کیونکہ میں نے بھی خواب میں دیکھا تھا کہ میری پشت سے ایک درخت پیدا ہوگا اور اس کی شاخیں مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں اور ایسا نور ساطع ہوا کہ جو ستر آفتاب کی روشنی کے برابر تھا تمام عرب و عجم کے لوگ اس درخت کو سجدہ کرتے ہیں اور ایک گروہ قریش نے اس درخت کو اوکھاڑنا چاہا جب نزدیک گئے تو ایک جوان نے ان سب کو بھگا دیا۔ بیدار ہونے پر میں نے اپنا یہ خواب ایک کاہن سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ تیری اولاد میں سے پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوگا، غرض جس وقت عبدالمطلب نے چاہ زم زم کھودوایا تو اس وقت آپ نے نذر مانی تھی میرے پالنے والے مجھے دس فرزند عطا کر ان میں سے ایک بیٹے کی تیری راہ میں قربانی پیش کروں گا، یہ درگاہ احدیت میں مستجاب ہوئی اور خدا آپ کو دس فرزند عطا کئے چنانچہ آپ نے دس فرزند پیدا ہونے پر قرعہ اندازی کی ایک فرزند کے نام قرعہ ڈالا تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا آپ حضرت عبداللہ کو ہمراہ لے کر مقام قربانی پر پہنچے اور چھری لے کر راہ خدا میں ذبح کرنا چاہا تو بالاتفاق جماعت قریش نے منع کیا کہ جب آپ ایسا عمل کریں گے تو ہمیں بھی آپ کی پیروی کرنی پڑے گی آخر یہ قرار پایا کہ سجاح کاہن جو فیصلہ کر دے اس پر عمل کیا جائے چنانچہ سجاح کاہن سے رجوع کیا تو اس نے کہا کہ تمہاری دیت خون مرد کیا ہے بتایا گیا کہ دس شتر اس پر سجاح کاہن نے کہا کہ تم سب خانہ کعبہ چلے جاؤ اور قرعہ ڈالو اور ہر بار دس شتر بڑھاتے جاؤ تو جتنے شتر کے نام پر قرعہ آئے گا تو اسی قدر شتر قربان کر دینا غرض حضرت عبدالمطلب نے اسی طرح عمل کیا تو جب قرعہ یکصد شتر کے نام نکلا تو یقین ہوا کہ یکصد شتر قربان کئے جائیں چنانچہ یکصد شتر قربان کے گئے اس بناء پر اسلام میں یکصد شتر انسان کے خون کی دیت قرار پائی ایک دفعہ حضرت عبداللہ صحرائے لق ودق میں برائے شکار تشریف لے گئے اچانک ستر سوار یہودیوں نے آپ پر حملہ کر دیا کیونکہ یہودیوں کو ابتداء سے اس خاندان سے بغض عناد تھا، حملہ آور یہودی آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ آسمان سے بے شمار سوار ظاہر ہوئے تو سب یہودیوں کو قدرتی سواروں نے قتل کر دیا وہاں ایک راہب یہ واقعہ دیکھ رہا تھا اس نے یہ اعجاز دیکھ کر حضرت عبداللہ کا معتقد ہو گیا اور اپنی دختر آمنہ کا عقد آپ سے کر دیا، ان کے بطن سے پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے، (بحوالہ کتب تاریخ بحرالحبان و تاریخ الانبیاء انوار الاعجاز وغیرہ)

۴۹۔ حضرت عمران کنیت ابوطالب

آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۵۴۰ء مکہ معظمہ میں ہوئی اکثر و بیشتر علمائے امامیہ کا اتفاق اس پر ہے کہ آپ کا اسم گرامی عمران اور ابوطالب کنیت ہے جو آپ کے فرزند طالب کے نام کی وجہ سے ہے بلکہ ماہرین نسب جمال الدین داؤدی نے بھی عمدۃ المطالب میں اس قول کو نقل کیا ہے یعنی اما اسمہٗ فقیل انہ عمران، ایک قول یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی عمران تھا اور علامہ شرف الدین موسوی نے کتاب شیخ الابطح میں حضرت ابوطالب کا نام بھی عمران لکھا ہے اس کے علاوہ خداوند عالم نے ان کو اپنے امور خاص کے لئے چن لیا تھا جس کا تذکرہ کلام مجید میں موجود ہیں اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ٥ (سورہ آل عمران پارہ ۳) اس آیت میں آل عمران سے مراد حضرت ابوطالب کی اولاد ہیں کہ ابوطالب آپ کی کنیت اور نام عمران تھا جو لوگ اسرائیل عمران مراد لیتے ہیں وہ اس لئے غلط ہیں کہ بنی اسرائیل میں

دو عمران تھے ایک عمران کے تو صرف حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہی تھے اور دوسرے عمران کے مریم و عیسیٰ تھے یعنی دونوں عمران کا سلسلہ نسب ختم ہو گیا اور آیت میں مذکور عمران وہ ہے جس کی اولاد یکے بعد دیگرے بسلسلہ نسب و نسل ہمیشہ قائم رہے گی پس بنی اسمٰعیل کے عمران مطلبی و ہاشمی کے نسل سے حضرت علی المرتضےٰ سے لے کر تا حضرت امام مہدی علیہم السلام جو ایک دوسرے کی اولاد تا قیامت موجود رہیں گے اور ان ائمہ معصومین علیہم السلام کی اولاد کا تو شمار ہی نہیں پس یہ آیت اسی مطلبی و ہاشمی عمران کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کی آل کو مصطفےٰ بنایا گیا ہے دوسری جگہ ارشاد رب العزت ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ (سورۃ البلد پارہ ۳۰) نہ قسم کھاتا میں اس شہر کی اور تو ایک باپ اور بیٹا اس میں نہ ہوتے تو یعنی اگر تو ایک باپ اور بیٹا اس شہر میں نہ رہتے ہوتے تو میں اس کی قسم نہ کھاتا۔ یہ ظاہر ہے کہ شہر مکہ میں اسلام اور رسول اسلام کے حامی و مددگار، عمران ابوطالب اور ان کے فرزند حضرت علی المرتضیٰ کے سوا اور کون تھا اللہ تعالےٰ رسول اللہ کے ساتھ ملا کر فرماتا ہے کہ مکہ تمہاری رہائش کی وجہ سے میری قسم کے لائق ہے اور اس کی تائید میں کہ عمران ابوطالب اور حضرت علیؑ نے رسول اللہؐ کی ہر قسم کی نصرت و حمایت کی چنانچہ ارشاد رب العزت ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (سورۃ الضحیٰ پارہ ۳۰) کیا ہم نے تجھے یتیم پا کر پناہ نہیں دی کیا نہیں پایا تجھ کو یتیم پس جگہ دی۔ چھ یا آٹھ سال تک رسول اللہؐ اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ میں اس کے بعد آنحضرتؐ کے سر سے دادا کا سایہ بھی اٹھ گیا، جب حضرت عمران ابوطالب کی عمر اونتالیس سال کی ہوئی تو ان کے والد ماجد حضرت عبدالمطلب نے ۵۷۹ء میں وفات پائی اور رسول اللہ کا وقت آخر ہاتھ پکڑ کر حضرت ابوطالب کے ہاتھ میں دے کر وصیت فرمائی کہ دیکھو بیٹا اس یتیم محمد عبداللہ کی نصرت و حمایت میں دریغ نہ کرنا، اس ضمن میں حافظ ابونعیم اصفہانی کتاب دلائل النبوۃ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔ یعنی عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت ابوطالب نے رسول اللہ جن کی عمر صرف آٹھ سال تھی اپنی کفالت میں لے لیا، سرور کائناتؐ اس دن ابوطالب ہی کے ساتھ رہتے تھے ابوطالب گھر بھر میں سب سے زیادہ آنحضرتؐ سے محبت و شفقت فرماتے تھے اور تذکرہ سبط ابن جوزی صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ کفار قریش نے جب بسلسلہ حمایت پیغمبر آخرالزمان حضرت ابوطالب کی دینی سرگرمیاں اور ایمانی جوش کا صحیح اندازہ کیا تو سب کے سب حضرت ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ آج آپ سے آخری فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں یہ تو کسی سے پوشیدہ نہیں کہ آپ کے بھتیجے محمدؐ نے ہمارے اصنام کو برا بھلا کہا ہے ہم کو اور ہمارے آباء و اجداد کو گمراہ اور ضعیف الرائے قرار دیا ہے اس لئے ہماری اجتماعی عرض ہے کہ آپ محمدؐ کو ہمارے سپرد کر دیجئے ورنہ ہمارے اور آپ کے درمیان آتش حرب روشن ہو گی ابوطالب نے جواب دیا خدا تمہارے دین کو پارہ پارہ کرے بھلا میں اور محمدؐ کو تمہارے حوالہ کروں۔ کفار قریش نے کہا کہ اچھا تو آپ، عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو اپنی خدمت میں لے لیجئے جو تمام قریش میں بہترین جوان ہیں اور اس کے عوض محمدؐ کو ہمارے سپرد کر دیجئے تاکہ ہم ان کو قتل کریں اس طرح ہمارا قلب و جگر خنک ہو جائے گا ابوطالب نے جھنجھلا کے فرمایا کہ خدا تم سب کو غارت کرے عجیب مشورہ تم نے مجھ کو دیا تم خود غور کرو کہ تمہارے لڑکے کو لے کے پالوں اور محمدؐ کو تمہارے حوالہ کر دوں کیا اس وقت مجھ سے بدتر کوئی انسان ہو سکتا ہے پھر آپ نے رسول اللہؐ کو مخاطب فرما کر فرمایا

اے محمد اے جان ابوطالب قسم بخدا جب تک ابوطالب میں رمق حیات باقی رہے گا کفار قریش تجھ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے لہٰذا تم بڑے اطمینان کے ساتھ دین الٰہی کی تبلیغ میں مشغول ہو جاؤ خدا تجھ کو تبلیغ مبارک کرے اور ہم لوگوں کو خنکی چشم کا باعث قرار دے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ تیرا پیش کردہ دین تمام ادیان عالم سے افضل و بہتر ہے انجام کار کفار قریش نے آپ کا اور تمام بنی ہاشم کا قطع رحم کرکے باہمی اتفاق کیا کہ شادی بیاہ لین دین غرضیکہ جمیع معاملات دنیوی بنی ہاشم سے ترک کر دیئے جائیں اور آخر اس پر عملدرآمد شروع کیا گیا، اس عبارت مذکورہ سے دو نکات بالخصوص برآمد ہوتے ہیں (۱) ایک جماعت ابوطالب کی تھی جو رسول اللہ کے دین کے حامی و مددگار تھے (۲) دوسری جماعت مخالف رسول اللہ یعنی دین الٰہی کو ختم کرنے والے۔ یہی جماعت باطل پرست اور جماعت اولیٰ حق پرست جو کہ رسولؐ اور ان کے دین کے محافظ رہے۔

اس موقعہ پر جمال الدین داودی عمدۃ المطالب ص۶ پر راقم ہیں یعنی حضرت ابوطالب اپنے دیرینہ شرف و اوصاف کے ساتھ ساتھ صاحب مناقب کثیرہ اور حامل محامد حمیدہ بھی تھے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خداوند عالم نے سرتاج المرسلین حضرت ختمی مرتبت کی کفالت و حفاظت نصرت و حمایت کا شرف آپ کو بخشا، کفار قریش نے تمام بنی ہاشم سے قطع رحم کرکے شعب ابو طالب میں ان کو محصور رہنے پر مجبور کر دیا اور اس معاہدہ بے تعلقی کے کاغذ کو خانہ کعبہ میں آویزاں کیا نیز باہمی اتفاق کیا کہ جمیع معاملات دنیوی بنی ہاشم سے ترک کر دیئے جائیں چنانچہ اس پر پابندی سے عمل درآمد شروع کیا گیا اس نازک دور میں بھی حضرت ابوطالب اپنے فرائض نصرت و حمایت نور رسالت بڑی جرأت و ہمت کے ساتھ بجالاتے رہے جب رسالت مآب شعب ابو طالب میں محصور ہوئے تو حضرت ابوطالب آپکی نصرت و حمایت کس اہتمام سے فرماتے تھے اس کا صحیح اندازہ علامہ برہان الدین حلبی شافعی کی کتاب سیرت حلبیہ جلد اول ص۲۴۲ سے ہو سکتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوطالب ہر شب رسول اللہ کو اپنے مقررہ بستر پر سلاتے تھے لیکن رات گئے آپ وہاں سے اٹھا کے کسی فرزند کے بستر پر آرام کراتے اور اپنے فرزندوں میں سے کسی کو سرور کائنات کے مقررہ بستر پر سلاتے یہ اہتمام اس لئے تھا کہ مبادا کفار قریش شبخون مار کر رسول اللہ کو کچھ گزند نہ پہنچا سکیں پس آیات و واقعات سے ظاہر ہے کہ چھ یا آٹھ سال کی عمر سے لے کر بعثت کے آٹھویں سال تک یعنی چالیس۴۰ پینتالیس۴۵ سال تک حضرت ابوطالب نے رسول خدا کو اپنی پناہ میں رکھا اور اس طرح رکھا کہ اپنی وفات کے دن تک آپ پر کوئی آنچ نہ آنے دی پس یہ آیت الم یجدک یتیماً فاٰوٰی حضرت ابوطالب کی پوری زندگی کی مدح میں نازل کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت ابوطالب کی حمایت اور پناہ کو اپنی حمایت و ثناء فرما رہا ہے آخر حضرت ابوطالب کی وفات ۶۲۰ء میں یعنی ہجرت سے تین سال قبل واقع ہوئی اب پیغمبر اسلام کے لئے مصیبتوں اور تکلیفوں کے ہزاروں دروازے بیک لحظہ کھل گئے جب رسول اللہ کو چچا کی وفات کا علم ہوا تو آپ پر بہت گریہ طاری ہوا اور بچشم گریاں انتہائی رنج و ملال کا مظاہرہ فرمایا اور فرمایا اے عم نامدار خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری تربیت و کفالت و نصرت و حمایت باحسن وجوہ انجام دی اور جنازہ پر بھی یہی کیفیت رہی اللہ کے رسولؐ کی نصرت و حمایت و حفاظت سے جو فرائض حضرت ابوطالب اپنی آخری لمحہ حیات بجالاتے رہے۔ اس میں آپ کی زوجہ اور حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ معظمہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی برابر کی شریک

تھیں بعد وفات حضرت ابوطالب اللہ کے رسول کو جو کمی محسوس ہونا چاہئے تھی وہ ان معظمہ فاطمہ بنت اسد اور ان کے فرزند حضرت علی المرتضٰی کی جاں فروشیوں کی وجہ سے محسوس نہ ہوسکی چنانچہ محب الدین طبری ذخائر العقبیٰ صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بیشک میرے عم نامدار (حضرت ابوطالب) کے علاوہ فاطمہ بنت اسد سے بڑھ کر احسان مجھ پر کسی کا نہیں بعد وفات فاطمہ بنت اسد سرورِ کائنات نے بہ نفس نفیس فاطمہ بنت اسد کے جنازہ پر نماز پڑھی اور قبر اطہر میں اُتر کے کچھ دیر آرام فرمایا۔ اور کروٹیں لیں پھر بچشم گریاں فاطمہ بنت اسد کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مادرِ گرامی خدا آپ کو جزائے خیر دے بیشک آپ میری بہترین ماں تھیں اور بقول صاحب کتاب اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ رسول اللہ نے اپنا قمیص مبارک فاطمہ بنت اسد کو بطور کفن مرحمت فرمایا پس صورت مرقومہ میں ثابت ہوا کہ حضرت ابوطالب اور اُن کی زوجہ فاطمہ بنت اسد اور ان کے فرزند حضرت علیؑ نے اللہ کے رسولؐ کی ابتدائی زندگی سے لے کر آخر تک نصرت وحمایت کر کے اسلام پر احسان عظیم کیا اور دین اسلام کا مقصد نصرت واتباع رسول خدا ہے اور اگر حضرت ابوطالب رسول اللہ کی نصرت وحفاظت نہ کرتے تو یقیناً شمع رسالت گل ہو جاتی اور آج سواد اعظم میں دین اسلام کا تعارف بھی نہ ہو سکتا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے یعنی اگر حضرت ابوطالب اور ان کا فرزند حضرت علیؑ کی نمایاں شخصیتیں اسلام کا سرمایہ نہ ہوتیں تو دینِ اسلام کا دنیا میں تعارف بھی نہ ہوتا اور شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ میں مرقوم ہے یعنی حضرت ابو طالب نے تو مکہ معظمہ میں قبل ہجرت پیغمبر خدا کی قابل تحسین نصرت وحمایت فرمائی اور ان کے فرزند حضرت علیؑ نے بعد ہجرت لشکروں کی صفوں اور موت کی گھنگھور گھٹاؤں میں اُتر کے شمع رسالت کو کفر وضلالت کی پھونکوں سے بچایا ہے۔

جب کفار ومشرکین قریش نے رسول اللہ کی حمایت میں حضرت ابوطالب کی مخالفت شروع کر دی تو حضرت ابوطالب نے بنی ہاشم کے افراد اکٹھا کر کے رسول اللہ کی نصرت وحمایت پر آمادہ کیا ماسوائے ابولہب کے بنی ہاشم کے تمام افراد نے اپنے محترم سردار کی آواز پر لبیک کہا تو حضرت ابوطالب نے بنی ہاشم کی فرمانبرداری اور پیغمبر خدا کی نصرت وحمایت پر یہ اشعار ارشاد فرمائے!

شعر۔ فَاِنْ حَصَلَتْ اشراف عبد منافِہا ؎ فَفِی ھَاشِمٍ اشرافُہا وقدیمُھا

یعنی اگر بنی عبد مناف کے شرفاء اکٹھے ہوں تو ان میں سے صاحبانِ شرف اور قدیمی فضل وکرم والے سب خاندان بنی ہاشم سے ہوں گے!

وَاِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ؎ ھُوَالمُصْطَفٰی مِنْ سِرِّھَا وکَرِیْمًا

یعنی اگر بنی ہاشم کے اشراف کسی دن فخر کرنے لگیں تو ان سب میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو ان کے خاص ترین وبہترین لوگوں میں بھی برگزیدہ ترین ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت ابوطالب کی انگوٹھی کا نقش نگین یہ تھا رضیتُ باللّٰہ ربًّا وبابن اخی نبیًّا وعلیًّا وصیًّا۔ میں اس بات پر راضی ہوں کہ اللہ میرا اور بھتیجا میرا نبی اور علی اس کا وصی ہے (محدث دہلوی)

اب حضرت ابوطالب کا عقیدہ سنیئے وہ فرماتے ہیں!

اَنْتَ الرَّسُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَعْلَمُہٗ ؎ عَلَیْکَ نُزِّلَ مِنْ ذِالعِزَّۃِ الکُتُبُ

آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ہی پر کتابیں نازل ہوئی ہیں۔

ھم الا ان احمد قد جاءھم ٭ بحق ولم یاتھم بالکذب

آگاہ ہو جاؤ محمدؐ کا پیغام حق ہے باطل نہیں ہے (ابوطالب مومن قریش ص۳۵۲)

اس سے قبل لکھا جا چکا ہے کہ بقول علامہ برہان الدین حلبی شافعی کہ جب پیغمبر خدا شعب ابوطالب میں محصور ہوئے تو حضرت ابوطالب ہر شب رسول اللہؐ کو اپنے مقررہ بستر پر آرام فرمانے کا حکم دیتے تھے لیکن رات گئے سرور کائنات کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی فرزند کے بستر پر آرام کرا دیتے تھے اور اپنے بیٹوں میں سے کسی کو رسول خداؐ کے مقررہ بستر پر سلا دیتے تھے۔ سارا اہتمام اس لئے تھا کہ مبادا کفار یا مشرکین قریش شبخون مار کے پیغمبر خدا کو کچھ گزند نہ پہنچا سکیں یعنی حضرت ابوطالب نے نصرت و تحفظ رسول اکرمؐ کی خاطر عام انسانی فطرت کو بدل دیا اپنے بیٹوں کی محبت پر نبیؐ مرتبت کی محبت کو ترجیح دی کہ اگر میرے بیٹے قتل ہوں تو کوئی فکر نہیں لیکن شمع رسالت کوئی بجھا نہ سکے حضرت ابوطالب کی یہ قربانیاں اور شفقتیں اور نصرت و حمایت جملہ کلمہ گویان اسلام کے لئے ناقابل فراموشی و احسان ہے بلکہ عالم انسانیت پر اس محسن رسولؐ کا احسان ہے کیونکہ اگر حضرت ابوطالب کی مایۂ ناز شخصیت نہ ہوتی تو آغاز بعثت اور پیغمبر خدا کی پے بہ پے مشکلات جن سے بانی اسلام کو روزانہ دوچار ہونا پڑتا تھا ہر گز حل نہ ہو سکتیں اور دخول دین اسلام کا مقصد نصرت و اتباع رسول ہے مگر اموی دل و دماغ اور ان کے حامی یعنی باطل پرستوں کی جماعت جہاں صدیوں سے اولاد ہاشم سے بغض و حسد کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں حضرت علیؑ کے پدر بزرگوار کو کس طرح اس خلعت فضیلت کے ساتھ ملبوس دیکھ سکتا تھا یہ گروہ اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے سید القریش رئیس البطحا متولی کعبہ سرپرست پیغمبر خدا حضرت عمران ابوطالب کی شان میں ایسی گستاخی کریں تو کیا تعجب ہے جبکہ وہ لوگ حضرت ابراہیم کے والد کو بھی آذر بت تراش قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم کے والد ماجد تارخ تھے ناکہ آذر اور یہ امر مسلمہ ہے کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان کے آبائے طاہرین علیہم السلام مسلم و موحد اور مومن ہوتے ہیں چنانچہ رسول اللہؐ کی حدیث ہے اور رسول اللہ کی ہر حدیث وحی کے مطابق ہوتی ہے فرمایا کنتُ نبیًّا وادمُ بین الماء والطین میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور فرمایا انا علیًّا من نورٍ واحدٍ میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور فرمایا میرا اور علی کا نور چودہ ہزار برس زیر عرش رب العزت کا تسبیح خوان رہا اس کے بعد صلب آدم میں آیا اسی طرح نور محمدی منتقل ہوتا ہوا صلب عبدالمطلب میں پہنچا پھر اس نور کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ نور صلب عبداللہ میں اور دوسرا حصہ نور صلب ابوطالب میں منتقل ہوا اور نور محمدی اصلاب و ارحام طاہرہ میں گذرتا رہا یعنی عبداللہ و ابوطالب طہارت میں ہم مرتبہ ہیں ان میں نجاست کا شائبہ بھی نہیں (کتاب فضائل مرتضوی و مرقع اسلام)

پس آیات و احادیث نبوی اور واقعات سے ثابت ہے کہ حضرت ابوطالب خدا کی وحدانیت اور رسالت کے اقراری اور پیغمبر خدا کی آغاز بعثت سے ہر قسم کی نصرت و حمایت و حفاظت آخری لمحہ حیات تک کرتے رہے اور دخول دین اسلام

کا مقصد نصرت وحمایت واتباع رسول ہے دراصل بنی اُمیّہ اوران کے حامی خاندان بنی ہاشم دو وجوہ سے حسد کرتے چلے آئے کہ بنی ہاشم اپنی نیک نفسی اور شرافت وفضیلت سے عرب کے سردار کیوں تسلیم کرلئے گئے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جب بنی ہاشم ہی میں سے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان رسالت فرمایا تو بنی امیّہ کے دل پر آگ پر لوٹنے لگے لہٰذا یہ خاندانی دشمنی نہ تھی بلکہ مذہبی عداوت تھی۔ دیگر یہ ایک معمولی سمجھ کا انسان اور معمولی مسلمان بھی جانتا ہے کسی مسلمان کا نکاح کافر نہیں پڑھ سکتا تاریخ اسلام کی کتب میں دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلد کا نکاح حضرت ابوطالب ہی نے پڑھا تھا اوران کا خطبہ نکاح کتابوں میں مذکور ہے ہم ایسے حاسد اور متعصب لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ فرض کیجئے کہ اگر ایک مولوی یا یا معمولی مسلمان کسی کے استفسار پر یہ کہہ دے کہ اس کا نکاح پنڈت شنکر لال بنارسی سے پڑھایا ہے تو اس مولوی یا معمولی درجہ کا مسلمان کے اس نکاح کے متعلق کیا فتوےٰ ہے جو ایک غیر مسلم سے پڑھایا ہے یقیناً کسی فرقے کا مسلمان ایسے نکاح کو جائز نہیں کہہ سکتا جب ایک عام مسلمان کے حق میں یہ بات سراسر ناجائز اور نامناسب ہے تو پیغمبر خدا کی شان اقدس میں یہ گستاخی کرلیں کہ رسول اللہ کا نکاح معاذ اللہ ایک غیر مسلم بقول معترضین (ابوطالب) پڑھے حالانکہ تمام مسلمان آپ کو تمام انبیاء ومرسلین سے افضل مانتے ہیں، پیغمبر خدا کی حدیث ہے کلُّ مولودٍ یولدُ علیٰ فطرت الاسلام ..... تا آخر اس حدیث کی رو سے رسول اللہ کی ظاہری پیدائش بھی فطرت اسلام پر ہوئی اور جس گود میں آپ کی پرورش کا اکثر حصّہ گذرا وہ تھی گود ...... حضرت ابوطالب اب جو دین ومذہب رسول خدا کا وہی دین ومذہب حضرت ابوطالب کا اور فرمانِ نبوی ہے کہ میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں اور یہ نور محمدیؐ اصلاب وارحام طاہرہ سے گذرتا رہا۔ پھر بھی نوراوّل باعث ایجاد عالم کے حامل ہستیوں کے متعلق یہ تصوّر کرنا کہ معاذ اللہ وہ مسلمان نہ تھے چاہے وہ رسول اللہؐ کے والدین ہوں یا علیؑ کے والدین اور حسب مطابق فرمانِ رسولؐ جو کہ حقیقتاً فرمانِ خداوندی ہے۔ علیؑ نور اوّل ہیں تو جس طرح نجس رحل پر قرآن نہیں رکھا جاسکتا اسی طرح اس نور کے لئے غیر مسلم کا صلب کیسے منتخب کیا جاسکتا ہے لیکن مخالفین کے گروہ نے ہر زمانے میں حقیقی تعلیمات اسلام کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں جیساکہ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں نے رسولِ خدا کو دفن کرنے میں جلدی نہیں کی لیکن اُن کی سنت کو دفن کرنے میں بہت جلدی کی اور حضورؐ کی سنتوں کو بدلا گیا۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد خدا اور رسولؐ کے احکامات کو پسِ پشت ڈال دیا گیا اور علیؑ اور اولادِ رسولؐ کو چھوڑ دیا، ان سے بغض وعناد نفرت کے بیج بوئے اور دشمنانِ خدا اور رسول کو ان سے بڑھایا گیا جھوٹی حدیثیں گھڑی جانے لگیں جو لوگ کبھی صحبتِ رسولؐ میں بیٹھتے بھی نہ تھے یا مدینہ آئے بھی نہ تھے یا جن کا اسلام لانا ابھی تازہ تھا یعنی بعد فتح مکہ وہ سب صحابی رسول بن بیٹھے اوران سے جھوٹی روایات حاصل کرکے جمع کی جانے لگیں، لیکن جن کے گھر قرآن نازل ہوا تھا اور جو رسول خدا کے ساتھ ۲۳ سال نبوّت ورسالت کے پورے وقت اور تا حیات رسولؐ کے ساتھ رہے اور جن کی اطاعت کا حکم خدا اور رسولؐ نے دیا مثلاً بعثت کے ابتدائی تین سال خفیہ طور پر دعوتِ اسلام جاری رہی اس کے بعد حکم نازل ہوا انذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبی عزیزوں کو پیغام ربّانی پہنچاؤ، پیغمبر اسلام نے اولاد عبدالمطلب کو مدعو کیا اور حکم خداوندی کی وضاحت کے بعد فرمایا۔

"ایکم یوازرنی علیٰ ھذا الامر علیٰ ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم" تم میں سے کون ہے جو میرا بوجھ بٹائے اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہوگا میرا وصی ہوگا میرا خلیفہ ہوگا، سارے مجمع پر خاموشی تھی، حضرت علیؑ سے نہ رہا گیا۔ سب سے کمسن ہونے کے باوجود کھڑے ہوگئے اس وقت ان کی عمر چودہ سال سے زیادہ نہ تھی کہا اس کار خیر میں آپ کی حمایت کے لئے حاضر ہوں رسول اللہ نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھا اور حاضرین سے خطاب فرمایا انّ ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لـ...... تا آخر تحقیق یہ میرا بھائی میرا وصی میرا خلیفہ ہے تمہارے درمیان اس کی بات سنو اور اطاعت کرو لوگ ہنستے ہوئے کھڑے ہوئے (تاریخ ابوالفدا وغیرہ) پیغمبر اسلام نے علانیہ تبلیغ رسالت کا کام شروع ہی نہیں کیا جب تک حکم خدا سے حضرت علیؑ کو خلیفہ نامزد نہیں کرلیا اور ساری امت پر حضرت علیؑ کی اطاعت کو واجب قرار دیا۔ اور فرمایا انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا" یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے مطلب یہ ہے معرفت رسولؐ سے پہلے وصی رسول (علیؑ) کی معرفت ضروری ہے اور فرمایا انّ الرسول اللہ صلعم قال علی فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم یعنی زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کے واسطے فرمایا کہ میں اس شخص سے لڑنے والا ہوں جو ان سے لڑے اور اس سے صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کرے پس اہلبیت کا دشمن خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے الترمذی مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت جلد ۲ ص ۲۱۲، غرض رسول اللہ نے اپنی وفات کے بعد تبلیغ کے واسطے پوری طرح سے ان کو تیار کر دیا تھا اس لئے یہی حضرات دین اسلام کی نصرت وحمایت میں مصروف رہے لیکن انہیں کی مخالفت ہوتی رہی۔ ابوہریرہ بعد فتح مکہ ایمان لائے ان سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے صحیح بخاری میں ۴۴۶ ہیں اور حضرت علیؑ سے کل ۵۸۶ جو وصی رسولؐ اور باب مدینۃ العلم ہیں اور گیارہ ائمہ سے تقریباً صفر محض، یہ وہ اہلبیت ہیں جن کے بارے میں فرمان نبوی ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی انھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اللہ کی کتاب میرے اہلبیت (عترت) وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے۔ تو میرے بعد گمراہی سے محفوظ رہو گے خیال رکھو کہ تم ان دونوں سے میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو فلا تقدموھم فتھلکو اولا تقصروا عنھما فتھلکو ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم تم ان سے سبقت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کی پیروی میں کوتاہی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے تم میری عترت کو سکھلانے کی کوشش نہ کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ علم والے ہیں اس حدیث ثقلین سے ثابت ہے کہ ہدایت کا منصب قرآن و اہلبیت میں محدود، اس کے خلاف سراسر گمراہی ہے آپ نے وقت آخر فرمایا ھذا علیٌ مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتیٰ یردا علی الحوض! علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ قیامت کے روز میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں میں ان دونوں سے سوال کروں گا کہ میرے بعد ان سے کیا سلوک کیا گیا اور فرمان نبوی وما ینطق عن الھویٰ کی رو سے فرمان

خلاصہ پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام ہی پیغمبر خدا کا کامل علمی نمونہ تھے اور رسول اللہ کے باطنی علوم کے وارث اور حقیقی جانشین تھے حقیقت یہ ہے کہ مخالفین کے دلوں میں حضرت علیؑ کے خلاف بغض و عناد کی آگ بھڑکتی رہی حاسدین اس بغض کی آگ میں بُری طرح جلنے لگے اور چونکہ حضرت ابوطالب حضرت علی المرتضےٰ وصی رسول اللہ کے والد ہیں اس واسطے ان کی شان میں ایسی گستاخی کی گئی ورنہ مومن و کافر معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی کسوٹی پہچان کے لئے بتائی ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ مومن کے لئے نبی اس کی جان سے کہیں زیادہ عزیز ہے یعنی مومن وہ ہے جس کو نبی کی جان اپنی جان سے زیادہ پیاری ہو، اب اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اس کسوٹی پر ابوطالب کو بھی پرکھ کر دیکھئے اور دوسروں کو بھی چنانچہ حضرت ابوطالب نے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کو اپنی اور اپنے سارے گھر کی آسائش کو ہمیشہ ہر جگہ اور ہر وقت رسول اللہ پر قربان کیا پس بموجب آیہ قرآنی حضرت ابوطالب مومن کامل و محسن اسلام تھے اور جو لوگ رسول اللہ کی جان کو خطرہ میں تلواروں میں بیں خونخواروں میں چھوڑ کر بھاگ گئے، چنانچہ جنگ احد و جنگ حنین میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو بڑے بڑے مشاہیر بھاگ نکلے کوئی شہر مدینہ کی طرف اور کچھ پہاڑ پر چڑھ گئے اور رسول اللہ پکار رہے تھے اے بندگان خدا میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ ان بھاگنے والوں میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس روز جنگ احد میں ہم کو شکست ہوئی تو میں بھاگا یہاں تک پہاڑ پر چڑھ گیا اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ میں پہاڑی بکری کی طرح پہاڑ پر اُچک رہا تھا (تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۴ صـ ۹۶ و تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صـ ۸۸ و تاریخ طبری جلد ۳ صـ ۲۰) اور پہاڑ پر بھاگ جانے کو خدا نے بھی قرآن شریف میں یاد دلایا ہے اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ...... تا آخر سورہ آل عمران) یاد کرو اس وقت کو جب (جان کے خوف سے بھاگے) پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور رسولؐ تم کو پکار رہے تھے کیا یہی ذہانت اور سلامتی ہے کہ جو لوگ چالیس سال تک بت پرستی کرتے رہے تلوار لے کر رسول اللہ پر حملہ آور ہوئے کبھی صلح حدیبیہ کے مقام پر سرور کائنات کی رسالت میں شک کا اظہار کرنے لگے کبھی رحلت سے کچھ دیر قبل رسول اللہ پر (معاذ اللہ) ہذیان کا الزام لگاتے رہے اور معرکہ میں رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگتے رہے وہ تو کامل الایمان سمجھے جائیں اور جو تنہائی خطرات میں اپنی جان کو اپنے بچوں سمیت رسول اللہ کی جان پر نثار کرتا رہا اور ہر جگہ پیغمبر اسلام کے لئے سینہ سپر رہا اس کے ایمان میں شک حضرت ابوطالب وہ ہیں جن کو خدا نے رسالت مآب کی پناہ قرار دیا ارشاد رب العزت ہے یعنی اے نبی کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے تم کو یتیم پا کر پناہ کا ٹھکانا دے دیا یہ پناہ کا ٹھکانا حضرت ابوطالب کے سوا اور کس کا ہے، حضرت ابوطالب کی وفات ۶۲۰ء میں واقع ہوئی یعنی ہجرت سے تین سال قبل۔

حضرت عمران ابوطالب کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) امیر المومنین حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام (۲) جعفر طیار (۳) عقیل (۴) طالب صغیر سنی میں فوت ہوئے اسی مناسبت سے حضرت عمران کی کنیت ابوطالب ہوئی۔

۲۔ جعفر طیار رسول اللہ نے فرمایا فانا وعلیاً وجعفراً فجعلنا خیرهم لیعنی خدا نے مجھے اور علی و جعفر کو تمام

بنی عبدالمطلب میں منتخب فرمایا ان سب سے خیر یعنی بہتر و افضل مطلب یہ ہے کہ رسول اللہؐ و علی و جعفر ہم کفو ہیں آپ کے ذاتی اوصاف و شرافت و شجاعت کی وجہ سے پیغمبر خدا نے ان کو مہاجرین حبشہ کا سردار بنایا اور مبلغ اسلام کا عہدیدار بنا کر ملک حبش کو روانہ فرمایا تھا جنہوں نے نجاشی بادشاہ حبش کو مسلمان بنایا تھا اور نصرت اسلام اور جنگ موتہ میں اپنے دونوں ہاتھ کٹا کر شہید ہوئے اور رسول اللہ نے پکار پکار کر فرمایا (شہید ہونے والے بھائی) کو دو بال و پر زمرد کے عطا ہوئے ہیں اور فردوس بریں کی وسعت میں پرواز کرتے ہیں طیار لقب اسی وجہ سے ہوا جس سے کسی کو انکار نہیں نماز جعفر طیار جس کو فریقین نے روایت کیا ہے وہ سنتی نماز ہے جو ان کے ذریعے سے مسلمانوں تک پہنچی۔ آپ کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) عبداللہ (۲) محمد (۳) عون (۴) ابوالقاسم ان فرزندان میں آبائی کمالات کے ساتھ شجاعت اور تقدس و پرہیزگاری بدرجہ اتم تھی، (۱) جناب عبداللہ کی زوجہ معظمہ سیدہ حضرت زینب الکبریٰ دختر حضرت علی المرتضیٰ کے بطن اطہر سے سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی کتاب انوار النعمانیہ میں پانچ پسر و یک دختر اس طرح لکھتے ہیں علی و جعفر و عون الاکبر و دختر ام کلثوم اور شہداء کربلا کی فہرست میں محمد و عون لکھے ہیں اور سید احمد حسین ترمذی نے جعفر کے بجائے عباس لکھا ہے اور علامہ ہندی نے اپنی کتاب شیعہ تاریخ کا ایک ورق کے صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۹ پر عہد بنی عباسی میں سادات کشی کی فہرست میں اسحاق و اسمٰعیل پسران عبداللہ مزید نام لکھے ہیں صورت مرقومہ میں جناب عبداللہ کے صلب سے علی و جعفر و عون الاکبر و عباس و اسمٰعیل و اسحاق اور عون و محمد شہید کربلا فرزندان ہوئے بعض مورخین نے جناب عبداللہ کی دختر تسلیم کی" (۱) علی بن عبداللہ کا پسر محمد ان کے دو پسر ابراہیم و ابی الکرام ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر محمد ان کا پسر ابراہیم ان کا پسر اسماعیل ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر محمد اور ابراہیم بن محمد کا پسر محمد ان کا پسر محمد عبداللہ و اسمٰعیل ان کا پسر عیسےٰ ان کا پسر جعفر اور محمد عبداللہ کا پسر محمد ان کا پسر جعفر ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر محمد (۱) اسحاق بن عبداللہ کا پسر قاسم ان کا پسر جعفر ان کا پسر محمد ان کا پسر حسین ان کا پسر حمزہ (۳) محمد بن عبداللہ کا پسر ابراہیم ان کا پسر جعفر ان کا پسر اسماعیل ان کا پسر عیسےٰ (۴) اسمٰعیل بن عبداللہ کا پسر عبداللہ ان کا پسر حسین ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر اسمعیل و حمزہ و محمد و جعفر و محمد و عیسیٰ مذکورین معتز و مہتدی و معتمد عباسی کے عہد میں مقید ہو کر شہید ہوئے۔

۳۔ عقیل ان کی جودت طبع اور ذہانت حاضر جوابی حق گوئی کا عرب بھر میں نظیر نہ تھا بہت بڑے ادیب اور انساب عرب کے جاننے والے تھے آپ کے صلب سے چھ پسر (۱) مسلم (۲) محمد (۳) عبداللہ (۴) ابوسعید (۵) جعفر و عبدالرحمٰن روز عاشورہ کربلا میں شہید ہوئے (۱) مسلم ان کی شجاعت کا پہلا تعارف فتوحات مصر میں ہوا انہوں نے اپنی خدمات سے اسلام کو یہ مدد پہنچائی کہ بھائیوں کو ساتھ لے کر وہ جہاد کیا جو آج تک صفحہ تاریخ پر باقی ہے چنانچہ شیخ محمد بن معز فتوحات بہنسا صد ۶۲ مطبوعہ بمبئی پر لکھتے ہیں یعنی قابل رشک ہیں مسلم اور ان کے بھائی جنہوں نے مصر کی جنگ میں گھمسان کی لڑائی لڑی اور ان کی زرہوں پر خون کا یہ حال تھا جیسے اونٹ کی کلیجی سے مجاہد سرخ پیکر تھا آپ کے صلب سے چار پسر ابوعبداللہ و محمد و ابراہیم (شہید مدفون مسیّب) و عبداللہ (شہید مدفون کربلا) و دختران رقیہ و حمیدہ زوجہ عبداللہ بن محمد بن عقیل (۲) محمد بن عقیل کے پسر عبداللہ

نہایت جلیل بزرگ محدث اور فقیہہ تھے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے آپ کے دو پسر مسلم و محمد ان کے پانچ پسر قاسم و عقیل و علی و طاہر و ابراہیم!

سام

۱۰ حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی

یافث

حام

باپ عورت کنعان (نافرمان بیٹا)

۹ لمک یالامک بلقب لامسح

۸ متوشلخ بلقب متوشلح

۷ اختوخ بلقب اختوع ملقب ادریس

۶ الیاذر یا بارد یا یرد یا نزال

۵ مہلائیل

۴ قینان

۳ انوش یا یانس

قابیل زفاسق وفاجر قاتل برادر حقیقی

ہابیل (نیک صالح مقتول)

۲ حضرت شیث علیہ السلام

یافث

حدیث نبوی) اول ما خلق اللہ نوری وکہ اللہ تعالیٰ نے جو شے سب سے پہلے خلق فرمائی وہ میرا نور)

۱ شجرہ طیبہ حامل نور محمدی حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام

حضرت اسمٰعیلؑ

(نوٹ، مذہبی اعتبار سے دین اسلام ازل سے اور تمام انبیاء و مرسلین اللہ کی طرف سے اس دین کی اشاعت کے لئے آتے مگر اس دین کا نام اسلام اور اس کے پیرو کا نام مسلم سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا

حضرت اسحاق علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو اسرائیل بھی کہتے ہیں

۲۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام — نحور — حاران

۱۹
تارخ بقولے تارح توریت میں ترح ہے

۱۸
ناخور بقولے ناحور — آذر بت تراش — نور

سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ

(نوٹ، تارخ بن ناخور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پدر بزرگوار تھے اور آذر بت تراش خلیل کے چچا تھے انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ یہ بزرگوار معصوم ہوتے ہیں اور ان کے آباؤ طاہرین مسلم و موحد و مومن ہوتے ہیں (مؤلف)

۱۷
شاروخ بقولے شارغ یا شروع

۱۶
ارغو بقولے ارعو

۱۵
قالغ بقولے فالخ

۱۴
عابر ہود علیہ السلام

۱۳
شالخ بقولے سلخ — علوان — عبید — حضرت صالح علیہ السلام

۱۲
ارفخشد بقولے ارشد — قحطان — قبط — ارم

۱۱
سام

ربیعہ
ایاد
معز
انمار
آیاد
۳۱
نزار
قنص
قصائمہ
۳۰
معد
لک
نعمان
۲۹
عدنان
عدان
عود
۲۸
اُد
۲۷
اُدو بقولے اذر
۲۶
ہمیع یا سمیع
۲۵
سلامان
۲۴
بنت بقولے ثابت
۲۳
حمل یا حمد
۲۲
قیدار
۲۱
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

نوٹ

عوف ← ان سے غیلان قبیلہ کا نام ہوا اور ارض عطفان میں سکونت اختیار کی

کعب

۴۱ لوی — عامر — سامہ

۴۰ غالب — تیم

۳۹ فہر یا عامر ملقب قریش — محارب — اسد — حارث

قبیلہ قریش انہیں کے لقب سے معروف ہوا

۳۸ مالک

۳۷ فہر یا نضر یا مضر ملقب قریش — نخیلہ

۳۶ کنانہ

۳۵ خزیمہ — اسد — ہون

۳۴ عمر ملقب مدرکہ — خزبل بت تراش و بت پرست

۳۳ الیاس — عمیرہ — عامر

۳۲ مضر — غیلان

زوجہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدیجۃ الکبریٰ

خویلد

اسد

عبدالعزیٰ

مطلب

نوفل

حضرت ہاشم

۴٦

عبدمناف ملقب مغیرہ

نوٹ: امیہ نام ذکوان خاندان بنی امیہ انہیں کے نام سے معروف ہوا بعض نے ان کا غلام لکھا ہے۔

امیہ

عبدالشمس

عبدالدار

عبدالقصیٰ

برہ

۴۵

قصیٰ ملقب زید کنیت ابومغیرہ

تیم

(نوٹ) اس نام سے قبیلہ تیم منسوب ہوا۔ اس قبیلے سے طلحہ بن عبداللہ وجناب ابوبکر بن قحافہ تھے

آمنہ

وہب

عبدمناف

زہرہ

زوجہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب والدہ معظمہ رسالت مآب

مخزوم

یقظہ

ان سے قبیلہ مخزوم منسوب ہوا

۴۴

کلاب کنیت ابوزید

عدی

عدی کا بہت بڑا قبیلہ ہوا عمر ابن خطاب اسی قبیلہ سے ہیں

۴۳

مرہ

حصیص

عمرو

سہیم

جمح

ان سے بنی سہیم و جمح قبیلہ منسوب ہوا

۴۲

کعب

امام زین العابدین علیہ السلام

۵۱/۱

حضرت امام حسین علیہ السلام

۵۱

نسلِ سادات حسنی حضرت امام حسن علیہ السلام

حضرت زینب ام المصائب

ام کلثوم

محسن شہید

۵۰/۱

حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام

ام السادات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

عقیل

طالب

جعفر طیار

۵۰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۴۹/۱ حضرت عمران کنیت ابوطالب

حضرت عبداللہ ۴۹

حضرت عباس

حضرت حمزہ

حارث

ضرار

غیداق

ابولہب

قثم

حجل یا مغیرہ

مقوم

زبیر

(حدیث نبوی، علیاً من نورِ واحد) میں اور علی ایک نور سے ہیں پھر فرمایا میرا نور اور علی کا نور چودہ ہزار
برس زیر عرش رب العزت کا تسبیح خوان رہا اس کے صلب آدم میں آیا۔ بعد اس کے اسی طرح منتقل ہوتا
صلب عبدالمطلب میں پہنچا پھر اس نور کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ نور صلب عبداللہ میں منتقل ہوا اس
حصّہ نور سے میں جلوہ گر ہوا دوسرا حصہ نور صلب ابوطالب میں منتقل ہوا اس حصہ نور سے علی
پیدا ہوا مجھ کو نبوت پر اور علی کو خدا نے منصب امامت پر فائز کیا
(فضائل مرتضوی مرقاۃ اسلام وغیرہ)

حضرت عبدالمطلب ملقب شیبۃ الحمد بخطاب سید البطحا

۴۸

ابو صیفی

فضلہ

اسد

فاطمہ

۴۷

حضرت ہاشم نام عمرو

زوجہ حضرت عمران کنیت ابوطالب

۶۰ امام صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ

۵۹ امام حسن عسکری علیہ السلام

۵۸ امام علی نقی علیہ السلام

۵۷ امام محمد تقی علیہ السلام

۵۶ امام علی رضا علیہ السلام

۵۵ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

۵۴ امام جعفر صادق علیہ السلام

۵۳ امام محمد باقر علیہ السلام

۵۲ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

۵۰۔ سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجمالی سوانح حیات

فرمان نبوی ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَم بَین المآء والطّین میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے اور فرمایا اِنَا علیًا مِن نُورٍ وَاحِدٍ میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور فرمایا میرا نور اور علیؑ کا نور چودہ ہزار برس زیر عرش رب العزت کا تسبیح خواں رہا اس کے بعد صلب آدم علیہ السلام میں آیا بعد اس کے اسی طرح منتقل ہوتا ہوا صلب عبدالمطلب میں پہنچا پھر اس نور کے دو حصّے ہو گئے ایک حصّہ نور صلب عبداللہ میں منتقل ہوا۔ اس حصّہ نور سے میں جلوہ گر ہوا۔ دوسرا حصّہ نور صلب ابو طالب میں منتقل ہوا اس حصّہ نور سے علیؑ پیدا ہوا مجھ کو خدا نے منصب نبوّت پر اور علیؑ کو منصب امامت پر فائز کیا (مرقع اسلام و فضائل مرتضوی وغیرہ)

کتاب الانوار ابوالحسن بکری میں شہید ثانی علیہ الرحمۃ نے امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ فرمایا وصی رسول اللہ نے کہ خداوند عالم نے نور محمدی سے بیس دریا نور کے پیدا کئے اور ان بحار و ذخار میں ایسے علوم واسرار ہیں جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تو پھر پروردگار عالم نے نور محمدی کو ان بحار علوم میں گھمایا پھر فرمایا خداوند عالم نے اے میرے حبیب و سردار انبیا و اے اوّل مخلوق اے خاتم المرسلین و نبیین تو شفیع ہے بروز قیامت۔ پس نور محمدی سجدۂ شکر کے لئے جھکا پھر نور محمدی سجدے سے فارغ ہو کر اٹھا تو اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے متقاطر ہوئے پس خداوند عالم نے ایک قطرہ نور محمدی سے ہر ایک نبی پیدا کیا پس جب وہ قطرات درجہ کمال کو پہنچے تو نور محمدی کے اردگرد طواف کرنے لگے اور وہ تسبیح و تقدیس خدا میں مشغول تھے پھر پروردگار عالم نے اپنی قدرتی آواز میں انوار انبیا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں تو نور محمدی نے انوار انبیاء سے سبقت کر کے فرمایا تو ایسا معبود ہے کہ تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے تو وحدہٗ لاشریک رب الارباب مالک الملوک ہے اللہ تعالےٰ نے قدرتی آواز میں فرمایا تو میرا برگزیدہ بندہ حبیب اور میری مخلوق کا سردار ہے۔

ابو عمر اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم دربار رسول اللہ میں بیٹھے تھے کہ سلمان فارسی و ابوذر غفاری و مقداد و عمار و حذیفہ و ابوالطفیل و الشیم بن التیہان و عامر بن واثلہ یہ جلیل القدر صحابی۔ یہ سب خدمت بابرکت رسالت مآب میں آ کر بیٹھ گئے اور آثار اندوہ و ملال ان کے چہروں سے ظاہر تھے انہوں نے سرکار رسالت سے استدعا کی کہ یا رسول اللہ آپ متوجہ ہو کر سنیئے کہ بعض باتیں اہل بغض و حسد سے ہم سنتے ہیں بہ نسبت ابن عم آپ کے بھائی کے ہم کو بہت دکھ ہوتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کیا کہتے ہیں انہوں نے عرض کی یا حضرت وہ لوگ کہتے ہیں کیا بزرگی و فضیلت ہے ہمارے پیشوا مولا حضرت علی المرتضےٰ کو بمقابلہ دوسروں کی سبقت اسلام میں کس واسطے ہے کہ حضرت علی اس زمانہ طفل نابالغ ہیں، یہ سن کر رسول خدا نے فرمایا اب علی ابن ابیطالب کی فضیلت سنو اَنَا و علیًا مِن نُورٍ وَاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں

جب پشت آدمؑ میں ہمارا نور آیا تو ہم تسبیح ذکر خدا میں مشغول تھے یہاں تک اللہ تعالےٰ نے اصلاب طاہرہ سے ارحام پاکیزہ کی طرف منتقل کیا چنانچہ جو تسبیح ہم رحموں اور پشتوں میں کرتے تھے۔ ماں باپ اس کو سنتے تھے ہر وقت اور ہر عہد میں یہاں تک ہم پشت حضرت عبدالمطلب میں پہونچے پھر نور کے حصہ دو ہو گئے ایک حصۂ نور صلب عبداللہ میں پہنچا اس حصہ نور سے میں پیدا ہوا دوسرا حصہ نور صلب ابوطالب میں پہنچا جب وہ زمانہ آیا کہ علی خانہ کعبہ میں متولد ہوئے تو اس وقت جبرئیل امین میرے پاس آئے اور کہا کہ اے حبیب خدا اللہ تعالےٰ بعد تحفہ درود کے مبارکباد دیتا ہے پیدائش علی ابن ابیطالب کی۔ اے میرے حبیب تیری ظاہر نبوت کا زمانہ قریب ہے اور موید کیا میں نے تجھ کو قوت تیرے بھائی وزیر و وصی و خلیفہ اور مانند تیرے اور تیرا نام بلند ہو گا اس کے سبب اور نسل تیری اس سے دنیا میں قائم و باقی رہے گی، چنانچہ علیؑ کی اولاد ہی نسل رسول یعنی اولادِ رسولؐ ہے جیسا کہ فرمان خداوند تعالےٰ ہے ان اللہ اصطفےٰ ادم و نوحا و ال ابراھیم و آلِ عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع العلیم (تیسرا پارہ) بے شک اللہ تعالےٰ آدم اور نوح اور آل ابراہیم و آل عمران کو تمام عالمین سے اصطفےٰ (چن لیا) کر لیا جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ تعالےٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے، اس آیت میں خدا نے حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کا ذکر تو کیا ہے مگر ان کی اولاد کا کوئی ذکر نہیں کیا اس کے بعد آلِ ابراہیم کا ذکر کیا ہے پس ثابت ہوا کہ قبائل یا خاندان کی ابتدا حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی یعنی ایک قبیلہ بنی اسماعیل اور دوسرا قبیلہ بنی اسرائیل اسی لئے رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد ابراہیم میں اسماعیل کو چنا اور اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور بنی قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں بنی عبدالمطلب کو اور بنی عبدالمطلب میں سے محمدؐ کو چنا اور خدا کی قسم جب سے آدم پیدا ہوئے اب تک جب بھی نسل آدم دو فرقوں (قبائل) میں جدا ہوئی ہے تو میں بہتر فرقہ میں ودیعت ہوا ہوں (تاریخ ابوالفدا و الخصائص الکبریٰ سیوطی (کتاب الشہاب وغیرہ) پھر فرمایا ان بنی عبد المطلب بعضھم اکفاء لبعض" بیشک بنی عبدالمطلب آپس میں ایک دوسرے کفو ہیں، یہاں سے ختمی مرتبت نے بنی ہاشم کو بھی کفو سے علیحدہ کر دیا پھر فرمایا فاناً وعلیاً وجعفراً فجعلنا خیرھم (کتاب الشہاب وغیرہ) پس خدا نے مجھے اور علی اور جعفر کو تمام بنی عبدالمطلب میں سے اختیار فرمایا ان سب سے خیر یعنی بہتر و افضل بنایا اور یہ کہ رسول خداؐ کا ہر قول و فعل مطابق وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ہوتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ اولاد رسولؐ و علیؑ و جعفرؑ سے کوئی قبیلہ یا خاندان یا قوم ہم مرتبہ نہیں ہو سکتی یہ حضرات سب سے افضل اور تمام دنیا کے قبائل و قوم میں مفضول ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور اوّل مخلوق اوّل تخلیق عالمین رحمۃ للعالمین اور روز محشر شفیع المذنبین ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اے رسولؐ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر، مطلب یہ ہوا کہ رسالت مآب کا نفس نفیس اور وجود خیر نجود تمام مخلوقات اور موجودات کے لئے رحمت تھا خواہ وہ انسان ہوں یا جن ملائکہ ہوں یا شیاطین حیوانات میں درندے ہوں یا چرندے، پرندے ہوں یا اور کوئی مخلوق یعنی جو چیز بھی مخلوقات میں ہے آپ کی ذات اقدس اس کے لئے رحمت ہے، آنحضرتؐ کا یہ رحمت

ہونا حضورؐ کے زمانہ حیات کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ زمانہ حیات ظاہری میں بھی آپ رحمت تھے اور زمانہ ممات میں بھی آپ رحمت ہیں، چنانچہ اخبار واحادیث سے ظاہر ہوتا ہے، کتاب بحارالانوار میں موجود ہے کہ صفوف ملائکہ کے لئے آپ کا رحمت ہونا شب معراج ثابت ہے کیونکہ جب آنحضرتؐ کا معراج کی رات کو گروہِ ملائکہ پر گذر ہوا، اطباق سموات میں صفوف ملائکہ سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جس نے سرور کائنات سے اسرار مکتومہ کا اکتساب اور معارف سے استفادہ نہ کیا ہو، رسالت مآب اور آپ کی اولاد معصومین کا ملائکہ کے لئے رحمت ہونے کے لئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا یہ فرمان ہے اِنّ روح المقدس فی الجنان الصاقورۃ ذاق من حدائقنا الباکورۃ (بحارالانوار جلد ۱۷) کیونکہ روح القدس یعنی جبرئیل کہ وہ ملائکہ کے درمیان فرد فرید اور شخص واحد ہے اور کوئی فرشتہ نبالت اور جلالت قدر میں اس کے برابر نہیں ہے وہ ان بزرگواروں کے خوانِ نعمت کا توبادہ خوار اور لقمہ چین ہے اس کے علاوہ دوسرے ملائکہ کے متعلق کیا کہنا، بعض تفاسیر میں ہے کہ جب حضرت جبرئیل آیہ مبارکہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین لائے پیغمبر خداؐ نے اس سے سوال فرمایا اے جبرئیل اس رحمت سے کسی وقت تجھے بھی کچھ حاصل ہوا، اس نے عرض کیا، ہاں رسول خداؐ اس سے پہلے کہ آپ کی رسالت کا خورشید جلالت کے افق اور مطلع سے طلوع فرمائے اور فتنہ وفساد کی دنیا کے ظلمت کدہ کو اپنے نور وجود اور شعاع شہود سے منور کرے میں ہمیشہ اپنے مرجع مآل اور عاقبت وانجام کار کے متعلق فکر مند رہا کرتا تھا اور اپنی سوئے عاقبت کے لئے ترساں ولرزاں رہتا تھا ابلیس کے حالات پر نظر کرتے ہوئے اپنے خوف اور خشیت کو بڑھاتا رہتا تھا جب پروردگار عالم نے اپنی ذات گرامی کو جلالت رسالت کی مسند پر سرفراز فرمایا مجھے سفیر وحی اور واسطہ انزال امر ونہی قرار دیا اور مجھے کریم مکین اور مطاعِ امین کے الفاظ سے یاد فرمایا اِس حقیقت کو پاکر میں خوف وخشیت کے گہرے گڑھے سے نکل کر امن وامان کی بلند چوٹی پر سربلند ہوا اور اس دولت کو آنجناب کی خدمت کی برکت اور ملازمت کے طفیل حاصل کیا اور حدیث قدسی میں ہے، یا محمدؐ تمام مخلوقات جو خدا کی رضا چاہتے ہیں اور اے محمد عربیؐ میں خدا آپ کی رضامندی چاہتا ہوں اور پروردگار عالم نے اپنے حبیب سرور کائنات کے لئے دنیا کی ہر چیز پیدا کی لولاک لما خلقت الافلاک (حدیث قدسی) آپ کے علاوہ بروایات متفقہ اہل اسلام ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تشریف لائے اور قرآن مجید میں آیت میثاق سے ظاہر ہے کہ ہر نبی آپ کے اوپر خود ایمان رکھتا تھا اور اپنی امت کو بھی آپ سے متعارف کراتا تھا یہاں تک کہ کتب اسمادیہ سابقہ میں آپ کی صفات بیان کی گئیں اور آپ کا اسم مبارک تک بتایا گیا جیسا کہ قرآن میں حضرت عیسٰیؑ خود ارشاد فرماتے ہیں وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ یَاتِیْ مِنْ بَعْدِی اسمہٗ احمد اور میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا، ہر نبی جس کا تابعدار اور مومن اور ہر ایک ان کے اوپر ایمان لانے والے اور جب لباس بشریہ میں اس دنیا میں جلوہ گر ہوا یا یوں سمجھئے وہ عرب جس کے چپہ چپہ میں خونریزی اور پُرخطر فضا میں غیر کا کلمہ پڑھا جاتا تھا ہادی برحق چراغ ہدایت روشن ہوا اور عالمین پُرتو پُر نور سے چھلک اٹھا، لیکن افسوس بعض مسلمان اس نور مجسم چراغ ہدایت کو اپنی طرح کا بشر کہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرح قابل خطا سمجھ کر ان کی فضیلت سے

انکار کر دیا۔ نبی کو اپنا جیسا بشر کہنا کفار کا کام تھا انہوں نے ظاہری مشابہت نوعیہ سے دھوکا کھایا۔ چنانچہ حضرت نوح نے جب قوم کو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا پیغام پہنچایا تو آپ کی قوم کے سردار کہنے لگے مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ (پارہ ۱۸ سورہ مومنون) یہ شخص تو تمہاری طرح ہی بشر ہے وہ چاہتا ہے کہ تم پر سرداری قائم کرے اور حضرت موسےٰ و ہارون کی دعوت حق پر کافر لوگ کہنے لگے اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا (سورہ مومنون پارہ ۱۸) کیا ہم اپنے ہی مثل دو بشروں پر ایمان لائیں اور جب حضرت یونس، یحیٰی اور شمعون علیہم السلام نے دعوت حق دی تو کافر کہنے لگے مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ ○ سورہ یٰسین پارہ ۲۲ ،تم تو ہماری طرح بشر ہو خدا نے تم پر کچھ بھی نازل نہیں کیا تم تو جھوٹ ہی بولتے ہو، اسی طرح بعض مسلمانوں نے انبیاء علیہم السلام کی ظاہری شکل و صورت دیکھ کر رسول اللہ کو اپنے ہی جیسا بشر کہہ دیا اور معصوم نبی کی ذات والا صفات میں خامیاں نکالیں، اگرچہ نبی ظاہر میں ہماری مثل ہی بشر ہوتا ہے لیکن اسے ہم سے صرف نوعی مشابہت ہوتی ہے نہ کہ حقیقت میں اگر اسے ہماری طرح مشابہت نوعیہ نہ دی جاتی تو نوع انسانی اس سے مانوس نہ ہوتی۔ جس سے فرائض نبوت میں رکاوٹ ہوتی، خدا تعالےٰ نے جامۂ بشریت عطا کر کے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ مادی تقاضیات اور فطرت انسانی کے تاثرات اور ضروریات زندگی کو بدرجہ اتم سمجھ سکیں اور ہر شعبہ میں خواہ وہ مذہبی ہو یا تمدنی، معاشرتی ہو یا اقتصادی سب میں ان کی پیروی کر سکیں آیہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا مقصد بھی یہی ہے کہ انبیاء کو جامۂ بشریت عطا کیا گیا ورنہ انبیاء کی خلقت بشری نہ تھی رسولِ خدا مجسم نور تھے صرف شکل بشری تھی، فرمانِ نبوی ہے کہ میں نور ہوں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور آپ کی تائید میں خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (سورہ مائدہ پارہ ۶) لوگو سمجھ جاؤ میرا رسول نور ہے اور وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (سورہ نساء) ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کیا یعنی وہ نورانی وجود جسے تم دیکھ سکو یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب کے جسم اطہر کا سایہ نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا۔ اور نور کا خاصہ ہے علو میں رہنا اگر یہ اپنی نورانی شکل میں زمین پر آتے تو آ نہیں سکتے تھے کیونکہ بوجہ نوری ہونے کے علو میں ہی رہتے اس لئے آپ کو مادی بشری شکل دی گئی، غور کیجئے جناب مریم کے پاس فرشتہ مثلِ بشر آیا، نور لطیف ہوتا ہے اس لئے زمین پر جو اسفل ہے نہیں آسکتا اور مخلوق تاب نہ لاسکتی نیز آپ غیر جنس ہونے کی وجہ سے لوگ ان کے قریب نہ آسکتے اور ان سے مانوس نہ ہوتے، نبی کو اپنے جیسا خطا کار بشر کہنے والے یہ نہیں سوچتے کہ انبیاء کی شکل شباہت بے شک عام انسانوں جیسی ہوتی ہے لیکن ان کے قوائے ادراکیہ باطنیہ عام انسانوں کی مثل نہیں ہوتا یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے چالیس منزل کے فاصلہ سے حضرت یوسف کی بو سونگھ لی اور حضرت سلیمان نے چیونٹی کی بات سن لی اور اجنا تابع فرمان رہے حضرت ابراہیم پر آگ نے اثر نہ کیا حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں ایک مدت تک زندہ رہ کر برآمد ہوئے، سرکار رسالت مآب شب معراج بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمان، عرش و کرسی اور لوح و قلم اور جنت و دوزخ کی سیر کی اور آن واحد میں واپس آگئے بہرکیف اس بشریت کے مسئلہ میں امتی اس قدر بے حس ہوئے کہ انہیں پیغمبر اسلام کی ولادت اور وفات کا صحیح علم نہیں، آپ کے کلمہ گو

لوگوں کی تعداد آپ کی زندگی میں لاکھوں نہیں کروڑ سے زائد تھی، ہر قوم اپنے ہادی کے یوم وفات اور یوم پیدائش سے واقف ہوتی ہے اور ان کا یوم پیدائش ووفات بڑی دھوم سے مناتی ہے لیکن افسوس مسلمانوں پر کہ وہ رحمۃ العالمین کے یوم پیدائش ووفات میں اختلاف ہے۔ حقیقتاً اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا کے جنازہ کو چھوڑ کر حکومت بنانے میں مشغول ہوگئے، حکومت بنانے کے تین روز بعد جب رسول اللہ دفن ہوچکے داخل شہر ہوئے، شہر کی آمد و رفت نئی حکومت نے بند کردی۔ مدینہ کی گلیاں سونی ہوگئیں تھیں، پابندی کھلنے پر مدینہ شہر میں آمد و رفت شروع ہوئی اب کسی نے باہر سے آکر پوچھا رسول اللہ کی کب وفات ہوئی۔ کسی نے کچھ بتایا اور کسی نے کچھ غرض وفات رسولؐ کا صحیح علم نہ شہر والوں کو نہ باہر والوں کو عوام میں کافی اختلاف پیدا ہوگیا آخر ایک کمیٹی بنائی گئی جو اس مسئلہ کو حل کرے، اس کمیٹی نے پہلے اصول صحابیت بنائے یعنی صحابی کس کو کہا جائے بعد میں کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ وفاۃ اثنا عشرۃ یعنی ربیع الاوّل کی پہلی سے لے کر بارہ تک وفات مناتے رہو۔ آج تک ماہ ربیع الاوّل کو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور انہیں ایّام کو عید میلاد النبی منانے لگے۔ تعجب ہے جو وفاتِ رسولؐ کو عید کہہ رہے ہیں، دراصل ۱۲ ربیع الاوّل کو نہ وفات ہے اور نہ ولادت بلکہ اہل سقیفہ واپس لوٹے انہوں نے اقتدار مکمل کرلیا اور اس تاریخ میں بیعت مکمل ہوئی یہ لوگ عید میلاد النبی کے پردہ میں جشن خلافت مناتے ہیں۔

ولادت باسعادت

ائمہ معصومین کا فرمان ہے بحوالہ کتب تاریخ الائمہ و جلاء العیون و محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی و مناقب شہر ابن آشوب و ارشادات و شیخ مفید وغیرہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت ۱۷ ربیع الاوّل بروز جمعہ ۵۷۰ئہ میں ہوئی جس سال ابرہہ حبشی نے خانہ کعبہ پر فوج کشی کی ہے جس سے عربوں نے عام الفیل کے نام سے سنہ مقرر کیا اور وفات ۲۸ صفر ۱۱ھ میں ہوئی۔

ختمی مرتبت ابھی صغیر سن تھے کہ پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی، پانچ یا چھ سال کا سن تھا کہ مادر گرامی کا بھی سایہ سر سے اٹھ گیا، اس سے قبل قبیلہ بنی سعد میں سے حلیمہ وہ خوش نصیب خاتون تھیں جو سرور کائنات کی رضاعت دودھ پلانے کے لئے مقرر ہوئیں والدہ معظمہ کی وفات کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے پاس بلالیا، دادا نے اپنی تمام اولاد میں سب سے زیادہ محبت و شفقت کے ساتھ رسول اللہ کی پرورش کی عمر دو برس کے بعد حضرت عبدالمطلب کا ۵۷۹ئہ میں انتقال ہوگیا، حضرت عبدالمطلب کو اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں فکر تھی کہ اس پوتے کی حفاظت و نگہداری کس کے سپرد کروں بالآخر آپ نے اپنے فرزند حضرت عمران معروف ابوطالبؑ کو بلاکر رسولؐ کا ہاتھ حضرت ابوطالب کے ہاتھ میں دے کر وصیت فرمائی دیکھو بیٹا اس یتیم محمد بن عبداللہ کی نصرت و حمایت سے دریغ نہ کرنا، حالانکہ دوسرے بھائی ان سے بڑے موجود تھے لیکن حضرت ابوطالب کی نگاہ دوربین دیکھ رہی تھی کہ نور مجسم رسالت کی حفاظت و کفالت اور نصرت و حمایت ابوطالب کے سوا دوسرا نہیں کرسکتا، حضرت ابوطالب نے باپ کے حکم کی تعمیل کی ادھر رسول اللہ نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ کفار قریش کو تبلیغ رسالت ناگوار گذری اور انہوں نے حضرت ابوطالب کی مخالفت شروع کردی اور مسلمانوں کو ستانا شروع کیا اور کفار و

مشرکین نے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا۔ ناچار ابوطالب نے رسول اللہ کو اپنے ایک مکان میں جو پہاڑ کی چوٹی اور گھاٹی میں ایک قلعہ کی صورت میں تھا معہ اہل وعیال کے لے گئے۔ یہاں حضرت ابوطالب نے پیغمبر خدا کی نصرت وحمایت کس طور سے کی اس کا صحیح اندازہ علامہ برہان الدین حلبی شافعی کی اس عبارت سے ہو سکتا ہے یعنی ہر شب ابوطالب ختمی مرتبت کو اپنے مقررہ بستر خواب پر ہی آرام فرمانے کا حکم دیتے لیکن نصف رات گئے آنحضرت کو وہاں سے اٹھا کے اپنے کسی فرزند کے بستر کو آرام کرا دیتے تھے اور اپنے بیٹوں میں سے کسی کو پیغمبر اسلام کے مقررہ بستر پر سلا دیتے تھے یہ سارا اہتمام اس لئے تھا کہ مبادا کفار مشرکین شبخون مار کے رسالت مآب کو کچھ گزند نہ پہنچا سکیں حضرت ابوطالب نے تحفظ رسالت کی خاطر عام فطرت انسانی کو بدل دیا یعنی اپنے فرزندان کی محبت پر رسول اللہ کی محبت کو ترجیح دی، رات کے وقت اس نے ختمی مرتبت کے بستر پر اپنے بیٹوں کو سلاتے تھے کہ اگر میرا بیٹا کوئی سا اس شب قتل ہو تو کوئی فکر نہیں لیکن شمع ہدایت عالم کو کوئی گل نہ کر سکے۔ جب رسول خدا کی عمر بارہ سال کی تھی تو حضرت ابوطالب نے بسلسلہ تجارت ملک شام کا سفر کیا اس سفر میں سرورِ کائنات نے بھی اپنے چچا کے ساتھ سفر کیا اور اسی طرح چچا کے ساتھ تجارت میں منہمک رہے۔ پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد کے اموالِ تجارت کو لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے۔ اس تجارت میں اس دفعہ تجارتی کاروبار میں جتنا نفع ہر سال جناب خدیجۃ الکبریٰ کو ہوا کرتا تھا اس سے دوگنا منافع حاصل ہوا تجارتی معاملات میں امانت و دیانت اور ذات و صفات و اخلاق کا جناب خدیجہ الکبریٰ کے دل پر گہرا اثر پڑا اور خود جناب خدیجہ کے حسن معاملت اور کردار کا آپ کی نظر میں بھی وزن تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرتؐ کا عقد جناب خدیجۃ الکبریٰ سے ہو گیا۔ ختمی مرتبت کے ناصر و حامی حضرت ابوطالب کی وفات بقول فریدالدین از مکی سنہ ۶۲۰ء میں واقع ہوئی ہجرت سے تین سال قبل (کتاب الاعلام ص۳۱) اور روایت صحیحہ میں ہے کہ ہجرت سے تین سال قبل رمضان المبارک میں خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہوئی اور اس کے تین دن بعد حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا، علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی جلد اول حالات ابوطالب میں لکھا ہے کہ رسالت مآب کو اپنے پیارے اور شفیق چچا ابوطالب کے آخری لمحہ حیات تک مصیبتوں اور تکلیفوں کا احساس تک نہ ہو سکا لیکن ایک دن وہ آیا کہ جب ابوطالب نے رخت سفر لپیٹا اور آنحضرتؐ کے لئے مصیبتوں اور تکلیفوں کے ہزاروں دروازے یک وقت کھل گئے اسی لئے ختمی مرتبت پر بڑا گریاں طاری ہوا۔ بروایت دیگر رسول اللہ چچا کے جنازہ پر بچشم گریاں انتہائی افسوس کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا اے عم نامدار خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری تربیت و کفالت اور نصرت وحمایت باحسن وجوہ انجام دی!

آغاز تبلیغ رسالت سید المرسلین ۲۷ ماہ رجب کو مبعوث برسالت ہوتے اس سے قبل سرور کائنات یقیناً نبی تھے لیکن تبلیغ پر مامور نہیں ہوئے تھے جیسا کہ خود آپ کا یہ قول مشہور بین الفریقین ہے کنت نبیا و آدم بین الماء والطین یعنی میں خلقت آدم سے پہلے نبی تھا، نبی جب تک تبلیغ پر مامور نہ ہو اس وقت تک وہ نبی ہے اس کو رسول اس وقت کہا جائے گا جب وہ تبلیغ پر مامور ہو جائے جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی ولادت کے بعد

گہوارہ میں جو کلام کیا تو اس کلام میں انہوں نے اپنے آپ کو رسول نہیں کہا بلکہ نبی کہا اتانی الکتاب وجعلنی نبیا یعنی اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور نبی قرار دیا ہے، اس کے بعد جب حضرت عیسےٰ تبلیغ پر مامور ہوئے تو اس زمانہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن مجید میں بار بار رسول کہا اسی طرح رسول خدا نے خلقت آدم سے پہلے خود کو رسول نہیں کہا بلکہ نبی کہا رسول آپ اس وقت ہوئے، جب تبلیغ پر مامور ہوئے، آنحضرتؐ پر درود وسلام کا سلسلہ خلقت آدم سے پہلے سے تھا آپ اس وقت نبی تھے اس نے آیہ صلوات میں ان اللہ وملائکۃ یصلون علی النبی کہا گیا لیکن جب آپ کی بعثت اور تبلیغ پر مامور کرنے کی خبر دی تو ارشاد رب العزت ہوا ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یعنی وہ اللہ ہی تو ہے جس نے اہل مکہ میں رسول کو مبعوث کیا، حیات القلوب میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ علمائے اہلسنت میں روز بعثت رسول کے متعلق بہت اختلاف ہے بعض نے ۱۸ر رمضان بعض نے ۱۷ر رمضان بعض نے ۲۴ر رمضان بعض نے ۳ر ربیع الاول بعض نے ۸ر ربیع الاول اور بعض نے ۱۲ر ربیع الاول بیان کی ہے لیکن علماء امامیہ کا اس پر اتفاق ہے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بکثرت ارشادات ہیں کہ آپ کی بعثت مقدسہ ستائیس ۲۷ رجب کو ہوئی جبکہ عمر کے چالیس سال گذر چکے تھے پھر یہی تاریخ سید الانبیاء کی معراج کی بھی قرار پائی، مذہب شیعہ امامیہ کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ معراج محض روحانی اور خواب کی حیثیت سے نہ تھی بلکہ رسول اللہ بہ نفس نفیس مقام قاب قوسین اور ادنیٰ تک مع الجسم پہنچے جسم اطہر کا تو ذکر ہی کیا شرف معراج میں تو آنحضرتؐ کا لباس اور نعلین مبارک بھی شامل ہیں غرض کہ ۲۷ر رجب کو بعثت بھی ہوئی اور معراج بھی یہ دوہری عید کی تاریخ ہے۔

بہرکیف بعثت کے ابتدائی تین سال خفیہ طور پر دعوت اسلام جاری رہی اس کے بعد حکم نازل ہوا انذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبی عزیزوں کو پیغام ربانی پہنچاؤ" تعمیل حکم کے لئے حضرت علیؑ سے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ دعوت کا سامان کیا جائے، سامان دعوت نہایت مختصر تھا جو صرف ایک دو آدمیوں کے لئے کافی تھا صرف اولاد عبدالمطلب کو مدعو کیا گیا سب مہمانوں نے سیر ہو کر باعجاز رسول خدا کھایا جو کہ چالیس افراد تھے پھر بھی کھانا بچا رہا اس پر ابولہب نے کہا دیکھو فرزند عبداللہ نے تمہارے ساتھ کیسا جادو کیا ابولہب کی اس حرکت سے لوگ منتشر ہو گئے اور نبی مرتبت کو اپنا ما فی الضمیر پیش کرنے کا موقع نہ ملا، دوسرے دن دعوت کا سامان کیا گیا اس دفعہ بھی وہی چالیس افراد بلائے گئے جب ماحضر تناول کر چکے تو رسول اللہ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کوئی شخص اپنی قوم کے پاس ایسی نیکی لے کر نہیں آیا جیسی کہ میں تمہارے لئے لایا ہوں اس میں تمہاری دنیا اور عقبیٰ کی بہبودی مطلوب ہے بہ حکم خدا میں اس کار عظیم کو شروع کرنے والا ہوں ایکم لوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم، تم میں سے کون ہے جو میرا بوجھ بٹائے اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہوگا، میرا وصی ہوگا میرا خلیفہ ہوگا" سارے مجمع پر خاموشی طاری تھی حضرت علی ابن ابیطالب سے نہ رہا گیا۔ سب سے کمسن ہونے کے باوجود کھڑے ہو گئے اور کہا اس کار خیر میں آپ کی حمایت کے لئے حاضر ہوں" سید المرسلین نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام...... تا آخر

تحقیق یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تمہارے درمیان اس کی بات سنو اور اطاعت کرو (تاریخ ابوالفدا وغیرہ)
ابوالفدا بعثت کے پانچویں سال مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہونے لگے تو آپ نے اصحاب کو ملک حبش کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت
فرمائی کافی تعداد میں مسلمان ملک حبش کی طرف روانہ ہوئے ان مہاجرین کے سردار جعفر طیار ابن ابیطالب تھے جنہوں نے حبشہ عیسائی
بادشاہ کے دربار میں اسلامی تعلیمات کی ترجمانی اور کارِ تبلیغ کا بھی فرض انجام دیا جس سے بادشاہ اور اراکین سلطنت متاثر ہو کر مسلمان
ہو گئے، حبشہ میں اسلام کی کامیابی کے حالات سن کر کفار و مشرکین اور مخالف ہو گئے اور ان کی ایذا رسانی بڑھ گئی، آپ نے طائف
کا سفر کیا وہاں بھی کافی اذیتیں دی گئیں مجبوراً شہر مکہ معظمہ واپس آئے، جب دوبارہ مکہ میں واپسی ہوئی تو کفار و مشرکین نے سرور کائنات
کو سخت ترین اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کر دیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کفار محلہ کے لڑکوں کو سکھاتے تھے ان پر پتھر
برساؤ، حضرت علی مثل اونٹنی کے بچہ کی طرح رسول اللہ کے ساتھ رہتے تھے، جب کفار و مشرکین کے لڑکے پیغمبر خدا پر پتھر برسانے کی
کوشش کرتے تو حضرت علیؑ دو دو بچوں کی گردنیں پکڑ کر ان کے آپس میں سر ٹکراتے یا ان کی ناک زمین پر رگڑواتے، اس عمل سے وہ لڑکے
بھاگ جاتے۔ باوجود ان تکالیف کے رحمۃ العالمین صبر کرتے رہے اور ان کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ کرتے رہے، بچپن سے جوانی
تک رسالت مآب کی زندگی کے رہن سہن کے تجربات اور مشاہدات نے کفار و مشرکین پر یہ اثر کیا کہ انہوں نے متفقہ طور پر آپ کی
راست بازی اور امانت داری، و بلند اخلاق کو تسلیم کر لیا اور آپ کو صادق اور امین کے القاب سے یاد کرنا اور اپنی امانتوں کو آنحضرتؐ
کے پاس رکھوانا شروع کر دیا اور اہم معاملات میں آپ کے مشوروں کو قابل قبول سمجھنے لگے۔

غرض پیغمبر خدا نے علانیہ لوگوں کو دعوتِ اسلام دینا شروع کی لوگوں نے لبیک کی لیکن

ہجرت اور اس کے اسباب

کفار و مشرکین مکہ کے دلوں اور دماغوں میں آنحضرتؐ کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ
بھڑکنے لگی اور سردار انبیاء کی مخالفت اور ایذا رسانی کے لئے پوری طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، سب نے دارالندوہ میں
جمع ہو کر مشورہ کیا کہ آج ہی رات رسول اللہ کو شہید کر دیا جائے، ادھر معبود حقیقی نے رسالت مآب کو بذریعہ وحی ہجرت کا حکم دے
دیا رسول اللہ نے بحکم خدا حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنی ردائے مبارک جو سبز رنگ کی تھی دے کر فرمایا کہ تم اس ردا کو اوڑھ کر میرے
بستر پر سو جاؤ تاکہ کفار و مشرکین یہ سمجھیں کہ میں سویا ہوا ہوں اور جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس رکھی ہوئی ہیں وہ ان لوگوں کے سپرد کر کے
مدینہ چلے آنا، یہ واقعہ نبوت کے چودھویں سال ۲۷ صفر کا ہے، غرض رسالتمآب مکہ معظمہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے حضرت علی
ابن ابیطالب کی جانثاری اور سرفروشی اور تلواروں کے سایہ میں سو کر جو قربانی پیش کی اس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے
اس جانثاری کے صلہ میں یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ
اور بعض آدمی بیچتے ہیں اپنی جان خدا کی رضامندی کی تلاش میں اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر اور کتاب اشرف التواریخ
جلد دوم میں ہے کہ اس آیت کو مفسرین نے حضرت علی ابن ابیطالب کی شان میں سمجھا ہے آخر کفار و مشرکین مکہ علی الصباح مسلح
ہو کر رسول اللہ کی دولت سرا میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو سبز چادر اوڑھے ہوئے پایا دیکھا تو علی ابن ابیطالب ہیں، رسول اکرم

دشمنوں کی نگاہوں سے مخفی رہ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت علیؑ دشمنوں کے نرغہ میں تنہا رہ گئے اور سید الانبیاء کے پاس لوگوں کی جو امانتیں تھیں جن کی تفصیل سرور کائنات نے انہیں بتائی تھی وصی رسول نے علم امامت کے ذریعہ تمام امانتیں جوں کی توں ادا کر کے اور مستورات کو ہمراہ لے کر مکہ سے چلے راستہ میں مشرکین نے مداخلت کی ان کو تلوار سے شکست دے کر مدینہ منورہ رسول اللہ کی خدمت میں پہونچے پیدل سفر کرنے کی وجہ سے پاؤں زخمی ہو گئے رسول خدا نے یہ حالت دیکھ کر بھائی کو گلے سے لگایا اور رونے لگے۔ اس اہم واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں اور اسی سے مسلمانوں میں سنہ ہجری کی ابتدا ہوئی۔

غزوات

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد کفار و مشرکین نے رسول خدا کو چین سے نہ رہنے دیا، سید المرسلین نے جب سے تبلیغ اسلام شروع کی تو پہلا شخص ابولہب تھا جس نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی، کیونکہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب خاندان بنو امیہ کی لڑکی تھی، خاندان بنو امیہ ہمیشہ سے بنی ہاشم کا دشمن رہا، اور یہ دشمنی اور مذہبی تھی ابولہب کو صخر معروف ابوسفیان کی حمایت حاصل تھی اور ابوسفیان خاندان بنو ہاشم سے سرداری چھین لینے کا خواہشمند تھا، رسولؐ کی تبلیغ اسلام سے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ دنیوی سرداری کے علاوہ دینی سرداری یعنی نبوت دونوں بنی ہاشم میں یکجا ہو جائیں گی۔ مکہ تو مکہ سارا عرب و عجم اس تبلیغ اسلام کی لپیٹ میں آ جائے گا اس لئے ابولہب و ابوسفیان اور دوسرے سربراہ لوگوں نے تبلیغ اسلام میں رخنہ ڈالنے کے لئے نئے نئے منصوبے بنانے لگے۔ سرور کائنات کو مکہ معظمہ کی تیرہ چودہ سالہ زندگی میں جن مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا وہ بنی امیہ کی سازشوں اور چالوں سے پیش آئے آنحضرتؐ نے ابوسفیان کے آخری حربہ قتل سے بچنے کے لئے مکہ سے مدینہ ہجرت کی لیکن ابوسفیان نے مدینہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا عرب کے مغرور و سرکش ابوجہل کو جو بنی عدی کا فرد تھا اپنے لشکر کا سردار بنایا ابوسفیان معاویہ کا باپ اسلام کو مٹانے کی جد و جہد کرتا رہا آخر مدینہ کے قریب لشکر لے کر پہنچا، بدر کے مقام پر قلیل اسلامی لشکر سے مقابلہ ہوا آخر رسول اللہ کی فتح ہوئی ابوسفیان اپنا شکست خوردہ لشکر لے کر واپس چلا گیا اور رسول اللہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔

جنگ حنین و جنگ بدر، اُحد وغیرہ

آخر اُحد کا مورچہ خود ابوسفیان نے سنبھال لیا اور اس کی بیوی ہندہ میدان اُحد میں لشکر کفار و مشرکین کے ساتھ ہنڈلیاں کھول کر اور دف بجا بجا کر اپنی سہیلیوں کے ساتھ کفار و مشرکین قریش کے جوانوں کو لشکر اسلام پر حملہ کرنے کا جوش دلا رہی تھی یہ وہی ہندہ جگر خوار ہے جس نے حبشی غلام سے ساز باز کر کے اسے عم رسول خدا جناب حمزہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا اور جب اس نے دھوکہ سے جناب حمزہ کو شہید کر دیا تو ان کا سینہ چاک کر اکے دل کاٹ کر نکلوایا اور چبایا مگر وہ قدرت خدا سے پتھر کی طرح سخت ہو گیا اور چب نہ سکا پھر ناک کان کٹوائے اور ان کا ہار گلے میں ڈالا اس جنگ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور بڑے بڑے مشاہیر بھاگ نکلے کچھ شہر مدینہ کی طرف کچھ مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے رسول اللہ نے بہت پکارا اے اصحاب تم اپنے رسول کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ اے بندگان خدا میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ مگر کسی نے نہ سنی اور کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا بہت سے مسلمان مارے گئے کئی زخمی ہوئے (تاریخ خمیس و روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا و حبیب السیر و طبری جلد ۳)، اس جنگ میں حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عباس و ابوسفیان بن الحارث و عبداللہ بن مسعود ثابت قدم رہے اور

رسالت مآب کو دشمن کی زد سے بچاتے رہے (تاریخ خمیس و مواہب لدنیہ و فتح الباری)

ان بھاگنے والوں میں ایک صحابی فرماتے ہیں یعنی جس روز جنگ اُحد میں ہم کو شکست ہوئی تو میں بھاگا یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھ گیا اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ میں پہاڑی بکری کی طرح پہاڑ پر اُچک رہا تھا (تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۴ صفحہ ۹۶، کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ و تفسیر در منثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۸۸) پہاڑ پر بھاگ جانے کو اللہ تعالےٰ نے بھی قرآن مجید میں ذکر کیا ہے اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ ...... (تا آخر سورہ آل عمران) یاد کرو اس وقت کو جب (جان کے خوف سے بھاگے) پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور رسول تم کو پکار رہے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ کو آپ جس جنگ میں دیکھیں یہی نظر آئے گا کہ علم جنگ علی کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور کفار و مشرکین کو حضرت علی ہی فی النار و السقر کرتے تھے جن لڑائیوں میں مسلمان رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے حضرت علی ہی پروانہ وار داد شجاعت دے رہے تھے۔ رسول اللہ فرماتے تھے یا علی کافرو مشرکین اس طرف ہیں تو ان پر حملہ کرتے تھے یہاں تک ملائکہ نے فضا میں یہ صدا دی لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار معرکہ خندق میں جب عمر بن عبدود نے لاف گزاف شروع کی تو پیغمبر خدا نے تین مرتبہ بڑے بڑے مشاہیر اور مسلمانوں میں اعلان کیا کہ کون اس کتے کو جواب دینے جاتا ہے، سب مسلمان خاموش تھے آخر حضرت علی روانہ ہوئے اور رسول اللہ نے خود حضرت علی کو تیار کر کے روانہ کیا اور جاتے وقت فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر اور جب شیر خدا نے عمر بن عبدود کو تہ تیغ کر کے فی النار و السقر کیا تو فرمایا ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین اس دن اگر اسلام کو شکست ہوتی تو دین اسلام ختم تھا لہٰذا فرمان نبوی تھا کہ ایمان (علی)، کفر (عمر)، سے ہم نبرد ہو رہا ہے علی کا قتل دین ایمان کا خاتمہ تھا دوسرا قول تمام جن و انس کی عبادت سے علی کی ایک ضربت افضل ہے اور تمام جن و انس کے تمام خدمات اور اعمال صالح سے بہتر ہے علی کی اور خدمات و احسانات کا کوئی مسلمان یا اصحاب کیا مقابلہ کر سکتا ہے بانیٔ اسلام کے زمانہ میں جتنی لڑائیاں ہوئی ہیں ان سب میں حضرت علی المرتضےٰ نمایاں حیثیت سے شریک کار رسالت رہے اور سب آپ کے وجود سے فتح ہوئیں، جنگ خیبر قلعہ قاموس تمام مسلمانوں سے اونتالیس ۳۹ دن تک فتح نہ ہو سکا آخر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کل علم لشکر اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ کرار غیر فرار ہوگا اور خداوند عالم اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، چنانچہ حضرت علی کو بلا کر ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اس کی برکت سے آشوب چشم جاتا رہا پھر آنحضرت نے علم لشکر حضرت علی کو دے کر قلعہ قاموس کی طرف بھیجا شیر خدا نے قلعہ قاموس فتح کر لیا اور مرحب و حارث وغیرہ بہادران یہود کو قتل کیا غرضیکہ ابوسفیان اور اس کے رفقا کار نے اسلام کی بیخ کنی سے اس وقت تک ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک وہ بے بس اور مجبور نہیں ہو گیا چنانچہ قبیلہ خزاعہ کو جو رسول اللہ کا ہمدرد تھا بکر کے قبیلہ نے جو مشرکین کا حامی تھا تہ تیغ کر دیا جب رسالت مآب کو یہ معلوم ہوا تو آپ قبیلہ خزاعہ کی امداد کے لئے روانہ ہو گئے اور دس ہزار مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ کے قریب خیمہ زن ہوئے مشرکین میں اب مقابلہ کی تاب باقی نہ تھی اور انہوں نے ہتھیار ڈال دینا مناسب سمجھا ماہ رمضان ۸ھ میں پیغمبر اسلام فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے، فتح مکہ کے موقعہ پر جب اس

کی بے خبری کی حالت میں یکایک اسلامی لشکر بیرون شہر مکہ خیمہ زن ہوگیا تو وہ آگ کی روشنی دیکھ کر اہل مکہ کے ایما سے تحقیق حال
کے لئے بیرون شہر پہنچا تو اتفاق سے اُسے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے پہچان کر رسول اللہ کے پاس لے آئے اب اُسے یقین کامل
ہوگیا کہ اگر اب بھی اسلام قبول نہ کروں گا تو ایسے لوگ موجود ہیں جو قتل کر دیں گے مجبور ہو کر بظاہر کلمہ پڑھ لیا۔

فرائض نبوت

عام انسانوں میں خدا نے انبیاء و مرسلین کو بلند و رفیع قرار دے کر ان کو اپنے اور عام مخلوق کے درمیان واسطہ
ذریعہ نجات قرار دیا ہے نہ بطور انسان پرستی کے بلکہ اس صورت سے کہ گروہ انبیاء اپنی کمال طاعت اور کمال
روحانیت کی وجہ سے خدا کی وحی والہام کے ذریعہ دین و دنیا کے علوم پر حاوی تھے جن کے ذریعہ سے خدائی مرضی اور ان علوم کو عام
انسانوں کی طرف پہنچا دیتے تھے اور اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری سے عام مخلوق خدائی فرمانبرداری حاصل کرتی تھی اور اسی لئے یہ
گروہ وسیلہ و ذریعہ نجات ہے خالق و مخلوق کے مابین ہے اس لئے ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ان کی عزت و تعظیم و توقیر خدا
کا نمائندہ اور خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے ہر انسان پر فرض ہے نہ بطور پرستش و عبادت اس لئے کہ گروہ انبیاء خود کی اطاعت و
عبادت کرتے اور دنیاوی ہر کام کو خدا ہی کی مرضی اور اس کی لاشریک و یکتا ہستی کی خوشنودی کے لئے بجا لاتے تھے وہ معصوم
ہستیاں ہیں خود اپنے نبی مرسل ہونے کے مدعی ہوتے ہیں اور اُن پر وحی آتی ہے اور اپنی شناخت کے لئے معجزات پیش کرتے
ہیں، معجزہ محض قوت روحانی و علم الٰہی کے زیر اثر واقع ہوتا ہے وہ دین و دنیا کے علوم جو وحی کے ذریعہ ملتے ہیں انہیں کے مجموعوں کا
نام کتاب الٰہی ہے جیسے توریت حضرت موسیٰ کو، زبور حضرت داؤد کو، انجیل حضرت عیسےٰ کو اور قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب آسمانی کتابیں وحی والہام کے ذریعہ آئیں اور سب قابل بزرگی و احترام ہیں۔ بغیر سب نبیوں کے اقرار ان کی
کتابوں کے احترام و اقرار کوئی شخص مسلم یا مومن نہیں کہا جا سکتا۔ اسلام بس کل نبیوں اور ان کی کتابوں کے اقرار و اعتقاد کا نام ہے
تمام انبیاء و مرسلین ہمیشہ قوموں کے انتہائی تنزل و پستی اخلاق کے وقت آئے اخلاقی بداعمالیوں روحانی گندگیوں کے مٹانے کی غرض
سے آئے نہ کہ ملک گیری و فتوحات کے لئے، پس ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت بھی یہی تھی،
قرآن مجید میں ہے وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ عربوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا تاکہ لوگوں کو خدا کی نشانیاں دکھا دے
اور ان کو پاک کرے اور قرآن حکمت کی تعلیم دے، ایسا ہرگز نہیں ہے کہ رسول ہم جیسا بشر ہو یا رسول اللہ چالیس سال تک بغیر
نبوت کے ہی رہے۔ یعنی ایسے حضرات سید المرسلین کو اعلانِ نبوت سے چالیس سال قبل توجہات کا مرکز نہیں مانتے، اور آپ اس
چالیس سالہ دور میں معصوم اور نبی نہیں تھے یعنی قابل گناہ زندگی تھی، حیرانگی کی بات ہے کہ رسالت مآب کے اعلان نبوت سے
قبل کفار و مشرکین تک تو آنحضرتؐ کو صادق و امین کے مقام پر سمجھتے رہے مگر بعض مسلمان آپ کی پیشوائی کو تسلیم کرنا تو درکنار آپ
کی ذاتی حیثیت اور آپ کی نسلی برتری کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ دراصل یہ لوگ قرآن و حدیث صحیحہ سے اس قدر بے بہرہ ہیں کہ ان
کے مسلمان اور عالم دین کہلانے کے باوجود ان کی کم علمی پر تعجب ہوتا ہے یہ اتنا نہیں جانتے کہ نبی ماں کے پیٹ سے نبی پیدا
ہوتا ہے مگر اعلانِ نبوت اس وقت کرتا ہے جب خداوند تعالےٰ کا اُسے حکم ہو ارشاد قدرت ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ میثاق

النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ..... (پارہ ۳ سورہ آل عمران) یعنی اللہ تعالےٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا تھا کہ میں جو کچھ تمہیں کتاب وحکمت سے دوں ..... الخ، ابھی دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوئے کہ خداوند تعالےٰ نے انہیں نبی کہا اور حضرت عیسےٰ پیدا ہوتے ہی مہد میں اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہیں جب قوم نے بن باپ کے ولادت دیکھی تو جناب مریم پر سخت الفاظ میں اعتراض کیا جواباً فرمایا فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ہ (پارہ ۱۶ سورہ مریم) یعنی جناب مریم نے (جواباً) پس اس (بچہ جناب عیسیٰ) کی طرف اشارہ کیا وہ بولے کہ ہم اس سے کیسے کلام کریں کہ جو (ابھی) جھولے ہی میں بچہ ہے وہ (بچہ یعنی جناب عیسےٰ قدرت خدا سے) بولا میں اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے،

حضرت عیسےٰ کا پیدائش ہی سے نبی ہونا اور صاحبِ کتاب ہونا قرآن سے ثابت ہے مگر بعض مسلمان رسول اللہ کو جو سردار انبیاء ہیں چالیس سال تک بغیر نبوت ہی کے سمجھتے ہیں، اس عقیدہ کی رو سے معاذ اللہ سید المرسلین سردار انبیاء نہیں ہو سکتے بلکہ کمتر ہوں گے۔ اس لئے یہ عقیدہ رکھنا شانِ انبیاء کے خلاف ہے انبیاء علیہم السلام کو خداوند تعالےٰ کے حضور میں تمام مخلوقات کی نسبت ایک خاص امتیاز حاصل ہے،

انبیاء علیہم السلام کے روحانی معاملات کو انسانی کمالات میں عام لوگوں کی نسبت یہ امتیاز حاصل ہوتا ہے کہ وہ دربار کبریائی یا کتاب اللہ اور ارشاداتِ غیبی کے حامل اور صحیح بشارتوں سے سرفراز ہوتے ہیں، احکام الٰہی کے مخزن عالم ملکوت واسرار والہام کے نور سے منور علم لدنی کے مالک پاکدامنی، طہارت وحیا کے سرچشمہ انبیاء کی خلقت اور عام مخلوق کی خلقت میں نمایاں فرق ہوتا ہے، انبیاء کے اقوال وافعال، عبادات وعادات، معاملات اور اخلاق واصول کو اللہ تعالیٰ مداخلت نفس وشیطان اور خطا ونسیان سے اپنی قدرت کاملہ سے محفوظ رکھتا ہے پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ نہ سرمایہ داری کے لئے آئے تھے نہ جبر وتشدد وشمشیر زنی اور فتوحات کے لئے نہ سلطنت بادشاہی کے لئے بلکہ ان کا فرض تبلیغ رسالت تھا اور امت کا فرض اطاعت و فرمانبرداری تھا امت کے لئے خدائی فرمان ہے اے رسول امت سے کہہ دو کہ خدا ورسول کی اطاعت کرو اگر ایسا نہ کیا تو جو ذمہ داری رسول کے اوپر ہے اس کے جواب وہ وہ خود ہیں اور جو تم پر ہے اس کے جواب دہ تم ہو (سورہ نور) معلوم ہوا کہ رسول خدا کو جنگ وجدل کا اختیار نہیں جنگجوئی ملک گیری نہ رسول کا کام ہے نہ رسول کے حقیقی جانشینوں کا رسول خدا کی ایسی کون سی جنگ تھی جو دفاعی نہ ہو، چونکہ نبی معلم ومبلغ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور امت متعلم، دنیا میں کسی دنیوی معلم نے اپنی تعلیم کا اختیار کسی شاگردوں کی مرضی پر نہیں چھوڑا یہ حق معلم نے اپنے ہی لئے محفوظ رکھا، کسی یونیورسٹی کا پروفیسر اپنا قائم مقام یا جانشین کسی جاہل کو منتخب نہیں کرے گا، یہی تو ہر انبیاء نے کیا یعنی کار تبلیغ ہر نبی نے اپنے بعد کے لئے امت پر نہیں چھوڑا بلکہ خود وصی وجانشین بنایا ہے، اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ نبی کا خلیفہ بنانے کا حق کس کو ہے؟ کیا انبیاء کا خلیفہ امت منتخب کرتی ہے یا نبی خود خلیفہ نامزد کرتا ہے، یا نبی کا خلیفہ خدا بناتا ہے؟ اس سلسلہ میں قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کی جائے تو پہلے پارہ میں خداوند تعالےٰ ملائکہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقعہ پر یوں فرماتا

ہے۔ اِنّی جاعلٌ فی الارضِ خلیفہ، کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ یعنی نائب بنانے والا ہوں، ملائکہ احتجاج کرتے ہیں اپنی عبادت کا حق جتاتے ہیں، اللہ تعالےٰ اِنّی اعلمُ مالا تعلمون کی جھڑک دینے کے بعد علم و عصمت کو معیار خلافت قرار دیتا ہے علم میں حضرت آدم ملائکہ سے فوقیت لے گئے! پھر اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَعَدَ اللہُ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ...... (پارہ ۱۸ سورہ نور) وعدہ کیا اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل صالح بجالائے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اس نے پہلے لوگوں کو بنایا، اس آیہ مجیدہ سے واضح ہے کہ قیام خلافت و نیابت کے متعلق کل شرائط واضح ہیں (۱) خلیفہ یا وصی اللہ تعالےٰ بنائے گا، امت کو اختیار نہیں (۲) اسی طرح بنائے گا جس طرح پہلی امتوں میں خدا بناتا رہا (۳) خلیفہ کا صاحب ایمان اور عامل عمل صالح ہونا بھی لازمی ہے، نہ کہ ظالم فاسق فاجر گنہگار کو امت خلیفہ منتخب کرے اور عوام کے چند ایسے خلیفہ منتخب کریں جس نے کم و بیش چالیس سال بتوں کی پوجا کی ہو اور بفرمان خدا و رسول سب سے بڑا ظلم شرک ہے ومن یتعد حدود اللہ اولئک ھم الظالمون، جس نے ایک مرتبہ بھی مقررہ حدود خدا سے تجاوز کیا وہی ظالم ہے لہٰذا جو سالہا سال تک حالت کفر میں رہے ظاہر ہے کہ ان کی زندگی حدود اللہ کے خلاف ہی رہی، خداوند عالم نے صاف صاف فرما دیا کہ خلیفہ میں بناؤں گا اور اسی طرح بناؤں گا جس طرح پیشتر بناتا رہا ہوں، کیا وہ لوگ کوئی ایسی مثال دے سکتے ہیں کہ جس طرح امت گنہگار نے بنی سقیفہ میں خلیفہ بنایا اس سے پہلے بھی اُمت نے کسی نبی کا خلیفہ منتخب کیا ہرگز نہیں، امت کو تو خلیفہ منتخب کرنے کا حق ہی نہیں ارشاد قدرت ہے وربک یخلق ما یشاءُ و یختارُ ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون ۰ (پارہ ۲۰ سورہ القصص) اور تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور انتخاب کرتا ہے اور ان کو (بندوں کو) انتخاب کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اللہ تعالےٰ برتر ہے اس چیز سے کہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ پس ثابت ہوا بندوں کو انتخاب کا اختیار ہی نہیں یہی اللہ کا طریقہ ہے جو بدلا نہیں جاسکتا، دین اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین فطرت ہے اور ابتدا ہی سے ہے اس میں بندوں کو تبدیلی کرنے کا کوئی حق نہیں فرمان احدیت ہے سُنّۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب) یہ اللہ کی سنت ہے تم ہرگز اللہ تعالیٰ کی سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے اس آیہ مجیدہ سے ثابت ہوا کہ اللہ دین میں تبدیلی نہیں چاہتا تو امت کو کیا اختیار ہے کہ وہ دین میں تبدیلی کر کے دین اسلام کے بگاڑنے میں مرتکب ہوں اور اپنی رائے سے خلیفہ بنالیں، اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کے لئے بھی خلیفہ بنایا اور اسی طرح بنایا جس طرح من قبل بنایا تھا یعنی خلیفہ رسول اللہ اور اس کے رسول سے منصوص ہوا نہ کہ گنہگار امت کے کہنے سے، خلیفہ رسول پہلے اللہ تعالےٰ کیسے بناتا رہا قرآن خدا سے پوچھئے ارشاد احدیت ہے "واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی ۰ اشدد بہ ازری ۰ ..... قال قد اوتیت سؤلک یموسیٰ ۰ (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ) اور میرے لئے میرے اہل میں سے ایک وزیر بنادے میرا بھائی ہارون اس کے ذریعہ میری کمر مضبوط کردے ...... اللہ نے فرمایا اے موسیٰ جو تم نے مانگا تمہیں دے دیا۔ پس ثابت ہوا کہ خداوند عالم کی اجازت کے بغیر ایک نبی اپنا جانشین نہیں بناسکتا اور نبی کی زندگی ہی میں اس کا جانشین (ولیعہد) موجود ہوتا ہے اور ہر نبی بحکم خدا

اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے کیونکہ خلافت الٰہیہ ایک عظیم امر اللہ ہے اور بعد از رسول عظیم ذمہ داری کی چیز ہے، اسی سے ہدایت خلق اور حفاظت دین اسلام ہوتی ہے ایسا ہرگز نہیں کہ رسول خدا کا خلیفہ امت گنہگار منتخب کرے کیونکہ نبی اللہ تو خالص محاسن اخلاق، تہذیب کا معلم ہے اس کا حقیقی جانشین وہی ہوگا جو کہ جبر و تشدد، بداخلاق، فتوحات، ملک گیری، بدامنی فساد سے دور رہیں، رسول کا جانشین روحانیت و اخلاق و صبر تحمل میں وارث علوم انبیاء اور بعد رسول اشرف خلائق اور شریعت رسول کا محافظ و مبلغ ہوتا ہے، ہر عقل سلیم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جو صفات نائب بنانے والے کی ہوں اسی قسم کے صفات نائب بننے والے میں ہونا لازمی ہیں تب ہی وہ صحیح معنوں میں جانشین کہا جا سکتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کیا نہیں اگر جانشین بنایا کس ذات کو، سُنیے! حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عین حیات میں قرآن و اہلبیت کو ایک ساتھ ملا کر ان کی پیروی کی تلقین فرمائی اور واضح کر دیا کہ...... اگر دونوں میں سے کسی ایک کو نظر انداز کیا گیا تو نجات کی امید رکھنا عبث ہے، رسول خدا کے چچا زاد بھائی حضرت علی ابن ابیطالب خانہ کعبہ میں پیدا ہوتے ہی پیغمبر خدا کے ہاتھوں پر لعاب رسول چوسنے کے بعد چاروں الہامی کتب زبور، توریت، انجیل اور قرآن سنا کر عالم علم لدنی ہونے کا ثبوت دیا، اس کے متعلق سید الانبیاء نے اَنَا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابھا فرمایا سرور کائنات نے اپنے لئے اوّل ما خلق اللّٰہ نوری فرمایا تو اپنے وصی کے لئے اَنَا و علیًّا مِن نورٍ واحد کہا وصی رسول کی عصمت کی گواہی قرآن مجید میں آیۂ تطہیر پیش کرتی ہے اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہ لیذھب عنکُمُ الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا، سید المرسلین نے اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی دعوت ذوالعشیرہ کے موقعہ پر حضرت علی ابن ابیطالب کی خلافت کا اعلان فرمایا، حضرت علیؑ وصی رسول اللہ نفس رسول صغیر سنی سے کر رسول اللہ کی وفات تک گھر میں گھر سے باہر مسجد میں سفر میں حضر میں جنگ میں صلح میں صبح و شام ہر آن رسول اللہ کے ساتھ رہے سنتِ خدا و رسول تشریحات (قرآن) رسول حاصل کیں،

آخری اعلان جانشینی

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اسلامی فرقوں کے رسول ہیں، آپ کے افعال و اقوال حرکات و سکنات مورخین کی تنقید مخالفین کی نکتہ چینی اور مقلدین کے غور و فکر کے سامنے ہیں اور یہ بات فقط آپ تک ہی منحصر نہیں بلکہ آپ کی آسمانی کتاب قرآن شریف کے حالات بھی اسی طرح نظروں کے سامنے ہیں اس کی ہر ایک سورہ بلکہ ہر ایک آیت کا شانِ نزول وقتِ نزول مقام نزول لوگوں کے آنکھوں کے سامنے ہے لیکن باوجود اس کے مسلمانوں کا اس پر بھی اتفاق نہیں کہ سید الانبیاء نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے یا ہاتھ باندھ کر اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اسلامی فرقوں نے ماسوائے (شیعہ امامیہ) کے رسول اللہ کے فرمان حدیث ثقلین کو تسلیم نہیں کیا جبکہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں اہلبیت اور قرآن کو ایک ساتھ ملا کر ان دونوں کی پیروی کی تلقین فرمائی تھی اور واضح کر دیا تھا کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو نظر انداز کیا تو گمراہ ہو جاؤ گے اکثریت نے صرف قرآن کو تسلیم کیا اور اہلبیت کو عملاً چھوڑ دیا، قرآن و احادیث صحیحہ کی رو سے آل جزو محمد مصطفےٰ ہے تمام مذاہب اسلامیہ کی رو سے درود شریف بروئے قرآن و تفسیر رسول محمد و آل محمد پر بھیجنے کا حکم ہے اور بھیجا جاتا ہے۔ اگر آل

پر درود نہ بھیجا جائے تو نماز باطل، اس کا مطلب یہ ہے کہ آل محمد اجزائے محمد ہیں، واضح رہے اہلبیت میں خود ذات رسول اللہ بھی شامل ہے، اس لئے سنت رسول کی تشریح صرف آل محمد ہی کے قول وکردار سے ہے لہٰذا اہلبیت رسول کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جو محمدؐ آل محمدؐ نے حقیقی اسلام کی تبلیغ کی تھی اس کو نقصان پہنچا، اسلامی تاریخیں جو لکھی گئیں ان میں صحیح واقعات کو غلط رنگ میں لکھا گیا، چنانچہ مولوی شبلی نے لکھا ہے کہ تمام اسلامی تاریخیں جو دنیا میں شائع ومروج ہوئیں اور جس کو اسلامی تاریخ سمجھا گیا وہ اہلسنت کی لکھی ہوئی ہیں (المامون حصہ اول ص۱۱)، غدیر خم کا واقعہ چونکہ محض حضرت علی علیہ السلام کے اعلان خلافت وجانشینی کے متعلق ہے لہٰذا اس کا اس جماعت یعنی مخالفت اہلبیت رسول کے دستبرد کے تحت میں آنا بالکل قدرتی وفطری امر تھا اکثریت کے مورخین ومحدثین نے یا تو اس واقعہ کو قصداً لکھا ہی نہیں، اگر کسی نے لکھا بھی توڑ مروڑ کر لکھا۔

واقعہ خم غدیر اور نیابت رسول خدا

رحلت سے تقریباً چار ماہ قبل ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ مطابق ۲۲ فروری ۶۳۲ء کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ ہجرت کے بعد آپ نے اب تک فریضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا اور اب اسلام اپنی پوری طاقت وعروج میں تھا لہٰذا منادی حج سنتے ہی لوگ کثرت سے آنحضرت کے ساتھ شامل ہوگئے، فریضۂ حج ادا ہوا، واپسی پر آپ غدیر خم کے نزدیک آئے، یہ مقام مکہ معظمہ سے مدینہ کی راہ پر تیسری منزل پر جحفہ کے پاس واقع ہے، ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ بروز پنجشنبہ تھا کہ سرور کائنات کو تاکیدی حکم یٰا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پہنچا (سورہ المائدہ ع۵) یعنی اے رسول پہنچا دے امت تک تو وہ پیغام جو تیرے رب کی طرف سے تجھ تک آیا ہے اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو تو نے اپنے خدا کی رسالت ادا نہیں کی اور خداوند تعالیٰ تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا، اس حکم خداوندی کے پہنچتے ہی آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ سب ٹھہر جائیں جو آگے چلے گئے ہیں وہ پیچھے بلائے جائیں، نماز کی منادی ہوئی اور سید الانبیاء نے وہ اعلان کیا جس کے متعلق یہ حکم دیا گیا تھا، (کتاب الدر المنثور جلال الدین سیوطی الجزء الثانی ص۲۹۸، تفسیر کبیر، مفاتیح الغیب فخر الدین محمد بن عمر الرازی المودۃ فی القربیٰ سید علی ہمدانی، تفسیر مجمع البیان، عیاشی در تفسیر آیہ کریمہ وغیرہ) رسالت مآب کے ساتھ پوری امت کا مجمع تھا کم سے کم نوے ہزار اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ چالیس ہزار کا مجمع تھا سید المرسلین نے حکم دیا کہ پالان ہائے شتر سے ممبر بنایا جائے خطبہ سے پہلے آنحضرت نے حضرت علی ابن ابیطالب کے سر پر عمامہ باندھا جو جانشینی کی خاص علامت ہے، عبد الاعلیٰ بن عدی البھرانی کہتا ہے کہ رسول خدا نے روز غدیر خم حضرت کو بلایا اور ان کے سر اقدس پر خود عمامہ باندھا اور اس کا سرا پیچھے ڈال دیا (محب الدین طبری وغیرہ)

ختمی مرتبت حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھ اپنے ہمراہ ان کو منبر شتر پالان پر لے گئے، حمد باری تعالیٰ کے بعد آنحضرتؐ نے امت کو عنقریب آنے والی موت سے آگاہ کرکے اپنے اہلبیت کی معرفت کرائی یعنی انی تارک فیکم الثقلین...... تا آخر یعنی میں تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں یعنی قرآن شریف اور میری عترت میرے اہلبیت خیال رکھو

تم ان دونوں سے میرے بعد کیسا سلوک کرتے ہو وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر بروز قیامت وارد ہوں اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہے تو میرے بعد قیامت تک گمراہ نہ ہوگے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کو شانہ سے پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ آنحضرتؐ کے بغل کی سفیدی نمایاں ہونے لگی اور فرمایا یا ایھا الناس ان اللہ مولائی وانا مولی المومنین وانا اولی بھم من انفسھم فمن کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ۔ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہا یعنی اے لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور ان کی جانوں پر تصرف رکھتا ہوں، جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے خداوندا دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے، مدد کر اس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے (بحوالہ کتب مسند احمد حنبل الجزء الرابع ص۲۸۱ تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن الجوزی باب الثانی ص۱۷-۱۸ و کنز العمال الجزء الثامن ص۲۹ وصواعق محرقہ ابن حجر مکی و محب الدین الطبری، ریاض النضرہ جلال الدین سیوطی الدرالمنثور، سنن ابن ماجہ، خصائص نسائی، صحیح ترمذی وغیرہ وغیرہ

جب پیغمبر خدا حکم خداوندی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تعمیل کر چکے اور حضرت علی ابن ابی طالب کی خلافت بلافصل کا اعلان ہو چکا تو اس کے بعد فوراً ہی ابھی رسول اللہ منبر سے نہیں اترے تھے کہ آیہ الیوم اکملتُ لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیتُ لکم الاسلام دیناً نازل ہوئی یعنی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت مکمل کی اور اس اسلام کو میں نے اس اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا، علماء نے جا بجا اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے اور تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیہ مذکور اسی ہی روز بعد اعلانِ خلافتِ بلافصل حضرت علیؑ کے نازل ہوئی (کتب حافظ ابونعیم اصفہانی، نزل من القرآن فی علی، علامہ جلال الدین سیوطی الدرالمنثور الجزء الثانی ص۲۵۹ و کتاب المناقب اخطب خوارزم وغیرہ

اور یہ مسلمہ امت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخر الزمان کے بعد اور کوئی نبی نہیں اور قیامت تک کے نبی ہیں، آپ کی وفات کے بعد اس ہدایت (خلافت الٰہیہ) کا سلسلہ کون چلائے آنحضرتؐ کی ہدایت ایک نعمت تھی، آپ کی اس ہدایت کا اتمام اس وقت ہوا کہ جب قیامت تک کے ہادیوں کے سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے مقرر کر دیا ورنہ ہدایت کی نعمت آنحضرتؐ کی رحلت پر ختم ہو جاتی قیامت تک کے ہادیوں کے سلسلے کا مقرر کرنا اور اعلان کرنا ہی اتمام نعمت تھا، یعنی نبی کے بعد اس کا خلیفہ جانشین، نائب رسول یا امام کا تقرر خود اللہ تعالےٰ کرتا ہے اس ذاتِ احدیت کے علاوہ یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا، غرض کہ اعلانِ خلافت الٰہیہ کے بعد رسالت مآب کے حکم کے بموجب حضرت علی ابن ابیطالب ایک خیمہ میں جلوہ گر ہوئے اور وہاں گروہ در گروہ امت نے جا کر مبارکباد دی، ان میں جناب عمر ابن خطاب بھی تھے جناب عمر نے کہا کہ مبارک ہو اے پسر ابیطالب تم نے صبح کی در آنحالیکہ تم میرے اور تمام مومنین کے مولا ہو اس کے بعد پیغمبر خدا نے امہات المومنین کو حکم دیا کہ حضرت علی ابن ابیطالب کے خیمہ میں جا کر انہیں مبارکباد دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (کتب ملا معین معارج النبوۃ رکن چہارم باب سیزدہم ص۲۲۰، کنز العمال الجزء الثامن ص۶، محب الدین الطبری، تاریخ حبیب السیراج ۱، جزو سوم ص۵۷ و سبط ابن الجوزی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی

تذکرہ خواص الائمہ الباب الثانی ص۳۱ و امام احمد حنبل مسند الجزء الرابع ص۲۸۱ و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ص۲۷۱ وغیرہ

منکرِ خلافت حضرت علی المرتضیٰ پر عذابِ الٰہی

اعلانِ خم غدیر کے بعد جماعت مخالفین کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں لہٰذا مخالفین نے یہ خیال لوگوں میں پھیلانا شروع کیا کہ یہ خلافت رسولِ خدا کی اپنی خواہش کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ اپنی حاصل کی ہوئی حکومت اپنے خاندان میں ہمیشہ کے لئے قائم کرنا چاہتے ہیں، حارث ابن نعمان نے اس گروہ کے خیالات کی ترجمانی کی اور اس جماعت کی نمائندگی کا حق ادا کیا، جب اس نے رسول اللہ کے مدینہ پہنچتے ہی پہلے یہ اعتراض پیش کر دیا، حارث نے مسجد میں آ کر تمام صحابہ کی موجودگی میں سیّد الانبیاء سے اعتراض آمیز گفتگو کی اور کہا، اے محمد تم نے ہمیں ایک خدا کی تعلیم دی ہے، اپنے تئیں اس کا رسول بنایا، پانچ وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا، رمضان کے روزے واجب کئے ہمارے لئے حج مقرر کیا، یہ سب امور ہم نے مان لئے، تم اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور اب اپنے ابن عم (حضرت علی ابن ابیطالب) کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور ہمارے اوپر حاکم مقرر کیا، اب فرمائیے کہ یہ علی ابن ابیطالب کی مولائیت (خلیفہ) آپ کی اپنی خواہش ہے یا یہ بھی خدا کی طرف سے ہے، رسولِ خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوائے اور کوئی خدا نہیں ہے کہ امر (خلافت) بھی مثل ان دیگر امور کے جن کا تو نے نام لیا، خدا ہی کی طرف سے ہے، حارث ابن نعمان یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف چلا کہ اے خدا اگر یہ بات جو محمدؐ نے کہی ہے حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر گرا یا کوئی اور عذاب دردناک بھیج، ابھی اپنے ناقہ تک نہیں پہنچا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے اس پر آسمان سے پتھر نازل کیا جو اس کے سر میں ہوتا ہوا، اس کی مقعد سے نکل گیا اور وہ مر گیا، اس وقت یہ آیۂ قرآن نازل ہوئی سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِينَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ط (پارہ ۲۹ سورہ المعارج) یعنی سوال کرنے والے نے اوپر سے نازل ہونے والے عذاب کو کافرین کے لئے مانگا جس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مخالف مفسرین و محققین نے اس آیہ کی شانِ نزول میں اس واقعہ کو بھی لکھا ہے (تفسیرِ علامہ ثعلبی تذکرہ خواص الائمہ باب الثانی ص۱۸-۱۹، ہدایت السعداء شہاب الدین دولت آبادی، جواہر العقدین نور الدین سمہودی، کتاب اربعین جمال الدین محدث وغیرہ وغیرہ) حارث بن نعمان کا واقعہ اعلانِ خلافت بلافصل حضرت علی ابن ابیطالب کا ایسا مستحکم ثبوت ہے کہ کسی مسلمان کو چون و چرا کی گنجائش نہیں اور جو لوگ تعصباً حقائق کو چھپانے کی غرض سے مولا کے معنوں میں رد و بدل کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مولا کے معنی آپ کچھ ہی ایجاد کر لیں لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ جو حقوق رسالتمآب کے امت پر ہیں اور جو نسبت ہے وہی نسبت وہی حقوق امت کے اوپر حضرت علیؑ کو حاصل ہیں اطاعت مطلقہ ان حقوق میں سے پہلا حق ہے لہٰذا امت کے اوپر حضرت علیؑ کی اطاعت مطلقہ فرض ہو گئی،

پس متذکرہ آیات قرآنی و احادیث نبوی و عمل رسول اور اقوال علماء فریقین اور واقعہ غدیر خم سے یہ ثابت ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین کا وصی و جانشین خداوند تعالےٰ بناتا ہے امت کو یہ حق نہیں ہے کہ نبی کا جانشین خود منتخب کرے اسی لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بحکم خدا اپنی عین حیات میں مقام غدیر خم پر ۱۸ ذالحجہ سنہ ۱۰ھ کو ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے مجمع میں حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا اور جناب عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کو خلافت ملنے پر مبارکباد پیش کی اور اپنا اور مومنین

کا مولا تسلیم کیا، اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن و اہلبیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اگر دونوں میں سے کسی ایک چیز کو چھوڑ دیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے یعنی محض قرآن کافی نہیں ہے بغیر اہلبیت کے نجات نہیں ہو سکتی اس لئے کہ رسول خدا نے اپنی عین حیات میں اہلبیت اور قرآن کو ایک ساتھ ملا کر ان کی پیروی کا حکم دیا اور واضح کر دیا کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو نظر انداز کیا گیا تو نجات کی امید رکھنا عبث ہے قرآن و احادیث صحیحہ کی رو سے آل جزو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تمام مذاہب اسلامیہ کی رو سے درود شریف بروئے قرآن و تفسیر رسول محمد و آل محمد ہی پر بھیجنے کا حکم ہے اور بھیجا جاتا ہے اگر محمد و آل محمد کے بجائے آپ کسی سیاسی خلیفہ پر نماز میں درود بھیجیں گے تو نماز باطل اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں لیا جا سکتا کہ آل محمد اجزائے محمد ہیں اور تمام امت سے افضل ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اُمتی اہلبیت رسول کے علم میں محتاج تھے خود ان کی محتاجی کے دعوے تاریخ میں جلی الفاظ میں موجود ہیں، چنانچہ جو غلط فیصلے کئے گئے انکو امام یا خلیفہ وقت محافظ اسلام نے غلط فیصلوں کو صحیح فیصل کئے اور ان کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا، اس لئے ہدایت کے لئے تنہا قرآن کافی نہیں ہے جبکہ آل محمد ساتھ نہ ہوں۔

رسول خدا کی وفات کے بعد

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز بیمار رہنے کے بعد بسبب زہر دینے ایک زن یہودیہ ۲۸ صفر ۱۱ھ اس دنیا سے رحلت پائی، رسالت مآب نے دنیا کو دین کا جو ہمہ گیر تصور عطا کیا تھا اس کی اساس الٰہی حاکمیت کا اصول تھا، الٰہی حاکمیت اعلیٰ کے قیام کا اعلان ایک بہت ہی انقلاب آفرین اور نسل انسانی کے لئے ایک قطعاً نیا قدم تھا انسانی غلامی کے خوگر اس عظیم انقلاب اور نظام حکومت میں اس بے پناہ تبدیلی و قرآنی تعلیمات کو قبول کرنے پر تیار نہیں تھے انسان فطرتاً قدامت پسند ہوتا ہے اور کسی ایسی نئی تحریک کو جو اس کے نظام زندگی میں یکسر تبدیلی کر دے آسانی سے قبول نہیں کرتا، چنانچہ رسول خدا کے ساتھ بھی یہی ہوا عربوں نے عقائد و عبادت کی کچھ حد تک تو آنحضرت کی تعلیمات قبول کر لیں لیکن آپ جن سیاسی، معاشرتی، تمدنی اور فکری تبدیلیوں معاشی تبدیلیوں کے خواہش مند تھے اسے عربوں کی اکثریت قبول کرنے پر تیار نہیں تھی وہ لوگ بھی جو بظاہر اسلام لے آئے تھے اپنے نظام زندگی میں اتنی بڑی تبدیلیوں کے لئے تیار نہیں تھے وہ تین سو ساٹھ بتوں کی جگہ ایک خدا کا وجود مان سکتے تھے عبادت کے طریقے تبدیل کر سکتے تھے عقاید میں کچھ کمی بیشی گوارا کر سکتے تھے لیکن ایک ایسی مملکت ان کے لئے ناقابل تصور تھا جس میں اقتدار و اختیارات انسانوں کے بجائے خداوند تعالےٰ اور اس کے رسول کے ہاتھوں میں تفویض کر دیا جائے اور خدا ورسول کے مقرر کردہ نائب اس کی جانب سے تمام امور کے نگراں رہیں چنانچہ جیسے ہی سرور کائنات کی آنکھ بند ہوئی ویسے ہی عربوں کی قدامت پسند اور رجعت پسند جماعت نے دین اسلام کے اس تصور کو چیلنج کرنا شروع کر دیا جو انسانی حاکمیت کی مخالف الٰہی حاکمیت کے قیام پر مشتمل تھا، چنانچہ رسول اللہ کے آخر وقت امت کو فرما رہے تھے لاؤ قرطاس و قلم تاکہ تمہارے لئے ایسی چیز لکھ جاؤں کہ قیامت تک گمراہ نہ ہو سکو، یہ کتنی بڑی اہم چیز تھی اور رسول خدا بروئے قرآن صاحب وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ ہیں، سرور کائنات بغیر وحی الٰہی کے نطق تک نہیں فرماتے، لیکن امت نے رسول اللہ کے اس حکم کی کیا تعمیل کی جواباً جناب عمر ابن خطاب نے فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو ہذیان ہو گیا ہے یعنی رسول بیہوشی میں بہک رہے

ہیں لہٰذا ان کے طلب کرنے پر کاغذ قلم دوات لانے کی ضرورت نہیں ہمیں کتاب اللہ کافی ہے (کتب بخاری، مسلم، مشکواۃ شفا قاضی عیاض والفاروق شبلی نعمانی وغیرہ وغیرہ) گویا یہ نعمتی مرتبت سے زیادہ جانتے تھے کہ اس تحریر کی ضرورت ہے یا نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ بارگاہِ رسالت قوموا عنی یعنی میرے پاس سے اٹھ کھڑے ہو جیسی سخت جھاڑ پڑی اور رسول خدا کے فرمان کی تکذیب کی۔ (نوٹ) بعض حضرات کو کہتے سنا گیا کہ اگر جناب عمر نے کاغذ قلم دوات نہیں دیا تھا تو آل رسولؐ نے دے دیا ہوتا، جناب من اگر آل محمد رسول اللہ کو کاغذ قلم دوات دے کر آخر وقت رسول اللہ سے کچھ وصیت لکھوا ہی لیتے تو کیا مفید تھا، مخالف اہلبیت رسول معاذ اللہ ہذیانی تحریر قرار دے کر فدک کی جاگیر کی سند کی طرح پھاڑ ڈالتے (مولف)

رسول خداؐ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہونے والے حضرات نے پیغمبر خداؐ کی تجہیز و تکفین میں شرکت نہیں کی اور عین اس وقت جب آل رسولؐ اپنے سید و سردار کے جسد اطہر کو سپرد قبر انور کر رہے تھے، سقیفہ میں جمہوریت کے نام سے انسانی حاکمیت کے قیام کا اعلان کیا جا رہا تھا، اس سلسلہ میں الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی صاحب جو حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپی ہے کہ ص ۳۹ پر سقیفہ بنی ساعدہ کے متعلق یوں تحریر ہے، یہ واقعہ بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب رسالت مآبؐ نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہو گئی اور اس بات کا بھی انتظار نہ کیا کہ پہلے رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کر لی جائے کس کے خیال میں آسکتا ہے کہ پیغمبر خداؐ انتقال فرمائیں اور جن لوگوں کو ان کے عشق و محبت کا دعوے ہو وہ ان کو بے گور و کفن چھوڑ کر چلے جائیں اور اس بندوبست میں مصروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضہ میں نہ جائے۔ تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل ان لوگوں (جناب ابوبکر و عمر) سے سرزد ہوا جو آسمانِ اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں اس فعل کی ناگواری اس وقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں (آل رسولؐ) کو آنحضرتؐ سے فطری تعلق تھا یعنی حضرت علیؑ اور خاندان بنی ہاشم ان پر فطری تعلق کا پورا پورا اثر ہوا اور اس وجہ سے ان کو رسول اللہ کے اندوہ و غم اور تجہیز و تکفین سے ان باتوں کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی (الفاروق ص ۳۹) یہ عشق و محبت کا ظاہری عملی آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی اثر چکا تھا جبکہ رسول اللہ کے فرمان کے خلاف حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ لگایا گیا تھا ان کے نزدیک بانئ شریعت کی تجہیز و تکفین ضروری نہ تھی بلکہ حصول اقتدار دنیوی حکومت زیادہ ضروری تھی جس ارفع و اعلیٰ ہستی نے دنیا کو اصول زندگی سکھائے اور وہ ہستی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پردۂ اخفا میں جا رہی تھی اس کی تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہونا تاریخ عالم میں بےنظیر مثال ہے، رہا جانشینی کا مسئلہ وہ رسول اللہ اپنی حین حیات میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے مجمع میں ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کو حضرت علیؑ ابن ابیطالب کو اپنا جانشین مقرر کر چکے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ کی سیاسی جمہوری حکومت بھی جمہوری اصولوں پر قائم نہ ہوئی کیونکہ نہ ہی تمام مملکت اسلامیہ نے براہ راست و باضابطہ انتخاب قائم کر کے خلیفہ چنا۔ نہ ہی تمام اہل مدینہ اس انتخاب میں شریک تھے اور نہ ہی خاندان بنی ہاشم و اکابر صحابہ شریک ہوئے اور حیرت انگیز بات یہ ہے اس خلافت کے قیام کے لئے مسجد نبوی کو چھوڑ کر مدینہ سے دور سقیفہ نامی ایک تکیہ ہی کو مناسب سمجھا گیا تاکہ چند افراد خاموشی سے چناؤ کر لیں یہ خفیہ کارروائی اس لئے عمل میں لائی گئی کہ ایک لاکھ سے زائد مسلمان حضرت علی ابن ابیطالب کے ہاتھ پر بحکم خدا و رسولؐ مقام غدیر خم ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کو بیعت کر چکے تھے، مبادا ان میں سے کوئی گروہ ہمارے کام میں رخنہ انداز ہو اس

انسانی جمہوری حکومت کا اعلان جسے غلامی کے علاوہ اور کسی دوسرے لفظ سے تعبیر کرنا مشکل ہے، آج مسلمانوں کا ایک طبقہ یورپ کے جمہوری پروپگنڈا سے متاثر ہو کر بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ اسلام میں پہلی خلافت کا انتخاب جمہوری اصولوں کے مطابق کیا گیا لیکن وہ یہ بھولتا ہے کہ اس کمزور جمہوریت کا نتیجہ محض چند ہی سال میں بادشاہت کی شکل میں برآمد ہوا، چنانچہ جمہوریت کے نام پر جناب ابوبکر خلیفہ مقرر کئے گئے ان کے مقرر کے وقت حاکمیت کے حقوق عوام میں مرکوز رکھے گئے تھے لیکن تقرر کے بعد ہی حاکمیت اس حد تک خود ان کی ذات میں منتقل ہو گئی کہ انہوں نے اپنی مرضی سے جناب عمر کو خلیفہ نامزد کر دیا اگر حق حاکمیت کو عوام کی ملکیت مان لیا جائے تو جناب عمر کی نامزدگی غلط ہو جاتی ہے اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ حق حاکمیت جناب ابوبکر کی ذات میں مرکوز ہو چکا تھا اور انہوں نے اسی حق کی بنیاد پر اپنا جانشین اپنی زندگی میں مقرر فرما دیا تھا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جس جمہوریت کی بنیاد رکھی گئی تھی جس پر بعض مسلمان آج بھی ناز کیا کرتے ہیں وہ اس درجہ کمزور تھی کہ عوام دو اڑھائی سال بھی حاکمیت کا حق اپنے ہاتھوں میں نہیں رکھ سکے اور اقتدار اعلےٰ جمہور کے ہاتھ سے نکل کے ایک ذات واحد جناب ابوبکر میں مرتکز ہو گیا واقعات اس کا کھلا ہوا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں جس جمہوریت کے آغاز کا دعوےٰ کیا جاتا ہے وہ وجود میں آتے ہی فنا ہو گئی اس کی جگہ اس آمریت نے لے لی جس میں تمام اختیارات حکمرانی ایک فرد واحد کی ذات میں مرکوز ہوا کرتا ہے، جناب عمر کے دور میں چند سرداروں نے طاقت حاصل کی چنانچہ آپ نے خلیفہ کا انتخاب کا حق عوام کو نہیں بلکہ صرف چھ امیروں یا سرداروں کے سپرد کر دیا اور انہوں نے محض اس بنیاد پر کہ اب حق حاکمیت ان کے ہاتھوں منتقل ہو چکا تھا اپنی رائے اور مرضی سے جناب عثمان کو خلیفہ مقرر کر دیا جناب عثمان برسرِ اقتدار سرداروں کی طاقت کے اثرات و نتائج سے واقف تھے چنانچہ موصوف نے تمام اختیاراتِ حکومت صرف اپنے خاندان والوں میں منتقل کر دیئے اس کے بعد جب عمائد سلطنت میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو غلبہ کے نام سے وہ بادشاہی وجود میں آئی جس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں، سقیفہ بنی ساعدہ میں جس جمہوریت کے نام پر انسانی حکومت یا جمہوریت کا اصول مانا گیا ہو کہ سنہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے اور اس واقعہ کے محض اونتیس ۲۹ سال بعد دمشق میں امیر معاویہ کی بادشاہت کا اعلان کیا گیا، معاویہ کے متعلق جناب عمر نے فرمایا تھا کہ معاویہ عرب کا کسریٰ ہے وہ اس لئے کہا کہ معاویہ نے حکومت پاتے ہی انہوں نے قیصر و کسریٰ کی تقلید میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جس کے نتیجہ میں بعد کے حکمران کی شاہانہ عیاشیوں اور ملوکانہ مظالم کی داستانوں سے تاریخوں کا سینہ آج تک داغدار ہے، دراصل یہ حضرات خلافت الہیہ کو محض سیاسی حکمرانی سے تعبیر کرتے ہیں اسی لئے بعد از رسول ہر سیاسی گنہگار حکمران کو یہ خلیفہ ہی کہتے رہے بنی اُمیہ بنی عباس وآل عثمان کے ہر حکمران نیک و بد کو خلیفہ ہی کہا گیا، رسول خدا نے وطن، قوم، رنگ اور نسل کے بندھن توڑ کر تمام کلمہ گویان توحید کو اسلام کے مضبوط رشتہ میں منسلک فرمایا تھا اور خلافت الہیہ اسی وحدت اسلامی کے استقرار کے لئے وجود میں لائی گئی تھی، لیکن تاریخ نے تیرہ سو سال کے بعد یہ تماشا بھی دیکھا کہ جن عوام نے ایک دن سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ مقرر کرنے کا حق حاصل کیا تھا۔ انہوں نے ہی خلافت کا خاتمہ کر کے اس اسلامی مرکزیت کا جنازہ نکال دیا، جب حکومت کے اختیارات عوام کو سونپ دیئے جائیں اور ان کو خلیفہ کے تقرر کا حق دے دیا جائے تو خلیفہ کی معزولی کا حق بھی انہیں کو حاصل ہو جاتا ہے کل سقیفہ بنی ساعدہ عوام نے ایک خلیفہ کا تقرر کیا تو آج ترکی کے عوام نے خلیفہ کو گدی سے اتار کر ہمیشہ کے لئے خلافت کا خاتمہ کر دیا چنانچہ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ

پر جب خلیفہ وحیدالدین اتحادیوں کے ہاتھوں میں قید ہوئے اور حریت پسند ترکوں نے یہ دیکھا کہ خلافت کا منصب ترکِ عوام کو زہر کے گھونٹ پلانے کے لئے استعمال ہو رہا ہے تو مصطفےٰ کمال پاشا نے جو بعد میں اتاترک کے نام سے موسوم ہوئے خلیفہ وحیدالدین کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ان کی جگہ عبدالحمید کو خلافت کا منصب تفویض کیا گیا لیکن سنہ ۱۹۲۴ء میں ترکی کی نئی پارلیمنٹ نے خلافت کو قومی مقاصد کے منافی تصور کرتے ہوئے سرے سے ختم کر دیا سلطان عبدالحمید خلیفہ جلاوطن کر دیئے گئے اور جس طرح ایک جمہوری فیصلہ کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ خلیفہ کو معزول کر دیا گیا بلکہ خلافت کے منصبِ جلیلہ کا بھی خاتمہ کر دیا گیا، جمہور کے ہاتھوں میں اس منصب جلیلہ کو تفویض کر دینے کا یہی حشر ہونا بھی چاہیئے تھا، آج اسلامی دنیا نہ صرف یہ کہ خلافت کے اہم ادارہ سے محروم ہے بلکہ ان سیاسی اور دینی فائدوں سے بھی محروم ہے جو خلافت الٰہیہ کے نتیجہ میں اسے حاصل ہو سکتے تھے خداوند تعالےٰ نے دین کا کوئی جزو عوام کی مرضی پر نہیں چھوڑا تھا عوام کو اس کا کوئی حق نہیں دیا گیا تھا کہ وہ عقائد و عباداتِ رسوم یا دین کے کسی مسئلہ کو اپنی رائے یا مرضی کا پابند بنا لیں، کیونکہ منصب نبوت امامت، خلافت رکن دین ہے رسول اللہ کا حقیقی جانشین روحانیت میں وارث علوم انبیاء اور بعد از رسول اشرف خلائق اور شریعت رسول کا محافظ و مبلغ و مظہر ذات نبوی حضرت علی ابن ابیطالب اور ان کے بعد ان کی گیارہ اولادیں ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور خداوند تعالےٰ کے رسول کا اپنے بعد کے لئے چھوڑا ہوا مسلک قرآن اور اہلبیت رسول (حدیث ثقلین) ہیں کسی مٹانے سے قیامت تک نہیں مٹ سکتے اور یہی حق ہے حقیقی اسلام ہے جس طرح عہد رسول میں تھا جَاءَ الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقاً، حق کے سامنے باطل نہیں ٹھہر سکتا یہ قرآنی اصول ہے، اہلبیت رسول ہمیشہ حکومت سے علیحدہ رہے نہ انہیں اقتدار کا لالچ تھا نہ دولت کی پرواہ بس دین اسلام کی حفاظت اس کی تبلیغ کرنا ہی ان کا عمل تھا اگر مسلمان رسول خدا کے فرمان کے مطابق قرآن و اہلبیت کا اتباع کر لیتے تو آج اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فرقے بندی میں منقسم نہ ہوتا، اور راہ حق سے نہ بھٹکتے!

عہد رسول خدا میں صرف دو فرقے

ان میں ایک مومن اور دوسرا منافق، بعد ان کے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃً کلھا فی النار الا واحدۃ (کتاب غنیۃ الطالبین ص۱۹۰، روضہ کافی ص۱۰۷)، کہ عنقریب میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک فرقہ کے جو نجات پانے والا ہے، باقی سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، نبی کا ہر کلام مطابق وحی کے ہوتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تہتر فرقوں میں صرف ایک جنتی ہے، اب ہم اس فرقہ کی تلاش کریں جو حق پر ہے چونکہ بنیادی طور پر عہد رسول میں دو فرقے تھے ان میں ایک فرقہ منافق ہے جو منافق مسلم بھی کہلاتے تھے چنانچہ پیغمبر اسلام کے صحابی جابر انصاری و ابو دجانہ فرماتے ہیں کہ عہد رسول میں منافق عداوت حضرت علی ابن ابیطالب سے پہچانے جاتے تھے (ترمذی)، اس تصریح سے معلوم ہوا کہ عہد رسول میں دشمن علی کا نام مسلم منافق تھا اور سرور کائنات نے بار بار فرمایا تھا کہ علیؑ کا دوست مومن اور علیؑ کا دشمن منافق ہے (سنن ابو داؤد و صحیح مسلم وغیرہ) اور منافق فرقہ کی فرع ناصبی خارجی، مارقین، ناکثین، قاسطین، باغین وغیرہ تھے، مارقین وہ گروہ نہروانیوں کا جو جنگ صفین سے حضرت علی المرتضیٰ سے جدا ہو گیا اور نہروان میں لڑ کر مارا گیا، جس کی ایک پارٹی نے سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؑ کو شہید کیا اور خارجی اس فرقہ کو کہتے ہیں جو حضرت علیؑ و بھی

رسول پر خروج کرے خواہ وہ صفینی ہو یا نہروانی وغیرہ یہ سب فرقے اسی تعریف میں آتے ہیں، اہلبیت رسول سے بغض و عناد دشمنی رکھنے والے فرقہ کو ناصبی کہتے ہیں اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ناکثین، قاسطین، باغین، مارقین وغیرہ فرقے میرے بعد پیدا ہوں گے اور وہ علی ابن ابیطالب میرے وصی و جانشین سے لڑیں گے جو علیؑ سے لڑا وہ مجھ سے لڑا جس نے علیؑ سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی جو علیؑ سے کسی امر میں نزاع کرے اسے قتل کر دو (ینابیع المودۃ ص ۱۲۹ و اخطب خوارزم و طبقات ابن سعد وغیرہ) ان میں ایک فرقہ نجدی ہے جو نجد کے عبدالوہاب کی تحریک سے ہے اس نجدی فرقہ کے متعلق رسول اللہ کا ارشاد ہے، ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اے اللہ شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے نجد میں آنحضرتؐ نے دہرا کر فرمایا اے اللہ شام اور یمن میں برکت عطا فرما صحابہ نے دہرا کر کہا یا رسول اللہ ہمارے نجد میں، حضورؐ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا وہاں رعب ہیں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا (صحیح بخاری پارہ ۲۹، کتاب الفتن اردو ترجمہ حمیدیہ دہلی ص ۴۲۱) یہ فرقہ محمد و آل محمد کا مخالف ہے اور سنت رسول کو تبدیل کرتا رہتا ہے چنانچہ عہد رسالت مآب میں جناب عثمان بن مظعون کنیت ابو سائب نہایت جلیل القدر صحابی اور پیغمبر خدا کے دربار میں خاص تقرب حاصل تھا، ذالحجہ ۲ ہجری میں رحلت ہوئی۔ بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ جب عثمان بن مظعون نے رحلت کی تو خود رسول اللہ نے ان کی میت سے چادر ہٹا کر چہرہ کو آخری مرتبہ دیکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک روتے رہے اور خود نماز جنازہ پڑھائی جب قبرستان جنت البقیع میں دفن کر چکے تو آپ نے لحد پر ایک پتھر رکھ دیا تاکہ نشان قبر محفوظ ہو رسول اللہ کے ہاتھ کا رکھا ہوا پتھر خلافت دوم تک قبر پر قائم رہا، یہ پتھر مروان بن حکم نے عثمان بن عفان کی قبر پر رکھ دیا (روض الاخبار شیخ محمد ابن یعقوب مطبوعہ مصر ص ۱۲۹، ۱۳۰، وفاء الوفا سمہودی و سنن ابن ماجہ جلد دوم ص ۲۴۳) پس ثابت ہوا کہ قبر بنانا اور نشان قبر باقی رکھنا سنت رسول ہے اور قبر اور قبہ کا مسمار کرانا رسول اللہ کی سنت کے خلاف اور سنت میں تبدیلی کرنا ہے اس سنت رسول کے خلاف نجدیوں نے جنت البقیع کے مقابر اور مزارات اہلبیت رسول کی دشمنی میں ٭ تو قبہ رسول اللہ کا قائم رہنا بھی ناجائز ہونا چاہیئے نیز مقام منیٰ میں تین ستون پتھر کے قد آدم تین مقامات پر بنے ہوئے ہیں جن کو جمرہ کہتے ہیں ان ستونوں پر حجاج ایام حج میں سنگریزے مارتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو فدیہ راہ حق کرنے کے لئے چلے راستہ میں شیطان ملعون نے باپ بیٹے کو راہ حق سے ہٹانا چاہا لیکن ابلیس ناکام رہا اس واقعہ کی یادگار میں یہ ستون بنے ہوئے، اس عمل کا مطلب نبی کا اتباع کرنا ہے تو پھر جب ہمارے نبی نے عثمان بن مظعون کی قبر کا نشان قائم رکھا تو یہ سنت رسولؐ ہے، سنت رسولؐ کی خلاف ورزی گمراہی ہے، بہر حال عالم اسلام میں بعد وفات رسولؐ یہ اختلافات کیوں ہیں شرعی احکام کیوں بدلے مثلاً رسول اللہ نے تئیس سال نماز پڑھائی پانچ وقت روزانہ مسجد میں، جنگ میں، سفر میں حج کے موقعہ پر لاکھوں مسلمانوں کے مجمع میں لیکن آنحضرتؐ کے بعد تنازعہ شروع ہوگیا، ایک امام کہتا ہے نماز ہاتھ سینہ کے اوپر باندھ کر پڑھو دوسرا کہتا ہے کہ زیر ناف رکھ کر پڑھو، تیسرا کہتا ہے کہ ہاتھ ناف کے اوپر رکھ کر پڑھو اور چوتھے کا طریقہ ہاتھ کھول کر یعنی سیدھے رکھ کر پڑھنے کا ہے، بہت سے مسلمان اسی چکر میں ہیں کہ درست کون سا طریقہ ہے تمام اختلافات کی بنیادی سبب بعد از رسول طریقہ نبی کو بدل بدل کر نئے نئے طریقے ایجاد کرنا ہے ٭، عہد رسول میں اختلاف نہ تھا، اسلام عہد رسولؐ میں کامل ہوا، ان اختلافات

٭ میں اندھے ہو کر بغیر کسی شرعی جواز کے منہدم کرا دیئے اگر ان کے عقیدہ باطل میں مزارات کا قیام ناجائز ہے۔

اور فرقہ بندی کا ایک ہی سبب ہے کہ ہم نے احکام کا محافظ خود چنا، ایسے لوگوں کو اسلام کا محافظ بنالیا جو اس کے اہل نہ تھے اسلام لانے سے قبل گنہگار تھے خدا فرماتا ہے لا ینال عھدی الظالمین امامت (خلافت) دوں گا لیکن ظالمین کو نہ دوں گا ہم نے حکم خدا کے خلاف گنہگاروں کو ہی امام بنالیا اور رسول اللہ کے اس فرمان کو نظر انداز کر دیا، کہ قرآن اور اہلبیت کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے لیکن مسلمانوں نے اہلبیت رسول کو چھوڑ دیا، اور حقیقی اسلام سے دور ہو گئے اس وقت اسلام ہیں دو بڑے فرقے ہیں ایک فرقہ مذہب اثنا عشری دوسرا فرقہ اہلسنت والجماعت یہ حضرات اصول دین میں اشاعرہ کے مقلد ہیں" اشعری جنہوں نے اس گروہ کے لئے اصول دین مرتب کئے یہ سنہ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۳۲۴ھ میں فوت ہوئے، بانئ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ ۴۱ عام الفیل میں اعلان رسالت فرمایا نوید بعثت سے بارہ سال بعد تک مکہ معظمہ میں تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور پھر بحکم خدا آنحضرتؐ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور سنہ ۱۱ھ میں ترسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، رسول اسلام دعوت و تبلیغ کے فرض کو اپنا اولین نقطہ نظر سمجھتے تھے اور وہی آپ کی صداقت وحقانیت کا اصل جوہر اور آپ کی کامیابی کا حقیقی رمز تھا مکہ معظمہ کی فضا جہاں تین سو ساٹھ بتوں کی ثنا وستائش کا غلغلہ بلند تھا وہاں دعوت حقانیت کا ایک حیرت انگیز مجسمہ اپنی خاموش و پُرامن تبلیغ میں مصروف تھا۔ علاوہ ان کارگذاریوں کے جو سید الانبیاء بذات خود اور ان کے حقیقی جانشین تبلیغ و دعوت کے سلسلہ میں عوام کو کلمہ توحید کی تلقین فرما رہے تھے، رسول اللہ نے تبلیغی کام کو وسیع پیمانہ پر آگے بڑھانے کے لئے تبلیغی وفود بھی روانہ فرما کر عوام کو اسلام سے آگاہ کرایا جن میں ملک حبش فارس اور اسکندریہ ایسے دور دراز ممالک بھی شامل ہیں، رسول خداؐ کے طرز عمل سے یہ امر صاف نمایاں ہے کہ آپ کا اصل نقطہ نظر جنگ کرنا اور فتوحات حاصل کرنا نہیں ہے حدیبیہ کی صلح میں یہ پہلو بہت زیادہ نمایاں ہے اسلام کے احکام شرعی اصول دین و فروغ دین اور فرائض مذہبی میں بھی بہت زائد تبلیغی مفاد مدنظر رکھا گیا ہے، تبلیغ اسلام کی تکمیل ہوتے ہی خداوند تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا تھا۔ کہ یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک..... تا آخر، اور اسی فرض تبلیغ کے ادا ہونے کے بعد یہ پیغام پہنچا تھا کہ الیوم اکملت لکم دینکم..... تا آخر یعنی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا، پس ثابت ہے کہ حضور ختمی مرتبت نے تئیس سال تک دعوت اسلام دی عوام نے اس دعوت اسلام کو قبول کیا اصول دین و فروغ دین اسلام کے مستحکم ہو گئے اللہ تعالےٰ نے دین کی تکمیل کی تصدیق کر دی تو پھر مسلمانوں کو رسول خدا کی وفات سے تین سو سال بعد نئے اصول دین جناب اشعری سے ترتیب دلوانے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور اسی طرح فروغ دین (یعنی فقہی اعمال) کے لئے دنیائے اسلام کی اکثریت ائمہ اربعہ کے مقلد ہیں، جن کے زمانے کی ترتیب اس طرح ہے (۱) امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سنہ ۸۰ھ میں رسول اللہ کی وفات سے ۶۹ سال بعد کوفہ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے (۲) امام مالک جو سنہ ۹۵ھ میں رسول خدا کی وفات سے ۸۴ سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۶۹ھ میں فوت ہوئے (۳) امام شافعی جو سنہ ۱۵۰ھ میں رسول اللہ کی وفات سے ۱۳۹ سال بعد ہوئے اور سنہ ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے (۴) امام احمد بن حنبل جو سنہ ۱۶۴ھ میں رسول اللہ کی وفات سے ۱۵۳ سال بعد پیدا ہوئے اور سنہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ اہلسنت کے آئمہ اربعہ میں سے پہلے ابو حنیفہ رسول اللہ کی وفات سے ۶۹ سال بعد مدینہ سے کوسوں دور

کوفہ میں پیدا ہوئے، سنِ بلوغت کے لئے کم از کم اٹھارہ سال اور جمع کیجئے اور تحصیل علوم کے لئے بیس تیس سال صرف کئے ہوں گے گویا رسول خدا کی وفات سے سو سال سے زیادہ عرصہ تک اُمت محمدیہ ہدایت دین اور خاص کر علم فقہ سے جاہل محض رہی اس لئے کہ اس عرصہ میں ان کا کوئی امام زمانہ نہ تھا اور پیغمبر اسلام کا فرمان ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ ط یعنی جو شخص (اس حالت میں)، مرگیا کہ نہیں حاصل کی اپنے زمانہ کے امام کی معرفت وہ جہالت کی موت مرا۔ اور حکم خداوندی یہ ہے کہ کوئی زمانہ میری حجت سے خالی نہیں پس یہ امر لازمی ہے کہ رسولؐ کی زندگی میں ان کا نائب جانشین امام ہو، یقینی ہے تاکہ بعد رسول ہر زمانہ میں اس کا جانشین ہدایت کرنے والا موجود ہو اور طریق پیغمبر اسلام بتانے والا مثل رسول ہر عیب خطا و نسیان گناہ سے مبرا ہو یعنی معصوم ہو، دوسرا فرقہ مومن یہی جنتی ہے، رسول خدا نے فرمایا ہے دوستداران علیؑ جنت میں جائیں گے اور تکمیل ایمان کی حب علیؑ سے پیدا ہوتی ہے اور علیؑ کی محبت رسول اللہ کی محبت اور علیؑ کی دشمنی رسول اللہ سے دشمنی ہے دیکھو مسند احمد بن حنبل و مناقب ابن مغازلی و مناقب اخطب خوارزمی و شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید وغیرہ اور متعدد موقعوں پر فرمایا تھا میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ماسوائے ایک فرقہ کے سب جہنم میں جائیں گے اور وہ فرقہ ہے شیعیان علی جو جنتی ہے (مناقب اخطب خوارزمی وغیرہ)، اور رسول اللہ نے بار بار فرمایا تھا کہ علیؑ کا محب مومن ہے اور علیؑ کا دشمن منافق ہے (سنن ابو داؤد و صحیح مسلم وغیرہ) اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مومن ہی جنت میں جائے گا چنانچہ ارشاد احدیت ہے " سَابِقُوا اِلیٰ مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سورہ حدید پارہ ۲۷، تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان و زمین دونوں کے عرض کے برابر ہے اور وہ انہیں لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ رسولؐ پر ایمان کون لوگ لائے جو مومن کہلانے کے حقدار ہیں یہاں مسلم کا ذکر نہیں بلکہ مومن کا ہے، فرمان نبوی ہے اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْن ...... تا آخر میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں جب تک تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی مومن وہ ہوگا جو قرآن اور اہلبیت رسول کے احکام کی پابندی کرے، کیونکہ مومنین کا ذکر ہے اس لئے رسول اللہ نے بحکم خدا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ حضرت علیؑ کو فرمایا، یا علی انت امیر المومنین و امام المتقین پس فرمان نبوی کی مطابق جنہوں نے حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنا امیر مانا وہی لوگ مومن ہیں کیونکہ حضرت علی امیر المومنین ہیں یعنی مومنوں کا امیر مومنوں کا حاکم یہ قول رسول ہے فرمان رسول بحکم خدا ہے اور جن لوگوں نے حضرت علیؑ اور ان کے بعد کے گیارہ اوصیا کو نہیں مانا یعنی اہلبیت رسول کو نہیں مانا وہ لوگ مسلم منافق ہیں۔"

مذہب شیعہ اثنا عشری کی خصوصیات

ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ عہد رسول میں دو فرقے تھے ایک فرقہ مومن دوسرا منافق ان دونوں فرقوں میں مومن فرقہ وہ ہے جو بحکم خدا و رسول قرآن اور اہلبیت رسول کو مانتا ہو زبانی نہیں بلکہ عملاً اہلبیت رسول کے احکام کو مانتا ہو اور حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنا امیر، خلیفہ بلافصل مانتا ہو، وہی فرقہ مومن یعنی شیعہ اثنا عشری ہے، شیعہ عربی لفظ ہے، جس کے معنی دوست کے ہیں یعنی قرآن اور اہلبیت رسول کے دوست، چنانچہ قرآن خدا میں ہے، وَاِنَّ

مِن شِیعَتہ لابراھیم (سورہ الصّفّت پارہ ۲۳) ، اس آیت کی رو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے شیعہ کا لقب دیا ہے اور سورہ القصص میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے دوست کو جس کے لئے مصری کو قتل کیا تھا شیعہ کہا گیا ہے اور خود سید المرسلین نے حضرت علی ابن ابیطالب کے دوستوں کا نام شیعہ رکھا ، ارشاد نبوی ہے یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے (تفسیر درمنثور سیوطی و فردوس الاخبار دیلمی ، مودۃ القربیٰ ، ینابیع المودۃ وغیرہ) اور ابن ابی الحدید جنگ صفین میں دوستداران علیؑ کو شیعیان علی اور پیروان عثمان کو شیعیان عثمان کہتے ہیں اور یہی امتیاز جنگ مختار و معصب بن زبیر میں رہا، اس کے علاوہ مورخین یورپ تاریخ سرجان ڈیونپورٹ و تاریخ ارشن حصہ دوم میں لکھتے ہیں بعد وفات رسول خدا مسلمانوں کے دو فرقے ہوگئے ایک دوستدارانِ علیؑ اور دوسرا فرقہ دشمنان علیؑ جس کو مسلم منافق کہتے ہیں، پس ثابت ہوا کہ شیعہ لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ختمی مرتبت نے علیؑ کے دوستوں کا نام شیعہ رکھا اور یہی فرقہ مومن اور جنتی ہے ، شیعہ اثنا عشری کو شیعہ امامیہ اور جعفری بھی کہتے ہیں اس لئے کہ شیعہ اثنا عشری (بارہ امام والے) کے مذہب شیعہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی ذات سے بہت ترقی ہوئی اور اصول و فروع دین احکام شرعیہ کثرت سے شیعوں کو انہیں سے ملے ہیں۔

شیعوں کے مذہبی عقائد

شیعہ حکومت الٰہیہ کو اس کے پورے تقاضوں کے ساتھ تسلیم کرنے کے حامی ہیں اسلام کے معنی ایک "سر نہادن بطاعت" کے ہیں اور دوسرے "سپردن" کے دونوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی مرضی کے مقابلہ میں انسان کا حق خود ارادی خواہ شخصی ہو یا جمہوری کوئی چیز نہیں ہے حاکم مطلق صرف اللہ ہے اور جسے وہ اپنا نائب بنائے صرف اس کی اطاعت انسان پر فرض ہے اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا حق حکومت نہیں رکھتا اور جو حکومت اس کے مقابلہ پر قائم ہو باطل ہے ، دین مذہب شیعہ کے اصول پانچ ہیں (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوّت (۴) امامت (۵) قیامت (۱) توحید ، عقاید میں اساس شیعوں کا توحید ہے . خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی شے کا جزء ہو سکتا ہے نہ اس کا کوئی جزء بن سکتا ہے نہ وہ کسی شے سے مشابہ ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ہے. نہ وہ جسم ہے نہ جسم والی چیز ہے نہ اس کا کوئی رنگ روپ ہے ہر شے اس کی مخلوق ہے ہر جگہ ہے نہ کوئی اس کا گھر ہے اس کا ارادہ ہر شے کے پیدا کرنے اور مٹا دینے کو کافی ہے وہ دیکھنے والی چیز نہیں ہے کوئی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا وہ لازوال ہے وہ عالم کے ذرہ ذرہ کو پہلے سے جانتا ہے دیکھتا اور سنتا ہے وہ قدرت والا و اختیار والا ہے۔

۲. عدل :- خالق کے افعال کو اس کی شایانِ شان حکیمانہ رفعت کے ساتھ ماننا یعنی خدا کے افعال سب حکمت اور مصلحت کے ساتھ ہوتے ہیں وہ کوئی برا کام نہیں کرتا ، خدا ظلم اور ناانصافی سے بری ہے وہ رحیم و کریم ہے ۔ اس کی ذات ہر نقص سے بری ہے اور وہ عادل ہے ، ظلم نہیں کرتا مہربان و محبت والا ہے۔

(۳) نبوّت :- خداوند عالم نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہیں ان میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ باب نبوت آپ کے بعد قطعاً بند ہوچکا ہے ، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں انبیاء و مرسلین کو بلند ارفع قرار دے کر ان کو اپنے اور تمام

مخلوق کے درمیان واسطہ اور ذریعہ نجات قرار دیا ہے گروہ انبیاء اپنی کمال اطاعت اور کمال روحانیت کی وجہ سے خدائی وحی الہام کے ذریعہ دین و دنیا کے ہر علوم پر حاوی تھے اور خدا کی طرف سے مقرر شدہ نبی کے پاس کوئی ایسی غیر معمولی مخصوص چیز ہوتی ہے جس کو وہ اپنے دعوائے نبوت میں پیش کر سکیں اور کوئی دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں اس کی مثال پیش نہ کر سکے ایسی غیر معمولی چیز کو معجزہ کہتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو سچے اور جھوٹے میں کوئی تمیز نہ ہوگی اور ہر شخص نبوت کا دعوےٰ آسانی کے ساتھ کر سکے گا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ماں کے شکم سے نبی پیدا ہوتا ہے چنانچہ ارشاد احدیت ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب الحکمۃ ...... (سورہ آل عمران پارہ ۳) یعنی اللہ تعالےٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا تھا کہ میں جو کچھ تمہیں کتاب و حکمت سے دوں .... ابھی دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوئے کہ خداوند تعالےٰ نے انہیں نبی کہا، نبی ہونا تسلیم کیا، حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مہد میں اپنی نبوت کا اعلان کیا لیکن بعض مسلمان معاذاللہ خاتم النبیین کو چالیس سال تک بغیر نبوت ہی کے سمجھتے ہیں اور اپنی طرح گنہگار بشر جانتے ہیں بلکہ وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ ختمی مرتبت اشرف الانبیاءؐ (معاذاللہ) اعلان نبوت سے بارہ سال تک بھی سرور کائنات ایمان و حکمت سے بغیر ہی رہے چنانچہ اس فرقہ کی کتاب صحیح بخاری میں لکھا ہے "کہ شب معراج یعنی اعلانِ نبوت سے بارہ سال بعد پیغمبر اسلام کے سینہ مبارک کو شق کر کے اس کو دھویا گیا اور اس میں ایمان و حکمت بھری گئی دیکھو صحیح بخاری پارہ دوم کتاب الصلوٰۃ وغیرہ یہ ہے بعض فرقوں کا معیار نبوت، حضرت عیسٰی علیہ السلام نے تو مہد میں اعلان نبوت کیا اور مسلمانوں کے سید المرسلین اشرف الانبیاء اعلان نبوت سے بارہ سال تک ایمان و حکمت سے بغیر ہی رہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول خدا کے بارہ سالہ نبوت کے ابتدائی ایام احکام نبوت کیونکر قابل اتباع و تسلیم قرار دیئے جا سکتے ہیں جبکہ ان فرقے اسلامیہ کے نزدیک تو فرمودات کی رو سے ایمان و حکمت نبوت سے بارہ سال بعد داخل کی گئی یہ ہیں سنت رسولؐ کے دعویداروں کا اعتقاد، شیعوں کا اعتقاد حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اول مخلوق اوّل روز محشر شفیع المذنبین ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اے رسول ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر مطلب یہ ہے جو چیز بھی مخلوقات میں ہے آنحضرتؐ کی ذات اقدس اس کے لئے رحمت ہے اور خداوند عالم نے رسول اللہ کے لئے دنیا کی ہر چیز پیدا کی لولاک لما خلقت الافلاک حدیث قدسی اور ارشاد نبوی ہے کہ میں نور ہوں اوّل ما خلق اللہ نوری آپ کی تائید میں ارشاد قدرت ہے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین (سورہ مائدہ) لوگو سمجھ جاؤ میرا رسول نور ہے اور وانا انزلنا الیکم نورا مبینا (سورہ نساء) ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کیا یعنی وہ نورانی وجود جسے تم دیکھ سکو۔ یہی وجہ ہے آنحضرتؐ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا اور آیت میثاق سے ظاہر ہے کہ ہر نبی آپ پر ایمان رکھتا تھا حضرت عیسےٰ علیہ السلام قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا آپ خلقت آدم سے پہلے بھی نبی تھے آپ صاحب عصمت اور معصوم ہیں۔

(۴) امامت :- چونکہ رسول خدا کی زندگی دار دنیا میں محدود ہے اور وہ شریعت جس کی تبلیغ رسول اللہ کی زندگی میں ہوئی ہے

اس کی حفاظت اور نیز افراد ملت کی عملی ترتیب اور ان کو احکام شریعت کی صحیح تعلیم دینے کی ضرورت ہے اس لئے رسول کے بعد آپ کا ایک جانشین ہونا ضروری ہے یہ جانشین رسول کا امام ہوتا ہے اس جانشین کا انتخاب بھی خدا کی جانب سے پیغمبر خدا کے ارشاد پر ہوتا ہے اس لئے اگر رسول کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد عوام کی رائے وخواہش اور مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو مطلق العنانی اور خود غرضی برسر کار آجائے گی جس کا نتیجہ افتراق وانتشار و فرقہ بندی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا، چونکہ ہدایت خلق اور حفاظت شریعت کا کام مستقل طور پر قائم ہے اس لئے کسی فرد معصوم کا آخر عمر زمانہ تک موجود رہنا لازمی ہے اس لئے خالق کی جانب سے بحیثیت جانشین رسول کی زندگی میں نامزد ہوتا ہے جو کہ مثل رسول کی صفات کے ہو اسی لئے رسول خدا نے بحکم خدا اپنی زندگی میں ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کو مقام غدیر خم مطابق وحی ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے مجمع میں حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنا جانشین مقرر کیا، بموجب قرآن و فرمان رسول منجانب اللہ بارہ امام منصوص ومعصوم ہوئے ہر امام نے ایک ہی طریقہ بتایا اس لئے کہ یہ اجزائے رسول اور جان رسول اور نفس رسول تھے ان بارہ ائمہ معصومین علیہم السلام میں پہلے تین امام حضرت علی وامام حسن وامام حسین علیہم السلام عہد رسولؐ میں ہوئے اور ان کی شان یہ ہے کہ تینوں امام راکب دوش رسول اور رسول کی زبان چوس چوس کر پرورش پاتے رہے رسول کے سینہ پر کھیلتے رہے اور رسول اللہ نے ان کے لئے بے بہا کلمات ارشاد فرمائے کبھی ان کو جان کہا کبھی ان کا گوشت، وخون اپنا گوشت وخون فرمایا کبھی ان کو نفس کہا کبھی ان کو اپنے ساتھ سر اور جسم کی تشبیہہ دی اور باقی نو آئمہ معصومین علیہم السلام کے لئے نہ صرف ان کی نص موجود بلکہ خود رسالت مآب سے ان مقدسین کے لئے نص موجود ہے، چنانچہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ خم غدیر کے نزول کے بعد رسول خدا نے لوگوں سے فرمایا کہ آیہ خم غدیر حضرت علی ابن ابیطالب کے حق میں بالخصوص اور میرے ان اوصیا کے حق میں نازل ہوئی جو قیامت تک یکے بعد دیگرے میری امت کے والی ہوتے رہیں گے لوگوں نے عرض کی حضور ان اوصیا کے اسمائے مبارک ظاہر فرما دیجئے ختمی مرتبت نے فرمایا ان اوصیا میں پہلے علی ابن ابیطالب جو میرے بھائی وارث اور وصی ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے مولا ہیں ان کے بعد میرا فرزند حسن ان کے بعد میرا فرزند حسین اور ان کے بعد حسین کی اولاد سے نو فرزند یہ سب قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے یہ میری عترت اہلبیت اور قرآن ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں (ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی وغیرہ) جو ان سے وابستہ نہ ہوگا وہ گمراہ رہے گا اور فرمایا میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے الگ ہوا وہ غرق ہوا، اسی لئے فرقہ شیعہ امامیہ بحکم خدا ورسول یعنی یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے تحت اللہ اور رسول واولی الامر یعنی اہلبیت رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور رسول اللہ کے بعد جس طرح خلافت الٰہیہ کا حقدار انہی کو سمجھا جن کے لئے خدا ورسول کا اعلان ہو چکا تھا اسی طرح دینی تعلیمات کے باب میں بھی صرف انہی کی رہنمائی قبول کی اور شیعہ انہی ارشادات کو اپنی تعلیم کا سرچشمہ مانتے ہیں جو قرآن وحدیث رسول اور ان اہلبیت رسول سے پہنچے ہوں جنہیں پیغمبر خدا نے اپنے علوم کا ورثہ دار بنایا تھا اور بتایا تھا اس لئے ہم رسول کے بعد قرآن اور اہلبیت رسول کو مانتے ہیں اور انہی کے

احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔

(۵) قیامت:۔ جزاء و سزا کے لئے ایک دن مقرر ہے، جسے قیامت کہتے ہیں اس دن سب مرنے والے دوبارہ زندہ ہوں گے انہیں جزاء و سزا عطا کی جائے گی خداوند تعالےٰ کی طرف سے بندوں کو ان کے اچھے اور بُرے افعال کا بدلا ملنا ضروری ہے جو اچھے کام کریں انہیں جزاء اور جو بُرے کام کریں انہیں سزا ملے گی، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ عادل ہے اور عدالت کا تقاضا یہی ہے، جزاء یعنی اچھے کاموں پر جو انعام کا اعلان ہے وہ اٹل ہے لیکن گناہوں پر جو سزا ہے یعنی یہ شخص سزا کے قابل ہے لیکن عفو و کرم کے تحت ممکن ہے خدا اس سے درگزر کر دے اس کا نام مغفرت یعنی گناہوں کی بخشش ہے ان گناہوں کی بخشش کبھی رسول یا ائمہ معصومین کی بارگاہِ الٰہی میں عرضداشت سے ہوتی ہے اس کو شفاعت کہتے ہیں۔

فروع دین:۔ اسلام کے عملی ارکان وہ ہیں جنہیں عام طور پر فروع دین کہا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ اصول عقائد کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو شاخوں کو درخت کے ساتھ ہوتا ہے ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور بغیر ان پر عمل کئے اسلام کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، قانون الٰہی کو مذہب کی زبان میں "شریعت" کہتے ہیں اور جو اس قانون کے تقاضے ہوں انہیں احکام شرعی کہا جاتا ہے۔ وہ شرعی احکام جو تمام مسلمانوں میں اس طرح تسلیم شدہ ہیں کہ بچہ بچہ انہیں جانتا ہے انہیں ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ جیسے نماز، روزہ حج، زکواۃ، خمس، جہاد کا واجب ہونا۔

شیعہ امامیہ اور عبداللہ ابن سباء

شیعوں کے مذہبی عقائد مذکورہ سے واضح ہے کہ شیعہ امامیہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم یَا ایّھا الّذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے تحت اللہ اور رسول و الوالامر کی اطاعت کرتے ہیں۔ رسول و الوالامر کی اطاعت ایک ہے یعنی جو صفات رسول میں وہی الوالامر میں اس لئے رسول اللہ نے حکم دیا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں جب تک تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لہٰذا شیعہ امامیہ مذہب یہ ہے کہ خدا و رسولؐ کے بعد قرآن و اہلبیت رسولؐ کو مانتے ہیں اور قرآن و اہلبیت کو یہاں تک مانتے ہیں کہ کوئی فعل ایسا نہیں کرتے جس کی سند قرآن اور اہلبیت رسولؐ سے نہ مل جائے لیکن باوجود اس کے دشمنان محمد و آل محمد شیعہ مذہب پر طرح طرح کے الزامات غلط اور بے بنیاد لگاتے رہتے ہیں کہ شیعہ سبائی ہیں اور ایک نومسلم یہودی عبداللہ ابن سباء اس فرقے کا بانی ہے جس نے جناب عثمان کے خلاف عراق و شام و مصر و حجاز میں بغاوت پھیلا دی تھی اور جناب ابوذر کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیا تھا اور یہ علیؑ کا دوست اور ان کو وصی رسولؐ کہتا تھا اور عقیدۂ رجعت کا قائل تھا یہ روایت سیف ابن عمر کذاب سے طبری نے نقل کی (سیف ابن عمر کو سب ارباب تحقیق کذاب کہتے ہیں، طبری ہی سے دوسروں نے بلا تحقیق نقل کر دی، بلاذری جیسے معتبر مورخوں نے اس جھوٹی روایت کا ذکر نہیں کیا، ارباب تحقیق کے نزدیک یہ محض من گھڑت افسانہ ہے آئیے ذرا دیکھیں کہ عقل و نقل و تاریخ کے لحاظ سے کیا حقیقت ہے اور کیا فقط ایک ہی نومسلم یہودی عبداللہ ابن سباء تھا یا یہودُ نصاریٰ میں سے اور بھی صحابہ ہوئے ہیں، اس پہلو کی طرف کسی کا ذہن بھی منتقل نہ ہوا کہ جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے صحابہ

ہوئے ہیں، ان میں (۶۴۳) صحابی (۲) صحابیات، (۱۳) تابعی (۲) تابعیاً (ماخوذ از پیش لفظ اہل کتاب صحابہ وتابعین" مولف حافظ مجیب اللہ ندوی رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ مطبوعہ مطبع معارف ۱۹۵۱ء) حیرت یہ ہے کہ اتنے صحابہ وتابعین یہودی سے مسلمان ہوئے فقط عبداللہ ابن سبا ہی اکیلا تھا۔ بنی امیہ کے برسر اقتدار ہوا خواہوں نے (جن میں سیف بن عمر خاص طور سے ایسی روایات کا موجد ہے جس سے بنی امیہ کی بداعمالیوں کی صفائی اور آل رسول اور ان کے دوستوں پر غلط الزامات عائد ہو سکیں) ہمیشہ ایسی تحریف و تخلیق کی ہے، چنانچہ جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ تسنیم لاہور نے ۹ر جون ۱۹۵۱ء کے اداریہ میں کیا خوب لکھا ہے، سلاطین و امراء اور سیاست والوں نے اسلام کو اپنی اغراض و اقتدار کا آلۂ کار بنایا اور دنیا پرست، علماء نے اسلام کو ان سلاطین و امراء اور سیاست دانوں کا آلۂ کار بنانے کے لئے شرعی استدلال مہیا کیا اور مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ سیرت کی تصنیفات میں سے ایک بھی نہیں جو استناد کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہو..... سیرت کی روائتیں زیادہ تر ان لوگوں سے مروی ہیں مثلاً سیف بن عمر سری، ابن سلمہ، ابن نجح وغیرہ یہ عموماً ضعیف الروایت ہیں (سیرت النبی جلد ۱ ص ۹۷ طبع ششم) پس معلوم ہوا کہ سیف ابن عمر کی روائتیں ناقابل اعتماد ہیں، ظاہر ہے کہ سیف ابن عمر نے جب سیرت کی روائتیں من گھڑت، بیان کی ہیں جو محبت بنی امیہ میں اس کے بعد کیا گیا نہ گڑھا ہوگا اس کا ضعف آگے بڑھ کے کذب صریح سے بدلتا نظر آتا ہے (دیکھو ابن السباء مولفہ مرتضٰی العسکری مطبوعہ عراق، سیف ابن عمر نے تاریخ میں عبداللہ ابن سباء کا افسانہ تراشا تو حیرت کی کیا بات ہے اس نے تو ایسے صحابہ بھی تصنیف کئے ہیں اور ان سے روائتیں بیان کی ہیں جو کبھی عالم وجود میں آئے ہی نہ تھے (کتاب ابن السباء مرتضٰی العسکری مطبوعہ عراق، عبداللہ بن سباء یہودی کے من گھڑت افسانے میں دو باتیں قابل غور ہیں کہ یہودی دوست کون لوگ ہیں اور یہود دشمن کون ہیں ان میں جو گروہ یہود دوست ہوگا وہ ہی سبائی فرقہ کہلا سکتا ہے۔

۱. یہودی دوست گروہ :- اکثر مقامات پر یہودیوں کے اجتماعی ادارے بھی قائم تھے خود شہر مدینہ منورہ میں بیت المدارس کے نام سے ان کا ایک ادارہ تھا خصوصیت سے جناب عمر ابن خطاب کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اکثر ان کے ادارے (مدارس) میں جاتے رہتے تھے جس کی بناء پر یہود ان سے کہتے تھے کہ ہم کو آپ سے بہت انس ہے (تفسیر طبری جلد ۱ ص ۳۶۶ بحوالۂ اہل کتاب صحابہ وتابعین ص ۴۴) دوسری طرف شیعان علیؑ سے یہودیوں کا اس لئے بھی ربط ضبط نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ معرکہ خیبر کے تاریخ سے باخبر تھا اور سرزمین عرب کی دشمنی نسل در نسل چلتی رہتی تھی۔ دراصل اسلام میں یہودی اور نصرانی اثرات بنی اُمیہ کی بدولت آئے اور اسی کو چھپانے کے لئے یہ افترا پردازی ہوتی ہے بنی اُمیہ کے یہود سے جو تعلقات پرانے تھے ان کی تفصیل کے لئے کتاب صحابہ وتابعین اور تاریخ اسلام پڑھیں جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اور خصوصیت سے قریش اور یہود میں تجارتی و تمدنی تعلقات کے بارے میں یہود کا بھی ذکر آتا ہے حافظ مجیب اللہ صاحب ندوی، ندوی مذکور اہل کتاب صحابہ وتابعین میں لکھتے ہیں کہ کس طرح وہ بازاروں میں شریک ہوتے تھے اور کس طرح رشتہ داریاں تک عربوں اور یہودیوں میں قائم ہو گئی تھیں یہودیوں کی تجارت سود، شراب اور قحبہ خانوں سے خوب چمکتی ہے تاریخوں کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ بنی اُمیہ جو بنی ہاشم کے مقابلہ میں احساس کمتری میں

مبتلا تھے یہودیوں اور نصرانیوں سے ان کا ربط ضبط تھا بلکہ وہ ان کے کمیشن ایجنٹ تھے ابوسفیان اور زیاد ابن ابیہ یعنی سمیہ کا واقعہ بنی اُمیہ کے کردار کا مثالی واقعہ ہے جسے معاویہ نے اپنے دربار میں بطور شہادت نسب زیاد سنا تھا اور مہر تصدیق ثبت کی تھی یزید بن معاویہ کی ماں بھی عیسائی قبیلہ بنی کلاب کی تھی جو شام اور روم کی سرحد پر آباد تھا دربار امیر شام میں ابن آثال اور دوسرے عیسائی اور یہودی مشیروں کا تذکرہ بھی تاریخ میں ہے اور یہ ربط ضبط اسپین تک برقرار رہا یعنی پول اپنی کتاب مورخان اسپین میں لکھتے ہیں کہ..... شہر قرطبہ خالی ہو گیا اور یہودی جنہوں نے تمام لڑائی میں اوّل سے آخر تک مسلمانوں کی خیر خواہی اور مددگاری کا پورا ثبوت دیا تھا اور جو اس کے بعد بھی ہمیشہ فتح مندوں کی نظروں میں معزز و ممتاز رہے شہر مذکور کے حاکم مقرر کر دیئے گئے مسلمانوں نے یہودیوں کو عرصہ دراز تک برخلاف اہل گاتھ کے کوئی اذیت و تکلیف نہ پہنچائی بلکہ ہمیشہ رشتۂ موانست قائم رکھا، چنانچہ جن جن ملکوں پر مسلمانوں نے فوج کشی کی یہودی ہمیشہ سائے کی طرح ساتھ رہتے تھے جب تک مسلمان لڑائی میں رہتے یہودی تجارت میں مشغول رہتے تھے لڑائی ختم ہوتے ہی یہودی مسلمان اور پارسی باہم مل کر علم و ہنر اور شائستگی کی اشاعت میں مشغول ہو جاتے مسلمانوں کے زمانہ وسطیٰ کی حکومت کے زبان زد خلائق ہونے کے بڑے وجوہ یہی ہیں (اردو ترجمہ بنام تاریخ اندلس حامد علی صدیقی مطبوعہ لاہور) پس مسلمان اور یہودیوں کے اس ربط ضبط یعنی یہودی دوستی کے بعد ایسے مسلمانوں کو کیسے جرأت ہوئی کہ وہ اہلبیت رسول کے ماننے والوں (شیعہ امامیہ) کو سبائی کہیں وہ پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کے مذہب کی بنیاد کیا ہے جن کا خلیفہ یزید بن معاویہ شام کے دربار عام میں اعلانیہ یہ کہے (نعوذ باللہ) کہ محمدؐ نے ملک گیری کا ڈھونگ نکالا تھا اس پر نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی اور نہ کوئی فرشتہ آتا تھا جن مسلمانوں کا خلیفہ رسالت سے انکار کرے اور شرابی زانی ہو ان کا مذہب یہ ہے جو یزید بن معاویہ کا مذہب ہے یعنی رسالت سے انکار ہی اسلام سے انکار ہے لہٰذا جو خود یہودی نواز ہوں وہ دوسروں پر کیا اعتراض کرنے کا حق رکھتے ہیں اور دیکھیئے یہود کی باتوں کا بعض صحابہ پر اور اکثر مسلمانوں پر کیا اثر ہوا، تحویل قبلہ کے بعد...... یہود کیا کہنے لگے وہ یہ کہہ کر مخالفت کرنے لگے کہ یہ عجیب دین ہے کہ جن کا قبلہ بھی بدلتا رہتا ہے اور پھر یہ کہتے کہ جو لوگ قبلہ اوّل کی طرف رُخ کر کے عبادت کر چکے ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی تمام عبادتیں اکارت گئیں، چنانچہ ان کے (یہود) کے کہنے سننے کا اثر مسلمانوں پر بھی پڑا اس لئے قرآن نے ان کے تمام اعتراضات کا جواب دیا (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص۴۳) پس شیعہ اثناعشری فرقہ کے مذہبی عقائد مذکورہ سے واضح ہے کہ یہ اللہ اور رسول والوالامر کے احکام کا اتباع یہود دشمن گروہ ہے۔ یہ گروہ (فرقہ) شیعہ اثناعشری محافظ دین اسلام ہے جس نے ظالم سلاطین بنی اُمیہ بنی عباس کے عہد میں طرح طرح کی قربانیاں دے کر دین اسلام کی حفاظت کی، یہ فرقہ خدا رسول کے بعد اہلبیت رسول کو ماننا اور ہادی برحق سمجھتا ہے یہ وہ اہلبیت رسول ہیں جن کی شان میں قرآن حکیم کی ایک نہیں بہت سی آیات مبارکہ عصمت کی گواہی دیتی ہیں اس لئے ہم کتاب اللہ اور فرمودات نبوی سے احکام حاصل کرتے ہیں آل محمدؐ کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی جن کو اللہ نے ہر رجس سے پاک رکھا یہ وہ آل محمد ہیں جنہوں نے نصارائے نجران کو مباہلہ سے شکست فاش دی جس کی تصدیق آیہ مباہلہ نے کی ہے یہ وہ آل محمد ہیں کہ اگر نماز میں ان پر درود نہ بھیجا جائے تو نماز باطل ہے حضرت علی ابن ابیطالب وصی رسولؐ نے بدر و احد و خندق میں کفار و مشرکین کو شکست پیہم

٭ کرتا ہے اور کسی کو نہیں مانتے اگر سبائی فرقہ کا دنیا میں وجود ہے تو وہ مسلم منافق بہتر فرقوں میں سے ہوگا۔

کے بعد قلعہ خیبر میں فتح حاصل کر کے یہودیوں کی طاقت ختم کردی، اگر بنی اُمیہ نے ان سے ربط ضبط رشتے ناطے نہ بڑھائے ہوتے تو یہ نجاست عرب سے ختم ہو چکی ہوتی بھلا فاتح خیبر علی ابن ابیطالب کے شیعوں کو یہودیت سے کیا تعلق جن کے امام اول نے خیبر میں یہودیوں کا سر کچل دیا ہو اگر کوئی یہودی نو مسلم عبداللہ ابن سبا تھا جس کے نام سے بھی شیعہ امام کی اکثریت ناواقف ہے تو وہ علی ابن ابیطالب کا حامی کیسے ہو سکتا تھا جنہوں نے اس کی قوم کو ابدی شکست دی اور جن کا نام نامی فاتح خیبر حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار یہودیت کے لئے شکست کی یادگار ہے۔

لعنت یا تبرا

تبرا عربی لفظ ہے جس کے معنی نفرت و بیزاری کے ہیں (منتہی الادب و تاج المصادر و قاموس وغیرہ) اور لعنت کے معنی رحمت الٰہی سے دوری (دیوان لادب و نہایۃ ابن اثیر وغیرہ) ارشاد احدیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (سورہ احزاب پارہ ٢٢) جو خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں خدا ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کو عذاب جہنم میں مبتلا کرے گا دوسری جگہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (سورہ نساء پارہ ۵) جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے اس کی جزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے اور اس پر خدا کا عذاب اور لعنت ہے اور سخت عذاب ہے، ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا اور رسول کو ایذا دینے والا اور جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والا لعنتی اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے خدا و رسول کو ایذا دینے والوں کی وضاحت رسول خدا نے اس طرح فرمائی ہے کہ جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا و ایذا دی اس پر بہشت حرام ہے دنیا و آخرت میں اللہ کی طرف سے رسوائی کا عذاب ہے (تفسیر کشاف و ارجح المطالب ص۴۱۸ صواعق محرقہ ابن حجر ص۱۰۵)، رسول اللہ نے فرمایا غضب اللہ و رسول کا اس پر نہایت شدید ہے جو میری ذریت سے حقارت کرے اور میری عترت کے باب میں ایذا پہنچائے (مودۃ القربیٰ علی ہمدانی وغیرہ) اور رسول اللہ نے فرمایا حسنین پر ظلم کرنے والے پر عذاب ہے اس کو منافقین کے ساتھ جہنم کے نیچے درجہ میں عذاب دیا جائے گا (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی) اور رسول اللہ نے فرمایا میرے اہلبیت سے بغض دشمنی رکھنے والا منافق ہے اور اس پر لعنت ہے (مسند احمد حنبل، تفسیر معالم التنزیل ص۱۱۳ و تفسیر لباب التاویل وغیرہ) اور فرمایا جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی (مناقب ابن مغازلی و صواعق محرقہ) اور فرمایا رسول اللہ نے اس طرح ایک دفعہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا دست مبارک پکڑے ہوئے تشریف لائے اور دہن رسالت سے فرمایا جو اس کو پہچانتا ہے کہ یہ فاطمہ دختر رسول خدا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا اور میری روح ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو اذیت دی (ابن عساکر ارجح المطالب ص۳۱۴ وغیرہ) اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے لڑنے والا ہوں جو علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ سے لڑے اور اس سے صلح کرنیوالا ہوں جو ان سے صلح کرے (رواۃ الترمذی، مشکوٰۃ باب المناقب، اہلبیت جلد ۴ ص۴۱۲ امرتسری)،

پس مذکورہ آیات واحادیث نبوی سے ثابت ہے کہ اہلبیت رسولؐ کو ایذا دینے والے مومنین کو قتل کرنیوالے لعنتی اور جہنمی ہیں ان آیات واحادیث سے واضح ہے کہ لعنت وتبرا دشمنان اہلبیت رسولؐ پر خدا ورسول نے کیا ہے اس لئے لعنت وتبرا جزو ایمان ہے، بحکم خدا ورسول یہ تمام مسلمانوں کا مذہبی حق ہے انصاف وعدالت کا فیصلہ ہے مسلمان تو مسلمان ہر انسان کا یہ حق ہے کہ وہ ظالم سے نفرت وبیزاری اور مظلوم سے ہمدردی کرے۔ ہر مذہب وہر فرقہ کا جزو اصول ہے کہ اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار اور غیر مذاہب کے اصول سے بیزاری کریں۔ اس لئے ہر مذہب وملت والا دوسرے مذاہب والوں سے بیزاری کرتا ہے اگر نفرت نہ کرے تو دوسرے مذہب کو اختیار کیوں نہ کرے، مذہبی اصول کی مخالفت پر ایک دوسرے سے نفرت کرتا ہے مثلاً کفار ومشرکین کے اصول مذہب سے مسلمان نفرت کرتا ہے اور غیر مسلم مذاہب مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں اسی طرح مسلمانوں میں ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے نفرت وبیزاری کرتا ہے اور آج کل تو اسلام کے فرقوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ اسلام کے بڑے طبقے جو باوجود اپنے اپنے مسالک پر گامزن رہنے کے شیر وشکر تھے ایک دوسرے سے دست وگریبان ہونے لگے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتاوے عائد ہونے لگے، بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی ایک ملک دوسرے ملک کی سیاست سے نفرت کرتا ہے نسل انسانی کا ہر طبقہ سیاسی، مذہبی، تمدنی نظریات کے پیش نظر دوسرے طبقہ سے نفرت کرتا ہے اور یہ انسان کا فطری حق ہے یہ اصول نفرت وبیزاری روزمرہ کا مشاہدہ ہے، ہر ملک کی سیاسی جماعتیں دوسری سیاسی جماعتوں سے نفرت کرتی ہیں اور خاص سیاسی انتخابات کے زمانہ میں ایک جماعت دوسری جماعت کے خلاف نفرت کا اظہار کرتی ہے بلکہ پروپیگنڈہ کے ذریعہ بداخلاق کا مظاہرہ بھی کرتی ہے، غرضیکہ جس طرح ہر انسان اور ہر مذہب کا دوسرے مذہب سے نفرت کرنا فطری حق ہے اسی طرح مذہب شیعہ اثنا عشری کا بھی یہ فطری حق اور جزو ایمان ہے کہ دشمنان اہلبیت رسول سے نفرت وبیزاری کا اظہار کرے، شیعہ اثنا عشری فرقہ کو تبرا باز یا گالیاں دینے والے کو کہنے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے پیشوا سیاسی حکمران معاویہ بن ابوسفیان نے حکومت پاتے ہی تنخواہ دار خطیب معین کئے جو مسجدوں میں حضرت علی ابن ابیطالب حقیقی خلیفہ رسول کو عرصہ تک گالیاں دیتے رہے اور معاویہ کا یہ کہنا کہ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھوں گا کہ بچوں کو علیؑ پر گالیاں دینے کی عادت پڑ جائے اور جوان ہو جائیں، اور بوڑھے اسی حالت میں مر جائیں یہ گالیاں عمر ابن عبدالعزیز حاکم وقت نے سنہ ۳۵۴ھ میں حکماً بند کرائیں (تاریخ ابوالفداء مروج الذہب مسعودی، کامل ابن اثیر، عقد الفرید، صحیح مسلم، واقدی وغیرہ) معاویہ ابن ابوسفیان نے یہ گالیاں شیعوں کے امام اوّل اور اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق چوتھے خلیفہ حضرت علی ابن ابیطالب حقیقی خلیفہ رسول کو دلا کر خدا ورسولؐ کو اذیت پہنچائی اور حضرت علی علیہ السلام سے بغاوت کر کے صفین میں لڑا یعنی علیؑ سے لڑنا رسول خدا سے لڑا اور رسول خدا سے لڑنے والا اللہ تعالےٰ کا مقابل ہوا، ان کے باپ صخر معروف ابوسفیان بن حرب بدر واحد میں رسول اللہ سے نبرد آزما ہوئے اور ان کے بیٹے یزید بن معاویہ نے میدان کربلا میں فرزند رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا لہٰذا ظالموں سے بیزاری کرنا شیعوں کا جزو ایمان اور فطری حق ہے اور شیعوں پر ہی کیا منحصر ہے ہر انسان ظالم سے نفرت کرتا ہے۔

رسول خدا کی ازواج اولاد

آنحضرتؐ کی زوجہ اولیٰ (۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ملقب۔ زہیداں معظمہ کی زندگی میں رسالت مآب نے دوسرا عقد نہیں کیا ان محترمہ کے بطن مبارک سے قاسم وطیب متولد ہوئے ان کا چار سال کی عمر میں انتقال ہوا اور اولاد اناث میں صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اکلوتی بیٹی بقیہ حیات رہیں اور کتاب مناقب آل ابوطالب میں علامہ محمد ابن علی ابن شہر آشوب مازندرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احمد بلاذری اور ابوالقاسم کوفی نے اپنی کتابوں میں روایت کی اور سید مرتضےٰ علم الہدیٰ نے شافی میں اور ابوجعفر نے تلخیص میں لکھا ہے کہ جب ختمی مرتبت نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد سے عقد فرمایا تو وہ باکرہ (کنواری) یعنی کسی کے عقد میں نہیں آئی تھیں، اس کی تائید کتاب الانوار والبلاغ سے بھی ہوتی ہے کہ رقیہ، کلثوم، زینب یہ لڑکیاں ہالہ خواہر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی تھیں، تا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی (مناقب مطبوعہ بمبئی ص۸۶) (۲) سودہ بنت ربیعہ (۳) ام سلمٰی بنت ابی ربیعہ (۴) عائشہ بنت جناب ابوبکر (۵) حفصہ بنت جناب عمر (۶) زینب خزیمہ الحارث (۷) ام حبیبہ بنت صخر عرف ابوسفیان یہ خاتون باپ بھائی سے پہلے ایمان لائیں ان کا پہلا شوہر عبداللہ بن جحش تھا جس نے ام حبیبہ کے ہمراہ حبشہ (افریقہ) کی جانب ہجرت ثانی کی تھی لیکن یہ حبشہ پہنچ کر عیسائی ہو گیا اس لئے مرتد شوہر سے علیحدہ ہو گئیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باپ بھائی اور تمام قبیلے پہلے ہی تعلقات ختم ہو چکے تھے لہٰذا ام حبیبہ انتہائی مصائب و آلام میں مبتلا ہو گئیں۔ رسول اللہ کو ان کی مصیبتوں کا حال معلوم ہوا آپ کو ان پر رحم آیا اور آپ نے عقد کا پیغام بھیجا۔ ام حبیبہ نے منظور کیا اور پیغمبر خدا سے ام حبیبہ کا عقد ہو گیا (۸) میمونہ بنت حارث (۹) ماریہ قبطیہ بنت شمعون یہ مادر ابراہیم تھیں یہ زن مصریہ تھیں جناب ابراہیم ڈیڑھ سال کی عمر میں وفات پائی (۱۰) صفیہ بنت الحطیب بعض مورخین نے ایک زوجہ رقیہ بھی لکھی ہے ان ازواج کے علاوہ چار سریہ تھیں، سلمٰی زینب بنت عمیس وجمیلہ خولہ کنیز بنت حکم وریحانہ خندقیہ زید بن عمرو وجویریہ بنت حارث!

تمام علمائے امامیہ و محققین اس بات پر متفق ہیں کہ سوائے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ کے رسول خدا کی کوئی اور صلبی لڑکی نہیں تھی، کافی میں کلینی نے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ وابن بابویہ وعلامہ محمد باقر مجلسی وسید مرتضےٰ علم الہدیٰ وغیرہ علماء اکرام نے لکھا ہے کہ رقیہ و زینب و کلثوم ہر سہ لڑکیاں جناب خدیجۃ الکبریٰ کی نہیں تھیں بلکہ ان کی ہمشیرہ ہالہ کی تھیں جو یتیم ہو جانے کے بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ کی پرورش میں تھیں اور کتاب حقائق الحق وغیرہ میں ہے کہ جب یہ لڑکیاں سن بلوغ کو پہنچ گئیں تو ان کے نکاح شہر مکہ معظمہ میں اس طرح کر دیئے گئے کہ زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیعہ مشرک سے اور رقیہ و کلثوم کا نکاح عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب مشرکین سے کر دیا گیا زینب تو ابوالعاص کی زندگی میں فوت ہو گئی۔ رقیہ و کلثوم کو ابولہب نے سورہ ابی لہب کے نازل ہونے پر اپنے لڑکوں عتبہ و عتیبہ سے ان کو علیحدہ کرا دیا، مشرکین کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کے بعد جناب عثمان نے رقیہ و کلثوم سے عقد کر لیا۔

مسئلہ متنازعہ بنات رسولؐ

اس مسئلہ میں خود مورخین اہلسنت میں کافی اختلاف ہے چنانچہ بعض علمائے اہلسنت نے

رسول اللہ کی اولاد صلبی کی تعداد چھ بتائی پھر آٹھ حتیٰ تغیر و تبدل کرتے کرتے اولاد صلبی کی تعداد گیارہ تک بڑھا دی دیکھو (مواہب لدنیہ دار قطنی) مگر اس پر بھی بس نہیں کی اولاد ذکور میں عبد مناف کا نام بڑھا کر گیارہ کی تعداد سے بارہ تک پہنچا دی (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۴۳) نیز بارہ کی تعداد کے علاوہ کتاب اصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۲ میں ایک لڑکی برکتہ کو بھی نبات رسول میں شامل کیا گیا ہے، اب ناظرین اولاد ذکور اناث کی ترتیب بھی ملاحظہ فرمائیں (کتاب روضۃ الاحباب کے صفحہ ۹۶ پر پیدائش اولاد کے اعتبار سے جو ترتیب لکھی وہ یہ ہے قاسم و عبداللہ و ابراہیم و زینب و رقیہ و کلثوم و فاطمہ اور بقول ان کے سوائے ابراہیم کے یہ سب اولاد خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھی اور کتاب اصابہ جلد ۴ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ زینب سب سے بڑی لڑکی تھی اور سب بہنوں سے پہلے اس کی شادی ہوئی اور نبوت سے دس برس قبل پیدا ہوئی علمائے اہلسنت نے نبات رسول کے قبل از مبعوث پیدا ہونے کے ساتھ ان کے تفاوت سن کی یوں تصریح کی ہے، پیغمبر خدا جب تیس برس کے تھے تو زینب پیدا ہوئی اور تینتیس برس کی عمر میں رقیہ اور رقیہ کے بعد کلثوم پیدا ہوئی، اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ زینب کی عمر بوقت بعثت دس برس اور رقیہ سات برس اور کلثوم کی عمر اگر رقیہ کے ایک سال سے زائد مدت کا وقفہ قرار دیا جائے تو چھ برس بنتی ہے اب دوسری روایت کتاب استیعاب کی ملاحظہ فرمائیے یعنی زبیر اور ان کے چچا مصعب کا قول ہے کہ رقیہ رسول اللہ کی سب سے چھوٹی لڑکی تھی علامہ جرجانی نسابہ نے بھی اس روایت کی صحت کی ہے اور اسی کتاب استیعاب کے صفحہ ۷۴۹ پر ہے کہ زبیر کا قول ہے کہ رسول اللہ کی اولاد میں قاسم اولاد اکبر تھے پھر زینب پھر عبداللہ اور انہیں کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں بعد نبوت پیدا ہوئے ان کے بعد کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ اس کے بعد اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ ابن کلبی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کی اولاد میں سب سے پہلے زینب پھر قاسم پھر کلثوم پھر رقیہ پھر عبداللہ انہیں کو طیب و طاہر کہتے ہیں اور یہی قول صحیح ہے اور اس کے خلاف جو قول ہے وہ غلط ہے صاحب استیعاب کا یہ قول تنہا نہیں ہے بلکہ علم نسب کے اہلسنت کے بہت بڑے ماہر و محقق علامہ جرجانی کی بھی تصدیق ہے کہ سوائے اس کے دوسرے مورخین کے اقوال غلط ہیں، صاحب استیعاب اور علامہ جرجانی کی اس روایت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ رقیہ جناب فاطمہ زہرا سے عمر میں چھوٹی تھی اس صورت میں رقیہ بعثت رسول کے کم از کم پانچ برس بعد پیدا ہوئی کیونکہ جناب فاطمہ زہرا کی ولادت سال پنجم بعثت میں ہوئی جس میں فریقین شیعہ و سنی کو اتفاق ہے لہٰذا دونوں روایات کا ماحصل یہ ہے کہ رقیہ کا تو بعثت کے وقت وجود بھی نہیں تھا اور صاحب استیعاب اور علامہ جرجانی کے علاوہ پہلے راویوں سے جو روایت مذکور ہے ان سے رقیہ کی عمر زیادہ سے زیادہ سات سال اور کلثوم کی عمر زیادہ سے زیادہ چھ سال کی ثابت کی جا سکتی ہے تو اس صورت میں رسول اللہ پر (معاذ اللہ) یہ الزام عائد ہو گا کہ آپ نے شرعی شرط جواز نکاح کو نظر انداز کر کے کمسن لڑکیوں کو غیر کفو عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب مشرکین سے شادی کر دی، کوئی ناخواندہ مسلمان بھی اپنی کمسن لڑکی کی شادی مشرک سے نہیں کر سکتا اور ایسا مشرک جو دشمن خدا و رسول ہو یہ کھلم کھلا پیغمبر خدا پر الزام لگایا گیا ہے اس لئے کہ رسول اللہ کا یہ ارشاد ہے لولا خلق اللہ علیاً لفاطمۃ ما کان لہا کفو علی وجہ الارض، اگر خداوند فاطمہ کے لئے علیؑ کو خلق نہ کرتا تو روئے زمین پر کوئی بھی اس کا کفو نہ تھا، پس معلوم

ہوا کہ نبات رسول کا وہی کفو ہوگا جس کو خدا و رسولؐ نے کفو میں شمار کیا ہے اور پیغمبر خدا کا ہر فرمان مطابق وحی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ینطق ...... تا آخر یعنی میرا رسول اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا مگر جس کی اس کو وحی کی جاتی ہے پس اللہ کے رسول کا ہر قول و فعل مطابق حکم خدا ہوتا ہے، لہٰذا رسول اللہ اپنی صلبی بیٹی کی شادی غیر کفو میں کر ہی نہیں سکتے تھے آپ نے اپنے کفو کی تعریف اس طرح فرمائی "اِنّ بنی عبد المطلب بعضھم اکفاء لبعض یعنی بیشک بنی عبدالمطلب، آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں (الشہاب سید شہاب الدین سہروردی و جوامع الکلام،

خدا و رسولؐ کے اس فرمان نے بنی ہاشم کو بھی کفو سے علیحدہ کر دیا جبکہ اولاد ہاشم میں بنی عبدالمطلب علیحدہ کفو ہیں اور عبدالمطلب کی اولاد کے علاوہ ہاشم کی دوسری اولاد کفو میں شامل نہیں تو پھر کسی اور قبیلہ مسلم و مشرک کا ہم کفو ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس فرمان کا صاف مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کی صلبی بیٹی کی شادی سوائے بنی عبدالمطلب کے دوسرے خاندان حتیٰ کہ خاندان بنی ہاشم میں بھی نہیں ہو سکتی، اگر زینب و رقیہ و کلثوم رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں ہوتیں تو ان کی دوسرے قبیلہ مسلم یا مشرک میں شادی نہ ہوتی، پس ثابت ہوا کہ یہ ہر سہ زینب و رقیہ و کلثوم رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں نہیں تھیں، جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ لڑکیاں ہالہ ہمشیرہ خدیجۃ الکبریٰ کی تھیں۔

مخالفین حقائق پر پردہ ڈالنے کی لاکھ کوشش کریں لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی، ناظرین، روایات مذکورہ میں ایک بات عجب دلچسپ اور مضحکہ خیز ہے وہ یہ ہے کہ رقیہ و کلثوم کا عقد قبل از بعثت عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب کے ساتھ فریقین کے درمیان متفق علیہ ہے، اگر راویوں کے بیان کے مطابق رقیہ کو سب سے چھوٹی لڑکی تسلیم کر لیا گیا تو رقیہ کی ولادت جناب فاطمہ زہرا کے بعد یعنی بعثت کے پانچ سال بعد ثابت کی جا رہی ہے تو پھر جناب عثمان کے ساتھ مسئلہ عقد بھی صاف ہو جاتا ہے اس لئے کہ جناب عثمان کا رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرنا بتلایا جاتا ہے اور حبشہ کی طرف کا واقعہ بالاتفاق ۵ھ سال نبوت میں واقعہ ہوا تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُدھر رقیہ پیدا ہوئی اور رسول خدا نے ان کا نکاح اوّل فرزند ابولہب سے اور بعدہٗ جناب عثمان سے کر دیا تاکہ وہ دونوں یکے بعد دیگرے رقیہ کی پرورش کے فرائض ادا کریں اور گود میں یا جھولے میں جھلاتے رہیں یہ ہے مخالفین محمد و آل محمد کا من گھڑت افسانہ سر تا پا غلط اور بے بنیاد، حقیقت صرف یہ ہے کہ زینب و کلثوم و رقیہ پیغمبر خدا کی صلبی لڑکیاں نہیں تھیں بلکہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کی تھیں یتیم ہو جانے کے بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ کی پرورش میں آئیں اور آپ کے ساتھ رہنے لگیں، ناواقف لوگوں نے ایک گھر میں دیکھ کر رسول اللہ کی لڑکیاں سمجھ لیں، راویوں نے سنی سنائی یا قصداً بات کا بتنگڑ بنا دیا، اندرون گھر کے حالات گھر ہی والے جانتے ہیں اور خاندان رسالت کے گھر کے حالات غیروں کو کیا معلوم ہو سکتے ہیں یہ تو صرف اہلبیت رسول کو ہی معلوم ہو سکتے ہیں ورنہ مسلمانوں کو تو تیرہ سو سال کا زمانہ گذر چکا آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ رسول خدا نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی یا باندھ کر اسی لئے تو رسول اللہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی جس کا بھی واضح مطلب ہے کہ نجات بغیر قرآن و اہلبیت دونوں سے تمسک کے ناممکن ہے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں

اگر اہلبیت رسول کو مان لیتے تو آج مسلمان گمراہی کی طرف نہ جاتے اور اس قسم کے من گھڑت افسانے بیان نہ کرتے جس سے رسالت پر حرف آجائے، بہر حال رسول خدا کے صرف صلبی بیٹی ایک جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی تھیں، اس صلبی بیٹی کو ایسے فضائل و مناقب عطا ہوئے جس کی مثال دنیا میں کسی خاتون کو نہیں ملتی، جناب سیدۃ النساء العالمین کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث رسول کا ایک بڑا ذخیرہ ہے، رسول خدا نے تمام عمر اپنی اس اکلوتی بیٹی کی توصیف و تعریف میں گذار دی کبھی کہا لوگو پہچان لو یہ میری بیٹی فاطمہ زہرا زنان عالم کی سردار ہے کبھی فرمایا جس نے فاطمہ کو راضی کیا اس نے مجھے اور خدا کو راضی کیا جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے اور خدا کو ناراض کیا اور کبھی فرمایا جس نے فاطمہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے اور خدا سے بغض رکھا اور فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غصہ میں ڈالا اس نے مجھے غصہ میں ڈالا قلق میں ڈالتی ہے مجھکو وہ چیز جو کہ فاطمہ کو قلق میں ڈالتی ہے اور مجھ کو ایذا دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ کو ایذا دیتی ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ باب المناقب اہلبیت النبی صلعم ص۵۶۸)

اور ترمذی ابوداؤد و نسائی میں ہے کہ بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا قیام و قعود اور رفتار و گفتار میں اپنے باپ رسول اللہ کی صحیح تصویر تھیں رسالتمآب کے خط و خال آپ کے مرقع میں ڈھلے ہوئے تھے جب آپ تشریف لاتیں رسول اللہ آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ بٹھاتے، ایک دفعہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی کا دست مبارک پکڑے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا جو اس کو پہچانتا ہے کہ یہ دختر رسول اور جو نہیں پہنچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے میری روح ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی (ابن عساکر ارجح المطالب ص۳۱۴) علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر و مباہلہ اہلبیت رسول کی شان میں نازل ہوئی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ کی ذات پاک و پاکیزہ ہے اور وہ ذات مقدسہ ہے جنہیں خود رسول بحکم خدا عورتوں میں سے میدان مباہلہ میں اپنے ساتھ لے گئے، کسی زوجہ یا کسی لڑکی کو اگر تھی ہمراہ نہیں لے گئے، نسائنا میں آپ ہی کی ذات مقدسہ تھی کہ بنی نجران مباہلہ سے ڈر کر گریز پا ہوئے اور عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کو زبردست فتح ہوئی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب واقعہ مباہلہ پیش آیا تو اس وقت ازواج رسول اور دوسرے اصحاب رسول اور لاکھوں مسلمان موجود تھے لیکن مباہلہ کے لئے جو ہستیاں خدا اور اس کے رسول نے منتخب کیں وہ پنجتن پاک ہی تھے اور نساء میں صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں اگر رسول کی اور صلبی لڑکیاں ہوتیں تو پیغمبر خدا ان کو بھی مباہلے میں ہمراہ لے جاتے پس آیات قرآنی و احادیث رسول سے ثابت ہے کہ پیغمبر خدا کی صرف ایک صلبی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں اور کوئی صلبی بیٹی نہیں تھی ایک سے زیادہ بنات رسول کا افسانہ من گھڑت کے سوا کچھ نہیں ایک سے زیادہ بنات رسول کے قصہ سے تین نکات حسب ذیل ہیں،

(۱) یہ کہ عصمت و طہارت میں منجانب اللہ و رسول مقبول ہیں آیات قرآنی آیۂ تطہیر و آیۂ مباہلہ، المودۃ فی القربیٰ ذات ذالقربیٰ فقدہ، وغیرہ سے صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی کو شامل کیا گیا اور مطلق کسی لڑکی کا ذکر نہیں نہ قول و فعل رسول سے اور کوئی لڑکی ظاہر ہے!

(۲) یہ کہ اگر زینب اور رقیہ و کلثوم متذکرہ رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں ہوتیں تو رسالتمآب زینب ابو العاص اور رقیہ و کلثوم پسران ابولہب جیسے کافر و مشرک

شرعی شرط جواز نکاح کو نظر انداز کر کے ان سے عقد نہ کرتے اگر ایسا ہوتا تو آج مسلمانوں کو بھی سنت نبوی کی پیروی میں اپنی لڑکیاں کفار و مشرکین کو دینی پڑتیں۔

(۳) یہ کہ پیغمبر خدا کا ہر قول و فعل مطابق وحی کے ہوتا ہے اور جو عدل و انصاف و حق کی تبلیغ پر مامور کئے گئے تھے ان کے عمل سے یہ بات ممکن نہیں مانی جا سکتی کہ وہ ایک بیٹی (فاطمہ زہرا) سے تو غیر معمولی محبت یعنی فاطمہ بضعۃ منی کا اظہار فرمائیں اور باقی بیٹیوں سے معمولی طور پر بھی اظہار محبت نہ کریں،

سیدۃ النساء العالمین بضعۃ الرسول معصومہ کونین حضرت فاطمۃ الزہرا صلواۃ و سلامہ علیہا اُمّ السادات

کتاب خصائص حسینہ شیخ جعفر تستری مطبوعہ طہران صفحہ ۲ پر لکھا ہے یعنی بروایت انس پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قبل از پیدائش آدمؑ جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین اور نہ تاریکی تھی نہ روشنی نہ سورج تھا نہ چاند نہ بہشت نہ دوزخ پس کہا جناب عباس نے کس طرح آپ حضرات کی پیدائش ہوئی رسول خدا نے فرمایا اے چچا جان جبکہ خدا تعالیٰ نے ہماری پیدائش کا ارادہ کیا تو اپنی قدرت کاملہ سے ایک کلمہ کو تلفظ فرما کر اس سے نور کو پھر دوسرے کلمہ سے روح کو پیدا کیا پھر نور کو روح سے خلط کر کے مجھ کو اور علی ابن ابیطالب اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا پھر ہم خدا کی تسبیح و تقدیس میں مستغرق ہوئے جبکہ نہ تسبیح تھی نہ تقدیس پس جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کائنات کا ارادہ کیا تو اس نے میرے نور کو شگافتہ کر کے اس سے عرش و کرسی کو پیدا کیا پھر خدا نے نور علی ابن ابیطالب کو شگافتہ کر کے اس سے فرشتوں کو پیدا کیا پھر رب العزت نے پارہ جگرم فاطمہ زہرا کے نور کو شگافتہ کر کے اس سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اس کے بعد میرے حسن کا نور شگافتہ کر کے اس سے سورج اور چاند کو پیدا کیا بعدہٗ میرے فرزند حسین کا نور شگافتہ کر کے اس سے جنت اور حوران بہشت کو پیدا کیا پھر ہر شش جہت پر تاریکی چھا گئی۔ فرشتوں نے پروردگار سے اس تاریکی کے رفع کرنے کا سوال کیا پس خدا نے قدرتی تکلم سے ایک کلمہ کو تلفظ کر کے اس سے روح پھر اسی طرح کے دوسرے کلمہ سے نور کو پیدا کیا اور روح کو نور میں خلط کر کے عرش کے سامنے معلق کر دیا پس آسمانوں و زمینوں پر نورانیت پھیل گئی یہ نورانیت فاطمہ زہرا کے نور سے تھی اس وجہ سے فاطمہؑ کا لقب زہرا ہوا، اور اسی حدیث کے منطبق بحار کی ایک روایت ہے یعنی جبرئیل نے پیغمبر خدا سے بیان کیا کہ عرش الٰہی پر ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جو اس دنیا کے ماہ و سال کی مطابق تیس ہزار سال تک رہتا ہے اور پھر تیس ہزار سال تک غائب رہتا ہے اور پھر طلوع ہو کر تیس ہزار سال تک رہتا ہے پھر تیس ہزار سال تک غائب رہتا ہے میں نے اس ستارہ کے تیس ہزار ایسے دور دیکھے ہیں سرور کائنات نے فرمایا جبرئیل تم اس ستارہ کو دیکھو گے عرض کی ہاں آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو طلب فرمایا کہ جبرئیل دیکھو یہی وہ ستارہ ہے پہچانتے ہو عرض کیا ہاں یا رسول اللہ یہی ہیں وہ ستارہ لیکن فرق اتنا ہے کہ وہاں ان کے سر پر تاج کانوں میں آویزے اور گلے میں نور تن کی مالا ہوتی ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جبرئیل تاج اس کے علیؑ ہیں جو اس کے شوہر ہیں، آویزے اس کے حسنینؑ ہیں جو اس کے فرزند ہیں اور مالا میں ہوں جو اس کا باپ ہوں اور وہ نور تن امام ہیں جو اس کے نو فرزند امام ہیں، معصومہ کونین کی ذات و ذوات سے ہے جو جمعیت پنج تن پاک کا مرکز ہے جو رسالت و ولایت و امامت

گویا ہم کہے ہوئے ہے یہ مسلّم ہے کہ عصمت کے بغیر نہ نبوت ہوتی نہ ولایت نہ امامت، محمدؐ نبی تھے، علیؑ ولی تھے اور حسنینؑ
امامؑ فاطمہؑ نہ نبی ہیں نہ ولی نہ امام لیکن صاحب عصمت ہیں معدن عصمت سردار خواتین جناں ہیں۔

ولادت باسعادت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مفصل روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام عالیمقام سے بضعۃ الرسول
معصومہ کونین کی ولادت کے متعلق دریافت کیا تو جناب نے ارشاد فرمایا کہ جب رسول خداؐ نے جناب
خدیجۃ الکبریٰ سے عقد کیا تو مکہ کی تمام مستورات نے جناب خدیجہ کا بائیکاٹ کر دیا اور یہ لاتعلقی کا سلسلہ مدت قائم رہا یہاں تک
جناب خدیجہ کو جناب فاطمہؑ زہرا کا حمل رہا معصومہ عالم بطن مادر میں بقدرت خدا گویا ہوتی تھیں اور رنجیدہ ماں کا دل بہلاتی تھیں
جب سیدۃ النساء کی ولادت کا وقت قریب آیا تو جناب خدیجہ نے زنان مکہ کو پیغام بھیجا کہ اس وقت مستورات کو جن نگہداشت
کی ضرورت ہوتی ہے آکر انجام دیں زنان قریش مکہ نے جواب دیا کہ ہم تم سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے کیونکہ تم نے ہمارے مشورہ پر عمل
نہیں کیا بلکہ یتیم عبداللہ (پیغمبر خدا) جو تنگدست تھے عقد کر لیا جناب خدیجہ اس جواب سے مایوس ہوئیں، اس عرصہ میں کیا دیکھتی ہیں
کہ چار عورتیں گندم گوں بلند قامت اور زنان بنی ہاشم سے مشابہ حجرہ میں داخل ہوئیں جناب خدیجہ ڈر گئیں انہوں نے کہا تم خوف
نہ کرو ہم تمہارے پروردگار کی فرستادہ عورتیں ہیں اور تمہاری ایمانی بہنیں ہیں یہ سارہ ہیں یہ آسیا ہیں اور یہ مریم بنت عمران ہیں اور
یہ کلثوم خواہر حضرت موسےٰ علیہ السلام ہیں خدا تعالےٰ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم تمہاری وہی خدمت انجام دیں جو مستورات
اس وقت انجام دیتی ہیں پھر ایک معظمہ سامنے بیٹھیں ایک پس پشت ایک داہنی طرف ایک بائیں جانب غرض کہ کچھ عرصہ کے بعد جناب
فاطمہ زہراؑ پاک و پاکیزہ پیدا ہوئیں اور آپ کے نور سے مکہ معظمہ کے تمام گھر منور ہو گئے اور شرق و غرب عالم میں کوئی جگہ نہ تھی جہاں
اس نور معصومہ کی شعاعیں نہ پہنچی ہوں پھر دس حوریں نمودار ہوئیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک طشت اور آفتابہ میں آب کوثر تھا، جو
خاتون جناب خدیجہ کے سامنے بیٹھی تھیں انہوں نے آب کوثر سے خاتون جنت کو غسل دیا اور پارچہ بہشت میں لپیٹا اور ایک دوسرے
پارچہ کو مقنعہ کی طرح سر پر اوڑھا دیا اور جناب فاطمہ زہراؑ سے کہا (بقدرت خدا) کچھ بولو تو معصومہ کونین نے بحکم خدا فرمایا اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ و ان ابی رسول اللہ سید الانبیاء و ان بعلی سید الاوصیاء و ولدیٰ سادۃ الاسباط یعنی میں گواہی
دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اور یہ کہ میرے پدر بزرگوار خدا کے رسولؐ اور سردار انبیاء ہیں اور میرے شوہر سردار
اوصیاء ہیں اور میرے گیارہ فرزند اولاد انبیاء کے سردار ہیں، اس کے بعد ان معظمہ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو آغوش جناب خدیجہ میں دیا
خاتون جنت روزانہ اس قدر بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں اور ایک ماہ میں تقریباً اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے
ایک سال میں بڑھتے ہیں (کتاب مناقب ابن شہر آشوب)

بضعۃ الرسول بعثت کے پانچ سال بعد بیس ۲۰ جمادی الثانی بروز جمعہ بوقت صبح صادق پیدا ہوئیں، رسول خداؐ نے
فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ تعالےٰ نے آدم کو خلق فرمایا اور ان کے پتلہ میں روح داخل کی تو حضرت آدم نے عرش کی جانب
نگاہ کی تو ان کو پانچ اسماء بزرگ نظر آئے حضرت آدمؑ نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے میرے معبود کیا مجھ سے

پیشتر بھی تو کسی بشر کو خلق کیا ہے آواز آئی یہ پانچ مقدس ہستیاں تمہاری اپنی ذریت میں سے ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو میں تم کو پیدا نہ کرتا اور نہ جنت و نار کو نہ عرش و کرسی کو نہ آسمان و زمین کو نہ انس و جن اور ملائکہ کو یہ پانچ مقدس ہستیاں ہیں کہ جن کے نام میں نے اپنے نام سے نکالے ہیں میں محمود ہوں یہ محمدؐ ہیں میں اعلیٰ ہوں یہ علیؑ ہیں اور میں فاطر ہوں یہ فاطمہؑ ہیں، میں صاحب احسان ہوں اور یہ حسنؑ ہیں اور میں محسن ہوں اور یہ حسینؑ ہیں اور میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ ان سے جو رائی کے دانہ کے برابر دشمنی رکھے گا اسے داخل جہنم کروں گا اور اے آدمؑ یہی بزرگ ہستیاں میری پوری کائنات کا خلاصہ ہیں جس کو نجات دوں گا ان کی وجہ سے اور جس کو داخل جہنم کروں گا تو انہیں کی وجہ سے!

حضرت محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میری جدہ امجدہ سیدہ طاہرہ کی ولادت ہوئی تو جد امجد رسالتمآب پر وحی ہوئی کہ ہماری اس کنیز کا نام فاطمہؑ رکھو (علل الشرائع شیخ صدوق) فاطمہؑ یعنی اپنی اولاد اور اپنے غلاموں کو جہنم سے چھڑانے والی، فاطمہ فطم سے مشتق ہے فطم کے معنی چھڑانا ہے اسی لئے اوفطام کے معنی دودھ چھڑانا ہے جس بچہ کا دودھ چھڑایا جاتا ہے اسے فطم کہتے ہیں رسول اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کی بیٹی کا نام فاطمہؑ کیوں ہے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے غلاموں کو جہنم سے چھڑانے والی ہے (معانی الاخبار)

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ شب معراج جبرئیل نے ایک سیب دیا کہ اسے تناول فرمائیں اس کے اثر سے ایک طاہرہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو جناب خدیجہ حاملہ ہوئیں خدیجہ اپنے بدن میں جنت کے سیب کی خوشبو پاتی تھیں پھر یہ خوشبو فاطمہؑ میں منتقل ہوگئی جب کبھی میں بہشت کے سیب کی خوشبو سونگھنے کا مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی بیٹی کی گردن کو سونگھتا ہوں اسی روایت کی تائید بی بی عائشہ نے بھی کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میرے استفسار پر کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ آپ کے پاس آتی ہیں تو آپ ان کے بدن کی خوشبو کیوں سونگھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو جبرئیل نے مجھے جنت میں ایک سیب دیا جس کو میں نے کھالیا اس کے بعد خدیجہ کے پاس گیا وہ حاملہ ہوئیں اور اس سے فاطمہؑ پیدا ہوئیں جب کبھی میں بہشت کے سیب کی خوشبو سونگھنے کا مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہؑ کے بدن کو سونگھتا ہوں (تاریخ خمیس علامہ دیار بکری وکنزالعمال جلد ۶ ص ۲۱۹)

حالات زندگی

آپ کا اسم گرامی فاطمہؑ لقب بتول، زہرہ، سیدہ، معصومہ، طاہرہ، خیر النساء وغیرہ اور کنیت ام الحسنین اور ام الائمہ ہے آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی صاحبزادی تھیں اور اس محترم ماں کی بیٹی تھیں جو رسول اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائیں اور ساری زندگی عبادت خدا و اطاعت رسولؐ میں بسر کی یہ معظمہ بھی مکہ میں سیدۃ النساء مشہور تھیں مغرب کے غیر مسلم مورخوں نے تسلیم کیا ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ عرب میں سب سے زیادہ مالدار بی بی تھیں ان کی دولت تبلیغ اسلام میں صرف ہوئی۔ بضعۃ الرسول کی مدت حیات صرف اٹھارہ سال ہوئی بچپنے میں والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اب یہ نفس نفیس رسول اللہ کے ذمہ معصومہ کونین کی پرورش تھی چنانچہ پیغمبر خدا کے زیر سایہ تربیت پاتی رہیں آنحضرتؐ نے اپنی اکلوتی بیٹی کو بعینہٖ اپنا نمونہ بنایا مکی دور کا مشکل ترین آخری وقت اور مدنی زمانہ کے دشوار گزار منازل کے ابتدائی مرحلے سرور کائنات نے کس جانفشانی سے طے کر کے اپنی

لخت جگر کو اپنا نمونہ بنایا تاکہ آئندہ نسلوں کی مستورات کے لئے نمونہ کاملہ بن سکیں اور ان کے ذریعہ سے نسل انسانی کی عورتیں نجات کی راہ طے کر کے ابدی نجات حاصل کرے پروردۂ آغوش رسالت جگر بند عصمت و طہارت کا ہر ہر فعل تحریک رسالت و تبلیغ اسلام کا جوہر تھا سیدۂ عالم کا سن شریف پانچ چھ سال سے زیادہ نہ تھا جب آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے لئے مکہ کی سرزمین تنگ دیکھی ایک دفعہ رسولِ مقبول قربِ کعبہ نماز میں مشغول تھے کسی دشمن نے آپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی حضورؐ نے سر سجدہ سے نہ اٹھایا دشمن خوش ہو رہے تھے کہ اتنے میں کسی نے باپ کی چاہنے والی صغیر سن پارہ جگر کو اطلاع دی معصومہ کونین باہر آئیں اور اپنے ننھے ہاتھوں سے اشک بہاتے ہوئے اوجھڑی والد ماجد کے اوپر سے علیحدہ کر کے پھینک دی، ابتدائی مراحل میں خاتون جنت کی خدمات ایسی ہیں جن سے شرکتِ کار رسالت معلوم ہوتی ہیں اس وقت جبکہ اسلام کے دو محسن جناب ابوطالب و خدیجۃ الکبریٰ دنیا سے رخصت ہوئے تو پیغمبر خدا کی غمخواری و غمگساری میں سیدۃ النساء کا کردار کار تبلیغ میں رکن اعظم رکھتا ہے چنانچہ اسی تاریخی حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے علامہ شبلی کو لکھنا پڑا کہ جناب ابوطالب و خدیجہ کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کس کا پاس تھا اب وہ نہایت بیرحمی و بیباکی سے رسول اللہ کو ستاتے تھے ایک مرتبہ آنحضرتؐ راہ میں جا رہے تھے کہ ایک شقی نے فرق مبارک پر خاک ڈالدی اسی حالت میں آپ گھر میں تشریف لائے آپ کی صاحبزادی فاطمہؑ ' دیکھ کر پانی سے باپ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور جوش محبت میں روتی جاتی تھیں اور جوش محبت میں روتی جاتی تھیں رسول اللہؐ نے فرمایا جان پدر روؤ نہیں خدا تیرے باپ کو بچالے گا (سیرت النبی حصہ اول جلد ۱ ص ۱۸۲) غرضیکہ ہجرت رسول سے پیشتر آٹھ سال تربیت پدر میں گذارے پانچ سال کی عمر میں ماں کا سایہ اٹھا مکہ میں دشمنوں کو شفیق پدر پر مصائب و آلام اور مظالم کرتے دیکھا راستہ میں بچھے ہوئے کانٹوں سے باپ کے تلوں کو زخمی دیکھا، پیر دھوئے کانٹے نکالے سر پر خس و خاشاک نظر آیا دھویا اور پاک کیا ہر مصیبت میں باپ کی شریک کار رہیں یہاں تک باپ کے قتل کرنے کے منصوبوں کو سنا اور خدا کے حکم سے باپ کو ہجرت کرتے دیکھا صبح ہوئی خدا رسول کا جان نثار بھائی علیؑ ان کے باپ پر تمام رات جان قربان کرتا رہا رسول اللہ کی ہر مصیبت میں صرف جناب فاطمہ زہراؑ کام آئیں اگر رسولؐ کی اور کوئی صلبی بیٹی ہوتی تو وہ بھی کار رسالت میں شریک ہوتی، اسی لئے تو رسول اللہؐ نے ساری عمر اپنی اس اکلوتی بیٹی فاطمہؑ کی توصیف و تعریف و تعارف میں گذار دی کبھی کہا لوگو پہچان لو یہ میری بیٹی فاطمہ زنان عالم کی سردار ہے کبھی فرمایا جس نے فاطمہؑ کو راضی کیا اُس نے مجھے اور خدا کو راضی کیا جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے اور خدا کو ناراض کیا کبھی بضعۃ منی فرما کر امت کو ہدایت فرمائی کہ جس طرح میں مردوں کے لئے نمونہ عمل ہوں اسی طرح میری بیٹی جزو نبوت ہے جو عورتوں کے لئے نمونہ کاملہ اور اسوۂ حسنہ ہے" بخاری و شرح فقہ اکبر ص ۱۳۳ میں ہے جب آپ کسی سفر کا قصد فرماتے تھے تو سب سے آخر میں جناب فاطمہؑ کو رخصت فرماتے تھے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو بھی سب سے پہلے فاطمہؑ سے ملاقات فرماتے تھے اور پھر فرمایا فاطمہؑ میرا جزو ہے جس نے فاطمہ سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا (مسلم اور شرح فقہ اکبر وغیرہ) میں ہے کہ جب جناب فاطمہؑ پیغمبر خدا کے پاس تشریف لاتی تھیں تو آپ تعظیم کے لئے اٹھ جاتے تھے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے ایک دفعہ رسول خداؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ کا دست مبارک پکڑ کر باہر تشریف لائے اور فرمایا جو اس کو پہچانتا ہے کہ فاطمہ دختر رسول

ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہؑ مرے دل کا ٹکڑا اور میری روح ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی (ابن عساکر ارجح المطالب صـ ۳۱۲)

معصومۂ کونین کا عقد

مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب المناقب سے نقل کیا ہے کہ جناب ام سلمہ وسلمان فارسی وحضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام متفقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ نے وصف نسوانیت کا ادراک کیا تو اکابر قریش صاحبانِ شرف وفضیلت اور سابق السلام اور دولتمند حضرات نے ان کے لئے پیغام دیا اور جب کوئی قریشی پیغام دیتا تھا تو رسول خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے یہاں تک پیغام دینے والا یہ سمجھتا تھا کہ پیغمبر خداؐ اس سے ناراض ہو گئے ہیں! پھر اس معاملہ میں آسمان سے کوئی وحی آچکی ہے۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۳۸ اور بلاذری نے اپنی سندوں کے ساتھ تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جناب ابوبکر وعمر نے پیغمبر خداؐ کی خدمت سیدۃ النساء کے لئے پیغام دیا، حضورؐ نے انکار کر دیا کہ میں اس معاملہ میں حکم خدا کا منتظر ہوں اور ابن بطہ نے اپنی کتاب الایمان میں روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی پیغام دیا تو آپ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں اتنا مہر دوں گا پس سرور کائنات غضبناک ہو گئے اور ہاتھ بڑھا کر چند سنگریزے اٹھائے وہ آپ کے دست مبارک میں تسبیح کرتے تھے پھر آپ نے وہ سنگریزے عبدالرحمٰن کے دامن میں ڈال دیئے جو موتی ومرجان تھے آپ نے اس عمل سے اس کی دولت مندی کا گھمنڈ توڑ دیا پس ان بیانات اور روایات وواقعات سے ثابت ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا دنیائے اسلام میں کوئی کفو نہیں تھا اور درخواست دہندہ اگرچہ مسلمان تھے لیکن معصوم نہ تھے اور بضعۃ الرسول معصومہ مطلقہ تھیں اس لئے ان کی درخواستیں روکی گئیں پس بنات رسولؐ کا عقد غیر کفو میں نہیں ہو سکتا نہ کہ وہ مصنوعی لڑکیاں جن کے نکاح مشرک اور کافروں سے کر دیئے گئے تھے چنانچہ ارشاد نبوی ہے بناتنا لبنیننا وبنوننا لبناتنا ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے ہی لئے ہیں اور ہمارے ہی لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے ہیں۔ اس لئے پیغمبر خداؐ نے فرمایا لولا خلق اللہ علیاً لفاطمۃ ما کان لہا کفو علی وجہ الارض اگر خداوند عالم فاطمہؑ کے لئے علیؑ کو خلق نہ کرتا تو روئے زمین پر کوئی بھی اس کا کفو نہ ہوتا۔

مناقب خوارزمی میں مرقوم ہے کہ پیغمبر خداؐ ام سلمیٰ کے گھر میں رونق افروز تھے کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خواستگاری جناب فاطمہ زہراؑ کے لئے حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا رسول اللہؐ نے فرمایا کہ علیؑ تجھ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تیرا نکاح فاطمہؑ سے کیا ہے تیرے آنے سے قبل جبرئیل میرے پاس آئے اور حریر بہشت کا ایک پارچہ سفید میرے آگے رکھ دیا جس میں دو سطریں نور کے قلم سے لکھی ہوئی تھیں میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ حریر سفید کیا ہے اور اس پر کیا لکھا ہے جواب دیا کہ خداوند کریم نے آپ کے واسطے ایک بھائی وزیر اور داماد اختیار کیا ہے اور آپ کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہراؑ کا اس سے نکاح کیا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہے کہا کہ یا محمدؐ تمہارا بھائی دنیا وآخرت میں ابن عم نسب میں یعنی علی ابن ابیطالب پھر فرمایا جبرئیل نے یا رسول اللہ اشجار بہشت اور درخت طوبیٰ میں حکم الٰہی سے پھل لگے ہیں اور مزین وآراستہ ہوئے ہیں اور

حوریں زیورات سے آراستہ ہوئی ہیں اور ملائیکہ بیت المعمورہ میں جمع ہوئے ہیں اور رضوان نے نور کا ممبر نصب کیا اور راحیل فرشتہ نے حکم الٰہی سے اس ممبر نور پر آکر حمد و ثنا باری تعالےٰ بیان کر کے ساکنان سموات کو مسرور کیا پھر رب العزت نے مجھ پر وحی کی کہ ہم نے اپنی کنیز فاطمہؑ کی اپنے بندہ علی ابن ابیطالب سے تزویج کی تو نکاح پڑھ پس میں نے بحکم خدا نکاح پڑھا اور فرشتوں کی گواہی اس تحریر پر لکھی ہوئی ہے مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس تحریر کو آپ کے سامنے پیش کروں اور اس پر مشک و عنبر جنت مہر لگا کر رضوان کے حوالہ کر دوں بعد عقد خاتون جنت شجر طوبیٰ کو حکم ہوا کہ اپنے پھلوں اور دُرِ یاقوت کو نچھاور کرے، اس نے پھلوں اور دُرِ یاقوت نچھاور کیئے ملائیکہ اور حوروں نے ان کو چن لیا وہ قیامت تک اس پر فخر کریں گے یا پیغمبر خدا حکم رب العزت ہے کہ زمین پر بھی آپ علی ابن ابیطالب و فاطمہ زہرا عقد زوجیت منعقد کر دیجئے پس رسول اللہ نے اس حکم خدا سے علی ابن ابیطالب سے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کا عقد کر دیا (بحوالہ کتب حبیب السیر جزو سوم جلد اوّل ص۲۸ و نزہۃ المجالس علامہ صفوری جلد دوم و ارجح المطالب باب سوم ص۳۰ و معارج النبوۃ رکن چہارم ص۳۴ و تاریخ اسلام جلد دوم ص۶۷!

عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا یا علیؑ خداوند کریم نے تمہارے سے میری بیٹی فاطمہؑ کا عقد کر دیا ہے تمام زمین کو اسی کا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بہ حالت تیرے بغض و عناد کے اس پر چلتا ہے اس زمین پر اس کا چلنا حرام ہے اور جو فاطمہؑ و علیؑ اور ان کی اولاد کے ساتھ بغض و عناد رکھے اس کا زمین پر رہنا یا مسجد بنانا یا کنواں کھودنا اس کا پانی استعمال کرنا زمین سے اُگی ہوئی اشیاء بلکہ زمین پر دفن ہونا حرام ہے (اخرجہ دیلمی بہ حوالہ ارجح المطالب ص۲۹۹ و خوارزمی ص۲۶) غرض کہ ہجرت کے دوسرے سال جبکہ معصومۂ عالم کی عمر شریف دس سال کی تھی رسول اللہ نے ماہ رمضان المبارک ۲ھ کو تمام انصار و مہاجرین کے مجمع میں مسجد نبوی میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ جناب فاطمہ زہراؑ کا بحکم خدا عقد کر دیا عقد کے بعد ماہ ذوالحجہ میں رخصتی ہوئی احباب سے سامان جہیز منگوایا بقول بعض مورخین مقنعہ، پیراہن، البستر، چادر، چٹائی، مشکیزہ، پکانے کے برتن، لوٹا، لگن، چکی یہ سامان جہیز خاتون جنت کا جب رسول اکرم کے سامنے رکھا گیا تو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے، باپ نے بیٹی کو وہ جہیز دنیوی دیا جو ہر غریب کے لئے ممکن ہے کہ اگر امراء اپنی امارت پر ناز کریں تو غرباء رسالتمآب کے اس عمل پر ناز کر کے سر بلند کر سکیں، سرکار رسالتمآب پارہ جگر کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ رو رہی تھیں۔ شفقت سے ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اے لخت جگر بہترین عالم سے تمہارا عقد ہو گیا ہے اگر علیؑ نہ ہوتے تو تمہارا دنیا میں کوئی کفو نہ تھا پھر رسول اللہ نے اپنے خاص ناقہ پر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو سوار کیا سلمان فارسی کے ہاتھ میں مہار دی گئی، رسول اللہ بہ نفس نفیس ہمراہ تھے جناب حمزہ، جعفر، عقیل و جوانان بنی ہاشم و زنان بنی ہاشم و انصار و مہاجرین کی عورتیں جلو میں قصائد و رجز پڑھتی ہوئی خانۂ حضرت علی المرتضےٰ تک گئیں لوگوں نے دیکھا کہ پیغمبر خدا راہ میں بیٹی کے کپڑوں کی شکن درست کرتے جا رہے تھے حضرت علی المرتضیٰ کے گھر پہنچ کر پانی طلب کیا کچھ کلمات ورد کرنے کے بعد ایک گھونٹ پانی منہ میں لے کر ظرف میں کلی کی اور وہ پانی صدیقہ طاہرہ کے سینہ، سر اور علی ابن ابیطالب کے سر و پشت پر چھڑکا اور بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی کہ ان کو پاکیزہ طاہرہ نسل عطا فرما اس کے بعد حضرت علیؑ کے ہاتھ میں جناب فاطمہ زہراؑ کا ہاتھ دے کر فرمایا اے علیؑ یہ میری امانت ہے اس سے خبردار رہنا اور جناب سیدہ سے فرمایا۔

اے بیٹی علیؑ بہت غیور ہے اس سے کبھی ایسی فرمائش نہ کرنا جس کو علیؑ پورا نہ کر سکے، سبحان اللہ کیا کہنے معدن رسالت کا گوہر ابدار فخر حوا عظمت وقار زنان عالم افتخار آسیہ و مریم صدیقہ کبریٰ بتول عذرا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ کے گھر آئیں اور ان کے شوہر اللہ کے گھر میں آئے بالائے زمین اور زیر فلک یہی دو حرم تھے، حرم خدا اور حرم رسولؐ در حبہ وہ جو رسولؐ کی بیٹی شوہر وہ جو خدا کا خانہ زاد باپ مختار جنت، شوہر قسیم جنت بیٹے سید جوانان جنت خود خاتون جنت اور تفسیر سورۂ کوثر باپ مالک حوض کوثر شوہر ساقی کوثر بحرین عصمت کا ظہور ہوا ایک حسنؑ کہلایا اور دوسرا حسینؑ یہی بزرگوار مخلوق اوّل اور انوار کساہیں جبرئیل کے استفسار پر کہ من تحت الکساء ارشاد ربانی ہوا کہ ھم اھلبیت النبوۃ ومعدن رسالۃ ھم فاطمۃ وابوھا وبعلھا وبنوھا یہ اہلبیت نبوۃ اور معدن رسالت ہیں یہ فاطمہؑ ہے اور اس کے پدر بزرگوار ہیں یہ ان کے شوہر اور یہ ان کے بیٹے ہیں یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ "بنو" جمع سالم مذکر ہے جو کم از کم گیارہ کے لئے آتی ہے گو تحت کسا اس وقت دو بیٹے ہیں لیکن لفظ "بنو" نے یہ بتا دیا کہ فاطمہ کے گیارہ بیٹے ہیں اور وہ اسی کی وساطت سے شامل تطہیر بھی ہیں اور داخل مودۃ بھی، صاحبان عصمت بھی ہیں اور امامت بھی اور یہ مسلم ہے کہ عصمت کے بغیر نہ نبوت ہوتی ہے نہ ولایت نہ امامت، محمدؐ نبی تھے، علیؑ ولی و امام تھے اور حسنینؑ امام فاطمہؑ نہ نبی ہیں نہ ولی نہ امام لیکن صاحب عصمت ہیں معدن عصمت سردار خواتین جنت ہیں بہر حال جب خدا نے فرمایا ھم فاطمۃ وابوھا وبعلھا وبنوھا تو آیہ مبارکہ کا تحفہ بھی نازل کیا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ اب چار نہیں سو بیٹیاں رسولؐ کی فرض کر لی جائیں جب بھی جو فضیلت جناب فاطمہؑ کو حاصل ہو گئی وہ کسی کو نہیں مل سکتی جناب سیدہ کے فضائل کے متعلق احادیث رسولؐ کا ایک بڑا دفتر ہے جب اسلام پر وہ وقت آپڑا اور خدا کی الوہیت اور رسولؐ کی رسالت کو بچانے کے لئے اپنی اور اپنے شوہر و بچوں کی جان بغیر تلوار اٹھائے نذر کر دینے کا موقعہ آیا تو نصارا نجران سے مباہلہ میں آموجود ہوئیں ان پانچ انوار مقدسہ نے اپنے انوار کے وجود سے نصاریٰ نجران کو قائل کر دیا اور ان کے باطل سروں کو جھکا دیا اور ۹ھ میں آنحضرتؐ کے حرم محترم دس ازواج موجود تھیں اور بقول دوسروں کے مصنوعی بیٹیاں بھی ہوں گی لیکن نساء میں صرف جناب فاطمہ زہراؑ کو رسول اللہ مباہلہ میں لے گئے اور کوئی عورت رسول اللہ کے ہمراہ مباہلہ میں نہیں گئی بضعۃ الرسول کی گھریلو زندگی جتنی سادہ اور فقر و فاقہ کے ساتھ بسر ہوئی اتنی شاید رہنمایان دین میں سے کسی ایک کے گھر کی زندگی بسر ہوئی ہو اگرچہ فضہ کنیزی میں موجود لیکن گھریلو امور میں ایک دن خود کام کرتی تھیں اور ایک دن فضہ تاکہ کنیز کے دل سے احساس کمتری جاتا رہے، جناب سیدہ جب چکی پیستی تھیں تو دست مبارک میں آبلے پڑ جاتے تھے ہاتھ چکی کے دستہ پر ہوتا تھا اور زبان پر تلاوت کلام مجید کبھی تھک کر غنودگی طاری ہو جاتی تھی تو خداوند کریم معاونت جناب خاتون جنت میں کبھی ملائکہ کو چکی پیسنے اور کبھی حسنین کو جھولا جھولانے پر مامور فرماتا حسن بصری ناقل ہے کہ جناب سیدہ سے زیادہ عبادت گذار دوسرا نہ تھا اس قدر عبادت کرتی تھیں کہ پائے اقدس ورم کر جاتے تھے حقیقتاً آپ عبادت و ریاضت خدا میں اس درجہ منہمک رہتی تھیں کہ شفیق باپ آکر منع فرماتے اور آرام کرنے کی ہدایت فرماتے، تسبیح فاطمہؑ شاہد ہے کہ خدا کی یاد ایسی ہوئی کہ آج تک وہی تسبیح ہمارے زبانوں پر جاری کرنا ہماری سعادت ہے فقراء و مساکین کے ساتھ ایسا سلوک خود فاقہ کر کے محتاجوں کو کھانا کھلانا جو یقیناً عدیم المثال

ہے یہاں تک اپنے بچوں کو بھوکا دیکھتے ہوئے مساکین ایتام اور قیدیوں کو کھانا دیں چنانچہ قرآن مجید میں سورہ دہر کی آیت شاہد ہے ویطعمون الطعام علی حبہٖ مسکینا ویتیما واسیرا ہ اپنے خدا کی خوشنودی کے لئے مسکین، یتیم، قیدی کو کھانا دیا اور اس پر احسان نہ جتانا یہ صرف معصومہ کونین ہی کا حصّہ تھا آپ نے خود، بیٹوں، شوہر حتیٰ فضہ کنیز نے بھی تین دن روزہ پانی سے افطار کرکے اپنا کھانا مسکین، یتیم وقیدی کو دے دیا اور ان سب نے بغیر سحری کے نذر کے روزہ پورے کئے، علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں جس میں جناب ذکریا کا ہر دن جناب مریم کے سامنے خوان نعمت دیکھ کر تعجب سے دریافت کرنا ہیں کہاں سے آیا اور جناب مریم کا کہنا، یہ میرے اللہ کا عطیہ ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے روایت ہے کہ ایک دن کسی نے جناب سیدہ کو دو روٹیاں اور تھوڑا گوشت (بریاں) تحفہ کے طور بھیجا جناب معصومہ نے وہ کھانا اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں بھیج دیا سرور عالم نے ہدیۃً اس کو واپس کیا اور فرمایا میں بھی آتا ہوں جناب معصومہ نے وہ کھانا ڈھک کر رکھ دیا رسول اکرمؐ تشریف لائے بیٹی نے کھانا پیش کیا

آنحضرتؐ نے فرمایا بیٹی خوان پوش ہٹاؤ خاتون جنت نے خوان پوش ہٹایا تو کیا دیکھا کہ وہ برتن گوشت اور روٹیوں سے لبریز ہے فرمایا میں یہ کہاں سے آیا خاتون جنت نے فرمایا ھومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یہ سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا الحمد للہ الذی جعل ابنتی علی افضل نساء بنی اسرائیل ہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری بیٹی کو افضل نساء بنی اسرائیل کے مانند عزت دی پھر پانچوں انوار مقدسہ نے سیر ہوکر کھانا تناول فرمایا جو کھانا بچ رہا وہ محلہ میں ضرورت مندوں کو دیا گیا اور تین دن تک اطعام کا سلسلہ جاری رہا، یہاں یہ بات قابل غور ہے اسی قسم کے جنتی کھانے ہیں کبھی بی بی مریم نے جناب ذکریا کو بھی دعوت طعام نہیں دی جو کہ نبی تھے یا گرد و پیش کے رہنے والوں کو دیا ہو یہ صرف بضعۃ رسولؐ کی جلالت قدر عالی ہمتی پیش خدا و رسول تھی اس عزت و منزلت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے ایک مرتبہ پیغمبر خدا خانۂ سیدہؑ میں تشریف لائے آنحضرتؐ کے ہمراہ عبداللہ ابن مکتوم صحابی بھی تھا جو آنکھوں سے نابینا تھا جناب معصومہ فوراً حجرہ میں چلی گئیں صحابی کے چلے جانے کے بعد اظہار فضیلت کے طور پر رسول اللہؐ نے پوچھا بیٹی یہ صحابی تو آنکھوں سے نابینا تھا اس سے حجاب کی کیا ضرورت تھی بتول عذرا نے فرمایا باباجان گو عبداللہ صحابی آنکھوں سے معذور تھا لیکن میری تو آنکھیں تھیں جہاں میں غیر محرم کی نظر سے بچنا پسند کرتی ہوں وہاں اپنی نظر کو نامحرم سے بچانا بھی پسند کرتی ہوں اسی ضمن میں رسول خدا نے اپنی ازواج سے امتحاناً پوچھا کہ عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے ازواج تو جواب نہ دے سکیں فوراً جناب سیدہ نے عرض کی باباجان عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے اور نہ کوئی اسے نامحرم دیکھے سرور کائنات کو یہ جواب پسند آیا اور فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی (مسند براز شاگرد امام بخاری متوفی ۲۹۱ھ) مسجد نبوی کے پاس ہی بلکہ ملا ہوا گھر تھا لیکن مواعظ سننے یا نماز جماعت میں شرکت کرنے کے لئے کبھی نہیں گئیں اور پردہ کی اہمیت کو ثابت کیا پردہ اور حیا کو عورتوں کا بہترین زیور قرار دیا، پروردہ آغوش رسالت جگر بند عصمت طہارت کا ہر ہر فعل تحریک رسالت و تبلیغ اسلام کا جوہر تھا یہی وجہ تھی جو ید قدرت نے جناب فاطمہؑ کو شکل و شباہت رفتار و گفتار کے اعتبار سے بھی بالکل رسول خدا کی شبیہ بنایا تھا جس وقت اپنا حق طلب کرنے جناب ابوبکر کے پاس بنی ہاشم کی عورتوں کے جھرمٹ میں گئیں تو اس وقت آپ کی رفتار کے متعلق مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی چال رسول سے بالکل مشابہ تھی (شرح ابن الحدید جلد ۴ صفحہ ۱۰۴) اس لئے تو رسول خدا

نے فرمایا فاطمہ بضعۃ منی یعنی جس طرح مردوں کے لئے میں نمونہ عمل ہوں اسی طرح نساء امت کے لئے میری بیٹی فاطمہ نمونہ عمل ہے اس لئے کہ خدا نے اس کو میرا ٹکڑا قرار دیا ہے! جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا اہتمام اس لئے کیا کہ خدا و رسولؐ کے سامنے جو مسلمانوں کا منافقانہ رویہ تھا جو ان کے عمل سے بعد وفات رسول خدا ظاہر ہوئیں یا اسوجہ سے آپ کے فضائل و مراتب لوگوں کے سامنے آشکار کیے گئے تاکہ بعد میں کوئی اُمتی یہ نہ کہہ سکے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کی ہمیں منزلت معلوم نہ تھی۔ مگر بعد وفات رسول خدا کے واقعات نہایت دردانگیز اور روح فرساں ہیں ان میں ایک واقعہ جاگیر باغ فدک بھی ہے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت علی المرتضیٰ و جناب فاطمہ زہراؑ کا حق غصب کیا ان کے گھر جلانے کا قصد اور قتل کی دھمکی بعد دفن کفن پیغمبر خدا کچھ افراد بنی ہاشم خانہ حضرت علیؑ میں تھے سقیفہ بنی ساعدہ کے کرتا دھرتا میں سے بعض نے خانہ سیدہ پر چڑھائی کی اور لکڑیاں منگا کر آگ لگانے کی دھمکی دی کہ باہر آؤ ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا ایک نے دروازہ کو لات ماری پس پشت دروازہ کے جناب سیدہ کھڑی آہ و زاری کر رہی تھیں کہ دروازہ ان کے پہلو مبارک پر گرا جناب فاطمہ زہراؑ کو شدید ضرب آئی اور معصومہ کونین کا حمل ساقط ہوگیا محسنؑ شہید ہوگئے جناب سیدہ پر غش طاری ہوگیا یہ اُمت نے بضعۃ الرسول کے ساتھ سلوک کیا جس کے بارے میں فرمان نبوی ہے جس کسی نے میری بیٹی فاطمہؑ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا،

جاگیر باغ و فدک

ضمیمہ نجات مقبول ترجمہ و حواشی پر مرقوم ہے کہ عوام الناس میں فدک باغ فدک کے نام سے مشہور ہے جس سے یہ دھوکا دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی بڑی چیز نہ تھی صرف دو چار کھجور کے درخت تھے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ فدک ملک خیبر کے یہودیوں کے مواضعات میں سے ایک موضع تھا جس کی آمدنی نہایت معقول تھی اور یہ جو باغ فدک کہا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ آس پاس کے ملک کے مقابلہ میں کہا جاتا تھا جیسے کہ انگریز ملک اودھ کو باغ ہند کہتے تھے دوسرے یہ کہ لفظ اصلاً باغ و فدک تھا یعنی دونوں چیزوں کے درمیان میں واؤ عطف تھا جس سے یہ مطلب ہے کہ رسول خدا نے جناب سیدہ کو اپنا باغ بھی دے دیا تھا جو مدینہ منورہ کے قریب موضع عوالی کے رقبہ میں واقع تھا اور قریہ فدک بھی دے دیا تھا جو مدینہ منورہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ وہاں دو دن میں پہنچ سکتے تھے کسی کاتب کی خود اپنی حماقت یا کسی خائن حاکم کی ہدایت سے باغ و فدک کا و لکھنے سے رہ گیا،

ریان بن الصلت سے مروی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ آیت وآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ یہ فدک وہ ہے جس پر فوج کشی نہیں کی گئی یہ صرف میرا مال ہے مسلمانوں کا اس میں بالکل حق نہیں ہے میں خدا کے حکم سے تم کو اور تمہاری اولاد کو دیتا ہوں! فدک ایک قریہ جو مدینہ منورہ و خیبر کے درمیان تھا عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ میں فدک کی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ تشئید المطاعن جلد اول میں لکھتے ہیں کہ یہ رقم ہندوستان کے موجودہ روپیہ سے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے برابر ہے فدک رسول خدا کی خاص ملکیت تھی بے لڑائی و جنگ و جدل سے حاصل نہیں ہوئی تھی سنہ ۷ھ فتح خیبر کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کو پیغمبر خدا نے فدک کی طرف روانہ

کیا وہاں کے لوگوں نے ڈر کر حضرت علیؑ سے بشرط امان صلح کی تھی اور فدک وارد گرد کے گاؤں خاص ملکیت رسول خدا قرار پائے (تاریخ اسلام جلد دوم صـ ۱۳۵ و معارج النبوۃ رکن چہارم صـ ۲۱۱ جلد ثانی و روضۃ الصفا جلد دوم صـ ۱۳۵ و تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سوم صـ ۵۹ و فتح الباری جلد سوم صـ ۱۴۰) فدک ایک قریہ ہے جو قریات خیبر سے مدینہ منورہ سے دو تین منزل کے فاصلہ پر واقع تھا جس کی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی اور خاص ملکیت پیغمبر خدا تھی علاوہ اس کے خاص مدینہ منورہ میں بھی رسول اکرمؐ کی جائدادیں تھیں جن میں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغات یعنی فعریق کے سات باغات دیئے ہوئے تھے اور معجم البلدان یاقوت حموی سے نقل ہوا ہے کہ یہ علاقہ سال ہفتم ہجرت میں بطور صلح رسالتمآب کے ہاتھ آیا اس میں چشمہ ہائے وآب رواں و اشجار خرما بکثرت تھے، مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب میں لکھا ہے کہ سرکار رسالتمآب نے اہل فدک سے بیس ہزار دینار پر مقاطعہ کیا کہ سال بسال دیتے رہیں اور سنن ابو داؤد سے نقل ہے کہ جس وقت عمر ابن عبدالعزیز نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی تو غلہ وآمدنی فدک جس میں اراضی زرعی و باغات و چشمہ ہائے چالیس ہزار دینار سالانہ تھی، عمر ابن عبدالعزیز نے یہ جاگیر فدک امام وقت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ کی اس پر بنی امیّہ نے عمر ابن عبدالعزیز سے کہا "طعنت علی الشیخین" تو اس فعل سے دو شیخین ابو بکر، عمر پر طعن کیا اس نے جواب دیا کہ انھوں نے اپنے اوپر آپ باب طعن کشادہ کیا غصب خلافت کے ساتھ غصب فدک کر کے وہ خود مطعون خلائق ہوئے تاریخ حبیب السیر میں کتاب مقصد اقصٰی سے نقل کیا ہے کہ رسالتمآبؐ نے حضرت علیؑ کو فدک کی طرف روانہ کیا اہل فدک نے اس کا مصالحہ آنحضرتؐ کے ہاتھ پر واقع ہوا اس طور پر بایں شرط کہ حضرت علیؑ ان لوگوں کو امان دیں سوائے فدک پیغمبر خدا سے مخصوص ہیں پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور پیام رب جلیل پہنچایا وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ یعنی قرابتداروں کو ان کا حق پہنچاؤ آنحضرتؐ نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ قرابتداروں سے کون مراد ہیں اور ان کا حق کیا ہے جبرئیل امین نے کہا کہ قرابتداروں سے مراد آپ کی بیٹی فاطمہؑ ہیں اور حق ان کا فدک ہے ان کو علاقہ فدک عطا کرو۔ سردار انبیا نے بحکم خدا جناب فاطمہؑ کو علاقہ فدک عطا کر دیا اور مزید تاکید کے لئے ایک وثیقہ اس باب میں لکھ دیا تاکہ بعد وفات امتی میری بیٹی پر ظلم نہ کریں یہ وہی وثیقہ تھا جس کو رسول اللہؐ کی وفات کے بعد دشمنان خدا و رسولؐ نے ٹھکرا دیا اور خدا کے رسولؐ کی مستند تحریر کی تذلیل کر کے چاک کر دیا،

غصب جاگیر فدک

غصب جاگیر فدک کے باب میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے مشہور و معروف خطبہ کو اگرچہ بہت سے شیعہ و سُنی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے لیکن علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اس خطبہ کو بڑی ذمہ داری سے لکھا ہے اب جو کچھ اس فصل میں درج کرتا ہوں وہ علامہ ابو بکر احمد بن عبدالعزیز جوہری کی کتاب سقیفہ و فدک سے نقل کرتا ہوں وہ روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہراؑ کو جب یہ خبر ملی کہ ابو بکر نے فدک نہ دینے پر اجماع کر لیا ہے تو آپ نے چادر اوڑھی اور اپنے خاندان کی عورتوں کے جھرمٹ میں دمجلس ابو بکر کی جانب) روانہ ہوئیں (راہروی سے اجنبیت ہونے کی وجہ سے) حالت یہ تھی کہ دامن عبا بار بار پیروں کے نیچے آجاتا تھا اور آپ کی چال رسول کی چال سے بالکل مشابہ تھی اسی طرح چلتی آپ مجلس ابو بکر میں داخل ہوئیں کہ جو مہاجرین و انصار سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی آپ کے آتے ہی ایک سفید پردہ نصب کر دیا گیا جناب فاطمہؑ نے اس بزم میں وارد ہونے

کے بعد ایک ایسا دردناک نالہ کیا کہ لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے اس گریہ کا سلسلہ دیر تک رہا اتنی مدت تک جناب فاطمہؑ خاموش رہیں یہاں تک کہ جب لوگوں کے گریہ میں کچھ سکون ہوا تو آپ نے ارشاد فرمانا شروع کیا۔

خطبہ بوقت استغاثہ

یعنی میں اپنا کلام اس خدائے پاک کے نام سے شروع کرتی ہوں کہ جو حمد کے لئے زیادہ سزاوار ہے اور قوت و عزت میں سب سے بڑھ کر ہے حمد ہے اس کی نعمتوں پر اور شکر ہے اس کی عطا کردہ ہدایتوں پر، اے لوگو خدا سے یوں ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور جن چیزوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے ان کو بجا لاؤ کیونکہ خدا کے عالم بندے اس سے ڈرا کرتے ہیں (آیہ) میں ستائش کرتی ہوں اس خدا کی کہ جس کے نور و عظمت کی وجہ سے تمام زمین و آسمان کے رہنے والے اس تک پہنچنے کا وسیلہ چاہتے ہیں (آگاہ ہو) کہ ہم (اہلبیت) اس کائنات میں اس تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں ہم ہی اس کے مقرب بندے اور اس کی بزرگی کے مظہر، ہم ہیں خدا کی غیبت میں اس کی طرف لے جانے والی نشانیاں اور ہم ہیں اس کے انبیاء کے وارث (اس کے بعد کافی حمد و ثنا و نعت رسول کرنے کے بعد فرمایا) میں فاطمہ بنت محمدؐ ہوں میں اس وقت تم کو پچھلی باتیں یاد دلانا چاہتی ہوں مگر غلط بیانی اور خواہشات نفسانی سے ہٹ کر، لہٰذا میری تقریر کو کان کھول کر سنو بلکہ اپنے دل کے کانوں سے اس پر دھیان دو (ابھی کل کی بات ہے کہ تم میں سے ایک رسول مبعوث ہوا تھا جو امر تم پر شاق تھا اور تم کو ناگوار تھا بے انتہا تم کو دوست رکھتا تھا تمام مومنین پر مہربان تھا (آیہ)، اگر تم اس رسول کو کسی سے نسبت دو گے (اور اس کے قرابتداروں کو اس وقت تلاش کرو گے) تو اس کو میرا ہی باپ پاؤ گے ۔۔ نہ کہ تمہارا ۔ اسی طرح وہ میرے شوہر کا بھائی ہے ..... کسی اور کا نہیں اس نبی نے لوگوں کو الٰہی پیغام پہنچایا ان کو آتش جہنم سے ڈرا کر چونکا دیا مشرکین کی راہ کج سے ان کو ہٹا دیا، ان مشرکین کے مرکز کو مٹا دیا اللہ کے راستے پر حکمت بالغہ اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ اس نے لوگوں کو دعوت دی جس سے مشرکین کے لئے سانس لینا دوبھر ہو گیا، اس (کی تلوار) نے بتوں کے اور کافروں کی کھوپڑیوں کے پرخچے اڑا دیئے یہاں تک کہ لشکر پیٹھ پھیر کر بھاگا اور باطل کی گھٹاؤں میں سے حق کا چہرہ یوں نکھر کر نکل آیا جس طرح کالی رات کے پردہ سے صبح روشن! دین الٰہی کا بول بالا ہوا شیاطین کی زبانیں لال ہوئیں اور چاروں طرف خالص توحید کا پرچم لہرانے لگا (اس وقت اگر میرے شوہر کی مدد تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم جہنم کے کنارے پر کھڑے ڈگمگا رہے تھے اس وقت تمہاری دنیاوی زندگی بھی اتنی پست و حقیر تھی کہ تمہاری مثال اس پانی کے ذرا سے گھونٹ کی طرح تھی جس کو ہر پیاسا پی جاتا یا اس مال غنیمت کی طرح تھی جس کو ہر طماع اچک لیتا اس آگ کی ذرا سی چنگاری کی طرح جس کو ہر ضرورت مند اٹھا لے جاتا اپنی ذلت و خواری کی وجہ سے جوتیوں میں روندے جاتے تھے گندہ پانی پیتے تھے سڑا ہوا گوشت کھاتے تھے اتنے ذلیل و حقیر تھے کہ دوسرے لوگ چاروں طرف سے تم پر حملے کرتے تھے اور تم کو لوٹ کر چلے جاتے تھے اور تم سے کچھ بن نہ پڑتا تھا یہاں تک کہ خدا نے تمہاری حالت پر رحم کھایا اور اپنے رسولؐ کے ذریعہ تم کو ان مصائب و آلام سے نجات دی اس کے بعد تمہاری حالت اتنی سدھری کہ تمام انسانوں کی نظریں تم پر لگ گئیں، عرب کے بھیڑیئے اور اہل کتاب کے سرکش تم کو بری نظروں سے دیکھنے لگے بالآخر انھوں نے تمہارے اوپر چھیڑ خانی کرنا شروع کر دیں مگر ..... جب بھی انہوں نے آتش جنگ کو بھڑکایا تو خدا نے اس کو خاموش کر دیا (اور وہ یوں ہوا کہ) جب بھی شیطان نے اپنا سینگ نکالا یا کسی مصیبت نے منہ کھولا تو نبی نے اپنے بھائی (علیؑ) کو اس کے دہانہ کے اندر ڈال دیا اس نے اس وقت تک منہ نہ موڑا جب

تک کہ اس کو اپنے پیروں سے خوب اچھی طرح کچل نہ دیا اس کے شعلہ کو اپنی تلوار کے پانی سے بجھا نہ دیا وہ علی ہی کی ذات تھی کہ جو ہمیشہ خدا کے واسطے جانفشانی کرتی ہوئی نظر آئی اور تم نے ان کی جانفشانی کے زیر سایہ راحت و آرام کی زندگی گذاری لیکن جب وہ وقت آیا کہ خدا نے اپنے حبیب کو اپنے پاس دوسرے انبیاء و مرسلین کے پاس بلا لیا تو دین کی چادر مسک گئی اور اس میں سے نفاق کا جسم جھلکنے لگا گمراہی کی گنگ زبان میں پھر سے جان آ گئی چھپے ہوئے گنہگار ظاہر ہونے لگے اس کے بعد شیطان نے اپنا سر نکالا اس نے تم کو آواز دی تو تم اس کی آواز پر لبیک کہنے لگے غداری کی حمایت و رعایت کرنے لگ گئے سب بھی اس نے تم کو کسی بات پر ابھارنا چاہا تم نے اس کی اطاعت کی جب بھی اس نے تم کو غصہ دلایا غصہ میں آ گئے تم نے دوسروں کے حق پر قبضہ کر لیا اور جس گھاٹی پر تم کو نہیں جانا چاہئے تھا وہاں پانی پینے کے لئے اتر گئے یہ جان لو کہ وعدہ کا روز قریب ہے ایسا کاری زخم تم نے لگایا ہے جو کبھی مندمل نہ ہوگا اب تم نے گل تازہ یہ کھلایا ہے کہ ہماری کوئی میراث نہیں ہے کیا جہالت کے احکام پھر لوٹ آئے ہیں در آنحالیکہ خدا سے بہتر کون حکم دے سکتا ہے! اے مسلمانوں مجھ سے میرے باپ کی میراث چھینی جا رہی ہے اے ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کیا یہی عدل ہے کہ تم تو اپنے باپ کی میراث پاؤ اور خدا کے رسولؐ کی بیٹی اپنے باپ کی میراث سے محروم رہے یہ عجیب بات ہے اس وقت یہ (فدک) لجام زرین سے آراستہ ناقہ کی طرح تمہارے ہاتھ آ گیا ہے لہٰذا اس پر (ناجائز) قبضہ کر لو لیکن اتنا سمجھ لو کہ آنے والا ہے وہ روز محشر جبکہ یہ ایک دفعہ پھر تمہارے سامنے لایا جائے گا۔ اس وقت اللہ کیا اچھا حاکم ہوگا، محمد ہمارے وکیل ہوں گے، وعدہ گاہ قیامت ہوگی اور قیامت ہی کے روز قیامت ہی کے دن اہل باطل کے گھاٹے کا حال کھلے گا ہر واقعہ کا ایک انجام ہے اس لئے عنقریب تم کو معلوم ہوگا کہ رسوا کن اور نہ ختم ہونے والا عذاب کس کے حصہ میں آتا ہے (یہ کہہ کر آپ کا دل بھر آیا اور آپ نے باپ کی قبر کی طرف رُخ کر کے فرمایا اے بابا آپ کے بعد ایسی مصیبتیں واقع ہو آئیں کہ اگر آپ موجود ہوتے تو وہ اتنا نہ بڑھتیں کچھ لوگوں نے آپ کی وفات کے بعد ان کینوں کو ظاہر کر دیا جو اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے تھے، بابا آپ کے جاتے ہی کچھ لوگوں نے ہم کو اذیتیں دیں اور ہماری بے حرمتی کی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا سایہ ہمارے سر سے اٹھ گیا، اس لئے آج ہم بے یار ہو گئے راوی کا کہنا ہے کہ اس روز سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں پھر کبھی نہیں دیکھی گئیں (شرح ابن ابی الحدید جلد ۴ صفحہ ۱۰۹) اس مشہور و معروف خطبہ کو علامہ ابن ابی الحدید کے علاوہ دوسرے مورخین نے بھی لکھا ہے مثلاً مسعودی نے مروج الذہب زمخشری نے کتاب فائق میں، عمر بن شیبہ نے اپنی تاریخ میں،

جب جناب ابو بکر نے میراث پدری (فدک) اور حق جناب فاطمہ زہرا کو محروم کر دیا تو بضعۃ الرسول جناب ابو بکر و عمر سے غضبناک ہوئیں اور مرتے دم تک دونوں سے کلام نہ کیا اور نہ اپنے جنازہ پر آنے دیا (بخاری صفحہ ۳۰۲)

جناب فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ سے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ پر ابو بکر و عمر نہ آنے پائیں چنانچہ جناب سیدۃ النساء عالمین نے وفات پائی اسی رات کو دفن ہوئیں حضرت علیؑ نے خود نماز جنازہ پڑھی صبح کو جناب ابو بکر و عمر نے حضرت علیؑ سے کہا اگر آپ نے ہم کو جناب فاطمہ زہرا کی وفات سے اطلاع دی ہوتی تو ہم بھی نماز جنازہ میں شریک ہو جاتے آپ نے فرمایا اجازت نہ تھی (حیات القلوب، اسماء بنت عمیس نے بی بی عائشہ کو بھی جناب سیدہ عالم کے جنازہ پر آنے کی اجازت نہ دی (احتجاج الفقرہ

(حبیب السیر و روضۃ الاحباب بہر حال بضعۃ الرسول پر بعد وفات رسول اللہ جو مظالم ہوئے یا جو واقعات رونما ہوتے وہ ناقابل بیان اور روح فرسا ہیں اگرچہ بہت سے لوگ جذبات سے مغلوب ہوکر ان واقعات کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر تاریخ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتی ہم اپنی طرف سے کچھ لکھنا نہیں چاہتے ہیں مگر مولوی صدر الدین حنفی کی عبارت سپرد قلم کرتا ہوں آپ لکھتے ہیں! یعنی رسول اللہ کی وفات کے بعد بہت سے ایسے واقعات رونما ہوئے مثلاً فدک کا واقعہ، حمل کا ساقط ہونا عمر ابن خطاب کا ان افراد بنی ہاشم کو دھمکانا جو جناب فاطمہؑ کے گھر میں موجود تھے اور حضرت فاطمہؑ کا انصار کے مجمع میں فریاد کرنا جو بہت طوالت رکھتے ہیں اور جن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور جناب سیدہ کا اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کرنا کہ (ابوبکر و عمر) ان کے جنازہ پر نہ آئیں اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ آپ دنیا سے ناراض گئیں اب جو چاہے ان کی تاویل کرلیں (مگر حقیقت یہی ہے) جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کا ایک مرثیہ کہا تھا یعنی میرے اوپر ایسی مصیبتیں پڑیں ہیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو جاتے (روائح المصطفےٰ)

مولوی صدر الدین ہی پر کیا منحصر ہے اس مسئلہ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی بھی ان حقائق کے اظہار میں الجھ کر رہ گئے ہیں وہ اپنی پریشانی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں یعنی تمام قضیوں میں مشکل ترین جناب فاطمہ زہراؑ کا قضیہ (فدک) ہے کیونکہ اگر ہم کہیں کہ ان کو اس حدیث کا علم نہ تھا جسے ابوبکر نے نقل کیا ہے تو یہ جناب فاطمہؑ سے بعید ہے اگر ہم فرض کریں کہ ان کو آنحضرتؐ سے اس حدیث کے سننے کا اتفاق نہیں ہوا تو یہ مشکل پڑ جاتی ہے کہ ابوبکر سے سننے اور صحابہ کی گواہی کے کیوں نہ انہوں نے اسے قبول کیا اور ناراض ہوگئیں اگر ان کی ناراضگی سماع حدیث سے پہلے تھی تو کیوں نہ انہوں نے اس سے رجوع کیا یہاں تک کہ معاملہ نے طول کھینچا اور جب تک زندہ رہیں ابوبکر سے کلام تک نہ فرمایا (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ نولکشور جلد سوم صفحہ ۴۰۳)

پس ان تصریحات سے کم از کم یہ تو ثابت ہوگیا کہ کچھ مسلمانوں نے جناب فاطمہ زہراؑ کو غضبناک کیا اور وہ دنیا سے ناراض گئیں اور پیغمبر خدا نے اپنی اکلوتی بیٹی کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ فاطمہؑ میرا ایک جزو ہے جس نے فاطمہؑ کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا (بخاری و شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۲) مسئلہ فدک میں یہ بات نہایت اہم اور سنجیدگی سے قابل غور ہے کہ برسر اقتدار مسلمانوں نے رسولؐ کی بیٹی کو تو میراث پدری اور ان کے حقوق سے محروم کر دیا لیکن برسر اقتدار مسلمانوں کے اقربا کو میراثیں حقوق اور وضائف در عائتیں کس اصول کے تحت دی گئیں، ان کی اجمالی تفصیلات یہ ہیں (۱) جناب عثمان نے اپنے دور حکومت میں بنی امیہ کے گھر مال و دولت و عہدے عطا کئے اپنے چچازاد بھائی حکم بن عاص جس کو رسول اللہ نے اپنے دربار سے نکال دیا تھا انہوں نے اپنے پاس بلالیا اور مسلمانوں کے بیت المال سے ایک لاکھ اشرفیاں عطا کیں اور ان کے فرزند مروان بن حکم کو جسے پیغمبر خدا نے شہر بدر کیا تھا مدینہ منورہ بلاکر دامادی کا شرف دے کر میر منشی یعنی قلمدان وزارت سپرد کر دیا کافی دولت بیت المال سے اس کی زوجہ یعنی اپنی بیٹی کو مرحمت کی علاقہ فدک حق جناب فاطمہ زہراؑ جو رسول اللہ نے اپنی بیٹی کو عطا کیا تھا اور پہلے دو حکمرانوں نے یہ کہہ کر کہ رسول خدا کا کوئی وارث نہیں ہوتا غصب کیا تھا وہ علاقہ فدک ملکیت جناب فاطمہ زہراؑ کو مروان کو دیا اور افریقہ کے خمس سے جو حق بنی ہاشم تھا پانچ لاکھ اشرفیاں نقد بخشیں اس کے بھائی حارث بن حکم کو بازار مہزور کی معافی ملی مدینہ کے دکانداروں پر ٹیکس لگا کر ان کا حق قرار دیا اپنے مادری بھائی ولید بن عقبہ کو جسے پیغمبر خدا نے جہنمی

کا لقب دیا تھا کوفہ کا حاکم بنایا اپنے دودھ شریک بھائی عبداللہ ابن ابی سرح کو افریقہ کا گورنر اور اپنے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی حکومت سونپ دی ۔

(۲) جناب عمر نے اپنے عہد حکومت میں یہودیوں کو نکال کر خیبر کی زمین تقسیم کر دی اور رسول اللہ کی ازواج سے کہا کہ زمین لیتی ہو یا سرور کائنات کے زمانہ میں جو ملتا تھا وہ لوگی کسی نے زمین لینا پسند کیا کسی نے وسق بی بی عائشہ نے زمین لی تھی (تفسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور)

(۳) جناب عمر ابن خطاب نے اپنے دور حکومت میں ہر ایک کا وظیفہ مقرر کیا اور رسول خدا کی ازواج کے واسطے دو ہزار درہم مقرر کئے بی بی عائشہ کے واسطے بارہ ہزار درہم مقرر کئے (روضۃ الاحباب جلد اول ص۲۱ مطبع انوار محمدی)

(۴) بی بی عائشہ کی جائیداد اسماء بنت ابوبکر نے قاسم بن محمد اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ میں سے موضع نمایہ (جو مدینہ کے قریب ہے) میں کچھ جائیداد ملی مجھے معاویہ اس کے بدلے میں ایک لاکھ درہم دیتا تھا میں نے فروخت نہیں کی تم دونوں لے لو (ترجمہ مولوی وحید الزمان کتاب بخاری مطبع احمدی لاہور والہبہ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ ص۲۳)

(۵) جناب ابوبکر کے داماد کی جائیداد ! عبداللہ ابن زبیر نے اپنے باپ کا ترکہ بعد ادائے قرضہ تقسیم کیا زبیر کی چار عورتیں تھیں باوجود تیسرا حصہ نکلنے کے پھر بھی ہر زوجہ کو بارہ بارہ لاکھ درہم ملے اور کل جائیداد زبیر کی پانچ کروڑ دو لاکھ درہم تھی (صحیح بخاری ترجمہ مولوی وحید الزمان پارہ بارھواں ص۲۸۱)

(۶) عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو اس نے پوچھا مسئول "زنام زمین" کیا ہوئی میں نے کہا وہ میرے پاس ہے معاویہ نے کہا قسم خدا کی اس زمین کو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا جناب ابوبکر نے زبیر کو دینا چاہا تو ہم سے کہا کہ لکھ دو اس عرصہ میں جناب عمر آگئے جناب ابوبکر نے اس کاغذ کو فرش کی تہہ کے نیچے رکھ دیا تو جناب عمر نے کہا کچھ تخلیہ ہو رہا ہے جناب ابوبکر نے کہا ہاں ان کے چلے جانے کے بعد جناب ابوبکر نے وہ کاغذ ہمیں دیا (کنز العمال مطبوعہ مصر جلد دوم ص۱۸۹ وازالۃ الخفا مقصد دوم پس ان تشریحات و دلائل سے صاف واضح ہے کہ برسر اقتدار مسلمانوں کے قرابتدار و اصحاب اور رسول اللہ کی ازواج وظیفے و جاگیریں و میراث و حقوق پائیں لیکن رسول خدا کی بیٹی جناب فاطمہ زہرا اپنے باپ کی وراثت سے محروم کر دی جائے ، کس قدر قربا پروری ہے کہ جناب ابوبکر نے اپنے داماد کے ساتھ اس قدر رعایت کی کہ اپنے راز داں ساتھی جناب عمر سے بھی اس تحریر کو پوشیدہ کر لیا جو عروہ بن زبیر و معاویہ کے سامنے لکھی تھی لیکن جناب فاطمہ زہرا کے اس وثیقہ کو جو خدا اور رسولؐ کی طرف سے عطا ہوا تھا وہ جناب عمر کو عام مجلس میں دکھلا کر چاک کرا دیا افسوس ہزار افسوس امتی وظائف و جاگیریں پا کر عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور رسول زادی فاقہ کرے یہ عمل رسول کی بیٹی سے دشمنی و بغض و عناد نہیں تو اور کیا ہے ، دنیا جانتی ہے کہ بضعۃ الرسول ایک دولت مند ماں کی اکلوتی بیٹی وارث تھی لیکن ان کی ماں خدیجہ کی ساری دولت اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کر دی اور جناب فاطمہؑ اس پر خوش تھیں کہ ان کی دولت کی بدولت دنیا دولت اسلام سے مالا مال ہو گئی لیکن مسلمانوں نے اس احسان عظیم کا یہ بدلہ دیا کہ ان کو میراث پدری سے محروم کر دیا مسئلہ فدک

پر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب فاروقی نے اپنی کتاب فتح مبین میں ان الفاظ میں بحث کی ہے کہ اصل میں فدک کا قضیہ باطل کو بے نقاب کر رہا ہے فدک کے قضیہ میں جناب فاطمہ زہراؑ کی حیثیت مدعی کی تھی اور حاکم وقت مدعا علیہ قانون اور انصاف کا ایک طالب علم بھی یہ کہہ دے گا کہ مدعی اور مدعا علیہ کا فیصلہ ہمیشہ ایک غیر جانبدار عدالت کو کرنا چاہیئے لیکن باب فدک میں ہم یہ تماشہ دیکھتے ہیں کہ خود مدعا علیہ جج کے فرائض انجام دے رہا ہے چنانچہ مسلم عدالت نے جو مدعا علیہ کی حیثیت رکھتے ہیں اپنی جانب سے کوئی ثبوت یا شاہد پیش کئے بغیر مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں کر دیا اور اس طرح دنیا کی تاریخ عدل و انصاف میں ایک ایسے باب کا اضافہ کر دیا جس پر شاید انصاف قیامت ماتم کناں نظر آئے گا خلافت الٰہیہ اسلامی کا بنیادی اصول عدل ہے لیکن اس مقدمہ فدک میں عدل و انصاف کا یہ کرشمہ بھی دیکھئے کہ مدعیہ اپنے دعوے کے حق میں گواہ اور دستاویز مستند رسول و خدا پیش کرتی ہے لیکن دستاویز مستند اور دو گواہ ناقابل قبول قرار دے کر مسترد کر دیئے جاتے ہیں اور مدعا علیہ اپنے حق میں کوئی عینی شاہد اور دستاویز مستند خدا و رسول پیش نہیں کرتا اور مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں کر دیا اگر انصاف یہی ہے تو شاید قانون اور عدل کی ساری کتابیں دریا برد کرنا پڑیں گی اور یہ بات ماننا پڑے گی کہ مطلق العنان بادشاہوں کی زبان سے نکلا ہوا لفظ قانون ہے آفرین کہ ہر جابرانہ غاصبانہ خواہش کا نام انصاف ہے اور یہیں سے ہر سلیم العقل انسان پر حق واضح ہو جاتا ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ نے ابطال باطل کے معاملہ میں اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عملاً جناب ابوبکر و عمر سے اپنی ناراضگی کا اعلان کر دیا اور ان پر ایسی ناراض اور غضبناک ہوئیں کہ ان کو اپنے جنازہ تک پر آنے کی ممانعت کر دی اور رسول خدا یہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ فاطمہ میرا ایک جزو ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی (فتح مبین)

وفات حسرت آیات

جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی اٹھارہ سال کی قلیل عمر میں وہ شدید زحمتیں اٹھائیں کہ کبھی راحت نہ ملی ان کے لئے یہی کیا کم تھا کہ ماں باپ کا سایہ ناوقت سر سے اٹھا اس پر یہ ظلم ہوا کہ باپ کو دل کھول کر نہ رو سکیں مدینہ کے اہل محلہ نے گریہ وزاری کی صدا سے پریشان ہو کر حضرت علیؑ سے شکایت کی آپ نے بقیع میں بیت الحزن بنوا دیا وہاں رویا کرتی تھیں فدک شیخین نے غصب کر لیا اس کے صدمہ اور فراق پدر میں گوشہ نشین ہو گئیں ایک دن قریب شام قبر اطہر پیغمبر خداؐ کی طرف روانہ ہوئیں کہ ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرا ہاتھ جناب فضہ پر بوجہ ضعف کے رکھا تھا فرش عرش قبر اطہر زلزلہ میں تھے قبر اطہر سے لپٹ کر رو رو کر فرماتی تھیں بابا مسجد نبوی خالی ہے ممبر بغیر آپ کے سونا ہے جبرئیل نے گھر میں آنا چھوڑ دیا مسلمانوں نے آپ کی وفات کے بعد ہم پر طرح طرح کے مظالم توڑے اور ایک دن بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا پس آکر حجرہ میں داخل ہو گئیں بتاریخ سیزدہم ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ کو وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئیں رسول اللہ کی وفات کے بعد پچھتر دن بقولے چھ ماہ وفات پائی! جنت البقیع قبرستان وہ مقام ہے جہاں جناب فاطمہ زہرا کا مزار تھا اس کے ساتھ ہی اولاد رسولؐ و اصحاب و ازواج رسولؐ کی بھی قبریں ہیں جناب ابراہیم فرزند رسول خدا کی بھی قبر ہے حضرت امام حسنؑ و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام و جناب عقیل کی قبریں بھی اسی مقام پر ہیں افسوس ہزار افسوس نجدیوں نے انہی مقابر اور مزارات اہلبیت رسولؐ کو منہدم کرائے

ہیں جو بضعۃ الرسول وائمہ معصومین اور دوسرے بزرگانِ دین کی توہین کی ہے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ نجدیوں نے اہلبیت رسولؐ کی دشمنی میں اندھے ہو کر بغیر کسی شرعی جواز کے ان کے قبول کو گرا کر پیروانِ اہلبیت رسولؐ کے جذبات کو ٹھیس لگائی اگر ان کے عقیدۂ باطل میں قبوں کا قیام ناجائز ہے تو قبہ پیغمبر خدا کا قائم رہنا بھی ناجائز ہونا چاہیئے!

حضرت امیر المومنین امام المتقین حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ بلا فصل کے سوانح حیات

ولادت باسعادت! حضرت امیر المومنین امام المتقین یعسوب الدین مظہر العجائب والغرائب اخی رسول وارث رسول زوج بتول ابو السبطین امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار سید العرب علی ابن ابیطالب کی ولادت باتفاق مورخین ۱۳ ر رجب المرجب سنہ ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ صبح خانہ کعبہ میں واقع ہوئی، محققین اسلام نے ببانگ دہل اعلان کیا ہے کہ یہ شرف آپ کے لیئے خداوند کریم نے مخصوص فرمایا کہ جوف کعبہ کو آپ کا مولد قرار دیا چنانچہ فصول المہمہ فی معرفۃ احوال الائمہ تصنیف علامہ ابن صباغ مالکی میں لکھا ہے یعنی علی ابن ابیطالب مکہ معظمہ میں اندرون خانہ کعبہ بروز جمعہ ۱۳ ر رجب المرجب سنہ ۳۰ عام الفیل متولد ہوئے اور یہ ایک شرف تھا جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے مخصوص فرمایا کتاب الصعدوین کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ علی ابن ابیطالب خانہ کعبہ میں بروز جمعہ ۱۳ ر رجب المرجب سنہ ۳۰ عام الفیل متولد ہوئے اور آپ سے پہلے یا بعد کوئی شخص اس شرف سے مشرف نہیں ہوا بلکہ پروردگار عالم نے اس نور کی عظمت اور بلندی منزل کو ظاہر کرنے کے لئے خانہ حق کی ولادت کا شرف بخشا ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۱ پر تو امام حاکم کی یہ تصریح بھی نقل کی گئی ہے کہ ولادت علی ابن ابیطالب بخانہ کعبہ کی ولادت روایات متواتر میں جناب فاطمہ بنت اسد کا خانہ کعبہ میں تشریف لے جانے کے متعلق بھی مرقوم ہے علامہ محمد بن یوسف شافعی گنجی اپنی مشہور مناقب کفایۃ ابیطالب کے صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں یکایک ان کو درد زہ عارض ہوا بحکم خدا دیوار کعبہ شق ہو گئی اور جناب فاطمہ بنت اسد کو اندر داخل ہونے کا حکم ہوا آپ اندر تشریف لے گئیں اور وہیں حضرت علی ابن ابیطالب کی ولادت ہوئی، آپ تین دن خانہ کعبہ میں مقیم رہیں اور میوہ ہائے جنتی تناول فرماتی رہیں ولادت کے وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں، پیغمبر خدا خانہ کعبہ میں رونق افروز ہوئے اپنی چچی جناب فاطمہ بنت اسد کو مبارکباد پیش کی اور دریافت کیا کہ میرا بھائی کیسا ہے عرض کیا حسین وجمیل طاہر و منظر اور ہر لحاظ سے بہتر و برتر لیکن اس کی آنکھیں بند ہیں آنحضرتؐ نے مسکراتے ہوئے جونہی مولود کعبہ کو گود میں لیا تو شہزادہ نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور سب سے پہلے چہرۂ انور پیغمبر خدا کی زیارت کی سرور کائنات نے مولود کعبہ کو گود میں لے کر چھاتی سے لگایا رسول اللہ نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور اپنی زبان مبارک سے اپنا لعاب دہن چوسایا جس سے علوم اولین و آخرین مراتب ولایت وامامت وانوار نبوت آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے اور اسم گرامی علی رکھا بعض کتب مناقب میں موجود ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا یا علیؑ کچھ سناؤ تو آپ نے صحف گذشتہ اور کتب ماضیہ اور قرآن کے بعض حصص کی تلاوت کی یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ والدہ حضرت عیسےٰ جناب مریم کو وقت ولادت حضرت عیسیٰ حکم خداوندی ہوا کہ یہ جائے دبیت المقدس عبادت

ہیں نہ کہ جائے ولادت لہٰذا بیت المقدس سے حضرت مریم باہر ہو جائیں، جناب مریم بحکم خدا مسجد بیت المقدس سے باہر ہو گئیں،
اس موقعہ پر مولوی سید حسین مفتی نے فرمایا ہے۔

مریم کو حکم بیت المقدس میں یہ ہوا — باہر نکل کہ مولد عیسےٰ نہیں یہ جا
بنت اسد کو پہنچا یہ فرمان کبریا — داخل ہمارے گھر میں ہو عالم کی پارسا

ہو گا طلوع کعبہ میں بدر الدجیٰ علی

بناء خانہ کعبہ

دنیا میں خدا تعالیٰ کی عبادت کا سب سے پہلا گھر خانہ کعبہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ سورہ آل عمران پارہ ۴ تحقیق جو پہلا گھر خطہ ارضی پر وضع کیا گیا لوگوں کے لئے وہ مکہ میں ہے اور ہدایت عالمین کے لئے، اس آیت میں لفظ وضع آیا آیا ہے جس کا معنی کسی شئے کو اس مقام پر رکھنا جہاں کے وہ لائق ہو، یعنی بیت اللہ موجود پہلے تھا اس جگہ اس کو درست کیا گیا، کتب احادیث سے یہ ظاہر ہے کہ طائف اور مکہ کے درمیان مجسمہ آدم علیہ السلام بنایا گیا اور جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں پر آدم اور ملائکہ کا مقابلہ ہوا ہے، یہیں آدم بیٹھے تھے، ملائکہ نے جب سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار کیا گویا یہ جگہ مسجود ملائکہ بن گئی اس جگہ کا وجود خلقت آدم سے قبل ہے یہ خطہ مبارکہ بالکل بیت المعمور کے مقابل واقع ہے صرف فرق یہ ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ہے اور خانہ کعبہ زمین پر خانہ کعبہ کو بیت العتیق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں سب سے قدیم معبد ہے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام خانہ کعبہ کسی نہ کسی صورت میں معبد بنا رہا۔ مسلمان اس کو خدا کا گھر اور اتباع انبیاء مرسلین کی وجہ سے احترام کرتے رہے اور کافر و مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی نشانی بطور آثار قدیمہ خیال کر کے تعظیم کرتے رہے طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے موقعہ پر تمام دنیا غرقاب ہو گئی لیکن خانہ کعبہ محفوظ رہا اس بناء پر اس کا نام بیت العتیق قرار پایا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باری تعالیٰ نے اس جگہ کی نشان دہی فرمائی اور تعمیر کرنے کا حکم دیا جب ابراہیم خلیل اللہ نجاری کا کام فرماتے تھے اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ پتھر اور گارا دیتے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اٹھا اٹھا کر لاتے تھے الغرض عالمین کی تین ذوات مقدسہ نے خانہ کعبہ تعمیر کیا، اس گھر کو اولاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تولیت کے علاوہ اور کسی کی تولیت میں نہ دیا یہاں تک کہ ابراہیمی و اسماعیلی نسل میں ان کا ایک پوتا حضرت علی ابن ابیطالب پیدا ہوا، یہ ہے شان علی کہ اس خانہ خدا میں آپ کی ولادت ہوئی جہاں دنیا عالم کے مسلمان سجدہ کرتے ہیں۔

شناخت حلالی و حرامی

ملک عرب میں دین محمدی سے قبل کثرت حرامکاری و زناکاری سے شناخت ولد الحلال و ولد الحرام کی ضرورت تھی اس وجہ سے پروردگار عالم نے خانہ کعبہ میں دو سانپ ایسے مقرر کر دیئے تھے جس سے حرامی و حلالی کی شناخت کر لیتے تھے چنانچہ ہدایۃ السعداء قاضی شہاب الدین عمر ملک العلماء دولت آبادی صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں یعنی حضرت علی ابن ابیطالب کی ولادت سے قبل خانہ کعبہ کے اندر دو سانپ رہا کرتے تھے جس سے

حلالی وحرامی کی شناخت کر لیتے تھے جو بچہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوتا تھا تیسرے دن اس بچہ کو خانہ کعبہ کے اندر لاتے تھے اور وہاں ایک مقام پر رکھ دیتے تھے "محک" نامی سانپ بچہ کو سونگھتا تھا اگر بچہ حلالی ہوتا تو بدستور تندرست رہتا والدین اس کے بچہ کو اٹھا کر لیجاتے اور خوش ہو کر ایک خوشی کا جلسہ منعقد کرتے اگر بچہ حرامی ہوتا تو وہ سانپ خانہ کعبہ کی دیوار سے نکل کر اس بچہ پر جھاگ ڈالتا جس سے وہ بچہ بیہوش ہو جاتا عوام کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں کا بچہ حرامی ہے، جب حضرت علی ابن ابیطالب خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تو وہ دونوں سانپ حسب معمول آئے چاہا کہ حضرت علیؑ کو سونگھیں تو حیدر کرار نے دونوں سانپوں کو پکڑ لیا اور ان سانپوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اہل مکہ غل شور مچانے لگے اور رونے چلانے لگے کہ حضرت علیؑ نے محک کو حالت طفلی میں مار دیا، رسالتمآب نے ارشاد فرمایا اے اہل مکہ غمگین نہ ہو خداوند عزوجل نے دنیا کی کسوٹی (مہک، اب حضرت علیؑ کو بنایا ہے ایک جگہ دو مہک نہیں رہ سکتے جو شخص حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ حلال زادہ اور ان کا دشمن حرامزادہ۔

اژدہا کا خاتمہ:۔ حوالی مکہ معظمہ میں ایک اژدہا مثل کوہ عظیم کے پیدا ہوا چار سو گز اس کا قد و قامت تھا جب وہ سانس لیتا تھا دور دور کے جانور اس کے دہن میں داخل ہو جاتے تھے اردگرد کے لوگ بہت پریشان تھے ایک دن وہ اژدہا شہر مکہ میں داخل ہوا عوام میں ہراس پھیل گیا بعض لوگ شہر چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے وہ اژدہا حضرت عمران المعروف ابوطالب کے مکان میں داخل ہو گیا حضرت علی المرتضیٰ گہوارہ میں تھے، جب وہ اژدہا گہوارہ کے قریب پہنچا تو شیر خدا نے انگلیوں سے اژدہا کے دونوں لب پکڑ کر چیر ڈالے اور سر سے دم کے آخر حصہ تک دونوں ٹکڑے برابر چیر ڈالے اور گہوارہ کے نیچے پھینک دیئے جب آپ کی مادر گرامی نے دیکھا کہ میرے ننھے سے بچہ نے مہد کے اندر اژدہا کو کلہ سے پکڑ کر دو برابر ٹکڑے کر دیئے تو حضرت علیؑ کو حیدر کا لقب عطا فرمایا (تاریخ گلزار شش تبریز ص۸۳ و مناقب الاصحاب و ارجح المطالب) لیکن حضرت موسٰی کلیم اللہ اپنے عصا کا اژدہا بنا ہوا دیکھ کر خائف ہو گئے تھے حالانکہ حضرت موسیٰ کلیم کی اس وقت تیس سال کی عمر تھی (مولف)

پرورش و تربیت

امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کا سب سے ارفع و اعلیٰ مقام یہ ہے کہ آپ اللہ کے گھر پیدا ہوئے دوسرے یہ خانہ کعبہ میں اپنی ولادت کے بعد آنکھیں نہیں کھولیں جب تک جناب رحمۃ للعالمین تشریف نہیں لائے جونہی محبوب خدا کی خوشبو مشام علی میں پہنچی آپ نے بھائی کی زیارت کے لئے اپنی آنکھیں کھول دیں، رسالتمآب نے روئے مبارک نو مولود کے سامنے کیا اور اپنی زبان اقدس بچہ کے منہ میں رکھی نو مولود رسول اللہ کی زبان کو چوستا رہا پھر بعد میں اپنی مادر گرامی کا دودھ پیا اس کے بعد پیغمبر خدا حضرت علی ابن ابیطالب کو گھر لائے رسالتمآبؐ کو اس نو مولود سے انتہائی محبت تھی ہر وقت گود میں اٹھائے رکھتے تھے اپنے پاس اکثر سلاتے اور خود جھولا بھی جھلاتے تھے لقمہ چبا کے ان کے منہ میں دیتے تھے غرض کہ رسول خدا نے حضرت علی ابن ابیطالب کو اپنی زیر کفالت رکھا اور تمام اپنے فضائل حمیدہ و اوصاف ستودہ و اسوۂ حسنہ کا مکمل نمونہ بنایا حضرت علیؑ کے رگ و ریشہ میں تربیت و تعلیم نبوی کے ذریعہ سے وہی چیز پہنچی تھی جو رسول اللہ کے دل میں دماغ میں قدرت نے ودیعت فرمائی تھی تمام اخلاق و امور و کمالات محمدی طینت و عادات مرتضوی میں منعکس ہو گئی حضرت علی ابن ابیطالب اپنی معیت پیغمبر خدا کے ساتھ ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ میں رسالتمآب کے پیچھے پیچھے اس طرح رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ پھرتا ہے غرض اسی طرح حضرت علیؑ کی عمر کے دس سال یا اس سے کم و بیش گذرے، جس وقت

رسول اللہ نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے حضرت علیؑ اور ان کے پدر بزرگوار ابو طالب اور خدیجۃ الکبریٰ نے لبیک کہی نبوت کا اعلان کرنا تھا کہ دنیا دشمن ہوگئی، حضرت علیؑ نے اسلام کی بقا کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی دوسری طرف خاندان بنی اُمیہ اور ان کے حامی اسلام کو مٹانے کی آخر وقت تک پوری پوری کوشش کرتے رہے حتیٰ دشمنوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا تو پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری چادر اوڑھ لو تا کہ کفار و مشرکین سمجھیں کہ میں سو رہا ہوں کیونکہ میں یہاں سے مدینہ جا رہا ہوں چنانچہ وصی پیغمبر اسلام نے تعمیل حکم کی اور تیروں و تلواروں کی جھنکار میں سو کر جو قربانی کی ہے اسکی مثال نہیں مل سکتی، جانشینِ رسول دشمنوں کے نرغہ میں تنہا رہ گئے اور سرور کائنات کے پاس جن لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں وہ تمام بجنسہٖ ادا کرنے کے بعد مستورات کو ہمراہ لے کر مدینہ پہنچے، دعوتِ ذوالعشیرہ کے موقعہ پر سب سے اوّل قدم بڑھا کر اتباعِ رسول کیا جس پر رسول اللہ نے حضرت علی کو بالکل نمایاں طور سے اپنا خلیفہ و وصی فرمایا اسلام اور کفار و مشرکین میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان سب لڑائیوں میں حضرت علیؑ نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیکر رسول اللہؐ کی مدد کی غرض حضرت علیؑ نے ابتدائی زندگی سے آخر وقت رسول اللہ کے ساتھ رہ کر اسلام کا تحفظ کیا حضرت علی المرتضیٰ نے رسول اللہ کی معیت میں بچپن گذارا اور ایک لمحہ کے لئے بھی اتباعِ رسالت سے روگردانی نہیں کی بلکہ رسول اللہ کی زندگی اور وفات کے بعد ان پر ایسا عمل کیا کہ آپ کے سوا اور کوئی انسان کامل نہ تھا آپ نے اس وقت بھی رسول اللہ کا ساتھ نہیں چھوڑا جبکہ خلافت (حکومت) کے حصول کے لئے صحابہ بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے والے جسد اقدس کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں حکومت کے لئے زور آزمائی کر رہے تھے، حضرتِ علیؑ ہی وہ واحد ہستی تھی جس نے حکومت کو ٹھکرا کر زندہ جاوید پیغمبر خدا کے جسدِ اقدس کی تجہیز و تکفین کی آپکے جنازہ میں اہلبیت رسول اور خاندان بنی ہاشم کے علاوہ اور کوئی شریک نہ تھا جناب ابو ذہیبؓ صحابی رسول کہتے ہیں کہ ہم جو مدینہ میں آئے تو تمام مدینہ میں شور و ماتم و بکا برپا تھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رسالت مآب کی رحلت کا روز ہے میں مسجد میں گیا تو خالی پایا حجرۂ نبوی کیطرف گیا تو وہاں رونے کی آوازیں بلند تھیں اور حضور لٹائے ہوئے تھے صرف انکے اہلبیت وہاں موجود تھے میں نے پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں کہا گیا سقیفہ (بنی ساعدہ) میں وہاں گیا تو سب کو پایا جناب ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ و ابو سالم اور ایک گروہ انصار کا موجود تھا (استیعاب علامہ ابن البر) جناب عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ حبیب خدا نے پیغمبر کو وفات دی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے میں نے ابوبکر سے کہا آؤ ہم بھی چلیں پس ہم بھی سقیفہ میں جا پہنچے (صحیح البخاری جلد ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ) بہر حال جب سقیفہ بنی ساعدہ میں جناب ابوبکر خلیفہ بنائے گئے حضرت علیؑ نے خلافت اپنا حق ہے کے عنوان پر دلائل ظاہر فرمائے تو بشیر بن سعد نے کہا علیؑ اگر یہ بات تھی تو آپ نے سقیفہ میں آکر ہمیں پہلے یہ باتیں کیوں نہ بتائیں آپ نے فرمایا اے بشیر بن سعد کیا تو امید رکھتا ہے کہ میں رسول اللہ کے جسد اطہر کو غسل و تجہیز تکفین نہ کرکے اور ان کے دفن سے فارغ نہ ہوکر حکومت کی طلب کا دم بھرتا (روضۃ الاحباب جلد اول ص ۵۱۴) یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ وہ بانی اسلام جسکے لاکھوں کلمہ گو تھے اسکے جنازہ پر اہلبیت رسول و خاندان بنی ہاشم کے سوا اور کوئی نہ تھا سردار الانبیاء کے جنازہ پر مسلمان کیوں نہ شریک ہوئے جو صحابیت یا دوستی کا دم بھرتے تھے، دنیوی بادشاہوں کے جب جنازے اٹھتے ہیں تو حکومت وقت کے پرچم سرنگوں ہو جاتے ہیں دفاتر بند اور لاکھوں دوسرے افراد جنازہ میں شریک ہوتے ہیں نہایت شان و شوکت سے جنازہ اٹھتا ہے مگر سردار الانبیاء کی یہ حالت کہ اپنوں کے سوا دوسرا موجود نہ ہوں اسکی کیا وجہ ہے اس کا جواب تاریخوں میں یہ ملتا ہے یعنی صحابہ نے اس پر اجماع کیا ہے کہ منصب امام یا خلیفہ بعد زمان نبوت واجب ہے بلکہ انہوں نے امام کا بنانا بعد نبی اہم واجبات سے جانا اس وجہ سے وہ اس میں مشغول ہو گئے اور دفن رسول چھوٹ گیا (براہین قاطعہ ص ۱۳ و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۷۱) جبکہ صحابہ کا عقیدہ یہ تھا کہ بعد نبی امام یا خلیفہ کا ہونا واجب ہے اور ایسا اہم امر ہے کہ جنازہ رسول کی تدفین سے زیادہ اہم تو جو نبی شریعت اور

اسلام لیکر آیا کہ وہ نہ جانتا تھا کہ امام کا تقرر میرے بعد واجب ہے اور کیا خدا جس نے نبی کو اسلام اور قرآن دیکر بھیجا وہ یہ نہ جانتا تھا کہ بعد نبی امام یا خلیفہ کا ہونا واجب ہے یہ تو نا ممکن ہے کہ نبی واجب کو کیسے چھوڑ سکتا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ واجب تھا نبی نے نہیں چھوڑا خدا نے قرآن میں کہا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ... تا آخر کہا اور رسول خدا نے مقام غدیر خم پر لاکھوں کے مجمع میں علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ بھی مولا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا و رسولؐ کے احکام کے مطابق حضرت علی ابن ابیطالب کا کل امت مسلمہ پر وہی حق ہے جو رسول خدا کا امت مسلمہ پر حق ہے لہٰذا علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفتہ بلا فصل کا اقرار اسی طرح فرض ہے جس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار فرض ہے جبھی تو اطاعت اللہ و اطاعت رسول و اولوالامر کا اقرار ہوگا اگر ان میں سے ایک اطاعت کو چھوڑ دیا گیا تو دو اطاعتیں ناکارہ ہونگی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ تینوں اطاعتیں واجب الاطاعت ہیں اور یہی مسلمانوں کا کلمہ طیبہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ جس قدر اور جہاں تک رسولؐ کی اطاعت واجب ہے اتنی ہی اولوالامر کی اطاعت واجب ہے یہ صرف محبان محمد و آل محمد کو فخر ہے کہ وہ روزانہ اذان میں تینوں اطاعتوں کا اقرار کرتے ہیں اور خدا و رسول اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔

منصب امامت و خلافت :۔ دین اسلام اپنی پسند یا ناپسند کا نام نہیں وہ تو خالص خدا کی پسندیدگی ہے بیشک دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خاسرین میں ہے اور جس دین اسلام کو اللہ نے پسندیدگی کا شرف عطا کیا ہے اس کے دامن میں ایک عظیم کائنات اور ایک بحر بیکراں لئے ہوئے ہے جس کا احاطہ عام انسانی دسترس سے باہر ہے اسکی گرفت میں ہر خشک و تر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس وسعت اور ہمہ گیری کو اپنی پسندیدہ ہستیوں میں ہر شئے کا احصاء امام مبین میں کر دیا ہے امام مبین کو خدا نے ہر شئے کا علم عطا کر دیا ہے علم کیا ہے جو شئے حقیقت میں جیسی ہے اسے ویسا ہی جاننا علم ہے اور اس کے خلاف جاننا جہل ہے جیسا کہ اللہ اپنے بندوں سے ایک سوال کرتا ہے ان اللہ لا یتخذ اجاھلاً ولیا کیا جاننے والے نہ جاننے والوں ۔ ہو سکتے ہیں، کیونکہ بندوں کی اکثریت عالم و جاہل یا معصوم و گنہگار کو ایک ہی صف میں لاکھڑا کرنے پر بضد ہیں اس لئے خداوند تعالےٰ نے استفہامیہ انداز میں کلام کر کے بندوں کی عظیم غلطی پر متوجہ کرنا چاہتی ہے تاکہ بندے عالم و جاہل اور معصوم و گنہگار کو یکساں نہ سمجھیں اور وہی طرز فکر اپنائیں جو قدرت ہمارے لئے پسند کرتی ہے کیونکہ دین اسلام خدا کا بنایا ہوا پسندیدہ دین فطرت ہے اور ابتداء ہی سے ہے اس دین میں بندے اپنی رائے سے تبدیلی نہیں کر سکتے ارشاد ذات احدیت ہے سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیلاً پارہ ۲۲ سورہ احزاب) یہ اللہ کی سنت ہے تم ہرگز اللہ تعالےٰ کی سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے، جب خود اللہ دین اسلام میں تبدیلی نہیں چاہتا تو بندوں کو کیا حق ہے کہ وہ اپنی رائے سے گنہگار انسان کو خدا اور رسول کا خلیفہ امام منتخب کر کے دین اسلام میں تبدیلی کریں اس لئے کہ انسانوں میں خدا نے خود اپنے نمائندے انبیاء و مرسلین کو تمام مخلوق کے درمیان واسطہ و ذریعہ نجات قرار دیا ہے یہ گروہ انبیاء و مرسلین وسیلہ و ذریعہ نجات سے خالق و مخلوق کے مابین ہے، یہ مقدس معصوم ہستیاں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین آئے ان میں آخری ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ان پر سلسلہ نبوت ختم ہوا، خاتم النبین مبلغ حق اور معلم انسانیت تھے دنیا کے ہادی اور نور ہدایت کے سرچشمہ تھے اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا چونکہ بعد ختم نبوت و رسالت ہدایت خلق اور حفاظت شریعت کا کام مستقل طور پر قائم رہیگا، اس لئے اس سلسلہ ہدایت کے لئے خلق کسی مقدس ذات کا مثل رسول آخر عمر زمانہ یعنی قیامت تک موجود رہنا ضروری ہے اسی منصب کا نام امامت ہے منصب امامتِ خلافت منزلت انبیاء اور میراث وصیاء ہے امامت اللہ کی خلافت ہے نبوت و رسالت کے بعد امامت کا مرتبہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر رسول اور صاحب شریعت نبی تھے جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی دینے میں کامیاب ہوئے تو خداوند تعالےٰ نے آپ کو امامت کا منصب بخشا، ارشاد

قدرت ہے اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ سورہ بقر، خدا نے فرمایا میں تمہیں سب انسانوں کا امام بنانیوالا ہوں حضرت ابراہیمؑ نے کہا اور میری ذریت کو (اولاد میں سے) اللہ نے فرمایا میرا عطا کیا ہوا عہدہ ظالمین (گنہگاروں) کو نہیں پہنچے گا پس آیت سے ثابت ہے کہ قیامت تک ظالم و گنہگار چالیس تک شرک کرنیوالے انسانوں کو عہدہ امامت نہیں مل سکتا صرف یہ منصب امامت صاحب عصمت و طہارت حضرات کا حق ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دو بیٹے حضرت اسمٰعیل و اسحاق علیہم السلام معصوم صاحب عصمت عطا کئے یہ عہدہ امامت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ذریت ابراہیمی میں بطور وراثت صدیوں تک یکے بعد دیگرے چلا یہاں تک ہمارے نبی ختمی مرتبت اس منصب امامت کے وارث ہوئے چونکہ ختمی مرتبت صاحب شریعت اور مالک دین ہے اور امام محافظ دین اور مکمل دین ہے امام مشیت الٰہی کے تابع ہے اور ماسوا خدا اور رسول امام کے ہر شئے تابع ہے اسلئے کہ وہ حجت خدا ہیں، امام ہر زمانہ میں اپنے عہد میں خلیفہ نائب خدا اور رسول ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا مطیع اور یہ مطاع مطلق اور متصرف فی العالمین ہوتا ہے اس لئے کہ فرمان نبوی کے مطابق قرآن اور اہلبیت رسول صاحب تطہیر قیامت تک رہیں گے، اسی لئے خدا اور رسول نے ان ذوات مقدسہ کی اطاعت تمام دنیا کی اشیاء پر واجب اور لازم قرار دی یہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام چونکہ خالق و مخلوق کے مابین واسطہ ہیں انہیں امت واسطہ کہا گیا ہے اور انہیں انسانوں پر گواہ قرار دیا گیا اور رسول کو ان پر گواہ بنایا گیا پس حضرت علی علیہ السلام ہی رسول اللہ کے وصی امام خلیفہ ہیں جو تمام مخلوق کو ہدایت کرتے رہے رسول کا جانشین ایسا ہی چاہیئے کہ جو انسانوں اور جنوں کو بھی ہدایت کر سکے یہ نہ ہو کہ جنوں کی شکل دیکھ کر خلیفہ دنیا سے چل بسیں، ایک زمانہ تھا کہ شہر کوفہ میں ایک دروازہ باب الثعبان تھا یعنی اژدہا کا دروازہ ایک دن مسجد کوفہ میں حضرت علی المرتضےٰ وعظ فرما رہے تھے ایک بار شور ہوا معلوم ہوا اژدہا آرہا ہے امیر المومنین نے فرمایا کفوا ایدیکم اپنے ہاتھ روک لو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا وہ اژدہا آیا اور سیدھا جناب امیر علیہ السلام کے پاس پہنچا دم زمین پر ٹیک دی اور سیدھا کھڑا ہو گیا اپنا منہ امیر المومنین کے کان تک پہنچایا حضرت علیؑ سنتے رہے اسکی آواز سیٹی کی آواز معلوم ہوتی تھی، امام نے اسکی طرف منہ کیا کانّہ یصفر ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے سیٹی ہو سننے والے آدمیوں نے سیٹی کی آواز سمجھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ شیر خدا اسکی زبان جانتے تھے اسلئے اژدہا کی زبان میں گفتگو کی، اژدہا چلا گیا لوگوں نے پوچھا یا مولا آپ کی سب باتیں عجیب و غریب ہیں لیکن یہ بات تو عجیب تر ہے آپنے فرمایا یہ جو سانپ نظر آتا تھا درحقیقت سانپ نہ تھا بلکہ قوم جن کے بادشاہ کا بیٹا تھا میں نے اسکے باپ کو رسول اللہ کی زندگی میں بادشاہ بنایا تھا آج وہ مرگیا ہے یہ پوچھنے آیا ہے کہ اب کس کو بادشاہ بنائیں میں نے اسے ہی اسکے باپ کی جگہ بادشاہ بنا دیا ہے پس جو شخص پوری عربی بھی نہ جانتا ہو قرآن مجید کے کل معنی و مطالب بھی نہ سمجھ سکتا ہو عرصہ تک کافر رہا ہو وہ رسول کا جانشین امام کیسے ہو سکتا ہے امام وہ ہوگا جو سب انسانوں جنوں حیوانوں کی زبانیں جانتا ہو حضرت علیؑ نے جو شاہان عجم کو فارسی میں خط لکھے وہ شاہد ہیں، رسول خدا کی صرف ہم ہی امت نہیں بلکہ جس قدر انبیا گذرے ہیں سب ہمارے رسول کی امت میں ہیں فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا (سورہ نساء) پہلے انبیاء اپنی اپنی امت پر گواہ ہونگے ہمارے رسول ان انبیا پر گواہ ہونگے کیونکہ سب انبیاء آپکی امت میں داخل ہیں اور یہ آیہ میثاق اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ کَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ... تا آخر (سورہ آل عمران) ہر نبی کا جانشین اس نبی کی امت سے افضل ہوتا ہے پس ہمارے رسول کا جانشین بھی سب انبیاء سے جو ہمارے رسول کی امت میں داخل ہیں افضل ہوگا اور ایسا جانشین وہی ہو سکتا ہے جس کی خلقت اسی طرح نورانی ہو جسطرح خود رسالتمآبؐ کی چنانچہ فرمان نبوی ہے خُلِقْتُ اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ ہمارے رسول کی رسالت کہاں تک لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا اور اللہ تعالےٰ تمام عالمین کا رب ہے اور ہمارا رسول سب عالمین کیلئے رحمۃ للعالمین ہے لہٰذا آپکا جانشین بھی سب عالمین کیلئے ہادی برحق، پس اگر حضرت علی کی اطاعت کروگے تو خدا اور رسول کی اطاعت ہے اور اگر حضرت علی کی مخالفت کروگے تو خدا اور رسول کی مخالفت ہے اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے بھی قرآن مجید میں تین اطاعتوں کا حکم دیا ہے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (پارہ ۵) اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول کی و اولی الامر کی" اس آیت میں اطاعت اللہ کو جدا بیان کیا گیا ہے

اور اس کے بعد اطیعوا کے تحت اطاعت رسول واولی الامر کو ایک ہی اطاعت میں شامل کیا ہے یعنی رسول واولی الامر کی اطاعت ایک ہی درجہ وشان کی ہے اس سے ثابت ہے کہ بعد از رسولؐ ایسا ہی وجود ہر وقت تاقیامت موجود ہونا چاہیئے کہ جولوجہ ختم نبوت نبی تو نہ ہو کیونکہ کا نبوت آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کے تحت دین کی تکمیل ہو چکی، مگر اس کی طاعت کرنا ایسا ہی واجب ہو جیسا کہ رسول کی اطاعت کرنا واجب ہے اور اولی الامر کا منجانب اللہ ہر عہد میں موجود ہونا لازمی ہے کیونکہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ جس کی اطاعت کا حکم دے اور وہ موجود نہ ہو اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ اولی الامر پر دنیوی حاکم نہیں ہوسکتا اسلئے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی چونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کو ایسا پاک و معصوم ونوری خلق فرمایا ہے کہ وہ منشاء الٰہی ورضائے خداوندی کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں بولتے یعنی جب تک وحی نہ آئے اب ارشاد نبوی ہے۔ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصیٰ علیاً فقد عصانی یعنی رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے یقیناً میری اطاعت کی۔ اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ کی اطاعت اطاعت رسولؐ ہونے کی وجہ سے اطاعت خدا ہے اور تمام امتِ محمدیہ پر حضرت علیؑ کی اطاعت واجب ہوئی یعنی رسولِ خدا بحکمِ خدا حضرت علیؑ کو امت کا واجب الاطاعت حاکم مقرر فرمایا تھا۔ قرآن وحدیث نبوی مذکور ہے حضرت علی ابن ابی طالب اولی الامر ہیں۔ آیۂ یا ایھا الرسول بلغ ...... تا آخر خم غدیر کے نزول کے بعد رسول اللہ نے لوگوں سے فرمایا۔ کہ آیۂ خم غدیر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے حق بالخصوص اور میرے ان اوصیا کے حق میں نازل ہوئی ہیں جو قیامت تک یکے بعد دیگرے میری امت کے والی ہوتے رہیں گے لوگوں نے عرض کی حضور ان اوصیا کے اسماء مبارک ظاہر فرما دیجئے رسولِ خدا نے فرمایا ان اوصیا میں پہلے علیؑ ابن ابی طالب جو میرے بھائی وارث اور وصی ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے مولا ہیں۔ ان کے بعد میرا فرزند حسنؑ ان کے بعد میرے فرزند حسینؑ اور ان کے بعد حسینؑ کی اولاد سے نو فرزند یہ سب قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے یہ میری عترت اور قرآن ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ (ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی مولوی شاہ اسماعیل شہید نے اپنی کتاب منصب (خلافت) میں مسلمہ حدیث رسولؐ لکھی۔) من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ، جو مر گیا اور اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا۔ وہ کفر اور جاہلیت کی موت مرا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ خدا کا آخری رسولؐ خود اپنی زندگی میں کسی کو اپنا جانشین امام خلیفہ مقرر نہ کرے اور امت کو حکم دے جائے کہ جس نے امام زمانہ کو نہ پہچانا۔ وہ کفر و جاہلیت کی موت مرا۔ اور یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ خدا کا رسولؐ اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد مقرر نہ کرے۔ کیونکہ سابقہ انبیاء و مرسلین نے اپنا جانشین بحکم خدا خود مقرر کیا ہے۔ دنیا والوں نے کسی نبی کے وصی کو خود منتخب نہیں کیا۔ انبیاء و مرسلین نے خلافت الٰہیہ کا حق اپنے ہی لئے محفوظ رکھا ہے کار تعلیم و تبلیغ ہر نبی نے اپنے بعد کیلئے امت پر نہیں چھوڑا۔ اسی طرح خود رسولِ خدا نے بحکم خدا اپنی حین حیات میں ہر موقع پر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا جانشین بنایا دعوت ذوالعشیرہ کے موقعہ پر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا وصی و خلیفہ بنایا۔ جنگ تبوک میں خود گئے اور حضرت علیؑ کو بجائے

اپنے حاکم امت کر گئے۔ جناب ابوبکر کو سورہ برائت دے کر مکہ بھیجا پھر بحکم خدا جناب ابوبکر کو معزول کر کے حضرت علیؑ سے تبلیغ کرائی یمن
میں خالد بن ولید کو بھیج کر واپس بلایا۔ اور حضرت علیؑ کو اس مہم پر بھیجا۔ پیغمبر خدا نے اپنے ظاہری تعلقات مکہ سے قطع کر کے حضرت
علیؑ کو شب ہجرت اپنی جگہ چھوڑا اور اپنی رحلت سے تقریباً چار ماہ قبل ۱۸ ذالحجہ ۱۰ھ بروز پنجشنبہ مقام خم غدیر بحکم یاایھا الرسول
بلغ ...... تا آخر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور ایک لاکھ سے زیادہ مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یاایھا الناس ان اللہ مولائی و
انا مولی المومنین وانا اولی بھم من انفسھم فمن کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ...... تا آخر یعنی اے لوگو خدا میرا
مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں۔ اور ان کی جانوں پر تصرف رکھتا ہوں۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے خداوند دوست رکھ
اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ مدد کر اس کی جو علیؑ کی مدد کرے۔ اور چھوڑ دے اس کو جو علیؑ کو چھوڑ
دے (مسند احمد حنبل الجزء الرابع صفحہ ۳۷۲ و تذکرہ خواص الائمہ وبسط ابن الجوزی الباب الثانی صفحہ ۱۷، ۱۸ و صواعق محرقہ ابن حجر مکی وغیرہ) پس قرآن
وحدیث نبوی سے ثابت ہو گیا کہ رسولؐ خدا نے بحکم خدا حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو اپنی زندگی میں اپنا جانشین خلیفہ مقرر کیا۔ اب اگر
کوئی مسئلہ امامت وخلافت حضرت علی علیہ السلام میں تنازعہ کرے گا تو وہ خدا اور رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرے گا۔ برامین مسئلہ امامت
وخلافت، کتاب تحفہ رضویہ مصنفہ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی مطبوعہ دہلی میں مرقوم ہے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ مامون رشید عباسی کے
پاس اس غرض سے جمع ہوئے کہ مسئلہ امامت وخلافت پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مناظرہ کیا جائے۔ اور اس مقصد کے
لئے انہوں نے اپنے مذہب کے بہت بڑے عالم ومحدث یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کو منتخب کیا ہوا تھا۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام
نے یحییٰ مذکور سے فرمایا۔ تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو۔ اس نے کہا فرزند رسولؐ پہلے آپ مجھ سے سوال کریں میں جواب دوں گا آپ
نے یہ سوال کیا۔ یا یحییٰ ما تقول فی رجل ادعیٰ الصدق لنفسہ وکذب الصادقین ای یکون صادقاً محقاً فی
دینہ ام کاذبا۔ یعنی اے یحییٰ، تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اپنے سچا ہونے کا دعویٰ تو کرے۔ اور صادقوں سے
جھوٹ بولے کیا وہ شخص سچا ہو سکتا ہے کیا وہ اپنے دین میں محق (حق والا) ہے یا کاذب۔

امام ہشتم کا یہ سوال سن کر یحییٰ سوچ میں پڑ گیا۔ اور خاموش ہی رہا۔ تھوڑی دیر گزر جانے پر مامون عباسی نے تقاضا کیا کہ
یحییٰ امام کے سوال کا جواب دو۔ یحییٰ نے کہا اے امیر میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔ مجمع حیران ہو گیا۔ یحییٰ کی یہ بات
سن کر مامون عباسی ششدر رہ گیا اور اس نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا، یہ مسئلہ کیا ہے کہ جس کے جواب سے یحییٰ عاجز
رہ گیا۔ امام ہشتم نے فرمایا یحییٰ اس سوال کا کیا جواب دے سکتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اگر وہ کہے کہ اس شخص نے صادقوں سے
جھوٹ نہیں بولا تھا تو ہم کہیں گے کہ جس شخص نے منبر رسولؐ پر بیٹھ کر اپنے عجز کا اقرار کیا ہو اور یہ کہا ہو۔ ولیتکم ولست
بخیرکم۔ کہ میں تمہارا حاکم تو ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اس شخص نے یہ بات جھوٹ نہیں کہی۔ تو وہ کیونکر خلیفہ رسولؐ
ہو سکتا ہے کیونکہ امام یا خلیفہ رسولؐ ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ رعایا سے ہر طرح افضل ہو۔ اور اگر یحییٰ یہ کہے کہ اس
شخص کا یہ کہنا کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ایک جھوٹی بات تھی۔ تو جھوٹا شخص خلیفہ رسولؐ نہیں ہو سکتا۔ (یحییٰ کے عاجز وخاموش

رہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ) جس شخص نے منبر رسولؐ پر بیٹھ کر یہ کہا تھا کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آتا ہے اس کے بارے میں اگر یحییٰ یہ کہے کہ اس شخص نے سچی بات کہی تھی جھوٹ نہیں بولا تھا تو ہم کہیں گے کہ وہ شخص کس طرح امام خلیفہ رسولؐ ہو سکتا ہے جس پر شیطان غالب ہو۔ امام خلیفہ رسولؐ تو وہی ہے جو شیطان سے محفوظ رہے اگر یحییٰ یہ کہے کہ اس شخص نے یہ بات جھوٹ کہی تھی تو ہم کہیں گے۔ جھوٹا شخص امام خلیفہ رسولؐ نہیں ہو سکتا۔ یحییٰ کے عاجز اور خاموش رہ جانے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ جس شخص کے متعلق اس کے متبعین ساتھیوں نے نام لے کر کہا ہو کہ فلاں شخص کی بیعت ایک ناگہانی چیز تھی۔ خدا نے اس کے شر سے بچا لیا جو کوئی پھر ایسا کرے اس کو قتل کرو۔ تو وہ شخص ہرگز امام خلیفہ رسولؐ نہیں ہو سکتا۔ یعنی جبکہ اس کے متبعین ساتھی ہی اس کی بیعت کو ناگہانی شر سے تعبیر کریں بلکہ ویسی بیعت پر قتل کا حکم لگائیں تو وہ کیونکر برحق خلیفہ و امام رسولؐ ہو سکتا ہے پس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ایک ہی سوال نے امامت کا دبدبہ اور خلافت باطلہ کے پرخچے اڑا دیئے اور یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کو دلائل و براہین سے عاجز کر دیا پس محفل برخاست ہوئی۔ اور مامون الرشید عباسی نے ان مناظرین سے کہا۔ واپس جاؤ میں نہ کہتا تھا کہ فرزند رسولؐ سے مباحثہ و مناظرہ نہ کرو۔ کیونکہ ان کا علم رسول اللہؐ کے علم سے ہے! (نوٹ) اگر ناظرین میں سے کوئی صاحب یہ دیکھنا چاہیں کہ کس نے کہا تھا میں تم سے بہتر نہیں ہوں اور کس نے کہا تھا کہ شیطان مجھ پر غالب ہے اور کس نے کہا تھا کہ وہ بیعت ناگہانی تھی تو وہ جلال الدین سیوطی کی کتاب تاریخ الخلفا دیکھے (مولف) بہر کیف تاریخوں سے ظاہر ہے کہ عہد رسول اللہ میں مسلمانوں کے دو ضمیر تھے۔ ایک تو دل سے اور عمل سے اصول و فروع دین کے قائل اور رسول اکرمؐ و اہلبیت رسولؐ کے حامی و تابع دوسرا طبقہ بظاہر قائل مگر دل سے نہ اعتقاد توحید نہ عقیدۂ رسالت نہ پیغمبر اسلامؐ کی حقیقی محبت نہ اہلبیت رسولؐ سے الفت اور نہ ان سے کسی عقیدت و محبت کا جذبہ اور نہ خلافت الٰہیہ میں اہلبیت رسولؐ کا کوئی حق مانتے ہیں صرف حضرت علیؑ کو بظاہر چوتھا خلیفہ کہتے ہیں لیکن ان کے احکام شرعیہ و اقوال سے انحراف کرتے ہیں طبقہ اولیٰ شیعہ اثناعشریہ خدا و رسولؐ کے حکم (حدیث الثقلین) سے قرآن اور اہلبیت رسولؐ کا اتباع کرتے ہیں دنیائے اسلام میں ہمیشہ یہی طبقہ (شیعہ امامیہ) ایسا موجود رہا جس نے ملوکیت اور انسانی حاکمیت کے غلط اصول کے مقابلہ میں خلافت ربانی کے قیام کا اعلان کیا۔ اس وقت اور اس سے پہلے جبکہ دنیائے اسلام کے ممالک میں مختلف سلاطین (جن کے اصول ایک دوسرے کے خلاف ہیں) کے نام جمعہ کے خطبہ دیئے جاتے ہیں اور آئے دن سلاطین کے نام بدلتے رہتے ہیں لیکن اسلام میں صرف شیعہ امامیہ ہی ایسا فرقہ رہا جس نے کبھی اور کسی زمانہ میں ماسوائے محمدؐ و آل محمدؐ سلاطین وقت کا نام اپنے خطبہ جمعہ میں شامل نہیں کیا اور اس طرح ہر جمعہ کے دن عملاً انسانی حاکمیت کے غلط اصولوں کو ٹھکراتے ہوئے خلافت الٰہیہ کے اصولوں کی حمایت کا جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا جاتا ہے!

فضائل و مناقب

وصی رسولؐ امیر المومنین امام المتقین حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کی نہ ابتدا معلوم نہ ہی انتہا۔ فضائل علیؑ کا احصاء کرنا ہمارے علم و فہم سے بالاتر ہے۔ جن کی شان میں خود خدا اور رسولؐ نے قصائد

بیان کئے ہیں۔ ارشاد احدیت ہے۔ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی ۝ سورہ النجم رسول اللہ وحی کے بغیر ہرگز بولتے ہی نہیں جب کبھی بولتے ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب گفتگو یقیناً وحی ہوئی۔) ارشاد نبوی ہے علیٌ مَعَ القرآن و القرآن مَعَ العلیّ۔ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ تو اب جس کا قرآن اس کا علیؑ۔ قرآن کتاب اللہ۔ علیؑ ولی اللہ۔ جہاں سے قرآن آیا وہیں سے علیؑ آئے۔ جہاں قرآن رکا وہیں علیؑ رُکے۔ قرآن کا پہلا ٹھکانہ قلب رسولؐ۔ علیؑ کا اولین ٹھکانہ دوش رسولؐ قرآن صامت۔ علیؑ ناطق۔ اب فرمانِ نبوی ہوا ہے۔ انا علیاً من نورٍ واحدٍ ہیں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور فرمایا یا علی لحمکَ لحمی ودمکَ دمی وقلبکَ قلبی رحمکَ جسمی ونفسکَ ونفسی روحکَ روحی۔ یعنی علیؑ تیرا گوشت میرا گوشت۔ تیرا خون میرا خون، تیرا دل میرا دل، تیرا جسم میرا جسم۔ تیرا نفس میرا نفس۔ تیری روح میری روح ایک ہی ہے (ہدایت السعدا و دستور الحقائق وغیرہ) یعنی دونوں برادر ایک نور سے ہیں، ایک ہی اوصاف رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نبی اور علیؑ ان کا وصی اور فرمایا یا علی انت منی و انا منکَ (صحیح مسلم وصحیح بخاری باب مناقب اور کتاب اربعین جناب ام سلمٰی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ علی منی وانا من علی حیث تکون کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جس جگہ یا جس حالت میں بھی ہوں دونوں کا جسم اور نفس اور روح اوصافِ واحدہ رکھتا ہے۔ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی ذات والاصفات میں جو بھی کمال تھا وہ خداداد تھا دُنیا کے باکمال افراد میں مخصوص کمالات پائے جاتے ہیں مثلاً حاتم سخاوت میں نوشیروان عدالت میں رستم شجاعت میں۔ مگر حضرت علیؑ کی ذات ہر کمال میں شہنشاہ عالم، علم میں باب مدینۃ العلم اور استادِ جبرائیل، انبیاء کی صفوف میں آدم کا علم، نوح کا فہم، موسٰی کی مناجات، ابراہیم کی خلت۔ ایوب کا صبر، یوسف کا جمال قابلِ فخر مگر وصی رسولؐ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نوے انبیاء کی خصلتیں ایسی عطا ہوئی تھیں جن میں آپ کامل واکمل تھے، سرورِ کائناتؐ فرماتے ہیں کہ ہر نبی کے لئے خدا نے ایک وصی پیدا کیا ہے آدم کا وصی شیث موسیٰ کا وصی یوشع اور عیسیٰ کے وصی شمعون تھے، میرا وصی علیؑ ابن ابی طالب ہے جو تمام اوصیا سے افضل ہے میں دین کی طرف دعوت دیتا ہوں اور علیؑ ہدایت کی روشنی پہنچاتا ہے (مودۃ القربیٰ) اور فرمایا جو کوئی دوست رکھے اس بات کو کہ دیکھے اسرافیل کو اس کی ہیبت میں اور میکائیل کو اس کے مرتبہ میں جبرئیل کو اس کی بزرگی میں اور آدم کو اسلام کی دوستی و صلح جوئی میں اور نوح کو دیکھے اس کے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں اور ابراہیم کو اس کی خلت میں یعقوب کو اس کے اندوہ و حزن میں اور عیسٰیؑ کو اس کی عبادت میں اور یونس کو اس کی پرہیزگاری میں اور محمدؐ کو اس کی بزرگی وخلق حسب ونسب میں پس اس سے کہہ دو کہ وہ علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھ لے۔ کیونکہ اس میں انبیاء کی نوے خصلتیں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی ہیں۔ (کوکب دری محمد صالح کشفی سُنی صنا ۱۹۰) اور شب ہجرت آیۂ ومن الناس من یشری ...... تا آخر۔ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی اور سورۂ دہر (ھل اتیٰ) براہ راست اہلبیت رسولؐ (علی، فاطمہ، حسن حسین) کی شان میں نازل ہوا جب کہ اہلبیت رسولؐ نے

الفاظ نذر کرتے ہوئے تین روزے رکھے۔ اور ہر روز اپنا کھانا بالترتیب مسکین، یتیم، امیر کو دیا علماء اہلسنت نے بھی اعتراف کیا ہے کہ سورہ دہر (ہل اتی) اہلبیت کی شان میں نازل ہوا (تفسیر کشاف وبیضاوی وغیرہ امام شافعی جو حضرات اہلسنت کے آئمہ اربعہ میں سے ایک امام ہیں۔ فرماتے ہیں۔

إِلَامَ إِلَامَ وَحَتّٰی مَتٰی ❊ أُعَاتَبُ فِی حُبِّ هٰذَا الْفَتٰی

فَهَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمَہ غَیْرَہٗ ❊ وَفِی غَیْرِہٖ هَلْ أَتٰی هَلْ أَتٰی

یعنی کب تک اور آخر کب تک مجھ پر اس فتیٰ (علیؑ) کی محبت کی وجہ سے عتاب کیا جاتا رہے گا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا فاطمہ زہراؑ کی تزویج علیؑ کے سوا کسی اور سے ہوئی۔ اور کیا سورہ ہل اتی علیؑ کے سوا اور کے بارے میں آیا۔ اور امام شافعی کا یہ کلام ہے جس کو علامہ بلیدی نے فواتح میں لکھا ہے۔

اَنَا عَبْدٌ لِفَتی نَزَلَ فیہ ھل اتی ❊ اِلٰی متی اَکْتُمُہٗ اَکْتُمُہٗ اِلٰی متی

یعنی میں تو اس فتی کا غلام ہوں جس کی شان میں ہل اتی آیا۔ میں کب تک چھپاؤں اس کو اور اس کو چھپاؤں کب تک۔ اس کے سوا فریدالدین عطار کا یہ شعر مشہور ہے۔ از سنانش لافتی آمد پدید ❊ ز قرص نانش ھل اتی آمد پدید۔ یعنی علیؑ کی تلوار کے بارہ میں لافتیٰ آیا اور علیؑ کی تین روٹیوں کے متعلق سورہ ھل اتی آیا۔

امام شافعی نے حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں ایک رباعی لکھی ہے یہ رباعی ینابیع المودۃ کتاب میں موجود ہے۔

علیٌ حُبُّہٗ جُنَّۃ - قسیم النار والجنۃ ❊ وصی مصطفیٰ حقۃ - امام الانس والجنۃ

یعنی علی کی محبت دوزخ کی سپر ہے اور وہ دوزخ جنت کے تقسیم کرنے والے ہیں واقعی رسول اللہ کے وصی اور جن و انس کے امام ہیں۔ بہرحال فضیلت وہ فضائل وہ جس کی دشمن گواہی دیں۔ مسلمان تو مسلمان آپؑ سے اہل ہنود بھی عقیدت رکھتے ہیں۔ ایک ہندو کہتا ہے۔ نہ مرتضیٰ ہوں پنجتن سے پیار کرتا ہوں ❊ نہ آئے خزاں جس میں اس چمن سے پیار کرتا ہوں

عقیدہ منزلِ انسانیت میں کب ضروری ہے ❊ میں ہندو ہوں مگر اک بت شکن سے پیار کرتا ہوں

اس کے بعد ایک عیسائی مورخ تاریخ ایڈورڈ گبن جلد سوم ص۵۸ پر لکھتے ہیں۔ علیؑ ابن ابی طالب نسب اور قرابت رسول اللہ اور خوخصلت میں اپنے تمام اہل وطن سے افضل تھا۔ اس لئے خلافت کے خالی تخت پر ان کو پورا پورا حق حاصل تھا۔ ابوطالب کا بیٹا۔ علیؑ۔ اپنے ذاتی صفات سے بنی ہاشم کا سردار تھا۔ خانہ کعبہ اور مکہ کا موروثی شاہزادہ تھا۔ رسول کی وفات کے بعد شوہر فاطمہؑ کو اس کا ورثہ ملنا چاہیئے تھا۔ رسولؐ خدا نے دونوں نواسوں حسنؑ وحسینؑ کو گود میں لے کر پیار کیا اور ممبر پر فرمایا تھا۔ یہ میرے بڑھاپے کی امیدیں اور جوانان بہشت کے سردار ہیں گو بعض مسلمان با اثر تھے۔ مگر علیؑ ابن ابی طالب کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ سپاہی تھا۔ وہ ولی بھی تھا بہت سے اقوال سے اب تک دانائی ٹپکتی ہے زبان اور تلوار کی لڑائی میں ہر حریف اس کی فصاحت اور شجاعت سے مغلوب ہو جاتا تھا۔ ابتداء سے اور بعثت

سے لے کر تجہیز و تکفین تک اس فیاض دوست نے رسولؐ کو کبھی کسی موقعہ پر اکیلا نہیں چھوڑا۔ رسولؐ خدا نہایت خندہ پیشانی سے اپنا بھائی، وصی، خلیفہ، موسیٰ ثانی کا ہارون ثانی کہا کرتے تھے۔ ابو طالب کے بیٹے علیؑ پر بعض نافہم لوگ یہ طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے باقاعدہ طور پر (یعنی لڑائی سے) اپنا حق کیوں طلب نہیں کیا۔ اگر وہ اپنا حق بذریعہ تلوار طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور وہ خلافت کو تلوار سے لے سکتا تھا۔ نص آسمانی سے اس کی خلافت کی توثیق ہو چکی تھی۔ مگر یہ شک و شبہ نہ کرنے والا بہادر اپنے اوپر بھروسہ رکھتا تھا۔ کہ اسلام کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ یہ بھی دنیائے اسلام پر احسان عظیم ہے (تاریخ ایڈورڈ گبن جلد سوم صفحہ ۵۸)

سید الاولیا امیر المومنین امام المتقین علیؑ ابیطالب کا جو مقام ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ رسول اکرم کے بعد محض آپ ہی کی وہ مقدس ہستی ہے۔ کہ جس کی ذات پر ہر فرقہ کا مسلمان فخر و ناز کرتا ہے فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشری آپ کو خلیفہ بلافصل وصی رسولؐ اور امام اول مانتے ہیں حضرات اہل سنت چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام امام اولیاء قرار دیتے ہیں۔ اور نصیری فرقہ آپ کو خدا کہہ کر یاد کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک کفر ہے۔ غرضیکہ دنیا کا ہر مسلمان آپ پر ایمان رکھتا ہے۔ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم حضرات بھی آپ کے اوصاف حمیدہ اور بلند کردار کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ آپ کی ذات والا صفات میں پورے فضائل و مناقب بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کیونکہ علم کے میدان میں آئیں تو و من عندہٗ علم الکتاب کے مصداق کہیں الراسخون فی العلم کہیں و کل شیٔ احصناہ فی امام مبین کہیں فرمان رسولؐ انا مدینۃ العلم علیؑ بابھا۔ کہیں آپ خود فرماتے ہیں سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔ میدان شجاعت میں آئیں تو ارشاد رب العزت ہوتا ہے۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ کہیں فرمان رسولؐ ضربۃ علی فی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین۔ کہیں جبرئیل ثنا خواں لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار۔ حیدر کرار خود فرماتے ہیں۔ ما قلعت باب خیبر بقوۃ بشریۃ بل بقوۃ ربانیہ اگر عفت و سخاوت مقام آئے تو انما ولیکم اللہ کی سند ملتی ہے۔ وصی رسولؐ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے مجھے اس طرح علم دیا۔ جیسے کہ چڑیا اپنے بچوں کو دانہ بھراتی ہے یہ اس واسطے فرمایا کہ چڑیا اپنے بچوں کو جو دانہ کھلاتی ہے وہ اسی حالت میں ہوتا ہے جس حالت میں پرندے نے حاصل کیا۔ اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ بخلاف اس کے ماں کا دودھ کا پلانا بہت سی تبدیلیوں کا حامل ہوتا ہے۔ اسی لئے رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ انا مدینۃ العلم علیؑ بابھا۔ رسولؐ اللہ پر منجانب اللہ تعالیٰ جو کتاب اتری۔ وہ تمام کتب و صحف آسمانی کا سردار اور ان تمام کا ناسخ ہے یعنی قرآن مجید کے ہوتے ہوئے دیگر کتب سماوی کی ضرورت نہیں رہتی۔ رسالتمآبؐ نے حین حیات میں اپنے وصی علیؑ اور قرآن مجید کو ایک ساتھ ملا کر ان دونوں کی پیروی کی تلقین فرمائی اور واضح کر دیا کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو نظر انداز کیا گیا، تو نجات کی امید نہ رکھنا اور ان دونوں سے تمسک ہی نجات کا ذریعہ ہے پس قرآن کتاب اللہ اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ۔ قرآن میں نماز کا ذکر، علیؑ کی نماز بے مثال۔ پاؤں سے تیر نکالا جائے۔ مصلیٰ رنگین ہو لیکن آپ کو پتہ نہ چلے قرآن

میں روزہ کا ذکرِ علی اور ان کے بچے تین دن متواتر پانی سے روزہ افطار فرماتے رہے۔ اور اپنا کھانا سائلوں کو دیتے رہے قرآن میں زکوۃ کا ذکر علیؑ نے حالتِ رکوع میں سائل کو انگشتری دے دی۔ قرآن میں اہلِ ایمان کا ذکر علیؑ کل ایمان قرآن میں جہاد کا ذکر علیؑ کا جہاد بے مثال قرآن میں حلم کا ذکر علیؑ اپنے قاتل کو شربت پلاتے ہیں۔ قرآن ضابطہ اصول اسلام۔ علی محافظِ شریعت اسلام قرآن میں سخاوت کا ذکر علیؑ روٹی کے سائل کو اونٹوں کی قطار بخشیں غرضیکہ حضرت علیؑ کے فضائل کی کوئی انتہا نہیں رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ جن لکھنے والے ہوں اور انسان حساب کرنے والے ہوں۔ پھر بھی فضائلِ علیؑ کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب کے فضائل کے ضمن میں مولوی سید حسین مفتی ترمذی نانوتوی اعلی اللہ مقامہ لکھتے ہیں۔

اشجار گر قلم ہوں سیاہی بحار ہوں ✽ اوراق آسمان وزمین کے شمار ہوں

جمع جہانیان، صغار و کبار ہوں ✽ انسان و جن ملائکہ دفتر نگار ہوں

سب ہوں تمام وصف نہ ہو آپ کا علیؑ

امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے بارے میں ختمی مرتبت نے لوگوں کی ہدایت کیلئے ارشاد فرمایا تاکہ گمراہی سے بچ جائیں فرمایا یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ بتحقیق بریدہ سے رسالتمآبؐ نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علیؑ تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے کہ اس کو حکم ہوتا ہے (ارجح المطالب از مولوی عبید اللہ باب چہارم ص۶۲۳) ولی کا مقام کیا ہے حضرت علی علیہ السلام کا فرمان علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے۔ یعنی میں خدا کے اسمائے حسنیٰ امثال علیا اور آیات کبریٰ ہوں اور میں ہی جنت اور دوزخ کا مالک ہوں میں ہی جنت کو جنت میں داخل کروں گا۔ اور اہل نار کو جہنم میں ڈالوں گا۔ اور میں ہی اہلِ جنت کی ترویج کروں گا اور میرے ہی جہنم کو عذاب کرتا ہے اور میری ہی طرف ساری مخلوق کی بازگشت ہوگی۔ اور میں ہی مرکز ہوں۔ میری ہی طرف ہر ایک شے بعد قضا الٰہی رجوع کرتی ہے۔ اور میرے ہی ذمہ ساری مخلوق خدا کا حساب ہے مجھ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی خلقت کے وقت احتجاج و اتمام حجت کیا اور میں ہی روزِ قیامت ان کا شاہد ہوں اور میں ہی وہ ہوں جسکے پاس کل مخلوق کی موت اور مصائب اور فیصلہ جات کا علم ہے اور جملہ آیات و معجزات و کتب انبیاء علیہم السلام میرے سپرد کی گئی ہیں اور ان کا محافظ ہوں اور لاٹھی والا اور نشان والا ہوں اور میں ہی ہوں جسکے لئے بادل، گرج، بجلی، تاریکیاں، روشنیاں، ہوائیں پہاڑ، سمندر، ستارے، سورج اور چاند مسخر کر دیئے گئے ہیں اور میں ہی وہ ہوں جس نے اس علم کے ذریعہ جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے گن کر احصاً کیا ہوا ہے اور میں رازِ قدرت کے ذریعہ جو اللہ نے رسول اللہ کو عطا فرمایا۔ اور رسول اللہؐ نے مجھے پہنچایا ہے اور میں ہی وہ ہوں جسکو خدا نے اپنا نام، اپنا کلمہ، اپنی حکمت اپنی فہم عطا فرمائی ہے اے معاشر الناس پوچھ لو مجھ سے قبل اسکے مجھ کو نہ پاؤ۔ خداوندا میں تجھکو اپنا گواہ بناتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ باب رجعت یہ ہے مقام ولایت جو مولا مشکل کشا نے اپنی منزلت اور دنیا و آخرت کے اختیارات کا انکشاف فرمایا اب اپنی ولایت کے اقرار کے بارے میں اس طرح تاکید فرمائی ہے یعنی جس شخص نے میری ولایت میں شک کیا۔ اس نے درحقیقت اپنے ایمان میں شک کیا۔ اور جس نے میری ولایت کا اقرار کیا اس نے درحقیقت خدا و رسولؐ کی ولایت کا اقرار کیا کیونکہ میری ولایت خدا اور رسول کی ولایت سے متصل ہے جسطرح یہ میری دو انگشت (مولا نے دو انگلیاں ملا کر دکھلائیں) اے اصبغ بن نباتہ، جس نے میری ولایت کا اقرار کیا وہ فائز المرام

ہوگیا اور جس نے میری ولایت کا انکار کیا وہ یقیناً خائب و خاسر ہوا اور جہنم میں گر گیا (احتجاج طبرسی ص۱۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھ سے فرمایا کہ جس شخص نے علیؑ کا حق پہچانا وہ پاک اور خوش ہوا اور جس نے اس کے حق سے انکار کیا وہ ملعون اور زیاں کار ہوا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ جو شخص علیؑ کی نافرمانی کرے گا۔ اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ اگرچہ وہ میری اطاعت کرنے والا ہو۔ اور جو شخص اس کی فرمانبرداری کرے اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (کتاب مناقب خطیب خوارزمی) اور رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت نوحؑ جتنی عبادت خدا کرے اور پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں دے۔ پھر اس کی عمر اس قدر دراز ہو کہ پا پیادہ ایک ہزار حج کرے اور صفا و مروہ کے درمیان مظلوم بھی مارا جائے پھر بھی اے علیؑ اگر تجھے دوست نہ رکھتا ہوگا تو وہ شخص جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور نہ اس میں داخل ہوگا (کتاب ارجح المطالب ص۵۱۱) پس معلوم ہوا کہ بغیر ولائے علیؑ جنت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب اولین و آخرین جمع ہوں گے تو پُل صراط قائم کیا جائے گا۔ ایسا شخص اس پر نہ گزر سکے گا جس کے پاس علیؑ کا لکھا ہوا پروانۂ راہداری نہ ہو اور نہ ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔ جس کے پاس علیؑ کا پروانہ نہ ہو اور جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی۔ اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی۔ اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی۔ (مناقب ابن مغازلی) (صواعق محرقہ)

وصی رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اس سے قبل کہ تم مجھ کو نہ پاؤ مجھ سے پوچھ لو میرے ان پہلوؤں میں علم کثیر ہے یہ علم کا ظرف اور لعابِ رسولؐ ہے خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے۔ اور میں اس پر بیٹھوں تو اہلِ توریت کو توریت کے موافق اور اہلِ انجیل کو انجیل کی موافق اس طرح فتویٰ دوں کہ اگر توریت اور انجیل کو خدا گویائی دے تو وہ پکار اٹھیں کہ علیؑ نے سچ کہا (ینابیع المودۃ) اور علامہ سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں کہ علیؑ ابن ابیطالب نے فرمایا کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی شان نزول مجھے معلوم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے قلب عاقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے قرآن مجید کی نسبت جسے کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ مجھے ہر اک آیت کے متعلق معلوم ہے کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں آبادی میں نازل ہوئی یا میدان میں اور شرح مواقف میں ہے کہ علی ابن ابیطالب نے فرمایا۔ خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جو خشکی یا تری جنگل یا پہاڑ آسمان یا زمین دن رات میں نازل ہوئی ہو اور میں یہ جانتا ہوں۔ کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ شان ہے باب علم کی قرآن میں ہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ سورہ رعد ع۴ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہے جس سے پہاڑ چلائے جائیں یا اس سے زمین (انا فانا) قطع اور طے ہو جائے یا اس کے ذریعہ سے مردے باتیں کرنے لگیں بلکہ ہر ایک امر الٰہی اس سے سر انجام پا جائے۔ تو وہ یہی قرآن ہے۔ اب غور کیجئے کہ دن عالم قرآن تھا۔ کس پر نازل ہوا جو عالم قرآن تھا وہی پہاڑ چلا سکتا ہے انا فانا طے زمین کر سکتا ہے مردے زندہ کر سکتا ہے۔ قرآن کس پر نازل ہوا ہمارے رسولؐ پر ہمارے رسولؐ کی حکومت کہاں تک ہے۔ للعالمین نذیرا۔ سب عالمین کیلئے نذیر ہے اور ہر نبی کا جانشین اس نبی کی امت سے افضل ہوتا ہے پس ہمارے رسولؐ کا جانشین

بھی سب انبیاء سے جو ہمارے نبی کی امت میں ہی داخل میں افضل ہوگا۔ اور ایسا جانشین وہی ہوگا جس کی خلقت نورانی ہو جس طرح خود رسول اللہ کی فرمان نبی ہے خلقت انا و علی من نور واحد۔ پس سرورِ کائنات کا جانشین بھی تمام عالمین کے لئے ہادی لہٰذا علیؑ کو ماننا قرآن کو ماننا اور اگر علیؑ کو نہ مانا تو ایسا ہے جیسا کہ قرآن کو نہ مانا کیونکہ رسول خدا نے فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و اھلبیتی .... تا آخر قرآن کو اہل بیت کے ساتھ کر دیا بغیر اہلبیت قرآن نہیں سمجھ سکتے۔ رسول خدا نے فرمایا یا علی انتَ ابو تراب یعنی اے علیؑ تو زمین کا باپ یعنی مالک ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سورہ مائدہ پارہ ۶ اللہ تعالیٰ متقیوں کے اعمال قبول کرتا ہے متقی کون ہے وہ جو علیؑ کو امام مانتا ہے اس لئے کہ علیؑ امام المتقین ہے جنت دو کے لئے متقین و مومنین کے لئے اُعِدَّت للذین آمنوا باللہ و رسلہ سورہ حدید۔ چونکہ مومنین کا ذکر تھا رسالتمآبؐ نے بحکم خدا فرمایا۔ یا علی انت امیر المومنین و امام المتقین پس جنہوں نے علیؑ کو مانا وہی مومنین و متقین ہیں قرآن اور اہلبیت میں سے کسی ایک کا نظر انداز کرنا گمراہی ہے۔ امیر المومنین نے ہر دور میں مقدمات کے فیصلے مطابق قرآن اور سنتِ رسولؐ کے طے فرمائے۔ اصحاب ثلاثہ کے عہد حکومت میں صدہا فیصلے ان کے کالعدم کئے جو حقیقی عدل کے خلاف تھے۔ اور خود طے فرمائے اسی وجہ سے عمر ابن خطاب کو یہ کہنا پڑا۔ لولا علی لھلکَ عمر۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ ایک دفعہ جناب عمر ابن خطاب حجر اسود کے قریب آئے بوسہ دیا اور کہا تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ سکتا ہے نہ فائدہ دے سکتا ہے فوراً حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے عمر یہ فائدہ اور نقصان دے سکتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان ہونٹ گواہی دیں گے عمر ابن خطاب نے کہا اے ابوالحسن، جہاں تم ہو خدا مجھے وہاں نہ رکھے (کتب روضۃ الاحباب جلد دوم ص۵۸ وارجح المطالب باب سوم ص۱۵۶ وغیرہ)

غزوات

ختمی مرتبت جن و ملائکہ کی طرف بھی مبعوث ہوئے تھے۔ حضور کی ذات ستودہ صفات ان کے لئے بھی باعثِ برکت و رحمت تھی، چنانچہ علامہ مجلسی کتاب حیات القلوب میں ارقام فرماتے ہیں کہ جب آپ طائف سے مکہ معظمہ تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں ایک مقام موضع نخلہ کے قریب پہنچے شب کو وہاں قیام کیا رات کو نماز میں مشغول ہوئے پس اس موضع میں سے نصیبین یمن کے ایک موضع کے جن گزر رہے تھے آپ صبح کی نماز میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے جب جنوں نے کان لگا کر قرآن سُنا تو آپ پر ایمان لائے۔ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ کر اسلام کی دعوت دی اس کے بعد عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ بحکم خدا جنوں کی تبلیغ کے لئے نواح مکہ میں پہنچے۔ اور سرور کائناتؐ درہ حجون میں داخل ہوئے تو رسول اللہ نے میرے گرد ایک خط کھینچ دیا اور یہیں حکم دیا کہ اس خط کے اندر بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد آنحضرت نماز میں مشغول ہوگئے اور قرآن کی تلاوت شروع کر دی ہم نے دیکھا کہ اچانک بہت سے سیاہ حبشی ہجوم کر کے آئے اور ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان حائل ہوگئے۔ اس کے کچھ وقفہ کے بعد وہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح پراگندہ ہوگئے ان میں سے ایک گروہ رہ گیا۔ آنحضرتؐ نے بتایا یہ نصیبین کے جن تھے پس رسول اللہ کا جانشین بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ جو جنوں کو بھی بعد رسالتمآبؐ اسلام کی دعوت دیتا رہے اگر ضرورت پڑ جائے۔ تو جنوں کا مقابلہ کر سکے ایسا جانشین نہیں ہو سکتا جو انسانی جنگ کی تاب نہ لا کر بھاگ جائے اور اگر دس بیس جنوں کو وہ اصل شکل میں

دیکھ لے گا تو وہیں ڈھیر ہو جائے گا۔ یہ فضیلت صرف شیرِ خدا کو خدا نے عطا کی تھی کہ بیر العلم میں جنوں کا مقابلہ کر کے ان کو مسلمان کیا۔ چنانچہ عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسولِ خدا، صلح حدیبیہ کے بعد مکہ معظمہ واپس ہوئے تو ایک میدان میں جب وہاں پہنچے تو پانی نایاب تھا۔ ایک گنجان جنگل میں ایک کنواں تھا جس میں جنوں کا مسکن تھا۔ رسولِ اکرم نے اصحاب کو پانی کیلئے بھیجا مگر وہ بسبب خوف جنات واپس آگئے اکثر صحابہ کو حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی لاؤ سب نے معذرت چاہی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اس چاہ میں ایک بہت بڑا صحرا ہے اس میں ایک جن راعد قوم اجنّا کا سردار رہتا ہے اور ہزارہا جن اس کے تابع فرمان ہیں۔ اس صحرا کو بیر العلم کہتے ہیں۔ اور سوائے حضرت علیؑ ابن ابیطالب کے کسی انسان کی طاقت نہیں جو ان سے نبرد آزما ہو سکے۔ یہ وحی الٰہی سُن کر رسالتمآب نے مولائے کونین حضرت علیؑ کو روانہ فرمایا۔ حضرت علیؑ اس چاہ کے قریب پہنچے تو دیکھا عجیب عجیب طرح کی شکلیں ہیبت ناک اور ہولناک آوازیں سنائی دیں اور آتشیں شعلے نکلتے ہوئے نظر آئے لیکن حیدر کرارؑ نہایت اطمینان سے چاہ پر پہنچے اور چاہ کے اندر ڈول ڈالا جنات نے رسی کاٹ کر ڈول غائب کر دیا۔ شیرِ خدا کو جلال آیا اور چاہ کے اندر کود پڑے ہزارہا جنات نے آپ کو گھیرے میں لیکر حملہ آور ہو گئے۔ آپ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا صدہا جنات کو تہ تیغ کیا کچھ فرار ہو گئے باقی جنات نے امان چاہی آپ نے انہیں امان دے کر مسلمان کیا اس کے بعد حیدر کرارؑ نے رحیل بن راعد کو جنوں کا بادشاہ مقرر فرما کر رحیل جن کو سرورِ کائناتؐ کی خدمت میں پیش کیا ایک روایت کی مطابق بیر العلم کی جنگ میں ذوالفقار نازل ہوئی۔ جنات کے مقابلے کیلئے آسمانی تلوار کی ضرورت تھی۔ یہ علیؑ ہی کی ذات والاصفات تھی۔ جس نے آدمیوں کے علاوہ جنات کو بھی تبلیغ کرنا تھی۔ اور جنوں نے بھی جہاد کرنا تھا۔ اسلئے آسمانی لوہا بھیجا گیا قرآن میں ہے وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ سورہ الحدید پارہ ۲۷۔ مقبول ترجمہ اور ہم نے (خاص) لوہا نازل کیا۔ جس میں سخت خوف (بھی) ہے اور لوگوں کیلئے نفع بھی، اور یہ غرض بھی اللہ یہ جان لے کہ اسکی اور اسکے رسولوں کی بغیر دیکھے مدد کون کرتا ہے بیشک اللہ صاحب قوت و غلبہ ہے تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن شہر آشوب نے تفسیر محمدی سے بروایت ابو صالح جناب عبداللہ ابن عباس سے خدا تعالیٰ کے اس قول کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کے ساتھ جنت سے تلوار ذوالفقار نازل فرمائی تھی اور اس کو جنت کے ایک درخت سے جس کا نام حب الاٰس ہے پیدا کیا تھا پھر انہوں نے فرمایا کہ بأسٌ شدید کا یہ مطلب ہے کہ حضرت آدم نے اسی تلوار کے ذریعہ سے اپنے کل دشمنوں سے جو جنات میں سے تھے یا شیطان میں سے لڑا کرتے تھے اور اس کے اوپر یہ لکھا ہوا تھا کہ میرے انبیاء برابر اس کے ذریعہ سے لڑتے رہیں گے اور یہ نبی کے بعد نبی کو صدیق کے بعد صدیق کو پہنچتی رہے گی۔ تا آنکہ اس کے وارث امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہونگے۔ پس وہ نبی اُمّی کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے اس کے ذریعہ سے لڑیں گے۔ اور منافع للناس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ و علیؑ کے لئے اس میں بہت کچھ نفع ہوگا اور انّ اللہ قوی عزیز کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ علیؑ ابن ابیطالب کے ذریعہ سے کفار سے انتقام لیگا۔ اور ان کو ذلیل کرے گا۔ یہاں تک تو اہل سنت کی روایت تھی۔ اس کے آگے علاوہ شہر آشوب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے سب کے سب نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت میں الحدید سے مراد ذوالفقار ہے جو خدا تعالیٰ نے آسمان سے رسولِ خدا پر نازل فرمائی۔ اور سرورِ کائناتؐ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ بہر حال فریقین کی دونوں روایتوں کا یہی خلاصہ ہے کہ ذوالفقار آسمان سے علیؑ ابن ابیطالب کے پاس پہنچی خدا اور رسولؐ نے حضرت کی قوت بازو جانچ کر ذوالفقار تلوار بھیجی۔ لیکن جنگ صفین میں

یہ آسمانی تلوار بھی دوہری ہو جاتی تھی۔ یہ یداللہ تھے لڑتے لڑتے تلوار دوہری ہو جاتی تھی۔ تو آپ اسے اپنے گھٹنے پہ رکھ کر درست کرتے تھے اور فرماتے تھے اے ذوالفقار اگر تو آسمان سے نہ آئی ہوتی۔ تو پھینک دیتا۔ اللہ اللہ علی کی قوت کہ آسمانی تلوار بھی جنگ کے میدان میں شکست خوردہ معلوم ہوتی ہے۔ رسولؐ خدا کے عہد میں جس قدر کفار و مشرکین سے لڑائیاں ہوئیں۔ اُن سب میں بھی آپ ہی فاتح کہلائے عربوں میں دستور تھا کہ جنگ سے پہلے فریقین کے چیدہ چیدہ سردار فرداً فرداً مقابلہ کرتے تھے لیکن حیدر کرارؑ جب میدان جنگ میں قدم رکھتے اور کفار و مشرکین کو معلوم ہو جاتا کہ علیؑ ابن ابی طالب آ رہے ہیں تو وصیتیں کر کے میدان کا رُخ کرتے تھے۔ آپ کے رعب و جلال سے لرز جاتے تھے۔ دنیا بھر کے جانباز بہادر خود اور زرہ پہن اسلحہ جنگ سے مسلح ہو کر میدانِ جنگ کا رُخ کرتے ہیں لیکن حضرت علی المرتضیٰ ماسوا ایک دو جنگ کے عام طور پر قمیص پہن کر میدانِ جنگ میں ٹہلا کرتے تھے۔ سردار لشکر ہمیشہ فوج کے عقب یا درمیان میں رہتا ہے لیکن شیرِ خدا سب سے آگے تنہا فوج کے دل میں گھس کر نبرد آزما ہوتے تھے۔ رسولؐ خدا کے زمانہ کی کوئی ایسی جنگ نہیں ہے جس کی فتح آپ کی بدولت نہ ہوئی ہو۔ جبکہ آغازِ رسالت میں نہ مسلمانوں کی تعداد قابلِ لحاظ تھی نہ کوئی سامانِ جنگ تھا۔ ہر چہار طرف سے کفار و مشرکین کی یلغار، ہر جانب سے دشمنوں کی چڑھائی صرف حضرت ابوطالبؑ کی نصرت و حمایت اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کی دولت اور حضرت علیؑ المرتضیٰ کی تلوار نے کفار کے حملوں کا مقابلہ کر کے اور فتح حاصل کر کے تحفظ اسلام کیا۔ اسلام میں ابتدائی جنگِ بدر ہوئی اور جنگ احد میں اسلامی لشکر کی تعداد جنگ بدر سے کچھ زیادہ تھی۔ جب جنگ کا رُخ بدلا۔ یا تو مسلمان شہید ہوئے یا میدانِ جنگ چھوڑ کر فرار ہو گئے اس صورت میں رسولؐ خدا کی حفاظت ہو۔ یا کفار و مشرکین کے لشکر سے مقابلہ یہ صرف حضرت علی المرتضیٰ کی ذات پر منحصر تھا۔ غزوہ خیبر میں قلعہ قموس اُنتالیس دن تک تمام مسلمانوں سے اس وقت فتح نہ ہو سکا۔ جب تک استاد جبرئیل وارث علم کتاب حقیقی جانشین رسولؐ حضرت علی المرتضیٰ تیس من کا وزن آہنی دروازہ اُکھیڑ کر اور اسے سپر بنا کر مرحب و حارث اور ان کی ٹڈی دل فوج کو تہ تیغ نہ کر دیا۔ غزوہ احزاب معروف بہ خندق اس معرکہ میں ابوسفیان بن حرب دشمن خدا اور رسولؐ نے یہودیوں اور قبیلہ بنی نصر کو بھی شامل کیا۔ تیس ہزار کفار و مشرکین نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر آپس میں عہد و پیمان کر کے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دینے کا عہد کیا۔ رستم عرب عمرو بن عبدودّ کو سپہ سالار بنا کر ابوسفیان، معاویہ کے باپ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ یہ خبر سُن کر مسلمانوں کی عقل مبہوت، حواس گم، دل مرعوب ہو گئے۔ رسولؐ اکرم تیس ہزار مسلمانوں کی فوج لے کر دفاع کرنے کی غرض سے نکلے۔ اور میدان کے چاروں طرف خندق کھدوائی یہ معرکہ ۵ھ مطابق ۶۲۷ء میں واقعہ ہوا۔ عمرو بن عبدود خندق پار کر کے اندر آ دھمکا اپنے ہمراہ خاص طور پر عکرمہ بن ابوجہل و عبداللہ بن مغیرہ و ضرار بن خطاب جیسے نامورانِ مکہ کو بھی لے آیا اور خود سرورِ کائناتؐ کے خیمہ کے قریب آ کر للکارا۔ اس وقت تمام نامورانِ اسلام موجود تھے لیکن سب مسلمانوں نے اپنی گردنیں جھکا کر خاموش ہو گئے۔ کچھ منہ سے بولتے نہ تھے بالکل بے حس و حرکت گویا۔ ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا تھا۔ اگر ذرا حرکت کی تو اُڑ جائے گا (محدث شیرازی اور سورۂ احزاب پارہ ۲۱) جناب عمر ابن خطاب نے آواز پہچان کر کہا ارے یہ تو عمرو بن عبدود ہے اس کی بہادری کا مجھے خود تجربہ ہے ایک مرتبہ میں اس کا ہم سفر تھا۔ اثنائے راہ میں ہمارے قافلہ پر ڈاکو ٹوٹ پڑے

اس نے تن تنہا تقریباً ایک ہزار ڈاکوؤں سے مقابلہ کیا سپر ٹوٹنے پر ایک اونٹنی کے بچہ کی ٹانگ تھام کر سپر بنایا۔ اور ڈاکو پر وار کرتا رہا۔ بہت ڈاکو مارے گئے اور باقی فرار ہو گئے (معارج النبوت و تاریخ حبیب السیر)

جناب عمر کی زبانی یہ واقعہ سن کر مسلمانوں کے رہے سہے حواس جاتے رہے۔ عمرو بن عبدود دوبارہ للکارا۔ رسول اللہ نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو اس کے مقابلہ میں جائے۔ صرف حیدر کرارؑ نے اجازت چاہی باقی تمام مسلمان خاموش ہو گئے۔ غرض کہ رسالتمآبؐ نے تین مرتبہ مسلمانوں کو جو محبت رسولؐ اور اسلام کی نصرت کے دعویدار تھے فرماتے رہے کہ ہے کوئی مسلمان جو اس شر کو مٹائے لیکن سید الانبیاء کے حکم کی کسی مسلمان نے پرواہ نہ کی۔ صرف ہر دفعہ حضرت علیؑ ہی مقابلہ کی اجازت طلب فرماتے رہے۔ جب پیغمبر اسلام نے دیکھ لیا کہ کوئی مسلمان کفر کے مقابلہ پر نہیں جاتا تو آنحضرتؐ نے اپنی تلوار حضرت علی المرتضیٰ کی کمر میں باندھی اپنی زرہ خود پہنائی اور عمامہ اپنا سر مبارک پر رکھ کر اجازت دی۔ اور علی کے جاتے وقت فرمایا۔ برز الایمان کلہ الی الکفر۔ المختصر حضرت علی المرتضیٰ و عمرو ابن عبدود یا یوں کہیئے کہ ایمان و کفر کا مقابلہ ہوا۔ دوران جنگ عمرو بن عبدود نے اپنی پوری قوت سے شیر خدا پر تلوار کا وار کیا۔ جو سپر خود کو کاٹتی ہوئی ایک اِنچ سر میں در آئی اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے تلوار سے ایک ہی وار میں، عمرو بن عبدود کا سر کاٹ لیا۔ حیدر کرارؑ نے عمرو بن عبدود کا سر کاٹتے ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ نعرۂ تکبیر کی آواز سنتے ہی رسول خدا نے فرمایا ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین (تاریخ حبیب السیر جلد ۱ جزو سوم ص ۲۶ و تاریخ خمیس ص ۴۸۶ و مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۴۳ مطبوعہ نولکشور و روضۃ الاحباب وغیرہ۔ رسولؐ اللہ نے جنگ خندق کے روز حضرت علیؑ کا ایک وار ثقلین کی عبادت سے افضل قرار دیا۔ اور یقیناً یہ فرمان مطابق وحی تھا۔ رسولؐ اللہ کا پہلا فرمان ایمان کفر کے ہم نبرد ہو رہا ہے اگر علیؑ شہید ہو جاتے تو ایمان ختم تھا کفر باقی رہتا دوسرے قول سے ظاہر ہے کہ تمام جن و انس کی عبادت سے حضرت علیؑ کی ایک ضربت افضل ہے۔ یعنی تمام جن و انس خواہ انبیاء ہوں خواہ صالحین خواہ مومنین و متقین و مسلمین تمام کے اعمالِ حسنہ سے افضل ہے اس لئے اگر علیؑ جنگِ خندق میں شہید ہو جاتے تو اسلام ختم تھا پس معلوم ہوا علیؑ کی صرف ایک ضربت اسلام پر احسانِ عظیم ہے۔ تو حضرت علیؑ کی اور خدمات و احسانات و اعمالِ صالح کا تو کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔

؎ اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں ایک ضرب ید اللّٰہی ایک سجدۂ شبیری

حضرت علیؑ کے اس عمل کی حمایت علاوہ اور مورخین کے عبد الحق صاحب دہلوی نے مدارج النبوت میں ان الفاظ میں کی ہے حضرت علیؑ ابن ابیطالب نے بالخصوص اس جنگ خندق میں جس بہادری کا کارنامہ انجام دیا ہے اس کی حد و انتہا عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔ مسلمانوں کو ایسی مصیبت کسی جنگ میں یہاں تک بدر و احد میں بھی پیش نہ آئی تھی۔ کیونکہ احد میں صرف کفار قریش سے مقابلہ تھا۔ اور جنگ خندق میں تمام قبائل عرب نے مجتمع ہو کر لشکر اسلام پر چڑھائی کی تھی۔ اس لئے رسولؐ اکرم نے فرمایا خندق کے دن علیؑ کی ایک ضربت میری امت کے قیامت تک اعمال خیر سے بہتر ہے (مدارج النبوۃ)

بہر کیف اسلام اور کفر میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان سب میں حضرت علیؑ نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ابتدائے زندگی سے

آخر وقت تک رسولِ خدا کے ساتھ رہ کر اسلام کا تحفظ کیا۔ اور اسلام کی بقاء کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ہر مقام پر سینہ سپر ہے۔ دنیائے عالم اور اس کی تاریخیں شاہد ہیں۔ کہ اسلام اور بانیٔ اسلام پر جب کبھی مصیبت پڑی۔ علیؑ اور اولادِ علیؑ ہی کام آئی۔ دنیا عالم کا ہر انسان یہ تسلیم کرتا ہے کہ علیؑ کی ہی وہ ذات ہے جو علم و سخاوت و حکمت، حلم و شجاعت میں ان کا کوئی مثل نہیں۔ یہ وہی لاثانی ذات تھی کہ بعد فتح مکہ رسالتمآبؐ نے خانہ کعبہ میں علانیہ اپنے کندھوں یعنی مہر نبوت پر علیؑ کو چڑھا کر بت شکنی کی۔ یہ علت غائی بتا دی۔ کہ تمام دنیا سمجھ لے کہ نبوت کے بعد امامت کا قدم ہے ورنہ بت شکنی کے لئے سیڑھی مہیا ہو سکتی تھی۔ قد آور مسلمان بھی موجود تھے۔ لیکن رسولؐ اللہ نے آخر میں دس ہزار مسلمانوں کو دکھا دیا۔ کہ بت شکن سوائے علیؑ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے روحانی مشن کو رسولؐ کا حقیقی جانشین ہی انجام دے سکتا ہے۔

عداوت حضرت علیؑ کے اسباب

(۱) بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کی دیرینہ خاندانی عداوت و مذہبی تصادم

(۲) عہدِ رسولِ خدا ہی سے مسلم منافق فرقہ کو حضرت علیؑ سے شدید عداوت تھی۔ کیونکہ وہ رسالتمآبؐ کی تبلیغِ اسلام میں ساتھ ساتھ تھے۔ اس فرقہ کا ایمان ظاہری بخوفِ جان تھا۔ ورنہ یہ لوگ حقیقتاً کافر تھے۔

(۳) حضرت علیؑ سے رسولؐ اللہ کی افراطِ محبت اور ہر امر میں علیؑ کو تمام اصحاب پر فوقیت دینا اور ہر موقعہ پر علیؑ کے فضائل و مناقب کثیرہ بیان کرنا موجب رشک و حسد تھا۔

(۴) ابتدائے تبلیغ رسالت اور حکم جہاد سے آخر وقت تک ہزاروں کفار و مشرکین دستِ علیؑ سے قتل ہوئے جس کا اندازہ تاریخوں نے دس ہزار نفوس تک کیا ہے ان مقتولین میں بنی امیہ اور دوسرے اصحاب کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ اس لئے قریب قریب تمام قبائل عرب اور اصحابِ رسولؐ بجز چند اصحاب کے باقی تمام حضرت علیؑ کے دشمن تھے۔ اور منتظر وقت تھے خاص کر بنی اُمیہ اس لئے بھی کہ ان کے بڑے بڑے سردار جنگِ بدر و احد میں دستِ علیؑ سے قتل ہوئے۔ (۵) بنی امیہ و بنی تیم و بنی عدی و بنی نوفل و بنی عبدالدار و بنی مخزوم و بنی جمح و بنی عامر و بنی لوی وغیرہ وغیرہ قبائل اپنے اعزا و سرداروں کے قتل ہونے کی وجہ سے حضرت علیؑ کے بدترین دشمن تھے اور بخوفِ جان منافقانہ ظاہری اسلام لائے تھے۔

(۵) پیغمبرِ خدا کا جناب ابوبکر کو سورہ برات کی تبلیغ کے لئے ایام حج میں مکہ معظمہ بھیجنا اور پھر بحکم خدا اس عہدہ سے معزول کرکے حضرت علیؑ کو یہ عہدہ عطا کرنا جس کا جناب ابوبکر کو بہت صدمہ رہا۔ (ترمذی)

(۶) بحکمِ خدا و رسولؐ حضرت علیؑ نے اشہب کی بلندی پر چڑھ کر مجمع عام میں کفار کے سورہ برائت کو سنایا جس میں کفار مکہ کو آتش جہنم سے ڈرایا گیا تھا۔ تمام اہل مکہ حضرت علیؑ کے قتل پر امادہ ہو کر آئے۔ لیکن ان کفار کو حضرت علیؑ کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اور آتش انتقام و بغض بھڑک اٹھی۔ (تاریخ ابن خلدون و تاریخ ابو الفدا تذکرۃ الخواص وغیرہ۔

(۷) فتح مکہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کو رسولِ خدا نے کاندھے پر کھڑا کر کے خانہ کعبہ کے بت توڑے۔ یہ امر کفار مکہ اور ظاہری اسلام لانے والوں پر انتہائی گراں گزرا۔ کیونکہ بت پرستی کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ اس لئے انتقامی جذبہ موجزن ہو گیا۔

(۸) بی بی عائشہ کا قصہ افک ۵ھ میں قبیلہ مصطلق سے جنگ کیلئے جانا اور بی بی عائشہ کا راستہ میں چھوٹ جانا اور رات بھر صحرا میں ایک سپاہی صفوان بن معطل کے ساتھ رہنا عربوں کے دلوں میں شک پیدا ہوا۔ عبداللہ بن سلول دشمن رسولؐ خدا نے زائد مشہور کیا۔ رسولؐ اللہ کو نہایت صدمہ تھا۔ حضرت علیؑ نے ایک تحقیقاتی کمیشن کی رائے ظاہر فرمائی۔ اس لئے بی بی عائشہ کو خود جناب ابوبکر اور امّ رومان کے سامنے بیان دینا پڑا۔ تمام اسلامی مورخین نے اس واقعہ کو لکھا ہے۔ مسٹر جان ڈیونپورٹ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اسی وقت سے بی بی عائشہ اور ان کا تمام خاندان حضرت علیؑ کا دشمن ہوگیا تھا۔

(۹) ایک روز رسولِ خدا مالِ غنیمت اصحاب و ازواج میں تقسیم کر رہے تھے۔ بی بی عائشہ سب سے زائد حصہ لینے کے لئے مچلی ہوئی تھیں حضرت علیؑ نے بی بی عائشہ کو روکا۔ اور رسول اللہؐ کی نافرمانی کی صورت میں رسالتمآبؐ کو قرآن کی وہ آیت یاد دلائی۔ جس میں خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اپنی بی بیوں میں جس کو چاہو طلاق دے دو۔ خدا اس کے عوض میں اس سے اچھی بی بی تم کو دے گا۔ بی بی عائشہ کو بہت ناگوار گزرا۔ رسولِ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ تم کو اختیار ہے میں نے تم کو اپنا وکیل کیا۔ جس عورت کو چاہو۔ طلاق دے دو۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں اس روز سے میں علیؑ سے خائف رہتی تھی۔ ایسا نہ ہو علیؑ مجھے طلاق دے دیں۔ (روضۃ الاحباب جلد سوم)

(۱۰) رسول خدا نے صحابہ کے دروازوں کو جو مسجد نبوی کی طرف تھے۔ بحکمِ خدا بند کر دینے کا حکم دیا جو بند ہوگئے۔ لیکن حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے حضرت علیؑ کا دروازہ بند نہیں کرایا۔ لیکن ہمارے دروازے بند کر دیئے۔ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے جو کچھ حکم دیا ہے وہ مطابق وحی حکم الٰہی کے ہے۔

(۱۱) ۱۸ ذالحجہ ۱۰ھ کو رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو بحکمِ خدا مقام خم غدیر ایک لاکھ سے زیادہ حجاج کے مجمع عام میں اپنا خلیفہ جانشین مقرر فرمایا اور فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مولاہ فھذا علی مولاہ جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا یہ علی بھی مولا ہے۔ اس فرمان خداوندی کے مطابق حضرت علیؑ کا کل امتِ رسولؐ پر وہی حق ہے جو خدا و رسولؐ کا امتِ مسلمہ پر حقِ ملکیت ہے!

انجام کار، مندرجہ بالا وجوہات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تاریخ عرب کے جاننے والے جانتے ہیں کہ عربوں میں نسلاً بعد نسل انتقامی جذبہ کار فرما رہتا ہے اور وقت کے جویا رہتے ہیں چنانچہ بعد وفات رسولؐ اللہ مخالف قبائل نے بنی ساعدہ کے چھتے میں جمع ہو کر حضرت علیؑ خلیفہ بلافصل کے خلاف جناب ابوبکر کو چند افراد نے دنیوی خلیفہ بنایا اور خدا و رسولؐ کے اس حکم کی پرواہ نہ کی۔ جو رسولؐ خدا نے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے مجمع میں حضرت علیؑ کو اپنا جانشین فرمایا تھا۔ اور دفن کفن رسولؐ میں بھی شرکت نہ کی۔ حضرت علیؑ کو جب اس دنیوی پنچایت کی خبر ہوئی تو یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کی اور ان کے بھائی رسولؐ خدا کی روحانی مشن یعنی تبلیغ اسلام کی جگہ قیصریت اور بے دینی لے لی گی اور علیؑ کی تلوار رہی سہی تبلیغ رسالتؐ کو اور بھی کمزور کر دے گی، روحانیت فنا ہو کر مادیت و سرمایہ داری چھا جائیگی، خاموش خانہ نشین ہوگئے ورنہ ظاہر ہے مرحب و عنتر و عمر بن عبدود جیسے بہادر علیؑ کے تلوار کے سامنے سرنگوں ہوگئے تھے۔ یہ لوگ تو کسی شمار ہی میں نہ تھے۔ بہرکیف حضرت علیؑ بار بار اپنے حقوق کا اعلان کرتے رہے اور اپنے روحانی مشن میں مشغول ہوگئے۔ غرض اس مخالف گروہ نے اہلبیت رسولؐ پر جو مظالم ڈھائے اس سے رسولؐ اللہ کی روح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا خود رسولؐ خدا پر ہذیان کا الزام لگایا، کاغذ و

قلم دینے سے انکار کیا۔ حدیث ثقلین کے خلاف صرف قرآن کو کافی کہا گیا۔ حضرت علیؑ کو خلافت بلافصل سے محروم کیا گیا۔ اور رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا کا حق غصب کیا گیا۔ رسولؐ کی تحریر مسجد نبوی میں چاک کی گئی۔ باب رسول کے قریب آگ لائی گئی۔ حضرت فاطمہؑ کا پہلو دروازہ سے زخمی کیا گیا۔ مخالفین نے رسولؐ کی اس اکلوتی بیٹی پر مظالم ڈھائے جن کی شان میں ارشاد نبوی ہے۔ قال فاطمۃ بضعۃ منّی فمن اغضبھا اغضبنی یریبنی ما اربھا و یوذینی ما اذاھا۔ یعنی رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غصہ میں ڈالا اس نے مجھے غصہ میں ڈالا قلق میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو کہ ان کو قلق میں ڈالتی ہے اور مجھ کو ایذا دیتی ہے جو فاطمہؑ کو ایذا دیتی ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت النبی صلعم جلد ۳) یعنی رسولؐ کی بیٹی کو بابا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا اور ان کے شہزادہ حسن کو نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا گیا۔ یہاں تک ان کے جنازہ پر تیروں کی بارش کی گئی اس کے بعد کربلا میں فرزند رسولؐ امام حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا گیا۔ اور رسولؐ زادیوں کو در بدر پھرایا گیا۔ اور خاندان رسولؐ کو اور ان کی اولاد کا قتل عام کیا گیا۔ یہ وہ حضرات اہلبیت رسولؐ ہیں جن کی شان میں خالق عالم نے ان کو ذاتی اغراض اور طمع نفسانی سے قطعی مبرّا کر دیا ہے اور ببانگ دہل ارشاد فرمایا۔ اِنما یرید اللہ لیذھب منکم الرجس اہلبیت یطھرکم تطھیرا ہ یعنی خدا تعالیٰ یہ مکمل ارادہ کر چکا ہے کہ اہلبیت کو رجس (نجاست) سے اس طرح پاک و صاف رکھے جو پاکیزگی اور طہارت کا حق ہے اور آیۂ مودت سے رسولؐ خدا کی اجر رسالت منجانب اللہ امت پر اہلبیت رسولؐ کی مودت قرار پائی۔ یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ قربیٰ سے مراد اہلبیت رسولؐ ہیں جن کی ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی پر آیۂ تطہیر و آیۂ مباہلہ شاہد ہیں اور رسولؐ خدا نے اپنی اہلبیت کی کشتی نوح سے مثال دی ہے کہ جو اس کشتی پر سوار ہو گیا۔ اس نے نجات پائی۔ اور جس نے اس کشتی پر سوار ہونے سے رُخ پھیرا وہ غرق ہو گیا۔ یعنی جس نے اہلبیت رسولؐ کی متابعت کی وہ نجات یافتہ ہوا۔ اور جس نے ان سے روگردانی کی وہ گمراہ ہوا۔

حضرت علیؑ کی ظاہری خلافت اور گورنر شام کی بغاوت

جناب عمر کی وصیت کے مطابق اصول اجماع سقیفہ کو نظر انداز کر کے پانچ ممبران کی کمیٹی نے جس کے سرپنچ عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ جناب عثمان کو ۲۴ھ میں خلیفہ بنایا۔ انہوں نے خلافت پاتے ہی اپنے تمام خاندان والوں کو امور خلافت میں دخیل کر لیا۔ عہدے منصب جاگیریں خاندان والوں میں تقسیم کر دیئے اسلامی خزانہ عزیزوں پر لٹانا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنے بھانجے عبد بن سرح کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا جو مرتد تھا اور رسول اللہ اس کے قتل کا حکم دے چکے تھے۔ مروان بن حکم کو جسے رسولؐ خدا نے شہر بدر کیا تھا۔ مدینہ منورہ بلوا کر اپنا وزیر بنایا۔ اور جاگیر فدک حق فاطمہ مروان کو جاگیر میں دیا۔ اور اس کے باپ حکم بن عاص کو جسے رسالتمآبؐ نے اپنے دربار سے نکال دیا تھا۔ اپنے پاس بلوالیا۔ اور اسلامی خزانہ سے ایک لاکھ اشرفیاں عطا کیں۔ بی بی عائشہ آپ سے ایسی ناراض ہوئیں کہ نعثل یہودی سے تشبیہ دی اور قتل کا فتویٰ دیا۔ جناب ابوذر خاص صحابی رسولؐ کو شام سے بلا کر بھرے دربار میں اس لئے ذلیل کیا کہ وہ معاویہ کو اس کی بداعمالیوں پر ٹوکتے تھے اور احادیث فضائل حضرت علیؑ اور حدیثیں مذمت بنی امیہ بیان کر دی تھیں صحیح احادیث رسولؐ بیان کرنے کی یہ سزا دی کہ بے آب گیاہ مقام ربذہ میں شہر بدر کر دیا۔ اور اسی صحرا میں صحابی رسول اللہ کا انتقال ہوا یہی وہ باتیں تھیں کہ جو تمام ملک میں شورش کا باعث ہوئیں اور صحابہ میں سخت بے چینی ہوئی۔ کوفہ، بصرہ، مصر، مدینہ منورہ مصری قافلہ عبداللہ بن سعد گورنر کی شکایت کیلئے مدینہ منورہ آیا لیکن جب عثمان نے ان کی عرضداشت پر توجہ نہ کی۔ مصری قافلہ بدظن ہو کر واپس ہو گیا۔ راہ میں ایک شتر سوار تھا۔ مصری قافلہ کو اس سوار پر شبہ ہوا۔ تلاشی لینے پر جناب عثمان کا مہری خط برآمد ہوا جس میں گورنر مصر کو ہدایت تھی کہ جب یہ لوگ واپس ہوں بدترین طریقہ سے انکو قتل کیا

جائے خط پڑھکر مصری قافلہ آگ بگولہ ہو گئے سجناب عثمان کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ اونتالیس روز رہا۔ آخر کار مصریوں نے جناب عثمان کو قتل کردیا تین روز تک نعش بیگور وکفن پڑی رہی حضرت علیؑ کی کوشش سے چار آدمی فراہم ہوئے جنہوں نے جنازہ اٹھایا۔ قبرستان بقیع میں کسی نے دفن نہ ہونے دیا یہودیوں کے مقبرے میں دفن کیئے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ جناب عثمان حاکم وقت تھے۔ مگر نہ مکّہ اور مدینہ والوں نے کچھ خبر لی اور نہ معاویہ گورنر سے کمک بھیجی اگر جناب عثمان کی کمک کی جاتی تو ہرگز قتل نہ ہوتے مصر کے دو ہزار آدمی ایسے جنگجو اور بہادر نہ تھے۔ جنہوں نے چپ چپاتے خلیفہ کا خون کر دیا مکہ ومدینہ نے اصحاب وتابعین گرد ونواح کے ہزاروں مسلمان معاویہ کی فوج اور سرکاری فوج نہ ان بلوائیوں کا مقابلہ کر سکے نہ خلیفہ کا دفن وکفن ضروری سمجھا نہ معاویہ گورنر شام کے دل میں باوجود کافی عسکری قوت ہونے کے کوئی ہمدردی کی ٹیس اٹھی نہ بی بی عائشہ کو جوش آیا۔ ۳۵ھ میں قتل جناب عثمان کے ساتویں روز حضرت علیؑ پر یورش ہوتی ہے کہ خلافت قبول کریں ورنہ قتل کیئے جائیں گے۔ مسجد نبوی میں بجبر بیعت لی جاتی ہے بقول پروفیسر براؤن یہ حضرت علیؑ کے مضبوط ومستحکم استحقاق خلافت کا بہت دیر بعد اعتراف تھا کسی ایک فرد نے بھی بیعت حضرت علیؑ سے انکار نہیں کیا تھا (تاریخ طبری)

اس بیعت میں طلحہ زبیر سعید بن سعد ابن وقاص، عبداللہ بن عمر تمام صحابہ اور مسلمانوں نے متفقہ بیعت کی۔ کسی مسلمان نے بھی اس وقت یہ اعتراض نہ کیا کہ علیؑ ہی تو سازشی مجرم قتل عثمان کے ہیں اور انہیں کو ہم اپنا خلیفہ برحق تسلیم کریں۔ آج بیعت ہوتی ہے کل طلحہ وزبیر مکہ روانہ ہو کر بی بی عائشہ کو لئے بصرہ پر فوج کشی کرتے ہیں۔ اور خون عثمان کا الزام تراشا۔ طلحہ وزبیر کہتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں نے علیؑ کی بیعت کی تھی دلوں نے بیعت نہ کی تھی۔ (کنزالعمال وعقد الفرید) حیرت ہے مصر کے بلوائیوں کو مدینہ میں گھیر کر نہیں مارا جاتا۔ لیکن بصرہ پر فوج کشی کی جاتی ہے: بی بی عائشہ اونٹ پر بیٹھ کر طلحہ وزبیر کو ساتھ لئے خلیفہ وقت کے خلاف اعلان جنگ کر کے بصرہ پہنچتی ہیں۔ حضرت علیؑ ہر چند سمجھاتے ہیں لیکن نہیں مانا۔ حضرت علیؑ اور باغیوں میں الیسا رن پڑتا ہے کہ دس ہزار مسلمان قتل ہوجاتے ہیں۔ طلحہ وزبیر بھی مارے جاتے ہیں۔ بی بی عائشہ کو شکست ہوتی ہے امیر معاویہ گورنر نہایت اطمینان وسکون سے شام میں بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ نہ جناب عثمان کی مدد کی۔ نہ بی بی عائشہ کی نہ ہی خون عثمان کا جوش آتا ہے دس ہزار مسلمان قتل ہوتے دیکھ رہے ہیں یہ سب کھلی ہوئی سیاسی چالیں تھیں حقیقت صرف یہ تھی نہ بنی امیہ کو جناب عثمان سے ہمدردی تھی نہ بی بی عائشہ سے نہ مکہ مدینہ والوں کو اور نہ اسلام ومذہب سے کوئی لگاؤ تھا ہر ایک خود غرضی طمع نفسانی حکومت وسیاسی حکمرانی میں دیوانہ تھا۔ نہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی خلافت سے مکہ مدینہ والے خوش تھے نہ شام وعراق والے یہ سب خاندان رسالت کے قدیمی دشمن تھے اور منافق تھے قتل عثمان کا بہانا بعد کو سوجھا۔ جب حضرت علیؑ کی بالاتفاق بیعت ہوئی۔ خود بی بی عائشہ جب عثمان مکان میں محصور ہو چکے بجائے کمک کے نرغہ تلواروں میں گھرا چھوڑ کر چل دیں اور فرماتی جاتی تھیں قتل کرو اس نعثل (یہودی) کو خدا اس نعثل کو قتل کرے۔ (نہایہ ابن اثیر کامل)

سعد بن وقاص گورنر کوفہ نے عمرو عاص کے ایک خط کے جواب میں لکھا۔ میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ عثمان اس تلوار سے قتل ہوئے جسے عائشہ نے میان سے کھینچا تھا۔ اور طلحہ نے اس پر صیقل کی تھی۔ اور علیؑ نے اس کو زہر سے بجھایا تھا۔ سعد بن وقاص نے علیؑ کا نام اس لئے لیا کہ اس کو علیؑ سے بغض تھا۔ جن سات آدمیوں نے علیؑ کی بیعت سے گریز کیا تھا ان میں وہ بھی تھے۔ (طبری اور العقد الفرید)

جناب عثمان کے قتل کے وجوہات

(۱) جناب عثمان کے بنائے ہوئے خود غرض، ناہنجار، طامع، ظالم حکام جن کے مظالم نے عوام کو عاجز کر کے اس جرأت پر آمادہ کیا (۲) خاندان بنی امیہ کی ناجائز رعایات اور اقربا پروری

(۳) مروان اور جناب عثمان کا تشددانہ طرز عمل اور سخت توہین آمیز گفتگو اصحاب رسولؐ پر مظالم جیسے اصحاب رسولؐ اور بنی ہاشم کو خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا (۴) جناب عثمان کا صرف مروان کی رائے پر چلنا اور اصحاب رسولؐ کی بے عزتی کرنا اور حضرت علیؑ کے مشورہ کو ٹھکرانا (۵) معاویہ بن ابوسفیان گورنر شام وسعید بن قیس حاکم رہے، عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ، عبداللہ بن قیس حاکم سنجر و عبداللہ بن ابی سرح حاکم مصر اور جناب عثمان کے خاص دوست عمر ابن عاص یہ جانتے ہوئے کہ دارالحکومت پر آشوب ہے اور جناب عثمان خلیفہ محصور ہیں جان بوجھ کر مدد نہ کرنا۔ تاریخ خمیس وغیرہ (۶) جناب عثمان کے سردار معاویہ بن ابوسفیان گورنر شام وسعد بن وقاص گورنر کوفہ وغیرہ ان سب نے محاصرہ کے وقت قصداً جناب عثمان کا ساتھ چھوڑ دیا (کتاب الملل و نحل شہرستانی برحاشیہ ملل و نحل ابن حزم مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۲۰) چنانچہ محمد بن جریر تاریخ طبری میں لکھتے ہیں کہ غالباً تاریخ کا یہ پہلا اور آخری واقعہ ہے کہ خلیفہ وقت اپنے دارالخلافہ میں اپنی موافق جماعت بنی اُمیہ وغیرہ کی موجودگی میں چالیس دن محاصرے میں رہا باوجود کہ، اپنے مقرر کردہ حکام تک اطلاعات پہنچائیں۔ مکہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر وغیرہ ہر ماتحت حکمران کے پاس اپنی امداد کیلئے قاصد روانہ کئے مگر کسی نے بھی جناب عثمان کی امداد نہ کی پھر لکھتے ہیں کہ معاویہ ابن ابوسفیان گورنر شام کو اپنا سمجھ کر خاص طور سے مدد کے لئے بلایا۔ مگر وہ تو خود یہی چاہتے تھے اس لئے کوئی پرواہ نہ کی، معاویہ کے باپ وہی ابوسفیان ہیں، جنہوں نے جناب عثمان کے دربار میں علی الاعلان پکار پکار کر کہا اپنی جان کی قسم نہ حساب ہے نہ کتاب نہ عذاب ہے نہ ثواب نہ قیامت ہے نہ حشر نہ بہشت نہ دوزخ نہ وحی ہے نہ فرشتہ، یہ سب بنی ہاشم کا حکومت حاصل کرنے کیلئے ڈھونگ تھا، دین کا نام لیکر حکومت حاصل کی تھی، اب ہماری قسمت نے یاوری کی۔ ہم کو حکومت ملی، کیوں نہ اپنے گھر دولت سے بھر لیں۔ اس تقریر کے عوض میں دربار خلافت سے بائیس ہزار اشرفیاں نقد اور خلعت انعام میں ملا۔ اور ان کے بیٹے معاویہ کو ملک شام کا دوبارہ فرمان حکومت ملا۔ جناب عثمان کے قتل کی اطلاع جب عمر ابن عاص کو پہنچی تو اس نے کہا میں نے ہی تو عثمان کے خلاف لوگوں کو ابھارا میرا تو قاعدہ ہے جب کسی زخم کو کھجلاتا ہوں تو اس کی کھال تک نکال لیتا ہوں۔ بی بی عائشہ حج سے فارغ ہوکر مدینہ واپس آرہی تھیں۔ راستہ میں عبداللہ ابن ابی سلمہ ملے۔ تو اُن سے قتل عثمان کی خبر ملی۔ بی بی عائشہ خوش ہوگئیں اور فرمایا تعریف اس خدا کی جس نے عثمان کو قتل کیا۔ بہرکیف تاریخی حقائق شاہد ہیں کہ قتل جناب عثمان میں علاوہ ان کی سیاسی غلطی واقربا پروری کے تمام عمال ماتحت، اور عمر ابن عاص ومعاویہ ابن ابوسفیان کی سازش عوام پر مظالم اور بی بی عائشہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہوا حیرت ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان گورنر شام نے انتقام خون عثمان کے نام پر خلیفہ وقت حضرت علیؑ ابن ابیطالب سے بغاوت کی صفین کی جنگ میں ہزارہا مسلمان مارے گئے مگر جب وہ تخت سلطنت پر قابض ہوئے تو خون عثمان فراموش کر دیا، تا اینکہ جناب عثمان کی بیٹی نے یاد دلایا۔ تو معاویہ بالکل ٹال گیا۔ بقول تاریخ واشنگٹن وتاریخ کامل تعجب کا مقام ہے مروان، سعید، ولید وغیرہ اکثر ملازم گھر میں موجود تھے کسی نے مدد نہ کی حتیٰ وہی مروان جس کی بدولت جناب عثمان نے جان دی۔ کھڑا دیکھا کیا جو کل تک جناب عثمان کا بظاہر دم بھرتا تھا۔ بلوائی مصری گھر میں گھس آئے لاش نکال کر پھینک دی۔ جسکی تین دن بیحرمتی ہوتی رہی گھر کا مال لوٹ لیا۔ طلحہ سیدھے بیت المال پہنچ کر قفل توڑ کر سارا مال سمیٹ لیگئے۔ لاش کو مدینہ کے مسلمانوں نے جنت البقیع قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا، یہودیوں کے ایک قبرستان جس کا نام حش کوکب تھا دفن کیا (تاریخ کامل وتاریخ واشنگٹن ارونگ حصہ دوم صفحہ ۱۰۵) ان حقائق کے باوجود قتل جناب عثمان کا اتہام حضرت علیؑ پر لگایا گیا وہ اسلئے حضرت علیؑ کی ظاہری خلافت کے انتخاب پر بنی اُمیہ آتش رشک وحسد

سے جل اٹھے کیونکہ حضرت ہاشم و بنی امیہ کی انتہائی دشمنی کا سلسلہ رسول خدا کی نبوت کے زمانہ سے زیادہ بڑھا جب اصنام عرب کے پرستار ابوسفیان سے کفر کا زوال نہ دیکھا گیا تو ابوسفیان نے اسلام اور رسول اللہ کو نیست و نابود کرنے کا تہیہ کر لیا تھا، بدر و احد وغیرہ کی لڑائیاں اسلام دشمنی کا کھلا ثبوت ہے یہ لڑائیاں صرف خاندانی ہی نہ تھیں بلکہ مذہبی تصادم بھی تھا۔ بنی امیہ کی دشمنی مذہبی بھی تھی۔ ابوسفیان اور اس کی اولاد اور اس کے رفقاء کار نے اسلام کی بیخ کنی سے اس وقت تک ہاتھ نہ اٹھایا جب تک وہ بے بس اور مجبور نہیں ہو گیا فتح مکہ کے موقعہ پر اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر اب اسلام قبول نہ کروں گا تو قتل کر دیا جاؤں گا۔ اس لئے اس نے مجبوراً کلمہ پڑھ لیا یہی وجہ تھی کہ بنی امیہ ذاتی اغراض اور طمع نفسانی کو پورا کرنے کیلئے ہر ناجائز طریقِ کار کو اختیار کرنے میں دلیر تھے نہ تو ان کا خدا پر ایمان تھا اور نہ رسالت پر نہ کوئی ان کا اصول تھا نہ مستحکم نظریہ ایک طرف معاویہ و عمر ابن عاص وغیرہ جناب عثمان کے قتل میں کوشاں اور تماشائیوں کی طرح جناب عثمان کے واقعہ قتل کا منظر دیکھتے رہے دوسری طرف حضرت علیؑ کی ظاہری خلافت کا اعلان سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے چنانچہ معاویہ گورنر شام نے حضرت علیؑ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور عوام کو خلیفہ بلافصل کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ اور جناب عثمان کے قتل کا الزام لگا کر ہر جمعہ کو دمشق کی اموی مسجد میں ان کا خون آلودہ کرتا اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں جو حفاظتِ شوہر میں کٹ گئیں تھیں دکھا کر عوام کو ترغیب دلائی گئی۔ معاویہ کے اس ناجائز پروپیگنڈے سے بنو امیہ کے علاوہ دوسرے ناسمجھ مسلمان بھی اس دامِ فریب میں آ گئے اور بی بی عائشہ بھی معاویہ گروہ میں شامل ہو گئیں۔ اور بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ معاویہ نے ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ شام سے حضرت علیؑ خلیفہ رسولؐ پر چڑھائی کی بالآخر جنگ جمل و صفین کی خونریز جنگ ہوئیں ہزاروں مسلمان و اصحاب رسولؐ امویوں اور مروانیوں کی خودغرضی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ گئے حضرت علیؑ کو عراق، مصر، یمن، حرمین شریفین اور خراسان پر پورا تسلط ہو گیا تھا صرف ملک شام باقی تھا جو معاویہ کے قبضہ میں تھا۔ غرض کہ صفین کی جنگ میں معاویہ کی فوج کے لاشوں کے انبار لگ گئے معاویہ کا لشکر فرار ہو رہا تھا کہ عمر بن عاص نے مکاری سے کلام مجید نیزوں پر بلند کرا کر امان چاہی۔ لیکن یہ منافقانہ چال تھی عمرو بن عاص و موسیٰ اشعری کی بدطینتی کی وجہ سے صلح نہ ہو سکی۔ اس دوران میں ایک نیا انقلاب پیدا ہو گیا نہروان کی جنگ کے بعد خارجیوں نے باہمی یہ مشورہ طے کیا کہ ایک دن اور ایک ہی وقت میں حضرت علیؑ اور معاویہ کو قتل کر دیا جائے پس مستند تاریخوں کے حقائق کی رو سے ثابت ہو گیا کہ معاویہ و مروان۔ عمر بن عاص و طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ وغیرہم یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایک طرف تو جناب عثمان کے قتل کی تحریک کو ہوا دی۔ اور جب جناب عثمان قتل ہو چکے تو پھر قصاص کا بہانہ لے کر بقول اہلسنت خلافت راشدہ علویہ تھی اور عام مسلمانوں کا آپ کی خلافت پر اجماع ہو چکا تھا حضرت علیؑ خلیفہ وقت کے خلاف بغاوت کی۔ اس ضمن میں اہلسنت کے عالم جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں اس طرح لکھا ہے یعنی جناب عثمان کے خون کا مطالبہ جسے لیکر دو طرف سے فریق اٹھ کھڑے ایک طرف بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر دوسری طرف جناب معاویہ ان دونوں فریقوں کے مرتبہ و مقام اور جلالت قدر کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے بھی یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ دونوں فریق کی پوزیشن آئینی حیثیت سے کسی طرح درست نہیں پائی جا سکتی ظاہر ہے کہ یہ جاہلیت کے دور کا قبائلی نظام تو نہ تھا کہ کسی مقتول کے خون کا مطالبہ لیکر جو چاہے اور جس طرح چاہے اٹھ کھڑا ہو۔ اور جو طریقہ چاہے اسے پورا کرانے کے لئے استعمال کرے یہ ایک باقاعدہ حکومت تھی۔ جس میں ہر دعویٰ کے لئے ایک ضابطہ اور قانون موجود تھا خون کے مطالبہ لے کر اٹھنے کا حق مقتول کے وارثوں کو تھا جو زندہ تھے اور وہیں (مدینہ) میں موجود تھے۔ اس سے بھی زیادہ غیر آئینی طریقہ کار یہ تھا کہ پہلے

فریق (بی بی عائشہ طلحہ وزبیر) نے بجائے اس کے کہ وہ مدینہ جاکر اپنا مطالبہ پیش کرتا جہاں خلیفہ اور مجرمین اور مقتول کے ورثا سب موجود تھے، اور عدالتی کارروائی کی جاسکتی تھی، بصرہ کا رُخ کیا اور فوج جمع کر کے خونِ عثمان کا بدلہ لینے کی کوشش کی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا ایک خون کی بجائے دس ہزار مسلمانوں کے خون ہوں اور مملکت کا نظام الگ درہم برہم ہو جائے شریعت الٰہی تو درکنار دنیا کے کسی آئین وقانون کی رو سے بھی اسے ایک جائز کارروائی نہیں مانا جاسکتا۔ اس سے بدرجہ غیر آئینی طرزِ عمل دوسرے فریق جناب معاویہ کا تھا۔ جو معاویہ بن ابوسفیان کی حیثیت سے نہیں بلکہ شام کے گورنر کی حیثیت سے خونِ عثمان کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھے، اور مرکزی حکومت (حضرت علی خلیفہ) کی اطاعت سے انکار کیا۔ گورنری کی طاقت اپنے اس مقصد کے لئے استعمال کی۔ اور مطالبہ بھی یہ نہیں کیا کہ حضرت علیؑ قاتلین عثمان پر مقدمہ چلا کر انہیں سزا دیں۔ بلکہ یہ کہا کہ وہ قاتلین عثمان کو اُن کے حوالے کر دیں تاکہ وہ انہیں قتل کریں۔ یہ سب کچھ دورِ اسلام کی نظامِ حکومت کے بجائے زمانہ قبل از اسلام کی قبائلی بدنظمی سے اشبہ ہے خون عثمان کے مطالبہ کا حق اوّل تو جناب معاویہ کے بجائے جناب عثمان کے شرعی وارثوں کو پہنچتا تھا۔ تاہم اگر رشتہ داری کی بناء پر جناب معاویہ اس مطالبہ کے مجاز بھی ہو سکتے تھے تو اپنی ذاتی حیثیت سے نہ کہ شام کے گورنر کی حیثیت سے جناب عثمان سے رشتہ کچھ بھی تھا معاویہ بن ابوسفیان سے تھا۔ شام کی گورنری ان کی رشتہ دار نہ تھی۔ گورنر کی حیثیت سے انہیں کوئی حق نہ تھا کہ جس خلیفہ (حضرت علیؑ) کے ہاتھ پر باقاعدہ آئینی طریقہ سے بیعت ہو چکی تھی۔ ان کی اطاعت سے انکار کر دے۔ اور ٹھیٹ جاہلیت قدیمہ کے طریقہ پر مطالبہ کرتے کہ قتل کے ملزمان کو عدالتی کارروائی کے بجائے مدعی قصاص کے حوالہ کر دیا جائے تاکہ وہ خود ان سے بدلہ لے۔ (کتاب خلافت وملوکیت ص۱۳۲)

پس صورت مرقومہ میں حضرت علیؑ کی خلافت اہلِ سنّت کے عقائد کی رو سے خلافت راشدہ تھی۔ تمام مسلمانوں کا آپ کی ظاہری خلافت پر اجماع ہو چکا تھا اب جن لوگوں نے خلافتِ راشدہ کی مخالفت کی۔ یعنی حضرت علیؑ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا کیا وہ حق پرست تھے یا باطل پرست تھے یقیناً اجماعی اصول کے تحت بھی وہ باغی باطل پرست تھے

شہادت

نہروان کی جنگ کے بعد خارجیوں نے بالاتفاق یہ منصوبہ بنایا کہ ایک دن اور ایک وقت میں حضرت علیؑ و معاویہ وعمر بن عاص کو قتل کر دیا جائے۔ اس منصوبہ کے تحت عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون حضرت علی وصی رسولؐ کے قتل کے لئے منتخب کیا گیا اور برک بن عبداللہ معاویہ کے لئے اور عمر بن بکر عمر بن عاص کے قتل کرنے کے لئے مقرر ہوا۔

۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کو جب امیر المومنین علی بن ابی طالب نمازِ صبح ادا کرنے کے لئے دولتسرا سے مسجد کوفہ میں تشریف لے گئے اور نماز میں مشغول ہوئے تو ابن ملجم ملعون نے سرِ مبارک پر عین سجدۂ خالق میں زہر آلودہ تلوار کی ضرب لگائی۔ شیر خدا کا سر اطہر شگافتہ ہو گیا۔ مولا مشکل کشا نے باوازِ بلند فرمایا۔ بِسمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ عَلٰی مِلّتِ رَسُولِ اللّٰہ فُزتُ بِرَبِّ الکَعبَہ۔ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ خانہ کعبہ میں ولادت اور خانہ خدا میں شہادت ہوئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ ترسیٹھ سال کی عمر میں شہادت ہوئی۔ حسنین علیہم السلام نے غسل وکفن دیا۔ امام حسن علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اولاد اور مخصوص اصحاب امام حسن وامام حسین، محمد حنفیہ، میثم تمار، صعصعہ بن صوحان، قیس بن سعد، حجر بن عدی، عمرو بن الحمق ودیگر چند احباب رات

کی تاریکی میں نجف اشرف جنازہ لے گئے اور ان کو بہ تاکید یہ تھی کہ وہ اس راز کو سینہ کا دفینہ کر دیں اور کسی پر قبر اطہر کو ظاہر نہ کریں نجف اشرف اور کوفہ کے درمیان ایک مسجد ہے اس مسجد کی دیوار تعظیم کے لئے جھکی۔ جب کہ مولائے کائنات کا جنازہ اس مسجد کی دیوار کے قریب آیا اسی لئے اس کو مسجد حنانہ (جھکنے والی) کہتے ہیں نجف اشرف میں وصیت کی مطابق قبر کھدی کھدائی ملی۔ اس میں سے ایک لوح برآمد ہوئی جس پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ قبر لوح پیغمبر کے وصی علی ابن ابیطالب کی ہے۔ قبر میں جنازہ اوتار، دفن کر کے زمین ہموار کر دی تاکہ قبر کا نشان باقی نہ رہے۔ اس سرزمین کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبر حضرت علیؑ کے پاس نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ قبر امیر المومنین کے پاس ایک نماز دو ہزار نمازوں کے حکم میں ہے۔ نجف میں دفن ہونے والا محاسبہ وسوال منکر ونکیر وفشار قبر کی اذیت سے محفوظ ہے اور منجملہ کثیر انبیاء کے حضرت آدم ونوح وصالح و ہود علی نبینا علیہم السلام مدفون ہیں اور یہ وہ زمین ہے جس کو پہلے حضرت ابراہیم نے اور بعد کو خود حضرت علیؑ ابن ابیطالب نے مزید فرمایا عقبہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے خورنق وحیرہ سے کوفہ تک کسانوں سے ساری زمین کو چالیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ اس زمین کو خرید رہے ہیں، درآں حالیکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں تو مولا نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کوفان، کوفان اس کا اوّل اس کے آخر سے مل جائے گا اور اس سے ستر ہزار افراد ایسے محشور ہوں گے۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے چاہا کہ وہ میری ملکیت سے محشور ہوں۔ (تاریخ کربلا و نجف ص۵۸)

مرقد مرتضوی

جب تک قبر اطہر امیر المومنین دشمنوں کے شر سے پوشیدہ رہی اس وقت تک شمع امامت کے چند خاص پروانوں کے سوا کسی کو اس کا پتہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اہلبیت طاہرین جو اس کے حامل تھے۔ وہی اس کا اعلان کرنے لگے دوسری طرف معجزات نے ظاہر ہونا شروع کیا اور وہ بھی اس طرح کہ اپنے پرائے سب ہی مقر ہوئے۔ حتیٰ کہ داؤد اور ہارون رشید کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی۔ اور عام مسلمانوں کو اس کے انکار کی گنجائش باقی نہ رہی چنانچہ ابو الفرج اصفہانی ابن ابی حدید، طبری، ابن اثیر، ابن جوزی، وغیرہ مورخین کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کا مرقد اطہر نجف اشرف میں ہے۔ ابن بطوطہ وہ بزرگ ہیں کہ جو خطیب بغدادی کی طرح شیعوں کی دشمنی میں دو چار ہاتھ آگے ہی ہیں جیسا کہ ان کے "رحلہ" دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے یہ بزرگ مکہ سے جس وقت نجف اشرف آئے تو انہوں نے یہاں جو کچھ دیکھا اس کو "رحلہ" میں اس طرح لکھتے ہیں۔ اس شہر کے تمام باشندے رافضی ہیں اور روضہ کے کرامات میں سے ایک یہ ہے شب ۲۷ رجب کو کہ نام اس شب کا ان لوگوں کے یہاں لیلۃ الاحیاء ہے عراقین وخراسان وبلاد فارس وروم سے ہر شل ومفلوج وزمین گیر کو یہاں لاتے ہیں۔ جن کی تعداد تیس چالیس نفر تک پہنچ جاتی ہے اور بعد نماز عشا ان مرضاء کو ضریح مقدس کے پاس لاتے ہیں لوگ جمع ہو کر ان کے اچھا ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ نماز ودعا وتلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض روضہ کی زیارت کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب یا دو ثلث شب گزر جاتی ہے اور اس وقت وہ زمین گیر مرضاء یعنی جو حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ یک بیک صحیح وتندرست ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ درآں حالیکہ مرض کا نشان تک ان میں باقی نہیں رہتا۔

غرض کہ قبرِ اقدس اسی طرح شب و روز لوگوں کی زیارت گاہ بنی رہی، ہر وقت صاحبان حاجت آتے اور گوہر مراد سے اپنے دامن کو پُر کر کے واپس جاتے تھے۔ جب داؤد بن علی عباسی نے کہ جو اس وقت ۱۳۲ھ میں سفاح عباسی کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا لوگوں کا ہجوم قبر مبارک پر دیکھا۔ تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائے جائیں پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی غلام کے ہمراہ جس کا نام "جمل" تھا نجف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ جو قبر ہے جا کر کھودو۔ اس کی تہہ میں سے جو کچھ برآمد ہو اس کو میرے پاس لے آؤ۔ کیونکہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ علی بن ابی طالب کی قبر ہے اسمٰعیل بن عیسیٰ عباسی کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گیا یہاں تک کہ یہ لوگ مقام مذکور پر پہنچے۔ اور مزدور قبر کی کھدائی میں مصروف ہوئے۔ یہاں تک جب پانچ ہاتھ کی گہرائی پر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اب ہم ایک ایسی سخت چٹان تک پہنچے۔ کہ جس کے کھودنے پر ہم قادر نہیں ہیں۔ آخر ان لوگوں نے اس گڑھے میں ایک طاقتور حبشی غلام کو اتارا۔ اس نے کدال ہاتھ میں لے کر پوری قوت سے چٹان پر ماری۔ کہ اس کی گونج تمام جنگل میں گونج اٹھی اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی اور یہ پہلی مرتبہ سے زائد آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ ضرب ماری۔ اب کی دفعہ شدت کی آواز نکلی اور ساتھ ہی حبشی غلام نے زور دار چیخ ماری۔ یہ سنکر ہم لوگ اٹھے اور اس گڑھے میں جھانکنے لگے۔ میں نے اس کے ساتھیوں سے کہا کہ پوچھو تو اس پر کیا گزر گئی۔ ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ مگر اس میں جواب دینے کی طاقت نہ تھی۔ اور برابر چیخے جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ہم نے اس کو نکال کر ایک خچر پر لادا۔ اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ اتنے میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے پھٹ پھٹ کر گرنے لگا اور تھوڑی دیر میں اس کے سارے جسم کی یہی حالت ہو گئی یہاں تک کہ ہم داؤد کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا ہوا ہم نے حبشی غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا تو خود دیکھ لے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ یہ سن کر اس نے قبلہ کی طرف رُخ کر کے خدا کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کی اور مذہب حقہ قبول کر لیا اور قبر مبارک پر ایک صندوق بنایا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ صندوق بھی خرد برد ہو گیا کیونکہ خلفاء جو بنی عباس نے اولادِ رسولؐ جن کے نام پر خلافت کی بھیک مانگی گئی تھی۔ دیواروں میں چُنی جانے لگی۔ اور بے شمار اولادِ رسولؐ کا قتلِ عام ہونے لگا۔ لہٰذا ایسی صورت میں بوجہ خوف و ہراس زوار قبر علی کا وہ سلسلہ جو سفاح عباسی کے دور میں جاری ہوا تھا باقی نہ رہ سکا۔ اور مزار اقدس پہ دوبارہ حسرت برسنے لگی اور اسکو اتنا عرصہ گزر گیا کہ ہارون رشید کا زمانہ آیا اور ایک واقعہ کے تحت اس کو قبر کا حال معلوم ہوا اور پھر اس نے روضہ تعمیر کرایا۔ اس واقعہ کو عمدۃ المطالب و ارشاد القلوب و دیگر کتب میں لکھا ہے جو مشہور ہے۔

ازواج و اولاد

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰت و سلامہ علیہا کی وفات کے بعد دیگرے آپ نے نو نکاح کیے جن کے بطن مبارک سے پندرہ فرزند اور اٹھارہ دختران پیدا ہوئیں۔ کتاب عمدۃ المطالب ترجمہ مناقب آل ابیطالب مولفہ شیخ محدث امام حافظ محمد بن علی شہر آشوب ص ۹۶۷ تا ص ۹۷۹ و کتاب سید الاوصیا مولفہ مولانا عارف حسین ص ۱۸۵ و ص ۱۸۶ میں ازواج و اولاد کی تشریح اسطرح کرتے ہیں اور نسابہ عمری نے شافی اور صاحب الانوار نے ان کی تائید کی ہے (۱) حضرت فاطمۃ الزہرا دختر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بطن مبارک سے (۱) امام حسن علیہ السلام (۲) امام حسین علیہ السلام (۳) محسن ساقط ہو گئے اور دو صاحبزادیاں (۴) جناب زینب کبریٰ ام المصائب (۵) جناب ام کلثوم (۲) دوسری زوجہ خولہ بنت جعفر بن قیس الخلیفہ انکے بطن سے (۵) محمد اکبر کنیت ابو القاسم مشہور محمد حنیفہ (۳) تیسری زوجہ فاطمہ کنیت ام البنین بنت خزام بن خالد

بن ربیعہ بن عامر معروف بالوحید بن کلاب تھیں بن عامر بن ربیعہ بن عامر ان کی والدہ ثمامہ بنت سہیل بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب۔
علامہ ابن عقبہ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنے بھائی عقیل سے جو انساب عرب سے خوب واقف اور نساب تھے فرمائش کی تھی کہ ایک ایسے خاندان کی لڑکی بتاؤ جو بہادران عرب میں ممتاز خاندان ہو تاکہ اس نسل کی لڑکی سے عقد کروں جو اولاد اس کے بطن سے پیدا ہو وہ بہادر ہو جناب عقیل نے کہا کہ ام البنین الکلابیہ سے عقد کیجئے کیونکہ تمام عرب میں ان کے آباؤ اجداد سے زیادہ شجاع و بہادر کوئی نہیں ہے۔ حیدر کرارؑ نے اس بنا پر ام البنین سے عقد کیا ان کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۶) قمر بنی ہاشم حضرت غازی ابوالفضل العباس (۷) عبداللہ (۸) عثمان (۹) جعفر یہ چاروں برادر روز عاشورہ کربلا میں شہید ہوئے۔ (۴) چوتھی زوجہ ام حبیب بنت ربیعہ تغلبیہ کے بطن سے (۱۰) عمر ملقب عمران (۱۱) رقیہ یہ دونوں توام پیدا ہوئے عمران جنگ صفین میں شہید ہوئے اور نواح کھنڈرات بابل دفن ہوئے۔ (۵) پانچواں زوجہ اُم سعید عروہ بنت مسعود تقفیہ کے بطن سے سات دختراں پیدا ہوئیں (۱۲) رقیہ کبریٰ (۱۳) رقیہ صغریٰ (۱۴) زینب (۱۵) ام کلثوم صغریٰ (۱۶) ام الکرام (۱۷) ام سلمٰی (۱۸) رولہ (۶) زوجہ ششم اُم شعیب مخزومیہ کے بطن سے دو دختراں پیدا ہوئیں (۱۹) ام الحسن (۲۰) رملہ (۷) ہفتم زوجہ ہملا بنت مسروق نہشلیہ کے بطن سے دو پسر (۲۱) عبداللہ (۲۲) ابوبکر یہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اور آتشکدہ ابراہیم کے نواح میں دفن ہوئے۔ (۸) ہشتم زوجہ امامہ بنت ابی العاص بن ربیعہ کے بطن سے (۲۳) محمد اوسط پیدا ہوئے (۹) نہم زوجہ محیاۃ بنت امراء القیس کے بطن سے یک پسر چھ دختران پیدا ہوئیں۔ (۲۴) خدیجہ مدفون بیرون مسجد کوفہ (۲۵) تمیمہ (۲۶) ام ہانی (۲۷) میمونہ (۲۸) فاطمہ (۲۹) آمنہ صغیر سنی میں فوت ہو گئی۔ (۳۰) احمد یہ بھی صغیر سنی میں فوت ہوا۔ بعض مورخین نے ان لڑکیوں کو کنیز کے بطن سے لکھا ہے (۱۰) دہم زوجہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ کے بطن سے تین پسر (۳۱) یحییٰ کنیت ابوالحسن (۳۲) محمد اصغر (۳۳) عون یہ روز عاشورہ شہید ہوئے۔ امیر المومنین کی چھ صاحبزادیوں کی شادی ہوئی۔ بعض نے آٹھ لڑکیوں کی شادی ہونا تحریر کی ہے۔ باقی قبل از بلوغیت فوت ہوگئیں۔ (۱) حضرت زینب ام المصائب کا عقد عبداللہ بن جعفر طیار (۲) اور اُم کلثوم کا عقد محمد بن جعفر طیار سے ہوا (۳) میمونہ کا عقد عقیل بن عبداللہ بن جناب عقیل سے اور (۴) رولہ کا عقد ابوالصباح بن عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا (۵) ام کلثوم صغریٰ کا عقد کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ (۶) اور فاطمہ کا عقد محمد بن جناب عقیل سے ہوا غرض آپ کی ان لڑکیوں کی شادی اپنے ہی کفو میں ہوئیں۔ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کا سلسلہ نسب پانچ فرزندوں سے جاری ہوا۔ (۱) حضرت امام حسنؑ (۲) حضرت امام حسینؑ علیہم السلام ان دونوں صاحبزادوں کی نسل دُنیائے عالم کے گوشہ گوشہ میں سادات فاطمی کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جو سادات حسنی حسینی کہلاتی ہے (۳) محمد اکبر کنیت ابوالقاسم ملقب محمد حنفیہ آپکے صلب سے چار پسر عبدالجلیل و عبدالرشید و عبدالکریم و عبدالرحیم آپ کوہ عتیق پر غائب ہوگئے بعض نے اصحاب کہف کے غار (دمشق) کے ملحق غائب ہونا لکھا ہے۔ آپ کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ عبدالجلیل و عبدالرشید و عبدالرحیم ان سے نسل جاری ہوئی۔ (۴) قمر بنی ہاشم غازی ابوالفضل العباس آپ کے صلب سے تین پسر فضل و حمزہ۔ عبداللہ ان کا پسر حسن ان کے صلب سے پانچ پسر ابراہیم و طاہر و فضل و عباس و حمزہ یہ صاحب کرامات بزرگ تھے آپ کا روضہ عراق میں مقام حلہ کے نواح میں واقع ہے۔ عقیدت مندوں کا روزانہ ہجوم رہتا ہے۔ مقبول بارگاہ ہے (۵) عمر معروف عمران ان کے صلب سے تین پسر عبداللہ و عمر و جعفر
محمد اکبر ملقب و محمد حنفیہ و غازی ابوالفضل العباس و عمر معروف عمران ان ہر سہ پسران کی اولاد سادات علوی کہلاتی ہے

حضرت عباس و عبداللہ عثمان و جعفر چاروں بھائی روز عاشورہ کربلا معلی میں شہید ہوئے اور عون و یحییٰ کنیت ابوالحسن ان کی ماں اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں ان کا عقد پہلے جعفرؓ سے بعدہٗ جناب ابوبکر سے نکاح ہوا۔ ان سے محمد پیدا ہوئے۔ ابھی یہ کم سن تھے کہ جناب ابوبکر کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اسماء کا عقد حضرت علی مرتضیٰ سے ہوا۔ محمد بن ابوبکر یتیم کی تربیت حضرت علیؑ کی نگرانی میں ہوئی۔ جو زیور کمال سے آراستہ ہو کر آپ کے سایہ میں پھلا پھولا اور دنیائے اسلام کا بچہ بچہ محمد بن ابوبکر کے نام سے آگاہ ہوگیا۔ آخر عین شباب ۳۸ھ میں ملک مصر میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ نے صرف ایک فرزند قاسم نامی چھوڑا۔ قاسم کی لڑکی فاطمہ کنیت اُمّ فروہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو منسوب ہوئی عون و یحییٰ دونوں بھائی روز عاشورہ کربلا شہید ہوئے اور عبداللہ روز عاشورہ ابوبکر معرکہ صفین میں شہید ہوئے۔

تجویز نام پر نکتہ چینی

اہلبیت رسولؐ کے مخالفین ہمیشہ آل رسولؐ کے فضائل گھٹانے اور نقائص نکالنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں ان میں ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر اصحاب ثلاثہ حضرت علیؑ کے دشمن تھے تو انہوں نے اپنے بعض بیٹوں کے نام خلفائے ثلاثہ کے ناموں پر کیوں رکھے اس اعتراض کا جواب علمائے امامیہ کئی دفعہ دے چکے ہیں چنانچہ جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے کتاب مصائب النواصب میں ارقام فرمایا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے اپنے بیٹوں کے خلفائے ثلاثہ کے ناموں پر ابوبکر، عمر، عثمان رکھے اس کا ثبوت کیا ہے۔ دراصل آپ کے زمانہ میں اور اس سے قبل ابوبکر، عمر، عثمان نام پہلے ہی سے رکھے جاتے تھے۔ مثلاً ابوبکر بن عیسیٰ و ابوبکر بن شعوب و ابوبکر بن حفص، عمر بن ابی سلمہ و عمر بن ابی سفیان بن عبداللہ الاسد و عمر بن مالک بن عقبہ عمر بن یزید کعبی و عمر بن وہب ثقفی و عمر بن عبدؔ و دو عمر بن عوف نخعی، عمر معروف مدرکہ بن الیاس عثمان بن حنیف عثمان بن خطعون وغیرہ عثمان بن مظعون کنیت ابوسائب آپ نہایت جلیل القدر صحابی اور رسولؐ کے دربار میں اُن کو خاص تقرب حاصل تھا۔ اکابر صحابہ و زہاد میں تھے۔ ذالحجہ ۲ھ میں رحلت ہوئی بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ جب جناب عثمان بن مظعون نے رحلت کی تو خود رسولؐ اللہ نے ان کی میّت سے چادر ہٹا کر چہرہ کو آخری مرتبہ دیکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک روتے رہے (روض الاخبار شیخ محمد بن یعقوب مطبوعہ مصر صـ۱۲۹ وصـ۱۴۰۷)

سرورِ کائناتؐ نے جناب عثمان بن مظعون کی خود نماز جنازہ پڑھائیؐ۔ اور جب قبرستان بقیع میں دفن کر چکے تو لحد پر ایک پتھر رکھ دیا تاکہ نشان قبر محفوظ ہو، رسالتمآبؐ کے ہاتھ کا رکھا ہوا پتھر خلافت دوم تک اپنی جگہ پر قائم رہا جس وقت جناب عثمان بن عفان قتل ہوئے۔ تو مروان بن حکم نے ان کی قبر سے وہ پتھر اکھیڑ کر خلیفہ ثالث کی قبر پر رکھ دیا۔ یہ ظلم استبداد بھی فراموش نہیں ہو سکتا۔ (وفاء الوفا سمہودی و لسنن ابن ماجہ جلد دوم صـ۲۴۳) یہاں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ قبر کا نشان بنانا سنت رسولؐ ہے اور قبر کا نشان مٹانا خلاف سُنّت رسولؐ ہے۔ جیسا کہ نجدیوں نے قبرستان جنت البقیع کے مزارات کو منہدم کرا کر رسولؐ اللہ کو اذیت پہنچائی۔

جناب عثمان بن مظعون محب اہل بیت رسولؐ کے نام پر حضرت علیؑ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عثمان رکھ کر فرمایا کہ میں اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر اس فرزند کا نام رکھ رہا ہوں اسیطرح حضرت علیؑ نے دوسرے حضرات نیک صالح بزرگوں کے نام پر ابوبکر و عمر نام رکھے نا کہ خلفائے ثلاثہ کے ناموں پر عرب میں نام رکھنے کا یہ معیار تھا کہ جب بچہ پیدا ہوتا تھا اور زچہ خانہ کے لوگوں کی سب سے پہلے جس چیز پر نظر پڑتی تھی وہی نام رکھتے تھے اگر کتے پر نظر پڑی تو ابن کلاب اور چاند نظر

آیا تو ہلال وغیرہ عرب کے ناموں کو دیکھئے ابن طاؤس (مور) عصفور (چڑیا) ثعلبہ (لومڑی) وغیرہ بکثرت نام ملیں گے۔ فیروز آبادی نے قاموس میں اقرار کیا ہے کہ بائیس صحابیوں کے نام ثعلبہ (لومڑی) تھے اور ابن ابی ذئب (بھیڑیا) عبداللہ بن کلاب ان کے یہاں کے بہت بڑے محدث و متکلم گزرے ہیں اور ام کلبہ (کتیا کی ماں) بھی عرب کی عورتوں کی کنیت ہوا کرتی ہے۔ ابوہریرہ کے معنی دنیا جانتی ہے۔ اگر اولاد کے لئے عرب میں نام رکھنے میں کوئی خاص شرف ہوتا تو ایسے مکروہ نام نہ رکھتے اگر نام کسی کے نام پر رکھنا فضیلت ہوتی تو عمرو بن عبدود کو جو رسول اللہ نے جنگ خندق کے موقعہ پر خطاب دیا۔ دنیائے عالم پر ظاہر ہے۔ ہر انسان کی فضیلت اس کے عمل اور کردار پر ہے نا کہ نام پر"

حضرت سیدہ زینت الکبریٰ سلام اللہ علیہا

آپ کے القاب شریکۃ الحسین، ام المصائب، نائبۃ الزہرا، ثانی زہرا۔ صاحب طراز المذہب وصاحب خصائص زینبیہ وغیرہ نے باوجود تاریخ وسن کے اختلاف کے آپ کی ولادت ۵ھ/۶ھ تسلیم کی ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کی ولادت شعبان ۶ھ میں ہوئی۔ حیدر کرارؑ کی بیٹی تاجدار مدینہ کی نواسی جناب فاطمۃ الزہرا کی لخت جگر کے متعلق مولانا رازق الخیری سیدہ کی بیٹی میں لکھتے ہیں کہ ان کی عملی زندگی اور ان کے حالات قدر مرتبہ کے پیش نظر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ پیغمبر نہ تھیں پیغمبر کی نواسی تھیں۔ انہوں نے پیغمبر کے فرائض انجام دیئے اور ان کی شخصیت میں پیغمبری جھلک رہی ہے اس لئے کہ آپ اس انوار مقدسہ اور خاندان عصمت و طہارت اور شجرہ طیبہ و طاہرہ منسلک ہیں کہ جن کا علم حقیقت میں علم لدنی ہوا کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں علم لدنی کی مالک تھیں۔ اور بظاہر ان کو تعلیم دینے والے خود رسالتمآبؐ تھے۔ سرور کائناتؐ کی تعلیم جناب احدیت سے ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ کے والد مکرم حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب اور والدہ معظمہ سیدۃ النساء العالمین بھی آپ کے تعلیم و تربیت کے ذمہ دار تھے۔ حضرت فاطمہؑ کے دودھ میں قدرت نے وہ تاثیر مرحمت فرمائی تھی کہ پینے والے اسلام کو زندہ رکھیں۔

وقت ولادت

کشف الغمہ و تاریخ خمیس و بحر المصائب وغیرہ مستند کتب و روایات سے ثابت ہے کہ ماہ رمضان ۲ھ میں جناب معصومہ کونین کا نکاح حضرت علیؑ سے ہوا۔ اور ماہ ذالحجہ میں رخصتی ان سے پندرہ رمضان المبارک ۳ھ کو حضرت امام حسن علیہ السلام اور ۳ شعبان ۴ھ کو حضرت امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے۔ اور ۵ شعبان ۶ھ کو جناب زینب ام المصائب تولد ہوئیں۔ تو سرور کائنات کی خدمت میں ولادت کی اطلاع پہنچائی گئی۔ آپ حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا نومولود بچی کو لاؤ جناب زینبؑ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو آنحضرت نے بچی کو گود میں لے کر پیار اور سینہ سے لگایا۔ اور اپنا رخسار ام المصائب کے رخسار پر رکھ کر بلند آواز سے رونے لگے۔ اور آپ کے آنسو آپ کی داڑھی پر گرنے لگے۔ جناب سیدہ بابا کی حالت دیکھ کر بیقرار ہوگئیں۔ اور عرض کی بابا آخر اس رونے کی وجہ کیا ہے۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ اے بیٹی اے لخت جگر یہ لڑکی تمہارے اور میرے بعد بہت سی مصیبتوں میں مبتلا ہوگی اس پر گوناگوں مختلف قسم کے مصائب وارد ہوں گے۔ جو اس بچی کے مصائب پر روئے گا۔ یا رولائے گا

اس کو وہی ثواب ملے گا جو اس کے برادران حسن و حسین پر رونے رلانے والوں کو ملے گا اور آنحضرت نے اس بچی کا نام زینب رکھا۔ مولانا رازق الخیری کہتے ہیں بی بی زینب عالم صغیر سنی ہی میں باعتبار علم و فضل مدینہ کی تمام لڑکیوں میں قابل ترین سمجھی جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے گھر میں محلّے اور قبیلے کی لڑکیوں کا مجمع رہتا تھا۔ جو وقت گھر کے کاموں سے بچتا وہ تعلیم میں صرف کرتی تھیں۔ سیّد نورالدین بن آقا سیّد محمد جعفر صاحب خصائص زینبیہ میں فرماتے ہیں کہ آپ کا قد لمبا تھا اور چہرہ انور سے حیدرِ کرار کا رعب و جلال آشکار ہوتا تھا۔ اور اعضاء متناسبہ آپ کی بزرگی و جلالت قدر و وجاہت کی دلیل تھے۔ آپ فضائل صوری و معنوی کی مجموعہ تھیں۔ آپ کا چہرۂ مقدس نورانی تھا۔ اور وقار میں اپنی نانی خدیجۃ الکبریٰ کی مانند تھیں۔ اور عصمت و حیا میں مادرِ گرامی کی مثل اور فصاحت و بلاغت میں اپنے بابا علی کی مانند تھیں۔ آپ حلم و بردباری میں مثل حضرت مجتبیٰ اور شجاعت و اطمینان، قلب و صبر میں مثل سیّد الشہداء تھیں۔ اور مولوی سیّد محمد حسین جعفری ناظم تعلیمات سرکار عالی حیدرآباد دکن اپنی تصنیف سیرت جناب زینب میں فرماتے ہیں کہ جناب زینب کے ارشادات اور خطبات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مختلف علوم یعنی قرآن و تفسیر ادب و علم کلام و بیان پر پوری طرح حاوی تھیں۔ جو جناب امیرالمومنین کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ شریکۃ الحسین کی یہ مقدس نشان تھی۔ کہ کوفہ و عراق کی مستورات اور امیر زادیاں آپ کی زیارت کرنا فخر سمجھتی تھیں۔ معظمہ ہمیشہ مستورات کے سامنے قرآن مجید کی تفسیر و معانی فرماتی تھی۔ ایک دن کوفہ میں کھٰیٰعص کی تفسیر بیان فرما رہی تھیں۔ کہ امیرالمؤمنین تشریف فرما ہوئے اور بیٹی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے تمہارے بیان اور تفسیر کو سنا ہے۔ جان پدر اس کے متعلق اتنا اور بھی سن لو کہ ان الفاظ میں کنایہ کے طور پر تمہارے ان مصائب کی طرف اشارہ ہے جو تم پر کربلا میں وارد ہوں گے۔ آپ نے یہ سن کر رو دیا اور بابا سے عرض کی کہ ان مصائب کے متعلق تو امّی جان مجھے پہلے ہی اطلاع فرما چکی ہیں۔ آپ کی دعا کی تمنّا ہے کہ خدا تعالےٰ مجھے ان مصائب کے برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔ بہرحال جناب زینب کے فضائل شمائل اور درجات و مراتب کو کہاں تک کوئی تحریر میں لا سکتا ہے۔ آپ کی منزلت و مراتب و درجات ولایت و امامت بقول مولانا رازق الخیری پیغمبری کے برابر تھے مگر پیغمبر نہیں تھیں۔ شریک امامت ضرور تھیں۔ امیرالمومنین و ختمی مرتبت آپ کے مکارم اخلاق اور عظیم المرتبت ہونے کے لحاظ سے آپ کا خاص احترام فرماتے تھے۔ آپ کی عملی زندگی میں پاکبازی۔ عبادت، ریاضت۔ نماز اور روزہ، خدا پرستی۔ شریعت پر عمل خلق مروّت۔ مہمان نوازی، غریب پروری، جذبہ ایثار، سخاوت، رعب، جلال زہد و تقویٰ عصمت و عفّت، قناعت و امامت، شوہر پرستی۔ امانت۔ قوّت ضبطِ نفس، حیا، فصاحت و بلاغت کے مقامات جیسے بلند اور ارفع و اعلےٰ تھے، جب تک آپ باپ کے گھر رہیں، گھر کا انتظام آپ کے سپرد رہا خانہ داری کے مختلف شعبوں میں آپ کو مادر گرامی نے تربیّت دی۔ ان کے بعد آپ نے بھائی بہنوں کی دیکھ بھال اور گھر کا انتظام

مکمل طور پر سنبھال رکھا تھا۔ آپ کی خانہ داری کے متعلق مولانا راشد الخیری لکھتے ہیں جناب زینب کی سلیقہ شعاری میں یہ عادت بھی شامل تھی۔ وُہ فضول اور بیکار کوئی چیز گھر پر نہ رکھتی تھیں۔ کھانا ضرورت کے مطابق تیار کرتیں اور وقت پر تیار کرتیں جب تمام مرد اور بچے یا مہمان کھانے سے فارغ ہو جاتے تب کھاتیں اور جو بچ جاتا بھوکوں کو کھلاتیں۔ کفایت سادگی اور نظم ان کے تمام کاموں میں جلوہ گر ہوتا۔ ان کی خانہ داری میں غریبوں، مسکینوں یتیموں کی مدد شامل تھی۔ جن کی امداد میں ہمیشہ فراخ حوصلگی سے کام لیتیں۔ اپنی محترم ماں کی طرح انہیں بھی اچھے کھانوں کا شوق نہ تھا۔ جو کچھ میسر آتا۔ اُس پر صبر و شکر کرتیں

عقد اور اولاد مستند کتب و روایات جیسے سید محمد حسین جعفری تحریر فرماتے ہیں کہ جناب زینب کا عقد آپ کے چچا زاد بھائی جناب عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب سے ہوا۔ سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں یعنی جناب زینب بنت جناب فاطمۃ الزہرا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب سے ہوئی اور اُن کے بطن مبارک سے علی، جعفر، عون الاکبر و ام کلثوم پیدا ہوئیں اور آگے چل کر شہدائے کربلا کی فہرست میں محمدؐ و عون فرزندان جناب زینب کے نام لکھے ہیں ناسخ التواریخ میں بھی جناب زینب کے فرزندان عون و محمدؑ کا نام پایا جاتا ہے جو عاشورہ کے دن جناب زینب نے اپنے بھائی حسینؑ پر قربان فرمائے۔ صاحب تاریخ کامل جناب ابن اثیر و صاحب عمدۃ المطالب و صاحب اعلام الوریٰ نے بھی ان دونوں فرزندان عون و محمدؑ کا ذکر کیا۔ اس صورت میں حضرت زینب کے پانچ پسر و یک دختر ہوئی یعنی علی، جعفر و عون الاکبر و محمدؑ و عون اصغر و دختر ام کلثومؑ

مصائب کی ابتدا

آپ کا لقب ام المصائبؑ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۲۸ صفر ۱۱ھ میں تاجدار اسلام اپنے نانا کے غم میں آنسو بہائے جبکہ آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ اور آپ کا سرپرست نانا آپ سے جُدا ہوا۔ نانا کی وفات کے بعد چھ ماہ کے اندر ماں جُدا ہوئیں۔ ان چھ ماہ میں مظلومہ ماں اور باپ پر ظلم و ستم ہوتے دیکھے ماں باپ کے دروازہ پر آگ لگانے اور ماں کے شکم پر ضربیں پڑتی دیکھیں پھر آپ اپنے بھائی محسن کے سقط پر روئیں۔ ماں کی محرومِ الارثی پر گریہ کناں ہوئیں نانا کے خلافت سے اپنے بابا کی جبری محرومی پر اشکبار ہوئیں۔ اس کے بعد بھائی حسنؑ مجتبیٰ کی لاش مقدس پر تیر برستے دیکھے۔ پھر اپنے باپ کے جسدِ اطہر کو مسجد کوفہ میں تڑپتے دیکھا۔ اس لئے آپ میں مصائب برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہو گئی۔!۔

مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جناب زینب کو بچپن ہی سے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیحد محبت و انس تھا۔ یوں تو آپ کو دوسرے بھائیوں اور بہنوں سے محبت تھی۔ مگر سید الشہداء سے آپ کو سب سے زیادہ محبت و الفت تھی۔ اور اس محبت کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ نماز کا ارادہ فرماتیں تو پہلے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کا چہرۂ انور دیکھ لیا کرتیں۔ اور فرزندِ رسولؐ بھی آپ سے بہت محبت و عزت کرتے اور اکثر امور میں آپ سے مشورہ کرتے۔ مولانا راشد الخیری لکھتے ہیں کہ جناب زینب نے اپنے شوہر عبداللہ سے کربلا کے سفر کے لئے اجازت طلب کی تو

جناب عبداللہ نے منع کیا تو جناب زینب نے انہوں نے محض صعوبتِ سفر اور مصائب کے خیال سے فرمایا۔ کہ میرے بھائی کا دُنیا میں کوئی رفیق نہ رہا۔ پاؤں تلے کی چیونٹی بھی جان کی دشمن اور خون کی پیاسی ہے۔ اس حالت میں مَیں اپنے بھائی کو کیسے اکیلا چھوڑ دوں .... اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اماں مجھے اس دن کے لئے نہ چھوڑ گئیں تھیں کہ جب میرا ماں جایا، بے یار و مددگار دشمنوں کے نرغہ میں پھنس جائے۔ تو میں دُور بیٹھی دیکھا کروں عبداللہ تمہیں معلوم ہے کہ میرا اور بھائی حسینؑ کا بچپن کا ساتھ ہے۔ ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔ اگر اس وقت حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا تو میں اماں کو کیا مُنہ دکھاؤں گی، جنہوں نے دُنیا سے رخصت ہوتے وقت فرمایا تھا کہ زینب میرے بعد حسینؑ کی ماں بھی تو ہے اور بہن بھی۔ عبداللہ بیشک آپ کی اطاعت میرا فرض لیکن اگر مَیں بھائی کے ساتھ نہ گئی تو بھائی کی جدائی نہ سہہ سکوں گی۔ جناب عبدُاللہ بھی اشکبار ہوئے اور جناب زینب کو اجازت دے دی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ مدینہ سے روانگی کے وقت چالیسؓ محمل تھے۔ بحکم امام حسینؑ علیہ السّلام حضرت عباسؑ اور حضرت علی اکبرؑ نے پردہ کا اعلان کیا اور تمام اہلِ حرم محملوں میں سوار ہو گئے۔ جب آپ منزل تنعیم تشریف فرما ہوئے تو جناب عبداللہ اور دوسرے بنی ہاشم اس منزل پر آئے اور عرض کی کہ آپ مدینہ واپس چلیں۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام نے نہایت دلجمعی سے جواب دیا۔ اَے عبداللہ! جو کچھ مجھے نانا نے حکم دیا ہے مَیں نے اس حکم کی تعمیل میں یہ سفر ضرور کرنا ہے۔ جناب عبداللہ اس منزل پر اپنے دونوں بیٹوں عونؑ اور محمدؑ کو ہمراہ لے گئے تھے۔ جناب عبداللہ نے دونوں فرزندوں کو خدمتِ امام میں پیش کیا۔ اور بچوں کو ہدایت کی کہ تم اپنے ماموں سے کسی حالت میں بھی جُدا نہ ہونا۔ اگر ضرورت ہو تو اپنے آپ کو ماموں پر قربان ہو جانا اور پھر جناب زینب سے فرمایا۔ اگر قربانی دینے کا وقت آ جائے تو عونؑ کو اپنی طرف سے اور محمدؑ کو میری طرف سے قربان کر دینا۔

سیّد محمد حسین جعفری مُصنّف سیرت زینب بحوالہ عارف فقیہہ المحدث آقا رضا قزوینی حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام اور جناب زینب کی محبّت والفت کا حال رقم فرماتے ہیں کہ روزِ عاشورہ جب سید الشھداء زخموں کی کثرت سے گھوڑے کی سیٹ پر سنبھل نہ سکے تو زمین پر تشریف لائے اور جسم اقدس کے خون سے شرابور ہونے کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھ کر استغاثہ فرمایا تو جناب زینب آپ کی اس دردبھری آواز کو سُن کر بے اختیار برقعہ اوڑھ کر خیمہ سے باہر تشریف لائیں اور بھائی سے لپٹ گئیں اور رو رو کر کہا بھیّا حسینؑ ہو تم میرے ماں جائے بھائی ہو تم میری آنکھوں کا نور ہو۔ تم میرے لختِ جگر ہو تم ہمارے حمایت کرنے والے ہو تم ہماری امید ہو۔ تم محمّد مصطفٰے کے فرزند علی المرتضٰے کے بیٹے اور فاطمہ زہرا کے لختِ جگر ہو۔ جناب زینب کے دردبھرے اور شفقت آمیز اور محبّت سے لبریز تسلّی کے الفاظ کا سید الشھداء بوجہ شدّت غش وضعف ونقاہت جواب نہ دے سکے تو جناب زینب آہیں مار کر رونے لگے امام نے باوجود ضعف کے آنکھ کھولی اور بہن کو دیکھ کر بول نہ سکے۔ اور ہاتھوں سے واپس جانے کا اشارہ فرمایا۔ جناب زینب یہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں ہوش آنے پر بحکم امام واپس خیمہ میں تشریف لائیں

یہ حقیقت ہے کہ واقعۂ کربلا کے دو باب ہیں، ایک باب حسینیہ جس کے واقعات حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت

اشاعتِ دین

تک ختم ہو جاتے ہیں دوسرا باب زینبیہ جو بعد شہادت سید الشہداء شروع ہوتا ہے۔ آپ کے علم و فضل اور فصاحت و بلاغت اور کردار سے اس مبلغۂ اسلام جناب زینب سلام اللہ علیہا کی تبلیغی سرگرمیاں نشر و اشاعتِ دین کے آثار بین اظہر من الشمس ہیں۔ اس کا اتنا بیان کرنا اختصاراً کافی ہے کہ آپ کے سفر کربلا تا کوفہ و شام اور ابن زیاد اور یزید کے درباروں کے اندر اپنے خداداد علم و فضل کے ذریعہ حقائق و معارف سے لبریز خطبات بیان فرمائے۔ کہ جن کی نظیر ملنی ناممکن ہے۔ تاریخ کتب میں مسطور ہے کہ جب اہل حرم کا قافلہ شہر کوفہ میں داخل ہوا تو عوام کا مجمع کثیر تھا۔ اکثر اہل بیت کے بچوں کو روٹی و خرما بطورِ صدقہ دیتے تھے تو اس وقت حیدر کرار کی بیٹی نے جوشِ غیرت میں فرمایا[1] یہ صدقہ ہے جو ہم پر حرام ہے۔ بحکم جناب ثانیۃ الزہرا سب بچوں نے پھینک دیئے اس سے ان مخدرات عصمت کی جلالت قدر و غیرت اور عزت و عفت کا باوجود بھوک و پیاس و اسیری کے اندازہ ہوتا ہے جناب زینب کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا۔ کہ بھرے مجمع میں خواہ کوفہ ہو یا شام مخالف ترین دشمن بھی آپ کی تقریر کو سن کر متاثر و مرعوب ہو جاتا تھا چنانچہ مولانا رازق الخیری فرماتے ہیں کہ یزید ملعون کا دربار شامیوں سے بھرا ہوا تھا مگر آپ کا خطبہ سن کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب درباریوں کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ ہر شخص بے حس و حرکت اس طرح بیٹھا یا کھڑا تھا جس طرح پتھر کی مورتیں ہوتی ہیں۔ ان کی زبانیں اور ہونٹ چپکے ہوئے تھے۔ ان کے دل دریائے حیرت میں غوطے کھا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب حیدر کرار کی بیٹی ہزاروں کے مجمع میں شیر کی طرح گرج رہی تھی اور رعیت کے سامنے ان کے بادشاہ کو للکار رہی تھی۔ خود یزید پلید پیچ و تاب کھاتا دانت پیس پیس لیتا۔ ہونٹ چباتا تھا۔ مگر زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا معصومہ عالم کی بیٹی روانی کا چشمہ تھی کہ ابلا چلا جا رہا تھا۔ در فصاحت و بلاغت کا ایک دریا تھا جو بہے جا رہا تھا۔ غرضکہ شیر خدا کی بیٹی نے صداقت اور حق گوئی کا حق ادا کر کے اسلام کی بقا کے لئے ایک ناقابل فراموش خدمت انجام دی ہے۔ ان خطبات سے کوفیوں و شامیوں کو معلوم ہو گیا کہ خلافت الٰہیہ حکومت دنیوی میں تبدیل ہو کر اسلام کو کیا زبردست دھچکا لگا ہے۔

وفاتِ حسرت آیات

آپ کی وفات اور مقام دفن کے متعلق کتب اخبار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی آپ کی قبر مصر میں بتاتا ہے اور کوئی مدینہ میں۔ لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ عبدالملک کے حکم سے امام زین العابدین علیہ السلام دوبارہ قید ہو کر شام لائے گئے تو زینب اپنے بھتیجے کے ساتھ ہو گئیں۔ دمشق کے قریب پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں مقیم ہوگئے اسی میں سر سید الشہداء ایک درخت میں آویزاں کیا گیا تھا۔ اس درخت کے نیچے بیٹھ کر اور بھائی کا نام لے کر گریہ و زاری کر رہی تھیں کہ اس باغ کے خارجی ناصبی باغبان نے آپ کی آواز سن کر آپ کے سر اقدس پر بیلچہ مار کر شہید کیا۔ اور امام چہارم نے اسی باغ میں دفن کیا۔ اس باغ میں آپ کا مزار اقدس ہے اور یہاں کی آبادی قریہ زینبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ عقیدت مندوں کا مزار پر ہجوم رہتا ہے۔

---

[1] اہل کوفہ اپنی آنکھیں بند کرو ہم اہلبیت رسول ہیں ہم پر صدقہ حرام ہے اور صدقات بچوں کے ہاتھوں سے چھین کر پھینک دیتی تھیں اور بچوں سے فرمایا کہ بچو!

عقدِ امِّ کلثوم

آپ کی ولادت ۴ شعبان ۶ھ میں ہوئی۔ آپ سیدہ طاہرہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اپنی والدہ کی مجسم علم و عمل، حلم و سخاوت، ریاضت اور فقہی امور میں تصویر تھیں۔ آپ بڑی بہن جناب زینب کی موجودگی کی وجہ سے بوجہ آداب قائمقام مادری خاموش رہتی تھیں حضرت علی المرتضیٰ نے اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی اپنے بھائی جناب جعفر طیار کے بیٹوں سے کی۔ بڑے لڑکے جناب عبداللہ سے جناب زینب کی اور چھوٹے لڑکے جناب محمدؐ سے جناب امِ کلثوم کا عقد فرمایا جناب امِ کلثوم کے بطن سے تین اولادیں ہوئیں دو فرزند و یک دختر بہ صغیر سنی میں وفات پاگئے جناب محمدؐ کی وفات حضرت علی کے زمانہ میں ہوئی۔ بعد وفات جناب محمدؐ حضرت علی نے جناب امِ کلثوم کو اپنے پاس رکھا و ظاہری خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں امیر المومنین کے کھانے کا بھی انتظام فرماتی تھیں۔ کوفہ میں جناب زینب نے مستورات کا ایک مدرسہ بنایا تھا جس میں ثانیِ الزہرا مستوراتِ کوفہ کو احادیث اور تفسیر قرآن اور فقہ کا درس دیا کرتی تھیں جناب امِ کلثوم بھی فقہ اور تفسیر کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو وقتِ شہادت حضرت علی اس بیوہ بیٹی کو جناب امام حسین کے سپرد فرما گئے تھے۔ بقایا زندگی انہوں نے اپنے بھائی کے ساتھ بسر کی۔ واقعہ کربلا میں امام حسین کے ساتھ موجود تھیں۔ قید ہوئیں کوفہ و شام گئیں اور رہا ہو کر مدینہ تشریف لائیں۔

قضیہ عقد امِّ کلثوم: بعض دشمنانِ آلِ رسولؐ ہمیشہ اہلبیت رسول کے فضائل گھٹانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ (معاذ اللہ) آپ کا عقد عمر ابن خطاب سے ہوا۔ کس قدر کذب اور اتہام ہے۔ عقد کے لئے کفو ایسی پابندی ہے کہ جناب عمر نے بھی فرمادیا کہ مہاجر سے انصار شرف میں کم ہے اس لئے عقد نہ کرے (ازالۃ الخلفاء ص۱۱۱) اس لئے بنی ہاشم بلکہ بنی عبدالمطلبی کی لڑکیوں کا عقد بھی غیر بنی ہاشم میں نہیں ہو سکتا۔ یہ امر متفقہ فریقین ہے کہ رسولِ خدا کا ہر قول و فعل مطابق وحیِ خدا ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔ انّ بنی عبدالمطلب بعضہم اکفا بعض۔ یعنی بیشک بنی عبدالمطلب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں (کتاب الشہاب و جوامع الکلم) پھر فرمایا:۔ فانّ علیاً و جعفر فجعلنا خیرہم۔ پس خدا نے مجھے اور علی و جعفر کو تمام بنی عبدالمطلب میں پیارا فرمایا ان سب سے خیر یعنی بہتر و افضل بنایا (کتاب بحار الانوار) باب شوریٰ ص۲۴۵) پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ، علی اور جعفر ہم کفو ہیں لہذا ان کی لڑکیاں سوائے اپنی کفو کے دوسرے کفو میں عقد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے جناب امِّ کلثوم کا عقد جناب جعفر طیار کے صاحبزادے جناب محمدؐ سے ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کیچڑ کس نے اچھالا ہے اس کی وضاحت ہم سے سنیئے۔ جن لوگوں نے امِّ کلثوم کے نکاح کا افسانہ گھڑا ہے وہ ابو صالح[۱]، زید بن سلمہ[۲]۔ لیث بن سعد[۳]۔ سفیان ثوری[۴]۔ امام زہری[۵]۔ زبیر بن بکار وغیرہ ہیں کتب رجال اہلسنت میں آلِ رسولؐ کے متعلق ان لوگوں کی پوزیشن یہ ہے (۱) ابو صالح کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۱ ص۲۲۱ پر کاذب فی الحدیث لکھا ہے امام نسائی ان کو برا جانتے تھے۔ (۲) زید بن سلمہ۔ یہ عمر بن خطاب کے غلام تھے۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص۱۵۲ پر عبداللہ بن عمر زید بن سلمہ کو کہا کرتے تھے یہ دروغگو ہے۔ اس کی تفسیر قرآن بیاعتبار نہ کرو کیونکہ یہ تفسیر قرآن اپنی رائے سے کرتا ہے اور اہل مدینہ اس کو جھوٹا کہا کرتے تھے (۳) لیث بن سعد کو امام نووی نے شرح مسلم میں مجہول لکھا ہے۔ عاصم بن عمر ابن معین نے لکھا ہے یہ شخص کا بیٹا ہے جو معرکہ کربلا میں فوجِ یزید میں تھا اور قاتلِ جناب امام حسین علیہ السلام تھا۔ (۴) سفیان ثوری۔ ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ سفیان

ثوری تدلیس کیا کرتا تھا یعنی کہیں کا مضمون کہیں ملا دیا کرتا تھا۔ نیز تذکرہ خواص الآئمہ ابن جوزی ص ۲۴۵ میں ہے کہ سفیان ثوری کو امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنی مجلس سے نکلوا دیا تھا۔ کیونکہ آپ سے مدام برسر پرخاش مخالف رہتا تھا (۵) امام زہری علامہ ابن ابی الحدید لکھتا ہے۔ شرح نہج البلاغہ میں زہری حضرت علی سے برگشتہ تھا اور آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اسماء الرّجال شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ص ۶۳ پر لکھتے ہیں۔ زہری خلفائے بنی امیّہ کی صحبت میں رہتا تھا اور وہ کام کیا کرتا تھا جس کے وہ خواہاں ہوتے۔ (۶) زبیری ابن بکار کے متعلق علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۴۱ پر لکھتے ہیں کہ زبیر بن بکار جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور منسوب رسول کیا کرتے تھے۔ یہ ہے راویان حدیث عقد ام کلثوم کا کردار جب یہ تمام راوی اس قماش کے تھے تو محدثین و مورخین نے ان کی جھوٹی بات کو کیوں مان لیا؟ شیخ مفید علیہ الرحمہ جو کہ قریب العہد ائمہ معصومین ہوئے ہیں کتاب ارشاد میں ارقام فرماتے ہیں کہ جو روایت عقد ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب وارد ہوئی وہ زبیر بن بکار وغیرہ نے گھڑی ہے جو کہ غیر معتمد اور دشمن خاندان رسالت تھا۔ حامیان جناب عمر ابن خطاب ہمیشہ سے اس بات کے خواہاں رہے کہ آل رسول ؐ اور عمر ابن خطاب کی ناچاقی پر پردہ پڑ جائے۔ اور یہ من گھڑت عقد ثبوت فریقین کے اتحاد میں کافی دلیل سمجھی جائے لیکن ایسے لوگوں کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ حق و باطل کبھی بھی یکجا نہیں ہو سکتے۔ معمولی سمجھ کا انسان بھی جانتا ہے کہ جس بیٹی کی ماں نے جنازہ پر نہ آنے دیا ہو اور خاص طور پر وصیّت کی ہو کہ یہ لوگ میرے جنازہ پر نہ آنے پائیں تو اس صورت میں اس کی بیٹی کے عقد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مذکورہ دلائل و براہین سے ثابت ہو گیا کہ جناب ام کلثوم بنت حضرت علی کا عقد جناب عمر سے نہیں ہوا۔ دراصل وہ کمسن لڑکی امّ کلثوم جناب ابوبکر کی تھی جس کی والدہ اسماء نے حضرت علی المرتضٰی سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ امّ کلثوم بعد وفات جناب ابوبکر پیدا ہوئی اور جناب عائشہ نے اسماء سے لے کر جناب عمر ابن خطاب کے حوالہ کر دی۔ کتاب اصحابہ ص ۲۴۳ پر ہے کہ بوقت وفات ابوبکر امّ کلثوم شکم مادر میں تھی۔ بقول مصنّف کتاب اسماء الرّجال ص ۲۸ جناب ابوبکر کی وفات ۱۳ھ میں ہوئی تو ۲۰ھ میں امّ کلثوم کی عمر زیادہ سے زیادہ چھ سات سال کے درمیان بنتی ہے۔ جناب عمر ابن خطاب اکسٹھ سال کے تھے جب اس بچّی سے عقد ہوا تقریباً تین سال اس عقد سے زندہ رہ کر ۲۳ھ میں وفات پائی۔ کتاب ازالۃ الخفا کے ص ۹۲ پر ہے امّ کلثوم دختر جناب ابوبکر رقیہ عمر ابن خطاب کے بطن سے زید و رقیہ پیدا ہوئے اور ماں بیٹے نے ایک دن وفات پائی۔ اس کے برخلاف ملک العلماء دولت آبادی السعدا کتاب مواہب السعدا کے ص ۲۵۹ پر لکھتے ہیں، امّ کلثوم دختر جناب ابوبکر جناب عمر ابن خطاب کے گھر بچپن میں فوت ہو گئی۔ اور اس کے شکم سے کوئی اولاد نہ تھی۔ جناب عمر ابن خطاب کے تین ازواج نام امّ کلثوم کی تھیں اور چوتھی یہ امّ کلثوم (۱) امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی محیط تفسیر کبیر جلد ششم ص ۷۶ (۲) امّ کلثوم بنت جرول خزاعیہ ان کے بطن سے عبداللہ و زید پیدا ہوئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۲ و کتاب اصابہ ص ۲۴۲ (۳) امّ کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۰۱۔ ان تین ازواج امّ کلثوم کے علاوہ (۴) امّ کلثوم بنت جناب ابوبکر تھی جو صغیر سنی میں فوت ہو گئی۔ کتاب مواہب السعدا مذکورہ ص ۲۵۹

حضرت ابوالفضل العبّاس قمر بنی ہاشم بن امیر المومنین حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام ولادت باسعادت: ۵۔ شعبان المعظّم ۲۲ھ کو آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی مادر گرامی فاطمہ کنیت امّ البنین بنت حزام کلابیہ بن خالد بن ربیعہ بن عامر۔ امّ البنین کا وہ خاندان ہے جو دنیائے عرب میں اپنی پوری بہادری اور شہسواری کی مثال نہیں رکھتا۔ چنانچہ عروق الرجال بن عقبہ اسی خاندان کی ممتاز شخصیت تھیں جنہیں

شاہانِ عالم کی مجالس میں ایک خاص وجاہت حاصل تھی۔ عامر بن طفیل جو عرب کے ممتاز سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ قیصر و کسریٰ کے پاس اگر کوئی شخص جاتا تو وہ اس سے پوچھا کرتے تھے کہ تم عامر بن طفیل کے کیا لگتے ہو (وسط علائی شرح صـ۹۱)

غرض کہ ماں کی طرف سے یہ عرب کا جلیل القدر خاندان تھا۔ باپ حضرت علی ابن ابیطالب جن کا دنیائے عالم میں بعد خدا و رسولؐ کوئی نظیر نہیں جو قرآن ناطق حلال مشکلات باب مدینۃ العلم اور مدرسہ الہٰی کے پڑھے ہوئے باپ کا بیٹا تھا۔ پیدائشی توحید و رسالت کے معارف سے آگاہ تھا۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ ابھی تین سال کے تھے۔ امیر المومنین نے گود میں لیا ہوا تھا۔ تمام اہلِ خانہ تشریف فرما تھے۔ شیر خدا نے فرمایا بیٹا عباسؑ کہو ایک آپ نے جواباً عرض کیا ایک پھر فرمایا کہو دو، عباسؑ خاموش، حیدر کرار نے کہا بولو نہ بیٹا۔ عرض کی بابا! عباس جس منہ سے ایک کہے اس سے دو بھی کہے گا۔ سب حیران ہو گئے۔ فرمایا بیٹا یہ کیا۔ عرض کی بابا جس زبان سے وحدہٗ اللہ کا اقرار کیا اس سے دو کیوں کہوں۔ مولا بہت خوش ہوئے۔ ظاہر ہے تربیت میں ماں اور باپ دونوں کے ماحول کا بچہ پر اثر ہوتا ہے۔ جب جناب فاطمہ معروف ام البنینؑ حضرت علی کی زوجیت میں آئیں اور داخلِ خانہ شیرِ خدا ہوئیں۔ تو جناب زینب و ام کلثوم دونوں بہنیں تعظیماً کھڑی ہو گئیں جناب فاطمہ بنت حزام کلابیہ بیٹھ گئیں اور روتے ہوئے فرمایا: دختران فاطمہ میں اس گھر میں تمہاری ماں بن کر نہیں آئی۔

بلکہ کنیز ہو کر آئی ہوں۔ میری تعظیم نہ کرو بلکہ میں تمہاری تعظیم کروں گی مجھے کبھی ماں نہ کہنا۔ بلکہ خادمہ کہنا۔ آپ کے بطن مبارک سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ عباسؑ، عبداللہ و جعفر و عثمان جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ام البنینؑ ہوئی۔ آپ نے اپنے بیٹوں کو بھی یہی درس دیا۔ اور اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عباسؑ نے کبھی کسی کو یہ نہیں فرمایا کہ میں حسنؑ حسینؑ کا بھائی ہوں۔ بلکہ جب کسی نے پوچھا تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حسینؑ کا غلام ہوں۔ بچپن ہی سے آپ امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رہتے تھے جب کسی جگہ فرزندِ رسولؐ تشریف فرما ہوتے تو جناب عباسؑ جناب امام حسین علیہ السلام کی نعلین اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا کرتے تھے محبت معصومین نے وہ اثر کیا اگر خدا و رسول نے چودہ ۱۴ معصومین کی شرط نہ لگائی ہوتی تو آپ بھی معصومین شمار ہوتے۔ کسی مخالف مورخ نے بھی یہ ثابت نہیں کیا کہ آپ سے کوئی گناہ کبیرہ یا صغیرہ سرزد ہوا ہو۔ آپ کی شجاعت اور بہادری کے علاوہ علمی خدمات فقہ، حدیث اور تفسیر اس لئے منظر عام پر نہ آسکیں کہ آپ کی زندگی کے ہر دور میں امام کا وجود رہا۔ بلکہ اسی طرح دہن مبارک پر مہر سکوت رہی جس طرح زمانہ رسالت میں حضرت علی رہے۔ اور زمانہ حضرت علی میں امام حسن رہے۔ زمانہ امام حسن میں امام حسین رہے۔ اگر آپ کو ایسا زمانہ ملتا جس میں وجود امام نہ ہوتا تو آپ فرد اہلبیت ہونے کے اعتبار سے علوم قرآنیہ اور فقہ و تفسیر کے عالمین میں واحد مبلغ دین ہوتے۔ آپ کا نام عباسؑ کنیت ابو الفضل۔ آپ نے کربلا میں سید الشہداءؑ کے بچوں کو پانی بہم پہنچانے کی جدوجہد فرمائی اس کے پیش نظر آپ کو سقائے اہلبیت بھی کہتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے آپ کی کنیت ابو قربہ (چھوٹے مشکیزہ کا باپ) بھی ہے۔ آپ کو مظلوم کربلا کے بچوں خاص کر سکینہ کے مشکیزہ سے اس قدر محبت تھی جس قدر باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ چونکہ امام حسین کا علم لشکر انہی کے پاس تھا اس لئے آپ کا لقب علمدار بھی ہے۔ عساکر حسینیہ کے سپہ سالار بھی حضرت عباس نے چودہ ۱۴ سال تک اپنے پدر بزرگوار حضرت علی المرتضیٰ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ جن کی شجاعت کا کائنات نے لا فتیٰ اِلّا علی کے الفاظ میں کلمہ پڑھا جنہوں نے لا سیف الّا ذو الفقار

سے اسلام کی حفاظت کی۔ جن کے علم و عمل کی وجہ سے رسالتمآب نے انہیں کُل ایمان کے خطاب سے سرفراز فرمایا جو اسلام کے ہر کڑے وقت میں کام آئے۔ جن کی سرتوڑ کوششوں سے اسلام کو اسلام بنایا سنہ ۴۰ھ میں حیدرِ کرارؑ کی شہادت ہوئی۔ دس برس اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے زیرِ تربیت رہے سنہ ۵۰ھ میں حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے۔ اُس وقت حضرت عباس کی عُمر چوبیس سال تھی۔ دس برس حضرت امام حسین علیہ السلام سے استفادہ فرمایا۔ ابوالعباس حسن و جمال میں اپنے زمانہ میں اس قدر ممتاز تھے کہ اس وقت دنیائے عرب میں قمرِ بنی ہاشم یعنی (ہاشمی گھرانے کا چاند) کے نام سے مشہور تھے۔ عرب میں بنی ہاشم کا قبیلہ حسن و جمال میں امتیاز رکھتا تھا۔ اس قبیلہ میں قمرِ بنی ہاشم مشہور ہونا خود بتلا رہا ہے کہ آپ حسن و جمال میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بلند و بالا سرو قد تھے۔ اس قدر قد آور تھے کہ جب وہ رکاب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو پائے مُبارک زمین کو چھوتے تھے شبِ عاشورہ میں جب قمرِ بنی ہاشم بڑے جاہ و جلال کے ساتھ ایک قدآور گھوڑے پر سوار، ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے خیام حسینی کے گرد پھر رہے تھے۔ اور جناب زہیر بن قین نے جناب عباس عَلمدار کو اس شان سے دیکھا تو انہیں حضرت علی کی یہ تمنا یاد آ گئی۔ اور جناب عباس کو روک کر یہی واقعہ بیان کیا حضرت عباس علمدار نے جب یہ واقعہ سُنا تو ایک مرتبہ یوں انگڑائی لی کہ رکابیں ٹوٹ گئیں۔ اور فرمایا اے زہیر کیا آپ مجھے شجاعت کا احساس دلاتے ہیں۔ بخدا کل وُہ جہاد کروں گا کہ لوگوں کو علی کی شجاعت یاد آ جائے!

روزِ عاشورہ۔ جناب ام البنینؑ کا بھتیجہ عبداللہ بن ابی المحل بن حزام کوفہ شہر میں ممتاز سرداروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ یہ اس وقت جب شمر لعین ابن زیاد کا خط لے کر کربلا کی جانب روانہ ہو رہا تھا دربارِ ابن زیاد میں موجود تھا۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد سے کہا کہ ہمارے خاندان کی ایک لڑکی امّ البنینؑ کے بیٹے فرزندِ رسول کے ساتھ ہیں کم از کم ان کے لئے ہی امان نامہ لکھ دیجئے۔ اس نے امان نامہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اس تحریر کو روانہ کیا۔ یہ غُلام بہمراہی شمر لعین کربلا پہنچا۔ شمر لعین معہ غلام کرمان کے ساتھ امام عالیمقام کے خیموں کے قریب آ کر مشفقانہ انداز میں حضرت عباسؑ اور ان کے بھائیوں کو بھانجے بنا کر پکارنا شروع کر دیا۔ مگر آغوشِ امامت میں پرورش پانے والے قمرِ بنی ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شمر ملعون کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ اس کا جواب دینا گوارا کرتے مگر سیّد الشہداءؑ نے ارشاد فرمایا، بھائی عباس جاؤ اور سنو کہ یہ کیا کہتا ہے: بات سُننے میں کیا حرج ہے تعمیل ارشاد میں حضرت عباسؑ اپنے تینوں بھائیوں کو ہمراہ لے کر سامنے آئے اور فرمایا کیا کہتا ہے: شمر لعین نے غلام کرمان سے امان نامہ لے کر پیش کیا اور کہا چاروں بھائیوں کو امان ہے۔ چاروں بھائیوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ خدا لعنت کرے تجھ پر تیرے امان پر ہم کو تو امان ہے اور فرزندِ رسول سردارِ جنت ہادیٔ دین کو امان نہیں۔ اے دشمن خدا اور رسول تو چاہتا ہے کہ ہم اپنے بھائی سردار اور فرزند رسول کو چھوڑ کر فاسق و فاجر ولد الحرام کی بیعت کر لیں (تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۳۶ و ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۳۷ و ص ۲۴۱)

اس واقعہ سے ان دلیروں کے عزم و استقلال اور وفاداری کا حقیقی اندازہ ہوتا ہے۔ زندگی کی راہ صاف ہو جانے کے باوجود موت کو اختیار کرنا کسی معمولی دل کا کام نہیں۔ بہرحال کربلا کے واقعہ میں مصائب و آلام کے حُدود آخری منزل تک پہنچ چکے تھے۔ تین دن کی بھوک پیاس دُشمنوں کی کثرت تیروں کی بوچھاڑ۔ تلواروں کی چمک، نیزوں کی چبھن ایک طرف دوسری طرف بہتر بھوکے پیاسے۔ جب عاشورہ کی رات کو اہل حرم میں ہر بی بی نے یہ طے کیا کہ وُہ فرزندِ رسول پر اپنے بیٹوں کو نثار کر دے گی تو جناب امّ کلثوم خاموش ہو گئیں۔ حضرت عباسؑ اپنی بہن کی خاموشی کا مقصد سمجھ گئے۔ پوچھا بہن آپ خاموش کیوں ہیں جناب امّ کلثوم نے فرمایا جناب زینب اپنے دونوں بیٹیوں عون و محمدؑ کو تصدق کریں گی۔ امّ فروہ عبداللہ

قاسم کو، یہاں تک ام لیلیٰ اپنے کڑیل جوان علی اکبر کو اور جناب رباب چھ ماہ کے بچے علی اصغر کی قربانی بارگاہ امامت میں پیش کریں گی۔ اگر میرے کوئی اولاد ہوتی تو میں بھی اپنے بھائی پر قربان کرتی۔ حضرت عباس نے نہایت محبت بھرے انداز میں کہا کہ آپ مجھ کو اپنی جانب سے امام کا فدیہ قرار دیجیے آخر چھوٹا بھائی بھی تو بجائے اولاد کے ہوتا ہے۔ جناب ام کلثوم نے یہ سن کر بھائی کو گلے سے لگا لیا۔ روز عاشورہ دم واپسیں آقا کو پکارا۔ سید الشہداء پہنچے۔ زخمی جسم کو گود میں لے کر کہا۔ بھیا! کوئی وصیت کرو۔ عرض کیا آقا میری نعش کو خیمہ میں نہ لے جایئے گا۔ بچے خیال کر رہے ہیں کہ چچا پانی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ پانی لائیں گے۔ میری نعش کو دیکھ کر بچوں کی امیدوں پہ پانی پھر جائے گا اور ان کی دل شکنی ہو گی۔ اللہ اللہ شان وفا اپنے بعد بھی بچوں کی دل شکستگی کا احساس ہے

حضرت امام حسن علیہ السلام فرزند رسول کے اجمالی سوانح حیات

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت ۱۵ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ شیخ مفید اور شیخ طوسی اور اکابر اعاظم علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت نیمہ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ کتب فریقین سے یہ ثابت ہے کہ آپ کے نام کا واضع خود خداوند عالم تھا۔ اور اسی امر سے رسول اللہ نے بڑے شاہزادہ کا نام حسن اور چھوٹے کا نام حسین قرار دیا۔ چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتاب بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو جبرائیل امین نے رسول اللہ کی خدمت میں پارچہ جنت سے بنا ہوا ایک سفید رومال پیش کیا۔ جس پر حسن لکھا ہوا تھا۔ اور اسی لئے آپ نے حسین کو مشتق کیا۔ چنانچہ جب حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا امام حسن کو لے کر رسالتمآب کی خدمت میں آئیں تو آپ نے ان کا نام حسن رکھا۔ ابوہریرہ ور معتبر راوی رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت خداوند عالم نے حضرت آدم کو خلق فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہوں نے عرش کی داہنی طرف نگاہ کی تو ان کو پانچ اشباح دکھائی دیئے۔ حضرت آدم نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے معبود کیا مجھ سے پیشتر بھی تو نے کسی بشر کو پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا نہیں۔ حضرت آدم نے عرض کی پھر یہ کون ہستیاں ہیں؟ جن کے اشباح مجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ ارشاد احدیت ہوا۔ یہ پانچ مقدس ذاتیں تمہاری ہی ذریت میں سے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ جنت و نار کو، نہ عرش و کرسی کو نہ آسمان و زمین کو، نہ فرشتوں کو، نہ جنات کو اور نہ انسانوں کو۔ یہ وہ پانچ ہستیاں ہیں کہ جن کے نام میں نے اپنے ناموں سے نکالے ہیں۔ میں محمود ہوں، یہ محمد ہیں۔ میں اعلیٰ ہوں یہ علی ہیں۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہیں۔ میں صاحب احسان ہوں اور یہ حسن ہیں۔ میں محسن ہوں اور یہ حسین ہیں اور میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ روز قیامت جو بھی میرے پاس آئے گا اور اس کے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ان سے عداوت ہو گی۔ تو اسے داخل جہنم کر دوں گا۔ اے آدم یہی ہیں میری پوری کائنات کا خلاصہ جس کو میں نجات دوں گا تو انہی کے طفیل میں۔ اور اگر ہلاک کروں گا تو انہی کی وجہ سے (بحار الانوار) کتاب علل الشرائع

اور اماں شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو جناب سیدۃ النساء العالمین نے حضرت علی ابن ابیطالب سے کہا کہ آپ اس بچہ کا نام رکھیں۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں نام رکھنے میں رسول اللہ پر سبقت نہیں کر سکتا۔ اس عرصہ میں رسالت مآب تشریف لائے۔ اور حضرت علی سے پوچھا تم نے بچہ کا کیا نام رکھا ہے۔ مولا نے فرمایا۔ میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا۔ پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! علی کو آپ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ لہذا اس مولود کا نام فرزند ہارون کے نام پر شبر رکھئے۔ سرور کائنات نے فرمایا میری مادری زبان عربی ہے۔ جبرائیل نے کہا پھر اس بچہ کا نام حسن رکھئے جو شبر کا ہم معنی ہے۔ اعیون اخبار رضا میں ہے کہ امام حسن کا نام ولادت سے سات روز بعد رکھا گیا۔ معانی الاخبار اور علل الشرائع میں جناب جابر سے مروی ہے کہ بعد ولادت جب حضرت امام حسن علیہ السلام رسول اللہ کی خدمت میں لائے۔ تو آنحضرت نے مسکرا کر گود میں لے لیا۔ اور اپنی زبان مبارک مولود کے دہن میں دیدی۔ بچہ اس کو بڑی رغبت سے چوسنے لگا۔ جب ساتواں دن ہوا تو رسالتمآب نے حضرت امام حسن کا عقیقہ کیا۔ اور سر پر خوشبو ملی جو زعفران اور خوشبودار چیزوں سے بنائی جاتی ہے۔ بحارالانوار میں ہے کہ بعد ولادت جب سفید کپڑے میں لپیٹ کر ختمی مرتبت کے سامنے لائے تو آنحضرت نے داہنے کان میں آذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور القاب بہت ہیں۔ مجتبیٰ، صفوۃ اللہ، سید، تقی و زکی و طیب و ولی و سبط، وغیرہ ہیں۔ اور سب سے عظیم المرتبت لقب آپ کا وہ ہے جو رسول اللہ نے آپ اور آپ کے برادر عالی مرتبت حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ کہہ کر دیا "سید الشباب اہل الجنۃ"

تربیت و پرورش

آپ کی ولادت باسعادت اور غزوۂ احد کا وقت نزدیک تھا۔ سات برس کی عمر تک نانا کی توجہات اور شفقتوں کا مرکز رہے اور اتنی ہی عمر میں ان خطابات سے ملقب ہو گئے جو ختمی مرتبت نے اپنے نواسوں کو مرحمت فرمائے تھے۔ اس کم سنی میں آپ کے احساسات یہ تھے کہ جب رسالتمآب پر وحی نازل ہوتی تھی آپ سن لیا کرتے تھے اور مادر گرامی سے بیان کر دیتے تھے۔ اور خاتون جنت امیرالمومنین سے بیان فرماتیں۔ حضرت علی فرماتے کہ آپ نے کس سے سنا تو وہ فرماتیں کہ تیرا شاہزادہ حسن بیان کر گیا ہے۔ باپ کو شوق پیدا ہوا کہ آج فرزند کی زبان سے خود وحی کا پیغام سنوں۔ وحی آنے کے بعد ابھی امام حسن اٹھنے نہیں پائے تھے کہ حضرت علی ان سے پہلے گھر پہنچ کر حجرہ میں داخل ہو گئے۔ جب شاہزادہ آیا تو سیدہ نے حسب عادت پوچھا کہ بیٹا آج کیا وحی نازل ہوئی ہے تو شاہزادہ نے سنانا چاہی تو زبان رکی۔ دل بولا اور بے ساختہ دہن مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔ اُمّاہ قد تلجلج لسانی وکل بیانی لعل سیدًا یرانی۔ اے مادر گرامی زبان لڑکھڑا رہی ہے۔ بیان مجروح ہو رہا ہے۔ شاید میرا سردار مجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت علی المرتضیٰ نے دوڑ کر شاہزادہ کو گود میں اٹھا لیا۔ اور خوب پیار کیا۔ غزوہ احزاب کے وقت آپ بہت ہی کم سن تھے۔ فتح خیبر اور فتح مکہ کے وقت چار، پانچ برس کی عمر تھی۔ بالاتفاق محدثین و مؤرخین و مفسرین آیۂ تطہیر میں شامل ہیں۔ جب ختمی مرتبت نے یمنی چادر اوڑھ کر قدم

دکھا تو یہی شاہزادہ سب سے پہلے اذنِ دخول طلب کر کے نانا کے پہلو میں لیٹ گئے۔ اور آیۂ مباہلہ نے مہر لگا دی کہ اہلِ بیت رسول وہی ہو سکتے ہیں جو ابنائنا میں داخل ہوں یا نسائنا اور انفسنا میں۔ جن لوگوں کو کھلے ہوئے میدان میں ان درجوں میں داخل ہونے کا حق نہیں، انہیں ردائے تطہیر میں داخل ہونے کا کیا حق ہے یعنی رسولِ خدا میدانِ مباہلہ میں اعلان فرما رہے تھے کہ یہی ہستیاں ہیں جو کہ میرے ساتھ آیۂ تطہیر میں داخل ہیں اور خدا نے آیۂ تطہیر میں انہی کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان فرمایا ہے۔ تمام محققین، مورخین، محدثین اور مفسرین اسی پر متفق ہیں کہ میدانِ مباہلہ میں روانگی کے وقت چھوٹا شہزادہ رسول اللہ کی گود میں اور بڑا شاہزادہ حسن انگلی پکڑے ہوئے تھا اور فاطمہ زہرا اُن کے پیچھے پیچھے پر دہ میں اور علی المرتضیٰ ان کے پسِ پشت۔ اس واقعہ مباہلہ سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ جب کہ رسولِ خدا نے نصاریٰ نجران سے مباہلہ کرنا چاہا۔ اور خدا نے حکم دیا تو رسولِ خدا ان ہستیوں کو اپنے ہمراہ لے جا کر مباہلہ کے لئے توحید و نبوت کی گواہی کے لئے میدانِ مباہلہ میں پہنچ کر یہ فرمایا کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آیۂ مباہلہ میں فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنی تاکہ ہم جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں۔ اس آیۃ میں جمع کا صیغہ شاہد ہے کہ لعنت کرنے والے رسول کے ساتھ یہ سب برگزیدہ تھے۔ پس انتخاب رسالت و توحید میں یہ شاہزادہ حسن اس قابل سمجھا گیا۔ کہ کاذبین پر اس طرح لعنت بھیجے، جیسے رسول بھیج رہے ہیں تاکہ قیامت تک دنیا والوں کو یاد رہے کہ جس طرح رسول سچے اور ان کا مقابل کاذب ہے۔ جس طرح علی المرتضیٰ سچے اور ان کا مقابل کاذب ہے۔ جس طرح حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سچی ہیں، ان کا مقابل کاذب ہے۔ اسی طرح امام حسن سچے اور ان کا ہر مقابل کاذب ہے۔ اور اسی طرح امام حسین علیہ السلام سچے اور ان کا ہر مقابل و مخالف کاذب ہے۔ ایک طرف آیۃ تطہیر کی تفسیر یہی اہلِ بیت رسول وہی ہیں جو ہر وقت اور ہر حالت میں سچے ہیں۔ اور ان کا مخالف کاذب ہے۔ دوسری طرف قرآن مجید نے آیۂ مباہلہ میں اعلان کیا۔ کہ حسن و حسین رسول اللہ کے بیٹے ہیں اور سرورِ کائنات نے میدانِ مباہلہ میں اس کی تفسیر فرمادی غرض اس حقیقت پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ رسالتمآب کو ان دونوں شہزادوں امام حسن و حسین علیہما السلام سے ایسی محبت تھی۔ جس کی مثال دنیائے عالم میں مشکل سے ملے گی۔ یہی وجہ تھی کہ کبھی شاہزادوں کو گود میں لئے ہوئے منہ چوم رہے ہیں۔ کبھی دہنِ اقدس اور سر و سینہ کے بوسے لے رہے ہیں۔ کبھی اپنی زبان اُن کے منہ میں دے کر چوسا رہے ہیں۔ کبھی کاندھوں پر چڑھائے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جسے مجھ سے محبت ہے چاہیئے کہ ان سے محبت رکھے۔ جو لوگ سُن رہے ہیں۔ وہ یہ پیغام ان کو سنا دیں جو موجود نہیں۔ آپ کو تقریباً آٹھ سال اپنے نانا کے زیرِ سایہ رہنے کا موقعہ ملا۔ سیدالانبیاء نے اکثر احادیث محبت و فضیلت کی دونوں شہزادوں امام حسن و حسین علیہما السلام میں مشترک فرمائی ہیں۔ مثلاً حسنؑ، حسینؑ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ دونوں گوشوارۂ عرش ہیں۔ دونوں میرے گلدستے ہیں۔ حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ متعدد مرتبہ جب نماز پڑھتے تھے اور سجدہ میں جاتے تو امام حسن رسول اللہ کی پشت اور گردن پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ابوہریرہ راوی ہیں کہ جب میں امام حسن کو دیکھتا تھا تو رو پڑتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز امام حسن آئے اور رسول اللہ کی آغوش میں بیٹھ کر ریشِ مبارک سے کھیلنے لگے اور سرورِ کائنات کے دہنِ مبارک کھول کر اپنا منہ دہنِ رسول میں رکھ دیا۔ آنحضرت

نے فرمایا کہ خدایا میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ، خدایا اس کو بھی دوست رکھ جو حسن کو دوست رکھے اور یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ بہرحال امام حسن اپنے نانا کے اخلاق و اوصاف و کمالات کی تصویر بن گئے۔ کتاب مناقب شہر آشوب جلد رابع صفحہ ۴۶ میں محمد ابن اسحاق نے اپنے اسناد سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوسفیان حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ رسول اکرم سے مجھے کوئی سفارشی خط دلوا دیجئے۔ ابوسفیان نے دیکھا کہ پردہ میں جناب سیدہ تشریف رکھتی ہیں اور امام حسن جن کا سن مبارک صرف چودہ مہینہ کا تھا، سامنے کھیل رہے ہیں۔ ابوسفیان نے جناب سیدہ سے استدعا کی کہ آپ اس شاہزادے سے فرمائیں کہ وہ اپنے نانا سے سفارش کرا دیں۔ امام حسن اس کی یہ بات سن کر آگے بڑھے اور ایک ہاتھ سے ابوسفیان کی ناک پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے داڑھی پکڑی۔ اور خدا نے اس صاحبزادہ کو گویا کر کے کہلوایا کہ اے ابوسفیان! اگر تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے تو میں سفارش کر دوں۔ یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس ذریت محمد مصطفیٰ آل محمد میں یحییٰ بن زکریا کی نظیر پیدا کی۔ وآتیناہ الحکم صبیا۔ اور ایک واقعہ قاضی نعمان نے شرح اخبار میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب ابوبکر سے سوال کیا کہ مجھے شتر مرغ کے چند انڈے ملے۔ میں نے وہ بنا کر بحالت احرام کھائے۔ مجھ پر کیا واجب ہے؟ ابوبکر نے کہا اے اعرابی! تو نے اپنے قضیہ میں مجھے مشکل میں مبتلا کر دیا۔ اور اس کو جناب عمر کا راستہ بتا دیا۔ انہوں نے بھی مسئلہ حل نہ کرنے کی وجہ سے عبدالرحمن کا راستہ بتا دیا۔ جب سب عاجز آ گئے تو کہا گیا حضرت علی کے پاس جاؤ۔ اعرابی حضرت علی کی خدمت میں پہنچا، مشکلکشا نے فرمایا۔ کہ میرے دونوں بچوں میں سے جس سے چاہے مسئلہ پوچھ لے۔ اعرابی امام حسن علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوا۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹنیاں ہیں؟ کہا ہاں۔ فرمایا جتنے تو نے انڈے کھائے ہیں۔ اتنی ہی تعداد میں عمدہ اونٹنیاں لے اور انہیں حاملہ کرالے جو بچے پیدا ہوں، انہیں کعبہ میں ہدیہ کر دے جس کا تو نے حج کیا ہے جضرت علی نے دبیٹے کے علم کی بلندی ظاہر کرنے کے لئے) فرمایا۔ کچھ اونٹوں کے بچے مر جاتے ہیں اور کچھ بچے ڈال دیتی ہیں۔ شاہزادہ نے عرض کیا اگر کچھ اونٹنیوں کے مر جاتے ہیں اور کچھ بچے ڈال دیتی ہیں تو کچھ انڈے بھی گندے نکل جاتے ہیں۔ اعرابی نے کہا کہ ہم گروہ ہائے مردم کی آواز سن رہے ہیں کہ جو اس بچے نے سمجھایا۔ یہی حضرت سلیمان بن داؤد نے سمجھایا تھا (مناقب شہر آشوب) بہرکیف یہ خالص علمی مسئلہ تھا۔ وضع احادیث نہ تھی۔ امام امام ہوتا ہے۔ اگرچہ کمسن بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اس میں ابتدا سے وہ سب کمالات پائے جاتے ہیں جو صفات امامت میں ہیں۔ یہ بچے عین مقصد توحید رسالت ہیں۔ اگر پیغمبر اسلام کسی ایک رکن اسلام میں مشغول ہوں اور یہ بچے مقابلے میں آ جائیں، تو بیشک پیغمبر اسلام کو اس رکن کے مقابلے میں ان کو ترجیح دینی پڑتی تھی۔ رسول اکرم کی ادنیٰ سی حرکت بھی شریعت میں ایک سنت شمار کی جاتی ہے۔ سرور کائنات مسجد میں منبر پر بیٹھے ہوئے حمد و ثنا الٰہی اور تبلیغ اسلام میں مشغولیت کبھی یہ اجازت نہیں دیتی کہ ایسے امور کو چھوڑ کر بچوں کی طرف ملتفت ہوں۔ یا حالت نماز میں یہ بچے دوش اقدس یا پشت مبارک پر سوار ہوں۔ تو نماز میں تغیر آ جائے۔ لیکن ان کے طبعی افعال سے نواسوں کی خوشنودی میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ بچے مقصد توحید و رسالت ہیں کیونکہ وہ ایک رکن تھا۔ تو یہ مجموعہ ارکان اسلام تھے۔ وہ اگر امر شریعت تھا تو یہ اولی الامر تھے۔ امام حسن مجتبیٰ نے

کم و بیش آٹھ سال آغوشِ رسالت میں گذارے۔ اس مدت میں امام نے رسالت سے وُہ فیوض حاصل کرلئے کہ صغیر سنی کی حالت میں لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتے تھے۔ مورخین متفق ہیں کہ امام حسن کا چہرہ اور سینہ و گردن رسُول سے بہت مشابہ تھے۔ وقت وفات سے قبل دونوں شہزادوں کو گلے لگا کر دیر تک سونگھتے رہے اور فرمایا حسن میری نشانی ہے اور حسین علی کی اور یہ دونوں میری امت میں میری یادگار ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے پچیس حج پا پیادہ کئے۔ دو دفعہ آدھا مال بندگان خدا پر تقسیم کردیا جس کا اقرار دشمن نے بھی کیا ہے۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب معاویہ کا آخری وقت آیا، تو کہا کہ مجھے بس یہ غم رہا کہ پیدل حج نہ کیا۔ امام حسن نے تو پچیس[۲۵] حج پیدل کئے تھے۔ درآنحالیکہ آپ کے ساتھ عمدہ اونٹنیاں ہوتی تھیں اور آپ نے دو دفعہ آدھا مال بندگانِ خدا پر تقسیم کیا یہاں تک کہ ایک جُوتی دیتے تھے اور ایک روک لیتے تھے۔ ایک موزہ دیتے تھے اور ایک روک لیتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک روز حامیانِ معاویہ نے معاویہ سے کہا کہ حسن بن علی سے کہو کہ منبر پر جا کر وعظ فرمائیں اور خطبہ پڑھیں تاکہ لوگوں پر ان کا نقص ظاہر ہو جائے۔ معاویہ نے فرزندِ رسُول کو دربار میں بلوا کر کہا کہ آپ منبر پر جا کر وعظ فرمائیے۔ فرزندِ رسُول منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے خدا کے بعد فرمایا:- ایھا الناس جو مجھے پہچانتا ہے وُہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وُہ پہچان لے کہ میں حسن بن علی بن ابیطالب ہوں، میں سیّدہ عالم بنتِ رسُول کا فرزند اور خاتم الانبیاء کا پارہ جگر ہُوں۔ میں صاحبِ معجزات و فضائل ہوں۔ میں صاحبِ کرامات و دلائل ہُوں۔ میں اپنے حق سے محروم کیا گیا ہُوں۔ میں اور میرے بھائی حسین سردار جوانانِ بہشت ہیں۔ میں صاحبِ رکن و مقام ہُوں۔ میں صاحبِ مکّہ و منیٰ ہُوں۔ میں صاحبِ عرفات و مشعر الحرام ہُوں۔ جب معاویہ نے یہ سُنا اور دیکھا کہ مجمع محوِ کلام ہے تو ڈرا کہ کہیں عوام حضرت کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ کہنے لگا اے ابُو محمّد! رطب کی تعریف کیجئے۔ فرمایا ہوا اس کو بڑھاتی۔ گرمی پکاتی اور سردی پاکیزہ و لطیف کرتی ہے۔ یہ فرما کر پھر آپ اصل مقصد کی طرف آئے اور فرزند پیشوائے خلق اور جگر بندِ محمد مصطفےٰ ہُوں۔ معاویہ کو سیلابِ خطابت مصحفِ ناطق میں اپنے اقبال و دبدبہ کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہُوا گھبرا کر بدحواس ہو کر کہنے لگا۔ کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وُہ کافی ہے۔ آپ ممبر سے نیچے تشریف لے آئیے۔ اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا جو شخص حسنین سے محبت کرے گا اُس سے میں محبّت رکھوں گا۔ اور جو میرا محبُوب ہے وُہ خُدا کا محبوب ہے اور جو خدا کا محبُوب ہے وُہ جنتی ہے۔ اور جو حسنین سے عداوت رکھے گا۔ اُس کا دشمن ہُوں۔ اور جس کا میں دشمن اُس کا خُدا دشمن اور جس کا خدا دشمن وُہ جہنمی اور فرمایا یہ دونوں (حسن حسین) میرے فرزند امام ہیں۔ صلح کریں یا جنگ۔ ہر حالت میں حق پر ہیں۔ اُن کا مقابل باطل پر ہے۔

سیدُالانبیاء کی وفات کے بعد

حضرت امام حسن علیہ السّلام نے کم و بیش آٹھ سال آغوشِ رسالت میں گذارے۔ ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کو ختمی مرتبت نے وفات پائی۔ آپ نے اس وقت صرف نانا کی جدائی کا صدمہ برداشت کیا بلکہ وُہ تمام مصائب و آلام جو والدین پر گذرے۔ آپ اُن میں سہیم و شریک رہے۔ منبر کی وُہ رونق جو نانا کے دم سے قائم تھی عنقا ہو گئی۔ عہد رسُول میں کوئی وعظ یا کوئی خطبہ الیسا نہ تھا جس میں کسی نہ کسی عنوان سے امام حسن و حسین کا ذکر موجُود نہ ہو۔ اگر شہزادوں نے کسی مقام پر طویل قیام کیا۔ تو قلبِ رسالت جوشِ محبت سے بے چین ہو گیا۔ اگر آنے میں تاخیر ہوئی تو چہرۂ اقدس پر آثار حزن و ملال ظاہر ہونے لگے۔ اگر بیرت

رسولؐ کو عقل و بصیرت کی نظر سے دیکھا جائے تو جہاں تبلیغ اسلام و تعلیم احکام قرآن سرورِ کائنات کی زندگی کا لائحہ عمل تھا۔ وہاں صاحبان تطہیر کی تعلیم و تربیت و خوشنودی معصومین بھی رسالت مآب کا نصب العین تھا۔ اگر قرآن کو اسلام کی صورت میں تبلیغ مقصود تھی تو وہاں آل کو اسلام کی سیرت میں تعلیم و تربیت مطلوب تھی رسول اللہؐ کے اس پیارے نواسے امام حسنؑ اور شبیہ پیغمبرؐ کو نانا کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد اچانک ماحول بدل گیا۔ اصحاب کا وہ پیار جو نانا کی موجودگی میں پایا جاتا تھا۔ وہ ارض نفاق میں دفن ہو گیا۔ بڑھ بڑھ کر منافقانہ قدم چومنے والوں نے پدر بزرگوار کے ساتھ جو مخالفت کی دیکھ رہے تھے۔ مادرِ گرامی کا حق غصب ہوتے اور پہلو کو زخمی ہوتے دیکھا۔ بعدہٗ ماں نے داغ مفارقت دیا اور حاکم وقت سے ناراض جانے والی کے تابوت میں حکومت کا کوئی فرد نظر نہ آیا۔ اس کے پدر بزرگوار کے دور میں جنگِ جمل کا میدان ہموار ہونے لگا۔ علمبردارانِ امن نے خونی منظر دکھانے کی خاطر تیاریاں شروع کر دیں۔ صوبوں کے گورنر اور مسجدوں کے خطیب یہ کوشش کر رہے تھے کہ عوام حضرت علیؑ کے خلاف تلوار اٹھائیں یا کسی فریق کا ساتھ دے کر امیر المومنینؑ کے دفاعی نظام کو معطل کریں حضرت علیؑ نے اس مہم کے خلاف امام حسنؑ کو بھیجا۔ امام حسنؑ جناب عمارؓ یاسر کے ساتھ کوفہ آئے۔ اور ابو موسیٰ اشعری کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنا چاہا۔ چنانچہ جامع مسجد کوفہ میں ابو موسیٰ کی مخالفانہ تقریر کے بعد امام حسنؑ نے اس کا جواب دیا۔ اور عوام کو اپنے ساتھ کر لیا۔ اخبار الطوال کی روایت سے نو ہزار چھ سو چھپن افراد کا لشکر تیار کیا۔ (سیر الصحابہ ص۵ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۱۲)

جنگ کے موقع پر بی بی عائشہ کے پاس جا کر معاملات کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر بی بی عائشہ نے فرزند رسولؐ کی یہ بات نہ مانی تو جنگ میں علمبرداری کے فرائض انجام دے کر دادِ شجاعت دی۔ اور بہادر باپ کا دل خوش کر کے خدمت دین کے ساتھ ایک بڑی مفسد جماعت کو خاموش کر دیا جب شام کی طرف دوسرا خونی طوفان اٹھا تو اس میں بھی امام حسنؑ نے سرفروشانہ خدمتوں کے ساتھ فوجی کمال کے فرض کو انجام دیا۔ جنگِ صفین میں فوج کے علمبردار رہے۔ جنگِ نہروان میں خوارج سے جنگ فرمائی۔ اس زمانہ میں جنگی مصروفیتوں کے علاوہ فیصلہ مقدمات۔ نگرانی بیت المال اور مسلمانوں کے حقوق کے ذمہ دار رہے۔ ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو آپ کے پدر بزرگوار امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی شہادت ہوئی۔ تمام مسلمانوں نے آپ کی خلافت ظاہری کو تسلیم کیا۔ اور بیعت کی۔ آپ پر اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کا بہت صدمہ ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے جو مسجد کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اس میں حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔ اور سیرت و مال دنیا سے پرہیز کا تذکرہ کیا۔ اس وقت آپ پر گریہ کا اتنا غلبہ ہوا کہ گلوئے مبارک بیٹھ گیا۔ حاضرین بھی رونے لگے۔ بعدہٗ اپنے ذاتی صفات اور خاندانی فضائل و مناقب فرمائے۔ عبد اللہ ابن عباسؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ تمام لوگوں نے بخوشی و رضامندی کے ساتھ بیعت کی۔ امام عالیمقام نے نانا کے فرمان کی روشنی میں اور مستقبل کا صحیح جائزہ لیتے ہوئے اسی وقت ارشاد فرمایا کہ اگر میں صلح کر دوں تو تم کو بھی صلح کرنی ہو گی۔ اور اگر میں جنگ کروں تو تم کو بھی میرے ساتھ مل کر جنگ کرنا ہو گی۔ سب لوگوں نے اس شرط کو قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف بروایت مناقب سینتیس برس تھی جیسے کہ علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں نقل فرمایا ہے۔ اسی روز آپ نے اطراف میں عمال مقرر کر کے روانہ فرمائے۔ عبد اللہ ابن عباسؓ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا حکام متعین کئے، مقدمات کے فیصلے کرنے لگے۔ مملکت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ یہ وہ عہد تھا کہ دمشق میں معاویہ حاکم شام تھا

حضرت علیؑ کے ساتھ صفین میں معاویہ سے لڑائیاں ہوئی تھیں، وہاں باہمی تفرقہ اور خوارج نہروان کا مستقل طور پر اطمینانی کا باعث بنا ہوا تھا۔ جن کی اجتماعی طاقت کو اگرچہ نہروان میں شکست ہو گئی تھی مگر ان کے فتنہ باز افراد ملک میں جا بجا پھیلے رہے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ حکومتوں کے بدلنے پر عموماً تخریبی عناصر اور مخالفین حکومت اپنی سرگرمیاں تیز کر دیا کرتے ہیں، چنانچہ معاویہ حاکم شام نے بھی جو شروع ہی سے فتنہ پردازی پر تلا ہوا تھا، محمدؐ و آلِ محمدؐ سے کھلی جنگ میں کامیاب نہ ہو سکنے کا جو اُمیہ کی پچھلی تاریخ بار بار تجربہ کر چکی تھی۔ اور صفین میں معاویہ نے خود بھی اس حقیقت کو پوری طرح آزما لیا تھا۔ چنانچہ یہ جانتے ہوئے کہ میدان جنگ میں رو برو لڑنے سے آلِ محمدؐ کے خلاف کامیابی حاصل نہ ہو سکے گی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی شجاعت کا مقابلہ کھل کر نہ کر سکوں گا، آخر اس نے مکر و فریب اور دھوکہ و دغا سے کام لینا چاہا۔ سب سے پہلے اس نے اس سلسلہ میں خزانہ شاہی کے منہ کھول دیئے۔ اور چاروں طرف جاسوس دوڑا دیئے گئے تاکہ وہ کوفہ و عراق کے سرداروں اور جنگ جو سپاہیوں کو رشوت کی بڑی بڑی رقموں سے خرید لیں۔ ساتھ ہی ساتھ امام حسین علیہ السلام کے لشکر اور سادہ لوح عوام میں ایک عام بددلی اور خوف و ہراس پھیلانے کی ایک وسیع مہم شروع کر دی، ہر طرف جاسوس غلط خبریں اور حوصلہ شکن افواہیں پھیلانے لگے۔ مختلف صوبوں کے گورنروں اور نامور قبائل کے سرداروں کو خطوط لکھے گئے۔ کہ جو شخص امام حسن علیہ السلام کو قتل کر کے اُن کا سر معاویہ کی نذر کرے گا اُسے بے شمار زر و جواہر کے علاوہ معاویہؔ اپنی دامادی کا بھی شرف بخشے گا۔ صوبوں کے گورنروں کو یہ بھی باور کرایا گیا کہ امام حسن تو مجھ سے صلح کی بات چیت کر رہے ہیں اس لئے پہلے مجھ سے آ ملو۔ امام عالیمقام نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے قیس بن سعد کو بارہ ہزار لشکر دے کر معاویہ کے لشکر کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے روانہ کیا۔ معاویہ نے فوراً ایک خط قیس کو جو کوفہ سے دور پڑاؤ ڈالے مع لشکر پڑا تھا ایک خط لکھا کہ امام حسن نے تو مجھ سے صلح کی گفتگو شروع کر رکھی ہے تم کس لئے جان لیے رہے ہو اور اسی طرح حکم نامی سردار لشکر امام حسن جو چار ہزار کا لشکر لئے ہوئے انبار کی طرف معاویہ کے لشکر کو روکنے کے لئے پڑا ہوا تھا جو قبیلہ کندہ سے تھا ان سب کو لاکھوں درہم کی رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ بروایت خرائج ایک خط معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو لکھا یہ خط امام کو ربیع الاول ۴۱ھ میں ملا جس میں لکھا تھا یا حسن! آپ میرے ساتھ قطع رحمی نہ کیجئے۔ میں صلح چاہتا ہوں کشت و خون سے آپ کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ آئیے! میں صلح کا طالب ہوں، مجھ سے تعاون کیجئے۔ ساتھ ہی ساتھ معاویہ نے وہ تمام خطوط بھی امام کی خدمت میں ارسال کر دیئے۔ جو کوفہ و عراق کے لوگوں نے خفیہ طور پر اُسے بھیجے تھے اور جن میں امام کے خلاف معاویہ کو مدد دینے کے و... کئے گئے تھے۔ اور یہی نہیں معاویہ نے امام کو یہ بھی بالصراحت لکھ دیا کہ یا حسنؑ! صلح کے لئے شرائط میری نہیں بلکہ آپ کی ہوں گی۔ آپ جو بھی شرائط پیش فرمائیں گے، میں منظور کر دوں گا۔ اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ امام کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیئے تھا جبکہ دشمن خود آگے بڑھ کر نہ صرف صلح مانگ رہا ہے بلکہ شرائط کے لئے بھی امام کی شرائط کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ حیرت کا مقام ہے ان لوگوں کے فہم و ادراک پر جو یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی امام حسنؑ کی صلح پر نکتہ چینی کرنے کی جسارت کرتے ہیں ورنہ ایک سنجیدہ اور انصاف پسند ذہن تو فوراً بول اٹھتا ہے کہ ان حالات میں اگر امام عالیمقام بجائے صلح کے جنگ کرنے پر اصرار کرتے تو وہ تاریخ عالم کی عدالت میں ہمیشہ کے لئے ملزم اور مورد تنقید و نکتہ چینی ٹھہرتے یہاں یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے کہ معاویہ ایک صلح جو اور آشتی پسند انسان تھا۔ اسی لئے اس نے وہ تمام شرائط قبول کر لینا منظور کر لیا تھا جو امام

حسنؑ شرائط کرنا چاہیں۔ دراصل معاویہ کا مقصد مطلب براری بطور منافقانہ تھا۔ ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ معاویہ کے کامیاب ترین ہتھیار حیلہ جوئی اور ابن الوقتی تھے۔ چنانچہ ابھی اس شرائط صلحنامہ کی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ معاویہ مسجد کوفہ میں پکار رہا تھا کہ یہ صلحنامہ میرے پاؤں کی ٹھوکر پہ ہے میں جیسے چاہوں گا کروں گا۔ اسی وجہ سے معاویہ نے تمام شرائط صلحنامہ کی خلاف ورزی کی۔

صلح امام حسنؑ و معاویہ اور شرائط صلح

تمام کتب احادیث و تواریخ و تفاسیر فریقین شاہد ہیں کہ رسولِ خدا کو امام حسنؑ و حسینؑ سے ایسی محبت تھی جس کی مثال فضائے عالم میں مشکل سے ملے گی۔ رسالتمآب کے زرّیں اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے یہ دونوں امام حسنؑ و حسینؑ فرزند امام ہیں صلح کریں یا جنگ یعنی ہر حالت میں حق پر ہیں۔ اور ان کا مقابل باطل پر ہے اس لئے یہ دونوں شاہزادے ختمی مرتبت کے جانشین اور وارث شریعت اسلام اور حافظ دین مبین (امام وقت) تھے۔ پس جو مقصد رسولِ خدا کا تھا وہی ان دونوں شاہزادوں کا تھا۔ وہ کیومرث، ضحاک، جمشید، سکندر وغیرہ بادشاہوں کی قسم دنیاوی حکمرانوں کے وارث تو نہیں تھے۔ ان کے مقصد کو میزان مقاصد انبیاء علیہم السلام میں وزن کر کے دیکھئے خواہ عالم امن میں ہوں، یا عالم صلح میں، یا جنگ میں ان کے ہر عمل کی مثال سیرت انبیاء علیہم السلام میں مل جائیگی اگر مکہ کے اس دور میں جو بعد اعلان نبوت سے لے کر یوم یا شب ہجرت تک رہا۔ سید الانبیاء جنگ کرتے یا حضرت علی تینوں خلافتوں کے دور میں جنگ کرتے تو امام حسنؑ بھی جنگ کرتے لیکن ختمی مرتبت اپنے کردار سے بتا چکے ہیں کہ حفاظت دین میں بعض مرتبہ مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں لیکن جنگ نہیں کی جاتی ورنہ دین جنگ کی نذر ہو جائے گا۔ صلح حدیبیہ تو رسول خدا نے اس وقت کی تھی جبکہ مسلمانوں کی قوت کی دھاک کفار و مشرکین کے قلوب پر بیٹھ چکی تھی۔ لیکن بعض لوگوں کی نظر میں معاذ اللہ رسول اللہ کی صلح حدیبیہ قابل کراہت تھی۔ چنانچہ سہل بن حنیف کے دل پہ صلح حدیبیہ کے وقت جو کچھ گذری وہ انہوں نے اپنے دل میں رکھی اور ضبط و قابو کا بہترین مجاہدہ کیا۔ اور جب اپنی اجتہادی غلطی کا احساس ہوا تو پشیمان ہوئے اور اپنی پشیمانی کا اظہار معرکہ حدیبیہ میں نہیں کیا بلکہ معرکہ صفین میں کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی سعی صلح پہ اعتراض کرنے والوں اور تحکیم صفین پر کراہت کرنے والوں کے سامنے جناب سہل بن حنیف نے کی وہ صحیحین بخاری و مسلم میں نقل کی گئی ہے۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد (کتاب المغازی) اور صحیح مسلم جلد ۲ باب صلح حدیبیہ میں اور شارح صحیح بخاری نے نووی شارح مسلم کے حوالہ سے یوں لکھا ہے کہ جس طرح لوگوں نے ابتدا میں صلح حدیبیہ سے کراہت کا اظہار کیا تھا اسی طرح تحکیم و سعی صلح صفین پر لوگوں نے کراہت کی جناب سہل بن حنیف نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔ اور جو لوگ مسئلہ تحکیم کے سلسلہ میں حضرت علی سے اختلاف رکھتے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا "اے حاضرین! اپنے اپنے خیالات و آراء کو متہم کرو، اپنے نفسوں کو تہمت لگاؤ دیکھو کہ تم غلط نظریہ قائم کر رہے ہو اور تم سخت غلطی پر ہو) اے لوگو! تم اپنے دین میں اپنی رائے زنی میں غلطی پر ہو۔ سوچو، اے حاضرین سنو! اور پھر اپنی غلطی کو سمجھو میں معرکہ حدیبیہ میں شرکت کرنے کا شرف رکھتا ہوں۔ یوم الحدیبیہ کی معیت میرے لئے باعث صد افتخار ہے۔ یہ وہ معرکہ تھا جس میں رسول اکرم اور مشرکین کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس معرکہ میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اگر قتال اور جنگ ہو جاتی تو ہماری جنگی قوت لڑنے کے لئے کافی تھی۔ اگر لڑائی ہوتی تو ہم خوب لڑتے۔ ہماری پوزیشن مستحکم تھی۔ مگر حضور انور سردار انبیاء نے پھر بھی صلح کر لی (متفق علیہ) آج

م بھی اپنی مُراد کو تو لو۔ کیونکہ معرکۂ حدیبیہ میں واقعہ ابو جندل کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر ہمت کرتا تو قریب تھا کہ میں رسول اللہ کی حکم
دولی کرتا اور نافرمانی کر جاتا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی صُلح حدیبیہ کی حقیقتِ حال سے آشنا تھے (کتاب المغازی صحیح بخاری) (اللہ
ن اصحاب نے تو یہاں تک کہا الست نبی اللہ حقاً کیا آپ برحق نبی اللہ نہیں ہیں؟ اور رسولِ خدا نے فرمایا۔ میں نبی برحق ہوں
(باب الشروط) پس صورت مرقومہ میں رسول خدا کا جو مقصد صلح حدیبیہ سے تھا۔ وہی مقصد امام حسن علیہ السلام کا تھا۔ یعنی حفاظت دین،
یہی نہیں بلکہ اس وقت پوری ملتِ اسلامیہ دو ٹکڑوں میں بٹی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ایک وُہ حق پرست جو آلِ رسول سے تمسک تھے۔ اور
دوسرے وُہ جو لوگ وقتی مال و دولت سے متاثر ہو کر حاکم شام (معاویہ) سے منسلک ہو گئے تھے۔ امام کا فرض تھا وُہ حقانیت کو آشکار کر دیں
تاکہ دین کی صحیح صورت واضح و روشن ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے شرائطِ صلح ایسے مرتب فرمائے کہ جن کو تسلیم کرکے مُعاویہ ہمیشہ کے لئے اپنے
کردار میں ایسے پست ہو گئے۔ کہ جمہور اسلام بھی جو خلافت کے لئے عصمت کو ضروری نہیں سمجھتے ان کو خلافتِ راشدہ تک میں شامل کرنے
کو تیار نہیں ہیں۔ گویا اس صلح نے امام کا مقصد پورا کر دیا۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ کا اصل مقصد شریعتِ اسلام کی حفاظت کرنا تھا۔ اس
لئے بنی امیہ کے کردار کی غیر اسلامی حیثیت کو واضح کرنا بھی لازمی تھا۔ شرائطِ صلح میں پہلی شرط یہ تھی کہ مُعاویہ کتاب اللہ اور سنّت
رسولؐ کی سیرت پر عمل کرے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ معاویہ اپنے بعد کے لئے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔ اس شرط سے اس
اصول کو باطل کرنا تھا کہ خلیفہ عصر کو اپنے بعد کے لئے نامزدگی یا ولیعہدی کا اختیار نہیں ہے یعنی نامزد خلیفہ اصولِ جمہور کے خلاف
باطل ہے۔ معاویہ سے اس شرط کو منوا کر امام نے بڑی فتح حاصل کی۔ معاویہ نے ان اور دوسری شرائط کی پابندی نہیں کی۔ اور نتیجہ میں
ان کا اصل کردار دنیا کے سامنے کھل کر آ گیا۔ ان کے بیٹے یزید نے باپ کے شرائط کو ٹھکرا کر امام حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کر
لی۔ اگر معاویہ بھی امام حسن علیہ السلام سے بلا شرط بیعت طلب کرتا تو یقیناً امام حسن بھی اسی انداز سے جنگ کرتے جیسی کربلا میں ہوئی۔ یہاں
یہ بات قابلِ وضاحت ہے کہ لفظ بیعت بیع سے بنتا ہے۔ بیعت کرنے والے کو بائع کہتے ہیں اور جس کے ہاتھ بیعت کی جائے اُسے مبائع
کہتے ہیں۔ بیعت میں نفس فروخت ہوتا ہے، رسول اللہ کے دستِ مبارک پر مسلمانوں نے بیعت کی لہذا مسلمانوں کے جان و مال کے
مالک نبی ہیں اور نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا، اسی لئے نبی کو تمام امت پر اولیت حاصل ہے۔ نبی تمام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ
اولیٰ ہے بلکہ اولیٰ بالتصرف ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے وُہ بیعت کرنے والے کی جان و مال و نفس پر متصرف
ہوتا ہے اور بیعت میں کسی قسم کی شرط نہیں کی جاتی۔ یعنی بیعت کرنے والے کو کسی شرط کے پیش کرنے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ امام حسنؑ و معاویہ
کے مابین شرائط پر صلح ہوئی۔ اس لئے بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ اطاعت مطلقہ ہی مترادف بیعت ہے اور نبی کے ہاتھ
بیعت اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہے جیسا کہ ارشادِ احدیت ہے "بیشک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وُہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں" اب
نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے اور فرمانِ نبوی یہ ہے الحسنؑ والحسینؑ امامان قاما او قعدا میرے یہ
دونوں پارۂ جگر امام ہیں خواہ جنگ کریں یا صلح کریں۔ اب چونکہ امام حسن علیہ السلام اپنی صلح سے مُعاویہ کا پردہ فاش کر چکے تھے اور اپنی جگہ خاموش تھے
معاویہ کا بیٹا یزید اس خاموشی کو امام کی شکست سمجھے ہوئے تھا[1] اس لئے یزید نے بالاعلان امام حسینؑ سے بیعت طلب کر لی۔ اس طلب بیعت

[1] جس طرح بعض صحابہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول اکرم کی شکست سمجھے ہوئے تھے۔

کے بعد خاموشی دینِ محمدی کی تباہی تھی۔ اس لئے حفاظتِ دین کے لئے کربلا کی قربانی ضروری تھی۔ اور اس قربانی کے بغیر حق و باطل کا امتیاز نہیں ہو سکتا تھا۔ حفاظتِ دین کے لئے زمین تو امام حسنؑ نے تیار کی اور قربانی امام حسین علیہ السلام نے راہِ خدا میں پیش کی یہی وجہ ہے کہ حفاظتِ دین کے لحاظ سے دونوں شاہزادے رسول اللہؐ کی نظر میں برابر تھے۔ اور فرمادیا تھا حسنؑ و حسینؑ میرے دونوں پارہ جگر امام ہیں خواہ جنگ کریں یا صلح کریں۔

شرائطِ صلح جب شرائط ذیل امام حسن علیہ السلام نے ظاہری حکومت معاویہ کے سپرد کی لیکن حقیقتاً امام حسن علیہ السلام امام برحق تھے اور خدا کی طرف سے واجب الاطاعت اولی الامر (سلطان) تھے اور صلح بارہ ۱۲ شرائط سے مشروط تھی اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ معاویہ نے کسی شرط کو پورا نہیں کیا۔ لہٰذا اب اس حکومت ظاہری پر معاویہ کا قبضہ غاصبانہ تھا۔ اور یہ غصب شدہ حکومت جہاں تک چلی باطل رہی۔ بہرکیف فریقین میں جو صلح ہوئی اس کے شرائط یہ ہیں۔

۱۔ حکومت معاویہ کے پاس ہو گی اس شرط پر کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ کے مطابق عمل کرے۔

۲۔ معاویہ کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ اپنے بعد کسی کو خلافت کے لئے نامزد کرے اور تاریخ الخلفاء میں یہ شرط اس طرح ہے کہ معاویہ کے بعد امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوں گے۔ تاریخ آئمہ میں ہے بحوالہ حیوۃ الحیوان اور طبری کے کہ امام حسنؑ کے بعد امام حسینؑ کا خلیفہ ہونا شرائط میں تھا

۳۔ زمینِ خدا پر شام و عراق و حجاز اور یمن میں ہر جگہ لوگ امن و امان سے رہیں گے۔

۴۔ اصحاب علی اور شیعانِ علی کا جان و مال و ناموس و اولاد مامون رہیں گے

۵۔ امام حسن اور ان کے بھائی امام حسین اور اہل بیت رسول میں سے کسی کے حق میں خفیہ یا اعلانیہ (معاویہ) کوئی دھوکہ فریب نہ کرے گا اور نہ ان میں سے کسی کو کہیں خوفزدہ نہ کرے گا۔ (۶) ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتا رہے گا۔ اور علاقہ دارالجرد اہلبیت رسول کی گذران کے لئے واگذار کر دیا جائے گا۔ (۷) ہر صاحب حق کو ان کا حق پہنچائے گا۔

۸۔ حضرت علی ابن ابیطالب اور ان کے دوستوں پر نماز میں یا اس کے علاوہ سب نہ کیا جائیگا۔ اللہ اور اس کے رسول اس پر شاہد ہیں۔

۹۔ بیت المال کوفہ میں جو رقم بچ گئی ہے وہ امام حسنؑ کو دی جائے گی۔ کہ زمان حکومت کے دیون ادا کریں اور تاریخ آئمہ اور تاریخ الخلفاء میں ہے کہ یہ شرط اس لئے تھی کہ امام حسنؑ کے دیون معاویہ ادا کرے گا۔

۱۰۔ حضرت علیؑ کے ہمراہ جنگ جمل اور صفین میں شہید ہونے والوں کی اولاد میں معاویہ دس لاکھ درہم تقسیم کریں گے۔

۱۱۔ معاویہ اپنے تئیں امیر المومنین نہ کہلائے گا (۱۲) معاویہ کے سامنے کوئی شہادت قائم نہ کی جاسکے گی، معاویہ قاضیٔ شریعت نہ ہو گا اس کو اسلامی حاکم ہونے کا حق نہ ہو گا۔ یہ آخری تین شرطیں ۱۰ تا ۱۲ علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۰ صـ۱۰۱ پر نقل کی ہیں۔ اس صلحنامہ پر معاویہ سے عہد و پیمان کے ساتھ حلف وفاداری اٹھایا گیا اور عبداللہ بن الحارث و عمرو بن ابی سلمہ و عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن وغیرہ کو گواہ قرار دیا گیا۔ ان

شرائط صلح میں سے معاویہ نے کسی شرط کو پورا نہیں کیا، چنانچہ تاریخ ابوالفداء طبری و کامل ابن اثیر و مسعودی و ابن اعثم کوفی و روضۃ الصفاء، روضۃ المناظر و ریاض النضرہ و کنز العمال و تذکرۃ خواص الامہ وغیرہ نے لکھا کہ معاویہ نے ان شرائط میں سے کسی ایک شرط پر بھی وفا نہ کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ معاویہ نے جو شرائط معاہدہ کی تھیں۔ ان میں سے کسی عہد پر بھی وفا نہ کی بلکہ معاویہ نے کوئی شرط پوری نہ کی۔ اور جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے لہذا امام حسن علیہ السلام کی حکومت پر معاویہ کا قبضہ غاصبانہ تھا اس کے علاوہ امام حسن علیہ السلام نے بعد صلح خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! ہم ہی تمہارے حقیقی حاکم اور امیر ہیں۔ ہم ہی تمہارے رسولؐ کے گھرانے والے اہلبیت ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے ہر رجس سے پاک کیا ہے۔ ہماری اطاعت خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے۔ ہمیں اولی الامر ہیں پس معلوم ہوا کہ امام علیہ السلام اپنے سابقہ موقف پر قائم ہیں اپنے حق خلافت الٰہیہ سے دستبردار نہیں ہوئے اور صلح کی گیارہویں اور بارہویں شرط سے صاف واضح ہے کہ معاویہ حاکم شرع نہ تھا نیز معاویہ سے خراج وصول کرنے کی شرط اور جمل و صفین کے شہداء کو ورثاء کو تاوان ادا کرنے کی شرط اس امر پر دال ہے کہ شرعی طور پر حاکم شرع آپ ہی تھے صرف دنیوی حکومت معاویہ کے پاس تھی۔ اس پر بھی شرائط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے معاویہ کا قبضہ غاصبانہ تھا۔

امامؑ کی شہادت کے اسباب اور آپ کا قاتل

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ صلح شرائط کی کسی شرط کو معاویہ نے پورا نہیں کیا چنانچہ دوسری شرط یہ تھی کہ معاویہ کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اپنے بعد کسی کو اپنا خلیفہ نامزد کرے۔ صلح کے رقعہ پر تو معاویہ نے یہ شرط تحریری منظور کر لی تھی مگر چاہتا یہ تھا کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کرے معاویہ کو ہر وقت یہی فکر رہتی کہ کس طرح امام حسنؑ کو جلد از جلد شہید کرا دے لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ راز فاش ہو اس سلسلہ میں تاریخ طبری میں ہے معاویہ دن رات اسی فکر میں رہتا تھا کہ امام حسنؑ کو کسی طرح ہلاک کرا دے مگر لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ معاویہ نے فرزند رسولؐ کو ہلاک کرایا ہے (تاریخ طبری جلد چہارم)۔

آخر معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو جو ان دنوں امام حسن علیہ السلام کے حرم میں بتدبیر پہنچا دی گئی تھی۔ معاویہ نے جعدہ کو آلۂ کار بنایا۔ یہ جعدہ کون تھی یہ اس خاندان سے تعلق رکھتی تھی جو عداوت اہلبیت میں مشہور تھا جعدہ ملعونہ اشعث کی بیٹی، محمد و قیس پسران اشعث کی بہن ام فردہ بنت ابی قحافہ کی دختر جناب ابوبکر کی حقیقی بھانجی تھی۔ اس کا دادا قیس کافر، باپ اس کا منافق، جعدہ کا باپ اشعث قبیلہ کندہ کے ایک قیس الشجح کا بیٹا تھا اور یمن کا رہنے والا تھا۔ دراصل اس کا نام معدی کرب تھا۔ لیکن چونکہ ہمیشہ پراگندہ مو اور ژولیدہ سر رہتا تھا اس لئے عوام الناس سے اس کو اشعث (بکھرے بالوں والا) کا لقب ملا۔ اور پھر یہ لقب اس قدر شہرت پذیر ہوا کہ اس کا اصلی نام ہو گیا۔ آبائی پیشہ کے اعتبار سے جولاہہ تھا۔ اس شریف پیشہ والوں کے عقل و فہم کا معیار دنیا بھر میں مشہور تھا۔ یہ حضرت علیؑ ابن ابیطالب کے اصحاب میں اسی طرح منافقین میں شمار کئے جاتے تھے جس طرح رسول اللہ کے اصحاب میں عبداللہ بن ابی بن سلول (دیکھو شرح بن ابی الحدید معتزلی جلد ۱ صفحہ ۹۶) اور تاریخ ابوالفداء جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ میں مرقوم ہے "وھی اکبر الخوارج" کہ یہ سب سے بڑا خارجی تھا۔ ایک دفعہ اشعث نے اپنی کم فہمی کے باعث باب مدینۃ العلم کے اقوال پر اعتراض کیا جبکہ شیر خدا ایک سائل کے جواب میں واقعہ تحکیم کے متعلق ارشاد فرما رہے تھے تو یہ بولا۔ یا امیر المومنین ھذہ علیک لا لک کہ اے امیر المومنین! آپ کا یہ جملہ تو آپ کے لئے ضرر رساں ہے فائدہ بخش نہیں ہے۔ اشعث کی اس گستاخی سے اسد اللہ الغالب کے تیور بدل گئے غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کے حسب و نسب کے متعلق یوں نقاب کشائی کی:

ترجمہ یہ کہ اے کافر کے بیٹے، منافق، جلاہے کے بیٹے جلاہے۔ تجھ پر تو اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت برستی ہے تجھے کیا معلوم کہ میرے لئے ضرر پہنچانے والی کیا چیز ہے اور فائدہ پہنچانے والی کونسی۔ بخدا تیری ذلّت وخواری کی یہ حالت ہے کہ تجھے ایک مرتبہ اہلِ کفر نے قید کیا اور دوسری اہلِ اسلام نے۔ بیشک جو اپنی قوم کی طرف تلوار کو راہ دکھائے اور ان کی طرف موت کو کھینچ لائے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے قریبی رشتہ دار اس سے عداوت رکھیں اور دُور والے اس کے شر سے مطمئن نہ ہوں۔ (نہج البلاغہ جلد ۱ ص۶۳ طبع مصر)"

چونکہ اشعث نے اپنی قوم سے غدّاری کر کے آٹھ سو آدمی قتل کرائے تھے۔ یہ اشارہ امامؑ کا اس واقعۂ غدّاری کی طرف ہے اور جنگِ صفین میں معاویہ نے اس کو رشوت دے کر ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ ظاہری طور پر حضرت علیؑ کی فوج میں شامل تھا۔ علاّمہ مجلسی نے بحار میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہی اشعث تھا جو حضرت علی ابن ابیطالبؑ کے قتل میں شریک تھا۔ اور ابن ملجم کا صلاح کار و مددگار تھا اسی اشعث کا بیٹا محمد جعدہ ملعونہ کا بھائی تھا جس نے حضرت مسلمؑ کو طوعہ کے گھر کو سو سواروں کے ساتھ گھیر کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھیجا تھا۔ واقعہ کربلا میں فرزندِ رسولؐ پر آخری ضرب اسی ملعون نے لگائی تھی غرضیکہ یہ تمام خاندان لالچی۔ منافق اور دشمن اہلبیت رسولؐ تھا۔"

آخر معاویہ نے امام حسن علیہ السّلام فرزندِ رسولؐ کے قتل کے لئے جعدہ بنت اشعث کو ہموار کیا۔ معاویہ جانتا تھا یہ اس خاندان کی لڑکی ہے جن کا مال و دولت دین و ایمان ہے۔ چنانچہ معاویہ نے بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ جعدہ ملعونہ کی طرف در پردہ ایک لاکھ درہم بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اگر تو امام حسن علیہ السّلام کو زہر کھلا کر شہید کر دے گی تو میں تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کر دوں گا اور اس طرح تو ملکۂ شام ہو جائے گی (کشف الغمہ ص۱۷۴ و مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص۱۷۳ نیز تاریخ روضۃ الصفا جلد ۳ ص۵ میں بھی اس کی تائید موجود ہے اور معاویہ نے جعدہ ملعونہ سے مزید وعدہ کیا کہ تیری زہر خوانی سے اگر امام حسنؑ شہید ہو گئے تو تجھے پچاس ہزار دینار دیگر عطا کروں گا اور سواد کوفہ کی جاگیر بھی تجھے بخش دُوں گا۔ (دیکھو کتاب الاعمہ اکساکبہ ص۶۵۱)"

بقول ناسخ التواریخ معاویہ نے قیصرِ رُوم سے ایک خاص قسم کا زہر حاصل کر کے جعدہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ جعدہ ملعونہ نے وہ خاص زہر پانی میں ملا کر امام کے قریب رکھ دیا۔ پیاس میں امام عالیمقام نے پانی پیا ہی تھا کہ جگر مبارک کے ٹکڑے ہونے لگے۔ (طبری و تاریخ ابوالفدا) جس قدر وقت گذرتا جاتا تھا، زہر کا اثر تیز ہوتا جاتا تھا جب وقتِ وفات قریب آیا تو حاضرین کو وصیتیں کیں اسی دوران میں آواز دھیمی پڑنے لگی۔ چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے بھائی کا سر اقدس اپنی گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ امام حسن علیہ السّلام نے چھوٹے بھائی کو اس بے اختیاری سے بوسہ لیتے دیکھ کر اور آنکھیں کھول دیں اور امامت کے راز نبوّت کی امانتیں، مرسلین کے تبرکات سپرد فرمائے۔ جس طرح رسولِ اکرمؐ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اور انہوں نے حضرت امام حسنؑ کو چادر میں لے کر اسرارِ امامت ودیعت فرمائے تھے (سید الصالحین ص۱۹۸، ۱۹۹)، علاّمہ طبری کہتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کو تین ۳ بار زہر دیا گیا۔ تیسری بار فرزندِ رسول کی شہادت واقع ہوئی۔ اور مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اس میں معاویہ کی سازش تھی۔ جب امام شہادت پا گئے تو معاویہ نے حسبِ وعدہ ایک لاکھ درہم تو جعدہ کے پاس

بھیج دیا، مگر کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں۔ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح یزید سے کرتا۔ پس واقعات اور تاریخ کتب سے ثابت ہے کہ معاویہ نے معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کر کے امام حسن علیہ السلام فرزندِ رسولؐ کو شہید کرایا۔ یعنی باپ نے امام حسن علیہ السلام کو اور بیٹے یزید نے امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کرایا۔ تمام کتب فریقین مثلاً تذکرۃ خواص الائمہ و تاریخ ابوالفداء و روضۃ الاحباب و تاریخ طبری جلد ۶ وغیرہ میں ہے کہ جب قبر حضرت امام حسن علیہ السلام کے واسطے ان کے نانا رسولؐ خدا کی قبر مبارک کے قریب کھودی گئی تو تابوت آنجناب کا قبر کے برابر رکھا گیا تو بی بی عائشہ ایک خچر پر سوار ہو کر معہ مروان و دیگر افراد بنی امیہ اس جگہ پہنچیں اور مانع ہوئیں کہ میں فرزندِ رسولؐ کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دوں گی۔ افراد خاندان بنی ہاشم و دوستداران اہلبیت رسولؐ بھی مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کبھی تم اونٹ پر بیٹھ کر میدان جمل میں رسول اللہ کے بھائی حضرت علی سے لڑتی ہو اور کبھی فرزندِ رسولؐ کے جنازہ پر فساد کرتی ہو لیکن بی بی عائشہ اپنے دیرینہ بغض و عناد کو لئے ہوئے اپنی ضد پر اڑی رہیں اور فرزندِ رسولؐ جن کو رسولؐ اللہ زبان چوساتے تھے اور شب و روز محبت فرزندیں کبھی گھر، کبھی مسجد، کبھی مدینہ کی گلیوں میں لئے پھرتے تھے، جنازہ پر تیر برسائے اور فرزندِ رسولؐ کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بغرض رفع شر اپنے بڑے بھائی کو جنت البقیع قبرستان میں دفن کیا۔ جب میت کو تابوت سے نکالا تو ستر تیر جسم اطہر سے نکالے گئے۔ جو مروان و دیگر بنی امیہ کے افراد نے بہ قیادت بی بی عائشہ فرزندِ رسولؐ کی نعش اقدس پہ تیر بارانی کی گئی تھی۔ یہ ایک نہایت ہی دردناک واقعہ ہے (تاریخ طبری جلد ۶، جلاء العیون و روضۃ الصفاء و تاریخ اسلام حصہ دوم وغیرہ)۔

حامیانِ معاویہ اگرچہ زہر خوانی کے واقعہ کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ لیکن حق ظاہر ہو کر رہا۔ چنانچہ جب معاویہ کو فرزندِ رسولؐ امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو معاویہ نے خوش ہو کر بآوازِ بلند تکبیر کہی۔ شامیوں نے بھی معاویہ کی تقلید میں تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرظہ (معاویہ کی بیوی) نے کہا کیا بات ہے؟ تو معاویہ نے کہا کہ امام حسنؑ کا انتقال ہو گیا۔ فاختہ نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابنِ فاطمہؑ کی وفات پر تکبیر؟ تو معاویہ نے کہا چونکہ میرے دل کو فرزندِ رسولؐ امام حسنؑ کی وفات سے بعید خوشی حاصل ہوئی ہے اسی خوشی کے اظہار کے لئے میں نے تکبیر کہی۔ معاویہ اور اس کے حامی زہر خوانی کے واقعہ کو لاکھ کوشش کریں مگر خونِ ناحق چھپائے سے نہ چھپ سکا۔ آج اس تذکرہ سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ مثلاً (مراۃ العجائب شیخ ابوعبداللہ محمد و تاریخ الفداء و ابن خلدون و سعادت الکونین فی فضائل الحسین و مقاتل الطالبین و کامل ابن اثیر و روضۃ الاحباب و مروج الذہب، سعودی و الارشاد وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا واقعات در ابواب مندرجہ کتب تاریخ وغیرہ سے صاف واضح ہے کہ راکب دوش رسولؐ نور دیدہ بتول سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام جن کی محبت عین ایمان اور جن سے بغض و عناد رکھنا سراسر نفاق ہے (حدیثِ رسولؐ)۔

ازواج و اولاد

معاویہ و دیگر بنی امیہ کے حکمران جانتے تھے کہ ان حضرات معصومین اہلبیت رسولؐ کی زندگیاں الفاظِ قرآن کی عملی طور پر ترجمان ہیں۔ ان کی عصمت و طہارت کسی خلاف شریعت امر کو قبول نہیں کر سکتی۔ رسالتمآبؐ

نے اپنی تمام زندگی ان کے فضائل و مناقب بیان کرنے میں گذار دی۔ اس لئے بنی امیہ نے بالخصوص ان کے فضائل و مناقب کو گھٹانے کی جھوٹی روایتوں، حدیثوں اور دیگر پروپگنڈہ کے ذریعہ حد سے زیادہ کوشش کی۔ چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر و علامہ ابن ابی الحدید سنی المذہب شرح نہج البلاغہ میں بذیل شرح کلام جزو ۱۱ ص مطبوعہ طہران پر لکھتے ہیں کہ معاویہ کے زمانہ میں بالخصوص جھوٹی حدیثیں بنائی گئی ہیں۔ اور بڑے بڑے ثقہ محدث بھی ان جھوٹی احادیث و روایات کو صحیح حدیثوں میں ملا کر بیان کرتے چلے آئے ہیں پس ثابت ہوا کہ معاویہ کے زمانۂ حکومت میں جھوٹی حدیثیں، من گھڑت افسانے اہل بیت رسول ص کے خلاف گھڑے جاتے تھے۔ ان میں سے حضرت امام حسن علیہ السلام پر کثرت ازدواج کا من گھڑت افسانہ بھی گھڑا گیا تاکہ فرزند رسول ص کے فضائل گھٹائے جائیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کی زندگی تقریباً ساڑھے چھیالیس سال ہوئی۔ ۳ھ میں ولادت ہوئی ۱۱ھ میں نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مادر گرامی نانا کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ یعنی آٹھ سال کی عمر تھی جو نانا کے سایۂ رحمت اور مادر گرامی کی شفقت سے محروم ہوئے۔ اس کے بعد پدر بزرگوار کو انتہائی آلام و مصائب میں دیکھا۔ ان مصائب میں آپ برابر کے شریک تھے یعنی اہلبیت رسول ص کے خلاف سقیفہ بنی ساعدہ کا محاذ انتہائی پریشانیوں کا تھا۔ ۳۵ھ میں ان کے والد ماجد ظاہری خلافت پر متمکن ہوئے۔ مگر حاکم شام کی بغاوت، جنگ جمل و صفین و نہروان کی ہنگامہ آرائی پانچ برس مہمات ملکی کے سر کرنے میں صرف ہوئے۔ جس میں آپ برابر کے شریک تھے۔ ۴۰ھ میں مسجد کوفہ میں عین سجدہ خالق میں باپ کو شہید ہوتے دیکھا۔ باقی کے دس برس انتہائی تفکرات اور مصائب جس میں باپ پر سب و شتم ہوتے بھی دیکھا۔ جس شاہزادہ کی ساری عمر ان مصائب میں گذری ہو۔ بھلا اس کے کثرت ازدواج کہاں ممکن ہے۔ صرف بنی امیہ خاص کر معاویہ حاکم شام نے ان کے وقار کو گھٹانے اور ان کی عظمت کو کم کرنے کا یہ ڈھونگ رچایا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ان تمام عورتوں کے نام و نسب علم رجال میں سیرت امام حسن علیہ السلام کے تحت میں مل جاتے جن سے امام نے نکاح کئے۔ اور طلاق دی۔ لیکن علم رجال کی کتابوں میں سے امام حسن علیہ السلام کی زیادہ سے زیادہ نو (۹) بیویوں کے نام ملتے ہیں پس ان ازدواج سے مختلف اوقات میں نکاح کیا۔ اور ان میں بعض کے بطن سے اولاد پیدا ہوئی۔ ان ازدواج کے نام یہ ہیں:۔ ام فروہ (۲) خولہ (۳) ام بشیر بنت مسعود (۴) ثقیفہ (۵) ام اسحاق (۶) ام الحسن (۷) بنت امراء القیس (۸) ام الولد رملہ (۹) جعدہ ملعونہ مذکورہ۔ جس طرح رسول اللہ کے نو نکاح سیاسی اور معاشرتی مصالح پر مبنی تھے۔ اسی طرح فرزند رسول کی نو ازدواج تھیں۔ کتب لواعج الاحزان و تاریخ الائمہ و عمدۃ المطالب و ناسخ التواریخ و ریاض الشہادتین وغیرہ میں آپ کی اولاد مذکور و اناث حسب ذیل ہے۔ آپ کی نسل بقول سید مرتضیٰ سید اعلم الہدیٰ چار صاحبزادوں سے جاری ہوئی۔ جو سادات حسنی کے نام سے موسوم ہیں:۔ (۱) امام زادہ سید زید (۲) سید حسن مثنیٰ (۳) سید حسین الاثرم (۴) سید عمران چار امام زادوں سے آپ کی نسل جاری ہوئی۔ (۵) سید عبداللہ بکر شہید (۶) سید قاسم شہید۔ یہ دونوں صاحبزادے میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ (۷) سید عمر شہید (۸) سید احمد شہید (۹) سید عبداللہ اصغر شہید (۱۰) سید عبدالرحمٰن شہید یہ چاروں صاحبزادے مختلف مقام پر سلاطین بنی امیہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اور سید اسماعیل و سید حمزہ و سید یعقوب و سید عقیل و سید ابوبکر و سید محمد اکبر و سید محمد اصغر و سید حسن اصغر و سید علی اکبر و

وسید علی اصغر و سید جعفر و سیّد طلحہ جو اویہ سب صاحبزادے لاولد رہے اور اولادِ اناث میں سیدہ امّ عبداللہ فاطمہ معروف امّ الحسن زوجہ امام زین العابدین علیہ السلام و صغریٰ و رقیہ و امّ سلمیٰ و امّ الحسین، فاطمہ۔ (۱) امام زادہ سید زید (۲) امام زادہ سید حسن مثنیٰ (۳) سید حسین الاثرم (۴) سید عمران، چاروں برادران کی نسل، حجاز و مصر و دیلم و یمن و خراسان وغیرہ میں کثیر نسل پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستان میں کم ہے۔"

۱۔ امام زادہ سید زید

آپ نہایت عالم و فاضل اور مذہبی مقتدا مانے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں نہایت عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ عوام میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی۔ اور اپنے بعد کئی ہونہار یادگاریں چھوڑیں جن میں سب سے زیادہ فاضل اور مقدس بزرگ سید حسن تھے۔ ان کی صاحبزادی نفیسہ نامی مصر میں ولیّہ کے نام سے مشہور تھیں۔ اور بلحاظ علم و فضل، خواتین مصر ملکہ عراق و شام میں بھی ان کی کوئی نظیر نہ تھی۔ پدر بزرگوار کے انتقال کے بعد اُن کے صاحبزادہ سیّد قاسم کو دینی و دنیوی دونوں طرح کا عروج اور وجاہت و قدر و منزلت حاصل تھی کہ پچھلے طبقہ میں کسی کو میسّر نہیں ہوئی۔ غرضیکہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کی نسل سے سادات حسنی ہیں زیدیہ فرقہ ان کو اپنا امام کہتا ہے۔"

(۲) امام زادہ سید حسن مثنیٰ

آپ کا روز عاشورہ کا واقعہ متعدد کتب تواریخ مثلاً ناسخ التواریخ و عمدۃ المطالب، قمقام، ذخار، الارشاد کشف الغمہ، ریاض الشہادتین وغیرہ میں اس طرح مرقوم ہے کہ آپ روز عاشورہ دوران جنگ گھوڑے سے زخمی ہو کر گر پڑے جس وقت سر شہدائے کربلا کے جسموں سے جُدا کئے جارہے تھے تو ان میں رمق حیات باقی تھی۔ اسماء بن خارجہ ابو حسان جو ان کا رشتہ میں ماموں ہوتا ہے اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر سردار لشکر یزید سے ان کو بچالے گیا اور کوفے جا کر ان کا معالجہ کرایا اور جب وہ صحت یاب ہوگئے تب اس نے ان کو بحفاظت مدینہ منورہ بھجوا دیا۔ تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید عبداللہ محض، (۲) سید ابراہیم (۳) سیّد حسن مثلث۔ یہ ہر سہ فرزندان جناب سیّدہ فاطمہ کبریٰ بنت الحسین کے بطن اطہر سے متولد ہوئے (۴) سید جعفر (۵) سید داؤد امّ الولد کے بطن سے پیدا ہوئے۔"

۱۔ سید عبداللہ محض

علم و فضل میں اپنے سب بھائیوں میں ممتاز اور سردار بنی ہاشم تھے۔ جب منصور دوانقی اپنے محسن ابو مسلم بن سلیط کو اپنے مکان میں قتل کرا چکا جس کے ذریعے سلطنت ہوئی۔ تو اس نے سادات فاطمی کو تہ تیغ کرانا شروع کیا۔ منصور کے عہد حکومت کی سادات کشی کی شہداء کی فہرست بہت طولانی ہے۔ سادات فاطمی کو چن چن کر قتل کیا۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ منصور خضر الحمر انمرلج میں سرخ لباس پہن کر قتل کا حکم دیا کرتا تھا۔ اس نے تمام عمر سادات کی تلاش میں بسر کی اس کو جو سید زادہ مل گیا۔ قتل کرا دیا۔ چنانچہ ملا محمد باقر علامہ العہد میں لکھتے ہیں۔ کہ منصور جب بغداد کی عمارت تعمیر کرا رہا تھا۔ اس عرصہ میں جس قدر سادات گرفتار ہو کر سامنے پیش ہوتے تھے ان کو دیوار میں چنوا دیتا تھا۔ بغداد کی مسجد کی بنیاد کو سادات کی لاشوں سے بھر دیا گیا۔ اور عمارت قائم کی گئی۔ مولوی شبلی نعمانی کو بھی سیرۃ النعمان میں لکھنا پڑا کہ منصور نے سادات کی بیخ کنی اور خانہ بربادی کی بہر حال منصور دوانقی ۱۴۲ھ میں بغداد سے حج کا بہانہ لے کر کوفہ ہوتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا۔ اور مکہ سے مدینہ منورہ گیا۔ وہاں پر سید عبداللہ محض اور ان کے بیٹوں سیّد محمد نفس زکیہ و سید ابراہیم نفس مرضیہ کی شجاعت اور علمی کمالات کا چرچا

سُنا فوراً عامل مدینہ کو حکم دیا کہ تمام سادات فاطمی کو گرفتار کر کے کوفہ روانہ کر دے اور خود مکہ سے واپس آ کر گرد و نواح کے سادات جو زید شہید کی اولاد تھی۔ جو مدینہ سے ہجرت کر کے ہشام کے وقت شہر واسطہ میں آباد تھے، ان کو قتل کرا دیا۔ اُدھر عامل مدینہ نے حسب الحکم منصور سید عبداللہ محض کے خاندان اور دوسرے سادات کو گرفتار کر کے پا بجولاں بغداد کی طرف روانہ کیا۔ جب مظلوم سادات کا قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تو ان کی بیکسی اور مظلومیت پر ہر ایک شخص رو رہا تھا۔ ان کا ہر ایک جوان رعنا، دلیر و شجاع تھا۔ وُہ شرافت و نجابت اور زہد و تقدس کی مجسم صورتیں گلے میں طوق، ہاتھوں میں دوہری زنجیریں لاغر برہنہ اونٹوں کی پشت پر بٹھائے ہوئے تھے اور مدینہ شہر کے گلی کوچوں میں کشاں کشاں پھرائے جاتے تھے اور پاؤں اونٹوں کے تنگ سے بندھے ہوئے تھے۔ کامل ابن اثیر کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے سادات کے قافلہ کو اس حالت میں دیکھا، بیساختہ رونے لگے۔ اور فرمایا کہ مدینہ اب دارالامان نہیں رہا۔ کتاب کافی میں ہے کہ جب یہ مظلوم قافلہ مسجد نبوی صلعم کے آگے سے گزرا تو آپ شدتِ گریہ سے زمین پر گر پڑے اور عرصہ تک بیمار رہے۔ بقول علامہ ابن اثیر سید عبداللہ محض کے دونوں صاحبزادے سید محمد نفس زکیہ و سید ابراہیم نفس الرضیہ اس وقت مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ مصلحتاً پوشیدہ ہو گئے تھے۔ اور لباس تبدیل کر کے شب کی تاریکی میں گاہ گاہ قافلہ کے مقید سردار پدر بزرگوار سے ملاقات کرتے تھے۔ اور ان کی تسلّی و تشفی کرتے تھے۔ غرضیکہ سادات کا یہ قافلہ قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ علامہ اثیر آگے لکھتے ہیں کہ یہ سادات رفیع الدرجات قید خانہ میں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ظالم منصور ان کو اس تاریک قید خانہ میں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا آب و دانہ بھی بند تھا۔ آخر اولاد رسولؐ فاقہ کشی کے سبب اور طرح طرح کے مظالم سہہ کر جان بحق ہونے لگے۔ جس قدر سید زادے فوت ہوتے، ان کی میّت دفن نہ کی جاتی بلکہ زندوں میں پڑی رہتی۔ ان کی بُو سے زندہ بھی بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ سید عبداللہ محض کے فرزند سید محمد نفس زکیہ کا سر قلم کر کے ان کے پاس بھجوایا۔ سید عبداللہ محض نے بیٹے کا سر دیکھ کر سینہ سے لگایا۔ اور روتے روتے بیہوش ہو کر اسی حالت میں ۱۴۵ھ میں قید خانہ ہی میں فوت ہو گئے۔ سید عبداللہ محض کے صلب سے چھ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید محمد نفس زکیہ (۲) سید ابراہیم نفس المرضیہ (۳) سید یحییٰ۔ (۴) سید سلیمان (۵) سید ادریس (۶) سید موسیٰ الجون

۱۔ سید محمد نفس زکیہ

آپ نہایت خوبصورت اور اپنے زمانہ میں علم و فضل و احکام فقہ اور سخاوت و شجاعت میں افضل ترین حجاز تھے اور صاحب نفس زکیہ کہلاتے تھے۔ فضائل حسنہ کے خیال سے لوگ انہیں مہدی آل محمدؐ سمجھتے تھے۔ لیکن خود آپ اپنے کو شہید بتاتے تھے۔ اہل خاندان ان کو یہ کہتے تھے کہ مہدی نہیں ہیں ورنہ شہید نہ ہوتے۔ آپ نے جب خلافت کی تحریک شروع کی تو امام جعفر صادق علیہ السّلام ان کو نصیحت فرماتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان کو نہ خلافت و امامت مل سکتی ہے نہ یہ مہدی ہیں بلکہ جب منصور دوانقی خلیفہ ہو گا وُہ انہیں دوران جنگ، مقام "احجار الزیت" کے پتھروں پر قتل کرائے گا۔ اور اُن کے بھائی ابراہیم گھوڑے پر اس طرح قتل ہوں گے کہ گھوڑے کے پاؤں پانی پر ہوں گے جب یہ سارا واقعہ رونما ہوا تو اس وقت لوگوں کو امام صادق کی پیشین گوئی کی صداقت کا یقین ہوا اور آپ کا لقب صادق قرار پایا۔ بہر حال جب سید محمد نفس زکیہ کو یہ معلوم ہوا کہ میرے پدر بزرگوار اور دیگر سادات کو قید خانہ میں طرح طرح کی اذیتیں دی جا رہی ہیں اور جو سید زادہ فوت ہو جاتا ہے اس کو دفن نہیں کیا جاتا بلکہ زندوں میں ان کی لاشیں پڑی رہتی ہیں اس کے علاوہ واسطہ اور دوسرے مقامات پر سادات کا قتل عام ہو رہا ہے تو یہ واقعات سن کر آپ سے ضبط نہ ہو سکا۔ تو انہوں نے اہل مدینہ اور

اطراف کے لوگوں سے امداد مانگی۔ عوام نے آپ کی آواز پر لبیک کہی۔ اور تمام لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اطراف میں آپ کے ہمراہ کافی جمعیّت ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ اور یمن پر آپ کا قبضہ ہو گیا۔ اور ان میں اپنے عامل مقرر کر دیئے۔ دوسری طرف ان کے بھائی سید ابراہیم نفس المرضیہ کی اہل کوفہ و بصرہ نے بیعت کر لی۔ انہوں نے بصرہ کے بیت المال پر قبضہ کر لیا۔ اور اہواز و واسطہ میں اپنے عامل مقرر کر دیئے۔ سید محمدؑ نفس زکیہؑ و سید ابراہیم کے اقتدار کی خبر پاتے ہی منصور دوانقی بدحواس ہو گیا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ منصور پر یکدم پوری قوّت سے حملہ کیا جائے لیکن ہوتا وہی ہے جو مشیّتِ الٰہی چاہتی ہے۔ اتفاقاً سید ابراہیم سخت بیمار پڑ گئے۔ ادھر منصور کی فوج سید محمدؑ پر حملہ آور ہوئی اور منصور کا چچا عیسیٰ بن موسیٰ ۱۴۵ھ میں منصوری فوج لے کر مقام قید جو مدینہ کے قریب ہے پہنچا۔ عیسیٰ نے سب سے پہلے سید محمدؑ نفس زکیہؑ کے سرداروں کا کافی مال و دولت دے کر اپنی طرف ملا لیا۔ بہت سے لوگ طمع دنیا کے لالچ میں منصور کی فوج میں مل گئے۔ کچھ لوگ اِدھر اُدھر مال و دولت لے کر چلے گئے۔ اَب سید محمدؑ کے پاس معمولی سی جمعیّت رہ گئی۔ ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ کو مقام احجار زایت" میں طرفین میں لڑائی ہوئی۔ سید محمدؑ نے معمولی سی جمعیّت سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور بے شمار منصور کے لشکریوں کو تہ تیغ کیا۔ آخر زخموں میں چور ہو کر نڈھال ہو گئے۔ حمید ابن محیط نے موقعہ پا کر آپ کو "احجار الزیت" کے پتھروں پر قتل کر دیا۔ عیسیٰ نے آپ کا سر منصور کے پاس روانہ کر دیا۔ اور منصور نے سید محمدؑ نفس زکیہؑ کا سر قید خانہ میں ان کے والد سید محمدؑ عبداللہ محض کے پاس بھیج دیا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ عیسیٰ فتح یاب ہو کر مدینہ میں داخل ہوا۔ اور سادات کی املاک ضبط کر لیں۔ اور ان کو گرفتار کر کے قید خانہ میں بند کر دیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی املاک بھی ضبط کر لیں، امام صادقؑ مدینہ سے ہجرت کر کے علاقہ فرنج میں چلے گئے۔

۲۔ سید ابراہیم نفس المرضیہ سید ابراہیم کو جب اپنے برادر سید محمدؑ نفس زکیہؑ کی شکست کی اطلاع ملی آنکھوں میں خون اتر آیا اور لشکر لے کر کوفہ پہنچے۔ مقام احمرا میں خیمہ زن ہوئے۔ منصور کا لشکر یہاں پہلے ہی مقیم تھا۔ طرفین میں شدید جنگ ہوئی۔ سید ابراہیم خود میدان جنگ میں شمشیر کے جوہر دکھا رہے تھے۔ بے شمار منصوری قتل ہوئے۔ منصور کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی سید ابراہیم فتح یاب ہوئے۔ منصور کی فوج کو شکست ہوئی۔ منصور کو جب اپنی شکست کا علم ہو گیا تو ششدر رہ گیا۔ دوبارہ عیسیٰ بن موسیٰ نے منصوری فوج کو اکٹھا کر کے معاویہ شاہی چال اختیار کی۔ منصور نے خزانے کا منہ کھول دیا۔ سید ابراہیم کے سرداروں کو لاکھوں درہم تقسیم کیے۔ جاگیروں کا وعدہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سید ابراہیم کی دو حصّہ فوج منصوری فوج میں شامل ہو گئی۔ اب کیا تھا، دوبارہ جنگ چھڑی۔ اگرچہ سید ابراہیم نفس المرضیہ نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے لیکن کہاں تک آخر ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۵ھ میں زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اور قتل کر دیئے گئے۔ ان دونوں برادران کی شہادت کے بعد ان کی اولادوں کو خاص کر چن چن کر قتل کیا۔ سید محمدؑ نفس زکیہؑ کے فرزند سید علی کے پہلے چار صد تازیانہ لگائے گئے اس کے بعد بقول ابوالفرج اصفہانی کہ سید علی بن سید محمدؑ کے ضرب تازیانہ سے .... کرتے کے ساتھ جسم کی جلد بھی اتر آئی۔ ان سفاکیوں پر بھی منصور نے بس نہیں کی۔ قصر شاہی جو زیر تعمیر تھا اس کی دیوار میں زندہ کھڑا کر کے چنوا دیا۔ اور سید حسن و سید زید پسران سید محمدؑ نفس زکیہؑ کو بھوکا پیاسا مقید کر کے قتل کیا۔

۳۔ سید یحییٰ دونوں برادران کی شہادت کے بعد شہر در شہر قریہ در قریہ معہ اہل خاندان پوشیدہ پھرتے تھے) شہر دیلم میں گرفتار کر کے قید کیا اور بھوکا

شہید کر دیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے۔ کہ درندوں کو گوشت کھلوایا اور ان کے ساتھی بارہ سال تک قید رہے اور اسی طرح ان کے چوتھے بھائی سید سلیمان بن سید عبداللہ محض کو قید کر کے زہر سے شہید کیا۔ اور تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۵۷ پر لکھا ہے کہ دولت طباطبا بصرہ سنہ ۱۹۹ تا سنہ ۲۵۵ھ تک حکومت بصرہ پر فائز رہی۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے۔ سید محمدؒ بن سید ابراہیم بن سید مرتضیٰ محمدؒ بن سید ابراہیم بن سید ناصر احمدؒ بن سید ابراہیم منتخب حسین بن سید ناصر احمدؒ ہادی محمدؒ بن سید ناصر احمدؒ محمد بن سید ناصر احمد رشید بن سید عباس بن سید ناصر احمد بن سید ابراہیم نفس المرضیہ بن امام زادہ سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام۔

سید ادریس بن سید عبداللہ محض یہ پانچویں فرزند سید ابراہیم نفس المرضیہ اور منصور کے معرکہ کے دوران مصر کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں سے مراکو یہاں کے عوام نے آپ کو اپنا پیشوا تسلیم کر لیا۔ اور سنہ ۱۷۲ھ میں سلطنت ادریسیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور کتاب شجرے فرمانروایان اسلام کے صفحہ ۲۲، صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ سنہ ۱۶۹ھ میں علویوں نے مدینہ میں علم استقلال بلند کیا۔ اس ہنگامے کے شرکاء میں سید ادریس بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام بھی تھا جو ہنگامہ کے فرو ہو جانے کے بعد مصر چلا گیا۔ وہاں سے مراکو پہنچ کر متصل سیوطہ خود مختار ہو گیا۔ اس کے سکہ پر شہر بلغا اور والیہ کے نام مرقوم ہیں اور سنہ ۱۸۰ھ کے قریب ادریسی سلطنت انتہائے کمال پر پہنچ گئی۔ ادریسی سلطنت میں دس حکمران ہوئے ہیں جن کے نام یہ لکھے ہیں:- (۱) سید ادریس بن سید عبداللہ محض سنہ ۱۷۲ھ (۲) سید ادریس ثانی بن سید ادریس مذکور (۳) سید محمدؒ بن سید ادریس ثانی (۴) سید علی بن سید محمدؒ (۵) سید یحییٰ بن سید محمدؒ (۶) سید یحییٰ ثانی بن سید یحییٰ (۷) سید علی ثانی بن سید عمر بن سید ادریس ثانی (۸) سید یحییٰ ثالث بن سید قاسم بن سید ادریس ثانی (۹) سید یحییٰ رابع بن سید ادریس بن سید عمرؒ (۱۰) سید حسن اور یہ ادریسی خاندان (مراکو) کی سلطنت سنہ ۱۷۲ھ تا سنہ ۳۷۵ھ قائم رہی۔ (کتاب شجرے فرمانروایان اسلام صفحہ ۲۲، صفحہ ۲۳)۔

اور تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے۔ سید علی بن سید حمود تا سید یحییٰ سادات حسنی ادریسیہ سے تھے۔ قرطبہ پر حاکم رہے ان کے نسب نامہ کی ترتیب یوں لکھی ہے۔ ادریس کے بعد ان کے فرزند سید عمر پھر عبداللہ بن عمر اور سید علی بن عبداللہ۔ ان کے بعد سید احمدؒ بن علی اور سید یعقوب بن احمدؒ اور سید علی بن سید حمود۔

۶۔ سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ محض، ان کے صلب سے ایک پسر سید عبداللہ ثانی ان کا پسر سید موسیٰ ثانی ان کا پسر سید ابوبکر داؤد ان کا پسر سید شرف الدین محمدؒ، ان کا پسر سید یحییٰ زاہد ان کا پسر سید عبدالکریم ان کا پسر سید موسیٰ ان کا پسر سید ابو محمدؒ ان کے صلب سے دو پسر سید عبداللہ و سید عبدالقادر گیلانی (جیلانی) مدفون مزار شہر گیلان (ایران) میں ہے صاحب یافعی لکھتے ہیں اس قصبہ کا نام جیل تھا۔ نہایت پر فضا مقام ہے جیلان کے نام سے مشہور ہوا۔ کوہ جودی کے قریب ہے۔ کتاب تذکرۃ الانساب میں بھی لکھا ہے۔ سید عبدالقادر بن سید ابو محمدؒ کا مزار قصبہ جیلان (گیلان) میں ہے، یہ بزرگ امام زادہ سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے ہیں۔ سید حسنی اور مذہب شیعہ اثنا عشری کے پابند اور دوستداران اہلبیت میں سے تھے۔ اور شیخ عبدالقادر بغدادی مدفون بغداد سید نہیں ہیں۔ جیسا کہ بر حاشیہ موعظہ حسنہ از استاد معظم صدر المفسرین علامہ سید علی حائری مجتہد اعلی اللہ مقامہ، نے لکھا ہے کہ گیلانی سادات کے جد اعلیٰ سید عبدالقادر بن سید ابو محمدؒ مدفون گیلان امام زادہ سید مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ شیعہ

مذہب اثنا عشری رکھتے تھے۔ شیعہ سادات فاطمی کو شیخ عبدالقادر بغدادی مدفون بغداد سے الحاق نسب میں بوجہ نام مغالطہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ کتاب عمدۃ المطالب مطبوعہ بمبئی صہ ۱۱۲ اور مطبوعہ جعفری لکھنؤ صہ ۱۱۱ پر اہلبیتؑ کے امام نسب احمد بن علی بن الحسین بن علی بن مہنا لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی مدفون بغداد بن محمد جنگی دوست بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ ۔ خود شیخ عبدالقادر نے اپنی سیادت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ان کے بیٹوں نے بلکہ نسب سے پہلے ان کے پوتے قاضی ابوصالح احمد بن ابوبکر اس کے مدعی ہوئے۔ مگر کوئی دلیل یا گواہ اس ثبوت میں نہیں لا سکے اور نہ کسی اہل نسب نے اس دعویٰ کو تسلیم کیا۔ عبداللہ بن محمد یحییٰ مرد حجازی تھے۔ جو ۔۔ ملک حجاز سے باہر نہیں گئے۔ یہ نام جنگی دوست عجمی ہے۔ اور رسالہ صوفی صہ ۳۳ جلد ۹ جو بہ سرپرستی خواجہ حسن نظامی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے نکلتا ہے۔ اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی مدفون بغداد کا سلسلہ نسب جناب عمر ابن خطاب تک پہنچا ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ حقیقتاً شیخ عبدالقادر کا عقیدہ حنفی المذہب نہیں ہے۔ بلکہ وہ صوفی مسلک حنبلی تھے۔ جیسا کہ کتاب خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل صہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر مدفون بغداد، حنبلی تھے۔ مگر صوفی مسلک بلکہ صوفیوں کے امام تھے۔ صوفیوں کا فرقہ "قادریہ" آپ کی طرف منسوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ عبدالقادر حنفیوں اور ان کے امام ابوحنیفہؒ کو گمراہ فرقوں میں شمار کرتے ہیں چنانچہ کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صہ ۱۷۱ فصل تعداد فرقے ہائے مرجیہ میں فرقہ حنفیہ کو مرجیہ کے بارہ فرقوں میں شمار کرتے ہیں اور اسی کتاب کے صہ ۱۷۲ پر لکھا ہے۔ "مرجیہ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اما الحنفیۃ فھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرھوتی فی کتاب الشجرۃ"۔ مطلب یہ ہوا کہ فرقہ حنفیہ کے بعض اذفات ابی حنیفہ نعمان ثابت سے ہیں ان کا گمان ہے کہ صرف خدا اور رسولؐ کو پہچاننا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے وغیرہ ۔ بہرکیف ہمیں اس سے بحث نہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرقہ حنفی کو تو گمراہ کہیں اور اس فرقہ کے حضرات ان کی ثنا و صفت میں رطب اللسان رہیں لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بزرگ آل رسولؐ کے بھی ثناخوان نہیں جیسا کہ کتاب غنیۃ الطالبین کے مطالعہ سے ظاہر ہے وہ اہل بیت رسولؐ جن کی شان میں آیۂ تطہیر و آیۂ مباہلہ و سورۃ دہر وغیرہ نازل ہوئیں اور جن کی محبت رسولؐ کی محبت، جن کی مخالفت رسول اللہ کی مخالفت ہے۔ اگر ان پر نماز میں درود نہ بھیجا جائے تو نماز باطل ان کی محبت اجر رسالت ہے ان کی شان میں خدا فرماتا ہے :- انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ؀

۲۔ سید ابراہیم بن امام زادہ سید حسن مثنیٰ تاریخ بحران الحمان میں ہے کہ سید ابراہیم بن سید حسن مثنیٰ کا پسر سید اسماعیل، ان کا پسر سید ابراہیم طباطبا کی اولاد ۱۹۹ھ میں یمن پر جا کر قابض ہو گئی اور یمن میں حکمران رہے۔ ان کی اولاد اسی نواح میں ہے اور ۔

۳/۴ سید حسن مثلث و سید جعفر جب سید عبداللہ محض اور دوسرے سادات فاطمی منصور دوانقی کی قید میں تھے اور سادات قسم قسم کے مصائب و آلام جھیل رہے تھے تو یہ دونوں برادران سید حسن مثلث و سید جعفر بھی قید

؀ — پس معلوم ہوا جو بھی اولاد رسول کی نسل میں سے ہو گا وہ اپنے آباؤ اجداد کی مذمت نہیں کر سکتا۔

میں تھے جس وقت سید عبداللہ محض کے بیٹے سید محمد نفس زکیہ کا سر منصور نے قید خانہ میں اُن کے باپ کے پاس بھیجا۔ وہ اس وقت عبادتِ الہٰی میں مشغول تھے۔ ان کے بھائی سید حسن مثلث و سید جعفر نے مُڑ کر کہا کہ بھائی نماز کو طول نہ دیجئے۔ سر سید محمد نفس زکیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ تحفہ منصور نے آپ کو بھیجا ہے تو سید عبداللہ محض نے سر فرزند کا دیکھ کر سینہ سے لگایا اور روتے روتے بیہوش ہو کر جان بحق ہو گئے۔ سادات میں ایک کہرام مچ گیا۔ سید حسن مثلث و سید جعفر بھی روتے روتے بیہوش ہو گئے۔

۵۔ سید داؤد بن سید حسن مثنیٰ یہ سب سے چھوٹے بھائی اور کم سن تھے۔ ملا محمد باقر کتاب جلاء العیون میں رقمطراز ہیں کہ منصور دوانقی جب بغداد کی عمارت بنوا رہا تھا تو جس قدر سادات فاطمی گرفتار ہو کر آتے تھے دیواروں میں چنوا دیتا تھا۔ چنانچہ ایک دن سید داؤد کم سن لڑکا حسین و جمیل بھی گرفتار ہو کر آیا۔ منصور کے حکام نے معمار کے سپرد کر دیا کہ وہ اس بچہ کو بھی زندہ دیوار میں چن دے معمار کو اس کی قبول صورت اور بھولے پن پر ترس آیا۔ اس نے سب کے سامنے دیوار میں چن تو دیا۔ مگر ایک سوراخ رکھ دیا جس سے بچہ کو ہوا پہنچتی رہی اور سید زادہ کے کان میں کہہ دیا کہ آدھی رات کو نکال لونگا گھبرانا مت۔ جب آدھی رات ہوئی تو اس معمار نے سید زادہ کو باہر نکال کر دیوار درست کر کے تعمیر کر دی اور معمار نے دوسرا لباس تبدیل کرا کر کہہ دیا کہ آپ راتوں رات کہیں چلے جائیں۔ غرض وہ بچہ شب کی تاریکی میں سفر کرتا اور دن میں جنگل میں بسر کرتا۔ اسی طرح ایک مدت میں مدینہ منورہ پہنچا۔

تاریخ شجرے فرمانروایانِ اسلام میں ہے کہ شرفائے مراکو امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ان کی حکومت کا آغاز ۹۵۱ھ سے ہے لیکن ان کا مستند شجرہ نسب تحریر نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء فرزندِ رسولؐ کے درد انگیز سوانح حیات

ولادت باسعادت فرزندِ رسولؐ، سبطِ اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ ۳ر شعبان سنہ ۴ھ میں ہوئی یعنی ہجرت کے چوتھے سال۔ ولادت سے قبل جب رسول اللہ خانہ سیدۃ النساء میں تشریف لاتے تھے تو معصومۂ عالم فرماتی ہیں کہ بابا جان اکثر اوقات تاریکی میں میرے بطن سے ایسا نور ساطع ہوتا کہ میں اپنے سامنے کی تمام چیزیں دیکھ لیتی تھی۔ اور جب شہزادہ کے ولادت کا وقت آیا تو بحکم ربِ جلیل ایک حور سردار حورانِ بہشت لعبا نام معہ دیگر حورانِ جنت کے دولت سرائے خاتونِ جنت داخل ہوئیں اور باجازت معصومۂ عالم معہ حوران جنت مثل کنیزوں کے دایہ گری کی خدمات انجام دیں اور آفتابوں میں تسنیم سلسبیل کا آب ہاتھوں میں تھا۔ مولود کو اس آفتابے میں بٹھا کر غسل دیا۔ اور بعد غسل لعبا حور نے سفید پارچہ میں لپیٹ کر سیدۃ النساء کے پہلو میں لٹا کر غائب ہو گئیں۔ مولود کی ولادت کی خوشخبری سن کر رسولِ خدا تشریف لائے۔ تو بیٹی نے عرض کی بابا جب اس بچہ کی ولادت کا وقت آیا تو دایہ گری کی خدمت انجام دینے کے لئے بالخصوص میرے گھر میں چند عورتیں نہایت حسین و جمیل داخل ہوئیں جو کہ اجنبی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں ایک طبق تھا۔ نہایت نورانی اور ایک ابریق پانی سے بھرا ہوا۔ میں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ جب بچہ پیدا ہوا

تو انہوں نے اسی طشت میں بٹھا کر اس پانی سے غسل دیا اور میرے پہلو میں لٹا کر غائب ہوگئیں۔ سرورِ کائنات نے مسکرا کر فرمایا، بیٹی وہ جنت کی حوریں تھیں اور وہ طشت جنت کا ظرف اور پانی سلسبیل و کوثر کا لایا ہوا تھا۔ بحار الانوار میں ہے کہ اسماء بنت عمیس سے مروی ہے۔ کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں ان کو سفید پارچہ میں لے کر رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آنحضرتؐ نے فرزند کو گود میں لیا پیار کیا۔ داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت، پھر اپنی زبان مبارک چُسائی۔ لعاب دہن رسالتمآبؐ کا حسینؑ کو چُسانا پہلی غذا تھی۔ اس لئے کہ یہ آنحضرتؐ کے نور کا ایک اہم جزو ہے، حسینؑ خود معصوم اور معصوم کے صلب سے معصومۂ عالم کے بطن مبارک سے ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے ابوصلت ہروی سے فرمایا ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ملائکہ کے سجدہ اور جنت میں داخل کر کے نوازا تو ربّ العزت کی ندا آئی کہ اے آدم ذرا ساق عرش پر نگاہ کرو۔ آدم نے نگاہ کی تو دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہے کہ خدا کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ علیؑ ابن ابیطالب مومنین کے امیر ہیں اور اُن کی زوجہ فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ، حسینؑ دونوں جنت کے سردار ہیں۔ آدمؑ نے عرض کی "یہ کون ہیں؟" خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ تمہاری ذریت سے ہیں۔ اگر ان (پنجتن) کا وجود نہ ہوتا تو تم کو بھی خلق نہ کرتا۔ (کتاب بحار الانوار) اور حسن بن سلیمان کی کتاب تفضیل الائمہ سے نقل ہے کہ ایک صحیفہ سماویہ میں ہے کہ ایک مرتبہ اولادِ حضرت آدمؑ میں اس بات پر نزاع ہوئی کہ خدا کی مخلوق میں کون سب سے زیادہ خدا کا مقرب و محبوب ہے؟ کسی نے کہا کہ تمہارے باپ آدم خدا کے مقرب ترین بندہ ہیں کہ ملائکہ سے ان کے لئے سجدہ کرایا اور زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا۔ اور پوری دُنیا کو ان کے لئے مسخر فرمایا۔ دوسرے نے کہا نہیں اس مرتبہ پر صرف خدا کے فرشتے فائز ہیں۔ کہ جو کبھی خدا کا گناہ نہیں کرتے۔ کوئی بولا سب فرشتے نہیں بلکہ ان میں جبرائیل امین ہیں جو قربتِ الٰہی میں تمام کائنات پر فوقیت رکھتے ہیں۔ جب کوئی متفق فیصلہ نہ ہوا۔ تو سب نے حضرت آدمؑ کے پاس آ کر اپنا مدعا بیان کیا۔ حضرت آدمؑ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا۔ کہ میں تمہیں ان مقدس ہستیوں کی خبر دیتا ہوں۔ کہ جن کا مرتبہ خدا کے نزدیک تمام کائنات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ میں نے آسمان پر ایسی کوئی جگہ نہیں دیکھی کہ جہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ لکھا ہو۔ اور جہاں بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھا ہے وہاں اس کے گرد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر ہے اور جہاں بھی محمد رسول اللہ لکھا ہے وہاں لکھا ہے کہ علی خیرۃ اللّٰہ فاطمہ، الحسن والحسین صلواۃ اللّٰہ و امین اللّٰہ۔ (کتاب تفضیل الائمہ)*

نام و نسب آپ کا نام نامی دنیائے عالم کے ہر انسان کی زبان پر حسینؑ حسینؑ سُنائی دیتا ہے۔ اس نام میں عجب کشش اور پُر درد جاذبیت۔ دوست تو دوست ماسوائے دشمن کے غیر کی آنکھیں بھی اشکبار ہو جاتی ہیں۔ کتاب علل الشرائع و امالی میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ارشاد کو شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ امام چہارمؑ نے فرمایا ہے کہ جب میرے پدر بزرگوار پیدا ہوئے تو جبرائیل امین نازل ہوئے۔ اور رسولِ اکرمؐ سے فرمایا کہ خداوند عالم بعد تحفہ درود و سلام آپ کو ولادت فرزند کی مبارکباد دیتا ہے اور کہتا ہے کہ علیؑ سے کہو کہ تمہاری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی۔ لہٰذا جو ان کے فرزندوں کے نام تھے وہی تمہارے بیٹوں کے نام ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ہارون کے بڑے فرزند کا نام شبّر اور چھوٹے فرزند کا شبیر تھا

---

* اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام آخر الزماں علیہ السلام کے نام لئے اور کہا کہ جب میں عالم ملکوت میں تھا

رسول اللہؐ نے فرمایا یہ نام تو عبرانی زبان میں ہے۔ عربی میں کیا نام ہونا چاہیئے، جبرائیل امین نے کہا۔ اس کے ہم معنی "حُسین" رکھیئے۔
چنانچہ رسولِ خُدا نے یہی نام رکھا، کتب تواریخ اور ارشاداتِ معصومین سے معلوم ہوتا ہے کہ خامس آلِ عبا شہزادہ گلگون قبا شہید کربلا
کا اسمِ مُبارک حسُینؑ کنیت اباعبداللہ اور مشہور ترین القاب الشہید ہے۔ علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ کتاب نزل الابرار میں تحریر
فرماتے ہیں یعنی رسول اللہؐ نے ان کا نام حسینؑ رکھا تھا اور کنیّت ابوعبداللہ ہے اور لقب آپ کے سیّد اور طیب اور زکی اور
سبط اور رشید اور شہید اکبر وغیرہ ہیں۔ جب ساتواں دن ہوا تو پیغمبرِ اسلام نے آپ کا عقیقہ کیا جس طرح فرزند اکبر امام حسن علیہ
السلام کا عقیقہ کیا تھا۔ اور اپنے فرزند کے بال اتروائے اور ان کے ہم وزن طلا تصدّق کیا۔ اور سر پر خوشبو ملی۔ جو زعفران اور دوسری
خوشبودار چیزوں سے بنائی جاتی ہے"۔

آپ فرزندِ رسولؐ ہیں

کتب تواریخ و سیر شاہد ہیں اور ائمّت مرحومہ کا اتفاق ہے کہ حسنین علیہم السّلام فرزندانِ رسول کہلاتے
تھے اور رسالتمآبؐ نے اکثر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کی ذریّت اس کے صلب سے قرار دی گئی ہے اور
میری ذریّت صلب علی ابن ابیطالب سے۔ خود حضرت علی بھی حسنین کو فرزندِ رسولؐ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ جنگ صفین میں محمدؐ حنفیہ دلیرانہ
جنگ کی تو شیرِ خدا نے خوش ہو کر اَشْهَدُ اَنَّكَ اِبْنِيْ حَقًّا "بے شک تو میرا بیٹا ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا مولا حسنین بھی تو آپ
ہی کے بیٹے ہیں فرمایا هُمَا اَبْنَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وہ رسول اللہ کے فرزند ہیں کیونکہ بیٹا جزوِ پدر ہوتا ہے۔ اور حسنین جزوِ نورِ محمدؐی تھے۔
حسنین نے تو آنحضرتؐ کا انگوٹھا۔ زبان چوس کر پرورش پائی تھی۔ اور آپ کا گوشت و پوست بھی اسی سے بنتا تھا۔ لہٰذا رسالتمآبؐ
نے اکثر اس کا اظہار اور اعلان کیا "الحسن والحسین ابنای" حسنؑ اور حسینؑ دونوں میرے فرزند ہیں۔ احمدؒ بن حنبل نے اپنی مسند میں
ابواسحاق سبیعی سے اور اس نے ہانی سے اس نے حضرت علی سے روایت کی ہے۔ یعنی جس وقت حسین پیدا ہوئے تو رسول اللہؐ تشریف
لائے اور فرمایا میرے بیٹے کو دکھاؤ۔ آیۂ مباہلہ قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم ..... الخ بالصراحت دال ہے اور تمام
مفسرین متفق ہیں ابناء سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ یہ کلام خدا ہے اور حکیم کے کلام میں کوئی لفظ تو کیا ایک حرف بھی زائد اور بے
غرض نہیں آتا اور وہ یہ ہے کہ نبی بذاتِ خود متکلم نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اور بھی شریک ہیں جن میں سب کا کام ایک کام ہے۔
اور وہ شریک نبی ہیں اس لئے میرے بیٹے نہیں کہا بلکہ ہمارے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ حضرت علی و فاطمہ آپ کے ساتھ شریک ہیں اور
حسنین ان سب کے بیٹے ہیں، اور انفسنا نے صاف ظاہر کر دیا کہ یہ تمام نفوس قدسیہ ایک دوسرے کے نفس ہیں۔ اور پانچوں خود
نبی نفس واحدہ۔ پس صرف حضرت علی المرتضیٰ ہی نفسِ رسولؐ نہیں بلکہ سیدۃ النساء عالمین اور حسنین علیہم السلام بھی اسی طرح نفس
رسول ہیں۔ لہٰذا حسنؑ و حسینؑ نفس رسولؐ بھی ہیں اور فرزند رسول بھی لہٰذا ان کے افعال و اعمال و حرکات و سکنات رسول اللہؐ
کے افعال و اعمال و حرکات و سکنات کا نمونہ اور رسولؐ ہی کے اوصاف و اخلاق کا آئینہ ہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحریر
فرماتے ہیں جعلتهما مرآتین الملاحظة وخدین بجمالة یعنی عنایت الٰہیہ نے حسنؑ حسینؑ علیہما السّلام کو پرتو انوار
محمدؐی کے لیے دو آئینے اور جمال نبوی کے دو رخسارے بنایا۔ پس جس کو جمال نبوی و نور محمدؐی کا ملاحظہ کرنا ہے وہ ان کو دیکھے اور ان

کو دیکھے اور ان کی صورت و سیرت سے چشمِ بصیرت و بصارت کو روشن کرے۔

تربیت و پرورش

رسالتمآب کی گود جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی۔ اب دو بچوں کی پرورش میں صرف ہوئی۔ اس طرح ان دونوں بھائیوں اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پروان چڑھ رہے تھے۔ ایک طرف رسول اللہ جن کی زندگی کا مقصد ہی اخلاقِ انسانی کی تکمیل اور دینِ اسلام کی تبلیغ تھی۔ دوسری طرف حضرت علی جو اپنے عمل سے خدا کی رضی کے خریدار بن چکے تھے۔ تیسری طرف رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا جو خواتین کے طبقہ میں پیغمبر کی رسالت کو عملی طور پر پہنچانے کے لئے پیدا ہوئی تھیں۔ اس نورانی ماحول میں حسینؑ کی پرورش ہوئی۔ تربیت و پرورش و پرداخت کے لئے آغوشِ رسالتمآب اور کنارِ نبوت و عصمت نصیب ہوئی اور مادرِ گرامی سیدۃ النساء العالمین کے کنارِ طفولیت میں پرورش پائی۔ ولادت کے وقت سے زبانِ نبوت اور شیرِ عصمت و طہارت سے سیراب ہوا کرتے تھے۔ ملائکہ گہوارہ جنبانی کرتے۔ ایک دفعہ ملائکہ آسمان سے آئے۔ اور حسینؑ کو زیارت کے لئے آسمان پر لے گئے۔ خاتونِ جنت نے گہوارہ فرزند خالی دیکھ کر روتی ہوئی رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچی۔ اور فرمایا بابا جان گہوارہ سے حسینؑ غائب ہے۔ آپ نے بیٹی سے فرمایا کہ میرے فرزند حسینؑ کو ملائکہ زیارت کے لئے آسمان پر لے گئے ہیں۔ چنانچہ کتاب کبریتِ احمر در شرائط منبر صفحہ ۲۲۵ پر اور کتاب خزائن الانوار از مراۃ الجنان روایت کردہ کہ روزے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام گریان وارد مسجد شد بعد بہ بزرگوارش عرض میکرد کہ حسین را در گہوارہ گذاشتم و بدستاس کردن مشغول شدم چوں پیسر گہوارہ رفتم حسینؑ را در گہوارہ ندیدم ناگاہ جبرائیل نازل شد و عرض کرد کہ خداوند عالم را مامور کردہ کہ فاطمہ را سلام برسان و بگو بفاطمہ کہ خاطر فارغ دار کہ حسینؑ سالم است و از مقربان بارگاہ الٰہ است۔ آنحضرتؐ فرمودہ ای جبرائیل حسینؑ در کجا است جبرائیل عرض کرد کہ چوں بہشت تولد حسینؑ آمدم جمع از ملائکہ با من آمدند و بعد از عروج آسمان فخر نمودند بر سائر ملائکہ زیارت حسینؑ آں ملائکہ بدرگاہِ احدیت عرض کردند کہ ما را اذن بدہ تا ما نیز بزمین بردیم حسینؑ را زیارت کنیم۔ خداوند فرمودہ شما را اذن نیست و مرا امر فرمودہ کہ حسینؑ را از گہوارہ بردم باسمان و حال آوردم و در گہوارہ است۔" بہرحال امام حسینؑ کا بچپن اس طرح نہیں گذرا جس طرح عام بچوں کا بچپنا گذرتا ہے۔ آپؑ نے آغوشِ رسالتؐ میں پرورش پائی۔ اس طرح کہ نبوت نازبرداری کرتی تھی اور وحدت تائید فرماتی تھی۔ اگر حسینؑ نے کہدیا کہ نانا مجھے بچۂ آہو چاہیئے تو قدرت نے بھیڑیئے کو مسلط کر کے بچۂ آہو بھجوا دیا۔ اگر حسینؑ نے کہدیا کہ صبح عید ہے نیا لباس درکار ہے تو حکمِ خداوندی سے خازنِ بہشت درزی بن کر آیا اور درِ فاطمہ پر سبز و سرخ... حسنینؑ کا پہنایا گیا۔ اگر حسنینؑ نے رسول اللہؐ سے خواہش کی کہ ہمارے لئے ناقہ منگوا دیجئے تو خود نبوتؐ ناقہ کی جگہ سواری بن گئی۔ اور دونوں شہزادوں کو کندھوں پر بٹھاتے ہیں اور جب صحابہ "حسنینؑ" سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ شہزادو! مبارک تمہیں ہو کہ آپ کی سواری کتنی بلند مرتبہ ہے۔ تو رسول اللہ صحابہ سے فرماتے ہیں کہ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ سوار کتنے بلند مرتبہ ہیں، کبھی حالتِ نماز میں حسینؑ آنحضرتؐ کی پشتِ مبارک پر سوار ہو جاتے ہیں تو ختمی مرتبت سجدہ کو طول دیتے ہیں، ایک دن حسینؑ دورانِ خطبہ مسجد میں داخل ہوئے۔ پائے اقدس دامن میں الجھ گیا اور زمین پر گر پڑے۔ رسول اللہؐ نے منبر سے اتر کر حسینؑ کو اٹھا لیا اور سرورِ کائنات کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ صحابہ بھی شریکِ گریہ ہوئے۔ صحابہ کے گریہ کرنے پر حضورؐ نے فرمایا۔ روتے تو ہو مگر مدد نہ کر سکو گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۹ مطبوعہ دہلی و دلائل النبوۃ و مسند احمد حنبل و حیات القلوب وارحج)

المطالب ص۲۶۰ وغیرہ) کتب میں ہے کہ جبرائیل امین نے خبرِ غم شہادت حسینؑ رسول اللہؐ کو سُنائی تو ختمی مرتبت اور حاضرین نے گریہ کیا اور امام حسینؑ علیہ السّلام عہدِ طفلی میں اکثر رسولِ خداؐ کا گھوڑا دیکھا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کیا تم بیٹا اس پہ سوار ہونا چاہتے ہو عرض کی ضرور فوراً اسپ آپ کے قریب لایا گیا۔ حسینؑ سوار ہونے لگے۔ تو گھوڑا خود بخود بیٹھ گیا۔ نواسہ کو اسپ پر سوار کرایا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہؐ رونے لگے۔ حاضرین نے سبب گریہ دریافت کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہی میرا فرزند حسینؑ جب کربلا کے میدان میں تیر و تلوار کے زخموں سے چور ہو کر نڈھال ہوگا اور قریب ہے کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے تو یہ اسپ وفادار اسی طرح زمین پر بیٹھ جائے گا۔ یہی وہ امر ہے جس نے مجھے رولایا۔ یہ سُن کر سب حاضرین رونے لگے۔ خداوند عالم نے حسینؑ کو جو مراتب و مناقب عطا فرمائے تھے۔ رسول اللہؐ نے ان کو عملی جامہ پہنایا۔ کبھی زبان چُساتے۔ سینہ پر بٹھاتے۔ کندھوں پہ چڑھاتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ اِن سے محبّت رکھو۔ مگر چھوٹے فرزند کے ساتھ آنحضرتؐ کی محبّت کے انداز کچھ خاص امتیاز رکھتے تھے۔ حسینؑ سجدہ نماز کی حالت میں حسینؑ پشتِ مُبارک پر آ گئے تو سجدہ میں طول دیا۔ یہاں تک کہ حُسینؑ خود سے بخوشی پشت سے اتر گئے اس وقت سر اقدس سجدہ سے اٹھایا۔ اور کبھی خطبہ پڑھتے ہوئے حُسینؑ مسجد نبوی کے دروازہ سے داخل ہونے لگے اور زمین پر گر پڑے تو رسولِ خداؐ نے اپنا خطبہ قطع کر دیا۔ اور منبر سے اتر کر حسینؑ کو زمین سے اٹھا لیا۔ اور پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ دیکھو یہ حُسینؑ ہے۔ اسے خُوب پہچان لو۔ اور اس کی فضیلت کو یاد رکھو۔ رسول اللہؐ نے حُسینؑ کے لئے یہ الفاظ خاص طور سے فرمائے تھے۔ کہ حُسینؑ مجھ سے ہے اور مَیں حسینؑ سے ہوُں۔ مستقبل نے بتا دیا تھا کہ رسولؐ کا مطلب یہ تھا کہ میرا نام اور میرا کام دُنیا میں قیامت تک حُسینؑ کی بدولت قائم رہے گا۔ یعنی جو مجھے مانیگا وُہ حسینؑ کو ضرور اپنا پیشوا مانیگا اور جو حسینؑ کو نہیں مانیگا اُس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ علاّمہ جزائری مفتی سید طیبؒ آغا تاریخ کربلا و نجف کے ص۱۳۴ پر لکھتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز امام حُسین علیہ السلام رسالتمآب کی گود میں کھیل رہے تھے۔ کہ بی بی عائشہ نے کہا کہ آپ اس بچہ کو بہت چاہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیف لا احبہ ولا اعجب بہ وھو ثمرۃ فوادی و قرۃ عینی۔ کیونکر نہ چاہوں، یہ تو میرے دِل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ لیکن اس کے باوجُود میری اُمّت (میرے کلمہ گو) اس کو قتل کرے گی اور جو شخص اس کی زیارت کرے گا اس کے نامۂ اعمال میں میری حجّوں میں سے ایک حج لکھ دی جائے گی۔ یہ سُن کر بی بی عائشہ نے کہا اور تعجّب کا اظہار کیا۔ آپؐ کے حجّوں میں سے ایک حج، فرمایا ہاں دُو حجیں بی بی عائشہ نے کہا دُو حجیں فرمایا ہاں اس پر بی بی عائشہ تعجّب کرتی گئیں۔ اور رسول اللہؐ بڑھاتے گئے۔ (یہاں حج سے مُراد مستحبی حج ہے) اور اسی کتاب تاریخ کربلا و نجف کے ص۱۳۷ پر روضۃ الشہداء وغیرہ کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اصحاب میں خوشرُو و خوشخو نوجوان صحابی تھے جن کا نام تھا "وحیہ کلبی"، رسول اللہؐ سے ان کو بہت انس تھا۔ یہ اکثر سفرِ تجارت پر رہا کرتے تھے۔ وہاں سے جب بھی واپس آتے اپنے ساتھ سوغات ضرور لاتے جو بالعموم میووں کی شکل میں ہوا کرتی تھی۔ یہ میوے رسول خدا کی خدمت میں پہنچ کر حسنین علیہم السلام کی نذر کر دیتے تھے۔ حسنین بھی ان سے بہت ہِل گئے تھے۔ وہ جب بھی ان کو دیکھتے آ کر گود میں بیٹھ جاتے۔

جیب آستین میں ہاتھ ڈال کر میووں کو تلاش کرتے تھے۔ جبرائیل امین کو نہ معلوم وجیہ کلبی صحابی کی کیا ادا بھائی تھی کہ وُہ جب بھی ظاہری شکل وصورت میں نبی کے پاس آتے تو انہی کی صورت میں آتے تھے ایک مرتبہ جبرئیل امین حسب عادت دحیہ کلبی کی شکل میں پیغمبر خدا کی مسجد نبوی کے روبرو تشریف فرما تھے کہ حسنین تشریف لائے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے اور ان کی جیب و آستین میں ہاتھ ڈال دیا۔ ختمی مرتبت نے چاہا کہ بچوں کو الگ کر دیں، جبرائیل امین نے عرض کی یا رسول اللہ رہنے دیجئے کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ میں ان کے گھر گیا تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا نماز تہجد پڑھ کر سو گئی ہیں۔ اور حسنینؑ گہوارہ میں رو رہے ہیں تو میں اُن کی گہوارہ جنبانی کرتا ہوں اور لوری پڑھتا ہوں ۔ ے

ان فی الجنّۃ نہر من لبن ٭ لعلی و حسینؑ و حسنؑ

کل من کان محبا لھم ٭ یدخل الجنۃ من غیر فتن

کبھی ایسا ہوا کہ فاطمہ چکّی پیستے پیستے تھک کر سو گئیں۔ تو چکی میں چلانے لگا۔ لہذا اگر یہ بچّے اپنا جھُولا جھُلانے والے اور چکّی پیسنے والے کے پاس آ کر بے تکلّف ہو جائیں تو جائے تعجّب نہیں ہے مگر میں اس پر متعجب ہُوں کہ یہ میری جیب و آستین میں کیا تلاش کرتے ہیں؟ آنحضرت نے جواب دیا کہ وجیہ کلبی صحابی جن کی تم شکل وصُورت میں ہو، ان کے لئے میوے لایا کرتے تھے۔ جبرائیل امین نے یہ سُن کر اپنا ہاتھ آسمان کی طرف دراز کیا اور اس میں میوہ ہائے جنت آ گئے۔ یہ ایک دانہ سیب، ایک دانہ انار اور ایک بہی تھا۔ جبرائیل امین نے یہ بچّوں کو دیدیئے۔ سرورِ کائنات نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور مل کر کھاؤ۔ مگر ہر ایک پھل میں سے کچھ کھانا کچھ حصّہ باقی رہنے دینا۔ چنانچہ حضرات حسنینؑ۔ علیؑ و فاطمہؑ زہرا نے آدھے آدھے پھل کھائے۔ دُوسرے روز باقی کو دیکھا۔ تو پھر ہر ایک پھل مکمّل ہو گیا ہے یہاں تک کہ جب جناب فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا تو انار غائب ہو گیا۔ جب حضرت علی و امام حسن علیہم السّلام کی شہادت ہُوئی تو بہی بھی چلی گئی۔ سیب امام حسینؑ علیہ السلام کے پاس رہا۔ یہاں تک واقعۂ کربلا . . . . تب وُہ سیب بھی غائب ہو گیا۔ لیکن اس کی خوشبو آج تک باقی ہے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ایام مخصوصہ میں میرے پدر امام حسینؑ کی زیارت (صبح کے وقت) کرے تو وُہ سیب کی خوشبو سونگھ سکتا ہے۔ جو مشک و عنبر کی خوشبُو سے بہتر ہے (تاریخ کربلا و نجف) ٭

فضائل ومناقب

خداوند عالم نے امام حسین علیہ السّلام کو جو مراتب و مناقب عطا فرمائے تھے۔ رسول خدا امّت کو ان سے آگاہ کرتے رہے اور فضائل و شمائل و مراتب و محامد رسالت نے بیان فرمائے۔ وُہ ڈھکے چھپے نہیں تمام مسالک و مذاہب کی کتب میں مذکور رہیں۔ صاحب شفاء الصدور کے اشعار عربی حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شان میں مرقوم ہے جن کا ترجمہ اردو یہ ہے یعنی امام حسینؑ علیہ السلام وُہ ہیں جن کے ہاتھ میں خداوند عالم نے نظام جہاں علی الاطلاق دیدیا۔ حسینؑ وُہ ستوُدہ صفات ہیں جن کی اولاد میں خداوند عالم نے عوض شہادت کے امامت کو مختص فرمایا۔ امام حسینؑ بن حضرت علی المرتضیٰ نور بصر فاطمۃ الزّہرا جگر گوشہ رسولِ خُدا جن کا پتہ آیۂ مباہلہ میں ہے جن کی مودّت خُدا نے اہلِ عالم پر واجب کی ہے۔ جن کی عصمت، طہارت آیۂ تطہیر سے ہویدا ہے اور حسینؑ وُہ بزرگ کہ ان کی قبر مطہر پہ مضطر کی دُعا

٭ وجیہ کلبی (جو فی الحقیقت جبرئیل امین تھے۔)

قبول ہو جاتی ہے اور حسینؑ ہی وہ ہیں کہ ان کی قبر مطہر کی خاک پاک میں خدا نے تمام مخلوق کی شفاء ودیعت رکھی۔ رسول اللہ نے ان کے اور ان کے بھائی کے حق میں سردار جوانانِ بہشت فرمایا ہے اور یہ کہ حسن و حسین گوشوارۂ عرش اور امام ہیں اور بالخصوص فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اس حدیث میں فوائد و علوم کثیر جمع ہیں۔ غرضیکہ حسینؑ کی وہ بلند مرتبت شخصیت ہے کہ جس نے آغوشِ وحی میں پرورش پائی۔ جس کا سینہ مخزن اسرارِ الٰہی معدن الہام وحی تھا عصمت مریم ثانی جس کا مہد تھا اور علم امامت جن کی لوری، صورت و شباہت میں جس طرح رخسارہ جمال مصطفوی تھا۔ اسی طرح شجاعت، حکمت، عصمت و عفت، علم و فضل، جود و سخا، زہد و تقویٰ اور ایثار میں بھی آئینہ کمال محمدی تھا۔ وہ حسین جو الحسین منی و انا من الحسین۔ رسول کا گوشت و پوست تھا۔ وہ حسین جو بمصداق ابنائنا و ابنائکم رسولِ اکرم کا بیٹا تھا وہ حسین جو انما یرید اللہ کی رو سے معصوم مطہر تھا اور سردارانِ جنت تھا۔ وہ حسینؑ جس کی محبت رسول خدا کی محبت ہے اور جس کی دشمنی رسول اللہ کی دشمنی ہے۔ وہ حسینؑ، جس کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ وہ حسینؑ جو آفتاب بن کر افق مدینہ سے طلوع ہوا۔ اور مکہ ہوتا ہوا نینوا کی سرزمین پر اپنی پوری ضیاء ہدایت کے ساتھ ایسا چمکا۔ کہ عالم کو چمکا دیا۔ اور فطرت کے بھولے ہوئے اصولوں کی دوبارہ تعلیم دی۔ وہ حسینؑ جس نے جہازِ اسلام کو دریائے ضلالت سے بہتر تن کی بھینٹ دے کر پار لگایا۔ وہ حسینؑ جس نے نخلِ اسلام کو بادِ ضلالت کے جھونکوں سے محفوظ رکھا۔ وہ حسینؑ جس نے دینِ اسلام کی خاطر سر کٹا کر باطل کو مٹایا۔ اور حق کے نقش جما کر رسولِ خدا کی رسالت کی تکمیل کی۔ اور جبکہ ۶۱ھ میں اسلام کا سفینہ بھنور میں تھا اور اسلام بنی امیہ کے ظالم اور فاسق و فاجر یزید بن معاویہ کے ہاتھوں تباہ ہو رہا تھا۔ اس وقت رسول الثقلین کے نورِ عین امام حسین شمع نوری نے اپنی منور کرنوں سے ظلمات کو دور کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حقانیت ابھری اور فرزندِ رسولؐ کے فضائل و مناقب اپنوں کے علاوہ غیر بھی قائل ہیں۔ چنانچہ صحاح ستہ و مجمع الاحادیث مولفہ ابو القاسم دہلوی میں ہے کہ رسالتمآبؐ اکثر امام حسینؑ کے مراتب و مناقب لوگوں کو ان سے آگاہ کرتے رہے یعنی حسینؑ مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں۔ اور حسینؑ میرا محبوب فرزند ہے جو حسینؑ سے محبت رکھے میرا محب صادق وہی ہے اور حسین جوانانِ بہشت کا سردار ہے۔ حسینؑ بمنزلہ قرآن مجید اور قرآن بمنزلہ حسینؑ ہے۔ حسینؑ میرا خون و جسم کا ٹکڑا ہے۔ حسینؑ سے محبت رکھنے والا مجھ سے محبت رکھتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والا خدا سے محبت رکھتا ہے۔ اور حسینؑ اصل اسلام اور مغز نماز ہے۔ حسینؑ کو ستانے والے نے مجھ کو ستایا اور مجھ کو ستانے والے نے خدا کو ستایا۔ اس کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ اور حسینؑ سے کینہ و بغض رکھنے والا یقیناً خدا اور رسول کا دشمن ہے اور یہ ختمی مرتبت حسین کے یہ مراتب و فضائل بتانے کے علاوہ کثرت سے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا حسینؑ سے محبت رکھنے والے کو تو بھی محبوب رکھ اور حسین سے دشمنی رکھنے والے کو تو بھی اپنا دشمن رکھ اور الٰہی حسینؑ کو محبوب رکھنے والے میرے محبوب ہیں تو ان پر فضل کر اور حسینؑ سے عداوت رکھنے والے میرے دشمن ہیں تو انہیں غرق کر۔ (صحاح ستہ و مجمع الاحادیث) پس رسولؐ کی احادیث و دعا مذکورہ سے ثابت ہوا کہ یزید بن معاویہ دشمنِ حسینؑ ہونے کے سبب خدا و رسولؐ کا دشمن ہے۔

ان کتب کے علاوہ مسند احمد حنبل، مشکوٰۃ، ترمذی، مودۃ القربیٰ و صواعق محرقہ و تفسیر ثعلبی و تفسیر بیضاوی وغیرہ کتب

ہو) بھی ہے (۱) بروزِ عید حسنین کا لباس فرشتہ جنت سے لایا۔ دوزی بن کر اور دوشِ رسولؐ پہ سوار ہوئے۔ اور حسنینؑ کا نماز جماعت میں پشت رسولؐ پر سوار ہونا اور سرورِ کائنات کا سجدہ کو طول دینا مذکور ہے۔ (صواعق محرقہ و مستدرک امام حاکم وغیرہ)

(۲) رسولِ خداؐ کا حسنین کو شجرِ رسالت کے خوشبودار پھول اور عرش کے دو گوشوارہ فرمانا اور ان سے محبت رکھنے کا امت کو حکم دینا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ و تفسیر ثعلبی و مسند امام حنبل و ترمذی و بخاری وغیرہ) (۳) رسولؐ کا حسنین کو آنکھوں، اور منہ کو چوم کر فرمانا سید ہے۔ اور سید کا بیٹا ہے۔ امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور حجۃ اللہ ہے حجۃ اللہ کا بیٹا ہے (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی و ترمذی وغیرہ) (۴) رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص حسنینؑ سے جنگ کریگا۔ میں اس سے جنگ کرنیوالا ہوں۔ اور جو حسنینؑ سے محبت رکھے گا۔ میں اس سے محبت رکھوں گا۔ (مشکوٰۃ جلد چہارم و ترمذی و معجم طبری وغیرہ) (۵) رسول اللہؐ نے حسنینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا جو تم سے لڑے وہ مجھ سے لڑا جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کرتا ہوں (معجم طبرانی و مظہر الحق و مشکوٰۃ جلد ۴ وغیرہ) (۶) رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ حسنینؑ سے بغض و دشمنی رکھنے والا منافق ہے اور اس پر لعنت ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل و تفسیر لباب التاویل وغیرہ)

آغازِ شباب سے تا شہادت

حضرت امام حسین علیہ السلام کی سوانح عمری کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو خاندانی نسبی شرافت و فضائل و مناقب و مراتب کے علاوہ آپ کے اخلاق و کردار بچپنے سے لے کر وقتِ شہادت تک قُل اِنَّ صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ ربّ العالمین کے سانچے میں ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی عمل ایسا نہیں ملتا جس میں خوفِ الٰہی کا پہلو نمایاں نظر نہ آتا ہو۔ آپ کی عمر ابھی تقریباً سات سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے نانا اور مادرِ گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ پچیس برس تک پدرِ بزرگوار کی خانہ نشینی کا دور رہے اس زمانہ کے طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرتے رہے اور اپنے والد بزرگوار کی سیرت کا بھی مطالعہ کرتے رہے۔ اور جب حضرت علیؑ کی ظاہری خلافت کا زمانہ آیا تو اس دور میں جمل و صفین اور نہروان کی لڑائیوں میں باپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ ۴۰ھ میں مسجدِ کوفہ میں شہید ہوئے۔ اب امامت خلافت کی ذمہ داریاں بڑے بھائی امام حسن علیہ السلام کے سپرد ہوئیں۔ آپ نے باوفا اور اطاعت شعار بھائی کی طرح امام حسن کا ساتھ دیا۔ معاویہ ابن ابوسفیان نے معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کر کے آپ کے بھائی امام حسنؑ کو زہر سے شہید کرایا دس برس تک امام حسنؑ کے بعد آپ خاموشی اور گوشہ نشینی کے ساتھ عبادت، اور شریعت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ میں سخاوت اور شجاعت کی صفت کو خود رسولؐ اللہ نے بچپنے میں ایسا آئینہ محمدیؐ بنایا۔ کہ خود فرمایا حسینؑ میں میری سخاوت اور میری جرأت ہے۔ خوفِ الٰہی اس قدر یا اس حد تک تھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم مبارک میں لرزہ پڑ جاتا تھا۔ جب کوئی عرض کرتا کہ مولا آپ پر نماز میں اس قدر خوف کیوں طاری ہوتا ہے۔ تو سید الشہداء فرمایا کرتے کہ لا یامنُ یومَ القیامۃِ الّا مَن خافَ اللہَ فی الدنیا۔ یعنی قیامت کے دن بس وہی امن و چین میں ہوگا جو دنیا میں خوفِ الٰہی رکھتا ہوگا۔ آپ کو صغیر سنی سے ہی عبادت کا شوق اس قدر تھا کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے۔ اس لئے کہ امام حسینؑ کو جن کی آغوشِ تربیت کا شرف ملا تھا وہ عبادت کے مجسمے تھے۔ عبادت کو اُن پہ ناز تھا۔ رسول اللہ جیسا نانا ملا تھا جن کی عبادت ایسی تھی کہ پائے مبارک میں وَرم ہو جاتے تھے لیکن وہ

عبادت سے شب روز تھکتے نہ تھے۔ علیؑ جیسا باپ ملا جس کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ حد یہ کہ پیغمبر اسلام کو اُن کے حق میں یہ کہنا پڑا۔ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی علیؑ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ ماں وہ ملی جس وقت بھی حسنینؑ نے دیکھا تو محرابِ عبادت میں مشغول پایا۔ ایسی حالت میں امام حسین علیہ السلام کو شوقِ عبادت جتنا بھی ہوتا کم تھا۔ ایک دن رسولِ اللہ نے نماز شروع کی۔ امام حسینؑ بہت کم سن تھے۔ نانا کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ رسولُ اللہ نے تکبیر کہی تو آپ نے بھی کہنا چاہا لیکن نانا کی طرح ادا نہ کر سکے۔ رسولِ اللہ نے دوبارہ تکبیر کہی۔ آپ نے بھی دوہرایا۔ لیکن ادا نہ کی۔ رسولِ اللہ نے سات مرتبہ تکبیر خاطر حسینؑ کہی۔ ساتویں مرتبہ نواسہ نے تکبیر درست ادا کی۔ اس وقت سے یہ سات تکبیریں ابتدائے نماز میں سنّت قرار پائیں۔ امام حسینؑ کی معراجِ نماز کی آخری منزل وہ تھی جبکہ ایک روز وقتِ عصر زخموں سے چور چور ہیں۔ گھوڑے سے زمین پر آ چکے ہیں۔ کوئی آس پاس مونس ہے نہ مددگار بھوک پیاس کی شدّت، زمین آگ کی طرح جل رہی ہے۔ خیام سے بچوّں اور بیبیوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ چاروں طرف فوجِ یزید گھیرے ہوئے آمادۂ قتل ہیں اور تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ پانی میسّر نہیں جو وضو فرماتے۔ بدرجہ مجبوری تپتی ہوئی زمین پر زخمی ہاتھوں سے تیمّم فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ سرِ نیاز سجدۂ خالق میں جھکا ہوا ہے۔ راز و نیاز اپنے معبودِ حقیقی سے ہو رہا ہے اور ابھی سر سجدۂ خالق سے اُٹھنے نہ پایا تھا کہ شمر لعین نے سر تن سے جدا کر لیا۔

امام حسینؑ علیہ السّلام نے رہتی دُنیا تک فلسفۂ شہادت (قربانی) کے ساتھ فلسفۂ عبادت (نماز) کا درس دے کر یہ ثابت کر کے کہ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ یعنی میری نماز اور قربانی۔ میرا جینا، مرنا سب خدا کے لئے ہی ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔" چونکہ انسان اشرفُ المخلوقات ہے اور دنیائے عالم کے انسانوں میں اشرف ترین وہ ہے جس کا ہر فعل، ہر لفظ، ہر حرکت اور ہر نفس مرضی خدا کے تابع ہو۔ مکمّل انسان وہی ہے جس کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی اپنے لئے نہ گذرا ہو۔ بلکہ اللہ کی مرضی کے موافق اور اس کی خوشنودی کے لئے گذرے۔ جس نے اپنا نفس خدا کی مرضی کے تابع کر دیا۔ اس کا ہر فعل دُنیا کے لئے نمونہ اخلاق ہوتا ہے۔ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک اور طاہر اور فضائل کا منبع اور مخرج ہوتا ہے۔ راحت و آرام میں خدا کی مرضی کے موافق اپنے کردار کو ثابت کرنا آسان ہے لیکن مصائب و آلام کے ہجُوم میں قدم کو صراطِ مستقیم پر جمائے رکھنا محالات میں سے ہے۔ بیشک حضرت عیسیٰؑ ایک ایسے خداترس پیغمبر تھے کہ عیسائیوں نے ان کو خدا کی فرزندی کا مرتبہ دے دیا ہے۔ لیکن جب دشمنان ان کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھانے لیئے جا رہے تھے تو وہ چلاّ چلاّ کر خدا سے شکوہ کرنے لگے ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنی اے میرے خُدا، اے میرے خدا، تو نے مجھے کہاں چھوڑ دیا؟ لیکن امام حسینؑ نے میدانِ کربلا میں ٹڈی دل فوج کے نرغے میں، نیزوں کے جنگل میں، تلواروں کی بجلیوں میں، ڈھالوں کی گھنگھور گھٹائیں

تیروں کی بارش ہیں، پتھروں کے مینہہ ہیں، تین دن کی بھوک و پیاس ہیں، ناصروں کی قلت ہیں۔ سیدانیوں کے تاریک مستقبل ہیں بچوں کی پیاس کی چیخیں ہیں۔ ہر آن، ہر قدم، ہر منزل پر یہی اپنی زبان پر دوہرایا کہ رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہٖ۔[۳۵] ایک پیغمبر موت سے لرز کر اور صلیب پر جسم میں پانچ کیلیں ٹھوکے جانے کے خیال سے خائف ہو کر کہتا ہے کہ "اے خدا! تو نے مجھے کہاں چھوڑ دیا؟" لیکن امام حسینؑ ایک ہزار نو سو اکاون زخم نیزہ، تلوار، تیر اور پتھر کے کھا کر جب زمین پر گرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں رضاً بقضائہ وتسلیماً بامرہ"[۵]

اکبر الہ آبادی حنفی المذہب مشہور و معروف شاعر فرماتے ہیں:۔

کیا حرج ہے پڑھوں جو یہ مصرعہ میں برملا ۔۔ دین خدا حسینؑ ہے دنیا ہے کربلا

اکبر الہ آبادی شاعر ہائی کورٹ کے جج بھی تھے اس لئے موصوف نے نڈر ہو کر اپنا فیصلہ سنایا ہے۔ "دین خدا حسینؑ ہے" کے معنی یہ ہیں کہ جو حسینؑ کا کردار اور اخلاق ہے وہی دین خدا ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو خدا کا دین ہے، وہی حسینؑ کا کردار اور اخلاق ہے۔ رسول اللہؐ نے اسی لئے فرمایا" حُسَینٌ مِنّی وَاَنَا مِنَ الحُسَین ط۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اس حدیث کو ابن عباسؓ۔ سلمانؓ۔ بلالؓ، ابو ایوبؓ انصاریؓ۔ جابرؓ بن عبداللہ، ابو ذر غفاریؓ، ابو سعید خدریؓ، ابو ہریرہؓ کے علاوہ بکثرت سے زائد صحابہ نے فرمایا اور چار سو مصنف علمائے اہلسنت نے نقل کیا ہے۔ ایسی ہی حدیث جو کثرت سے صحابہ بیان کریں، علم حدیث میں حدیث متواترہ کہلاتی ہے رسالتمآبؐ نے یہ ارشاد اس لئے نہیں فرمایا کہ حسینؑ میرا نواسہ ہے۔ آپ نے بوجہ رشتہ داری اور محبت کی وجہ سے نہیں کہہ دیا کیونکہ رسولؐ اگر ایسا کہیں تو رسولؐ نہ رہیں وہ تو پابند وحی ہیں۔ ان کے لب اپنی مرضی سے حرکت کرتے ہی نہیں، جب تک حکم خدا نہ ہو۔ اگر رسول پابند وحی ہو کر بھی اپنی خواہشات کی اتباع کریں۔ تو نہ توحید درست، نہ رسالت درست، نہ قرآن درست رہے گا۔ بلکہ عصمت نبوت خطرے میں پڑ جائیگی۔ خدا نے تو رسول اللہؐ کو صاف صاف یہ حکم دیا ہے وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی۔ اور نہیں کلام کرتا اپنی خواہش سے۔ دوسری ارشادِ احدیت ہے:۔ وَمَا آتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ ج وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا ج "اور جو دے تم کو رسولؐ پس وہ لے لو اور جس سے منع کرے پس اس سے رک جاؤ۔ خداوند اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ یہ نبی کبھی امور دین و دنیا میں ذاتیات کو نہیں لاتا اور اپنی خواہشات کا اتباع نہیں کرتا۔ لہٰذا اے مسلمانو! جو کچھ رسولؐ تم کو دے لے لو جس چیز کو رسولؐ حلال کہے حلال ہے جس کو حرام کہے حرام ہے۔ جس کو منسوخ کہے، منسوخ ہے جس کو قرآن کہے قرآن ہے۔ جس کو اہل بیت کہے اہل بیت ہے۔ جس کو حدیث قدسی کہے وہ قدسی حدیث ہے اور جس کو حدیث کہے وہ حدیث ہے۔ جس کو نیک کہے وہ نیک ہے، جس کو بد کہے وہ بد ہے۔ جس کو کافر کہے کافر ہے۔ جس کو منافق کہے منافق ہے جس کو امام کہہ دے وہ تمہارا امام ہے۔ جس کو من کنت کہہ کر تمہارا مولا کہہ دے وہ تمہارا مولا ہے۔ قرآن و اہلبیت کو ایک کہہ دے تو وہ دونوں ایک ہیں کبھی جدا نہ ہوں گے۔ مسلمانو! یاد رکھو اس کے حلال کو حرام نہ کہنا اور اس کے حرام کو حلال نہ کہنا جس کو اس نے منافق کہہ دیا

وہ کتنی عبادت کرے، حج کرے، جہاد کرے۔ خیرات و صدقات کرے۔ یتیموں غریبوں سے ہمدردی کرے۔ وہ منافق ہے۔ کیونکہ اس کو رسولؐ نے منافق کہہ دیا۔ اس کے احکام جو زبان سے جاری ہوں ان کے قبول کرنے کا نام ایمان اور انکار کرنے کا نام کفر و نفاق ہے۔ جس زبان وحی نے توحید دی، عدالت دی۔ نماز دی۔ زکوٰۃ دی۔ جہاد دیا۔ بشارت جنّت اور خوف نار دیا۔ ایمان دیا۔ دولتِ اسلام دی۔ اسی زبان وحی نے مودۃ اہل بیت دی۔ جب ہم نے اسی زبان کے حکم سے تمام احکام رسولؐ قبول کر لئے تو اسی زبانِ وحی سے نکلا ہے حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ یعنی امّت کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور اس سے انکار اسلام سے انکار ہے اور اس کا اقرار اقرارِ اسلام ہوگا۔ اس حدیث کا جو اقرار نہ کرے۔ منکر و منافق ہوگا۔ اس حدیث میں یہ بات تو قابل غور نہیں حُسَیْنٌ مِنِّیْ کہ حسینؑ مجھ سے ہے کیونکہ ہر بچہ اپنے باپ دادا اور ماں نانا ہی سے ہوتا ہے۔ غور طلب جُملہ حدیث کا یہ ہے وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اور میں حسینؑ سے ہوں۔ چونکہ رسولؐ خدا کا وجود ہی دین اسلام ہے اور وہ جانتے تھے ایک وقت آئے گا لوگ میرے دین سے پھر جائیں گے۔ میرے حلال کو حرام کہیں گے اور میرے حرام کو حلال کہیں گے۔ ارکان اسلام بدلے جائیں گے۔ روح اسلام مفقود ہوگی۔ تو اس وقت میرا حسینؑ بقائے اسلام کی خاطر فدیہ راہِ حق بنے گا۔ کیونکہ حسینؑ میری جنس ہے۔ میں حسینؑ کی جنس سے ہوں۔ میری اور حسینؑ کی جنس ایک ہے۔ صورت علیحدہ۔ سیرت ایک، کام علیحدہ مقصد ایک، ایقان ایک ایمان ایک۔ محمدؐ کا دین حسینؑ۔ محمدؐ کا اسلام ہے حسینؑ۔ میں حسینؑ کی جان اور حسینؑ میری جان ہے۔ اور حسینؑ میرا گوشت جو میرا وہ حسینؑ کا، جو حسینؑ کا وہ میرا۔ میں ختم نبوّت ہوں وہ نگینہ ہے فرق یہ ہے میں نبی ہوں وہ امام ہے۔ اللہ اللہ رسول اللہ کی نظرِ اقدس میں حسینؑ کی کس قدر منزلت تھی۔ چونکہ دین کی بقاء وجودِ حسینؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو حسینؑ کا وجود دین ہے اور دین عین حسینؑ ہے اس مناسبت کے اعتبار سے رسول اللہ نے اس حدیث کو ارشاد فرمایا۔ یہی چیز یزید جانتا تھا کہ اگر حسینؑ فرزند رسولؐ میری بیعت نہیں کریں گے تو کوئی طاقت دُنیا کی دین اسلام کو نہیں مٹا سکتی۔ اور یزید کی غرض یہ تھی کہ اسلام بالکل مٹا دیا جائے۔ جاہلیت کے کفر کو واپس لایا جائے اور آباؤ اجداد کا مذہب زندہ کر دیا جائے جس طرح ابوسفیان (یزید کا دادا) مکہ میں بدر و احد کی لڑائیوں میں رسالتمآبؐ کے خلاف اس کی کوشش کرتا رہا۔ کہ دین اسلام کا نام مُردہ کر دیا جائے اسی طرح یزید اس فکر میں تھا کہ امام حسینؑ بیعت کر لیں۔ پھر اسلام کی محافظت و حمایت کرنے والا کوئی نہیں رہیگا تو میں کھل کر جاہلیت کے کفر کو واپس لے آؤں گا چونکہ یزید منکرِ رسالت تھا وہ کہا کرتا تھا کہ (نعوذ باللہ) محمدؐ نے ملک گیری کا ڈھونگ نکالا تھا۔ اس پر نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی۔ نہ کوئی فرشتہ آتا تھا۔ یزید اس فکر میں رہتا تھا کہ اپنے دادا ابوسفیان کے دین کو رسول اللہ کے خاندان سے واپس لے لے یعنی کفر کو زندہ کرنے کی کامیابی حاصل کریں۔ تب ہم لوگوں کو حکم دیں گے کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں جو لوگ نہ مانیں ان کو قتل کر کے شرک و کفر کو پھیلایا جائے۔ فاسق و فاجر یزید کا حسینؑ سے بیعت لینے کا یہی مقصد تھا۔ مگر فرزندِ رسولؐ نے روز عاشورہ بہتّر تن راہ خدا میں قربان کر کے دینِ اسلام کو بچا لیا۔

بیعتِ یزید بیعت کا لفظ معنوی اعتبار سے مکمل اطاعت کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں وہ سب اس میں شامل کئے جا سکتے ہیں صرف زر و مال اور جسم و جان کو تابع کر دینے پر انحصار نہیں بلکہ بیعت کرنے والے کا اپنے نفس کے ان حرکات سے بھی دستبردار

ہونا ضروری ہے جو بیعت لینے والے کی مرضی سے مطابقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر بیعت میں جبر و تشدد اور خوف و ہراس شامل ہو جائیں تو ایسی بیعت مذہبی زندگی میں نہیں، دبانے، دھمکانے کا نام بیعت نہیں ہے۔ بیعت سے جہاں بیعت کرنے والے کی شخصیت سامنے آتی ہے کہ کس کی بیعت کس نے کی اور کیوں کی۔ بیعت لینے والا کا کردار بیعت کرنیوالے کی رضامندانہ متابعت ہی کے آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے اور بیعت لینے والے کی شخصیت بیعت کرنے والے سے علم و عمل اور کردار سے بلند ہونا چاہیئے۔ اور ہر منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ اپنی عقل و فہم، روحانیت اور علم و فضل کے اعتبار سے وہ بیعت لینے کا مستحق ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بیعت قہر و غلبہ، ظلم و جبر کا قانون بن کر رہ جائے گی۔ معاویہ اور یزید کا امام حسین علیہ السلام سے بیعت لینے اور ان کے بیعت نہ کرنے کی اسلامی اخلاقی تاریخی، عقلی اہمیت کیا ہے؟"

اسلام سے پہلے شام میں مختلف مذاہب کا دورہ رہ چکا تھا۔ اسلامی فتوحات کے وقت شام میں وہ مسخ شدہ مسیحیت جاری تھی۔ جو یونان و رومانی مذاہب سے متاثر ہو چکی تھی۔ معاویہ و یزید اس مسیحیت کو اچھی نظر سے دیکھتے تھے دربار میں عموماً طبیب۔ شاعر۔ ادیب اور خزینہ دار سب عیسائی و یہودی تھے۔

یزید کا کردار یزید کی ماں کا نام میسون بنت بحدل تھا جو نصرانی قبیلہ خیف صحرانشین سے تھی۔ وہ بادشاہ کی بیوی بننے کے باوجود شاہی محلسراؤں میں رہنا پسند نہیں کرتی تھی۔ ہر وقت صحرانشینی اور اس آزاد زندگی کو یاد کرتی تھی۔ آخر طلاق لے کر چلی گئی۔ گھر پہنچ کر یزید پیدا ہوا۔ یزید کی تربیت تعلیم مسیحی کاہن سے ہوئی (لامس علامہ ابوالنصر قدسی)۔

بچپن ہی سے رقاصوں۔ مغنیوں کو لے کر ناچ و گانے میں مشغول بہ نشہ رہتا۔ رات کو جب کبھی گھر آتا۔ معاویہ کا ذرا خوف نہ کرتا۔ یزید ہی اسلام میں لہو و لعب رسوم عام جاری کرانے کا موجب ہوا۔ گانے والوں رقاصوں کی پشت پناہی کرتا شراب نوشی۔ قتل و غارت کو جاری کیا۔ بدکردار شاعر اس کے شریک تھے۔ (بحوالہ صاحب الاغانی)۔

علامہ مسعودی ۳۴۶ھ میں مروج المذہب جلد ۲، ص ۱۴۸، ۱۵۲ پر لکھتے ہیں کہ یزید بندروں، ریچھوں کو نچاتا تھا اور ان کو واعظوں کے لباس پہنا کر منبروں پر بٹھاتا تھا، واعظوں کا مذاق اڑاتا تھا۔

ہر وقت شراب کے نشہ میں چور رہتا تھا اور شرابی دوستوں کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا۔ شراب، محفلیں رچاتا تھا۔ اپنی سوتیلی ماں سے ہم صحبت ہوتا تھا۔ قرآن اور وحی رسول اللہ کو بنی ہاشم کا کھیل کہتا تھا۔ مورخین اسلام کا اتفاق ہے۔ امیر معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین بنا کر بڑی غلطی کی تھی۔ اس فعل بدعت نے اور یزید کی محبت میں اسلام کو بڑا نقصان پہنچا۔ (مشکوٰۃ جلد چہارم اسماء الرجال ص ۳۱ و طبری)۔

جماعت اصحاب رسول اللہ کی روایات سفر شام کے بعد ہے کہ یزید نے حد سے زیادہ معاصی کا ارتکاب کیا۔ بخدا ہم لوگوں نے ایسے وقت یزید پر خروج کیا ہے جبکہ یہ خوف ہو گیا تھا کہ ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ غضب ہے کہ انسان ہو کر ماؤں، بہنوں، بیٹیوں پھوپھیوں سے جماع کرتا۔ شراب پی کر نماز وغیرہ کی توہین کرتا۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی بروایت عبداللہ بن حنظلہ و ابن غسیل الملائکہ)۔

واقعہ حرا جب لوگوں نے یزید کی اطاعت چھوڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر اہل مدینہ کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مقام

حرّہ میں قتل و غارت گری شروع کی۔ شہر مدینہ میں گھس کر مزارات مسمار کر گئے چار سو سے زیادہ انصار و مہاجر اصحاب رسولؐ قتل کیے گئے۔ ہزاروں عورتوں سے جو اصحاب رسولؐ اللہ کی بیویاں و لڑکیاں تھیں زنا کیا گیا۔ تین دن مدینہ شہر میں قتل عام رہا۔ مدینہ کو لوٹا گیا۔ دس ہزار سے زائد باشندگان مدینہ، جن میں اصحابہ، علماء، فضلاء، محدث، حافظ، قاری قرآن تھے۔ نہایت بیدردی اور ظلم و ستم سے قتل کیے گئے۔ ہزاروں لڑکے، لڑکیاں غلام و کنیزیں بنا لی گئیں۔ مسجد نبوی اور حرم رسولؐ میں گھوڑے باندھے گئے۔ یہاں تک کہ لید کے انبار لگ گئے۔ (سبط ابن جوزی تذکرۃ الخواص الامۃ، تاریخ ابوالفداء، تاریخ طبری وغیرہ صواعق محرقہ صـ۱۳۲، تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۱۳۸، سرشہادتین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)۔ مَن اخاف اھل المدینۃ ظلماً اخافہ اللہ وعَلَیہ لعنۃ اللہِ والملائکۃ والنّاس اجمعین (روایت مسلم) یزید اور اس کے لشکری اس حدیث کے مصداق ہیں۔ یعنی جس نے ظلم سے اہل مدینہ کو خوف دلایا۔ اس نے اللہ پر خوف دلایا۔ اور ایسے لوگوں پر اللہ و ملائکہ و تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے (مشکوٰۃ جلد ۴)

اس واقعہ حرّہ کے بعد جناب ابوبکر کے نواسہ زبیر پر چڑھائی کی۔ زبیر کو معہ ساتھیوں کے قتل کر کے سولی پر لٹکایا۔ خانہ کعبہ پر گولہ اندازی کی، پردے جلائے۔ واقعہ متذکرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان تو مسلمان کوئی غیر مسلم بھی یزید کو انسان نہیں کہہ سکتا۔ کسی مذہب و ملّت میں ماں بہنوں، بیٹیوں سے زنا کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ یزید کے کردار کے متعلق عیسائی مورخ گلیڈسن ٹنٹعاف کو لکھنا پڑا کہ یزید بن معاویہ کے عہد میں وُہ اعمال پھر منظر عام پر آگئے جو اگلے رسولوں کی معتوب و مغضوب امتوں میں نظر آتے ہیں۔ یزید اموی حکمران نے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ محمدؐ کے دین کو برباد کرنا اس کا اصل اصول تھا۔ ماں، بیٹی اور بہن تک کو شہوت رانی کے لئے کام میں لاتا۔ اس کے مسلک میں جائز تھا۔ شراب اور بدکاری اس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ نامحرم لڑکیاں اس کا بستر گرم رکھتی تھیں۔ غیر عورتوں سے وُہ بر سر عام بوس و کنار ہوتا۔ اپنے دربار شاہی میں ان سے رقص کرواتا تھا۔ (کتاب اسلام کے وجوہ زوال مولفہ مولوی احمد خان مطبوعہ آگرہ ۱۹۴۳ء) یزید کے کردار کے متعلق یہ تھی۔ غیر مسلم کی رائے اب مسلم مورّخ کی رائے ملاحظہ فرمائیے:

(۱) مولانا محمد مبین وسیلۃ النجاۃ صـ۲۹۲ میں لکھتے ہیں۔ یعنی یزید بن معاویہ بدبخت نے ستون دین اور بنیاد جناب سیدالمرسلین کو گرا دیا۔ اور امارت ایمانی اور قصر امن و امان کو منہدم کیا۔ جو کام یزید نے کیا، وُہ کافر بھی نہ کرتا۔ اس نے بعد شہادت حسینؑ خانہ کعبہ کو بھی خراب کیا۔ اور وہاں طرح طرح کی بدعتیں کیں۔ مدینہ کو دارالحرب بنانے کا حکم دیا، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے۔ اور جو اصحاب رسولؐ مدینہ میں تھے۔ ان کی بے عزتی، بے حرمتی (قتل) اور ان کی عورتوں سے زنا کیا گیا۔ (۲) علامہ محمد بن اسماعیل بن صلاح الیمانی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یزید بن

معاویہ دین اسلام سے خارج تھا۔

(۳) امام تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ یزید پر لعنت بھیجنے میں ذرا توقف نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے بے ایمان (کفر) میں شک نہیں لعنت کرنا حسین ؑ کے قاتل پر اور اس پر جس نے اس قتل کا حکم دیا۔ اور اس پر جو قتل پر راضی ہوا۔ (۴) علامہ دمیری نے حیات الحیوان میں یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے کی صاف اجازت دی ہے۔

(۵) علامہ سیوطی یزید کو فاسق حکمران سمجھتے ہوئے یزید پر لعنت بھیجنے کی اجازت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اس پر لعنت بھیجنے ہیں جس نے امام حسین ؑ کو قتل کروایا اور اس پر بھی جس نے اس فعل کو جائز رکھا اور حکم قتل دیا۔ اور اس کی اجازت دی اور اس سے راضی و متفق ہوا۔

پس صورت مرقومہ میں یزید بن معاویہ کا کردار مسلم و غیر مسلم مورخین کی تحقیق میں بے نقاب ہو گیا کہ یزید زمانہ طفلی ہی میں لہو و لعب اور قمار بازی سے دلچسپی رکھتا تھا۔ مے نوشی اور زناکاری اس کی محفلوں کے اہم جزو بنے ہوئے تھے۔ ماں بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں سے زنا کرنا معمولی مشغلہ تھا۔ احکام خدا و رسول ؐ کی کھلم کھلا مخالفت کرتا رہتا تھا۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ مدینہ رسول ؐ میں قتل و غارت اور مسجد نبوی کو اصطبل بنایا گیا۔ خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرائی۔ یزید کے یہ کلمات (۱) بنی ہاشم نے ایک کھیل کھیلا تھا نہ ان پر کوئی خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی۔ (۲) میں نے اولاد محمد ؐ سے بدر و احد کی جنگ کا خوب بدلہ لیا ہے (۳) اے ساقی ہم کو خوب شراب پلا کچھ پرواہ نہ کر اگر یہ دین محمدی میں حرام ہے تو ہونے دے، دین مسیحی میں تو حلال ہے۔ (۴) مجھے ستار و سارنگی کے نغموں سے اذان کی آواز سننے کی فرصت نہیں۔) سن کر اور دوسری بداعمالیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ آیا یزید مسلمان تو مسلمان بلکہ انسان بھی تھا کیونکہ مذہب و ملت میں ماں، بہنوں، بیٹیوں پھوپھیوں سے زنا کرنا جائز نہیں بھلا جس مذہب و فرقہ کا پیشوا یزید ہو اس کو کفر سے بھی نسبت دینا زیادتی ہو گی۔ چہ جائیکہ دین اسلام کا پیشوا استغفر اللہ بدکردار یزید اور فرزند رسول ؐ امام حسین ؑ علیہ السلام سے بیعت کا طلبگار معاذ اللہ۔ حسین ؑ کے بیعت یزید کر لینے کے معنیٰ سوائے اس کے اور کیا ہیں کہ حسین ؑ یہ تسلیم کر لیں کہ خلیفہ اور امام میں نہیں ہوں۔ بلکہ یزید ہے جسے حسین ؑ کو چنا تھا خدا اور رسول ؐ نے اپنے اس علم اور اعتماد پر کہ دنیا والے حسین ؑ کی امامت و خلافت کو مانیں یا نہ مانیں مگر حسین ؑ یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ میں خلیفہ اور امام نہیں یہ بیعت یزید صرف حسین ؑ کی ہی امامت کا زوال نہ ہو گا۔ بلکہ اللہ کی الوہیت کا زوال ہو گا۔ پھر جب خدا ہی خدا نہ رہا۔ تو رسول ؐ کی رسالت دین حق کی حقانیت اور روز جزا اور قیامت یہ سب باطل ٹھہرے۔ حقیقت یہ ہے کہ آل محمد ؐ کے نزدیک خلافت اور امامت کی قرارداد نبوت و رسالت کی شل خدا کے ہاتھ میں تھی جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ اے رسول ؐ تمہارا رب جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ بندوں کو چننے کا کوئی حق نہیں إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ میں ہوں زمین میں خلیفہ کا قرار دینے والا۔ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔ ابراہیم میں ہوں تم کو انسانوں کے لئے امام قرار دینے والا محمد ؐ و آل محمد ؐ کا ابتدا سے آخر تک یہی عقیدہ رہا کہ نبی خلیفہ امام خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمان نبوی ہے اولنا محمد ؐ و آخرنا محمد ؐ و اوسطنا

محمدؐ وکلنا محمدؐ اور کتاب کشف الغمہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ میرے سوال کرنے پر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے خلفاء اور جانشین بارہ ہوں گے۔ اُن کا اوّل علیؑ، اس کے بعد حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کا بیٹا علی ابن الحسینؑ پھر اس کی اولاد میں نسل در نسل تا امام آخرالزمان میرا ہمنام محمدؐ مہدی زمین پر خدا کی حجّت ہے۔ یہی اولی الامر آئمہ ھدیٰ ہیں پس معلوم ہوا الٰہی حکومت وُہ ہے جو اللہ کے مقرر کئے ہوئے نمائندے کی ہو، اللہ کا نمائندہ نبی، خلیفہ، امام۔ لغزشوں اور کمزوریوں سے پاک ان کے غلط احکام اور غلط پالیسیوں کے نفاذ کا امکان تک نہیں۔ قانونِ خدا کی تشریحات، تغیرات اور تاویلات کرنا مطابق منشائے الٰہی ہوتا ہے۔ تمام انسانوں میں خدا نے انبیاء و مرسلین کو بلند و رفیع قرار دے کر ان کو اپنے اور تمام مخلوق کے درمیان واسطہ ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔ اسی لئے رسولؐ اللہ نے فرمایا من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو اپنے امام زمانہ کی معرفت نہیں رکھتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (کتاب منصب امامت مصنفہ اسماعیل المشہور شہید دہلوی) امام حسین علیہ السّلام کے پوتے امام محمدؑ باقر علیہ السلام فرماتے ہیں یعنی ہم وجہ اللہ ہیں یعنی جس سے اللہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ ہم تمہارے درمیان تمہارے روبرو زمین پر آمد و رفت رکھتے ہیں اور عین اللہ ہیں خدا کی مخلوق پر ہم بندوں پر رحمت کے لئے کھلا ہوا ہاتھ ہیں جس نے پہچانا اس نے ہمیں پہچانا جو ہم سے جاہل رہا، وُہ جاہل رہا۔ ہم متقیوں کے امام ہیں (الشافی شرح اصول کافی) از قبلہ مولوی ظفر حسین امروہوی)، یہ عرض امر مسلمات میں سے ہے کہ معرفت نبی و امام کے حصول کے بغیر معرفت خدا حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ امام حسین علیہ السّلام تیرے امام وُہ عظیم قربانی دے کر امام نہیں ہوئے وہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اللہ کے منتخب اور چنے ہوئے امام تھے۔ اس ضمن میں حذیفہ یمانی صحابہ رسولؐ سے مروی ہے کہ ایک دن امام حسینؑ صغیر سنی میں کچھ بچوں کو گرد جمع کئے ہوئے واقعہ کربلا سُنا رہے تھے۔ حذیفہ نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ کیا آپ کو آپ کے نانا نے خبر دی ہے۔ فرمایا نہیں۔ حذیفہ خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ میں آپؐ کے فرزند حسینؑ سے ایسا ایسا سُن کر آیا ہوں۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا یعنی اس کی بابت کچھ نہ کہو کیونکہ اس کا علم میرا علم ہے اور میرا علم اس کا علم ہے اور ہم ہونے والی بات کو ہونے سے پہلے ہی جانتے ہیں۔ یہاں سرورِ کائنات نے حسینؑ کو اپنے ساتھ شریک کیا ہے اور اپنا علم اور ان کا علم ایک قرار دیا ہے۔ اسی لئے فرمایا تھا "حسینؑ منّی و انا من الحسینؑ" ان کا فعل رسولؐ کا فعل اور ان کا قول رسولؐ کا قول ہے۔ ان سے جو اوصاف و آثار ظاہر ہوں گے وُہ اوصاف و آثار نبوی ہوں گے۔ اب جو حضرات امام حسینؑ کے انکارِ بیعت کا سبب یزید بن معاویہ کے فسق و فجور دیتے ہیں۔ یہ اصل میں ایک تدبیر ہے۔ کسی امر کو بے داغ دکھانے کی ہے۔ کیا یزید اگر فاسق و فاجر نہ ہوتا تو حسینؑ اس کی بیعت کر لیتے یا یزید کے بجائے اگر کوئی نیک صالح عابد و زاہد مسلمان حسینؑ سے طالب بیعت ہوتا تو کیا حسینؑ اس کی بیعت کر لیتے ہرگز نہیں کیونکہ آلِ محمدؐ کے نزدیک خلافت و امامت کی قرارداد نبوت اور رسالت کے مثل خدا کے ہاتھ میں تھی۔ امامت کوئی ایسی چیز نہیں اس زنجیر میں رسالت اور الوہیت سب کچھ ہی ہے۔ یہ نہ چھینی جا سکتی ہے نہ چھڑوائی جا سکتی تھی۔ دنیوی حکومت اور چیز ہے نبی اور خلیفہ و امام حکومت کے بغیر بھی نبی اور خلیفہ و امام ہے۔ کیا ہمارے رسولؐ کے پاس مکہ سے ہجرت کے وقت کوئی حکومت تھی بالکل نہیں تو کیا رسالتمآبؐ اس وقت نبی نہ تھے، ضرور تھے۔ اللہ نے جس کو بھی نبی و امام بنایا اس کو کبھی

اس کے منصب سے معزول نہیں کیا۔ معزول کرنے کی ضرورت اُن کو پیش آتی ہے جو دنیوی انتخاب کے وقت حالات مابعد سے بے خبر اور لاعلم ہوتے ہیں۔ اب اگر نبی ہی اپنی نبوت کا منکر ہو کر غیر کی نبوت مان لے اور امام ہی اپنی امامت سے منکر ہو کر غیر کی امامت یا خلافت کو تسلیم کر لے تو آئمہ کا وہ علم و اعتماد جن کے بھروسہ پر ان کو چنا (انتخاب) تھا خاک میں مل گیا۔ بلکہ بالکل معدوم ہو گیا اور خدا ہماری طرح بے علم ہو گیا۔ معاذ اللہ اللہ نے تو اس چناؤ پر اپنے علم کا دعویٰ کیا ہے رسالت اور امامت و خلافت کے لئے اللہ نے جو چناؤ کیا ہے اللہ کو اس چناؤ پر ناز ہے اور اپنے عین علم ہونے کی دلیل قرار دیا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ بہت زیادہ اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ اپنی رسالت کا منصب کس کو دے اور کس جگہ رکھے۔ اِخْتَرْنَا ھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ۝ ہم نے جن کو چنا اور جن کو تمام اہل عالم پر فوقیت دی یہ ہمارا چناؤ ہمارے انتہا علم کے بھروسہ پر ہوا ہے۔ حسینؑ کے بیعت یزید کر لینے کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہیں کہ حسینؑ یہ تسلیم کر لیں کہ خلیفہ و امام میں نہیں ہوں بلکہ یزید ہے۔ یہ ناممکن ہے کیونکہ اللہ کا وہ علم اعتماد اسی امر کا تو ہے کہ ہمارا منتخب شدہ نبی اور خلیفہ یا امام کبھی ہم سے منحرف اور برگشتہ نہ ہوگا۔ کبھی ہماری نافرمانی نہ کرے گا۔ فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کرے گا۔ خود اس کو کوئی مانے یا نہ مانے یہ کبھی بھی مرحلہ پر گھبرا کر یا مرعوب ہو کر ہماری رسالت اور خلافت و امامت کے منصب سے دستبردار نہ ہوگا۔ یہ کسی مدعی باطل کو نہ مانے گا، پس مطالبہ بیعت یزید باطل پرست کے سلسلہ میں حسینؑ کے لئے دو ہی صورتیں تھیں یا تو بجرم انکار بیعت اپنا اور اعزا کا قتل ہونا گوارا کریں یا بیعت کر کے اپنی امامت ہی کو باطل نہیں بلکہ رسالت اور الوہیت اور پورے دینِ محمدیؐ کو باطل کر دیں۔ حسینؑ نے ان دو صورتوں میں سے وہی صورت اختیار کی۔ اپنے آپ کو، اعزہ کو دینِ اسلام پر قربان کیا۔ خدا کی صداقت و الوہیت اور نبی کی نبوت کو آئمہ کی امامت کو دین کی حقانیت کو بچایا اور ان سب چیزوں کو بچایا ہی نہیں بلکہ ثابت کر دیا۔ اور پاکیزہ خون سے مہر تصدیق ثبت کر دی،

امام حسین علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے روانگی

ماہ رجب سنہ ۶۰ھ میں امیر معاویہ فوت ہوئے۔ اور ان کے فرزند یزید نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ یزید نے تختِ حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے مطابق سمجھ لیا تھا۔ اس کی سلطنت مستحکم نہیں ہے کیونکہ اس کے باپ دادا کا مقصد اسلام کو فنا کر دینا تھا لیکن خدا کے نمائندے آلِ محمدؐ ان کی راہ میں مزاحم تھے اور ان میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ختم کر کے دنیا سے اسلام کے نقوش کو فنا کر ڈالتے۔ یزید نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی اپنے چچازاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان گورنر مدینہ کو خط میں یہ حکم دیا کہ لوگوں سے عموماً اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور حسینؑ بن علی سے خصوصاً بیعت لے اور جو بیعت نہ کرے اس کا سر میرے پاس اس خط کے جواب کے ساتھ ۞ اور غیرت سے ولید بن عقبہ گورنر مدینہ کو حکم دیا۔ یعنی میرا مکتوب ان تک (حسینؑ بن علی، ابن عمر و ابن زبیر تک) پہنچا دو اور ان میں سے جو کوئی میری بیعت نہ کرے اس کا سر تن سے جدا کر کے میرے مکتوب کا جواب بھی ساتھ ساتھ روانہ کر دو (ناسخ التواریخ جلد ششم ص ۱۵۸)۔

حسب الحکم یزید ولید بن عقبہ گورنر مدینہ نے جب رات کے وقت امام حسین علیہ السلام کو بلانے کا پیغام بھیجا تو آپ سمجھ گئے کہ کوئی خاص بات ہے۔ حضرت عباسؑ علیہ السلام و جناب علی اکبر اور دوسرے اعزا بنی ہاشم کو ہمراہ لے کر پہنچے تو ولید کے پاس مروان بیٹھا تھا۔ ولید نے یزید کا خط پیش کیا جس میں بیعت کا مطالبہ درج تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

۞ روانہ کر دو (تاریخ طبری فارسی ص ۶۱۵ و ترجمہ تاریخ اعثم کوفی ص ۳۴۴ و مقتل ابی مخنف اردو ص ۵)

امام نے بیعت سے انکار کردیا۔ مروان نے ولید سے اصرار کیا کہ وُہ اسی وقت لے لے۔ ورنہ اس کے بعد امام ہاتھ نہ آئیں گے جس کا جواب امام نے غصہ اور بلند آواز سے دیا۔ تمام بنی ہاشم اور حضرت عباس اور حضرت علی اکبر اندر داخل ہوکر مقابلہ کے لیئے تیار ہو گئے ولید خوفزدہ ہوگیا اور ٹھہر گیا۔ امام معہ خاندان والوں کے دَولت سرا واپس تشریف لائے۔ اور گھر والوں کو حکم دیا۔ کہ سامانِ سفر تیار کیا جائے۔ امام حسینؑ نے اپنے طے کردہ فیصلہ سے کام لے کر دینِ اسلام کی حفاظت کے لیئے سر کٹانے کی تیاریاں کرلی۔ آپ کا بنیادی اصُول تھا کہ دینِ حق کی حفاظت کریں۔ لھذا رُوحانی اور مادی جنگ کا آغاز شروع ہو گیا۔ ایک طرف روحانیت پوُری قوّت سے کام کر رہی تھی۔ اور دوسری طرف مادیت یعنی حق و باطل کا مقابلہ شروُع ہوگیا۔ جیسا کہ اِس سے پیشتر رسولِ خُدا اور یزید کے دادا ابوسفیان سے بدر و اُحد میں کفر و اسلام میں مقابلہ ہوچکا تھا۔ یہی صُورت اَب بھی رسولؐ اللہ کی نیابت کے فرائض ان کے فرزند امام حسُینؑ انجام دینے لگے اور دوسری طرف یزید اپنے باپ دادا کے نیابت میں اسلام کو فنا کرنے کے لیئے پوُری قوّت سے میدان میں آ گیا۔

اس صُورت میں امام حسُینؑ علیہ السلام کے سامنے حسب ذیل تین صورتیں تھیں :-

(۱) مدینہ منورہ میں بیٹھے رہیں۔ یزید سے وہیں لڑیں۔ قید ہوں۔ یا قتل ہوں کیونکہ فتح کے تمام اسباب و ذرائع مفقود تھے

(۲) مکہ معظمہ میں قیام کریں، وہیں لڑیں، قید ہوں یا شہید ہوں۔

(۳) یا کسی اور سمت چلے جائیں۔

مدینہ منورہ کے چھوڑنے کے اسباب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کو مدینہ منوّرہ نہ چھوڑنا چاہیئے تھا۔ ایسے لوگ وہی یہ الفاظ کہہ سکتے ہیں جو تاریخ سے ناواقف اور قوتِ فکر سے محرُوم ہیں۔ فرزندِ رسولؐ امام حسُینؑ اہلِ مدینہ کی وفاداریوں سے واقف تھے۔ اہلِ مدینہ نے کسی وقت بھی آلِ محمدؐ کا ساتھ نہیں دیا، چنانچہ رسولؐ خدا نے امّت کی بھلائی کے لیئے آخر وقت ایک تحریر کے لئے قلم دوات اور کاغذ مانگا تھا۔ جس پر بعض نے دفاعِ رسالت کو بے حواس کیا۔ اور پیغمبرِ خُدا پر اعتماد نہ کیا۔ اس عمل سے رسالت مشکوک ہوئی۔ اور آپس میں اختلاف ہوگیا۔ یا یوُں کہیئے کہ مسلمانوں میں قیامت تک کے لیئے اختلاف کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ آخر ایسے منافق لوگوں کو رسولؐ اللہ نے مکان سے نکلوا دیا۔ حیاتِ رسولؐ میں مدینہ والوں کی پہلی وفاداری تھی، دوسری اہلِ مدینہ کی وفاداری۔ کفن و دفن پیغمبرِ خدا کے موقعہ پر بھی۔ کتنے اصحاب و احباب اپنے آقا کے سرہانے موجوُد تھے۔ کِس نے غُسل و کفن دیا۔ کِس نے قبر دی۔ کِس نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ میّتِ رسولؐ کو کس نے تعزیت دی؟ حسینؑ جانتے تھے جنھوں نے رسول کی میّت کو چھوڑ کر دفن و کفن میں شرکت نہ کی۔ وُہ ان کے زندہ فرزند کی کیا حمایت کریں گے۔ تیسری وفاداری بعد وفات رسولؐ ان کے حقیقی وصی حضرت علیؑ کو ان کے حق خلافت سے محرُوم کر کے خود ساختہ خلافت کا ڈھونگ رچا کر ضبطی فدک جس کی بنا پر جناب فاطمہ زہراؑ حضرت علیؑ کو وصیّت کر گئیں کہ میرا جنازہ رات کے وقت دفن کرنا۔ اور اہلِ مدینہ کو خبر نہ کرنا۔ چوتھی وفاداری

اہلِ مدینہ بوقتِ جنگِ جمل و صفین تھی۔ حسینؑ جانتے تھے کہ علیؑ سے لڑنے والے مدینہ کے باشندے تھے۔ اور اُن کی تعداد حضرت علیؑ کی حمایت میں کتنی تھی۔ اور کتنے اہلِ مدینہ و اصحاب تھے جو حمایتِ معاویہ میں تھے۔ پانچویں وفاداری مدینہ اُم لوں کی امام حسینؑ جانتے تھے کہ ان کے بھائی امام حسنؑ کے تابوت پر تیروں کی بارش ہوئی اور نعش نواسۂ رسولؐ کی حجرۂ رسولؐ میں دفن کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور بی بی عائشہؓ خچر پر سوار ہو کر مخالفت کرنے والوں کے پیش پیش تھیں۔ اور فرزندِ رسولؐ کے جنازہ پر تیر اندازی شروع کر دی۔ جب مدینہ میں نواسۂ رسولؐ امام حسنؑ کی نعشِ اطہر پر تیروں کی بارش ہوا اور اہلِ مدینہ اس واقعہ کو محض تماشائیوں کی طرح دیکھتے رہیں۔ اگر مدینہ میں امام حسینؑ رہ جاتے تو شہید ہو جاتے۔ اور اہلِ مدینہ اس واقعہ کو بھی مثلِ امام حسن علیہ السّلام کے تماشائیوں کی طرح دیکھتے رہتے۔ دراصل اہلِ مدینہ کے دل مردہ اور ضمیر افسردہ ہو چکی تھیں۔ عوام اپنا کردار اور حرارتِ ایمانی اس درجہ کھو چکے تھے۔ کہ واقعہ حرّہ میں قبرِ رسولؐ کی بے حرمتی ہو مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے جائیں مدینہ کی عورتوں کی عصمت لٹ جائے۔ ہزاروں عوام و اصحابِ رسولؐ تہِ تیغ ہو جائیں ہر قسم کی ذلت برداشت کریں لیکن اسلام کے دشمنوں کے پنجہ سے رہائی کرانے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کر سکے۔ مدینہ کی بے حرمتی اور تباہی دیکھتے ہوئے بعض نے یزید کی غلامی قبول کر لی۔ اہلِ مدینہ سے اہلِ عراق پھر کچھ غنیمت تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ۲۸ رجب یا ۲ شعبان ۶۰ھ کو یہ اعلان کرتے ہوئے مدینہ منورہ چھوڑا کہ میں مرنے جاتا ہوں، جس کو ساتھ دینا ہو جان دینے کے لئے چلے، غرض اہلِ و عیال و خاندان کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ امام مدینہ چھوڑ رہے ہیں۔ بڑے بڑے صحابی دیکھ رہے ہیں۔ کب کسی نے نواسۂ رسولؐ کا ساتھ دیا۔ بلکہ اکثر نے یزید کے مظالم سے مرعوب ہو کر قتلِ حسینؑ کی تائید کی۔ قاضی شریح دربارِ ابنِ زیاد میں حاضر رہتا تھا۔ اس نے قتلِ ہانی کو چھپایا۔ اور مظلوم ہانی کی مدد سے اہلِ کوفہ کو روک دیا۔ اس کے بیٹے نے دو ستداران امام حسینؑ (مسیب) سے جنگ کی۔ سمرو بن جندب کوفہ، بصرہ اور عراق کے شہر و دیہات والوں کو قتلِ امام حسینؑ کی ترغیب دیتا رہا۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲) علاوہ ان کے مقتدایان و اکابر جیسے زید بن ارقم، نعمان بن بشیر۔ ابان بن عثمان۔ عبداللہ بن عمر۔ رافع بن اوس، سائب بن یزید مدنی، اسلم عدوی۔ جابر بن سمرہ۔ ابوادریس خوارنی وغیرہ وغیرہ۔

صحابی و تابعین و پیروان خلفاء تھے۔ کسی نے بھی امام حسین علیہ السّلام کی مدد نہ کی۔ خونِ حسینؑ کا بدلہ لینے والوں کا بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ چنانچہ جو لوگ فوجِ یزید میں شامل ہو کر حسینؑ کے قتل میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ وہ بعد معرکہ کربلا۔ عبدالرحمٰن بن سعید۔ ورقاء بن عازب وغیرہ سلیمان بن صرد خزاعی سے لڑنے کو اور ابنِ زیاد کی کمک کو گئے۔ (مقتل ابو حنیف) امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ پہنچے۔ عبداللہ بن زبیر کو یزید سے برسرِ پیکار دیکھ کر علیحدہ قیام کیا۔ اور اس کی شرکت سے صاف انکار کر دیا۔ امام حسینؑ سمجھتے ہیں کہ یہ خود طالبِ حکومت ہے۔ مجھے کب چین لینے دے گا کیونکہ عبداللہ بن زبیر نے خود بھرے دربار میں معاویہ سے گفتگو میں دعویٰ خلافت پیش کیا تھا۔ (عقد الفرید جلد ۲ صہ ۹۹)

معاویہ نے گفتگو میں ابنِ زبیر پر الزام لگایا تھا کہ کل کی بات ہے تیرا باپ بی بی عائشہ کو طمعِ خلافت سے بہکا کر، علیؑ سے لڑنے

گیا تھا (عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۹۷) عبد اللہ بن زبیر کو فرزندِ رسولؐ کا کب خیر خواہ تھا۔ جنگ بصرہ میں ان کی تمناؤں میں پانی پھر چکا تھا۔ امام حسین علیہ السلام پر قابو پا کر کب چھوڑنے والا تھا۔ اگر نواسۂ رسولؐ سے ہمدردی ہوتی تو شہادتِ حسینؑ ٹھنڈے دل سے بیٹھا نہ دیکھتا۔ اہلِ مدینہ مکہ کے اصحاب و تابعین بھی تو شہادتِ حسینؑ ٹھنڈے دل سے دیکھتے رہے۔ امام حسینؑ کے بھائی محمدؐ حنفیہ کو مکہؔ چاہ زم زم میں انہیں عبد اللہ نے قید کیا تھا۔ امام حسینؑ بھی قید ہوتے یا قتل ہوتے۔ آج تاریخیں مکہ و مدینہ کے جن واقعات کو دوہرا رہی ہیں کیا امام حسین علیہ السلام ان واقعات سے بے خبر تھے، ہرگز نہیں۔ غرضیکہ جب کوفہ والوں کو امام حسین علیہ السلام کے مکہ معظمہ آنے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے بیعتِ یزید سے انکار کر دیا۔ اور فرزندِ رسولؐ کو خطوط لکھے جن میں نصرت و حمایت کا وعدہ کیا ہر روز بارہ ہزار (۱۲،۰۰۰) خطوط میں اکثریت ان خطوں کی تھی جن میں لکھا تھا یا ابنِ رسول اللہ جلد تشریف لائیے۔ ہم بغیر امام کے جہالت اور گمراہی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اگر آپ تشریف نہ لائے تو قیامت میں آپ کا دامن پکڑ کر رسول اللہؐ سے شکایت کریں گے۔ اب مقام غور ہے کہ کوفہ کے بلانے والے شریعتِ محمدیہؐ کا واسطہ دے کر اور آپ کو گمراہی اور ضلالت سے نجات دلانے کا واسطہ بنا کر بلا رہے ہیں۔ لہٰذا امام حسینؑ علیہ السلام کو بحیثیت امام و مذہبی پیشوا کے اتمامِ حجت کرنا بھی آپ کے فرائض میں تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اہلِ مدینہ و مکہ اور عراقیوں میں بہتر کون ہے؟

اہلِ مدینہ اور عراقیوں کا موازنہ

اہلِ مدینہ و مکہ کی بیوفائی کوفیوں سے اس لئے زائد تھی کہ کوئی اب جدید معاہدۂ نصرت کے کر رہے ہیں۔ وعدہ خلافی ظہور میں نہیں آئی۔ عہد شکنی پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ عراقیوں نے جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔ میدانِ کربلا میں فرزندِ رسولؐ کے ساتھیوں میں جو روزِ عاشورہ شہید ہوئے وہ اہلِ کوفہ تھے۔ مثلاً حبیب بن مظاہر۔ مسلم ابن عوسجہ۔ زہیر بن قین۔ سعید ابن عبد اللہ۔ حرؑ ابن زید۔ بریر ابن جعفر۔ عابس ابن ابی شبیب وغیرہ۔ غرض سید الشہداء کے ممتاز ساتھیوں کی اکثریت اہلِ کوفہ پر مشتمل تھی۔ اور امام حسینؑ کی شہادت کا جیسا اثر عراقیوں نے لیا۔ اور جگہ نہیں لیا گیا۔ مختار اسی سرزمین سے اٹھے اور انتقام خونِ حسینؑ لیا۔ اور سلطنت بنی امیہ کا خاتمہ کرنے میں پرجوش حصہ لیا۔ کوفیوں نے تو تیسرے روز بے سر لاشوں کو دفن کر دیا۔ لیکن اہلِ مدینہ نے تو اپنے تیسرے خلیفہ عثمان تک کو دفن تک نہ کیا۔ اور سرزمین عراق میں قربانی دینے میں امام کی مصلحت یہ بھی تھی کہ عراق اس وقت کے عالم اسلامی کے قلب میں تھا، اور یہاں سے واقعۂ شہادت کی خبریں ساری اسلامی دنیا میں پہنچ جانی یقینی تھیں۔ اس کے علاوہ امام حسین علیہ السلام کو مدینہ کی حرمت جو رسول اللہؐ نے فرمائی تھی، یاد تھی اور اللہ کے رسولؐ بغیر وحی کے کلام بھی نہیں کرتا۔ یعنی رسول اللہؐ نے فرمایا (جیسا کہ مکہ کو ابراہیم نے حرم بنایا تھا) اسی طرح میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اس کو حرم بنا کر حرام کر دیا ہے۔ اب اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے۔ لڑائی کے لئے ہتھیار نہ باندھے جاویں۔ اور کسی درخت کے پتے سوائے چارے کے نہ کاٹے جائیں۔ (صحیح مسلم، موطا امام مالکؒ، روایت انس بن مالک صفحہ ۴۰۴، صفحہ ۴۰۵) اس لئے سید الشہداء نے مدینہ کو چھوڑا کہ اگر وہاں رہتے تو قتل کئے جاتے۔ اور حرمِ رسولؐ (مدینہ) کی بروئے ارشادِ نبوی حرمت برباد ہوتی۔ امام نے اپنے اس عمل سے امت کو یہ سبق دیا کہ شعائر اللہ کی تعظیم بروئے قرآنِ مجید

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ اور وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ سورۂ حج کی عملاً تفسیر اسی طرح ہونی چاہیئے۔ غرض کہ امام حسین علیہ السلام نے کوفیوں کے طلبیدہ خطوط کے جواب میں بطور اتمام حجت جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ کوفہ میں اٹھارہ ہزار مسلمانوں نے جناب مسلم کی بیعت کی۔ جو اس کا ثبوت ہے کہ عوام اموی حکومت سے بیزار تھی۔ اگرچہ بعد میں عبیداللہ بن زیاد کے خوفِ جان اور طمعِ دنیا میں مبتلا ہو کر جناب مسلم کی بیعت توڑ دی۔ جناب مسلم اور فوج ابن زیاد میں لڑائی ہوئی اور ان کی گرفتاری کے لئے پے در پے تین فوجی دستے روانہ کئے۔ محمد ابن اشعث نے دھوکہ دے کر جناب مسلم کو گرفتار کر کے قصرِ امارہ تک پہنچایا۔ آخر کار شہید کئے گئے۔ ادھر مکہ معظمہ میں فرزندِ رسولؐ نے حج کو عمرہ میں تبدیل کیا۔ اور مکہ معظمہ کی حرمت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے عازمِ عراق ہوئے۔ امام کا مکۂ معظمہ چھوڑنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ خصوصاً اس وقت جبکہ حج میں ایک دن رہ جائے۔ وجہ یہ تھی کہ یزید پلید نے تیس آدمیوں کی ایک جماعت حجاج کے بھیس میں مکہ معظمہ بھیجی۔ تاکہ وہ دورانِ حج خانہ کعبہ میں امام حسینؑ کو قتل کر دیں تاکہ امام شہید ہو جائیں۔ اور یزید پر قتل کا الزام عائد نہ ہو۔ چنانچہ ینابیع المودۃ ص۲۸ میں مرقوم ہے یعنی اسی روز امام حسینؑ مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد اس کے کہ آپ طواف و سعی بجا لائیں۔ اپنے احرام سے محل ہوئے اور حج کو عمرہ سے بدل فرمایا کیونکہ ان جناب کو پورا حج بجا لانے کی قدرت بروئے حالات نہ ہوئی۔ اس خدشہ سے کہ کہیں گرفتار کر لئے جائیں اور ایامِ ذوالحجہ حج میں مکہ معظمہ میں فساد برپا ہو جائے۔ کیونکہ یزید بن معاویہ نے حاجیوں کے ساتھ تیس شیاطین بنی امیہ کو روانہ کیا تھا۔ تاکہ وہ حسینؑ کو قتل کر ڈالیں۔" آخر کار فرزندِ رسولؐ مکہ معظمہ سے یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے کہ "واللہ میں وہ بیٹھا بننا ہرگز نہ پسند کروں گا جو اس طاہر و مقدس جگہ میں قتل ہو کر بالخصوص ماہ ذوالحجہ ایامِ حج میں اس کی عزت و حرمت برباد کرنے کا باعث بنے جیسا کہ حکمِ خدا ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ سورہ بقرہ

"اے رسولؐ لوگ حرمت والے مہینوں میں قتال کی بابت سوال کرتے ہیں۔ تم انہیں کہہ دو کہ قتال ان مہینوں میں گناہ کبیرہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور (اسی طرح) کفر کرنا اور مسجد حرام (کعبہ) سے (ادائیگی فرائض) سے روکنا اور جو اس کے اہل ہیں، ان کا مسجد حرام سے نکال باہر کرنا پر مجبور کرنا یہ سب اللہ کے نزدیک نہایت ہی گناہ کبیرہ ہے اور فتنہ و فساد کشت و خون سے بھی بڑھ کر گناہ عظیم ہے"۔ امام حسین علیہ السلام کو ان مفسدین کے کماحقہٗ حالات اور اللہ کی کتاب کا علم تھا جہاں پر مسلمان کو بحکمِ خدا پناہ مل سکتی تھی۔ وہاں فرزندِ رسولؐ کو ان شیاطین نے پناہ نہ لینے دی۔ بلکہ امام کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ یہاں پر بھی نواسۂ رسولؐ نے شعائر اللہ حرمت کعبہ کو ملحوظ رکھا۔ کیونکہ یزیدی گروہ کا ارادہ تھا کہ عین خانہ کعبہ میں فرزندِ رسولؐ کو قتل کر دیا جائے۔ خانہ کعبہ میں امام کے قتل ہو جانے سے حرمتِ کعبہ برباد ہو جاتی۔ اس لئے مکہ معظمہ سے عراق کا سفر اختیار کیا۔ یہ ایک اور سبق امام نے اسلامی دنیا کو دیا کہ امام کا ہر عمل بروئے کتاب اللہ و سنتِ رسولؐ ہوتا ہے۔ رسول اللہ نے بھی ایسے ہی حالات میں بنی امیہ کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ ۸ ذوالحجہ کو امام حسینؑ نے مکہ معظمہ چھوڑا تو اولاً مجمع عام میں فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ میں قربان گاہ

کی طرف جا رہا ہوں۔ ساتھ دالو کسی کو اگر گردن کٹانا ہو تو ساتھ چلے۔ ورنہ اپنی اپنی راہ لو۔ بہت سے لوگ واپس علیحدہ ہو گئے مکہ معظمہ سے ۸ ذوالحجہ کو امام روانہ ہوئے تو آپ کے ہمرکاب ایک انبوہِ کثیر بھی تھا لیکن راستہ میں اس انبوہ کو چھانٹتے ہوئے بار بار کوشش کرتے رہے۔ دوران سفر میں آپ نے کئی مرتبہ اعلان فرمایا کہ دیکھو جو بھی میرے ساتھ ہوگا وہ زندہ نہ بچے گا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جو لوگ خامیاں بنی امیہ یہ کہتے ہیں کہ یزید پر امام نے خروج کیا۔ کس قدر غلط اور احمقانہ پروپگنڈہ ہے۔ بقول ان لوگوں کے اگر آپ کا مقصد ملک گیری و فتح و مملکت ہوتا تو یہ امر مسلمہ ہے کہ جو فریق لشکر لے کر لڑائی لڑنے جاتا ہے۔ وہ فوج میں اضافہ کرتا ہے۔ ہر قسم کے ہتھیار سے مسلح ہوتا ہے۔ فوج کی تعداد بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی فوجی تیاریاں اور ساز و سامان کرتا ہے لیکن امام حسین علیہ السلام برعکس اس کے تعداد گھٹاتے ہیں۔ صرف اہل خاندان اور بالخصوص اولادوں میں مرد و زن و بچوں کی بیعت ہے۔ آپ کو وہ فوج اور لشکر درکار نہ تھا جس کے پاس تلوار توپ و تفنگ ہو۔ امام حسین علیہ السلام کو فتح کے دنیاوی و ظاہری اسباب درکار نہ تھے۔ بلکہ آپ کے پیش نظر ایک مقصد عظیم تھا۔ وہ تھا دینِ اسلام کی حفاظت، آپ کی زندگی کا نصب العین رسول اللہ کی طرح دینِ الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اسی لئے رسولِ خدا نے فرمایا "حسینؑ منی و انا من الحسینؑ" یعنی حسینؑ میرے اوصاف و کمالات کا آئینہ ہے اور میرے اسوۂ حسنہ کا عملی نمونہ ہے۔ لہٰذا یزید کا حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کرنا۔ رسولؐ اللہ سے بیعت طلب کرنا، حسینؑ سے جنگ و جدل کرنا، رسولؐ اللہ سے لڑنا ہے۔ حسینؑ کی شہادت رسولؐ اللہ کی شہادت ہے ؛؛

سرکار سید الشہداؑ کی کربلا معلیٰ میں آمد

امام حسین علیہ السلام کا وہ قافلہ جو حق کے تحفظ کی خاطر مدینہ سے مکہ معظمہ اور مکہ سے کربلا معلیٰ کی طرف جا رہا تھا۔ جب منزل شراف پر پہنچا تو حرُ ابن یزید ریاحی نے امام کا راستہ روکا لیکن حرؑ اور اس کا پورا لشکر پیاس سے جاں بلب تھا۔ فرزند رسولؐ نے کمال دریا دلی سے ان سب کو پانی سے سیراب کیا۔ اگرچہ حضرت عباسؑ نے عرض بھی کی۔ آقا میدانوں جنگلوں کا سفر ہے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے۔ امام نے بھائی کو یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ ہاں! ہاں! میں سب کچھ جانتا ہوں ؎

میں ساقیِ کوثر کا پسر ہوں تکلف مجھے کیا ہے ؛؛
پانی انہیں دے دو میرے بچوں کا خدا ہے

بالآخر بروز پنجشنبہ ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں حسینی قافلے کا ورود ہوا۔ امام حسینؑ نے کربلا معلیٰ پہنچ کر سب سے پہلے یہ کام کیا کہ کربلا کی زمین ساٹھ ہزار درہم میں خرید کی۔ علامہ شیخ بہائی نے کشکول میں اور دوسرے اکابرین نے اپنے مؤلفات میں تحریر فرمایا ہے کہ امام حسینؑ نے اہل نینوا یا غاضریہ یا ماریہ یا کربلا سے اپنے مستقل مدفن اور اطراف کی زمین ساٹھ ہزار درہم میں خرید فرمائی اور پھر اس زمین کو انہیں پر بایں شرط تصدق کر دیا کہ میرے زائرین کی ہمیشہ یعنی نسل در نسل رہبری کریں اور ان کو تین دن مہمان رکھیں پھر وہ اس زمین کی حدود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ زمین خرید شدہ چار مربع میل ہے اور امام حسینؑ کی اولاد سے مباح ہے اور اس زمین کی اولاد امام حسینؑ پر حلال ہونے کی وجہ یہ ہے علامہ ابن طاؤس اظہار فرماتے ہیں کہ یہ زمین صدقہ کے بعد اس لئے حلال ہو گئی کہ اہل غاضریہ نے شرائط امام حسینؑ کو پورا نہیں کیا۔ دوسرے دن یعنی تیسری محرم کو یزیدی فوج کا سپہ سالار عمر ابن سعد بحکم یزید و عبید اللہ ابن زیاد معہ چار ہزار لشکر کے کربلا پہنچ گیا ؛؛

قتلِ حسینؑ پر فتویٰ

امام حسین علیہ السلام کے قتل کرانے کے محضر پر دربار بنی اُمیہ کے یکصد قاضیوں اور مفتیوں کی مہریں لگی تھیں اور سرِ فہرست قاضی شریح کا نام تھا۔ اب قاضی شریح کا منافقانہ رویہ ملاحظہ فرمائیں کہ طمع دنیا کی خاطر قاضی شریح نے قتلِ حسینؑ پر فتویٰ دیا۔ جواہر الکلام میں ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد گورنر بصرہ نے قاضی شریح کو دربار میں طلب کیا اور اس سے کہا کہ آپ حسینؑ ابن علیؑ و فرزند رسولؐ، کے قتل پر فتویٰ صادر کریں۔ قاضی شریح نے انکار کیا۔ اور اپنا قلمدان اپنے سر پر سے گرا دو۔ بقول ابن عربی جو اپنے مقتل میں لکھتا ہے کہ قاضی شریح نے کہا کہ خدا کی پناہ میں کہاں اور فتویٰ قتل فرزندِ رسولؐ کہاں اور اُٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے چند تھیلیاں زر کی قاضی مذکور کے لئے بھیج دیں، جب صبح ہوئی۔ اور قاضی شریح ابن زیاد کے پاس آیا تو ابن زیاد نے پھر وہی گفتگو شروع کی۔ قاضی شریح نے کہا کہ کل رات میں نے قتلِ حسین پر بہت غور کیا اور اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کا قتل کر دینا واجب ہے چونکہ انہوں نے خلیفہ وقت (یزید) پر خروج کیا ہے لہٰذا بر بنائے مفسدہ و خارجی یہ لازم ہے۔ پھر قلم اٹھایا۔ اور فرزندِ رسولؐ کے قتل کا فتویٰ اس مضمون کا لکھا:

"میرے نزدیک ثابت ہوگیا ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ دینِ رسولؐ سے خارج ہو گیا ہے (معاذ اللہ) لہٰذا وہ واجب القتل ہے ایک روایت کے مطابق قاضی شریح کے فتویٰ کا مضمون اس طرح تھا۔ یہ امر میرے نزدیک تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ نے امام مسلمین امیر المومنین یزید بن معاویہ پر خروج کیا ہے پس تمام لوگوں کو ان کا دفع کرنا اور قتل کرنا واجب ہے۔ ابن عربی کہتا ہے کہ اس فتویٰ کی وجہ سے عبید اللہ ابن زیاد کے لشکریوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور کثرت سے لوگ امام حسینؑ سے جنگ کرنے والی فوج میں داخل ہوئے"؛ جواہر الکلام ص۸۸ از آقائی حاجی مرزا حسن مطبوعہ ۱۳۶۲ھ مطبع علمی تبریز د طہران) یہ یزیدی فتویٰ صرف قتلِ حسین ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ فتویٰ ذاتِ رسولؐ پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دینِ رسولؐ کی بقاء وجود حسینؑ کے ساتھ مخصوص ہے اور حسینؑ کا علم و عمل رسالت کے ساتھ مخصوص ہے تو حسینؑ کا وجود دین ہے اور دین عین حسینؑ ہے اسی مناسبت کے اعتبار سے رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا تھا۔ "حسین منی و انا من الحسین" حیرت ہے ایسے مسلمانوں پر کہ جو یزید جیسے فاسق و فاجر بے دین شرابی کبابی زانی کو امام المسلمین و خلیفہ رسولؐ مانتے ہیں گویا ان لوگوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ جس دین میں شراب زنا ماں بہنوں سے نکاح جائز ہو اور رسالت کا انکاری ہو۔ وہ ہمارا دین ہے بھلا کہاں امام حسین علیہ السلام جیسے فرزندِ رسولؐ محافظ دین، نائب رسولؐ عصمت و عفت کے درخشندہ شاہکار اور کہاں، یزید جیسے مجسمہ بدی دُنیا بھر کی برائیوں کا سرچشمہ۔ انسانیت سے کوسوں دور اور جانشینی رسولؐ ہونے کا دعویٰ جس کا عقیدہ یہ ہو۔ پی لے محبوبہ طناز پی۔ اگر مذہبِ اسلام میں پینا ممنوع ہے تو دین مسیح پہ پی اسلئے کہ اس دنیا کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ جنت و دوزخ سب ڈھکوسلا ہیں نہ کوئی وحی آئی نہ کوئی پیغام اترا۔ یہ تو ایک ڈھونگ تھا جو بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لئے رچایا تھا یزید کے اس صاف اور واضح اعلان سے ثابت ہے کہ یزید کو رسولؐ اللہ کی رسالتﷺ سے بھی انکار ہے۔ کیا یہی تھی یزید کی اسلامیت یہی تھی رسولؐ پرستی۔ یہی تھا تمدن اسلام افسوس صد افسوس۔ **واقعات شہادت** غرض پانچ محرم کو فرزندِ رسولؐ کے خیام ساحل فرات سے اٹھوانے کا یزیدی لشکر کی طرف سے اصرار تھا کہ اگر ابھی خیام یہاں سے نہ اُٹھائے گئے تو تلوار چلے گی۔ حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ آقا یہ

لوگ تلوار کا ذکر کرتے ہیں. آپ اجازت دیں. دنیا دیکھ لے گی کہ فرات پر کس کا قبضہ ہے امام نے بھائی کو سمجھایا کہ ہم جنگ کرنا نہیں چاہتے اور خیام اٹھانے کا بھائی کو حکم دیا. اس کے بعد حسینؑ کی جان لینے کے لئے فوج شام کی کربلا میں آمد شروع ہوگئی یہاں تک بعض مورخین کی تحقیق میں آٹھ لاکھ شامی فوج جمع ہوگئی. جس نے پہلا یہ حربہ استعمال کیا کہ ساتویں محرم سے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا. نہر فرات پر کڑے پہرے بٹھا دیئے گئے اور عمر سعد نے حکم دیا کہ خانوادہ رسالت سے جو کوئی پانی لینے آئے اُسے وہیں قتل کر دو. یزیدی لشکر نے نویں محرم کی شام کو جنگ چھیڑنا چاہی. لیکن فرزند رسولؐ نے عبادتِ خدا کے لئے ایک رات کی مہلت لے لی. امام حسین علیہ السلام نے نمازِ عشاء کے بعد اپنے ساتھیوں کو جمع فرمایا. اور ارشاد فرمایا. دیکھو کل صبح روز عاشورہ موت کا بازار گرم ہونے والا ہے. یزید صرف میرے سر کا طلبگار ہے تم میں سے جو جانا چاہے وہ نکل جائے. لو میں اپنی بیعت کا بار بھی تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں. یہ فرما کر فرزندِ رسولؐ نے جلتی شمع گل کرا دی. تاکہ اندھیرے میں جسے جانا ہو چلا جائے. اعزا و اصحاب نہایت ادب سے کھڑے ہوگئے. اور عرض کی. ہم آپ کو تنہا نرغہ اعدا میں چھوڑ کر ہرگز ہرگز نہیں جا سکتے. جب تک اپنے سر آپ کے قدموں پر نثار کر کے سرخرو نہ ہو جائیں. بالآخر صبح عاشور نمودار ہوئی. امام نے بریر ہمدانی کو لشکر یزید کی طرف بھیجا کہ وہ یزیدیوں کو سمجھائیں. بریر ہمدانی کوفہ کے مشہور عالم تھے اور لشکر یزید میں صدہا ایسے افراد حفاظ و قاری موجود تھے. جنہوں نے بریر ہمدانی سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن یزیدیوں پر اپنے عالمِ دین اور استاد کی تقریر کا کوئی اثر نہیں ہوا. انجام کار امام حسینؑ کے اعزا و رفقا روزِ عاشورہ ایک ایک کر کے شہید ہوگئے. علیؑ اصغر کی شہادت کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا. تاکہ دشمنانِ اہلِ بیت رسولؐ یہ نہ کہہ سکیں. کہ ہمیں امام حسین علیہ السلام نواسہ رسولؐ کے حسب و نسب اور فضائل و مناقب کا علم نہیں تھا. جو فضائل رسول اللہؐ نے ان کی شان میں فرمائے ہیں. لیکن اس تقریر کا جواب دشمنانِ خدا اور رسولؐ نے تیر و سناں سے دیا. آخر مجبور ہو کر فرزندِ رسولؐ دلبند بتولؑ نے تین دن کی بھوک و پیاس میں تلوار کھینچ لی اور اس دلیری اور جوانمردی سے جنگ فرمائی. کہ لشکر یزید میں بھگدڑ مچ گئی. مورخین کا اس پہ اتفاق ہے کہ لشکر یزید کا نظم و نسق اس درجہ بگڑ گیا تھا کہ یزیدی لشکر بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگے پھرتے تھے اور فرزندِ رسولؐ یک و تنہا غریب الوطن زخموں سے چور بھوک اور پیاس سے نڈھال ہونے کے باوجود یزیدی مقابلہ کرنے سے عاجز ہوگئے حتیٰ کہ فوج یزید کوفہ تک ٹکرا رہی تھی. نواسہ رسولؐ نے تقریباً تین ساعت میں دو ہزار سے زیادہ اشقیا جہنم واصل کئے اس جنگ سے مظلوم کربلا کا مقصد فریضہ جہاد تھا. اور دنیا پر یہ ظاہر کر دیا کہ حق پرست یکہ و تنہا زخموں سے چور عالم بیکسی میں بھی مردانہ وار جنگ سے کبھی منہ نہیں پھیرتے اور بھاگے ہوئے کا پیچھا نہیں کرتے چنانچہ جہاد کا مقصد پورا ہو گیا. ہاتف غیبی کی ندا آئی حسینؑ شجاعت دکھا چکے. اب مظلومیت بھی دکھاؤ. امام نے فوراً تلوار میان میں رکھ لی. تلوار میان میں رکھتے ہی یکبارگی چاروں طرف سے لشکر یزید نے تیروں کی بارش شروع کر دی آپ کی وہ حالت ہو گئی تھی. جس طرح "ساہئے" کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں. کثرت تیروں سے پہچانے نہ جاتے تھے. ہر زخم سے خون کا فوارہ جاری تھا. تیر و نیزے جسم اطہر میں پیوست تھے. گھوڑے پر سنبھل نہ سکے. خانہ زین سے زمین پر تشریف لائے. شمر ملعون بحکم یزید خنجر لئے کھڑا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں اے شمر ملعون مجھے اپنے خالق کی بارگاہ میں سربسجود ہونے دے مگر نام کے مسلمان جن میں بارہ ہزار قاری و حافظ قرآن تھے اور سیاہ قلب

سنگدل نام کے مسلمان خواہاں ہیں کہ جلد فرزند رسولؐ کو ذبح کر کے ان کے نانا کے دین اسلام کو ختم کریں۔ شمر ملعون سینہ اقدس پر سوار ہے نواسہ رسولؐ سردار جنت نے اس ملعون سے نماز عصر کی مہلت مانگی۔ اسی نماز عصر کے متعلق ارشاد رب العزت ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر ..... تاآخر۔ یعنی قسم ہے مجھے وقتِ عصر کی۔ مظلوم کربلا نے نہایت خشوع سے نماز عصر ادا کی آخری سجدہ میں تھے کہ شمر ملعون نے وہ کام کیا کہ جس سے زمین و آسمان میں تزلزل پیدا ہوا۔ سُرخ آندھی چلی۔ آفتاب کو گرہن لگا۔ آسمان خون کے آنسو رویا۔ پتھروں سے خون نکلا۔ آسمان و زمین انس و جن وحشی و طیور روئے درمیان زمین و آسمان "قتل الحسین بکربلا" کی آواز بلند ہوئی۔ یہ وہ نماز عصر تھی کہ جس سے دُنیا سمجھ لے کہ ہم ذریت رسولؐ اولاد ذبیح اسماعیلؑ ہیں اور ہمیں ہی وہ فدینا ہٗ بذبح عظیم۔ ہیں جو اقامۃ الصلوٰۃ کی مجسم تصویر آپ دکھا رہے تھے۔ وَفدیناہٗ بذبحٍ عظیم (سورہ الصافات) اور ہم نے اسماعیل کا بدلہ ایک بڑی قربانی کو قرار دے دیا۔ ذبح منیٰ حضرت اسماعیل اور ذبح کربلا امام حسین کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی قربانی کو ذبح عظیم سے ٹال دیا گیا تھا بقول علامہ اقبالؒ ؎

معنی ذبح عظیم آمد پسر اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر

اور ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین ..... تاآخر ہم تمہارا امتحان کریں گے کچھ خوف سے کچھ بھوک سے اور جانوں اور مالوں اور ثمرات کے نقصان سے ..... مگر کربلا کے مسافروں میں من الخوف والجوع ہی نہیں تھا۔ بلکہ مکمل بھوک پیاس تھی۔ کل اموال و نفوس و ثمرات (اولاد) ابتلا میں پڑے تھے۔ حسینؑ نے خون میں کربلا کی خاک میں تڑپ کر ایمان و اسلام کے لئے عالم کو تڑپا کر اسلام اور توحید کو بقا دی گئی۔ دلبند رسول نے خود مٹ کر یزیدیت کو مٹا دیا۔ اب جب تک اسلام ہے حسینؑ کا نام ہے اور جب تک حسینؑ کا نام ہے اسلام ہے، جو حسینؑ کا ہے وہ اسلام کا ہے جو اسلام کا وہ حسینؑ کا۔ حسینؑ اور اسلام اب لازم و ملزوم ہیں بلکہ اسلام جسم ہے اور حسین روح ہے جسطرح روح بغیر جسم مردہ ہے اسیطرح حسین بغیر اسلام نہیں!

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد

عموماً مورخین مثل علامہ جلال الدین سیوطی (تاریخ الخلفا) ابو اسحاق اسفرائنی (نور العین فی مشہد الحسین، ابی مخنف) روضۃ الصفا وغیرہ لکھتے ہیں کہ شہادتِ حسینؑ کے بعد ایک سخت طوفان آیا جو سرخی مائل تھا۔ اور ہر طرف تاریکی چھاگئی اور لوگوں نے گمان کیا کہ خدا نے اپنا غضب نازل کیا اور اس سے زیادہ تغیرات و آسمان سے خون برسنا، بیت المقدس کے ہر پتھر سے تازہ خون ابلنا۔ سورج کو گہن لگنا۔ آسمان پر شفق کا ظہور ستاروں کا ٹوٹنا وغیرہ مرقوم ہے۔ فرزندِ رسولؐ کا سرِ مبارک ایک طویل نیزے پر بلند کیا۔ جب طوفان اور گرد و غبار کم ہوا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کا گھوڑا ہنہناتا اور مقتولوں کی لاشوں کو روندتا امام حسینؑ کے جسم کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اور جسم کے گرد چکر لگانے لگا اور امام کے خون میں اپنی پیشانی ملنے لگا جب عمر سعد نے یہ حال دیکھا تو لوگوں کو کہا اسے ادھر لاؤ۔ لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا۔ کیونکہ یہ گھوڑا رسالتمآبؐ کے گھوڑوں میں سے تھا اور اس کا نام میمون تھا جب گھوڑے نے لوگوں کو اپنے پیچھے دیکھا تو اس نے دولتیاں جھاڑنا اور منہ سے کاٹنا شروع کیا۔ یہاں تک چھبیس ۲۶ سوار مار گرائے۔ اور نو گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ عمر سعد نے پکار کر کہا اس کو چھوڑ دو۔ دیکھیں کیا کرتا ہے لوگوں کے ہٹ جانے کے بعد گھوڑا مظلوم کربلا کے جسمِ اقدس کے پاس آیا۔ اور اپنا ماتھا زمین پر ملنے اور لاش کو چومنے لگا۔ اور زور زور سے ہنہناتا تھا کہ تمام جنگل گونج اٹھا پھر

خیام حرم کی طرف گیا جب بنی زادیوں نے اس کی زین خالی دیکھی۔ اور اس کا بار بار دردناک آواز سے ہنہنانا دیکھا تو معلوم ہو گیا کہ گھوڑا امام پاک کی
شہادت کی خبر سنانے آیا ہے ابی مخنف کے نزدیک بنی زادیوں نے اپنے سر و رخساروں پر طمانچے مارے اور واہ محمدا، واہ علیاہ، واحسنا واحسینا کی آوازیں بلند
کیں اور کہا آج علیؑ مرتضیٰ نے رحلت فرمائی آج فاطمۃ زہراؑ نے انتقال فرمایا۔ آج حسنؑ اور رسول اللہ شہید ہو گئے۔ بقول ابن خلدون فرزندِ رسولؐ
کے شہید ہونے کے بعد یزیدیوں کا لشکر مال و اسباب لوٹنے کی طرف متوجہ ہوا۔ تمام سامان یہاں تک کہ بنی زادیوں کی چادریں لوٹ لیں۔ بقول
اعثم کوفی، عمر سعد خیام اہل حرم کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اور لشکریوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر کر خیموں میں گھس جاؤ۔ اور سب سامان اولادِ رسولؐ
کا لوٹ لو۔ چنانچہ یزیدیوں نے تمام سامان لوٹ لیا۔ پھر حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو۔ یزیدیوں نے خیام میں آگ لگا دی۔ جس میں آگ لگتی تھی رسولؐ
زادیاں اور بچے اس سے نکل کر دوسرے خیمہ میں چلے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آگ آخری خیمہ تک پہنچ گئی حضرت زینب نے امام زین العابدین علیہ السلام
کو غش سے بیدار کر کے پوچھا بیٹا اب تم امام زمانہ ہو ہمارے لئے کیا شریعت کا حکم ہے آیا آگ میں جل کر خاکستر ہو جائیں یا باہر نکل جائیں امام نے فرمایا
باہر نکل جائیں رسولؐ زادیاں اور بچے اس طرح آگ کے شعلوں میں سے بے تحاشا نکلے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے
اس حالت میں خیموں سے نکل کر میدان میں دوڑ رہے تھے۔ کہ کسی کے کرتہ میں آگ لگی ہوئی تھی۔ کوئی بچہ لوگوں سے نجف کا راستہ دریافت کر رہا تھا
حضرت زینبؑ و ام کلثومؑ بچوں کی دیکھ بھال کرنے میں مصروف تھیں، عجب قیامت خیز منظر تھا۔ ابی مخنف اور کامل ابن اثیر کے مطابق ابن سعد
نے پکارا کہ کون حسینؑ کی لاش کو روندتا ہے۔ اس پر دس سوار آگے بڑھے اور انہوں نے لاشوں کو پامال کیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب یزیدی
گھوڑوں کو لے کر سید الشہدا کی لاش کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک شیر امام کے قدموں سے اپنی آنکھیں مل رہا ہے اور کبھی طواف کرتا ہے یہ دیکھ
کر اور سب ڈر کر واپس چلے گئے۔ عاشورہ کا بقیہ دن اور ۱۱ محرم کی دوپہر تک عمر سعد نے اپنے کشتے دفن کئے اور شہدائے راہِ خدا کو یونہی رہنے دیا۔ رسولؐ زادیوں
کو اُمت نے رسن بستہ اور بیمارِ کربلا کو طوق و زنجیر میں مقید کیا۔ سید انہوں کو مقتل گاہ میں جبراً لاشوں سے ہٹایا۔ اس کے بعد انہیں بے مقنع و
چادر بے ہودج کے اونٹوں پر سوار کیا۔ سید سجاد کے دونوں پاؤں کو اونٹ کے پیٹ سے باندھ دیا۔ دوپہر کو یہ قافلہ اس حالت میں روانہ
ہو گیا کہ شہدا کے سروں کو چند قبیلوں نے انعام و اکرام اور دربار شاہی سے تقرب حاصل کرنے کے لئے باہم تقسیم کر لیا تھا۔ سر نیزوں پر بلند
تھے۔ اور شہزادمان اور مخدرات اور لاوارث بچے چالیس اونٹوں پر سوار تھے۔ جن کی پشت پر نہ فرش تھا نہ عماری، رسولؐ زادیاں بالوں سے
سر چھپائے تھیں، بال پریشان چہرے گرد آلود آنکھوں سے اشک جاری، قیدیوں کو اس طرح کھینچ کر لے جا رہے تھے۔ جیسے ترک و دیلم
کے قیدیوں کو لے جایا کرتے ہیں ابھی قافلہ راہ میں تھا، کہ کوفہ میں قافلہ کی آمد آمد کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ بازاریں اور دوکانیں آراستہ
کی جا رہی تھیں اس خوشی میں لباس فاخرہ زیب تن کئے جا رہے تھے۔ مرد و زن جوق در جوق جمع ہو رہے تھے بازاروں میں مردوں
کے ٹھٹھ لگے تھے۔ اور چھتیں اور بالا خانے عورتوں اور بچوں سے بھرے ہوئے تھے مورخین نے لکھا ہے کہ جب اہل بیتؑ کا قافلہ کوفے کے
نزدیک پہنچا۔ تو عبید اللہ ابن زیاد ملعون نے فرزند رسولؐ کا سر مبارک (جو ایک دن پہلے کوفہ بھیج دیا گیا تھا) روانہ کیا کہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ لاؤ۔
اور دس ہزار سپاہیوں کو محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ تاکہ مسلمان جوش میں نہ آ جائیں، ابن زیاد کا حکم ہوا۔ کہ سروں کو نیزوں پر بلند کر کے آگے
آگے لایا جائے۔ اس کے پیچھے اونٹوں کی قطاریں ہوں، آخر میں برہنہ اونٹ پر سید سجاد ہوں۔ بہتر سروں میں امام حسین علیہ السلام کا سر چاند کی

طرح چمک رہا تھا اور رسول اللہ کی حدیث ثقلین کی صداقت کا اظہار تلاوتِ قرآن مجید سے کر رہا تھا کہ قرآن اور اہلِ بیت رسولؐ کبھی اور کسی حالت میں جدا نہیں ہو سکتے۔ حضرت زینبؑ کی نظر سرِ اقدس پر پڑی تو اپنا سر پالانِ شتر پر مارا کہ سر سے خون بہنے لگا اور فرمانے لگیں کہ اے امامت کے چاند ابھی تو کامل بھی نہ ہوا تھا۔ کہ غروب ہو گیا۔ جب قافلہ بازارِ کوفہ میں داخل ہوا تو حضرت زینب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ مجمع ساکت ہو گیا، حتیٰ اونٹوں کی ٹالیاں بجنی بند ہو گئیں تو حمد و ثنائے خدا اور رسول کے بعد آپ نے اس جرأت و ہمت کے ساتھ خطبہ پڑھا کہ مجمع میں زلزلہ آ گیا گویا بام و در ہلنے لگے۔ در و دیوار سے نالہ و فریاد کی آوازیں آ رہی تھیں لوگ سروں پر خاک ڈال کر سر پیٹ رہے تھے۔ ابنِ خلدون کہتا ہے کہ ابنِ زیاد ملعون نے دربارِ عام کیا شہدائے کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے۔ جب فرزندِ رسولؐ کا سرِ مقدس ابنِ زیاد کے سامنے لائے۔ تو وہ بدبخت لعین چہرہ اور بالوں کو اُٹھا کر دیکھنے لگا۔ ناگاہ اس کے منحوس ہاتھوں کو رعشہ ہوا اس لئے وہ مقدس سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔ اس وقت گلوئے مبارک سے خون کا ایک قطرہ نکل کر زانو پر گرا۔ جو لباس نے گزرتا ہوا ران میں ناسور کرتا ہوا نکل گیا وہ ناسور سخت بدبودار تھا۔ ہر چند معالجہ کرایا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے وہ شقی ہمیشہ اس ناسور پر مشک رکھتا تھا۔ اس کے بعد شقی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے گستاخانہ گفتگو کی جس کا امام نے دندان شکن جواب دیا اس پر ابنِ زیاد کو طیش آ گیا۔ اور جلاد کو حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔ یہ دیکھ کر حضرت زینبؑ بھتیجہ سے لپٹ گئیں اور کہا پہلے مجھے قتل کر۔ امام نے فرمایا مجھے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اتنے میں زمین سے آگ کا ایک شعلہ نکلا اور قریب تھا کہ دربار کو جلا دے۔ ابنِ زیاد بھاگ کر نکل گیا۔ سرِ سیدالشہداؑ سے آواز آئی۔ او ملعون آگ سے کب تک بھاگے گا۔ اگر آج بچ گیا۔ تو کل اس کا سامنا ہو گا ابومخنف کے موافق ابنِ زیاد نے مسجد جامع کوفہ مجمع میں اہلِ بیتؑ رسول کی شان میں ناسزا الفاظ استعمال کئے ایک صحابی رسولؐ عبداللہ بن عفیف ازدی صبح سے تا عشا مسجد میں رہتے تھے۔ ان کی حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں آنکھیں ضائع ہو گئیں تھیں۔ بہت ضعیف تھے۔ ابنِ زیاد کے ناسزا کلمات سُن کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا تجھ پر اور تیرے باپ دادا پر خدا لعنت کرے انہیں معذب کرے اور جہنم میں ان کا مسکن قرار دے۔ کیا تیرے اور یزید کے لئے قتلِ حسینؑ کافی نہ تھا۔ کہ تو منبر پر ان کی سب کر رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ کو کہتے سُنا ہے کہ جس نے علیؑ اور ان کے بیٹوں کی سب کی اس نے میری سب کی۔ اور جس نے خدا کو ناسزا کہا وہ قیامت تک جہنم میں رہے گا۔ یہ سُن کر ابنِ زیاد نے ان کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ ابنِ خلدون کہتا ہے کہ ابنِ زیاد نے انہیں گرفتار کرا کے مسجد میں صلیب پر چڑھا دیا۔ بقول کامل ابن عفیف کا سر سیدالشہداؑ کے سرِ اقدس کے ساتھ پھرایا گیا جس طرف سے سرِ اقدس مظلوم کربلا گزرتا تھا۔ تلاوتِ سورۂ کہف کی صاف آواز آتی تھی۔ اور اہلِ کوفہ سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ اور اہلِ حرم رسیوں سے بندھے ہوئے سید ساجدین طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے جب قید خانہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ تو جس راہ سے گزرتے تھے۔ لوگوں کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے۔ اور ہزاروں مرد و زن گریباں چاک کر کے آہ و زاری کرتے تھے۔

اہلِ حرم کی کوفہ سے شام کو روانگی

اس امر میں بعض لوگوں میں اختلاف ہے کہ اہلِ بیت رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ سالِ شہادت ۶۱ھ ہی کے ماہ صفر میں آیا۔ یا اس کے دوسرے سال ۶۲ھ کے ماہ صفر میں دمشق سے کربلا معلیٰ آیا۔ اس ضمن میں پرانے عربی و انگریزی جغرافیہ سے کربلا معلیٰ سے دمشق تک جانے کے لئے تین راستے تھے۔

(۱) قریب ترین سیدھا راستہ صحرا لوط کو عبور کر کے جاتا تھا جس کی مسافت چھ سو پانچ میل تھی۔

(۲) دوسرا راستہ دریائے فرات کے کنارے کے ساتھ ساتھ ہو کر جاتا تھا جس کی مسافت آٹھ سو چوالیس میل تھی۔

(۳) تیسرا طویل ترین راستہ دریائے دجلہ کے ساتھ ساتھ تھا۔ جس کی مسافت چودہ سو انچاس میل تھی۔

اہلِ حرم کو بحالت اسیری لے جانے کے لئے یہ تیسرا راستہ اختیار کیا گیا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ شہروں بستیوں میں رسول اللہ کی شہزادیوں کو تشہیر کر کے زیادہ تکلیف پہنچائی جائے اور بدر احد کے مشرک و کافر کشتگان کا انتقام آلِ رسولؐ اور اولادِ علیؑ سے لیا جائے۔ موسم گرما اور اونٹ و گھوڑوں کی سواری کی صورت میں زیادہ سے زیادہ (۲۵) میل سے زیادہ سفر نہیں ہو سکتا۔ جس میں قیام بھی شامل ہے۔ اگر ۲۵ میل یومیہ کے حساب سے بھی مسافت طے ہو۔ تو ۷۵ دن میں یہ سفر ختم ہوتا ہے۔ یعنی تقریباً دو ماہ اس لئے واپسی کربلا معلی ماہ صفر ۶۱ھ ناممکن ہے۔ دوسرے امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ہمیں ایسے قید خانہ میں رکھا تھا۔ جس پر چھت نہ تھی۔ اس لئے ہم گرمی و سردی سے محفوظ نہ تھے۔ یہ روایت صاف بتاتی ہے کہ ان حضرات نے دمشق میں سردی اور گرمی کا زمانہ گزارا۔ پس معلوم ہوا کہ اہلِ حرم کی واپسی ماہ صفر ۶۲ھ میں ہوئی ہو گی۔ کتاب اللہوف علی اہل الطفوف مصنفہ سید ابن طاؤس، ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ، کتاب المنتخب اور کتاب التبر المذاب کا خلاصہ یہ ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد نے بحکم یزید پلید شمر بن ذی الجوشن، محضر بن بنی ثعلبہ حائری خولی، شبث بن ربعی، عمرو بن الحجاج کو ہزار شہسوار کا لشکر دیا۔ اور ان کے ساتھ سرہائے شہداء و اسیرانِ کربلا کو روانہ کیا۔ کوفہ سے دریائے فرات کے کنارے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ کوفہ سے شام تک سے بہت سی منزلوں پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک سے اعجاز و کرامت کا ظہور ہوا۔ پہلی منزل "ویرانہ" پر قیام کیا۔ قدرت کی شان کہ اس منزل کی دیوار سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ جو ایک خونی قلم پکڑے تھا اس قلم سے دیوار پر یہ شعر لکھا ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب ‌ ‌ ‌ فلا واللہ لیس لھم شفیع وھم یوم القیمۃ فی العذاب

یعنی کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو قتل کیا ہے وہ بروز قیامت جدِ حسینؑ رسولؐ خدا کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہرگز نہیں ان کا کوئی شفیع نہیں ہو سکتا اور وہ بروز محشر عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے!

دیوار سے نکلنے والے اس دستِ قدرت کی اس عبرت بھری تحریر کا تذکرہ اہلِ سنت کی کتاب صواعق محرقہ حالات جناب امام حسینؑ علیہ السلام اور دیگر کتب اہلِ سنت میں موجود ہے جب اشقیا نے عبرت بھری تحریر کو دیکھا خوفزدہ ہوئے۔ اور وہاں سے کوچ کر کے قادسیہ سے ہوتے ہوئے ابو مخنف بغداد کی سرزمین اور جصاصہ کی مشرقی جانب سے گزرے اور تکریت یا تکریدیہ کا رخ کیا حاکم تکریت کو اطلاع ملنے پر کچھ لوگوں نے قافلہ کا استقبال اور خوشی کے شادیانے بجائے ایک نصرانی نے یہ سن کر اپنی قوم کو پکارا کہ یہ تو سرِ فرزندِ رسولؐ حسینؑ بن علیؑ کا ہے نصاریٰ نے یہ خبر پا کر اپنے عبادت گاہوں سے فرزندِ رسولؐ کی تعظیم کی خاطر نواقیس بجاتے ہوئے نمودار ہوئے۔ کہ ہم ایسی قوم سے بیزار ہیں جنہوں نے اپنے رسولؐ کے فرزند کو ظلم سے قتل کیا۔ بالآخر نصاریٰ کی اس نفرین سے مرعوب ہو کر وہاں سے کوچ کر کے برید، وبرعروۃ اور اور صلینا سے گزرتے ہوئے وادی انخلہ میں قیام کیا۔ اس وادی میں جنتوں کی حسین پر نوحہ خوانی سنی وہاں سے خوف زدہ ہو کر لینا پہنچے۔ وہاں بھی زن و مرد نے اشقیا پر نفرین کی۔ اور کہا کہ اے اولادِ انبیاء کے قتل کرنے والو ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ وہاں سے بھی مایوس ہو کر چلائے۔ اور کحیل کا رخ

گیا اور وہاں سے موصل پہنچے اور حاکم موصل کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔

موصل میں ایک قطرہ خون کی کرامت

مورخین لکھتے ہیں کہ جب یہ قافلہ موصل کے قریب پہنچا تو عماد الدولہ حاکم موصل کو استقبال کے لئے اطلاع دی گئی یہاں دوستداران اہلبیت کی اکثریت تھی ان کو معلوم ہوا کہ سرِ اقدس فرزند رسول ؐ کی تشہیر کی جائے گی۔ تو چالیس ہزار شاہسواروں نے اکٹھے ہو کر قسم کھائی کہ ان ملاعین کو قتل کر کے سرِ اقدس چھین لینا چاہیئے۔ اور اپنے ہاں دفن کر دیا جائے۔ تاکہ روزِ قیامت ہمارے لئے فخر کا باعث ہو۔ یہ اطلاع بیرونِ شہر یزیدیوں کی مل گئی فوراً تل اعفر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بیرونِ شہر اشقیا نے ایک پتھر پر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے سرِ مبارک کو رکھا تھا۔ سید الشہدا کے سرِ اقدس سے ایک قطرۂ خون برآمد ہوا جو اس پتھر کے جگر میں اتر گیا۔ اس کا اعجاز یہ نمایاں ہوا کہ ہر سال یوم عاشورہ تا زمانہ ابنِ مروان اس پتھر سے خون تازہ جوش مارتا ہوا برآمد ہوتا تھا تمام اطراف کے لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اب اس مقام پر روضہ بنا ہوا ہے جس کو مشہد نقطہ کہتے ہیں۔ محرم پر اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ واعظ ملا کاشفی لکھتے ہیں زیادہ عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ ملک روم کے ایک پہاڑ میں ایک پتھر کا شیر بنا ہوا ہے جس کی دونوں آنکھوں سے روزِ عاشورہ آنسو جاری رہا کرتے ہیں۔ پھر تل اعفر و نصیبین وغیرہ ہوتے ہوئے رجتہ پہنچے۔

مقامِ رجتہ

اس مقام پر سرِ اقدس سید الشہدا نصب ہوا تھا۔ وہاں آج تک صاحبانِ حاجت کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور تاقیامت امام مظلوم کربلا کے سرِ مبارک کے نشان سے یہی فیض جاری رہے گا۔ اور یہاں سے مقامِ حرّان پہنچے۔

مقامِ حرّان

ملا حسین واعظ کاشفی صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں کہ جب لٹا ہوا قافلہ حرّان پہنچا اور لوگ استقبال کے لئے برآمد ہوئے۔ تو ایک یہودی جس کا نام یحییٰ جوئی تھا۔ اور جس کا مکان ایک ٹیلہ پر تھا وہ بھی آ نکلا۔ جب اس کی نظر سرِ امام حسین علیہ السلام پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ لبِ حسینؑ کو جنبش ہو رہی ہے اس نے کان قریب کر دیئے۔ اور سُنا کہ آپ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا الخ کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کس کا سر ہے معلوم ہوا کہ حسینؑ بن علیؑ کا جو فاطمہؑ بنت محمدؐ کا فرزند ہے یہودی پا کہ اگر محمدؐ کا دین سچا نہ ہوتا۔ تو یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی۔ لہٰذا مسلمان ہو گیا۔ کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا عمامہ مصری سر سے اتارا اسکے ٹکڑے کر کے نبی زادیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہا۔ یزیدیوں نے مخالفت کی الآخر جنگ ہوئی کچھ اشقیا فی النار ہوئے اور وہ نومسلم فرزند رسول پر نثار ہو گیا اس کے بعد یہ لٹا ہوا قافلہ منزل و منزل طے کرتا ہوا مقام نثیرز پہنچا تو بروایت منتخب اہلِ شہر نے ملاعین کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں یزیدیوں میں سے ۶۷ اور مومنین میں سے ۷۰ افراد شہید ہوئے۔ پھر وہاں سے کفرتاب پہنچے جو چھوٹا سا قلعہ تھا۔ لوگوں نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ خولی ملعون نے آگے بڑھ کر کہا۔ کیا تم لوگ یزید کے فرمانبردار نہیں ہمارے لئے پانی کا انتظام کرو۔ اہلِ شہر نے قسم کھا کر کہا کہ ہم تم کو ایک قطرہ پانی نہ دیں گے۔ اس لئے کہ تم نے فرزند رسول اور ان کے اصحاب کا پانی بند کر دیا تھا۔ اشقیا وہاں سے روانہ ہو کر سیبور پہنچے۔ یہاں بھی اہلِ شہر مجتمع ہو کر ملاعین سے لڑے بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یزیدیوں کے چھ سو آدمی فی النار اور اہلِ شہر پانچ افراد شہید ہوئے۔ پس جناب ام کلثوم نے اس شہر کا نام پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس شہر کا نام سیبور ہے معظمہ نے دعا کی کہ خداوندا ان کے پانی کو شیریں اور ان کے غلّوں کو سستا رکھے۔ اور ظالمین کا قبضہ ان پر سے اٹھا لے پس ابومخنف کہتے ہیں کہ اگر پوری دنیا ظلم سے بھر جائے جب بھی یہاں انصاف رہے

گا۔ غرضنہ ہیلبور سے حمص و بعلبک ہوتے ہوئے مقام دیر راہب پہنچے ابوسعید دمشقی کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جو سرِ حسین کی محافظت میں تھے، شمر کو اطلاع ملی کہ مسیب ابن قعقاع الفزاری شبخون مار کر ہم سے سرِ حسین وغیرہ چھین لیں گے۔ شمر نے دیر کے سرغنہ راہب سے امان طلب کی، راہب نے کہا سروں اور عورتوں کو ہمارے پاس رکھ سکتے ہو۔ لیکن تمہارے لئے جگہ نہیں ہے چنانچہ سرہائے شہداء اور اہلبیت رکھ لیئے گئے راہب کا دل سرِ حسینؑ کی طرف کھنچا۔ رات کی تاریک پردہ میں اُٹھا کہ نزدیک سے سر کو دیکھے ناگاہ گھر میں نور کی بارش دیکھی تعجب ہوا۔ ایک دوسرے کمرہ میں سوراخ تھا۔ خیال کیا کہ شاید روشنی اس طرف سے آرہی ہو۔ چنانچہ اس کمرہ میں گیا۔ اور اسی سوراخ سے اس کمرہ میں دیکھنے لگا۔ جس میں سرِ اقدس رکھا تھا۔ ناگاہ نور کی شعاعوں کو تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد چھت شگافتہ ہوگئی۔ اور نور کی روشنی میں ایک عماری اُتر رہی جس میں سے کثیر کنیزوں کے ساتھ ایک معظمہ بی بی برآمد ہوئی۔ ہاتف غیبی نے ندا کی ہٹ جاؤ۔ جناب حوّا تشریف لا رہی ہیں۔ پھر ان کے بعد جناب سارہ، جناب ہاجرہ، جناب راحیل زوجہ حضرت یعقوب جناب صفورا دختر حضرت شعیب جناب کلثوم خواہر حضرت موسیٰ، جناب آسیہ و جناب مریم تشریف لائیں۔ اس کے بعد ایک زبردست آواز پیدا ہوئی۔ اس میں جناب خدیجہ یہ تمام بیبیاں صندوق کے قریب تشریف لائیں اور بصد نالہ و زاری سرِ اقدس کی زیارت کی میں سوراخ سے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک آواز میرے کان میں آئی۔ اے کافر و سر نظر نہ کر اس لئے کہ خاتون قیامت حضرت فاطمۃ زہراؑ تشریف لا رہی ہیں اس کے بعد عماری آتی ہوئی دکھائی دی۔ اور کان میں فریاد و فغاں کی آواز آتی رہی لیکن میری آنکھوں سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا حضرت فاطمہ زہراؑ تشریف لائیں، اور اپنے لختِ جگر پر بے پناہ گریہ و ماتم و نوحہ کیا آپ فرماتی تھیں اے بیٹا میں قیامت کے دن تیرے قاتلوں سے بدلا لونگی اور عرشِ الٰہی پکڑ کر فریاد کروں گی راوی کہتا ہے کہ راہب نے ان حضرات کی آوازیں سُنی اور بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو نہ کوئی عماری تھی اور نہ کوئی چیز اپنے مقام سے اٹھا۔ اور صندوق کے قریب گیا اور لوٹنے لگا۔ اور بے پناہ گریہ کرنے لگا پھر سرِ مبارک کو صندوق سے نکالا۔ مشک و زعفران سے دھویا اور بصد گریہ و زاری کہنے لگا۔ اے سرِ مقدس میں گمان کرتا ہوں، کہ تو ان اشخاص میں سے کسی کا ہے جن کی تعریف توریت و انجیل میں ہے مجھے بتاؤ۔ کہ تو کس کا سر ہے، سرِ مبارک سے آواز آئی۔ انا مظلوم انا معصوم انا مقتول انا غریب، میں مظلوم، غم دیدہ، مقتول اور غریب ہوں، راہب نے عرض کی کچھ اور واضح فرمائیے۔ ارشاد ہوا۔ انا ابن النبی المصطفٰے انا ابن الولی المرتضیٰ میں محمدؐ مصطفٰےؐ کا فرزند اور علیؑ مرتضیٰ کا دلبند ہوں۔ راہب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ارشاد کو سُن کر اپنے بہترؐ مریدوں کو بلایا اور صورتِ حال پر روشنی ڈالی ان لوگوں نے شور و واویلا بلند کیا۔ اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر زنار توڑ ڈالے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کر کے امام کے دست و پا کو بوسہ دیکر بہت یہودی مسلمان ہوگئے۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۹۸)

یہ روایت بحار الانوار میں اسطرح ہے جب لٹا ہوا قافلہ مقام قنسرین پہنچا تو ایک راہب نے سیدالشہداء کے دہنِ اقدس سے آسمان تک ساطع ہوتا ایک نور دیکھ کر دس ہزار درہم کی تھیلی ان اشقیا کو دے کر سرِ اقدس حاصل کر لیا۔ اور اپنے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں پر اس کے کان میں کچھ آوازِ غیب پہنچتی تھی۔ مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس راہب نے آسمان کیطرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے پروردگار تجھے عیسٰی کا واسطہ تو اس سرِ اقدس کو حکم دے کہ یہ میرے ساتھ ہمکلام ہو پس اتنے میں بقدرتِ خدا سرِ مبارک سے آواز آئیؑ کہ اے راہب تم کیا چاہتے ہو۔ راہب نے کہا آپ کون ہیں۔ سر سے آواز آئی۔ میں فرزندِ رسولؐ جگر گوشِ بتول ہوں میں علیؑ مرتضیٰ کا لال ہوں میں مقتولِ کربلا ہوں یہ سُن کر

راہب نے اپنا منہ دہن اقدس پر رکھ دیا اور کہا کہ آپ بروز قیامت میرے شفیع ہونے کی شہادت دیں سر سے آواز آئی۔ ارجیع الی جدّی محمدؐ۔ کہ میرے جد، جد امجد محمد مصطفےٰ کا دین قبول کرو۔ راہب نے فوراً کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد انّ محمد الرسول اللہ فوراً فرزند رسولؐ نے اس کی التماس کو شرف قبولیت بخشا۔ صبح کو راہب نے سر اقدس واپس کر دیا۔ وہ بے دین درہموں کو آپس میں تقسیم کرنے لگے تو وہ درہم ملاعین کے ہاتھ میں پہنچ کر پتھر بن گئے اور ان پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔ یعنی ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ وہ کس طرح الٹے پٹے جائیں گے؟ یہ دیکھ کر خولی ملعون نے ساتھیوں سے کہا کہ اس واقعہ کو چھپانا۔ ورنہ لوگوں میں ہماری بڑی ذلت ہوگی ابو مخنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ سہل شہرزوری نے بیان کیا کہ یہاں پر ایک آواز سنی گئی جس کا بولنے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا یعنی جس امت نے حسینؑ کو قتل کیا وہ انکے جدّ امجد رسول اللہؐ کی شفاعت روز قیامت کی امیدوار ہے حالانکہ ان سب نے رسولؐ خدا کو غضبناک کیا۔ اور ان کی مخالفت کی۔ اور قیامت کے بارے میں ان سے نہ ڈرے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا اولاد زیاد پر لعنت کرتا ہے اور ان سب قاتلان کو جہنم کے عذاب میں رکھے گا یہ سن کر یزیدیوں پر دہشت طاری ہوئی اور بھاگے ہوئے چلے یہاں تک کہ بروایت منتخب عسقلان پہنچے اور عسقلان سے دمشق داخل ہوئے۔

اہل بیت رسولؐ کا شام میں داخلہ

جس روز لٹا ہوا اہل حرم کا قافلہ داخل دمشق ہوا اس روز دوکانیں بازار بند تھے اور لوگ نشہ میں پھر رہے تھے۔ یزید نے ایک سو بیس نشان فوج کے ساتھ بھیجے کہ وہ سر امام حسینؑ کے آگے آگے آئیں یہ قافلہ دروازہ الساعات اور بقول سہیل باب خیزراں سے داخل ہوئے آگے آگے سرہائے شہداء اور اہل حرم بغیر برقع وارد تھے۔ فرزند رسولؐ کا سر مبارک شمر ملعون کے ہاتھ میں تھا۔ یزید نے سر اقدس کو طشت میں رکھے جانے کا حکم دیا اس وقت یزید شراب کے نشہ میں چور تھا۔ اہلبیت رسولؐ اور دیگر سرہائے شہداء لائے گئے۔ اور ایک ایک کا حال بیان کیا جانے لگا۔ یزید نے شہادت حسینؑ کی خوشی میں جھوم جھوم کر اشعار پڑھے۔ یعنی میرے قلب کو حسینؑ فرزند رسولؐ کے قتل سے تسکین ہوئی۔ میں نے اپنا بدلہ لے لیا اور فرض ادا کیا کاش میرے وہ بزرگ موجود ہوتے جو جنگ بدر و احد میں تھے اور قتل ہوئے وہ آج دیکھتے کہ میں نے کسطرح فرزند رسولؐ حسینؑ اور انکے ساتھیوں کو قتل کرایا تو وہ مارے خوشی کے کھکھلا کر ہنستے اور کہتے اے یزید تیرے آگے ہاتھ شل نہ ہوں۔ بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا نہ آسمان سے خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی تھی پھر یزید بسر مرجانہ عبید اللہ ابن زیاد جس نے اس کے حکم سے امام حسینؑ کو شہید کرایا تھا کے متعلق اپنے اشعار میں کہا ہاں اے ساقی بے ہوشی کا مجھ کو ایک ایسا شراب کا ساغر پلا دے جو میرے جسم کے ہر جوڑ و بند کو سیراب کر دے پھر کھڑا ہو کر ایسا ہی ایک جام ابن زیاد کو پلا دے۔ وہ خالص دوست اور امانتدار میری تائید کرنے والا اور میرا سرمایہ زندگی اور جنگ میں میرا معاون ہے اور اگر مجھے محمد رسول اللہؐ سے ملنا ہی پڑا تو ایسی شراب میں مست ہو کر ملوں گا۔ جس کا اثر ہڈیوں تک پہنچ چکا ہوگا۔ پھر کہتا ہے یعنی تیرے پروردگار نے شرابیوں پر واویلا نہیں کیا۔ بلکہ نماز گذاروں پر (مشکوٰۃ مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۶۴، ۱۶۳، صواعق محرقہ ص ۱۳۱، ۱۳۲ و حیواۃ الحیوان ص ۷۷ مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۲۱۶ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ ص ۵۴۲ و جلد ۷ ص ۱۶۰ و مروج الذہب مسعودی جلد ۶ ص ۱۴۰، ۱۵۲ تاریخ الخلفا سیوطی مصر ص ۸۱، ۱۲۹ و تاریخ طبری جلد ۷ ص ۴ و جلد ۱۲ ص ۲۶۷ و ینابیع المودۃ ص ۲۷۰، ۲۷۱ وغیرہ وغیرہ کیا فرماتے ہیں وہ علمائے دین جو یزید کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور رسول اللہؐ کی نیابت کا دعویدار جانتے ہیں اس مسئلہ میں کہ بقول یزید پروردگار نے شرابیوں پر واویلا نہیں کیا۔ بلکہ نماز گزاروں پر، کیا یزید کے یہ کلمات کفرو

الحاد پر مبنی نہیں اس کے علاوہ آیۂ قرآن مجید رسولؐ خدا ہاشمی کو جھٹلانا انکار وحی، شراب نوشی، دینِ اسلام سے مذاق و تمسخر، نماز سے انکار اہلبیت رسولؐ کا قتل خاص کر حسینؑ جن کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے حسین منی و انا من الحسین یعنی حسین کا قتل رسول کا قتل ہے شرک و کفار کا مددگار یعنی اپنے اباؤ اجداد جو بدر و احد میں قتل ہوئے۔ کیا صورت مرقومہ میں یزید مسلمان ہے یا نہیں یہ ظاہر ہے کہ جنگ بدر و احد میں رسولؐ اللہ سے کفار و مشرکین لڑے تھے جن میں یزید کے بزرگ کفار نامی حنظلہ بن ابوسفیان، عاص بن سعید بن عاص سعیب بن عقبہ بن ربیعہ وغیرہ عامر بن عبداللہ، عتبہ ابومحیط، ولید بن عقبہ بن ربیعہ حضرت علیؑ المرتضیٰ کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ یہی کافرانہ جذبہ قتل امام حسین علیہ السلام میں کارفرما تھا۔ یزید پلید کے کردار متذکرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرزندِ رسولؐ کلامِ الٰہی و دینِ اسلام کی صریح مخالفت کیسے برداشت کر سکتے تھے امام حسین علیہ السلام کی زندگی کا نصب العین رسولؐ خدا کی طرح کلام الٰہی و دینِ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ سرکارِ سیدالشہداء کی شہادت کے بعد مملکت میں فرزند رسولؐ کی شہادت آلِ محمد و نبی زادیوں کے لٹے ہوئے قافلہ کی صورت میں امام زین العابدین علیہ السلام و جناب زینب و ام کلثوم کے کوفہ تا شام خطبات امام حسینؑ کے نوکِ سنان پر سرِ اقدس کا تلاوت کلام مجید کے اثرات پوشیدہ نہیں رہ سکتے تھے۔ فرزندِ رسولؐ نے چمنِ محمدی کے سارے پھول راہِ حق میں نچھاور کر کے شجرِ اسلام کو بارآور کر دیا۔ آپ نے جرأت جہاد اسلام کی پیروی، سچائی کا اظہار، قوانینِ الٰہیہ کی تکمیل سُنتِ رسولؐ کی بجاآوری قرآنی تعلیم کا جو درس کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں بھوک و پیاس کی شدت میں دیا تھا۔ وہ آج زندہ اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ یزید پلید یہ سمجھا تھا۔ کہ حسینؑ شہید ہو گئے اب میرے لئے راستہ صاف ہے میں اپنی سلطنت کو خوب وسعت دے کر باپ دادا کی طرح اسلام کو مٹانے کی کوشش کروں گا۔ اور اس سلطنت کو اپنی نسل میں ہمیشہ کے لئے موروثی کروں گا۔ مگر یزید کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام مملکت میں بدامنی پھیل گئی، سیدالساجدین کے دربار میں خطبہ کا اثر خود دیکھ چکا تھا دمشق میں ایسے افراد پیدا ہو گئے جو قتل حسینؑ کو بدترین فعل سمجھ کر یزید اور بنی اُمیّہ پر لعن کر رہے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں اور سلیمان صردِ خزاعی نے کوفہ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ ہر طرف یا آلِ ثارة الحسین، کے نعرے بلند ہونے لگے۔ مختار ثقفی نے علم انقلاب بلند کر دیا اور حتی الامکان قاتلانِ حسینؑ کو واصلِ جہنم کیا۔ قاتلانِ حسین بُری طرح تباہ و ہلاک ہوئے۔ مگر ایک دم نہیں بلکہ قدرت نے ان کو عبرت ناک سزائیں دے کر تڑپا تڑپا کر مارا۔ چنانچہ تاریخ عیسائی نگار جان ہیٹو اور ابوالخرین ہر دو مورخین لکھتے ہیں کہ محمدؐ کا نواسہ (حسینؑ) اور علیؑ کے بیٹے حسین کو جن لوگوں نے قتل کیا، خدا کی قدرت نے ان سے عبرت انگیز انتقام لیا۔ لشکر یزید میں مہلک وبا پھیلی اور لاتعداد آدمی نہنگ اجل کا لقمہ بن گئے۔ یزیدی فوج کے افسران کو مختار نے تہ تیغ کیا۔ اور ان یزیدیوں کی ناپاک لاشیں چیلوں اور کتوں کی غذا بنی، خود یزید ملعون کی موت ہولناک خوابوں فرشتوں کے مارنے خواب سے۔ بیداری کے بعد بدن تھر تھر کانپتے زبان پر "ابی الحسین" اس انتہائی اضطراب میں جنگل میں شکار کھیلنے گیا، اور اس کا بدن سخت گرم ہوا سے جل کر سیاہ ہو گیا۔ چہرہ بگڑ گیا جس سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ بیشک دُنیا میں بھی معصوم و عادل و مظلوم کے قاتل کا چہرہ مسخ ہونا چاہیئے۔ (ابوالخیری یزیدی کتاب ددی فیوچر آف اسلام مصنفہ ڈاکٹر جان ہیٹو مطبوعہ لندن)

ادھر مجاہدِ اعظم فرزندِ رسولؐ جناب امام حسین علیہ السلام خود خلافت الٰہیہ کے تیسرے تاجدار تھے۔ اپنا سر کٹوا کر اسلام اور شریعت رسولؐ

خدا کا احیاء و بقاء فرمایا۔ چونکہ اسلام خدائی دین ہے اور خدا اپنے دینِ حق کی حفاظت اور اس کی صداقت و حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ محافظانِ اسلام کی مدد و تائید فرماتا رہا ہے۔ اسی لئے میدانِ کربلا میں ہونے والا معرکہ حق و باطل کا ایک آخری اور فیصلہ کن معرکہ تھا فرزند رسولؐ نے ظلم و شقاوت کی بنیادیں ہلا دیں۔ اور اس انسانیت کو زندہ کیا جو وحشت و بربریت کا روپ اختیار کر چکی تھی۔ حسینیت تاقیامت زندہ جاوید ہے اور یزیدیت کی موت مر چکی۔ یزید کا نام داخل دشنام ہوگیا۔ آج یزید کے نام سے یہاں تک نفرت ہے کہ شاید کوئی سچا مسلمان اپنی اولاد کا نام یزید رکھنا پسند کرتا ہو۔ لیکن سوادِ اعظم کے اکثریت کے مسلمانوں کے ناموں میں محمدؐ، احمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کا لفظ موجود ہے اور نسل حسینی کو اس قدر شرف حاصل ہے۔ کہ مجہول النسب لوگ اپنے نسب کو ذلیل و حقیر سمجھ کر سید بنا فخر سمجھتے ہیں یزیدیوں کی قبروں کا کوئی نشان نہیں لیکن آل محمدؐ کے مزارات مدینہ منورہ، جنت البقیع، نجف اشرف، کربلا معلیٰ، کاظمین، سامرہ، مشہد مقدس میں موجود ہیں اور ان کے نسل کے نیک صالح بزرگوں کے مزارات، علاوہ مذکورہ مقامات کے ہند و پاکستان، افغانستان، ایران اور دوسرے ممالک میں بکثرت موجود ہیں، جن پر روزانہ ہزارہا عقیدت مند دور دور سے جاکر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں آلِ محمدؐ کی شان میں عربی، فارسی، ترکی، عبرانی، سریانی، پشتو، انگریزی، اُردو، ہندی، فرانسیسی وغرض دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں نظم و نثر سے کتب بھری پڑی ہیں مسلمان ادباء و شعراء کے علاوہ غیر مسلم ادیب، شاعر بھی ان آل محمدؐ کی مدح و توصیف میں رطب اللسان ہیں اور بالخصوص محرم آتے ہی آلِ رسولؐ کا ذکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں چھڑ جاتا ہے اور مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی حسینؑ حسینؑ اور علیؑ کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ لیکن یزید کے نام سے ہر انسان نفرت کرتا ہے۔

بہر حال امام حسینؑ علیہ السلام کی بے مثل شہادت نے نہ صرف مسلمانوں کو بے شمار اخلاقی و روحانی سبق سکھائے ہیں بلکہ بنی نوع انسان کے لئے ایک ایسا روشن اور شاندار لائحہ عمل پیش کیا ہے جو ہر حیثیت سے اپنی نظیر آپ ہی ہے اور ہر مذہب و ملک ہر زمانہ اور طبقہ کے لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ سرکار سیّد الشہداؑ کی ذات گرامی کی منزلت وہ ذات ہے جس کو اپنے و پرائے سب بالاتفاق مانتے ہیں ہم محققین و مورخین اقوام عالم کے اقوال و آراء پیش کرتا ہوں،

امام حسین علیہ السلام کی شخصیّت اقوامِ عالم کی نظر میں

علامہ علاؤ الدین صدیقی ایم۔ اے صدر شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی اور صدرِ اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان کی تقریر کے چند اقتباسات جو ممدوح نے اپریل ۱۹۵۵ء میں "حسینؑ ڈے" کے سلسلہ میں منعقدہ اجتماعات لاہور میں فرمائی تھی۔ وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ علامہ صاحب فرماتے ہیں، کہ اسلام کے معنی گردن نہادن کے ہیں آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حسینؑ کے نانا کی ساری تاریخ دیکھیں۔ یہ تاریخ تمام کی تمام گردن نہادن کی تاریخ ہے رسولِ خدا نے فرمایا حق کی خاطر لڑنا قیامت تک کے لئے جاری رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم جنگ بدر و احد و جنگ احزاب اور دیگر غزوات میں اسلام کی تحریک کو مسلسل رواں دواں دیکھتے ہیں جس میں حق کے نام پر زندہ رہنے اور پھر قربان ہونے کی تعلیم دی جاتی ہے آپ اور آپ کے ساتھی ہر وقت راہِ حق میں اعانتِ حق کے لئے تیار رہتے ہیں اور رسولِ خدا کے دین کو قائم رکھنے کے لئے جب ضرورت پڑتی ہے تو اسی وقت

جہاد فی سبیل اللہ سامنے آجاتا ہے۔ لیکن جب باطل سے ٹکرانا کامل طور پہ ذاتِ رسولؐ پاک کے اسوہ حسنہ میں پایا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کی ذات سے شہادت کا مظاہرہ نہیں کرایا جاتا صرف اس لئے کہ یہ امر اولادِ رسول جناب امام حسینؑ علیہ السلام کی ذات پر مکمل کرنا موقوف ہو چکا تھا۔ دنیائے شہادت کے تذکرہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی شہید کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقتاً وہ شہید نہیں ہوئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کے ماننے والوں کی ریلیبرتج یہ ہے کہ غالباً وہ مصلوب بھی نہیں ہوئے اور ہم یقین کی حد تک اس امر کو سمجھتے ہیں کہ نہ وہ قتل ہوئے۔ اور نہ سولی پر مرے۔ اور انجیل کا حوالہ ہے کہ دشمنوں نے زور پکڑا۔ تو حضرت مسیح نے اپنی صلیب اٹھالی اور یروشلم میں بارہ مقامات پر وہ سولی کو اٹھائے نظر آتے ہیں بقول ان کے حضرت مسیح صلیب گاہ تک چلتے ہوئے راستے میں پریشان نظر آتے ہیں۔ گویا آپ کو شہادت کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ اور آپ قبول نہ کر رہے تھے۔ باعتقاد تاریخ عیسائیت جس مسیح کو شہیدِ اعظم کا لقب دیا جاتا ہے اس کے الفاظ بالتصریح منقول چلے آ رہے ہیں۔ ''ایلی ایلی لم سلقبتنی'' کہ اے خدا، اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ کیا یہ واقعہ ظاہر نہیں کرتا کہ مذکورہ شہیدِ اعظم کی یہ شہادت ان کی قبول کردہ نہ تھی۔ مگر فرزندِ رسولؐ جناب امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت وہ شہادتِ عظمیٰ تھی جو ان کی خود قبول کردہ تھی۔ اور بلا کسی خوف و خطر و جھجک کے قبول کردہ تھی۔ آپ نے تمام کو دعوت دی کہ میں پیغام قرآن کی روشنی میں سب رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتا ہوں مجھے فسق و فجور و ظلم کا خاتمہ کرنا ہے میرے ہاتھوں اس دین کا بول و بالا ہوگا وہ دین جو میرے نانا کا دین ہے آپ کا کوئی ایسا شہید نہیں ملے گا۔ جس کے سر کو جدا کر دیا ہو۔ لاش کہیں رہ گئی ہو۔ سر کہیں لے جایا گیا ہو مگر جناب امام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک وہ سر ہے جو میدان کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق نیزہ پر بلند تلاوتِ قرآن مجید کرتا نظر آتا ہے تاکہ ان کے سرِ اقدس کو دیکھ کر دنیا والے شہیدِ کربلا کی منزلت پہچان لیں۔ اگر اس واقعہ سے پہلے ان کو معلوم نہیں تھا۔ تو آج پہچان لیں۔ مادی حدود ملکی دائرے بدل سکتے ہیں مٹ سکتے ہیں۔ مگر اسلام کا نام قرآن کا پیغام نہ کبھی بدل سکتا ہے نہ مٹ سکتا ہے۔ کیا یزید کا فانی تخت و تاج قائم رہا مگر حسینؑ فرزندِ رسولؐ کا سرِ مبارک اگرچہ کاٹ لیا گیا۔ لیکن یزید اس سر سے بیعت نہ کرا سکا۔ یزیدیت کا تخت تو چھینا جا سکتا ہے لیکن حسینیت کا تاج کوئی نہیں چھین سکتا۔ کیونکہ یہ تاج سربلندیٔ دینِ اسلام کا تاج تھا۔ فرزندِ رسولؐ نے یہ شہادت پیش کر کے اسلام کو زندہ کر دیا۔ اس معرکہ کربلا میں دینِ اسلام کو فتح ہوئی۔ اور لادینی یعنی یزید کی یزیدیت کو موت کے گھاٹ ہمیشہ کے لئے اتار دیا۔ آج دین کی فتح کا سہرا شاہی تاج کا طرہ امام حسین علیہ السلام کے سرِ مبارک پر رہا۔ اسلام امام حسینؑ کی وجہ سے زندہ ہوا۔ مادی اسباب تمام فانی ہیں۔ روحانیت، کردار، اخلاق، تہذیب، تمدن، انسانیت اور سیاست کا تاجدار امام حسین علیہ السلام ہے اور یزید کی سیرت کردار یا زندگی کا کوئی سبق یاد کرنے کے قابل بلکہ اس لائق بھی نہیں کہ مسلمان اسے زبان پر لاسکے۔ امام حسینؑ مجسم سبق تھے ایسا سبق جسے یاد کرنا واجب ہے۔ آئیے تاریخ اقوامِ عالم اٹھا کر دیکھئے کہ امام حسینؑ علیہ السلام کی بین الاقوامی ہستی نے کس طرح میدانِ کربلا میں حق و باطل کے درمیان تمیز کرائی۔

فرزندِ رسولؐ مجسمۂ ایمان شورۂ کوثر کی تفسیر کا مصداق ایک طرف اور فرعونی قوت کا مظہر دوسری طرف!

مسلمانوں خوب سمجھ لو امام حسین علیہ السلام فرزندِ رسولؐ کسی فرقے کے کسی خاص قوم کے نہ تھے۔ حسینؑ قرآن کی جان بلکہ ناطق قرآن خدا کی ہدایت کے روشن مینار ہیں آپ کا نور آفتاب کی نور کی طرح سب کے لئے ہے ہر قوم ہر فرقہ کی ہدایت مشترکہ طور پر آپ سے وابستہ ہے امام حسین علیہ السلام تمام قوموں اور تمام مہذب یافتہ ملکوں کے واسطے سبق ہیں مکمل ہدایت ہیں اور نمونہ عمل ہیں بغیر کسی اختلاف کے آج یہ جلسۂ عظیم اہلسنت، حضرات شیعہ اور دوسرے مکاتبِ خیال کا بین الاقوامی جلسہ ہے مگر کوئی ہے کہ یزید کی مدح کرنے والا ہو یا ہے کوئی جو کہے کہ وہ یزید کی اولاد سے ہے لیکن دوسری طرف حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سادات کرام واجب التکریم والاحترام نہایت فخر کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اولادِ حسین ہیں۔ اور ان کے ماننے والے ہیں۔ اولادِ حسین وحسن کو عظمت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر یزید کی اولاد سے کوئی اگر ہو بھی تو اسے جرأت نہیں کہ یہ کہہ سکے کہ میں یزید کی اولاد سے ہوں۔ چہ جائیکہ اس کا مقصد اور کام یا نام بھی خیر کے الفاظ کے ساتھ لیا جائے غرض کہ تمام دنیا کے ہر مذہب وملت کے لوگ مشنِ حسینی سے درس لے رہے ہیں مختلف مذاہب کے لوگ اور مفکرین وسیاسی مشاہیر اور روحانی رہنماؤں نے امام حسینؑ علیہ السلام کے حضور میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے یہ معرکہ کربلا کی بین الاقوامی حیثیت کا بین ثبوت ہے۔

(۲) فریڈرِک جے گولڈ لکھتے ہیں کہ اگر میں نوجوانانِ ایشیا، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور یورپ کو عراق کے وسیع میدان میں جمع کر سکوں۔ اور اگر میں حسینؑ اور عباسؑ کے روضوں کے روبرو کربلا میں کھڑا ہو سکوں اور انگریزی زبان اور لب ولہجہ سب لوگ سمجھ سکیں۔ تو میں حسینؑ کی زندگی اور موت کے اندرونی اور روحانی پیغام کے متعلق گفتگو کروں گا کہ حسینؑ روحانیت کاملہ کا بہترین نمونہ تھے۔

(شہیدِ انسانیت صد ۲۳)

(۳) جرمنی کا آٹین یہودی جو اسلام کا مخالف لیکن دینِ حق پر نکتہ چینی کرتے وقت لکھتا ہے کہ، مذہبِ اسلام سے ہماری بڑی دشمنی ہے لیکن جب ہم اسلام کے ہیرو حسینؑ ابنِ علیؑ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں۔ تو دل لرز جاتا ہے اور جس ظالمانہ طریق سے ان کو قتل کیا گیا ہے اس کا تصور ہمارے کلیجہ کو پاش پاش کر دیتا ہے حقیقت میں حسینؑ نے وہ جانبازی اور فداکاری دکھائی ہے

کہ اگر اسلام میں ایسے دو چار آدمی اور پیدا ہو جاتے

تو آج روئے زمین پر کوئی غیر مسلم دکھائی نہ دیتا۔ دشمن اہلبیت رسولؐ یزید نے اگرچہ حسینؑ کو مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور اس کے وحشیانہ پن اس کی ستم رانی اور اس کی ہوسِ دولت وملک گیری نے اگرچہ تاریخ اسلام کو داغدار کر دیا تھا۔ مگر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ حسینؑ، محمدؐ کے بہادر نواسہ نے اپنی جان اور اپنے عزیزوں کی جان محمدؐ کے دین پر قربان کر کے اسلام اور انسانیت کو دوبارہ زندگی بخشی وہ اپنے مذہب کے سامنے ایک سپر بن گیا۔ اس نے تیروں نیزوں اور تیغوں کے تمام وار اپنے جسم پر لئے۔ برچھیوں اور نیزوں کے زخم اپنے بدن پر کھائے لیکن اسلام پر نہ تو ایک وار آنے دیا نہ اس کو زخمی ہونے دیا۔ یہ شجاعت وبسالت جاں نثاری فداکاری کی وہ مثال ہے جو دُنیا کی آنکھوں نے کبھی دیکھی اور شاید نہ کبھی دیکھے گی (ماخوذ از رسالہ شجاعانِ اسلام مولفہ مولانا غلام مُرشد

حنفی قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۴۱ء)

(۴) ڈاکٹر مسور بار جو جرمنی کا رہنے والا ہے اپنے رسالہ سیاست اسلام میں شہادت امام حسینؑ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے حضرت عیسیٰ کا قصہ تاریخی حیثیت سے ایک بڑا واقعہ ہے جو سلوک یہودیوں نے حضرت عیسیٰ سے کیا اس زمانہ تک اسکی نظیر واقع نہیں ہوئی تھی مگر حسینؑ کے واقعہ کربلا نے تمام واقعات پر فوقیت حاصل کرلی۔ جو مصائب و تکالیف حسینؑ نے اپنے نانا کے دین کے زندہ رکھنے کے لئے برداشت کیں، سابقین میں سے کسی پر واقع نہیں ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ کے مصائب امام حسینؑ کے مصائب کے مقابلہ میں اتنے زیادہ اس قدر مؤثر و دلگداز نہیں ہیں میرے نزدیک قانون محمدی کی حفاظت اور مسلمانوں کی ترقی یہ سب حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے ہے۔

(۵) مسٹر جان بونگ انگریزی شاعر نے امام حسینؑ کا مرثیہ لکھا ہے اس نے اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے ہیں کہ حسین دیندار خدا پرست خلیق، شجاع، اور بے مثل عابد تھے۔ حسین سلطنت یا حکومت کیلئے نبرد آزما نہیں ہوئے بلکہ دین اسلام کی حفاظت کیلئے (نظام المشائخ دہلی محرم ۱۳۲۶ھ)

(۶) مہاتما گاندھی "میں نے کربلا کے ہیرو (حسین) کی زندگی کا بخوبی مطالعہ کیا ہے۔ اور اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی اگر نجات ہو سکتی ہے تو ہم کو حسینی اصول پر عمل کرنا چاہیئے۔ (حسین نمبر ۱۳۷۵ھ ص ۲۱۹)

(۷) ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو: کسی کارنمایاں کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ اس سے کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا دوسروں پر کتنا اثر پڑتا ہے کس قدر وہ انہیں ابھارتا ہے کس قدر ان کو طاقتور بنا رہا ہے اور کتنی شرافت و تہذیب ان میں پیدا کر رہا ہے یہ حقیقت ہے کہ لاتعداد انسانی نسلیں کربلا کی اس قربانی اور عظیم سانحہ سے زبردست طریقہ پر اثر پذیر ہوتی آئی ہیں خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ قربانی کس قدر لازوال قیمت سمجھتی ہے اس شہادت میں ایک عالمگیر پیغام ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر ایک ظالم حکومت کے سامنے سر نہیں جھکایا انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ ہماری مادی قوت دشمنوں کے مقابلہ میں کم ہے یہ اُن کی قوت انکے نزدیک سب سے بڑی قوت تھی جو ہر مادی قوت کو ہیچ سمجھتی ہے ہر فرد اور ہر قوم کیلئے یہ قربانی شمع راہ ہدایت ہے (شہید انسانیت ص ۱۷، ۱۸)

(۸) بلبل ہند سروجنی نیڈو گورنر یوپی، حضرت امام حسین علیہ السلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا کے سامنے جو پیغام اور اصول پیش کیا تو وہ اتنا بے نظیر اور مکمل تھا کہ آج ہم اس کی یادگار منا رہے ہیں۔ میرے پاس ایسے کوئی الفاظ نہیں اور نہ دنیا کی کوئی ایسی فصیح و بلیغ زبان ہے کہ جسکے ذریعے ان جذبات عقیدت کو بیان کرسکوں۔ جو اس شہید اعظم کے لئے میرے دل میں ہیں حضرت امام حسینؑ صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ ربّ العالمین کے سارے بندوں کے لئے ہیں۔ میں مسلمانوں کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان میں ایک ایسا بلند مرتبہ انسان گزرا ہے۔ جسے دنیا کی ہر قوم یکساں طریقہ سے مانتی اور ان کی عزت کرتی ہے (شہید انسانیت ص۲۰)

(۹) مسٹر جیمس کارکرن مصنف تاریخ چین "دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گزرے ہیں۔ جن کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل نہیں چنانچہ اول درجہ میں حسینؑ ابن علی کا بہادری میں ہے کیونکہ میدان کربلا میں ریت پر تشنگی اور گرسنگی میں جس شخص نے ایسا کام کیا ہو۔ اس کے سامنے رستم کا نام وہی شخص لے گا۔ جو تاریخ سے ناواقف ہے (حسین نمبر ۱۳۷۵ھ)

(۱۰) "مسٹر گوکھلے" اگر حسینؑ اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سر نو زندہ نہ کرتے تو یا اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا بھی تو بے اصول

دبدترین مذہب کی حیثیت جس کے اندر بڑی آزادی سے وہ سب برائیاں پھیل جائیں جس کا رواج یزید اور اس زمانہ کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی کا شعار ہو گیا تھا۔ (حسین نمبر ۱۳۷۵ھ)

متذکرہ اقوام عالم کے مدبرین و محققین کی آراء سے زیادہ واقعہ کربلا کی بین الاقوامی حیثیت کے لئے کون سے الفاظ کہے جائیں گے کہ امام حسین علیہ السلام شہادت کے باب میں عدیم المثال ہیں آپ کی ایک امتیازی خصوصیت جو آپ کو تمام مقدس داکابر شہداء عالم سے ممتاز کرتی ہے آپ نے کربلا کے میدان میں اپنی زبردست قربانی ایثار کا مظاہرہ کرکے تمام دنیا سے یہ اعتراف کرالیا کہ حسینی قربانی کے مقابلہ میں کوئی قوم اپنے کسی ہیرو کی قربانی نہیں پیش کر سکتی اور حسینؑ تمام شہیدوں کا سرتاج اور نوع انسان کا محسنِ اعظم اور شہید اکبر ہے۔ اگرچہ اس شہادت کو تیرہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا لیکن پھر بھی حسینی شہادت پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں کیونکہ حسینی شہادت نہ صرف تحفظِ اسلام کے لئے بلکہ بقاء انسانیت کیلئے ہے۔

یادگار اور عزاداری فرزندِ رسولؐ

قرآن مجید نے ایک مقام پر ایک چیز کا نام لے کر کہا ہے کہ اسکی یاد تازہ کرو۔ وہ کیا ہے۔ ذکرھم بایام اللہ یعنی اللہ کے دنوں کی یاد تازہ کرو اللہ کے دن کون ہیں وہ دن جن میں کوئی معرکۂ حق و باطل ہوا ہو، جس دن اس کی راہ میں کوئی کارنامہ ہوا ہو۔ دن یاد دلایا جا رہا ہے تو تاریخ کی تعین کے ساتھ یادگار قائم کرنا اس لئے سنتِ اسماعیلی ہے کہ قربانی اسماعیل کی یاد دن کے تعین کے ساتھ قائم ہے اور بلا تفریق فرقہ اجماع امت ہے کہ یہ یاد عید الضحیٰ کے نام سے قائم رکھی گئی ہے یہ یاد ہے قربانی اسماعیل کی دس ذالحجہ کو اور صرف روز قربانی ہی نہیں بلکہ اس کے پہلے ایک دن روز عرفہ کو بھی یاد رکھا گیا ہے اور اس کے پہلے روز ترویہ بھی یاد رکھا گیا۔ اس عشرہ کو ذالحجہ کے تمام و کمال اہمیت ہو گئی حج کا احترام اسی میں بند رہتا ہے بنی نوع انسان اور انبیاء علیہم السلام میں جہاں تک قربانیوں کا تعلق ہے تاریخ اسلام میں صرف دو ہی قربانیاں نمایاں طور پر بیان کی جاتی ہیں، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قربانی جنہوں نے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو مقامِ ذبح پر حاضر کیا۔ اور دوسرے حضرت عبدالمطلب کی قربانی جنہوں نے حضرت عبداللہ والد ماجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قربانی پر آمادہ کیا بلکہ ناظرین ان دونوں قربانیوں کے فرق ما بہ الامتیاز کو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ابراہیم کی قربانی ایک دنبہ سے بدل گئی۔ اور حضرت عبدالمطلب کی سو اونٹ سے اس میں کوئی شک نہیں کہ گوسفند آسمانی مخلوق تھا۔ لیکن حضرت اسماعیل کے برابر ہرگز نہ تھا۔ اسی طرح سو اونٹ راہِ خدا میں دے دینا بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن حضرت عبداللہ کے مقابل نہ تھے لیکن یہ دونوں چیزیں حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ کا بدل ضرور قرار پائیں قربانی بدستور رہی اور اللہ تعالیٰ نے منظور بھی فرمائی۔ لیکن نہ اصل بلکہ ان کا بدل مقرر کیا گیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی تاکہ وہ بیٹے کے تڑپنے کا منظر نہ دیکھ سکیں باوجود محبت پدری کے باعث نبی کا ہاتھ کئی دفعہ کانپا اور چھری الٹ گئی آخر آپ نے دل کڑا کر کے چھری چلادی گرم گرم خون محسوس ہوا تو نبی اللہ نے سمجھ لیا کہ قربانی ہو گئی لیکن جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک دنبہ ذبح ہو گیا ہے اور حضرت اسماعیل صحیح و سلامت کھڑے ہوئے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ قربانی نہیں ہوئی اس تصور کے آتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تسلی دی۔ اور انہیں امتحان میں کامیاب قرار دیا اور حضرت اسماعیل

کا فدیہ ایک عظیم قربانی کو قرار دیا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ٥ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ٥ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ٥ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ
سورہ والصّٰفّٰت اور ہم نے اسماعیل کا فدیہ ایک عظیم قربانی کو قرار دیا اور ہم نے اسکا چرچا آنیوالوں میں باقی رکھا پس ابراہیمؑ پر سلام ہو۔ آیت کلام خدا
واضح کر رہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اسوقت حضرت اسماعیلؑ کے ذبح روکنے کی وجہ بتا دی۔ یعنی اے ابراہیمؑ ابھی انسانی قربانی کا
وقت نہیں آیا۔ اسماعیلؑ کا فدیہ ایک عظیم قربانی ہوگی جس کا تذکرہ ہمیشہ رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسی عظیم قربانی کون سی ہے
یہ تو صاف ظاہر ہے ایک نبی کا فدیہ دنیوی دنیا بھر کے دنبے، بکرے گائے وغیرہ جانور نہیں بن سکتے۔ اور فدیہ بھی ایسا ہو۔ جو حضرت اسماعیلؑ
کے ذبح کے مقابلہ میں انہیں کے نسل سے انسانی قربانی ذبح عظیم قرار پائے۔ اور جس ذبح عظیم انسانی قربانی کا تذکرہ رہتی دنیا تک قائم رہے
وہ ذبح عظیم ہے، ذبیح کربلا جناب امام حسین علیہ السلام بقول علامہ اقبالؒ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر، معنی ذبح عظیم آمد پسر، روزِ عاشورہ جب شمر ملعون
امام حسین علیہ السلام کے سینہ اقدس پر سوار تھا تو آپ نے اس ملعون سے نمازِ عصر کی مہلت مانگی مظلوم کربلا نے نمازِ عصر ادا کی۔ سجدہ خالق میں سربسجود
تھے کہ شمر ملعون نے سر اقدس قلم کیا۔ اس نمازِ عصر کے بارے میں ارشادِ احدیت ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ...... تا آخر، قسم ہے مجھے وقتِ عصر کی دوسری جگہ
ارشاد ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ٥ اور ہم ضرور تم کو تھوڑے سے خوف اور کچھ بھوک، اور کچھ مال اور کچھ جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے (اے رسول
ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا جن پر مصیبت پڑی تو کہنے لگے بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کے حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں، مگر امام
حسین علیہ السلام اور ان کے بہتر ساتھیوں نے روزِ عاشورہ میدان کربلا میں من الخوف والجوع نہیں تھا بلکہ تین دن کی بھوک پیاس تھی کل احوال والنفوس
والثمرات (اولاد) ابتلا میں پڑے تھے۔ سید الشہداء نے محض رضائے الٰہی کیلئے اپنے جاں نثاروں سمیت میدان کربلا میں قربانی پیش کی یہی شہید اعظم راہِ خدا
ہیں اور یہی قربانی عظیم ہے ایسی ذبح عظیم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کسی نے راہِ خدا میں پیش نہیں کی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین
سے ایسا عظیم کام راہِ خدا میں سرانجام نہ دیا جاسکا۔ چشم فلک حیران تھی فرشتے انگشت بلب تھے سید الشہداء نے اپنے جوان بیٹے شبیہ رسولؐ علی اکبرؑ کے سینہ سے برچھی کا پھل کھینچا خون کا فوارہ نکلا [illegible]

اللہ اللہ دشت میں شبیرؑ نے پورے کیے
معنی ذبح عظیم اکبر کی قربانی کے ساتھ

اور اسکے بعد فخرِ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے سجدۂ خالق میں سر رکھ دیا جسطرح اسماعیلؑ ماتھے کے بل لٹائے گئے تھے "حسینؑ نے ماتھے کے بل سجدہ ریز ہو کر اسی حالت
میں اپنی قربانی دیکر حضرت اسماعیلؑ کیلئے فدیہ ذبح عظیم ہونیکا حق ادا کر دیا۔ حضرت اسماعیلؑ و حضرت عبداللہ کی قربانیوں کا بدل آسمانی دنبہ اور
سو اونٹ تھے لیکن فرزندِ رسولؐ کی قربانیاں ایسی ممتاز اور شاندار تھیں کہ کسی ایک قربانی کو کسی غیر چیز کے ساتھ تبدیل نہیں کیا گیا۔ اب جبکہ حضرت
اسماعیل علیہ السلام کے نام سے عید الضحیٰ قائم کی گئی ہے بلکہ ان کی خاطر عشرہ ذوالحجہ یادگار بن گیا۔ تو امام حسین علیہ السلام ذبح عظیم کی خاطر عشرہ محرم
کیوں نہ یادگار رہے یہ قربانی عظیم دس محرم روزِ عاشورہ کو ہوئی وہ قربانی اسماعیل کی یادگار ہے اور یہ حسین کی قربانی کی یادگار ہے اب مسلمان غور
کریں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کا فرزند قربانی کیلئے لے جایا گیا لیکن قربان نہیں ہوا اسکی یاد قائم کی جائے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(جن کا مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں) کا فرزند حسینؑ قربان ہو تو اسکی یاد کو بدعت کہا جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہمارا رشتہ اعتقادی ہے۔ جبکہ
نہیں تو گذشتہ دور کے رسولؑ کے کارنامہ کی یاد قائم رکھی جائے اور اپنے رسولؐ کے کارنامہ کی یاد قائم نہ رکھی جائے۔ دینی اور

ملی یادگاریں قائم کرنا ازل سے جائز اور ابد تک جائز رہیں گی۔ دنیا کے کسی مذہب کا آئین اس سے منع نہیں کرتا۔ چنانچہ ہر سال تمام مسلمان اپنے کسی نہ کسی مشاہیر کی موت یا شہادت کے موقعہ پر ماتمی یادگاریں قائم کر کے اس کی یاد میں جلسے اور جلوس منعقد کرنا ضروری سمجھتے ہیں مثلاً جنگ بلقان کے ترک مقتولین کے لئے جلسے کئے جائیں۔ اور ان کے بے خطا قتل کئے جانے پر بڑے بڑے ملا دھاڑیں مار مار کر روئیں حتیٰ کہ سید الشہدا کی مخالفت کرنے والے خود امام احمد بن حنبل کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی جگہ پر ہزاروں مسلمانوں نے ماتم کیا۔ چنانچہ کتاب حیوۃ الحیوان میں ہے کہ خلیفہ وقت متوکل عباسی نے حکم دیا کہ جس مقام پر امام احمد بن حنبل کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی تھی۔ وہاں ماتم برپا کیا جائے۔ اس حکم کے تحت پچیس لاکھ انسانوں کا مجمع ہو گیا۔ مسلمان، عیسائی، یہودی، مجوسی چار مذہب والوں نے ان کا ماتم کیا۔ یہ وہی خلیفہ مسلمین متوکل عباسی ہے جس نے فرزندِ رسول امام حسین علیہ السلام کے مرقد انور کا نشان تک مٹانا چاہا تھا۔ اُس وقت کسی عالم مخالف عزاداری سید الشہدا نے یہ فتویٰ صادر نہ کیا۔ کہ یادگار ماتمداری بدعت ہے ناجائز ہے اور جب ۱۹۲۴ء میں ترکی کی نئی پارلیمنٹ نے خلافت کو قومی مقاصد کے منافی تصور کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید خلیفہ کو معزول کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ تو اس وقت ہندوستان میں غم والم کی لہر دوڑ گئی اور شہر در شہر و ہر بستی میں جلسہ ہونے لگے۔ اور بشکل جلوس جھنڈے جھنڈیاں لئے ہر بستی کے گلی کوچوں میں بطرز نوحہ، بولی اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پہ دیدو پڑھتے پھرے اس وقت کسی ملاّ نے یہ نہ کہا کہ جھنڈے جھنڈیاں بشکل جلوس لیکر بطور اظہارِ غم بدعت ہے جلیانوالہ باغ امرتسر کے مقتولین کی یاد منائیں۔ لاہور میں چند مسلمان غازیوں کو جو مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکل رہے تھے چند سکھوں نے اپنی کرپانوں سے قتل کر دیا۔ تو لاہور میں بد امنی پھیل گئی۔ ان مسلمان مقتولین کے جنازوں کو نہایت شان و شوکت سے ہزاروں مسلمانوں نے دفن کیا۔ اور ان کے غم میں کاروبار معطل کر دیئے۔ مسلم لیگ، کانگریس اور دوسری سیاسی جماعتوں کے آئے دن سیاسی جلسہ منعقد کر کے جلوس نکالیں مکانوں دوکانوں پر جھنڈے نصب کریں۔ خود دشمن عناصر خواہ کسی رنگ میں ہوں۔ وہ بھی کبھی کسی نہ کسی یوم منانے کے فلسفہ سے انکار نہیں کر سکتے۔ بارہ وفات، عید میلاد النبیؐ، سیرت صحابہ وغیرہ منعقد کرتے ہیں ماہ رمضان المبارک میں مسجدوں میں جمع ہو کر تراویح پڑھنا مسجدوں کو آراستہ کرنا اور ختمِ قرآن کے دن مٹھائی تقسیم کرنا، ہر سال بزرگوں کے مزاروں پر عرس منایا جاتا ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح کی وفات پر اور مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان کی شہادت پر چالیس دن سوگ منایا گیا۔ اور ان کی شہادت کی جگہ راولپنڈی میں یادگار قائم کی گئی۔ قائدِ اعظم کا مزار بطور یادگار کراچی میں مرجع خواص و عوام ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں عزیز بھٹی کے کارنمایاں انجام دینے کی بناء پر یادگار قائم کی گئی ہے ابھی کل کی بات ہے سربراہِ مصر جمال ناصر کی وفات کے موقعہ پر قاہرہ میں ماتمداری کا مظاہرہ ہوا۔ حالانکہ جمال ناصر پر کسی نے مظالم نہیں ڈھائے۔ نہ وہ کسی دشمن کی فوج میں گھرے ہوئے تھے نہ اہل و عیال عالم مسافرت میں ساتھ تھے۔ نہ تین دن کی بھوک پیاس تھی۔ نہ زخموں میں چور تھے نہ عزیز و انصار کے آنکھوں کے سامنے لٹے پڑے تھے۔ بلکہ وہ نہایت آرام و آسائش سے شاہی محل میں آرام فرما رہے تھے۔ ہر حکم کی تعمیل لیکن پھر بھی وفات کے دن قاہرہ میں ماتمداری کا مظاہرہ ہو رہا تھا۔ جس کا اندازہ اخبارِ جنگ کراچی بروز ہفتہ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء کی عبارت سے ہو سکتا ہے اس میں لکھا ہے کہ جمال ناصر سربراہِ مصر کے جنازہ میں پچاس لاکھ سوگواروں کی شرکت، میت جیسے ہی قبر میں اتاری، لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ لوگوں نے

پوری رات جنازہ کے انتظار میں سڑکوں پر گزاری گلی کوچوں میں دن بھر عورتیں بین اور ماتم کرتی رہیں۔ جنازہ کے جلوس میں لوگوں کے جذبات کا یہ عالم تھا کہ وہ اس توپ گاڑی پر چڑھ گئے۔ جس میں میت رکھی تھی۔ اور دیوانہ وار اسے بوسہ دیتے تھے۔ لوگ گلی کوچوں میں ماتم کناں اور سیاہ لباس میں خواتین سڑکوں گلیوں کے کنارے کھڑی زار و قطار رو رہی تھیں۔ اور لوگ پچھاڑیں کھا کھا کر رونے لگے۔ مرد اپنے بازو اور سینہ پر سیاہ پٹیاں باندھے ہوئے تھے۔ عمارتوں پر سیاہ پرچم لہرا رہے تھے۔ میڈل ایسٹ نیوز ایجنسی نے آج کے دن کو سیاہ جمعرات کا نام دیا۔ اور کہا کہ ہمیشہ اس دن کو اس نام سے یاد کیا جائے گا۔ میت پر جو فوجی پرچم لپٹا ہوا تھا۔ تدفین کے بعد لوگوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور اس کے ٹکڑوں کو تبرک کے طور پر لے گئے۔ افسوس ہزار افسوس سربراہِ مصر کی وفات پر ماتمداری، گریہ وزاری سیاہ لباس پہننا جائز لیکن جس رسولؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کے فرزند کی عزاداری ماتمداری بدعت کہی جائے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے تاریخیں شاہد ہیں کہ بنی اُمیّہ کا دور اور خاص کر دورِ یزید سے لیکر عصرِ حاضر تک ہر قرن اور ہر صدی میں ایک منظم سازش کے ماتحت ریشہ دوانیاں کی جاتی رہی ہیں کہ حسینؑ فرزندِ رسولؐ کا ذکر زبان پر نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ جہاں امام حسین علیہ السلام اور آپ کی اولاد و اعزاو انصار کی وفاداریوں اور کارناموں کے تذکرے ہوں گے۔ وہاں یزید کی قابلِ نفرین حرکتوں پر تنقید و تبصرے بھی ضرور ہوں گے۔ جس کی وجہ سے یزید کی بداعمالیوں کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ اور اس ذکر میں اس سے پہلے کے حکمران بھی تنقید کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اسلئے فرزندِ رسول کی یادگار منانے کی مخالفت کی جارہی ہے۔

بدعت کس کو کہتے ہیں؟ بدعت کی تعریف علی العموم یہ کی جاتی ہے کہ بدعت دین کی تکمیل کے کسی نئی چیز کے پیدا کرنے کو یا رسولِ خدا کے بعد نئے عقائد و اعمال کی ایجاد کو کہتے ہیں (قاموس) اور اسی طرح کتاب مجمع البحرین میں ہے یعنی جو چیز رسولؐ خدا کے عہد میں نہیں تھی۔ وہ بدعت ہے اور اہلِ سنّت کے جلیل القدر پیشوا امام عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ یعنی جمہور میں یہ بات مشہور ہے کہ بدعت کی تقسیم پانچ احکام شرعیہ پر کی جاتی ہے۔ (۱) واجب بدعت کی مثال علم کلام کی تدوین ہے (۲) مستحب بدعت علمی کتب کی تصنیف اور مدارس کا قائم کرنا (۳) مباح بدعتوں میں نئے نئے کھانے داخل ہیں (۴) مکروہ بدعت یہ ہے کہ کھانے پینے میں اتنی فراخی اور تنعم سے کام لیا جائے جو اسراف کی حد تک نہ پہنچے (۵) حرام بدعت اہلِ حق کے قول کے مطابق امام سے بغاوت کرنا ہے اور ہر مخالفِ شریعت چیز جس کی تحریم پر دلیلیں دلالت کریں اور انہیں پانچ اقسام کی بدعتوں میں سے تراویح بدعت ہے چنانچہ جناب عمر ابنِ خطاب ماہِ رمضان المبارک کی ایک شب مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ لوگ متفرق نماز نافلہ پڑھ رہے ہیں جناب عمرؓ نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ میں ان کا ایک امام مقرر کر دوں اور یہ سب لوگ اس کے پیچھے نماز نافلہ پڑھیں چنانچہ ان تمام لوگوں کو حکم دیا۔ کہ ابی بن کعب کے پیچھے نماز نافلہ پڑھیں جب دوسری رات مسجد میں آئے دیکھا کہ ابی بن کعب لوگوں کو نماز نافلہ کی جماعت کرا رہے ہیں فرمایا۔ نِعمَ البِدعَۃُ ھٰذِہٖ یہ اچھی بدعت ہے (بخاری باب فصل من قام رمضان) اور تاریخ الخلفاء فصل فی اولیات عمرؓ وَھُوَ اوّل من سَمّیٰ قیام شہرِ رمضان جناب عمر پہلا شخص ہے جس نے تراویح کی بنیاد رکھی۔ اور ان تشریحات کے علاوہ مسلمہ حدیث ہے ہر چیز جائز ہے جب تک تیرے پاس کوئی امر یا نہی نہ پہنچے یعنی جب تک مخالفت

وارد نہ ہو اس شے کے لئے اور جن علماء نے عوام کے ذہن میں یہ عقیدہ ذہن نشین کر دیا ہے کہ ہر نئی بات بعد رسولؐ گمراہی ہے اگر بدعت کا یہی معیار قائم کر لیا جائے۔ کہ جو کچھ رسولِ خداؐ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ وہ ہر نئی بات بدعت ہے تو اس تعریف کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جتنے علوم و فنون اسلام کی بقاء کے ضامن ہیں سب کے سب ہی بدعت نظر آئیں گے۔ قرآن کی موجودہ ترتیب بدعت ہے قرآن مجید کو اعراب اور نقطوں سے آراستہ کرنا بدعت ہے اس خطِ نسخ میں تحریر کرنا بدعت ہے مشینوں کے ذریعہ سے قرآن مجید چھاپنا بدعت ہے تفاسیر کو کتابی ملبوس پہنانا بدعت ہے احادیث کو نئے نئے انداز سے جمع کرنا بدعت ہے روایتوں کو پرکھنے کے لئے فنِ درایت سے مدد لینا بدعت ہے۔ فقہی کتابوں کی تدوین بدعت ہے علم کلام کی درس تدریس بدعت ہے اجماع کے ذریعہ خلیفہ کا انتخاب بدعت ہے، شوریٰ کر کے دینی رہبر کا تعین بدعت ہے نماز نافلہ تراویح بدعت ہے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا بدعت ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجدوں میں اذان دینا و تقاریر کرنا بدعت ہے قیاس سے مسائل کا حل کرنا بدعت ہے شیروانی پائجامہ پہننا بدعت ہے۔ کاغذی نوٹ کے ذریعے لین دین بدعت ہے وہ غذائیں جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں نہ تھیں بدعت ہے انگریزی دوائیں ٹیکہ جات کا استعمال بدعت ہے غرض کہ ہر نو ایجاد چیزیں مثلاً ہوائی جہاز، ریل کار، موٹر، بجلی ہر قسم کی مشینری کا استعمال بدعت ہے ان تمام خرابیوں کا منبع صرف اتنی سی بات ہے کہ بعض علماء نے ہر نئی بات بعد رسولؐ گمراہی کہہ کر عوام کے ذہن میں یہ عقیدہ ذہن نشین کرا دیا۔ اور اسی کے تحت عزاداری امام حسین علیہ السلام کو بدعت کہہ دیا ان کو چاہیئے یہ تھا کہ عزاداری فرزندِ رسولؐ کو بدعت کہہ کر عوام کو بہکانے سے پہلے یہ غور کر لیا جاتا کہ یہ بدعت کس نہی کے تحت میں آتی بھی ہے یا نہیں اولاً ہر نئے طرزِ عمل اور ہر نو ایجاد بعد رسولؐ کے جائز ہونے کا نظریہ ہی یکسر مہمل اور غلط ہے ثانیاً یہ سمجھنا کہ عزاداری امام حسین علیہ السلام کی ابتداء بعد رسول اللہ ہوئی قطعی غلط ہے بلکہ عزاداری سیّد الشہدا کی ابتدا خود رسولِ خداؐ نے اپنی زندگی میں کی۔ اور اپنے فرزند کی شہادت پر گریہ و زاری فرماتے رہے چنانچہ علامہ ابن حجر مکی کی یہ روایت جو انہوں نے امام شعبی کی سند سے اور مسند احمد حنبل سے ذکر فرمائی ہے یعنی حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا کہ میں ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے اشک جاری تھے میں نے عرض کی یا اللہ کے رسولؐ کیا کسی نے آپ کو غضبناک کر دیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی کچھ دیر پہلے جبرئیلِ امین نے خبر دی۔ کہ آپ کا فرزند حسینؑ فرات کے کنارے شہید کیا جائیگا۔ اور جبرئیل نے قتل گاہ حسینؑ کی خاک مجھے دی ہے۔ جسکی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے آنحضرتؐ نے اس خاک کو اُمّ المومنین جناب ام سلمیٰؑ کے سپرد فرمایا۔ فاخذتہ اُمّ سلمۃ پس امّ سلمہ نے لے لیا۔ رسول اللہؐ نے اس مٹی کو سونگھا۔ فقال ریح کرب و بلا تو فرمایا کہ خوشبوئے کرب و بلا آتی ہے۔ مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں ہے کہ رسولِ خداؐ کو جبرئیلِ امین کا خاکِ کربلا کر دینا اور امام حسینؑ کی خبرِ شہادت سنانا اور آنحضرتؐ کا خاکِ کربلا شیشہ میں رکھوانا اور فرمانا جس دن حسینؑ قتل ہونگے یہ خاک خون ہو جائیگی اس قدر کثرت سے کتبِ تاریخ و حدیث میں مذکور ہے کہ اس کا احصاء دشوار ہے ابن سعد طبرانی و ابو حاتم وغیرہ، پس ثابت ہوا کہ رسولِ خداؐ نے امام حسینؑ کی آنیوالی مصیبت پر قبل از وقوع مصیبت پر زندگی میں گریہ فرمایا اور بطور یادگار خاکِ کربلا کو شیشہ میں رکھوایا۔ اور سامانِ عزاداری قائم کیا اور سنئیے کتاب دلائل النبوۃ و ارجح المطالب وغیرہ میں بھی ہے کہ جبرئیلِ امین نے خبرِ غم شہادت حسینؑ رسول اللہؐ کو سنائی تو آپ نے گریہ و زاری

فرمائی اور امام حسینؑ کا صغیر سنی میں نانا کے گھوڑے کو دیکھ کر اس پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کرنا بھی مذکور ہے۔ جب شہزادہ گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو گھوڑا فوراً بیٹھ گیا۔ حسینؑ سوار ہو گئے یہ منظر دیکھ کر رسالتمابؐ رونے لگے۔ حاضرین کے استفسار پر فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ روز عاشورہ یہ میرا فرزند زخموں سے چور ہو کر نڈھال ہو جائے گا اور قریب ہے کہ زمین پر گر پڑے۔ تو یہ اسپ وفادار اسی طرح زمین پر بیٹھ جائے گا۔ یہی سبب میرے رونے کا ہے تمام حاضرین بھی رونے لگے۔ اس تصریح سے معلوم ہوا کہ عزاداری سید الشہداءؑ خود رسولؐ اللہ نے خود اپنی حیات میں قائم کی اور حسینؑ کے مصائب پر گریہ وزاری کرنا اور حسینی یادگار قائم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ سنّتِ رسولؐ ہے اور امتِ مسلمہ کے لئے واجب الاطاعت ہے عزاداری کو بدعت کہنے والے عمل رسولؐ سے سبق حاصل کریں۔ بدعت کی تشریحات مندرجہ بالا کے بعد کوئی با فہم انصاف پسند یہ کہہ سکتا ہے کہ کل بدعت ضلالت اور گمراہی ہے حقیقتاً بدعت کا اطلاق صرف انہیں چیزوں پر ہوتا ہے جو حرام ہیں معیار حلت وحرمت یہ نہیں کہ فلاں کام رسولؐ اللہ کے زمانہ میں ہوتا تھا یا نہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کام منشائے الٰہی کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے یا نہیں یعنی خدا و رسولؐ کے حکم کے تحت ہے یا نہیں۔

حسینی عزاداری مطابق منشائے الٰہی ہے

مراسم عزاداری کی حقیقت کیا ہے۔ واقعہ کربلا کی عرفانی یادگار قائم کرنے اور اس عظیم الشان المیہ پر اپنے جذبات اندوہ وغم سے ظاہر کرنے کو عزاداری کہتے ہیں اب ہمیں غور کرنا ہے کہ سلف صالحین کے واقعات کی یاد کو تازہ رکھنا منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے یا نہیں قرآن وحدیث کے لحاظ سے شہدائے راہ خدا کی یادگار قائم کرنے کے سلسلہ میں سب سے بڑی راہ نمائی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی قربانی نے ہم کو عطا کی ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ قرار پائے لیکن ذبح نہ ہو سکے آسمانی دنبہ جانوران کے بجائے ذبح ہو گیا۔ اس دنبہ کی یادگار میں ہر سال دس ذالحجہ عید قربان کے موقعہ پر سوادِ اعظم کے مسلمان بے شمار دنیوی دنبے ہی نہیں بلکہ بکرے بکری بھیڑ گائے بیل وغیرہ بھی ذبح کرتے ہیں۔ جس سے صاف واضح ہے کہ شہدائے راہ خدا کی بہترین یادگار یہ ہے کہ اس واقعہ سے متعلق کسی اہم چیز کی ہر سال نقل کی جائے مناسک حج میں از اول تا آخر حضرت ابراہیمؑ واسماعیل علیہم السلام کے واقعات کے مکمل اور صحیح خاکے نمایاں ہیں صفا مروہ پہاڑیوں کے درمیان کیوں واجب قرار دی گئی اس کی علت یہی تو ہے کہ جناب ہاجرہؑ اپنے کمسن بچہ کیلئے پانی کی تلاش میں انہیں پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ دوڑی تھیں ظاہر ہے کہ سنتِ انبیاء ومرسلین کی ہوا کرتی ہے ہاجرہ غیر نبی تھیں لیکن شہدائے راہ خدا کی یادگار قائم کرتے ہیں۔ اللہ نے غیر انبیاء کے افعال کو بھی سنت قرار دیا۔ آج آب زم زم حجاج کا سب سے بڑا تحفہ سمجھا جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہے کیا اس کی عظمت کا سبب محض یہ امر نہیں ہے کہ یہ چشمہ آب زم زم حضرت اسماعیلؑ کی تشنگی دور کرنے کے لئے بحکم خدا جاری ہوا تھا۔ اس ضمن میں حجاج حضرات حجرِ اسود (سیاہ پتھر) کو بوسہ دینا بھی لازمی سمجھتے ہیں اور طوافِ کعبہ کے سلسلہ میں یہ رکن لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کیا عزاداری کو بدعت کہنے والے اس فعل کو بت پرستی سے تشبیہ دینے کی جسارت کر سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی سنت ہے اور انبیاء و مرسلین کی سنت ہر وقت قابلِ اتباع ہے۔ اور موجب احترام ہے یہی وجہ تو ہے کہ رسالتمابؐ نے کربلا کی خاک شیشہ میں رکھ کر جناب ام سلمہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ جب یہ خاک خون بن جائے تو سمجھنا میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ اس خاک کا بطور یادگار محفوظ رکھنے کا مقصد یہی تو

ہے کہ مسلمان میرے فرزند کی یادگار قائم کر کے میری سُنّت ادا کریں ارکانِ حج میں جمارح حضرات شیطان کے ان تین پتھر کے مجسموں کو کنکریاں مارنے میں جبکہ شیطان نے حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ہاجرہ کو قربانی راہِ خدا نہ دینے کی ترغیب دیکر راہِ حق سے فریب دیکر گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی حج کے موقعہ پر ہر سال اس واقعہ کو دہرائے جانیکا مقصد یہی تو ہے کہ قربانی اسماعیلؑ کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجائیں ممکن ہے کہ شیطان انسانی شکل میں آیا ہو. لیکن آج کل وہاں صرف پتھر کے ستون بنے ہوئے ہیں. ان پتھر کے مجسموں کو کنکریاں مارنا اظہارِ نفرت و بیزاری اور مذمت مترادف ہے معلوم ہوا یادگار شہداء میں گمراہ کرنیوالے کو بھی نفرت سے یاد کرنا منشاء الٰہی ہے تاکہ اس باطل پرست کے مدِ مقابل حق پرست صراطِ مستقیم پر جان قربان کرنے والے کی یادگار قائم ہو سکے. کیا عزاداری فرزندِ رسولؐ کو بدعت کہنے والے ان پتھر کے مجسموں کو کنکریاں مارنے کے عمل کو بدعت کہنے کی جرأت کر سکتے یا سعودی حکومت ان پتھروں کے ستونوں کو بُت پرستی سمجھ کر مٹا دینے پر قادر ہے یا صرف خاندانِ رسالت کے مزارات کو دیرینہ بغض و عناد کی وجہ سے منہدم کرانا جانتی ہے اس لئے کہ اگر مزارات کے منہدم کرانیکا جواز بت پرستی ہے تو ان حضرات کے جد رسول اللہ کا روضہ بدستور کیوں قائم ہے بہرحال آمدم برسرِ مطلب واقعہ کربلا کی یادگار میں بھی گمراہ گروہ نے یہی صورت اختیار کر رکھی ہے جبکہ حضرت اسماعیلؑ کی ناتمام قربانی کی یادگار اس قدر محبوب ہے کہ اسے رکنِ اسلام قرار دیا تو اس حسینی ذبیح عظیم کی یادگار منانے کا کتنا اہتمام ہو گا. وہاں کوئی عملاً انسانی قربانی نہیں ہوئی تھی. واقعہ کربلا میں بہتر انسانی قربانیاں راہِ خدا میں ہو گئیں. حضرت ابراہیمؑ کا پارہ جگر صحیح و سالم گھر واپس آیا لیکن شہدائے کربلا راہِ خدا کی لاشیں تپتی ریت پر پڑی. گھوڑوں کے سموں سے روندی گئیں حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی تاکہ وہ بیٹے کے تڑپنے کا منظر نہ دیکھ سکیں. اور حضرت اسماعیلؑ کو راہِ خدا میں ذبیح کیا مگر جب پٹی ہٹا کر دیکھا تو اسماعیلؑ کی جگہ دنبہ ذبح ہو گیا. ذبح منیٰ حضرت اسماعیل اور ذبیح کربلا امام حسینؑ کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کو ذبیح عظیم سے ٹال دیا گیا تھا امام حسین علیہ السلام ذبیح عظیم کی تفسیر ہے. وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور ہم نے اسماعیلؑ کا بدلہ ایک بڑی قربانی کو قرار دے دیا. امام حسینؑ اپنے جوان علی اکبرؑ کو میدانِ کارزار اور قربان گاہ میں بھیجا تو فرمایا. یا بُنَیَّ تقدّم اے بیٹا قربان گاہ کی طرف بڑھو. جب علی اکبر خیمہ سے باہر آئے پدر بزرگوار کو آخری سلام کیا تو فرزندِ رسولؐ نے فرمایا اے بار الٰہا گواہ رہنا کہ میں اب اس جوان کو تیری راہ میں قربان کر رہا ہوں. جو تیرے رسولؐ کی رفتار میں گفتار میں صورت میں ہو بہو تصویر ہے. جناب علی اکبر میدانِ کارزار میں کود پڑے وہ دلیرانہ جنگ کی. جسکی مثال نہیں ملتی اس طرح دشمنوں پر برسے کہ الاماں الاماں کی صدائیں آنے لگیں. شبیہ پیغمبر بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے. کہ "حصین ملعون نے آپ کے سینہ پر برچھی ماری جو جگر میں پیوست ہو گئی اور آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور آواز دی بابا میری لاش پر پہنچو فرزندِ رسولؐ بیٹے کے لاشہ پر پہنچے. دیکھا ہمشکل مصطفٰے سینہ پر ہاتھ رکھے باپ کی دید کے منتظر ہیں امام نے سینہ سے ہاتھ ہٹایا تو دیکھتے کیا ہیں کہ برچھی کی انی سینہ میں پیوست ہے. مظلوم کربلا نے برچھی کو مضبوطی سے ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے کہ بلا کر نکال لیں. مگر جب کھینچنے کی کوشش کرتے تھے تو علی اکبر ساتھ اٹھ جاتے تھے. آخر برچھی کے نکلتے ہی علی اکبر کے سینہ سے خون کا فوارہ نکلا مگر حسینؑ کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا. فرزندِ رسولؐ نے یہ کام پٹی باندھ کر نہیں آنکھوں کے سامنے یہ خونی منظر دیکھا کئے مگر پائے ثبات میں لغزش کا نام نہ تھا.

خلیلِ حق ذرا پٹی اتار کر دیکھو ⁂ نہیں ہے کھیل کوئی امتحانِ صبر و رضا

ادھر خیمہ میں شہادت علی اکبر کی اطلاع پہنچی اُدھر اُمِّ لیلیٰ نے سجدۂ شکر ادا کیا. لاشہ علی اکبر کو خون میں غلطاں دیکھا لیکن اے مادرِ گرامی حضرت اسماعیلؑ آپ تو بیٹے کے حلق پر چھری کا نشان دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں اور اسی غم میں

جان دے دی۔ ذرا مادرِ علی اکبرؑ اُمِ لیلیٰ کا حوصلہ تو دیکھو کہ کڑیل جوان کی لاش خون میں لت پت ہے اور شکر کا سجدہ ادا ہو رہا ہے امام حسین علیہ السلام نے
خونِ علی اکبرؑ سے نقش الا اللہ بر صحرا نوشت کر رہے ہیں ابتدا حضرت اسماعیلؑ سے شروع ہوئی۔ اور انتہا امام حسینؑ نے

یونہی اسلام کے پیکر میں مضبوطی نہیں آئی

بڑی انمول جانیں دی ہیں اولادِ پیغمبرؐ نے، مخالفین عزاداری سید الشہداء کہتے ہیں یاد بطورِ غم کیوں منائی جاتی ہے جبکہ قربانی حسینؑ نے راہِ خدا میں دی ہے اس لئے عاشورہ کے دن خوشی کی یاد منائی جائے۔ فرزندِ رسولؐ امام حسینؑ کی خوشی کی یاد اس صورت میں منائی جاتی۔ جبکہ قربانی اسماعیلؑ کی یاد بطور غم ہوتی مگر قربانی اسماعیل کی یاد میں عید منائی جاتی ہے یہ عید الضحیٰ کا ہے کی ہے یہی تو کہ نبی زادہ قربانی سے بچ گیا۔ اور ان کی قربانی کا بدل دنبہ قربان ہو گیا۔ لیکن امام حسینؑ فرزندِ رسولؐ بمعہ بہتر ساتھیوں کے ذبح کیے گئے اور رسول اللہؐ کا پُر بہار باغ اجڑ گیا۔ اس لئے محرم میں غم منائے۔ آیئے دیکھیے رسول اللہؐ روزِ عاشورہ خوش و خرم نظر آئے یا مغموم و گریاں صحاح ستہ و صحیح ترمذی وغیرہ میں ہے کہ روزِ عاشورہ بوقتِ عصر ام المومنین جناب ام سلمہ نے رسول اللہؐ کو سر برہنہ دیکھا اس طرح کہ سر و ریش مبارک پر خاک پڑی ہوئی ہے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے جس میں خون تازہ جوش مار رہا ہے ام المومنین فرماتی ہیں کہ میرے استفسار پر فرمایا۔ میرا فرزند حسینؑ کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ میرے سر و ریش پر خاک کربلا ہے اور شیشہ میں حسینؑ اور انصارِ حسینؑ کا خون ہے۔ جسے میں جمع کرتا رہا ہوں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ رسول اللہ بانیٔ اسلام امام حسینؑ کے غم میں سر برہنہ خاک آلودہ رو رہے ہیں دوسری طرف مخالف عمل رسولؐ یزید بن معاویہ اور اس کے حامی روزِ عاشورہ شہادتِ حسینؑ پر خوشیاں منا رہے ہیں پس رسول اللہؐ کا اتباع کرنے والے روزِ عاشورہ غم منائیں، سر برہنہ رہیں، سر پر خاک ڈالیں اور گریہ کریں اور جو لوگ یزید بن معاویہ کا اتباع کرنے والے ہیں وہ روزِ عاشورہ خوشیاں منائیں۔ اپنا اپنا دین ہے۔

تعزیہ داری شعائر اللہ ہے،

تعزیہ داری، ماتمداری عزاداری اصول و آئینِ حسینی اور تعلیمات اسلامی کی تبلیغ اور اسوۂ حسینیؑ پر عمل کرنے کا سبق مجالسِ حسینی میں حاصل ہوتا ہے۔ احکامِ مذہبی کی تعلیم و ترویج و واقعات تاریخی اور جذباتِ روحانی، خودداری و ایثار قربانی کا سبق ملتا ہے۔ محبانِ اہلبیت رسولؐ نے برسم عزاداری و مجالس عزا کو کافی نہ سمجھا بلکہ دنیائے عالم کو حضرت امام حسین علیہ السلام فرزندِ رسولؐ کا تعارف کرانے کیلئے بشکلِ جلوسِ عزا تعزیہ، علم، تابوت، ذوالجناح ماتمداری کی صورت میں سڑکوں گلی کوچوں میں نکلنا اسلئے شروع کیا کہ حقیقتِ شہادت دشمنوں کے پروپگنڈہ کے زیرِ اثر پردہ میں نہ رہ جائے اور واقعہ خلافت بلا فصل حضرت علیؑ ابن ابی طالب ۱۸ ذالحجہ غدیر خم کی طرح روزِ عاشورہ کو بھی دنیا فراموش نہ کر بیٹھے جب یہ جلوس عزا سڑکوں گلیوں سے گزرتا ہے۔ اور محبان اہلبیت رسولؐ ماتم سید الشہداء کرتے ہیں اور رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور نوحے پڑھتے ہیں تو ہر انصاف پسند رحمدل انسان تڑپ اٹھتا ہے کہ حسینؑ کون ہے کس نے شہید کیا جواب ملتا ہے حسینؑ مسلمانوں کے رسولؐ کا فرزند جن کا کلمہ پڑھتے ہیں یہ وہ حسینؑ ہے اور فرزند رسولؐ کا قاتل یزید بن معاویہ ہے اسلئے مسلمان تو مسلمان انصاف پسند تعلیم یافتہ اور مظلوم سے ہمدردی کرنے والا ہر مہذب انسان با اصول غیر مسلم بھی سمجھتے ہیں کہ عزاداری سید الشہدا مظلوم سے ہمدردی کا اعلان ہے جو لوازم فطرت اور شرائط انسانیت ہے جملہ مخلوقات مسلم و غیر مسلم اس عزاداری کی قائل اور عامل ہے ماسوائے گروہ یزیدی کے یہ لوگ ہر سال ماہ محرم الحرام کا چاند نمودار ہوتے ہی طرح طرح کے مکر و فریب کے جال پھیلا کر مسلمانوں کو تعزیت فرزندِ رسولؐ سے برگشتہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے ہیں حامیانِ یزید تعزیہ داری کو

مٹانے کی لاکھ کوشش کریں لیکن امام حسین علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کے پسندیدہ دین کو زندہ کر دیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس مقدس یادگار کو کبھی مٹنے نہیں دے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی جیسی اہم و عظیم المرتبت قربانی تھی اس کے لئے بطور مظاہرہ تعزیہ علم تابوت ذوالجناح اور مجالس عزا و تا بہ فلک پہنچنے والی گریہ وزاری کی ضرورت ہے اور مجالس عزا کا انعقاد شہدائے کربلا کی ایک ایسی صحیح اور قابلِ قدر یادگار ہے جو ایک طرف تو المیہ کربلا کی یاد تازہ کریں اور دوسری طرف انتہائی اخلاقی مذہبی فوائد پر مبنی ہو۔ حال ہی میں عرب لیگ مصر نے سقوط فلسطین کی یادگار میں یوم ماتم منانے کی تحریک کی تھی تاکہ عربوں کے دلوں میں حصول فلسطین کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ پس سیاسات حاضرہ میں بھی اب اس ضرورت کا احساس پیدا ہو گیا کہ پروپیگنڈہ نشر و اشاعت اور تبلیغ و ترویج کیلئے ماتمی مظاہرات کس قدر ضروری اور لازمی ہیں تو پھر واقعہ کربلا کے شہدائے راہِ خدا کی یادگار تعزیہ داری عزاداری میں ماتمی مظاہرات کیوں جائز نہیں مظاہرات میں ایک انقلابی روح کارفرما ہے!

تعزیہ تعزیہ عربی لفظ ہے جو تعزیت عزا سے مشتق ہے یہ تعزیہ نقل روضہ اقدس حضرت امام حسین علیہ السلام ہے۔ فرزندِ رسولؐ راکب دوش رسولؐ آیۃ اللہ فی العالمین محسن دین شہید راہ خدا تھے۔ یعنی سید الشہداء رسولؐ خدا (حسین منی و انا من الحسین کے تحت) کی ایک زبردست نشانی تھے۔ اس لئے وہ کل چیزیں جو آپ کی طرف منسوب ہیں وہ سب لائق صد ہزار تعظیم ہیں اور ارشاد احدیت ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب، شعائر اللہ میں کون کون چیزیں ہیں، خانہ کعبہ، سنگ اسود، صفا مروہ کی پہاڑیاں، روضہ نبوی، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی وغیرہ اور تعریف میں عید الضحیٰ کی قربانی کے جانور بھی ہیں اور روضہ رسول اللہؐ شعائر اللہ میں سے ہے اسی نسبت سے روضہ امام حسین علیہ السلام شعائر اللہ میں ہے اور تعزیہ بھی شعائر اللہ میں داخل ہے۔ لہٰذا اس کی تعظیم تقویٰ کی مستحکم دلیل ہے نقل غیر ذی روح کی بنانا بین الفریقین جائز ہے، قربانی اسماعیل کا بدل دنبہ آسمانی تھا اب عید الضحیٰ کے دن بے شمار جانور اس دنبہ کی عیوض قربان کئے جاتے ہیں، مسجد الحرام خانہ کعبہ کی نقل دنیا بھر کی مسجدیں ہیں۔ تعزیہ بھی نقل روضہ سید الشہداء ہے مساجد نقل مطابق اصل کے نہیں ہوتیں۔ اسی طرح تعزیہ بھی نقل مطابق اصل کے نہیں ہوتا۔ ہر وہ عمارت بڑی چھوٹی پختہ و کچی جو مسجد کے نام سے موسوم ہے عبادت کیلئے جائز سمجھی جاتی ہے اور خانہ خدا کہلاتی ہے اسی طرح تعزیہ چھوٹا بڑا جو امام حسینؑ کے روضہ کے نام سے موسوم ہے متبرک اور قابلِ تعظیم ہے اگر خانہ کعبہ کی نقل مساجد بنانا جائز ہے اور یقیناً جائز ہے۔ تو نقل روضہ امام حسین علیہ السلام بنانا بھی جائز ہے۔ کہا جاتا ہے تعزیہ لکڑی بانس کپڑا کاغذ یعنی مادی اشیاء کے مجموعہ کا نام ہے اس لئے تعزیہ کی تعظیم نہ کرنی چاہیئے۔ اگر مادی اشیاء کی وجہ سے تعزیہ قابلِ تعظیم نہیں تو خانہ خدا جس کو مسجد کہا کہا جاتا ہے جو مسجد الحرام خانہ کعبہ کی نقل ہے وہ بھی تو پتھر اینٹ، چونہ سیمنٹ لکڑی مٹی پانی مادی اشیاء کی مخلوط شکل کا نام ہے اس لئے کیا یہ بھی قابلِ تعظیم نہیں اگر کسی اصل شعائر اللہ کی نقل بنانا درست نہیں ہیں تو تیرہ سو سال کے عرصہ میں اصل قرآن مجید سے بے شمار کلام مجید نقل ہو کر چھپ چکے ہیں اور انکے کاتب و پریس مسلم و غیر مسلم بھی ہوتے ہیں لیکن ہر کلام مجید کی تعظیم کی جاتی ہے ہر شے نسبت سے قابلِ تعظیم ہوتی ہے اگر کسی ایک قسم کے کپڑے سے کرتہ پائجامہ وغیرہ بنایا جائے تو وہ قابلِ تعظیم نہیں اگر کسی قسم کے کپڑے کا کلام مجید کا غلاف بنایا جائے۔ تو وہ قابلِ تعظیم ہے چنانچہ حالیہ پاکستان میں خانہ کعبہ کا غلاف تیار کیا گیا۔ وہ کپڑوں دھاگوں وغیرہ یعنی پاکستانی مادی اشیاء سے تیار کیا گیا تھا جب غلاف خانہ کعبہ پاکستان کی مادی اشیاء کا تیار شدہ مکہ معظمہ روانہ کیا گیا تو راستہ کے

صدہا مقامات پر لاکھوں مسلمانوں نے زیارت کی اور پرجوش استقبال کیا حالانکہ یہ غلافِ خانہ کعبہ سے مس نہیں ہوا تھا اس غلاف کے منتظمین میں اکثر علماء بھی شامل تھے۔ پس معلوم ہوا کہ کسی باعظمت و محترم چیز سے نسبت پانے والا بھی قابلِ احترام ہو جاتا ہے جیسے اس غلاف کے نام سے وہ کپڑا جو خانہ کعبہ سے منسوب ہوگیا محترم و معزز مانا گیا اگر یہ فعل بدعت نہیں اور حقیقتاً نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو تعزیہ بھی انہیں مادی اشیاء سے بنایا گیا ہے یہ بھی اسی طرح قابلِ تعظیم و موجب ثواب ہے عموماً ہدایاتِ حج کے اشتہارات میں ایک گوشہ پر گنبدِ خضراء (روضہ رسول اللہؐ) اور خانہ کعبہ کی تصاویر بھی بنائی جاتی ہیں ان تصاویر کے نقل کا مقصد بھی یہی ہے کہ تصاویر دیکھ کر متبرک مقام کا تصور ہو جائے، غیر ذی روح (بے جان) اشیاء بنانے کو بت پرستی یا بدعت کہنا ہی عقل و دانش کا حیرت انگیز مظاہرہ ہے وہ بھی ان لوگوں کی زبان سے جن کی روائتیں ذی روح (جاندار) کی شبیہہ بنانے کو مستحسن ثابت کرتی ہیں چنانچہ بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ میں رسولِ خدا کے پاس بیٹھ کر گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور میری چند سہیلیاں میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب سرورِ کائناتؐ تشریف لاتے تھے تو وہ چھپ جاتی تھیں۔ رسول اللہؐ انہیں میرے ساتھ کھیلنے کیلئے بھیج دیا کرتے تھے اس روایت کی تائید میں محدث دہلوی بھی اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں کہ گڑیاں بنانے اور کھیلنے کی اجازت دی گئی۔ (کتب مشکوٰۃ المصابیح و جامع الاصول وغیرہ) اب قارئین اکرام خود ہی فیصلہ کرلیں کہ رسولؐ کے گھر میں جاندار (گڑیاں) کی شبیہہ بنانا اور ان سے کھیلنا جائز اور بے جان اشیاء تعزیہ، علم، تابوت وغیرہ کی شبیہہ جو شعائر اللہ میں شامل ہیں بدعت و بت پرستی ہو حالانکہ شعائر اللہ میں جو چیزیں شامل ہیں ان کی شبیہ بنانا سنتِ انبیاء و مرسلین ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق ہے خود رسولؐ اللہ کو حضرت جبرئیل کا خاک کربلا لا کر دینا اور رسالت مآب کا خاک کربلا شیشہ میں رکھ کر ام المومنین ام سلمہ کو فرمانا جس دن میرا حسینؑ شہید ہوگا، یہ خاک کربلا خون ہو جائے گی کثرت روایات کتب تاریخ و احادیث میں مذکور ہیں اس کا مطلب یہی تو ہے کہ رسول اللہؐ نے خود خاک کربلا شیشہ میں رکھ کر بطور یادگار تعزیہ سامانِ عزاداری قائم کیا۔ اگر ہم بھی اپنے جذبات غم و اندوہ کو برانگیختہ کرنے کیلئے تعزیہ و علم، تابوت، ذوالجناح وغیرہ کو اپنے پیش نظر رکھیں لو وہ لکم فی الرسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے بالکل مطابق اور سنتِ رسولؐ کے عین موافق ہے ہر وہ فعل جو رسول اللہؐ سے ظاہر وہ عبادت ہے۔

رسول اللہؐ نے تو بطور یادگار قبر کا نشان قائم کیا چنانچہ رسول اللہؐ کے ایک مقرب صحابی عثمان بن مظعون جن کی کنیت ابو صائب تھی اکابر صحابہ و زہاد عصر تھے پیغمبرِ اسلام کی نظر میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ذوالحجہ ۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی رسولؐ اللہ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع قبرستان میں دفن کیا۔ پھر ان کی قبر پر ایک پتھر بطور یادگار رکھ دیا۔ رسولؐ خدا کے دستِ مبارک کے ہاتھ کا رکھا ہوا یہ پتھر مروان بن حکم نے ان کی قبر سے اکھاڑا۔ (وفاء الوفاء سمہودی و روض الاخبار شیخ محمد یعقوب ص۱۴۶ مطبوعہ مصر) پس معلوم ہوا کہ قبر کا نشان قائم رکھنا بطور یادگار بھی سنتِ رسولؐ ہے۔

علم

علم کیا چیز ہے۔ جماعت حسینی ہی کا نہیں بلکہ لشکر محمدی دینِ اسلام کا پرچم ہے جو کربلا میں محض بہتر قدسی نفوس کی مختصر سی جماعت کی علمبرداری قمر بنی ہاشم نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے حریت پسندوں اور آزادی خواہوں کی نقابت کے لئے بلند ہوا تھا۔ جو عاشورہ کے دن حضرت ابوالفضل العباس لشکرِ اسلام کی علمبرداری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آج بھی سلاطین زمانہ ہر ملک اپنے اپنے پرچم کو نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں حد تو یہ ہے کہ فی زمانہ سیاسی جماعتیں اپنے اپنے نشان اور جھنڈے جلسوں پولنگ اسٹیشنوں اور مکانوں پر نصب کرتے ہیں اگر علم کا بنانا بدعت ہے، تو کیا تمام اسلامی حکومتوں اور خاص کر علمائے وقت کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے پرچم بھی بدعت ہیں۔

ذوالجناح

ذوالجناح یا دُلدل اس گھوڑے کا نام ہے جس پر امام حسین علیہ السلام روز عاشورہ سوار تھے ذوالجناح اسم مرکب ہے ذو بمعنی صاحب اور جناح کے معنی ہیں مایطیر بہ الطائر پرندے کے پروں کو کہتے ہیں اور انسان کے ہاتھ پاؤں کو بھی کہتے ہیں چونکہ روز عاشورہ اس گھوڑے پر تیروں کی کثرت کی وجہ سے پر معلوم ہوتے تھے اس لئے اس کو صاحب جناح (ذوالجناح) کہتے ہیں، جیسا کہ علامہ محمد حسین ریاض القدس ص۱۶۹ پر تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ذوالجناح چیخ وپکار کر رہا تھا اور اس پر تیروں سے ہزاروں پر نظر آتے تھے ہم اس وفادار گھوڑے کی یادگار اس لئے مناتے ہیں کہ اس نے خلاف معمول انسانوں سے بڑھ کر فرزند رسول کی نصرت وحمایت کی اور اپنے صاحب (سوار) کو گھٹنے ٹیک کر زمین پر اتار کر اظہار ہمدردی وغمخواری کا کیا اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے خون میں پیشانی کو تر کر کے خیمے گاہ میں پہنچا، چنانچہ کتاب مقتل ابو مخنف کے ص۳۶ پر لکھا ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام ان کا گھوڑا ہانپنے لگا اور معرکہ کرو میں اشقیا کے مقتولوں کو روندتا ہوا لاشہ حسین پر آکر کھڑا ہو گیا خون سے اپنی پیشانی کو ملتا تھا اور زمین پر پاؤں مارتا تھا اور بلند آواز سے ہنہناتا تھا حتیٰ کہ اس کی آواز سے سارا میدان گونج گیا گھوڑے کے اس افعال سے یزیدی لشکر حیران تھا عمر ابن سعد کے حکم سے جب اشقیا نے پکڑنا چاہا تو گھوڑے نے اپنی دولتیوں سے بہت سے ملاعین کو ہلاک کیا عمر ابن سعد کے کہنے سے لشکری علیحدہ ہو گئے تو گھوڑا سید بادشاہ سید الشہداء پر آیا اور اپنی پیشانی خون سے رنگین کی اور بلند آواز سے چیخنے لگا آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی حالت میں خیام حسینی کی طرف روانہ ہوا اور در خیام پر بلند آواز سے ہنہنایا رسول زادیوں نے گھوڑے کی پشت خالی دیکھ کر گریہ وزاری کرنے لگیں بقول صاحب ریاض القدس جلد۲ ص۱۵۵ مطبوعہ ایران مخدرات عصمت وطہارت کی یہ حالت تھی کہ خیمے میں زلزلہ کی کیفیت طاری ہو گئی واویلا کرتی ہوئی ظاہر ہوئیں منہ پر طمانچے مارے گریبان چاک سر برہنہ بال کھلے گریہ وزاری سینہ کوبی زخمی دل غمناک گھوڑے سے چمٹ گئیں اور احاطہ کر لیا کوئی لگام پکڑے کھڑی بین کر رہی تھی کوئی جھک کر اپنے سر کو گھوڑے پر رکھے ہوئے رو رہی تھی کوئی بال وگردن چوم کر تیر نکال رہی تھی المختصر اس لئے ہم ذوالجناح کی یادگار قائم رکھتے ہیں کہ رسول زادیوں کی سنت پر عملگریں اسلئے اسی طرح گھوڑا برآمد ہونے پر آہ وبکا کا منظر پیش کرتے ہیں اور نوحہ خوانی کرتے ہیں تاکہ وہی کربلا کا منظر سامنے آجائے شیعہ اثنا عشری اگر فرزند رسول امام حسینؑ کی عقیدت میں ایام محرم میں گھوڑا نکالیں تو بدعت وبت پرستی کہا جاتا ہے مگر بی بی عائشہ حضرت سلیمان نبی اللہ کے گھوڑے کی تمثال بھی بنالیں اور پر بھی بنالیں گھر بھی رکھ لیں رسالتمآب بھی دیکھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے دیکھئے تفسیر ابن کثیر جلد۴ ص۲۲ کہ جب حضرت سلیمان کو بوقت عصر گھوڑے پیش کئے گئے ..... اس حدیث کو ابن کثیر نے پر دار گھوڑے ثابت کرنے پر پیش کیا ہے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے بیس ذوالجناح تھے آپ نے ان کو نماز کے قضا ہو جانے کی وجہ سے ذبح کر دیا تھا..... اس کی تفسیر میں ایک کے ضمن میں لکھا ہے کہ "ختمی مرتبت نے بی بی عائشہ کے گھر میں ان کی گڑیوں میں ایک گھوڑا دیکھا کہ اس کے دو پر کھڑے ہیں حضور نے فرمایا یہ کیا ہے جو میں ان گڑیوں کے درمیان دیکھتا ہوں بی بی عائشہ نے عرض کیا حضور گھوڑا ہے رسول اللہ نے فرمایا اس کے اوپر کیا ہے جواب دیا دو پر ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا گھوڑا اور پر بی بی عائشہؓ نے کہا یا نبی اللہ کیا آپ نے سُنا نہیں کہ حضرت سلیمان کے پردار گھوڑے تھے یہ سن کر رسالتمآب ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے"۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ جاندار کی شبیہ بنانا سنت بی بی عائشہ ہے اور اس روایت کی مطابق رسول اللہ نے بھی جاندار کی شبیہ بنانے پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا تعجب ہے کہ حضرت سلیمان کے ذوالجناح کی شبیہ رسول اللہ کے گھر میں جس کو فرشتی پر لگا کر بی بی عائشہ نے ذوالجناح

بنایا ہے یہ فعل بی بی عائشہ کا جائز لیکن فرزند رسول کے ذوالجناح کی شبیہ بنانا بدعت اور بت پرستی کہا جائے یہ اس لئے کہ یزید کے کردار پر پردہ پڑ جائے۔"

انبیاء مرسلین و صحابہ وغیرہ کا گریہ و بکا و ماتم

تفسیر محمدی منزل دوم پارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع پانچ برحاشیہ اور روضۃ الصفا میں بروایت ابن عباس مرقوم ہے کہ حضرت ہابیل کی شہادت پر حضرت آدم علیہ السلام نے عبرانی زبان میں مرثیہ نظم کیا اس دن اور ہر سال کے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام مرثیہ پڑھا کرتے تھے خود روتے دوسروں کو رولاتے اور اپنی اولاد کو وصیت کی کہ ہمیشہ یہی معمول رکھیں اور حضرت نوح کا نام روتے روتے نوح ہو گیا حضرت یعقوب فراق حضرت یوسف میں روتے روتے نابینا ہو گئے اور جب حضرت یعقوب نے وفات پائی تو حضرت یوسف اپنے باپ کے منہ سے لپٹ کر خوب روئے اور مصری ان کے لئے ستر دن تک ماتم کرتے رہے (توریت باب ۵ آیت ۲ و ۳ طبع لاہور انار کلی)

(۲) مشکوٰۃ و ترمذی وغیرہ اور دیگر کتب تاریخ و احادیث میں روایات کثیرہ مذکور ہیں رسول خدا نے امام حسینؑ کی کمسنی اور بعد شہادت گریہ و بکا فرمایا چنانچہ مائی سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین جناب ام سلمٰؓ کو دیکھا کہ وہ گریہ و بکا فرما رہی ہیں میں نے پوچھا آہ و بکا کی کیا وجہ ہے وہ فرمانے لگیں کہ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی ریش مبارک اور زلفیں معنبر خاک آلودہ ہیں میں نے عرض کی یا اللہ کے رسول یہ ماتمی شکل آپ کی کیوں ہے فرمایا میں حسینؑ کے مقتل کربلا میں ابھی موجود تھا کہ میرا فرزند حسینؑ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا یہ خاک آلودہ چہرہ شہادت حسینؑ کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ نے خاک کربلا قتل گاہ حسین جبرئیل امین سے لی اور نواسہ کی زندگی میں گریہ کیا اور روز عاشورہ سر اقدس و ریش مبارک ام سلمیٰ نے ماتمی شکل ملاحظہ کی تو یہ تمام چیزیں سنت رسول ہونے کی وجہ سے عبادت ہیں پس امام حسینؑ کی شہادت پر گریہ و بکا و خاک آلودہ سر و ریش اور ماتمی شکل بنانا سنت رسولؐ ہے اور احیاء سنت احیاء دین ہے، اسی لئے امام حسینؑ کی مصیبت پر مجلس عزا کا برپا کرنا، ماتم کرنا روزہ عاشورہ ماتمی شکل بنانا سر پر خاک ڈالنا سنت رسول اور ما اتاکم الرسول فخذوہ کے مطابق امت مسلمہ کے لئے واجب الاطاعت ہے، اس کے علاوہ کتب مدارج النبوۃ و معارج النبوۃ وغیرہ میں مرقوم ہے رسول اللہ حضرت حمزہ شہید راہ خدا کے لئے روتے تھے اور ان کے جنازہ پر کھڑے ہو کر اس قدر بلند آواز سے روئے کہ بیہوش ہو گئے پھر نوحہ فرمایا یعنی اے پیغمبر خدا کے چچا اور خدا اور رسولؐ کے شیر اے حمزہ اے نیکوں کے بچانے والے مصیبتوں کو دور کرنے والے الخ رسول اللہ کے یہ متبرک الفاظ نوحہ اور بین کے جواز کو علی الاعلان ظاہر کر رہے ہیں اور پھر جب مدینہ کی عورتیں شہداء راہ خدا پر رونے لگیں تو آپ نے کمال حسرت سے فرمایا افسوس میرے چچا حمزہ پر کوئی رونے والی عورت نہیں انصار نے یہ سن کر اپنی عورتوں کو حضرت حمزہ کے گھر بھیج دیا وہاں انہوں نے صف ماتم بچھائی اور گریہ و زاری میں مشغول ہو گئیں جب سردار انبیاء نے ان کے رونے کی آواز سنی تو ان کے لئے دعا فرمائی کہ خدا تم سے اور تمہاری اولاد سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو پس اس واقعہ سے بھی واضح ہو گیا کہ شہدائے راہ خدا کے مجلس عزا برپا کرنا اور جمعیت سے آدمیوں کا مل کر بلند آواز سے گریہ کرنا نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ موجب خوشنودی رسول ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات سے کون شخص ہے جو واقف نہیں صرف شیعہ امامیہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلم و غیر مسلم اس نام سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے ہیں اس شہید راہ خدا کی مظلومی و بیکسی کو دشمن بھی دیکھ کر

ماہ مار کر روتے تھے انسانوں کا تو کیا کہنا آخر انسان تھے حسینؑ کی شہادت پر ان چیزوں نے گریہ کیا اور خون کے آنسو بہائے جس سے اس فعل کا صادر ہونا عادتاً محال ہے آسمان نے خون کے آنسو بہائے پتھروں سے خون ٹپکا زمین سے خون اُبلا حسینؑ کے غم میں آندھیاں چلیں زلزلے آئے سورج کو گہن لگا جنات کے نوحے سُنے گئے ملائکہ مقربین میں ہل چل پڑ گئی چنانچہ سر الشہادتین محدث دہلوی ص۱۶ و صواعق محرقہ ص۱۱۶ بیہقی و ابونعیم نے بصرہ والوں سے روایت کی ہے کہ جس وقت امام حسینؑ شہید کئے گئے تو آسمان نے خون برسایا اور ہمارے گھڑے و مٹکے ہر چیز خون سے بھر گئی اور اسی کتاب سر الشہادتین ص۲۷ بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت کی ہے جس دن امام حسینؑ شہید کئے گئے تو اس دن بیت المقدس کے پتھروں میں سے کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر اس کے نیچے خون ہوتا تھا۔

کتاب صواعق المحرقہ ص۱۱۶ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے قتل کے دن آسمان سرخ ہو گیا سورج کو گہن لگا ستارے نصف النہار کو ظاہر ہوئے لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت آ گئی ہے شام میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا مگر اس کے نیچے خون دکھائی دیتا تھا، اگرچہ اس شہادت عظمیٰ کو آج تیرہ سو برس سے زائد کا طویل عرصہ گذر گیا لیکن پھر بھی ہر ملک ہر شہر ہر بستی میں اس مظلوم کی یاد تازہ ہے غیر مذاہب بھی حسینی شہادت پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ما سوائے یزیدیوں کے ہر انسان مظلوم سے ہمدردی رکھتا ہے۔

(۱) صحابہ وغیرہ کا گریہ

حضرت ابوبکر بن قحافہ نے (بوقت رحلت) فرمایا مجھے سہارا دے کر بٹھا دو لوگوں نے سہارا دے کر بٹھا دیا جسم پر گوشت کا نام نہ تھا ہڈیاں اور کھال کے سوا کچھ نہ تھا آپ کا یہ حال دیکھ کر سب حاضرین رونے لگے آپ نے بیٹھ کر لوگوں کی طرف دیکھا اور نگاہ جما کر دیکھا اور دیر تک دیکھتے رہے پھر آپ پر گریہ طاری ہوا اور آپ کو روتا دیکھ کر سب پر اس قدر گریہ طاری ہوا کہ عورتیں بھی پس پردہ بے اختیار رونے لگیں اور ان کی آواز باہر آ رہی تھی (دعوت دس اپریل ۱۹۶۴ء)

(۲) کتاب ازالۃ الخفاء ص۹۹ پر ہے کہ جناب عمر ابن خطاب نے جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر سُنی تو سر پر ہاتھ مار کر رونے لگے (۳) بی بی عائشہ نے وفات رسول کے دن گریہ و بکا کیا اور جناب ابوبکر کی وفات پر بھی گریہ و نوحہ کیا (جامع الکبیر سیوطی و اخبار الدول وغیرہ) اور (۴) خواجہ اویس قرنی صحابی نے رسول اللہ کی محبت میں تمام دانت توڑ دیئے اور دانتوں کے ٹوٹ جانے پر خون جاری ہو گیا۔

موجودہ دور کے شہداء پر گریہ و بکا

ایک غیر معروف شہید کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھانے کے بعد جب مفتی اعظم کشمیر اور دوسرے ارکانِ وفد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک بے اختیار جذبہ کے تحت سب کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا مولوی فرید احمد پر رقت و گداز کا عالم طاری تھا جاری گریہ و بکا دیکھ کر ایک عرب خاتون جو شاید اپنے کسی عزیز کی تربت پر غم کے آنسو بہانے آئی تھی با آواز بلند کیا شہدا کی پاک ارواح پر خدا و رسول کی رحمتیں تا ابد نازل ہوتی رہیں گی جب تک ہم فاتحہ پڑھتے اور آنسو بہاتے رہے اس خاتون کی آواز مسلسل فضا میں گونجتی رہی پتہ نہیں دیگر حضرات کیا کہیں گے لیکن میں نے بے اختیار جذبہ عقیدت و محبت سے مغلوب ہو کر قبر کی مٹی کو بوسہ دیا اور مقدس خاک کو اپنے منہ و سینہ پر مل لیا۔ (روزنامہ مشرق ۲۵ مئی ۱۹۶۴ء) اب عزاداری سید الشہداء کے مخالفین بتائیں کہ شہداء الجزائر کی قبروں پر گریہ و زاری اور قبر کے بوسہ لینے کے متعلق کیا فتویٰ ہے، دراصل یادگار حسینی یا عزاداری سید الشہداء ایسے خلاف اہلسنت حضرات نہیں ہیں یہ حضرات خود عزاداری سید الشہداء کرتے ہیں مثلاً شاہ عبدالعزیز دہلوی، نظام الدین اولیا

مخدوم شرف الدین احمد یحیٰی، ابو المجد شیبانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی، سید محمد بندہ نواز گیسو دراز، بابا فرید گنج شکر، خواجہ معین الدین اجمیری خواجہ اشعری حنفی نیشاپوری، ملا عبدالجلیل رازی، امام شیخ احمد محمد سیبانی، خواجہ محمود حدادی متقی، خواجہ امام شرف الائمہ ابو نصر السنجانی امجد دین احمد ہمدانی، سید عبدالرزاق بانسوی و شیخ عبدالفتو نصیر آبادی وغیرہ وغیرہ (کتب روح المعانی و اخبار الاخبار و نقص الفضائح وغیرہ) ان کے علاوہ اور دوسرے اکابرین اہلسنت حضرات محرم کا چاند دیکھتے ہی ترک لذات کرتے روتے پیٹتے اور مجالس عزا برپا کرتے، خواجہ معین الدین اجمیری نے تو وصیت کی تھی کہ میری قبر پہ ہمیشہ عشرہ محرم میں مجالس ہوتی رہیں جو آج تک ہوتی ہیں بابا فرید گنج شکر تو ایک مرتبہ مصائب فرزند رسول پر اس بیقراری سے روئے کہ سر زخمی ہوگیا اس کے علاوہ آج تک ہند و پاکستان کے مختلف مقامات پر اہلسنت حضرات مجالس عزا منعقد کر کے گریہ وزاری کرتے ہیں اور اکثر مقامات پر تعزیوں کا جلوس نکالتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اہلسنت حضرات عزاداری سید الشہداء کے مخالف نہیں ہیں بلکہ یہ وہ یزیدی گروہ ہے جو محمدؐ و آل محمدؐ کے ابتداء سے دشمن ہیں جن کے سر پر شرک و کفر کا بھوت سوار رہتا ہے، مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے عائد کرنا اس گروہ کا اصل اصول ہے، اصول تبلیغ اسلام تو یہ ہے کہ تعلیمات محمدی کی روشنی میں کفار مشرکین کو اخلاق و محبت سے اسلام کی خوبیاں جتا کر راہِ حق دکھائی جائے نہ کہ تعلیمات رسول اللہ کے برخلاف مسلمانوں کو کافر کہا جائے حقیقتاً اس گروہ کا کوئی ٹھوس اصول نہیں ہے چنانچہ غور فرمایئے کہ اس گروہ نے انبیاء و مرسلین کا گریہ و بکا گوارا کر لیا جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا گریہ و بکا برداشت کر لیا، الجزائر کے شہداء پر گریہ برداشت کر لیا سربراہ مصر کی ماتمداری برداشت کر لی اور اندرون ملک ہر قسم کے فسق و فجور کو برداشت کر سکتے ہیں جیسے گانا بجانا ناچ رنگ تمام مسلمانوں کی نظر میں ناجائز ہیں لیکن آج تک کسی ملّا مخالف عزاداری فرزند رسول کو بدعت کہنے والے نے حکومت سے یہ ٹھوس مطالبہ نہیں کیا کہ محکمہ ریڈیو نے کیوں باتنخواہ گوئیے دمغنی رکھ چھوڑے ہیں کیونکہ محکمہ ریڈیو کا اصل مقصد خبر رسانی تھا لیکن روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کوئی شہر کوئی بستی کوئی گھر کوئی گلی کوچہ کوئی محلہ کوئی ہوٹل ایسا نہیں ہے جہاں گانا بجانا یعنی فسق و فجور کا روزانہ اعلان نہ ہوتا رہتا ہو بعض اوقات مسجد کے ملحقہ مکانوں میں ریڈیو بجتا رہتا ہے لیکن مخالفین عزاداری فسق و فجور بھی برداشت کر سکتے ہیں لیکن عزاداری فرزند رسول حضرت امام حسین علیہ السلام برداشت نہیں کر سکتے روزمرہ کے مظاہرات سیاسی و مذہبی جلسہ جلوس برداشت کر سکتے ہیں لیکن بانیٔ اسلام کے فرزند کی عزاداری ماتمداری کے جلوس برداشت نہیں کر سکتے اس لئے کہ اس گروہ مسلم کو محمدؐ و آل محمدؐ سے بغض و عناد تھا، یہ کلمہ گویانِ رسولؐ اپنے رسولؐ کے محبوب ترین فرزند پر تیر و تلوار و نیزہ سے پے در پے حملے کرتے رہے اور نیزہ و شمشیر سے آل رسولؐ کی پیاس بجھاتے رہے اور تکبیریں کہتے رہے یہ مسلمان حافظ قرآن و قاری قرآن بھی تھے نمازوں میں آل رسولؐ پر درود بھی بھیجتے رہے اور حسین منی وانا من الحسین پر تیر بھی برساتے رہے یہ تھا اس زمانہ کا اسلام، کلمہ پڑھیں رسولؐ کا اور کاٹیں سر حسینؑ کا" یہ تھا اجر رسالت" عمر ابو النصر اپنی کتاب "الحسین ص۳۹ پر لکھتے ہیں کہ یزید کو نہ دین سے کچھ واقفیت تھی نہ امور سیاست سے دن رات لہو و لعب اور راگ و رنگ کی محفلوں میں مشغول رہتا تھا ایسے شخص کو امت (محمدی) کے سر پر مسلط کر دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہ تھا تو اس وقت مسلمانوں میں بہت سی خرابیاں راہ پا چکی تھیں، اسی لئے امام حسین علیہ السلام کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ میرے نانا کی مسند خلافت پر نیابت رسول کا دعویدار یزید حقیقی اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہے اور اپنے افعال شنیعہ سے اسلام کو مٹا رہا تھا چنانچہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ ص۱۳۳ میں واقدی

کے حوالہ سے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ سے روایت کی ہے خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت تک خروج نہیں کیا جب تک کہ ہمیں خوف نہ ہوا کہ ہم پر آسمان سے پتھراؤ کیا جائے گا، اس لئے کہ یہ شخص ماں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح کرتا تھا اور شراب پیتا تھا اور تارک الصلوٰۃ تھا، اس سے اندازہ لگائیں کہ یزید کے افعال کس قدر بھیانک اور حیا سوز تھے وہ رسول کی نیابت کا دعویدار تھا، مسلمان واقعہ حرہ کو نہیں بھول سکتے یزید نے مدینہ رسولؐ پر فوج کشی کی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حرمتوں کو پامال کیا زنا کاری، صحابہ رسولؐ کا قتل عام کیا سات سو قاریانِ قرآن اور تین سو صحابہ رسولؐ کو قتل کیا، مسجد رسولؐ کو اصطبل بنا دیا حسینؑ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی تھی، حسینؑ زبان رسالت چوس چوس کر پلے تھے رسولؐ نے فرمایا تھا حسینؑ منی وانا من الحسین یعنی عمل رسولؐ عمل حسینؑ ہے حسینؑ کب گوارہ کر سکتے تھے کہ ان کے نانا کا لایا ہوا دین برباد کیا جائے اگر حسینؑ یزید کی بیعت کر لیتے یا خاموش رہ کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے تو آج اسلام کی یہ شکل نہ ہوتی پھر تو یزیدی اسلام ہوتا، یزیدی اسلام میں شراب حلال ہوتی، زنا جائز ہوتا، مسجدوں کی بے حرمتی روا ہوتی، نماز روزہ اذان وغیرہ سب کلعدم ہو جاتی ماں بہنوں، خالاؤں، پھوپھیوں، بیٹیوں سے نکاح درست ہوتا راگ رنگ ہر قسم کا فسق و فجور روا ہوتا لوگ سمجھتے کہ یزید خلیفہ رسول ہے رسول کی نیابت کر رہا ہے اس کے افعال رسولؐ کے افعال سمجھے جاتے بھلا حسینؑ کب گوارا کر سکتے تھے کہ نانا کا دین تباہ ہو جائے اسلئے امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئیں دعوت حق کی خاطر گرداب مصائب میں پیش کیا، کربلا کی سرزمین جو پانی سے سیراب نہیں ہوئی تھی بلکہ حسینؑ کا خون رسولؐ کا خون تھا رسول اکرمؐ کے خون اطہر سے لالہ زار بن گئی، فرزند رسولؐ ان کے اعزہ اور احباب کے خون سے کربلا کا ذرہ ذرہ سرخ ہو گیا اور کلمہ گویان رسولؐ نے اس عالی قدر رسول کی اولاد پر وہ انسانیت سوز مظالم کئے کہ آج بھی ان واقعات کو سن کر انسانیت تڑپ اٹھتی ہے، امام حسین علیہ السلام نے اپنا سب کچھ کربلا میں لٹا دیا خالق نے آپ کو جو جو نعمت بخشی تھی خالق کے راستہ میں نثار کر دی۔ جان خالق کی راہ میں نثار کر دی بیوی بچے، بیٹیاں، بھائی، بھتیجے، بھانجے، عزیز، انصار، دوست، مددگار، مال متاع غرض جو کچھ خالق نے عطا کیا تھا سب راہ حق میں نثار کر دیا اپنے جوان بیٹے کی نعش کو کبھی ریت گرم پر تڑپتے دیکھا کبھی اپنی آغوش میں مسکراتے ہوئے علی اصغر شیر خوار کو ہاتھوں پر دم توڑتے دیکھا اپنے بھائی حسنؑ کی امانت قاسم کی لاش کو گھوڑوں کے نیچے روندتے دیکھا غرض اپنے تمام اعزہ و احباب اور پھر اپنی قربانی دے کر حریت و صداقت کا نام بلند کیا، دنیا کو درس دیا کہ غیر شرعی ظالم و جابر حکومت کے مقابلہ میں حق کو باطل سے بلند رکھو کربلا کا ذرہ ذرہ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ حق کا شیدائی، بھوک، پیاس، نقصان اموال و متاع، اولاد اور خوف دہر اس سے بالکل نہیں گھبرایا اور ان تمام مصائب و آلام میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات سے اپنے خون میں نہا کر رضامندی خدا اور رسول حاصل کر گیا، امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں باطل کو شکست فاش دے کر اور حق و صداقت کے علم کو کچھ اس طرح بلند کیا کہ دنیائے انسانیت قیامت تک حسینؑ کے نام پر ناز کرتی رہے گی شہادت حسینؑ حقیقت میں شہادت محمدیہ ہے اور محب حسینؑ محب رسولؐ ہے اسی طرح دشمن حسینؑ دشمن رسولؐ ہے، اسی طرح یہ عظمت حسینؑ، ذکر حسینؑ یادگار حسینؑ آدمؑ تا عیسےٰؑ سے افضل اور عظمت و ذکر و یادگار رسولؐ ہے جو بنیاد دین اسلام ہے جس کی بدولت اسلام زندہ اور ہم مسلمان ہیں اسی لئے یادگار حسینی و عزاداری قائم رکھنا سنت رسول ہے، حسینؑ شہید ہو کر زندہ جاوید ہو گئے یزید زندہ بھی رہ کر موت سے ہمکنار ہوا حسینیت اور یزیدیت اسی طرح مدمقابل ہیں جس طرح حق و باطل سے

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید | این دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوت شبیری است | باطل آخر داغ حسرت میری است

(علامہ اقبال)

کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

حق کو علیؑ کے غصب کیا اور مکر گئے | باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے
حضرت حسنؑ کو زہر دیا اور مکر گئے | محسن تلک شہید کیا اور مکر گئے
اسواسطے یہ دھوم ہے اس شور و شین کی | الیاس ہو کہ منکرین شہادت حسینؑ کی

فہرست اسمائے گرامی شہدائے کربلا

اسمائے گرامی شہدائے کربلا بحوالہ کتب جلاء العیون وکشف الغمہ وارشاد وزیارت ناحیہ وسیر الائمہ وریاض الشہادتین وقمقام ومناقب شہر آشوب وعمدۃ المطالب وناسخ التواریخ وکتب مصائب وغیرہ سے لکھے گئے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی جماعت میں پینتالیس ۴۵ سوار یکصد پیادے تھے۔

۱. حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا
۲. حضرت عباسؑ علمدار
۳. حضرت علی اکبرؑ
۴. حضرت علی اصغرؑ
۵. سید حسن مثنیٰ بن حسن کتب کشف الغمہ وارشاد وقمقام وغیرہ میں ہے ان میں رمق حیات باقی تھی جو ان کے ماموں کو فے گئے۔
۶. قاسم بن حسنؑ
۷. ابوبکر بن حسنؑ
۸. احمد بن حسن
۹. عبداللہ اکبر بن حسن
۱۰. محمد بن علی
۱۱. فضل بن علی
۱۲. عثمان بن علی
۱۳. عمر بن علی
۱۴. عثمان بن علی
۱۵. عبداللہ ثانی بن علی
۱۶. عبداللہ اکبر بن علی
۱۷. جعفر بن علی
۱۸. جعفر اکبر بن علی
۱۹. ابوبکر بن علی
۲۰. احمد بن محمد بن عقیل
۲۱. جعفر بن عقیل
۲۲. عبداللہ اکبر بن عقیل
۲۳. عبداللہ اصغر بن عقیل
۲۴. عامر بن مسلم بن عقیل
۲۵. عبداللہ بن مسلم بن عقیل
۲۶. عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر طیار
۲۷. علی بن عقیل
۲۸. عون بن عبداللہ بن جعفر طیار
۲۹. محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار
۳۰. محمد بن ابوسعید بن عقیل

۳۱. محمد بن مسلم بن عقیل ۔
۳۲. عبدالرحمٰن بن عقیل
۳۳. حبیب ابن مظاہر
۳۴. مسلم بن عوسجہ
۳۵. زہیر بن قین
۳۶. سعد ابن عبید اللہ
۳۷. بریر بن خضیر ہمدانی
۳۸. حُر ابن یزید ریاحی
۳۹. مسلم ابن کثیر
۴۰. ابراہیم بن حصین اسدی
۴۱. ابو ثمامہ عمر بن عبداللہ صائدی
۴۲. ابو عمر نہشل
۴۳. ابو دجانہ
۴۴. ابو عمارہ
۴۵. اسد دارزق کے ہاتھ سے شہید ہوئے
۴۶. اسلم بن کثیر اعرج اسدی یا اشعث بن سعد
۴۷. انس بن حارث صحابی رسول اللہ کوفہ سے امام مظلوم کی مدد کو آئے تھے۔ شہید ہوئے۔
۴۸. انس بن معقل اصبحی
۴۹. بشیر بن عمر حضرمی
۵۰. بدر بن معقل
۵۱. پسر مسلم بن عوسجہ دبیس اشقیا کو مار کر شہید ہوئے۔
۵۲. پسر مسعود بن حجاج ان کا نام سیر الاللہ میں جبلہ بن علی شیبانی لکھا ہے۔
۵۳. انس بن کاہل اسدی
۵۴. جُریح بن ابی جبیرہ فہمی
۵۵. جناب بن عمر خولانی
۵۶. جنادہ بن حارث و جنادہ بن کعب
۵۷. جون غلام ابوذر
۵۸. جویر بن مالک
۵۹. حجاج بن زید
۶۰. حجاج بن سروق جعفی
۶۱. حلیمہ بن داو
۶۲. حلاسی
۶۳. حماد بن انس
۶۴. حنظلہ بن اسد شامی ریہ امام کی تیروں میں امام کی حفاظت کرتے تھے۔
۶۵. حبان بن حارث اسدی
۶۶. خالد بن عمر بن خالد
۶۷. زاہر غلام عمرو بن الحق
۶۸. زہیر بن بشر شنعی
۶۹. زیاد بن مہاجر کندی
۷۰. زیاد بن شعبان
۷۱. زہیر بن سلیم ازدی
۷۲. زید بن ثبیت قیسی
۷۳. سالم غلام عامر بن مسلم
۷۴. سالم بن مدینہ کلبی
۷۵. سعد بن حنظلہ
۷۶. سعد غلام حضرت علی ابن ابیطالب
۷۷. سعید بن عبداللہ حنفی

۷۸. سوار بن ابی عمیر ہمدانی
۷۹. سوید بن عمر بن مطاع خثعمی
۸۰. سلیمان غلام حضرت امام حسین علیہ السلام
۸۱. سیف بن ابی حرث
۸۲. سیف بن ملک نمیری
۸۳. شبیب بن حارث بن سریع
۸۴. شریح بن عبداللہ نہمی
۸۵. شوذب غلام عابس شاکری
۸۶. شبیث بن عبداللہ نہشلی
۸۷. ضحاک بن عبداللہ مشرقی، تمقام میں ہے دو اشقیا کو مار کر با جازت سید الشہدا میدان سے باہر گئے پندرہ سواروں نے تعاقب کیا لیکن بے سود۔
۸۸. ضرغامہ بن مالک
۸۹. ظہیر بن حسان اسدی
۹۰. عابس بن شبیب شاکری
۹۱. عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری
۹۲. عبدالرحمٰن بن عبداللہ
۹۳. عبدالرحمٰن ارحبی
۹۴. عبداللہ یزید بن ثبیت قیسی
۹۵. عبداللہ بن عمیر کلبی
۹۶. عقبہ بن سمعان غلام رباب بقول صاحب تمقام شہید نہیں ہوئے۔
۹۷. علی بن حر بن یزید ریاحی
۹۸. عمر بن خالد صیداوی
۹۹. عمر بن احادث خضری
۱۰۰. عمر بن جنادہ
۱۰۱. عمر بن شبعیہ ضبعی
۱۰۲. عمر بن عبداللہ جندعی
۱۰۳. عمرو بن قرظ انصاری
۱۰۴. عمرو بن مطل جعفی
۱۰۵. عمر بن شبعہ
۱۰۶. عمیر بن عبداللہ مجدحجی
۱۰۷. عمران بن کعب بن حارث اشجعی
۱۰۸. عمار بن ابی غلامہ ہمدانی
۱۰۹. عمار بن سلامہ حالانی
۱۱۰. عمار بن حسان مبریح طائی
۱۱۱. فیروزان غلام حضرت امام حسن علیہ السلام
۱۱۲. قاسط بن زہیر
۱۱۳. قاسم بن حبیب ازدی
۱۱۴. قارب غلام حضرت امام حسین علیہ السلام
۱۱۵. قرہ غلام حر شہید
۱۱۶. قرہ بن ابی قرہ غفاری
۱۱۷. قعقب بن عمیر نمیری
۱۱۸. قیس بن منبہ
۱۱۹. قیس بن ربیعہ
۱۲۰. قیس بن مسہر صیداوی
۱۲۱. مرفع بن ثمار اسدی یا مجمع بن عبداللہ
۱۲۲. کرش بن ظہیر
۱۲۳. کنانہ بن شیق
۱۲۴. مالک بن انس

۱۲۵. مالک بن عبداللہ بن سریع

۱۲۶. محمد بن انس بن ابودجانہ

۱۲۷. محمد بن بشیر حضری

۱۲۸. محمد بن مقداد

۱۲۹. ہرثمہ

۱۳۰. مسلم بن ابن کثیر

۱۳۱. مسعود بن حجاج

۱۳۲. مصعب برادر حُر شہید

۱۳۳. منیح ابن سہم غلام حضرت امام حسین علیہ السلام

۱۳۴. نافع بن ہلال بجلی

۱۳۵. نعمان بن عمر راسبی

۱۳۶. نعیم بن عجلان انصاری

۱۳۷. وقاص بن مالک

۱۳۸. وہب بن عبداللہ کلبی

۱۳۹. ہاشم بن عقبہ

۱۳۹. ہلال بن نافع بجلی

۱۴۰. ہلال بن حجاج

۱۴۱. یزید بن حصین ہمدانی

۱۴۲. یحییٰ ابن سلیم مازنی

۱۴۳. یزید بن زیاد بن مظاہر کندی

۱۴۴. محمد بن الحسین تاراجی خیام کے دوران آتش زنی کے صدمہ سے شہید ہوئے کمسن تھے۔

۱۴۵. عبداللہ بن الحسین، اس شہزادہ کی عمر پانچ سال کے قریب تھی ہانی بن ثبیت شفی نے شہید کیا

نوٹ:۔ مندرجہ بالا اسمائے شہدائے کربلا میں بعض سید الشہداء کی امداد کے لئے کوفہ اور دیگر مقام سے بھی آکر شہید ہوئے۔

مخدراتِ عصمت اطہار جو کربلا میں معہ بچوں کے موجود تھیں

۱. حضرت ثانی زہرا جناب زینب۔ ام المصائب

۲. حضرت ام کلثوم

۳. جناب ام لیلیٰ مادر حضرت علی اکبر

۴. جناب رباب مادر حضرت علی اصغر

۵. جناب فضہ

۶. زوجہ جناب مسلم

۷. زوجہ حضرت عباس

۸. عاتکہ بنت مسلم

۹. سکینہ بنت الحسین

۱۰. رقیہ بنت جناب مسلم

۱۱. زوجہ حضرت امام حسین علیہ السلام

۱۲. زوجہ عثمان ابن علی

۱۳. دختر عثمان ابن علی

۱۴. زوجہ عون ابن علی

۱۵. زوجہ جعفر بن عقیل

۱۶. زوجہ موسےٰ ابن عقیل

۱۷. جناب فاطمہ کبریٰ دختر سید الشہدا

۱۸. زوجہ عبدالرحمٰن بن عقیل

۱۹. زوجہ سعد غلام حضرت علی ابن ابیطالب

۲۰. زوجہ بریر ہمدانی

۲۱. زوجہ جنادہ بن کعب

۲۲. زوجہ عبداللہ بن عمیر

۲۳. مادر وہب
۲۴. زوجہ وہب
۲۵. مادر عمر ابن جنادہ
۲۶. مادر قارب بن عبداللہ

اونیسویں صدی عیسوی میں پنجتن پاک کے اعجاز کا ظہور

از قلم محقق لاثانی حکیم سید محمود گیلانی مدظلہ رسالہ ابلیا ص۱۹ تا ۲۵ پر راقم ہیں کہ سنہ ۱۹۱۶ء کی پہلی جنگ عظیم کا خوفناک شباب اللہ تعالٰے کے قہر و عذاب کے بھیس میں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہا تھا "بیت اللہ" سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ "اوترا" نامی ایک چھوٹے سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں عجیب سی چمک نکلتی دکھائی دی ایک فوجی دستہ جو اس کے قریب سے گزر رہا تھا یہ نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا چند سپاہی اس روشنی کی طرف بڑھے جب وہ نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاک و سنگ کا ایک تودہ امتداد زمانہ سے شق ہو چکا تھا اور اس کی دراروں میں حیرت ناک روشنی نکل کر ہر راہ گیر کو مشتاق نظارہ بنا دیتی ہے سپاہیوں نے اس مقام کو کھودنا شروع کیا تو چار گز کی گہرائی میں چاندی کی ایک مرصع لوح نظر آئی جس سے روشنی کی سفید شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر متحیر و استعجاب میں مبتلا کر رہی ہیں انہوں نے اس نقرئی لوح کو جو پون گز لمبی نصف گز چوڑی تھی باہر نکالا تو روشن شعاعوں کا اخراج تو بند ہو گیا انقطاع نور کے اس واقعہ نے متحیر انسانوں کو اور بھی انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا ایک طرف بیش قیمت لوح کے حصول پر وہ شادماں و فرحاں بھی دکھائی دیتے تھے دوسری طرف اسی کی روشنی یکایک منقطع ہو جانے سے خوف و دہشت بھی مسلط تھی آخر وہ لوح کو لے کر اپنے افسر اعلٰی کے پاس پہنچے یہ انگریزی فوجی افسر میجر اے، این گرینڈل تھا اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا اس کا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے میجر کو حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی لیکن اس کو یہ علم ضرور ہو گیا کہ یہ لوح کوئی معمولی چیز نہیں اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت و اہمیت اور تقدیس و تکریم رکھتی ہے میجر گرینڈل کی سعی و وساطت سے لوح موصوف دست بدست منزلیں طے کرتی ہوئی پایان کار افسر انچارج افواج برطانیہ لفٹیننٹ جنرل ڈی، او، گابیڈسٹون کے ہاتھ میں پہنچی جس نے اس کو برطانوی ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا، جنگ عظیم کے خاتمہ پر سنہ ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق و تدقیق کا یوں آغاز کیا گیا کہ السنہ قدیمہ کے ماہرین مخصوص کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور بعض دوسرے یوربی ممالک کے ماہرین نے شرکت کی کئی ماہ کی دیدہ ریزی، دماغ سوزی کاوش شدیدہ اور محنت شاقہ کے بعد آخر یہ راز کھلا کہ یہ ایک لوح مقدس ہے جو لوح سلیمانی کہلاتی ہے اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے ہیں جو زبور اور غزل الغزلات میں استعمال ہوتے تھے ماہرین کی مساعی بار آور ہوئیں اور ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کی صبح کو وہ اس صدیوں کے سر مکنون اور راز مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لوح سلیمانی کا عبرانی زبان سے اردو زبان میں یہ ترجمہ ہوا،

"اللہ، احمد، ایلی، یا بتول، حاحسین، حاسن"

یاہ	ایلی	انصطاہ	(یا علی میری مدد کر)
یا ۲	احمد	مقذا	(یا احمد پہنچو)

یاہ	بتول	اکاشئ	(یا بتولؑ نگاہ رکھو)
یاہ	حاسون	امضو قلع	(یا حسنؑ کرم فرماؤ)
یاہ	حاسین	یارفو	(یا حسینؑ خوشی بخشو)
ایلی	ایلی	ایلی	(یا علی یا علی یا علی)

اموسلیمان صلوہ عنیب زالسلا دافنسا (یہ سلیمان انہی پانچوں سے فریاد کر رہا ہے) جذت اللہ کم ایلی (اور اللہ کی قوت ایلی (علیؑ) ہے۔ لوجناب! چاندی کے لوح کے الفاظ کا محقق ہونا اور ماہرین کی تحقیقات کا پایہ تکمیل کو پہنچنا تھا کہ احمدؐ اور علیؑ اور بتولؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے اسمائے مبارک پڑھ کر ارکان کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں ایک نے دوسرے کو دیکھا اور دوسرے نے تیسرے کی طرف چشم حیرت پھیری اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس پاک لوح کو برٹش امپیریل میوزیم (شاہی عجائب خانہ برطانیہ) کی زینت بنایا جائے لیکن جونہی انگلستان کے اسقف اعظم لاٹ پادری کے پردۂ گوش سے یہ خبر ٹکرائی اور اس کو تحقیقات کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی اور یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک خفیہ حکم نامہ جاری کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس لوح کو کسی میوزیم یا کسی ایسے مقام پر رکھا گیا جہاں عوام و خواص کی آمد و رفت رہتی ہو تو مسیحیت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی اور عیسائیت کا جنازہ خود ان کے کندھوں پر اٹھ جائے گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس (لوح) کو (کلیسائے فرنگ کا خفیہ مخصوص کمرہ) میں رکھا جائے جہاں اسقف اور اس کے رازداروں کے سوا کسی کی نگاہ ہی نہ پڑ سکے، چنانچہ جب سے آج تک یہ لوح اس مخصوص کمرہ میں پانچ نفوس مطہرہ کا نور پھیلا رہی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے (۱) ونڈفل اسٹوریز آف اسلام مصنفہ کرنل بی جی ایملے لنڈن ۲۴۹ (۲) تحقیقات رسالہ غوریہ مولفہ ابوالحسن شیرازی ص ۱۲۱ تا ۱۴۴ اس لوح مقدس کی نسبت جو چہ میگوئیاں شروع ہوئیں اور اس کی تحقیق کے راز افشا ہونے لگے تو اس اعجاز کی حقیقت منظر عام پر آتے ہی فوراً دو عیسائی نوجوان نامی ٹامس، ولیم مسلمان ہو گئے اور ولیم نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا، میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے اسلام سچا دین ہے اور آخر وہی غالب آئے گا، ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس آنے والے ختم المرسلین اور خدا کی طاقت رکھنے والے اقربائے محمدؐ کی نہ صرف خبریں ہی دی ہیں بلکہ ان سے فریادیں بھی کی ہیں اور امدادیں بھی چاہی ہیں جیسا کہ لوح مقدس سے ظاہر ہے، ہماری بائیبل میں بھی ایسی بہت پیشگوئیاں موجود ہیں کہ محمدؐ آخری نبی ہیں اور علیؑ ان کے نائب ہیں اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثال ولازوال اور عجیب و غریب فضائل و مراتب والی ہوگی، اس پر ٹامس نے کہا بھائی ولیم تم مانو یا نہ مانو میں تو مسلمان ہو گیا آج سے مجھے اسلام کے ان پنجتن پاک کا بے دام غلام سمجھو جن کے مقدس نام چاندی کی اس پاک تختی پر مرقوم ہیں، ولیم میں تم سے پہلے اسلام لا چکا ہوں اب ہمیں کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں، ایران کے ایک مجتہد صاحب نیوکیسل آئے ہوئے ہیں چلو ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب نیوکیسل روانہ ہو گئے اور مولانا حسن مجتبیٰ طہرانی کی خدمت میں پہنچ کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ ٹامس کا نام فضل حسین اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا گیا اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۵ء میں یہ دونوں نیک بخت زیارات بیت اللہ اور زیارات کربلا معلیٰ سے بھی مشرف ہوئے (ماخوذ از مسلم کرانیکل لنڈن ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء و رسالہ الاسلام دہلی ماہ فروری ۱۹۲۷ء) ہم اس واقعہ مذکورہ کو پیش کر کے مخالفین عزاداری سید الشہداء

کو دعوتِ فکر دیتے ہیں اولنا محمدؐ اوسطنا محمدؐ آخرنا محمدؐ وکلنا محمدؐ (حدیث رسول) کی روشنی میں حسینؑ کا فعل رسول اللہ کا فعل ہے، علی المرتضیٰ کا فعل ہے بتول کا فعل ہے حسن مجتبیٰ کا فعل ہے ——— حسین کی عظمت رسول اللہ کی عظمت ہے پنجتن پاک کی عظمت ہے چودہ معصومین کی عظمت ہے اس لئے کہ وہ سب محمدؐ ہیں اسی نور اول نور محمدی کی شمعیں ہیں۔"

تاجدار کربلا پر کربلا کو ناز ہے — اس کی ہمت پر علی مرتضیٰ کو ناز ہے
حور و ملک ارض و سما جن و بشر کو ناز ہے — اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے
لاکھوں ہی سجدے ہوئے اس کا نیا انداز ہے — اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ازواج و اولاد

(۱) زوجہ اولیٰ شہزادی حضرت شہر بانو:- آپ کا اسم گرامی غزالہ یا جہاں بانو، سلامہ و خولہ اور بقول اصح و شہر بانو مسمّیٰ بشاہ زنان بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ بن کسریٰ پرویز بہ نسل نوشیرواں عادل بادشاہ ہے آپ کو وصی رسول مریم و فاطمہ کے نام سے خطاب فرماتے تھے مطابق روایت شیخ مفید علیہ الرحمہ کے امام زین العابدین علیہ السلام و فاطمہ کبریٰ کی والدہ تھیں جبکہ حضرت شہر بانو کے والد نے لشکر اسلام سے شکست کھائی تو یہ زمانہ حضرت علی ابن ابیطالب کی خلافت کا تھا آپ نے حریث بن جابر جعفی کو جب مشرق کا گورنر مقرر کیا تو اس نے دونوں دختران یزدجرد شہر بانو و گیہان بانو کو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا آپ نے حضرت شہر بانو کا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور گیہان بانو کا عقد محمد بن ابی بکر سے کر دیا چنانچہ قاسم بن محمد بن ابی بکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نانا تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے علمائے اہلبیت رسولؐ نے اپنی معتبر تالیفات میں شہزادی شہر بانو کا ایک خواب بھی لکھا ہے جناب شہر بانو فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ ہمارے گھر تشریف لائے اور رسول اللہ نے مجھ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تزویج کیا اس وقت سے اس خورشید امامت کی محبت میرے دل میں مستحکم ہوگی ہمیشہ نواسہ رسول کا تصور رہتا تھا اور اس سے قبل ایک شب حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ وہ تشریف لائیں اور مجھ کو اسلام کی خوبیاں بتا کر ہدایت فرمائی میں نے خواب میں ہی اسلام قبول کر لیا اور بعد اس کے فرمایا تم جلد ہی میرے فرزند کے پاس پہنچو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کے بطن سے دو اولادیں ہوئیں (۱) امام زین العابدین علیہ السلام (۲) فاطمہ کبریٰ (شیخ مفید علیہ الرحمہ)

(۲) رباب:- بنت امرء القیس الکلبی، واقعہ کربلا کے بعد ان معظمہ نے سایہ میں بیٹھنا ترک کر دیا تھا ہمیشہ دھوپ میں بیٹھتی تھیں اور گریہ و بکا میں مشغول رہتیں سید الشہدا کی لاش مبارک کو دھوپ میں دیکھ کر عہد کیا تھا کہ میں جب تک زندہ رہوں گی سایہ میں نہ بیٹھوں گی اکابر قریش نے ان سے شادی کی خواہش ظاہر کی تو اس وفا شعار نے دندان شکن یہ جواب دیا کہ رسول اللہ کے شرف کے بعد کوئی شرف نہیں چاہتی اور امام حسین علیہ السلام فرزند رسول سے شوہر کے بعد کسی اور شوہر کی ضرورت نہیں آخر کار اسی عالم حزن و اندوہ میں وفات پائی یہ سکینہ اور علی اصغر کی والدہ ماجدہ تھیں۔

(۳) لیلیٰ:- بنت ابو مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی یہ علی بن الحسین الاوسط معروف علی اکبر کی والدہ ماجدہ تھیں۔

۴. اُمّ اسحاق :- بنت طلحہ بن عبد اللہ (ﮨ) زن قضاعیہ

اولاد ذکور واناث کی تشریح

۱. حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام :- آپ کی مادر گرامی شہزادی شہر بانو تھیں

۲. علی بن الحسین الاوسط :- عام طور پر علی اکبر مشہور ہیں، حسن وجمال، فضل وکمال حتیٰ کہ رفتار و گفتار وصورت میں رسول خدا کے متشابہ تھے یعنی شبیہہ پیغمبر تھے روزہ عاشورہ اٹھارہ سال کی عمر میں شہید ہوئے والدہ ماجدہ کا نام لیلےٰ تھا۔

۳. علی بن الحسین الاصغر :- روزہ عاشورہ بنا بر مشہور آپ کی عمر چھ ماہ تھی روز عاشورہ حرملہ بن کاہل کے تیر ستم سے پدر بزرگوار کے ہاتھوں پر شہید ہوئے ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی رباب تھا۔

۴. جعفر بن الحسین :- ان کی والدہ قبیلہ قضاء کی عورت تھیں جس کے نام کی کتب میں کوئی تصریح نہیں انہوں نے واقعہ کربلا سے قبل وفات پائی۔

۵. محمد بن الحسین :- ابن شہر آشوب نے ان کا ذکر کیا ہے یہ نہیں بتایا کہ کس مخدومہ کے بطن اطہر سے تھے، روز عاشورہ تاراجی خیام کے دوران آتش زنی کے صدمات سے شہادت پائی۔

۶. عبد اللہ بن الحسین :- حضرت علی اکبر کی شہادت کے بعد ہولناک منظر سے متاثر ہو کر یہ شہزادہ خیام سے باہر نکلا جو نہایت اضطراب حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے کان میں دو گوشوارے حرکت کر رہے تھے اسی اثنا میں فوج یزید سے ہانی بن بعیث نامی ایک شقی القلب الشان نما درندہ باہر نکلا اور انتہائی بیرحمی سے اس بچہ کو شہید کیا اس وقت جناب لیلےٰ مادر علی اکبر نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں اس بچہ کو دیکھ دیکھ کر گریہ وزاری فرما رہی تھیں اور ان کے ساتھ دوسری مخدرات عصمت اطہار بھی گریہ فرما رہی تھیں اس شہزادہ کی عمر چار پانچ سال تک لکھی ہے صاحب ناسخ سے منقول ہے کہ یہ شہزادہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کا لخت جگر تھا اور اس کا نام عبد اللہ تھا اور بعض مورخین کا یہ خیال کہ عبد اللہ اور علی اصغر ایک ماں سے ہیں اس کی تردید کی گئی ہے البتہ روایت مذکورہ کی صحت کی بنا پر جناب لیلےٰ کا در خیمہ پر مضطرابانہ انتظار وگریہ اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ شاید انہی کا نور نظر ہو۔

۷. محسن بن الحسین :- شیخ عباس قمی نے معجم البلدان سے نقل فرمایا ہے کہ حلب کے غرب میں ایک مس سرخ کی کان تھی اور وہ اس دن سے بیکار ہو چکی ہے، جب سے اسیران اہلبیت کا قافلہ شام جاتے ہوئے وہاں سے گذرا کیونکہ اس قافلہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ایک زوجہ طاہرہ حالت حمل میں تھیں تکالیف سفر کی تاب نہ لا کر اس مقام پر ان کا بچہ پیدا ہو گیا اس مخدومہ نے گرسنگی اور پیاس کی شدت کی وجہ اس کان میں کام کرنے والوں سے آب وطعام کی خواہش ظاہر کی۔ جس کے جواب میں انہوں نے گستاخانہ الفاظ منہ سے نکال کر اس مخدومہ کے دل مجروح کو دکھایا اور آب وطعام دینے سے قطعی انکار کیا بلکہ بعض کام کرنے والوں نے قافلہ پر پتھراؤ بھی کیا، مخدومہ کے دکھے دل سے بددعا نکلی اور بال کھول کر کان کے ناکارہ ہونے کی بددعا کی وہ کان قدرت خدا سے اسی دن سے بیکار ہو گئی ہے وہاں اس بچہ محسن کا اب روضہ بنا ہوا ہے، جس کو "مشہد السقط" کہتے ہیں شیخ عباس قمی فرماتے ہیں کہ میں نے اس روضہ کی زیارت کی ہے شیعوں کا قبرستان بھی ہے جس میں علمائے شیعہ میں سے ابن شہر آشوب وغیرہ بھی مدفون ہیں تاریخ حلب میں مذکور ہے کہ سیف الدولہ نے ایک خواب کی بناء پر اس جگہ کو کھدوایا تھا وہاں ایک پتھر نکلا جس

پر" محسن بن الحسین بن علی ابن ابیطالب لکھا ہوا تھا، سیف الدولہ نے سادات رفیع الدرجات کو جمع کر کے دریافت کیا تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ایک زوجہ سے یہاں بچہ پیدا ہوا تھا اور تمام واقعہ بیان کیا یہ سن کر سیف الدولہ نے اس قبر پر روضہ تعمیر کرایا۔

(۸) فاطمہ کبریٰ :- یہ شہزادی شہر بانو کے بطن سے ہیں اور حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کی ماں جائی بہن ہیں جیسا کہ شیر الاخوان میں شیخ مفید علیہ الرحمتہ سے منقول ہے آپ کی شادی امام زادہ سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السّلام کے ساتھ ہوئی ان کے بطن اطہر سے سید عبداللہ محض و سید ابراہیم و سید حسن مثلث پیدا ہوئے زہد و تقدس جمال و کمال میں اپنی جدہ علیا جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے مشابہ تھیں دن کو روزہ اور رات کو عبادت الٰہی میں بسر فرماتی تھیں، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۹۔ فاطمہ صغریٰ :- حضرت امام حسین علیہ السّلام کی مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت بیمار اور انتہائی لاغر تھیں اس وجہ سے فرزند رسول نے انہیں مدینہ منورہ چھوڑ دیا تھا، اہل حرم کی واپسی کے وقت مدینہ میں حیات تھیں مورخین نے آپ کی مادر گرامی کا نام ام اسحاق لکھا ہے آپ کا روضہ دمشق کے قبرستان میں مشہور ہے لیکن یہ تصدیق نہیں ہوئی کہ آپ کس سلسلہ میں دمشق تشریف لائیں۔

۱۰۔ سکینہ :- بعض نے آپ کا نام آمنہ یا امینہ بھی لکھا ہے رباب مادر گرامی سکینہ کے نام سے پکارتی تھیں حضرت امام حسین علیہ السّلام کو آپ سے انتہائی محبت تھی روز عاشورہ شمر ملعون نے آپ پر بہت مظالم کیے اہل حرم کے ساتھ مقید ہو کر شام پہنچیں اور صغیر سنی میں زندان میں فوت ہوئیں دمشق کے قبرستان میں آپ کا اور جناب ام کلثوم کا یکجا روضہ ہے۔

۱۱۔ رقیہ یا عائیکہ :- مورخین نے ان کی مادر گرامی کی تصریح نہیں کی، رقیہ نام کی لڑکی جناب مسلم بن عقیل کی بھی تھیں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ زندان شام میں فوت ہونے والی معصومہ یہی ہیں چنانچہ زندان شام میں رقیہ نام کا روضہ بنا ہوا ہے لیکن روضہ پر رقیہ بنت مسلم نام لکھا ہوا ہے۔

۱۲۔ زینب :- ابن شہر آشوب نے ان کو حضرت امام حسین علیہ السّلام کی اولاد اناث میں ذکر کیا ہے ان کی والدہ کے نام کی کوئی تصریح نہیں اور نہ واقعات کوفہ و شام میں ان کا ذکر ہے، ممکن ہے عراق کے علاقہ ہاشمیہ میں چند صاحبزادیوں کے مزارات ہیں جو شام کے سفر میں اونٹوں سے گر کر فوت ہو گئیں تھیں شاید یہ بھی یہیں دفن ہوں یا تاراجیٔ خیام کے وقت صغیر سنی میں فوت ہوئی ہوں"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے ایمان افروز حالات زندگی

ولادت باسعادت | تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن صحیح دو قول قرار دیئے گئے ہیں پہلا ۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ دوسرا ۵ شعبان ۳۸ھ کتاب منتہی الاول جلد دوم

نام و کنیت | سید الساجدین چوتھے امام اور چھٹے معصوم ہیں آپ کا اسم گرامی "علی" ہے یہی وہ نام ہے جو خداوند عالم نے آپ کے جد نامدار

حضرت علی ابن ابیطالب کا رکھا (مناقب الصحابہ علامہ ابوبکر سیلانی وارجح المطالب) بنی ہاشم میں سب سے پہلے اس نام سے حضرت علی علیہ السلام موسوم ہوئے آپ کے بعد تین بار معصومین علیہم السلام میں اس نام کا اعادہ ہوا۔ اس عہدی کی یہ خصوصیت ہے کہ ہمنام معصوم ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین صاحبزادے اسی نام سے موسوم ہوئے علی اکبر ملقب امام زین العابدین علیہ السلام وعلی اوسط مشہور علی اکبر شہید کربلا، علی اصغر ششماہا کربلا میں تیر ستم حرملہ سے شہید ہوئے، کنیت آپ کی مختلف ہیں، ابو محمد، ابن حسین، ابوالائمہ، اور ابن الخیرتین آپ کی کنیت جو ابن الخیرتین ہے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ باپ کے لحاظ سے عرب کے بہترین خاندان سے ہیں اور ماں کے لحاظ سے بھی عجم کے بہترین خاندان سے ہیں چنانچہ سرور کائنات نے فرمایا ہے من عباد اللہ تعالیٰ خیرتان فخیرۃ من العرب قریش ومن العجم فارس (تاریخ ابن خلکان، خدا کے بندوں میں سے دو گروہ منتخب روزگار ہیں عرب میں چنے ہوئے قریش ہیں اور عجم میں فارس چنے ہوئے ہیں اسی وجہ سے علی ابن الحسین نے فرمایا ہے، انا ابن الخیرتین میں دو چنے ہوئے خاندانوں کا بیٹا ہوں (مجالس السنیۃ الجزء۵ ص۲۴۷) اسی سلسلہ میں ابوالاسود الدئلی نے کہا ہے، وہ فرزند جو ہاشم وکسریٰ سے پیدا ہوا اس پر شرافت تمام ہوگئی، آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے۔

القاب آپ کے القاب بہت ہیں ان میں زیادہ مشہور زین العابدین، سید الساجدین، ذوالثفنات، الزکی الامین وغیرہ (مطالب السئول ص۱۲۶)، زین العابدین لقب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شب عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ ابلیس ایک اژدہے کی صورت میں آیا لیکن آپ بدستور عبادت الٰہی میں مصروف رہے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی، اژدہا اور قریب آیا اور پاؤں کا انگوٹھا منہ میں دبا کر چوسنے لگا اس پر بھی آپ نے پرواہ نہ کی اور نماز ختم کر کے فرمایا دور ہو جا اے ملعون اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ بیشک آپ ہیں زین العابدین علامہ شبلنجی علماء اہلسنت کے نور الابصار کے ص۱۲۶ پر لکھتے ہیں کہ آپ کو زین العابدین کثرت عبادت کی وجہ سے بھی کہا جاتا ہے آپ ایک ہزار رکعتیں ہر رات کو پڑھا کرتے تھے (صواعق محرقہ) نیز آپ کثرت سے سجدہ کیا کرتے تھے، سجدہ نہایت طولانی ہوتا تھا، اکثر صحراؤں میں نکل جاتے تھے اور طولانی سجدہ کرتے تھے، راوی کہتا ہے کہ میں نے سید الساجدین کو ایک سخت زمین پر سجدہ کئے ہوئے دیکھا آپ نے سجدہ میں ایک ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ حقاً حقاً کہا (فوائد المشاہد ص۲۵) اور آپ کو ذوالثفنات اس لئے کہتے ہیں کہ کثرت سجود کی وجہ سے اعضائے سجدہ پر اونٹ کے گھٹنے کی طرح گھٹے پڑ جاتے تھے (اعلام الوریٰ ص۱۵۱) شیخ صدوق نے علل الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہمارے پدر بزرگوار کے مقامات سجدہ پر گٹے اس طرح نشوو ارتقا پاتے تھے کہ آپ انہیں سال میں دو دفعہ کٹواتے تھے اس لئے آپ کو ذوالثفنات کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، سید الساجدین کی مادر گرامی شہر بانو تھیں آپ شاہ کسریٰ یزدجرد بن شہریار یعنی نوشیرواں عادل بادشاہ کی اولاد سے تھیں ۔

عدل کا نوشیرواں کی آل کو یہ پھل ملا بنت کسریٰ سید سجاد کی ماں ہوگئیں

آپ نے دو برس تک اپنے دادا حضرت علی المرتضیٰ کی گود میں پرورش پائی اور اپنے چچا حضرت امام حسن علیہ السلام کی صحبت سے کافی استفادہ حاصل کیا اور اپنے والد ماجد کی تربیت میں رہ کر تعلیمات محمدیہ حاصل کیں ایک بار آپ بہت شدید مرض میں مبتلا ہوئے آپ کے والد ماجد نے دریافت کیا، بیٹا کسی چیز کو دل چاہتا ہے، آپ نے جواب دیا، بابا جان رضائے الٰہی چاہتا ہوں، فرزند رسول

اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا بیشک یہی خواہش تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تھی جب آگ میں ڈالے گئے اور ملک مقرب امین وحی جبرئیل نے ان سے سوال کیا تھا، آپ کی شادی بعمر اٹھارہ سال حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوئی۔

عبادات

ایک دفعہ آپ کی کنیز سے آپ کی عبادت کے حالات دریافت کئے کنیز نے جواب دیا مختصر بیان کروں یا تفصیل سے پوچھنے والوں نے کہا مختصر، کنیز نے جواب دیا کہ مختصر یہ ہے کہ میں نے کبھی دن کو حضرت کیلئے کھانا نہیں پکایا کیونکہ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور کبھی رات کو آرام کرنے کے لئے بستر نہیں بچھایا کیونکہ حضرت شب بھر عبادتِ خدا میں بسر کرتے تھے، آپ عبادت الٰہی میں اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ کچھ خبر نہ رہتی تھی ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام صغیر سنی میں کنوئیں میں گر گئے ان کی والدہ فریاد اور واویلا کرنے لگیں لیکن آپ بدستور نماز میں مشغول رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو کنوئیں میں ہاتھ ڈالا پانی بلند ہوا یہاں تک کہ سید الساجدین نے فرزند کو صحیح وسالم نکال لیا۔ ابوحمزہ ثمالی جو زاہدین ومشائخ کوفہ سے تھے بیان کرتے تھے ایک دن مسجد کوفہ میں ستون ہفتم کے نزدیک جاکر سید الساجدین نے نماز شروع کی اور اس شان سے تکبیرۃ الاحرام کہی کہ میرے روئیں کھڑے ہوگئے پھر قرأت حمد سورہ اس خوش آوازی سے فرمائی کہ اس سے بہتر لہجہ میں نے کسی کا نہیں سنا، قرآن اس خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے کہ راستہ چلنے والے کھڑے ہوکر سنا کرتے تھے آپ پر کوئی نعمت الٰہی نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ فوراً سجدہ کیا ہر واجبی وسنتی سجدہ کی آیت پڑھ کر آپ سجدہ کرتے تھے اور جب نماز فریضہ سے فارغ ہوتے تھے اور جب دو جھگڑنے والوں میں صلح کراتے تھے تو سجدہ کرتے تھے، فوائد المشاہد ص۲۵ پر ہے آپ اکثر میدان میں جاکر سجدہ کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ میں نے علی ابن الحسین کو ایک سخت ترین پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا آپ نے سجدہ میں لا الٰہ الا اللہ عبودیۃ ورقاً سجدت لک یارب تعبداً ورقاً کہا، آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آنسوؤں سے روئے اقدس تر تھا اور ریش اقدس سے برابر آنسو ٹپک رہے تھے، جس طرح عبادات میں نماز افضل العبادات ہے اور معراج مومن ہے اسی طرح سجدہ افضل الارکان ہے اور سجدہ کی حالت نماز کی معراج ہے بہرکیف سید الساجدین دنیا والوں سے علیحدہ رہ کر اپنے خالق سے مناجات کرتے اور وہ دعائیں پڑھتے تھے مگر یہ مناجاتیں اور دعائیں کیا تھیں معارف وحقائق کا گنجینہ خالق اور مخلوق کے باہمی تعلق کا آئینہ ان دعاؤں کا مجموعہ صحیفۂ کاملہ، صحیفہ سجادیہ اور زبور آل محمد کے ناموں سے اس وقت تک موجود ہے اس میں انسانوں کو وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو اسے بڑے بڑے خطبوں اور تقریروں میں شاید اتنے پُر تاثیر انداز سے نہ ملتا (رہنمایان اسلام) امام زین العابدین علیہ السلام نے دعاؤں کی شکل میں ایسے علمی وادبی شاہکار دنیائے علم وادب کے لئے چھوڑے ہیں جو معجزات میں شمار کئے جاتے ہیں ایسی دعاؤں کا مجموعہ ہے جس میں اصول مذہب توحید، عدل، نبوت وامامت اور معاد (قیامت) بھی موجود ہیں اور تعلیمات فروع اسلام بھی موجود ہیں، معاشیات، معاشریات سیاسیات اور اخلاقیات غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر آپ نے حکیمانہ شان سے روشنی ڈالی سیرت خاتم الانبیاء اور ان کے اوصیاء یعنی آل محمد کی پاکیزہ سیرتوں کا تذکرہ بھی موجود ہے آپ نے ستاون سالہ زندگی ایک انتہائی عہد ظلمہ میں مخالفین کے ظلم وستم وتشدد میں بسر کی، یہ اموی استبداد وظلم وجفا کے انتہائی شباب کا زمانہ تھا آپ کے زمانے کے برسرِ اقتدار ظالم حکمران معاویہ، یزید، مروان،

عبدالملک اور ولید ہیں جنہوں نے بالخصوص سادات بنی فاطمہ اور شیعانِ علی کا خون بے دریغ بہایا۔ اس لئے سید الساجدین کی زندگی مصائب و آلام قید و مشقت، خداکاری، قربانی کی زندگی ہے۔ ایسے مصائب وحشت انگیز زندگی میں اس شان سے علوم دینی و دنیوی کی نشر و اشاعت اعجاز ہے۔

فضائل و معجزات

امام زین العابدین علیہ السلام اہل بیت رسولؐ کے نیر تاباں، وارث علوم نبوت و امامت اور مخزن معارف القرآن و کنز الولایت اور روحانیت کے امام چہارم ہیں۔ آپ کی عبادت اور روحانیت و تقدس و زہد پر نہ صرف جن و بشر اور ملائکہ مقربین ہی رشک کرتے ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کو آپ کی عبادت پر ناز ہے۔ چنانچہ اس عبادت کی شان علویت کو دیکھتے ہوئے امت محمدیہ کے صالحین و اتقیاء کے رہبر اور کاملین کے اکمل الکاملین پیشوا اور مومنین کے ہادی ہیں۔ یہی وجہ رسولؐ خدا کے بارہ حقیقی روحانی جانشین ہیں اس سب کا علم و عمل مثل علم و عمل رسولؐ ہے۔ یہ بارہ آئمہ معصومین علیہم السلام روحانیت میں نبیوں کے برابر ہیں وارث علوم انبیاء اور بعد رسول اشرف الخلائق ہیں اور شریعت رسولؐ کے محافظ و مبلغ ہیں۔ یہ مظہر ذات نوری ہوتے ہیں۔ ان کی تمام تعلیم رسولؐ سے ہوتی ہے۔ یہ اسرار الٰہیہ سے خبردار ہوتے ہیں ان کی تائید بوقت ضرورت الہام سے ہوتی ہے۔ معجزات و کرامات اور علم ان کا انبیاء کے مانند ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے معجزات تمام کتب تاریخ و سیر میں موجود ہیں۔ ایک بار جناب محمدؐ حنفیہ نے آپ سے کہا۔ اے فرزند برادر تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد ان کے جانشین ان کے بھائی حضرت علی اور امام حسنؑ کے بعد ان کے بھائی امام حسینؑ ان کے وصی اور امام ہوئے۔ اب امام حسینؑ کے بعد ان کا بھائی ہوں مجھ کو امام ہونا چاہیئے۔ میں تم سے عمر میں بھی زیادہ ہوں۔ سید الساجدین نے جناب محمدؐ حنفیہ کو پہلے نصیحت فرمائی کہ امام کے کیا کیا صفات ہیں۔ اس کے بعد فرمایا اے چچا اگر آپ چاہیں تو اس امر کا فیصلہ حجر اسود کے سامنے چل کر کر لیا جائے۔ یہ فرما کر آپ اپنے چچا کو لئے ہوئے مسجد الحرام میں قریب حجر اسود تشریف لائے۔ کہ اے چچا آپ خداوند عالم سے دعا کریں کہ حجر اسود اس امر میں فیصلہ کر دے۔ محمدؐ حنفیہ نے ایسا ہی کیا۔ نماز پڑھی، دعا کی۔ حجر اسود سے سوال کیا کہ اس وقت امام زمانہ کون ہے؟ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ آپ نے فرمایا چچا اگر آپ وصی اور امام ہوتے تو حجر اسود آپ کی طرف سے گواہی دیتا۔ جناب محمدؐ حنفیہ نے کہا۔ اچھا اب تم سوال کر کے دیکھو۔ سید سجادؑ نے پہلے نماز پڑھی اور جس طرح چاہتے تھے۔ عبادت الٰہی کے بعد حجر اسود کے قریب آ کر فرمایا کہ میں تجھ سے خدائے برحق کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ حسینؑ ابن علیؑ کے بعد امام کون ہے؟ یہ سن کر حجر اسود کو اس طرح جنبش ہوئی جیسے وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ اور آواز دی کہ وصایت و امامت حسینؑ ابن علیؑ کے بعد آپ ہی کے لئے مخصوص ہے اور اب امام زمانہ آپ ہیں۔ اس آواز کو سن کر جناب محمدؐ حنفیہ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور گواہی دی کہ بے شک امام حق آپ ہی ہیں۔ اس اعجاز سے آپ نے اپنے دادا حضرت علی السلام کے ان کلمات کی عملاً تصدیق کر دی۔ کہ ایک دفعہ جناب عمر ابن خطاب حجر اسود کے قریب آئے بوسہ دیا۔ اور کہا تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ سکتا ہے۔ نہ فائدہ دے سکتا ہے۔ فوراً حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمر! یہ فائدہ اور نقصان دے سکتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان ہونٹ گواہی دیں گے۔ جناب عمر ابن خطاب نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ جہاں تم ہو خدا مجھے وہاں نہ رکھے (کتب روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۵۰ و ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۰۶ وغیرہ و شواہد النبوت۔ حجر اسود کا دوسرا واقعہ آپ کے اعجاز کا یہ ہے کہ ایک بار ہشام بن عبدالملک حج کرنے کو آیا۔ جب حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو حجاج کے ہجوم کی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ مایوس ہو کر ایک بلند جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ کہ مجمع

کم ہونے پر بوسہ دوں گا۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ سب حجاج کا مجمع کائی کی طرح خود بخود پھٹ گیا اور دروازہ سے حجرِ اسود تک راستہ بن گیا ہے۔ پھر ایک مقدس بزرگ چہرہ نورانی سیاہ پوش کو دیکھا کہ وہ آہستہ آہستہ آرہے ہیں۔ جن کے چہرہ سے رعب و جلال نمایاں ہے حجاج لوگ ان کے مودّبانہ ہاتھ چومتے ہیں۔ ہشام نے پوچھا۔ یہ کون مقدس بزرگ ہیں جن کی حجاج اس قدر تعظیم کرتے ہیں۔ فرزدق نامی شاعر نے کہا اے بادشاہ کیا تجھے معلوم نہیں۔ یہ خاندانِ رسالت کے چوتھے تاجدار امام علی بن الحسینؑ ہیں۔ اور فوراً ان کی شان میں قصیدہ پڑھا۔ ہشام یہ سن کر جل گیا اور یہ منظر دیکھ کر کہ باوجود بادشاہ ہونے کے کسی کے دل میں میری عزت نہیں۔ بلکہ میرے مقابلہ میں اہلبیت رسولؐ کی تعظیم و تکریم اور محبت سے لوگوں کے دِل معمور ہیں۔ وہ امام کا جانی دشمن بن گیا اور آپ کے قتل کی ترکیبیں سوچنے لگا اور فرزدق نامی شاعر کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ (حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم صاحب حدیقۃ الشیعہ زہری سے نقل کرتے ہیں کہ میرے سامنے سید سجادؑ کی خدمت میں آپ کا ایک مخلص اور محبّ حاضر ہوا۔ اس نے اپنی مفلسی اور عیالداری کی شکایت کی۔ آپ نے اس کی پریشانی کو سن کر اتنا افسوس کیا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگ آپ کے پاس سے منتفرق ہو گئے تو ایک منافق جو اس وقت موجود تھا۔ کہنے لگا کہ نہایت تعجّب ہے کہ کبھی تو یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان سب ہماری اطاعت کرتے ہیں اور کبھی اپنے محبّ کی حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ وہ مومن حاجت مند یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور خدمتِ امام میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔ اور عرض کی مولا اپنی پریشانی تو تھی ہی مگر اس منافق کے اس جملے سے بہت زیادہ رنج ہوا۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ اب خدا کی طرف سے تیری حاجت روائی کا حکم ہو گیا۔ اور یہ فرما کر کنیز کو حکم دیا کہ میری سحری اور افطاری کی روٹیاں لے آؤ۔ کنیز جَو کی دو روٹیاں لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے وہ دونوں روٹیاں اس مومن کو دے کر فرمایا اس سے تیرا قرض بھی ادا ہو جائے گا اور مفلسی بھی دور ہو جائے گی۔ وہ محبّ روٹیاں لے کر بازار میں آیا، لیکن حیران تھا کہ ان روٹیوں کو کون لے گا۔ گھر میں لے جاؤں تو روٹیاں اتنی سخت ہیں کہ بچے کھا نہ سکیں گے مگر بغیر بچوں کے کھالوں تو مناسب نہیں۔ یہ سوچتا ہوا ایک ماہی گیر کے پاس پہنچا۔ جس کی دکان پر ایک سڑی ہوئی مچھلی باقی رہ گئی تھی۔ کہنے لگا کہ یہ مچھلی مجھے دے دے اور ایک روٹی تو لے لے۔ ماہی گیر نے مچھلی دیدی۔ اور روٹی لے لی۔ مچھلی لے کر آگے بڑھا۔ ایک نمک بیچنے والے کو دیکھا جس کے پاس تھوڑا نمک تھا۔ محب کہنے لگا کہ بھائی مجھے نمک دے دے اور یہ روٹی لے لے۔ اس نے بھی منظور کر لیا۔ بازار سے اپنے گھر پہنچا۔ بیوی کو مچھلی دی کہ صاف کر کے پکاؤ۔ بیوی غصہ میں بولی کہ میں یہ سڑی ہوئی مچھلی نہ پکاؤں گی۔ وہ غریب خود مچھلی صاف کرنے لگا۔ مچھلی کا پیٹ چیرا تو اس میں سے ۲ دو بیش قیمت موتی نکلے۔ دیکھ کر خوش ہو گیا اور سمجھا کہ حضرت نے اس مصلحت سے یہ روٹیاں دی تھیں۔ ابھی وہ موتیوں کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ کسی نے دروازے سے آواز دی۔ پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا کہ ماہی گیر۔ وہ مرد دروازہ کھول کر باہر آیا دیکھا کہ ماہی گیر اور نمک والا دونوں باہر کھڑے ہیں۔ پوچھا کہ کیا ہے کہا کہ یہ روٹیاں ہم سے کھائی نہیں جاتیں یہ روٹیاں واپس لے لے اور مچھلی و نمک کے واپس کرنے کی ضرورت نہیں، دونوں چیزیں تجھ پر حلال ہیں۔

خصائص و دشمن سے مروّت | آپ کی پاکیزہ سیرت اور خصائص ذکر نہایت سبق آموز ہے۔ آپ حج کے لیے جب سفر اختیار فرماتے تھے

تو آپ ان لوگوں کے ساتھ سفر نہیں کرتے تھے۔ جو آپ کو پہچانتے ہوں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپ کو نہ پہچانتے ہوں ان سب ہم سفر کے ہمراہ مل کر ہر خدمت انجام دیتے تھے۔ ایک سفر میں کسی نے آپ کو پہچان لیا۔ اور قافلہ والوں کو بتا دیا کہ یہ امام زین العابدین علیہ السّلام ہیں۔ تمام رفیقانِ سفر آ کر قدموں پر گر پڑے۔ عرض کی مولا بڑی بے ادبی ہوئی۔ خدا کے لئے معاف فرمائیں۔ آپ نے ان پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور فرمایا جب مَیں اپنے جاننے والوں کے ساتھ سفر کرتا ہُوں تو وہ لوگ رضائے خدا و رسولؐ کے لئے بہت زیادہ میری خدمت کرتے ہیں اَور مَیں کسی کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔

بحار میں زہری سے روایت ہے کہ مَیں امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حالت بیماری میں حاضر ہُوا۔ تو اس وقت آنجناب کے سامنے ایک خوان میں روٹی اور گندنا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ طعام موجود ہے۔ کھاؤ۔ مَیں نے عرض کی۔ یا ابنِ رسول اللہ۔ مَیں کھانا کھا چکا ہُوں۔ فرمایا یہ ہندبا یعنی (گندنا) ہے۔ مَیں نے عرض کی۔ اس کی کچھ فضیلت ارشاد فرمائیے، فرمایا، مامن ورقۃ من الھندباء الّا علیھا قطرۃ من ماء الجنّۃ شفاءٌ من کلّ داءٍ۔ "کوئی پتہ گندنے کا نہیں الّا یہ کہ اس پر ایک قطرہ آبِ جنّت کا ہوتا ہے جو ہر مرض کی دوا ہے۔

زمخشری ربیع الابرار میں لکھتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو ۶۳ھ میں شامیوں کا ایک جرّار لشکر مدینہ رسولؐ پر لے کر حملہ آور ہُوا۔ تو اس نے مدینہ منوّرہ میں تباہی مچا دی۔ بہت سے اصحابِ رسولؐ قتل کئے گئے۔ مؤرخین کی تصریح کی بنا پر سات سو مہاجرین و انصار اور دس ہزار مسلمان مارے گئے۔ ایک ہزار عورتوں کی عصمت دری ہوئی۔ تین روز مدینہ منوّرہ خوب لُٹا۔ حرمِ رسولؐ کو بےحرمت کیا گیا۔ مسجدِ رسولؐ میں گھوڑے باندھے گئے۔ عوام بھوک و پیاس سے تڑپ رہے تھے، اس وقت اس خونی ہنگامہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے چار صد خاندانوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اَور ان کے خورد و نوش کے تمام اخراجات خُود برداشت کئے۔ (کتب تاریخ ابوالفداء و مروج الذہب مسعودی، مقاتل الطالبین وغیرہ)

کامل ابن اثیر میں ہے کہ جب اہلِ مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور اس کے عامل کو مدینہ سے نکال دیا تو مروان اموی جو خاندانِ رسولِ خدا کا پرانا اور سخت ترین دشمن تھا، عبداللہ بن عمرؓ سے استدعا کی کہ میں اپنے اہل و عیال کو بغرض حفاظت و امان آپ کے یہاں بھیج دینا چاہتا ہُوں۔ لیکن عبداللہ بن عمر نے اس کی التجا کو ٹھکرا دیا۔ اَور صاف انکار کر دیا۔ مجبوراً مروان اموی خاندانِ رسالتؐ کے امام چہارم سید الساجدین کے در دولت پر حاضر ہو کر ملتجی ہُوا۔ کہ مَیں اپنے اہل و عیال کو بغرض حفاظت و امان آپ کے یہاں بھیج دینا چاہتا ہوں لہٰذا آپ آلِ رسولؐ ہیں۔ میری مدد فرمائیں اور میرے اہل و عیال کو آپ اپنے یہاں رکھ لیں۔ آپ نے مروان، اپنے پرانے دشمن کی التجا کو منظور کیا۔ اور نہایت خندہ پیشانی سے آپ نے بلا تکلف بلا لیا اَور حفاظت کے علاوہ اپنے مہمان بنا کر ان کی مہمانداری فرمائی۔ یہ ہے شانِ اہلبیت کہ اپنے دشمن کی مصیبت کے وقت ہر قسم کی اعانت کرتے ہیں۔

محمد بن اسحاق فاضل ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یکصد خاندان مدینہ کے بیواؤں، یتیموں، مسکینوں کو روزی پہنچاتے ہیں اور کسی کو خبر نہ تھی کہ کون دیتا ہے۔ تا اینکہ آپ کی وفات پر جب یہ امداد ان خاندانوں کو بند ہو گئی۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہُوا۔ یہ امداد

سید الساجدین فرماتے تھے"۔

بیمارِ کربلا اور جانشینی

تاریخ طبری و کامل ابن اثیر کی روایت کے مطابق حسینی قافلہ پنجشنبہ ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں پہنچ گیا۔ اب تک امام زین العابدین علیہ السلام تندرست تھے۔ مدینہ سے کربلا تک کہیں معمولی ناسازی مزاج کا تاریخ میں کوئی ذکر نہیں۔ سید سجادؑ دفعتہً کربلا میں بیمار ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کس تاریخ سے بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن یقیناً ۹ محرم ۶۱ھ سے پہلے بیمار ہیں۔ علامہ شہر آشوب نے (۱۱۴/۴) میں لکھا ہے کہ کربلا میں عابد بیمار زرہ پہن رہے تھے۔ زرہ کچھ ڈھیلی ہو رہی تھی۔ آپ نے فاضل حصہ کو جھٹکا دے کر توڑ ڈالا۔ اس وقت سے بیمار ہو گئے۔ مرض اسہال اور بخار نے امام کو صاحبِ فراش کر دیا تھا۔ غش طاری رہتا تھا۔ بیماری نے کافی طول کھینچا۔ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اور شام سے واپس مدینہ تک مرض نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ (اتحاف الراغبین ص۲۳)

سرکار سید الشہداء روز عاشورہ اپنا دور ختم کر چکے۔ اب نئے عہد کی ذمہ داریوں کے امین بیمارِ کربلا بنائے جا رہے ہیں کتبِ انبیاء و اولیاء کی امانت سید الشہداء نے مدینہ میں جناب امّ سلمہ کے سپرد کی تھی۔ کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ واپس آئیں تو یہ امانت انہیں دے دی جائے۔ کتاب بحار الانوار مجلسی جلد ۱۰ میں ہے کہ سید الشہداء شہادت کے لئے جانے لگے۔ تو بیمارِ کربلا کو اسرارِ امامت سپرد کیا۔ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ علامہ ابوالحسن علی بن حسن بن علی مسعودی ۳۴۶ھ نے اپنی کتاب الوصیہ مطبوعہ نجف ۱۹۵۵ء میں لکھا ہے یعنی سیّد الشہداء نے علی بن الحسین کو بُلایا۔ وہ بیمار تھے۔ ان کو اسمِ اعظم اور مواریثِ انبیاء کی وصیّت کی۔ اور بتایا کہ علوم و مصاحف و اسلحہ امّ سلمہ کے پاس ہیں۔ ان کو مامور کیا ہے۔ وُہ چیزیں دے دیں گی۔ (الوصیۃ مسعودی ص۱۶۴)"۔

یہ بھی روایت ہے کہ اسی دن فرزندِ رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو بلایا اور انہیں ایک عفوف خط دیا۔ اور حکم دیا کہ اسے علی بن الحسینؑ کو دے دینا۔ امام سے پوچھا گیا کہ خط میں کیا تھا۔ فرمایا اس میں تمام وُہ چیزیں تھیں جن کی اولادِ آدمؑ کو فنائے دُنیا اور قیامِ قیامت تک ضرورت پڑتی رہے گی"۔ (کتاب الوصیہ مسعودی و کافی کلینی)"۔

سید الشہداء نے جب آوازِ استغاثہ بلند کی تو بیمارِ کربلا بے چین ہو گئے۔ حالانکہ آپ میں اُٹھنے کی طاقت نہیں تھی۔ لیکن عصا کے سہارے سے تلوار لے کر نکلے اور مقتل کی طرف بڑھے سید الشہداء نے جب امّ کلثوم سے فرمایا انہیں روکو تاکہ دنیا نسلِ آلِ محمدؐ سے خالی نہ ہونے پائے (خصائص حسینیہ)"۔

دربارِ یزید میں بیمارِ کربلا کا خطبہ

اسیرانِ کربلا دربارِ یزید میں پیش کئے گئے۔ ظالم نے جہاں ایک ایک مستورہ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اور یہ کون ہے؟ وہاں امام زینُ العابدین علیہ السّلام کے متعلّق بھی سوال ناگزیر تھا۔ جواب میں بتایا گیا کہ علی بن الحسینؑ ہیں۔ ملعون نے کہا کہ تو اس باپ کا بیٹا ہے جو مسندِ نشینِ خلافت ہونے کی خواہش رکھتا تھا۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے تم پر قدرت اور غلبہ دیا اور تمہیں میرے ہاں قیدی بنایا۔ بیمارِ کربلا نے فرمایا کہ خلافتِ رسولؐ کا میرے پدر بزرگوار سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جبکہ وہ نبی کا نواسہ تھا۔ اور آیاتِ قرآنی سے اُسے دندان شکن جواب دیا۔ یزید ملعون یہ جواب سن کر آگ بگولا ہو گیا اور آپ کے قتل کا حکم دیا۔ تمام مستورات آپ کے گرد جمع ہو گئیں۔ گریہ و زاری کا کہرام مچ گیا۔ یزید نے جب مستورات کی اس

مظلومیت و بیکسی کے عالم کو دیکھا تو اُسے خوف پیدا ہوا۔ کہ اگر بیمارِ کربلا کو قتل کیا گیا۔ تو ممکن ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ترحم اور شفقت کا جذبہ موجزن ہو جائے اور میرے خلاف کوئی فتنہ برپا ہو جائے۔ ملعون نے آپ کے قتل سے درگزر کیا۔ اسی دوران میں قوم یہود کا ایک سردار "راٗس الجالوت" دربار یزید میں آیا۔ دیکھا یزید کے سامنے ایک سر رکھا ہے۔ پوچھا یہ کس کا سر ہے؟ کہا کہ حسینؑ کا سر ہے۔ کہا ان کی والدہ کون تھیں؟ کہا فاطمہ زہرا بنت رسول خدا۔ راس الجالوت نے پوچھا۔ کہ کس جرم میں قتل کیا؟ کہا میری خلافت کو قبول نہ کرتا تھا۔ راٗس الجالوت نے جب یہ سنا تو کہا کہ جب یہ تمہارے نبی کے نواسے تھے تو پھر ان سے بڑھ کر خلافت کا حقدار تم میں سے کون ہو سکتا ہے؟ تم لوگ کتنے بڑے کافر ہو کہ تم نے اپنے نبیؐ کے حقیقی جانشین کو قتل کر دیا ہے۔ اے یزید! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے اور حضرت داؤد کے درمیان ایک سو تیس پشتوں کا فاصلہ ہے لیکن آج تک یہودی میری تعظیم اس لئے کرتے ہیں کہ میں ان کے نبی کی اولاد سے ہوں۔ ان میں سے کوئی شخص میری اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتا۔ میرے قدموں کی خاک وہ حاصل کرتے اور تبرک کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ کل تمہارا رسولؐ تم میں موجود تھا اور آج تم اس کے فرزند پر چڑھ دوڑے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ فتبا لکم ولدینکم۔ تم پر بھی پھٹکار اور تمہارے دین پر۔ یزید نے کہا کہ اے شخص تو ہمارا معاہد ہے اور اگر میں نے رسول خدا کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ جو شخص معاہد کو قتل کرے گا بروز قیامت میں اس سے اس کے خون کا مطالبہ کروں گا۔ اور اس کا خصم ہوں گا۔ تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ راٗس الجالوت نے کہا۔ یزید مقام غور ہے کہ رسول خدا ایک معاہد کے قاتل سے خصومت اختیار کریں گے۔ اور جو شخص ان کے فرزند کو قتل کر دے اس سے وہ خصومت اختیار نہیں کریں گے اور اس ظالم سے اپنے فرزند کے خون کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ ازاں بعد راٗس الجالوت نے سرکار سید الشہداء کے سر اقدس کو خطاب کرتے ہوئے کہا یا اباعبداللہ! آپ اپنے نانا کے دربار میں میرے گواہ رہنا کہ میں نے اسلام قبول کیا۔ اور کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ۔ اس پر یزید ملعون نے کہا کہ بس اب تو اپنے دین سے خارج ہو کر دین اسلام میں داخل ہو گیا۔ لٰہذا بحیثیت مسلمان تیرے خون سے ہم اب بری الذمہ ہو گئے۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہ سب واقعہ بھرے دربار یزید میں رونما ہوا۔ تمام حاضرین نے دیکھا کہ کس طرح راٗس الجالوت نے بھرے دربار میں یزید اور اس کے بدکردار پر لعن و طعن کی بوچھاڑ کر دی۔ اور کس طرح اس بیگناہ کو حمایتِ حق کی پاداش میں قتل کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یہ واقعہ بھی اہل دربار نے دیکھا اس سے قبل یزید کی بیوی ہندہ کی یزید سے بیزاری اور یزید کی ایک کنیز کی نفرین اور اس کا قتل کرانے کا واقعہ دیکھا۔ اور یہ تمام واقعات اہل شام و مضافات شام نے سُنے اور اس کے اثرات سے متاثر ہوئے۔ سطور بالا سے نمایاں طور سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ بیت رسولؐ کی مظلومیت اور حقانیت سے عوام اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ یزید کو فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ پیدا ہوا۔ تو اس نے بھرے دربار میں اپنے ایک خطیب دشمن خدا و رسولؐ کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جا کر امام حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے اور میرے آباؤ اجداد کی ثنا و صفت بیان کرے۔ چنانچہ یزید کے خطیب نے آل رسولؐ کی مذمت کی۔ اور یزید اور اس کے آباؤ اجداد کی تعریف کی۔ فوراً اسی وقت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اور بلند آواز سے خطیب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اے شخص! تو نے خدا و رسول کو ناراض کیا اور حاکم

مخلوق کی خوشنودی کے لئے تو نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی۔ پھر سید الساجدینؑ یزید کی رضامندی سے اسی منبر پر تشریف لے گئے۔ وارث منبر نے منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہی پہلے خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا اور پھر ایسا شیریں، فصیح و بلیغ کلام شروع کیا اور انتہائے فصاحت و بلاغت سے خطبہ ادا کیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا کوئی نبی منبر پر بول رہا ہے۔ اہل دربار ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ بیمارِ کربلا فرما رہے تھے ایھا الناس جو شخص مجھے جانتا ہے، سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا، میں خود اپنا تعارف کراتا ہوں۔ میں حضرت امام علی المرتضیٰ ابن ابیطالب کا پوتا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا فرزند علی ہوں۔ میں اس ہستی کا فرزند ہوں جس نے حج اور تلبیہ کو کما حقہ، ادا کیا۔ میں اس کا دلبند ہوں۔ جس نے طواف اور سعی کو بخوبی انجام دیا۔ میں چاہ زمزم اور کوہ صفا کا وارث و مالک ہوں۔ میں حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بنت محمدؐ مصطفےٰ کا فرزند ہوں۔ میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جو براق پر سوار ہوا۔ اور پھر بلند ہوا۔ میں اس کا فرزند ہوں، جسے سدرۃ المنتہیٰ تک جبرائیل لے گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جو انتہائے قرب خدا کے مقام قاب قوسین تک پہنچا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس نے آسمانوں کے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں اس کا فرزند ہوں جسے رات کے کچھ حصہ میں مسجد الحرام سے جبرائیل امین مسجد اقصیٰ تک لے گئے۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کا نام مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں۔ میں فرزند حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو شفاعت کبریٰ کرے گا، جو حوض کوثر کا مالک ہے جو دلائل و معجزات والا ہے۔ جو صاحب قرآن و صاحب خصائل و صاحب تاج پیغمبری ہے۔ میں فرزند علی المرتضیٰ ہوں جو وصی رسولؐ، صالح المومنین، وارث المرسلین اور ملحدوں و مفسدوں کی جڑ اکھاڑنے والے کا فرزند ہوں۔ اور جہاد کرنے والوں کا نور، عابدوں کی زینت سب سے زیادہ صبر کرنے والے رسولؐ خدا کی دعوت کو سب سے پہلے قبول کرنے والے خانۂ خدا میں پیدا ہونے والے مشرکین و منافقین کے لئے خدا کی تیغ زہر آلود، خدا کے دین کا مددگار۔ خدا کا ولی۔ حکمت خدا کا گلستان، علم خدا کا صندوق۔ جوانمرد، سخی شجاع شیر بیشہ حجاز مرد مردانہ شہسوار وہ میرا دادا علی ابن ابیطالب ہے۔ میں اس کا فرزند ہوں جسے پس گردن ذبح کیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے دریائے فرات کے پانی سے ظالموں نے منع کر کے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے اعوان و انصار زیر خاک پنہاں ہو چکے ہیں، میں اس کا فرزند ہوں، جس کی مخدرات عصمت اطہار کو رسن بستہ تشہیر کر کے قیدی بنایا گیا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچے بے جرم و خطا ذبح کئے گئے۔ میں اس کا فرزند ہوں جسے نہ غسل دیا گیا، نہ کفن اور جس کے سر مبارک کو نیزہ پر بلند کر کے شہر در شہر پھرایا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے حرم کو مقید کر کے شام کی طرف بھیج دیا گیا۔ میں اس بیکس کا فرزند ہوں جس کا نہ کوئی مددگار رہ گیا تھا نہ حامی۔ جب آپ ان الفاظ پر پہنچے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ ایھا الناس ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانچ خصلتوں سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ ہم بخدا وہ ہیں جو رسالت کی کان اور اس کا منبع ہیں۔ ہم فرشتوں کا مقام نزول اور ان کی فرودگاہ ہیں۔ ہماری شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ ہم تمام عالمین کی ہدایت اور رہبری کے قائد ہیں۔ ہمیں اللہ نے شجاعت عطا فرمائی ہے اور ہم کسی بڑی سے بڑی مہلک اور ہیبت ناک جنگ میں بھی خوف زدہ نہیں ہوتے ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے فصاحت و بلاغت سے نوازا، جب فصحا اپنی فصاحت پر نازاں ہوں تو ہماری فصاحت کا مقابلہ نہیں

کر سکتے۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت کا شرف ہمیں ہی حاصل ہوا۔ اگر کوئی نورِ علم کے استفادہ کا شوق رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے سب دنیا سے زیادہ علم ہمیں بخشا ہے۔ مومنوں کے دل میں ہماری ہی محبت کا جذبہ موجزن کیا ہے۔ زمین و آسمان میں سب سے بلند اور اعلیٰ شان ہمیں ہی عطا فرمائی ہے۔ ہم وہ ہیں اگر خداوند تعالیٰ ہمیں پیدا نہ کرتا تو دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔ ہر فخر ہمارے فخر کے سامنے سرنگوں ہے۔ اور ہر فضل و شرف ہمارے فضل و شرف کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ ہماری محبت رکھنے والا بروزِ محشر آبِ کوثر سے سیراب کیا جائیگا۔ اور ہم سے عداوت بغض و عناد رکھنے والا، ابدی شقاوت اور دائمی بدبختی شکار ہوگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ خطبہ اہلِ دربار نے سُنا تو چلا چلا کر رونے لگے۔ دربارِ یزید میں آہ و فغاں اور گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہوئیں۔ صاحب روضۃ الشہداء کہتے ہیں کہ جس وقت سید الساجدین انا ابنا فرماتے تھے، اہلِ دربار چیخ اٹھتے تھے اور دربارِ یزید ایک ماتم کدہ معلوم ہوتا تھا۔ ہر طرف آہ و بکا کا شور تھا۔ جب دربار میں ہل چل مچ گئی۔ تو یزید کو یہ خطرہ لاحق ہوا۔ اگر بیمارِ کربلا کا خطبہ اسی طرح جاری رہا تو ممکن ہے کہ بغاوت ہو جائے اور عوام اس سے انتقام لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس نے فوراً اہلِ دربار کی توجہ دوسری طرف مبذول کرنے کے لئے موذن کو حکم دیا۔ کہ فوراً اذان کہو۔ موذن نے یزید کا حکم پاتے ہی گلدستہ منبر پر چڑھا اور اذان شروع کر دی، کہا اللہ اکبر۔ سید الساجدین نے فرمایا کبرت کبیرا و عظمت عظیما و قلت حقا تو نے بزرگ اور باعظمت ہستی کی بزرگی اور عظمت کا اظہار کیا اور تو نے حق کہا۔ پھر موذن نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ تو آپ نے فرمایا ہر گواہی دینے والے کے ساتھ میں بھی اس توحید کی گواہی دیتا ہوں اور جو انکار کرتے ہیں ان کے انکار کے باوجود میں اس توحید کا اقرار کرتا ہوں۔ پھر موذن نے کہا۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ تو امام زین العابدین علیہ السلام کی بلند آواز سے یا جدّاہ! کی فریاد نکلی اور گریہ کناں یزید کو خطاب کیا۔ اے یزید! میں خدا کی قسم دے کر تجھ سے پوچھتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ میرے نانا ہیں یا تیرے، ناچار یزید نے جواب دیا کہ آپ کے نانا ہیں تو سید الساجدین نے فرمایا جب تو یہ جانتا ہے کہ محمد مصطفےٰ میرے نانا ہیں اور بھرے دربار میں ان کی رسالت کی شہادت بھی دلا رہا ہے تو بتا تو نے ان کی اولاد کو کیوں قتل کرایا؟ اور نبی زادیوں کو برہنہ شہر در شہر کیوں تشہیر کرایا۔ اور کیوں ان کے حرم کو رسن بستہ سر برہنہ دربار عام میں کھڑا کیا اور کیوں۔ ان کے فرزند حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کرا کر سرِ مبارک کو نوک نیزہ پر چڑھایا، امام عالیمقام کے ان کلمات سے درباریوں پر رقت طاری ہو گئی اور سب اہلِ دربار چیخ چیخ کر رونے لگے۔ اس کے بعد بقول ابومخنف یزید خفیف ہو کر محل میں چلا گیا اور کہا کہ ہمیں نماز کی ضرورت نہیں۔ یزید نے سوچا تھا۔ کہ قیدیوں سے بحث گفتگو کروں۔ تاکہ اہالیانِ دربار پر اس کی شوکت و طاقت اور دبدبہ ظاہر ہو۔ لیکن آلِ رسولؐ کی جانب سے جو دندان شکن جوابات دیے گئے۔ جو اپنے دامن میں حقائق لئے ہوئے تھے جس سے دربارِ یزید میں سناٹا چھا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبہ نے ہل چل مچا دی خود یزید کو اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی معلوم ہوئی۔ اہلِ شام جو بظاہر مسلمان تھے، لیکن وہ حقیقی دینِ اسلام سے بے خبر تھے۔ اہلِ شام کو صرف معاویہ و یزید شاہی اسلام کی خبر تھی۔ محمد آلِ محمدؐ کے اسلام کا کوئی علم نہیں تھا۔ رسول اللہ کا نام ضرور سُنا تھا۔ لیکن آنکھیں کھولتے ہی صرف معاویہ و یزید کو دیکھا تھا۔ اور انہیں کو وہ اسلام کا مظہر تصور کرتے تھے۔ معاویہ و یزید اور اس کے اہلِ خاندان کی اطاعت و محبت اسلام تھی، اہلِ شام گویا غفلت میں سوئے ہوئے تھے، امام عالیمقام بیمارِ کربلا کے سلام حق نظام اور دیگر گذشتہ واقعات کے باعث اہلِ شام کو پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ جس رسولؐ کا

ان کو کلمہ پڑھوایا گیا۔ اس کا فرزند حسین تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ اور اس کا پوتا بیمار کربلا طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اور جس رسولؐ کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں یا اس کے حکم سے ارکانِ اسلامی بجالاتے ہیں۔ اس رسولؐ کی بیٹیاں رسن بستہ سر برہنہ ہمارے سامنے دربار یزید میں موجود ہیں، اور ان کے جگر پاروں کے سر نوکِ نیزہ پہ ہیں، یہ خیال آتے ہی لوگوں نے احتجاج میں بازار بند کر دیئے، جابجا مجالس عزا قائم کر دیں۔ ہر جگہ مصائبِ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل حرم کا ذکر کرتے کراتے اور ظالمین پر نفرین کا اظہار کرتے۔ غرضکہ امام زین العابدین علیہ السلام حضرت زینب و کلثوم کے دربار یزید میں زلزلہ ڈالنے والے خطبات قیدیوں کے انداز میں نہیں بلکہ ایک فاتح کے انداز میں بیان کئے جا رہے تھے خطبہ کے الفاظ و انداز اور ان کے لب و لہجہ و تیور، کیا کوئی مجبور اور بے بس قیدی اپنی شان میں ایسی رجز خوانی اور اس قسم کی تقریر کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ شامی عوام کے ان افکار اور اس نئے رجحان کا اموی سیاست پر گہرا اثر پڑا عوام کے تیور بدل گئے رعایا میں بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے بنی امیہ کا سارا وقار جسے جھوٹی حدیثوں کے سہارے قائم کیا گیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ نسل ابوسفیان نفرت و حقارت کا مرکز بن گئی جبکہ آلِ رسولؐ کو مٹانے کی بنی امیہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ وہ آلِ رسولؐ عوام کی نظر میں محبتوں عقیدتوں کا مرکز بن گئی۔ امام مظلوم کے بیگناہ قتل پر بطور احتجاج بازار بند کر دیئے گئے۔ جابجا مجالس قائم کر دی گئیں۔ شہادت امام حسینؑ نے حجاز میں آگ بھڑکا دی ایران و یمن میں بنی امیہ کے خلاف نفرت پھیل گئی۔ عراق میں بغاوت پھیلنے کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ یزید کو احساس ہو چکا تھا جو شامی سو فیصدی بنی امیہ کے حامی تھے اب آلِ رسولؐ کے حامی ہوتے جا رہے ہیں۔ خود یزید کے اہل خانہ کی یہ حالت تھی کہ اس کی بیوی ہندہ دختر عبداللہ بن عامر کو جونہی معلوم ہوا کہ عراق سے آنے والے قیدی خانوادۂ نبوت کے افراد اور معدن رسالت کے گہر ہائے آبدار ہیں تو ہندہ سر سے چادر پھینک کر روتی پیٹتی دربار یزید میں چلی آئی اور یزید کو لعنت و ملامت کی۔ اب یزید پلید کو اپنا تختِ حکومت لرزتا نظر آنے لگا۔ اب اس کے سامنے ایک ہی صورت تھی کہ وہ واقعات مذکورہ سے مغلوب ہو کر اہل بیت رسولؐ سے باپ کی طرح صلح کا ہاتھ بڑھائے لیکن اسے اس منافقانہ پالیسی میں شکست ہوئی۔ بالآخر اس نے سوچا کہ اسے فوری طور پر اسیران کربلا کو رہا کر کے دمشق سے مدینہ بھیج دینا چاہیئے جس قدر ان کو دمشق میں زیادہ دیر قید رکھا جائے گا اسی قدر حالات نازک تر ہوتے جائیں گے۔ چنانچہ یزید نے اولاً خون بہا کی پیش کش کی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ پیش کش پائے حقارت سے ٹھکرا دی اور فرمایا ہم پہلے یہیں دمشق میں اپنے شہداء کا ماتم کریں گے۔ مجبوراً یزید نے ایک وسیع مکان آلِ رسولؐ کو مہیا کر دیا۔ اہلبیت رسولؐ نے اس گھر میں سید الشہداء کے غم میں نوحہ و ماتم برپا کیا۔ پس دنیا والوں نے دیکھا کہ یزید کے پایۂ تخت میں فرزند رسولؐ کا ماتم نہیں ہو رہا تھا بلکہ آلِ رسولؐ کی فتح کا اعلان ہو رہا تھا اس لئے کہ وہی شام کے عوام جو کبھی یزید و معاویہ کے جان نثار تھے آج وہی امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں اور شامی عورتیں اسیران کربلا حضرت زینب و کلثوم کے قدم چوم رہی ہیں وا حسینا کی صداؤں سے بنی امیہ کی باطل پرستی کا اظہار ہو رہا تھا رہائی کے بعد تمام واقعات مذکورہ امام حسین علیہ السلام کی عظمت و حقانیت کی دلیل ہیں۔

اہلِ حرم کی مدینہ منورہ کو واپسی

سات دن تک مسلسل سرکار سید الشہداء کے مصائب پر گریہ و بکا کی مجلس قائم رہی۔ آٹھویں روز امام زین العابدین علیہ السلام معہ اہل حرم دمشق سے کربلا کی طرف روانہ ہوئے۔ بشیر ابن جزلم بروایتے لقمان بن بشیر کو رہبر مقرر کیا وہ اس قافلے کو لئے ہوئے حسب خواہش حضرت زینب و کلثوم براہ کربلا روانہ ہوا۔ ۲۰ صفر ۶۲ھ کو کربلا پہنچا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بروایت واعظ کاشفی تمام شہدائے کربلا کے سروں کو تنوں سے ملحق کیا۔ اسیران کربلا نے قبر حسین پر فلک شگاف نالے کئے اور دلسوز بین فرمائے امام حسین علیہ السلام

کے لئے قافلے نے گریہ وزاری کے بعد کربلا سے مدینہ منورہ کی روانگی اختیار کی۔ طے منازل کے بعد جب شہر مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بشیر ابن حزلم سے فرمایا۔ بھائی تیرا باپ شاعر تھا اگر تجھے کچھ شعر گوئی آتی ہو تو شہر مدینہ میں جا کر خبر دے کہ سید سجاد اپنے باپ بھائی اور دیگر اعزاء کو سپرد خاک کربلا کر کے آ رہے ہیں۔ بشیر ابن حزلم نے شہر مدینہ جا کر مظلوم کربلا کی خبر سنائی۔ کہ مدینہ کے رہنے والو اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا۔ مدینہ کا بلند سردار فرزند رسولؐ امام حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہو گیا۔ تم لوگ اب خون کے آنسو روؤ۔ اہل مدینہ یہ خبر سنتے ہی سر و پا برہنہ جوق در جوق قافلۂ حسینی کے استقبال کے لئے گھروں سے نکلے۔ ان کے آنے والوں میں بالخصوص ام سلمیٰ۔ ام البنین۔ فاطمہ صغریٰ عبد اللہ، محمدؐ حنفیہ وغیرہ تھے۔ آج بہت دنوں کے بعد فاطمہ صغریٰ ملے ان کثیر اعزاء میں سے جنہیں مدینہ سے رخصت کیا تھا۔ چند عزیزوں کو پایا۔ بے اختیار روتے روتے بیہوش ہو گئیں۔ حضرت زینب و کلثوم نے بھی فلک شگاف نالے کئے۔ تا دیر گریہ وزاری کے بعد یہ قافلہ بے علم لٹے ہوئے اندرون شہر داخل ہوا۔ جمعہ کے دن اہل حرم کا داخلہ مدینہ منورہ یعنی ۸ ربیع الاول کو ہوا۔ علامہ کنتوری لکھتے ہیں کہ داخلہ مدینہ کے بعد اسیران کربلا میں قبر رسول اللہ سے لپٹ کر گریہ وزاری کی۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام واقعات کربلا کو یاد کر کے روتے تھے۔ ایک دن خادم نے عرض کی۔ یا مولا حضور کا رونا کبھی کم بھی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی حضرت یعقوب کا پسر یوسف تو زندہ غائب ہوا تھا ایسے روئے کہ نابینا ہو گئے۔ اور میں تو سب اعزہ کو کربلا میں سپرد خاک کر کے جدا ہو گیا ہوں اور میرے سامنے ان کے سر کاٹ لئے گئے اور نیزوں پر چڑھائے گئے۔ بنی زادیوں کو سر برہنہ شہر در شہر پھرایا گیا۔ میرا رونا کیونکر کم ہو سکتا ہے۔

وفات حسرت آیات

آپ کو ولید ملعون ابن عبد الملک اموی نے زہر دیکر شہید کیا۔ ۲۵ محرم ۹۵ھ کو وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ بوقت آخر تمام اولاد کو جمع کر کے حضرت امام باقر علیہ السلام کو اپنا وصی و جانشین فرمایا اور تمام اولاد کو ان کے سپرد فرمایا۔ آپ کی ازواج و اولاد کی تفصیل کتاب ہذا کے ص ۱۲۵ پر درج ہے۔ سادات حسینی تمام دنیائے عالم میں آپ کی نسل سے ہیں جو آئمہ معصومین یا امام زادوں کے نام کی مناسبت سے باقری، جعفری، کاظمی، رضوی، نقوی، نقوی کے لقب سے مشہور ہیں یا امام زادوں کے نام اور بنی امیہ و بنی عباس کے مظالم کی وجہ سادات فاطمی، مختلف ملکوں، شہروں، بستیوں میں آباد ہو کر دار و بند ہوئے ان آبادیوں کی مناسبت سے ملقب ہوئے۔ مثلاً نیشاپوری، سبزواری، بخاری، ترمذی، شستری، حلی۔ مازندرانی، مشہدی، ہروی۔ نجفی، بغدادی، مدنی، مکی، سمرقندی، گیلانی وغیرہ وغیرہ

بنی امیہ اور بنی ہاشم اور ان کی اولاد کا تصادم خاندانی اور مذہبی تھا اور خاندان بنی امیہ شجرہ ملعونہ ہے۔

مغیرہ ملقب عبد مناف

عمرو ملقب حضرت ہاشم شجرہ طیبہ حامل نور محمدی | عبد الشمس

عمرو ملقب حضرت ہاشم
حضرت عبدالمطلب
عبدالشمس
ربیعہ
امیہ نام ذکوان شجرہ ملعونہ
حضرت عبداللہ
حضرت عمران ملقب ابوطالب
شیبہ
عتبہ
حرب
حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت علی علیہ السلام
ہندہ جگر خوار زوجہ صخر ملقب ابوسفیان
حکم
صخر معروف ابوسفیان
عفان
جناب عثمان
مروان
معاویہ
یزید
ام حبیبہ
عبدالملک ابن
بنت
حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
اکلوتی بیٹی
ام السادات
یزید
قاتل فرزند رسول

نوٹ:۔ بعض مؤرخین نے امیہ کو عبدالشمس کا غلام رومی لکھا ہے۔ تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۲۰ کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ مصر

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ط۔ سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ ہم نے جو خواب تم کو دکھایا تھا تو بس ایسے لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا تھا اسی طرح پر وہ خاندان جس پر لعنت کی گئی ہے۔ مفسرین کا اس آیت پر اتفاق ہے کہ شجر ملعونہ سے مراد خاندان بنی امیہ ہے

۱۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی امیہ میرے منبر پر اس طرح اچھلتے ہیں جیسے بندر جس سے رسول خدا کو بہت رنج پہنچا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۰۹ و تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۴۰۸)

۲۔ رسول خدا نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے ہیں اس خواب سے سردار انبیاء کو بہت رنج و ملال پہنچا اور آخری لمحہ حیات تک کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ تب خداوند تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱)

۳۔ بی بی عائشہ نے فرمایا کہ اے مروان تیرا باپ دادا قرآن مجید میں شجرہ ملعونہ کا نام حاصل کر چکا ہے (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱)

۴۔ عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ مراد شجر ملعونہ سے بنی امیہ اور حکم ہیں۔ رسول خدا نے خواب دیکھا کہ اولاد مروان میرے منبر کو ہاتھوں ہاتھ پھراتے ہیں (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۶) ۵۔ شجرہ ملعونہ سے مراد خاندان بنی امیہ ہے در روضۃ المناظر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۵ اور تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۱۸ اور مسانید آئمہ حدیث سے ثابت ہے کہ شجر ملعونہ فی القرآن بنی امیہ ہیں پس اس تصریح سے ثابت ہے کہ شجر ملعونہ خاندان بنی امیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے حقدار نہیں ہیں۔

بنی امیہؓ اور بنی ہاشم میں عداوت کا آغاز

حضرت قصٰی کی وفات ۴۸۰ء میں ہُوئی۔ انہوں نے حرم محترم کی تولیت کا منصب اپنے بڑے بیٹے عبدالدار کو بخشا۔ لیکن یہ نا اہل ثابت ہُوا۔ شبلی نعمانی نے کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا ہے کہ عبدالدار کی نا اہلی کے باعث تولیت کعبہ کے فرائض عبدالدار کے بھائی مغیرہ ملقب عبدمناف نے حاصل کر لئے۔ عبدمناف کی کئی اولادیں تھیں لیکن ان کے بیٹوں میں حضرت عمرو ملقب ہاشم اپنے جود و سخا ضیافت و مدارات، شرافت و دیانت کے باعث بہت زیادہ ممتاز اور ہر دلعزیز تھے۔ حضرت ہاشم و عبدالشمس دونوں جڑواں پیدا ہُوئے۔ جن کے جسم کا کوئی حصّہ مشترک تھا جو تلوار سے جُدا کیا گیا۔ اس وقت پیشنگوئی کی گئی تھی۔ کہ دونوں میں تلوار چلتی رہے گی۔ عبدالشمس جلد فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا یا غلام رومی نام ذکوان المعروف امیّہ جانشین ہُوا۔ یہی وُہ امیّہ ہے جس کے نام پر اس کی اولاد بنی امیہ کہلائی۔ امیّہ کو حضرت ہاشم کی شہرت و ناموری اور بلند کرداری پر حسد ہُوا۔ اور ان کے عظیم الشان و بے مثال کارناموں کی وجہ سے اُن کا جانی دشمن بن گیا۔ اور حضرت ہاشم کے افعالِ حسنہ کی نقل کرنے لگا۔ لیکن نہ کر سکا اور حضرت ہاشم کی مخالفت کرنے لگا۔

امیّہ نام ذکوان

بعض مورخین نے عبدالشمس کا غلام رومی لکھا ہے۔ چنانچہ تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۸ و کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اول صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے کہ امیّہ ذکوان عبدالشمس کا بیٹا نہیں تھا بلکہ رُومی غلام تھا اور کتاب استغاثہ میں ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ ایک قوم اپنے آپ کو قریش سے منسوب کرتی ہے۔ حالانکہ وُہ قریش سے نہیں ہے۔ اصل اس کی روم ہے یہ کہ امیّہ بن ابوعبیدہ جملہ اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ عبدالشمس کا غلام امیّہ رومی تھا۔ و کتاب تبصرۃ العوام تالیف سید مرتضٰی علم الھدیٰ۔ بہرحال ہمیں اس سے بحث نہیں کہ امیّہ، عبدالشمس کا غلام رُومی تھا یا بیٹا۔ لیکن امیّہ حضرت ہاشم کے فضل و کمالات کی وجہ سے اُن کا جانی دشمن تھا جس کا اندازہ تاریخ کامل ابن اثیر جزری کی عبارت سے ہو سکتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا۔ اور ہاشم لقب آپ کا اس وقت ہوا جب آپ نے لوگوں کو شوربے میں روٹیاں ڈال کر کھلائیں۔ اور حضرت ہاشم اپنے والد عبدمناف کے بعد تولیّت خانہ کعبہ سپرد ہُوئی۔ پس امیّہ نے آپ کی سرداری اور مہمان نوازی پر حسد کیا۔ اور تکلف سے حضرت ہاشم کے افعالِ حسنہ کی نقل کرنے لگا مگر نہ کر سکا۔ اور عاجز آ گیا پس قریش نے مذاق اڑایا اس پر امیّہ ناراض ہو کر حضرت ہاشم کی عیب جوئی کرنے لگا۔ اور ان کو حسب و نسب میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی حضرت ہاشم نے اپنے سن وسال اور عظمت و قدر کی وجہ سے اس کو مکروہ سمجھا۔ مگر قریش نے آپ کو مجبور کیا۔ آخر فیصلہ ہُوا کہ جو شخص اس مقابلہ میں ہار جائیگا وُہ پچاس اونٹنیاں دوسرے کو دے گا۔ اور دس سال مکہ سے جلاوطن رہے گا۔ پس امیّہ نے اُسے منظور کیا اور دونوں نے اپنا حکم اور فیصل کاہن خزاعی کو مقرر کیا۔ اور وُہ عمر بن عمق کا داماد تھا۔ اور اس کا گھر عسفان میں تھا۔ اور امیّہ کے ساتھ ہمہیہ بن عبد الفہری تھا اور اس کی بیٹی امیّہؓ کے گھر میں تھی۔ پس کاہن مذکور نے بدیں الفاظ فیصلہ سُنایا کہ ماہ تاباں ستارہ روشن اور ابر باراں اور فضا میں پرواز کناں پرندوں کی قسم کہ" ہاشم امیّہ سے جملہ خوبیوں میں بڑھ چڑھ گیا ہے۔ اوّل و آخر کی فضیلت حضرت ہاشم کے لئے ہے۔ اور ابو ہمہیہ کو کہ اس کی خبر ہے پس حضرت ہاشم اس محاکمہ میں غالب ثابت ہُوئے۔ حضرت ہاشم نے امیّہ سے پچاس اونٹنیاں لے لیں اور ذبح کر کے حجاج کو کھلا دیں اور امیّہ دس برس تک مکہ سے باہر چلا گیا پس یہ ابتدائی عداوت تھی جو بنی ہاشم اور امیہ کے درمیان واقع ہوئی (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰)۔

تاریخ عرب شاہد ہے کہ بعثت نبوی سے قبل عربوں کی زندگی اور موت جھوٹی شان و شوکت اور خونی انتقام کے لئے وقف تھی۔ وہ اپنی

جہالت کے سبب اونٹنی کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ایک اونٹنی کی خاطر چالیس ۴۰ سال تک انسانی خون سے ہولی کھیلا کرتے تھے اور انتقام در انتقام کا سلسلہ برسوں جاری رہتا۔ اور ہر مرنے والا اپنی اولاد کو وصیت کر کے مرتا کہ فلاں قتل یا توہین کا بدلہ فلاں قبیلہ سے ضرور لینا۔ اس طرح مقتول کی یاد اور قاتل یا توہین کرنے والے کا نام پشت در پشت چلا آتا، یہی صورت امیہ و ہاشم کے واقعہ میں ہے۔ چنانچہ خزاعی حکم کے فیصلہ کے مطابق امیہؒ کو اپنی شکست کھا کر مکہ سے نکلنا پڑا۔ اور پچاس اونٹنیاں جرمانہ میں دینا پڑیں۔ اس عرصہ میں جلاوطنی کا دور شام میں گذرا، یہی عداوت امیہ و ہاشم کے مابین سنگِ بنیاد ثابت ہوئی اسی وجہ سے اولادِ امیہؒ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اولادِ ہاشم کی دشمن بن گئی۔ اس لئے اولادِ امیہؒ نے اولادِ ہاشم سے ہر مقام اور ہر دور میں انتقام لینے کی کوشش کی اور جب بھی موقعہ ملا اولادِ ہاشم پر ایسے مظالم ڈھائے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور آج تک اور آئندہ حامی بنی امیہ اولادِ ہاشم اور ان کے دوستوں سے برسرِ پیکار رہے ہے۔ چنانچہ حرب امیہؒ کا بیٹا حضرت عبدالمطلب سے برسرِ پیکار رہا۔ حرب کا بیٹا صخر معروف ابوسفیان رسالتمآب سے نبرد آزما رہا۔ اور معاویہ حضرت علیؑ و امام حسنؑ سے اور یزید امام حسینؑ سے خونریز لڑائیاں لڑتے رہے اور مکروفریب کے جال پھیلاتے رہے، غرض بنی امیہؒ، بنی ہاشم کی فضیلتوں کو مٹانے کے ہمیشہ کوشاں رہے ہے۔ لیکن بنی ہاشم میں نورِ رسالت کی برکت سے اخلاق مکارم اور فضائل جلیلہ کچھ ایسے چمکے کہ ان کا مٹنا محال ہو گیا۔ چنانچہ کتاب الملل والنحل مصنف علامہ شہرستانی مطبوعہ بمبئی ص ۹۸ اہلسنت کی مشہور کتاب میں لکھا ہے کہ نورِ رسالت صلب ابراہیم و اسماعیل سے لے کر عبدالمطلب تک مختلف کرامتوں اور برکتوں کا باعث رہا۔ اسی نور کی برکت سے قضیۂ اصحاب فیل میں فیل اعظم نے حضرت عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ اور اسی نور کی برکت سے خداوند تعالےٰ نے شر ابرہہ کو دور کیا۔ اور ابابیل کو بھیج دیا۔ اسی نورِ محمدؐی کی برکت سے حضرت عبدالمطلب کو دسویں لڑکے عبداللہ پدر رسول اللہ کی ذبح کی نذر کا الہام ہوا۔ اسی لئے سرورِ کائنات فخریہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ابن الذبیحین ہوں۔ اور اسی نورِ رسالت کی برکت سے حضرت عبدالمطلب اعمالِ صالحہ اور افعالِ حسنہ کی تعلیم دیتے تھے اور مکارم کی رغبت دلاتے تھے۔ اور رذیلہ سے منع کرتے تھے۔ اور اسی نور محمدؐی کی برکت حضرت عبدالمطلب کو عرب کے فیصلہ جات کی مسند سپرد ہوئی۔ چنانچہ آپ عندالکعبہ مسند بچھا کر قوم کے جھگڑے فیصل کرتے تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ کو یہ کہا کہ اس گھر کا خدا محافظ ہے جو باطل کو اس سے دور رکھے گا۔ اور اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔ پس ثابت ہوا کہ خاندان بنی ہاشم حامل نور محمدؐی تمام خاندانوں سے افضل ہے چنانچہ رسولؐ خدا نے خود فرمایا کہ میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں، بتحقیق خداوند عالم نے مخلوق کو خلق فرمایا تو مجھ کو ان سے بہتر بنایا پھر ان کے دو فرقے بنائے تو سب سے مجھ کو بہتر فرقہ میں رکھا۔ پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھ کو بہتر قبیلہ میں رکھا پھر جب اُن کے گھرانے بنائے تو مجھ کو بہتر گھرانہ میں رکھا۔ پس میں تم سب سے بہتر گھرانے والا اور سب سے بہتر وجود ہوں۔ (کنز الاعمال جلد ۶، ص ۱۰۴، ۱۰۵ و خصائص الکبریٰ سیوطی البرہان جلد ۱ ص ۱) پس خاندانِ بنی ہاشم حاملِ نور محمدؐی تمام فضائل و مناقب و عظمت و جلال قدر میں تمام دنیا کے خاندانوں میں افضل ترین خاندان اور یہی خاندان شجرہ طیبہ اور اس کے مخالف خاندان بروئے نص سورۂ بنی اسرائیل مذکور شجر ملعونہ ہے اور اسی خاندان بنی امیہؒ سے خاندانی تصادم کے علاوہ مذہبی تصادم رسالتمآب کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔

صخر ملقب ابوسفیان بنی امیہ کفر پرستی اور خباثتِ نفس میں اس قدر بکے تھے کہ وہ دینِ اسلام کی نعمت کو اختیار کرنے میں اپنی شکست اپنی اہانت اور اپنے خاندانی وقار کی بے عزتی تصوّر کرتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے ابوسفیان جو امیہ کا پوتا تھا۔ اس کی سرکردگی میں اسلام کو نیست و نابود کرنے کا تہیّہ کر لیا۔ اور چونکہ دینِ اسلام خلافتِ الٰہیہ کے مبلغین کی وجہ سے ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے بنی امیہ نے اپنی ساری قوتیں دینِ اسلام کی تعلیم کو نشر کرنے والوں تعلیم دینِ اسلام پر عمل کرنے والوں، اس کے نام لیوا افراد کو زہر اور خنجر سے ختم کرنے پر صرف کر دیں چنانچہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ تو پہلا شخص ابولہب تھا جس نے رسولِ خدا کی تکذیب شروع کی۔ کیونکہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب خاندانِ بنی امیہ کی لڑکی تھی۔ ابولہب کو ابوسفیان کی حمایت حاصل تھی، ابوسفیان کو یقین تھا کہ وہ اپنی زندگی میں بنی ہاشم سے سرداری چھین لے گا، لیکن اب رسالتمآبؐ کی تبلیغ اسلام سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ مذہبی اور دنیوی سرداری دونوں بنی ہاشم میں یکجا ہو گئی ہیں اب کل تو سارا عرب و عجم اس دعوت اسلام کی لپیٹ میں آجائے گا۔ تو بنی امیہ اس نئی اور تازہ دشواری پر قابو پانے کے لئے اسکیمیں بنانے لگا۔ رسولِ خدا کو مکہ کی تیرہ یا چودہ سالہ زندگی میں جن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ بنی امیہ کی سازشوں اور ابوسفیان کی چالوں سے پیش آئے، تبلیغ اسلام کی مخالفت شعب ابوطالب میں محصور ہونا اور خمتی مرتبت کے قتل کی سازشیں یہ سب ابوسفیان کے اشارے سے ہوتا تھا، مومنین جان و ایمان کی حفاظت کے لئے مکہ چھوڑنے لگے۔ خود سرداِر انبیاء نے ابوسفیان کے آخری حربہ قتل سے بچنے کے لئے ہجرت کی اور مدینہ منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور عرب کے مغرور و سرکش ابوجہل کو جو بنی عدی کا فرد تھا۔ اپنے لشکر کا سردار بنا دیا۔ ابوسفیان دینِ اسلام کو مٹانے کے لئے قسمیں کھائے ہوئے تھا۔ اور رسول اللہؐ کا سب سے بڑا جانی دشمن تھا۔ ابوسفیان کا لشکر اسلام کو مٹانے کے لئے جب مدینہ کے قریب پہنچا تو مقام بدر پہ لشکرِ اسلام نے آگے بڑھ کر دفاع کیا۔ اور رسالتمآبؐ کو فتح ہوئی۔ ابوسفیان اپنی شکست خوردہ لشکر کو اکٹھا کر کے دوسری جنگ کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور احد کا مورچہ خود ابوسفیان نے رسولِ خدا کے مقابلے کے لئے سنبھال لیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور بڑے بڑے مشاہیر بھاگ نکلے۔ ماسوائے حضرت علی المرتضٰی، جناب عباس، ابوسفیان بن الحارث و عبد … بن مسعود (تاریخ خمیس وغیرہ) جناب حمزہ کی شہادت کے بعد ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی ماں ہندہ نے سینہ چاک کر کے جگر چبایا۔ اور کفار و مشرکین کے حملوں کو علی المرتضٰی نے پسپا کر کے ان کو فی النار و السقر کیا۔ اور رسول اللہؐ فرماتے جاتے تھے۔ کہ یا علی کفار و مشرکین اس طرف ہیں تو حضرت علی المرتضٰی اسی طرح حملہ آور ہو کر ان کو پسپا کرتے تھے۔ بہرکیف یہ بدر و احد کی لڑائیاں حقیقتاً خاندانی نہیں تھیں۔ بلکہ یہ مذہبی لڑائیاں تھیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن ابوسفیان نے مجبوراً جان بچانے کے لئے بظاہر کلمہ پڑھ لیا تھا۔ لیکن عملاً مسلم نہ تھا۔ بلکہ لبادہ اسلام اوڑھ کر دینِ اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گیا۔ اور باطنی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ اپنی دنیوی عزت و وقار کے واپس لانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ لیکن یہ سب کچھ پس پردہ ہو رہا تھا اس

عرصہ میں سردار الانبیاء دُنیا سے رخصت ہُوئے۔ تو اب ابو سفیان کو انتقام آل محمدؐ کی رغبت اور بھی زیادہ ہو گئی اور جب سقیفہ کی ابتدائی کمزور حکومت کو دیکھ کر حضرت علی سے کہنا کہ آپ خلافت کے لئے اٹھیں تو میں مدینہ کی گلی کوچوں اور گلیوں کو سواروں اور پیادوں سے بھر دُوں گا۔ اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ابو سُفیان تم اسلام کے کب سے ہمدرد ہو گئے ہو؟ میں تو دُنیا کو بکری کی ناک کے پانی سے بھی کمتر سمجھتا ہُوں۔ ابوسُفیان سمجھ گیا۔ کہ علیؑ تو میرے فریب میں نہیں آئے۔ تو سقیفہ کی حکومت کی طرف راجع ہوا تاکہ مرکز اجتماعی میں اپنا مقام محفوظ کر لے، کہیں دونوں جانب سے محرُوم نہ ہو جائے۔ اس حکومت نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور یزید بن ابوُسفیان کو امارت شام کا وعدہ دے کر اس دشمنِ اسلام اور حاسدِ بنی ہاشم کو ساتھ ملا کر آل محمدؐ کی تباہی کے سامان اور اسباب کی دوسری کڑی تیار کر دی۔ اس مجاز کی حقیقت ابو سفیان کے اس بیان سے ہو جاتی ہے۔ جو اس نے جناب عثمان کے خلیفہ ہونے پر مشورۃً دی ہے، صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔ دیکھو (استیعاب عبد البر ۲/۲۱۰) خلافت کو گیند کی طرح اچھالو اور بنی امیہؓ کو خلافت کا راس ورئیس بناؤ۔ یہ خلافت ایک ملوکیت ہے۔ جنّت و دوزخ سب ڈھونگ ہے اور ابو سفیان نے حضرت حمزہ کی قبر پر ٹھوکر مار کر یہ الفاظ کہے:۔ "اے بنی ہاشم! تم نے اس حکومت کے لئے ہم (بنی امیہؓ) سے تنازعہ کیا تھا اب دیکھ میرے فرزند اس خلافت سے کس طرح کھیل رہے ہیں۔ اور ابو سُفیان کے پوتے یزید بن معاویہ کے یہ کلمات کہ آج اگر بنی امیہؓ کے سردار زندہ ہوتے تو وُہ دیکھتے کہ مَیں نے کس طرح بدر و اُحد میں قتل ہونے والوں کا بدلہ محمدؐ کی اولاد سے لیا۔ اور کہا نہ کوئی وحی آئی اور نہ کوئی پیغام اُترا۔ یہ تو ایک ڈھونگ تھا۔ جو بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لئے رچایا تھا۔ ابُوسفیان اور یزید کے اس اوصاف اور واضح اعلان سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہ رسول اللہؐ کی رسالت سے منکر ہیں۔ جو رسالت سے منکر وُہ خُدا سے بھی منکر ہے۔ اور ختمی مرتبت کے اس خواب کی تعبیر ہی نہیں بلکہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بنی امیہؓ میرے منبر پر اس طرح اچھلتے ہیں، جیسے بندر، جس سے رسول خدا کو بہت رنج پہنچا۔ غرضیکہ ابو سفیان نے جنگ بدر و احد اور احزاب میں بھی پوری کوشش کر کے اسلام کو مٹانا چاہا۔ آخر بنی سقیفہ کے حکمرانوں کی مدد سے شام کی امارت ہاتھ آ گئی۔ اور بنی امیہؓ کی حکومت کا آغاز ہو گیا۔ پس اموی حکومت کے غلبہ نے امویوں کو السیاد لیوانہ بنا دیا تھا کہ انسانیت کے ان اصُولوں کو جسے رسالتمآبؐ نے رائج و نافذ کئے تھے، بھُول گئے۔ دنیا و آخرت سے بے خبر ہو گئے، حق و صداقت کو چھوڑ دیا۔ اور حصول سلطنت اور بقائے حکومت کی دھن میں مکر و فریب، ظلم و جور، غصب حقوق سمجھنے لگے۔ اخلاق و کردار گر گیا۔ اور فتوحات ملکیہ کا بھُوت سروں پر سوار ہو گیا۔ بعض حامیان بنی امیہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ابو سفیان کے خُسر ہیں۔ کیونکہ اس کی بیٹی اُمّ حبیبہ سرورِ کائنات کی زوجہ تھیں۔ اس لئے ابو سفیان بحیثیت خُسر قابل احترام ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ بے شک اُمّ حبیبہ رسول اللہ کی زوجہ تھیں۔ لیکن جس وقت یہ نکاح ہُوا۔ تو ابو سفیان کا زمانہ کفر ہی تھا۔ اس لئے آنحضرتؐ نے ابو سفیان کے پاس رشتہ کا پیغام نہیں بھیجا، اُم حبیبہ باپ سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔ ان کا پہلا شوہر عبداللہ بن جحش تھا جس نے اُم حبیبہ کے ہمراہ حبشہ (افریقہ) ہجرت ثانیہ کی تھی۔ وہاں وُہ عیسائی ہو گیا۔ اس لئے اُم حبیبہ اس مرتدّ سے علیحدہ ہو گئیں جناب اُمّ حبیبہ نے اسلام کی خاطر اپنے باپ ابوُسفیان و بھائی خویش و قبیلہ اور وطن کو تو پہلے چھوڑا ہوا تھا۔ عبداللہ کے مُرتد ہو جانے کی

وجہ سے شوہر سے بھی علیحدہ ہوگئیں، سرورِ کائنات نے امِ حبیبہ کے پردیس میں مصائب و آلام کا احساس کرتے ہوئے شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس عقد کا پیغام بھیجا کہ میں امِ حبیبہ سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ امِ حبیبہ کو یہ پیغام دیا جائے۔ شاہِ حبشہ نے رسول اللہ کا پیغام امِ حبیبہ کے پاس اپنی کنیز ابرہہ کے ذریعے پہنچایا۔ جناب امِّ حبیبہ یہ سُن کر بہت خوش ہوئیں اور پیغام لانے والی کنیز کو چاندی کے دو کنگن اور دو انگشتریاں بطورِ انعام دے کر پیغامِ نکاح قبول کیا اور نکاح کے لئے خالد بن سعید کو اپنا وکیل کیا۔ چنانچہ ۷ھ میں نکاح ہوگیا۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین، ۷ھ میں ابوسفیان کا نکاح میں کوئی دخل نہیں تھا۔ اس نکاح سے ابوسفیان کی کوئی فضیلت نہیں امِّ حبیبہ دینِ اسلام کے مقابل میں کسی عزیز یا باپ کی کوئی وقعت نہیں سمجھتی تھیں۔ چنانچہ کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۶ میں ہے کہ ابوسفیان اپنے زمانہ کفر میں میعادِ صلح میں توسیع کرانے کی غرض سے مدینہ آیا۔ اُس وقت اپنی بیٹی امِ حبیبہ سے ملنے گیا۔ اور رسول اللہؐ کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگا، امِ حبیبہ نے فوراً ہی بستر کو اُلٹ دیا۔ تاکہ باپ کافر بسترِ رسولؐ پر نہ بیٹھ سکے۔ اس بات پر ابوسفیان کو بہت غصہ آیا کہ بیٹی تجھے یہ بستر اتنا عزیز ہے کہ باپ کی بھی پرواہ نہ کی۔ بیٹی نے برجستہ جواب دیا، کہ یہ بستر اللہؐ کے رسول کا ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو اس لئے آپ بسترِ رسولؐ پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اب بتائیے کہ امِّ حبیبہ جو ابوسفیان کی بیٹی ہے اپنے باپ کو بسترِ رسولؐ پر بیٹھنا پسند نہیں کرتی تو ابوسفیان کو فخر ہونے کا کیا شرف ہے بلکہ میرے خیال میں تو بیٹی کے اس عمل سے ابوسفیان کی بے عزتی ہوئی۔

بنی امیہ و بنی عباس کے عہد میں آلِ رسولؐ پر مظالم کی ایک جھلک اور شہدائے سادات کے شجرۂ نسب

امیر معاویہ بن ابوسفیانؓ

امیر معاویہ اسی ابوسفیان دشمنِ رسولِ خدا کا بیٹا اور ہندہ جگر خوار کی آغوش کا پروردہ تھا۔ باپ کی طرح بظاہر اسلام قبول کیا۔ جناب ابوبکر کی مہربانی سے باپ کو سربلندی حاصل ہوئی۔ اور جناب عمر کی جوتیوں کے صدقہ سے معاویہ کو شام کی گورنری ملی۔ اور جناب عمر و جناب عثمان کے بعد مسلسل بیس ۲۰ سال تک شام کا گورنر رہا۔ یہ بیس سالہ وہ مدت ہے جس میں بچے پیدا ہو کر جوان ہو جاتے ہیں۔ اور جوان بوڑھے، اس دور میں معاویہ نے نسل در نسل حکومت کے باقی رکھنے کے لئے ضرورت محسوس کی کہ بعض اہل بیت رسول کا عوام کے دلوں پر نقش جمایا جائے۔ اور ان کے محاسن پر مصائب کے پردے ڈالے جائیں تاکہ عوام کا رجحان اُن کی طرف نہ ہو۔ اور وہ آفتاب صداقت باطل کے پردے میں چھپ کر رہ جائے۔ جیسے دنیا کی تاریخ میں ختمی مرتبت نے روشن کیا تھا۔ کیونکہ یہی رسالتمآب کے جگر بند ہیں۔ نور محمدی کے ٹکڑے ہیں۔ قانونِ اسلام اور رسالتی احکام کے محافظ ہیں اس وجہ سے بجیس سالہ اموی پروپیگنڈا نے اہل شام کو یہ یقین دلا دیا تھا۔ کہ معاویہ سے زیادہ رسولِ خدا کا کوئی قریبی رشتہ دار یا اولاد و وارث نہیں۔ اس پر معاویہ کے وہ اقوال شاہد ہیں۔ جو اس نے جناب عثمان کے دربار میں عمار یاسر سے کہے تھے۔ کہ شام میں لاکھوں ایسے مسلمان موجود ہیں جنہیں یہ معلوم نہیں کہ علی و فاطمہ، حسنؑ، حسینؑ کا رسول اللہ سے کیا رشتہ ہے؟ بہرکیف معاویہ نے سمجھ لیا تھا اور خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ رسولِ خدا کا حقیقی وصی اسلام کا چشمہ وحید، مہبطِ وحی، مخزنِ علوم محمدؐ، اور ستونِ بیت بنی ہاشم یہی علی ہے اور یہ کہ علی اور ان کا باپ ابوطالب ہی ناصرانِ محمدؐ تھے حتیٰ کہ علی نے شبِ ہجرت اپنی جان کو فدا کر کے تمغہ من یشری حاصل کیا اور علی ہی صنادید عرب اور شجاعانِ کفار کا قاتل ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو بدر و احد، خندق اور حنین میں اسلام کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور روزِ خندق عمرو عبدود کامیاب ہو جاتا۔ اور علی ہی مردِ میدان اور مرکزِ ایمان ہے اگر علی اور اس کی اولاد کو مٹا دیا جائے۔ تو دینِ اسلام محمدی کا مٹ جانا یقینی ہے۔ یہ تھا بنی امیہ کا نصب العین، جب جناب عثمان کے قتل کے بعد امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کو من حیث الجماعت مجبور کیا گیا کہ وہ حکومت اسلامیہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لیں چنانچہ تمام مہاجرین و انصار نے حضرت علی ابن ابیطالب کے ہاتھ پر بیعت کر کے بالاتفاق اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور علمائے اہلسنت کی

کتاب الملل والنحل مصنفہ علامہ شہرستانی وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ امامت موقوف و اختیار پر ہے ہر شخص امام ہو سکتا ہے جبکہ اس پر اجماع ہو گیا ہو۔ لھذا اس اصول اجماع کے تحت حضرت علیؑ تمام مسلمانوں کے خلیفہ برحق تھے، ہر مسلمان پر حضرت علیؑ کی اطاعت واجب اور دوسری طرف کسی تاریخ میں یہ اشارہ موجود نہیں ہے کہ جناب عثمان کے قتل کے بعد تمام مسلمانوں نے معاویہ کی خلافت پر اجماع کیا ہو یا جناب عثمان نے معاویہ بن ابوسفیان کو خلافت کے لئے نامزد کیا ہو جب ایسا نہیں ہے اور حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ آج تک تمام حضرت اہلسنت الجماعت حضرت علی ابن ابیطالب ہی کو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں معاویہ بن ابوسفیان کو چوتھا خلیفہ نہیں مانتے لہٰذا معاویہ نے بحیثیت باغی کے پوری قوت سے حضرت علیؑ سے صفین میں مقابلہ کیا جسمیں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا یہ عجیب اصول اجماع ہے کہ حضرت علی کو چوتھا خلیفہ ماننے کے باوجود معاویہ کو بھی خلیفہ مانتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے عقیدہ میں علیؑ خلیفہ ہے اور حضرت علیؑ ان کے خلیفہ معاویہ سے نبرد آزما ہوئے تو مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ وہ حضرت علیؑ کا نام چوتھی خلافت سے خارج کر دیتے اور اپنا ساختہ اصول اجماع برقرار رکھتے یہ بھی نہ کیا اور یہی مسلمان حضرت علیؑ کو آج تک چوتھا خلیفہ مانے جاتے ہیں، اس اصول کا مطلب یہ ہوا کہ خلیفہ رسولؐ اور ان کا باغی ہم پلہ ہیں تو پھر تو رسولؐ کا باغی یا حق و باطل یا عالم و جاہل یا اسلام و کفر یا جنت و دوزخ مساوی الدرجہ ماننے پڑیں گے۔ مگر ایسا نہیں ہے، حق حق ہے، باطل باطل ہے، اسلام اسلام ہے کفر کفر ہے۔ جنت جنت ہے دوزخ دوزخ ہے۔ اسی طرح خلیفہ رسول خلیفہ رسولؐ ہے۔ اس کا باغی باغی ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ ابوسفیان حضرت علیؑ کو سواروں اور پیادوں کی پیشکش کر رہا تھا اور آج اسی ابوسفیان کا بیٹا معاویہ حضرت علیؑ کے مقابلہ میں پچاس ہزار سے زائد لشکر لے کر جنگ کرنے کیلئے میدان صفین میں نکلتا ہے حقیقتہً دونوں کا مقصد ایک ہی تھا وہ تھا دین اسلام کو ختم کرنا

امیر معاویہ کا کردار ابوسفیان سے منظم اسلام کش پالیسی امیر معاویہ کی تھی۔ معاویہ کا دور اسلام کی تاریخ میں تاریک ترین دور تھا۔ معاویہ نے ساری زندگی اساس اسلامی کو فنا کر دینے میں گذاری۔ مسلمانوں کو اخوت و مساوات کا جو سبق پیغمبر اسلام نے دیا تھا وہ بھلا دیا گیا۔ مولانا خلیل احمد صاحب حنفی بنارسی کہتے ہیں کہ معاویہ نے اموی سلطنت کے درخت کو بے شمار مسلمانوں کا خون پلا کر پرورش کیا۔ معاویہ کے دور حکومت میں قیصر و کسریٰ کی حکومت کا نقشہ کھنچا ہوا تھا، کوئی دنیاداری آرائش و سجاوٹ اور شان و طمطراق ایسا نہ تھا جو معاویہ کے دربار میں نہ ہو یہاں تک مردوزن کا خواجہ سرا بنانا اور محل سرا میں رکھنا معاویہ کی ایجاد ہے۔ چنانچہ جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ خلاف تعلیم قرآن معاویہ کا کروفر بڑھتا جا رہا ہے تو اس کی تادیب کے لئے خود بہ نفس نفیس شام کا دورہ کیا۔ معاویہ کو جب دیکھا کہ صبح کو ایک جلوس سے اور شام کو دوسرے جلوس سے ملنے کے لئے آتا ہے تو جناب عمرؓ نے معاویہ کی شان و شوکت پر اعتراض کیا۔ تو معاویہ نے جواباً کہا کہ شاہ روم کے جاسوس کو اسلام کی شان و شوکت دکھاتا ہوں۔ اس جواب پر جناب عمرؓ نے فرمایا کہ یہ مکاریوں کا فریب ہے اور معاویہ اسلام کا کسریٰ ہے۔ معاویہ نے شام کی بے حد و حساب دولت سے اپنی حکومت کے لئے مستحکم قلعے قائم کرائے۔ بڑے بڑے وظائف دے کر صحابہ کا ایمان خرید لیا۔ اور علامہ جلال النبی المصری لکھتے ہیں کہ معاویہ کی سیاست اور ان کے تمام احکام و امور خلاف سنت رسولؐ تھے۔ اور ملوکیت سے مشابہت رکھتے تھے۔ پھر ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ عہد معاویہ میں شراب نوشی عام طور سے ہونے لگی۔ خرید و فروخت پر کوئی روک باقی نہ رہی چنانچہ عبدالرحمٰن بن سہیل صحابی نے شراب کے بار سے لدے ہوئے اونٹوں کو دیکھا تو اپنے نیزے کی نوک سے ان مشکوں کو پھاڑ ڈالا۔ معاویہ کو اس امر کی اطلاع ملی۔ دربار میں پیشی ہوئی تو معاویہ نے کہا کہ اس بڈھے کو چھوڑ دو۔ اس کی عقل جاتی رہی صحابی رسولؐ نے کہا خدا کی قسم میری عقل نہیں گئی مگر رسولؐ خدا نے ممانعت فرمائی ہے کہ شراب ہمارے شکم میں داخل ہو نہ برتنوں میں رکھی جائے۔ (اسد الغابہ جلد ۳ احکام حافظ ابن حجر عسقلانی) یہ ہے معاویہ کا کردار۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے ارشاد احدیت ہے "وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ○" سورہ یوسف اور نہیں ایمان لاتے بہت سے لوگ اللہ پر مگر ساتھ شرک بھی کرتے رہے ہیں۔

اہلبیت رسولؐ کے خلاف اموی محاذ جن اہلبیت رسول کو اموی حکمران تباہ و برباد کرتے رہے ہیں ان کے بارے میں بانی اسلام کے کیا ارشادات ہیں اللہ رب العزت "وما کان لمومن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللہ و رسولہ"

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ؕ سورۃ الاحزاب ۔ اور کسی مومن و مومنہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں ہو گا۔ یہ حکم تمام مومنین و مومنات کے لئے واجب العمل ہے یعنی خدا و رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی بھی مومن و مومنہ کو اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو خدا و رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ حکم خدا بھی حکم رسولؐ ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ؕ اور وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ سورۃ دھر۔ اور نہیں بولتا نہیں کلام کرتا خواہش اپنی سے مگر وہ جو کچھ کہتا ہے ہماری وحی سے کہتا ہے جو ہم اس کو کرتے ہیں اور یہ کہ تم نہیں چاہتے جب تک اللہ نہ چاہے۔ پس ان آیات سے معلوم ہوا کہ فرمان نبوی حکم خدا ہے جو رسول اللہؐ کے فرمان کی خلاف ورزی کرے گا اس نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی اور ایسا شخص کھلی گمراہی میں ہو گا پس ثابت ہوا کہ رسول خدا کا ہر قول و فعل مطابق وحی الٰہی ہوتا ہے۔ اگر رسول الحق مع العلی والعلی مع الحق کہے تو وحی الٰہی ہے اگر رسولؐ یا علی لحمک لحمی و دمک دمی و قلبک قلبی و جسمک جسمی و نفسک نفسی و روحک روحی کہے تو وحی الٰہی ہے۔ اگر رسول انا و علیاً من نور واحد کہے تو وحی الٰہی ہے اور اگر رسولؐ علیاً مع القرآن والقرآن مع العلی کہے تو وحی الٰہی ہے۔ اگر رسولؐ فاطمۃ بضعۃ منی کہے تو وحی الٰہی ہے اگر رسول الحسنؑ والحسینؑ سیدا شباب اہل الجنۃ کہے تو وحی الٰہی ہے اگر رسولؐ حسینؑ منی و انا من الحسینؑ کہے تو وحی الٰہی ہے۔ اگر رسولؐ یا ایھا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و اہلبیتی کہے تو وحی الٰہی کے ذریعے ہے۔ اگر رسول آخر وقت کاغذ قلم مانگے تو وحی الٰہی کے ذریعہ سے خدا و رسولؐ نے اہل بیت رسولؐ کے اس قدر فضائل و مناقب بیان کئے ہیں جس کا لکھنا ناممکنات میں سے ہے۔ غرض کہ جس طرح قرآن کے علم میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں دی۔ اسی طرح اہلبیت رسولؐ کے علم میں واقعہ مباہلہ میں نفس خدا و عمل رسولؐ سے نمایاں ہے کہ علیؑ فاطمہ، حسنؑ، حسینؑ ماسوا رسول اللہؐ کے جملہ مخلوقات سے اشرف اور افضل اور خدا و رسول کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ اسی لئے رسالت مآب نے فرمایا اولنا محمدؐ و اوسطنا محمدؐ و آخرنا محمدؐ و کلنا محمدؐ۔ ترجمہ: ہمارا پہلا بھی محمدؐ ہے، درمیانی بھی محمدؐ ہے، آخری بھی محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں یعنی چودہ معصومین محمدؐ ہیں۔ علی المرتضیٰ کا فعل رسول اکرم کا فعل ہے۔ فاطمہ زہراؑ کا فعل ہے۔ حسن مجتبیٰ کا فعل ہے، حسینؑ کا فعل ہے۔ علی المرتضیٰ کی عظمت رسول اکرمؐ کی عظمت ہے۔ پنجتن پاک کی عظمت ہے اور بارہ۱۲ اماموں کی عظمت ہے۔ چودہ۱۴ معصومین کی عظمت ہے اس لئے کہ وہ سب محمدؐ ہیں۔ اسی نور اول نور محمدیؐ کی شمعیں ہیں۔ اسی ایک روح کے مجسمے ہیں جن میں دین اسلام کی ہدایت جلوہ گر ہے۔ جن میں صفات الٰہیہ کا جلوہ جگمگا رہا ہے۔ یہ چودہ۱۴ معصوم ایک دوسرے کے قائم مقام خلیفہ، وصی جانشین ایک دوسرے کے بدل ایک دوسرے کی سچی تصویر ایک دوسرے کی حقیقی روح ہیں اسی حدیث کی روشنی میں خدا اور رسولؐ کے حکم سے مقام خم غدیر حضرت علی ابن ابیطالب، خلیفہ و جانشین منتخب ہوئے۔ اور رسول اللہ نے وحی الٰہی کے ذریعہ سے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا۔ چنانچہ کتب کوکب دری ص۴۳۔ وفردوس الاخبار اور مودۃ میں بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علی میرا وصی اور وارث ہے اور کتب بحر المعارف و خلاصۃ المناقب و کوکب دری ص۲۸۹ پر مذکور ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا یا علیؑ تو میری ذمہ داری کو ادا کرے گا اور تو ہی میری امت پر میرا خلیفہ ہے پس آیات و احادیث نبوی سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ ابن ابیطالب وصی رسولؐ اور خلیفہ بلافصل رسولؐ ہیں۔ آج بھی سواد اعظم کے مسلمانوں میں حضرت علی ابن ابیطالب کی خلافت دو طرح مانی جاتی ہے شیعہ امامیہ عقیدہ میں حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں۔ اور اہلسنت والجماعت کے عقیدہ میں چوتھے خلیفہ ہیں اب سورۃ مرقومہ میں آیۃ مذکورۃ ھا

کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے امور میں کوئی اختیار نہیں
کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ...... تا آخر۔ اور جو ان کے حکم کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی ہو گا۔ وہ فیصلہ کیا ہے وہ ہے حضرت علیؑ کو خدا اور اس کا رسولؐ خم غدیر کے مقام پر
اپنا جانشین مقرر کر چکا اب جو حضرت علی کو خلیفہ بلافصل رسولؐ نہیں مانے گا وہ کھلی گمراہی ہے اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت علی ابن ابیطالب
کی مخالفت اور لڑنے والوں یا اذیت دینے والوں کے لئے خدا و رسولؐ کا کیا فرمان ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ علیؑ میرا وصی ہے جو علی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جس نے
علیؑ سے صلح رکھی اس نے مجھ سے صلح کی۔ اور جو علیؑ سے خلافت کے بارے میں لڑے اسے قتل کر دو کوئی بھی ہو (کتب مناقب اخطب خوارزم و ینابیع المودہ ص ۱۲۹)
پھر فرمایا جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی جو شخص علی کو اذیت دے گا وہ قیامت کے دن یہودی یا نصرانی ہو گا۔ (مناقب احمد بن حنبل
و ینابیع المودۃ) اور فرمایا رسولِ خدا نے دوست دارانِ علی جنت میں جائیں گے اور ایمان کی تکمیل حبِ علیؑ سے ہوتی ہے اور علی کی محبت رسولؐ کی محبت علیؑ کی
دشمنی، رسولؐ کی دشمنی ہے (ابن ابی الحدید و سنن ابو داؤد و مناقب ابن مغازلی) پس ان اقوال رسول اللہؐ سے واضح ہے کہ علیؑ کا دشمن، علیؑ سے لڑنے والا
علی کو اذیت دینے والا رسولؐ کا دشمن ہے اور وہ رسول اللہ سے لڑتا ہے اور رسول اللہ کو ایذا دیتا ہے۔ رسول اللہ کو ایذا دینے والوں کے حق میں فرماتا ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (سورۃ احزاب) بے شک جو لوگ اللہ اور
اس کے رسولؐ کو ایذا اور دکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اب
قارئین کرام حضرت علیؑ اور ان کے جانشینوں کے مخالفین کا جائزہ لیجئے۔ ۶۵۵ء میں امیر معاویہ بن ابو سفیان گورنر شام نے حضرت علی ابن ابیطالب خلیفہ
رسول برحق کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا۔ جس کا نتیجہ جنگ صفین کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور حضرت علیؑ سے صفین کے میدان میں لڑا۔ معاویہ نے حکومت
پاتے ہی تنخواہ دار خطیب معین کئے جو مسجدوں میں حضرت علیؑ خلیفہ رسولؐ کو گالیاں دیتے تھے۔ لاکھوں روپے صرف کر کے جھوٹی روایتیں فضائل صحابہ و خلفاء
میں تصنیف کرائی جاتیں اور معاویہ کہتا کہ یہ سلسلہ گالیوں کا اس وقت تک جاری رکھوں گا کہ بچوں کو علی پر گالیاں دینے کی عادت پڑ جائے۔ اور جوان ہو
جائیں اور بوڑھے اسی حالت پر مر جائیں۔ حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب جو رسولِ خدا نے بیان فرمائے تھے انہیں بیان کرنے کی قطعی ممانعت تھی اور
نہ صرف حضرت علیؑ سے روایت بیان کرنے کی اجازت تھی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر، علامہ ابن ابی الحدید سُنی المذہب شرح نہج البلاغہ میں بذیل شرح
کلام جزو ۱۱ ص مطبوعہ طہران پر لکھتے ہیں، معاویہ کے دور میں بالخصوص جھوٹی حدیثیں بنائی گئی ہیں۔ اور بڑے بڑے ثقہ محدث بھی ان
جھوٹی احادیث کو بھی صحیح حدیثوں میں ملا کر بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ معاویہ نے اپنے اہل کاروں کو تمام اطراف مملکت میں یہ حکم جاری
کیا تھا کہ دوستدارانِ علیؑ کی گواہی منظور نہ کی جائے اور یہ خیال رکھو کہ جو گروہ جناب عثمانؓ اور ان کے دوستوں سے ہو یا جو ان کے فضائل
بیان کرے ان کے مدارج بڑھا دو اور حکومت میں انہیں مقرب سمجھو۔ ان کی تعظیم کرو۔ اور جس قدر عثمان کے بارے
میں کوئی شخص بڑھا کر (یعنی فرضی) فضائل روایت کرے اس کا میرے پاس نام، ولدیت، قومیت اور سکونت لکھ کر
بھیجو۔ پس عوام نے یہ عمل شروع کیا۔ ہر شہر، ہر بستی میں اس قسم کے بہت سے لوگ ہو گئے۔ جو اپنے مراتب جاگیروں
وظیفوں کے لالچ میں جھوٹی حدیثیں بنایا کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر معاویہ نے حکم دیا کہ عثمان کے بارے میں احادیث (جھوٹی)
بہت شائع ہو چکیں۔ اب لوگوں کو حکم دو کہ فضائل مطلق صحابہ اور پہلے خلفاء کی روایت کریں۔ اور کوئی ایسی حدیث نہ چھوڑیں جس کو کوئی

شخص علیؑ کے بارے میں روایت کرتا ہو۔ مگر یہ کہ اس کے مقابل و مخالف جا دے، پیش کرد۔ پس یہ عمل علی ابن ابیطالب اور اس کی اولاد اور اس کے شیعوں کے توڑنے میں کافی مصالحہ ہے۔ اس کے بعد علامہ لکھتے ہیں کہ مناقب صحابہ میں بہت سی حدیثیں جھوٹی اور بناوٹی ایسی روایت کی گئیں جن کی کوئی اصلیت نہیں اور لوگوں نے اس کی بڑی کوشش کی تھی کہ اپنے لڑکوں اور غلاموں کو ایسی جھوٹی حدیثیں تعلیم دیں اور استادوں کو اُن پر مقرر کیا۔ کہ یہ جھوٹی حدیثیں سب کو پڑھاؤ (کتاب ابطال الاستدلال اہل الزیغ والضلال ص۶۷ مؤلفہ مولوی امیر الدین سابق سنی المذہب ضلع جھنگ، اس خطرہ کے پیشِ نظر رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ میری حدیث مطابق قرآن کے ہے کہ اور قرآن کے خلاف دیوار سے دے مارو۔ یہ تھا معاویہ کا کردار کہ حضرت علیؑ خلیفہ رسولؐ پر مدتوں مسجدوں میں گالیاں دلوائیں۔ صفین میں لڑائیاں لڑیں۔ جنگِ صفین میں سینکڑوں اصحابِ رسولؐ اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا اولادِ رسولؐ اور ان کے دوستوں کو قتل کرایا، امام حسن علیہ السلام فرزندِ رسولؐ کو زہر دلوایا۔ چونکہ شرائطِ صلحنامہ کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ کے بعد امورِ سلطنت پھر امام حسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔ صلح کے موقعہ پر تو معاویہ نے یہ شرط منظور کر لی مگر بعد اپنے بیٹے یزید فاسق فاجر کی ولیعہدی کی فکر دامنگیر ہوئی جب تک امام حسن علیہ السلام زندہ تھے یزید کو ولیعہد بنانا دشوار تھا۔ اسلئے اس نے سب سے پہلے یہی کوشش کی کہ آپ کو زہر دلوا دے تاکہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور اپنا دامن الزام سے صاف بھی رہے صاحب فرج الذہب کا بیان ہے کہ جب قضیہ صلح کو ایک مدت گذر گئی تو معاویہ کو اس بات کا خیال ہوا کہ یزید کو اپنا ولیعہد قرار دے، اور مشاہیر زمانہ سے اس کے لئے بیعت لے۔ مگر یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ فرزندِ رسولؐ کی زندگی میں یہ معاملہ خاطر خواہ طے نہ ہوگا۔ لہذا کوشش شروع کر دی کہ آپ کے وجود سے دنیا خالی ہو جائے، اغرض کہ معاویہ زہر دلانے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر خونِ ناحق چھپائے نہ چھپ سکا۔ آج اسی تذکرہ سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلانے کا بانی مبانی معاویہ بن ابوسفیان تھا۔ مثلاً کتب مرآۃ العجائب شیخ ابو عبداللہ محمد و ربیع الابرار فخری (کتاب الاستیعاب ابن عبدالبر مالکی و تذکرۃ الاخواص الائمہ سبط ابن جوزی، تاریخ ابوالفدا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ معاویہ نے بڑے امراء اسلام و صحابہ اور ایک بڑی جماعت کو زہر دلوا کر خفیہ مار ڈالا۔ حجر بن عدی صحابی رسولؐ کو قتل کرایا۔ عبدالرحمٰن بن خالد۔ مالک اشتر، ادلیس قرنی، عمار یاسر صحابی رسولؐ یہ سب شہید کئے گئے۔ یہ صحابیت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ خلیفہ رسولؐ حضرت علیؑ و فرزندِ رسولؐ امام حسن علیہ السلام و اولادِ رسولؐ و اصحابِ رسولؐ کو قتل کرانے و گالیاں دلانے پر بھی معاویہ کی خلافت پر حرف نہیں آتا۔"

یزید بن امیر معاویہ قاتل نواسۂ رسولؐ

یزید ۲۲ھ دمشق ملک شام میں پیدا ہوا۔ ماں کا نام میسون بنت بجدل کلبی ایک صحرانشین قبیلہ نصرانی سے تھی۔ تربیت تعلیم مسیحی کاہن سے ہوئی تھی۔ (بحوالہ الاسن د علامہ ابونصر قدسی)

یزید بڑا قوی ہیکل جسیم شحیم سیاہ اور گھنے بال، عاشق مزاج اور فنِ غزل گوئی میں ماہر تھا۔ یزید نے اس ماں کی گود اور اس باپ کے زیرِ سایہ پرورش پائی تھی جو ہر قسم کی آزادیوں اور عیش و عشرت سے سرشار تھا۔ یزید کی پرورش جس ماحول میں تھی۔ وہ سراسر غیر اسلامی تھا۔ عرب، ایران، روم کے تمام اسباب عیش و آرام فراہم تھے۔ نہ لشکر کی کمی تھی۔ نہ خزانہ کی عیش و عشرت نے خسرو اور ہرقل کو مات کر دیا تھا۔ یہ بادشاہ کا ایک شرابی، کبابی شہزادہ تھا۔ دمشق کے ایوان میں پل کر جوان ہوا تھا حقیقی دینِ اسلام سے وہ بالکل بے خبر تھا کیونکہ جب دنیا میں آنکھ کھولی۔ تو قیصر و کسریٰ جیسے شاہی

دربار وایوان کی ایک دنیا اپنے گرد و پیش دیکھی۔ حلال و حرام کا دار و مدار صرف پسند و ناپسندیدگی پر تھا۔ ملک کی کوئی ایسی خوبصورت عورت شاید ہو گی جو اس کے دامِ فریب سے بچ گئی ہو۔ انتہا یہ ہے پھوپھیاں یا اپنے باپ کی دوسری بیویاں بھی محفوظ نہ تھیں۔ ہر وقت شراب کے نشہ میں چور اور دولت و سطوت کے خمار میں مخمور رہتا تھا۔ لونڈیوں اور لڑکیوں میں عام نشست رکھتا۔ کتوں سے لہو و لعب، شطرنج یا مرغ بازی اس کا معمولی مشغلہ تھا، بندروں کو علماء کا لباس پہنا کر گھوڑوں پر بٹھا کر بازاروں میں پھراتا تھا۔ لیا اوقات توحید و نبوت اور جنت و دوزخ سے صاف انکار کر جاتا۔ اسلام کے خلاف ناسزا الفاظ استعمال کرتا۔ اس نے بی بی عائشہ سے عقد کرنے کی خواہش کی۔ اس کی منشاء اور مرضی کے خلاف اگر کوئی شخص قرآن کی آیت تلاوت کرتا۔ تو لائق گردن زدنی ہو جاتا تھا۔ اپنے کافر آباؤ اجداد کی مدح کرتا۔ اور بنی امیہ کے کفار کے قتل کرنے والے مسلمانوں کو برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ یزید کے عقائد و اعمال میں کہیں اسلام کی جھلک نہ تھی۔ اور کوئی کفر کی نشانی ایسی نہ تھی۔ جو اس میں موجود نہ ہو۔ (کتب طبقات ابن سعد و تاریخ علی جلال حسینی، رسالہ جواز لعن بر یزید از ابن جوزی)

یزید کا کردار (۱) بچپن سے ہی رقاصوں، مغنیوں کو لے کر ناچ و گانے میں مشغول بہ نشہ رہتا۔ رات کو گھر آتا، معاویہ کا ذرا خوف نہ کرتا۔

(۲) دمشق کا گرد و نواح یزید کے لہو و لعب سے متنفر تھا۔ وہاں عیش و طرب رقص و سرود کے دلدادہ اس کے دوست و احباب کی آمد و رفت رہتی، رقص و سرود، عیش و طرب کی محفلیں قائم ہوتی تھیں۔ (المشہور صاحب آغانی)

(۳) جب یزید ۲۹ سال کا تھا تو نہایت فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ۵۱ھ میں یزید کی لہو و لعب خلاف شرع دیکھ کر معاویہ پریشان ہو گیا تھا۔ (۴) یزید ہی اسلام میں لہو و لعب کی رسوم عام جاری کرانے کا موجب ہوا۔ گانے والوں، رقاصوں کی پشت و پناہ کی شراب نوشی، قتل و غارت کو جاری کیا۔ بڑے شاعر اس کے شریک تھے۔ (صاحب آغانی) علامہ مسعودی مروج الذہب جلد ۲ جلد ۶ کے صفحہ ۱۴۸ و ۱۵۲ میں لکھتے ہیں۔ (۵) کہ یزید بندروں، ریچھوں کو نچاتا تھا اور ان کو واعظوں کے لباس پہنا کر منبروں پر بٹھاتا تھا۔ (۶) ہر وقت نشہ شراب میں چور رہتا تھا۔ اور شرابی دوستوں کے ساتھ خود بھی رہتا تھا۔ شراب کی محفلیں رچاتا (۷) اپنی سوتیلی ماؤں سے ہم صحبت ہوتا تھا۔ (۸) قرآن اور وحی رسول اللہ کو بنی ہاشم کا کھیل کہتا تھا۔ (۹) مورخین اسلام کو اتفاق ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین بنا کر بڑی سخت غلطی کی تھی۔ اس فعل بدعت نے اور یزید کی محبت میں اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا (مشکوٰۃ جلد ۴، اسماء الرجال ص ۳ و طبری) (۱۰) جماعت اصحابی رسول اللہ کی روایات سفر شام کے بعد ہے کہ یزید نے حد سے زیادہ معاصی کا ارتکاب کیا۔ بخدا ہم لوگوں نے ایسے وقت یزید پر خروج کیا ہے جبکہ یہ خوف ہو گیا تھا کہ ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں غضب ہے کہ انسان ہو کر ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے جماع کرتا۔ شراب پی کر نماز وغیرہ کی توہین کرتا۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی بروایت عبداللہ بن حنظلہ و ابن فیل الملائکہ) (۱۱) صواعق محرقہ میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کے سامنے کسی شخص نے یزید بن معاویہ کو امیر المومنین کہہ دیا، انہوں نے غضبناک ہو کر کہا کہ تو ایک فاسق و فاجر کو امیر المومنین کہتا ہے پھر حکم دیا کہ اس شخص کو بیس کوڑے لگائیں (۱۲) یزید بن معاویہ کے فاسق و فاجر، شرابی، عیاش ہونے، فحش گانے بجانے۔ لہو و لعب، تارک الصلوٰۃ۔ ناچ و سرور کی محفلوں کو رواج دینے والا

اور واعظوں کا مذاق اڑاتا تھا۔

دینِ اسلام، قرآن و رسول اللہ، علماء سے تمسخر و مذاق، مفسد، زناکاری ماں، بہنوں، بیٹیوں سے، حرم مدینہ و مکہ کی بے حرمتی، نقضِ فساد، اصحاب و تابعین کا قتل، نواسۂ رسولؐ کا قتل، و دیگر آلِ رسولؐ۔ اہلبیت رسولؐ حضرت علی خلیفہ چہارم بقول اہلسنت کو گالیاں، کا مساجد و منبر پر رواج دیا، قرآنی آیات اللہ و رسول اللہ کو جھٹلایا۔ منافقت کے اقوال و افعال، سفاک بے دین، بدعتی کمیں، یزید کے ان قبیح افعال کا ذکر مندرجہ ذیل کتب میں ہے (مشکوٰۃ، مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۶۲، ص ۱۶۳) مسند احمد حنبل دلائل النبوۃ بروایت ابن عباس، ام سلمیٰ، انس وغیرہ و صواعق محرقہ ص ۱۳۱، ص ۱۳۲ و مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۱۱۹، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۴۲، ۵ جلد ۳ ص ۱۶، تاریخ الخلفاء سیوطی مصری ص ۱۳، و ص ۱۳۱، طبری جلد ۳ ص ۴، و جلد ۶ ص ۲۰۰ وغیرہ۔ یزید کے تذکرے حالات اظہر من الشمس تھے۔ کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو حالات نہ جانتا ہو۔ معاویہ نے جب یزید کی ولیعہدی کے مشورے لئے، تو کون ایسا تھا جس نے اس کی آوارگی، بدچلنی عشق بازی وغیرہ کا ذکر کر کے نا اہل ثابت کیا ہو۔ بجز چند انے گنے اشخاص کے تمام عوام و خواص، اصحاب و تابعین نے بے چون و چرا ولیعہدی قبول کر لی تھی، یہ تھی اس وقت کی اسلام نوازی، دینداری، شریعت پرستی جنہیں تاریخیں کب جھٹلا سکتی ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ خلیفہ زادے نے یہ رائے ظاہر کر دی تھی کہ اگر یزید نیک چلن رہے تو ہم راضی ہیں اور بدی کی تو ہم صبر کریں گے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی) اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ملوکیت اور انسانی حاکمیت یزیدی کے غلط اصولوں کے مقابلہ میں خلافت ربانی جس کے بانی پیغمبر اسلام تھے ناکارہ ہے۔ بعد شہادت مظلومِ کربلا۔ چنانچہ یزید کے وہ اشعار اب تک تاریخوں میں موجود ہیں جن سے نبوت کا صاف انکار ہے۔ یزید کے اشعار کا مختصر ترجمہ کاش میرے جنگ بدر والے بزرگ جو قتل ہوئے تھے، موجود ہوتے، مشاہدہ کرتے وقت فریق مقابل کی گھبراہٹ کا، نیزوں کے مقابلہ میں، سن لو اپنے بزرگوں کی نسل سے نہیں اگر محمدؐ کی اولاد سے ان کے عمل کا بدلہ نہ لوں، جو بدر و احد میں ہمارے ساتھ سلوک ہوا تھا، اس کا ہم نے پورا پورا بدلہ لے لیا۔ وہ آج دیکھتے کہ اولادِ رسولؐ سے کس طرح یزید نے بدلہ لیا۔ یہ تو بنی ہاشم کی سلطنت کا کھیل کھیلا تھا۔ نہ کوئی خبر آئی تھی اور نہ ہی وحی نازل ہوئی تھی۔

یزید کے کارنامے

معاویہ بن ابو سفیان ماہ رجب ۶۰ھ کو فوت ہوا۔ اور یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ یزید نے تین سال چھ ماہ حکومت کی۔ پہلے سال حضرت امام حسین علیہ السلام نواسۂ رسولؐ کو شہید کیا۔ دوسرے سال مدینہ کو تاراج کیا۔ تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا (پروفیسر ایڈورڈ براؤن) اور یہ تینوں کارنامے یزید اور یزیدیوں کو اسلام نوازی کے لئے سچا معیار ہیں۔ (۱) یزید نے تختِ خلافت پر بیٹھتے ہی پہلا حکم ولید بن عتبہ گورنر مدینہ کے نام بھیجا کہ امام حسین علیہ السلام سے بیعت لی جائے۔ اگر انکار کریں تو تن سے سر جدا کر دیا جائے۔ کارروائی سقیفہ کے بعد یہ عام دستور ہو گیا تھا کہ نامزد خلیفہ کے لئے اربابِ اثر سے بیعت لی جاتی تھی۔ یعنی یہ کہ خلیفہ یا اس کے نمائندے کے ہاتھ پر یہ عہد کرنا کہ ہم اپنا جان و مال سب خلیفہ کی مرضی پر قربان کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہیں گے۔ چنانچہ یزید نے بھی یہ مطالبہ اپنے گورنر کے ذریعہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کرا دیا۔ بہت سے مسلمان معاویہ کی زندگی میں یزید کی بیعت کر چکے تھے۔ جن لوگوں نے بیعت سے انکار کیا تھا ان میں عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، امام حسین علیہ السلام۔ ان میں درمیان کے دو کو طمع دلا کر اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔ ان میں سے جناب امام حسین علیہ السلام کا دیرینہ کینہ میراث میں اول بعد سے ملا تھا۔ اپنے بدر و احد کے مقتول آباؤ اجداد یاد آ رہے تھے۔ اب نواسۂ رسولؐ سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ یزید اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک جناب امام حسین علیہ السلام کا وجود دنیا میں باقی ہے ان کا تقدس و روحانیت اور میری بدکاریاں ٹکراتی رہیں گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگوں کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی اور اسی نظریہ کی معاویہ نے وصیت کی تھی۔ یزید کے دل میں سب سے زیادہ کھٹک نواسۂ رسولؐ کے روحانی اقتدار

سے تھی۔ بنی ہاشم کے فضائل و مناقب سے واقف تھا اس لئے یزید سمجھ چکا تھا کہ اگر امام حسین علیہ السلام کا وجود دنیا میں باقی ہے تو میری سلطنت کسی نہ کسی طرح میرے ہاتھ سے نکل جائے گی ورنہ اور کوئی طاقت ایسی نہ تھی جس سے اس کو ایسا شدید خطرہ لاحق ہوتا۔ یوں تو بیعت سے انکار کرنے والے اور بھی تھے۔ مکہ میں عبداللہ بن زبیر تھا۔ خاندان بنی ہاشم میں محمدؐ حنیفہ، عبداللہ بن جعفر اور اولادِ عباس سے تعرض نہیں کیا گیا۔ یہ سب بنی ہاشم تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں خاندانی عداوت ہی کارفرما نہ تھی بلکہ روحانی اقتدار سب سے زیادہ محرک تھا۔ خاندانی عداوت کے علاوہ اس عناد کا سلسلہ زیادہ رسولؐ اللہ کی نبوت و رسالت سے شروع ہوتا ہے جب اصنام عرب کے پرستار صخر معروف بہ ابوسفیان سے کفر کا زوال نہ دیکھا گیا۔ تو اس نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کو بدر و احد کے میدانوں میں نیست و نابود کرنے کا تہیہ کر لیا۔ یزید بنو امیہ کا ایک فرد فاسق فاجر تھا۔ جو خود مخالفِ اسلام اور ابوسفیان دشمنِ اسلام کا پوتا تھا۔ اور حضرت علیؑ المرتضیٰ کے باغی معاویہ کا بیٹا تھا۔ اپنے ان موروثی متروکات سے متاثر ہو کر اور خود اپنی طبیعت کے رجحان کی رَو میں یزید امّتِ اسلامیہ کو کفر کی طرف لے چلا اور اپنی مملکت میں اسلام کے بجائے کفر رائج کرنا چاہا۔ جناب امام حسین علیہ السّلام اپنے دَور کے شریعتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے ترجمان اور پیغمبرِ اسلام کے حقیقی جانشین اور کتاب و سنّت کے رموز و اسرار کے صحیح معنیٰ میں حامل تھے۔ آپ اپنے نانا کے دین کی تباہی پر تڑپ اٹھے۔ اور کشتیٔ اسلام کی ناخدائی پر کمربستہ ہو گئے۔ امام حسین علیہ السّلام کی شان و فضیلت کو" بعض متعصب مسلمان نہیں مانتے تو ان کی مرضی، لیکن اس حقیقت سے تو مسلم کیا غیر مسلم کو بھی انکار نہیں کہ دلبند فاطمہؑ و نواسۂ رسولؐ نے اپنا سر کٹا کر اسلام اور شریعت کا احیاء و اقتدار فرمایا ظلم و شقاوت کی بنیادیں ہلا دیں۔ اور اسی انسانیت کو از سرِ نو زندہ کیا۔ جو وحشت و بربریّت کا روپ اختیار کر چکی تھی۔

یزید کا دوسرا کارنامہ

شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد جب لوگوں نے یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو جو خونریزی و قتل و غارت گری میں مشہور تھا، فوج کثیر دے کر اہلِ مدینہ کی سرکوبی کو روانہ کیا، مقام حرّہ میں قتل و غارت گری شروع کی چیدہ چیدہ رسول اللہ کے اصحاب چار صد سے زیادہ انصار و مہاجر شہید کئے گئے۔ شامی فوج شہر مدینہ میں گھس گئی۔ مزارات کو مسمار کرایا۔ ہزاروں عورتوں سے جن میں اصحاب رسول اللہ کی بیویاں و بیٹیاں تھیں ان سے زنا کیا اور بہت سی اصحاب زادیوں کا الہ بکارت کر ڈالا۔ شہر مدینہ کو لوٹ لیا۔ تین دن شہر میں قتلِ عام رہا۔ دس ہزار سے زائد باشندگان مدینہ جن میں سات صد مہاجر و انصار تھے۔ اور اتنے ہی حافظِ قرآن و قاری و محدث و علماء و صلحا تھے۔ ان کو ظلم و ستم سے شہید کئے۔ ہزاروں لڑکے لڑکیاں غلام بنا لئے گئے۔ مسجد نبوی در رسولؐ اللہ کے حرمِ محترم میں گھوڑے باندھے گئے۔ یہاں تک کہ لید کے انبار لگ گئے۔ بحوالہ کتب تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۸ و صواعق محرقہ ص۱۳۴ و تاریخ ابوالفداء و طبری و سیر شہادتین عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہ۔ (بروایت مسلم) جس نے ظلم سے اہلِ مدینہ کو خوف دلایا، اس نے اللہ کو خوف دلایا۔ اور ایسے لوگوں پر اللہ و ملائکہ و تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۴) یزید اور اس کے لشکری اس حدیث کے مصداق ہوئے۔ اس کے بعد جناب ابوبکر کے نواسہ زبیر کو معہ ان کے متعلقین کے سُولی پر لٹکایا، مکہ معظّمہ خانہ کعبہ پر گولہ اندازی کی، پردے جلائے، مسلم بن عقبہ کے مرنے کے بعد حصین بن نمیر فوج کی کمان کرنے لگا۔ باہر منجنیق کی کلیں اٹھا کر بڑے بڑے پتھر شہر پر برسائے گئے۔ شہر مکہ معظمہ میں ہل چل مچ گئی۔ خانہ کعبہ کی عمارت چکنا چور ہو گئی۔ اسی مشین سے آگ برسائی گئی، غلاف خانہ کعبہ جل گیا۔ اور چوبی حصہ کعبہ کا

جل گیا۔ اتفاقاً یا قدرتاً منجنیق میں آگ لگ گئی۔ اُدھر یزید کی موت کی اطلاع مشتہر ہوئی۔ فوج بدل گئی۔ (تاریخ طبری)
یزید کے یہ تینوں کارنامے یعنی امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ دوسرے سال مدینہ کو تاراج کیا۔ اور خانہ کعبہ پر حملہ کیا۔ یہ یزید کے کفر و الحاد پر زندہ ثبوت ہے۔ امام حسین علیہ السلام کو بنی امیہ کے ایک فرد یزید نے اس لئے شہید کیا کہ اس کے خاندان والوں نے محض نمائشی طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھا تھا۔ اُن کے دل اپنے سابقہ مذہب (کفر و الحاد) سے وابستہ تھے "۔

یہی وجہ ہے کہ رسول خدا اور علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد دشمنان رسولؐ و آل رسولؐ نے دین حق کو عظیم ترین نقصان پہنچانا شروع کیا ایسا نقصان جو اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب تھا۔ انہوں نے بدعات و محدثات کو شریعت مقدس میں ٹھونس دیا شریعت محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت وضع کر لی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا بالخصوص یزید کے عہد میں اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ محمدؐ کے دین کو برباد کرنا یزید کا اصل اصول تھا ماں اور بیٹی اور بہن تک شہوت رانی کے لئے کام میں لانا اس کے مسلک میں جائز تھا۔ شراب، بدکاری اس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ نامحرم لڑکیاں اس کا بستر گرم رکھتی تھیں (اسلام کے وجوہ زوال مولفہ مولوی احمد خان مطبوعہ آگرہ)

اموی حکمران یزید پلید کی یہی بد عملیاں اور بدکاریاں تھیں، جن کی بنا پر امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر کٹا کر حقیقی دین اسلام کی حفاظت کی۔ امام حسین علیہ السلام کی شخصیت پر ایک غیر مسلم کا اظہار خیال،

غیر مسلم اور نواسۂ رسولؐ

جرمنی کا آئنین یہودی اسلام کا بڑا مخالف سہی، لیکن دین حق پر نکتہ چینی کرتے وقت ایک دفعہ تو اس کا قلم بھی کانپ اٹھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے "مذہب اسلام سے ہماری بڑی دشمنی ہے۔ لیکن جب ہم اسلام کے ہیرو "حسین ابن علیؑ" کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو دل لرز جاتا ہے۔ اور جس ظالمانہ طریق سے اس کو قتل کیا گیا ہے۔ اس کا تصور ہمارے کلیجے کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ حقیقت میں حسینؑ نے وہ جانبازی اور فداکاری دکھائی ہے کہ اگر اسلام میں اس جیسے دو چار آدمی پیدا ہو جاتے تو آج روئے زمین پر کوئی غیر مسلم دکھائی نہ دیتا۔ اہل بیت کے جانی دشمن یزید نے اگرچہ حسین علیہ السلام کو مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور اس کے وحشیانہ پن، اس کی ستم رانی اور اس کی ہوس گیری نے تاریخ اسلام کو داغدار کر دیا۔ مگر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ حسینؑ محمدؐ کے نواسہ نے اپنی جان اور اپنے عزیزوں کی جان محمدؐ کے دین پر قربان کر کے اسلام اور انسانیت کو دوبارہ زندگی بخشی۔ وہ اپنے مذہب کے سامنے ایک سپر بن گیا۔ اس نے تیروں اور تیغوں کے تمام وار اپنے جسم پر لئے۔ برچھیوں اور نیزوں کے زخم اپنے بدن پر کھائے۔ لیکن اسلام پر نہ تو ایک وار لگنے دیا۔ نہ اس کو زخمی ہونے دیا۔ یہ شجاعت و بسالت، جاں نثاری اور فداکاری کی وہ مثال ہے جو دُنیا کی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھی اور شاید نہ کبھی دیکھے گی " (ماخوذ از رسالہ شجاعان اسلام مؤلفہ مولانا غلام مرشد حنفی قادری مطبوعہ لاہور) ☆

دشمنانِ حسنین، دشمنانِ خدا و رسولؐ ہیں

رسول اللہ نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں
(مشکوٰۃ، ترمذی، بخاری، مسند امام احمدؒ حنبل)

۲- رسولؐ اللہ کا سورہ مباہلہ سے حسنین کو اپنے بیٹے فرمانا (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی)

۳- رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حسنین جوانانِ بہشت کے سردار ہیں (مشکوٰۃ جلد چہارم، ترمذی، نسائی، معجم طبرانی، الاخبار الفردوس
مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی)۔

۴- رسول اللہ نے فرمایا کہ حسنینؑ شجرِ رسالت کے خوشبودار دو پھول ہیں (بخاری، مشکوٰۃ، ترمذی وغیرہ)۔

۵- رسولؐ اللہ نے حسنینؑ سے محبت و دوستی رکھنے کا حکم دیا ہے (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ)،
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)۔

نوٹ:- جو کہ وہ متذکرہ فرمانِ نبوی کی مخالفت کرے، اس کے لئے رسولؐ اللہ کا ارشاد:-

(۱) رسولؐ اللہ نے حسنینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جو تم سے لڑا، وہ مجھ سے لڑا۔ اور جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کرتا
ہوں (مشکوٰۃ جلد چہارم۔ مسند احمدؒ حنبل۔ ترمذی، مظاہر الحق، معجم طبرانی وغیرہ)۔

(۲) رسول اللہ نے فرمایا ہے جو شخص حسنینؑ سے جنگ کرے گا۔ اس سے میں جنگ کروں گا، جو حسنینؑ سے الفت رکھنے والا
ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والا خدا سے محبت رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد چہارم، ترمذی، محب طبری
ریاض المنظر وغیرہ)۔

(۳) رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے "حسنینؑ" سے بغض، دشمنی رکھنے والا منافق ہے اور اس پر لعنت ہے، (کتب مسند احمدؒ حنبل،
تفسیر معالم التنزیل ص ۱۱۳ و تفسیر لباب التاویل وغیرہ)۔

(۴) ارشادِ نبوی ہے جس نے "حسنینؑ" اہلبیت پر ظلم کیا و ایذا دی، اس پر بہشت حرام ہے۔ دنیا و آخرت میں اللہ کی طرف سے رسوائی کا
عذاب ہے (ارجح المطالب ص ۴۱۸، صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۰۵)۔

(۵) رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے "حسنینؑ" کا قاتل ایک آگ کے تابوت میں ہوگا، تمام جہنمیوں کے عذاب سے آدھا عذاب اس پر ہوگا۔
ہاتھوں و پاؤں سے وہ آگ کی زنجیر سے جکڑا ہوا اوندھے منہ آگ میں ہوگا۔ اس کے بدن سے سڑی بدبو ہوگی جہنم کا گرم پانی پلایا جائیگا
مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی وغیرہ)۔ فرمانِ نبویؐ کی روشنی میں مولوی محمد حسین لکھنوی فرنگی محل کو کتاب وسیلۃ النجات میں لکھنا پڑا کہ یزید پلید بدبخت
ستون دین و بنیاد خانہ جناب سید المرسلین را بر انداخت و عمارت ایمان و قصر امن و اماں را منہدم ساخت بزرگے نوشتہ کاریکہ یزید کرد کسے کافر فرنگ ہم نکردہ باشد
و بعد از شہادت حسینؑ خانہ کعبہ را زیر و خراب کرد" بہر حال امام حسینؑ کی شان و فضیلت سے غیر مسلمین کو بھی انکار نہیں کہ نواسۂ رسولؐ نے اپنا سر کٹوا کر اسلام اور شریعت رسولؐ
کا احیاء و بقا فرمایا ظلم و شقاوت کی بنیادیں ہلادیں سرکار سید الشہداء نے ایک طویل ترین سجدہ میں اپنی قربانی پیش کی۔ اور آج بصیرت کی آنکھیں دیکھ رہی
ہیں کہ حسینیت زندۂ جاوید ہے اور یزید اور یزیدیت ہمیشہ کی موت مر چکی ہے۔

یزید کی موت، اور قاتلانِ امام حسینؑ کا انجام

یزیدی بُری طرح تباہ و ہلاک ہوئے مگر یکدم نہیں قدرت نے ان کو عبرتناک سزا دے کر تڑپا تڑپا کر مارا۔ چنانچہ عیسائی اہلِ قلم جان میٹو لکھتا ہے یعنی محمدؐ کے نواسہ اور علیؑ کے بیٹے حسینؑ کو جن لوگوں نے قتل کیا خدا کی قدرت نے ان سے عبرت انگیز انتقام لیا۔ یزید کو ایک حسین لڑکی نے زہر کھلایا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ لشکرِ یزید میں مہلک وبا پھوٹی اور لاتعداد آدمی لقمۂ اجل بن گئے۔ یزیدی فوج کے افسروں کو ایک شخص مختار نے تہ تیغ کیا۔ اور ان کی ناپاک لاشیں چیلوں اور کتوں کی غذا بنیں (دی فیوچر آف اسلام مصنفہ ڈاکٹر جان میٹو مطبوعہ لندن طبع دوم ۱۹۱۳ء) دوسرا راوی (۲) یزید کی موت ہولناک خوابوں، فرشتوں کے مارنے کے خواب سے بیداری کے بعد بدن تھرتھر کانپتے زبان پر (یابی الحسین) اسی انتہائی اضطراب میں جنگل میں شکار کھیلنے گیا اور اس کا بدن سخت گرم ہوا سے جل کر سیاہ ہو گیا۔ چہرہ بگڑ گیا۔ جس سے ڈرمعلوم ہوتا تھا۔ بے شک دنیا میں بھی مظلوم و عادل و معصوم کے قاتل کا چہرہ مسخ ہونا چاہیئے۔ (ابوالخیری یزدی کتاب اسرار الہٰیہ) (۳) یزید واقعہ کربلا و حرا کے بعد تھوڑے عرصہ زندہ رہا۔ ایک دن شکار کے لئے گیا۔ ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ رفقا ساتھ نہ تھے۔ بھوک اور پیاس کی شدت میں ایک اعرابی نظر آیا۔ اعرابی نے گالیاں دے کر یزید پر تلوار چلائی۔ گھوڑا بھڑکا اور یزید کے گرتے ہی گھوڑا کا سم پیٹ پر پڑا۔ انتڑیاں کٹ گئیں اور مر گیا۔ جانوروں نے چیڑ پھاڑ ڈالا۔ (اسلام ان دی ورلڈ پروفیسر جارج دانسر) اس کی قبر اہلِ دمشق قبرستان دمشق میں بتلاتے ہیں جہاں شیشہ کی بھٹی کے نیچے ہے۔ (مولف)

معاویہ بن یزید

معاویہ کوئی معمولی شخصیت کا مالک نہ تھا گمنام خاندان سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ آل ابوسفیان و حرب کی نسل سے تھا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کا پوتا تھا۔ یزید بن معاویہ جیسے قاتل نواسہ رسولؐ غارت گر خانوادہ رسالت کا فرزند اور دادا کی نام نہاد خلافت کا وارث اور اس سلطنت و حکومت کا بلا شرکت غیرے مالک تھا۔ جو قوت مکر و بزور شمشیر قہر و غلبہ سے حاصل کی گئی تھی۔ وہ باپ دادا کی سیرت پر عمل کر سکتا تھا۔ نوجوان تھا باپ کی طرح سلطنت سے کھیل سکتا تھا اور ماحول و پرورش کے لحاظ سے جوانی کے جذبات و خیالات میں جولانی ہو سکتی تھی۔ لیکن وہ فطرتاً حق پرست تھا اس کی چشم بصیرت میں اباؤ اجداد کے اعمال و افعال کی تصویر آئینہ دل میں کھنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ یزید کے مرنے کے بعد اس نے تختِ خلافت پر بیٹھتے ہی پہلے خطبہ میں اپنے باپ دادا کی مکاریوں اور غصب خلافت کا پُرزور تذکرہ کرتے ہوئے خلافت سے دست بردار ہو کر دربار سے اٹھ کر اپنے حجرہ میں چلا گیا اور عبادت الہٰی میں مشغول ہو گئے۔ چالیسویں روز اسی اعتکاف میں انتقال کیا۔ (صواعق محرقہ و تاریخ خمیس و دیار بکری)

خطبہ کا خلاصہ: تختِ خلافت کی ذمہ داری کے وقت نہایت جرأت کے ساتھ ارکان دولت و امرائے سلطنت کے مجمع میں ایک خاص انداز بے نیازی کے ساتھ کہہ دیا۔ کہ یہ خلافت حبل اللہ ہے اور میرے دادا معاویہ نے امر خلافت میں اس کے اہل سے نزاع کی جن کو اس سے زیادہ خلافت کا حق تھا یعنی علیؑ ابن ابیطالبؑ اور تم لوگوں کو بھی ان امور کا مرتکب بنایا۔ جس کو تم جانتے ہو۔ یہاں تک اس کی موت آپہنچی اور قبر کے اندر اپنے گناہوں میں گرفتار ہونے لگا۔ پھر میرے باپ (یزید) نے خلافت پر قبضہ کیا۔ حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں تھا

اور اس نے رسول اللہ کے نواسہ (حسینؑ) سے نزاع کی۔ جس سے اس کی عمر بھی منقطع ہو گئی اور اپنے گناہوں میں گرفتار ہو کر قبر میں پہنچ گیا۔ جوان صالح یہ کہہ کر رویا اور کہنے لگا۔) یہ امر ہم پر نہایت عظیم ہے کہ ہم اسکی بُری موت اور خراب انجام کو جانتے ہیں اس نے عترت رسولؐ کو شہید کیا شراب مباح کی خانہ کعبہ اور مدینہ کو خراب کیا۔ میں نے خلافت کی شیرینی نہیں چکھی لہذا اس کی تلخی بھی اپنے ذمہ نہ لوں گا۔ تم خود اپنے امر کے ذمہ دار ہو اگر خیر تھی تو ہم حصہ پا چکے۔ اور اگر شر تھی۔ تو ذریت ابوسفیان کے لئے اتنا ہی کافی ہے جتنا وہ حاصل کر چکی جس کے بعد بیس سالہ صالح نوجوان معاویہ بن یزید حجرہ میں چلا گیا۔ (صواعق محرقہ ص۱۳۴) معاویہ بن یزید کی تقریر سے ثابت ہو گیا۔ کہ "خلافت" اس دینوی اقتدار حکومت وسلطنت کا نام نہیں ہے جو قہر د غلبہ واستبداد کی قوت سے قائم ہوئی ہے بلکہ وہ ایک جل اللہ ہے منصب خداوندی ہے ہر کس وناکس اس کا اہل نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے اہل بیت رسولؐ کے اور کوئی شخص حقدار نہیں۔"

مروان بن حکم

۶۴ھ میں معاویہ بن یزید کی خلافت سے دست برداری کے بعد بنی امیہ کا بوڑھا آدمی مروان خلیفہ کیا گیا۔ ان کے حالات جناب عثمان کے قتل کے تاریخوں میں مشہور ہیں یہ شریر و مفسد مشہور تھے ضحاک کو دھوکے سے بلا کر قتل کیا۔ اور حمص وفلسطین کی بغاوت کا خاتمہ کیا۔ یزید کی بیوی خالد کی ماں سے سیاسی نکاح کیا۔ آپ گالیاں بہت بکتے تھے۔ ایک روز خالد کی ماں کی شرمگاہ کی بھرے دربار میں ہجو کی جس کی پاداش میں خالد کی ماں نے سوتے میں گلا گھونٹ کر خاتمہ کر دیا۔ انتقام خون حضرت امام حسین علیہ السلام لینے کے لئے سلیمان بن صرد خزاعی نے ۶۵ھ میں مروان کے خلاف محاذ قائم کیا۔ ادھر مروان نے بسر کردگی ابن زبیر ایک ہزار فوج سلیمان کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دی۔ سلیمان دو تین ہزار سواروں کو لے کر کربلا سے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مروان مارا گیا۔

عبد الملک بن مروان

۶۵ھ میں مروان کے مرنے پر ان کو خلافت ملی۔ عبد الملک نے ۶۷ھ میں کوفہ پر فوج کشی کی مصعب بن زبیر، عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے لڑے۔ لیکن مختار کے چچا "بریدہ" بخیال انتقام خون مختار عبد الملک کے شریک ہو گئے تھے۔ مصعب کو قتل کر کے سر کاٹ کر کہا۔ کہ آج مختار کا بدلا لا۔ زبیری اقتدار کا کوفہ سے خاتمہ ہوا۔ عبد الملک نے "بریدہ" مال دنیا کی طمع دلانا چاہی۔ لیکن بریدہ نے انکار کر دیا۔ مہلب، عبد اللہ بن زبیر کے فدائی عبد الملک سے رشوت لے کر "اہواز" کے باغی ہو گئے" ایران عبد اللہ بن زبیر کے قبضہ سے نکل گیا۔ اب عبد الملک نے حجاج کی سرکردگی میں مکہ پر حملہ کر دیا۔ مکہ آٹھ ماہ محصور رہا۔ عبد اللہ بن زبیر کا خاتمہ ہوا۔ اور سر کاٹ کر شام روانہ ہوا۔ اور نعش کو لکڑی سے باندھ کر چند روز لٹکا رکھا۔ عبد اللہ بن زبیر نو سال مکہ پر قابض رہا۔

اب تمام عرب نے عبد الملک کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ سادات کے لئے یہ زمانہ بدترین زمانہ تھا۔ کسی اولاد رسولؐ کی جان و مال محفوظ نہ تھی۔ جو سید زادہ ملتا قید کر لیا جاتا۔ اور قتل کر دیا جاتا تھا۔ حجاج نے سادات کے زن و مرد، بوڑھے بچے قید خانوں سے بھر دیئے۔ شیعیان علیؑ کی کھالیں کھنچوائیں۔ کربلا معلیٰ کا راستہ بند کر دیا تھا۔ تاکہ کوئی شیعہ زیارت قبر جناب امام حسین علیہ السلام کو جانے نہ پائیں۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ کوئی شیعہ کربلا معلیٰ کا مجاور ہو سکے۔

عبدالملک نے اپنے لڑکوں "ولید، سلیمان" کی بیعت لینا شروع کی، سب مدینہ والوں نے بیعت کی لیکن سعید بن مسیب نے بیعت نہیں کی، جن کو ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر کوڑے لگائے (کتاب عقد الفرید ص ۳۴۸) عبدالملک ۶۵ھ میں خلیفہ ہوا تھا۔ اس نے خطبہ میں کہا کہ عثمان بن عفان کمزور اور معاویہ مکار تھے (عقد الفرید ص ۲۴۸) سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک خلیفہ دو خلیفوں کو برا کہتا ہے لیکن نہ ان کی خلافت پر حرف آتا ہے نہ اُن کی خلافت پر جن کو برا کہا گیا۔ بہر کیف ایک وقت میں دو خلیفے بن رہے ہیں اور کسی کو بیعت میں عذر نہیں۔ یہ ہے اصول اجماع و اتفاق اسلام۔

ولید بن عبدالملک

۸۶ھ میں تخت نشین ہوا۔ سعید بن جبیر ان کے عہد میں حجاج کے ہاتھوں قتل ہوئے، دست و پا کاٹ کر جسم کو سولی دی گئی، اور کھال جسم سے اتاری گئی۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا۔ ولید نے دس سال حکومت کی۔ ۹۶ھ میں فوت ہوا۔ (تاریخ طبری و عقد الفرید)

سلیمان بن عبدالملک

اسے ۹۶ھ کو حکومت ملی۔ اس نے سنّتِ معاویہ کو زندہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کو مسجدوں میں گالیاں دی جاتی تھیں، عبداللہ بن محمد بن علیؑ بن ابی طالب کو مقید کر کے زہر دے کر شہید کیا۔ یہ خلیفہ بہت بڑا پیٹو تھا۔ سیب اور انڈوں کے ٹوکرے خالی کر دیتا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر و عقد الفرید) اس نے بذریعہ وصیت نامہ عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ کیا، یعنی اصول اجماع کو ٹھکرا دیا۔

عمر بن عبدالعزیز

ماہ صفر ۹۹ھ روز جمعہ تخت نشین ہوئے تھے اور رجب ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی۔ یہ ایک دیندار خدا ترس نیک بخت بادشاہ تھا۔ اس نے گذشتہ مظالم اور بدعات کا خاتمہ کیا۔ اور باغ فدک مملوکہ خاتون جنت غصب شدہ شاہی قبضہ سے نکال کر دستبرداری کی۔ (عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۲۵)

انہوں نے مسلمانوں کو کفار کی وضع قطع بنانے کی ممانعت کی۔ اور مروانیوں کو ان کے بزرگوں کی غصب کردہ جائیدادوں کی واپسی کا حکم دیا۔ بنی امیہ کے مظالم کا بدلہ لیا۔ معاویہ کے وقت کی جاری شدہ بدعت یعنی حضرت علیؑ کو منبروں پر لعنت کرنے کو رد کا۔ انہوں نے ارادہ کیا، کہ خلافت بنی فاطمہ اور اولاد علیؑ کو واپس کر دیں۔ بنی امیہ کو جب اس ارادہ کی خبر ملی تو قتل کی سازش کی۔ اور یزید بن عبدالملک نے نوکر کے ذریعہ ان کو زہر دلایا (عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۲۷)

اس سلسلہ میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب فاروقی فتح مبین میں لکھتے ہیں، کہ عمر بن عبدالعزیز نے امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ پر سب و شتم بند کرایا۔ اور اس طرح عملاً یہ تسلیم کر لیا، کہ معاویہ سے لے کر جس قدر خلفائے گزرے ان سب نے ایک مستقل گناہ کا ارتکاب کیا۔ اور جو لوگ ان سابقہ خلفاء کی بیعت کرتے رہے یا آج بھی ان سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، وہ ایک بڑی غلط کاری کے مرتکب ہوئے اور ہو رہے ہیں علمائے اسلام عمر بن عبدالعزیز کو دیندار خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ دنیا کے مسلمان معاویہ اور اس کے جانشینوں کی مذمت کرتے ہیں اور اگر اس اصول کو نہ مانا گیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز سے جن لوگوں نے بیعت کی وہ جھوٹی بیعت تھی۔

عمر بن عبد العزیز نے آلِ رسولؐ کا فدک بھی واپس کر دیا۔ جو آلِ رسولؐ کی ایک عظیم اخلاقی اور اصولی فتح تھی۔ عمر بن عبد العزیز کی بیعت کرنے والے عملاً یہ ثابت کرتے ہیں کہ فدک کی ضبطی غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ تھی۔ اور جو حکومت غیر عادلانہ حرکتوں کی مرتکب ہو اسے کم از کم خلافت کے محترم لقب سے نوازنا قطعاً غلط ہے۔ فدک کے سلسلہ میں یہ چیز بڑی دلچسپ ہے کہ اسے بار بار ضبط کیا۔ اور واپس کیا جاتا رہا۔ جو خلیفہ چاہتا تھا۔ اسے ضبط کر لیتا تھا۔ اور جو چاہتا تھا۔ واپس کر دیتا تھا۔ سوادِ اعظم اسلام ان میں سے ہر خلیفہ کو خلیفہ برحق واجب الاطاعت، امیر اور اپنا پیشوا تسلیم کرتا ہے اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ سوادِ اعظم کے نزدیک فدک کی ضبطی اور واپسی دونوں درست ہیں کسی وقت یہ فعل جائز ہو جاتا ہے اور کسی وقت ناجائز، جو بے اصولی کا ایک ایسا عجیب و غریب شاہکار ہے۔ جس پر سچا مسلمان شرم سے سر جھکانے پر مجبور ہے۔ فدک کی ضبطی اور واپسی کی یہ عجیب و غریب داستان اور مسلمانوں کی یہ بے اصولی کہ وہ ان متضاد نظریات رکھنے والے خلفا میں سے ہر ایک کو امیر امطاع اور پیشوا تسلیم کرتے رہے حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کی ایک عظیم اخلاقی اور اصولی فتح ہے۔ اس لئے کہ فدک کی ہر واپسی کے موقع پر دنیائے اسلام کو عملاً یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ فدک کو ضبط کرنا ایک غیر عادلانہ فعل تھا۔

یزید بن عبد الملک ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا اور ۱۰۵ھ میں فوت ہوا۔ یہ بڑا خونی، عیاش مزاج خود پسند حاکم تھا۔ چار سال دورِ حکومت میں عشق بازی اور قتل سادات اور دوستداران حضرت علیؑ میں بسر کی۔ ان کی موت کا عجیب واقعہ ہے "حبابہ" یا "عالیہ" ایک لونڈی سے کھیل رہے تھے۔ انگور اچھالتے۔ لونڈی منہ میں روکتی۔ اور لونڈی انگور اچھالتی اور خود منہ میں روکتے۔ اتفاقاً انگور لونڈی کے حلق میں پھنسا اور دم بند ہو کر مر گئی یزید نے لاش دفن نہ کی اور میت سے بدفعلی کرتے رہے اور اسی سبب سے مرے۔ (عقد الفرید)

ہشام بن عبد الملک ماہ شعبان ۱۰۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور ربیع الاول ۱۲۵ھ میں فوت ہوا یہ بادشاہ نہایت تند مزاج، جابر و ظالم تھا۔ بیس سال عیش و عشرت و مظالم میں کاٹے حج کو گیا تو چھ سو اونٹ اس پوشاک کے ہمراہ تھے۔ جو روزانہ استعمال ہوتے تھے۔ ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر کوفہ و بصرہ کا حاکم تھا۔ امام زادہ سید زید الشہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام عابد پرہیزگار اور خانہ نشین تھے اور کوفہ میں مقیم تھے۔ تمام کوفی آپ کے کمال عزت و منزلت کرتے تھے۔ حاکم کوفہ نے اندیشہ کیا کہ آپ کا اثر درسوخ حکومت میں انقلاب پیدا نہ کر دے۔ اس لئے آپ کو کوفہ سے شہر بدر کیا۔ ایک لاکھ کوفیوں نے ہر قسم کی امداد کا وعدہ کیا۔ لیکن امام زادہ نے امداد قبول نہ کی۔ اور کوفہ چھوڑ کر دشت سالم میں معاویہ بن زید بن حارث کی سرائے میں ایک سال مقیم رہے۔ یوسف بن عمر حاکم کوفہ نے تہمت لگائی کہ زید اہل موصل کو اپنی مدد کے لئے دعوت دے رہے ہیں، اس الزام پر اس نے امام زادہ پر فوج کشی کر دی۔ امام زادہ نے دو ہزار ہمراہیوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ۱۲۱ھ میں شہید ہوئے۔ دوستوں نے آپ کو دفن کیا۔ اور قبر کو پوشیدہ کر دیا۔ لیکن یوسف بن عمر نے امام زادہ کی لاش کو قبر سے نکالا۔ اور سر تن سے جدا کر کے لاش کو سولی دی۔ اور یہی ساتھیوں کے ساتھ کیا۔ بجار میں

امالی سے نقل کیا ہے کہ فضل نے کہا کہ میں بروز خروج سید زید کی خدمت میں حاضر تھا فرمایا آج جو کوئی تم سے غلامانِ شام کی لڑائی میں ہماری اعانت کرے گا۔ میں بروز قیامت اس کا ہاتھ پکڑ کر باذنِ خدا داخل جنت کروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ ان کی شہادت کے بعد میں نے ایک شتر کرایہ پر لیا۔ اور مدینہ کو روانہ ہوا وہاں پہنچا تو خدمت بابرکت امام جعفر صادق علیہ السلام میں داخل ہوا۔ آپ نے خود فرمایا ہمارے عمو کا کیا حال ہے۔ عرض کی وہ قتل ہوئے۔ فرمایا گیا واللہ ان کو قتل کیا۔ میں نے کہا ہاں قتل کے بعد دار پر کھینچا۔ فرمایا تجھ کو قسم ہے خدا کی کیا درحقیقت ان کو دار پر کھینچا کہا نعم یہ سن کر گریاں ہوئے۔ اور اشک رخسارہ مبارک پر موتیوں کی لڑی کی طرح بہ رہے تھے فرمایا اے فضل تو نے میرے چچا کے ساتھ ہو کر شامیوں پر جہاد کیا۔ عرض کی ہاں کیا۔ فرمایا کتنے اشخاص ان کے قتل کئے۔ عرض کی چھ کس۔ فرمایا تجھے اس خونریزی میں شک تو نہیں۔ عرض کی شک ہوتا تو کیوں مارتا۔ فرمایا خدا تجھے ان کے خون میں تیرا شریک گردانے۔ قسم بخدا کہ زید شہید راہ خدا ہیں جیسے کہ امیر المومنین اور ان کے اصحاب شہید راہ خدا تھے۔ اور ترجمہ فارسی تاریخ محمد بن جریر طبری میں موسیٰ حبیب سے روایت ہے کہ اس نے کہا مجھ سے ایک نیک بی بی نے نقل کیا کہ سید زید شہید کے قتل ہونے کے تین دن بعد میں نے رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک گروہ عورات کا بہ لباس فاخرہ آسمان سے اترا اور لاش سید زید شہید کے گرد کھڑے ہو کر منہ پیٹتی اور گریہ وزاری کرتی تھیں ان میں ایک بی بی کہ سبز لباس پہن رہی تھیں کہنے لگیں اے زید تجھے ان لوگوں نے قتل کیا۔ اور دار پر کھینچا۔ وہ البتہ تمہارے جدامجد کی شفاعت سے محروم ہیں میں نے پوچھا یہ مخدومہ کون ہیں۔ کسی نے کہا۔ کہ یہ خاتون جنت ہیں۔ عمدۃ الطالب میں ایک بزرگ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب سید زید شہید ہوئے اور دار پر چڑھائے گئے تو میں نے اسی رات کو سرورِ کائنات کو خواب میں دیکھا کہ تختہ سے جس پر سید زید کو کھڑا کیا تھا تکیہ کئے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں " انا للہ وانا الیہ راجعون " یہ لوگ میرے بیٹے کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔

سید زید شہید کی شہادت کے بعد ان کے فرزند یحییٰ خراسان چلے گئے مگر آپ کو کہیں امان نہ ملی۔ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ یوسف بن عمر نے نصر بن بسیار حاکم خراسان کو لکھا کہ یحییٰ کو تلاش کر کے گرفتار کرو۔ حاکم خراسان کو رحم آگیا پھر وہ گرگان چلے گئے۔ وہاں سے بلخ آخر عقیل حاکم بلخ نے گرفتار کیا۔ ہشام کو اس وقت آپ کے قید ہونے کی اطلاع ملی۔ جب وہ دم توڑ رہا تھا۔ ہشام نے امام باقر علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا۔ اور عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب کو شہید کرایا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس سے کوئی گناہ نہیں چھوٹا شراب خوری۔ زنا کاری۔ لہو ولعب اور شکار اس کا مشغلہ تھا۔ جناب عثمان کی پوتی " سعدیٰ " پر عاشق ہوئے نکاح کیا۔ پھر طلاق دی۔ ان کی بہن " سلمیٰ " پر عاشق ہوئے اور شادی کی۔ (عقد الفرید) سید بن یحییٰ بن سید زید شہید حاکم بلخ کی قید سے رہا ہو کر نیشاپور پہنچے۔ وہاں حاکم عمر بن زرارہ سے مقابلہ

ہوا. آپ کے بھائی ابو الفضل کے ہاتھوں حاکم مذکور نیشاپور قتل ہوا. شہر پر قبضہ ہو گیا. اس واقعہ کو سُن کر نفر نے فوج عظیم لے کر حملہ آور ہوا۔ دونوں بھائی شہید ہوئے. ان کی لاشیں گرگان مقام پر منظر عام پر سولی دی گئیں. سلیمان بن ہشام بن ولید سے بغاوت کی. ولید نے اسے گرفتار کر کے، داڑھی مونچھیں منڈوا کر شہر بدر کر دیا. ولید نے خالد بن عبداللہ قشیری مجتہد وقت کو قتل کیا. قرآن مجید پر تیراندازی کر کے بے حرمتی کی. آخر مسلمانوں نے قتل کر دیا.

یزید بن ولید بن عبد الملک

۱۲۶ھ میں تخت نشین ہوا وہ بانکا سپاہی تھا. عید کی نماز ہتھیار باندھ کر پڑھتا تھا صرف چھ ماہ حکومت کی. ذالحجہ ۱۲۶ھ میں فوت ہوئے.

ابراہیم بن ولید

۱۲۶ھ میں انہوں نے دو ماہ بھی حکومت نہ کی تھی. کہ مروان الحمار بن مروان بن حکم نے ان سے تخت وتاج چھین لیا. ان کے عہد میں خوب خانہ جنگیاں ہوئیں. بادشاہوں کی لاشیں قبر سے نکال کر سولیوں پر چڑھائی گئیں (عقد الفرید)

مروان الحمار

۱۲۶ھ میں حکومت ملی. ان کے زمانہ میں چہار طرف بغاوت پھیلی ایک طرف سلیمان بن ہشام دوسری طرف عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب، تیسری طرف ضحاک یمن کے طالب حق. اس پر طرہ ابو مسلم خراسانی سیاہ لباس پہنے سیاہ جھنڈا لئے بنی عباس کے لئے خفیہ بیعت لے رہے تھے. مروان الحمار قریب مصر ذالحجہ ۱۳۲ھ میں مارے گئے. سر کاٹ کر ابو العباس عباسی کے پاس بھیجا گیا. خلافت بنی اُمیہ کا خاتمہ ہو گیا. (عقد الفرید)

ابو العباس السفاح عباسی

۱۳۲ھ میں تخت نشین ہوا. اس نے بنی اُمیّہ کو چُن چُن کر قتل کیا. شاہان بنی اُمیہ کی لاشیں قبروں سے نکال کر جلادیں. ابو مسلم خراسانی نے امام زادہ سید عبید اللہ بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن علیؑ بن امام حسین علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا. (مقاتل الطالبین) اس نے حکم دے دیا. کہ جہاں کہیں سادات اور دوستداران علیؑ جہاں کہیں ملیں انکو قتل کر دیا جائے، تمام سادات اور محبان علیؑ کے گھر مسمار کر دیئے گئے. اور قتل کئے گئے. چند مرد وعورتیں بچے بھاگ کر "ہسپانیہ" پہنچے اور وہی زندہ بچ گئے. ۱۴ ذالحجہ ۱۳۶ھ میں فوت ہوا. اس نے حصول خلافت کے بعد ہی جو پہلا خطبہ پڑھا اس نے نہ صرف بنی اُمیہ کے تمام خلفاء کی تکذیب کی بلکہ کھلم کھلا الفاظ میں یہ اعلان کیا. کہ رسول اللہ کے حقیقی جانشین حضرت علیؑ تھے. اس ضمن میں جناب ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی نے کیا خوب لکھا ہے. کہ اس اعلان عقائد کے بعد ساری دنیائے اسلام نے اس کی بیعت کی. یہ چیز تین حالتوں سے خالی نہیں (۱) یا تو ساری دنیائے اسلام نے السفاح کے ان عقائد کو تسلیم کر لیا (۲) یا دنیا بھر کے مسلمانوں نے "تقیہ" کے طور پر عباسیوں کی بیعت کی. (۳) اور یا پھر سواد اعظم اسلام کا کوئی اصول نہیں اس لئے کہ وہ جب چاہے سابقہ خلفاء کی بیعت کر سکتا، اور جب چاہے اُن کو غاصب قرار دے سکتا ہے اور دونوں حالتوں میں اس کا مذہب قائم رہتا ہے.

منصور دوانقی

۱۳۶ھ میں تخت نشین ہوا. اس نے سادات کے قتل عام کا حکم دیا. خانہ تلاشی کر کے جس سید یا محب علیؑ کو پایا قتل کیا اس کے حکم سے گورنر مدینہ نے سادات ودوستداران علیؑ کو گرفتار کر کے کوفہ بھیجا جو بنی عباس کا اس وقت پایۂ تخت تھا

کہ اگر کوئی ہماری اطاعت نہ کرے گا تو وہ اولادِ رسولؐ ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا تقدس و زہد و علم ہمیشہ ہمیشہ لوگوں کو اپنی طرف جذب کرتا رہتا تھا۔ اس کے حکم سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا گھر جلوا دیا گیا اور زہر دے کر شہید کیا۔ منصور کے زمانے کی سادات کشی کی فہرست بہت طولانی ہے۔ مجملاً شہدا سادات کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) سید عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام علم و فضل و کرم میں مشہور تھے۔ اور سردار بنی ہاشم تھے ان کو ان کے بھائیوں اور ساتھیوں کو مقید کر کے شہید کیا۔ (۲) سید حسنؑ بن سید حسنؑ مثنیٰ مذکور (۳، ۴) سید ابراہیم و سید ابوبکر پسران سید حسن مثنیٰ (۵، ۶) سید اسماعیل و سید اسحاق پسران سید ابراہیم بن حضرت امام حسنؑ علیہ السلام (۷) سید علیؑ بن سید حسنؑ بن سید حسن مثنیٰ مذکور (۸) سید ابوجعفر عبداللہ بن سید حسن بن سید حسن مثنیٰ مذکور ان شہزادوں سے قید خانہ بھر کر ۱۴۵ھ میں شہید کئے۔ (۹) سید عباس بن سید حسن بن سید حسن مثنیٰ (۱۰) سید علیؑ بن سید محمد بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ (۱۱) موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ (۱۲) محمد بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ دیوار میں زندہ چنوا کر شہید کیا (۱۳) سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ مذکور اور ان کے تمام گھر والوں کو مروان کے گھر کے اس تہ خانہ میں مقید کیا۔ جس میں اونٹوں کے کھانے کا باردانہ رکھا جاتا تھا۔ تین سال تک طوق و زنجیر میں جکڑ کر رکھا۔ سید عبداللہ کو چھت سے گرا کر شہید کیا (۱۴ تا ۱۷) سید یعقوب و سید محمد و سید اسحاق و سید ابراہیم پسران سید عبداللہ مذکور (۱۸، ۱۹) سید ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اور ان کے پسران کے سر کاٹ کر منصور کو پیش ہوئے۔ (۲۰) ابوجعفر حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب (۲۱) عبداللہ اشتر ہند چلے گئے لیکن تعاقب کر کے ایک بازار میں شہید کیا۔ (۲۲) سید ابراہیم بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ جب ان کو خبر شہادت سید نفس ذکیہ معلوم ہوئی تو بھائی کے خون کے قصاص کے لئے منصور کی فوج سے مقابل ہوئے دورانِ جنگ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے۔ سر کاٹ کر بازار میں لٹکایا گیا (۲۳) سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید حسنؑ مثنیٰ کو کوڑے لگا کر شہید کیا (۲۴، ۲۵) سید علیؑ بن حسنؑ بن زید بن حسن مثنیٰ و حمزہ بن اسحاق بن علیؑ بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب قید خانہ میں شہید کئے۔ غرضیکہ منصور کے مرنے کے بعد جب مہدی نے ایک بہت بڑے تہ خانہ کو کھولا۔ تو اس تہ خانہ میں اولادِ رسولؐ و اولادِ ابی طالب کے مقتولوں کی کثیر جماعت پائی۔ ہر شہید کے کان میں ایک کاغذ پر اُن کا حسب و نسب لکھا لٹکا ہوا تھا۔ ان میں بچے بوڑھے جوان سبھی تھے یہ دیکھ کر مہدی حیران رہ گیا۔ ایک تہ خانہ میں سب کو دفن کر دیا (تاریخ طبری) یہ وہ سادات رفیع الدرجات شہدا تھے جن کا نام و نشان بھی معلوم نہ ہو سکا۔ اسی طرح اور بہت سے سادات قتل کئے گئے۔

مہدی عباسی

۱۵۸ھ میں خلیفہ ہوا بزرگوں کی سیرت کو انھوں نے بھی خوب نبھایا۔ خونِ اولادِ رسولؐ سے خوب ہاتھ رنگے (۱) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مدینہ سے لا کر بغداد قید کیا۔ (۲) علی بن عباس بن حسن مثنیٰ کو قید کر کے شہید کیا۔ (۳) عیسیٰ بن سید زید الشہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام جو کوفہ میں علی بن صالح بن حی کے مکان میں پوشیدہ تھے شہید کئے۔ اور بہت سے سادات عظام قید کر کے شہید کئے گئے۔

موسیٰ ہادی عباسی

۱۶۹ھ میں خلیفہ ہوا اس کے زمانہ میں بھی سادات کی خونریزی ہوئی۔ (۱) حسین بن علی بن حسن بن حسن مثنیٰ (۲) سلیمان بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ (۳) حسنؑ بن محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ (۴) عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ (۵) حسین بن علی صاحب الفخ وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں رسولؐ خدا نے مقامِ فخ میں پہنچ کر آپ کی شہادت کی خبر دی تھی۔ اور گریہ فرمایا تھا۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مقامِ فخ پر

شہید کیا۔ حسین بن علی کے اقربا کے گھر جلا ڈالے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور ان سب کو شہید کیا۔ (۶) یحییٰ اولادِ حسن بن حسن مثنیٰ (۷) سلیمان اولادِ عبداللہ بن حسن مثنیٰ (۸) ادریس عبداللہ بن اولادِ حسن بن حسن مثنیٰ (۹) علیؑ بن ابراہیم بن امام حسنؑ علیہ السلام (۱۰) ابراہیم بن اسماعیل طبا طبا (۱۱) حسن بن محمد بن عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام (۱۲) عبداللہ اولادِ اسحاق بن حسن بن علی بن امام حسین علیہ السلام (۱۳) عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم بن امام حسن علیہ السلام مذکورہ اولادِ علیؑ و رسولؐ سب شہید کئے گئے۔ اور جو حضرات قید خانہ میں شہید ہوئے۔ ان کی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

ہارون رشید

سنہ ۱۷۰ھ میں خلیفہ ہوا۔ اولادِ رسولؐ کی خون آشامی میں انہوں نے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سنہ ۱۷۶ھ میں تمام اولادِ رسولؐ اور اولادِ ابوطالب کو بغداد سے نکلوا دیا۔ گھر جلوا دیا۔ سامان لوٹ لیا۔ اور اکثر کو قتل کیا۔ یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ آپ کئی مرتبہ قید ہوئے شہر دیلم میں روپوش رہے۔ آخر رشید نے قید کر کے قتل کیا۔ بعض مورخین نے کہا ہے کہ بھوکا پیاسا شہید کیا آپ کے ساتھی بارہ سال تک قید رہے کچھ صحراؤں میں روپوش ہو گئے۔ باقی قتل کر دیئے گئے۔ (۲) جناب ادریس بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ افریقہ چلے گئے اور بربریہ میں پھرتے رہے۔ آخر رشید نے زہر سے شہید کرایا۔ (۳) عبداللہ بن حسنؑ بن علیؑ بن زین العابدین علیہ السلام کو قید کیا۔ جعفر بن یحییٰ نے آپ کو قتل کیا۔ سر رومال میں لپیٹ کر رشید کو ہدیہ بھیجا۔ (۴) محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو بکار بن عبداللہ زبیری نے قید کیا۔ اور (۵) حسینؑ بن عبداللہ بن اسماعیلؑ بن عبداللہ بن جعفرؑ بن ابوطالب کو اتنے کوڑے مارے کہ راہی جنت ہوئے۔ (۶) عباس بن محمدؑ بن عبداللہ بن علیؑ بن امام حسین علیہ السلام کو گرز مار کر رشید نے شہید کیا۔ (۷) اسحاق بن حسین بن زید بن امام حسن علیہ السلام کو قید کیا۔ اور قید خانہ میں شہید ہوئے۔ (۸) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مہدی نے مدینہ سے لا کر بغداد میں آپ کو قید کیا۔ ہارون رشید نے بھی آپ کو قید رکھا اور سخت ایذائیں پہنچائیں۔ بصرہ میں قید کیا۔ داروغہ قید خانہ عیسیٰ نے آپ کے تقدس زہد و عبادت کو دیکھ کر ہارون رشید کو لکھا کہ امام کو قید سے رہا کر یا میری نگہبانی سے نکال (مقاتل الطالبین) ہارون رشید نے امام عالیمقام کو بغداد قید کیا۔ پہلے فضل بن ربیع اور بعد میں یحییٰ برمکی کی نگرانی میں قید کیا۔ پھر مختلف لوگوں کی نگرانی میں مختلف قید خانوں میں رکھا۔ جہاں جہاں امام قید ہوئے اپنی زہد و عبادت، امن جوئی، صلح پسندی، خاموش طبیعت سے لوگوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ ایک روز ہارون رشید نے ایک خوبصورت عورت کو قید خانہ میں بھیجا تاکہ امام کو متہم کرے۔ یہ مکاری بھی کارگر نہ ہوئی۔ بالآخر سندی بن شاہک کو آپ کے قتل پر آمادہ کیا۔ اس نے انگوروں میں زہر ملا کر امام کو شہید کیا۔ (عمدۃ الطالب و فصول المہمہ) قید خانہ سے تختہ پر رکھ کر مع بیڑیاں ہتھکڑیوں کے بغداد کے پل پر رکھوایا اور منادی کروائی کہ یہ شیعوں کا امام موسیٰؑ بن جعفرؑ ہے۔

مامون رشید عباسی

ہارون رشید کے فرزند اپنے بھائی خلیفہ محمد امین کو قتل کر کے سنہ ۱۹۸ھ میں خلیفہ ہوا اس نے بھی قتل اولادِ رسولؐ میں دریغ نہیں کی۔ (۱) علیؑ بن عبداللہ بن محمدؑ بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن علیؑ المرتضیٰ یمن میں قتل ہوئے (۲) محمد بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ بن امام حسینؑ بھی یمن میں شہید کئے گئے (۳، ۴) حسینؑ بن اسحاقؑ بن حسینؑ بن زید بن امام زین العابدینؑ، حسنؑ بن حسن بن زید بن امام زین العابدین علیہ السلام ہر دو جنگ ابو اسرایہ اور ہرثمہ کی جنگ میں قتل ہوئے (۵) محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسن بن علی بن ابیطالب (۶) عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم بن جعفر بن حسن بن امام حسن علیہ السلام ملکِ فارس میں شہید کئے گئے۔ اور سادات مختلف مقامات پر شہید ہوئے۔ امام رضا علیہ السلام کو مامون نے اپنے وزیر فضل بن سہل کے مشورے سے مدینہ منورہ سے لا کر اپنا جانشین کیا۔ سنہ ۲۰۰ھ میں آپ مدینہ منورہ سے بغداد تشریف لائے۔ آپ کے فرزند امام محمد تقی ہمراہ تھے شہر "مرو" میں بادشاہ

سے ملاقات ہوئی مامون نے امام کو حکومت پیش کی امام نے انکار فرمایا بادشاہ نے قتل کی دھمکی دی. مجبوراً آپ نے اس شرط پر قبول فرمایا۔ کہ بادشاہ دنیاوی معاملات میں امام کو مشورے کی تکلیف نہ دے۔ (مقاتل الطالبین و وسیلۃ النجات) ایک روز مامون نے امام کو بلایا۔ اور بے حد تعظیم و توقیر کی اور انگوروں کا طبق پیش کیا. امام نے انکار فرمایا. لیکن مامون نے اصرار کیا. کہ آپ کو کھانے پڑیں گے. مجبوراً چند دانہ انگور نوش فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے. مامون نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے ارشاد فرمایا جہاں تو بھیجنا چاہتا ہے (وسیلۃ النجاۃ) امام گھر تشریف لائے اور انتقال کیا مامون نے ظاہراً غم منایا۔ اور جناب ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی (اصغر) بن امام زین العابدینؑ جو "اوظس" کے لقب سے مشہور تھے زہر سے شہید کیا۔

ابو اسحاق معتصم باللہ

۲۱۸ھ میں خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی قتل سادات سے دریغ نہیں کی۔ (۱) ابو جعفر بن محمد بن قاسم بن علیؑ بن عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام کو تین روز تک ایک تنگ و تاریک جگہ میں جو تین ہاتھ چوڑی اور دو ہاتھ لمبی تھی قید کیا، لیکن کسی طرح قید سے نکل گئے. لیکن متوکل نے گرفتار کر کے شہید کیا۔ (۲) عبداللہ بن حسن بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب کو سرمن رائے (سامرہ) میں قید کیا اور بہت سے سادات قید کر کے سامرہ میں شہید کیے گئے. امام محمد تقی علیہ السلام شہر بغداد میں شہید کیے گئے۔

واثق باللہ عباسی

۲۲۷ھ میں حکومت ملی۔ اور ۲۳۲ھ میں فوت ہوا۔ ان کے عہد میں، سید علی بن محمد بن عیسیٰ بن زید بن امام زین العابدین علیہ السلام کو عمر بن منیع نے قتل کیا۔

متوکل عباسی

۲۳۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور ۲۴۷ھ میں فوت ہوا۔ یہ اولاد رسولؐ کے قتل میں اس قدر دلیر تھا کہ بنی عباس کی روحیں بھی کانپتی ہوں گی. اس ظالم بادشاہ کو اس کے مظالم کی وجہ سے اہل تاریخ نے "یزید عرب" کے لقب سے پکارا ہے. متوکل نے آل رسولؐ کی قلع قمع اور علیؑ دشمنی میں معاویہ، یزید، منصور، ہارون رشید اور دوسرے اموی و عباسی سلاطین کو بھی مات کر دیا، اس نے اپنی مملکت میں فرمان جاری کر دیا تھا۔ کہ جونہی میرا فرمان پہنچے۔ فوراً اولاد رسولؐ و ابو طالب اور دوستداران علیؑ کو قتل کر دیں۔ یہ فرمان اطراف حکومت میں بھیجے. سادات عظام کی نسل کشی کے لئے ایک کثیر لشکر جمع کر کے اطراف و جوانب میں بھیج دیا۔ ظالمین نے سادات عظام اور دوستدان علیؑ کا قتل عام شروع کر دیا۔ دوران حکومت جس سید یا دوستدار علیؑ کو پایا اسے گرفتار کر کے بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کرا دیتا تھا. مورخین کا بیان ہے کہ اس کے عہد حکومت میں بارہ ہزار سے زیادہ سادات عالی درجات کو قتل کرایا، جن میں بچے بوڑھے جوان اور عورتیں شامل ہیں، عمر بن فرج ورجی حاکم مدینہ و مکہ کو حکم دیا کہ اولاد رسولؐ و ابو طالب[*] کی یہاں تک حالت تباہ ہوئی۔ کہ کنبہ بھر کے پاس ایک پیراہن تھا جس کو باری باری پہن کر ہر ایک نماز ادا کرتا تھا۔ اور عورتیں زمین پر گڑھے کھود کر برہنگی کو چھپاتی تھیں جو زندہ بچ گئے وہ جنگلوں، پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور بے شمار سادات اور دوستداران علیؑ کو قید کر کے شہید کیا، یا زندہ جلا دیا اور زندہ دیواروں میں چنوا دیا. جس کی شاہد آج تک کنارے دریائے دجلہ دیوار بغداد ہے۔ امام علیؑ نقی علیہ السلام کے خلاف عبداللہ بن محمد گورز "مدینہ" نے متوکل کو لکھا کہ "امام علی نقی

[*] ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں نہ کوئی فرد ان کی اعانت و امداد نہ کرنے پائے غرضیکہ اولاد رسول و ابو طالب

گھر بیٹھے سلطنت کر رہے ہیں، عراق، ایران، مصر، حجاز جوق در جوق لوگ آپ کے پاس آتے ہیں۔ چاندی، سونا، اسلحہ، بہت بڑی تعداد میں جمع کر لیا ہے خلیفہ سے لڑنے کا ارادہ ہے امام عالی مقام نے بھی فوری متوکل کو عبداللہ کی سختیوں کی شکایت کی۔ (فصول المہمہ) متوکل نے یہ چال چلی کہ امام کو دوستانہ خط لکھ کر یحییٰ بن ہرثمہ کو مع لشکر روانہ کیا اور ملاقات کے لئے بغداد بلایا اور بہت سے تحفے ہدایا روانہ کئے۔ امام اپنے نتیجہ سے خبردار ہو گئے۔ اپنے کو متوکل کے پنجہ میں اسیر پاکر سامرہ روانہ ہوئے۔ دو سال تک متوکل نے امام کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر متوکل نے امام کو فقراء کے محلہ میں ایک خرابے میں نظر بند کر دیا۔ اور ایک افسر فوج "زرافہ" کو نگہبان مقرر کیا۔ (شواہد النبوۃ ملا جامی، سفینۃ النجاۃ) امام نے قید خانہ میں ایک قبر کھودی تھی، اس کے قریب ایک چٹائی بچھا کر ہر وقت عبادت خدا فرماتے تھے۔ "زرافہ" امام کی عبادت و زہد سے گرویدہ ہو گیا۔ متوکل کو جب معلوم ہوا تو اس نے سعید کے سپرد نگہبانی کی۔ امام کی ملاقات کی، صرف اس کو اجازت ملتی جو آپ کے قتل کا وعدہ کرتا۔ ایک روز امام کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور دربار میں بلایا، چار غلاموں کو برہنہ تلواریں دے کر حکم دیا، کہ جس وقت امام آئیں چاروں حملہ کر کے آپ کو شہید کریں۔ امام جب دربار میں رونق افروز ہوئے۔ غلام تلواریں پھینک کر قدموں سے لپٹ گئے متوکل نے جب غلاموں سے پوچھا چاروں نے کہا۔ کہ جب ہم نے قتل امام کا ارادہ کیا۔ تو ایک بزرگ برہنہ تلوار لئے سامنے آ گئے اور فرمایا اگر امام پر تم نے ہاتھ اٹھایا تو سب کو قتل کر دوں گا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد متوکل کے ایک بڑی قسم کا پھوڑا نکلا۔ اطباء علاج سے عاجز رہے۔ متوکل کی ماں نے خفیہ امام سے علاج دریافت کیا۔ آپ نے بکری کی مینگنوں کے ضماد کا حکم دیا۔ اطباء ہنستے رہے لیکن وزیر کی سفارش سے ضماد کیا گیا۔ متوکل اچھا ہو گیا۔ متوکل کی ماں نے دس ہزار دینار ایک تھیلی میں رکھ کر امام کی خدمت میں قید خانے میں پیش کئے (فصول المہمہ) اور (۱) سید ابو عبداللہ محمد بن صالح بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام کو مع عیال و اطفال و اصحاب تین سال تک قید رکھا۔ وہیں شہید ہوئے۔ (۲) سید محمد بن جعفر بن حسن بن عمر اشرف بن امام زین العابدینؑ کو عبداللہ بن طاہر نے قید کر کے نیشاپور رکھا۔ وہیں شہید ہوئے۔ (۳) سید قاسم بن عبداللہ بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام کو عمر بن فرج رخجی سامرہ سے مکہ لایا۔ بذریعہ طبیب کوئی زہر ایسا تجویز کیا۔ جس کے ملنے سے آپ کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے۔ یہاں تک شہید کئے گئے۔ (۴) سید ابو عبداللہ احمد بن عیسیٰ بن سید زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام زمانہ ہارون رشید سے شہر بشہر پھرتے رہے تمام خلفاء مابعد تجسس میں رہے آخر شہید کئے گئے۔ (۵) سید عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام، مامون رشید کے عہد سے شہر بشہر چھپتے رہے۔ مامون رشید نے بعد شہادت امام رضا علیہ السلام بذریعہ تحریر آپ کو امام ہشتم کی قائم مقامی کی درخواست دی۔ آپ نے جواب دیا، تو نے امام کو انگوروں میں زہر دے کر شہید کیا مجھ کو تجھ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ یہ بزرگ زمانہ متوکل تک خود کو چھپاتے رہے آخر اس کے عہد میں شہید ہوئے۔ متوکل کے کارنامے یہیں تک محدود نہیں رہے۔ اس کو آل رسول سے جو عناد تھا۔ وہ تو اظہر من الشمس ہے اس لئے وہ اپنی حکومت میں شہنشاہ کربلا سرکار سید الشہداء کے روضہ کو کیسے دیکھ سکتا تھا۔ ایک روز اس پر یہ منکشف ہوا۔ کہ اب اس کے گھر کی کنیزیں اور متعلقہ افراد بھی زیارت امام

حسین علیہ السلام کو کربلا معلیٰ جانے لگے ہیں بلکہ زیارت کو حج بیت اللہ کے ہم مرتبہ خیال کرتے ہیں۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ متوکل کے غضب کی آگ بھڑک گئی۔ اس نے اپنے ایک فوجی افسر کو جس کا نام "دیزج" تھا حکم دیا کہ کربلا جا کر روضہ حسین کو گرا دے بلکہ قبر اطہر پر پانی جاری کرکے اس کا نام و نشان تک مٹا دے۔ چنانچہ متوکل نے "دیزج" یہودی کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ماہ شعبان میں کربلا روانہ کیا۔ جبکہ کربلا معلیٰ میں زائرین کا ہجوم تھا۔ لشکر کے پہنچتے ہی لوگ پراگندہ ہو گئے۔ اور اس شخص نے روضہ اقدس کو ڈھا کر روح رسولؐ خدا اور قلب جناب سیدہ کو زخمی کیا۔ کربلا معلیٰ کے تمام مکانوں کو گرا کر دو سو جریب کے حلقہ میں چاروں طرف ہل چلا دیئے۔ اس کے بعد قبر اطہر امام حسین علیہ السلام کو کھودنے کا حکم دیا۔ مگر لشکر والوں میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی بالآخر اس نے اپنے ہم قوم یہودیوں کی مدد سے نشان قبر کا مٹایا پھر نہر فرات کا پانی کاٹ کر پورے کربلا کے حلقہ کو غرقاب کر دیا۔ مگر وہ حائر حسینؑ باوجود انتہائی نشیب میں واقع ہونے کے ایک قطرہ آب پہنچنے سے محفوظ رہا۔ یہ ماجرا دیکھ کر "دیزج" یہودی نے تمام راستوں پر ایک ایک فرسخ کے فاصلہ پر مسلح پہرے لگا دیئے۔ اور حکم دیا کہ جو بھی زیارت کے لئے آتا ہوا ملے اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ گنبد حسینی کھد گیا۔ نشان قبر مٹ گیا۔ قبر کے چاروں طرف برہنہ شمشیروں کے پہرے بھی بٹھا دیئے گئے۔ مگر اس کے بعد بھی شمع حسینیت کے پروانوں نے آنا نہ چھوڑا۔ زائرین یا تو قید کئے جاتے یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے یا شہدائے کربلا کے ہم پہلو سلا دیئے جاتے لیکن عاشقانِ حسین ان مظالم کا بڑے استقلال سے مقابلہ کر رہے تھے۔ یزید کی طرح متوکل نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ جبر و استبداد سے کام لے کر حسینؑ و حسینیت کو خوب اچھی طرح کچل دیا جا سکے گا۔ مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ بلکہ نشانِ مزار امام کو مٹانے کی جتنی کوشش کی لوگوں میں متوکل کے خلاف اتنا ہی جذبہ نفرت بڑھنے لگا۔ اور بالآخر مسجد جامع کی دیواروں اور کوفہ و بغداد کے بازاروں میں قدرتی اشعار اس کے خلاف لکھے ہوئے نظر آئے۔ جب متوکل کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اس کے بیٹے مستنصر عباسی نے پہلے تو اپنے باپ کی اصلاح کی بڑی کوشش کی مگر جب یہ کوشش بار آور نہ ہوئی۔ بلکہ اس کی عداوت اہلبیت بڑھتی ہی گئی تب اس نے علماء سے اس کے قتل کے متعلق استفتاء کیا۔ علماء نے متوکل کو ناصبی ہونے کی وجہ سے واجب القتل تو کہا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ باپ کے خون میں کسی فرزند نے اپنے ہاتھ نہیں رنگے۔ الّا یہ کہ اس کی عمر کم ہو گی۔ مستنصر نے جواب دیا۔ کہ دشمن اہلبیت کے قتل کرنے میں اگر میری عمر گھٹ بھی جائے۔ تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ۲۴۷ھ میں مستنصر عباسی نے اپنے باپ کو قتل کر دیا جس کے تھوڑے عرصہ کے بعد خود بھی راہی ملک عدم ہوا۔ متوکل کے ہلاک ہونے کے بعد "مستنصر خلیفۃ المسلمین کہلایا یعنی مسلمانوں کے قاتل اور مقتول دونوں خلیفہ برحق تسلیم کئے گئے۔

مستنصر عباسی

متوکل عباسی کے ہلاک ہونے کے بعد تاج شاہی مستنصر کے ہاتھ آیا۔ اس نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی منادی کرا دی۔ کہ زائرین امام حسین علیہ السلام زیارت کے لئے آئیں۔ اب ان کے لئے کوئی خوف مانع

نہیں ہے۔ مزید برآں اس نے قبر کے پاس ایک اونچا مینار تعمیر کرایا جس کو دیکھ کر لوگ دور دور سے آتے تھے۔ اس نے قبر اطہر پر ایک خوشنما ضریح بھی نصب کی۔ اس رے زمانہ میں زائرین کی راحت کے لئے ایک بڑی چھت بنائی گئی جس کے سایہ میں زائرین آرام لیتے تھے۔

مستعین باللہ

۲۴۸ھ میں تخت نشیں ہوا۔ اس کے زمانے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ سخت میں قید کیا۔ سید محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن مثنیٰ سامرہ میں قید ہوئے اور قید خانہ میں انتقال ہوا سید حسین بن محمد بن حمزہ بن عبیداللہ بن سید حسین اصغر محدث بن ۳ امام زین العابدین علیہ السلام دس سال قید رہے۔

معتز عباسی

۲۵۲ھ میں حکومت ملی اور ۲۵۶ھ میں خلافت سے معزدل کئے گئے۔ ان کے زمانہ میں حسب ذیل سادات شہید ہوئے۔ یا مقید کئے گئے۔ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی قید میں شدید سخت تکالیف اٹھائے۔ (۱) سید جعفر بن محمد بن جعفر بن حسن بن علی بن عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام ملک رے میں قتل ہوئے۔ (۲) سید احمد بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ قید ہوئے اور قید میں انتقال ہوا۔ (۳) سید محمد بن حسین بن محمد بن عبدالرحمن بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۴) سید علی بن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام نے قید میں انتقال کیا (۵) سید ابراہیم بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے قید میں انتقال کیا۔ (۶) سید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے قید میں انتقال کیا۔ (۷) سید حسن بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ اس لڑائی میں شہید ہوئے۔ جو اہل مکہ اور سید اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم مذکور سے ہوئی تھی۔ (۸) جناب جعفر بن عیسیٰ بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب بھی جنگ مکہ میں شہید ہوئے۔ جو اسماعیل بن یوسف مذکور سے ہوئی تھی۔ (۹) سید احمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مکہ میں عبدالرحمٰن خلیفہ ابوالساج نے شہید کیا۔ (۱۰) عیسیٰ بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کو ابوالساج نے قید خانہ میں شہید کیا۔ (۱۱) ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عبیداللہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن حضرت علی المرتضیٰ کو طاہر بن عبداللہ نے قتل کیا۔

مہتدی عباسی

۲۵۶ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں کثرت سے اولادِ رسولؐ شہید ہوئی۔ چند شہدا کے نام حسب ذیل ہیں (۱) سید علی بن زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام (۲) سید طاہر بن احمد بن قاسم بن محمد قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۳) موسیٰ بن لقا (۴) سید حسین بن محمد بن حمزہ بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن (۵) سید علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن حسن بن زید مذکور (۶) طاہر بن محمد بن قاسم بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن حضرت علی علیہ السلام (۷) سید محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۸) سید جعفر بن اسحاق بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام (۹) سید موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن حسن بن امام حسن علیہ السلام (۱۰)

ادریس اور ان کے بھتیجے (۱) محمد بن یحییٰ عبداللہ بن موسیٰ (۲) سید ابوطاہر احمد بن زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام کا سر محرم ۲۵۶ھ میں کاٹ کر مہتدی عباسی کو بھیجا گیا (۳) عیسیٰ بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر (۴) محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن ابی الکرام بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر (۵) سید علی بن موسیٰ بن محمد بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام قید میں شہید کئے گئے۔

معتمد عباسی

۲۵۶ھ میں مہتدی عباسی خلیفہ کے معزول ہونے پر ان کے جانشین ہوئے ان کے عہد میں خوب اولادِ رسول کا قتل عام ہوا۔ (۱) سید احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ امام حسن علیہ السلام کا سر کاٹ کر معتمد کو بھیجا گیا۔ (۲) سید احمد بن محمد بن جعفر بن حسن بن عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام (۳) سید عبداللہ بن علی بن عیسیٰ بن یحییٰ بن حسین بن سید زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام (۴) سید علی بن سید ابراہیم بن علی بن عبیداللہ بن سید حسین اصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام (۵) سید حمزہ بن عیسیٰ بن محمد بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۶) محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام (۷) حمزہ بن حسین بن محمد بن جعفر بن قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب (۸) سید محمد بن حسن بن عبداللہ بن سید حسین اصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام (۹) سید ابراہیم بن حسن بن علی بن عبداللہ بن سید حسین اصغر محدث مذکور (۱۰) سید حسن بن محمد بن زید بن عیسیٰ بن زید بن حسین (۱۱) اسماعیل بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب نے قید خانہ میں انتقال کیا (۱۲) سید محمد بن حسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۱۳) سید موسیٰ بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۱۴) سید علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید بن امام زیدالعابدین علیہ السلام نے قید خانہ میں انتقال کیا۔ (۱۵) احمد بن موسیٰ بھی قید خانہ میں شہید ہوئے۔ (۱۶) سید حسین بن ابراہیم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام مقید رہے (۱۷) سید محمد بن عبداللہ بن زید بن عبداللہ بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام قید خانہ میں شہید ہوئے۔ (۱۸) سید علی بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام (۱۹) سید عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام (۲۰) سید علی بن جعفر بن ہارون بن اسحاق بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام، (۲۱) محمد بن عبداللہ بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب۔ یہ سب اولادِ رسولؐ اور اولادِ علیؑ قتل کئے گئے، اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے قتل کی یہ تدبیر کی کہ اس کے اصطبل میں ایک شریر خچر تھا جو کسی کو قریب نہ آنے دیتا تھا مستعین نے امام کو کہا کہ آپ اس خچر پر سوار ہوں، امام اس خچر پر سوار ہو کر مختلف رفتار سے اس کو دوڑایا۔ آخر یہ خچر امام کو نذر کر دیا (شواہد النبوۃ) معتز باللہ اور مہتدی نے امام کو قید رکھا۔ اور سخت ترین اذیتیں دیں، جو نگہبان امام کا زہد و عبادت کو دیکھتا، نرمی کرتا، مہتدی اس کو برطرف کر دیتا، روز بروز امام پر سختی بڑھتی گئی۔ آب و طعام تک کی قلت تھی، معتمد نے ایک روز امام کو درندوں کے کٹہرے میں ڈال دیا۔ وہ شیر آپ کے گرد جمع ہو کر قدموں پر آنکھیں ملنے لگے۔ امام بشفقت سروں پہ ہاتھ پھیر کر مشغول عبادتِ الٰہی ہو گئے، معتمد یہ دیکھکر متحیر ہو گیا اور امام کو اس کٹہرے سے نکال کر دو سال محل شاہی میں قید رکھا ایسی کوٹھری میں جس میں روشنی تک نہ آتی تھی۔ آخر کو اٹھائیس سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ

ربیع الاول کو امام کو زہر دیا. شہر میں طلاطم ہوگیا. اور بہت تزک و احتشام سے جنازہ اٹھا. اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے. آپ کے فرزند ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۹ء میں پیدا ہوئے. آپکا لقب امام منتظر، حجۃ اللہ، امام زمان اور مہدی ہے. بعد ولادت امام کو نظر سے پوشیدہ رکھا گیا. معتمد کے اطوار و کردار کی نسبت ابن اثیر اور روضۃ الصفا مشہور مورخین کا بیان ہے کہ معتمد عموماً عیاش مزاج اور عیش پسند تھا. وہ ہمیشہ اپنے اوقات کو انواع اقسام کے لہو ولعب اور نشاط طرب میں گزارتا تھا. اور امور خلافت سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا. جملہ امور خلافت موفق کے سپرد تھے. جیسا وہ چاہتا تھا وہ کرتا تھا اس کی صحبت کے بیٹھنے والے نانک اور قوال تھے. اور وہی اسکے جملہ امور میں پیش پیش تھے!

معتضد عباسی

معتمد کے مرجانے کے بعد معتضد ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا. اس نے بھی دشمنی آل رسولؐ میں کوتاہی نہیں کی معتضد نے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے ساتھ جو ظالمانہ اور مخالفانہ کارروائیاں شروع کیں. اور وہ آپ کی سراغ رسانی اور قتل گرفتاری میں بقیہ تمام عمر صرف کر دی لیکن سوائے پریشانی اور ذلت و پشیمانی اور کچھ بھی حاصل نہ ہوا. اس سے قبل معتمد پورے طور پر آپ کے وجود ذیجود کا قائل ہو چکا تھا. چنانچہ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمۃ جعفر کی داستان لکھ کر اپنی رائے یوں قائم کرتے ہیں کہ معتمد جناب صاحب الامر علیہ السلام کے وجود ذیجود کا قائل ہو چکا تھا. اور آپ کے مراتب و مدارج سے بھی واقف تھا. اور آپ کے نظام امامت کو بھی جانتا تھا (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۹۳) اس کے بعد علامہ موصوف نور اللہ ضریحہ نے جعفر سے معتمد کی وہ تقریر بھی قلمبند فرمائی ہے. جس کو اس نے فہمائش اور ہدایت کے طور پر جعفر سے کہا تھا. کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد جعفر نے بیس۲۰ ہزار دینار دے کر معتمد کی معرفت منصب امامت حاصل کرنا چاہا تو اس نے جعفر سے صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا. کہ یہ سمجھ لو کہ منصب امامت ہمارا اختیاری امر نہیں ہے. بلکہ خداوند کریم کی طرف سے ہے ہم لوگوں نے ہر چند ان کے فضائل و مناقب اور مدارج و مراتب کے گھٹانے اور مٹانے کی لاکھ لاکھ فکر کی. مگر ان میں سے کوئی مفید کار نہ ہوئی. اور ہماری تمام کوششوں کے خلاف ان کی جلالت اور عظمت میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی. معتمد کی اس تقریر سے اس کا اعتراف ثابت ہوگیا. معتمد کے بعد معتضد نے آپکی سراغ رسانی اور گرفتاری کا حکم دیا حالانکہ معتمد کی کوششوں کے نتیجے اسکے مشاہدات میں آچکے تھے. لیکن طمع سلطنت بہرحال معتضد نے آپکی سراغرسانی کا انتظام کیا شاہی جاسوس اور سراغ رساں جہاں جہاں تک اپنے وہم و گمان سے آپ کے قیام فرمانے کا خیال وقیاس کرتے تھے. ان تمام مقامات کو چھان ڈالتے تھے. مثلاً نجف اشرف، کربلا معلی، کاظمین، جامع مسجد کوفہ، مسجد سہلہ وغیرہم خاص طور پر ڈھونڈنے لگے. کیونکہ یہ مقاماتِ مخصوصہ از روئے اخبار شیعہ آپ کی عبادت کے لئے مخصوص بتلائے جاتے تھے. لیکن معتضد اس جستجو میں ناکامیاب رہا آخر اس نے شہر سامرہ کے خاص خاص مقامات کی تلاشی کا حکم دیا جہاں آپ کے تشریف رکھنے کا خیال تھا. معتضد کے رفیق خاص "رشیق" نامی کا بیان ہے کہ معتضد نے مجھ کو ایک دن اپنی خلوت میں بلایا اور اپنے دو معتبر رفیقوں کو میرے ہمراہ کیا اور ہم تینوں آدمیوں کو شاہی اصطبل سے تین تین بیش قیمت اور تیز رفتار گھوڑے منگوا کر حوالہ کئے اور کہا کہ اسی وقت بغداد سے شہر سامرہ کی طرف چلے جاؤ اور ایک مکان خاص کا پورا نشان بتلا کر کہا کہ اس میں چلے جانا. اور جس شخص کو اندر پانا بلا عذر اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آنا. رشیق کا بیان ہے کہ ہم تینوں آدمی حکم سلطانی پا کر نماز مغرب کے بعد بغداد سے روانہ ہوئے. اور آدھی

رات سے پہلے شہر سامرہ میں داخل ہوگئے۔ اور معتضد کی ہدایت کے مطابق وہ تمام نشانات وعلامات جو اس مکان مقدس کے متعلق اس نے بتلائے تھے پائے گئے۔ یہاں تک کہ اس مکان کے دروازہ پر پہنچے۔ ایک غلام کو سوتی آزار بند بُنتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس مکان میں کون ہے اس نے جواب دیا، کہ مالک مکان "رشیق" کا بیان ہے کہ اس غلام نے بے توجہی اور بے پروائی سے جواب دیا کہ مجھ کو اس کی بے خوفی اور جرأت پر سخت تعجب ہوا۔ اور وہ اپنے کمال استقلال سے جس کام میں مشغول تھا۔ برابر مصروف رہا۔ بہر حال اُس نے ہم سے کوئی مزاحمت نہیں کی اور ہم لوگ بلا روک ٹوک اس عمارت کے اندر چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ اس مکان کی آرائش اور زیب وزیبائش بالکل امیرانہ طور پر ہے۔ دروازہ کے آگے جہاں سے آمد ورفت ہوتی ہے۔ ایسا خوشنما اور خوش قطع سائبان پڑا ہے کہ دوسرا ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کے معمار اور صناع ایسی عمارت بنانے میں بالکل مجبور ہیں جب ہم اس صحن کے سائبان سے گزر کر صحن خانہ میں پہنچے تو کسی شخص کو صحن میں موجود نہیں پایا۔ اس صحن کے آگے پھر اور ایک محل دکھائی دیا۔ اور اس کے آگے دریا بہتا ہوا نظر پڑا۔ اور پھر اسی محل میں ایک بزرگ باحسن وجمال اور باشوکت جلال کو مشغول نماز دیکھا۔ آج تک ایسی نورانی صورت دیکھنے میں کیا میرے خواب و خیال میں نہیں آئی تھی۔ اس خاصۂ الٰہی کے رجوع، خشوع اور استغراق فی العبادت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک حصیر پر تو مشغول نماز تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس عمارت میں دریا کا تمام پانی رواں ہے اور وہ ایک حصیر جس پر وہ تشریف فرما تھے اس آبِ رواں پر قائم ہے۔ پہلے تو ہم تینوں آدمی نظام قدرت کے اس شاندار منظر کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرکے اپنے استعجاب وحیرت کے خاص عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے مگر اس اثنار میں وہ مطلق ہماری طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

اسی عالم میں ہم میں سے "احمد بن عبداللہ" نے جرأت اور سبقت اختیار کی۔ اس مقصد سے کہ اس محل میں جاکر آپ کے ساتھ کوئی مزاحمانہ کارروائی کریں۔ وہ آگے بڑھا۔ اور بڑھتے ہی پانی میں جارہا۔ اور پانی میں جاتے ہی غرق ہونے لگا۔ اور قریب تھا کہ وہ بالکل تہ آب ہوجائے۔ یہ حالت دیکھ کر فوراً میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور پانی سے کھینچ کر باہر لایا۔ جس وقت باہر لایا گیا۔ بالکل بے ہوش تھا۔ ایک ساعت عالم بے ہوشی میں پڑا رہا۔ اس کے بعد دوسرے نے بھی باوجود اس مشاہدہ کے ویسی ہی احمقانہ جرأت کی۔ آخر اس کا بھی یہی نتیجہ نکلا۔ اب اتنے مشاہدات دیکھ کر میں اپنے آپے میں نہ رہا۔ اور کمال خوف و میرے قلب پر طاری ہوئی میں نے اسی اضطرار اور انتشار میں اس خاصۂ ربانی اور ولی یزدانی کی طرف بکمال عقیدت مخاطب ہوکر جو اس وقت تک عبادت الٰہی میں اسی محویت اور کیفیت کے ساتھ مستغرق تھے۔ عرض کی کہ میں آپ کی خدمت اور نیز درگاہ رب العزت سے اپنی ان حرکات کی معافی چاہتا ہوں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اخلاق ومراحم سے معاف فرمائیں گے۔ "رشیق" کا بیان ہے کہ میں ہرچند آپ کی خدمت میں آرزو منت کرتا رہا۔ مگر آپ میری طرف مطلق متوجہ نہ ہوئے۔ اور اسی طرح عبادت میں مشغول رہے۔ آخر کار ہم اس محل سرا سے باہر نکل آئے۔ اس وقت سارا جسم بید کی طرح لرزاں تھا۔ آخر ہم سامرہ سے بغداد کے قصر دار الامارۃ میں پہنچے۔ اور ساری سرگزشت معتضد کو سنائی۔ اس نے کہا تم نے

معتضد آپ کی گرفتاری میں ناکام رہا۔
میرے سوا اب تک کسی اور سے ان واقعات کو بیان تو نہیں کیا ہم نے کہا نہیں بہرحال
لیکن دشمنی آلِ رسولؐ سے باز نہیں آیا اس کے عہد میں (۱) سید محمد بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن امام
حسن علیہ السلام (۲) سید زید بن محمد بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام (۳) محمد بن عبداللہ بن محمد
بن قاسم بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن عباس بن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام، قید خانہ میں شہید کئے گئے۔

مکتفی عباسی کو ۲۸۹ھ میں حکومت ملی۔ انہوں نے بھی قتل اولادِ رسولؐ میں ہاتھ رنگین کئے۔ (۱) سید محمد بن سعید
کے اول دست و پا کاٹے
علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن علی بن عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام
کے بھی دست و پا
پھر گردن زنی کی۔ (۲) علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن حضرت علی المرتضیٰ
کاٹ کر سر قلم کیا گیا۔ (۳) سید زید بن حسین بن حسین بن زید بن علی بن امام حسین علیہ السلام کو راہِ مکہ میں شہید کیا گیا۔ (۴)
محمد بن حمزہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبیداللہ بن عباس بن حضرت علی المرتضیٰ کو ان کے باغ میں شہید کیا گیا۔

مقتدر یا مقتضد یہ ۲۹۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس نے آلِ رسولؐ کے قتل میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اس
کے عہد کے شہداء کی فہرست بہت طوالانی ہے۔

(۱) سید اسحاق بن عباس بن اسحاق بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام اربلینہ
میں شہید کئے۔ (۲) ایک اور بزرگ آلِ ابوطالب کے جو عباسیوں اور طالبوں سے مسجد کوفہ کے بارے میں جنگ ہوئی اس
میں شہید ہوئے۔ (۳) طاہر بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن حسین بن علی بن ابوطالب (۴) سید حسن بن محمد بن عبداللہ بن
حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام راہِ مکہ میں شہید کئے گئے۔ (۵) سید عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ مذکور (۶) علی بن علی
بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن حسن بن علی بن ابوطالب مالک کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (۷) سید قاسم بن
زید بن حسن بن علی بن امام حسن علیہ السلام (۸) سید محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام
(۹) علی بن موسیٰ بن علی بن علی بن محمد بن عون بن محمد بن حضرت امام علی علیہ السلام (۱۰) قاسم بن یعقوب بن جعفر بن ابراہیم
بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب (۱۱) جعفر بن صالح بن ابراہیم بن محمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بن علی
بن عبداللہ (۱۲) عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب
کو سلیمان بن بشر سلمٰی نے شہید کیا۔ (۱۳) سید احمد بن قاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن امام زین العابدین علیہ السلام (۱۴)
سید حسین بن علی بن محمد بن علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن امام حسن علیہ السلام مقام تغلیس میں شہید ہوئے۔
(۱۵) سید محمد بن احمد بن حسین بن علی بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام مقام شمشاط میں شہید ہوئے۔ (۱۶) سید محمد
بن جعفر بن محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ مذکور خوارج کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (۱۷) قاسم بن احمد
بن عبیداللہ بن قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب مقام حبشہ میں شہید ہوئے۔ (۱۸) سید جعفر بن حسین بن

حسن افطس بن علی بن امام زین العابدین علیہ السلام مقام حبشہ میں شہید ہوئے۔ (۱۹) سید حسین بن حسن بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۲۰) احمد بن حسین بن علی بن ابراہیم بن عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن حضرت علی المرتضیٰ مقام "نوبہ" شہید ہوئے۔

(۲۱) زید بن عبداللہ بن مسلم بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب مقام نوبہ شہید ہوئے۔

(۲۲) علی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمزہ بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب مقام بجہ ملک حبشہ میں شہید ہوئے

(۲۳) جعفر بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن جعفر بن محمد بن حضرت علی المرتضیٰ عمری کے ہاتھوں مقام "بجہ" شہید ہوئے۔

(۲۴) محمد بن علی بن اسحاق بن جعفر بن قاسم بن اسحاق جعفری کو بھی عمری نے شہید کیا۔

(۲۵) احمد بن علی بن محمد بن عون بن محمد بن علی بن ابوطالب۔

(۲۶) داؤد بن عبداللہ بن عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن حضرت علی المرتضیٰ کو ادریس بن موسیٰ نے شہید کیا۔

(۲۷) سید ایوب بن قاسم بن حسن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام کو مقام "نوبہ" شہید کیا۔

(۲۸) سید جعفر بن علی بن حسن بن علی بن عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام مقام نیشاپور شہید ہوئے۔

(۲۹) سید حسین کوکبی بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد ارقط بن عبیداللہ الباہر بن امام زین العابدین علیہ السلام

(۳۰) سید عبیداللہ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن سید حسین اصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام کو تالاب میں ڈبو کر شہید کیا۔ پھر نعش نکال کر تہ خانہ میں ڈال دی۔ (۳۱) سید حسن عقیقی بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن سید حسین اصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام کو مقام "جرجان" میں شہید کیا۔ (۳۲) سید حسن بن علی بن زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام مقام جرجان شہید ہوئے۔ (۳۳) سید محمد بن حمزہ بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید مذکور (۳۴) سید ادریس بن علی بن حسن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن زید بن امام حسن علیہ السلام مدینہ منورہ میں شہید کئے گئے۔ (۳۵) محمد بن علی بن قاسم بن محمد بن یوسف مقام طبرستان شہید ہوئے۔ (۳۶) احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن حضرت علی المرتضیٰ (۳۷) سید داؤد بن احمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۳۸) سید علی بن ادریس بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۳۹) سید احمد بن ادریس بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۴۰) سید احمد بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۴۱) سید صالح محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۴۲) سید ابراہیم بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام (۴۳) سید محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ مذکور (۴۴) سید محمد بن جعفر بن حسن بن موسیٰ بن جعفر (۴۵) سید عبداللہ بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام (۴۶) سید علی بن محمد بن زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام (۴۷) سید صالح بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ (۴۸) سید ابراہیم بن عبداللہ بن داؤد بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۴۹) ایک فرزند سید داؤد بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جعفر (۵۰) آٹھ جعفری اور قتل ہوئے جن کے نام ابوالفراج اصفہانی کو معلوم نہ ہو

منورہ میں سکے۔ (۵۱) سید حسین بن حسن بن حسن بن حسن بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام مدینہ شہید ہوئے۔ (۵۲) سید محمد بن احمد (۵۳) سید احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی (۵۴) سید ابراہیم بن محمد بن ہارون بن محمد بن قاسم بن حسن بن زید (۵۵) سید محمد بن یحییٰ بن محمد بن علی بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام (۵۶) سید احمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن حسن بن علی بن جعفر بن محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام (۵۷) سید محمد بن جعفر بن حسن بن حسن بن موسیٰ بن جعفر بن محمد (۵۸) سید محمد بن سید ابراہیم بن سید یحییٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۵۹) سید محمد بن جعفر بن محمد بن ابراہیم حسینی (۶۰) سید احمد بن موسیٰ بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن (۶۱) سید محمد بن احمد بن حسن بن علی بن حسین حسینی (۶۲) سید حسن بن جعفر حسینی معروف بابن ابی رواح (۶۳) سید علی بن محمد بن عبداللہ الغافا جعفری معروف بابن شرواط (۶۴) سید احمد بن علی بن اسحاق جعفری (۶۵) مطرف بن داؤد بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۶۶) سید اسماعیل بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۶۷) سید عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۶۸) سید موسیٰ بن محمد بن یوسف بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۶۹) سید محمد بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن سید زید بن حضرت امام حسن علیہ السلام (۷۰) سید حسین بن محمد بن یوسف (۷۱) سید جعفر بن محمد بن جعفر بن ابراہیم جعفری (۷۲) سید قاسم زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید (۷۳) سید عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن جعفر بن ابراہیم، سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے عہد کی فہرست شہداء کی بہت طولانی ہے۔ ان کے زمانہ میں جو اولادِ رسول کا قتلِ عام ہوا۔ اس سے انسانیت کانپتی ہے۔ خاندانِ رسالت کے یہ وہ شہدا ہیں۔ جن کی شہادت کی خبر، ابوالفرج اصفہانی کو جمادی الاوّل ۳۱۲ھ تک ملی۔ اور جو اولادِ رسول و علی دوستداران علی دیگر بلاد میں شہید ہوئے۔ ان کو کس کی خبر ہے ان امام زادوں اور دوستداران اہلبیت کی تعداد تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ لاکھوں سے زائد پر نوبت پہنچی، جو شہید ہوئے۔ جلائے گئے۔ زندہ دیواروں میں چنوائے گئے۔ قید میں بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہوئے۔ دست و پا کاٹے گئے، زبانیں کھینچی گئیں۔ دریا اور تالابوں میں ڈبوئے گئے۔ گھر بار لوٹا گیا۔ اور جلایا گیا۔ گھر سے بے گھر ہوئے۔ اور طرح طرح کے مصائب جھیلے۔ ہم نے ان شہیدوں کے بعض بعض نام کو جو خاندانِ رسالت سے ہیں۔ اور پیشوایانِ دین تھے۔ جن کا نام و پتہ معلوم ہو سکا۔ وہ خاندان اموی کے سربراہ اور محدث جلیل "علامہ ابوالفرج اصفہانی المتوفی ۳۵۶ھ کی کتاب "مقاتل الطالبین" سے پیش کئے ہیں۔ علامہ مذکور بنی امیہ محمد بن مروان بن حکم کی اولاد سے ہیں۔ دیگر واقعات مستند و معتبر مورخین سے لے گئے ہیں! اسلام اور مذہب حقّہ کے ہادی اور مخلص پیروان کی جانیں ان کے اعتقاد و مذہب کی حمایت پر تلف ہوئیں، ان کا صرف یہ قصور تھا۔ کہ وہ اپنے کو وارث علوم و تعلیمات رسول کا خود کو معلم سمجھتے تھے۔ ان کا نصب العین یہ تھا۔ کہ اسلام ملک گیری و فتوحات کے لئے نہیں آیا ہے۔ وہ ایک خالص روحانی باعمل تحریک ہے۔ جس کا منشا دنیا میں استبداد و ملوکیت کو فنا کرنا اور عالمگیر مساوات کی اشاعت تھی۔ وہ اپنے کو روحانی پیشوا سمجھتے تھے، رسول بھی اس دعوت کے واسطے آئے تھے۔ ان کی اولاد اور خاص پیروان نے بھی

اس اصول کی حفاظت میں قربانیاں پیش کیں۔ وہ صرف خدا و رسولؐ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ اور ان احکام کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اولادِ رسولؐ کو قرار دیتے تھے۔ جو کہ مظہرِ صفاتِ رسولؐ اور نمونہ اخلاقِ رسولؐ بن کر خود پیش کرتے رہے اور جس صبر و استقلال ہمت و جوانمردی سے دینِ الٰہی کی حفاظت و تبلیغ اسلام کی جد و جہد عالم کے گوشہ گوشہ میں ان خدا کاروں نے کی۔ وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ تبلیغ علم و مذہب میں جو انہوں نے کارنامے انجام دیئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

دینی تبلیغ، علم و مذہب حقہ!

سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے عہد میں آل رسولؐ اور اولاد ابو طالب و دوستداران اہلبیت پر جو ظلم و ستم ہوئے۔ اس کی وجہ سے یہ علمی اور روحانی گروہ بخوف جان و عزت پہاڑوں، جنگلوں، آبادیوں اور دور دراز ملکوں میں پھرتے تھے۔ اور اپنے مخفی و پوشیدہ تعلیمات سے خلقت خدا کو فیض یاب کرتے تھے۔ اور وہ لڑائیاں جو آل رسولؐ کے بعض افراد نے بنی امیہ و بنی عباس سے عاجز آ کر کیں۔ ان سے بھی بہت زائد مذہب حقہ کی ترویج و تبلیغ ہوئی جن میں فاطمین کی جنگیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں باوجود اس تاریک زمانہ کے آئمہ معصومین نے تعلیم و تصنیف میں انتہائی جد و جہد کی پوشیدہ اور موقعہ پانے پر علانیہ تعلیم دیتے تھے۔ اور محبان اہل بیت بھی جانیں دے دے کر خدمت آئمہ معصومین علیہم السلام میں حاضر رہتے تھے۔ وفات رسولِ خدا کے بعد سے مذہب حقہ پر خود ساختہ مذہبی پردے پڑنا شروع ہوئے اس تاریک عہد میں بھی دوستداران اہلبیت نے علم کی روشنی سے عالم کو منور رکھا۔ پہلی صدی ہجری میں تبلیغی جد و جہد شروع ہو گئی، سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ نے قرآن مجید جمع کر کے دربار خلافت میں دکھایا گیا جو نہ لیا گیا (تاریخ واقدی استیعاب ابن عبدالبر، صواعق محرقہ، سیرت مصطفویہ ابن عبداوس، طبقات بن سعد مفتاح نجاح بدخشانی، تحفۃ المومنین بدخشانی دنیائے اسلام پر حضرت علی المرتضیٰ کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ آپ نے مسلمانوں میں علمی تحریک شروع فرمائی۔ ورنہ بقول امیر معاویہ عرب اونٹ اور اونٹنی میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہے تھے آپ نے اپنا یہ اصول بنا لیا تھا۔ کہ روزانہ نماز ظہر کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جس میں دین کے حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے۔ تاکہ مسلمان دین حقیقی سے آشنا ہو جائیں جن پر جہالت نے گہرے غلاف ڈال دیئے تھے۔ آپ نے اپنے خطبات، فرامین، توقیعات، خطوط اور دعاؤں کے ذریعہ دین کی حکمتوں اور اسلام کی تعلیمات کو جس شان سے اجاگر کیا ہے۔ اس کی مثال تاریخ اسلام میں کہیں نہیں ملتی۔ آپ کی یہ سعی جمیل "نہج البلاغہ" اور صحیفہ علویہ کی شکل میں آج بھی موجود ہے اور قرآن مجید کے بعد اسلام کی صداقتوں کا سب سے مکمل اور حسین مظہر تسلیم کی جاتی ہے۔ آپ کی کاوشوں کے نتیجہ میں "کوفہ" اسلامی دنیا کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اور آپ کی ہدایت و تربیت کے نتیجہ میں دنیائے اسلام میں تصنیف و تالیف کا مشغلہ شروع ہوا حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام، جناب محمد بن حنفیہ، جناب عبداللہ بن عباس، جناب ابی کعب جناب جابر بن عبداللہ انصاری جناب کمیل بن زیاد، اصبغ بن نباتہ، عبیداللہ بن ابی رافع، سلیم بن قیس ہلالی میثم تمار، زید بن وہب، اور بعض دوسرے حضرات آپ کے مکتب فکر کے پروردہ وہ مصنفین ہیں۔ جن کے آثار قلمی محفوظ ہیں۔ عربی علم نحو کے امام ابو الاسود دوئلی،

علم قرأت کے امام عبدالرحمن سلمی، فقہ وحدیث کے امام شعبی، تفسیر کے امام عبداللہ بن عباس، مساحت وریاضی کے امام کمیل بن زیاد، زبان وبیان کے ماہر عمر بن سلمہ اور علم عروض کے موجد عبادہ بن صامت آپ ہی کے خرمن علم کے خوشہ چین ہیں۔ مسلمانوں کا علم الٰہیات و علم کلام و فلسفہ وحکمت تمام تر حضرت علی المرتضیٰ کی ایجاد ہے اور ان علوم کا اولین ماخذ نہج البلاغۃ ہے، دنیائے اسلام کی پہلی تفسیر سعید بن جبیر نے لکھی جو شیعیان حضرت علی میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ابن الندیم نے اپنی فہرست میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ حجاج بن یوسف نے شیعہ ہونے کی وجہ سے شہید کیا۔ شیعیان حضرت علی اس وقت قرآنی علوم کی تدوین واشاعت میں مصروف تھے۔ جب دوسرے مسلمانوں کی ان علوم پر کوئی توجہ نہ تھی۔ چنانچہ امام محمد باقرؑ کے صحابی سعدی کبیر اسماعیل متوفی ۱۲۷ھ نے ایک تفسیر تیار کی۔ جس کا تذکرہ علامہ سیوطی نے بھی کیا ہے۔ محمد بن صائب بن بشر کلبی متوفی ۱۳۶ھ نے بھی جو امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔ قرآن پاک کی ایک مفصل تفسیر تیار کی تھی امام محمد باقرؑ کے شاگردوں میں جابر بن یزید جعفی اور ابوالجارود نے بھی قرآن مجید کی تفسیریں لکھی ہیں آئمہ آل رسولؐ کے اصحاب میں ابوحمزہ ثمالی صحابی امام زین العابدین، زیاد بن منذر، ابوالجارود، یحییٰ بن قاسم ابوبصیر، علی بن سالم بطائنی، حصین بن مخارق ابوجنادہ السلولی، محمد بن خالد برقی وہب بن حفص، یونس بن عبدالرحمن احمد بن صبیح، علی بن بساط، سلمہ بن خطاب ابوالفضل قمی، فرات بن ابراہیم وغیرہ نے کلام پاک کی تفسیریں لکھی ہیں۔ اور حسن بن خالد برقی نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی ہدایت پر ایک سو بیس جلدوں میں ایک مفصل تفسیر تیار کی۔ ابوالاسود دئلی ظالم بن عمرو کو حضرت علیؑ نے علم نحو کے قواعد بتا کر علم نحو کی بنیاد ڈالی۔ اور کتاب تصنیف کرائی جن کا انتقال ۶۹ھ میں ہوا، علم فقہ کی پہلی کتاب حضرت علیؑ کے شاگرد ابراہیم ابورافع آزاد کردہ رسولؐ اللہ نے خود آپؐ کی زندگی میں مرتب کی جو کوفہ میں حضرت علیؑ کے خزانچی تھے فقہ کی یہ کتاب باب باب کر کے لکھی۔ جس میں روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ وقضا وغیرہ کے احکام تھے (منتہی المقال) اس وقت تک دوسرے مسلمانوں نے فقہ میں کوئی کتاب تیار نہیں کی تھی۔ ان کے بعد قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سعید بن مسیب نے فقہ پر کتابیں لکھیں۔ امام زین العابدین کے صحابی ثابت المقدام نے جامع فقہ تیار کی۔ اور امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادقؑ نے تو علم فقہ کو دنیا میں اجاگر کر دیا۔ ان میں فقہائے شیعہ میں زرارہ، ابوبصیر اسدی، فضیل بن یسار مسلم طائفی، جمیل بن دراج، عبداللہ بن سکان، عبداللہ بن کبیر، عماد بن عیسیٰ وغیرہ کے نام تاریخ فقہ میں یادگار رہیں گے۔ امام جعفر صادقؑ کے صحابی علی بن حمزہ نے جامع ابواب فقہ تصنیف کی۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صحابہ میں محمد بن معانی نے شرائع الایمان اور عبداللہ بن مغیرہ نے تیس جلدوں میں علم فقہ کی ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ ان حضرات کے علاوہ آئمہ معصومین کے صحابہ میں ابراہیم بن محمد ثقفی ابراہیم بن محمد اسلمی علی بن محمد تاسانی، صفوان بن یحییٰ بجلی اور ابوعلی السراد وغیرہ نے بھی علم فقہ میں کتابیں لکھیں۔ علم قرأت میں سب سے پہلی کتاب ابان بن تغلب نے لکھی۔ اور ان کے بعد دوسری کتاب حمزہ بن حبیب نے تیار کی۔ یہ دونوں صحابی آئمہ معصومین تھے۔ حمزہ نے قرأت کا علم امام جعفر صادقؑ سے حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ سعد بن ابوجعفر کوفی نے علم قرأت میں ایک کتاب لکھی۔ اور یہ کتابیں اس وقت تیار کی گئیں جب دوسرے

مسلمانوں کو اس علم پر کوئی توجہ نہ تھی۔ علم کلام کی ایجاد حضرت علیؑ کا کارنامہ ہے چنانچہ کمیل بن زیاد، سلیم بن قیس ہلالی، اور حارث اعور ہمدانی اس علم میں آپ کے خصوصی شاگرد تھے۔ علم کلام میں پہلی کتاب عیسیٰ بن روضہ تابعی نے لکھی اور ان کے بعد ابوالہاشم بن محمد بن علی بن ابی طالب نے علم کلام میں پہلی کتاب لکھی۔ امام زین العابدین سے یہ علم قیس بن ناصر اور حمران بن اعین نے امام جعفر صادقؑ سے علم کلام ابو جعفر محمد بن علی بن نعمان معروف بہ احول نے حاصل کیا۔ علم حدیث میں پہلا صحیفہ خود حضرت علیؑ نے تیار کیا۔ آپ نے اس امر میں سعی بلیغ فرمائی کہ زیادہ سے زیادہ احادیث جمع کرلی جائیں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام و جناب سلمان فارسی۔ جناب ابوذر غفاری نے بھی صحف حدیث مرتب کئے۔ آپ کے شاگردوں میں علی بن ابی رافع، عبیداللہ بن رافع، سلیم بن قیس ہلالی میثم تمار۔ اصبغ بن نباتہ، عبیداللہ بن حر جعفی، ربیعہ بن سمیع اور حرث ہمدانی نے بھی صحف حدیث تیار کئے۔ یہ کتب اس زمانے میں لکھی گئیں۔ جب دوسرے مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہ تھی۔ امام جعفر صادقؑ کے اصحاب نے حدیث کی چارسو کتابیں لکھیں۔ علمائے شیعہ نے علم حدیث میں چھ ہزار چھ سو کتابیں تالیف کیں ہیں۔ علم تاریخ میں ایک کتاب سلیم بن قیس ہلالی صحابی حضرت علیؑ نے لکھی ہے۔ جس میں وفات رسولؐ کے بعد واقعات درج تھے۔ اور ابن ابان بن عیاش فیروز صحابی امام حسینؑ کو دی۔ حضرت علی علیہ السلام کے شاگردوں اور اصحاب میں کیسے کیسے علماء فنون و علوم جمع تھے۔ جن سے ہزاروں نے تعلیم پاکر علوم و فنون مذہب حقہ کی ترویج کی ہزاروں کتابیں مختلف علوم میں لکھ ڈالیں خود امیرالمومنین کے خطبات و کلمات و احادیث اس کثرت سے ہیں علماء و محققین نے ضخیم جلدیں لکھیں ۲۶۰ھ تک امام حسن عسکری علیہ السلام کے عہد تک ہر امام کے ہزاروں شاگردوں کے شاگرد و اصحاب تھے۔ جو اطراف عالم سے آتے۔ اور تعلیم حاصل کرکے متفرق مقامات پر تبلیغ و اشاعت مذہب حقہ کرتے تھے اور ہر ہر علم میں ہزاروں کی تعداد میں تصانیف کی ہیں۔ علوم آئمہ معصومین اور علوم القرآن کی نہایت حفاظت کی گئی۔ لاکھوں روائتیں ایک دوسرے سے نقل کرتے اور حفظ کرکے رکھتے۔ اور تصانیف و تالیف کے ذریعہ نشر کرتے۔ فقیہ۔ قاضی۔ مفتی۔ متکلم، محدث۔ ادیب، خطیب۔ شاعر۔ فلسفی۔ منطق۔ مورخ۔ نساب، قاری۔ نجومی، مہندس ریاضی طبیب، مفسر۔ نحوی۔ لغوی۔ وغیرہ چوتھی صدی ہجری کے اندر اندر ہی گزرے ہیں۔ حجاز۔ عراق۔ ایران۔ یمن خصوصیت سے مراکز علوم شیعہ کے رہے ہیں۔ عراق میں کوفہ، بصرہ، بغداد اور ایران میں قم، نیشاپور، اصفہان اور حجاز میں مکہ معظمہ، مدینہ خاص مراکز علمیہ تھے۔ کتاب کشف الفنون۔ فی السماء الکتب والفنون، رجال نجاشی، فہرست شیخ طوسی، فہرست ابن ندیم رجال کبیر، منتہی المقال اغانی وغیرہ میں مفصل حالات موجود ہیں۔ بہرصورت آئمہ معصومین کے عہد میں اُن کے اصحاب و شاگردوں نے چارسو اسی کتابیں لکھیں۔ جو اصول اربعہ مائۃ کہلاتی ہیں۔ جن سے کلینی رحمۃ اللہ المتوفی ۳۲۹ھ میں کتاب کافی کو جمع کیا اور جناب صدوق المتوفی ۳۸۱ھ نے "لایحضرہ الفقیہ" اکمال الدین اتمام النعمہ، عیون اخبار رضا، امالی وغیرہ وغیرہ تین سو تصانیف لکھے۔ محقق طوسی رحمۃ اللہ المتوفی ۴۶۰ھ نے تہذیب الاحکام، استبصار وغیرہ لکھیں۔ پھر وسائل الشیعہ، بحارالانوار۔ وافی وغیرہ وغیرہ لکھی گئیں۔ جو سینکڑوں علوم پر مشتمل ہیں۔ علامہ نجاشی المتوفی ۴۵۰ھ نے

اپنی کتاب رجال میں بارہ سو پانچ اصحاب و تابعین و علماء کے اسماء درج کئے ہیں. جنہوں نے ہزاروں تصانیف مختلف
علوم و فنون میں کئے ہیں. جو آئمہ علوم و فنون تھے. جن کے فضل و کمال و شاگردی کا اعتراف دیگر فرقہ اسلام نے بھی کیا
ہے. عرب کے گوشہ گوشہ جہاں اسلام پہونچا. مذہب حقہ بھی ساتھ ساتھ پہنچا.

(یمن) خود عہدِ رسولؐ میں دستِ حضرت علی المرتضیٰؑ پر ایمان لایا. اور ۲۸۰ھ زیدیہ فرقہ شیعہ کے مورث ہادی یحییٰ
امام (بادشاہ) ہوا. ہادی یحییٰ قاسم اسی کا پوتا تھا. جس نے مامون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ میں علم استقلال بلند کیا.
اس خاندان میں یمن کی امامت (بادشاہت) اب تک چلی جاتی ہے. (کتاب فرمانروائے مسلمان روئے زمین ص ۶۸)

(حجاز) علیؑ و آلِ علی کے قیام و وجود سے علوم مذہبیہ سے آگاہ تھا.

(عراق عرب) حضرت علیؑ کا دار السلطنت رہا تھا. جزیرۃ العرب کا گوشہ گوشہ خبردار تھا. ۱۴۸ھ میں ابراہیم بن عبداللہ
بن حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام بخوف خلفاء مقامات موصل، انبار، بغداد، مدائن. نیل. واسطہ میں پھرتے
رہے اور اسی واسطہ جنگِ عظیم کے بعد شہید ہوئے یہ وہ بزرگ تھے. جن کی حمایت کے لئے امام ابوحنیفہ لوگوں کو ابھارتے
اور فتویٰ دیتے تھے. اور امام شعبی اس جنگ کو "بدر صغریٰ" کہتے تھے. (مقاتل الطالبین)

افریقہ، حجاز، عراق، عرب، حلب. شام و مصر، دیار بکر، بغداد یہ فاطمین کے قبضے میں رہے. چالیس مرتبہ فاطمین
کا سکہ اور خطبہ بغداد میں جاری ہوا. چنانچہ کتاب فرمانروائے مسلمان روئے زمین ص ۲۵) پر تحریر ہے. خلفائے فاطمیہؑ
خاندان ادریسیہ کیطرح اپنے آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بتاتے ہیں. بربر میں جہاں ادریسی
فرمانروا تھے. فاطمیہ خاندان کے مناد اور ہواخواہوں نے لوگوں کو خیالات تشیع کیطرف مائل کیا. اس طرح عبیداللہ
مورث خاندان فاطمیہ کے لئے حصول سلطنت کا کام آسان ہوگیا جس نے المہدی کے نام سے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان
کر دیا. ۲۹۶ھ میں آخری اغلابی بادشاہ کو خارج کر کے ادریسیوں کی سلطنت "مراکو" کے سوا جس کا مورث سید ادریس
بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ تھا. تمام شمالی افریقہ پر قابض ہوگیا. ان کا دار الخلافہ مہدویہ متصل ٹیونس تھا.
نصف صدی کے بعد مصر و شام بھی ان کی سلطنت میں داخل ہوگئے فاطمیہ سپہ سالار جوہر نے اول الذکر ملک کم سن اخشیدی
بادشاہ سے ۳۶۰ھ میں فتح کر کے شہر قاہرہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں کیرو کے نام سے مشہور ہوا. اس اثنا میں شام
کا جنوبی حصہ بھی مفتوح ہوگیا. ۳۸۱ھ میں عیکپو سلطنت مصر میں داخل ہوا. اس وقت سلطنت مذکور کی وسعت
صحرائے شام سے سرحد مراکو تک پہنچ گئی تھی. بہرصورت مصر و شام میں عرصہ دراز تک فاطمیہ حکومت عروج پر رہی.
اور اس کی دولت و حشمت اور تجارت بحیرہ روم کے ممالک کی خوشحالی کا باعث ثابت ہوئی. خلفائے فاطمین کی حکومت
۲۹۷ھ تا ۵۶۷ھ تک قائم رہی اس عرصہ میں مذہب حقہ کی تبلیغ و اشاعت ہوئی. (مراکو) اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ و ۲۳
پر مرقوم ہے کہ ۱۷۰ھ میں علویوں نے مدینہ میں علم استقلال بلند کیا. اس ہنگامہ کے شرکاء میں سید ادریس بن سید عبداللہ

بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام بھی تھا جو فساد مذکور کے فرو ہونے پر مصر چلا گیا۔ وہاں سے مراکو پہنچکر متصل سبوطہ خود مختار ہوگیا۔ اس کے سکہ پر شہر طغا اور دالیہ کے نام مرقوم تھے ادریسی سلطنت ۱۷۲ھ تا ۳۷۵ھ تک قائم رہی اس عرصہ میں مذہب حقہ کی تبلیغ واشاعت ہوتی رہی۔

(حبشہ و نوبہ) عہد رسولِ خدا میں جناب جعفر طیار کا ملک حبشہ میں آنا اور جناب عمار یاسر صحابی خاص کا تبلیغ مذہب حقہ کے لئے کافی تھا۔ جناب قاسم بن احمد، جناب حسین بن حسن جناب علی بن محمد بن عبداللہ وجعفر بن اسحاق مملکت حبشہ مقام نجد میں تبلیغ مذہب حقہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اولادِ جناب عقیل بسلسلہ تجارت حجاز ویمن ہوتے ہوئے داخل ہو کر تبلیغ مذہب حقہ کرتے رہے (مصر و بربر) مصر پہلی ہی صدی ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ کے گورنروں محمد بن ابی بکر، مالک اشتر کے عہد میں اصول و فروع مذہب حقہ سے خبردار ہو چکا تھا۔ (قیروان، افریقہ، اسپین، طرابلس، مصر، اسکندریہ، انبار، مدائن) جبکہ فاطمیوں کی سلطنت مصر میں قائم ہوئی۔ جو کہ شیعہ مذہب تھے۔ مذہب حقہ کی تبلیغ کرتے رہے اور آہستہ آہستہ ترقی کرکے افریقہ، اسپین قیروان، طرابلس، اسکندریہ سے انبار تک قابض ہو گئے۔ ۱۸ ذالحجہ ۳۶۴ھ میں المعز الدین اللہ معروف معز ابو تمیم چوتھے فاطمی بادشاہ نے مصر فتح کرکے عید غدیر کا بڑا جشن کیا۔ ۳۷۵ھ نویں ربیع الاول کو جب چھٹا فاطمی بادشاہ الحاکم بامر اللہ پیدا ہوا۔ تو بہت بڑا جشن کیا گیا۔ اس لئے کہ اس تاریخ عمر بن سعد کا سر مختار کے پاس آیا تھا۔ الحاکم کے عہد میں شہر انبار اور مدائن فتح ہوئے۔ اس بادشاہ کے عہد میں اشھد ان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلافصل۔ باآواز اذانوں میں بلند ہوا اور صدہا مدرسے تمام قلمرو میں کھولے گئے۔ جس میں صدہا مدرس علماء وفقہا درس وتدریس کرتے تھے۔ مسکرات کی خرید وفروخت ممنوع قرار پائی۔ یہود و نصاریٰ کے لئے لباس معین کئے گئے۔

(ایران) ۲۰۱ھ میں مامون رشید کا امام علی رضا علیہ السلام کو ولی عہد کرنا اور آپ کے نام کا سکہ جاری کرنا اور بطور شیعہ نماز جماعت پڑھانا اور ترویج دین تمام قلمرو مامون رشید میں ہونا۔ بلاد مختلف کے اہلِ علم سے مناظرے، پچیس ہزار حفاظ حدیث کا قلم و دوات و کاغذ لے کر سرراہ امام علی رضا علیہ السلام کی سواری کے انتظار میں کھڑے ہونا صرف ایک حدیث امام سے سننا یہ سب باتیں تمام بلاد میں دور دراز ممالک میں ترویج مذہب حقہ کے لئے کافی تھیں۔ ۲۱۲ھ میں خود مامون رشید نے جناب امیر المومنین کی افضلیت کا خلفہ پر اعلان کیا تھا۔ (تاریخ طبری)

نکاح سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد سے ہونا ناجائز و باطل ہے

کیونکہ حرمت صدقہ اور حلت خمس میں عام سادات فاطمی رسول اللہ و آئمہ معصومین سے ملحق ہیں اور اس تعلق نسبی کی بنا پر ان کی دختران کا نکاح غیر سید سے ناجائز ہے۔ شرائط نکاح، شرح لمعہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب ہے مطبوعہ طہران جلد دوم کتاب النکاح ص۹۳ سے منقول ہے یعنی جو دوسری شرط جواز نکاح کیلئے یہ ہے کہ مرد وعورت اسلام وایمان میں مساوی ہوں البتہ اگر مرد مومن اور عورت ایسے اسلامی فرقے سے کہ وہ محکوم بکفر نہ ہو تو زوجہ کی طرف سے مساوات کی شرط اڑ جاتی ہے اس عبارت میں چونکہ کفو سے مراد اسلام لیا گیا ہے فی الجملہ دو قسموں پر منقسم ہے چنانچہ کتاب

مقامہٗ صت ۳۰ پر رقم ہیں۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا اُمۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ه یعنی اے ہمارے پروردگار تو ہم دونوں کو اپنا خاص مسلمان بنا اور منقاد و مطیع مطلق قرار دے۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ ہماری طرح مسلمان بنا۔ یہ ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے یہ دعا کی تھی آپ مسلمان تھے۔ پیغمبر تھے۔ خلیل تھے۔ امام تھے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم جس اسلام کی اپنے اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے لئے دعا کر رہے تھے وہ فعلیت اسلام ہے یعنی پروردگار جس طرح سے تو نے ہم کو کامل الایمان وکامل الیقین پیدا کیا ہے۔ اسی طرح ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم سے اعمال بھی ایسے ہی صادر ہوں۔ اعتقاد کے موافق ہمیں عامل بھی بنا اور توفیق دے۔ کہ ہر حال میں تیرے مطیع و منقاد مطلق رہیں پھر اسی اسلام کی خواہش اپنی اولاد میں سے ایک خاص امت کے لئے کی ہے۔ کیونکہ لفظ جعل مکرر نہیں لایا گیا جو تکرار معانی کرے بلکہ واجعلنا بصیغہ متکلم مع الخیر فرمایا ہے اور جو لام اختصاص اپنے لئے استعمال کیا ہے وہی اپنی اس ذریّت کے لئے استعمال کیا ہے غرض جو اپنے لئے مانگا ہے۔ وہی اپنی اولاد میں سے ایک گروہ خاص کے لئے مانگا ہے اور یہ ثابت ہے کہ اسلام پیغمبر اسلام کا بلاواسطہ ہوتا ہے خدا اور اس کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ خلاف دیگر عام مسلمانوں کا اسلام اسلام بالواسطہ ہوتا ہے یعنی پیغمبر یا امام یا کسی عالم کے ہاتھ پر اسلام لاتے ہیں پس معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم نے اپنی اس ذریت خاص کے لئے اسلام نبوّی واسلام بلاواسطہ کی خواہش کی ہے۔ بلکہ اس پر عامل ہونے کے اور اس کو فعلیت میں لانے کی پھر اس ذریت کے بارے میں فرماتے ہیں "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک" پروردگار انہیں میں سے ایک شخص کو مبعوث برسالت فرما کہ وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ اور یہ ثابت و محقق ہے کہ ذریت حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل میں صرف حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مبعوث برسالت ہوئے ہیں پس امت مسلمہ جس کے لئے دعا کی گئی ہے وہ پیغمبر آخر الزمان* خاندان نسل بنی ہاشم سے ہیں سرکار علامہ اعلی اللہ مقامہٗ نے ثابت کیا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اسلام دو قسم کا ہے ایک اسلام بلاواسطہ خدا کا سکھایا ہوا دوسرا اسلام بالواسطہ انبیاء وآئمہ وعلماء کا سکھایا ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ بنی ہاشم اجداد رسولؐ خدا وعلی ابن ابیطالب کا اسلام بلاواسطہ خدا کا سکھایا ہوا ہے پس اولاد رسولؐ کے ساتھ اسلام میں وہ گھرانہ ہم کفو ہوگا۔ جسکے آباؤ اجداد کا اسلام ان کے آباؤ اجداد کی طرح اسلام بلاواسطہ ہو اگر ایسا نہیں تو اولاد رسولؐ وعلیؑ ابن ابیطالب کے اسلام بلاواسطہ میں کوئی اور قوم ہم کفو نہیں جب کوئی قوم ہم کفو نہیں تو بنات رسولؐ کا نکاح غیر قوم میں ناجائز و باطل ہے!

مخصوصات سادات فاطمی

علامہ محسن فیض کاشانی فرماتے ہیں تفسیر صافی صت ۱۹۸، آیہ خمس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ محسن فیض مختلف احادیث پیش کرتے ہیں ان احادیث اور فرامین معصومین کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کافی تہذیب تفسیر عباسی میں مختلف زاویوں سے منقول ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ ذی القربیٰ سے کون مراد ہے تو جواب میں فرمایا کہ ہم اور ہمارے یتیم مسکین مسافر اور خمس ان سے باہر نہیں جا سکتا۔ کیونکہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور خمس اس کا بدل ہے

*ہیں جو نسل حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور پیغمبر آخر الزمان

لہٰذا خمس کے جملہ حصص کے حقدار سادات فاطمی ہیں۔ کہ صدقہ ان پر حرام ہے اور نہ صدقہ ان پر حلال ہو سکتا ہے اور نہ خمس ان کے
غیر پر حلال یعنی سادات فاطمی کا ہم کفو وہ ہو گا جس میں وہ صفات پائی جائیں۔ بصورتِ دیگر وہ ہم کفو نہیں ہے علامہ حجر کی صواعق
محرقہ میں لکھتے ہیں یعنی اولادِ رسول (سادات فاطمی) بالخصوص پانچ چیزوں میں رسول اللہ کے شریک ہیں (۱) فی السلام (۲) فی
الصلوٰۃ (۳) فی الطہارت (۴) فی التحریم الصدقہ (۵) فی المحبت یعنی (۱) اسلام میں (۲) نماز میں (۳) طہارت میں (۴) صدقہ کے حرام ہونے
میں (۵) محبت میں اور عالم علوم ربانی کاشف اسرار فرقانی سید مرتضیٰ الملقب اعلم الہدیٰ بحر الانساب میں لکھتے ہیں۔ کہ غیر سادات
امتی پر لازمی وحتمی موافق احادیث نبوی کے ہے کہ وہ امور ذیل پر عمل کرے۔ (۱) سادات کی محبت وتعظیم وتکریم واجب ہے
(۲) صدقہ کا لینا ان پر حرام ہے۔ (۳) خمس سادات فاطمی کا حق ہے۔ (۴) سادات فاطمی اولادِ رسولؐ ہیں۔ ان کا حسب ونسب قیامت
تک باقی رہے گا۔ (۵) غیر سید اپنی ذات کو سادات میں شامل نہ کرے۔ (۶) گنہگار سید بھی بخشے جائیں گے۔ بوجہ قرابت رسولؐ کے
(۷) ہر صورت میں سید غیر سید سے افضل ہے (۸) مجلس اگر منعقد ہو۔ تو صدر مجلس ان کا حق ہے (۹) دعا ان کے بچوں کی مستجاب ہے
(۱۰) جائز نہیں کہ ان سے خدمت لیں (۱۱) سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز ہے۔ (۱۲) نماز جنازہ پر اگر سید موجود ہو تو وہ نماز جنازہ
پڑھائے۔ (۱۳) راستہ چلتے وقت سید مقدم رہے۔ (۱۴) سید تمام صفات صرف سادات فاطمی کے لئے ہے۔ (کتاب بحر الانساب) اور
مولوی حکیم سید احمد شاہ نے اپنی کتاب۔ مناقب الفاخرہ للعترۃ طاہرہ ص۲۰۴ پر حوالہ فی کتاب نور الابصار فی مناقب اہلبیت
النبی المختار لکھا ہے یعنی شیخ شلبنجی نے کہا کہ میں نے اپنے سردار علی خاص سے سنا۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ منجملہ حقوق سادات
فاطمی کے ہم پر فرض ہے کہ قربان کریں ہم اپنی روحیں سادات پر بباعث شامل ہونے گوشت وخون تبرک رسولؐ خدا
کے ان میں شریک ہے رسول اللہ کے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اور جزو کے لئے تعظیم وتکریم حکم کل کا ہوتا ہے اور عزت جزو رسولؐ
خدا کے بعد وفات رسولؐ اللہ کے مثل عزت جزو زندہ رسولؐ اللہ کے برابر ہے اور فرمایا بعض علماء نے حقوق سادات سے
ہمارے ذمہ یہ ہے کہ اختیار کریں ہم خوشنودی سادات کی اپنی خواہشات کے مقابلہ میں گو سلسلہ نسب ان کا رسول اللہ سے دور
ہو اور ہمارا فرض ہے کہ سادات کی تعظیم وتکریم کریں اور کتاب معراج السعادۃ میں ہے کہ خمس واجب اور حق سادات فاطمی
ہے خداوند عالم نے رسولؐ اللہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سادات کو تمام مخلوقات پر فوقیت عطا کی ہے۔ زکوٰۃ کہ لوگوں
کا میل کچیل ہے اس کے لینے کی ذلت خدا نے پسند نہ کی۔ اور اہل ایمان کے خاص مال میں سادات کا حصہ خمس مقرر فرمایا تاکہ سادات
فقر وفاقہ سے محفوظ رہیں جو شخص اپنے مال کا خمس ادا نہ کرے۔ تو وہ خدا ورسولؐ کا معتقد نہیں پس اولادِ رسول علی الاطلاق واجب التعظیم
وتکریم بوجہ قرابت رسول ہے اس سے زیادہ کیا خصوصیت ہو گی کہ ان پر مال خمس جائز اور صدقہ حرام ہے۔ خود خداوند کریم نے مال خمس
وزکوٰۃ کے مستحق دو گروہ الگ الگ کر دیئے ہیں۔ مال خمس کی تقسیم میں خداوند عالم نے اپنا حصہ محض اولادِ رسولؐ کی
فضیلت وعظمت ثابت کرنے کے لئے رکھا ہے اسی وجہ سے خدا نے اپنے حصہ کا مصرف بھی اولادِ رسولؐ کو مقرر فرمایا ہے اور جو لوگ
اولادِ رسولؐ سے مراد متبعین فی امت لیتے ہیں تو صاف طور پر واضح ہے کہ امت پر تو صدقات حلال ہیں اور امت کے غرباء ومساکین

ہی اس کے مستحق ہیں اور اگر متبعین یعنی امت بحیثیت مدعی اولادِ رسولؐ جن پر زکوٰۃ وصدقات حرام ہیں تو آج تک امتی حرام ہی کھاتے رہے مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے اولادِ رسول صرف حضرت امام حسنؑ وحسینؑ علیہم السلام اور ان کی اولاد ہی ہے۔ دوسرا قریشی یا غیر قریشی کوئی بھی ان میں شامل نہیں ہے۔ پس جن پر کسی حالات میں بھی زکوٰۃ وصدقات حلال نہیں۔ وہی حضرات اولادِ رسولؐ ہیں پس ثابت ہوا۔ کہ خداوند عالم نے جن کو مال خمس کا اپنے ساتھ مستحق قرار دیا ہے۔ وہی تمام امت محمدیؐ کے لوگوں سے فاضل ہیں کیونکہ امتی یا غیر سید اگرچہ عالم ومتقی و پرہیزگار اور عابد وزاہد ہو جائے۔ وہ مال خمس کا مستحق نہیں بلکہ مال زکوٰۃ وصدقات کا مستحق ہے اور اسی طرح ایک گنہگار ومفلس سید فاطمی مال خمس کا مستحق ہے مال زکواۃ وصدقات اس پر حرام ہیں لہٰذا سادات فاطمی تمام امت محمدی سے فاضل ہیں اور فاضل پر مفضول کو نکاح سے حاکم ومتصرف بنانا ظلم ہے اور ظلم شرعاً ناجائز ہے لہٰذا ایسا نکاح بھی ناجائز وباطل ہے اور اس بنا پر بھی ناجائز ہے کہ جن لوگوں پر خمس جائز اور صدقہ حرام ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا گروہ جن پر صدقہ حلال ہے وہ دونوں ہم کفو نہیں ہیں۔

فضیلت وعظمت اولادِ رسولؐ

کتاب الخصائص الکبریٰ سیوطی وغیرہ میں ہے واثلہ نے کہا رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنی تمام مخلوقات سے اولاد آدم کو افضل بنایا۔ اور اولادِ آدم میں سے اولادِ ابراہیم کو اور اولادِ ابراہیم میں اولادِ اسماعیل کو چُنا اور اولادِ اسماعیل میں سے کنانہ کو بنی کنانہ میں سے قریش کو اور بنی قریش میں سے ہاشم کو چُنا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چُنا اور فرمایا ہر ایک ماں کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر میری بیٹی فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے۔ اور میں ان کا باپ ہوں۔ اور فرمایا قیامت کے دن سب کے رشتے ناطے حسب ونسب ٹوٹ جائیں گے۔ اور میرا حسب ونسب اپنی فضیلت کی ساتھ باقی رہیگا کتاب الشہاب وجوامع الکلم البرہان جلد ۱۲ اور آیہ مباہلہ فدع ابناءنا ابناءکم سے حضرت امام حسن وامام حسین علیہم السلام کا فرزند رسولؐ ہونا ثابت ہے۔ پس نص کلام خدا واحادیث رسولؐ وعمل رسولؐ سے ثابت ہے کہ حسنین علیہم السلام فرزند رسولؐ جملہ مخلوقات سے اشرف وافضل ہیں اور تمام بنی فاطمہ اولادِ رسولؐ ہیں چونکہ خداوند عالم نے نسل بشریہ کی تمام مستورات میں صرف دو مائیں ہیں جن کی اولاد کو نسباً ان کی طرف منسوب کیا گیا اول حضرت مریم اپنے باطنی اوصاف کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باپ بھی ہیں اور اپنے ظاہری اوصاف خلقت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں بھی ہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے آپ کو عیسیٰ بن مریم فرمایا ہے۔ اور جن مستورات کو علیحدہ نوع کی سیرت کے مطابق خلق نہیں کیا گیا۔ ان کی اولاد کو ان کے شوہروں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور جن مستورات کو جنس اناثکی علیحدہ نوع خلق فرمایا ہے۔ ان کی اولاد کو نسباً ان کی ہی طرف منسوب فرمایا گیا ہے۔ پس حضرت مریم وجنس اناث کی علیحدہ نوع تھیں۔ کہ ان کی خلقت تمام اناث کی خلقت سے علیحدہ واعلیٰ خلق فرمائی گئی تھی۔ اسی طرح حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میں وہ وصف جو حضرت مریم میں موجود تھے۔ بدرجہ اتم واکمل آپ میں بھی موجود تھے۔ بلکہ آپ ان اوصاف کی مالکہ تھیں جو حضرت مریم میں بھی نہیں تھے۔ جس پر آیت تطہیر کی نص موجود ہے کہ ہر قسم کی رجس ونجاست سے پاک وپاکیزہ

تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میری اولاد رسولِ خدا کی رہائشی مسجد میں تھی۔ رسول اللہ کی اور میری اولاد مسجد میں پیدا ہوئی۔ لہٰذا آپ کی تخلیق بھی جنس بشریہ کی اناث سے علیٰحدہ کی گئی تھی اور حضرت مریم باوجودیکہ تمام نجاسات سے طاہر تھیں مگر وقت ولادت خدا نے اپنے گھر سے باہر کر دیا اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تمام اولاد مسجد نبوی میں پیدا ہوئی اسی لحاظ سے نور رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ لولاخلق اللہ علیاً لفاطمة ما کان لھا کفو علی وجہ الارض۔ اگر خداوند عالم فاطمہ کے لئے علیؑ کو خلق نہ کرتا تو روئے زمین پر کوئی بھی اس کا کفو نہ ہوتا اس سے ثابت ہے کہ روئے زمین پر کوئی بھی ان کا کفو نہیں ہے۔ اور کبھی فرمایا فاطمة بضعة منی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور پھر فرمایا۔ ان لکل بنی ذریة ینسبون الی ابیھم الا اولاد فاطمة فانی انا ابوھم بے شک ہر نبی کی اولاد ہوئی ہے جو اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر اولادِ فاطمہ پس میں ہی ان کا باپ ہوں (کتاب شہاب وغیرہ) پس اس فرمانِ رسولؐ خدا سے واضح ہے کہ اولادِ فاطمہ میری ہی اولاد ہے جو باپ کی طرف منسوب نہیں بلکہ میری طرف منسوب ہے۔ میں ہی ان کا باپ ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ اولاد حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نسل رسولؐ ہے خداوند عالم نے رسولؐ اللہ کو یہ حکم دیا کہ اقربیٰ کا حق ان کو دے دو۔ اس حکم خداوندی کے مطابق آنحضرت نے صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو جاگیر علاقہ فدک کا ہبہ کر دیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے قریبی اور قربیٰ صرف میری اکلوتی بیٹی فاطمہ ہے۔ جس سے واضح ہو گیا۔ کہ قریشی یا غیر قریشی ازواج کوئی قربیٰ میں داخل نہیں رسولؐ اللہ کے اس عمل سے یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ رسولؐ اللہ کے سوائے حضرت فاطمہ کے اور کوئی صلبی بیٹی نہیں تھی۔ اس طرح دوسرا حکم یہ ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربیٰ ۲۵/۴ تم کہہ دو کہ میں اپنی رسالت کی اُجرت اور کچھ نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ تم میرے اقربیٰ سے مودة رکھو۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اقربیٰ رسولؐ وہ ہیں جن کی مودة اور محبت رکھنا اجرِ رسالت ہے اور وہ بنی فاطمہ یعنی اولادِ رسولؐ ہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کتاب معراج السعادة ص۱۹۵ پر لکھا ہے کہ اولادِ رسولؐ کی سچی و دائمی محبت پر قائم رہنا اجر رسالت ہے۔ امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے آیت ثم اورثنا الکتاب الخ کی تفسیر دریافت کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جمیع اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ سابق بالخیرات سے مُراد ہم آئمہ معصومین علیہم السلام اور مقتصد سے مراد عارف امام اور ظالم بنفسہ سے مراد جو امام کو نہ پہچانے اور یہ ظاہر ہے کہ رسولؐ اللہ کی اولاد کے تین گروہ ہیں جو تین طبقوں میں منقسم ہیں ایک طبقہ آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہے اور دوسرا طبقہ غیر معصومین کا ہے اور غیر معصومین اولاد دو طرح کی ہے کچھ نیک صالح ہوں گے۔ اور کچھ گنہگار چنانچہ اسی نسبت سے رسولِ خدا کا ارشاد ہے کہ میری نیک اور صالح اولاد کا اکرام و عزت خدا کے لئے کرو۔ اور میری گنہگار اولاد کا اکرام و عزت مری اولاد جان کر کرو (کتاب الشہادت و مودة القربیٰ علی ہمدانی و جامع الاخبار ص۹۲) پس اس فرمان نبوی سے ثابت ہوا۔ کہ تعظیم و تکریم کے غیر معصوم دونوں گروہ مستحق ہیں خواہ نیک صالح ہوں یا گنہگار اور رسول اللہ نے اپنی غیر معصوم اولاد کی تعظیم و تکریم کو اللہ تعالیٰ اور اپنی ذاتِ اقدس کی طرف نسبت دی ہے جس سے واضح ہے کہ غیر معصوم اولادِ رسولؐ کی تعظیم و تکریم

کرتا خدا اور رسولؐ کی تعظیم کرتا ہے لہٰذا جو شخص غیر معصوم اولاد رسولؐ کی تعظیم و تکریم نہ کرے تو وہ خدا اور رسولؐ کی ہتک کا مرتکب ہوگا اسی لئے رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ شفاعت میری واجب ہے واسطے اس شخص کے جو اعانت کرے۔ میری اولاد کی ہاتھ یا زبان یا مال سے اور قیامت میں چار قسم کے اشخاص کی شفاعت کروں گا۔ (۱) میری اولاد کی عزت و حرمت کرنے والا (۲) دل و زبان سے میری اولاد کی محبت کرنے والا (۳) میری اولاد کی حاجت بر لانے والا۔ (۴) میری اولاد مضطر کے معاملات اضطراری میں سعی کرنے والا اور جس نے میری اولاد کو ایذا دی دکھ دیا خداوند عالم اس کی نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو قبول نہ فرمائے گا۔ تحقیق وہ منافق کی موت مرے گا۔ (مودۃ القربیٰ وغیرہ)

بنات رسولؐ بھی اولاد رسولؐ ہیں

یہ امر مسلمہ ہے کہ جس طرح ہر انسان کی اولاد میں بیٹے داخل ہیں اسی طرح بیٹیاں بھی اولاد میں داخل ہیں پس اولاد رسولؐ میں بیٹیاں بھی داخل ہیں اولادِ رسولؐ میں اولاد ذکور و اناث دونوں واجب التعظیم ہیں چونکہ اولاد رسولؐ کی تعظیم و تکریم رسولؐ اللہ کی تعظیم و تکریم رسولؐ اللہ نے اللہ تعالیٰ اور اپنی ذات اقدس کی تعظیم و تکریم سے نسبت دی ہے پس بنات رسولؐ کا نکاح ان افراد سے کس طرح جائز ہوگا۔ یا ہو سکتا ہے جن افراد غیر سادات پر ان کی تعظیم و تکریم کرنا فرض ہے۔ سیدہ فاطمیہ کی یہ تعظیم و تکریم ان کا غیر سید شوہر کس طرح قائم رکھ سکتا ہے جبکہ شوہر پر زوجہ کی تعظیم و تکریم شرعاً واجب نہیں ہوتی بلکہ زوجہ پر شوہر کی تعظیم و تکریم واجب ہوتی ہے اور جس فعل و عمل سے خدا اور رسولؐ کی تعظیم و تکریم میں نقص لازم آئے وہ شرعاً حرام ہے خصوصاً اس صورت میں جس کی بابت رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے (اگر غیر خدا کا سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کا سجدہ کرے۔ اس صورت میں سیدہ فاطمیہ کی تعظیم و تکریم کیونکہ قائم رہ سکتی ہے اور تعظیم و تکریم فاضل کے ساتھ ہوتی ہے مفضول کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اور سیدہ فاطمیہ کی تعظیم و تکریم خدا و رسولؐ کی تعظیم و تکریم ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ جس کا بدلنا کفر میں داخل ہے چنانچہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے۔ من اھان اولادی فقد اھانتی ومن اھانتی فقد اھان اللہ ومن اھان اللہ فقد کفر (مودۃ القربیٰ وغیرہ)

پس بناتِ رسولؐ جو اولادِ رسولؐ ہیں ان کی تعظیم و تکریم کسی طرح محو نہیں ہو سکتی قیامت تک بنات رسولؐ خدا اور اقوام عالم سے ہمیشہ افضل ہیں لہٰذا کوئی مفضول مردان پر حاکم نہیں ہو سکتا اس لئے ایسا عقد جو فاضل کو مفضول اور مفضول کو فاضل بنانا باطل ہے اس لئے کہ فاضل کو مفضول بنانے سے ظلم عائد ہوتا ہے اور ظلم کسی طرح جائز نہیں لہٰذا ایسا نکاح ناجائز اور باطل ہے جس سے بنی زادیوں کی تعظیم و تکریم کی توہین و ہتک ہوتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا مومنین کے لئے یہ حکم ہے۔ "یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم تا فان اللہ کان بکل شیئ علیماً ؁ (آیت ۵۳ تا ۵۴ سورہ احزاب) پارہ ۲۲ سورۂ احزاب یعنی اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر جب تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے۔ بغیر کھانا ملنے کی انتظار کے لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جاؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ۔ وہاں باتیں کرنے نہ بیٹھ جاؤ بے شک تمہارا یہ کام نبی کو دکھ دیتا ہے پس وہ تم سے حیا کرتا ہے اور خدا حق بات کہنے سے حیا نہیں کرتا۔ اور جب تم نبی کی عورتوں سے کوئی چیز

مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو یہ عمل تمہارے اور ان کے دلوں کو پاک رکھنے کے لئے بہت اچھا ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ کو دکھ دو اور نہ ہی تم اس کی بیبیوں سے اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کبھی بھی نکاح کرنا خدا کے نزدیک یہ بہت بڑا ہے، اگر تم نے ظاہر کر دیا چھپائے رکھو۔ بے شک خدا ہر شی کو بہت ہی زیادہ جانتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن امور کی ممانعت کی ہے اس میں نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا۔ ازواج نبی سے پردہ کرنا۔ ازواج نبی سے بعد رسولؐ نکاح نہ کرنا مذکور ہے ان امور کی مخالفت کرنا اللہ کے رسولؐ کو دکھ دینا ہے یہ حکم مومنین کے لئے ہے لیکن بنی فاطمہ ہر وقت بیوت النبی میں بلا اجازت جا سکتے ہیں ازواج نبی سے بلا پردہ چیز مانگ سکتے ہیں۔ اور وہاں بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں کیونکہ بیوت النبی میں بیت حضرت فاطمہ بھی شامل ہے اور بنی فاطمہ اولاد ہے اس لئے ان کا بیوت النبی میں بلا اجازت جانا۔ ازواج نبی سے بلا پردہ چیز مانگنا وہاں باتیں کرنا رسولؐ کو دکھ نہیں دیتا پس معلوم ہوا، کہ مومنین مفضول اور بنی فاطمہ فاضل ہیں اور خداوند عالم نے ازواج نبی کے ذاتی فضائل و اوصاف کی بناء پر یہ حکم جاری نہیں کیا۔ ازواج نبی میں ایسی بھی تھیں جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرتی تھیں بلکہ ازواج نبی سے نکاح نہ کرنے کا حکم صرف رسول اللہ کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے دیا ہے۔ اور ازواج بنات رسولؐ اس تعظیم و تکریم کی زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ آیات و احادیث ثابت ہو چکا ہے اور آیت میں بنات کا ازواج کے ساتھ ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ازواج سے بنات جزو بدن ہوتی ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے "الفاطمۃ بضعۃ منی" پس جس احترام کی وجہ سے مومنین یعنی امت کو ازواج نبی سے نکاح کرنا حرام ہے اسی احترام کی وجہ سے نبی زادیوں کا نکاح بھی مومنین سے حرام ہے علت و حرمت دونوں جگہ ایک ہے بلکہ بنی فاطمہ کا احترام ازواج سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بنی فاطمہ کے بارے میں فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۃ سورہ فاطر پارہ ۲۲ " پھر وارث بنایا ہم نے اپنی کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے مصطفٰے کیا ہے پس ان میں سے کچھ تو اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں زیادتی کرنے والے ہیں اور کچھ درمیانہ رفتار پر چلنے والے ہیں اور کچھ تمام اعمال نیک میں خدا کی اجازت سے سبقت کرنے والے ہیں اور یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے۔ کتاب روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمٰن سورہ فاطر کی آیت مذکور ص۱۳۱ کے حاشیہ نمبر ایک و کتاب فیہ تبیان کلشی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ برگزیدہ بندوں میں سے ہم معصومین ہیں اور ہم کو کتاب کا وارث بنایا۔ اور امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جمیع اولاد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے سابق بالخیرات سے مراد ہم معصومین جو کہ وارث کتاب ہیں اور مقتصد سے مُراد عارف امام یعنی نیک صالح اور ظالم لنفسہٖ سے مراد جو امام کو نہ پہچانے یعنی اولاد گناہ گار، اس آیت کے

تحت رسول اللہ نے فرمایا۔ اکرموا اولادی الصالحون لله والطالحون لی الخ کتاب الشہاب ومودۃ القربیٰ وغیرہ یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ میری نیک اولاد کا اکرام و عزت خدا کے لئے کرو اور میری گنہگار اولاد کا اکرام و عزت میری اولاد جان کر کرو۔ اور اسی مضمون کی احادیث اسی آیت کے تحت زمخشری نے کشاف میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور رازی نے کبیر میں اور ثعلبی و نیشاپوری نے اپنی تفسیروں میں بیان کی ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ اولاد رسول اللہ کے جنتی اور تمام سے فاضل ہونے کا اعتقاد مسلمہ اور متفقہ اہل اسلام ہے پس آیات و احادیث متفقہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ اولاد رسول نبی فاطمہ کو تمام نبی آدم سے فاضل بنایا گیا ہے۔ لہذا تمام اقوام عالم کے افراد بنات رسول کے کفو نہیں ہو سکتے جب غیر قوم کے کفو نہیں تو سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز و باطل ہے۔

کتاب مراۃ العقول جلد ثالث شرح فروع کافی جلد اول مطبوعہ طہران ص ۴۲۸ میں عالم اجل فاضل بے بدل ابن جنید نے بھی سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید کے ہمراہ حرام قرار دیتے ہیں۔ یعنی ابن جنید سے منقول ہے کہ جن حضرات پر صدقہ حرام ہے بوجہ قرابت رسول اللہ (اولاد رسول) کے ان کی لڑکیوں کا نکاح ان کے لڑکوں کے علاوہ غیر قوم میں ہونا منع ہے۔ تاکہ صدقہ حلال نہ ہو جائے ان پر جن پر صدقہ حرام تھا۔ بوجہ تناسل کے یعنی اگر غیر قوم میں حضرات مذکورین کی لڑکیوں کا نکاح غیر قوم کے ہمراہ جائز قرار دیا جائے۔ تو اس صورت میں اس نکاح سے جو بچہ پیدا ہوگا۔ تو اس پر صدقہ حلال ہو جائے گا۔ حالانکہ اس کی ماں پر صدقہ حرام ہے اور حلال و حرام دو متضاد چیزیں ہیں جو یکجا نہیں ہو سکتیں اور کتاب رشفۃ الصادی من بحر الفضائل النبی الہادی مطبوعہ مصر ص ۲۲ میں لکھا ہے یعنی عملدرآمد سادات علوین اولاد حسنین علیہم السلام ابتدا سے تا ہنوز اس پر ہے کہ اپنی لڑکیوں کا نکاح سید صحیح النساب کے علاوہ اور کسی سے نہیں کرتے بوجہ رشک کرنے ان کے اس نسب عظیم القدر پر کیونکہ ان کا اسلام میں کوئی ہم کفو نہیں ہے بوجہ اسلام بلا واسطہ کے ان کے اجداد میں اور سادات عالی درجات جائز نہیں قرار دیتے انکا نکاح اپنی لڑکیوں کے سوائے سید صحیح النسب کے اگرچہ کوئی لڑکی ان میں بمعہ اپنے جائز ولی کے غیر سید کے نکاح پر راضی ہو جائے۔ لبطور مثال اس واسطے اس معاملہ میں جمیع سادات فاطمی کا حق ولایت لازم قرار دیتے ہیں اور جمیع سادات کا اس میں راضی ہونا مشکل ہے۔ اور ابتداء سے اس وقت تک سادات کا یہی دستور عمل ہے۔ اور ہمارے بزرگ سادات پیشوائی اور تاسی کے قابل رہیں ان میں صلحا اور اقطاب و اولیاء تھے جن کی مخالفت کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ان امور شرعیہ میں جن کے وہ تعلیم اپنے اجداد طاہرین کے موجد اور عامل تھے۔ پس ہم کو ان کی سیرت و اعمال کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ بباعث علم صدری حاصل کرنے معصومین سے ان کی نظر ان اسرار شرعیہ پر پہنچتی ہے جن تک فقہ محض کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس روایت کی تائید شیخ عباس قمی نے کتاب منتہی الآمال حصہ دوم مطبوعہ طہران ص ۱۲۴ میں کی ہے۔ جس کا خلاصہ

یہ ہے کہ امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا و امام تقی علیہم السلام اپنی لڑکیوں کا نکاح سوائے اپنے کفو کے دوسرے کفو میں نہیں کرتے تھے۔ اور کتاب مناقب شہر آشوب جلد چہارم صہ ۶۴ اور کتاب طراز المذہب مظفری در حالات عبداللہ بن جعفر صہ ۶۴ میں مطابق روایت مناقب امام حسین علیہ السلام اور مطابق روایت طراز المذہب امام حسن علیہ السلام کا یزید بن معاویہ کو عبداللہ بن جعفر کی دختر زینب کا رشتہ دینے سے انکار کرنا مذکور ہے ہر دو کتابوں کا امر مذکور کے متعلق خلاصہ یہ ہے کہ جب معاویہ بن ابو سفیان نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کو لکھا کہ زینب دختر عبداللہ کا میرے بیٹے یزید کے لئے رشتہ طلب کر اور جو کچھ وہ شرائط مہر وغیرہ کے مقرر کریں۔ منظور کر اور بالخصوص میں چاہتا ہوں۔ کہ بنی اُمیہ اور بنی ہاشم کی دیرینہ عداوت برطرف ہو کر مصالحت سے بدل جائے۔ چنانچہ مروان نے یہ پیغام عبداللہ کو دیا۔ اس کے جواب میں کہا کہ میرا اس امر میں اختیار نہیں۔ اس امر میں فرزند رسولؐ مختار ہیں۔ مروان نے یہ پیغام حضرت حسن علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تو اس امر میں تمام مدینہ کے دونوں خاندانوں کے ممتاز و سربراہ لوگوں کو جمع کر چنانچہ مروان نے معززین بنی ہاشم و معتبرین بنی امیہ ایک مقام پر جمع کیا اس مجمع میں امام حسن علیہ السلام رونق افروز ہوئے۔ مروان نے کھڑے ہو کر معاویہ کا پیغام سُنایا۔ امام حسن علیہ السلام نے جواباً فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرما کر مہر وغیرہ شرائط کا مدلل جواب ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد خاندان بنی ہاشم و بنی امیہ کی مصالحت کے بارے میں فرمایا اے مروان معاویہ نے اپنے اور ہمارے درمیان جو مصالحت کا ذکر کیا ہے پس ہماری خوشی یا ناخوشی رضائے خدا پر مبنی ہوتی ہے ہمارا ہر فعل و عمل خدا و رسولؐ کی منشا کے مطابق ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے تم سے نہ صُلح کرتے ہیں اور نہ جنگ پس میں سمجھتا ہوں کہ زینب دختر عبداللہ کا عقد اس کے چچازاد قاسم سے کر دوں۔ پس معصومین کے فعل و عمل سے ثابت ہوا کہ معصومین دوسرے قبائل کو اپنا کفو نہیں سمجھتے تھے۔ ورنہ آفتاب نصف النہار سے یہ امر ظاہر ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے دوران جنگ حسب استدعا معاویہ مشروط معاویہ سے صلح کر لی تھی۔ لیکن اپنے کفو کے علاوہ غیر کفو میں لڑکی نہیں دی اور اسی ضمن میں ایک غیر معصوم سید فاطمی سید عیسیٰ بن سید زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا مواقع تاریخ اور کتب انساب مثلاً "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابوطالب" مطبوعہ بمبئی صہ ۲۵۶ و تاریخ الائمہ میں ہے " نہایت عبرتناک و المناک واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سید عیسیٰ موتم الاشبال اپنے پدر بزرگوار امام زادہ سید زید شہید کی شہادت کے بعد سلاطین بنی اُمیہ کے ظلم و جور سے خائف ہو کر مختلف آبادیوں میں پھرتے تھے آخر شہر کوفہ میں بود و باش اختیار کی۔ اور کوفہ میں پانی کھینچ لینے کا کام اختیار کیا۔ اور وہیں کسی قبیلہ میں شادی کی۔ اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ حکومت وقت سے خائف ہو کر اپنا نام و نسب ظاہر نہ کرتے تھے۔ اسلئے اہل کوفہ آپ کے حسب و نسب سے ناواقف تھے۔ لیکن ان کا زہد و اتقیٰ مشہور تھا جس سقہ کے یہاں ملازم تھے وہ مال دار تھا اس نے اپنے لڑکے کیلئے ان کی لڑکی سے شادی کا پیغام بھیجا۔ سید عیسیٰ رضؓ کا پیغام سنکر پریشان ہو گئے۔ اور سوچنے لگے۔ آج خاندان رسالت کی یہاں تک ذلت ہونے لگی کہ سیدہ فاطمیہ ایک غیر سید کی زوجیت میں داخل ہو۔ آخر غمزدہ ہو کر تنہائی اور

شبِ تاریک میں درگاہِ قدس میں آہ وزاری کے ساتھ دعا کی۔ کہ یارب العزت تو خوب واقف ہے کہ میں سید فاطمی تیرے رسولؐ کی اولاد ہوں اور سقہ غیر سید ہے یہ عصمت و عفت و حرمتِ سادات کا سوال ہے یہ وقت میرے لئے بہت کٹھن ہے تو عالم غربت اور تنہائی میں مددگار ہے۔ میری اس بیٹی سیدہ فاطمیہ کو دنیا سے اٹھالے۔ تاکہ میری عزت محفوظ رہے بالآخر سید عیسیٰ کی دعا درگاہِ رب العزت میں مستجاب ہوئی۔ اور لڑکی فوت ہوگئی۔ (عمدۃ الطالب ص۲۷۸ سید عیسیٰ موتم الاشبال کا زہد و تقویٰ وعبادت خدا علمی منزلت کا درجہ اس قدر بلند تھا کہ سفیان ثوری ایک مسئلہ کا جواب نہ دے سکا اور سفیان ثوری کا شمار آج تک ایک بلند پایہ مفسرین میں کیا جاتا ہے آپ اس قدر بلند پایہ عالم تھے۔ کہ اس زمانہ کا مفسر قرآن آپ کے جواب دینے سے عاجز ہوگیا۔ (عمدۃ المطالب ص۲۸۷ مطبوعہ حیدری نجف اشرف اور نسب کے لحاظ سے امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے ہیں اور یہ زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا اور ان کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کی علمی قدر و منزلت کا اندازہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ عمدۃ الطالب مطبع حیدریہ نجف اشرف میں شیخ تاج الدین فرماتے ہیں یعنی اپنی روپوشی کے زمانہ کے عرصہ میں ایک سال حج کو گئے۔ اور سفیان ثوری کے پاس بیٹھے اور اس سے ایک مسئلہ پوچھا تو سفیان ثوری نے کہا یہ مسئلہ قوی دلیل پر مبنی ہے۔ اس میں ایک شئ ہے اس کی وجہ سے میں جواب کی قدرت نہیں رکھتا۔ تو سید عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے اس کو کہا کہ یہ سید زید کا بیٹا اور علیؑ ابن الحسینؑ کا پوتا ہے تو سفیان نے کہا کہ ان کو کون جانتا ہے۔ تو سید عیسیٰ کے ساتھیوں کی جماعت کھڑی ہوگئی اور گواہی دی کہ یہ سید عیسیٰ بن سید زید بن امام زین العابدین علیہ السلام ہے تو سفیان ثوری نے ان کے پاس جاکر ان کے ہاتھ چومے۔ اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود ان کے آگے بیٹھا۔ سفیان ثوری کا شمار آج تک بلند پایہ مفسرین میں کیا جاتا ہے۔ جو سید عیسیٰ کے جواب دینے سے اپنے عجز کا اقرار کر چکے ہیں۔ جس سے سید عیسیٰ کی منزلت علمی کا ثبوت ہے کہ آپ اس قدر بلند پایہ عالم تھے کہ اس زمانہ کا مفسرین قرآن آپ کے جواب دینے سے عاجز ہوگیا۔ پس صورت مرقومہ میں آپ نے اپنے عمل مقبولہ خدا و رسولؐ سے ثابت کر دیا کہ بنی زادی کا نکاح غیر سید سے قطعاً ناجائز و باطل ہے اور ان کا یہ عمل خدا و رسولؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام اپنے آباؤ اجداد کی منشا کی مطابق ہے اور آنے والی سادات فاطمی کی نسلیں اس کی تاسی کریں۔ اور جمیع سادات عظام جن میں علما صلی اقطاب اولیاء اللہ تھے۔ ان کا اس امر میں یہی عمل رہا۔ یعنی (سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز) اسکی مخالفت کرنا ہمارے لئے جائز نہیں اس امر میں بتعلیم و عمل اپنے آئمہ معصومین علیہم السلام کے موجد اور عامل تھے ہم کو ان کی اقتدار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بباعث علم صدری حاصل کرنے آئمہ معصومین علیہم السلام سے ان کی نظر ان اسرار شرعیہ پر پہنچتی ہے جس تک فقہ محض کی نظر نہیں پہنچ سکتی اب رہا یہ سوال کہ بعض علما حضرات قائلین جواز ہیں سو علماء میں اکثر مسائل دینیہ میں اختلاف رہتا ہے اور نہ وہ حضرات معصوم ہوتے ہیں سہو یا غلطی جسے عام طور پر اجتہادی غلطی کہا جاتا ہے اس بارے میں علماء متقدین کا یہ قول مشہور ہے۔ ایُّ عالمٌ لاتھفو و ایّ صارمٌ لاستلبو و ایّ جوادٌ لا انکبوٌ۔ کون سا عالم ہے جس سے لغزش نہیں ہوتی اور کون سی تلوار ہے جو کبھی اچٹ نہیں جاتی اور کون سا رہوار ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا۔ الکل عالم صفوۃ د لکل جواد کبوۃ د لکل صارم نبوۃ بہرحال عموماً سائل کے سوال کی عبارت کی مطابق جواب میں صرف جائز است یا ناجائز است یا حلال

است یا حرام است لکھ دیا کرتے ہیں وہ بحث وتمحیص تشریح وتصریح وغیرہ سے قاصر ہوتے ہیں کہ وہ ہر سوال کی خود تشریح وتصریح کریں۔ جن علماء نے سیدانی کا نکاح غیر سید سے جائز لکھا۔ وہ بھی مشروط ہے یعنی (بلے جائز است مثل لحم خنزیر بود حالانکہ حلال غذا میسر نمیشود ولکن وقتیکہ حلال غذا موجود و میسر است گوشت خنزیر خوردن چہ طور حلال است) ہاں جائز ہے گوشت سور کی طرح جب کہ حلال غذا نہ مل سکے۔ مگر جب حلال غذا موجود ہو۔ تو پھر بھی گوشت سور کھاتا رہے کس طرح حلال ہے؟

ایک اعتراض کا جواب!

بعض قائلین جواز حضرات بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابیطالب نے اپنی دختران حضرت زینب وام کلثوم علیہما السلام کا نکاح جعفر طیار کے بیٹوں عبداللہ ومحمد سے کیا ہے جو غیر سید فاطمی تھے۔ اور ان کے ہی نکاح کو جواز کی سند میں پیش کرتے ہیں، جواباً عرض ہے کہ رسول اللہ کی ہر حدیث مطابق وحی ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی پ۲۷ یعنی میرا رسولؐ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔ مگر جس کی اس کو وحی کی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسولؐ کا ہر فعل وقول مطابق وحی خدا ہوتا ہے پس اللہ کا رسولؐ جس بات کا حکم دے۔ امت اس حکم پر عمل کرے۔ اب فرمان نبوی ہے۔ ان بنی عبد المطلب بعضھم اکفاء بعض یعنی بیشک بنی عبد المطلب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں (کتاب الشہاب سید شہاب الدین سہروردی وسوا مع الکلم اس حدیث سے رسولؐ اللہ نے بنی ہاشم کو بھی کفو سے علیحدہ کر دیا۔ پھر فرمایا۔ فانا وعلیا وجعفراً فجعلنا خیرھم (بحار الانوار باب شوریٰ ص۔۔) پس خدا نے مجھے اور علیؑ وجعفرؑ کو تمام بنی عبد المطلب میں اختیار فرمایا۔ ان سب سے خیر یعنی بہتر وافضل بنایا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ رسولؐ اللہ علیؑ، جعفرؑ ہم کفو ہیں اور مناقب شہر آشوب جلد سوم ص۱۹۲ پر لکھا ہے۔ یعنی و فی الاحکام الشرعیۃ عن الخزاز القمی نظر النبی الی اولاد جعفر و علی فقال بناتنا لبنینا و بنونا لبناتنا۔ یعنی رسولؐ خدا نے علیؑ وجعفرؑ کی اولاد کو دیکھ کر فرمایا کہ ہمارے بیٹے ہماری لڑکیوں کے لئے نکاح میں مختص ہیں اور کبریت احمر جلد ثالث ص۲۱ میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے علیؑ وجعفرؑ کی اولاد کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے ہی ہیں۔ اور ہمارے ہی لڑکے ہماری ہی لڑکیوں کے لئے ہیں۔ پس احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ ہم کفو ہیں اور جناب جعفر طیار حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی تھے جو ذاتی اوصاف اس قدر رکھتے تھے کہ رسولؐ خدا نے ان کو مہاجرین حبشہ کا سردار اور مبلغ اسلام کا عہدہ دار بنا کر ملک حبش کو روانہ فرمایا تھا جنہوں نے نجاشی شاہ حبش کو مسلمان بنایا تھا اور نصرت اسلام اور جنگ موتہ میں اپنے دونوں ہاتھ کٹا کر شہید ہوئے۔ اور رسولؐ اللہ نے پکار پکار کر شہید ہونے والے بھائی کو دو بال و پر زمرد کے عطا ہوئے ہیں۔ اور فردوس بریں کی وسعت میں پرواز کرتے ہیں لقب طیار اسی وجہ سے ہے۔ نماز جعفر طیار جس کو فریقین نے روایت کیا ہے۔ وہ سنتی نماز ہے! جناب جعفر طیار اپنے ذاتی اوصاف اور رسولؐ اللہ کے فرمان کے مطابق ہم کفو ہیں جو لوگ جعفر طیار کو حضرت علی ابن ابیطالب کے کفو سے علیحدہ کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ فرمان نبوی کی توہین کرتے ہیں اور رسولؐ اللہ نے اپنی لڑکیوں کے رشتہ ناطہ سے امت کو منع کر دیا ہے جس سے باز رہنا امت پر فرض ہے لہذا قائلین جواز کا یہ اعتراض کہ حضرت علیؑ نے اپنی دختران حضرت زینب و کلثوم کا عقد غیر سید یعنی کفو میں کیا ہے۔

غلط اور رسول اللہ کے فرمان کے خلاف ہے پس آیات واحادیث نبوی اور دلائل وبراہین سے ثابت ہے کہ سید فاطمیہ کا نکاح غیرسید یعنی غیر کفو میں ناجائز اور باطل ہے۔

شجرہ نسب سادات حسینی بہ نسل حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

(۱) حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زوجہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بطن مبارک سے (۲) حضرت امام حسین علیہ السلام آپکے صلب سے (۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مورث اعلیٰ سادات حسینی آپکا اسم مبارک "علی" ہے خاندان بنی ہاشم میں سب سے پہلے اس نام سے حضرت علیؑ المرتضیٰ علیہ السلام موسوم ہوئے۔ اس عبدہی کی یہ خصوصیت ہے کہ ہمنام معبود ہے۔ آپ کے بعد تین آئمہ معصومین علیہ السلام کے یہ نام ہیں۔ چوتھے امام، آٹھویں امام، دسویں امام، ارشاد نبوی ہے میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ ان کا پہلا بھی علی ہے چوتھا بھی علی ہے آٹھواں بھی علی ہے دسواں بھی علی ہے۔ اور جب رسول اللہ بحکم خداوندی یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک کی تعمیل مقام خم غدیر ایک لاکھ سے زائد مجمع میں کر چکے یعنی حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی خلافت بلافصل کا اعلان ہو چکا۔ تو اس کے بعد تکمیل دین کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد رسول اللہ نے لوگوں سے فرمایا، یہ آئتیں حضرت علیؑ ابن ابیطالب کے حق میں بالخصوص اور میرے اُن اوصیا کے حق میں بالعموم نازل ہوئی ہیں جو قیامت تک یکے بعد دیگرے اس امت کے والی ہوتے رہیں گے۔ لوگوں نے کہا ان اوصیا کو ظاہر کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا اول علیؑ ابن ابیطالب ہیں جو میرے بھائی وارث اور وصی ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے مولا ہیں ان کے بعد میرا فرزند حسنؑ ان کے بعد میرا فرزند حسین اور ان کے بعد حسین کی اولاد میں سے نو فرزند اور یہ سب قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن انکے ساتھ ہے وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں ینابیع المودۃ شیخ سلیمان خذوری حنفی، بہر حال امام زین العابدین علیہ السلام کی مختلف کنیتیں ہیں۔ ابو محمد، ابوالائمہ، ابن حسین، ابن الخیرین آپ کے سوانح حیات گزشتہ صفحات پر مرقوم ہیں۔ یہاں سے آپ کی نسل کا شجرہ نسب پیش ناظرین ہے

ازواج واولاد آپ کی زوجہ اولیٰ ام عبداللہ فاطمہ بنت حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں ان معظمہ کے بطن اطہر سے (۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۲) سید عبدالباہر پیدا ہوئے زوجہ ثانیہ قبیلہ شیبان اور زوجہ ثالثہ ایک اور قبیلہ سے تھیں ان کے علاوہ کنیزیں اُمہات وام الولد تھیں۔ ام الولد اس کنیز کو کہتے ہیں جس کے بطن سے اولاد اس کنیز سے پیدا ہوئی ہو (۳) سید زید الشہید (۴) سید عمر اشرف ہر دو فرزند ایک ام ولد کے بطن سے تھے۔ (۵) سید حسن (۶) سید حسین اکبر یہ دونوں برادر بھی ام الولد کنیز کے بطن سے تھے (۷) سید عبدالرحمن (۸) سید سلیمان (۹) سید ابو عبداللہ الحسین المعروف سید حسین اصغر محدث ہر سہ برادران ساعدہ کے بطن سے تھے (۱۰) سید علی اصغر (۱۱) سید علی جواد یہ آپ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے دو دختران خدیجہ یہ سید علی جواد کی ماں جائی بہن تھیں انکا عقد محمد بن عمران ملقب عمر بن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

سے ہوا۔ ام کلثومؑ کی شادی سید داؤد بن سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہوئی زینبؑ وام الحسنؑ وام الحسینؑ، ملیکہؑ سید حسن وسید حسین اکبر، سید عبدالرحمٰن وسید سلیمان وسید علی جواد لاولد رہے (بحوالہ کتب منتہی الامال شیخ عباس قمی ولواعج الاحزان وعمدۃ الانساب، تذکرۃ خواص الائمہ وارشاد شیخ مفید وروضۃ الشہداء وتاریخ ابن خلکان، مراۃ المناسب، تذکرۃ الانساب وتحفۃ الکرام وعمدۃ الطالب فی انساب ابیطالب وتاریخ الائمہ وسیرت سجادیہ، سیرت النبی مولفہ قاضی محمد سلیمان وصحیفہ سجادیہ وغیرہ اور سید مرتضیٰ اعلم الہدیٰ نے کتاب کنز الانساب معروف بحر الانساب میں بحوالہ لبوط بن ابی مخنف بن لوط بن یحییٰ الخزاعی چودہ فرزند لکھے ہیں۔ لیکن در اخبار واحادیث صحیحہ وکتب متذکرہ میں بالاتفاق چھ فرزندان ذیل سے نسل باقی رہی۔ (۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۲) سید عبداللہ الباہر (۳) سید زید الشہید (۴) سید عمر اشرف (۵) سید ابو عبداللہ الحسین المعروف سید حسین اصغر محدث (۶) سید علی اصغر پس دنیائے عالم میں سادات حسینی کی نسل انہیں چھ فرزندوں سے چھلک رہی ہے۔

کنیزیں اور اسلام

حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ ایک کنیز جناب ہاجرہ کے بطن سے متولد ہوئے جن سے سلسلہ ابراہیمی کو خدا تعالیٰ نے تمام اقوام عالم پر فضیلت دی۔ اور انہیں کی نسل پر رسالت ونبوت پر ختمیت کی مہر لگ گئی اسلامی تاریخ تمدن کی ان کنیزوں کا کیا کہنا جن کی اولاد پر خداوند عالم نے ختم نبوت اور ختم امامت کی مہر ثبت فرما کر اولین وآخرین سے افضل بنا دیا، غلاموں اور کنیزوں کا رواج قبل اسلام عام تھا۔ کوئی ایسا قبیلہ یا مذہب نہ تھا جس میں یہ رسم نہ ہو۔ اسلام نے اس رسم کو بتدریج شرافت کے سانچہ میں ڈھال دیا، کنیزوں اور غلاموں کو اہمیت حاصل ہونا شروع ہو گئی۔ یہاں تک رسولؐ اللہ نے ایک کنیز کو امہات المومنین میں شامل فرمایا جن کو تمام ازواج رسولؐ جیسے مساویانہ حقوق حاصل تھے۔ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم متولد ہوئے۔ غلاموں میں جناب یاسر کا نام شہداء کی فہرست کا عنوان ہے خاتون جنت نے اپنی کنیز فضہ کو خانہ داری کے مساویانہ حقوق عطا فرمائے۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے غلام قنبر کو حقوق عطا کئے اگر حقیقی اسلامی مساوات مل سکتی ہے تو وہ صرف اہل بیت کے گھرانے ہیں، اس لئے اسلامی مساوات کی رو سے کنیزوں کو زوجیت میں داخل کرنا معیوب نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بعض متعصب لوگوں نے جناب شہربانو کو کنیز قرار دیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی کنیت جو ابن الخیرتین ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ باپ کے لحاظ سے عرب کے بہترین خاندان سے ہیں اور ماں کے لحاظ سے بھی عجم کے بہترین خاندان سے ہیں، چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ من عباد اللہ تعالیٰ خیرتان فخیرۃ من العرب قریش ومن العجم فارس یعنی خدا کے بندوں میں سے دو گروہ منتخب روزگار ہیں عرب میں چنے ہوئے قریش ہیں اور عجم میں فارس چنے ہوئے ہیں (تاریخ ابن خلکان) اسی وجہ سے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے، انا ابن الخیرتین میں دو چنے ہوئے خاندانوں کا بیٹا ہوں، (مجالس السنیۃ الخیرۃ ۱۷۵) اسی سلسلہ میں ابو الاسود الدئیلی نے کہا ہے یعنی وہ فرزند جو ہاشم وکسریٰ سے پیدا ہوا۔ اس پر شرافت تمام ہو گئی۔

یہ جن کو لونڈیاں کہا جاتا ہے ان پر شریعت اسلامیہ کے لحاظ سے لونڈی ہونے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مادر گرامی شاہ زناں جن کا اسم گرامی غزالہ بھی ہے اور سلافہ بھی، کنیت شہربانو کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ

شاہ کسریٰ بن یزدجرد بن شہریار، نوشیرواں عادل کی اولاد سے ہیں۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ جناب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے حریث ابن جابر کو بلاد مشرق کا والی بنا کر بھیجا تو اس نے یزدجرد کی دو لڑکیاں حضرت کی خدمت میں بھیجیں۔ آپ نے ایک کا عقد جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اور دوسری کا محمد بن ابی بکر کے ساتھ کر دیا۔ جن سے امام حسین علیہ السلام کے یہاں امام زین العابدین علیہ السلام اور محمد بن ابی بکر کے یہاں قاسم جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے نانا ہیں پیدا ہوئے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت شہربانو عمر بن الخطاب کے زمانہ سلطنت میں آئی تھیں (دیکھو الفاروق علامہ شبلی)

آپ زمانہ خلافت جناب امیرؑ میں آئی تھیں۔ اس زمانہ میں جناب شہربانو کو کنیز تصور نہیں کیا گیا۔ بلکہ آزاد قرار دیا گیا۔ اور ان کی رضا و رغبت سے ان کا عقد جناب امام حسین علیہ السلام سے ہوا۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ میں مالکت ایمانکم کے ضمن میں آئی ہیں جن کے لئے نہ عقد کی ضرورت ہے اور نہ ان کے رضا و رغبت کی حاجت ہے۔ اسی طرح سے آئمہ معصومین کی والداؤں پر کنیزی کا اطلاق نہیں ہوتا خواہ وہ بربر کی صاحب حمیدہ خاتون ہوں۔ جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ ہیں خواہ وہ تکتم یا نجمہ والدہ امام رضا علیہ السلام ہوں۔ خواہ وہ سکینہ نوبیلیہ والدہ ماجدہ امام محمد تقی علیہ السلام ہوں۔ خواہ وہ سمانہ مغربیہ امام علی نقی علیہ السلام کی والدہ مکرمہ ہوں۔ خواہ وہ جناب نرجس خاتون والدہ ماجدہ حضرت قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ ہوں کیونکہ ان مخدرات کو آزاد کر کے ان کی رضا و رغبت سے ان کے عقد ہوئے۔ امام حسین علیہ السلام کی شادی کا واقعہ اس وقت کا ہے جب عرب میں نسلی تعصب انتہا درجہ پر تھا۔ عجم کی شہزادی اسیر ہو کر عرب کے ملک میں آئیں۔ کون تھا جو قومی اور نسلی دشمنی کے ہوتے ہوئے شہنشاہ ایران کی لڑکی کو مناسب عزت و احترام کا درجہ دے سکتا۔ وہ انسانیت کے بڑے علمدار اور اسلامی تمدن کے پیکر علی بن ابیطالب ہی تھے۔ جنہوں نے ایران کی شہزادی شہربانو کی شادی اپنے بیٹے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کر کے عرب کی ملکہ بنا دیا جو فاتح اور مفتوح کی نفرت تھی اسے بھی دور کر دیا یہی وجہ ہے کہ ایران میں اسلامی فرقہ کی اکثریت ہے۔ نیز خاندان رسالت نے مختلف نسلوں اور قوموں سے یہ ازدواجی رشتے اس لئے قائم کئے تھے۔ تاکہ پیغمبر اسلام کے مذہب سے جو کافۃ الناس کے لئے تھا مختلف نسلوں اور قوموں میں رابطہ پیدا ہو جائے۔ اور انہیں جو اجنبیت اسلام سے ہے وہ دور ہو جائے جن غیر خاندانوں سے آئمہ معصومین نے ازدواجی رشتے قائم کئے وہ بلندی کردار میں ابنائے قوم میں ممتاز تھے۔ جن حضرات نے آئمہ معصومین پر اعتراض کیا ہے بجنسہ یہی اعتراض عیسائیوں نے پیغمبر اسلام پر بھی کیا ہے کہ ان کی جدہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیز تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمنان اہلبیت رسولؐ ہمیشہ ان کے فضائل و مناقب گھٹانے کی کوشش کرتے رہے اور طرح طرح کے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھاتے رہے۔ تاکہ نسل اولاد رسولؐ مٹ جائے۔ بعد وفات رسالتمآبؐ کے جو سیاسی کارروائیاں کیں۔ وہ آل رسولؐ کے خلاف ہوتی رہیں۔ حتیٰ بنی امیہ میں اہلبیت رسولؐ کے خلاف ہزاروں فرضی حدیثیں گھڑی جانے لگیں جس کے نتیجہ میں تمام احادیث جو حقیقت میں اہلبیت رسولؐ کے حق میں خود رسول اللہ سے سُنی گئی تھیں مشتبہ ہو گئیں۔ اور یہی دشمنان اولاد رسولؐ کا مقصد تھا۔ حالانکہ قرآن کی اکثر آیات و احادیث سے ثابت

ہے کہ محبت و مودت اہلبیت رسولؐ اور تمسک بدامن اہلبیت رسولؐ مثل تمسک بالقرآن کے ہے۔ حدیث ثقلین سے تو صاف ثابت ہے کہ قرآن اور اہلبیت کبھی آپس میں جدا نہ ہوں گے۔ اہلبیت رسولؐ کی وہ پاکیزہ نسل ہے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے چنانچہ کتاب مرقع اسلام و فضائل مرتضوی وغیرہ میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ میرا نور اور علیؑ کا نور چودہ ہزار برس زیر عرش اللہ تعالیٰ کا تسبیح خواں رہا۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ حضور اس عرصہ میں کہاں تھے۔ تو حضور نے فرمایا ہم زیر عرش خدا کی تسبیح و تمجید کرتے تھے پھر پوچھا کس شکل و صورت میں فرمایا۔ نورانی اشباح میں تھے اور اس سے پہلے عمود نور تھے۔ پھر خدا نے ہمیں صلب آدم میں ودیعت فرمایا پھر یکے بعد دیگرے اصلاب و ارحام طاہرہ میں گزرتے رہے۔ اور ان اصلاب و ارحام طاہرہ کو کبھی نجاست شرک و کفر نہیں پہنچی پھر جب ہم صلب عبدالمطلب میں پہنچے تو خدا نے اس نور کے دو حصہ کر دیئے۔ نور کا نصف حصہ عبداللہ کے صلب میں اور نور کا نصف حصہ ابوطالب کے صلب میں پھر صلب عبداللہ سے میں پیدا ہوا۔ اور صلب ابوطالب سے علیؑ پیدا ہوا پھر خدا تعالیٰ نے میرے عمود نور سے فاطمہ کو پیدا کیا۔ اور علیؑ و فاطمہ دونوں کے نور سے حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا اور یہ نور آئمہ معصومین یعنی نو اماموں میں منتقل ہوتا رہے گا۔ جناب علامہ ابن صباغ مالکی کتاب فصول مہمہ صفحہ ۱۵۶ پر رقمطراز ہیں کہ جو شرف خاندان اہلبیت رسولؐ کو حاصل ہے وہ کسی خاندان کو حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ حسنؑ، حسینؑ یہ دونوں شہزادہ رسولؐ خدا کے نواسہ اور اہل جنت کے سردار ہیں ان کا نانا محمد رسول اللہ اور پدر بزرگوار علیؑ بن ابیطالب اور ان کی والدہ مطہرہ بتول عذرا فاطمہ زہرا ہیں۔ اس خاندان طیبہ کے مقابلہ میں تمام دنیا کے خاندان پست ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا خاندان تمام دنیا کے خاندانوں سے افضل ہے آپ کی عترۃ بہترین عترۃ ہے۔ آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ غرضیکہ اس شجرہ طیبہ کی شاخیں حسنین علیہم السلام سے پھوٹتی ہیں انہیں کو سادات فاطمی حسنی حسینی کہتے ہیں۔ مخالفین مخالفت کی لاکھ کوشش کریں۔ لیکن نسل سادات کو اس تاریک دور میں بھی یہ فخر حاصل ہے کہ غیر سادات بھی اپنے نسب کو چھوڑ کر سادات کہلانا فخر سمجھتے ہیں۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد امام زادہ سید حسین الاصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام

(۱۴) امام زادہ سید حسین اصغر محدث آپ کا اسم مبارک سید ابوعبداللہ الحسین مشہور سید حسین اصغر محدث آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ساعدہ تھا۔ آپ نہایت فاضل جلیل القدر متقی عابد و زاہد و پرہیزگار تھے اور محدث زاہد بھی تھے۔ بہت سی احادیث رسالتمآب صلعم اپنے آباؤ طاہرین کے حوالہ سے ارشاد فرمائی ہیں اور خاص طور سے اپنے پدر بزرگوار سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ عمدۃ الطالب اور بحار الانوار میں ہے۔ کہ آپ بہت متقی اور پرہیزگار تھے آپ نے بہت سی احادیث اپنے پدر بزرگوار اور اپنے برادر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہیں۔ احمد بن عیسیٰ سے ان کے پدر بزرگوار نے سید حسین اصغر محدث

کے زہد و تقویٰ اور تقدس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ جب میں اپنے فرزند حسین اصغر کو دعا کرتے دیکھتا تو خیال کرتا تھا کہ یہ دعا سے کبھی ہاتھ نہ سکوڑیں گے جب تک تمام عالم کے حق میں ان کی دعا قبول نہ ہو جائے گی۔ سعید صاحب الحسن بن صالح کا بیان ہے کہ میں نے حسن بن صالح سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا کسی کو نہ دیکھا تھا۔ لیکن جب مدینہ منورہ آیا یہاں سید حسین اصغر محدث کو دیکھا تو ان کو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا پایا۔ خوفِ خدا سے ان کی بوٹی بوٹی اس طرح کانپتی نظر آتی۔ جیسے جہنم کے عذاب کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں خوفِ خدا سے گریہ فرماتے کہ ان کی آنکھیں نم آلود رہتیں تھیں سجدے شکر میں مثل اپنے پدر بزرگوار کے طول فرماتے سخاوت میں مشہور یگانہ تھے آپ کم کھاتے۔ غرباء مساکین کو کھلاتے۔ غرضیکہ جمیع فرائض و بجالاتے تھے۔ شجاع اور شہسوار بھی تھے۔ کتاب منتہی الامال شیخ عباس قمی میں آپ کی وفات ۱۵۷ھ اور عمر شریف چونسٹھ سال لکھی ہے۔ اور کتاب عمدۃ المطالب میں بھی آپ کی وفات ۱۵۷ھ لکھی ہے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے لیکن عمر شریف ستاون ۵۷ سال کی مرقوم ہے۔ اس صورت میں ولادت ۱۰۰ھ میں ہونی چاہیئے۔ لیکن ایسا ناممکن ہے کیونکہ شہادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام علاوہ جملہ مورخین کے بنا بر مشہور و حسب تصریح خود صاحب عمدۃ المطالب ۹۵ھ میں ہے تو کیا سید حسین اصغر محدث اپنے پدر بزرگوار کی شہادت پانچ سال بعد پیدا ہوئے۔ مورخین کا اتفاق ہے کہ امام زادہ سید علی اصغر سید الساجدین کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ اور اپنی مادر کے شکم میں تھے۔ کہ سید الساجدین نے وفات پائی، لہٰذا سید حسین اصغر کم از کم سید علی اصغر سے بڑے تھے۔ ثانیاً خود امام زین العابدین علیہ السلام نے احمد بن عیسیٰ سے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں اپنے فرزند حسین اصغر کو دعا کرتے دیکھتا تو خیال کرتا کہ یہ دعا سے کبھی ہاتھ نہ سکوڑیں گے جب تک کہ تمام عالم کے حق میں ان کی دعا قبول نہ ہو جائے گی۔ امام کے قول سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ سید حسین اصغر محدث اپنے پدر بزرگوار کی زندگی میں موجود اور جوان العمر تھے اور آپ کا سن شریف ستاون ۵۷ سال سے زیادہ تھا۔ (مولف) دراصل اعداد سنین، عمر میں تقدیم و تاخیر ہوئی ہے۔ حقیقت میں پچھتر ۷۵ سال ہیں ستاون ۵۷ لکھے گئے۔ ایسے سانحات صاحب العمدۃ المطالب سے اکثر مقامات پر سرزد ہوئے ہیں، جہاں محشی مرزا محمد علی لکھنوی نے ٹوکا ہے۔ ازاں جملہ، سید حسن مثنیٰ کی عمر پینتیس ۳۵ سال اور سن وفات ۹۷ھ لکھے ہیں۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت بلا اختلاف ۵۰ھ میں ہوئی۔ پس ستانوے ۹۷ سے پینتیس ۳۵ نفی کرنے سے باسٹھ باقی رہے۔ تو اس حساب سے ولادت سید حسن مثنیٰ ۶۲ھ میں ہوتی ہے یعنی اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بارہ ۱۲ سال بعد ولادت لازم آتی ہے۔ جو ناممکن ہے حقیقت میں اعداد کے لکھنے میں غلطی ہوئی۔ ترپن ۵۳ سال کے پینتیس لکھے گئے۔ غرضیکہ امام زادہ سید حسین اصغر محدث کی عمر پچھتر ۷۵ سال سے کم نہیں بنتی ہے۔ امام زادہ سید حسین اصغر محدث کی نسل میں قاضی سید نور اللہ شوشتری شہید ثالث مدفون آگرہ، اور تذکرۃ الانساب صد ۱۱ مولف۔ روضۃ الشہداء فارسی ملا حسین کاشفی جنہوں نے ۹۰۷ھ میں تالیف کی ہے۔ سید علی کبکی پدر بزرگوار سید احمد توختہ مدفون لاہور تک سلسلہ نسب منتہی کیا ہے جناب سید رضی علیہ الرحمۃ و جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمۃ کی والدہ معظمہ جناب فاطمہ بنت سید ناصر کا سلسلہ نسب آپ

تک منتہی ہوتا ہے اور سید شاہ شرف بو علی قلندر مدفون پانی پت بن سید شاہ ابو الحسن ملقب فخر عالم مدفون کرمان علاقہ (کورم ایجنسی) بھی آپ کے نسل سے ہیں بہر حال امام زادہ سید حسین اصغر محدث کثیر النسل ہیں آپ کی نسل مشرق وسطیٰ کے ممالک حجاز، مصر، شام، عراق، ایران، افغانستان کے علاوہ پاکستان، کشمیر، ہندوستان کے مختلف مقامات پر بکثرت پھیلی ہے امرائے مدینہ آپ کی ہی نسل سے ہیں آپ کی کثیر نسل جن جن مقامات پر آباد ہے اور ان کے شجرہ نسب و متفرق حالات کتاب ہٰذا میں لکھے گئے ہیں وہ مقامات حسب ذیل ہیں۔

نام مقامات مشرقِ وسطیٰ، حضرموت، رودبار، قلعہ آفتاب، ارکمہ، درک، شملہ، دارالمرز، فشابویہ، دہ ترک، بنجیل خزرائیل، ہزارہ جریب، حمص، طرابلس، شہریار، آبسر، رستمدار، اشکور، استرآباد، جرجان، کل مجان، لاہیجان تنکابن، ساوہ، سعد آباد، سیستان، واسطہ، شوشتر، ماژندران، قزوین، شیراز، ہمدان، اصفہان، قم، سبزوار، نیشاپور کاشان، بلخ، ترمذ، بخارا (ہندو پاکستان)، علاقہ کورم ایجنسی (پارہ چنار) علاقہ بنگش، علاقہ خیبر تیراہ، افغانستان، غزنوی وغیرہ میں کرمان، شلوزان، درری، خجہ کوٹ علی شری، خرشلوزان، تیاد شاہ خیل کابل، میاں، آگرہ، (کورم ایجنسی) بربر ستان غزنی (کابل)، علی زئی، شاہ الماس خیل، اُستر زئی پایاں، اُستر زئی بالا، پینہ وڑی، میر ہاشم خیل ہنگو، پنیہ وڑی ضلع کوہاٹ شامیو خیل، خاویزی، رائیاں، میاں عنایت شاہ خیل، تیرہ، اعوگر، ملی تاری ولودی خیل، میر قاسم خیل، ابراہیم زئی بالا شہر کیمبل پور، شہر جہلم، چکوال، بھکر، راولپنڈی، بھیڑ، ٹھٹھی بہلول پور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، نورنگ منڈی، لاہور، اکال گڑھ، قصور، منٹگمری، اوکاڑہ، جھنگ گھیانہ، چنیوٹ، گڑھ مہاراجہ، رجوعہ، حسو بلیل، رکھ خانوالہ ضلع مظفر گڑھ، گلگت چک نمبر ۳۴۸، راجباہ حیات، ٹھٹھہ واڑہ، ملتان، شجاع آباد، سرائے سدھو، شہر دادو، خیرپور میرس، ٹھری میروا، کراچی وغیرہ (ہندوستان) سیانہ، پونڈری، گڑھی کوٹاہہ، دہلی، پانی پت، انبالہ خاص، جاڈھوڑہ، دالمہ، بوڑیہ، سید گڈھی، بنوڑ، بالی چلکانہ، شہر سہارنپور، نانوتہ، نین پور سید، گنگوہ، کیرانہ، مڈاور ضلع بجنور، محمد آباد پہراری، ولو کٹھیا نوہرہ، پارہ، بگھوتی، گنگولی، شمس پور، چلبلیہ ضلع غازی پور، سرائے میر ضلع اعظم گڑھ، کالپی، علی پور چورہ ضلع کانپور، بلگرام، خلد آباد، سانڈی ضلع ہردوئی، داعی پور، قنوج، آ ، مہاسمند و خاص حیدر آباد دکن، شاہ پور، رہتاس، سنبھل، بیجاپور، دولت آباد، پرنیاں، سارنگ، مالوہ، چاٹگام وغیرہ وغیرہ۔

امام زادہ سید حسین الاصغر محدثؒ بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے مدفن کے متعلق دوسری روایت جناب الحاج قاری سید محمد عباس صاحب حسینی سکنہ اُستر زئی پایاں ضلع کوہاٹ (بنگش) اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ آپ کا مزار سرِ کوہ مرمشکان بعد کوچوان صاحب کرامات موجود ہے سردی میں برف باری کی وجہ سے کوئی نہیں

جاسکتا. تین یوم موسم گرما میں بڑا اجتماع ہوتا ہے وہاں باغات ہیں مشہد مقدس سے نیشاپور، وہاں سے بس کے ذریعہ مزار تک جانا آسان ہے. اس مزار کی طرف دوسرا راستہ سلطان آباد سے بھی ہے جب کہ زائرین مشہد مقدس سے بطرف طہران وقم جاتے ہیں. یہی تصدیق جناب آیت اللہ اعلم الوریٰ سید محمود الحسینی شہرودی مجتہد اعظم نجف اشرف (عراق) کی ہے!

سادات حسینی یا حسینی الترمذی کہنے کی وجہ

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ شاہزادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد کو سادات حسینی یا حسینی الترمذی کیوں کہتے ہیں جبکہ دوسرے آئمہ معصومین علیہم السلام کی طرح اولاد اماموں کے ناموں سے منسوب ہیں جیسے جعفری کاظمی، نقوی وغیرہ، اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد کو عابدی کہنا چاہیئے تھا.

جواب زین العابدین، سید الساجدین وغیرہ یہ آپ کے صفاتی لقب ہیں. اصل نام علی ابن الحسین ہے. نام کی مناسبت سے ماسوا امام محمد باقر علیہ السلام کے باقی صاجزادوں کی اولاد کو علوی کہنا چاہیئے تھا. نہ کہ عابدی یا ساجدی اور اگر علوی کہا جاتا تو اس صورت میں سادات فاطمی کی صفت مشتبہ ہو جاتی. اسی لئے امام زادوں کے صاحبزادوں وعلمائے متقدمین اور کاملین علم النساب نے امام زادوں کی اولاد کو ان کے نام سے منسوب کیا جیسے شاہزادہ سید زید شہید کی اولاد زیدی کہلائی اور جب ان کی نسل میں ایک بزرگ سید ابوالفراح شہر واسط سے وارد ہند ہوئے. تو ان کی اولاد زیدی الواسطی کے نام سے منسوب ہوئی. ایسے ہی شاہزادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد سادات حسینی کہلائی. اور جب ان کی نسل میں ایک مقدس بزرگ سید احمد توختہ شہر ترمذ (ماوراالنہر) سے وارد ہند ہوئے. تو ان کی اولاد سادات حسینی الترمذی کہلائی چنانچہ سادات حسینی کے بارے میں سید مرتضیٰ اعلم الہدیٰ اپنی تالیف کتاب بحرالانساب میں ارقام فرماتے ہیں، کہ امام زادہ سید حسین الاصغر کی کثیر اولاد مشرقِ وسطیٰ کے مختلف مقامات پر آباد ہے. جو سادات حسینی کے نام سے مشہور ہے. مثلاً سادات حسینی در کاشانی وسادات حسینی در شیرازی وسادات حسینی در ترمذی وسادات حسینی در رود باری وسادات حسینی در قم وسادات حسینی در شوستری سادات حسینی در مازندرانی وسادات حسینی در ترمذی وسادات حسینی در نیشاپوری وسادات حسینی در اصفہانی وغیرہ اگر یہ کہا جائے. کہ لفظ حسینی سید الشہداء کی طرف نسب ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے سرکار سید الشہدا کی رہائش گاہ کا مستقل یا عارضی مدینہ مکہ، کربلا معلیٰ ہی ہو سکتا ہے نہ کہ ترمذ، شیراز، رودبار، کاشان وغیرہ اور شہر یا بستی کی مناسبت کوئی نئی بات نہیں قرآن مجید میں اکثر سورہ مکی ومدنی ہیں. اور علماء فضلا اور ہر فن کے کاملین ادیب وشاعر بھی شہر یا بستی کے ناموں سے مشہور ہیں. مثلاً علامہ حلی (شہر حلہ عراق میں ہے) اور اصل نام شیخ جمال الدین ہے (مقدس اردبیلی (شہر اردبیل ترکستان میں ہے)، اصل نام شیخ احمد وسید نصیرالدین طوسی (شہر طوس ایران میں ہے) وعلامہ شیخ عبد العلی ہروی الطہرانی (ایران)، وغیرہ غرض کہ بغدادی، شیرازی، مکی، مدنی، خراسانی، سمرقندی جیلانی اور لکھنوی، دہلوی، ملیح آبادی، امروہوی، پانی پتی، نانوتوی، دیوبندی، بریلوی، وغیرہ ان بستیوں کے نام سے مشہور ہوئے اور ہیں نیز امام زادہ سید حسین الاصغر محدث کی نسل میں بڑے بڑے علماء فضلا واکابرین ملت ومقدس بزرگ اور ہر فن کے کاملین وعلم النسب

کے ماہرین گذرے اور اب بھی موجود ہیں جیسے قاضی سید نور اللہ حسینی شوستری شہید ثالث (مدفون آگرہ) اور آج بھی جناب آیت اللہ العظمیٰ الورٰی سید محمود الحسینی شہرودی مجتہد اعظم نجف اشرف (عراق) جناب آیت اللہ سید محمد حسینی الشیرازی مجتہد کربلا معلیٰ و جناب آیت اللہ سید محمد ہادی حسینی جیلانی مجتہد مشہد مقدس وغیرہ نیز بے شمار صدیوں پرانے مستند شجرہ انساب جو نسلوں میں پشت در پشت منتقل ہوتے رہے ان میں نساب حضرات کے دستخطوں میں حسینی الترمذی مرقوم ہے بہر حال متقدمین و موخرین علمائے کرام و ہر فن کے کاملین و ماہرین علم النسب اور وہ مقدس بزرگ جن کا تقدس زہد و علم قابل فخر ہی نہیں بلکہ قابل اتباع ہے کیا وہ حضرات یہ نہیں جانتے تھے یا جو موجود ہیں کہ ہمیں حسینی یا حسینی الترمذی کے بجائے عابدی یا ساجدی لکھنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کی اولاد بھی شہر یا بستی کے نام سے منسوب ہیں، جیسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد جعفری و سبزواری اور امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد نقوی بخاری کہلاتی ہے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل میں سید معصوم علی شاہ مدفون سکھر کی اولاد موسوی الترمذی اور دوہاکہ سیدان ضلع جالندھر کے سادات نقوی ترمذی کہلاتے ہیں پس تصریح مذکور سے ثابت ہوا کہ امام زادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد کو حسینی یا حسینی الترمذی کہنا صحیح ہے۔ (مولف)

(۴۴) امام زادہ سید حسین اصغر محدث

آپ کے فرزندان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ عموماً تمام قلمی شجرہ انساب میں پانچ فرزند لکھے ہیں (۱) سید عبد اللہ الاعرج (۲) سید علی سجاد خطاب دستگیر (۳) سید ابو محمد الحسن ملقب الحسن (۴) سید عبد اللہ زاہد (۵) سید سلیمان لیکن کتاب کنز الانساب معروف بحر الانساب تالیف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ میں بحوالہ کتاب بلوط بن ابی مخنف بن لوط بن یحییٰ الخزاعی مزید آٹھ فرزند لکھے ہیں۔ سید محمد، سید قاسم، سید حمزہ، سید ابراہیم سید سعید، سید داؤد، سید ایوب، سید یوسف اس صورت میں امام زادہ سید حسین اصغر محدث کے تیرہ فرزند ہوئے یعنی (۱) سید عبد اللہ الاعراج (۲) سید علی سجاد الخطاب دستگیر (۳) سید ابو محمد الحسن ملقب الحسن (۴) سید عبد اللہ (۵) سید سلیمان (۶) سید محمد (۷) سید قاسم (۸) سید حمزہ (۹) سید ابراہیم (۱۰) سید سعید (۱۱) سید داؤد (۱۲) سید ایوب (۱۳) یوسف امام زادہ سید حسین اصغر محدث کی اکثر اولاد بنی امیہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر متفرق ہوگئی۔ خارجیوں کی جماعت ان کا پیچھا کر کے ایک ایک کو شہید کرتی جاتی تھی۔ ان میں سے سید عبد اللہ و سید حمزہ موضع باقیہ از مضافات بغداد میں شہید کئے گئے۔ سید قاسم نے مع چالیس ہمراہیوں کے خارجیوں کا مقابلہ کیا آخر پسپا ہو کر مقام دار المرز پہونچے موضع درواز میں شہید ہوئے اور سید سلیمان و ابراہیم مقام بجیل و خرزویل میں پہنچے۔ یہاں کے باشندوں نے ان کا احترام کیا اور اپنا سالار بنالیا۔ سید سلیمان کے بارہ فرزند ہوئے۔ سید طاہر، سید مطہر، سید مظفر، سید ہادی، سید فضل، سید کنانہ، سید ہارون، سید علی، خالد، ادہم، سالم، حاتم، قائم اور سید ابراہیم خرزویل کے سالار تھے۔ ان کے دس فرزند ہوئے سید ابو تراب و سید جعفر، حسام الدین، نظام الدین، عدنان سید عباس، غیاث الدین، شرف الدین، جلال الدین، سید عبد اللہ، اور سید محمد نے بھی خارجیوں کا مقابلہ کیا۔ اور اصفہان کے محلہ شرخ میں سکونت اختیار کی۔ اس جگہ ایک بزرگ سید زادہ سید حسن بن سید محمد بن سید علی بن سید ہاشم بن سید محمد بن سید زید بن حضرت امام حسن علیہ السلام رہتے تھے انہوں نے اپنی لڑکی سکینہ کا سید محمد بن سید حسین اصغر محدث سے عقد کر دیا

ان کے بطن سے چھ فرزند پیدا ہوئے، سید اظہر، سید افتم، سید افطر، سید عدنان، سید برہان، سید ضیغم، سید سعید و سید یوسف ایک عرصہ تک اصفہان رہے بعدہٗ سبزوار چلے گئے اور یہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا پیشوا بنا لیا۔ سید سعید ان کے نو فرزند تھے سید محمود، مسعود، اسود، زکریا، لوط سید یاسر، شعیب، یوسف، اسحاق، منصور دوانقی کے عہد کی سادات کشی کی فہرست بہت طولانی ہے آل رسولؐ کو چن چن کر شہید کیا منصور کا یہ قول تھا کہ ایک شخص کا آل رسولؐ میں سے شہید کرنا بہتر ہے دس غیر آل رسولؐ کے قتل سے اس نے اطراف مملکت میں احکام جاری کئے کہ میرا فرمان ملتے ہی فوراً سادات کو تہ تیغ کر ڈالو، منصور کا یہ حکم ملتے ہی دشمنان آل رسول نے سادات کا قتل عام شروع کر دیا۔ چنانچہ سید سلیمان بن سید حسین اصغر مقام بنجیل میں شہید کئے گئے۔ باقی اولاد وہاں سے چلی گئی۔ جن میں سے فضل، کنانہ، ہارون و لیث میں شہید کئے گئے۔ اور مطہر، طاہر، مظفر، ساورج بلاغ کے موضع لشندک میں شہید کئے سید علی و خالد بنجیل میں اپنے والد کے سامنے شہید کر دیئے گئے، ادہم، سالم، قائم، افتم، مقام، قم اور حاتم سلطانیہ میں شہید کر دیئے گئے اور اولاد سید ابراہیم بن سید حسین اصغر حسام الدین و عبداللہ، نظام الدین، بغداد پہنچے اور مقام بہارویہ میں شہید کر دئے گئے اور ان کی اولاد منتشر ہو گئی۔ شرف الدین علاؤ الدین مقام طالقان کی طرف پہنچے اور موضع اورازان کو اپنا وطن بنایا۔ ان کی اولاد کثیر ہوئی جو سادات حسینی در طالقان کہلاتے ہیں۔ سید جلال الدین و غیاث الدین نے مقام ساورج کے دامن کوہ میں سکونت اختیار کی، ان کی نسل کثیر ہوئی۔ جو سادات حسینی خواندی کے نام سے مشہور ہے سید ابوتراب و عباس کردوں اور خانہ بدوشوں اور احشام کی جماعت کے ساتھ مل کر ایک مدت گزاری۔ اور اپنی نسل کی حفاظت کی۔ ان کی نسل کثیر ہوئی۔ اور بلقب الکائی در الطائفہ مشہور ہوئی۔ اور سید جعفر و عدنان مقام سادہ شہید کئے گئے ان کی اولاد متفرق ہو گئی۔

سید محمد بن سید حسین اصغر محدث نے منصور دوانقی کی سپاہ سے مقابلہ کیا۔ لیکن اصفہان کے میدان میں شہید ہو گئے اور ان کے فرزندان ضیغم و افطر مقام وماوند پہنچے ہی تھے کہ مقام شلمہ میں شہید کر دئے گئے۔ اظہر مقام شہریار کے موضع ورک جو فشاویہ کے قریب ہے شہید کر دیئے گئے۔ سید برہان و افتم پسران سید محمد مذکور عرصہ تک ہمدان آباد رہے۔ دشمنان آل رسول کے مظالم سے مجبور ہو کر مقام قزوین پہنچے اور ایک بستی وہ ترگ میں سکونت اختیار کی۔ اس بستی میں چار سو مشہور و معروف بزرگ دوستداران اہلبیت رہتے تھے۔ انہوں نے امام زادوں کا احترام کیا۔ سید افتم کی اولاد کثیر ہوئی۔ جن کو سادات حسینی در قزوین کہتے ہیں۔ اور سید برہان کمال بانو کے یہاں مقیم رہے بعدہ اور سید برہان مذکور مقام قزوین سے مقام اشکور اور یہاں سے مقام "کل مجان" پہنچے یہ بڑا شہر تھا اور اس شہر میں حضرت علی المرتضیٰ کے دوست رہتے تھے۔ امام زادہ سید برہان کا اعزاز و اکرام کر کے اپنا سالار بنا لیا۔ ان کے چودہ فرزند تھے۔

(۱) سید سپہ سالار کیا (۲) سید ابوالحسین کیا، (۳) قاسم (۴) سید یحییٰ (۵) سید رضا کیا (۶) ولی کیا (۷) ناصر کیا (۸) حسن کیا (۹) وحید کیا (۱۰) اسد کیا (۱۱) خلیل کیا (۱۲) شبیر کیا (۱۳) علی کیا (۱۴) جلالی کیا،

سید برہان اور ان کے فرزندوں کو "کل مجان" میں رہتے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک شخص دشمن آل رسولؐ نامی ربیع نے حاکم وقت سے مخبری کی۔ کہ سادات حسینی کل مجان میں بہت آباد ہے حاکم وقت نے فوراً ایک لشکر سادات

کے قتل کے لئے روانہ کیا۔ یہاں کے رؤسا بہادر تھے ان کا ایک بزرگ ایک سو تیس سال کی عمر کا تھا۔ وہ معہ اپنی جمعیت کے لشکر عباسی سے نبرد آزما ہوا۔ اور رات کی اندھیری میں امام زادوں کو مختلف اطراف میں بھیج دیا۔ بعض دامن کوہ میں بعضے مقام بدار المرز جیلان میں چلے گئے۔ سید ابوالحسین کیا و سید قاسم و سید یحییٰ نے مقام ہزارہ و لنکا سکونت اختیار کی۔ ان میں سے بعض کی نسل چلی اور بعض شہید ہو گئے۔ اور سید رضا کیا۔ سید ولی کیا۔ سید خلالی کیا نے مقام لاہیجان کو وطن بنایا اور سید ناصر کیا۔ و وحید کیا نے مقام تنکابن سکونت اختیار کی اور ان کی اولاد کثیر ہوئی۔ جو سادات حسینی کیا لاہیجان و تنکابن کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ سید حسن کیا نے اولاً شیراز قیام کیا بعدہٗ مقام اوتاکنوں رہائش اختیار کی اسی جگہ آپ کا مزار ہے اور یہیں اولاد آباد ہے۔ سید اسد کیا۔ سید خلیل کیا مقام کردستان پہنچے۔ وہاں سے سعد آباد کو وطن بنایا۔ اولاد یہیں آباد ہے۔ سید علی کیا سید شیر کیا نے مقام کو کانہاوند سکونت اختیار کی اور سادات حسینی کیا کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور سپہ سالار کیا بن سید برہان کے آٹھ فرزند ہوئے (۱) سید اسماعیل (۲) سید محمود (۳) سید ابراہیم (۴) سید قاسم (۵) سید حسن (۶) سید محمد (۷) سید حمید (۸) سید مجید، سپہ سالار کیا بن سید برہان اور ان کی اولاد مقام اشکور سے بنی عباس کے ظلم وجود سے مقام حضرموت پہنچے۔ یہ مقام یمن کے کوہستانی حصہ میں تھا۔ جس کا نام نجد اور اس کا مرکز صنعا تھا۔ احقاف اور مہرہ بھی اسی علاقے میں شامل تھے۔ اور حضرموت رودبار میں پہنچے تو اولاد متفرق ہو گئی۔ سید حمید و سید مجید مقام شہریار کی بستی جاوہ میں چلے گئے وہیں شہید کئے گئے سید اسماعیل و سید محمود کچھ عرصہ رودبار رہے اور بعدہ حضرموت کی گھاٹیوں میں قلعہ افتابہ کے مقام پر رہ کر اس کو وطن بنایا۔ سید سپہ سالار کیا معہ ایک فرزند سید محمد کے ساتھ مقام اذکہ رودبار پہنچے۔ اور وہاں سے اکبر مقام کو اپنا وطن بنایا۔ اکبر کے باشندے روزانہ ان کی زیارت کرنے کو آتے تھے۔ حضرموت کے خارجیوں نے ایک تیر ان کی پیشانی پر مارا تھا۔ جس کے زخم کو چھپاتے تھے۔ تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ اکبر کی پہاڑی چوٹی پر بدو جنگلی رہتے تھے۔ ایک دن ایک بکری اس پہاڑ کے اس مقام پر۔ جہاں آپ خدا کی عبادت میں مصروف تھے چلی آئی۔ بکری والا بھی اتفاقاً بکری کے پیچھے پیچھے پھرتا پھرتا وہیں امام زادہ کے پاس پہنچ گیا۔ چونکہ اس کی اکثر بکریوں کو درندے جانور کھا جاتے تھے۔ اس لئے اس شبہ پر کہ میری بکریاں یہی بزرگ غائب کر لیتے ہیں طیش میں آکر سید سپہ سالار پر حملہ آور ہوا۔ فوراً اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے گھبرا کر اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ خدا کی قدرت سے وہ بکری بھیڑیا بن گئی اور اس بدو جنگلی کو چیر ڈالا۔ غل شور کی آواز سے اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ امام زادہ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام لوگ محو حیرت ہو گئے وہاں کے باشندے اکثر اسی قسم کے عجائب و غرائب واقعات دیکھتے رہتے تھے۔ آخر اس امر کی اطلاع بادشاہ رستمدار کو ہوئی۔ اس نے بعد تحقیق ایک شہر سیانک کا تمام محصول، علی شایان نامی باغ اردگرد املاک سید سپہ سالار کے نام وقف کر دیں۔ غرضیکہ امام زادہ عرصہ تک وہیں رہے۔ اور مقام لندک میں دفن ہوئے۔ اور سید اسماعیل و سید محمود پسران سید سپہ سالار کیا مقام حضرموت کی

گھاٹیوں میں قلعہ آفتابہ میں رہتے تھے۔ یہ علاقہ ایرانی بادشاہ اشرف بن قباد بن سحین کاؤس بن کیخسرد بن شاہ غازی بن یزد جرد بن شہریار کی ملکیت میں تھا۔ وہ دوستداران اہلبیت سے تھا۔ عمار یاسر کی اولاد میں سے نامی جمشید بن محمد بن جعفر بن سلیمان بن ابراہیم بن محمد بن عمار یاسر مقام حضرموت میں رہتا تھا۔ جمشید کو جب امام زادوں سید اسماعیل و محمود کا حال معلوم ہوا۔ تو جمشید اپنے خاندان کے افراد اور اعزا کو ہمراہ لے کر امام زادوں کی زیارت کے لئے آیا۔ اور بہت کچھ تحائف پیش کیے۔ اور تین ماہ تک وہیں مقیم رہا اور اپنی بہن فاطمہ کا عقد سید اسماعیل سے کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جمشید کا گزر مقام رستمدار میں ہوا۔ جب شہر رومان پہنچا۔ تو بادشاہ ایران اشرف سے ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے جمشید سے پوچھا کہ اطراف مملکت کی کیا خبر ہے۔ جمشید نے عرض کی۔ سید اسماعیل و سید محمود پسران سید سپہ سالار کیا حضرموت کے دامن کوہ میں موضع آفتابہ میں رہتے ہیں۔ بادشاہ اس خبر سے بہت خوش ہوا۔ حتیٰ جمشید پر زر و مال نثار کیا اور شاہی خلعت پہنایا۔ فوراً فضل بن یحییٰ کو قلعہ آفتابہ روانہ کیا امام زادوں کو میرا پیغام پہنچا دو اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ انہیں یہاں لاؤ۔ چنانچہ قاصد شاہی قلعہ آفتابہ پہنچا۔ اور امام زادوں کو اپنے ہمراہ شہر رومان لایا۔ جب بادشاہ کو امام زادوں کی آنے کی خبر ہوئی۔ فوراً تمام اراکین سلطنت کے ہمراہ امام زادوں کے استقبال کو بڑھا۔ جب وہ قریب رہ گئے تو بادشاہ نے پا پیادہ بڑھ کر امام زادوں کے قدم چومے۔ اور سونے چاندی کے طبق ان پر تصدق کیے۔ نہایت اہتمام کے ساتھ شہر رومان میں لائے گئے۔ شاندار جلوس نکالا گیا۔ شہر کے عوام نے حتی المقدور نذریں پیش کیں۔ ان تمام رواسم سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ امام زادہ کو شاہی قلعہ میں لے گیا۔ اور عرصہ تک مہمان رکھا۔ اور امام زادوں کو جاگیریں عطا کیں۔ اور اپنی دختر ریحان کا عقد سید محمود سے کر دیا امام زادوں نے واپس جانے کی خواہش ظاہر کی۔ بادشاہ نے کچھ اصرار کیا۔ بعدہٗ بادشاہ نے زر و مال اور تحائف پیش کئے اور امام زادوں کو خود بادشاہ معہ لشکر و اراکین سلطنت کے وداع کرنے کے لئے شہر سے باہر تک آیا۔ امام زادہ اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ سید اسماعیل بن سپہ سالار کیا کے چھ فرزند ہوئے۔ سید شمس الدین، سیف الدین علاؤ الدین، سید ناصر الدین و سید حسام الدین و سید نظام الدین ان فرزندان میں سید سیف الدین کے دو فرزند سید بایزید و سید علی کثیر النسل تھے۔ یہ تمام سادات حسینی در حضرموت رودبار کے نام سے مشہور ہیں۔ اس تاریک دور یعنی عہد سلاطین بنی امیہ و بنی عباس میں سادات کے قتل عام کے سلسلہ میں سادات کی پہچان شجرہ نسب سے ہوتی تھی۔ اسی لئے سادات عظام شجرہ نسب کی حفاظت جان سے زیادہ کرتے تھے۔ اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ چنانچہ عہدِ متوکل عباسی میں اولادِ رسولؐ کا قتل عام ہوا۔ ادنیٰ ادنیٰ شبہ پر اولادِ رسولؐ قتل ہوتے تھے۔ اور سادات کے ہر گھر کی تلاشی ہوتی تھی۔ تاکہ شجرہ نسب سے سید ہونے کی تصدیق ہو سکے۔ سنہ ۲۳۵ھ میں ایک شخص عباس نامی شجرہ نسب عباس

بن سعید بن رحیم بن رشید بن وہاب بن خالد بن ولید کی اولاد میں شہرک بستی میں رہتا تھا۔ اس نے متوکل عباسی کو مطلع کیا کہ قلعہ آفتابہ کے مقام پر حضرموت رودبار کی گھاٹیوں میں سید اسماعیل بن سید سپہ سالار کیا کی اولاد رہتی ہے اور ان کے پاس نسب نامہ بھی ہے۔ متوکل خوش ہوا اور ایک لشکر اولادِ رسولؐ کے قتل کرنے کے لئے مقام حضرموت رودبار پہنچا۔ اتفاقاً موضع کیل آباد نواح حضرموت رودبار میں محمد بن عبداللہ بن ہارون بن علی بن جعفر بن مالک اشتر رہتا تھا۔ اس نے جب یہ سُنا فوراً گریہ وزاری کرتا ہوا رات کو قلعہ آفتابہ پہنچا اور امام زادوں کو اس خبر سے مطلع کیا۔ امام زادوں نے اسی وقت شجرہ نسب پوشیدہ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی متوکل کے لشکر نے سادات کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن تلاشی میں شجرہ نسب برآمد نہ ہوا۔ آخر محمد مذکور اور بستی کے سربراہ لوگوں کے کہنے سے کہ یہ سید نہیں ہیں۔ امام زادے قتل سے بچ گئے۔ اور سید ابراہیم بن سید حسین اصغر کی اولاد بھی بنی عباسیہ کے مظالم سے تنگ آکر منتشر ہو گئی۔ سید علی اکبر مقام شیران وسید مالک وسید محسن مقام ماژندران وسید صالح وسید دانیال مقام جرجان و سید ادریس مقام زہران وسید حافظ مقام شیراز آباد ہو گئے۔ ان امام زادوں کی اولاد میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ اور باقی یہیں آباد ہو گئے۔ سید سعید یا اسد بن سید حسین اصغر محدث، متوکل عباسی کے مظالم سے مجبور ہو کر خود سید سعید یا اسد سبزوار میں اصفہان سے چلے آئے۔ اہلِ سبزوار نے آپ کو اپنا پیشوا بنا لیا۔ اور فرزنداں سید محمود وسید مسعود مقام نیشاپور و سید یحییٰ وسید اسحاق وسید زکریا مقام استرآباد وابراہیم آباد وسید یونس اور اسحاق مقام ہزارہ جریب آباد ہو گئے۔ ان میں کچھ امام زادے اور ان کی اولادیں شہید ہو گئیں۔ باقی انہیں مقامات متذکرہ پر آباد ہو گئیں۔ سید یونس اور اسحاق کی اولاد کثیر ہوئی۔ یہ سادات حسینی در ہزارہ جریب مشہور ہیں اور سید شعیب وسید خوبار سید لوط مقام ماژندران آباد ہوئے۔ بعض امام زادے اور ان کی اولادیں شہید ہوئیں اور اکثر ماژندران آباد ہو گئے۔

سید یوسف بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث، سید یوسف بھی متوکل عباسی کے مظالم سے خائف ہو کر سبزوار سے معہ فرزندان مقام رے پہنچے اور ان کے فرزنداں سید طالب سید غالب وسید مطلب وسید محلب شہر قم میں آباد ہو گئے۔ بعض امام زادے اور اُن کی اولادیں شہید ہوئیں۔ بالبقی قم میں آباد رہے۔ ان میں سید مطلب وسید محلب کی اولاد کثیر ہوئی۔ جو سادات حسینی در قم کے نام سے مشہور ہیں۔ اور سید ابرار وسید مختار مقام ساوہ آباد ہو گئے اور سید علمدار وسید کنعان وسید اسلام نے مقام کاشان سکونت اختیار کی ان کی اولاد کثیر ہوئی۔ جو سادات حسینی در کاشان کے نام سے مشہور ہیں۔

سید قاسم وسید حمزہ پسران سید حسین اصغر محدث ان میں سید حمزہ مقام باقیہ مضافات بغداد اور سید قاسم نے مقام دارالمرز بود باش اختیار کی ان دونوں برادران کی اولاد کچھ منتشر ہو گئی اور کچھ شہید

مابقی نے مقامات متذکرہ میں سکونت اختیار کی۔ اور سید داؤد و سید ایوب پسران سید حسین اصغر محدث، ان دونوں برادران کی اولاد متوکل کے مظالم سے خائف ہوکر مقامات طرابلس و حمص آباد ہوگئی ان کی اولاد کچھ شہید ہو گئی۔ اور باقی انہیں مقامات پر آباد ہوگئی۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد سیّد علی سجاد بخطاب دستگیر

بن امام زادہ سید حسینؑ اصغر محدّث

نوٹ :۔ خلاصہ شجرہ نسب کہنہ مستند مرتبہ مخدوم سید مصطفےٰ حسینی الترمذی نانوتوی مورخہ ۲۷ رجب المرجب ۹۶۳ھ

(۵) سید علی سجاد بخطاب دستگیر بن امام زادہ سید حسینؑ اصغر محدث، حسن سیرت و زہد و تقدیس میں مثل اپنے پدر بزرگوار مشہور زمانہ تھے بالخصوص علم جعفر میں کامل تھے۔ بزرگ صالح اور صاحبِ کرامات تھے۔ آپ کا زمانہ نہایت پُر آشوب تھا۔ جب کہ منصور دوانقی عباسی کا آخر عہد حکومت اور مہدی عباسی کا آغازِ حکومت تھا۔ اس دور میں سادات کا قتلِ عام ہو رہا تھا مثلاً سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام اور ان کے تمام اہل و عیال کو مروان کے گھر کے اس تہ خانہ میں قید کیا جس میں اونٹوں کے کھانے کا باردانہ رکھا جاتا تھا۔ تین سال تک طوق و زنجیر میں جکڑا رکھا۔ آخر چھت گرا کر اور کچل کر تمام کو قتل کیا۔ یعقوب بن عبداللہ مذکور و سید اسحاق و سید محمد پسران سید عبداللہ کو قید خانہ میں شہید کیا، اور سید ابراہیم بن سید عبداللہ مذکور کو زندہ دفن کر دیا۔ سید ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نفس زکیہ کے قتل کے بعد ان کے بیٹے سید عبداللہ اشتر ہند چلے گئے لیکن منصور نے ہشام بن عمر بن بسطام تغلبی کو روانہ کیا جب وہ تعاقب کرتا پہنچا تو دیکھا ایک باغ میں سید عبداللہ اشتر مع ہمراہیوں کے سو رہے ہیں۔ ہشام اور اس کے ساتھیوں نے سوتے ہوئے سب کو قتل کر دیا۔ اور سر کاٹ کر منصور کو روانہ کر دیئے اور حمزہ بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب قید خانہ میں شہید کئے گئے۔ منصور جب ۱۵۸ھ کو مکہ معظمہ جانے لگا تو اپنے بیٹے مہدی عباسی کے نام وصیت نامہ لکھا جو کہ اس وقت ملک رے میں تھا۔ وصیت نامہ مہدی کی زوجہ ربطہ بنت ابوالعباس کو دیا اور خزانے کی کنجیاں حوالہ کر کے تاکید کی کہ جب تک میری موت کی خبر نہ پانا اس وقت تک مہدی کو خزانہ کھولنے نہ دینا اور نہایت مخفی کھولنا جب منصور کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہدی اور اس کی زوجہ ربطہ نے خزانہ کھولا۔ تو ایک بہت بڑے تہ خانے میں بیشمار مقتولوں کی لاشیں نکلیں ہر شہید کے کان میں ایک کاغذ پر اس کا نام نسب لکھا لٹکا ہوا تھا اس گروہ میں بوڑھے جوان بچے سبھی تھے یہ دیکھکر سخت دل مہدی کانپ اٹھا۔ یہ وہ سادات رفیع الدرجات تھے جنکا نام و نشان بھی معلوم نہ ہو سکا۔ اس عہد کے شہیدوں کی فہرست بہت طولانی ہے ان حالات میں جو

سادات زندہ بچ گئے وہ پوشیدہ رہے یا گوشہ نشیں رہے۔ غرضیکہ انہیں واقعات کی وجہ سے امام زادہ سید علی سجاد بخطاب ہلگیر گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔ (۱) سید موسیٰ حمیص جفار (۲) سید احمد متقی (۳) سید عیسیٰ کوفی (۴) سید عبداللہ (۵) سید محمد (۶) سید موسیٰ حمیص جفار، علم و فضل و شجاعت و حفظا احکام و زہد و ورع میں افضل ترین حجاز سے تھے۔ خاص کر علم جعفر و فلکیات وغیرہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ اس علم جعفر و فلکیات وغیرہ کے سیکھنے والے بہت سے شاگرد ناحق قیس بن طاؤس نسل قحطان سے تھا۔ یہ عرب اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔ چونکہ قدیم عرب وہ لوگ تھے جو فارس، شام، مصر، حبش کے درمیان میں رہنے والے تھے۔ اس زمین کو عربستان اور اس کے باشندوں کو عرب کہتے تھے۔ عربستان دو حصوں نخلستان و ریگستان میں منقسم ہے اسی طرح باشندگان دو درجوں میں منقسم ہیں ایک شہر قصبات دوسرا گلہ بان یہ ہمیشہ میدانوں ریگستان میں جا بجا پھرتے تھے یعنی خانہ بدوشی اور جو قبائل شہر و قصبات میں رہتے تھے۔ وہ کاشتکاری میووں پھلوں پر اپنی بسر اوقات کرتے تھے اور اپنے ملکوں کی چیزیں دور دراز ملکوں میں بھیج کر رسم تجارت قائم رکھتے تھے یہ گھوڑوں کی پرورش بھی کرتے تھے۔ شہسواری و تیر اندازی، شمشیر زنی، تیر زنی، تیر اندازی میں مہارت کامل پیدا کرتے تھے۔ ان کے اعتقادات میں بھی اختلاف تھا۔ قبیلہ حمیر آفتاب پرست کنانہ مہتاب پرست و لحم و جرہم ستارہ مشتری پرست وغیرہ وغیرہ یہ لوگ ستاروں کی گردش اور ان کے طلوع و غروب کے حساب سے واقف تھے۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ ایسی حالت میں جب ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے اور دوسرا غروب تو ایک دوسرے کے مخالف کیا اثر رکھتا ہے ان قبائل میں قیس بن طاؤس قحطانی اس علم فلکیات میں ماہر تھا۔ اسی وجہ سے دوسرے قبائل اس کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ جب بسلسلہ تجارت یہ سوار مدینہ منورہ پہنچا تو یہاں سید موسیٰ حمیص کے کمالات علم جعفر و فلکیات و روحانیت کا علم ہوا۔ دولتکدہ پر حاضر ہوا۔ یہاں دیکھا۔ کہ بہت سے شاگرد و اصحاب صاحب علوم جمع ہیں عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہا آپ کے زہد و تقدس اور علوم جعفر و فلکیات سے بہت متاثر ہو کر شاگردی میں داخل ہو گیا۔ قیس آپ کی تعلیمات دینی سے فیضیاب ہوا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا تمام قبیلہ آپ کا معتقد ہو گیا۔ اس قبیلہ کے لوگ اکثر خراسان، شیراز، جرجان اور بلاد دمشق کے شہر حمص و طرابلس وغیرہ رہتے تھے۔ جس زمانہ میں ہارون رشید نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گرفتار کرا کر قید خانہ میں سخت ترین ایذائیں دیں، اور سید موسیٰ حمیص کے اعزا و اقرباء کے گھروں کا سامان لوٹنا اور انکے علاوہ اور دوسرے سادات کو قتل کرنا شروع کیا۔ جیسے سید عباس بن سید محمد بن سید عبداللہ بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو گرزہ مار کر شہید کیا۔ و سید یحییٰ بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنٰی بن حضرت امام حسن علیہ السلام کو ایک تاریک مکان میں مقید کر کے بھوکا پیاسا شہید کیا بقولے بعض مورخین درندوں کا گوشت کھلایا اور ان کے ساتھیوں کو قید رکھ کر شہید کرایا۔ غرض سادات پر مظالم ڈھائے جانے لگے تو سید موسیٰ حمیص نے مدینہ منورہ سے ہجرت کا قصد کیا، قیس کے قبیلہ کے لوگوں کو اس ارادہ کی اطلاع ملی انہوں نے مع اہل و عیال کے اپنی حفاظت میں لیکر اولاً شہر طرابلس میں پہنچایا۔ جو بلاد دمشق میں واقع تھا۔ جسکے نواح میں مشہور مقام طبریہ و عسکا و بلیسان وغیرہ تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ تک طرابلس بود و باش

اختیار کی اس دوران میں معلوم ہوا کہ مقامات تدمر، انطرسوس، سلمیہ وحمص میں قیس کے قبیلہ کے آدمیوں کے علاوہ سادات حسینی بھی رہتے ہیں اس بنا پر آپ نے طرابلس کے بجائے حمص رہائش اختیار کی۔ یہاں دوستداران اہلبیت نے آپ کو اپنا پیشوا مان لیا۔ یہاں آپ نے دینی تعلیم و تبلیغ مذہب حقہ میں انتہائی جدوجہد کی اور حمص میں دفن ہوئے مقلدین نے عالیشان مزار تعمیر کرایا۔ آپ کی زوجہ طاہرہ بانو بنت سید عمر الاعلیٰ بن سید یحییٰ بن سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید زید الشہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) سید حسن حمیص المعروف، سید شاہ ناصر ترمذی (۲) سید ابراہیم (۳) سید احمد (۴) سید محمد ان کی دختر بی بی حاجرہ زوجہ سید محمد مدنی۔

(۷) سید حسن حمیص المعروف و سید شاہ ناصر ترمذی

آپ اپنے پدر بزرگوار کے حقیقی جانشین و مقدس بزرگ تھے۔ علوم جعفر و فلکیات میں مثل پدر بزرگوار کے کامل تھے۔ ان کا علم و تقدس بہ اتباع علم اہلبیت تھا ان کو تصرف روحانیہ حاصل تھی۔ ریاضتیں مشغلہ تھا۔ اس تاریک دور میں پوشیدہ موقعہ پانے پر علانیہ مذہب حقہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہتے تھے۔ اور خلق خدا کو فیضیاب کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادہ سید محمد مدنی نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا علم حروف و جعفر و تکسیر قدیم علم ہے سابقہ حکمائے فلاسفران علوم سے اسقدر ماہر تھے۔ کہ سائل کے سوال کو آثار سے حل کر دیتے تھے۔ اور علم نجوم و فلکیات قدرتی نظام کے مطابق ہے خلاق عالم کا تمام نظام کائنات گردش فلک سیارگان پر منحصر ہے اور علم جعفر مشتمل بہ حقائق و خواص حروف کے مخصوص ائمہ معصومین علیہم السلام کے ہے قرآن مجید ان حروف میں نازل ہوا۔ اور اسماء مقدس الٰہی اور اسمار برگزیداں انبیاء و اصیاء و ملائکہ اور تمام جن و انس انہیں حروف سے مرکب ہوئے۔ حروف تہجی نواطق و اصوامت پر منقسم ہیں۔ ابجد کے اصل اٹھائیس حروف ہیں جن کو ہر ایک اسمائے الٰہی سے نسبت ہے ان اسمائے الٰہی کی تاثیر کی ایک مثال یہ ہے کہ رسالتمآب نے فرمایا کہ آصف بن برخیا نے ایک اسم اعظم سے تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین میں حضرت سلیمان کے سامنے حاضر کیا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ استخراج و حروف ابجد کا طریق علم جفر و تکسیر کی اصطلاحیں و قواعد جفر اور رسم الخط کے اقسام یعنی خط توریتی، خط افلاطونی و خط طلسم و خط کسور، خط سرو و خط تبدیل الحروف و خط قسط و خط کوفی و عبرانی وغیرہ کی تشریحات لکھی ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے والد ماجد کے پاس کچھ تبرکات اور کہنہ تحریرات تھیں۔ ان تبرکات میں ایک سفید رومال تھا اس رومال پر عبرانی زبان میں کچھ حروف منقش تھے۔ یہ رومال معصومۂ کونین کے دست مبارک کا کاتے ہوئے سوت کا تھا۔ رومال اور دیگر تبرکات پشت در پشت نسلوں میں منتقل ہوتے رہے جو اولاد ان کی اہل تھی۔ آپ خاص چلہ کشی کے موقعہ پر سر مبارک پر لپیٹ لیتے تھے۔ جس سے عجائبات نظر آتے تھے، ملائکہ کواکب و جنات بھی مسخر تھے۔

اولاد

آپ کی زوجہ آمنہ بی بی دختر سید محمود اصغر نقوی الترمذی بن سید احمد بن قتال الویوسف بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ملقب بکذاب یا تواب بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بطن سے یک پسر سید محمد مدنی الترمذی۔

(۸) سید محمد مدنی الترمذی

آپ عالم و فاضل و عابد و زاہد مقدس بزرگ تھے ۔ تبلیغ دین کی اشاعت میں جد و جہد کرتے رہے ۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے سوانح حیات اور نسب نامہ بخط کسور اور عبرانی زبان سے عربی میں لکھا ہے ۔ حمص سے ہجرت اور ترمذ میں سکونت اختیار کرنے کے واقعات بھی لکھے ہیں جس کا خلاصہ مخدوم پیر سید مصطفیٰ اعلیٰ اللہ مقامہ ترمذی نانوتوی نے شرح اصلاب قلمی کتب شجرہ انساب میں اجمالاً لکھا ہے اہل ترمذ و سمرقند عموماً آپ کو مدنی کے خطاب سے پکارتے تھے ۔

شہر ترمذ یہ شہر دریائے جیحون کے اس پار ، بلخ سے دس فرسخ کی مسافت پر واقع ہے ۔ بلخ اور ترمذ کے درمیان لوگوں خصوصاً تاجروں کی آمد و رفت رہا کرتی ہے ۔ ترمذ شہر کی آبادی مصفا اور آس پاس کے میدان اور رقبہ جات نہایت ہی شاداب اور زرخیز ہیں ۔ آبادی کے ملحقہ ایک نہایت ہی مضبوط مستحکم قلعہ ہے جو عین دریائے جیحون کے کنارے پر ہے اس کے پاس سے بدخشاں کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جہاں سے بلبل ہزار داستان کے صدہا جوڑے ترمذ کے چمنوں میں آشیانہ لگاتے ہیں اس ملک کا بڑا حصہ دریائے جیحون ہے جس سے متعدد شاخیں نکلتی ہیں ۔ اس کے کنارے اور نواح میں بڑے شہر فتل ، ہلبک ، تیر ، کاث (خوارزم کا مرکز) جرجان ، ترمذ ، عزہر ، آمل اور کالف ، نویدہ زم وغیرہ آباد ہیں یہ خطہ نہایت سرسبز زرخیز ہے کسی وقت یہاں آتش پرستوں کی کثیر آبادی تھی ۔ یہاں کے باشندے ہر علم و فن کے شائق شجاع اور تنومند ہیں تفریق سے دور اتحاد کے شیدائی ہیں ۔ مہمان نوازی اور شرافت میں مشہور ہیں یہ ملک چھ ماوراء النہر چھ حصوں یا صوبوں میں منقسم تھا ۔ (۱) فرغانہ اس کے ماتحت نصیر آباد ، اذرکند ، مرغنیاں ، وغیرہ تھے ۔ (۲) ریجاب ، ناراب ترار ، طراز اور بلاسکوں وغیرہ مشہور مقامات تھے ۔ (۳) شاش اس کا صدر مقام نیکث تھا ۔ (۴) رشبرو سند اس کا مرکز نجکیث تھا (۵) سمرقند خطہ کا صدر تھا ۔ (۶) بخارا بیکند وغیرہ اس کے تابع تھے ۔ ایران و ماوراء النہر میں پانچ خاندان حکمران رہے زلیفہ (کردستان) ، ساجیہ (آذربائیجان) ، علویہ (طبرستان) ، طاہریہ (کردستان) ، صفاریہ (ایران) ، ہارون رشید ۱۷۰ھ میں تخت نشین ہوا ۔ اس کی بیوی خیزران اور مامون کی والدہ ایرانی کنیز تھی اسلئے یہ دونوں باپ بیٹے ایرانیوں کی ہمدردی کرتے تھے ۔ اس کے گورنروں ، سپہ سالاروں نے صوبہ جات مندرجہ میں پوری پوری قوت حاصل کر کے آزاد ہو گئے متعدد ایرانی فرمانروا خاندان پیدا ہو گئے جو بظاہر ہارون رشید و مامون کی حکومت کو مانتے تھے ۔ لیکن حقیقتاً آزاد تھے ۔

ترمذ میں سکونت کا سبب ، ان میں طاہر ذوالیمینین بن احمد و ابوزلف قاسم بن ادریس عجلی بھی تھے ۔ طاہر مامون کا سپہ سالار ایرانی نسل سے تھا ۔ مامون نے اس کو خراسان کا گورنر مقرر کیا ۔ وہاں یہ اور اس کا خاندان آزاد ہو گیا ۔ اور طاہریہ (خراسان) حکومت قائم کی دوسرا ابوزلف قاسم امین کی جانب سے ہمدان کی گورنری پر مامور تھا اس کے جانشین عمر بن عبدالعزیز نے اصفہان و نہاوند کو فتح کر کے سلطنت کو وسعت دی جو حکومت زلفیہ کردستان کے نام سے مشہور ہوئی ۔ تیسرا عامر بن یونس جو قبیلہ قحطان سے ایک خانیہ مشرقی فرغانہ کے ترکی قبائل کا ایک سردار تھا اس کا بیٹا سامان بلخ کا ایرانی سردار تھا ۔ جس کے نام سے دولت سامانیہ قائم ہوئی یہ سردار آپس میں

رشتہ دار اور ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ان میں بالخصوص عامر بن یونس، قیس بن طاؤس مذکور شاگرد سید موسیٰ حمیص کے خاندان سے تھا اور سید حسن حمیص عرف شاہ ناصر ترمذی کو وسید محمد مدنی کو اپنا پیشوا مانتا تھا۔ جب یہ سردار برسرِ اقتدار ہوئے تو بالخصوص عامر بن یونس نے آپ کو علاقہ ماوراء النہر میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ سید محمد مدنی و سید حسن حمیص عرف سید شاہ ناصر ترمذی دونوں باپ بیٹے بمعہ تمام خاندان کے علاقہ ماوراء النہر میں داخل ہوئے۔ طاہر و ابوزلف قاسم نے اپنے انتظام سے پہنچایا۔ راستہ میں ان سرداران کی وجہ سے اعزاز و احترام ہوا۔ عامر بن یونس نے اولاً بلخ رہائش کے لئے تجویز کیا۔ کچھ عرصہ تک بلخ بود و باش اختیار کی۔ بعدہٗ آپ نے ترمذ سکونت اختیار کی۔ آپ کے پدر بزرگوار سید حسن حمیص عرف سید شاہ ناصر ترمذی ترمذ ہی دفن ہوئے؛

سید محمد مدنی الترمذی کی اولاد، آپ کی زوجہ بی بی حاجرہ دختر سید محمد کبیر زید بن سید محمد منصور بن عمر الاعلیٰ بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید الشہید زیدی مذکور کے بطن سے ایک پسر سید حسن ثانی۔

(۹) سید حسن ثانی اپنے پدر بزرگوار کے جانشین اور علم و حکمت اور ماہر فلکیات تھے آپ کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید حسین کعکی المعروف سید علی کعکی بخطاب شاہ رہبر (۲) سید محمد جابر معروف سید جابر (۳) سید زمان

(۱۰) سید حسین کعکی المعروف سید علی کعکی عالم و فاضل اور شجاعت و سخاوت میں یکتائے زمانہ تھے۔ علم دوست اور تبلیغ دین میں جدوجہد کرتے رہے ترمذ میں ایک دینی درسگاہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جس میں مروج علم و فن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جس میں صدہا طلباء ہر علم و فن کی تعلیم پاتے تھے۔ اساتذہ اور طلباء کے مصارف برداشت کرتے تھے۔ درس تدریس اور تبلیغ دین کا شغلہ تھا۔ سمرقند، بلخ میں بھی مدارس قائم کرائے۔ علمائے عصر کا دولتکدہ پر خاصہ مجمع رہتا تھا۔ اہل ترمذ و سمرقند آپ کو آفتاب علم کہتے تھے۔ آپ کے لنگر خانہ سے روزانہ صدہا غرباء و مساکین و مسافر کھانے کھاتے تھے۔ حاجتمندوں کی حاجت پوری کی جاتی آپ نے اپنے اجداد کی سینہ بسینہ پوشیدہ تحریرات و شجرہ انساب جو سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس کے مظالم کی وجہ سے مخفی رہتے تھے۔ اور مختلف رسم الخطوط عبرانی سریانی وغیرہ میں تھے۔ ان تحریرات کا فارسی زبان میں خلاصہ کیا۔

اولاد، آپ کی زوجہ بی بی کلثوم بنت سید علی زید بن سید حسن ظفر بن سید احمد محدث بن سید عمر الاعلیٰ بن یحییٰ محدث بن سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے ایک پسر مخدوم پیر سید احمد توختہ مدفون لاہور سید علی نہ یدزیدی الترمذی کی ساتویں پشت میں سید کمال الدین زیدی الترمذی بن سید عثمان ۵۸۸ھ میں شہر ترمذ علاقہ ماوراء النہر سے وارد ہند ہوئے اور مقام کیتھل ضلع کرنال بغرض تبلیغ اسلام قیام فرمایا ان کا ایک فرزند سید ابراہیم سلطان شہاب الدین غوری کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ راجہ ہانسی سے معرکہ آرائی ہوئی راجہ کو شکست ہوئی خود بھی اس معرکہ میں کام آئے۔ ان کی قبر قلعہ ہانسی میں خانقاہ ملقب بہ نشانچی کے نام سے مشہور ہے۔

(۱۱) سیادت پناہ مخدوم پیر سید احمد توختہ اعلی اللہ مقامہٗ مدفون لاہور کے سوانح حیات ہا آپ کے سوانح حیات مخدوم پیر سید مصطفےٰ اعلی اللہ مقامہ بن مخدوم پیر سید احمد ملقب داد امراجی مدفون قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور نے صدیوں پرانے شجرہ انساب جو سینہ بسینہ نسلوں میں منتقل ہوتے چلے آئے۔ اور مخفی تحریرات آباؤ اجداد کی روشنی میں ایک مبسوط قلمی شجرہ نسب بشکل کتاب شرح اصلاب ۹۶۳ھ میں لکھا ہے۔ جس

میں بزرگوں کے حالات اور اولاد ذکور واناث کی تشریحات کی ہیں وہ ارقام فرماتے ہیں کہ ہمارے جدامجد سیادت پناہ مخدوم پیر سید احمد توختہ مدفون لاہور یہ ہدایت کی شمع ہندوستان میں اُس وقت روشن ہوئی جبکہ ہند میں کفر واستبداد کی آندھیاں چل رہی تھیں اس گوہر نایاب نے علم و فضل کے آغوش میں آنکھ کھولی تھی۔ ہوش سنبھالتے ہی اپنے پدر بزرگوار آفتاب علم کی شعاعوں سے آنکھیں روشناس کرنے لگا۔ بچپن ہی سے جذبہ روحانیہ موجزن تھا تصرفات روحانیہ حاصل تھی۔ سینہ انوار علوم سے روشناس تھا۔ ریاضتیں مشغلہ تھا سخاوت وشجاعت خاندانی وراثت تھی۔ زبان میں ایسی تاثیر اور آواز میں ایسی شیرینی تھی کہ وقت تکلم یا وعظ ونصیحت سنگدلوں کے دل موم کی طرح نرم ہو جاتے تھے اکثر بوقت وعظ ونصیحت عوام وخواص کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا چار چیزوں کے سبب قائم ہے (۱) علم عقلاء (۲) نماز صلحاء (۳) انصاف شاہان (۴) جسارت دلیراں اور ان سب سے زیادہ بات یہ ہے کہ مال ومتال دنیا ناچیز اور بے حقیقت ہے۔ مگر علم وعمل بے زوال ہے اور رسول اللہ نے بڑے شد ومد سے علم پڑھنے کے واسطے نصیحت فرمائی ہے اور آپ کے بھائی ووصی حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا قول ہے کہ خداوند تعالیٰ کی بڑی عنایت ونظر رحمت ہے کہ بجائے مال کے علم عطا کرے۔ بہرحال آپ کے آستانہ قدس پر روزانہ صدہا شاگردوں و معتقدین کا مجمع رہتا تھا۔ عوام وخواص آپ کے علوم روحانیہ سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ان میں شیخ عبدالواحد بلخی عارف کامل و شیخ ابو احمد سمرقندی و شیخ عبدالصمد سمرقندی وابوسعید خراسانی و شیخ عبدالقادر بخاری وغیرہ عارف کامل ومشاہیر صوفیہ میں سے تھے اور آپ کے معتقدین میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ علم جعفر مقطعات قرآنی میں کامل اور باعمل تھے اگرچہ بعض اسمائے اعظم باری تعالیٰ کو حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام نے خلائق سے مخفی رکھا۔ لیکن جن مومنین صالحین نے اس علم کو آئمہ طاہرین سے حاصل کیا۔ وہ ان اسماء اعظم وخواص حروف مقطع کی لوح یا خاتم کے عامل باعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اجداد سے سینہ بسینہ علوم جعفر وحروف مقطعات کو حاصل کیا جس کے ذریعے لوح یا خاتم استخراج کفوز وخزائن مخفیات معلوم کرنے میں موثر ہے۔ چنانچہ آپ لوح یا خاتم کے عامل تھے۔ اس لوح سے عجائب وغرائب مشاہدہ ہوتے تھے۔ بعض اوقات دور دراز کا سفر بھی اختیار کر لیتے تھے۔ آپ کا سینہ انوار علوم سے اس قدر منور تھا۔ کہ آپ نے کوئی واجب یا سنت عمل ترک نہیں کیا۔ اسی بنا پر اہل سمرقند و ترمذ آپ کو لفظ یا لقب توختہ سے یاد کرتے تھے کیونکہ توختہ اس شخص صالح کو کہتے تھے۔ جس نے جمیع فرائض و سنن عمل ادا کئے ہوں۔ اور اس سے کوئی عمل واجب یا سنت باقی نہ رہا ہو۔ آپ کے پاس کچھ تبرکات بزرگوں کے سینہ بسینہ چلے آ رہے تھے۔ جس میں آپ کی جدہ سیدۃ النساء العالمین کے دست مبارک کے کاتتے ہوئے سوت کا رومال بھی تھا۔ غرضیکہ آپ شب وروز دین اسلام کی تبلیغ میں کوشاں رہتے تھے۔

ہند میں آنے کا سبب

مخدوم پیر سید مصطفےٰ اعلی اللہ مقامہ نے شرح الاصلاب کتاب قلمی شجرہ نسب میں آپ کے ہند آنے کے اسباب یہ لکھے ہیں کہ دورِ حکومت مامون میں سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تھا۔ اس کا بیٹا اسد تھا۔ اسکے چاروں بیٹے نوح واحمد ویحیٰی والیاس مامون رشید کے زمانہ میں ممتاز عہدوں پر فائز تھے انہوں نے ترقی کر کے صوبہ جات کی گورنری پر مامور ہوئے۔ نوح سمرقند احمد فرغانہ یحییٰ شاش اور الیاس ہرات۔ ان میں نوح اپنے بھائیوں میں زیادہ دانشمند اور الوالعزم تھا اس نے کاشغر کا بھی الحاق کر لیا غرضیکہ سامان کے پوتوں نے ماوراء النہر

خطہ میں حکومت قائم کرلی جو سامانیہ حکومت کے نام سے مشہور ہوئی. سامانیہ حکمرانوں کے فیض و توجہ اور تدبر سے بخارا و سمرقند، بلخ اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے تہذیب و شائستگی دینی و دنیاوی علوم اور ہر قسم کے ہنر و فن کے مرکز بن گئے. ان فرمانرواؤں میں سلطان داؤد معروف نصر بن احمد سامانی نے سنہ ۲۶۱ھ تا سنہ ۲۷۸ھ تک حکومت کی ہے اس کی بیٹی زبیدہ بانو آپ کے فرزند سید محمد اسماعیل سے منسوب تھی. سلطان داؤد نے اپنے داماد سید محمد اسمٰعیل کو خطہ سمرقند کا حاکم مقرر کیا. مخدوم پیر سید احمد توختہ اعلی اللہ مقامہٗ اس فرزند سید محمد اسمٰعیل سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے. اس لئے آپ گاہ بگاہ ترمذ سے سمرقند تشریف لے جاتے تھے. اور زیادہ تر سمرقند قیام فرماتے تھے. اچانک سنہ ۲۷۱ھ میں سید محمد اسمٰعیل کا انتقال ہوگیا. فرزند کے انتقال سے آپ کو انتہائی روحانی صدمہ پہنچا. ہر وقت رنجیدہ رہنے لگے. حتیٰ کہ علمی مشاغل اور ریاضتوں اور دینی تبلیغ میں کمی محسوس کرنے لگے. ایک شب عالم رویا میں دیکھا کہ رسالتمآبؐ ارشاد فرما رہے ہیں. کہ بیٹا میرے فرزند مظلوم کربلا کے مصائب و آلام کو یاد کرکے صبر کرو. اور یہاں سے ملکِ ہند میں جا کر دینِ الٰہی کی تبلیغ کرو. خدا تمہاری ہر قسم کی مدد کریگا. اور ہند میں تمہاری نسل کثیر ہوگی. بیدار ہوتے ہی سکونِ قلب ہوا اور بحکمِ ختمی مرتبت سفر کی تیاری شروع کردی دونوں بیٹوں سید محمد توختہ و سید مرتضیٰ اور دیگر افراد خاندان کو کچھ نصحتیں کیں شاگردوں اور معتقدین کو جب یہ خبر ملی تو انہوں نے سمرقند ترمذ میں ہی رہنے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوچکا ہے کہ ہند جا کر دینِ الٰہی کی تبلیغ کروں. اس لئے میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا. اکثر معتقدین و شاگردوں نے بھی ہمراہ چلنے کی اجازت چاہی اُنمیں شیخ عبدالواحد انصاری ملخی و شیخ عبداللہ سمرقندی و ابوسعید خراسانی و شیخ محمود سمرقندی بن شیخ حمزہ انصاری ترمذی وغیرہ عارف کامل و صوفیہ مشاہیر میں سے تھے. آپکے ہمسفر ہوئے یہ چودہ افراد کی جمعیت ۱۱ شوال ۲۷۳ھ کو ترمذ سے روانہ ہوئی ان میں چند شاگرد بھی شامل تھے. غرضیکہ آپ ترمذ سے روانہ ہوکر مختلف مقامات پر قیام کرتے ہوئے شیراز ٭ سے مقام مکران[1] پہنچے. اور مکران سے مقام ادھن بیلہ قیام فرمایا جو مکران کا مشہور شہر تھا. عربوں اور اسلامی حکمرانوں کی پہلی قدم گاہ سندھ تھا سنہ ۹۳ھ میں محمد بن قاسم نے سندھ کے خاص خاص مقامات فتح کئے. محمد بن قاسم کے ساتھ مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت تھی. یہ مسلمان سندھ کے مختلف مقامات پر پھیل گئے تھے. لیکن کفر و شرک کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں. ہر طرف قدیم ہندو مذہب کے پیرو موجود تھے. چونکہ آپ اپنے جدِ رسالتمآب

---

[1] مکران ظہور اسلام سے قبل بھی عربستان کے ساحلی علاقوں کے باشندے ہندوستان آتے جاتے تھے مسلمان تاجروں نے اولاً گجرات دکن کی بندرگاہوں میں تجارتی مکان بنائے. مالابار کی اسلامی آبادی اسی زمانہ کی یادگار ہے پھر وہ لکادیپ، مالدیپ وغیرہ جزیروں میں آباد ہوئے سندھ میں پہلے بدھ مذہب کی حکومت تھی جب یہ حکومت کمزور ہوگئی تو کئی علاقہ نکل گئے ان میں مکران، بلوچستان بھی تھا. ظہورِ اسلام سے قبل نہ بلوچستان کا نام تھا اور نہ اس حصہ ملک کے حدود وہ تھے جو اب ہیں جنوبی حصہ کو مکران کہتے تھے جس میں وہ علاقہ بھی شامل تھا جسے آج کل بلوچستان کہتے ہیں. باقی حدود کو سیستان کہتے تھے. اس میں افغانستان کا جنوبی و مغربی حصہ بھی شامل تھا. یہی سیستان عربوں کی بولی میں سجستان تھا.

ظہورِ اسلام کے وقت سندھ میں راجہ ساہسی حکمران تھا. ساہسی کے مرنے کے بعد اس کا منشی (سیکرٹری) چچ برہمن رانی ساہسی سے ساز باز کرکے گدی کا مالک بن بیٹھا. اس زمانہ میں علاقہ ماوراالنہر ایران کی سلطنت خانہ جنگیوں کا شکار تھی. اس لئے وہاں کے حکمرانوں نے چچ کو اس وجہ سے کہ لڑائی نہ چھڑ جائے مکران کا علاقہ مشروط واپس کردیا.

٭ پہونچے جو خلیج فارس کے دامن میں واقع ہے کچھ دن شیراز میں قیام کرنے کے بعد آپ مع ساتھیوں کے شیراز

کے حکم کی بنا پر محبوب فرزند کے غم کو نظر انداز کر کے یہ محسوس کر چکے تھے۔ کہ ہند میں خاموش اور اخلاقی پہلوؤں کو لئے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اور عوام پر اپنے طرزِ عمل سے اسلام کی خوبیاں و پاکیزیاں ظاہر کی جائیں۔ تاکہ وہ اس جانب پرخلوص متوجہ ہوں چنانچہ ارمن بیلہ کے عوام آپ کے اخلاق اور روحانی کشش سے متاثر ہو کر دولتِ اسلام سے مالامال ہوتے رہے یہاں تک مضافات کے عوام بھی بے شمار حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ عرصہ دراز کے بعد آپ مع ساتھیوں کے ارمن بیلہ سے مقام سدوسان[1] قیام فرمایا اس بستی کے نواح میں ایک قوم چنان آباد تھی۔ اہلِ عرب اس قوم کو مرزوق کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اس قوم کا ایک طبقہ اگرچہ مسلم تھا۔ لیکن اسلامی اصولوں سے ناواقف تھے۔ دوسرا طبقہ کثرت سے اہلِ ہنود کا تھا جو عموماً مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے۔ آپ کا سدوسان قیام کرنا ناگوار گزرا اور درپردہ اذیتیں دینے لگے۔ ان کے ایک متعصب گروہ نے آپ کو اور ان کے ساتھیوں کے قتل کی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن آپ کی روحانی کشش اور اخلاقی جاذبیت تھی۔ کہ یہی لوگ مسخر ہونے لگے۔ اور اسلام کی شمع ہدایت سے عوام کے بہت سے افراد کے دلوں کی تاریکیوں کو منور کیا۔ دورانِ تبلیغ ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور یہاں کے مسلمانوں کو صوم و صلوٰۃ کا پابند کیا۔ یہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد سیہون، اش نگر، برہمن آباد[2] وغیرہ مقامات کے باشندوں کو دینِ حق کی اشاعت کرتے ہوئے مقام اروڑ[3] کچھ عرصہ کے لئے قیام فرمایا۔ یہاں کے باشندوں نے آپ کے زہد و تقدس سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ یہاں بھی تبلیغ اسلام میں جدوجہد کرتے رہے۔ آپ کی خاموش تبلیغ اور روحانی و اخلاقی جاذبیت نے مسلمان تو مسلمان اہلِ ہنود نے بھی ہر مقام پر آپ کی عظمت و احترام میں یکساں سرگرم تھے۔ بہرکیف اس زمانہ میں سندھ کے شمالی حصہ کا دارالخلافہ ملتان تھا۔ محمد بن قاسم کے چلے جانے کے بعد اہلِ عرب تقریباً دو سو سال تک سندھ و ملتان پر حکمران رہے۔ اہلِ

---

[1] سدوسان، اس زمانہ کا جو نقشہ بلاذری، الادریسی اور ابن خوقل نے تیار کیا ہے اسکے مطابق سدوسان کا نام سیہون ہے۔ (تاریخ سندھ مولفہ آزاد بلگرامی)

[2] برہمن آباد، راجہ چچ کے بھائی چندر کے بیٹے نے سندھ کی جنوبی حصہ کی حکومت قائم کی۔ اس کا پایہ تخت برہمن آباد تھا۔ اسے اہل عرب بہمن آباد کہتے تھے۔ عربوں نے اپنے زمانہ دورِ حکومت میں اس کے متصل مقام منصورہ آباد کیا تھا۔ یہ مقام موجودہ حیدرآباد (سندھ) کے شمال و مشرق میں واقع تھا۔ اب برہمن آباد اور منصورہ دونوں مقام ملبہ کا ڈھیر اور بے نشان ہیں (مولف)

[3] اروڑ، راجہ چچ اور اس کا چندر بھائی جب فوت ہو گیا۔ تو سندھ کی حکومت دو حصوں میں منقسم ہو گئی جس سندھ کا شمالی حصہ راجہ چچ کے چھوٹے بیٹے راجہ داہر نے سنبھال لیا۔ اس راجہ داہر کی حکومت کا پایۂ تخت اروڑ تھا جسے اہلِ عرب الور کے نام سے پکارتے تھے۔ آج کل اس مقام کا نام روڑ ہے جو موجودہ روڑی سے سات آٹھ میل بجانب جنوب و مشرق واقع ہے۔ پہلے دریائے سندھ اس کے نیچے بہتا تھا۔ یہ کسی وقت میں بہت بڑا شہر تھا۔ دریائے سندھ کا بہاؤ بدل گیا۔ تو اروڑ اُجڑ گیا۔ اب ایک معمولی گاؤں ہے۔

(مولف)

عرب یا دوسرے اسلامی ممالک کے باشندے جہاں بھی رہائش اختیار کرتے تھے۔ ان کا طریق تمدن بھی پھیل جاتا تھا۔ اپنی زبان اپنے علوم اپنا دین اپنے اخلاق مہذب کو تبلیغ کے ذریعہ پھیلاتے تھے۔ آپ کے اس تبلیغی مشن کی خبریں حاکم ملتان تک پہنچیں اس نے ملتان بلوا کر آپ کا خیر و مقدم کیا۔ اور ہر قسم کی اعانت کی یہاں بھی بہت سے لوگوں کو راہ حق سے آگاہ کیا بالآخر آپ نے اپنے اخلاق اور روحانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور مقیم ہوئے۔ اور آخری لمحہ حیات تک اشاعت دین میں جد و جہد کرتے رہے۔ لاہور وفات پائی وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے ساتھیوں میں شیخ محمود سمرقندی انصاری بن شیخ حمزہ عارف کامل بہ نسل ایوب انصاری کی اولاد میں شیخ نذر محمد انصاری مدفون نانوتہ ضلع سہارنپور ہیں ان کی اولاد قصبہ نانوتہ میں آباد ہے۔ شیخ نذر محمد انصاری مخدوم پیر سید احمد ملقب داد امراجگی مدفون نانوتہ کے معتقدین میں سے تھے

اولاد ذکور، آپ کی زوجہ سیدہ رضیہ بانو دختر سید خصائلؒ احمد عرف سید خاص نقوی الترمذی بن عزیزالدین بن معزالدین بن سید محمود ترمذی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اشقر معروف علی اصغر بن سید جعفر تواب بن امام علی نقی علیہ السلام کے بطن سے تین فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید محمد اسمٰعیلؒ حاکم سمرقند (۲) سید محمد توختہؒ (۳) سید مرتضیٰ۔ (۱) سید محمد اسماعیلؒ حاکم سمرقند کی زوجہ زبیدہ دختر سلطان داؤد معروف نصر اول بن احمد حاکم دولت سامانیہ (ماوراء النہر) کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید اطہر (۲) سید سالک یہ دونوں برادران دادا کے ہند چلے جانے کے بعد بمعہ اپنی والدہ اپنے نانا کے پاس چلے گئے جو دولت سامانیہ میں معزز عہدہ وانہیں سرفراز رہے انکی اولاد بلخ سمرقند میں آباد ہے اور انکی اولاد میں سید طاہر مشہور سپہ سالار تھے (بحوالہ شرح اصلاب نسب نامہ قلمی مرتبہ مخدوم پیر سید مصطفیٰ اعلی اللہ مقامہ حسینی الترمذی مخدوم پیر سید احمد توختہ کی شان میں ایک طولانی قصیدہ محی الدین مجاہد نے ۹۵۸ھ میں لکھا ہے جو مداح سادات ترمذی سیانہ تھا۔ قصیدہ کا مصرعہ اول ہدیہ ناظرین ہے جو طولانی ہونے کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ (مولف)

بخاک درِ احمد توختہ مردم ❀ کشیدند در دیدہا لعل عنبر

مخدوم پیر سیّد احمد توختہ اعلیٰ اللہ مقامہ کے حالات پر غلام دستگیر صاحب نامی کی معلومات کا جائزہ

غلام دستگیر صاحب نامی نے جو آپ کے سنے سنائے حالات لکھے ہیں وہ تعصبانہ نظریہ کے تحت مضحکہ خیز ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔ اولاً نامی صاحب رسالہ بی بیاں پاکدامن مولفہ خود باہتمام محمد حسین وردی پرنٹر نگینہ پریس لاہور نومبر ۱۹۳۵ء کے ص۷ پر بہ عنوان

مزار یا مدفنؒ، آپ کا مدفن لاہور میں اندرون اکبری دروازہ متصل چوک نواب صاحب محلہ چلّہ بی بیاں (چہل بی بیاں) میں واقع ہے۔ پہلے یہ مزار نہایت عالیشان سنگ مرمر کا تھا۔ جو راجہ رنجیت سنگھ نے بوجہ اسلام دشمنی دیگر مزارات کے ساتھ اس مزار کو بھی منہدم کرا دیا تھا۔ اب موجودہ غلام دستگیر صاحب نامی کے مکان مسکونہ کی ایک علیحدہ چار دیواری بلا مسقف کمرہ میں پختہ قبر اطہر ہے ہر خواص و عوام زیارت کے لئے آتے ہیں اور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں عوام الناس ابتدائی دور سے ہی اس مزار کو تقدس و احترام کی نظر سے دیکھتے چلے آئے ہیں عقیدتمندوں کی دعائیں بھی مستجاب ہوتی ہیں۔ سید خصائلؒ احمد عرف سید خاص نقوی الترمذی بن عزیزالدین کی اولاد قصبہ دوہاکہ سیداں ضلع جالندھر میں آباد ہے (مولف)

(عورتیں کفرستان ہند میں کیوں آئیں) لکھتے ہیں ایسے حالات میں جب لاہور میں کیا پنجاب میں کوئی مسلمان موجود نہ تھا کسی مسلمان عورت کو کیا پڑی تھی کہ وہ اسلامی ممالک سے منہ موڑ کر لاہور رُخ کرتی واقعہ کربلا سے پیشتر عرب، مصر، شام، عراق، ایران، فلسطین وغیرہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ (۱) اگر کسی بی بی کو شیعان کوفہ کا خوف تھا (کیونکہ انہیں کے ہاتھوں کربلا کا سانحہ ہوشربا وقوع پذیر ہوا تھا۔ اور انہیں اپنے قریبی رشتہ دار یزید کا بھی ڈر تھا۔ (۲) حالانکہ آل ابی طالب سے جو مرد بھی کوفیوں کے ہاتھ سے بچ کر دمشق پہنچے۔ وہ اس کے گرویدہ ہو گئے (۳) چہ جائیکہ عورتیں جن پر کسی غیور عرب نے حملہ نہیں کیا تو وہ کفرستان کا رُخ کرنے کے بجائے حجاز کا رُخ کرتیں۔ جو دمشق کے بعد (۴) کوفیوں کے غارت کردہ قافلہ کا معاون تھا۔ (۵) بنی امیہ کو تو خدا نے جہانداری اور جہانبانی کا ایسا جوہر عطا کر رکھا تھا۔ کہ شاید و باید، وہ کبھی بنی ہاشم سے نہیں الجھے۔ (رسالہ بی بیاں پاکدامن ص)

نامی صاحب کی غلط بیانی کا جواب لکھنے سے قبل ناظرین کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ عورتیں کون تھیں جن کے بارے میں یہ عبارت مذکورہ ضبط تحریر میں لائی گئی۔ یہ عورتیں۔ بی بیاں پاکدامن کے نام لاہور میں مشہور ہیں ان کا مزار بی بیاں پاکدامن لاہور میں قدیم اور متبرک مشہور ہے اس مزار کے مجاوروں کا یہ کہنا ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت علی المرتضیٰ و عقیل کی ہیں مزار کے مجاور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کے برخلاف مصنف حدیقۃ اولیاء وغیرہ صوفیہ سنی المذہب کی حمایت میں غلام دستگیر صاحب ان لڑکیوں کو مخدوم پیر سید احمد توختہ کی بیٹیاں ظاہر کرتے ہوئے مذہبی تعصب لئے ہوئے مذہب شیعہ اثنا عشری پر حملہ آور ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ لڑکیاں کس کی ہیں لیکن غلام دستگیر صاحب نامی نے بالخصوص مذہب شیعہ پر حملہ کیا ہے۔ اور ہمارے جدّ امجد کے حالات کو غلط اور ناواقفیت کی بناء پر لکھا ہے۔ اس کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ دوسرے حضرات ہمارے جواب کو تعصبانہ نہ سمجھیں بلکہ یہ حقیقت کا اظہار ہے (مولف) غلام دستگیر صاحب نامی کا غلط بیانی اور تعصبانہ عبارت کا جواب خط کشیدہ کے تحت حسب ذیل ہے۔ (۱) خط کشیدہ کی عبارت میں لکھا ہے اگر کسی بی بی کو شیعان کوفہ کا خوف تھا۔ (کیونکہ انہیں کے ہاتھوں کربلا کا سانحہ ہوشربا وقوع پذیر ہوا تھا۔

جواب، نامی صاحب نے شیعان کوفہ کی یہ وضاحت نہیں فرمائی۔ کہ اہل کوفہ شیعان علی تھے یا کہ شیعان عثمان و معاویہ کیونکہ شیعہ عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہیں۔ قرآن مجید میں وانّ من شیعتہٖ لابراھیم (سورہ والصفت) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو شیعہ کا لقب دیا۔ اور سورہ القصص میں حضرت موسیٰ کے دوست کو جس نے ... ری کو قتل کیا تھا۔ شیعہ کہا ہے اور خود رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کے دوستوں کا نام شیعہ رکھا اور متعدد موقعوں پر فرمایا تھا۔ میری امت سے تہتر فرقے ہوں گے سب جہنمی ہونگے بجز ایک فرقہ کے وہ جنتی ہے۔ اور وہ شیعان علیؑ ہیں (مناقب اخطب خوارزمی، اور فرمایا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے (تفسیر در منثور سیوطی) (فردوس الاخبار دیلمی و مودۃ القربیٰ و ینابیع المودۃ وغیرہ) مطلب یہ ہوا کہ دوستداران علی شیعہ اثنا عشریہ ہیں۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ دوسرا شیعہ کون ہے، چنانچہ ابن ابی الحدید جنگ صفین میں دوستان علیؑ کو شیعان علیؑ اور پیروان عثمان کو شیعان عثمان کہتے تھے اور یہی امتیاز جنگ مختار و مصعب میں رہا۔ اور مورخین یورپ تاریخ سرجان ڈیونپورٹ و تاریخ ارشن حصہ دوم میں لکھتے ہیں کہ بعد وفات پیغمبر اسلام مسلمانوں کے دو فرقے ہو گئے ایک محبِ علیؑ اور دوسرا فرقہ دشمنان علیؑ جن کو مسلم منافق کہتے ہیں یعنی مسلم منافق، چنانچہ عہد رسولؐ میں دو فرقے تھے۔ ایک مومن دوسرا منافق اور شیعوں

کو مومن کہتے تھے اور مسلم منافق بھی کہلاتے تھے رسول اللہ کے صحابہ میں جابر عبداللہ انصاری اور ابو دجانہ فرماتے ہیں کہ عہد رسولؐ میں منافق عداوت علیؑ سے پہچانے جاتے تھے (ترمذی)، رسول اللہ نے فرمایا ہے محبان علیؑ جنت میں جائیں گے اور تکمیل ایمان حب علی سے ہوتی ہے۔ اور علیؑ کی محبت رسول اللہ کی محبت ہے علیؑ کی دشمنی رسول اللہ کی دشمنی ہے (مسند احمد حنبل و مناقب ابن مغازلی و مناقب اخطب خوارزمی و شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید وغیرہ) اس تصریح سے ثابت ہوا کہ دشمن علیؑ کا نام مسلم منافق تھا۔ اور دوست علیؑ مومن یعنی شیعان علیؑ کہلاتے تھے! اس تصریح کے بعد یہ مسئلہ متنازعہ قابل حل ہے کہ بانی واقعہ کربلا یعنی قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسولؐ شیعان علیؑ تھے یا شیعان عثمان و معاویہ خواہ وہ لوگ کوفی ہوں یا عراقی یا شامی یا حجازی۔ اس ضمن میں تمام دنیا کے ہر مذہب و ملت کے مورخین و محققین بلکہ ہر خواص و عوام کو معلوم ہے کہ فرزند رسولؐ کی شہادت کی وجہ مطالبہ بیعت یزید کا انکار تھا۔ یعنی یزید کا فرزند رسولؐ سے بیعت کا مطالبہ کرنا اور فرزند رسولؐ کا انکار کرنا اس بنا پر دو فریق بن گئے۔ ایک محب حسینؑ یعنی شیعان علیؑ اور دوسرا فریق دوستداران یزید و معاویہ یعنی شیعان عثمان و معاویہ اب ناظرین دونوں گروہ یا فرقے کے کردار کو جانچ لیں۔ یزید بن معاویہ نے فرزند رسولؐ امام حسینؑ علیہ السلام پر فوج کشی کی اس فوج میں شامی، حجازی، کوفی، عراقی مسلمان سپاہی و سرداران فوج تھے شام کے بعد کوفہ یزیدی گڑھ تھا۔ کیونکہ کوفہ کا حاکم یزید کی جانب سے عبیداللہ بن زیاد تھا جس نے قاضی شریح کو زر کی تھیلیاں دے کر قتل حسینؑ کا فتویٰ حاصل کیا۔ اور اسی نے طمع دنیا و جبر و تشدد سے اہل کوفہ کو یزید کا حامی بنایا، غرضکہ یزید کے بعد عبیداللہ بن زیاد قاضی شریح و عمر ابن سعد و شمر وغیرہ اور ان کے حامی سب یزید و معاویہ کے دوست تھے۔ لہٰذا یہی فرقہ قاتلان حسینؑ ہے انہیں کو شیعان عثمان و معاویہ یا مسلم منافق کہتے ہیں اور شیعان علیؑ امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں جو روز عاشورہ شہید ہوئے۔ ان میں اکثریت اہل کوفہ کی تھی۔ مثلاً حبیب بن مظاہر و مسلم بن عوسجہ و زہیر بن قین و سعید بن عبداللہ و بریر بن جعفر حُر بن زید و عابس بن ربی شیعب وغیرہ پس ثابت ہوا کہ قاتلان امام حسینؑ علیہ السلام شیعان عثمان و معاویہ کوفہ و عراق و شام و حجاز تھے۔ پس اسی فرقہ حامیان یزید و معاویہ بی بیاں پاکدامن مذکورہ خائف ہوں گی اور اسی فرقہ کے ہاتھوں واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا۔ (۲) عبارت خط کشیدہ ۲ نامی صاحب لکھتے ہیں، انہیں اپنے قریبی رشتہ دار یزید سے بھی ڈر تھا۔

جواب ۔ بقول نامی صاحب بی بیاں پاکدامن سید احمد توختہ کی لڑکیاں تھیں اور سید احمد توختہ سید فاطمی یعنی امام حسین علیہ السلام کی نسل سے تھے مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور یزید قریبی رشتہ دار تھے۔ یہ کس قدر سفید جھوٹ ہے کیا نامی صاحب یزید اور فرزند رسولؐ کی قریبی رشتہ داری کی وضاحت فرما سکتے ہیں، یا یزید کو محض فرزند رسولؐ کا قریبی رشتہ دار لکھنا ہی کافی سمجھا۔ اب رشتہ داری کی حقیقت ہم سے سنیئے حضرت امام حسین علیہ السلام کا شجرہ نسب شجرہ طیبہ حامل نور محمدی ہے، یہ شجرہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر امام آخر الزمان علیہم السلام تک چلتا ہے نور محمدی پشت عبدالمطلب سے دو اصلاب میں منتقل ہوتا ہوا ایک حصہ نور صلب حضرت عبداللہ میں جن سے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ السلام دوسرا حصہ نور صلب عمران معروف ابو طالب جن سے حضرت علی علیہ السلام پیدا ہوئے، ان سے حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام پیدا ہوئے اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا ہے انا علیاً من نور واحد میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں آیۂ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم سے حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا فرزند رسول ہونا ثابت ہے، ان دونوں پر اور انکی اولاد یعنی سادات فاطمی پر صدقہ حرام اور خمس ان کا حق ہے۔ کتاب براۃ العقول جلد ثالث شرح فروع کافی جلد اول مطبوعہ طہران ۱۳۱۸ھ پر ابن جنید سے منقول ہے۔ کہ جن حضرات پر صدقہ

حرام ہے بوجہ قرابت رسول کے ان کی لڑکیوں کا نکاح غیر قوم میں ہونا منع ہے زمخشری نے کشاف میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور ثعلبی و نیشاپوری نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ اولاد رسول اللہ کے جنتی اور تمام سے فاضل ہونے کا اعتقاد مسلمہ اور متفقہ اہل اسلام ہے پس ثابت ہوا کہ اولاد رسول کو تمام بنی آدم سے افضل بنایا گیا ہے لہٰذا تمام اقوام عالم کے افراد ان سے مفضول یعنی اولاد رسول کے کفو نہیں ہیں۔

اب دوسرا شجرہ شجرہ ملعونہ خاندان بنی اُمیہ ہے، چنانچہ ارشاد رب العزت ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ (سورہ بنی اسرائیل ۱) یعنی ہم نے جو خواب تم کو دکھایا تھا تو بس ایسے لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا تھا اور اسی طرح پر وہ خاندان جس پر لعنت کی گئی ہے مفسرین کا اس آیت پر اتفاق ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد خاندان بنی اُمیہ ہے (تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۱۸) رسول اللہؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے ہیں اس خواب سے حضور کو بہت رنج و ملال ہوا اور آخری وقت تک کسی نے آپکو ہنستے نہیں دیکھا تب یہ آیت نازل ہوئی (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱) بی بی عائشہ نے فرمایا کہ اے مروان بن حکم تیرا باپ دادا قرآن میں شجرہ ملعونہ کا نام حاصل کر چکا (در منثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۱۹۱ شجرہ ملعونہ سے مراد خاندان بنی اُمیہ ہے (روضۃ المناظر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۵) یہ ہے مختصر خاکہ شجرہ طیبہ والوں اور شجرہ ملعونہ کا ناظرین خود دونوں خاندانوں کا موازنہ کر لیں کہ نور، ظلمات و حق، باطل صدق، کذب، بینا نابینا، عالم، جاہل کبھی بھی مساوی الدرجہ نہیں ہو سکتے شجرہ طیبہ والوں پر صدقہ حرام، خمس ان کا حق، محبت ان کی واجب، تعظیم تکریم لازمی، اگر ان پر نماز میں درود نہ پڑھا جائے تو نماز باطل چنانچہ علامہ حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اولاد رسول بالخصوص پانچ چیزوں میں رسول اللہ کے شریک ہیں (۱) فی السلام (۲) فی الصلوٰۃ (۳) فی الطہارت (۴) فی التحریم الصدقہ (۵) فی المحبت غرضیکہ ان کا ہم کفو وہ ہو گا جس میں یہ صفات پائی جائیں، اس لئے محمد آل محمد تمام اقوام عالم سے فاضل باقی سب مفضول ہیں، لہٰذا خاندان بنی اُمیہ مفضول ہے (سوماہ)، خط کشید ۳ تا ۵ کی عبارت نامی صاحب لکھتے ہیں ۳ چہ جائیکہ عورتیں جن پر کسی غیور عرب نے کبھی حملہ نہیں کیا ۴ بنی اُمیہ کو تو خدا نے جہانداری اور جہانبانی کا ایسا جوہر عطا کر رکھا کہ شاید و باید ۵ وہ کبھی بنی ہاشم سے نہیں اُلجھے ان مذکورہ عبارتوں کا تسلسل ایک ہی ہے، ہر سہ عبارتوں کا جواب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں جو غلام دستگیر صاحب کی غلط بیانی کا جواب ہے۔ جواب:۔ مذکورہ عبارتوں کا مفہوم ایک ہی ہے نامی صاحب نے خاندان بنی اُمیہ کے اپنی عبارت میں جو قصائد لکھے ہیں یا تو انکو تاریخی واقعات سے لاعلمی ہے یا غلط بیانی سے کام لیا ہے، نامی صاحب کا دعویٰ کہ بنی اُمیہ کبھی بھی بنی ہاشم سے نہیں اُلجھے کس قدر مضحکہ خیز ہے بھائی صاحب بنی اُمیہ اور بنی ہاشم کا مذہبی و خاندان تصادم آج تک چلا آ رہا ہے سنئیے اور غور سے سنئیے اُمیہ نام ذکوان بعض مورخین نے عبدالشمس بن عبد مناف کا بیٹا بھی لکھا ہے اور اکثر مورخین نے عبدالشمس کا غلام رومی لکھا ہے چنانچہ تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰ و اصابہ فی تمیز اصحابہ مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے کہ اُمیہ نام ذکوان عبدالشمس بن عبد مناف کا بیٹا نہیں تھا بلکہ رومی غلام تھا اور کتاب استغاثہ میں ابن تیم سے منقول ہے ایک قوم اپنے آپکو قریش سے منسوب کرتی ہے حالانکہ وہ قریش سے نہیں ہے اصل اسکی روم ہے کہ بنی اُمیہ بن ابو عبیدہ جملہ اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ عبدالشمس کا غلام اُمیہ رومی تھا کتاب تبصرۃ العوام تالیف سید مرتضیٰ اعلم الہدیٰ اس تصریح سے معلوم ہوا کہ اُمیہ عبدالشمس کا غلام رومی تھا۔

عداوت کا آغاز

حضرت ہاشم و عبدالشمس دونوں جڑواں پیدا ہوئے جن کے جسم کا کوئی حصہ مشترک تھا جو تلوار سے جدا کیا گیا اس وقت پیشین گوئی کی گئی تھی کہ دونوں میں تلوار چلے گی عبدالشمس جلد فوت ہوگیا اس کا جانشین اُمیہ قائم مقام ہوا حضرت ہاشم تمام بھائیوں میں اپنے جود و سخا، ضیافت، شرافت و اخلاق اور شجاعت میں بہت ممتاز اور ہر دلعزیز تھے اُمیہ کو حضرت ہاشم کی شہرت و ناموری پر حسد ہوا اور حضرت ہاشم کے عظیم الشان اور بے مثل کارناموں کی وجہ سے ان کا جانی دشمن بن گیا آخر سربراہ لوگوں کے حکم کے فیصلہ کے مطابق اُمیہ دس سال کے لئے مکہ سے جلاوطن ہوا پس ابتدائی عداوت یہی تھی اس کے بعد اُمیہ کا بیٹا حرب اولاد ہاشم کا دشمن رہا اور حرب کے بعد اس کا بیٹا صخر معروف بہ ابوسفیان اسلام کو مٹانے کے لئے رسول اللہ سے میدانِ بدر و احد میں لڑتا رہا، اس کا بیٹا معاویہ بن ابوسفیان حضرت علیؑ بن ابیطالب خلیفہ وقت سے بغاوت کر کے میدان صفین وغیرہ میں لڑا، دنیا اسلام کے مسلمان خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں حضرت علیؑ کو خلیفہ رسول مانتے ہیں شیعہ اثنا عشری حضرت علی کو خلیفۂ رسول بلافصل مانتے ہیں اہلسنت حضرات انکو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں اور ان کے عقیدہ کے موافق آپکو خلافت راشدہ میں شامل کرتے ہیں اب ہم نامی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ بنی اُمیہ کی جہانداری اور جہانبانی کا یہی جوہر ہے کہ وہ پیغمبر اسلام سے میدان بدر و احد میں لڑیں ان کے وصی حضرت علی کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے میدان صفین وغیرہ میں لڑیں اور مسجدوں میں خلیفہ رسول حضرتِ علی پر مدتوں گالیاں دلائیں اور جھوٹی حدیثیں گھڑی گئیں ان کے بعد ان کا بیٹا یزید بن معاویہ نے میدان کربلا میں امام حسین علیہ السلام کو معہ ان کے دوستوں کے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کرایا اور انکے اہلحرم کے خیموں میں آگ لگائی سامان لوٹا گیا چادریں چھینی گئیں کانوں سے دُر کھینچے گئے نبی زادیوں کے دُرّہ لگائے گئے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک انکو تشہیر کیا گیا یہی غیور عرب تھے جس پر نامی صاحب کو ناز ہے کہ غیور عرب نے کسی عورت پر حملہ نہیں کیا اور سنیئے بعد شہادت فرزند رسول لوگوں نے یزید کی بد چلنی کی وجہ سے بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو جو خونریزی اور قتل و غارتگری میں مشہور تھا فوج کثیر دیکر اہل مدینہ کی سرکوبی کو روانہ کیا مقام حرہ میں قتل غارتگری شروع کی رسالت مآب کے چیدہ چیدہ اصحاب چار صد سے زیادہ انصار و مہاجر شہید کئے گئے شامی فوج مدینہ شہر میں گھس گئی ہزاروں عورتوں سے زنا کیا بہت سی اصحاب زادیوں کا آلہ بکارت کر ڈالا مدینہ کو لوٹا تین دن مدینہ شہر میں قتل عام رہا دس ہزار سے زیادہ باشندگانِ مدینہ جن میں سات صد حافظ قرآن، قاری، محدث علماء صلحا تھے تہ تیغ کئے گئے مسجد نبوی کو اصطبل بنایا گیا یہانتک لید کے انبار لگ گئے (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۸۱ و صواعق محرقہ ص۱۳۴ و تاریخ ابوالفدا وغیرہ وغیرہ) خانہ کعبہ پر گولہ اندازی کی، یزیدی فوج نے منجنیقین کی کلیں لگا کر مکہ شہر پر پتھر برسائے جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا اسی مشین سے آگ برسائی گئی، غلاف خانہ کعبہ و جنوبی حصہ خانہ کعبہ جل گیا (تاریخ طبری وغیرہ)

یہ وہ خونی واقعات بنی اُمیہ کے ہیں جنہیں تاریخیں کبھی محو نہیں کر سکتیں ماسوائے معاویہ بن یزید و عمر ابن عبدالعزیز کے اُمیہ سے لے کر آخری حکمران مروان الحمار تک بنی ہاشم کے خلاف یہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف رہے خود رسول اللہ کو مکہ معظمہ کی تیرہ چودہ سالہ زندگی میں جن مصائب و آلام و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ ابوسفیان کی سازشوں اور چالوں سے پیش آئے رسالتمآب نے آخری حربہ قتل سے بچنے کے لئے ہجرت کی اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے بدر و احد میں نبرد آزما ہوا اور اسلام کے مٹانے میں مصروف رہا غرض کہ بنی اُمیہ ہمیشہ اولاد بنی ہاشم پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے رہے، صورت مرقومہ میں نامی صاحب کا یہ کہنا کہ بنی اُمیہ بنی ہاشم سے کبھی نہیں اُلجھے انتہا درجہ کی غلط بیانی ہے

اور تعصبانہ بناپر تاریخی حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے اس کے بعد غلام دستگیر صاحب نامی نے مخدوم پیر سید احمد توختہ کے حالات وحسب نسب کو لکھا ہے جو ان کی ناواقفیت کا بین ثبوت ہے۔ (۱) غلام دستگیر صاحب رسالہ حالات بابرکات حضرت سید احمد توختہ ترمذی مرشد پنجاب کے صفحات ۲، ۸، ۹ پر لکھتے ہیں کہ آپکا سلسلہ نسب سات واسطوں سے حضرت امام حسینؑ سے ملتا ہے اور خاندان شطاریہ میں سلسلہ ارادت چھ واسطوں سے بایزید بسطامی سے ہے جناب قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواری کی زبانی معلوم ہوا کہ اضلاع متحدہ میں آپ کی اولاد بکثرت سے آباد ہے لیکن ہماری کتب میں حضرت کی ذکور اولاد کا کوئی ذکر نہیں ہاں گلزار میں جسے شیخ حمید الدین حاکم کی منظوم کلیات کہنا چاہیئے شرف الدین الیاس کمال رفیع کا جو حضرت حاکم کے خالہ زاد تھے ایک مرثیہ درج ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سید احمد توختہ کی پسری اولاد بھی تھی اور پھر رسالہ جی بیان پاکدامن کے ص۳ پر لکھا ہے کہ کتاب المعارف میں جس کے مولف علامہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الکاتب لاہوری ہیں لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین کے چار بیٹے حسن، محمد، علی افطس و عبداللہ علاوہ ازیں عمر و زید بھی ان کے بیٹے تھے پس معلوم ہوا کہ آپ علی افطس کی اولاد سے ہیں جیسا کہ تذکرہ حمیدیہ میں مسطور ہے کہ حسین "امام زین العابدین کے کسی بیٹے کا نام نہیں تھا اور اسی رسالہ کے ص۲ پر حسب شجرہ مندرجہ (تذکرہ حمیدیہ) سید احمد توختہ علی اصغر بن امام زین العابدینؑ کی اولاد سے ہیں! یہ ہے نامی صاحب کی معلومات کہ سید احمد توختہ یا تو علی افطس یا علی اصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حسین نام زین العابدین کے کسی بیٹے کا نام نہیں تھا اور ہماری کتب میں حضرت کی ذکور اولاد کا کوئی ذکر نہیں لیکن قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواری کی زبانی معلوم ہوا کہ آپکی اولاد اضلاع متحدہ میں کثرت سے آباد ہے اور گلزار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپکی پسری اولاد بھی اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نامی صاحب کو آپ کے نسب واولاد کے متعلق صحیح معلومات نہیں ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ غیروں کو کسی کے حسب ونسب واولاد کے صحیح حالات وواقعات معلوم نہیں ہو سکتے صحیح حالات حسب ونسب واولاد گھر والے ہی جانتے ہیں جن کو اپنے آباؤ اجداد سے نسلاً در نسلاً سینہ بسینہ زبانی یا تحریری حقیقی حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں غیروں کو صرف ادھر اُدھر سے سنی سنائی غیر ذمہ دارانہ باتیں معلوم ہوتی ہیں اب ہم سے حضرت سید احمد توختہ کے صحیح حالات حسب ونسب واولاد کی حقیقت سنیئے!

جواب:۔ کس قدر ڈھٹائی اور غلط بیانی ہے کہ نامی صاحب تذکرہ حمیدیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "حسین" امام زین العابدین علیہ السلام کے کسی بیٹے کا نام نہیں تھا اگر یہ خبر سادات حسینی کو پہنچ گئی اور یقیناً پہنچے گی تو انکو جان چھڑانی مشکل ہو جائیگی عجب نہیں کہ عزت ہتک کے استغاثہ جات دائر ہو جائیں بندہ خدا تمام اخبار واحادیث صحیحہ وکتب سیر وتاریخ انساب مستند مثلاً کتب صحیحہ منتہی الامال شیخ عباس قمی ولواعج الاحزان وتذکرۃ خواص الائمہ وارشاد شیخ مفید وتاریخ خلکان وروضۃ الشہداء، کنز الانساب معروف بہ ؎ وسیرت سجادیہ وصحیفہ سجادیہ وسیرت النبی مولفہ قاضی محمد سلیمان وتاریخ شمس تبریز وغیرہ وغیرہ اور بیشمار شجرہ انساب مستند صدیوں پرانے جو سینہ بسینہ نسلوں میں محفوظ رہے ان سب میں حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام کے صلب سے گیارہ فرزند چھ دختران مذکور ہیں ان میں دو فرزند حسین نام کے تھے ان دونوں ناموں کے مابہ امتیاز کے واسطے لفظ اکبر واصغر استعمال ہوا، حسین الاکبر قبل بلوغت لاولد فوت ہوئے اور حسین الاصغر صاحب اعقاب کثیر النسل ہوئے جو سادات حسینی کے نام سے مشہور ومعروف ہیں اور امام عالیمقام کے چھ فرزند (۱) امام محمد باقر علیہ السلام (۲) سید عبداللہ الباہر (۳) سید زید الشہید (۴) سید عمر اشرف (۵) سید

؎ بحر الانساب تالیف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ وعمدۃ المطالب فی انساب ابیطالب ومرآۃ الانساب وتذکرۃ الانساب وتحفۃ الانساب وتحفۃ الکرام

"سید ابو عبداللہ الحسین المعروف سید حسین الاصغر محدث (۱) سید علی اصغر، انہیں چھ صاحبزادوں سے دنیائے عالم میں نسل سادات فاطمی حسینی پھلی پھولی باقی صاحبزادے لاولد تھے! امام زادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد مشرق وسطی کے ممالک مصر، حجاز، یمن، شام، عراق، ایران، ماوراء النہر، افغانستان اور ہند و پاکستان کے ہزار ہا مقامات پر آباد و شاد ہیں جن میں ہزار ہا صاحب کشف کرامات، اولیاء اللہ، عالم و فاضل اور ہر علم و فن کے جاننے والے بزرگ گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں، جنہوں نے علوم الائمہ و علم القرآن کی جان پر کھیل کر نہایت حفاظت کی بیشمار تصانیف و تالیف مختلف علوم و فنون میں لکھیں جن کے فضل و کمال کا اعتراف دیگر فرقے اسلام نے بھی کیا ہے، نامی صاحب نے جو کتاب المعارف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام زین العابدین کے صرف چھ فرزند کہنے غلط ہے علی افطس امام کا کوئی بیٹا نہیں تھا، مخدوم پیر سید احمد توختہ نہ علی افطس تا علی اصغر کی نسل سے نہیں بلکہ آپ امام زادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد سے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ روضۃ الشہدا فارسی کے مولف ملا سید حسین واعظ کاشفی ہیں جن کا عقیدہ صوفی سُنی المذہب ہے یہ کتاب ۹۰۷ھ کی تالیف ہے انہوں نے سید حسین کعکی المعروف سید علی کعکی پدر بزرگوار سید احمد توختہ کا سلسلہ نسب امام زادہ سید حسین اصغر محدث تک منتہی کیا ہے اور کتاب عمدۃ الطالب فی انساب ابیطالب کا بھی مصنف مذہب اہل سنت کا پابند ہے اور یہ کتاب فن نسب میں مستند بین الفریقین ہے امام زادہ سید حسین الاصغر محدث کی اولاد میں سید اسماعیل و سید محمود بن سید سپہ سالار کیا مدفون لنک حضر موت رود بار کی اولاد سادات حسینی در حضر موت رودباد کے نام سے مشہور ہیں اور سید علمدار و سید کنعان و سید اسلام کی اولاد سادات حسینی در کاشان کے نام سے مشہور ہے اور سید مطلب و سید مجلب پسران سید یوسف کی اولاد سادات حسینی در قم کے نام سے مشہور و معروف ہے سید برہان و سید افضل پسران سید محمد کی اولاد سادات حسینی در قزوین کے نام سے مشہور ہے ان کے علاوہ بے شمار سادات حسینی مشرق وسطی کے صدہا مقامات پر آباد ہے اور مشترکہ ہندوستان میں عالم علوم ربانی قاضی سید نور اللہ شوشتری مدفون آگرہ و سید اشرف معروف سید شاہ شرف بو علی قلندر مدفون پانی پت و سید ابوالحسن فخر عالم مدفون کرمان (کورم ایجنسی) سید میر حبیب و سید میر کریم کے مزارات دکچی بنگش میں ہیں ان کی روحانی کرامات دعا سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری کیا، پاکستان بھر میں یہ چشمہ قابل دید ہے بالخصوص موسم گرما میں عقیدتمند زیارت کو آتے ہیں مخدوم پیر سید احمد توختہ مدفون لاہور کے سوانح حیات صـ۳۰۰ تا صـ۳۱۰ پر لکھے جا چکے ہیں یہ اور بیشمار بزرگ اولاد سید حسین الاصغر محدث کے صاحب کشف کرامات اور روحانیت کے تاجدار ہوئے ہیں بھلا یہ من گھڑت افسانہ کہ یہ روحانیت کے بادشاہ خاندان شطاریہ میں بایزید بسطامی سے ارادت رکھیں کس قدر توہین ہے ان کے در پر تو صدہا ایسے خاندان شاگردی میں رہ کر سبق حاصل کرتے تھے ان کے علوم علوم اہلبیت ہیں ان کا سینہ علوم انوار سے منور مثل آفتاب رہا یہ سوال انکی اولاد نرینہ تھی یا نہیں اس کا اقرار خود نامی صاحب نے گلزار کے حوالہ سے کیا ہے کہ سید احمد توختہ کی اولاد نرینہ تھی اور رسالہ بی بیاں پاکدامن کے صـ۱۵ پر بہ عنوان حضرت سید احمد توختہ ترمذی کا فرض لکھا ہے کہ سید صاحب موصوف کی اولاد نرینہ سے اس وقت لاہور ہی میں سید منور علی شاہ صاحب مزنگ و سید اظہر حسن صاحب زاہدی ترمذی بی اے بمعہ متعلقین آباد ہیں اور سنا ہے کہ غازی پور سادھورہ و سہارنپور وغیرہ میں بھی بستے ہیں اور اس کے برخلاف دوسرے حالات رسالہ بابرکات حضرت سید احمد توختہ کے صـ۸ پر راقم ہیں کہ قاری شاہ سلیمان پھلواری کی زبانی معلوم ہوا کہ آپکی اولاد اضلاع متحدہ میں بکثرت ہے لیکن ہماری کتب میں آپ کی ذکور اولاد کا ذکر نہیں نامی صاحب کی متضاد تحریرات و حوالہ کتب اس بات کی دلیل ہے کہ انکو مخدوم پیر سید احمد توختہ

کے صحیح حالات وحسب ونسب معلوم نہیں ہیں اب غور سے سُنیئے حضرت سید احمد توختہ کی اولاد ہند و پاکستان کے صدہا مقامات پر آباد ہیں جن میں ہزاروں روحانیت کے تاجدار صاحب کشف کرامات علماء، فضلاء، مجتہدین فقہ، محدث، مفسر، مصنف، مؤلف، قاضی، مفتی، متکلم، فلسفی، منطقی، نحوی، معنوی، قاری، خطیب، واعظ، طبیب، مورخ، نساب، ادیب، شاعر وغیرہ ہر علم وفن کے جاننے والے گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں، دنیوی اعتبار سے بھی صدہا جاگیردار، امراء، نائب السلطنت، وزرا، درباری، ناظم، حاکم، سپہ سالار منصبدار، قاضی، مفتی، مقرب خاص، صوبدار، گورنر، دیوان، وزیر، فوجدار، قلعہ دار وغیرہ وغیرہ ممتاز عہدوں پر فائز رہے اور اب بھی موجود ہیں مثلاً سید محمد اسمٰعیل حاکم سمرقند بن مخدوم پیر سید احمد توختہ وامیر الامراء سید حمزہ، سید محمد قاسم قاضی القضاۃ بخارا وامیر الامراء سید احمد زاہد سیالوی سپہ سالار وامیر سید زید شہید معروف بہ سید شاہ زید سالار لشکر مدفون میانہ آپ کے مزار کے نام منجانب شاہان اسلام معافی دوام جاگیر عطا ہوئی امیر سید مسعود الملک السادات سالار غازی ناظم حاکم مدفون غازی پور، مخدوم پیر سید احمد المعروف دادا میراں جی مدفون نانوتہ آپ کے مزار کے نام منجانب شاہان اسلام معافی دوام جاگیر عطا ہوئی۔ سید شاہ عبد الحمید گنج العلم مدفون ساڈھورہ یہ بزرگ مفتی اعظم شرع متین تھے وحضرت شاہ عبد الوہاب قطب الاقطاب زماں ان بزرگ کا مزار اندرون آبادی ساڈھورہ ہے صحن میں اورنگ زیب بادشاہ نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس پر دیگر اشعار کے علاوہ یہ شعر بھی کندہ ہے۔ ؎

جلوہ گر گشتہ بصحن روضہ عالی جناب　　قطب الاقطاب زماں کز خاندان مصطفیٰ است

انکی اولاد میں مخدوم پیر سید شاہ بدھ جنہوں نے گرو گوبند سنگھ اور ان کے لڑکوں کی جان بچائی تھی سکھ آج تک آپ کی اولاد کا احترام کرتے ہیں اور مخدوم پیر سید میراں سعید ملقب میراں بھیک کا عالیشان مزار میراں جی کا ٹھکہ ضلع کرنال میں ہے منجانب شاہانِ اسلام مزار کے نام جاگیر معافی دوام عطا ہوئی، غرضیکہ مخدوم پیر سید احمد توختہ کی اولاد نرینہ میں بڑے بڑے صاحب کشف کرامات وروحانیت کے تاجدار ہوئے ہیں تفصیل کے لئے حالات امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صہ ۱۹۰ الغایتہ صہ ۲۰۶ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۲۔ لفظ توختہ کی تشریح | اس سلسلہ میں غلام دستگیر صاحب نامی نے ایک پُر مذاق لطیفہ لکھا ہے، رسالہ حالات بابرکات حضرت سید توختہ ترمذی کے صہ۲ پر لکھتے ہیں کہ لقب توختہ آپکو اپنے مرشد شیخ احمد نور بخش سے اسطرح ملا کہ ایک دن انہوں نے آپ کو بلا بھیجا مگر جب در مرشد پر حاضر ہوئے تو دروازہ کو مسدود پایا، آمد کی اطلاع کر کے اوقات گرامی مرشد میں مخل ہونا مناسب نہ سمجھا اور تمام شب اسی انتظار میں بیرون در کھڑے رہے کہ شاید کسی وقت بلالیں اور میں موجود نہ ہوں حتیٰ کہ [illegible] حجرے کا دروازہ کھلا اور شیخ موصوف نے آپکو دیکھ کر فرمایا سید احمد توختہ یعنی اے سید احمد تم کھڑے ہو پس اُس دن سے آپ توختہ سے ملقب ہو گئے۔

جواب:- ناظرین نے نامی صاحب کی من گھڑت کہانی سنی کیا کہنے استاد صاحب کے اخلاق کے شاگرد کو رات کو بلائیں اور شاگرد کا انتظار کئے بغیر بستر پر دراز ہو گئے اور شاگرد رات چوکیداری کے فرائض انجام دیتے رہے، استاد صاحب نے توختہ کے معنی رات بھر کھڑا رہنے کے لئے ہیں یعنی رات بھر جو بھی کھڑا رہے وہ توختہ کی صفت میں آئیگا خواہ فوجی یا پولیس مین یا ریلوے ملازم یا چوکیدار ہو جو بھی رات بھر ڈیوٹی انجام دے گا وہ توختہ کہلائیگا مرشد صاحب نے یہ معنی کس لغت سے حاصل کئے اسکا جواب نامی صاحب کیا دے سکتے ہیں تو یہ تو یہ کسقدر من گھڑت افسانہ ہے نامی صاحب حقیقت حقیقت ہوتی ہے بناوٹ بناوٹ ہوتی ہے، توختہ کی تشریح مخدوم پیر سید احمد توختہ کی اولاد سے سنیئے، کتاب فیروز اللغات فارسی مصنفہ

ومولف الحاج مولوی فیروزالدین صاحب مطبوعہ فیروز سنز لاہور کے صفحہ ۲۱۱ پر توخت (ف) کے معنی جمع کیا، ادا کیا توختن (ف) کے معنی جمع کرنا، ادا کرنا حاصل کرنا اور لغت کی کتاب برہان القاطع میں توختہ اس شخص کو کہتے ہیں جو جمیع فرائض وسنن شرعیہ عمل بجا لایا ہو یا واجب وسنت عمل ادا کرتا ہو چونکہ اب علم وفضل وزہد وتقدس وکشف کرامات میں یکتائے زمانہ تھے اس لئے اہل سمرقند وترمذ آپکو توختہ کے لقب سے یاد کرتے تھے آپ کے بعد آپکے فرزند سید محمد توختہ جانشین اور مثل اپنے پدر بزرگوار کے ان صفات کے مالک تھے اور یہ کہنا کہ شیخ احمد نوربخش کے شاگرد تھے یہ محض من گھڑت فسانہ اور لغو کہانی ہے آپکے در دولت پر تو شیخ احمد نوربخش جیسے صدہا شاگرد حصول علم وعمل پڑے رہتے تھے جیسے کہ شیخ عبدالواحد بلخی وشیخ ابواحمد سمرقندی وغیرہ عارف کامل ومشاہیر صوفیہ آپکے علوم روحانیہ سے فیضیاب ہوتے تھے پس ہم نے دلائل اور تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت کردیا کہ نامی صاحب نے جس قدر واقعات وحالات مخدوم سید احمد توختہ کے متعلق لکھے وہ سرتاپا غلط اور بے بنیاد ہیں جنکو آج تک یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ بنی امیہ بنی ہاشم سے برسر پیکار رہے یا نہیں نامی صاحب اولاد رسول تو آج تک بنی اُمیہ کی جان کو رو رہے ہیں اور قیامت تک روتے رہیں گے اس سے زیادہ بنی اُمیہ بنی ہاشم سے کیا الجھیں گے، دوسری جگہ نامی صاحب بیبیاں پاکدامن کے بارے میں لکھتے ہیں عورتیں جن پر کسی غیور عرب نے حملہ نہیں کیا تو وہ کفرستان کا رُخ کرنے کے بجائے حجاز کا رُخ کرتیں. نامی صاحب آپ جن غیور عرب کی تعریف فرما رہے ہیں ان کا تجربہ آلِ رسولؐ کو ابتدا سے ہے کہ عرب کتنے غیور تھے ان بیبیوں کی جدہ حضرت فاطمہ زہرا پر دروازہ گرا کر اسقاط کرایا رسول کی اکلوتی بیٹی کے دروازہ پر آگ لگانے کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں ان کے بیٹے حسن مجتبیٰ کے جنازہ پر تیر برسائے گئے یہ تھے غیور عرب اس کے بعد رسول زادیوں کو کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک رسن بستہ کرکے یزید نے تشہیر کرایا اس لئے خاندان رسالت کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ حجازی شامی کوفی مسلمان ظالم اور سنگدل ہیں ممکن ہے کفار امان دیں اس بناء پر یہ بیبیاں پاکدامن وارد ہند ہوئیں رہ آخر میں یہ مسئلہ قابل حل ہے کہ مخدوم پیر سید احمد توختہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ چھٹی صدی ہجری میں وارد ہند ہوئے یا کہ اس سے قبل اور یہ چھ لڑکیاں بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور، بی بی حور، بی بی گوہر، بی بی شہباز آپکی صلبی بیٹیاں تھیں یا کہ کسی اور بزرگ کی یہ سب کی سب تارک الدنیا مجردہ (کنواری) تھیں یا کہ کوئی لڑکی شادی شدہ بھی تھی مخدوم پیر سید احمد توختہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے سوانح حیات کتاب قلمی نسب نامہ شرح اصلاب مرتبہ ۹۶۳ھ مخدوم سید مصطفےٰ اعلیٰ اللہ مقامہٗ حسینی الترمذی نانوتوی سابقہ صفحات ۳۰۶ تا ۳۱۰ پر لکھے جاچکے ہیں جس میں لکھا ہے کہ آپ ۲۷۳ھ میں وارد ہند ہوئے انکے علاوہ آپکی پانچویں پشت میں امیر الامرا سید احمد زاہد سیانوی سپہ سالار سلطان محمود غزنوی ۳۹۵ھ میں دس ہزار کا لشکر لے کر وارد ہند ہوئے کہ بعد مفتوحات لاہور، سرہند وغیرہ کے بعد مقام سیانہ سیدان ضلع کرنال سکونت پذیر ہوئے اور مخدوم سید احمد توختہ کی بارہویں پشت میں سید السادات امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی کے مقرب خاص وسپہ سالار تھے انکی ۷۳۰ھ میں راجہ چکوا خاندان جو راجہ پرتھوی کی نسل سے تھا، سے مقام قلعہ کھٹوٹ جنگ ہوئی اور بعد فتح اس قلعہ پر سالار غازی نے اسلامی پرچم لہرایا اس واقعہ کو غازی پور، نانوتہ وغیرہ کے مختلف مستند انساب کے علاوہ جو یکے بعد دیگرے نسلوں میں منتقل ہوتے رہے ایک کتاب مسعودی بزبان سنسکرت میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں لالہ بھگوتی پرشاد ساکن غازی پور نے کیا ہے اس میں تمام جنگ کے حالات جو ۷۳۰ھ میں ہوئی اور سید السادات امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی کا شیعہ امامیہ مذہب تحریر کیا ہے، اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ مخدوم پیر سید احمد توختہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ چھٹی ۶۰۰ صدی ہجری میں لاہور موجود تھے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ۶۰۰ھ تا ۷۳۰ھ ایک سو تیس ۱۳۰ سال میں بارہ پشتیں ہوئیں یعنی ایک پشت کا فاصلہ گیارہ سال کا

بنتا ہے مطلب اس کا یہ ہوا کہ گیارہ سال کے بچہ کے اولاد پیدا ہوئی اور وہ بھی متواتر بارہ پشتوں تک تو کیا معمولی سمجھ کا انسان یہ ماننے کے لئے تیار ہوگا کہ گیارہ سال کے بچہ کے اولاد پیدا ہو سکتی ہر گز نہیں قانون فطرت کے خلاف اور ناممکن، پس اس تصریح سے ثابت ہوا کہ مخدوم پیر سید احمد توختہ کا زمانہ تیسری صدی ہجری ہے نا کہ چھٹی صدی ہجری اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ چھ لڑکیاں آپکی تھیں یا کسی اور بزرگ کی تھیں اس ضمن میں مصنف تاریخ لاہور رائے بہادر کنھیا لال ایگزیکیٹو انجنیئر اپنی مرتبہ تاریخ صفحہ ۲۳۰ پر راقم ہیں یعنی لاہور کے مزارات و مقابر اہل اسلام سے مزار بیبیاں پاکدامن قدیم اور متبرک مشہور ہیں مگر یہ امر کسی طرح ثابت نہیں ہوا کہ یہ بیبیاں لاہور کب اور کس ملک سے آئیں، مصنف تاریخ لاہور کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ مزار بیبیاں پاکدامن قدیم اور متبرک ہیں اور نہ یہ ثابت کہ لاہور کب یعنی کس سن میں وارد ہوئیں اس لئے چھٹی صدی ہجری کا تعین صحیح نہیں اور واقعہ غارت و قتل لاہور ۶۱۴ھ مطابق ۱۲۱۷ء میں واقع ہوا تھا، تحقیقات چشتی میں مولوی نور احمد چشتی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے لاہور آکر ان بیبیوں کا ذکر سنا اور ارادت قلبی سے چار دیواری پختہ اور خانقاہ میں چند دالان تعمیر کرائے اور بزرگان لاہور صفحہ ۲۴۴ بحوالہ تحفۃ الواصلین مرقوم ہے کہ مخدوم علی گنج بخش ہجویری لاہور تشریف لائے اور لاہور سے باہر متوطن ہوئے تو ہر ہفتہ بیبیاں پاکدامن کے مزارات پر تشریف لاتے تو ہیبت دور بیٹھ کر متوجہ ہوتے اور بوجہ احترام نزدیک نہ جاتے اور جناب سید اسمٰعیل لقوی البخاری ۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۴ء میں سلطان محمود غزنوی کے عہد میں لاہور میں سکونت پذیر ہوئے (بزرگان لاہور صفحہ ۱۹۰) پس صورت مرقومہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری سے قبل کچھ بزرگ لاہور میں دفن ہو چکے تھے اور کچھ حین حیات تھے اس نے بیبیاں پاکدامن کے مزارات سلطان محمود غزنوی کے عہد سے قبل کے ہیں یعنی چھٹی صدی ہجری سے پہلے اگر مخدوم سید احمد توختہ کی آمد چھٹی صدی ہجری فرض کر لی جائے تو یہ بیبیاں پاکدامن آپکی لڑکیاں نہیں ہو سکتیں بقول غلام دستگیر صاحب اور دوسرے مورخ کہ جب سید احمد توختہ کیچ مکران پہنچے تو آپ نے اپنی لڑکی بی بی حاج کی شادی شہزادہ بہاؤالدین سے کر دی ان کے بطن سے سلطان حمیدالدین حاکم تولد ہوئے آپ تین سال کے تھے کہ آپکی والدہ بی بی حاج کا کیچ مکران میں انتقال ہو گیا اور دوسری لڑکی بی بی تاج کا عقد اپنے بھتیجے سید شاہ زید سے کر دیا اور مصنف تاریخ لاہور رائے بہادر کنھیا لال اور دوسرے مورخ لکھتے ہیں یہ چھ بیبیاں تارک دنیا مجردہ (کنواری) عابدہ زاہدہ تھیں یعنی شادی شدہ نہ تھیں ان کے مزارات لاہور تین احاطوں میں منقسم ہیں پہلے احاطہ میں کنیزوں کی قبریں ہیں اور دوسرے احاطہ میں بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور کی قبریں ہیں اور تیسرے احاطہ میں بی بی حور، بی بی گوہر، بی بی شہناز کی پختہ چونہ گچ قبریں ہیں یہ عبارت مصنف تاریخ لاہور نے اپنی ذاتی تحقیق اور مصنف حدیقۃ الاولیا و تذکرہ حاکیہ کے حوالہ سے لکھی ہے اس عبارت کے بالمقابل نامی صاحب کی یہ عبارت مذکور ہو چکی کہ بی بی حاج کی شادی شہزادہ بہاؤالدین سے کیچ مکران میں ہوئی اور صاحب اولاد ہو کر کیچ مکران میں وفات پا گئیں اور دوسری بی بی تاج کی شادی اپنے بھتیجہ سید شاہ زید سے مخدوم سید احمد توختہ سے کر دی، اب قابل غور بات یہ ہے کہ جب بی بی حاج کیچ مکران میں فوت ہوئیں اور وہیں دفن ہوئیں تو پھر لاہور کے مزارات پاکدامان لاہور میں آپ کی قبر کیسے بن گئی اور دوسری صاحبزادی کا یہ فسانہ کہ مخدوم سید احمد توختہ نے اپنے بھتیجہ سید شاہ زید سے عقد کر دیا تھا قطعی غلط بے بنیاد اور سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ مخدوم سید احمد توختہ کا کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا یہ اپنے باپ کے تنہا بیٹے تھے جیسا کہ ان کے نسب نامہ سے ظاہر ہو رہا ہے پس تمام دلائل اور واقعات صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ غلام دستگیر صاحب نامی نے جو حالات مخدوم سید احمد توختہ کے لکھے ہیں وہ ایک من گھڑت فسانہ کی حیثیت

رکھتے ہیں اور ان حالات کی اصلیت کچھ بھی نہیں اس لئے یہ لڑکیاں مخدوم سید احمد توختہ کی بہنیں تھیں، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مزار بیبیاں پاکدامن میں سید شہاب الدین بن سید میراں محمد شاہ موج دریا کی پوتیاں بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور مدفون ہیں اور تحقیقات چشتی صفحہ ۱۸۴ پر لکھا ہے کہ بی بی رقیہ معروف بہ بی بی حاج کا یہ ملکہ تھا کہ وہ ملکہ دوجہان یعنی ہر قسم کا علم رکھتی تھیں اس مصنف نے صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ پر راقم ہے کہ جب یہ بیبیاں لاہور پہنچیں تو بمجرد و برکت قدوم آل رسول کے ان ہندو راجاؤں کے آتش کدہ سرد ہو گئے اور بتوں میں فتور اور خلل برپا ہوا جناب رقیہ معروف بی بی حاج ہمشیرہ حضرت عباس علمدار تھیں باقی ہمشیرگان جناب مسلم تھیں حقیقتاً یہ مزارات بیبیاں پاکدامن اولاد رسول سے ہیں اور ان کا مذہب وہی تھا جو ہمیشہ سے محمد و آل محمد کا تھا یہ تمام پھول گلستان فاطمیہ بنی اُمیّہ و بنی عباس کے توڑے ہوئے سرزمین ہند و پاکستان میں پڑے ہوئے مہک رہے ہیں۔

ازواج و اولاد مخدوم سیّد احمد توختہ اعلی اللہ مقامہ

آپکی زوجہ اولیٰ رضیہ بانو دختر سید خصائص محمد المعروف سید خاص بن سید عزیز الدین بن سید معز الدین بن سید محمود اصغر نقوی الترمذی اولاد امام زادہ سید جعفر تواب بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بطن سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے (۱) سید محمد توختہ (۲) سید مرتضیٰ اور زوجہ ثانیہ آمنہ خاتون دختر نواب ابو یوسف ولد عبدالوہاب ترکمان جاگیردار و معتمد شاہی بخارا کے بطن سے ایک پسر (۳) سید محمد اسمٰعیل حاکم سمرقند فرزند اصغر مدفون ترمذ، مخدوم سید احمد توختہ کو اس فرزند اصغر سے انتہائی محبت تھی اور زیادہ تر آپ اسی فرزند کے پاس مقیم رہتے اس فرزند کی وفات کے بعد وارد ہند ہوئے، سید محمد اسماعیل کی زوجہ زبیدہ دختر سلطان داؤد ملقب نصر اول بن احمد سامانی فرمانروا دولت سامانیہ (ماوراء النہر) کے بطن سے دو پسر (۱) سید اطہر (۲) سید سالک یہ دونوں برادران بعد وفات پدر بزرگوار معہ والدہ کے اپنے نانا کے پاس رہنے لگے اور اپنے چچا سید محمد توختہ کی نگہداشت میں رہے اس کے بعد فرمانروایان دولت سامانیہ کے عہد میں ممتاز عہدوں پر فائز رہے انکی اولاد سمرقند، بلخ میں سادات حسینی در بلخ کے نام سے مشہور ہے۔

۱۲۔ سید محمد توختہ مقرب سلطانی

آپ سلطان اسمٰعیل بن احمد سامانی کے مقرب اور پدر بزرگوار کی طرح علم و فضل و زہد و تقدس میں ان کے حقیقی جانشین تھے حسب وصیت پدر بزرگوار جبکہ وہ ۲۷۳ھ میں روانہ ہند ہو رہے تھے) اپنے دونوں بھتیجوں سید اطہر و سالک کی سرپرستی کرتے رہے، حکمران وقت دولت سامانیہ و امرائے سلطنت کو آپ نے مشورے دے کر بلخ، ترمذ، بخارا، سمرقند میں ترویج علم کے لئے مزید درسگاہیں قائم کرا کر اباؤ اجداد کے علمی مشاغل کی بنیاد کو مستحکم بنایا جہاں شائقین علم دور دراز مقامات سے تحصیل علوم کے لئے آیا کرتے تھے، در علم پر علماء و صالحین کا مجمع رہتا اور یہی علمی مشغلہ روزانہ کا معمول تھا یہی وجہ تھی کہ سلاطین وقت (ماوراء النہر) اس خاندان کے افراد کو نہایت احترام و اعزاز کی نظر سے دیکھتے اور اکثر سلاطین و امرائے سلطنت نے اپنی لڑکیاں پیش کیں، آپ کی زوجہ کلثوم بانو بنت سید حسن کاظمی بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید جعفر بہ نسل امام زادہ سید حمزہ بن حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کے بطن سے تین فرزند متولد ہوئے۔

(۱) سید عمر الاعلیٰ ناظم سمرقند (۲) سید سعید الدین المعروف اجمل (۳) سید جعفر ان کے صلب سے دو پسر سید جہان محمد و قیام الدین۔

۱۳۔ سید عمر الاعلیٰ ناظم سمرقند آپ کی زوجہ ایرانی خاتون صفیہ بنت ابو صالح بن یحییٰ جرجانی رئیس و معتمد دولت سامانیہ تھی ان کے بطن سے یک پسر سید ابوبکر المعروف ابو علی و یک دختر زینب پیدا ہوئی دختر لاولد فوت ہوئی۔

۱۴۔ سید ابوبکر المعروف سید ابو علی آپ عالم و فاضل اور تبلیغ دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ نے آباؤ اجداد کے تبرکات اور خفیہ تحریرات جو سینہ بسینہ نسلوں میں محفوظ رہے ان خفیہ تحریرات و نسب نامہ کہنہ کی روشنی میں ایک مبسوط نسب نامہ لکھا جس میں بزرگوں کے تفصیلی حالات اور اولاد ذکور و اناث کی تشریح کی ہے آپ کی زوجہ رقیہ خاتون بنت سید محمد ناصر بلخ بن سید جعفر بن سید محمد بن سید علی زیدی بر نسل امام زادہ سید زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے یک پسر امیر الامراء سید حمزہ و یک دختر ام لیلیٰ پیدا ہوئی جو صغیر سنی میں فوت ہوگئی۔

۱۵۔ امیر الامراء سید حمزہ آپ سلطان نوح بن نصر اول سامانی کے امرائے سلطنت میں خاص مقام رکھتے تھے شجاعت اور رعب جلال کی وجہ سے عوام و خواص مسخر ہو جاتے تھے حاجت مندوں کا در دولت پر جمگھٹا رہتا تھا آپ کا دستر خوان بہت وسیع تھا صدہا افراد مسافر غرباء اور مہمان کھانا کھاتے تھے جب اسمٰعیل سامانی اور صفاریوں کا مقابلہ ہوا تو آپ نے اسمٰعیل سامانی کی ہر قسم کی مدد کی آپ کی زوجہ ریحان بانو معروف رقیہ بنت سید جعفر کاظمی بن سعد فیروز بن سید محمد بن سید اشرف بن سید محمد بن سید حسن اولاد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بطن چار فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سید سلیمان شہید حاکم بلخ (۲) قاضی سید محمد قاسم بخارا (۳) سید عباس (۴) امیر الامراء سید احمد زاہد نیانوی سپہ سالار جد سادات حسینی الترمذی ہند و پاکستان۔

۱۔ سید سلیمان شہید حاکم بلخ آپ منصور ثانی بن نوح ثانی اور اس کے فرزند سلطان عبدالملک ثانی بن منصور ثانی بن نوح ثانی کے عہد میں بلخ کے حاکم تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ سلاطین سامانیہ اس خاندان کے علم و فضل و شرافت و نجابت و وفاداری کی وجہ سے اس خاندان کے افراد کا اعزاز و اکرام کرتے تھے چنانچہ سلطان عبدالملک ثانی بن منصور ثانی بن نوح ثانی نے اپنی لڑکی ناصرہ کی شادی آپ سے کردی تھی اور بلخ کا حاکم مقرر کیا، یہ امر بعض درباریوں کو ناگوار تھا، یہاں یہ امر قابل اظہار ہے کہ سلاطین سامانیہ خاندان بخارا کے دربار میں امرائے سلطنت و اجزائے مملکت میں دو طبقوں کی اکثریت تھی ایک سادات عظام جو ہر عہد اور ہر فرمانروا کے وفادار اور مفید و مدبرانہ مشوروں سے حکومت کی بنیاد کو مستحکم بناتے رہے دوسرا طبقہ ترکی قبائل کا تھا اس ترکی قبائل میں ایک شخص ایلک خان نصر والئی ترکستان ان ترکی قبائل پر حکمران تھا جس کا دارالخلافہ کاشغر تھا یہ ترکی قبائل کاپین سے سرحد چین تک پھیلے ہوئے تھے ان ترکی قبائل میں سے بعض افراد حکمران وقت اور سادات سے در پردہ بغض و عناد رکھتے تھے ان میں ایک شخص عمر الدین سلطان عبدالملک ثانی مذکور کا معتمد تھا جو بادشاہ اور سادات کا مخالف تھا گو بظاہر ہمدردی کا دعویدار تھا اس کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے اپنے داماد سید سلیمان کو اپنے باپ کی پیروی میں بدستور بلخ کا حاکم رکھا عمر الدین اس عہدہ کا خواہش مند تھا لیکن بادشاہ نے اس کو اس عہدہ کے لئے مناسب نہیں سمجھا آخر اس منافقانہ مخالفت کا یہ نتیجہ نکلا کہ عمر الدین ایلک خان والئی ترکستان

سے ساز باز کر کے دولت سامانیہ پر اچانک حملہ کرا دیا، سلطان عبدالملک نے اسی عمرالدین کو لشکر دے کر ایلک خاں کے مقابلہ میں روانہ کر دیا، عمرالدین پہلے ہی سازش کر چکا تھا، نتیجہ میں عبدالملک کو شکست ہوئی جب بادشاہ کو عمرالدین کی غداری کا علم ہوا اور ملک کے کچھ حصص پر ایلک خانیوں کا قبضہ ہو گیا تو بادشاہ نے اپنے داماد سید سلیمان حاکم بلخ کو لشکر دے کر ایلک خاں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا سید سلیمان فوج لے کر بلخ کی سرحد پار جہاں دشمن کی فوجیں آگے بڑھ رہی تھیں صف آرا ہو گئے اور سید سلیمان نے نہایت بے جگری سے مقابلہ کیا اور قلب لشکر میں گھس کر تلوار کے جوہر دکھانے لگے طرفین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار سید سلیمان آخری وقت تک زخموں میں چور لڑتے لڑتے جاں بحق ہو گئے اور ایلک خان کا بخارا پر قبضہ ہو گیا آپ بلخ دفن کئے گئے آپ کی زوجہ ناصرہ دختر سلطان عبدالملک ثانی سامانی مذکور کے بطن سے یک پسر سید نصیرالدین پیدا ہوا جو اپنے چچا سید عباس کی زیر تربیت رہا (بحوالہ شرح اصلاب مذکور)

۲. قاضی سید محمد قاسم بخارا

یہ بھی سلطان منصور ثانی بن نوح ثانی سامانی کے عہد میں قاضی شہر بخارا تھے بعد انقراض دولت سامانیہ سلطان محمود غزنوی بلخ، بخارا پر قابض ہوا تو اس نے ملک داؤد کو حکومت شہر بخارا سپرد کی تو قاضی سید محمد قاسم کو بدستور عہدہ قضا پر فائز رکھا ایک شخص رکن الدین ترکی قابل کا فرد ملک داؤد کے مقربان سے تھا، یہ عمرالدین کا خاندانی فرد اور بدطینت تھا اور کہنہ خاندانی بغض و عناد سینہ میں چھپائے ہوئے تھا ایک دن موقعہ پا کر ایک تقریب میں مدعو کیا اور کھانے میں زہر دے دیا آپ کھاتے ہی بیہوش ہو گئے اور اسی حالت میں وفات پائی جب آپ کے برادر امیر الامرا سید احمد زاہد سیانوی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے سلطان محمود غزنوی کو یہ واقعہ سنایا اور دادرسی چاہی چونکہ امیر الامرا سید احمد زاہد سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی اور مقربان میں سے تھے، محمود غزنوی نے ملک داؤد حاکم بخارا اور رکن الدین کو طلب کیا ملک داؤد نے کہا کہ رکن الدین مفرور ہو گیا ہے سلطان محمود غزنوی نے عدول حکمی کی بنا پر ملک داؤد کو اس کے عہدہ سے معزول کر کے گرفتاری کا حکم دیا بالآخر ملک داؤد اور رکن الدین دربار سلطانی میں حاضر ہوئے بادشاہ نے ان دونوں کو سید احمد زاہد کے سپرد کر دیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو آپ خود سزا دیں، بہر کیف ملک داؤد و رکن الدین نے آپ سے امان چاہی اور محمد و آل محمد کا واسطہ دیا کہ ہمارا قصور معاف فرمائیں اور قدموں پر گر پڑے آپ نے دست شفقت پھیرا اور قاتلوں کو اپنے جد کے اتباع میں امان دے دی اور سابقہ عہدہ پر بحال کرنے کی سفارش کی سلطان محمود غزنوی آپ کے فیصلہ اور دریا دلی سے حیران رہ گیا اور پہلے سے زیادہ مانوس ہو گیا اس کے بعد قاضی سید محمد قاسم کے فرزند سید محمد ہاشم کو شہر بخارا کے عہدہ قضا پر مامور کیا ان کی اولاد سمرقند و بلخ میں سادات حسینی در بلخ کے نام سے مشہور ہے (شرح اصلاب مذکور)

۱۶. امیر الامرا سیادت پناہ سید احمد زاہد سیانوی رئیس ترمذ سپہ سالار کے سوانح حیات

آپ شکل و صورت میں وجیہ خوبصورت قد آور قوی ہیکل شجاع اور فنون سپہ گری میں شہرۂ آفاق تھے علم و فضل شجاعت و سخاوت کے ماحول میں پرورش و تربیت پائی بلخ، بخارا، ترمذ، سمرقند (ماوراء النہر)، وہ علم و فضل کے مرکز تھے جہاں دور دراز مقامات سے شائقین علم تحصیل علوم کے لئے آیا کرتے تھے آپ حکمران وقت کے امرائے سلطنت میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، جس زمانہ میں ناصرالدین

ملقب سبکتگین فرمانروایان سامانیہ کی طرف سے گورنر خراسان تھا گو بظاہر شاہان سامانیہ کی بزرگی کا احترام کرتا تھا لیکن وہ اپنی کارروائی میں آزاد تھا جب کبھی سبکتگین ترمذ یا بخارا آتا تھا اور امرائے سلطنت سے ملاقات کرتا تھا تو ان سب میں سید احمد زاہد کے رعب و جلال و گفت و شنید سے متاثر ہوتا، یہاں تک گرویدہ ہوا کہ اپنی دختر غزالہ معروف خولہ کی شادی آپ سے کر دی، ناصر الدین المعروف سبکتگین شاہ فارس یزدجرد کی اولاد سے تھا جس کا نسب نامہ یہ ہے ناصر الدین المعروف سبکتگین بن جوقان بن قرالحکم بن قزل ارسلان بن قراناماں بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز بہ نسل نوشیرواں بادشاہ، ادھر سبکتگین کا خسر الپتگین سلطان عبد الملک بن نوح سامانی کی افواج کا سپہ سالار تھا اور الپتگین کا باپ غزنی کا گورنر تھا باپ کی وفات کے بعد الپتگین غزنوی کا حاکم بن گیا اور اپنی حکمت عملی سے غزنوی کا خود مختار حکمران ہو گیا بعدہٗ اس کا بیٹا اسحاق غزنوی حکومت کو ترقی دینے میں ناکامیاب رہا آخر اسحاق کی وفات کے بعد سبکتگین ۳۶۱ھ میں غزنوی کے تخت و تاج کا مالک بن گیا اس نے حکومت غزنوی کو تقویت دینے کے لئے اولاً خراسان فتح کیا دوسری طرف راجہ جیپال کی شرارتوں کی بنا پر پنجاب پر حملہ کرکے راجہ جیپال والئی پنجاب کو شکست دی، راجہ جیپال نے دوبارہ شکست خوردہ فوج جمع کی جس میں بڑے بڑے ہندو راجے کمک کے لئے آئے اس دفعہ راجہ جیپال نے کفر و اسلام کا نعرہ دے کر سبکتگین پر حملہ کیا، سبکتگین نے اپنے داماد سید احمد زاہد بیانوی کو سپہ سالار مقرر کرکے ۳۶۷ھ میں راجہ مذکور کے مقابلے کے لئے صف آرا ہو گیا اور خونریز جنگ ہوئی سید احمد زاہد نے اس معرکہ میں دلیری کے وہ جوہر دکھائے کہ سبکتگین دنگ رہ گیا انجام کار سبکتگین کی فتح ہوئی اور بعض حصص بلاد ہند فتح ہوئے پشاور علاقہ کا الحاق ہوا مفتوح علاقہ میں جا بجا مسجدیں بنوائیں، سبکتگین نے اپنے بیٹوں اسمٰعیل و محمود کو وصیت کی کہ تم ہمیشہ سید احمد زاہد کو اپنا داہنا بازو سمجھنا اور ہمیشہ ان کا اور ان کے خاندان کا احترام کرنا اور سلطنت کا جزو سمجھنا،

آپ کا ہند آنے کا سبب

سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود غزنوی اپنے بھائی اسمٰعیل کو معزول کرکے ۳۸۸ھ میں تخت و تاج غزنوی کا مالک ہوا، باپ کی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور ذاتی صفات کی بناء پر امیر الامرا سید احمد زاہد ترمذی کو سپہ سالاری کے عہدہ پر مامور کیا اور امرائے سلطنت کی صف اول میں جگہ دی اور آپ کے بھائی سید عباس کو فوجی افسر مقرر کیا اس نے اپنے دربار اور ارکین سلطنت و امرائے سلطنت میں نہایت جہاندیدہ تجربہ کار شجاع اور عالم و فاضل ہر علوم کے جاننے والے وفادار افراد جمع کئے اس نے باپ کی زندگی میں عہد کیا تھا کہ وہ سلطنت کی مہمات سے فارغ ہو کر ہر سال یا تیسرے سال حسب موقعہ ہندوستان پر حملہ کرتا رہے گا کیونکہ ہند کے اہل ہنود مسلمانوں سے فطرتاً نفرت کرتے تھے ان کے عقیدہ کے مطابق مسلمانوں کا قدم ملک ہند میں رکھنا نجاست کے مثل ہے اس لئے وہ اہل ہنود کا دشمن تھا، بلخ بخارا وغیرہ پر قبضہ کرنے کے بعد ہند پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں ملکی فتوحات میں کارنمایاں انجام دے کر سلطنت غزنوی کو وسعت دی اس عرصہ میں راجہ جیپال والئی پنجاب سبکتگین سے شکست کھانے کے جنگی تیاریوں میں مصروف رہا اور سرحد غزنوی کی طرف پیشقدمی شروع کی، راجہ مذکور کی حکومت اس وقت لمغان سے لے کر سرہند تک اور کشمیر سے لے کر ملتان تک تھی، سلطان محمود غزنوی نے امیر الامرا سید احمد زاہد کو مقابلہ کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ ہم خدا کی ذات پر یقین محکم رکھتے ہیں کہ ہندوستان پر جگہ جگہ اسلامی پرچم لہرائے گا اس لئے آپ اور دوسرے شجاعان سردار میرا ہاتھ

بتائیں اس کے بعد اپنے فوجی سرداروں کے سامنے ایک جوشیلی تقریر کی اور فوج کی روانگی کے لئے سرداران لشکر کو حکم دیا اور امیرالامرا سید احمد زاہد کے ایما سے یہ بھی طے پایا کہ آپ مستقل پنجاب یا مضافات پنجاب میں سکونت اختیار کریں اور سب منشا اپنے ہمراہ لشکر جرار رکھیں تاکہ ہند میں اسلامی حکومت کا آغاز ہو سکے ہم بھی یہاں سے گاہ بگاہ حملے کرتے رہیں گے اس پروگرام کو ٹھوس عملی جامہ پہنانے کے لئے کرکانی وافغانی جنگجو بہادر لشکر امیرالامرا سید احمد زاہد کے ماتحت روانہ کیا خود بھی بہادران ٹدر سرداروں کے ماتحت ایک لشکر جرار لے کر راجہ جیپال والئی پنجاب کے مقابل صف آرا ہو گیا ادھر سید احمد زاہد معہ اپنے تمام خاندان کے ترقدے معہ لشکر کثیر کے روانہ ہوئے، طرفین میں قلعہ پہندہ پر جنگ ہوئی سلطان محمود غزنوی فتحیاب ہوا اور پشاور سے قلعہ پہندہ کو فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کیا، راجہ جیپال اس صدمہ سے چتا میں جل کر مر گیا اور اس کا جانشین راجہ انند پال یا اننگ پال ہوا اور سلطان محمود غزنوی کا باجگذار ہوا، امیرالامرا سید احمد زاہد بعد فتح قلعہ پہندہ ۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۴ء میں معہ دس ہزار لشکر اور اہل خاندان لاہور میں مقیم ہوئے اس وقت لاہور میں مسلمانوں کے کئی اہم اور متبرک مزارات موجود تھے اور کئی بزرگ خلق کثیر کی ہدایت کے لئے حین حیات بھی تھے جیسے سید اسمٰعیل بخاری لاہور میں سکونت پذیر تھے آپ نے اپنے جدِ مخدوم سید احمد توختہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور سید اسمٰعیل بخاری سے تبادلۂ خیالات کئے، کچھ عرصہ قیام کے بعد سرہند اور اس کے مضافات کے ہندو جاٹ راجپوت بھٹی صاحب اقتدار لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا آپ اور آپ کے فرزند سید شاہ زید ان لوگوں کی سرکوبی میں مصروف ہو گئے ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا میدان وسیع ہوتا گیا یہاں تک سیانہ بر ہمن بھی ان لڑائیوں کی لپیٹ میں آ گیا ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ راجہ انند پال یا اننگ پال نے سلطان محمود غزنوی کو خراج دینا بند کر دیا اور مہاراجگان گوالیار، اجمیر، دہلی، کالنجر وغیرہ کی شہہ پر سلطان محمود غزنوی کے مقابل جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا اور ان تمام راجگان کی فوجیں جوق در جوق آنی شروع ہو گئیں اور مقام کہکر اور اس کے آس پاس کے ہندو زن و مرد نے ہر قسم کی مدد پہنچائی ادھر سید احمد زاہد نے ان کارروائیوں کی اطلاع پہلے ہی سلطان محمود غزنوی کو پہنچا دی تھی، محمود غزنوی فوراً تیس ہزار لشکر جرار لے کر پشاور پہنچا طرفین میں کفر و اسلام کے نعرے بلند ہو رہے تھے راجہ انند پال ہاتھی پر سوار کفاروں کا دل بڑھا رہا تھا، مسلمان جوش اسلام کے نام پر جان دینے پر تلے ہوئے تھے نعرۂ تکبیر اور نعرۂ حیدری سے میدان جنگ گونج رہا تھا، غرض فریقین میں گھمسان کی لڑائی چھڑ گئی، طرفین کے سپاہیوں کے خون سے میدان جنگ رنگین ہو گیا، بیشمار لاشے پڑے ہوئے تھے، اسلامی لشکر کے جانباز سردار خود لشکر کفار میں گھس کر کفار کے سر قلم کر رہے سید احمد زاہد اور ان کے برادر سید عباس قلب لشکر میں داخل ہو کر دستے فوج کے چیرتے ہوئے انند پال راجہ کے ہاتھی کو گھیرے میں لینے کی جد و جہد کر رہے تھے صدہا اہل ہنود کو واصل جہنم کیا آخر لشکر کفار میں بھگدڑ مچ گئی دس ہزار سے زائد کفار تہ تیغ ہوئے مسلمانوں کا بھی کافی جانی و مالی نقصان ہوا اور سلطان محمود فتحیاب ہوا بہت سے ہاتھی اسلحہ بے شمار مال دولت سلطان محمود کے ہاتھ لگا بعد فتحیابی بادشاہ نے سرداران لشکر کو درجہ بدرجہ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا آپ کو خاص طور پر ایک فرمان بطور فتحنامہ لکھ کر دیا جس میں خاندانی تقدس اور آپ کی شجاعت و وفاداری کا ذکر کیا یہ فرمان نسل در نسل محفوظ رہا سلطان محمود غزنوی کی طرف واپس ہو گیا اور آپ سرہند کے ہندو جاٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے، کیتھل تھانیسر پہنچے وہاں کے سرکشوں کو سرنگوں کرتے ہوئے، سیانہ قیام فرمایا یہاں کے جاٹ راجپوتوں نے سر توڑ کوشش کی کہ آپ یہاں قیام نہ کریں اور ۴۰۶ھ میں شرپسند عناصر نے آپ پر حملہ کر دیا لیکن آپ نے کفار کا ڈٹ

کر مقابلہ کیا اور ان کو مطیع کر لیا آپ کی زوجہ غزالہ المعروف خولہ دختر سبکتگین مذکور کے بطن سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) سید زید شہید المعروف سید شاہ زید سالار لشکر (۲) سید حامد جد سادات انبالہ شہر و نبوڑ و سید کھیڑی (پٹیالہ) وغیرہ (۳) سید حسین بزرگ جد سادات پونڈری و کوٹانہ وغیرہ (بحوالہ کتاب قلمی شرح اصلاب مذکورہ)

سیانہ سیداں یہ بستی کیتھل ضلع کرنال سے تقریباً پندرہ میل اور موضع گولا سے تقریباً بارہ میل ہے امیر الامراء سید احمد زاہد سیانوی حسینی الترمذی کی اولاد قصبہ ساڈھورہ و نبوڑ انبالہ وغیرہ و قصبہ نانوتہ و چلکانہ و زین پور وغیرہ اور ضلع غازی پور و جونپور وغیرہ میں آباد ہیں۔

۱۷۔ (۱) سید زید شہید المعروف سید شاہ زید سالار لشکر لاہور کی بدامنی اور ہندو راجاؤں کے حملوں کی وجہ سے پنجاب کا الحاق ناگزیر ہو گیا تو سلطان محمود غزنوی نے پنجاب کو اپنی سلطنت کا باقاعدہ جزو قرار دے دیا اور اپنے حاکم مقرر کئے لاہور شہر کے متصل محمود پور[1] نام ایک قلعہ اینٹوں کا تعمیر کرایا اس میں فوج کی چھاؤنی اور اس کے حکام رہتے تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے جانشین سلطان مسعود ناصر الدین نے اپنے فرزند مدود شہاب الدولہ کو لاہور کا حاکم مقرر کیا اور اپنے باپ کے غلام شیخ ایاز کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور اسے ہدایت کی کہ سید شاہ زید بن سید احمد زاہد کو اپنا مددگار بنائے چنانچہ سرہند کی شرقی و جنوبی سرحدوں پر جب ہندو راجے حملے کر رہے تھے تو ان کی سرکوبی کے لئے سید شاہ زید کو سالار لشکر بنایا تو انہوں نے اپنی جوانمردی سے اس بغاوت کا خاتمہ کیا اس کا۔ دوسرا جانشین فرخ زاد جمال الدولہ تخت نشین ہوا تو ہندو راجاؤں اور عوام نے مکرر دو طرفہ محاذ قائم کیا ایک طرف سیانہ پر حملہ کیا دوسری طرف سرہند سے چھ میل مقام بالو پور پر فوج جمع کی، سید شاہ زید اور ان کے چچا نے دونوں محاذوں کا دفاع کیا سیانہ پر دوبارہ قبضہ کیا اور سرہند کے قریب بالو پور طا زمین میں خونریز جنگ ہوئی بالآخر اسلام کی فتح ہوئی لیکن اس معرکہ میں سید شاہ زید شہید ہوئے آپ کا دو طرفہ محاذوں پر لڑنا آپ کی شجاعت کا عظیم کارنامہ ہے آپکی شجاعت اور جوانمردی کے کارنامے لاہور، مضافات سرہند و سیانہ سیداں وغیرہ مشہور ہیں اور صاحب اذکار قلندری نے بھی آپ کی کرامت اور شجاعت کے کارنامے لکھے ہیں آپ کا جنازہ نہایت تزک و احترام کے ساتھ سیانہ پہنچایا گیا سیانہ میں دفن ہوئے آپ کے مزار کے نام معافی جائیداد منجانب شاہان اسلام لبغرض اخراجات

---

[1] محمود پور کے قلعہ میں ایک ٹکسال بھی تھی جس کی تصدیق سید محمد لطیف نے تاریخ لاہور بزبان انگریزی مسلمان بادشاہوں کے سکوں کی عبارت نقل کی ہیں وہ سلطان محمود کے ایک سکہ کی عبارت کتاب ہذا میں درج ہے جو ۴۱۹ھ میں مقام محمود پور مضروب ہوا (تاریخ لاہور انگریزی جلد ۱۹۷) اور محمود پور قلعہ کا نام منڈھوکور علامہ ابو ریحان البیرونی نے کتاب الہند، میں لکھا ہے جو غزنوی دور کے مشہور محقق اور عربی فارسی کے فاضل تھے وہ لاہور کا ذکر بطور ایک صوبہ کے کرتے ہیں جس کا پایہ تخت قلعہ منڈھوکور (محمود پور) تھا ممکن ہے پہلے اس قلعہ کا نام منڈھوکور ہو بعد میں اس نام (محمود پور) سے منسوب ہوا ہو۔

(مؤلف)

مزار رہی ہے۔

ازواج و اولاد زوجہ اولی سیدہ خدیجہ بنت سید بہاؤالدین بن سید عبدالغنی بن سید محمد قاسم بن سید محمد یعقوب کاظمی بہ نسل امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کے بطن سے یک پسر سید شاہ سلیمان کفر شکن اور زوجہ ثانیہ رحمٰن بی بی دختر ملک احمد خان بن ملک جاقان بن ملک یحییٰ درباری سلطان مسعود ناصرالدین کے بطن سے پانچ پسر سید موسےٰ، سید علی و سید شاہ میر و سید ابوبکر و سید شہاب الدین (شرح اصلاب۔ مذکور)

۱۸۔ امیر سید شاہ سلیمان کفر شکن جب ابراہیم ظہیر الدولہ سلطان محمود غزنوی کا جانشین ۴۵۱ھ میں تخت و تاراج کا مالک ہوا تو اس نے سلطنت کو وسعت دینے اور تقویت پہنچانے کی امکانی کوشش کی جس وقت ہندو راجاؤں نے اپنے سابقہ اصولوں کے تحت علم بغاوت بلند کیا اور اسلامی حکومت کی سرحدوں پر جھڑپیں شروع ہونے لگیں تو ابراہیم ظہیرالدولہ نے اپنے خاندان کے وفادار ترکانی و افغانی فوج کو سید شاہ سلیمان کی سرکردگی میں دے کر ہندو راجاؤں کی بغاوت کو ختم کرا کر قلعہ اجودہن (پٹن) کا رُخ کیا کفار کی فوجیں قلعہ کی حفاظت کے لئے پہلے ہی سے موجود تھیں بادشاہ بھی خود فوج لیکر پہنچا اسلامی لشکر کے پہنچتے ہی لشکر کفار نے حملہ کر دیا گھمسان کا رن پڑا اسلامی لشکر فتحیاب ہوا قلعہ مذکور پر اسلامی پرچم لہرایا اس کے بعد قلعہ روپال کو بھی کیا ان فتوحات کے بعد بادشاہ نے اپنے حاکم مقرر کئے ان کارناموں کے صلہ میں بادشاہ آپ کو کفر شکن کا خطاب اور سرہند کا مقطع[1] (حاکم) مقرر کیا ان سے قبل جالندھر کا مقطع مسعود سعد سلمان مشہور شاعر تھا آپ کی زوجہ صفیہ خاتون دختر سید عبدالوہاب بن شرف الدین بن ظہیر الدین سمنانی بن سید حسین بزرگ مذکور حسینی الترمذی کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید حسن کہکن (۲) سید عثمان اولادش در سیانہ، ساڈھورہ و چلکانہ وغیرہ۔

۱۹۔ سید حسن کہکن جب شہاب الدین غوری نے سلطان محمود غزنوی کے جانشین کو لاہور میں شکست دے دی تو اس کا غزنوی حکومت پر قبضہ ہو گیا تو اس نے غزنوی دور کے امراء و اراکین سلطنت کے افراد کا جائزہ لیا بعدہٗ حسب پسند عہدہ دار منتخب کئے ان منتخب شدہ عہدہ داروں میں سید حسن کا بھی انتخاب کیا قلعہ سرہند کے قبضہ کے بعد قلعہ ہانسی کا رُخ کیا ایک بزرگ سید کمال الدین زیدی صاحب کشف کرامات کیتھلی کے صاحبزادہ سید ابراہیم کو علم لشکر دے کر قلعہ ہانسی کیطرف کوچ کیا سید ابراہیم بن سید کمال الدین زیدی کی نیابت میں سید حسن کو بھی سپاہ دیکر بھیجا، قلعہ ہانسی پر خونریز لڑائی ہوئی سید ابراہیم شہید ہو گئے لیکن سید حسن کے تدبر سے اسلامی لشکر ڈٹا رہا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اسلام کی فتح ہوئی قلعہ ہانسی پر اسلامی پرچم لہرایا، سندھ، ملتان، ہانسی، تھانیسر وغیرہ کی فتحیابی کے بعد

---

[1] مقطع، (حاکم)، غزنوی حکمرانوں کے دور میں پنجاب کی سرحد سرہند و ہانسی تک تھی پنجاب کو مختلف اقطاع میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر اقطاع کا حاکم مقطع کہلاتا تھا جالندھر، ملتان، جہلم وغیرہ مختلف اقطاع پنجاب میں شامل تھے دار الحکومت میں دو حاکم رہتے تھے ایک سپہ سالار اور دوسرا قاضی کہلاتا تھا سپہ سالار کے فرائض میں غیر ملک کو فتح کرنا اور اپنے ملک کو حملہ آوروں سے بچانا قاضی تمام مالی امور اندرونی معاملات اور محکمہ عدالت کا بھی ذمہ دار تھا (تاریخ مسعودی مؤلف)

ہندوستان اسلامی حکومت کا مرکز قرار پایا اور یہ محمد غوری کی بہادری اور دانشمندی کا نتیجہ تھا آپ کو بادشاہ نے ہانسی کا حاکم مقرر کیا،
آپ کی زوجہ ام سلمٰے دختر سید قطب الدین زیدی الترمذی مدفون کیتھل بن سید کمال الدین ترمذی بن سید عثمان بن سید
ابوبکر علی بن سید عبداللہ بن سید محمد طاہر بن سید ابوطاہر بن سید عبداللہ بن سید علی زید بن سید حسن ظفر بن سید احمد محدث بن سید عمر الاعلیٰ بن سید
یحییٰ محدث بن سید حسین ذوالدمعہ بن امام زادہ سید زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے دو پسر (۱) سید عبدالحمید (۲) سید عبدالوہاب
شہید سالار لشکر یہ تھانیسر کی جنگ ۵۸۸ھ میں مہاراجہ پرتھوی کو گھیرے میں لیتے وقت زخموں میں چور ہو کر گھوڑے سے گر کر جان بحق ہو گئے
(بحوالہ کتاب شرح اصلاب قلمی شجرہ نسب مذکور)

۲۰۔ (۱) سید عبدالحمید نساب

محمد غوری کے انتقال کے بعد اس کے ایک ترکی غلام قطب الدین ایبک نے اپنی شاہی کا اعلان
کیا اس کے چار پانچ سال بعد اس کے جانشین التمش نے سلطنت ہند کو وسعت دی قطب
الدین ایبک کے عہد میں سید عبدالحمید کا ممتاز درباریوں میں شمار ہوتا تھا کیونکہ قطب الدین ایبک کے زمانہ میں لاہور کی کافی آبادی زیور علم سے
مزین تھی، آپ عالم و فاضل اور محققین میں سے تھے آپ کے احباب میں سید مبارک شاہ و شیخ یعقوب زنجانی اور شیخ عبدالعزیز مکی
جیسے علماء فضلا تھے خاص کر علم نسب میں ماہر تھے آپ نے ایک محققانہ نسب نامہ بزرگوں کی مختلف پوشیدہ تحریرات کے حوالہ سے لکھا
ہے یہی وجہ تھی کہ سید مبارک شاہ جو آپ کے احبابوں اور ہمعصروں میں سے تھے ایک کتاب شجرۃ الانساب یا بحر الانساب دس بارہ سال کی متواتر
محنت اور صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تالیف کی یہ کتاب سید مبارک شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت میں پیش کی بادشاہ
یہ کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اس کتاب کا ایک نسخہ شاہی قطب خانہ کے لئے تیار کیا جائے اور مؤلف کو انعام واکرام سے
مالا مال کیا جائے چنانچہ حسب الحکم سید مبارک شاہ اور آپ نے یہ کتاب کا نسخہ تیار کر کے شاہی دربار میں پیش کیا بادشاہ نے دونوں حضرات
کو کافی انعام واکرام و خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا ان کی زوجہ بی بی جنت دختر سید عبدالرحیم بن سید محمود بن سید صدف علی المعروف موندھا بن
سید شرف الدین بن سید ظہیر الدین سمنانی بن سید حسین بزرگ بن امیر الامرا سید احمد زاہد بیانوی سپہ سالار کے بطن سے ایک پسر اور ان سید عبدالوحید

۲۱۔ سید عبدالوحید

کی زوجہ سیدہ المنبی دختر سید تاج الدین بن سید عزیز الدین بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفر شکن مذکور کے
بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید جلال الدین (۲) سید نظام الدین (۳) سید نجم الدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید
حسن (۲) سید حسین و دختر سیدہ رقیہ بی بی زوجہ امیر سید مسعود ملک السادات، سالار غازی بن سید جلال الدین مذکور۔ (۲) سید نظام الدین کے صلب

لہ قطب الدین ایبک کے عہد میں ہی کیا منحصر ہے بلکہ لاہور غزنوی دور میں بھی علماء، فضلاء اور ہر علم و فن کے جاننے والوں کا مسکن بن چکا
تھا۔ یہاں کے اعلیٰ حکام کے درباروں میں ہر علم و فن کے ماہرین کا مجمع رہتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کے زمانہ میں بہت
سے مسلمان بیرونی ممالک سے بسلسلہ ملازمت و تجارت اور تبلیغ اسلام کی اشاعت وغیرہ مقاصد کے لئے لاہور میں آباد ہو گئے مقامی باشندے
بھی مسلمان ہونے لگے مثلاً سید اسمٰعیل محدث و مفسر و فخر الدین حسین زنجانی و علی ہجویری و شیخ حسام الدین وغیرہ (مؤلف)

سے یک دختر خدیجہ بعد وفات رقیہ بی بی امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی سے منسوب ہوئی (شرح اصلاب مذکور)

۲۲. (۱) امیر سید جلال الدین

آپ کو بچپن ہی سے شمشیر زنی اور فنون سپہ گری کا شوق تھا کیتھل اور مضافات کیتھل کے سرکردہ اہل ہنود سے مقابلہ رہا اور جہاں کہیں بھی یہ معلوم ہو جاتا کہ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت ہو رہی ہے وہیں جاکر مقابلہ کرتے تھے تھانیسر تک کے ہنود ان سے مرعوب ہونے لگے، سلطان غیاث الدین بلبن کو جب آپ کی بہادری کا علم ہوا تو فوراً اس نے آپ کو طغرل خاں حاکم بنگال باغی کی سرکوبی کے لئے فوج دے کر روانہ کیا آپ نے نہایت جوانمردی اور بہادری سے حاکم بنگال باغی کو مغلوب کیا، اس کے بعد سلطان محمد شاہ عادل علاؤالدین نے ۶۹۷ھ میں اپنا مقرب مقرر کیا ۷۰۳ھ میں قلعہ چتوڑ گڑھ جو میواڑ کا پایہ تخت تھا اسکی مہم پر آپ کو دوسرے بہادر سرداران فوج دے کر روانہ کیا اس معرکہ میں آپ کے فرزند امیر سید مسعود بھی تھے بیرون قلعہ کئی لڑائیاں ہوئیں طرفین کا جانی و مالی بہت نقصان ہوا، بعدہٗ بادشاہ خود فوج کثیر لیکر قلعہ چتوڑ گڑھ کیطرف روانہ ہوا گھمسان کی جنگ ہوئی آخر قلعہ چتوڑ گڑھ کو فتح کر کے اسلامی پرچم لہرایا، اس جنگ میں باپ بیٹے نے جس دلیری و بہادری کا مظاہرہ کیا بادشاہ بہت متاثر ہوا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا آپ کی زوجہ کنیز فاطمہ دختر سید ابوالقاسم بن سید شریف الدین بن سید سراج الدین بن سید تاج الدین بن سید علیم الدین بن سید کمال الدین زیدی الترمذی کیتھل مذکور کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے (۱) امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی (۲) سید محمود ان کے صلب سے یک دختر سکینہ زوجہ امیر سید ضیاء الدین بن امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی (شرح اصلاب)

۲۳. (۱) امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی

آپ نہایت قوی ہیکل قد آور اور نہایت خوبصورت تھے آغاز شباب سے پدر بزرگوار کے دوست راست کیطرح ہمراہ رہتے تھے معرکہ چتوڑ گڑھ کی فتحیابی کے بعد شاہان اسلام قدر و منزلت کی نظر سے دیکھ کر اپنا خاص وفادار اور حکومت وقت کا مددگار جانتے تھے جب ۷۲۵ھ میں سلطان محمد ثانی بن تغلق تخت نشین ہوا تو اس نے آپ کو اپنا مقرب خاص اور سپہ سالار مقرر کیا، کچھ عرصہ کے بعد اپنے چچازاد بھائی فیروز شاہ کو نائب السلطنت مقرر کر کے تسخیر دکن کیلئے دکن روانہ ہو گیا، وہاں دیوگڈھی کا نام دولت آباد رکھ کر اپنا دارالسلطنت بنایا، بادشاہ نے دہلی کے پایۂ تخت کو چھوڑ کر جو غلطی کی اس کے نتیجہ میں صوبہ جات کے حکمران بغاوت پر آمادہ ہو گئے، سلطنت میں بدامنی کا آغاز شروع ہو گیا، چنانچہ راجہ چکوا ماندھاتا ثانی جس کا پایہ تخت کھتوٹ (کھتوٹ) تھا بادشاہ کا باغی ہو گیا یہ مقام کھتوٹ غازی پور (یوپی) کے جانب مشرق بفاصلہ چار کوس واقع تھا اس وقت غازی پور کا سابق نام گادہ پوری تھا جو متعلقہ صوبہ بنارس تھا یہ مقام بنارس سے تقریباً بائیس کوس جانب مشرق تھا اور راجہ گادہ کی راجدھانی مشہور تھی، مدت ہائے دراز کے بعد اس راجہ کا جانشین راجہ چکوا ماندھاتا ثانی مذکور حکمران بن گیا، غازی پور، بلیا وغیرہ اضلاع اس کے قبضہ و تصرف میں تھے راجہ بعارضہ جذام مبتلا تھا، مایوس ہو کر ٹھاکر دوارہ مرنے کی غرض سے جارہا تھا شاہراہ اس طرف تھی مقام کھتوٹ پہنچا یہ جگہ ماسوائے ایک تالاب کے غیر آباد تھی صراحی بردار نے تالاب سے پانی لیا راجہ کے ہاتھ پاؤں دھلوائے، فوراً آثار صحت نمایاں ہوئے راجہ آثار صحت دیکھ کر تالاب میں کود پڑا، غسل کے بعد دیکھا کہ تمام عارضہ جذام رفع ہو گیا تب اُس نے اس مقام کھتوٹ کو آباد کر کے محلات تعمیرات کرائے اور راجدھانی اس جگہ قائم کر کے حکمرانی کرنے لگا

یہ راجہ نہایت ظالم اور خونخوار انسان تھا بالخصوص مسلمانوں کا جانی دشمن تھا اس نے گرد و نواح کے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جو بھی مسلمان تنہا مل جاتا قتل کرادیتا تھا، ایک دن شکار میں مصروف تھا کہ ایک مسلمان پیرزن معہ اپنی لڑکی کے کسی گاؤں میں جارہی تھی مسلمان عورتیں دیکھ کر ضعیفہ کو زد و کوب کیا اور لڑکی کو جبراً چھین لیا، عورتیں بہت گڑگڑائیں لیکن اس نے ضعیفہ کو قتل کی دھمکی دی، پیرزن نے یہ واقعہ اپنے وارثان کو سنایا یہ لوگ کسی نہ کسی طرح طویل مسافت طے کرکے دہلی پہنچے اور فیروز شاہ کو راجہ کے مظالم کی داستانیں سنائیں، فیروز شاہ نے سید مسعود اور دوسرے درباریوں سے مشورہ کرکے سید مسعود کو فوج دے کر راجہ مذکور کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، سید مسعود معہ اپنے بیٹوں اور فوج کے کھٹوٹ پہنچے، اسلامی لشکر دیکھ کر راجہ اپنا لشکر لے کر مقابل ہوا۔ اولاً سید مسعود نے راجہ کو نصیحت کی لیکن اس نے گستاخانہ جواب دیئے بالآخر سید مسعود بمعہ اپنے بیٹوں کے لشکر کفار میں گھس کر کفار کا صفایا کرنے لگے ادھر لشکر اسلام نہایت جوانمردی سے لڑ رہا تھا سید مسعود معہ فرزنداں کفار کے لشکر کو چیرتے پھاڑتے راجہ کے ہاتھی کے قریب پہنچ کر ہاتھی کی سونڈھ کاٹ کر راجہ مذکور کو قتل کردیا راجہ کو مقتول دیکھ کر فوج کفار میں بھگدڑ مچ گئی اور قلعہ کھٹوٹ میں داخل ہوکر پیرزن کی دختر کو تلاش کرایا جو قلعہ میں موجود تھی بعدہٗ راجہ کی رانی اور دو اس کی لڑکیاں اور دیگر راجہ کے اعزا کو گرفتار کرکے قلعہ کھٹوٹ پر اسلامی پرچم لہرایا دختر پیرزن مذکور اس کے وارثان کے حوالہ کی اس کے بعد راجہ کی رانی اور دو لڑکیاں معہ فتحنامہ قلعہ کے فیروز شاہ کے پاس دہلی روانہ کیں بادشاہ دہلی قلعہ کی فتحیابی سن کر اور رانی و لڑکیوں کو پاکر بہت خوش ہوا اس کارنامہ کے صلہ میں آپکو وہاں کا ناظم و حاکم مقرر کیا اور جاگیر عطا کی ملک السادات سالار غازی کا خطاب عطا کیا، اس جنگ کے بعد راجہ مذکور کے بھتیجہ راجکمار سے لڑائی ہوئی اس کو بھی مغلوب کیا، قلعہ کھٹوٹ کی فتحیابی ۷۲۳ھ میں ہوئی اس جنگ میں آپ کا صاحبزادہ سید راجہ شہید ہوا ۷۳۲ھ میں مقام گاوہ پوری کو اپنے خطاب (غازی) کی مناسبت سے شہر غازی پور آباد کیا اور رہائشی محلات تعمیر کرائے ان لڑائیوں کے علاوہ اور معرکوں میں بھی فتحیابی حاصل کی ایک قلعہ بجسر ضلع شاہ آباد (بنگال) فتح کیا اور ۷۳۷ھ میں نگرکوٹ فتح کیا آپ کا[1] ۱۴ رجب المرجب ۷۵۱ھ میں انتقال ہوا، قبر اطہر شہر غازی پور ہری شنکری محلہ راجہ میں واقع ہے اسی جگہ آپ کے صاحبزادہ سید راجہ کی قبر ہے اس جگہ کی آبادی سید راجہ کے نام سے موسوم ہے محلہ سید واڑہ مسعود گھاٹ برلب دریا گنگا واقع ہے۔

---

[1] امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی کے حالات میں ایک کتاب بزبان سنسکرت (مسعودی حالات) کے نام سے ایک ہندو نے لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ لالہ بھگوتی پرشاد نے کیا ہے، وہ لکھتا ہے سید مسعود ملک السادات سالار غازی لانبا جوان قوی ہیکل تن پوش والا اور لڑائی کے ہنر میں استاد کامل تھا فوجی افسر درباری اور بادشاہ دہلی کا مقرب خاص تھا، راجہ چکوا ماندھاتا کی رعایا اس کے مظالم سے بہت تنگ تھی، بادشاہ نے اپنے مقرب خاص سے مشورہ کیا کیونکہ رعایا کے لوگوں نے بادشاہ سے شکایت کی تھی چنانچہ بادشاہ نے ایک مسلمان جاسوس راجہ کے خفیہ حالات معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا اور بلباس ہندو سادھو معہ اہل و عیال راجہ کے پایۂ تخت کھٹوٹ میں رہنے لگا، ایک دن راجہ کا سپہ سالار اگنی روپ نے اس مسلمان جاسوس کی لڑکی کو جبراً اٹھالیا اس جاسوس نے بادشاہ دہلی کو اس واقعہ اور رعایا پر جو راجہ مظالم ڈھاتا تھا اطلاع دی بادشاہ نے اپنے سپہ سالار سید مسعود کو سپاہ دیکر راجہ چکوا ماندھاتا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، سید مسعود ملک السادات سالار

ازواج واولاد

آپ کی زوجہ اولیٰ سیدہ رقیہ بی بی دختر سید نجم الدین بن سید عبدالوحید مذکور کے بطن سے تین پسر (۱) امیر سید ضیاء الدین فرزند اکبر (۲) سید غیاث الدین المعروف سید مبارک (۳) سید راجہ شہید مذکور اور زوجہ ثانیہ سیدہ خدیجہ بعد وفات رقیہ بی بی دختر سید نظام الدین بن سید عبدالوحید مذکور کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے (۴) سید قطب الدین (۵) سید نورالدین (۶) سید شمس الدین (۷) سید علاؤالدین (بحوالہ کتاب شرح اصلاب شجرہ نسب قلمی مذکور)

نوٹ :۔ امیر سید ضیاء الدین سپہ سالار بعد فتحیابی قلعہ کھٹوٹ حسب الحکم والد ماجد فتحنامہ اور راجہ کی رانی اور دو لڑکیاں اور کچھ قیمتی زر جواہر ہمراہ لے کر معہ کچھ فوجی دستہ کے دہلی پہنچے اور بادشاہ کو یہ تمام مال غنیمت پیش کیا بادشاہ بہت خوش ہوا آپ کو ان کے پدر بزرگوار کی جگہ سپہ سالار مقرر کیا اور قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور اور مضافات سیانہ میں جاگیر عطا کی آپ کی اولاد قصبہ نانوتہ و نمین پور سید و گنگوہ اور کیرانہ میں آباد ہے باقی پانچ فرزندان مذکورہ کی اولاد مقامات محمد آباد پرہاری، بجری آباد، نونہرہ، گنگولی، چلبلیا، مانجہ، دیوکٹیا، بھگوی بزرگ، پارہ، رسول پور، اسمٰعیل پور وغیرہ ضلع غازی پور (یوپی)، اور جونپور آباد ہے۔ (مؤلف)

۴۲۔ امیر سید ضیاء الدین سپہ سالار

بعد فتحیابی قلعہ کھٹوٹ حسب الحکم پدر بزرگوار جنگ کی تفصیل بطور فتحنامہ مال غنیمت بقسم زر و جواہر اور راجہ جکوا ماندھاتا کی رانی اور دو اس کی لڑکیاں معہ فوجی دستہ کے دہلی پہنچے اور مذکورہ سوغاتیں بادشاہ کی خدمت میں پیش کیں، یہ سوغاتیں پاکر بادشاہ بہت ہی خوش ہوا اور آپ کو پدر بزرگوار کی جگہ سپہ سالار مقرر کیا اور مضافات نانوتہ و سیانہ میں جاگیر عطا کی، فیروز تغلق کو جب صوبہ کے سربراہ باغیوں کی وجہ سے پریشانی ہوئی تو اس نے اپنے چیدہ چیدہ سرداراں کو جمع کرکے بغاوتوں کے فرو کرنے کا منصوبہ بنایا سید خضر خان کو حاکم ملتان مقرر کیا سید وجیہ الدین زیدی و سید ضیاء الدین ترمذی و دلاور خان وغیرہ سرداران کو دکن کی مہم پر روانہ کیا ان سرداران نے حتی الامکان بغاوتوں کو فرو کرنے کی کوشش کی، اتفاقاً بادشاہ کا بیٹا باپ سے ناراض ہوکر دہلی سے دکن کی طرف روانہ ہوگیا اور باپ کے خلاف سازشیں کرنے لگا ان سرداران نے متفقہ طور شہزادہ کو سمجھایا اور ہر قسم کی رفاقت کرکے باپ سے معافی دلوائی جب محمد شاہ ثالث بادشاہ ہوا تو اس نے ان رفیقوں کو فراموش نہیں کیا ہر ایک کو درجہ بدرجہ عہدوں پر سرفراز کیا دلاور خان کو مالوہ کی ریاست سپرد کی دلاور خان سے سید ضیاء الدین سے خواہش ظاہر کی کہ آپ اپنے بیٹے سید

غازی نے اپنے سات جانباز دلیر فرزندان اور سپاہ لے کر قلعہ کھٹوٹ پر حملہ کیا راجہ نے اپنی پوری طاقت سے سید مسعود کا مقابلہ کیا لیکن راجہ قتل ہوا اور سید مسعود سپہ سالار نے قلعہ کھٹوٹ پر قبضہ کرلیا قلعہ کی فتحیابی کے صلہ میں بادشاہ دہلی نے ۷۳۰ھ میں مفتوح علاقہ کا ناظم و حاکم مقرر کیا اور جاگیر عطا کی سید مسعود نے اپنے بیٹوں کو جاگیر پر قابض و متصرف کردیا، مواضعات کاشتاپوری و دیوکٹھیا وغیرہ جو راجہ کے پنڈتوں سے متعلق تھے اپنے فرزند سید غیاث الدین کو دے دیئے، سید مسعود کا مذہب بادشاہ کے مذہب (سُنّی) کے خلاف (شیعہ اثنا عشری) تھا جب بادشاہ کے جانشینوں کو انکی اولاد کا مذہب شیعہ اثنا عشری ہونا معلوم ہوا تو انہوں نے انکی اولاد کے کچھ مواضعات ضبط کرلئے، مصنف مذکور کی اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ سید مسعود ملک السادات سالار غازی مذہب امامیہ کے پابند تھے (مؤلف)

بدرالدین کو میری نیابت دے دیں چنانچہ آپ نے سید بدرالدین فرزند اصغر کو دلاور خاں کی نیابت میں مالوہ بھیج دیا آپ کی زوجہ اولیٰ سیدہ سکینہ دختر سید محمود بن امیر سید جلال الدین بن سید عبدالوحید مذکور کے بطن سے یک پسر سید نصیر الدین و یک دختر حمیدہ خاتون جو صغیر سنی میں فوت ہوئی اور زوجہ ثانیہ زیب النساء دختر سید یحییٰ بن سعید ابوالحسین بہ نسل سید نجم الدین بن سید ابوالفراح زیدی الواسطی کے بطن سے یک پسر سید بدرالدین بہ حسب ہدایت پدر بزرگوار دلاور خاں کے پاس پہنچے اس نے اپنا مقرب خاص بنالیا اس کے بعد دلاور خان کے فرزند الف خاں نے جو سلطان ہوشنگ غوری کے لقب سے تخت نشین مالوہ ہوا مقام دھار کا ناظم مقرر کیا ان کی اولاد دیار میں آباد ہے جو سلاطین مالوہ کے عہد میں ممتاز عہدوں پر فائز تھے (بحوالہ کتاب شرح اصلاب مذکور)

۲۵۔ امیر سید نصیر الدین

آپ کو محمد شاہ تغلق نے ہانسی کا عامل مقرر کیا ان کی زوجہ بی بی عصمت النساء دختر سید محمد طاہر بن سید حسن بلقب شادن بن سید غلام حیدر بن سید جلال الدین بلقب جمال عاشق بہ نسل سید ابوالفضائل چھتوڑی بن سید ابوالفراح زیدی الواسطی کے بطن سے یک پسر سید ادریس المعروف سید ناصر و دختر خدیجۃ النساء زوجہ سید نجابت علی بن کمال الدین ترمذی سیانوی پیدا ہوئی۔

۲۶۔ سیّد ادریس المعروف سید ناصر

نائب ناظم جالندھر، جب سلطان امیر تیمور نے خراسان، آذربائیجان، سجستان و کردستان و افغانستان وغیرہ فتح کر لئے تو اس نے ۷۹۵ھ میں خاندان جلائرسے بغداد چھین لیا اور بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد ہندوستان پر حملہ کرنے کی تیاریاں کیں مضافات بغداد اور دوسرے مقامات سے کئی ہزار آدمی جانباز دلیر منتخب کئے ان میں افغاناں ترکی و سادات کو خاص طور پر ترجیح دی گئی آٹھویں صدی ہجری میں پنجاب پر حملہ کیا، فیروز تغلق بادشاہ دہلی کے جانشین نا اہل ثابت ہونے کی وجہ سے ملک میں بدامنی پھیل گئی پنجاب میں جسرت کھوکھر اور شیخا نے لاہور، دیپالپور، سرہند جالندھر وغیرہ پنجاب کے مختلف حصوں کو تاخت و تاراج کیا، امیر تیمور نے ان کی سرکوبی کے لئے سید شمس الدین محمد مکی کو روانہ کیا، آخر جسرت کھوکھر و شیخا مغلوب ہو گئے اور امیر تیمور کی اطاعت قبول کر لی بادشاہ نے سید شمس الدین محمد مکی و سید محمد طاہر الحسینی کو لاہور کا نظم و نسق سنبھالنے کے لئے تعینات کر کے دہلی کیطرف روانہ ہو گیا، اثناء راہ سیانہ سید مضافات کیتھل سے گذر ہوا معززین سادات سیانہ اور دیگر لوگوں نے امیر تیمور کا استقبال کیا اور سادات بلند درجات کی طرف سے سید ادریس المعروف سید ناصر نے چند فرامین جن میں ان کے آباؤ اجداد کے کارنامے جو انہوں نے اپنی روحانی و شمشیر کی قوتوں سے ہر مسلمان بادشاہ کے مددگار و وفادار رہے تھے مرقوم تھے ان میں ایک فرمان قلمی سلطان محمود غزنوی کا تحریر کردہ تھا جس میں امیر الامراء سید احمد زاہد سپہ سالار کی شجاعت و وفاداری کے کارنامے مذکور تھے امیر تیمور ان فرامین کو پڑھ کر بہت متاثر ہوا اور سادات عظام کا نہایت احترام کر کے سید ادریس المعروف سید ناصر کو دہلی ہمراہ لے گیا، اس وقت دہلی کا حکمران ناصر الدین محمود تھا امیر تیمور شہر دہلی کی فصیل کے قریب پہنچا تو محمود نے مقابلہ کیا مگر شکست فاش کھائی اور گجرات کی طرف بھاگ گیا، امیر تیمور فاتحانہ حیثیت سے دہلی میں داخل ہوا کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس ہوا تو اپنی طرف سے سید خضر خاں ولد سید سلیمان حاکم ملتان کو نائب السلطنت اور سید ادریس المعروف سید ناصر کو جالندھر کا نائب ناظم مقرر کیا، آپ کی زوجہ بی بی جنت النساء دختر سیّد عون علی ولد غضنفر علی بن سید شاہ

نظام الدین بن عبدالحمید ثانی بن سید شاہ عبدالوہاب قطب الاقطاب حسینی الترمذی سیانوی کے بطن سے یک پسر سید ایوب علی ملقب سید زید پیدا ہوئے (کتاب شرح اصلاب مذکور)

۲۷۔ سید ایوب علی المعروف سید زید

عالم و فاضل اور سخاوت میں یکتائے زمانہ تھے، در دولت پر غربا و مساکین اور دوسرے حاجت مند فیضیاب ہوتے تھے تمام خاندان کے سردار مرد فاضل اور جہاندیدہ تھے علم تاریخ و فن نسب میں ماہر بزرگوں کے خفیہ تحریرات و شجرہ نسب جو نسلوں میں محفوظ تھے ان کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا جس میں اباؤ اجداد کے حالات اور اولاد ذکور و اناث و ازواج کے اسماء مرقوم ہیں اس کے علاوہ علم حکمت کی تین کتابیں قلمی لکھی ہیں ان بزرگ کی خداداد قابلیت، وذہانت اور سلطان امیر تیمور کی ہدایت کی وجہ سے سید خضر خان بادشاہ دہلی کے فرزند سید فخرالدین معروف بہ سید مبارک شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو محمود حسن حاکم پنجاب کی نیابت میں رکھا، حاکم پنجاب کے علاوہ بادشاہ خود اکثر امور سلطنت میں مشورہ لیتا تھا چنانچہ لاہور شہر کی ترقی کے لئے نیا سے نیا منصوبہ تیار کرانے میں آپ سے بالخصوص اور دیگر سرداران سے بالعموم صلاح مشورہ لیتا، بادشاہ کئی ماہ لاہور دریائے راوی کے کنارے خیمہ زن رہ کر ایک باعمل منصوبہ تیار کرایا اور اسی منصوبہ کی بناء پر قلعہ لاہور اور شہر پناہ تعمیر کرایا، اور دوسرے امور سلطنت میں بھی بادشاہ کو مدد دی جس کی وجہ سے بادشاہ بہت ہی مانوس رہا۔ بادشاہ نے آپ کو نواح کیتھل میں بہت سے مواضعات عطا کئے آپ کی زوجہ سیدہ حمید النساء دختر سید شمس الدین محمد مکی عامل سرہند بن سید عبداللہ الحسینی بن سید امام بہ نسل امام زادہ سید عبدالباہر بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی (۱) ممتاز الحکما حکیم سید ضیاء الدین ثانی (۲) سید سیف الدین (۳) سیدہ ناصرہ بانو زوجہ سید محمد عیسےٰ نائب قلعدار ہانسی بن سید قاسم علی بن سید حسین اعلم بن سید خوند میر بن سید شاہ نظام الدین بن سید عزیز الدین حسینی الترمذی سیانوی،

۲۔ سید سیف الدین

میر منشی، جس وقت محمود تغلق سلطان امیر تیمور سے شکست کھا کر گجرات بھاگ گیا تو اس کے وزیر خواجہ جہاں نے جونپور شرقیہ میں آزاد حکومت قائم کرلی جہاں، وہ اور اس کی اولاد، بہار اودھ، قنوج اور بھرائچ پر حکمران رہی ان میں خواجہ جہاں کا جانشین محمود شاہ بن ابراہیم فرمانروا رہا ہے اس نے آپ کو اپنا میر منشی (سیکرٹری) مقرر کیا، ان کی زوجہ ممتاز جہاں دختر مرزا حیات بیگ دار مرزا بلند خاں لکھنوی عامل بارہ بنکی کے بطن سے دو پسر سید محمد و سید علی پیدا ہوئے ان دونوں برادران نے اپنی ننھیال لکھنو رہائش اختیار کی ان دونوں بھائیوں کی اولاد شہر لکھنؤ میں آباد شاد ہے، (قلمی نسب نامہ مرتبہ مخدوم امیر سید مصطفےٰ)

۲۸۔ ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب

آپ علم و زہد اور اکثر علوم و فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے، قم و نجف اشرف میں علمائے وقت کی مجالس درس میں حاضر ہو کر فقہ، اصول حکمت کی تعلیم حاصل کی، وطن پہنچ کر طب میں وہ کمال حاصل کیا کہ اس دور کے حکماء آپ کو استاد کامل مانتے تھے راتوں کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے سید خضر خان بادشاہ دہلی کے پوتے سید محمد شاہ رابع بادشاہ دہلی کے شاہی طبیب رہے، درباری اور دوسرے بیرونی سردار و اندرون قلعہ کے صدہا مایوس مریض آپ کے معالجہ سے شفایاب ہوئے خاص طور پر شاہی بیگمات اور شاہی خاندان

کے مریض افراد عموماً زیر علاج رہتے تھے ایک دفعہ بہلول لودھی جو شاہان دہلی کی طرف سے حاکم ملتان تھا اس کا بیٹا سکندر لودھی تپ دق
و سرطانی پھوڑا میں مبتلا ہو گیا، مقامی اور بیرونی طبیبوں کے زیر علاج رہا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا بہلول لودھی سکندر سے بہت محبت
رکھتا تھا ہر چند اطبائے علاج میں کوشش کی لیکن سکندر کا مرض بڑھتا ہی گیا، سکندر قریب مرگ ہو گیا اور اس کی زندگی کی کوئی امید
نہ رہی سکندر بستر مرگ پر آخری سانس لے رہا تھا کہ کسی سردار نے آپکی تعریف کی بہلول لودھی نے ملتان سے اپنا خاص آدمی بھیج کر ان
کو دہلی سے ملتان بلوایا، غرض سکندر کا آپ نے علاج شروع کر دیا چند دنوں کے بعد آثار صحت نمایاں ہوئے اور رفتہ رفتہ دو ہفتہ
میں سکندر شفایاب ہو گیا، بہلول لودھی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، آپ کا اور آپ کی اولاد کا ہمیشہ ممنون احسان رہا چنانچہ جس وقت
بہلول لودھی تخت نشین دہلی ہوا تو آپ کے فرزند اکبر کو اپنا مقرب خاص مقرر کیا اور دوسرے فرزند کو سپہ سالار کیا ان کی زوجہ اولیٰ سیدہ نفیسہ
خاتون دختر سید اعظم علی شاہ عامل رہتک بن سید عبدالسمیع بن سید افضل بن مخدوم سید میراں سعید عرف سید میراں بھیک مزار میانی کا ٹھیکر
ضلع کرنال بن سید شاہ نظام الدین میانوی حسینی الترمذی کے بطن سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔

(۱) سیادت پناہ مخدوم پیر سید احمد بلقب سید شاہ میراں مشہور عام دادا میراں جی مدفون نانوتہ (۲) سید شاہ حسین (۳) سید عبداللہ ملقب
سیف اللہ سپہ سالار۔ اور زوجہ ثانیہ طلعت بیگم دختر مرزا نواب اسد اللہ بیگ ولد مرزا فیروز بیگ دہلوی مقرب شاہی کے بطن سے دو
پسر یک دختر پیدا ہوئی۔ (۴) سید جمال الدین (۵) سید غیاث الدین (۶) اور دختر شہر بانو زوجہ سید زمان بن سید حاجی
شریف بن سید سلطان بن سید یوسف بن سید مرتضےٰ بن سید زید بن سید عبدالکریم امیر لہرہ میانوی حسینی الترمذی (بحوالہ قلمی نسب نامہ مرتبہ
مخدوم امیر سید مصطفےٰ اعلی اللہ مقامہٗ حسینی الترمذی نانوتوی)

مخدوم پیر سیادت پناہ سیّد احمد ملقّب سیّد شاہ میراں مشہور عام دادا میراں جی مدفون قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور مورث اعلیٰ سادات حسینی الترمذی نانوتہ

۲۹۔ مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی مقرب شاہی و جاگیر دار کے سوانح حیات

آپ کے فرزند اکبر مخدوم امیر سید مصطفےٰ
اعلی اللہ مقامہٗ مقرب شاہی و جاگیر دار نے صدیوں پرانے عبرانی سریانی عربی زبان کے نسب ناموں کی روشنی میں جو سینہ بسینہ نسلوں
میں محفوظ رہے ایک مبسوط نسب نامہ بشکل کتاب بزبان فارسی ۹۶۳ھ شرح اصلاب لکھا ہے جس میں اوّل سے آخر تک بزرگوں
کے حالات اور کارنامے لکھے ہیں اس کتاب میں بنی امیہ و بنی عباس کے مظالم کی داستانیں اور ایک دوسری جگہ سے ہجرت کے اسباب
لکھے ہیں اولاد ذکور و اناث اور ازواج کا بھی ذکر ہے (مولف) آپ اپنے پدر بزرگوار کے حالات شرح اصلاب میں اس طرح ارقام فرماتے

مزار مخدوم پير سيد احمد ملقب دادا ميران جي قصبه نانوڙه

مقبره مخدوم پير سيد احمد ملقب داد اميران جي قصبه نانوڙ ضلع بهاولپور

ہیں کہ ہمارے والد ماجد قدآور اکہرا جسم چہرہ خوش جمال نورانی لیکن چہرہ سے ایک قسم کا رعب وجلال نمایاں اہل خاندان بھی یکایک کلام کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ علم وفضل زہد وورع میں یگانۂ زمانہ تھے۔ تقوی وطہارت علم وعمل اور شجاعت وسخاوت کے آغوش میں آنکھ کھولی بچپن ہی سے علم دین اور ریاضتوں کا شوق تھا راتوں عبادت میں بسر فرماتے ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر نجف اشرف پہنچ کر کاملین اساتذہ سے استفادہ کیا اور باب مدینۃ العلم کے آستانہ کے علمائے دین کے علم وفضل وروحانیت سے فیضیاب ہوئے نجف اشرف سے واپسی کے بعد سیانہ میں بھی علمی مشغلہ رہا اور ریاضتوں ومجاہدہ سے فیوض روحانیہ حاصل فرماتے تھے اس کے علاوہ اباؤ اجداد کے تبرکات و خفیہ تحریرات عبرانی وسریانی زبان کے تھے جو نسلوں میں منتقل ہوتے ہوئے آپ تک پہنچے جن کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کبھی کبھی ہمیں زیارت کرا دیتے تھے ان تبرکات میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دست مبارک کے سوت کا کاتا ہوا رومال بھی تھا جس پر عبرانی زبان کے کچھ کلمات منقش تھے اسی رومال سے پیوست علیحدہ سوتی پارچہ پر ایک نقش سیفی بھی ان دونوں تبرکات سے عجائب و غرائب خاص موقعوں پر ظاہر ہوتے تھے جس زمانہ میں بہلول لودھی تخت دہلی پر متمکن ہوا تو یہ بادشاہ آپ کے والد ماجد حکیم سید ضیاء الدین شاہی طبیب کا ممنون احسان مند اس لئے تھا کہ اس کا بیٹا سکندر تمام اطباء کی تشخیص میں لاعلاج تھا آپ کے والد کے زیر علاج رہ کر صحتیاب ہوا، تخت نشین ہوتے ہی اپنا مقرب خاص بنایا اور ان کے بھائی عبداللہ کو فوجی افسر مقرر کیا۔

نانوتہ میں سکونت کے اسباب

چونکہ اضلاع سہارنپور، مظفر نگر، میرٹھ گنگا وجمنا کے دوآبہ میں واقع ہونے سے نہایت سرسبز و شاداب اور آب وہوا زرخیزی کے لئے باعث افتخار ہے اس علاقہ کی یہی خوبیاں بیرونی حملہ آوری کا سبب بنیں اولاً شمال ومغرب سے آنیوالے آریوں ان اضلاع کے اصل باشندوں گونڈ وبھیل کو تارک الوطن کیا اور خود اپنی دہاک ٹھاکران شاداب زرخیز اضلاع میں ساکن ہوئے، یہ خطہ مسلمانوں کی آمد تک برسر اقتدار ہندو راجپوتوں جاٹ گوجر وغیرہ کی قیام گاہ رہا، اور جب بھی یہ اضلاع مسلمان بادشاہوں کے قبضے وتصرف میں آجاتے تھے تو یہی لوگ بغاوت شروع کر دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ مسلمان بادشاہوں کو جگہ جگہ لڑائیاں لڑنی پڑتی تھیں اسی طرح نانوتہ ضلع سہارنپور کی کہنہ آبادی وسط کاٹھیہ میں واقع ہے یہاں کے اہل ہنود جاٹ، راجپوت، گوجر، برہمن وغیرہم کا بہت بڑا جتھا تھا یہ لوگ فطرتاً جاہل، بداخلاق سرکش متعصب تھے مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے اور ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے تھے جس کا ثبوت سنہ ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے ملتا ہے بہلول لودی سنہ ۸۵۵ھ میں دہلی کے تخت وتاج کا مالک ہوا، سابقہ شاہان دہلی کی فوجی چھاونیاں جگہ جگہ قائم ہوگئیں تھیں رعایا مرعوب بھی تھی لیکن مغلوب نہ تھی ہندو باشندے، مسلم فاتحین کے مذہب، اور حکومت سے ناخوش تھے، مقامی راجے اور برسر اقتدار طبقہ اپنے علاقوں قریب قریب خود مختار تھے اور جب موقعہ پاتے مسلم حکومت کے خلاف بغاوت بلند کر دیتے تھے یہی صورت قصبہ نانوتہ کے علاقے ہندو راجے اور برسر اقتدار طبقہ راجپوتوں جاٹوں برہمنوں گوجروں وغیرہ کی تھی پس ان لوگوں کی خودسری مٹانے اور اس علاقے کے شرپسند عناصر کو مطیع ومنقاد کرنے کی جہت سے بہلول لودی نے آپ کو واسطے اقامت وسکونت وسط کاٹھیا کے لئے بھیجا اور ہر قسم کی اعانت کا وعدہ کر کے آپ کے برادر سید عبداللہ المعروف سیف اللہ کو معہ کچھ لشکریوں کے نانوتہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میراں جی معہ تمام خاندان، ار

ربیع الاول ۸۹۲ھ میں دہلی سے نانوتہ رونق افروز ہوئے اور نانوتہ کی غربی سمت خیمے[1] نصب کرائے گئے اور اس وسیع میدان میں ایک پختہ کنواں تعمیر کرایا اس بستی (نانوتہ) میں مسلمانوں میں شیروانی لکھے زئی افغان جو قیس عبدالرشید کی اولاد اور حضرت یعقوب نبی اللہ کی نسل میں آباد تھے سلطان محمود غزنوی کے عہد میں مقام باجوڑ جو کہ کوہ ہندوکش کے جنوب ومشرق میں واقع ہے محمود غزنوی کے ہمراہ وارد ہند ہوئے یہ حضرات متمول زمیندار تھے اس وقت اس قبیلہ کے سردار عابد وزاہد احمد خان معروف زندہ پیر تھا جس کے اکثر کرامات کے واقعات رونما ہوتے رہتے تھے باقی بستی اور مضافات میں اہل ہنود کا غلبہ تھا جو عموماً مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے جنہوں نے اس بستی کے بعض قطعات کو چراگاہ بنا رکھا تھا بستی کے غربی رقبہ میں جب مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میراں جی متمکن ہوئے تو ان کے اونٹ گھوڑے اس چراگاہ میں چرنے لگے جس کی بنا پر ان مقامی ہندوؤں کے دل میں اور بھی بغض وعناد پیدا ہوگیا انہوں نے اس وجہ سے آپ کے ملازمین کے ساتھ اپنے مویشیوں کا دودھ فروخت کرنے سے انکار کردیا آپ کو جب یہ اطلاع ملی تو مسکرا کر فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ یہ لوگ بھی اپنے مویشیوں کا دودھ استعمال نہ کرسکیں گے اسی شام کو اہل بستی نے اپنے اپنے مویشیوں کا جب دودھ نکالنا چاہا تو ان کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون نکلنا شروع ہوگیا اور دودھ کے ظروف خون سے بھر گئے اس واقعہ سے تمام بستی میں ہل چل مچ گئی اور آپس میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں اس عجوبہ واقعہ کی اطلاع قبیلہ افغان کے سردار احمد خان معروف زندہ پیر عابد زاہد کو دی گئی وہ کچھ سوچ بچار کے بعد اپنی روحانیہ قوت پر بھروسہ کرکے معہ عوام کے مجمع کے اس جگہ پہنچے جہاں مخدوم پیر دادا میرانجی کے خیام نصب تھے دیکھا ایک نورانی شکل وشمائل کا بزرگ معروف عبادت ہے کچھ ہچکچاہٹ کے بعد اپنی دعا یہ کرامات کا ان پر اثر ڈالنا چاہا کہ مخدوم پیر دادا میرانجی نے زندہ پیر کو ایک گہری نظر سے دیکھا اب کیا تھا زندہ پیر کے جسم میں ایک قسم کی کپکپی سی پیدا ہوئی اور فوراً جھک کر آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا آپ آل رسولؐ ہیں ہم سب کے قصور کو معاف فرمائیں تمام مجمع پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا آپ نے تبسم فرما کر سب کا قصور معاف کردیا اور ارشاد فرمایا تمام خون کو یکجا کرکے ایک گڑھے میں دفن کردیا جائے چنانچہ آپ کی قیامگاہ کے سامنے ایک گڑھا[2] کھدوا گیا اور اس میں وہ تمام خون دفن کردیا گیا اور فرمایا آج شام انشاء اللہ تعالےٰ تمام بستی کے شیر دہندہ مویشی دودھ دیں گے دوسرے دن شام کو تمام بستی کے مویشیوں نے دودھ دیا اس دن سے اہل بستی اور سردار احمد خاں آپ کے معتقد ہوگئے اور احمد خان نے اپنی دختر آمنہ بی بی کا عقد آپ سے کردیا۔ آپ کی اس روحانیہ کرامت کا چرچا علاوہ بستی (نانوتہ) کے گرد ونواح میں بھی ہوگیا غرضیکہ اس تمام علاقے کے عوام وخواص پر آپ

---

[1] موجودہ جائے خیام، ابتدائی خیام گاہ میں اب درگاہ دادا میراں جی، عیدگاہ شیعہ امامیہ، سابقہ دادا میرانجی کا چاہ اور بہت سی قبور موجود ہیں اور ایک قبرستان موسومہ حضیرہ محلہ چھتہ درگاہ میرانجی اور احاطہ پیر ممن جاگیر دار کے مابین ہے روز عاشورہ تعزیہ علم وغیرہ اسی جگہ ختم ہوکر قل ہوتا ہے یہ وسیع رقبہ مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی نے خرید کیا تھا جس کا اندراج سرکاری کاغذات کھیوٹ وخسرہ میں موجود ہے، چنانچہ نمبر خسرہ ۲۳۸۸ درگاہ دادا میرانجی ونمبر خسرہ ۲۳۹۴ عیدگاہ تھوک سیداں کھیوٹ ۳۶۳

[2] گڑھا جہاں خون دفن ہوا، درگاہ میرانجی اور چہار دیواری پختہ پائین باغ امیرالامراء سید زید صوبہ دار (گورنر) ان دونوں کے مابین ایک بلند برگد کا درخت استادہ ہے یہ درخت برگد آج بھی آپ کی کشف وکرامت کی نشان دہی کر رہا ہے (مؤلف)

کی عظمت و بزرگی اور تقدس کا سکہ جم گیا، آپ کی روحانیت میں ایک مقناطیسی کشش تھی جو بلا امتیاز و مذہب و ملت اپنی طرف کھینچ لیتی تھی اسی لئے متعصب سے متعصب اہل ہنود بھی آپ کے گرویدہ ہو گئے اور چند سالوں میں اس شرپسند متعصب علاقہ کو مسخر کر لیا، کچھ دیہات کے شرپسند عناصر نے سر اٹھایا تھا اور حکومت وقت کے خلاف سازشوں کو جال پھیلانا چاہا تو آپ کے برادر سید عبداللہ ملقب سیف اللہ نے اپنی شجاعت و جوانمردی سے ان کا سر کچل دیا غرض تمام علاقہ کو ہر صورت سے آپ نے اپنا اور حکومت کا مطیع کر لیا، بادشاہ دہلی ان واقعات اور آپ کی سرگرمیوں سے ناواقف نہ تھا کیونکہ وہ آپ کی خاندانی وجاہت و شجاعت اور وفاداری سے واقف تھا آپ کو بطور مدد معاش سات دیہات عطا کئے تھے اس کے بعد بہلول لودی کا بیٹا سکندر لودھی سریر آرائے سلطنت ہوا وہ پہلے ہی سے آپ کا اور آپ کے پدر بزرگوار حکیم سید ضیاء الدین کا ممنون احسان تھا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا، مگر آپ کے ان کارناموں سے اور معتقد ہو گیا اور مزید جاگیر عطا کی، آگے چل کر مخدوم سید مصطفےٰ شرح انقلاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے پدر بزرگوار سردار احمد خان ملقب زندہ پیر کی استدعا پر اندرون بستی رہائشی مکانات تعمیر کرائے (جو آج خانقاہ کے نام موسوم ہے) اس طرح ہمارے والد نے نانوتہ میں سادات کی سکونت کا ابتدائی سنگ بنیاد رکھا تاکہ اس سرزمین سے علم و عمل کی مہک چاروں طرف دنیا میں پھیلتی رہے آپ کا لباس سادہ عموماً عربی طرز کا ہوتا تھا البتہ دستار مبارک سبز یا سیاہ رنگ کی ہوتی تھی غذا میں خاص طور پر مالیدہ پسند تھا زیادہ وقت آپ کا تلاوت و کتب بینی اور تبلیغ دین میں گذرتا تھا در دولت پر عوام و خواص یعنی حاجت مندوں کا مجمع رہتا تھا، ہمارے پدر بزرگوار کی ذات والا صفات کی بزرگی زہد و تقدس کا اعتراف قریب قریب ہر قوم نے کیا ہے خاص طور پر اس علاقہ کے اہل ہنود جو سخت متعصب شرپسند اور مسلمانوں سے نفرت کرنے کے عادی تھے لیکن آپ کی روحانی کشش بلند کردار اور بلند اخلاق نے ان لوگوں کو گرویدہ بنا لیا ان کی عظمت و جلالت کا سکہ ان کے قلوب پر نقش متحجر ہو گیا آپ کی وعظ و نصیحت میں ایک قسم کی جاذبیت تھی جس سے عموماً ہر انسان متاثر ہو جاتا تھا آپ کے ان اوصاف کا یہ اثر ہوا کہ مضافات کے اکثر دیہات کے افراد حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے آپ کا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ اپنے کنوئیں کے پانی سے شام کو بڑے بڑے ظروف پر کرا دیتے تھے بعد نماز صبح پانی کے ان ظروف میں دستِ مبارک داخل کر کے کچھ کلمات ادا فرماتے تھے مسلم و ہنود کا مجمع پہلے ہی سے موجود رہتا تھا یہ مجمع اپنے اپنے ظروف میں پانی لے جا کر استعمال کرتے تھے اس پانی کی خاصیت سے ہر قسم کا مرض رفع ہو جاتا تھا بالخصوص جلدی امراض خارش داد پھوڑا وغیرہ کے لئے زیادہ موثر تھا، آپ کی سواری کا گھوڑا برنگ سفید طاؤس نامی تھا اس گھوڑے سے آپ کو بہت محبت تھی اکثر خود اپنے دست مبارک سے روغن زرد دانہ گھاس وغیرہ کھلاتے اور روزانہ دیکھ بھال کرتے تھے، جائے خیام کو خرید کر قبرستان کے لئے مخصوص کر دیا آپ کے پدر بزرگوار ممتاز الحکما حکیم سید ضیاء الدین شاہی طبیب کا انتقال ۲ محرم الحرام ۸۹۶ھ کو ہوا اسی قبرستان میں دفن ہیں اور چھ ماہ کے بعد آپ کی مادر گرامی کا انتقال ہوا وہ بھی اپنے شوہر کے پاس دفن ہوئیں، جس وقت سکندر لودی بادشاہ دہلی کو آپ کے والد ماجد کی وفات کی اطلاع ملی تو سخت رنجیدہ ہوا اور ۸۹۹ھ میں آپ کا عالیشان مزار تعمیر کرایا اور بارہ دری کے قبہ پر ایک سنگ مرمر پر آپ کی تاریخ وفات اور نام کندہ کرا کر نصب کرایا ملہ

ملہ قبہ کا سنگ مرمر یہ کندہ پتھر جس پر تاریخ وفات و تعمیر مقبرہ کندہ تھی سخت زلزلہ کے جھٹکوں کی وجہ سے گر گیا تھا جو عرصہ تک ملا سید عنایت حسین صاحب تخلص قم کی تحویل میں رہا، دادا میراں کی قبر اطہر کا کندہ پتھر بھی انہیں کے پاس رہا (مؤلف)

غرضیکہ آپ کی تمام عمر تبلیغ اسلام اور عبادت الٰہی میں بسر ہوئی بالآخر ایک سو دو سال کی عمر میں ۲۱ رمضان المبارک ۹۲۷ھ کو بعد ادائیگی نماز شب اس دنیائے ناپائیدار سے جدا ہو کر مالک حقیقی سے جا ملے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون اور ہم نے اپنے بزرگوار کو دادا مرحوم کے پہلو میں دفن کیا، تین دن تک والد ماجد کا گھوڑا [1] سست اور رنجیدہ رہا اور گھاس وغیرہ کو منہ تک نہیں لگایا آخر اسی حالت میں ساتویں روز فوت ہو گیا، اس کو ہم نے درگاہ کی شرقی دیوار کے برج میں دفن کیا اور ایک ماہ کے بعد ہماری مادر گرامی کا انتقال ہو گیا ان کو بھی والد ماجد کے پاس دفن کیا یعنی ہمارے دادا اور دادی و والد ماجد اور مادر گرامی اس درگاہ کی بارہ دری میں اس طرح دفن کئے (۱) دادا ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب کی قبر (۲) دادی سیدہ رضیہ خاتون کی قبر (۳) پدر بزرگوار مخدوم سید احمد ملقب دادا میرانجی کی قبر (۴) مادر گرامی سیدہ کنیز زہرا کی قبر (کتاب قلمی شرح اصلاب)

ازدواج و اولاد

زوجہ اولیٰ سیدہ کنیز زہرا دختر سید صفی الدین ترمذی غازی پوری عامل گوڑ گاؤں بن سید خدا بخش بن سید محمد یحییٰ بن سید قطب الدین بن سید السادات سید مسعود ملک السادات سالار غازی مذکور کے بطن سے چار فرزند ارجمند متولد ہوئے (۱) جاگیردار نساب (۲) سید مرتضےٰ (۳) سید لیٰسین (۴) سید حیدر علی اور زوجہ ثانیہ بی بی آمنہ دختر

۱. مخدوم امیر سید مصطفےٰ امقرب سلطانی

احمد خان ملقب زندہ پیر افغان مذکور کے بطن سے دو پسر یک دختر (۵) سید علی حامد (۶) سید طٰہٰ (۷) سیدہ داؤد النساء عرف بی بی سندرا آپ نے اپنی زندگی میں اپنے دونوں بیٹوں سید علی حامد و سید طٰہٰ اور ان کی بہن بی بی سندرا کو چار مواضعات نین پور، چھپروٹی و ہنگاولی و آنت مو عطا کرکے وصیت کی کہ وہ نین پور بود و باش اختیار کریں چنانچہ دونوں برادران نے حسب الحکم پدر بزرگوار نین پور رہائش اختیار کی شرح اصلاب مذکور، بہرکیف جس طرح مخدوم پیر دادا میرانجی کی ذات اپنی زندگی میں بلاتخصیص مذہب ملت تمام اقوام کے لئے مرجع تھی اسی طرح آج بھی ہر قوم کے افراد آپ کی درگاہ پر سر نیاز خم کر کے روحانیت سے فیضیاب ہوتے ہیں انسان تو انسان بعض حیوانات مثل شیر وغیرہ کو قبر اطہر پر سر ملتے ہوئے دیکھا گیا اور بہت سے لوگوں نے مشاہدہ کیا، ۱۸۵۷ء سے قبل اس درگاہ پر عرس ہوتا رہا اور درگاہ و خانقاہ میں صوفیائے اکرام مجلس سماع منعقد کرتے رہے اس مزار کی معافیات برائے اخراجات درگاہ جو شاہان اسلام سے عطا ہوئی تھی اس کا انتظام آخری سجادہ نشین پیر سید حسین علی ترمذی کے سپرد تھا لیکن علامہ مولوی سید حسین مفتی اعلیٰ اللہ مقامہ نے شرعی جواز کے تحت یہ عرس بند کرا دیا تھا جس کا نفاذ آج تک باقی ہے، اس درگاہ دادا میرانجی میں روزانہ خاص کر شب جمعہ عقیدتمند و مسلم ہندو کا ہجوم رہتا ہے باقاعدہ چادر اور قبور پر غلاف چڑھائے جاتے ہیں آپکی قبر اطہر کے جانب جنوب چھوٹی سی حوضی ہے جس میں شب و روز آپ کے کنوئیں کا پانی بھرا رہتا ہے اس پانی سے بالخصوص جلدی مریض اور دیگر امراض کے افراد شفایاب ہو جاتے ہیں عام طور مالیدہ دیوری، اور غلاف چڑھاتے ہیں اس درگاہ پر دعائیں مستجاب ہوتیں ہیں اور اکثر اعجاز و کرامات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

---

[1] مدفن گھوڑا، درگاہ کی شرقی دیوار جس میں درگاہ کا صدر دروازہ ہے اس دیوار کی شمالی سمت جو برج دیوار میں ہے وہی دادا میرانجی کے گھوڑے کا مدفن ہے عقیدتمند آج تک مخدوم دادا میرانجی کے اتباع اور خوشنودی کی وجہ سے اس برج کی اینٹوں میں گھاس پیوست کرتے ہیں (مؤلف)

قصبہ نانوتہ کا محل وقوع

یہ قصبہ ضلع سہارنپور کے جنوب اور گنگا جمنا کے مابین واقع ہے شمال میں رامپور منیھاران و شہر سہارنپور جنوب میں قصبہ جلال آباد تھانہ بھون مشرق میں دریائے کرشنی وہنڈن اور دیوبند مغرب میں نہر جمن دریائے کاٹھا و قصبہ گنگوہ اور سہارنپور تا دہلی شاہدرہ ریلوے لائن کا چوتھا اسٹیشن ہے سہارنپور سے پختہ سڑک نانوتہ کی آبادی سے گذرتی ہوئی دہلی تک گئی ہے جس پر ہر وقت ٹریفک چلتی رہتی ہے۔

وجہ تسمیہ اور آبادی کا دور اول

یہ امر کہ کس نے اور کس وقت نانوتہ کو آباد کیا کسی تاریخ سے پتہ نہیں چلتا البتہ مخدوم سید مصطفےٰ نے جو نسب نامہ کی کتاب ۹۶۳ھ میں شرح اصلاب لکھی ہے اس میں اور مخدوم دادا میرانجی کے ایک مقلد شیخ نذر محمد انصاری نے نانوتہ کے ابتدائی دور کے حالات لکھے ہیں ان دونوں کی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نانوتہ کا زیادہ تر رقبہ ہندو راجپوت، گوجروں کی ملکیت میں تھا اس وقت ابتداً یہ بستی ایک گاؤں کی شکل میں تھی یہاں کا سردار نانوں گوجر تھا اس کی نشست گاہ پر عوام کی آمد و رفت رہتی تھی جس کو عوام "نانوں تہا" کہہ کر پکارا کرتے تھے یعنی نانوں کی جگہ کثرت استعمال سے نانوتہ نام مشہور ہوگیا اس کے بعد لکھا ہے کہ جس زمانہ میں شمالی ہند کے ان بیرونی اقوام شک اور ہن کی اولادیں جو ہند میں وارد ہوکر مغربی و جنوبی حصوں میں آباد ہوگئیں یعنی مثل گونڈ و بھیل کی اولادیں جو ہندو تھے ان خاندانوں میں سے ایک خاندان پرتیہار دن تھا اس خاندان کے ممتاز افراد نے ترقی کرکے شمال میں حکمرانی قوت حاصل کرلی ان کا مورث "رہلادھی" تھا اس کے جانشینوں میں سے وتسراج کا بیٹا ناگ بھٹ آٹھ سو صدی عیسوی میں قنوج کے موکھاری خاندان کے آخری راجہ چکرایودھ کو شکست دے کر قنوج کو اپنی راجدھانی قرار دیا اس نے علاوہ اور علاقوں کے جمنا گنگا کا دوآبہ فتح کرلیا اس کا آخری جانشین راجہ مہیپال نو سو صدی عیسوی میں گدی نشین رہا اس کے جانشین کمزور ثابت ہوئے آخر میں راجہ وہراج قنوج کا گدی نشین ہوا اس کی جانب سے اس علاقہ کا حاکم سکھدیو تھا، سخت سرکش اور متعصب تھا وہ عموماً گڑھی نانوتہ میں رہتا تھا کبھی کبھی جلال آباد بھی چلا جاتا تھا، جب ۱۰۱۸ء میں سلطان محمود غزنوی راجہ وہراج والیٔ قنوج پر حملہ کرنے کی غرض سے براستہ کرنال لکھنوتی گنگوہ نانوتہ سے گذر رہا تھا جوق جوق اسلامی لشکر کے دستے جا رہے تھے کہ سکھدیو حاکم نے مزاحمت کی محمود غزنوی کو جلال آگیا، فوراً اسلامی لشکر کفار کی فوج پر ٹوٹ پڑا سکھدیو کی کچھ فوج ماری گئی باقی فرار ہوگئیں، سکھدیو بھی مارا گیا گڑھی سے اس کے اہل و عیال گرفتار کرلئے۔ گڑھی[1] کی اینٹ سے اینٹ بجادی حتیٰ کہ گڑھی کو مسمار کردیا جو تودہ کی شکل میں اینٹ مٹی کا ڈھیر بن گیا جو آج تک ایک تودہ کی شکل میں ہے پس اس عبارت سے واضح ہے کہ نانوتہ کی آبادی ۱۰۱۸ء سے قبل کی ہے یعنی نانوتہ کی آبادی آٹھ سو سال سے زائد کی ہے۔ اس کے علاوہ قصبہ نانوتہ کی آبادی کی قدامت کا ثبوت سرکاری کاغذات سے بھی ملتا ہے چنانچہ واجب العرض دستور بندوبستی ۱۸۶۷ء قصبہ نانوتہ کے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین ہیں یعنی منکہ سید محمد علی نمبردار و سید محمد نقی نمبردار و سید صابر علی نمبردار و سید احمد علی نمبردار و سید فضل حسین نمبردار و مولوی سید مظفر علی مفتی و مولوی سید حسین مفتی و مولوی حکیم سید احمد حسن و مولوی حکیم سید ابوالحسن و سید اسد علی و سید قطب علی و سید نور علی و سید امام علی و سید سعادت علی

[1] گڑھی، نانوتہ کی آبادی میں ایک محلہ کوٹ ہے یہی جگہ بلندی پر ہے غالباً یہی جگہ گڑھی کی ہوگی (مؤلف)

وسید فیض الحسن و سید نیاز علی و شیر جنگ خان و امانت خان و محراب خان و گلشیر خان و کالا دار خان و شیخ خادم حسین و شیخ جمال الدین و شیخ اسد علی و بھانا نمبردار و سوندھا و حسینا و کمال الدین و کوڑا و جمنا داس و گروہر لال و ہوشیار سنگھ وغیرہ ہم زمینداران وحصہ داران و کھیوٹ داران و نمبرداران قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور کے ہیں جو کہ بندوبست ١٨٦٧ء ہمارے رقبہ میں شروع ہوا ہمارے رقبہ ربیع الاول ١٢٦٧ء فصلی لغایۃ ١٢٩٧ء فصلی مجوزہ جمیع مدت تیس سال ہماری سرکار سے مقرر ہوئی ہے اس واسطے اقرار ہم سالتمام بندوبست آئندہ سے تا عمل بندوبست حسب ذیل شرائط کے پابند رہ کر عمل کریں گے ۔ (دفعہ انتظام دیہہ) آبادی اس نانوتہ قصبہ کی تقریباً آٹھ سو سال سے قائم ہے اور آبادی مالکان ایک جگہ پر ہے مگر مزرعہ ایک معروف قطب پور اور دوسرا معروف امام پور شامل رقبہ آبادی قصبہ نانوتہ کے شمار حال سے اور آبادی دیہہ قصبہ وار ہے اس قصبہ میں سادات شیعہ اثنا عشری، شیخزادگان، افغانان، مغل، راجپوت گوجر و برہمن و مہاجنان وغیرہ خلقیہ آبادی مردم شماری آباد ہیں ...... تا آخر .

پس سرکاری کاغذات سے بھی ثابت ہے کہ قصبہ نانوتہ کی آبادی آٹھ سو سال سے قائم ہے، بعض ناواقف لوگوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ قصبہ نانوتہ کو سکھ حضرات کے رہبر گورونانک صاحب نے آباد کیا ہے اس وجہ سے ان کے نام کی مناسبت سے نانوتہ نام مشہور ہوگیا، مگر یہ روایت اس لئے لغو اور بے بنیاد ہے کہ گورونانک صاحب ١٥٢٩ء میں بابر بادشاہ کے عہد میں تھے، چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے گورونانک صاحب کے سوانح حیات میں لکھا ہے کہ گورونانک صاحب کی شادی علاقہ بٹالہ میں ہوئی اور ان کے صلب سے سری چند و لکھی داس دو فرزند پیدا ہوئے لیکن وہ دنیاداری خانہ داری گھریلو زندگی کو پسند نہیں کرتے تھے اسی حال میں فقیرانہ ریاضتیں کیں ایک دفعہ سلطان پور کے پاس دریائے بیاس میں تین رات دن برابر پانی میں رہے اور ایک بیری کے درخت کے نیچے خدا کی یاد یعنی عبادت میں مشغول رہے اس جگہ کا نام "سنت گھاٹ" رکھا سکھ حضرات اس مقام کو متبرک سمجھتے ہیں آخری وقت میں ضلع گورداسپور میں ایک مقام پر دھرم شالہ تعمیر کرایا اس کا نام کرتار پور رکھا اور ستر سال کی عمر ١٥٩٦ء میں انتقال ہوا پس ثابت ہوا کہ گورونانک صاحب نانوتہ کی آغاز آبادی کے تقریباً پانچسو سال بعد پیدا ہوتے اس لئے گورونانک صاحب کا نانوتہ کو آباد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

قصبہ نانوتہ کی آبادی کا دوسرا دور

مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی اعلی اللہ مقامہ کی آمد سے قبل مسلمانوں میں صرف شیروانی و ککے زئی افغان آباد تھے جو قیس عرف عبدالرشید بن عیص بن نسل یہود بن حضرت یعقوب نبی اللہ کی اولاد سے تھے قیس عرف عبدالرشید کو رسول اللہ نے پٹھان کا لقب عطا فرمایا تھا قیس عرف عبدالرشید کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (١) سڑبن (٢) غرغشت (٣) بٹین ان تینوں بیٹوں کی نسل کثیر ہوئی (١) سڑبن کے صلب سے دو پسر (١) شرف الدین عرف شرجنون (٢) خیر الدین عرف خرشبون ان کے صلب سے تین پسر کانسی و مند یا نر مند و کند اس کے صلب سے دو پسر غوریا خیل و خشی اسکی زوجہ اولیٰ مرجانہ کے بطن سے دو پسر مسنخ یا الک و مند اور زوجہ ثانیہ لبو کے بطن سے یک پسر ترک لانی معروف ترکانی اسکی اولاد سے سالار زئی و مہمند زئی، ککے زئی، تونخوئی اسمٰعیل زئی وغیرہ ہیں اور مند کی اولاد سے یوسف زئی، منڈر، عثمان زئی، زرڑ، کمال زئی، علی زئی، محمود زئی، کور زئی، رائی زئی، سمر خیل وغیرہ ہیں ان قبائل میں سے بہت سے سلطان محمود غزنوی و شہاب الدین غوری اور دیگر شاہان اسلام کے ہمراہ بعض شوق جہاد سے بعض ملازمت

کے سلسلہ سے ہندوستان میں مسلم حملہ آوروں کے ہمراہ آئے اور ہند ہی کے مختلف مقامات پر آباد ہوگئے، اکثر قبائل ۹۳ھ میں محمد قاسم کے بھی ہمراہ آئے اور ہند کے بہت سے مقامات پر پھیل گئے بہر حال قصبہ نانوتہ میں افغانوں کی مسلم آبادی کے بعد اولاً مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی ۸۹۲ھ میں نانوتہ رونق افروز ہوئے بعدہٗ شیخ میراں بڈھا صدیقی بھی بہلول لودی کے حکم سے نانوتہ تشریف لائے، انہیں حضرات نے رہائشی مکانات کی تعمیر کا سلسلہ جاری کیا، ان حضرات کے بعد سید حاجی حسن مکی بہ نسل امام زادہ سید عبدالباہر بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے جن کی نسل امیر الامرا سید زید مکی صوبہ دار (گورنر) اوجین نے عالیشان محلات و پائین باغ وغیرہ تعمیر کرائے ان کے آخر میں سید شاہ نادر علی بن سید شاہ مہر علی سبزواری نے موضع بھنراؤں میں ایک گڈھی پختہ تعمیر کرائی اور رہائش اختیار کی ان کے بعد ان کی اولاد نے نانوتہ میں رہائشی مکانات تعمیر کراکر بود و باش اختیار کی جوں جوں اولادیں بڑھتی گئیں آبادی میں اضافہ ہوتا گیا، سادات نے آبادی کی ترتیب اس لحاظ سے رکھی کہ درمیان میں کسی اور اقوام کے مکانات حائل نہ ہوجائیں غرض اس وقت سادات اثنا عشریہ کی آبادی چھ محلوں پر منقسم ہے

(۱) چھتہ (۲) پیرزادگان (۳) کوٹ (۴) بازار (۵) محل (۶) سبزواریان۔

آب وہوا و پیداوار

نانوتہ تحصیل دیوبند میں واقع ہے تمام تحصیل ہی پر کیا منحصر ہے تمام ضلع سہارنپور کی آب وہوا مرطوب ہے بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں خاص نانوتہ اور مضافات کا رقبہ نہایت زرخیز سر سبز و شاداب ہے نہر جمن شرقی اور اس کی شاخیں نہری کلیرپور راجباہ سجوڈ، مائینر نانوتہ، مائینر پانڈوکھیڑی نانوتہ کے رقبہ کو سیراب کرتی ہیں، نانوتہ کی آبادی کے ہر چہار طرف ہر قسم کے باغات ہیں یہاں کا آم نہایت شیریں خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتا ہے جس میں ایک قسم کی لطافت ہوتی ہے آم کے علاوہ لوکاٹ، انار، سنترہ، امرود ناشپاتی، بیر، شہتوت وغیرہ کے باغات بکثرت ہیں ان میں رنگ برنگ کے گلاب چنبیلی مولسری، چمپا وغیرہ کے پھول ہوتے ہیں جن کی خوشبو سے جنگل معطر رہتا ہے، گنا، پونڈہ سرخ و سفید و سبز نہایت شیریں ملائم ہوتا ہے جس سے شوگر ملز میں چینی چرخیوں میں گڑ، شکر، کھانڈ وغیرہ تیار ہوتی ہے اجناس میں چاول، گندم، گوجئی، نخود، جو، جوار، باجرہ، مکئی سرسوں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں، چاول یہاں کی خاص پیداوار ہے ہر قسم کا بہترین چاول بانسمتی، رام اجوائن وغیرہ پیدا ہوتا ہے، مرچ، کشنیز، مونگ پھلی، شکر قندی تمباکو وغیرہ اور ہر قسم کی سبزیات کے علاوہ تالابوں میں سنگھاڑہ پیدا ہوتا ہے، نانوتہ اور مضافات میں خودرو بیل پیدا ہوتی ہے اس کی جڑ کے نیچے ایک پھل بشکل کچالو زمین دوز پیدا ہوتا ہے اس کا رنگ زردی مائل ذائقہ تلخ لیکن پکنے سے کچھ تلخی دور ہوجاتی ہے رنگ عنابی اور بھربھرا پن آجاتا ہے، گینٹھی کے نام سے مشہور ہے اس کا استعمال بخار کے لئے مفید ہے گنوار، کاتک کے مہینہ میں پیدا ہوتا ہے موسم گرما ماہ اپریل سے شروع ہوکر وسط جون تک رہتا ہے اور آخر جون سے آخر ستمبر تک موسم برسات رہتا ہے ماہ اکتوبر سے گلابی جاڑہ شروع ہوکر دسمبر جنوری میں شدید سردی ہوتی ہے کبھی موسم بگڑ جانے سے فروری تک سردی رہتی ہے۔

نانوتہ کے متفرق حالات

جس طرح سیادت پناہ مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی نے اپنے بلند کردار و روحانی قوتوں سے اس علاقہ کو مطیع کیا اور آخری لمحہ حیات تک تبلیغ دین اسلام میں مصروف رہے اسی طرح آپ کے فرزندان اور ان کی اولاد اپنے جد کے نقش قدم پر چلتے رہے ان کی متبرک زندگی کا ہر لمحہ نصرت دین حق میں بسر ہوا اور یہ حضرات نشر فضائل

مناقب و علوم اہلبیت میں ہمیشہ سرگرم رہے چنانچہ سادات نانوتہ ہر علم و فن میں کامل تھے ان میں کثیر تعداد میں فقہ، مفسر، فلسفی، نحوی و لغوی، منطقی، متکلم، قاضی، مفتی، خطیب، طبیب، قاری، مورخ نساب، عامل، جفار، ادیب، شاعر وغیرہ گذرے ہیں اور اب بھی ان صفات کے حضرات موجود ہیں، متقدمین و متاخرین میں اکثر آسمان علم و کمال کے درخشاں ستارے مانے جاتے تھے اور اپنے زہد و اتقاء وصحیح شجرہ نسب کے مقدس بزرگ تھے ان میں علامہ سید بہادر علی بحر العلوم مجتہد و علامہ سید صفدر علی مجتہد مدفون قم و علامہ سید نجیب علی ملقب سید شاہ نجفی مجتہد وغیرہ جیسے بلند پایہ علماء و مجتہدین ہوئے ہیں اگر سب حضرات کا ذکر کیا جائے تو انکے لئے کافی صفحات کی ضرورت ہے انہوں نے علوم الائمہ اور علوم القرآن کی حفاظت کی انکی اولاد اور شاگردوں میں کیسے کیسے علماء فنون و علوم جمع تھے جن سے صدہا نے تعلیم پاکر علوم و فنون مذہب کی ترویج کی اور دین الہٰی کی حفاظت و تبلیغ مذہب حقہ میں ہمیشہ جد و جہد کرتے رہے چنانچہ نانوتہ کے صاحب علم شیوخ صدیقی خاندان کے چار خاندان ان بزرگوں کی تبلیغ مذہب حقہ کے زیر اثر مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری قبول کیا مثلاً شیخ نجیب اللہ بن شیخ عصمت اللہ و شیخ حکیم محمد عاقل بن شیخ ابو الفتح و شیخ مولوی غلام حسین ولد شیخ غلام اشرف و شیخ غلام عباس متخلص ہنر ولد شیخ پرورش شیوخ صدیقی سربراہ خاندان اولاد شیخ میراں بڈھا بہ نسل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان حضرات نے محلہ شہزادگان میں ایک مسجد اور امام باڑہ کا سنگ بنیاد رکھا جہاں آج تک عزاداری سرکار سید الشہداء برپا ہوتی ہے، یہ حضرات شاہان اسلام کے عہد میں عہدہ قضا پر مامور تھے اس لئے قاضیان کے لقب سے مشہور ہیں، بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ سُنی مذہب تھے مگر یہ خیال انہیں لوگوں کا ہو سکتا ہے جو تاریخ اور واقعات سے ناواقف ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مظالم بنی اُمیہ و بنی عباس سے جو اولاد رسول و محبان اہلبیت جانبر ہوئے و اطراف عالم میں منتشر ہو گئے ان میں سے جو لوگ مختلف لباسوں مختلف صورتوں میں تحفظ مذہب و عزت و جان کی خاطر وارد ہند ہوئے ان میں بعض بزرگ بہ لباس تصوف تھے وہ اس لباس میں اپنا مذہب و عزت و جان کی حفاظت کرتے تھے بظاہر اہل دنیا انکو سُنی صوفی سمجھتی تھی لیکن حقیقتاً یہ حضرات نشر فضائل و مناقب و علوم اہلبیت میں ہمیشہ سرگرم رہے ان کے عقائد ملفوظات و قصائد سے انکے صحیح عقائد کا پتہ چلتا ہے جیسے دہلی میں سید قطب الدین بختیار کاکی، اجمیر میں سید حسن معین الدین چشتی آگرہ میں قاضی سید نور اللہ شستری شہید ثالث و سید ابو العلا، ملتان میں سید شاہ شمس الدین تبریزی لاہور میں سید احمد توختہ و پانی پت میں سید شاہ اشرف بو علی قلندر و غازی پور سید مسعود ملک السادات سالار غازی و سیہون میں سید عثمان ملقب سید لال شہباز قلندر و کڑمان میں سید ابو الحسن فخر عالم وغیرہ وغیرہ، اب ان حضرات کا شیعہ اثنا عشری ہونے کا ثبوت اوّل تو قاضی سید نور اللہ شستری کی شہادت محض شیعہ ہونے کی بنا ہے لیکن مزید ثبوت یہ ہے کہ ملا عبد القادر بدایونی سُنی المذہب نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ اگرچہ قاضی سید نور اللہ شستری شیعی مذہب است اما بسیار بصفت نصفت و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقویٰ و عفاف و اوصاف اشراف موصوف است و بعلم و حلم و جودت فہم و حدت طبع و صفائے قریحہ و ذکا مشہور است پس ملا عبد القادر صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ شیعہ تھے، خواجہ معین الدین اجمیری نے کہا اور پکار کر کہا کہ یزید کو بادشاہ سمجھنے والو بادشاہ یزید نہ تھا بلکہ امام حسین علیہ السلام بادشاہ تھے۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ   دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

(۳) سید لال شہباز قلندر (مزار سیہون سندھ) آپ کو حضرت امام علی علیہ السلام سے بے پناہ عقیدت تھی فارسی زبان میں منقبت لکھی ہے جس کا ایک بند حسب ذیل ہے جو انکے عقیدہ پر روشنی ڈالتا ہے

وصی مصطفےٰ علیؑ است بگو بخدا رہنما علیؑ است بگو

سرورِ اولیا علی است بگو نور ایمان ما علیؑ است بگو

آپ اکثر پا پیادہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کے روضہ پر حاضری دیتے تھے، اس کے بعد نجف اشرف اسی طرح مختلف مزارات مقدسہ ائمہ معصومین علیہم کی زیارت کرتے تھے، آخر میں کربلا معلیٰ جاتے تھے اور ضریح مقدس سرکار سید الشہداء پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے تھے۔ (رسالہ نذر شہباز ص ۵۴)

(۴) سید مسعود ملک السادات سالار غازی کے حالات میں ایک کتاب بزبانِ سنسکرت مسعودی قصہ کے نام سے ہے جس کا اردو میں ترجمہ لالہ بھگوتی پرشاد نے کیا ہے اس میں آپ کا مذہب شیعہ ہونا لکھا ہے تفصیل کے لئے انکے حالات ص ۳۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں، یہ وہ بلند پایہ بزرگ تھے جنہوں نے سلطنت وقت کے تمام جاہ و جلال و شوکت و جبروت کے باوجود اپنے فریضہ تبلیغ حق میں اعلانیہ یا پوشیدہ کوتاہی نہیں کی یہ حضرات اور ان کی اولاد میں ظاہر یا پوشیدہ ایام محرم میں مجالس ۱۴ برپا کرتے رہے۔

دنیوی اعتبار سے بھی سادات نانوتہ ہر اسلامی حکومت کے ہر دور میں مددگار رہے، خواہ دولت سامانیہ (ماوراء النہر) ہو یا شاہان ایران ہو یا دولت غزنویہ اور یا شاہانِ اسلام دہلی ہو ہر اسلامی حکومت کے دور میں علم و عمل و شجاعت سے مددگار و وفادار رہے، سربراہ سلطنت نے بھی سادات عظام کی قدردانی کی اور ان کو ذمہ دار و ممتاز عہدے عطا کئے، جیسے امیر الامراء سپہ سالار و وزراء مقرب، معتمد، صوبہ دار، دیوان، ناظم و حاکم، منصبدار، درباری، قلعہ دار، جاگیردار، فوجدار عامل وغیرہ اس جگہ یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہانِ اسلام کے عہد حکومت میں متذکرہ عہدوں کے کیا فرائض تھے،

مغلیہ دور کا نظام حکومت

مغلیہ دور سے قبل شاہانِ اسلام کا نظام حکومت جس طور پر چلتا تھا اس میں شاہانِ اسلام نے ترمیم کی، شاہانِ مغلیہ کے اور ان سے قبل کے سلاطین کے عہد حکومت میں موجودہ زمانہ کیسے ذرائع خبر رسانی اور وسائل نقل و حرکت نہیں تھے اور حکام اعلےٰ یا افسران کے پاس آج کل کے سے آلات حرب نہ تھے اندرون ملک ہندو باشندے اکثریت میں آباد تھے وہ فطرتاً مسلمان بادشاہوں کے مذہب اور حکومت سے نفرت کرتے تھے جب وہ مرکزی حکومت میں کمزوری دیکھتے تو آزادی کی کوشش کرتے تھے، صوبہ دار، صوبہ میں دور دراز مقامات تک فوج اور خزانہ کا حاکم اعلےٰ ہوتا تھا اگر فوجدار یا عامل کمزور ہوتا تو مقامی ہندو باشندے بغاوت کرتے اگر وہ زبردست ہوتا تو صوبہ دار کو ان پر قابو رکھنا دشوار ہو جاتا تھا اس زمانہ میں نہ تو ریل گاڑی تھی نہ تار برقی کہ مقامی حکام مناسب نگرانی و انتظام

کرتے بعض صوبوں کی سڑکیں ناقص اور ناہموار تھی رعایا بوجہ ہندو ہونے کے ان سے امداد کی بہت کم توقع تھی اقوام برہمن، راجپوت، جاٹ، اہیر وغیرہ حکومت کے ملازم ہوتے تھے ان کے جوان عموماً فوج کے سپاہی ہوتے تھے اسلئے بادشاہ مندرجہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلم طبقہ کے شرفاء، سید، شیخ، مغل، پٹھان کو ممتاز اور ذمہ دار عہدوں پر فائز کرتا تھا تاکہ ہم مذہب اور شرافت ونجابت ہونے کے سبب ملک بغاوت سے محفوظ رہے۔ شاہانِ اسلام مغلیہ کے عہد میں ممتاز اور ذمہ دار عہدے

۱. وکیل سلطنت: "وزیر اعظم" بخشی (کمانڈر چیف) جس کے سپرد کل فوج کا انتظام ہوتا تھا۔

صدر: جو مذہبی محکموں کا افسر اعلےٰ ہوتا تھا" صوبہ دار (گورنر) جو صوبہ کا حاکم اعلےٰ ہوتا تھا۔

دیوان: (وزیر مال) محکمہ مال کا نظم ونسق اس کے سپرد ہوتا تھا۔

مفتی: قاضی (جج، منصف مجسٹریٹ) عدالت کا کل کام انجام دیتے تھے۔

قلعدار: (قلعہ کا منتظم اعلےٰ) فوجدار (کلکٹر) ضلع کا حاکم ہوتا تھا۔

عامل: (افسر مال وتحصیلدار) اس کے سپرد معمولی مالگذاری کے علاوہ متفرق کام، اس کے ماتحت (عملہ قانونگو وپٹواریان)

کوتوال: شہر کا نگراں اور اس کے ماتحت پولیس کا کل عملہ ہوتا تھا" فوج دو طرح کی ہوتی تھی، سرکاری وجاگیرداری۔

سرکاری فوج: اس کا انتظام خود بادشاہ کرتا تھا اس کے مصارف شاہی خزانہ سے ادا ہوتے تھے اس میں سواروں کا وہ دستہ بھی شامل تھا جو احدی کہلاتے تھے، سرکاری فوج کے افسران وسرداراں وسپہ سالار مسلم شرفاء طبقے سے ہوتے تھے۔

جاگیرداری فوج: ایک تو ان راجاؤں کی فوج جو بادشاہ کے مطیع ہو چکے تھے وہ وقت ضرورت فوجی امداد دینے کے پابند تھے"

دوسری منصبداروں کی فوج: منصبداروں کی فوج تینتیس درجوں پر منقسم تھی، سب سے اعلیٰ درجہ دس ہزاری منصبدار تھا، منصبدار کی تقرری یا موقوفی کا انحصار محض بادشاہ کی مرضی پر تھا، منصبدار کو یا تو براہ راست شاہی خزانہ سے تنخواہ ملتی تھی یا جاگیر دے دی جاتی تھی ہر منصبدار کے پاس سپاہیوں کی ایک مقررہ تعداد ہوتی تھی، ہر سوار کو منصبدار کی منشا کی مطابق اپنا ذاتی گھوڑا اور ہتھیار رکھنا پڑتا تھا، سوار کی تنخواہ وگھوڑے کا خرچ منصبدار ادا کرتا تھا، بادشاہ خود فوج کا سپہ سالار اعظم ہوتا تھا بادشاہ کی کامیابی اس بات پر منحصر تھی کہ حکومت کے تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں ہوں اس لئے اس زمانہ کے بادشاہ بالکل مطلق العنان ہو۔ ے البتہ قانون اسلامی کے محافظ مفتی، قاضی اور فقہ عالم تھے قانون کی بنیاد مذہب پر ہوا کرتی تھی۔

بہرحال شاہان اسلام دہلی نے جو سادات نانوتہ کو جاگیریں اور دیہات برائے مدد معاش عطا کیں وہ ان پر ۱۸۳۷ء تک قابض ومتصرف رہے لیکن جس وقت انگریزی عملداری کا زمانہ آیا اور انگریزوں نے ان جاگیروں کو جو شاہان اسلام دہلی کی جانب سے سادات عظام نانوتہ کو عطا ہوئی تھیں، ضبط کرنے کا منصوبہ مرتب کیا، چنانچہ اس منصوبہ کے تحت مسٹر جان میسور صاحب مہتمم ضلع سہارنپور نے ۱۸۳۸ء میں یہ تمام جاگیریں بحق سرکار انگریزی ضبط کرلیں۔ بعض سادات خاندان نے چند مواضعات کی اپیلیں دائر کیں جو مسٹر ہری براورس اربن صاحب سپیشل کمشنر اوّل دوم سوم سنٹرل متعلقہ اضلاع وکمشنری میرٹھ وبریلی وآگرہ نے بتاریخ ہفتم ماہ ستمبر

وقتاً فوقتاً بذریعہ
سنہ ۱۸۴۳ء میں منظور کیں وہ مواضعات ضبطی سے محفوظ رہے، جو جاگیریں و دیہات شاہان اسلام دہلی کی طرف سے
فرامین سادات کو کارنمایاں کے صلہ میں ملتی رہیں، ان میں سے اکثر فرامین شاہی ہمارے پاس محفوظ ہیں لیکن افسوس ہے کہ یہ فرامین
شاہی اس قدر بوسیدہ اور دیمک خوردہ ہیں کہ ان کی بعض مقام سے عبارت ضائع ہو چکی ہے ورنہ ہم ضرور اصل فرامین شاہی کی نقل کر دیتے
تتمہ ان میں جن مواضعات کے نام باقی ہیں وہ یہ ہیں۔ نوجل، گورانہ، بھالو، چھویہ، گڈھی، تیترول، آقاپور عرف پہونس گڈھ صالح پور
گندپوڑہ، کمہار ہیڑہ، سالیر، منوہرہ، یحییٰ پور، پچنہ، بہاری، بھالبسی، نانوتہ ٹہکرول، لنڈھورہ، جندھیڑی، پانڈوکھیڑی، ٹہکہ، جٹودوہ
پانڈو، چرتھاول، سکروڈہ، اکبرپور، برسی، بہنیراؤں، چہچرولی، جاجوہ، ہنگاولی، نین پور، انت منڈو، سلیم پور، کھوڈانہ، مہروانی، سلیم پور
نین کھیڑی، حسن پور، نہاڑہ گوجر و جوزہ، بھٹیرہ، بڑا گاؤں، رسول پور، دریاپور، ٹھینہس پور، ملہی پور، معری خورد، ڈھاکہ دیوی، کچراؤں،
رتن کھیڑی۔

نانوتہ اور ہند میں مراسم عزاداری کی ابتدا

واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام اور خون ناحق شہدائے کربلا چھپ نہ سکا اور ایک نہ مٹنے والی زندۂ جاوید تاریخ بن گیا اگرچہ طرفداران بنی امیہ کو احیاء واقعہ کربلا و تذکرہ شہادت امام حسین علیہ السلام ہمیشہ گراں گذرتا رہا مگر دوستداران آل محمد نے اپنے پیشوائے برحق سرکار سید الشہداء کی تاسی و پیروی میں مردانہ وار و دلیرانہ ہمت کے ساتھ باوجود ہزاروں مواقع و خطرات کے اس یادگار حسینی کو دنیا میں قائم و برقرار اور مراسم عزاداری قائم کر کے ہر زمانے ہر جگہ میں نسل انسانی کو قیامت تک کے لئے حقیقت سے واقف و آگاہ کر دیا، اندرون خانہ مجالس عزا کے انعقاد پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ جملہ اہل عالم کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا تعارف کرانے کے لئے بشکل جلوس عزا ماتمداروں کی صورت میں باہر نکلنا شروع کیا تاکہ حقیقت شہادت مثل واقعہ خم غدیر کے پردہ میں نہ رہ جائے آٹھویں صدی ہجری میں جب سلطان امیر تیمور ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اپنے ہمراہ ایک (ضریح معجزہ) ہمراہ لایا اس ضریح معجزہ کے بارے میں خود امیر تیمور (تزک تیموری) میں لکھتا ہے کہ میں کوفہ میں مقیم تھا تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ اس علاقہ میں فرزند رسول جناب امام حسین علیہ السلام کو یزید بن معاویہ نے مظالم ڈھا کر شہید کرایا میں کربلا معلےٰ پہنچا اور فرزند رسول کی قبر اطہر کی زیارت کی اہل کربلا نے وہاں کی مٹی (خاک شفا) سے ایک علم بنا کر پیش کیا میں نے وہ علم آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا قبر اطہر سے لپٹا خود بخود اس قدر رقت طاری ہوئی کہ میں نے دن رات فوجی معاملات اور سلطنت کے کاروبار معطل رکھے، کسی طرح تربت انور چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا آخر کار امراء و وزراء سلطنت نے مجھے سمجھایا اور اہل کربلا نے میرے صبر و سکون کے لئے ایک خاص خاک شفا کی ضریح مقدس تیار کر کے میرے سامنے پیش کی جسے دیکھ کر مجھے پھر رونا آگیا اور اس قدر گریہ طاری ہوا کہ میں بیہوش ہو گیا رات کو اس ضریح مبارک سے ایسی آواز گریہ آتی تھی کہ جو سنتا وہ بے ہوش ہو جاتا، اس معجزہ کی وجہ سے میں نے اس ضریح مقدس کا نام (ضریح معجزہ) رکھ دیا، سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھنے لگا آغاز محرم سے دس دن تک وہ ضریح ایک مخصوص مقام پر رکھتا اور ملّا سید حسن کے مشورہ کے مطابق تعزیہ داری کرتا روایات مصائب واقعہ کربلا سنتا اور روتا تھا اور مظلوم کربلا کے نام پر کھانا وغیرہ (تبرک) تقسیم کرنا

اور یہی عمل ہر سال ہر مقام پر کرتا ہند میں بھی یہی عمل رکھا (تزک تیموری) امیر تیمور کی عزاداری قائم کردہ کا سلسلہ بدستور رشید خضر خاں نے رکھا جو سلطان امیر تیمور کا نائب السلطنت تھا، اور سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور سلاطین دکن کے فرمانروا سلطان یوسف عادل شاہ بادشاہ نے ۹۰۸ھ میں قلعہ ارک کی مسجد میں بروز جمعہ بطور شیعہ اثنا عشری اذان دلائی اور اشہدان امیر المومنین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ کا اعلان ہوا اور خطیب نے خطبہ میں آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء کا اضافہ کیا، مجالس عزا اور مراسم عزاداری مظلوم کربلا قائم کی گئی (تاریخ بیجاپور)

ملک العلماء قاضی شہاب دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ جو ہمایوں بادشاہ سے تقریباً سوا سو برس پہلے کے مشہور مفسر اور سُنی المذہب فقیہ ہیں انہوں نے اپنی تالیف ہدایۃ السعداء میں عزاداری کے جواز سے بحث کی ہے، پس معلوم ہوا کہ دہلی اور مضافات دہلی اور دکن میں عزاداری سیدالشہداء کے مراسم رائج تھے۔

ہمایوں ایران سے زیادہ تر شیعہ فوج لیکر آیا اور جس میں سادات و قزلباش شیعہ افسران بھی تھے، ایرانی تعلقات کی بنا پر ان مراسم عزاداری میں مزید فروغ ہوا، اور اکبر بادشاہ کی تربیت بیرم خان ترکمان کے آغوش میں تھی بیرم خان مذہب شیعہ کا پابند تھا، چنانچہ مولوی سبط الحسن ہنسوی نے اپنی تاریخ عزاداری میں لکھا ہے کہ ۹۵۹ھ میں بیرم خان ایران گیا اور ہمایوں کے لئے قیمتی جواہرات کی ایک ضریح مقدس بنوا کر لایا جو شاہی محل میں رکھی گئی جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ اسی بیرم خاں (جو مذہب شیعہ کا پابند تھا) کے آغوش میں اکبر بادشاہ کی تربیت ہوئی اس لئے اکبر بادشاہ کے دل میں شیعوں کی طرف سے تعصب نہ رہا بلکہ بہت سے شیعہ اراکین سلطنت اس کے دربار کی زینت تھے جیسے مرزا عبدالرحیم خان خاناں، مسیح الدین، حکیم ہمام، شیخ ابوالفضل و شیخ ابوالفیض فیضی، سید جمال الدین زیدی، مخدوم سید مصطفےٰ حسینی الترمذی و سید شاہ نظام الدین حسینی ترمذی سبزواری وغیرہ یہ سب حضرات شیعہ مذہب کے پابند تھے اور جب دربار میں نماز کا وقت آجاتا تھا تو ان میں سے اکثر بطریق مذہب شیعہ اثنا عشری نماز ادا کرتے تھے اور یہی حضرات ایام محرم میں مجالس عزا برپا کرتے اور روایات واقعہ کربلا سُن کر روتے تھے۔

نانوتہ میں عزاداری کی ابتداء

اولاً اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ سادات حسینی الترمذی، نانوتہ، بین پور، گنگوہ، چلکانہ، ساڈھورہ، بوڑیہ، بنوڑ، انبالہ، غازی پور وغیرہ کے مورث اعلیٰ سیادت پناہ مخدوم سید احمد توختہ مدفون لاہور سب سے پہلے وارد ہند ہوئے، بعدہٗ ان کی پانچویں پشت میں امیرالامرا سید احمد زاہد سبزواری سپہ سالار بھنوئی سلطان محمود غزنوی معہ اہل و عیال و دس ہزار لشکر بہ ایما محمود غزنوی لے کر ہند رونق افروز ہوئے پھر ان کی آٹھویں پشت میں سید السادات سید مسعود ملک السادات سالار غازی سپہ سالار محمد تغلق مدفون غازی پور ہوئے ہیں یہ بزرگ اعلانیہ شیعہ اثنا عشری تھے چنانچہ لالہ بھگوتی پرشاد نے رسالہ قصہ مسعودی میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ شیعہ اثنا عشری تھے اسی بنا پر محمد تغلق کے جانشینوں نے ان کی اولاد کی کچھ جاگیر ضبط کرلی، ان کی اولاد میں ایام محرم میں مراسم عزاداری برپا کرتی رہیں،

سیّد مسعود سالار کے فرزندِ اکبر سیّد ضیاء الدین فیروز تغلق کی فوج کے سپہ سالار تھے جو دہلی میں مجالسِ عزا منعقد کرتے رہے انہیں کی نسل میں ساداتِ نانوتہ و نبی پور و گنگوہ ہیں جو بہت سے حضرات شاہانِ اسلام دہلی کے دور میں دہلی و دکن میں ممتاز عہدوں پر فائز تھے۔ یہ اور دیگر ساداتِ عظام و مغل و قزلباش فوجی دہلی کے شیعہ سپاہی و سردار ایام محرم میں رواسم عزا دھنی انداز ہوں سے ادا کرتے کیونکہ ان میں سے بہت سے حضرات دکھنی امیروں اور شیعہ عادل شاہیہ حکمران سے قریب رہنے کے باعث عزاداری میں حصّہ لیتے تھے ان میں سُنی حضرات بھی رواسم عزاداری سے متاثر ہوئے، پھر وہ تاثرات قلعہ دہلی تک آئے۔ جیسا کہ محمد دین بی، اے نے زیب النساء نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زیب النساء کا مذہب باپ کی طرح اہل سنت والجماعت تھا، اولیاء اکرام و بزرگانِ دین کے نام بڑے ادب سے لیتی تھی، عالم گیر کی تخت نشینی سے پہلے مجالس عزا و تعزیہ داری کا بھی شوق رہا بڑے اعتقاد و اخلاص سے شریکِ مجالس ہوا کرتی تھی (زیب النساء ص۱۶ طبع لاہور ۱۹۰۴ء) عالمگیر اورنگ زیب ابتداً مذہب شیعہ کا مخالف رہا لیکن مرتے وقت اس نے جو وصیت نامہ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رجحانات بدل گئے اور شاید شیعہ ہی دنیا سے رخصت ہوا اس نے وصیت کی تھی یعنی اس گنہگار غرقِ عصیان کو تربت خاکِ کربلا کے ساتھ غسل و کفن دیں کیونکہ گناہوں کے سمندروں میں غرق افراد کے لئے اس بارگاہ مغفرت و رحمت کے علاوہ کہیں پناہ نہیں اس سعادت عظمٰی کی مصلحتیں فرزند عالی مرتبہ شہزادہ والا تبار سے معلوم کر لی جائے (واقع عالمگیری طبع اول اعظم گڑھ ص۴۶)

عالمگیر کے وصی محمد معظم بہادر شاہ نے تخت نشین ہوتے ہی اپنی شیعیت کا اعلان کر دیا لیکن سنیوں نے بادشاہ کے خلاف ایک محاذ بنا لیا آخر بادشاہ کو تقیہ اختیار کرنا پڑا بہر حال دہلی، دکن کے عادل شاہیہ حکمران شیعہ اور دوسرے شاہانِ مغلیہ کے عہد میں ساداتِ نانوتہ بھی اسی طرح عزاداری میں حصّہ لیتے رہے جس طرح دوسرے سادات و ایرانی و مغل و قزلباش شیعوں نے رواسم عزاداری کو فروغ دیا۔ آہستہ آہستہ تمام مذاہب شیعہ، سُنی، ہندوؤں نے عزاداری سرکار سیّد الشہداؑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا، اس لئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنی قربانیوں سے اس دین اسلام کی بنیاد مستحکم کی جس دین اسلام کی بنیاد رسول اللہؐ نے رکھی اور انسانیت کو زندہ کیا۔ آپ دنیا کی تمام قوموں اور تمام تہذیب یافتہ ملکوں کے واسطے کھلی ہدایت اور نمونہ عمل ہیں ان حقائق کی وجہ سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں رواسم عزاداری دہلی، اضلاع کمشنری میرٹھ، آگرہ، راجپوتانہ، دھولپور، گوالیار، جے پور سے لے کر دکن، بہار، اڑیسہ، بنگال، اودھ، کشمیر، پنجاب تک قائم ہو گئیں، ساداتِ بارہہ کے عروج نے رواسم عزاداری میں مزید تقویت دی، کیونکہ ساداتِ بارہہ و نانوتہ میں باہمی تعلقات ہونے کی وجہ سے رواسم عزاداری کو ترقی دینے میں کوشاں رہتے تھے چنانچہ مولوی سیّد نجف علی ملقب سیّد شاہ نجفی اپنے مرتبہ شجرہ نسب میں عزاداری کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ نانوتہ میں مخدوم پیر سیّد احمد ملقب دادا میرانجی اور ان کے فرزندان ایام محرم میں مجالسِ عزا منعقد کرتے تھے اور ان کی اولاد شاہانِ مغلیہ کے عہد میں یہ اور ساداتِ بارہہ عزاداری کے تعلقات ہونے کی وجہ سے رواسم عزاداری کو تقویت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے،

اور نانوتہ میں امیر الامرا سید زبدہ صوبہ دار و دیوان سید قطب الدین و دیوان صابر علی و سید نصیر الدین اور دیگر معززین نے رواسم عزاداری کا آغاز کیا۔ اولاً آخری عشرہ ذالحجہ ۱۰۵۰ھ میں خانقاہ کے شمالی حصہ میں ماتمداری کے لئے ایک چبوترہ کا سنگِ بنیاد رکھا، محرم کا چاند نظر آتے ہی محلہ وار مجالسِ عزا برپا کیں اور ایامِ محرم کی مخصوص تاریخوں میں بشکل جلوس راستوں میں گشت کیا (بحوالہ شجرہ نسب مرتبہ مولوی سید نجف علی)

غرض سادات نانوتہ اس وقت سے آج تک ایامِ محرم میں رواسم عزاداری و تعزیہ داری برپا کرتے ہیں، اور ایامِ محرم وچہلم کے اخراجات کے لئے امام باڑوں کے نام جائیدادیں وقف ہیں، محرم کا چاند نظر آتے ہی ہر محلہ میں مجالس عزا شب و روز ہوتی ہیں، بتاریخ چھٹی، ساتویں، نویں محرم کو امام باڑوں سے جلوس برآمد ہو کر مخصوص راستوں سے گذرتا ہے، آٹھویں شب کو اندرون حویلی محلہ چھپتہ اور امام باڑہ سے مہندی کا جلوس محلہ مہاجنان و افغانان سے گذرتا ہوا واپس امام باڑہ چھپتہ میں پہنچتا ہے شبِ عاشور تمام امام باڑوں اور بعض مکانوں کے مخصوص مقام پر تعزیے رکھے جاتے ہیں اور مجالس ہوتی ہیں روزِ عاشورہ اعمالِ عاشور بجا لانے کے بعد امام باڑہ قاضیاں سے تعزیہ ماتمداروں کے حلقہ میں بشکل جلوس اٹھ کر مخصوص راستوں اور تمام امام باڑوں کی زیارات سمیت گشت کرتا ہوا محلہ محل کے امام باڑہ میں پہنچتا ہے یہاں مجلس منعقد ہوتی ہے اس کے بعد تمام زیارات تعزیے علم تابوت ذوالجناح وغیرہ بشکل جلوس کربلا (مقبرہ دادا امیر الجی) ختم ہو جاتا ہے۔ ان ایام محرم کے عشرہ تمام امام باڑوں اور بعض مکانوں میں شب و روز مردانہ و زنانہ مجالس عزا برپا ہوتی ہیں اس طرح ایام چہلم میں مجالس اور جلوس نکلتے ہیں غرضیکہ رواسم عزاداری و تعزیہ داری فرزند رسولؐ بڑی شان و شوکت سے منائی جاتی ہے۔

نانوتہ کی مساجد شیعہ چھ ہیں (۱) جامع مسجد مخدوم جی محلہ پیرزادگان (۲) مسجد محلہ چھپتہ (۳) مسجد محلہ بازار (۴) مسجد محلہ بازار ملحق نشست گاہ سید محمد حنیف نمبردار (۵) مسجد محلہ محل (۶) مسجد قاضیاں محلہ شہزادگان۔

نانوتہ کے امام باڑہ سات ہیں (۱) امام باڑہ سید علی اسد منصبدار محلہ چھپتہ (۲) امام باڑہ سید عنایت حسین متخلص بقسم محلہ چھپتہ (۳) امام باڑہ چھوٹا محلہ چھپتہ (۴) امام باڑہ محلہ بازار (۵) امام باڑہ محلہ محل (۶) امام باڑہ محلہ سبزواریان (۷) امام باڑہ قاضیان۔

ضلع سہارنپور کے مختصر حالات

حدود اربعہ یا محل وقوع۔ شمال میں کوہ شوالک و ضلع دہرہ دون، جنوب میں ضلع مظفر نگر مشرق میں دریائے گنگا و ضلع بجنور اور مغرب میں دریائے جمنا و ضلع انبالہ اس ضلع کی لمبائی تقریباً ۶۰ میل اور چوڑائی ۴۷ میل اور رقبہ تقریباً دو ہزار مربع میل ہے جو نہایت ہی زرخیز و سبز و شاداب ہے۔

وجہ تسمیہ:۔ اس شہر کو شاہ ہارون چشتی نے آباد کیا، شاہ ہارون سے بکثرت استعمال نام سہارنپور رہ گیا، ان بزرگ کی

قبر وسط شہر میں اب تک موجود ہے شاہانِ مغلیہ کے عہد میں صوبہ شاہجہان آباد (دہلی) کے تحت بجائے ضلع کے سرکار کے نام سے لکھا جاتا تھا

آب وہوا و پیداوار

آب وہوا مرطوب ہے بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں، دریائے گنگا گنگوتری پہاڑ سے نکل کر ہردوار، کنکھل وغیرہ سے بہتا ہوا جنوب میں ضلع مظفر نگر کی طرف چلا گیا ہے۔ اس دریا سے نہر گنگ اور اس کی شاخیں ضلع کے مشرقی رقبہ کو سیراب کرتی ہیں اور دریائے جمنا شمال سے مقام کھارہ کے پاس کوہ شوالک و جمونتری سے نکل کر مقامات بادشاہی محل و فیض آباد ناجپورہ وغیرہ سے گذر کر جنوب میں ضلع مظفر نگر کی طرف چلا گیا دریا جمنا سے نہر جمن شرقی اور اس کی شاخیں ضلع کے جنوبی رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔ اس ضلع کا رقبہ نہایت زرخیز و سرسبز و شاداب ہے زرخیزی کی وجہ سے ایک فصل میں تین تین فصلیں پیدا ہوتی ہیں خاص قصبہ سہارنپور کے رقبہ جات درہ آبی، درہ ملکانہ، درہ راجپورہ، درہ شیوپوری وغیرہ کے رقبہ جات میں ایک فصل میں کئی کئی فصلیں ہوتی ہیں، ضلع ہذا میں ہر قسم کے باغات بکثرت ہیں، باغات میں آم کے باغات بیشمار ہیں جن کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جیسے مالدہ، بمبئی، لنگڑا، فجریا، بنارسی، لکھٹیا، سندوریہ، سفیدہ، وغیرہ جو نہایت شیریں خوش ذائقہ اور خوشبودار ہیں۔ یہ آم دور دراز مقامات پر جاتے ہیں، آم کے علاوہ لوکاٹ، لیچی، انار، سنترہ، امرود، ناشپاتی، شہتوت، بیر وغیرہ کے بھی باغات بکثرت ہیں۔ گنا، پونڈہ بہ رنگ سبز و سفید و سرخ نہایت ملائم و شیریں ہوتا ہے، اسی لئے سہارنپور کا پونڈہ مشہور ہے دور دراز مقامات کو جاتا ہے گنا سے شوگر ملز میں چینی اور دیہاتوں میں گڑ، لال شکر، اندر کی بہترین قسم کی بنتی ہے، اجناس میں گندم، گوجئی، جو، نخود، جوی جوار، مکی، باجرہ، سرسوں، السی وغیرہ کی کافی پیداوار ہے، چاول کی پیداوار بہت ہے جس کی بہت سی اقسام ہیں ہر قسم کی سبزیات مرچ، کشنیز، مونگ پھلی، شکر قندی، خربوزہ، تربوز، تمباکو، بالم کھیرہ وغیرہ کی پیداوار بھی بہت ہے۔ تالابوں میں سنگھاڑہ عام طور پر ہوتا ہے، غرض یہ ضلع آم، پونڈہ، چاول کی پیداوار کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔

متفرق حالات

خاص سہارنپور تجارتی شہر ہے تجارتی کاروبار میں زیادہ تر مسلمان نمایاں حیثیت کے مالک ہیں عام طور پر ستر فیصدی مسلمان زمیندار ہیں، ان میں بعض بڑے بڑے جاگیردار اور صاحب اقتدار ہیں، دنیوی دینی اعتبار سے بھی اسلامی درسگاہیں ہیں جیسے دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، رڑکی میں انجینئرنگ کالج خاص سہارنپور میں اسلامیہ کالج اسکول اور دوسری درسگاہ ہیں، اس ضلع میں بڑے بڑے اولیائے اکرام و صاحب کرامات بزرگ ہوئے اور اب بھی موجود ہیں علماء، فضلا، حکما اور ہر علوم و فنون کے جاننے والے بلند پایہ بزرگ ہوئے ہیں اور ضلع ہذا میں ان بزرگوں کے کافی مزارات ہیں خاص کر خاص سہارنپور، چلکانہ، سرسادہ، نکوڑ، گنگوہ، نانوتہ، ہلی پور، دیوبند و پیران کلیر وغیرہ میں صاحب کرامات بزرگوں کے مزارات ہیں اور سہارنپور، پیران کلیر، سرسادہ، گنگوہ وغیرہ میں صوفیائے کرام کے عرس ہوتے ہیں اور ہردوار، کنکھل، شاہ کمبر دیوی وغیرہ ہندوؤں کے مشہور میلے لگتے ہیں، خاص سہارنپور میں لکڑی پر کھدائی کا کام سنگاردانوں صندوقچیوں و دیگر آرائشی سامان پر نقش و نگار کا کام ہوتا ہے جامع مسجد، اسٹیٹ سرکار، کمپنی باغ، رڑکی میں سولانی ندی کا پل

اور پیران کلیر کے قریب ندی اور نہر کا پل قابل دید ہے، ہر چہار طرف ریلوے لائن اور پختہ سڑکیں ہیں جن پر نصب ورود ٹریفک چلتی پھرتی ہے، یہاں چمڑے کے کارخانے، فوٹو گرافی، پیپر ملز، گتا مرز، سگریٹ فیکٹری، تمباکو فیکٹری کے علاوہ مضافات شہر گنگوہ، نکوڑ، دیوبند وغیرہ میں بھی فوٹو گرافیاں ہیں، ضلع ہذا میں چہار تحصیلیں ہیں (۱) سہارنپور (۲) رڑکی (۳) دیوبند (۴) نکوڑ

(۱) تحصیل سہارنپور کے مشہور مقامات، کیلاس پور، مظفر آباد، سنسار پور، بہٹ، سانپور، فیض آباد، واد وپور

(۲) رڑکی، پیران کلیر، لکسر، سلیم پور، ہردوار، لگھن، مایا پور، جوالا پور

(۳) دیوبند، رام پور منھیاران، نانوتہ، ناگل، اسلام نگر، ایڈیٹا، نگرول،

(۴) نکوڑ، چلکانہ، سلطانپور، پیٹر، سرساوہ، گنگوہ، انبہٹہ، لکھنوتی،

سہارنپور خاص میں شیعہ اثنا عشری کی آبادی دس محلوں پر منقسم ہے (۱) محلہ سادیان (۲) مفتیان (۳) پرانی باڈی گارڈ (۴) انصاریان (۵) میرکا کوٹ (۶) محلہ بیریاں (۷) ٹیلہ (۸) کھالہ پار جعفر نواز (۹) شاہ ولایت (۱۰) آتشبازان،

ماسوائے محلہ مفتیان وشاہ ولایت وآتشبازان کے باقی محلوں میں نو مسجدیں اثنا عشری اور نو امام باڑہ عالی شان ہیں جہاں ایام محرم میں رسم عزاداری مظلوم کربلا بڑی شان وشوکت سے منائی جاتی تھی، ساتویں کا جلوس نہایت تزک واحتشام سے نکلتا ہے، ساتویں کا جلوس علمبرداری امام باڑہ کلاں کھالہ پار وقار حسین محمد علی، سردار معصوم علی کی سرپرستی میں نکلتا تھا۔

تمام ضلع سہارنپور فسادات ۱۹۴۷ء کی زد میں اور مسلمانوں کا تارک الوطن ہونا

تقسیم ہند کے سلسلہ میں سب سے پہلے مارچ ۱۹۴۷ء میں ماسٹر تارا سنگھ وسردار سورن سنگھ نے پاکستان کے خلاف مردہ باد کے نعرے لگاکر پنجاب بھر میں فسادات کی آگ بھڑکائی، لاہور میں قتل وغارت کی وارداتیں عام ہوگئیں، فسادات کے یہ شعلے گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان تک پہنچ گئے، امرتسر میں مسلمانوں کے بازار لوٹے گئے اور نذر آتش کئے گئے حتیٰ کہ یہ وبا لدھیانہ ورہتک تک پھیل گئی، کلکتہ، بمبئی میں فسادات پہلے ہی سے شروع ہو گئے تھے، دہلی ومیرٹھ کمشنری کے اضلاع بھی اس زد میں آگئے، غرضیکہ فسادات کی یہ ہوا ملک کے تمام حصوں میں کم وبیش پھیل گئی، مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا سکھ ریاستیں پٹیالہ وغیرہ میں چنگیزی کارنامے دکھائے گئے، علاقہ میوات کے مسلمانوں کے مظالم کے ساتھ ساتھ دہلی شہر میں قتل عام ہو رہا تھا مسلمانوں کے مکانات نذر آتش کئے جا رہے تھے سامان لوٹا جا رہا تھا، مسلم عورتوں کی عصمت دری ہو رہی تھی یہ واقعات اس شہر دہلی میں رونما ہو رہے تھے جہاں مرکزی حکومت کا دار السلطنت تھا، پنڈت جواہر لال نہرو، سردار پٹیل اور دوسرے مرکزی وزراء اور دیگر حکام اعلیٰ موجود تھے۔ پولیس وفوج ہر وقت موجود رہتی تھی، مشرقی پنجاب، سہارنپور، میرٹھ، گڈھ مکتیشر، مظفر نگر، دہرہ دون میں قتل وغارت کے واقعات رونما ہو رہے تھے ہر جگہ ہر مقام پر بے گور وکفن لاشے سڑکوں، گنوں، جنگلوں، کھیتوں، ویرانوں نہروں، نالیوں، آبادیوں میں پڑے سڑ رہے تھے۔ فوجی جیپ کاریں آتیں مسلمانوں کی لاشوں کو پامال کرتی ہوئی چلی جاتیں، وہ عصمت مآب بیبیاں جنہوں نے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا تھا وہ ہندو درندوں کے قبضہ میں بے بس تھیں ان کی آبرو ریزی کی گئی حاملہ عورتوں کے شکم

چاک کر کے اور پستانیں کاٹ کر ان کے معصوم بچوں کو نیزوں پر اوچھال کر قتل کیا گیا یا آگ میں پھینک دیا اور بچوں کے سر ماؤں کی گود میں پھینک دیئے، برہنہ عورتوں کو مجمع عام میں نچا کر ان کی عصمت دری کی گئی اگر کوئی مسلم عورت ان ہندو درندوں سے بچ گئی تو وہ دیوانوں کی طرح گلی کوچوں میں لاشوں کے تودوں میں اپنے جگر گوشوں یا وارثوں کو ڈھونڈتی پھرتی تھیں، بے کس اور نہتے مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام کیا گیا کہ یورپ کے ممالک بھی ان واقعات کو سن کر تھرا اٹھے برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر چرچل نے مسلمانوں کے قتلِ عام سے متاثر ہو کر ایوان حکومت میں علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ انگریزوں نے ہندوستانی وحشی درندوں کو آزادی دے کر زبردست غلطی کی ہے غرض کہ مشرقی پنجاب کے بعد یہ وبا اضلاع دہرہ دون، سہارنپور، منظفر نگر، میرٹھ میں پھیل گئی کیونکہ یوپی کے یہ اضلاع مشرقی پنجاب کے انبالہ، کرنال وغیرہ دہلی اضلاع ہم سرحد ہیں خاص شہر سہارنپور کا محل وقوع ایسا ہے کہ ہر چہار طرف سے ریلوے لائن پھیلی ہوئی ہے جن پر ہر وقت گاڑیاں چلتی رہتی ہیں، مشرقی پنجاب کے اضلاع امرتسر لدھیانہ وغیرہ سے جو سپیشل ٹرین ہندو پناہ گزین کو لیکر سہارنپور آرہی تھی ان پناہ گزینوں نے مقامی ہندوؤں کو بھڑکانا شروع کیا، اور ان کو اشتعال دلاکر آمادہ فساد کرتے رہے ادھر دہلی سے پناہ گزین بذریعہ ریل اور براستہ کیرانہ شاملی ان اضلاع میں داخل ہوتے رہے ہندو مقامی و پناہ گزین شہر و قصبات و دیہات کے گلی کوچوں میں ان کی ٹولیاں منظم ہو کر مسلمانوں میں خوف وہراس پھیلاتیں، چھرا گھونپنے مکانوں کو آگ لگانے اکا دکا مسلمان کو قتل کرنے کی وارداتوں سے سہارنپور کے ضلع بھر میں فسادات خطرناک صورت اختیار کر گئے چلتی ریل گاڑیوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہونے لگا قصبات و دیہات میں قتل و غارت گری کی عام وارداتیں ہو گئیں کرفیو اوقات میں ہندو سکھ غنڈے آزادانہ بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرتے تھے شب تاریک میں ہندو سکھ ٹولیاں باوردی مسلم محلوں میں نعرۂ تکبیر لگا کر مسلمانوں کو باہر نکال کر گولی کا نشانہ بناتے اسی طرح ہندو سکھ ٹولیاں منظم ہو کر گاؤں در گاؤں قصبہ در قصبہ راستوں جنگلوں میں اس تاک میں گشت کرتی پھرتی تھیں کہ مسلمانوں کو قتل کریں اور عورتوں کی عصمت دری کریں چنانچہ جہاں بھی مسلمان نظر آیا اس کو قتل کر دیا اور مسلم عورتوں کی عصمت دری کی ہر جگہ ہر مقام پر لاشیں پڑی سڑ رہی تھیں، مسلمانوں کے مکان نذر آتش کئے گئے مکانوں کا سامان لوٹا گیا مسلم مکانوں یا مساجد سے قرآن مجید نکال کر ان کی بے حرمتی کی گئی، دہرہ دون، ہردوار، جوالا پور، رڑکی، لکسل اور دوسرے مقامات پر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا، جو مسلمان زندہ بچ گئے وہ کسی نہ کسی طرح خاص شہر سہارنپور پہنچنے لگے، سہارنپور کے سنی شیعہ مسلمانوں نے متحد ہو کر بیرون سہارنپور کے آئے ہوئے مسلمانوں کے لئے امام باڑہ انصاریان دکھالہ پار وغیرہ میں ان کی پناہ لینے کے لئے کیمپ کھول دئے، حکومت نے بھی ریلوے لائن پل کچہری و ضلع کچہری کے ملحق اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آنیوالوں کے لئے کیمپ کھول دیا، ضلع سہارنپور و دیگر اضلاع کے مسلم باشندوں نے ترکِ وطن کرنا شروع کر دیا غرض ہر چہار طرف سے مسلمان جوق در جوق کیمپوں میں جمع ہونے لگے سپیشل ٹرین چلنے لگیں، جب مسلمانوں سے بھری ہوئی سپیشل ٹرین پاکستان آنے کے لئے مشرقی پنجاب کے اضلاع سے گذرتی تو ہندو سکھ غول کے غول پہلے ہی سے ریلوے لائن کے قریب گشت کرتے رہتے ان ہندو ٹولیوں کو غیر مسلم ڈرائیور دیکھ کر ٹرین کو کھڑی کر دیتا یہ ٹولیاں ٹرین کے اندر گھس کر مظلوم مسلمانوں کو قتل کر کے سامان لوٹتے اور عورتوں کی عصمت دری کر کے بچوں کو ذبح کر کے ان کی گود میں

میں پہینک دیتے ہندو سکھوں نے محض اس بنا پر کہ مسلمان کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے قائل ہیں مسلمانوں کے لئے ایک آزاد وطن یعنی پاکستان کے حامی تھے منظم یلغار کی بربریت و درندگی کو اپنا شعار بنایا مظالم و آفات کے پہاڑ توڑ دیے، انہیں قتل کیا لوٹا مارا ستایا اور اس طرح مجبور کیا کہ وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر عزت و آبرو ایمان و جان کو بچا کر کسی نہ کسی طرح ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے، غرض جو مسلمان زندہ بچ گئے انہوں نے پاکستان میں پناہ لی کہ یہی سرزمین اب ان کا وطن ہے جہاں وہ ایک باعزت مسلمان کی حیثیت سے اپنی زندگی از سر نو بنائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ پاکستان کی تعمیر و استحکام کے لئے بھی امکانی سعی کریں گے، اسی طرح سادات نانوتہ ترک وطن کر کے مملکت پاکستان میں پہنچے، یہاں سادات خاندانوں کا شیرازہ بکھر گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی، اعزا رشتہ دار بچھڑ گئے اور آئندہ نسلیں بے خبر رہیں گی کہ ہم کس نسل اور کس خاندان سے ہیں سادات غیر سادات میں امتیاز نہ رہے گا غیر سادات قصداً یا سہواً سادات خاندانوں میں جذب ہونے کی کوشش کریں گے اس لئے رشتہ ناطوں میں الجھنیں پیدا ہوں گی اس لئے ہم نے بنظر احتیاط سادات و غیر سادات تارکان وطن کی فہرست حسب ذیل شامل کر دی ہے تاکہ آئندہ نسلیں سادات و غیر سادات میں امتیاز رکھ سکیں۔

فہرست تارکان وطن سادات و غیر سادات نانوتہ، تیتروں، گنگوہ، کیرانہ، چلکانہ، ملہی پور

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان و ولدیت ۲	سادات ۳	غیر سادات ۴	سابقہ سکونت ۵	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت ۶
۱	کیپٹن سید ناظم حسین ایم اے ولد سید شریف حسین	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ چھتہ	شہر کراچی ڈرگ کالونی ۵
۲	سید محمد تقی ملقب سید جواد ولد سید صغیر حسین العسکر	″	-	″	″ ″
۳	سید محمد زکی ولد ″	″	-	″	″ ″
۴	سید قیصر عباس ولد منشی سید منور علی	″	-	″	″ ڈرگ کالونی ۴
۵	سید قمر عباس ″	″	-	″	″
۶	سید اظہر حسین سوزخوان ولد مولوی غلام حسین	″	-	″	″ ″
۷	سید حیدر عباس ولد مولوی سید غفار حسین	″	-	″	″ ″
۸	سید اختر عباس نابینا ولد منشی حامد حسین	″	-	″ محلہ کوٹ	″ ″
۹	سید تعشق حسین ولد سید زوار حسین	سید سبزواری و جعفری	-	نانوتہ محلہ سبزواریاں	کراچی نانوتہ سے فرید پور ضلع کرنال بھی سکونت رہی
۱۰	سید مطلوب حسین ″		-	″	″ ″
۱۱	سید مشکور حسین ولد سید ظہور حسین	سید ترمذی	-	قصبہ چلکانہ	″ ″
۱۲	مولوی حکیم سید غلام حسنین ولد مولوی سید ناظر علی	″	-	نانوتہ محلہ چھتہ	شہر دادو سندھ

نمبر شمار	نام تارکانِ وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ سکونت	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
١٣	سید اختر عباس ولد مولوی حکیم سید غلام حسنین	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ چھپتہ	شہر دادو (سندھ)
١٤	مولوی سید غلام مرتضیٰ ولد مولوی سید ناظر علی	,,	-	,,	,, ,,
١٥	سید ظہیر حیدر ولد مولوی سید غلام مرتضیٰ	,,	-	,,	,, ,,
١٦	سید جمیل حیدر ایم اے ,,	,,	-	,,	,, ,,
١٧	سید ضمیر حیدر بی اے ,,	,,	-	,,	,, ,,
١٨	سید امیر حیدر عرف دولہ میاں ولد سید حسن سب انسپکٹر	,,	-	,, محلہ بازار	سکھر
١٩	سید سرکار حسین عرف بدھو ولد سید ہادی حسن	سید زیدی	-	,, محلہ چھپتہ	روڑی
٢٠	سید اسرار حسین ولد سید محمد اعلیٰ	سید ترمذی	-	نبی پور سید	شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ (سندھ)
٢١	سید محمد سالک ولد سید ابرار حسین	,,	- ,,	,,	,,
٢٢	سید مشرف حسین ولد سید شریف حسین	,,	-	نانوتہ محلہ چھپتہ	ٹھری میروا تعلقہ خیرپور میرس
٢٣	سید محمد میاں ولد سید مشرف حسین	,,	-	,,	,, ,,
٢٤	سید مکرم حسین ولد سید شریف حسین	,,	-	,,	,, ,,
٢٥	سید غیور عباس عرف چاند ولد سید مکرم حسین	,,	-	,,	,, ,,
٢٦	سید عنایت حسین ولد سید لیاقت حسین	,,	-	,,	,, ,,
٢٧	سید علی امام ولد سید عنایت حسین	,,	-	,,	,, ,,
٢٨	سید انوار حسین ,,	,,	-	,,	,, ,,
٢٩	سید نجم الحسن ولد سید منظور حسین	,,	-	,,	,, ,,
٣٠	سید یاور حسین ولد سید نواب حسین	,,	-	,, محلہ بازار	,, ,,
٣١	سید ضامن علی ولد سید یاور حسین	,,	-	,, ,,	,, ,,
٣٢	سید محمد احمد ولد منشی سید شاکر علی	,,	-	,, ,,	,, ,,
٣٣	حکیم سید امیر حسن ولد سید ظہور حسن	سید نقوی	-	,, ,,	,, ,,
٣٤	سید جعفر رضا ولد سید امیر حسن	,,	-	,, ,,	,, ,,
٣٥	سید محمد زکی ولد سید محمد تقی	سید ترمذی	-	گنگوہ	,, سابقہ سکونت نانوتہ
٣٦	سید محمد نقی	,,	-	,,	,,

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ سکونت	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
٣٧	مولوی سید محمد سبطین ولد منشی سید ظہور حسن	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ بازار	خیرپور میرس محلہ لقمان
٣٨	منشی سید محمد ظفر ملقب چھدن	〃	-	〃	〃 〃
٣٩	منشی محمد الیاس ولد سید منور علی سوزخوان	〃	-	〃 محلہ کوٹ	〃 〃
٤٠	سید امیر عباس ولد منشی محمد الیاس	〃	-	〃	〃 〃
٤١	سید اصغر عباس 〃	〃	-	〃	〃 〃
٤٢	سید شمس الحسن ولد سید منور علی	〃	-	〃	〃 〃
٤٣	سید ولی حیدر ولد سید شمس الحسن	〃	-	〃	〃 〃
٤٤	سید وصی حیدر 〃	〃	-	〃	〃 〃
٤٥	سید نایاب حسین 〃	〃	-	〃	〃 〃
٤٦	سید ظہیر عالم عرف چھادہ ولد قاری سید حاجی حسن	〃	-	〃	〃 〃
٤٧	سید افتخار حسین 〃	〃	-	〃	〃 〃
٤٨	سید مواحد حسین ولد منشی سید ساجد حسین	〃	-	〃	〃 〃
٤٩	سید ظفر عباس 〃	〃	-	〃	〃 〃
٥٠	سید مظفر عباس 〃	〃	-	〃	〃 〃
٥١	سید سالار حسین ولد سید نثار حسین	〃	-	〃	〃 〃
٥٢	سید اظہار حسین ولد سید حسن عباس عرف حسنو سید مکی	〃	-	〃 محلہ محل	〃 〃
٥٣	بابو سید اشفاق حسین ولد سید جلاد الحسن	〃	-	نانوتہ محلہ کوٹ	〃 〃
٥٤	سید امیر ہاشم ولد بابو سید اشفاق حسین	〃	-	〃	واقعہ ٹھہری میں شہید ہو کر گنج شہیداں خیرپور دفن ہوا۔
٥٥	منشی سید محمد حنیف ولد لیاقت حسین	〃	-	〃 محلہ بازار	خیرپور میرس محلہ لقمان
٥٦	سید محمد رئیس عرف اسد ولد سید محمد حنیف	〃	-	〃	〃 〃
٥٧	سید زوار حسین ولد سید شبیر حسین	〃	-	〃	〃 〃
٥٨	سید حیدر عباس ولد سید زوار حسین	〃	-	〃	〃 〃
٥٩	سید علی عباس 〃	〃	-	〃	〃 〃
٦٠	سید ناصر عباس 〃	〃	-	〃	〃 〃

نمبر شمار ۱	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت ۲	سادات ۳	غیر سادات ۴	سابقہ سکونت ۵	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت ۶
۶۱	سید محمد ولد سید زوار حسین	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ بازار	خیر پور میرس محلہ لقمان
۶۲	سید ارشاد حسین عرف چھادی ولد سید مقبول حسین	"	-	"	" "
۶۳	سید ضامن علی ولد سید قائم حسین	"	-	محلہ پیرزادگان	" "
۶۴	سید ارشاد حسین ولد سید علی احمد	"	-	نانوتہ محلہ چھپتہ	" "
۶۵	سید مجاہد حسین "	"	-	"	" "
۶۶	سید آغا حیدر عرف نانون ولد سید غلام حسین	"	-	"	" "
۶۷	منشی سید محمد حنیف ولد منشی سید محمد ذکریا	"	-	" محلہ پیرزادگان	" "
۶۸	سید وصی حیدر ولد منشی سید محمد حنیف	"	-	" "	"
۶۹	سید ولی حیدر "	"	-	" "	"
۷۰	سید محمد امیر ولد منشی محمد ذکریا	"	-	" "	" "
۷۱	سید مزمل حسین عرف حسن میاں ولد سید اعجاز حسین	"	-	" محلہ چھپتہ	" "
۷۲	سید امیر عباس ولد سید مقبول حسین	"	-	گنگوہ	" سابقہ نانوتہ
۷۳	سید نذر عباس ولد سید دلاور حسین	"	-	"	" "
۷۴	سید مقصود حسین ولد سید نوازش علی	"	-	" چلکانہ	" "
۷۵	سید منظور حسین ولد سید ظہور حسین	"	-	"	خیر پور میرس محلہ لقمان
۷۶	سید مناظر حسن ولد سید نور الحسن عرف بلاقی	"	-	نانوتہ محلہ پیرزادگان	" "
۷۷	سید زائر حسین ولد سید ذاکر حسین	"	-	" قصبہ چلکانہ	" بہوڑ گڈھی
۷۸	سید علی انصر ولد سید زائر حسین	"	-	"	" "
۷۹	سید علی اطہر "	"	-	"	" "
۸۰	سید علی حیدر ولد مولوی سید مظہر حسین	سید کاظمی	-	سہارنپور	" محلہ لقمان
۸۱	سید نصیر حیدر ولد سید علی حیدر	"	-	"	" "
۸۲	سید مظاہر حسین ولد ڈاکٹر سید مہربان علی	سید	-	"	" "
۸۳	سید حسین حیدر عرف بڑے میاں ولد سید حسن سب انسپکٹر	"	-	"	" "
۸۴	سید نسیم اختر عرف چھوٹے میاں "	"	-	"	" "

نمبر شمار ۱	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت ۲	سادات ۳	غیر سادات ۴	سابقہ سکونت ۵	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت ۶
۸۵	خواجہ شہنشاہ حسین ولد خواجہ مولوی مختار حسین	-	شیخ انصاری	سہارنپور	خیرپور میرس محلہ لقمان
۸۶	شیخ علی احمد ولد شیخ علمدار حسین	"	"	نانوتہ محلہ چھپتہ	"
۸۷	شیخ نیاز احمد ولد شیخ علی احمد	"	"	"	"
۸۸	زاہد حسین ولد برکت	"	غیر سید	"	"
۸۹	ضمیر حسین ولد صغیر حسین	"	"	"	"
۹۰	فیاض حسین عرف کلو ولد بچے خان	"	"	"	سہارنپور سے نانوتہ سکونت اختیار کی
۹۱	نواب حسین ولد فیاض حسین	"	"	"	"
۹۲	سید منور علی ولد سید علی محمد	-	سید زیدی	نانوتہ محلہ چھپتہ	رحیم یار خان
۹۳	سید اصغر عباس ولد سید حاجی حسن	"	"	چلکانہ "	ملتان
۹۴	سید عشرت حسین ولد سید مظفر حسین	"	"	"	"
۹۵	سید زاہد حسین ولد سید فرزند علی	"	"	"	"
۹۶	سید ممتاز حسین ولد سید قاسم علی	سید ترمذی	"	نین پور	نین پور سے پانی پت سکونت اختیار کی۔
۹۷	سید اعجاز حسین ولد ممتاز حسین		"	"	"
۹۸	سید محمد آل نبی ولد مولوی فیاض حسین	"	"	"	"
۹۹	سید محمد ابن علی "	"	"	"	"
۱۰۰	سید محمد جعفر ولد منشی سید سراج حسین	"	-	نانوتہ محلہ کوٹ	ملتان چھاؤنی
۱۰۱	سید محمد باقر ولد سید محمد جعفر	"	-	"	"
۱۰۲	سید محمد ناصر "	"	"	"	"
۱۰۳	سید سردار حسین ولد کرار حسین	"	-	" محلہ چھپتہ	سورے میانی ضلع ملتان
۱۰۴	سید عزادار حسین ولد سردار حسین	"	-	"	"
۱۰۵	سید امام شاہ ولد باقر شاہ	سید نقوی	-	نانوتہ محلہ بازار	چک صلاح آباد تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان۔ یہ یہاں تقسیم ہند سے پہلے آباد تھے۔
۱۰۶	سید کرم حسین شاہ "	"	-	"	"
۱۰۷	سید خدا حسین شاہ "	"	-	"	"
۱۰۸	منشی سید عاشق حسین ولد غلام حسین	سید مشہدی	-	" محلہ چھپتہ	سرائے سدھو ضلع ملتان

نمبر شمار ۱	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت ۲	سادات ۳	غیر سادات ۴	سابقہ سکونت ۵	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت ۶
۱۰۹	سید محمد اعلیٰ ولد انور علی سب انسپکٹر	سید ترمذی	-	نین پور سید	شجاع آباد ملتان
۱۱۰	سید ضیغم حسین ولد محمد اعلیٰ	〃	-	〃	〃
۱۱۱	سید مظہر حسین 〃	〃	-	〃	〃
۱۱۲	سید شمس الحسن عرف کلو ولد علی حسین	سید جعفری سبزواری	-	قصبہ نانونہ محلہ سبزواریاں	〃
۱۱۳	سید زاہد حسین ولد شمس الحسن		-	〃	〃
۱۱۴	سید شاہد حسین 〃	〃	-	〃	〃
۱۱۵	سید واحد حسین 〃	〃	-	〃	〃
۱۱۶	سید حامد حسین عرف بندو ولد سلطان حسین	〃	-	〃	〃
۱۱۷	سید جعفر حسین ولد حامد حسین	〃	-	〃	〃
۱۱۸	سید امیر حیدر 〃	〃	-	〃	〃
۱۱۹	سید افتخار حسین ولد سید نیاز حسین	〃	-	〃	مظفر گڑھ
۱۲۰	سید الماس حسین 〃	〃	-	〃	〃
۱۲۱	سید عترت حسین ولد سید زوار حسین	سید ترمذی	-	〃 محلہ چھپنہ	زیر خانوالہ ڈاکخانہ خان گڑھ کوٹھی سید محمد یوسف شیرازی ضلع مظفر گڑھ
۱۲۲	ماسٹر سید نذیر حسین ولد سید محمد حسین	سید مکی	-	〃 محلہ محلی	قصبہ بہل ضلع میانوالی
۱۲۳	سید قیصر عباس ولد ماسٹر نذیر حسین	〃	-	〃	〃
۱۲۴	سید شجاع حسین ولد سید یعقوب علی	سید ترمذی	-	محلہ پیر زادگان	〃
۱۲۵	حکیم سید اولاد حسین ولد سید حیدر حسن	〃	-	قصبہ نانونہ محلہ چھپنہ	قصبہ بھکر ضلع میانوالی
۱۲۶	سید بہادر علی ولد حکیم اولاد حسین	〃	-	〃	〃
۱۲۷	سید طالب حسین ولد سید حیدر حسن	〃	-	〃	〃
۱۲۸	منشی سید ضمیر حسین ولد سید تجمل حسین	〃	-	〃	〃
۱۲۹	سید سلمان حسین ولد سید فیاض حسین	〃	-	〃	〃
۱۳۰	سید عرفان حسین 〃	〃	-	〃	〃
۱۳۱	مسٹر سید تشکیل حسین ولد سید زائر حسین سب انسپکٹر	〃	-	〃	〃
۱۳۲	سید عزادار حسین 〃	〃	-	〃	〃

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۱۳۳	سید شمشاد حسین عرف بندو بی اے ولد سید زائر حسین	سید زیدی	-	قصبہ امروہہ محلہ چھتہ	قصبہ بھکر ضلع میانوالی
۱۳۴	سید ظفریاب حسین ولد سید محمد یٰسین	〃	-	〃	〃
۱۳۵	سید زاہد حسین ولد سید حسن	〃	-	〃 محلہ پیرزادگان	〃
۱۳۶	سید محمد حیدر ولد سید زاہد حسین	〃	-	〃	〃
۱۳۷	سید مسعود الحسن بی اے 〃	〃	-	〃	〃
۱۳۸	سید ابن حسن ولد سید حسن	〃	-	〃	مدفون بھکر
۱۳۹	سید تروار حسین عرف بندو ولد سید ابن حسن	〃	-	〃	〃
۱۴۰	سید جعفر عباس 〃	〃	-	〃	〃
۱۴۱	سید حسین احمد ولد سید مہدی حسن	〃	-	〃	〃
۱۴۲	سید اعجاز حسین ولد سید حسین احمد	〃	-	〃	〃
۱۴۳	سید مبارک حسین عرف بدہو ولد سید راحت حسین	〃	-	〃 محلہ بازار	〃
۱۴۴	سید مقبول حسین ولد سید مظہر حسن	〃	-	〃	〃
۱۴۵	سید یوسف حسین عرف کالا ولد سید راحت حسین	〃	-	〃	〃
۱۴۶	سید زائر حسین ولد سید مقبول حسین	〃	-	〃	〃
۱۴۷	سید محسن علی ولد 〃	〃	-	〃	〃
۱۴۸	سید تراب قنبر ولد ماسٹر حاجی سید مرتضیٰ حسین	〃	-	〃	〃
۱۴۹	حکیم سید مقصود حسین ولد مولوی سید محمود الحسن	سید مکی	-	〃 محلہ محل	〃
۲۵۰	سید ابن حسن ولد سید محمد احسن	〃	-	〃	〃
۱۵۱	سید سبط حسن ولد سید ابن حسن	〃	-	〃	〃
۱۵۲	سید امیر حسین ولد سید ہادی حسین	〃	-	〃	〃
۱۵۳	سید ضمیر حسین ولد سید امیر حسین	〃	-	〃	〃
۱۵۴	سید اعجاز حسین عرف مارو ولد نثار حسین	〃	-	〃	〃
۱۵۵	سید راغب حسین ولد سید اعجاز حسین	〃	-	〃	〃
۱۵۶	سید مصطفےٰ حسین ولد منشی سید جعفر حسین صلعدار نہر	سید نقوی	-	〃 محلہ چھتہ	〃

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۱۵۷	سید زوار حسین ولد منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر	سید نقوی	-	قصبہ نانوتہ محلہ چھپنہ	قصبہ بھکر ضلع میانوالی
۱۵۸	منشی سید ارتضیٰ حسین	"	-	"	"
۱۵۹	سید ضامن عباس ولد مصطفیٰ حسین	"	-	"	" مدفون بھکر
۱۶۰	سید نذر عباس	"	-	"	"
۱۶۱	سید عزیز الحسن	"	-	"	"
۱۶۲	سید اظہار الحسن	"	-	"	"
۱۶۳	سید دبیر حسین ولد سید ضامن عباس	"	-	"	"
۱۶۴	سید عادل حسین ولد سید غلام محمد	"	-	گنگوہ	"
۱۶۵	سید آل محمد ولد سید عادل حسین	"	-	"	"
۱۶۶	سید ذوالفقار حیدر عرف جلن ولد زاہد حسین	سید ترمذی	-	قصبہ نانوتہ محلہ چھپنہ	"
۱۶۷	سید مشفق حسین ولد سید ولی محمد	"	-	نبی پور سید	"
۱۶۸	مسماۃ نواب بیگم دختر سید کرار حسین	"	-	"	"
۱۶۹	سید عترت حسین ولد سید زاہد حسین	"	-	چلکانہ	"
۱۷۰	سید قیصر رضا ولد عترت حسین	"	-	"	"
۱۷۱	سید حیدر رضا	"	-	"	"
۱۷۲	سید محمود حسن ولد سید محمد ثقلین	سید زیدی	-	قصبہ نانوتہ محلہ چھپنہ	بھکر ضلع میانوالی سابقہ سکونت ٹپڑولی
۱۷۳	منشی سید مظہر حسن ولد سید خورشید حسن	"	-	محلہ کوٹ	مدفون بھکر سابقہ سکونت منصور پور
۱۷۴	سید مہدی حسن ولد سید محمد ثقلین	"	-	"	"
۱۷۵	سید محسن علی ولد سید مظہر حسن	"	-	"	"
۱۷۶	سید جعفر حسین عرف بابو	"	-	"	"
۱۷۷	برکت ولد بالا	×	غیر سید	"	مدفون بہل
۱۷۸	اشتیاق احمد ولد بنے خان	×	"	سہارنپور محلہ نواب گنج	بھکر
۱۷۹	سید محمد حمید ولد سید محمد حنیف نمبردار	سید ترمذی	-	قصبہ نانوتہ محلہ بازار	جھنگ مگھیانہ
۱۸۰	سید حسن محمد ولد سید محمد حمید بی اے	"	-	"	"

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
١٨١	سید مہربان علی ولد سید حامد حسین	سید ترمذی	-	قصبہ چلکانہ	جھنگ مگھیانہ
١٨٢	سید سردار حسین ولد سید عاشق حسین	سید سبزواری جعفری	-	قصبہ نانوتہ محلہ سبزواریاں	جھنگ
١٨٣	سید جمیل حسین ولد سید تجمل حسین	سید ترمذی	-	کیرانہ	حسب طلب سابقہ سکونت نانوتہ
١٨٤	سید شکیل حسین ،،	،،	-	،،	چنیوٹ ضلع جھنگ
١٨٥	سید عقیل حسین عرف تصدق ،،	،،	-	،،	لاہور
١٨٦	مولوی سید فیاض حسین ولد قاسم علی	،،	-	زین پور سید	گوجرہ پہلے ضلع جھنگ۔ اس کے بعد زین پور پر پانی پت رہائش اختیاری۔
١٨٧	سید داور حسین ولد سید محمد عسکری	،،	-	قصبہ نانوتہ محلہ کوٹ	شیخوپورہ
١٨٨	سید شبیر حسین ولد منشی سید تجمل حسین	،،	-	،، محلہ چھتہ	رجوعہ سادات
١٨٩	سید امیر حسین ولد سید مشیر حسین	،،	-	،،	،،
١٩٠	سید زاہد حسین ،،	،،	-	،،	،،
١٩١	سید شبر حسین ،،	،،	-	،،	،،
١٩٢	سید عون محمد ولد منشی سید واجد علی	سید سبزواری جعفری	-	،، محلہ سبزواریاں	،،
١٩٣	سید علی جان ولد محمد نواز	،،	-	،،	نانوتہ سے فرید پور سکونت اختیار کرلی ہے
١٩٤	سید حیدر نواز ،،	،،	-	،،	،،
١٩٥	سید ذوالفقار حیدر ولد علی جان	،،	-	،،	،،
١٩٦	سید نصرت علی ،،	،،	-	،،	،،
١٩٧	سید حسن علی ولد حیدر نواز	،،	-	،،	،،
١٩٨	سید سرفراز حسین ولد علمدار حسین	،،	-	،،	،،
١٩٩	سید آل سجاد ولد سید زائر حسین عرف کالہ	،،	-	،،	چنیوٹ
٢٠٠	سید آل محمد ،،	،،	-	،،	بھیرہ ضلع سرگودھا
٢٠١	سید بیاست حسین ولد سخاوت علی	،،	-	،،	لائل پور
٢٠٢	منشی سید ضمیر حسین ولد صغیر حسین	سید زیدی	-	قصبہ نانوتہ	لشکری یہ خاندان بمین ضلع بجنور سے نانوتہ آباد ہوا
٢٠٣	سید باور حسین ،،	،،	-	،،	،،
٢٠٤	سید نذیر حسین ،،	،،	-	،،	،،

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۲۰۵	سید خورشید حسن ولد منشی سید ضمیر حسین	سید زیدی	.	قصبہ نانوتہ	منٹگمری یہ خاندان بہٹ ضلع بجنور سے نانوتہ آباد ہوا
۲۰۶	سید کاظم علی "	"	.	"	"
۲۰۷	سید شان رضا "	"	.	"	"
۲۰۸	سید سجاد حیدر "	"	.	"	"
۲۰۹	سید محمد اصغر ولد سید احمد حسن	نقوی	.	گینگرو	"
۲۱۰	سید باقر حسین ولد سید اکبر علی	سید ترمذی	.	قصبہ نانوتہ محلہ کوٹ	"
۲۱۱	سید ذاکر علی "	"	.	"	"
۲۱۲	سید جعفر علی ولد سید باقر حسین	"	.	"	"
۲۱۳	سید شمیم حیدر "	"	.	"	"
۲۱۴	سید محمد علی ولد سید ذاکر علی	"	.	"	"
۲۱۵	شیخ محبت علی ولد غلام علی	×	غیر سید	"	"
۲۱۶	شیخ منظور حسین ولد محبت علی	×	"	"	"
۲۱۷	سید محمود حسن ولد سید حاجی حسن	سید ترمذی	.	قصبہ چلکانہ	اوکاڑہ ضلع منٹگمری
۲۱۸	سید جواد حسین ولد سید زوار حسین	"	.	"	"
۲۱۹	مولوی سید طاہر حسین ولد سید واحد علی	"	.	نانوتہ محلہ سبزواریاں	قصور
۲۲۰	سید احمد ولد مولوی طاہر حسین	"	.	"	"
۲۲۱	سید طاہر حسین ولد سید رحمت حسین	"	.	نانوتہ محلہ چھپنہ	لاہور
۲۲۲	سید مبارک حسین ولد نواب حسین	"	.	" محلہ بازار	"
۲۲۳	ہدایت حسین ولد مبارک حسین	"	.	"	"
۲۲۴	سید غالب حسین ولد اعجاز حسین عرف نارو	تکی سید	.	" محلہ محل	"
۲۲۵	سید واحد حسین ولد غالب حسین	"	.	"	"
۲۲۶	سید شاہد حسین	"	.	"	"
۲۲۷	سید یعقوب علی ولد سید صفدر علی	سید ترمذی	.	نین پور سید	"
۲۲۸	سید خورشید حسن ولد یعقوب علی	"	.	"	"

نمبر شمار	نام تارکانِ وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ سکونت	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۲۲۹	سید عقیل حسین ولد سید تجمل حسین	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ چھپنہ	نانوتہ سے کراچی رہائش اختیار کی۔
۲۳۰	سید آل حسن ولد سید مہدی حسن	"	-	نانوتہ محلہ پیرزادگان	لاہور
۲۳۱	سید محمد حیدر ولد آلِ حسن	"	-	"	"
۲۳۲	سید علی حیدر "	"	-	"	"
۲۳۳	سید حسین حیدر "	"	-	"	"
۲۳۴	سید حامد علی "	"	-	"	"
۲۳۵	سید علی عباس ولد سید محمود حسن	"	-	نین پور سید	نین پور سے سہارنپور سکونت اختیار کی
۲۳۶	مسٹر سید کاظم علی بی اے ولد ناظر حسن بیرسٹر ایٹ لا	"	-	چلکانہ	"
۲۳۷	سید محمد حیدر علی ولد مسٹر سید کاظم علی	"	-	"	"
۲۳۸	سید محمد غضنفر علی "	"	-	"	"
۲۳۹	سید محمد حمزہ ولد سید محمود حسن	"	-	نین پور سید	سیالکوٹ نین پور سے سہارنپور رہائش اختیار کی
۲۴۰	سید مشکور حسین ولد سید داور حسین	"	-	نانوتہ محلہ کوٹ	شیخوپورہ
۲۴۱	سید یاور حسین ولد منشی سید محمد اعلیٰ	"	-	نین پور سید	نارنگ منڈی
۲۴۲	سید نذر عباس ولد سید یاور حسین	"	-	"	"
۲۴۳	سید اظہر عباس "	"	-	"	"
۲۴۴	سید حیدر عباس "	"	-	"	"
۲۴۵	سید علمدار حسین عرف طاہر حسین ولد سید ناظم حسین عرف اللہ دیا	"	-	"	چک ۲۸۴ ڈاکخانہ عبداللہ پور ضلع شیخوپورہ
۲۴۶	سید خورشید علی ولد محمد عباس	"	-	نانوتہ محلہ چھپنہ	کالا خطائی متصل نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ
۲۴۷	سید حشمت حسین ولد لیاقت حسین	"	-	چلکانہ	گوجرانوالہ
۲۴۸	سید اعجاز حسین ولد حشمت حسین	"	-	"	"
۲۴۹	سید ناصر حسین ولد سید محرم علی۔	"	-	نانوتہ محلہ چھپنہ	ٹھٹھی بہلول متصل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
۲۵۰	سید طالب حسین ولد سید ناصر حسین	"	-	"	"
۲۵۱	سید امیر حسین "	"	-	"	"
۲۵۲	سید تجمل حسین ولد سید لیاقت حسین	سید ترمذی	-	نانوتہ محلہ بازار	بھوپٹہ ضلع گجرات

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۲۵۳	سید سلطان حسین ولد سید تجمل حسین	سید ترمذی	۔	نانوتہ محلہ بازار	بھوتہ ضلع گجرات
۲۵۴	سید شرافت حسین ولد سید محرم علی	″	۔	″ محلہ چھتہ	″
۲۵۵	سید علی عباس ″	″	۔	″	″
۲۵۶	سید نذر عباس ولد سید علی عباس	″	۔	″	″
۲۵۷	سید صفدر عباس ″	″	۔	″	″
۲۵۸	سید خادم حسین ولد سید عابد حسین	مکی سید	۔	نانوتہ محلہ محل	نانوتہ سے مقام سرسادہ سکونت اختیار کی۔
۲۵۹	سید عاشق حسین ولد خادم حسین	″	۔	″	″
۲۶۰	سید علی حسین ″	″	۔	″	″
۲۶۱	سید غلام حسین ولد سید عاشق حسین	″	۔	″	″
۲۶۲	سید اخلاق حسین ″	″	۔	″	″
۲۶۳	سید امیر کاظم حسین ولد سید اشفاق حسین	سید ترمذی	۔	نانوتہ محلہ کوٹ	شہر جہلم
۲۶۴	منشی سید سراج الحسن ولد سید بدر الحسن	″	۔	نانوتہ محلہ چھتہ	چکوال
۲۶۵	سید مصباح الحسن ایم اے ایڈووکیٹ ولد سید سراج الحسن	″	۔	″	″
۲۶۶	سید معراج الحسن	″	۔	″	″
۲۶۷	سید نجم الحسن ″	″	۔	″	″
۲۶۸	منشی سید افضال حسین ولد سید رحمت حسین	″	۔	″	″
۲۶۹	سید ذوالفقار حسین ولد سید حاجی حسین متوفی	″	۔	″	″
۲۷۰	سید قیصر عباس ولد سید ذوالفقار حسین	″	۔	″	″
۲۷۱	سید ظہیر حسین ″	″	۔	″	″
۲۷۲	سید مراد علی ولد مولوی سید ولدار علی	″	۔	″	″
۲۷۳	سید ارشاد حسین ولد سید مراد علی	″	۔	″	″
۲۷۴	سید سرفراز حسین ″	″	۔	″	″
۲۷۵	سید علی رضا ″	″	۔	″	″
۲۷۶	سید علمدار حسین ″	″	۔	″	″

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۲۷۷	سید عابد حسین ولد ہادی حسین	سید ترمذی	۔	نانوتہ محلہ چھپتہ	چکوال
۲۷۸	سید عاشق حسین "	"	۔	"	"
۲۷۹	سید احمد علی ولد سید عابد حسین	"	۔	"	"
۲۸۰	سید صادق حسین ولد سید عاشق حسین	"	۔	"	"
۲۸۱	سید کوثر علی عرف عیدو ولد نثار علی	"	۔	نین پور	"
۲۸۲	سید امیر حیدر عرف پیرو "	"	۔	"	"
۲۸۳	سید اعجاز حسین ولد سید شبیر حسین	"	۔	نانوتہ محلہ بازار	"
۲۸۴	سید اختر حسین ولد سید ظہور حسین	"	۔	"	"
۲۸۵	سید ناصر حسین ولد سید اختر حسین	"	۔	"	"
۲۸۶	سید عارف رضا ولد حافظ سید حیدر حسن	"	۔	نانوتہ محلہ کوٹ	"
۲۸۷	سید مرتضیٰ حسین ولد منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر	سید تقوی	۔	نانوتہ محلہ چھپتہ	"
۲۸۸	سید ذاکر حسین ولد سید مرتضیٰ حسین	"	۔	"	"
۲۸۹	سید باقر حسین "	"	۔	"	"
۲۹۰	سید طاہر حسین "	"	۔	"	"
۲۹۱	سید ریاض الحسن ولد سید بندو	"	۔	نانوتہ محلہ بازار	"
۲۹۲	سید رضی حیدر عرف عیدو ولد ریاض الحسن	"	۔	"	"
۲۹۳	سید مختار حسین ولد سید سخاوت حسین	"	۔	"	"
۲۹۴	سید کرار حسین ولد سید مختار حسین	"	۔	"	"
۲۹۵	سید حسن عباس ولد منشی سید امیر حسین ضلعدار نہر	نکی سید	۔	"	"
۲۹۶	سید امیر عباس ولد سید حسن عباس	"	۔	"	"
۲۹۷	سید لیاقت حسین ولد کرامت حسین	سید ترمذی	۔	چلکانہ	"
۲۹۸	سید اعجاز حسین ولد مولوی سید غلام حسین	"	۔	نانوتہ محلہ چھپتہ	راولپنڈی
۲۹۹	سید سرفراز حسین ولد اعجاز حسین	"	۔	"	"
۳۰۰	سید محمد حسنین عرف بندو "	"	۔	"	"

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ سکونت	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۳۰۱	سید جلال حیدر ولد سید محمد احسن	سید ترمذی	۔	نین پور سید	راولپنڈی نین پور سے سہارنپور بود و باش اختیار کی۔
۳۰۲	سید زائر حسین "	"	۔	"	"
۳۰۳	سید محمد صادق عرف پیرو ولد زائر حسین	"	۔	"	"
۳۰۴	سید قیصر عباس ولد مقبول حسین	"	۔	گنگوہ	" نانوتہ سے گنگوہ سکونت اختیار کی۔
۳۰۵	سید ظفر عباس ولد سید دلاور حسین	"	۔	"	"
۳۰۶	سید ناظر حسن ولد محمد احسن	سید مکی	۔	نانوتہ محلہ محل	"
۳۰۷	سید ناصر حسین ولد ناظر حسن	"	۔	"	"
۳۰۸	سید جعفر حسین "	"	۔	"	"
۳۰۹	سید ارتضیٰ حسین ولد سید امیر حسین ضلعدار	"	۔	"	"
۳۱۰	سید کرامت حسین ولد حشمت حسین	سید ترمذی	۔	چلکانہ	"
۳۱۱	سید عبادت حسین ولد سید کرامت حسین	"	۔	"	"
۳۱۲	سید شرافت حسین "	"	۔	"	"
۳۱۳	سید لیاقت حسین ولد سخاوت علی	سید سبزواری	۔	نانوتہ محلہ سبزواریاں	" نانوتہ سے فرید پور بود و باش اختیار کی۔
۳۱۴	سید تصور حسین ولد سید جواد الحسن	نقوی سید	۔	" محلہ بازار	اسلام آباد
۳۱۵	سید محمد حیدر ولد سید تصور حسین	"	۔	"	"
۳۱۶	سید بہادر علی عرف نانوں ولد یوسف علی	سید ترمذی	۔	نین پور سید	چکوال
۳۱۷	خواجہ زوار حسین ولد خواجہ کاظم حسین	×	شیخ انصاری	سہارنپور محلہ انصاریاں	"
۳۱۸	منشی سید محمد احسن ولد منشی تجمل حسین	سید ترمذی	۔	قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ	کیمبل پور
۳۱۹	سید مرتضیٰ حسین ولد منشی سید محمد احسن	"	۔	"	"
۳۲۰	سید محمد حسنین "	"	۔	"	"
۳۲۱	سید علی اختر ولد مولوی سید مظہر حسین	سید کاظمی	۔	سہارنپور	پشاور
۳۲۲	سید محمد انور ولد سید علی اختر	"	۔	"	"
۳۲۳	سید علی سرور "	"	۔	"	"
۳۲۴	قاضی کاظم حسین ولد قاضی باقر علی	×	شیخ صدیقی	نانوتہ محلہ قاضیاں	لاہور

نمبر شمار	نام تارکان وطن سربراہ خاندان معہ ولدیت	سادات	غیر سادات	سابقہ وطن	پاکستان میں عارضی یا مستقل سکونت
۳۲۵	اشتیاق احمد ولد نیچے خان	×	افغان	سہارنپور محلہ نواب گنج	بھکر
۳۲۶	حکیم شیخ محمد الیاس	×	شیخ صدیقی	نانوتہ محلہ شیخزادگان	کوئٹہ شہر

شجرہ انساب اولاد مخدوم پیر سید احمد ملقب وادامیر انجی مدفون قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور بن ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب

جیسا کہ ص ۳۳۲ پر لکھا جا چکا ہے کہ ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب کی زوجہ اولیٰ سیدہ رضیہ خاتون دختر سید اعظم شاہ بن سید عبد السمیع بن سید افضل بن سید پیران سعید ملقب سید میران بھیک مزار میران جی کا ٹھہ ضلع کرنال بن سید شاہ نظام الدین حسینی الترمذی سیانوی کے بطن سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سیادت پناہ مخدوم پیر سید احمد ملقب وادامیر انجی (۲) سید عبد اللہ ملقب سید سیف اللہ (۳) سید شاہ حسین (۴) اور زوجہ ثانیہ طلعت بیگم دختر نواب مرزا اسد اللہ بیگ ولد مرزا فیروز بیگ دہلوی مقرب شاہی کے بطن سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی (۴) سید جمال الدین (۵) سید غیاث الدین (۶) دختر شہر بانو زوجہ سید شان بن سید حاجی شریف بن سید سلطان بن سید یوسف بن سید مرتضیٰ بن سید زید بن سید عبد الکریم امیر الامراء حسینی الترمذی سیانوی۔

(۴) سید جمال الدین، یہ بزرگ اپنے ماموں رستم بیگ جو نظام شاہیہ حکومت سلطان برہان شاہ بادشاہ کے مصاحبان میں سے تھے، ان کے ذریعہ سے قلعہ پرندہ (دکن) کے نائب ضلعدار مقرر ہوئے، یہ وہ زمانہ تھا جب مخدوم خواجہ جہاں دکھنی جو امرائے سلاطین بہمنیہ میں سے تھا باجازت نظام شاہ مقیم تھا، اتفاقاً ایک مقدس بزرگ ملا سید شاہ محمد طاہر جعفری سبزواری ایران سے وارد ہند ہوئے اور دکن میں اس قلعہ پرندہ ہو پہنچے ان کا مرتبہ علوم ظاہری و باطنی اور فصاحت بیان و جلالت شان اور صورت و سیرت میں وحید عصر تھے، سرداران قلعہ مذکور نے آپ کا احترام کیا اور قلعہ میں مقیم ہوئے اور سید جمال الدین ترمذی و سید رفیع الدین زیدی سے ہم نسب و ہم مذہب ہونے کی وجہ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بہ مصداق یک جان دو قالب کی مصداق رہنے لگے کچھ عرصہ کے بعد سلطان برہان شاہ نے اپنے مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم سفارت خواجہ جہاں دکھنی کے

پاس پرندہ قلعہ بھیجا، یہاں ملّا سیّد شاہ محمد طاہر کے علوم ظاہری و باطنی سے مولانا مذکور بہت متاثر ہوا، حتیٰ کہ ان کی شاگردی میں داخل ہوا تمام مملکت میں شہرت ہوئی کہ مولانا پیر محمد شیروانی علم استاد ملّا شاہ محمد طاہر کی شاگردی فخر سمجھتا ہے ملّا پیر محمد جب واپس بادشاہ کی خدمت میں شہر احمد نگر پہنچا تو سیّد صاحب کے علم و کمال کی صفات بیان کی بادشاہ علماء فضلا کی محبت کا شائق تھا۔ فوراً ان حضرات کو احمد نگر بلوایا جس وقت ملّا سیّد شاہ محمد طاہر وغیرہ احمد نگر میں داخل ہوئے تو امراء و ارکین سلطنت و معززین شہر نے ان کا استقبال کیا بادشاہ نے ملاقات کے بعد الطاف و عنایات خسروانہ سے سرفراز کیا اور قلعہ احمد نگر کے اندر جامع مسجد میں مجلس درس منعقد کرنے کی خواہش ظاہر کی آپ نے منظور کیا اور مجلس درس منعقد ہو گئی اسی اثنا میں شہزادہ عبدالقادر برادر شہزادہ حسین جو سب شہزادوں میں چھوٹا تھا اچانک سخت بیمار ہو گیا بادشاہ کو اس سے بہت محبت تھی، حکماء وقت سے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اس فرزند کی حیات پر میری زندگی کا انحصار ہے حکماء بارگاہ نے شہزادہ کے علاج میں ہر چند سعی کی لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا بادشاہ بہت مضطرب ہوا، نوبت اینجا رسید کہ بادشاہ نے برہمنوں کے کہنے سے مندروں میں چڑھاوے بھیجے لیکن سب بے سود رہے۔ شہزادہ قریب مرگ ہو گیا اور اس کی زندگی کی کوئی امید نہ رہی، آخر ملّا سیّد شاہ محمد طاہر نے سلطان برہان شاہ سے عہد و قسم لے کر ارشاد فرمایا کہ بادشاہ نذر کرے کہ اگر خداوند کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج شب کو شہزادہ عبدالقادر کو شفا عطا فرمائے تو خطبہ آئمہ اثنا عشر کا پڑھوا کر ان کے مذہب کی ترویج کی کوشش کروں گا، بادشاہ شہزادہ کی زندگی سے قطعی ناامید ہو چکا تھا یہ کلام سن کر اپنا ہاتھ ملّا سیّد شاہ محمد طاہر کے ہاتھ میں دے کر عہد و پیمان کیا، ملّا سیّد شاہ محمد طاہر نے ملّا شاہ محمد نیشاپوری، سیّد جمال الدین ترمذی و سیّد رفیع الدین زیدی وغیرہ رفقا کو ساتھ لے کر جامع مسجد میں سر برہنہ نہایت عجز و انکساری سے درگاہِ بے نیاز سے شہزادہ کی شفا کے لیئے شب بھر دعا کرتے رہے دعا مستجاب ہوئی صبح کو شاہی چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ آپ حضرات کو بادشاہ یاد فرماتے ہیں یہ سب بزرگ شاہی محل میں داخل ہوئے بادشاہ نے آگے کا استقبال کیا اور ملّا سیّد شاہ محمد طاہر کا ہاتھ تھام کر معہ تمام بزرگوں کے شہزادہ کے سرہانے لے گیا، انھوں نے دیکھا شہزادہ قطعی تندرست ہے۔ اللّٰھُمَّ صلی علی محمدٍ و آل محمد۔

یہ معجزہ دیکھ کر ان حضرات نے نمازِ شکر ادا کی اور بادشاہ نے کہا کہ مجھے عقائد مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری تلقین کیجیے تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ آپ نے تمام مذہبِ حقہ کے ارکان اصول و فروع بتلائے، اکثر علمائے مجلس و مقربانِ دولت اور جمیع امراء منصبدار وغیرہ چار سو اشخاص نے مذہب شیعہ اختیار کیا اور خطبہ میں اسماء مقدس حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام جاری کیا اور چتر سفید سلطانی امتیاز مذہب شیعہ کے واسطے سبز رنگ سے تبدیل کیا۔ اس واقعہ سے مولانا پیر محمد شیروانی استاد بادشاہ اور دیگر اراکین سلطنت اور عوام بہت برہم ہوئے اور شہر احمد نگر میں غوغائے عظیم برپا ہو گیا اور مولانا پیر محمد کی سرکردگی میں بارہ ہزار سوار اور پیادوں نے منظم ہو کر قلعہ شاہی

کا محاصرہ کر لیا تا کہ بادشاہ کو گرفتار کیا جائے۔ بادشاہ فوراً مسلح ہو کر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادے پانچ ہاتھی معہ
چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لے کر قلعہ سے برآمد ہوا، جلو میں ملا شاہ محمد طاہر و ملا شمس الدین جعفری و سید جمال الدین ترمذی و
سید رفیع الدین زیدی وغیرہ سادات گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے۔ ملا سید شاہ محمد طاہر نے مشتِ خاک پر کچھ کلمات
پڑھ کر دشمنوں کی طرف پھینکی خاک کے پڑتے ہی مخالف لشکر ساکت ہو گیا۔

ملا سید شاہ محمد طاہر نے اعلان کرایا کہ جو خیر خواہ سرکار ہو وہ بلا توقف بادشاہ کے چتر سبز و علم کے نیچے حاضر ہو جائے
اسی وقت امراء و سلاطین و سردارانِ فوج و عوام امان طلب ہوئے اور مولانا پیر محمد شروانی کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ پر
مذہبِ حقہ کا پرچم لہرانے لگا بادشاہ ملا سید شاہ محمد طاہر اور ان کے رفقاء سادات کا ممنون احسان ہوا اور ان کو درجہ بدرجہ
ممتاز عہدوں پر سرفراز کیا سید جمال الدین ترمذی کو مقربان شاہی میں داخل کیا سید جمال الدین کی شادی عقیقی ماموں رستم بیگ
کی دختر جمال بانو سے ہوئی جن کے بطن سے دو پسر سید نظام الدین و سید معین الدین پیدا ہوئے یہ دونوں برادر حسین نظام شاہ کے
عہد حکومت میں ممتاز عہدوں پر فائز تھے ان کی اولادیں بھی حسین نظام شاہ کے جانشینوں کے دور میں ارکین سلطنت میں
شامل تھے اسی لئے احمد نگر کے مضافات میں بادشاہ نے جاگیر عطا کی، سید نظام الدین فرزند اکبر کی شادی مرزا قاسم بیگ شاہی
طبیب کی دختر ارجمند بانو سے ہوئی اس کے بطن سے پسر سید جعفر الہادی پیدا ہوا جو سلطنت نظام شاہیہ میں مشہور
سپہ سالار تھے ان دونوں برادران کی اولاد خاص احمد نگر و مضافات میں آباد ہے۔

(۳) سید عبد اللہ الملقب سید سیف اللہ

آپ اپنے برادر محترم مخدوم پیر سید احمد الملقب داد امیر الٰہی سے رخصت ہو کر حسب الحکم سکندر لودی بادشاہ ۹۲۶ھ میں دہلی پہنچے۔ بادشاہ نے بدستور سردار
لشکر کے عہدہ پر مامور کیا۔ سکندر لودھی کے بعد ابراہیم لودھی تخت نشین ہوا اس کے عہد میں ظہیر الدین بابر بادشاہ نے دہلی پر
یورش کی۔ پانی پت کے میدان میں جنگ ہوئی ابراہیم لودھی کو شکست اور بابر بادشاہ کو فتح یابی ہوئی، سامانِ جنگ ہاتھ
آنے کے بعد ابراہیم کے لشکری گرفتار ہو گئے ان میں سید عبد اللہ مذکور بھی مقید تھے، دہلی پہنچ کر بابر بادشاہ نے قیدیوں
کو طلب کیا بشرط وفاداری رہائی کا حکم بھی ملا، ماسوائے سید عبد اللہ و اسفند یار خاں کے سب قیدیوں نے معافی مانگی
اور وفاداری کا عہد کیا، جب بادشاہ نے آپ سے وفادار رہنے کا عہد لینا چاہا تو آپ نے صاف انکار کر دیا کہ اپنے
بادشاہ ابراہیم کا وفادار ہوں میں ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، آپ جو چاہیں سزا دیں، بادشاہ اور اہلِ دربار اس گفتگو سے
دم بخود ہو گئے، بابر بادشاہ نے کہا، ہم آپ کے ان خیالات سے بہت خوش ہیں۔ ہمیں ایسے ہی بہادر، نڈر سرداروں
کی ضرورت ہے، لہٰذا ہم آپ کو بدستور سردار لشکر کے عہدہ پر مامور کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی ہر قسم
کی اعانت کریں گے چنانچہ جس وقت بابر بادشاہ نے ریاست چتوڑ کے راجاؤں پر حملہ کیا تو آپ نے اس جنگ میں نہایت
دلیری و نڈرپن سے کارنمایاں انجام دیئے، اس فتح یابی کا دربار سیکری گاؤں میں کیا جو آگرہ سے بارہ کوس ہے بادشاہ نے

اس گاؤں کو فتح پور کا لقب عطا کیا اور سرداروں کو درجہ بدرجہ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا آپ کو قصبہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر کے قریب تین مواضعات عطا کئے۔ آپ کی زوجہ سیدہ حمید النساء دختر سید محمد منصبدار بن سید مسعود بن سید اخوند میر بن سید افضل بن سید محمد طاہر بن سید حسن ملقب شادن بن سید غلام حیدر زیدی بہ نسل سید ابو الفضائل بن سید ابو الفراج واسطی سکنہ بڈولی کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے، سید محمد ناصر و سید محمد طاہر دونوں برادران نے اپنی ننہال بڈولی میں سکونت اختیار کی، اسی مضافات میں ان کے پدر بزرگوار کے تین مواضعات تھے جو دونوں برادران کے قبضہ تصرف میں رہے، سید محمد ناصر کے صلب سے ایک پسر سید محمد باقر و دختر رقیہ بیگم زوجہ سید مصطفےٰ حسین ولد حاجی حسن تکی بن سید محمد سالار بہ نسل امام زادہ سید عبد الباہر اور سید محمد طاہر کے صلب سے ایک پسر سید محمد جعفران کے صلب سے یک پسر سید محمد ناظم و یک دختر اکبری بیگم زوجہ امیر سید زید صوبہ دار بن سید فقیر حسین ملقب بھکاری بن سید مصطفےٰ حسین بہ نسل امام زادہ سید عبد الباہر مذکور سید محمد طاہر و محمد ناصر کی اولاد بڈولی آباد ہے۔ شجرہ نسب مرتبہ مخدوم سید مصطفےٰ

نوٹ:۔ (۱) سید شاہ حسین و (۵) سید غیاث الدین پسران ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب کے شجرہ نسب صفحات ۲۲۹ لغایت ۲۳۱ پر تحریر ہیں (مولف)

(۱) مخدوم پیر سید احمد الملقب واد امیر انجی (مدفون نانوتہ) کی زوجہ سیدہ کنیز الزہرا دختر سید علی الحامد عامل گوڑگاؤں بن سید صفی بن سید خدا بخش بن سید محمد یحییٰ بن سید قطب الدین بن سید مسعود ملک الساوات سالار غازی حسینی الترمذی کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) مخدوم پیر سید مصطفےٰ اعلی اللہ مقامہ (۲) سید مرتضےٰ الہدیٰ (۳) سید حیدر علی (۴) سید لیسین اور زوجہ ثانیہ بی بی آمنہ دختر احمد خان ملقب زندہ پیر نانوتوی کے بطن سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔

(۵) سید علی حامد (۶) سید طہٰ (۷) دختر سیدہ دودو النساء عرف بی بی سندرا یہ معظمہ حسب الارشاد و پدر بزرگوار برادران حقیقی سید علی حامد و سید طہٰ کے ساتھ تین پور رہتی تھی بچپن ہی میں صوم و صلوٰۃ اور عبادت الٰہی کا شوق تھا۔ زیادہ وقت مصلّیٰ پر گذرتا تھا۔ ایک روز کھانے کے لئے بھائی کو اطلاع دینے کے لئے نشست گاہ میں چلی گئی اتفاقاً سر سے اوڑھنی کا پلہ کھسک گیا بھائی نے سر برہنہ دیکھ کر ایک طمانچہ مار دیا، اس صدمہ میں بیمار ہوگئی اور تقریباً نو سال کی عمر میں فوت ہوگئی، تین پور دفن ہوئی۔ بنظر تقدس و تبرک عقیدتمند آج تک اوڑھنی وغیرہ نذر کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ (۳) سید حیدر علی (۵) سید علی حامد (۶) سید طہٰ پسران مخدوم پیر سید احمد ملقب واد امیر انجی کی اولاد کے شجرہ انساب صفحات ۲۴۲ لغایت ۲۴۸ پر مرقوم ہیں اور (۴) سید لیسین کی صرف دختری اولاد تھی (مولف)

۲۔ سید مرتضیٰ الہدیٰ

خوبصورت وجیہہ قوی ہیکل اور شجاع تھے، سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے معتمد فوجی سردار تھے، محمد اکبر بادشاہ نے جب ملک مالوہ کی تسخیر کا منصوبہ تیار کر کے ادہم خاں سپہ سالار کی ماتحتی میں ایک لشکر عظیم روانہ کیا تو اس فوج میں چیدہ چیدہ اور بہادر سردار بھیجے گئے مقام سارنگ پور بایزید ملقب باز بہادر بادشاہ مالوہ سے لڑائی ہوئی، بایزید شکست کھا کر بھاگ گیا لیکن ملحقہ حکمرانوں کی مدد سے ملک مالوہ پر دوبارہ قابض ہو کر فوج شاہی پر شبخون مارنے لگا، اس شکست سے اکبر بادشاہ کو افسوس ہوا اور اس نے بہادر جانباز نڈر سردار صمند خان، دلاور خاں، سید قمر الدین زیدی و سید مرتضےٰ الہدیٰ ترمذی و سید مصطفیٰ حسین مکی وغیرہ کو عبداللہ خان ازبک سپہ سالار کی ماتحتی میں ایک ہزار لشکر بطور کمک ادہم خان سپہ سالار روانہ کیا، اس دفعہ بایزید پر پوری قوت سے حملہ کیا، بایزید معہ ملحقہ حکمرانوں بایزید کی فوج کے ساتھ جم کر لڑا، میدان جنگ لاشوں سے بھر گیا، شاہی فوج فتحیاب ہوئی اور ملک مالوہ پر مکمل قبضہ ہو گیا بایزید ملقب باز بہادر بادشاہ مالوہ زخمی ہو کر گونڈواڑے کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گیا اور شکست ہونے پر بھی باز نہ آیا اور وقتاً فوقتاً شاہی فوج پر حملے کرتا رہا، آخر صمند خان و سید مرتضےٰ الہدیٰ ترمذی و سید قمر الدین زیدی کی تجویز کے مطابق عبداللہ خان ازبک سپہ سالار نے علیحدہ علیحدہ فوجی دستے دے دیئے ان سرداران نے خفیہ طور سے گونڈواڑے کی پہاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا ایک دن بایزید معہ اپنے لشکر کے فوج شاہی پر شبخون مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مذکرہ سرداران نے گھیرا ڈال دیا کچھ عرصہ تک مقابلہ ہوا آخر بایزید گرفتار کر لیا گیا، انجام کار بایزید بادشاہ مالوہ نے محمد اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کر لی، بعد فتحیابی محمد اکبر بادشاہ نے سرداران کو ممتاز عہدوں پر سرفراز کیا جاگیریں عطا کیں، سید مرتضےٰ الہدیٰ ترمذی و سید مصطفےٰ حسین مکی کو ضلع مظفر نگر، سہارنپور میں بگڑولی، مادھوپور، ننڈپورہ ٹکرول، تیترول، بھینسوال، رتھر وڑی، نوجل مواضعات عطا ہوئے سید مصطفےٰ حسین مکی نے معہ اپنے پدر بزرگوار رہ لیا اپنے بہنوئی سید مرتضےٰ الہدیٰ ترمذی ولد مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی قصبہ نانوتہ منتقل سکونت اختیار کی، آپ کی زوجہ سیدہ خدیجۃ النساء دختر سید حاجی حسن مکی ولد سید محمد سالار بہ نسل امام زادہ سید عبد الباہر بن امام زین العابدین علیہ السلام کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید مقتدا علی (۲) سید قلندر علی (۳) محمدی بیگم زوجہ سید محمد باقر ولد سید محمد ناصر بن سید عبداللہ ملقب سیف اللہ حسینی الترمذی مذکور (۱) سید مقتدا علی کے صلب سے ایک پسر سید محمد الہادی ان کا پسر مولوی سید سبط حسن متقی و پرہیزگار تھے برائے حصول علوم دین لکھنؤ تشریف لے گئے اور ان کی مقام بلگرام شادی ہوئی وہیں سسرال میں سکونت اختیار کی ان کی اولاد بلگرام میں ہے (۲) مولوی سید قلندر علی اپنے چچا مخدوم پیر سید مصطفےٰ کے ہمراہ ایران گئے* اور وہاں سے ہمایوں کے لئے قیمتی جواہرات کی ضریح مقدس بنوا کر لائے تو انہوں نے اپنے چچا سے اجازت لے کر بغرض حصول علم دین نجف اشرف چلے گئے وہاں علامہ شیخ احمد بن محمد اردبیلی نجفی الملقب مقدس اردبیلی کی شاگردی میں پہنچ کر فقہ، اصول، تفسیر کی تعلیم حاصل کی اور شب و روز علامہ موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے تھے علامہ کے بارے میں علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ مقدس اردبیلی ورع و تقویٰ زہد و فضل کی جس حد پر پہنچے ہوئے تھے ان جیسی فرد نہ متقدین دکھائی دیتی ہے نہ متاخرین میں، آپ کی تصانیف آیات احکام، مجمع برہان، شرح ارشاد، حدیقۃ الشیعہ مشہور کتابیں ہیں، نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولوی سید قلندر علی نے بغداد کے محلہ کرخ میں سکونت اختیار کی (بحوالہ قلمی شجرہ نسب مرتبہ مخدوم سید مصطفےٰ)

* جب ان کے چچا بیرم خان کے ہمراہ ایران گئے۔

(۱) مقرب شاہی و جاگیردار مخدوم پیر سید مصطفیٰ اعلی اللہ مقامہ

آپ کی ۱۳ رجب المرجب ۹۱۷ھ کو ولادت ہوئی آپ نے علم و عمل کے آغوش میں آنکھ کھولی ہوش سنبھالتے ہی پدر بزرگوار سے تعلیم حاصل کی اور دیگر کاملین اساتذہ سے استفادہ کیا، اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین اور علوم ظاہری و باطنی صورت و سیرت میں مثل پدر بزرگوار کے نمونہ عمل تھے، مولوی سید نجف علی اپنے مرتبہ شجرہ نسب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حلیم الطبع معصوم صفت اور تقویٰ و طہارت علم و عمل و روحانیت میں بلاشبہ بے نظیر تھے علم حکمت و جفر و تفسیر و تاریخ میں کامل اور تبلیغ اسلام و اشاعت دین میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ شاہان اسلام ان کے آباؤ اجداد کے بلند کردار وفاداری اور تبلیغ اسلام کی وجہ سے اس خاندان کے افراد کا ہمیشہ احترام کرتے رہے۔ جس وقت ہمایوں بادشاہ ایران کی مدد سے ہندوستان پر دوبارہ قابض ہوا تو اس کی فوج میں زیادہ تر شیعہ تھے جن میں ایرانی کاملین سردار ہمایوں کے ساتھ آ گئے تھے یہی وجہ تھی کہ ہمایوں اور اکبر بادشاہ کے دربار میں ایرانی اہل کمال شیعہ موجود تھے بیرم خاں ہمایوں بادشاہ کا بہنوئی اور اس کا معتبر سپہ سالار اور محمد اکبر بادشاہ کا اتالیق تھا، بیرم خاں مذہب شیعہ کا پابند تھا، بیرم خاں کو آپ سے بہت عقیدت تھی چنانچہ ۹۵۹ھ میں آپکی تحریک سے بیرم خاں ان کو ایران ہمراہ لے گیا اور ہمایوں بادشاہ کے لئے قیمتی جواہرات کی ایک ضریح مقدس بنوا کر لایا جو شاہی محل میں رکھی گئی اس سفر میں آپ کا بھتیجا سید قلندر علی موجود تھا جو آپکی اجازت سے نجف اشرف بغرض حصول علم دین چلا گیا سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے مقرب و معتمد تھے، حکیم ابوالفتح گیلانی و شیخ ابوالفیض فیضی وغیرہ آپ کے خاص دوستوں میں تھے محمد اکبر بادشاہ خود ان کا احترام کرتا تھا، ایک دفعہ رانی چندر ماہ جودھپوری ملقب رانی جودھا بائی اہل ہنود ہمشیرہ راجہ مان سنگھ جو حسن و جمال میں مشہور تھی بادشاہ اس سے بہت محبت کرتا تھا ابتدا میں بوجہ اختلاف مذہب صحبت غیر ہم جنس سے مکدر رہتی تھی اور اکثر اہل ہنود عقیدہ کی بنا پر بھوت پریت وغیرہ کی قائل تھی ان خیالات میں غرق رہ کر سخت بیمار ہو گئی شاہی اطباء نے لاکھ علاج کیا لیکن سب بے سود، بادشاہ بہت متفکر ہوا، بیرم خاں نے ان کی روحانی کمالات کا ذکر کیا، بادشاہ ان کو شاہی محل میں لے گیا اور رانی مذکور کو دکھلایا، آپ نے کچھ نقوش اور ادویہ کے ذریعہ معالجہ کیا، رانی مذکور تین دن میں قطعی تندرست ہو گئی اور محمد اکبر بادشاہ سے بہت زیادہ مانوس ہو گئی، بادشاہ آپ سے بہت خوش ہوا اور وقت ضرورت دوسری بیگمات بھی زیر علاج رہتی تھیں آپ کی بدولت ان کے برادر خورد سید مرتضیٰ الہدیٰ اور دوسرے اعزا ممتاز عہدوں پر فائز تھے، محمد اکبر بادشاہ نے مزید پانچ گاؤں جاگیر میں عطا کئے تھے جن کے اسم فرمان شاہی میں مواضعات گدھی، جھپویہ، ڈھاکہ دلپوی، گوراز آج تک لکھے ہوئے ہیں سرکار انگریزی نے اپنے نظام حکومت کے تحت ضبط کر لئے تھے، حمیدہ بانو بیگم بخطاب مریم مکانی بیگم والدہ سلطان محمد اکبر بادشاہ جو مذہب شیعہ امامیہ کی پابند تھیں ان کو آپ سے خاص عقیدت تھی کسی بیماری کی صورت میں یا کسی اہم معاملہ میں آپکو یاد کرتی تھیں اس زمانہ میں دربار اکبری نصف النہار پر تھا بڑے بڑے علماء فضلاء کا مجمع تھا زمانہ علم دوست بادشاہ جوہر شناس اور اہل کمال کا قدر دان تھا حکیم ابوالفتح گیلانی اور دوسرے صاحبان علم مصائب الرائے درباریوں کی رائے سے بجائے دہلی کے آگرہ دارالسلطنت قرار دیا اور قلعہ آگرہ و فتحپور سیکری کے محلات تعمیر کرائے تو بادشاہ زیادہ تر آگرہ و فتحپور سیکری معہ درباریوں کے زیادہ عرصہ قیام کرتا تھا سیکری گاؤں میں ایک بزرگ سلیم چشتی مقیم تھے وہ آپ سے مل کر بہت مسرور ہوئے

اور دونوں کے عارفانہ تعلقات پیدا ہو گئے، یہی وجہ تھی کہ سلاطین زمانہ والاکین سلطنت آپ اور آپ کے اجداد کے بلند کردار اور تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے عزت و احترام کرتے تھے اور ان کی خاندانی صفات و وفاداری کے سبب ان کی اولادیں معزز عہدوں پر فائز اور قریب قریب ہر بادشاہ کے عہد میں معزز و محترم رہیں، نانوتہ کی سکونت کے سلسلہ میں اگرچہ آپ کے والد ماجد کی زندگی میں رہائشی مکانات کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا تھا لیکن زیادہ تر تعمیری کام میں آپ نے حصہ لیا، ایک شیعہ امامیہ مسجد موسومہ مخدوم جی مسجد بھی تعمیر کرائی اور آباؤ اجداد کے تبرکات کہنہ قلمی کتب و دیگر مخفی تحریرات وصدیاں و دیرینہ مستند شجرہ انساب وغیرہ جو مختلف زبانوں اور سینہ بسینہ نسلوں میں محفوظ چلے آرہے تھے اور جن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ان مخفی تحریرات وصدیوں کہنہ انساب کی روشنی میں ایک ضخیم قلمی کتاب شرح اصلاب ۹۹۲ھ میں مرتب کی ہے اس میں اباؤ اجداد کے کارنامے وتفصیلی حالات اولاد ذکور و اناث و ازواج کے اسماء درج ہیں آپکی وفات ۲۰ صفر ۱۰۰۰ھ بروز جمعرات بوقت نماز صبح اکیانوے ۹۱ سال کی عمر میں ہوئی، حسب وصیت، جامع مسجد شیعہ اثنا عشری موسومہ مخدوم جی میں دفن ہوئے ان کی زوجہ سیدہ طاہرہ بیگم دختر سید زمان بن سید حاجی شریف حسین بن سید سلطان علی بن سید یوسف علی حسینی الترمذی ساکن قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور کے بطن سے چار فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ (۱) مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد مورث سادات ترمذی محلہ پیرزادگان (۲) دیوان سید قطب الدین مورث سادات ترمذی محلہ چھتہ (۳) دیوان سید صابر علی مورث سادات ترمذی محلہ بازار (۴) سید نصیر الدین میر منشی (سیکرٹری) مورث سادات ترمذی محلہ کوٹ (بحوالہ قلمی کتاب شرح اصلاب شجرہ انساب تالیف مخدوم پیر سید مصطفےٰ اعلی اللہ مقامہ کے بعد کتاب مذکور اور دیگر شجرہ انساب کی مدد سے ایک مبسوط شجرہ نسب مولوی سید نجف علی ملقب شاہ نجفی اعلی اللہ مقامہ نے لکھا ہے ان دونوں کی روشنی میں یہ حالات لکھے گئے (مؤلف)

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد مورث سادات محلہ پیرزادگان نانوتہ

ان کی اولاد قصبہ نانوتہ، پرنیاں (بنگال) مہاسمند، حیدرآباد (دکن) لاہور خیرپور میرس، بھکر

مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد

آپ نے علم و عمل کے آغوش میں تربیت پائی بعدہٗ کاملین اساتذہ سے استفادہ حاصل کیا اوائل عمر ہی سے ریاضتوں کا شوق تھا فطرتاً تمکین و حلیم الطبع تھے۔ مشائخ کبار و علماء کی صحبتوں سے فیض حاصل کرتے رہے آپ نے اپنی ریاضت کے ابتدائی زمانہ میں کچھ ایسے طریقے سے جہاد نفس کیا کہ اس زمانہ کے کامل عاملین کو محو حیرت کر دیا، گوشہ نشینی میں ریاضت کا وہ طریقہ اختیار کیا اس کی نظیر عارفانِ حقیقت کے زمرہ میں مشکل سے ملے گی آپ لگاتار پانچ پانچ دن تک، روزہ رکھتے اور صرف پانچ مثقال جو کی ٹکیہ اور پانی سے روزہ افطار کرتے تھے، غرضیکہ آپ نے کمال باطنی کی تکمیل اور رموز حقیقت میں بلند مقام حاصل کیا، آپ کا بظاہر مسلک صوفیہ فرقہ سے تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ آپ صوفیائے کرام کے لباس میں ملبوس تھے، ریاضت و کرامات یعنی جمیع کمال روحانیہ میں موصوف تھے آپکی ذات، والا صفات، فرقہ صوفیہ میں محتاج تعارف نہیں آپ کی بزرگی و کمال روحانیہ صفت کو صابر کلیری جیسی شخصیت اور دیگر بزرگان صوفیائے کرام کے علاوہ دیگر اقوام نے بھی تسلیم

کیا ہے آپ کے صوفیہ عقائد کے متعلق مولوی سید نجف علی اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنے مرتبہ شجرہ نسب میں ان کی قلمی بیاض کے حوالہ سے اس طرح تحریر فرمایا ہے یعنی فرقہ ناجیہ امامیہ دو گروہوں میں منقسم ہے ایک گروہ نے محمد آل محمد کے علوم ظاہری یعنی علوم شرعیہ اصول و فروع کو لیا ہے دوسرا گروہ وہ ہے جو اُن کے علوم باطنی کا عامل ہے جیسے طریقت، وحقیقت والبقان کہتے ہیں پہلے گروہ کو مومن اور دوسرے کو مومن ممتحن، شیعہ وصوفی اس لئے کہ یہ دو اسم ایک دوسرے سے جدا ہیں لیکن مراد ان کی حقیقت واحدہ ہے یعنی یہ کہ شریعت محمدی ظاہری و باطنی کا عامل ہو، اگر کہا جائے کہ کثیر صوفیہ بحیثیت ظاہر و باطن اصول و قواعد اہلسنت عقیدہ کے حامل ہیں پھر انہیں شیعہ حقیقی کیونکر کہا جا سکتا ہے سو فرقہ صوفیہ میں بہت سے فرقے ہیں جس طرح خود گروہ شیعہ میں لیکن فرقہ حقہ ان میں سے وہی ہے جو اسرار محمد آل محمد کا حامل ہے اور ظاہراً و باطناً زیور ایمان سے آراستہ ہے جس طرح شیعوں میں ناجی فرقہ حقہ وہی ہے جو شیعہ اثنا عشریہ ہے جن کے عقائد و احکام محمد آل محمد سے نقل صحیح ماخوذ ہیں، مولوی سید نجف علی پھر ارقام فرماتے ہیں کہ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ سوائے نقشبندیوں کے اور کوئی صوفی سنی عقائد کا نہیں اور سوائے سلسلہ مرتضوی اور کوئی سلسلہ صوفی باقی نہیں اگر کوئی ہے تو وہ صوفی حقیقی عقائد کا حامل نہیں بہرحال آپ نے صوفیہ لباس میں ملبوس ہو کر تبلیغ اسلام کا کام روحانیہ طرائقہ سے انجام دیا شاگردوں اور مقلدین کے ذریعہ مختلف مقامات سہارنپور و انبالہ و کرنال وغیرہ اضلاع کی بستیوں میں جا کر اور وہاں کے عوام کو اسلام کی خوبیاں جتا کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام انجام دلایا آپ کے دولت کدہ پر روزانہ صدہا عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا تھا جو آپ کے اقوال عارفانہ سے مستفید ہوتے تھے اورنگ زیب بادشاہ، فرقہ صوفیہ عقائد کے خلاف تھا کہ یہ لوگ جوش وحدت اور عشق حقیقی باطنی کے جذبات میں جو خود فراموشی کی حالت طاری کر لیتے ہیں صحیح نہیں، چنانچہ اُس نے حقائق معلوم کرنے کی غرض سے صوفیائے کرام کے سربراہ اور معززین کو دہلی بلوا کر مجلس سماع منعقد کرائی اور خفیہ طور پر اپنے جاسوس انکی رہائش گاہ پر معین کئے تاکہ انکی باہمی گفتگو معلوم ہو سکے اور آغاز مجلس سماع سے قبل وسط جائے مجلس سماع نشیب میں تیز دھار آہنی سلاخیں نصب کرادیں کناروں پر قیمتی فروش بچھائے گئے مشہور و معروف قوال بلائے گئے، قوالی عاشقانہ کلام سے شروع ہوئی اور حضرات صوفیائے کرام جھومتے رہے آخر صوفی حضرات وجد کی حالت میں استادہ ہو کر مدہوش ہونے لگے، ان صوفیہ حضرات نے آہنی سلاخوں کے بیروں پر جوش حق حق کے نعرے لگانے لگے ان میں مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد عشق باطنی کے جذبات میں اس قدر مدہوش ہوئے کہ آہنی سلاخوں کے طرف جھومنے لگے جب قوالوں نے یہ مصرعہ پڑھا اے مجلس آں ہمت پروانہ کہ وارد، تو آپ استادہ ہو کر جھومنے لگے مصرعہ بار بار پڑھا گیا تمام مجمع کے صوفیہ حضرات استادہ ہو کر جھومنے لگے یکدم حق حق کا بلند آواز سے نعرہ لگا کر آہنی تیز دھار سلاخوں پر کود پڑے۔ گرتے ہی تڑپنے لگے تمام جسم زخمی ہو گیا انا فانا میں روح قالب عنصر سے پرواز کر گئی، تمام مجلس سماع ششدر رہ گئی خود اورنگ زیب بادشاہ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا تمام صوفیائے کرام نے آپ کا جنازہ نہایت تزک، واحتشام سے اٹھایا اراکین سلطانی بھی شرکت کی آپ کے مدفن میں اختلاف ہے بعض نے دہلی شاہی قبرستان میں دفن ہونا بیان کیا اور بعض نے پانی پت، لیکن علامہ مولوی سید نجف علی ملقب شاہ نجفی اعلی اللہ مقامہٗ اپنے مرتبہ شجرہ نسب میں یہ لکھتے ہیں کہ آپ کا جنازہ صوفیائے کرام نہایت شان و شوکت کے ساتھ دہلی سے نانوتہ لائے اور مقبرہ مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی کی بارہ دری کی شرقی جانب وصدر

دروازہ کے مابین سید شاہ حسین کے پہلو میں دفن ہیں اور اسی سال سے عرس اور مجلس سماع کا انعقاد اندرون شہر نانوتہ خانقاہ میں ہوا آپ نے اٹھانوے ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور فرزند اکبر مخدوم پیر سید غلام علی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

ازدواج و اولاد زوجہ اولی جعفری بیگم دختر سید نور الحسن ولد سید فقیر حسین ملقب سید بہکاری بن سید مصطفےٰ حسین بکی محل محلہ بنسل امام زادہ سید عبداللہ الباہر کے بطن سے دو پسر (۱) مخدوم پیر سید غلام علی سجادہ نشین (۲) سید صادق علی گوشہ نشین اور زوجہ ثانیہ ام النبی زوجہ شیخ نذر محمد ولد شیخ ابو صالح انصاری کے بطن سے ایک دختر ام سلمہ لاولد، آپکی اولاد ان مقامات پر آباد ہے نانوتہ، پرنیاں، مہاسمند، حیدر آباد (دکن)، لاہور، خیر پور میرس، بھکر ضلع میانوالی۔

۲۔ سید صادق علی گوشہ نشین آپ کی تمام عمر کا حصہ عبادت الٰہی اور ریاضتوں میں گذرا، خاص طور پر آپ جامع مسجد مخدوم جی کے حجرہ میں ریاضتیں کرتے رہتے تھے، عموماً گوشہ نشین رہتے عوام سے کم ملتے تھے، معتقدین دست بستہ استادہ رہتے تھے آپ کے صلب سے یک پسر سید جعفر علی ان کا پسر باقر علی ان کے صلب سے یک پسر سید کاظم علی و دختر کنیز زہرا زوجہ مخدوم سید شہاب الدین سید کاظم علی ان کا پسر سید ناظم علی ان کا پسر خادم علی و دختر حکیمۃ النساء و نجیب النساء اور سید خادم علی نے بسلسلہ ملازمت مقام پرنیاں (بنگال) بود و باش اختیار کی ان کی اولاد پرنیاں آباد ہے۔

۱۔ مخدوم پیر سید غلام علی سجادہ نشین آپ بعد وفات پدر بزرگوار فرزند اکبر ہونے کے علاوہ پاکیزہ اوصاف و حمیدہ خصائل ہونے کی وجہ سے سجادہ نشین مقرر ہوئے آپ کے زمانہ سے عرس اور مجلس سماع کی بنیاد قائم ہوئی جس میں صدہا صوفیائے کرام و معتقدین شرکت کرتے تھے اورنگ زیب بادشاہ دہلی نے بطور مدد معاش و اخراجات عرس کے لئے چوبیس دیہات عطا کئے جن میں سے اکثر مواضعات سرکار انگریزی نے ضبط کر لئے تھے آپ علم جفر کے ماہر تھے انکے پاس بزرگوں کے کچھ تبرکات بھی موجود تھے ان میں تین پتھر عبرانی زبان کے حروف کندہ تھے یہ پتھر عموماً مصلے عبادت کے گوشوں پر رکھے رہتے تھے بعد وفات حسب وصیت یہ پتھر قبر پر رکھے گئے، اگر کوئی شخص یہ پتھر مزار دادا میرانجی سے باہر لے جاتا تو نابینا ہو جاتا آپ کی زوجہ نصیب النساء دختر سید مخدوم شاہ ولد سید فتح شاہ بن سید جان محمد بہ نسل امام زادہ سید اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مار ہو پور تحصیل روڑکی کے بطن سے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) مخدوم پیر سید سلیمان بزرگ سجادہ نشین (۲) سید محمد بخطاب قوی السادات، آپ قوی ہیکل اور فنون سپہ گیری میں مشہور زمانہ تھے سید مظفر علی بخطاب رفیع الشان زیدی منصبدار کے ذریعہ سے اورنگ زیب کی سپاہ کی فوجی افسری پر مامور تھے آپ شہزادہ اعظم کی ماتحتی میں دکن کے معرکوں میں شریک تھے قلعہ دہاڑواڑہ اور قلعہ شولاپور کے معرکوں میں نہایت شجاعت و جوانمردی کے ساتھ کارنمایاں انجام دیئے ان کارناموں میں آپکو چار دیہات اور قوی السادات کا خطاب عطا ہوا (بحوالہ قلمی شجرہ نسب مرتبہ مولوی سید نجف علی، آپ کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید مظفر علی (۲) سید حسن علی (۳) سید بہادر علی دختر طاہرہ بیگم زوجہ سید امام الدین ولد مخدوم پیر سید سلیمان بزرگ سجادہ نشین (۱) سید مظفر علی کے صلب سے یک پسر سید باقر علی عرف بلاقی انکے صلب سے دو پسر سید سعادت علی و سید حیدر علی انکے صلب سے تین پسر سید مہدی حسن و سید امیر حسن و سید تفضل حسین ان کے صلب سے دو دختران مسماتی بیگم و عسکری بیگم

زوجہ منشی سید محمد ذکریا ولد سید ناظر علی اور بہشتی بیگم زوجہ سید سخاوت حسین ساکن ونانہ کے بطن سے ایک پسر سید بندہ حسن ان کا پسر سید مبارک حسین اور سید امیر حسن کے صلب سے تین پسر سید محرم علی و سید صغیر حسن ہر دو برادر لا ولد، سید واجد علی زائر سید الشہداء کے صلب سے دو دختران مصطفائی بیگم زوجہ سید آل حسن ولد مہدی حسن و خورشید بانو زوجہ یاور حسین"

سید مہدی حسن کے صلب سے دو پسر سید آل حسن و سید حسین احمد ملقب چھوٹا و دختران فیاضاً و کنیز بیگم زوجہ محمد علی سہارنپوری اور فیاضاً زوجہ سید اصغر علی ساکن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر،

سید آل حسن ولد سید مہدی حسن نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر لاہور سکونت اختیار کی ان کی زوجہ مصطفائی بیگم دختر واجد علی کے بطن سے چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی، سید محمد حیدر و سید علی حیدر و سید حسین حیدر و سید حامد حسین و دختر سرداری بیگم زوجہ داور حسین ولد یاور حسین محلہ پیرزادگان، سید محمد حیدر کی زوجہ شمیم زہرہ دختر سید حاجی حسن ولد سید غلام حسین عرف کوڑا محلہ چھپتہ کے بطن سے ہنوز چار پسر و تین دختران پیدا ہوئیں، سید وصی حیدر و سید رضی حیدر و سید محمد حیدر و ذوالفقار علی و دختران رضوان فاطمہ و ذیشان فاطمہ و نرجس بانو عرف منی اور سید علی حیدر کی زوجہ نفیس فاطمہ دختر فخر الحسن کیرانوی کے بطن ہنوز دختر شہناز فاطمہ عرف رانی اور سید حسین احمد عرف چھوٹا ولد سید مہدی حسن نے ۱۹۴۷ء فسادات ہند سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر ضلع میانوالی بود و باش اختیار کی۔ ان کی زوجہ حسنین بانو دختر منشی سید حسن ولد مخدوم پیر سید حسین علی محلہ پیرزادگان کے بطن سے تین پسر و تین دختران پیدا ہوئیں، سید اعجاز حسین و سید انیس حیدر الیف۔ اے۔ بی و بخشش حسین و دختران شہنشاہی بیگم عرف چھبانو زوجہ سید عزادار حسین ولد منشی سید زائر حسین سب انسپکٹر محلہ چھپتہ و صفیہ خاتون عرف رانی زوجہ منشی سید حسن ولد سید سردار حسین فیض آبادی و مہر النساء زوجہ سید ظفر حسنین بی۔ اے ولد سید کاظم حسین زیدی الواسطی ساکنہ منصورپور ضلع مظفر نگر ؎

سید اعجاز حسین زائر سرکار سید الشہداء کی زوجہ کنیز زینب دختر حکیم سید اولاد حسین ولد حکیم سید حیدر حسن محلہ چھپتہ کے بطن سے ہنوز پانچ پسر تین دختران پیدا ہوئیں، سید قمر رضا و اخلاق حسین و کشور رضا و مظفر مہدی و اقبال حسین و دختران اُم رباب، بلقیس زہرہ و سید انیس حیدر کو بعمر انیس سال جون ۱۹۶۳ء بوقت بارہ بجے دوپہر کالج سے بلوا کر دھوکہ سے شیعہ قبرستان اندرون درگاہ چند اشخاص نے وہاں نہایت سفاکی و بیدردی سے قتل کیا، پولیس بھکر ملزمان کے سراغ نکالنے میں ناکامیاب رہی۔

سید سعادت علی ولد سید باقر علی عرف بلاقی، یہ بزرگ نہایت قوی الجثہ بلند قامت اور شجاع تھے ایک دفعہ اپنے گاؤں صالح پور بوقت شب گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے اچانک رات کی تاریکی میں قزاقوں نے گھیر لیا ان کے ہمراہ صرف ایک ملازم تھا قزاقوں نے فائرنگ کی آپ نے دفاع کرتے ہوئے ڈٹ کر مقابلہ کیا دو ڈاکو گرفتار کر لئے اور ایک وہیں ڈھیر ہو گیا باقی بھاگ گئے گرفتار شدہ قزاقوں کو زخمی البتہ کر کے معالج پورے گئے اور وہاں بندرہ یوم اُن سے زمیندار کا کام لے کر کچھ انعام دے کر رہا کر دیا ان کو باغات کا بہت شوق تھا چنانچہ نانوتہ کے زرخیز رقبہ میں آج تک ایک باغ سعادت علی والا موجود ہے آپ کے صلب سے ایک پسر سید ناظر علی و دختر زیب النساء پیدا ہوئی، سید ناظر علی کے صلب سے دو پسر منشی محمد ذکریا و سید نور الحسن عرف بلاقی اس کے صلب سے دو پسر سید حاجی حسن و سید مناظر حسن دو دختران جمیلہ و حمیدہ۔

؎ اور منشی سید حسن ولد سید سردار حسین فیض آبادی کے صلب سے تین پسر سید رفاقت حسین و سید رفاقت حسین و سجاد حسین و دختران شمیم اختر و نسیم اختر و شہر بانو و شاہ گلشن آرا و ام سلمہ۔

سید حاجی حسن کے صلب سے ہنوز یک پسر سید وقار حسین اور سید مناظر حسن نے مقام خیر پور میرس محلہ لقمان بود و باش اختیار کی اس کی زوجہ نسیم فاطمہ دختر سید ضیغم حسین ولد منشی سید محمد زکریا کے بطن سے ہنوز دو پسر سید نیر خورشید و مختار عالم و دختر شہناز بیگم منشی سید محمد ذکریا کی زوجہ عسکری بیگم دختر سید تفضل حسین کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی ۔ منشی سید محمد حنیف سب انسپکٹر پنشنر سید محمد امیر و سید ضیغم حسین و دختر بنیادی بیگم زوجہ سید زائر حسین ولد سید محمد احسن نین پوری و سہار نپوری ، منشی سید محمد حنیف سب انسپکٹر پنشنر ، ادیب خوش نویس ، زود فہم و تجربہ کار ہیں حروف تہجی و رفتار سیار گان میں بھی مشاق ہیں ، دوران ملازمت ، اپنی خداداد قابلیت و ذہانت سے کلعدم کیس تفتیش میں برآمد کئے نوآموز سب انسپکٹر آپ سے کام سیکھتے تھے اس لئے ضلع کے سب انسپکٹران کے استاد مانے جاتے تھے ، نانوتہ سے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ۔ ان کی زوجہ امیر فاطمہ دختر سید ابن حسن سکنہ جولی ضلع مظفر نگر کے بطن سے پانچ پسر و دو دختران پیدا ہوئیں ، سید وصی حیدر ، سید ولی حیدر و سید نبی حیدر و سید کرار حیدر و سید اعجاز حیدر و دختران خوشنود فاطمہ زوجہ سید ہادی حسن سکنہ لڈوہ و معراج فاطمہ سید محمد امیر نے بھی نانوتہ سے خیر پور میرس محلہ لقمان بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ رئیسہ بیگم دختر سید شبیر حسین محلہ بازار کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی سید ظفر حسنین و کیپٹن سید علی حسنین بی . اے و سید محمد حسنین و دختر محمودہ بیگم ، سید ضیغم حسین کے صلب سے ہنوز یک پسر سید محمد و دختران ظہور فاطمہ و مُمنیٰ ،

(۲) سید حسن علی بن سید محمد بخطاب قوی السادات کے صلب سے یک پسر سید مظہر علی ان کا پسر سید منظور علی ان کا پسر سید مظہر علی ان کے صلب سے دو پسران سید ہادی حسین و سید ظہور حسین کے صلب دو دختران کالی و نیا زہرہ ۔ کالی زوجہ سید ناظم علی عرف اللہ دیا نین پور ۳ ۔ سید بہادر علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید رحمت علی ان کے صلب سے تین [illegible] ا ہوئے ۔ سید باقر علی و سید الطاف علی و سید پیر علی ان کا یک سید عابد حسین ان کا پسر سید علی ان کی زوجہ آل حسنین دختر سید یعقوب سی کے بطن سے یک دختر ام کلثوم زوجہ سید مرتضےٰ حسین ولد سید جعفر حسین ضلع ارخقوی ، سید الطاف علی کے صلب سے یک پسر سید فرزند علی ان کا پسر سید حسن علی ان کا پسر مولوی سید شبیر حسین عرف اٹھنی کی یک دختر امیر فاطمہ زوجہ سید نذر حسین عرف بدہو نمبردار اور سید باقر علی کے دو پسر سید عباس حسین و سید عاشق حسین ہر دو لاولد ۔

۱ . مخدوم پیر سید سلیمان بزرگ سجادہ نشین یہ بزرگ بھی مثل والد ماجد کے عبادت و ریاضتوں میں معروف رہتے تھے ۔ دولت کدہ پر مریدوں کا ہجوم رہتا تھا جو بغرض زیارت در پیر پر دست بستہ حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرتے تھے عرس کے زمانہ میں دور دراز مقامات کے مرید آپ کے ارد گرد جمع رہتے تھے ، پیری مریدی کے سلسلہ کی وجہ سے آج تک مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد کی اولاد پیر جی کے لقب سے مشہور ہے حتیٰ کہ یہ محلہ ہی پیر زادگان کے نام سے موسوم ہو گیا نیز شادی کے موقعہ پر دولہا کی دستار بندی کی فرائض ان ہی کی اولاد کا کوئی فرد ادا کرنے کا مجاز ہے آپکی زوجہ شریف النساء دختر سید حفیظ اللہ بن سید فیض اللہ بن سید فاضل علی بہ نسل سید حیدر علی بن مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی کے بطن سے دو پسر یک دختر پیدا ہوئی

(۱) مخدوم پیر سید شہاب الدین (۲) سید امام الدین (۳) و دختر ہاجرہ بیگم زوجہ سید حیدر علی بن سید علی اسد منصبدار بن سید مظفر علی منصبدار بن دیوان سید قطب الدین مورث محلہ چھتہ (۲) سید امام الدین کی زوجہ طاہرہ کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی سید رحم علی شاہ و فضل علی و جعفر علی، سید رحم علی شاہ کے صلب سے یک دختر سکینہ بیگم زوجہ مخدوم پیر سید نجم الدین بن مخدوم پیر سید شہاب الدین مذکور سید فضل علی کے صلب سے تین پسر جان علی و میرن علی و سید طالب علی کا پسر سید بندہ علی عرف بنچا لاولد سید میرن علی کا پسر سید وزیر علی ان کا پسر سید محسن علی بسلسلہ ملازمت مقام مہاسمند دکن، بود و باش اختیار کی سید جان علی کا پسر سید نوازش علی عرف منگوان کا پسر سید محمد علی منبر داران کے دو پسر منشی سید محمد عسکری و سید آغا علی لاولد اور منشی سید محمد عسکری کا ایک پسر سید نوازش علی لاولد و دختر بھیکی زوجہ سید ناظر علی نقوی سید جعفر علی کے دو پسر سید رحم علی و سید فتح علی ان کا پسر کاظم علی عرف کاجو یہ بھی بسلسلہ ملازمت مقام مہاسمند دکن، رہائش اختیار کی اور سید رحم علی کے دو پسر سید زبر علی و بشارت علی ان کا پسر فضل علی ان کا پسر نذیر حسین لاولد اور سید زبر علی کا پسر سید قنبر علی ان کا ایک پسر سید ولی محمد و دختر نجیب النساء زوجہ مخدوم پیر سید حسن علی ولد مخدوم پیر سید شجاع حسین، سید ولی محمد نے بسلسلہ ملازمت حیدر آباد دکن، سکونت اختیار کی ان کے دو پسر ابوالحسن و فیض الحسن ہر دو حیدر آباد دکن) (۱) مخدوم پیر سید شہاب الدین کی زوجہ کنیز زہرا دختر سید باقر علی ولد سید جعفر علی بن سید صادق علی بن مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد کے بطن سے یک پسر مخدوم پیر سید نجم الدین ان کی زوجہ سکینہ بیگم دختر سید رحم علی شاہ بن سید امام الدین مذکور کے بطن سے تین پسر مخدوم پیر سید حسن علی و سید غلام محمد و سید حیدر علی ان کے صرف یک دختر رضیہ بیگم زوجہ سید حسین علی ولد سید حسن علی مذکور سید غلام محمد کے دو پسر مولوی سید قاری پرورش علی و سید یوسف علی کے چار پسر و یک دختر و سید امانت علی و اکبر علی و سید بہادر علی ہر سہ پسر لاولد و سید حمایت علی و دختر ذکیہ خاتون زوجہ مخدوم پیر سید شجاع حسین ولد مخدوم پیر سید حسین علی مذکور سید حمایت علی کے دو پسر سید محمد علی عرف منذا و سید پیر علی ہر دو لاولد۔

مولوی سید قاری پرورش علی ممتاز الافاضل عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار مقدس بزرگ تھے ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے مولوی حکیم سید احمد حسن و سید مہدی حسن و سید رضا علی ان کے صرف یک دختر بیگم جان و مہدی حسن کا پسران سید امیر حسین و سید نذیر حسین ہر دو لاولد مولوی حکیم سید احمد حسن عالم و فاضل حاذق و نباض طبیب تھے علم حکمت میں کمال حاصل تھا ضلع سہارنپور و مظفر نگر کے بہت سے شاگرد و رشید تھے اپنے دور کے حکماء میں ممتاز الحکما اور کامل نباض تھے مریض کا صرف چہرہ دیکھ کر مرض تشخیص فرما لیتے تھے خداوند کریم نے آپ کے دست مبارک میں شفا عطا کی تھی آپ کی تشخیص کے صدہا مریضوں کے واقعات زبان زد خواص و عوام ہیں آپکے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے سید ابراہیم و سید قائم حسین ان کا پسر سید ضامن علی اس نے خیرپور میرس محلہ لقمان بود و باش اختیار کی، انکی زوجہ اقبال زہرہ دختر سید امیر حسین نقوی کے بطن سے ہنوز تین پسر سید محمد علی و سید احمد حسن و سید یوسف علی و دختران اُم ہاجرہ و اُم سلمہ"۔ مخدوم پیر سید حسن علی سجادہ نشین بن مخدوم پیر سید نجم الدین کی زوجہ جنت النساء دختر سید حبیب شاہ بن سید اکرم شاہ بن سید فتح شاہ بن سید جان محمد جعفری و منبرداری سکنہ مادھوپور تحصیل رڑکی کے بطن سے یک پسر مخدوم پیر سید حسین علی سجادہ نشین کی زوجہ رضیہ بیگم زوجہ سید حیدر علی بن مخدوم پیر سید نجم الدین مذکور کے بطن سے مخدوم پیر سید شجاع حسین و سید فدا حسین کی زوجہ صاحبجان عرف جالی بیگم دختر مخدوم پیر سید حسن علی ولد مخدوم پیر سید شجاع حسین کے بطن سے

دو پسر سید نذر حسین و سید حیدر حسن عرف مولہا ان کے صلب سے صرف یک دختر بنچی بیگم زوجہ سید واجد علی ولد سید صابر علی نمبردار محلہ بازار اور سید حیدر حسن عرف مولہا کے صلب سے صرف یک دختر کبریٰ بیگم زوجہ صادق علی،

مخدوم پیر سید شجاع حسین کی زوجہ ذکیہ خاتون دختر سید یوسف علی بن سید غلام محمد بن مخدوم پیر سید نجم الدین کے بطن سے یک پسر مخدوم پیر سید حسن علی سجادہ نشین و دختران حمیدہ بیگم عرف میدی زوجہ سید حشمت حسین ولد سید امداد علی محلہ بازار و منیا بیگم زوجہ فیض الحسن مخدوم پیر سید حسن علی سجادہ نشین کی زوجہ نجیب النساء دختر سید قنبر علی ولد سید زبر علی بن سید رحم علی شاہ بن سید جعفر علی بن سید امام الدین مذکور کے بطن سے یک پسر مخدوم پیر سید حسین علی سجادہ نشین و دختر صاحبجان عرف جانی بیگم زوجہ سید فدا حسین مذکور مخدوم پیر سید حسین علی سجادہ نشین آپکے عالم شباب تک مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد سے لے کر مخدوم پیر سید حسن علی سجادہ نشین تک صوفیہ عقائد کے مطابق تمام سجادہ نشین اسی نظریہ کے پابند رہے اور عرس و محفل سماع ہر سال منعقد ہوتا رہا اور ہندوستان کے مختلف مقامات کے صوفیہ اکرام اور سجادہ نشین کے مرید شان و شوکت سے عرس اور محفلیں سماع مناتے رہے، اسی طرح آپ بھی عالم شباب تک عرس اور محفل سماع منعقد کراتے رہے لیکن جس وقت علامہ مولوی حکیم سید حسین ملقب میران صاحب قبلہ مفتی لکھنؤ سے نانوتہ واپس آئے تو آپ نے اس فعل کی مذمت کی اور پیر سید حسین علی سجادہ نشین کو معززین سادات کی مجلس میں صوفیہ عقائد کی تشریح فرما کر مذہب امامیہ کے عقائد کو سمجھایا یہ مذاکرات امام بارگاہ مولوی سید علی اسد منصبدار چار پانچ یوم تک جاری رہے آخر میں مخدوم پیر سید حسین علی نے فرمایا کہ بیشک یہ صحیح ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا میں آئندہ سال عرس اور محفل سماع قطعی بند کر دوں گا آپ مجھے عقائد مذہب حقہ اثنا عشری تلقین کیجئے تاکہ میں اور میرے متعلقین اس پر عمل کریں آپ نے تمام مذہب حقہ اثنا عشری کے ارکان اصول و فروع بتلائے اور فضائل و مناقب تلقین کر کے کہا کہ ارکان و قواعد مذہب حقہ کے اہلبیت سے تولا رکھنا اور ان کے دشمنوں سے تبرا کرنا بھی ضروری ہے چنانچہ آپ نے مذہب امامیہ معہ متعلقین اختیار کیا اور اسی روز اعلان کر دیا کہ عرس و محفل سماع قطعی بند ہے اگرچہ عقیدت مندوں نے سب کچھ کہا کہ آپ کم از کم عرس بند نہ کریں لیکن آپ نے صاف الفاظوں میں انکار کر دیا، اسی دن سے تمام صوفیائے اکرام و مقلدین منحرف ہو گئے، عرس کے بند ہونے کے بعد آپ نے کاروبار زمینداری سنبھال لیا جس کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا آپ نہایت زود فہم مردم شناس اور جہاندیدہ تھے، ذاکر اہلبیت بھی تھے آپکی تین ازواج کے بطن سے چار پسر تین دختران پیدا ہوئیں، زوجہ اولیٰ سیدہ زہرا بیگم دختر مولوی سید حسین مفتی مذکور کے بطن سے دو پسر (۱) منشی سید حسن (۲) احسن علی لاولد اور زوجہ ثانیہ سیدہ معصومہ بیگم عرف چھومہ دختر میانجی سید تفضل حسین ولد مولوی حکیم سید باقر علی کے بطن سے دو پسر (۳) سید ایوب علی مکھیا و نمبردار (۴) سید یعقوب علی (۵) و دختر زندی بیگم زوجہ منشی سید ضمیر حسین ترمذی زین پوری اور زوجہ ثالثہ سیدہ صغرا بیگم دختر سید بندہ حسن ولد غلام حسین کی محلہ محل کے بطن سے دو دختران (۶) اکبری بیگم زوجہ منشی سید ساجد حسین ولد سید ابراہیم محلہ کوٹ (۷) اصغری بیگم زوجہ سید حامد حسین کی محلہ محل (۱) منشی سید حسن کی زوجہ عزیز بانو دختر حکیم احمد حسن ملقب استاد احمد سہارنپوری کے بطن سے دو پسر تین دختران پیدا ہوئیں (۱) سید ابن حسن مدفون بھکر (۲) منشی سید زاہد حسین (۳) دختر خورشید زائرہ بانو زوجہ حکیم سید اولاد حسین ولد حکیم سید حیدر حسن محلہ چھتہ (۴) حسنین بانو زائرہ زوجہ سید حسین احمد ولد سید مہدی حسن (۵) اقبال بیگم زائرہ ذاکرہ سید الشہداء زوجہ سید ظفریاب حسین

سید ابن حسن ولد سید حسن ترمذی بھکر صفحہ ۲۰۰

سید زائر حسین ولد زاہد حسین ترمذی بھکر صفحہ ۲۷۸

سید جعفر عباس ولد ابن حسن ترمذی بھکر صفحہ ۳۷۸

ولد منشی سید محمد یٰسین محلہ چھتہ۔

(۱) سید ابن حسن کی زوجہ صغریٰ بیگم دختر سید نثار حسین ذیلدار نقوی ساکن موضع جالی پہاڑ تحصیل پانی پت کے بطن سے تین پسر (۱) سید زوار حسین عرف بندو (۲) سید جعفر عباس (۳) سید قدرت علی عرف پیرو (۴) دختر خوشنودہ بیگم زوجہ نیاز علی ولد سید ضامن علی کاظمی فرید پوری (۵) محمودہ بیگم زوجہ سید جعفر حسین ولد سید شریف حسین کاظمی امرتسری اور (۱) سید زوار حسین عرف بندو کی زوجہ افسری بیگم دختر منشی سید زاہد حسین ولد سید حسن کے بطن سے ہنوز تین پسر سید آصف علی و سید طیب محمد و سید محمد نفیس و دختران فرحت النساء و خیر النساء عرف لا اجن اور سید جعفر عباس (۲) کی زوجہ تنویر فاطمہ دختر سید بہادر علی ولد حکیم سید اولاد حسین کے بطن سے ہنوز یک پسر سید محمد علی صغیر سنی میں فوت و دختر زینت النساء (۴) منشی سید زاہد حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہوکر اولاً مقام گوجرہ منڈی عارضی بعدہٗ قصبہ بھکر ضلع میانوالی مستقل سکونت اختیار کی ان کی زوجہ شمشاد بیگم عرف چھینو دختر سید ایوب علی مکھیا نمبر دار مذکور کے بطن سے چار پسر دو دختران پیدا ہوئیں۔ (۱) سید زائر حسین ایف، ایس، سی نے اکیس سال کی عمر میں ۹ ستمبر ۱۹۵۷ء میں وفات پائی بھکر دفن ہوا (۲) سید محمد حیدر (۳) سید مقصود الحسن (۴) سید جمیل حیدر (۵) دختر افسری بیگم زوجہ سید زوار حسین عرف بندو مذکور (۶) سرتاج بیگم زوجہ سید محمد سعید بی، اے ولد سید محمد اسلیم نقوی میانوی سید مقصود الحسن ایم اے کی زوجہ نثار فاطمہ دختر سید محمد زکی زیدی سکنہ بڈولی کے بطن سے ہنوز یک پسر سید احمد علی (۳) سید ایوب علی مکھیا نمبر دار کی زوجہ کنیز زہرا دختر سید صادق حسین محلہ کوٹ کے بطن سے دو دختراں ارشاد بیگم عرف چھادو زوجہ یاور حسین و شمشاد بیگم عرف چھینو زوجہ منشی سید زاہد حسین مذکور (۴) سید یعقوب علی کے صلب سے یک پسر سید شجاع حسین انکی زوجہ کنیز بیگم دختر سید محمد حسن ولد سید رضا علی مکی محلہ محل کے بطن سے یک پسر سید محمد و دختران حسنین بانو زوجہ سید مظفر عباس ولد منشی سید ساجد حسین محلہ کوٹ و طاہرہ بیگم زوجہ ناصر علی و شاہجہاں عرف منی زوجہ سید محمد ولد سید زوار حسین ترمذی محلہ بازار،

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد دیوان سید قطب الدین مورث سادات محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ

آپ کی نسل نانوتہ، گنگوہ، کیرانہ، جلال آباد مارہرہ، لکھنؤ، پرنیاں، بیجاپور، دولت آباد، حیدر آباد (دکن)، فیض آباد، فیروز پور لکھنوتی، دو بچہ سیدان، لاہور، کالا خطائی، راولپنڈی، چکوال، بھکر، جھنگ، رجوعہ سادات، چنیوٹ، حسو بلیل، سرائے سدھو، سودرہ میانی، موضع خانوالہ، رحیم یار خان، خیر پور میرس، ٹھری میرواہ، دادو، کراچی، قم (ایران)، کربلا معلٰی (عراق)، مقامات پر آباد ہے۔

۱۳۰۔ دیوان سید قطب الدین بن مخدوم سید مصطفےٰ مقرب شاہی و جاگیر دار، آپ تن پوش وجیہ اور شجاع تھے عالم و فاضل ہونے کے علاوہ اپنے چچا سید مرتضےٰ کی صحبت میں رہ کر شجاعت کے جوہر حاصل کئے آپ صوبہ خاندیس کے دیوان و وزیر مال تھے، صوبہ خاندیس دریائے تاپتی کے نشیبی وادی میں بسا ہوا ہے صرف ایک جنگل خاندیس و گجرات کو علاقہ سے جدا کرتا ہے اس صوبہ کا دار السلطنت برہان پور دکن، قلعہ اسیر گڈھ کے متصل آباد کیا گیا، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بارہہ سادات اور اہل سادات نانوتہ کے بزرگوں کی نسبی و ازدواجی رشتوں اور دوسرے سلاطین زمانہ کے دور میں اراکین سلطنت ہونے کی حیثیت سے یکجائی رہی ہیں

* سید نثار حیدر کی زوجہ قمر النساء دختر سید ابن حسن کاظمی فرید پوری کی دختر زیب النساء عرف نیبو

کی وجہ سے باہمی دوستانہ تعلقات تھے اور ایک دوسرے کے معین و مددگار رہتے تھے جس زمانہ میں نواب سید مظفر خان معروف ابوالمظفر سپہ سالار ہفت ہزاری منصبدار شاہجہاں بادشاہ کے نامور و معتبر سپہ سالار تھے انکی وساطت اور نظام[1] حکومت مغلیہ کے آئین کی مطابق سید قطب الدین و سید صابر علی اور دیگر سادات بارہہ فوجی افسر کے عہدوں پر مامور ہوئے، جب دکھنی معرکہ میں آصف خان کی شکست اور شیخ معین الدین ایلچی کے قید ہونیکی شاہجہان بادشاہ کو اطلاع ملی بہت رنج ہوا، بادشاہ نے فوراً نواب سید مظفر خان زیدی سپہ سالار اور مہابت خان صوبیدار لاہور کو دکن کی تسخیر کے لئے حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اس معرکہ کے لئے بہادر، نڈر تجربہ کار وفادار سردار منتخب کئے جائیں اور پوری قوت سے دکھنی فوج کو شکست فاش دی جائے اس حکم کے ملتے ہی دونوں سپہ سالاروں نے جے سنگھ و راجہ پٹیل داس، سید حامد خان زیدی و سید قطب الدین و سید صابر علی ترمذی و منور خاں وغیرہ سردار لشکر منتخب کر کے تیس ہزار کا جرار لشکر لے کر برہان پور پہنچے، جہاں آصف خاں کو شکست ہوئی تھی متذکرہ سرداران کو مختلف محاذوں پر بھیجا اور سید قطب الدین و صابر علی سید زید کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر نواب مذکور نے قلعہ دولت آباد کی طرف بھیجا انہوں نے دکھنی فوج کو شکست دیکر قلعہ دولت آباد کا محاصرہ کر لیا اور سخت لڑائی ہوئی شاہی فوج نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا، فتح خان بدحواس ہوگیا، شاہی فوج کے محاصرہ کی وجہ سے اندرون قلعہ رسد ختم ہو چکی تھی بالآخر فتح خان نے اپنے دو معتمد ملک قطب محمد گجراتی و بھاسکر راؤ کو صلح کے لئے سرداران مذکور کے پاس بھیجا، طرفین میں مشروط صلح ہوگئی اور قلعہ دولت آباد پر شاہی فوج کا قبضہ ہوگیا ابھی شاہی فوج کے سرداران کو سکون نہیں ہوا تھا کہ صوبیدار خان جہان خان لودھی باغی ہوگیا، شاہجہان بادشاہ نے نواب سید مظفر خان کو حکم دیا کہ باغی کی سرکوبی کے لئے اپنے بہادر سردار تعینات کریں ہم مزید کمک بھیج رہے ہیں، چنانچہ بادشاہ نے مزید بھیم راٹھور و پرتھی راٹھور کو فوج دیکر نواب سید مظفر خان سپہ سالار کے پاس بھیجی یہ تمام لشکر مجتمع ہوکر باغی مذکور کے تعاقب میں چاروں طرف پھیل گیا اور کنارے چنبل ندی نواحی دھولپور لودھی باغی کے لشکر کو جا دبایا، طرفین میں شدت کی جنگ ہوئی، باغی لودھی بھی شاہی فوج سے جم کر لڑا میدان جنگ لاشوں سے پٹ گیا، طرفین کے بے شمار سپاہی و سردار کام آئے شاہی فوج کے سید محمد شفیع ولد

---

[1] نظام حکومت : شاہانِ مغلیہ کے عہد میں نظام حکومت یہ تھا کہ مسلمان شرفا خاندان سید، شیخ، مغل، پٹھان قابل، شجاع، نڈر جوانمرد افراد کو ممتاز عہدوں پر اس لئے تعینات کیا جاتا تھا کہ شاہان اسلام کے زمانہ میں موجودہ دور جیسے ذرائع خبر رسانی اور وسائل نقل و حرکت نہیں تھے اور حکام اعلےٰ و افسران کے پاس آج کل کے سے آلات حرب نہ تھے اندرون ملک ہندو اکثریت میں آباد تھے وہ مسلمان بادشاہوں کے مذہب و حکومت سے فطرتاً نفرت کرتے تھے جب وہ مرکزی حکومت میں کمزوری دیکھتے تو مقامی ہندو باشندے آزادی حاصل کرنے کے لئے بغاوت کرتے تھے اُس زمانہ میں نہ ریل گاڑی تھی نہ تار برقی نہ ہوائی جہاز کہ مقامی حکام یا افسرانِ جلد از جلد کنٹرول کر سکیں، بعض صوبوں کی ناقص و ناہموار سڑکیں تھیں ہندو راجپوت، جاٹ وغیرہ عموماً فوج کے سپاہی ہوتے تھے اس لئے مسلمان بادشاہ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، مسلمان شرفا خاندانوں کے افراد کو معزز عہدوں پر فائز کرتا تھا تاکہ ہم مذہب و شرافت و نجابت ہونیکے سبب حکومت کا ملک پر پورا تسلط قائم رہے اور حتی الامکان ملک بغاوت سے محفوظ رہے۔ (مؤلف)

اور خود نواب سید مظفر خاں سپہ سالار و سید زیدیکی سید منصور خان زیدی و سید وجیہ الدین و سید نصیر الدین وغیرہ سردار مارے گئے اور سید رستم علی زیدی بھی زخمی ہو گئے ان کی عدم موجودگی میں بھیم راٹھور و سید قطب الدین و سید صابر علی ترمذی و سید حامد خاں زیدی سرداران نے باغی خان لودھی کا تعاقب کیا کیونکہ وہ شکست کھا کر بھاگ گیا تھا، ان سرداروں نے مقام راجوری پہ باغی خان لودی کو چاروں طرف سے گھیر لیا سخت ترین مقابلہ کے بعد لودھی شکست کھا کر پہاڑیوں میں چھپ گیا اور خفیہ طور پر شاہی فوج پر شبخون مارنے لگا اور وقتاً فوقتاً شاہی فوج پر حملے کرتا رہتا اور اکّا دکا سپاہی کو مار ڈالتا، لودی باغی کی خفیہ سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ بادشاہ دہلی کو ان کارروائیوں کی اطلاع پہنچتی رہی آخر شاہجہان بادشاہ نے مزید کمک کے لئے عبد اللہ خاں فیروز جنگ کو لشکر دے کر بھیجا جہاں شاہی لشکر پہلے سے مقیم تھا۔ نواب سید مظفر خان و عبد اللہ خاں فیروز جنگ نے متحد ہو کر اپنے اپنے لشکروں کو منقسم کر کے متذکرہ سرداروں کی ماتحتی میں دے کر خان لودھی کی قیام گاہ پہاڑیوں کے چاروں طرف پھیلا دیا بالآخر مقام "نیمی" الہ آباد سے پندرہ کوس پر جا دبایا، جب باغی لودھی چاروں طرف سے گھیرے میں آگیا شاہی فوج کے گھیرے میں آنے سے قبل باغی لودی نے باغی ہندو راجاؤں سے ساز باز کر کے ان سے امداد حاصل کی جب خان لودھی شاہی فوج کے گھیرے میں آگیا تو اس نے بھی نہایت بہادری سے شاہی فوج کا مقابلہ کیا اور دوسری طرف سے ہندو راجاؤں نے شاہی فوج پر پوری قوت سے حملہ کیا، گھمسان کی جنگ ہوئی طرفین کے بہت سے فوجی مارے گئے، شاہی فوج فتحیاب ہوئی۔ اور باغی خان لودھی زخمی ہو کر مع اپنی فوج کے مقام نیمی سے کالنجر ندی کے کنارے محاذ قائم کر لیا، شاہی فوج بھی تعاقب کرتی ہوئی کالنجر ندی کے کنارے پہنچ گئی، میدان جنگ طرفین کی فوجوں سے بھر گیا ہندو راجاؤں کی فوجیں باغی خان لودی کی امداد کے لئے پہنچ گئیں آناً فاناً میں جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے، خونریز جنگ شروع ہو گئی، شاہی فوج کے جوانمرد سردار خود مخالف فوج میں گھس کر شجاعت کے جوہر دکھانے لگے لاشوں سے میدان جنگ بھر گیا، اس عرصہ میں نواب سید مظفر خاں نے اپنا ہاتھی خان لودی کے گھوڑے کے قریب کر دیا اور چاہا کہ باغی کا کام تمام کر دیں لیکن باغی کے سرداروں نے موقعہ پا کر نواب سید مظفر خان کے ہاتھی کو گھیرے میں لے لیا اور چاہا کہ نواب صاحب کا خاتمہ کر دیں کہ اچانک سید حامد خاں زیدی و سید قطب الدین ترمذی و سید صابر علی ترمذی و سید زیدیکی اور دوسرے بہادر سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑوں کو دبا کر باغی سرداروں کا گھیرا توڑ کر اپنے سپہ سالار نواب سید مظفر خاں کو حفاظت میں لے کر باغی خان لودہی کا خاتمہ کر دیا، خان لودہی کی جو کچھ فوج بچ گئی تھی وہ بھاگ گئی اور ان کا تمام سامان جنگ شاہی فوج کے قبضہ میں آگیا اس جنگ میں سید ماکھن بن سید عبد اللہ خان و سید محمد و سید جعفر علی ترمذی ساڈہوری سردار کام آئے، ان تمام معرکوں کی فتحیابی سے شاہجہاں بادشاہ بہت خوش ہوا اور تمام سرداران لشکر و سپہ سالاروں کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور ممتاز عہدوں پر درجہ بدرجہ فائز کیا اور جاگیریں بطور مدد معاش عطا کیں ان سرداران میں سے سید صابر علی ترمذی کو دیوان (وزیر مال) صوبہ بہار اور سید قطب الدین ترمذی کو دیوان صوبہ خاندیس اور سید زیدیکی کو صوبہ دار اوجین مقرر کیا اور بطور مدد معاش دیہات عطا ہوئے، سید قطب الدین کو چار دیہات کچھیہ، منوہرہ، سالیر، آقاپور معروف پھونس گدھ برائے مدد معاش عطا ہوئے، آپ نے رہائشی حویلی کے ملحق دیوان خانہ کی عمارت تعمیر کرائی اور بستی کے غربی سمت لب نہر جمن شرقی رکھنہ، ایک قریہ نامی قطب پور اپنے

نام کی مناسبت سے آباد کیا اور اسی قریہ کے ملحق گڈھی تعمیر کرائی اور اسی سمت ایک وسیع قطعہ میں پختہ چہار دیواری کے باغ امینہ نصب کیا اور مقبرہ دادا میرانجی کے شرقی حصہ میں ایک پختہ چہار دیواری کے اندرون حصہ میں حضیرہ (قبرستان) قائم کیا، اسی حضیرہ کے شمالی و غربی حصہ میں آپ مدفون ہیں (بحوالہ قلمی شجرہ نسب مولوی سید نجف علی)۔

ازواج واولاد

آپ کی تین ازواج سے سات فرزند و یک دختر پیدا ہوئی (۱) زوجہ اولی سیدہ کلثوم دختر سید لیٰسین بن مخدوم سید احمد ملقب دادا میرانجی کے بطن سے تین پسر (۱) سید مظفر علی (۲) سید محمد عسکری (۳) سید جعفر علی اور زوجہ ثانیہ سیدہ اُم حبیبہ دختر سید رجب علی بن سید خواجہ علی بن خان محمد بن سید سلطان علی ترمذی ساکن چلکانہ کے بطن سے دو پسر (۴) سید قاسم علی (۵) سید محمد مہدی اور زوجہ ثالثہ جمال بانو دختر میر عزیز الدین معتمد شاہی محمد عادل بادشاہ دکن سے دو پسر (۶) سید محمد تقی لاولد (۷) سید عمر علی (۸) دختر ام سلمٰہ زوجہ سید مردان علی بن سید جان علی بن سید باقر علی معروف سید باقی بن سید طالب علی ترمذی ساکن چلکانہ (۷) سید عمر علی بعد وفات والدہ اپنے نانا میر عزیز الدین معتمد شاہی کے پاس بیجاپور چلے گئے ان کا ایک پسر سید امیر علی الاراکین سلطنت عادل شاہیہ میں شمار کئے جاتے تھے ان کی اولاد بیجاپور آباد ہے۔

۱۔ امیر سید مظفر علی منصبدار

بخطاب رفیع الشان، آپ اپنے والد ماجد کی زندگی میں فوجی افسری کے عہدہ پر فائز ہو چکے تھے جس زمانہ میں راجہ جھنجھار سنگھ ولد برسنگھ دیو بندیلہ نے شاہی علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا اور قلعہ اونڈچھ سے شاہی علاقہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو شاہی فوج نے دو دفعہ شکست دی لیکن ہر دفعہ بادشاہ سے معافی ملنے کے باوجود ہر دفعہ وعدہ خلافی کرتا رہا آخر بادشاہ نے سید ظفر جنگ سپہ سالار خاندوران صوبیدار پائیں گھاٹ دکن کی سرکردگی میں بیس ہزار کا سوار لشکر دیکر قلعہ اونڈچھ کی فتحیابی کے لئے روانہ کیا جانباز سرداران لشکر میں سید علی اکبر ترمذی و سید مظفر علی ترمذی و سید منور علی زیدی وغیرہ بھی تھے مقام کھمر لودانی شدید جنگ ہوئی اور شاہی فوج نے کھمر لودانی کے عام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کر لیا راجہ جھنجھار سنگھ قلعہ اونڈچھ کو خالی کر کے قلعہ دہامونی پہنچا یہ قلعہ نہایت مستحکم تھا تین طرف دلدلیں تھیں اس قلعہ کی فتحیابی میں تمام کوششیں ناکام ہو گئیں آخر بادشاہ نے راجہ دیبی سنگھ کی سرکردگی میں مزید کمک بھیجی راجہ دیبی سنگھ اور سید منور خاں و سید مظفر علی و سید اکبر علی و بھیم راٹھور سرداران کی جانبازی اور دور اندیشی سے قلعہ اونڈچھ و قلعہ دہامونی خونریز جنگ سے فتح ہوئے بادشاہ نے اس کارنامے کے صلے میں سرداران لشکر کو درجہ بدرجہ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور آپ کو دو ہزار منصبداری کا عہدہ عطا کیا آپکی دو ازواج کے بطن سے چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی زوجہ اولی انجیباً النساء دختر سید محمد شاہ بن سید محبوب علی بن سید محمد شفیع بن سید حاجی شریف ترمذی ساکن چلکانہ کے بطن سے دو پسر (۱) سید علی اسد منصبدار (۲) سید علی ببر اور زوجہ ثانیہ رضیہ بیگم معروف بہ بی بی دختر دیوان سید صابر علی ترمذی کے بطن سے دو پسر (۳) سید علی شیر (۴) سید علی ناہر ہر دو پسران لاولد (۵) دختر مہدی بیگم زوجہ سید امتیاز علی بن سید غالب علی بن اسد علی بن سید باغ علی ترمذی ساکن چلکانہ۔

۱۔ سید علی اسد منصبدار

آپ قوی الجثہ خوبصورت اور شجاع تھے بچپن ہی سے فنون سپہ گری کا شوق تھا مغلیہ نظام حکومت کے تحت شاہی فوج کی افسری پر مامور تھے جس زمانہ میں سیواجی بھونسلے نے مغلیہ حکومت کے خلاف علم بغاوت

بلند کر رکھا تھا تو اورنگ زیب بادشاہ نے اس کی سرکوبی اور سکندر عادل بادشاہ بیجاپور کی سازش کو مٹانے کے لئے راجہ جے سنگھ و الماس خان و سید علی اسد ترمذی و منصور علی زیدی اور فیروز خاں وغیرہ سرداران کو ایک لشکر کثیر دے کر دولت آباد سے بہادر گڑھ معروف پیٹر گاؤں روانہ کیا اولاً سیواجی باغی سے مقابلہ ہوا جو شکست کھا کر پہاڑی علاقوں میں بھاگ گیا بعدہٗ شہر بیجاپور کا محاصرہ کیا بادشاہ اور عوام شاہی لشکر کی ہیبت سے بدحواس ہو گئے سکندر عادل مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے دو معتمد خواص خان و حکیم شمس الدین کو مصالحت کے لئے سرداران شاہی کے پاس بھیجا، شرائط صلح نامہ طرفین نے منظور کر لئے، شرائط صلح نامہ میں سکندر عادل بادشاہ کی بہن بادشاہ بی بی شہزادہ محمد اعظم سے منسوب کرنے کا بھی قول و قرار ہو گیا غرض اس صلحنامہ کی رو سے بادشاہ بی بی معہ دایہ طاؤس محل شاہی سے ماماًیں سہیلین اور خواجہ سراؤں کے جھرمٹ میں برآمد ہو کر بیرون شہر خیمہ شاہی میں مقیم ہوئیں اورنگ زیب نے تمام قلعداروں و فوجداروں کو حکم دیا کہ جن جن کی حدود میں شہزادی عالیہ کی پالکی کا گذر ہو شاہانہ استقبال کیا جائے اور اپنی سرحد تک پابہ رکاب رہیں اور مہتاب خان و الماس خان و سید علی اسد ترمذی و سید منصور علی زیدی وغیرہ سرداران کو حکم دیا کہ وہ شہزادی عالیہ کا محافہ دہلی تک پہنچانے کے ذمہ دار ہیں چنانچہ یہ سردار دس ہزار کا لشکر لے کر شہزادی کا محافہ اپنی حفاظت میں لے کر دہلی روانہ ہوئے منزل بہ منزل مقام و نکھاوری و دھول کھیڑ وغیرہ ہوتے ہوئے بہنورہ ندی پار ہو کر مقام پرٹا کلی پہنچے یہاں سے آگے کا علاقہ سرکش اور خودسر تھا اس علاقہ کے سرکش ہندو راجپوت، مرہٹوں نے شہزادی عالیہ کے محافہ کو چھیننے کی کوشش کی سرکش ہندو باغیوں نے شاہی فوج پر حملہ کر دیا طرفین میں شدید جنگ ہوئی مہتاب خان زخمی ہو گیا شاہی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے ہندوؤں کو برابر کمک پہنچ رہی تھی اور محافہ اٹھا لینے کا نعرہ لگا رہے تھے سردار شاہی جانبازی سے لڑ رہے تھے ہندوؤں نے محافہ کو گھیرے میں لینا چاہا کہ سید علی اسد و فیروز خان نے ہندوؤں کے سردار اودے بھان سنگھ پر ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا پھر کیا تھا ہندوؤں میں بھگدڑ مچ گئی، سرداران شاہی نے ہندوؤں کو شکست دے کر محافہ شہزادی عالیہ کو لے کر شاہ گڑھ تک پہنچ گئے یہاں شہزادہ محمد معظم و اورنگ زیب پیشوائی کے لئے آ گئے اور ان حالات سے باخبر ہو کر شاہی جشن منایا گیا آخر منزل در منزل تین ماہ میں شہزادی عالیہ کا محافہ بخیریت دہلی پہونچا یہاں شہزادہ محمد معظم نے اورنگ زیب کو تمام واقعات سے آگاہ کیا اور فیروز خان و الماس خان و سید علی اسد کی شجاعت کی تعریف کی اورنگ زیب بہت خوش ہوا اور ان کارنمایاں کے صلہ میں سرداران کو درجہ بدرجہ عہدوں پر فائز اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جاگیریں بھی عطا کیں سید علی اسد کو دو ہزاری منصبداری کا عہدہ عطا کیا اور تین مواضعات برائے مدد معاش عطا کئے، ہڑوده پانڈو، رتنا کھیڑی، نلہیڑہ گوجر، آپ نے وطن آکر عزاداری سرکار سید الشہداء کو عروج دیا دیوان خانہ کی عمارت کو امام باڑہ کے نام سے وقف کیا اور کچھ اراضی ایام محرم الحرام کے اخراجات کے لئے وقف کی، دیوان خانہ کی عمارت آج تک امام باڑہ سید علی اسد منصبدار کے نام سے مشہور ہے۔

آپکی دو ازواج سے تین پسر یک دختر پیدا ہوئی زوجہ اولیٰ صغرا بیگم دختر سید ابوالحسن ولد سید زید مکی صوبہ دار ادجین محلہ محل کے بطن سے دو پسر یک دختر (۱) سید حیدر علی (۲) سید غضنفر علی (۳) دختر میمونہ خاتون زوجہ سید صفدر علی ولد سید مصطفےٰ الحسینی الترمذی محلہ بازار اور زوجہ ثانیہ قمر جہاں دختر مرزا سلطان خاور بیگ قلعہ دار دولت آباد (دکن) کے بطن سے یک پسر سید تہور علی انکو ان کے ماموں مرزا رستم بیگ دولت آباد لے گئے اور وہاں اپنی دختر زمانی بیگم سے شادی کر دی اس کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے، سید دلاور علی و سید شناور علی

ان دونوں کی اولاد مقام دولت آباد میں آباد ہے اور سید علی بیر بن سید مظفر علی منصبدار کو سکندر عادل بادشاہ بیجاپور نے بعد صلح عالمگیر زیب اپنے درباریوں میں رکھ لیا انہوں نے بیجاپور بودو باش اختیار کی انکی شادی شاہی خاندان میں ہوئی اور ان کی اولاد کا امرائے بیجاپور میں شمار ہوتا تھا (بحوالہ نسب نامہ قلمی مولوی سید نجف علی۔

۳۴. سید حیدر علی فوجدار

آپ امیر سید عبداللہ خان زیدی الواسطی بارہوی صوبہ دار الہ آباد کے اعمال میں سے اور ان کے برادر خورد سید غضنفر علی و سید محمد علی ترمذی و سید مقتدا علی حسینی الترمذی نانوتوی اور دیگر سادات بارہہ سید حسین علی خان ناظم بہار زیدی الواسطی بارہوی کے معززین اعمال میں سے تھے جس زمانہ میں جہاندار شاہ کے چھوٹے بھائی کا بیٹا فرخ سیر بنگال کا صوبہ دار تھا جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ تخت نشینی کے تنازعہ میں اس کا باپ مارا گیا تو اس نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا اس وقت سادات بارہہ کے سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد و سید حسین علیخان ناظم بہار تھے فرخ سیر نے امداد مانگی تو ان دونوں حضرات نے ایک لشکر جرار فرخ سیر کی امداد کے لئے بھیجا جس میں نامور بہادر سادات بارہہ کے جوان و سید حیدر علی و سید غضنفر علی و سید محمد علی و سید مقتدا علی وغیرہ معتبر سردار بھیجے جہاندار شاہ و فرخ سیر کے لشکروں میں مقام کھجوا خونریز جنگ ہوئی آخر فرخ سیر فتحیاب ہوا اور جہاندار شاہ شکست کھا کر آگرہ بھاگ گیا آگرہ تک فرخ سیر کے لشکر نے تعاقب کیا، آخر کار جہاندار شاہ مارا گیا، فرخ سیر نے تخت دہلی پر متمکن ہوتے ہی سادات عظام کے احسان کو مدنظر رکھتے ہوئے سید عبداللہ خان زیدی الواسطی کو اپنا دیوان خاص (وزیر اعظم) سید حسین علیخان کو فوج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور سید حیدر علی کو الہ آباد کا فوجدار، سید مقتدا علی کو بہرائچ کا فوجدار اور سید غضنفر علی کو شاہجہاں پور کا فوجدار اور سید محمد علی کو پرنیال کا عامل مقرر کیا، آپ نے وطن پہنچ کر نواح ٹکرول میں ایک قریہ آباد کیا جس کا نام حیدر پور رکھا آپکی بہادری اور سخاوت کے اکثر واقعات زبان زد خواص و عوام ہیں ان میں ان میں ایک واقعہ مولوی سید نجف علی نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ شکار کھیل رہے تھے پانچ ساتھی ان کے ہمراہ تھے اچانک فائرنگ اور غل شور کی آوازیں سنائی دیں فوراً اس سمت معہ ساتھیوں کے گھوڑے دوڑائے دیکھا ایک بارات پر ڈاکو حملہ آور ہیں بہت سے باراتی بھاگ گئے کچھ زخمی ہو گئے ان میں دولہا بھی زخمی ہے رتھ گاڑی میں دلہن اور چند عورتیں بلدہی ہیں آپ نے قزاقوں کا مقابلہ کیا ایک ڈاکو موقعہ پر مر گیا باقی بھاگ گئے زخمی افراد جو باراتی تھے بستی میں اٹھا کر تیمار داری کرائی اور عورتوں کو معہ دولہن زنانہ میں پہنچا دیا اور ان کے لئے بڑی حویلی میں مکان کا حصہ خالی کرا کر ہر قسم کی دیکھ بھال اور دلجوئی کی، دولہا دولہن کے ورثا کو اس واقعہ کی اطلاع ملی وہ لوگ نانوتہ آئے اور دولہا دلہن سے تمام واقعات معلوم ہوئے ان لوگوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا جس وقت ان لوگوں نے دولہن کو لے جانا چاہا تو آپ نے فرمایا۔ بارات ہمارے مکان پر لائیں جب ہم اپنی بیٹی سندر دیوی کو رخصت کریں گے۔

غرض شان و شوکت سے بارات آئی ہندوانی قسم کا کھانا دے کر لڑکی کو جہیز دے کر رخصت کیا اس واقعہ سے ہندو راجپوت بہت متاثر ہوئے لڑکی اور اس کا شوہر عرصہ تک آپ کے پاس آتے رہے۔ راجپوت حضرات نے باون دیہات کی پنچایت میں لوٹا نمک کا معاہدہ اپنی رسم کے مطابق کیا کہ جب تک راجپوتوں اور سیدوں کی نسل باقی ہے ہم اپنا خون تک سادات کے پسینہ پر چھڑکنے سے دریغ نہیں کریں گے چنانچہ اس نواح کے راجپوتوں نے اس عہد کو عملی طور پر ثابت کر دکھایا چنانچہ ۱۹۴۷ء کے

٭ جہاندار شاہ اپنے بھائیوں کو شکست دیکر تخت دہلی پہ قابض ہوا تو بہادر شاہ کے دور حکومت میں جہاندار شاہ

فسادات میں سادات کے لئے سینہ سپر ہونا اس امر کی دلیل ہے، آپ کی دو ازواج سے تین پسر پیدا ہوئے زوجہ اولیٰ ہاجرہ
بیگم دختر مخدوم پیر سید سلیمان بزرگ سجادہ نشین بن مخدوم پیر سید غلام علی سجادہ نشین بن مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد محلہ پیرزادگان
کے بطن سے ایک پسر مولوی سید نجف علی ملقب سید شاہ نجفی اور زوجہ ثانیہ بلقیس جہاں دختر نواب مرزا حشمت بیگ، لکھنوی کے
بطن سے دو پسر مولوی سید ناصر علی و سید ذاکر علی، مرزا حشمت بیگ نے اپنی دختر بلقیس جہاں کو جہیز میں کثیر سامان کے علاوہ ایک کنیز نامی نجباور اور غلام
مبارک خدمت کیلئے دیا ان دونوں کی نسل محلہ چھتہ میں آج تک آباد ہے جس کا ذکر بخیر سادات کے نسب نامہ میں کیا جائے گا۔

۳۴۵۔ علامہ مولوی سید نجف علی ملقب شاہ نجفی

۱۴ر شعبان سنہ ۱۱۱۵ھ بروز جمعہ کو ولادت ہوئی، اوائل عمری سے آپ کو علم دینیات کا شوق تھا، جب ابتدائی
تعلیم سے فارغ ہو گئے تو پدر بزرگوار نے صاحبزادہ کا دینیات کی طرف رجحان دیکھ کر بغرض علم و عمل لکھنؤ بھیج دیا اسی سال مولوی
سید بہادر علی و مولوی سید صفدر علی بھی بغرض حصول علم لکھنؤ تشریف لے گئے چونکہ لکھنؤ کو مشترکہ ہند میں علمی اعتبار سے وہی مرکزیت
حاصل ہے جو ایران میں قم اور عراق میں نجف کو ہے لکھنؤ ہی سے علم و تمدن کے سمندر سے نہریں پوری سرزمین ہند کے تمام علاقوں کو سیراب
کرتی ہیں اور جہاں یہ نہریں نہیں پہنچتی وہاں کے افراد مشتاق علم لکھنؤ کے علمائے دین کے علم و عمل سے ہر زمانہ میں فیضیاب ہوتے
ہیں بہر حال ہر سہ حضرات لکھنؤ میں علمائے وقت کی مجالس درس سے مستفید ہو کر نجف اشرف تشریف لے گئے وہاں باب
مدینۃ العلم کے آستانہ پر علم و عمل سے فیض یاب ہوئے آپ نے خود نجف کے علمی ماحول کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے یعنی
نجف اشرف کا ماحول دو درجوں پر منقسم ہے ایک علماء کا وہ طبقہ جو تصنیف و تالیف میں مصروف ہے دوسرے وہ علماء جو مدرس و
مراجع تقلید ہیں البتہ ان میں بعض ایسے جامع افراد بھی ہیں جو دونوں شعبوں میں مشترکانہ حیثیت کے مالک ہیں باوجود نجف کی پیچیدہ
گلیاں پتھر و اینٹ کے مختصر مکانات پانی گراں گرمی سردی شدت کی ناقابل برداشت لیکن پھر بھی علم کے متمنی اور زیارت کے
شیدائی باب مدینۃ العلم کے آستانہ سے فیض یاب ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں لاتعداد علمائے کرام و مجتہدین عظام
دولت علم و عمل سے مالا مال ہو کر دنیا میں پھیل گئے اور علم و عرفان کے اس ابلتے چشمہ سے فیضیاب ہوتے ہیں
اور ابر کرم کی طرح اپنے اپنے وطن کے علاقوں میں برستے ہیں، اسی طرح ہم نے دس سال نجف اشرف میں رہ
کر علمائے وقت کاملین کی مجلس درس میں فقہ اصول، کلام، تفسیر و حکمت، فلسفہ، منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل
کی، نجف سے فارغ تحصیل ہو کر دو سال قم رہ کر واپس وطن ہوا۔ مولوی سید صفدر علی مجتہد جو ہمارے ہم مکتب تھے
قم میں رہ گئے۔ الخ

اس کے بعد مولوی سید حسین مفتی لکھتے ہیں کہ علامہ موصوف جمیع علوم و فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے، باعمل
عالم ماہر فقہ و فلسفی، مفسر جامع فنون تھے۔ وطن پہنچ کر مجلس درس قائم کی جس میں شاگردوں میں درس و بحث
کی گرما گرمی رہتی اور اسی سلسلہ میں تبلیغ مذہب حقہ کا کام بھی کیا۔ چنانچہ شیخ نجیب اللہ ولد شیخ

عصمت اللہ ولد شیخ محمد عسکری صدیقی نانوتوی بہ نسل جناب ابوبکر خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے علوم اہلبیت و فضائل ومناقب آئمہ معصومین علیہم السلام سے واقف ہوکر مذہب حقہ امامیہ اثنا عشری قبول کیا۔ اور یہ تبلیغ کا سلسلہ ان کی اولاد نے جو عالم دین تھے انجام دیا۔ شیخ نجیب اللہ مذکور نے آپ کے ارشاد کی مطابق ایک مسجد شیعہ و امام باڑہ کا سنگ بنیاد رکھا جس میں مجالس عزا و رواسم عزاداری کا انعقاد کیا۔ جو آج تک قائم ہے آپ نے شیخ صاحب کو اپنے اثر و رسوخ سے عہدہ قضاء پہ مامور کرایا۔ اسی وجہ سے ان کی اولاد قاضیان کے لقب سے اور محلہ بھی قاضیان کے نام سے موسوم ہے اسی لئے آپ کے علم و عمل کے آگے مخالفین کی گردنیں خم ہوتی تھیں۔ آپ کو کتب کی جمع آوری کا بہت شوق تھا۔ ان کے کتب خانہ میں ہر علم و فن کی ہزاروں کتابیں تھیں، بزرگوں کے تبرکات اور بہت سے اہم کاغذات و شجرے نسب کہنہ جو نسلوں میں سینہ بسینہ محفوظ رہے۔ ان تمام کاغذات کی روشنی ایک مبسوط شجرہ نسب ۱۱۶۴ھ میں لکھا ہے۔ باغات کا بھی شوق تھا۔ آج تک ایک باغ نجف علی والا موجود ہے بروز پنجشنبہ بتاریخ ۲۰، رمضان ۱۱۷۹ھ کو وفات پائی۔ ان کی زوجہ مہر النساء دختر سید مقتدر علی بن سید امیر اللہ بن سید مصطفےٰ ترمذی محلہ بازار کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) مولوی سید کاظم علی (۲) مولوی سید منظوم علی۔

۳۶ (۱) مولوی سیّد کاظم علی مجتہد

آپ کی ۱۲، رجب المرجب ۱۱۵۱ھ کو ولادت ہوئی۔ علم و عمل کے آغوش میں آنکھ کھولی۔ ہوش سنبھالتے ہی پدر بزرگوار سے تعلیم حاصل کی۔ پدر بزرگوار نے بغرض حصول علم و عمل لکھنؤ بھیج دیا۔ وہاں علمائے وقت کی مجلس درس میں فقہ۔ اصول۔ کلام۔ فلسفہ۔ حکمت کی تعلیم حاصل کی خاص کر علامہ سید دلدار علی غفراں مآب نقوی نصیر آبادی کی شاگردی میں داخل ہوئے۔ ۱۱۹۳ھ میں ان کے ہمراہ سفر عراق کیا۔ وہاں آقا سید محمد باقر مجتہد کربلا و آقا سید مہدی طباطبائی بحر العلوم مجتہد نجف سے اجازے حاصل کئے اور باب مدینۃ العلم کے آستانہ سے فیض یاب ہوئے۔ نانوتہ آکر تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف ہوگئے۔ والد ماجد کے نقش قدم پر چل کر مجلس درس شروع کی حکیم محمد عاقل ولد شیخ ابوالفتح و شیخ مولوی غلام حسین ولد شیخ غلام اشرف شیخ صدیقی بہ نسل جناب ابوبکر آپ کے خاص شاگرد رشید تھے۔ ان حضرات نے علوم اہلبیت کے اصولوں کو سوچ سمجھ کر مذہب حقہ امامیہ اثنا عشری قبول کیا اور اپنے زیر اثر حضرات کو دعوت فکر دی۔ آپ نہایت حلیم الطبع معصوم صفت عابد و زاہد بزرگ تھے۔ عزاداری سید الشہداء کو فروغ دیا۔ ایک ضریح مقدس تیار کرا کر امام باڑہ سید علی اسد میں رکھی۔ جو آج تک موجود ہے وفات ۱۲۳۰ھ آپ کی زوجہ کنیز فاطمہ دختر مولوی سید شجاع حسین ولد سید عباس علی ولد سید محمد علی عامل پرنیاں (بنگال) مذکور کے بطن سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے۔ (۱) مولوی حکیم سید باقر علی (۲) سید فدا حسین ان کے دو پسر سید غیاث الدین لاولد و سید تجمل حسین عرف سید بہادر علی ان کے دو دختران حاجی بیگم زوجہ سید نیاز حسین ملقب سید گھسا دھانی بیگم زوجہ سید منصب علی نین پوری۔

(۳۷) مولوی حکیم سیّد باقر علی

ولادت ۱۱، ذیقعدہ بروز دوشنبہ ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۲۷، صفر بروز جمعہ ۱۲۶۹ھ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں علمائے وقت کی مجلس درس میں حاضر ہوکر استفادہ کیا علم حکمت میں کمال حاصل کیا۔ سلطان امجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے شاہی طبیب تھے۔ فقہ

اور علم طب میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی زوجہ حسینی بیگم دختر مولوی سید منظوم علی بن علامہ مولوی سید نجف علی عرف شاہ نجفی کے بطن سے چار پسر و چار دختران پیدا ہوئیں۔ (۱) مولوی حکیم سید حسین مفتی عرف سید میرن (۲) مولوی حکیم سید لطافت حسین (۳) میانجی سید تفضل حسین (۴) سید عطا حسین لاولد و دختران حمید النساء زوجہ مولوی سید ممتاز حسین ولد مولوی حکیم سید بہادر علی مجتہد و فہمیدالنساء زوجہ سید بہادر علی ولد سید فدا حسین مذکور و زبیدۃ النساء زوجہ سید باقر حسین نین پوری و حدیجۃ النساء لاولد۔ (۳) میانجی سید تفضل حسین کے صلب سے دو دختران پیدا ہوئیں۔ معصومہ بیگم معروف چھوہہ زوجہ مخدوم پیر سید حسین علی و آسیہ بیگم عرف اچھی بیگم (۲) مولوی حکیم حافظ لطافت حسین حافظ قرآن اور مشہور حکماء میں سے تھے۔ عبادت و ریاضتوں میں مصروف رہتے۔ مزار دادا میرانجی میں خاص طور پر چلہ کشی میں رہتے تھے۔ دست غیب بھی تھا۔ ان کی زوجہ آفتابہ بیگم عرف آفتا با دختر سید آفتاب علی بن سید نیاز علی بن سید جعفر علی محلہ بازار کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ حکیم سید حیدر حسن و سید اظہر حسن لاولد۔ حکیم سید حیدر حسن: آپ نے بہت سیاحی کی ہے۔ تجربہ کار حکیم اور عملیات کے شائق تھے۔ ان کی دو ازواج سے دو پسر تین دختریں پیدا ہوئیں زوجہ اولی کنیز بیگم دختر امیر اللہ شاہ کے بطن سے یک پسر سید اولاد حسین اور زوجہ ثانیہ حفیظن دختر چھوٹے خاں قوم افغان سہارنپوری کے بطن سے یک پسر سید طالب حسین و دختران چھپو بیگم زائرہ زوجہ سید فیاض حسین مرحوم عقد ثانیہ سے سید ضمیر حسین زائر سید الشہداء ولد منشی سید تجمل حسین و حیدری بیگم زوجہ سید محمد ثقلین سکنہ بڈول و اولادی بیگم زوجہ سید شمس الحسن سوزخواں ولد منشی سید سنور علی محلہ کوٹ حکیم سید اولاد حسین فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر اولاً نانوتہ سے چک ۳۶۵ کچا گوجرہ ضلع لائل پور بود و باش اختیار کی۔ بعدہٗ قصبہ بھکر ضلع میانوالی مستقل سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ خورشید بانو عرف چھاد و زائرہ مدفون بھکر دختر منشی سید حسن ولد مخدوم پیر سید حسین علی محلہ پیرزادگان کے بطن سے دو پسر و دو دختران پیدا ہوئیں سید بہادر علی و سید نصیر الحسن زائر و دختر زاہدہ بیگم زوجہ سید زاہد حسین عرف بدھو محلہ محل و کنیز زینب زوجہ سید اعجاز حسین زائر ولد سید حسین احمد محلہ پیرزادگان اور سید بہادر علی کی زوجہ حفیظہ بیگم دختر سید شریف حسین کاظمی سکنہ ترن تارن ضلع امرتسر کے بطن سے ہنوز دو پسر و چار دختریں۔ سید دلاور علی و سید مزمل حسین و دختران سیدہ تنویر فاطمہ زوجہ سید جعفر عباس ولد سید ابن حسن محلہ پیرزادگان و کوثری فاطمہ و نسیمہ بیگم و نسرین بیگم۔

سید طالب حسین نے بھی اپنے برادر حکیم سید اولاد حسین کے ہمراہ قصبہ بھکر ضلع میانوالی مستقل سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ خاتون ولد عنایت حسین کیرانوی کے بطن سے ہنوز تین پسر چار دختران پیدا ہوئیں۔ سید مناظر حسین و سید قادر رضا ملقب چوچا و سید صغیر امام عرف ناٹو و دختران نسیم اختر عرف کالو و شہزاد خاتون ملقب منڈو و تبسم بی بی ملقب تھبہ و یاسمین بیگم عرف مینا۔ طاہر رضا عرف پھلو، نجمہ بیگم عرف اتو و فاطمہ و خاتون عرف چھمو۔

(۳۸) **مولوی حکیم سید حسین مفتی ملقب سید میران صاحب اعلی اللہ مقامہٗ** — آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ ر جمادی الثانی ۱۲[illegible]ھ کو ہوئی۔ علم و فضل کے آغوش میں آنکھ کھولی۔ بچپن ہی سے آفتاب علم کی شعاعوں سے آنکھیں روشن ہونے لگیں۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد اور کاملین اساتذہ سے استفادہ کیا۔ پدر بزرگوار نے خاندانی ماحول کے نقش قدم پر بغرض حصول علم و عمل لکھنؤ بھیج دیا۔ آپ کے ہمراہ مولوی سید مظفر حسین مفتی بن مولوی سید

جعفر حسین بن مولوی سید منظوم علی بھی بغرض حصول علم و عمل لکھنؤ تشریف لے گئے جہاں دونوں نے علمائے وقت کی مجلسِ درس میں حاضر ہو کر فقہ، اصول، فلسفہ، منطق، حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب شمس العلما سید محمد عباس شوشتری کاظمی مفتیٔ اعظم (چیف جسٹس) علامہ عصر تھے کوئی علم و فن ایسا نہ تھا جس میں آپ کو استادی بالادستی مسلم نہ ہو سرکار مفتیٔ اعظم صاحب قبلہ تبحر علمی کے آگے تمام علمائے عصر سر جھکاتے جب حکومت وقت (واجد علی بادشاہ) نے "قاضی القضاۃ" کا عہدہ پیش کیا تو آپ نے اس شرط پر قبول فرمایا۔ کہ بادشاہ و وزیر کو بھی بوقت ضرورت عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔ بہرحال یہ دونوں بزرگ سرکار مفتی اعظم کے شاگرد رشید تھے۔ علامہ کو بھی ان دونوں سے محبت تھی۔ اس لئے علامہ مذکور نے مولوی سید حسین کو ضلع پرتاب گڑھ اور مولوی سید مظفر حسین کو ضلع رائے بریلی کے مفتی کے عہدہ پر مامور کرایا۔ ان دونوں حضرات نے اپنے عہدوں کو سنبھالتے ہی اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ سرکار مفتی اعظم نے بعض فیصلہ جات متنازعہ وراثت بغیر مذاہب کے اور دوسرے قسم کے فیصلے پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور سلطان واجد علی شاہ سے تعریف کی۔

حکومت اودھ کا زوال اور اس کا سبب

بقلم مولوی سید حسین مفتی اعلی اللہ مقامہ سلطان واجد علی شاہ صبح سے رات تک امورِ سلطنت میں منہمک رہتا تھا۔ فوجوں کی از سر نو تنظیم و ترتیب شروع کر دی۔ بعض اوقات بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر فوجوں کا معائنہ کرتا اور نئے قواعد و تنظیم کی طرف فوج کو متوجہ کرتا۔ اسی طرح ہر محکمہ کے افسران کے کام کی نگرانی کرتا، خود مجھ سے دو مرتبہ بر وقت عدالت مقدمات کے متعلق معلومات کیں۔ غرض بادشاہ کو سپہ گری اور تربیت فوج کی جانب مائل دیکھ کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے اعلیٰ حکام متفکر ہوئے کیونکہ نواب شجاع الدولہ کے بعد سے حکمران اودھ عیش کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس لئے اعلیٰ حکام نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جب معاہدات کی رو سے انگریزی کمپنی کی فوج سلطنت کی حفاظت کی ذمہ دار ہے تو سلطان عالم کو تنظیم فوج کی کیا ضرورت ہے بادشاہ نے حکام کے کہنے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ یہی سبب حکومت اودھ کے زوال کا ہے۔

ضبطی سلطنت اودھ

سلطان امجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی وفات پر ان کے بڑے لڑکے سلطان واجد علی شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اٹھائیس سال کی عمر تھی۔ عیش و عشرت کے ماحول میں پرورش پائی۔ لیکن تخت پر بیٹھتے ہی رنگ بدل گیا۔ سلطنت کے ہر شعبہ میں مستعدی اور سنجیدگی سے کام کرنے لگا خاص کر فوجوں کی از سر نو تنظیم و تربیت شروع کر دی۔ نئی پلٹنیں قائم کیں۔ انگریزی کمپنی کے اعلیٰ حکام متفکر ہو گئے۔ بادشاہ کو آرام طلب رہنے کا مشورہ دیا۔ بادشاہ نہ مانا۔ آخر انگریزوں کی سیاسی چال سے نواب علی نقی خان وزیر اعظم کو تختِ شاہی کا لالچ دے کر بادشاہ کے خلاف کر دیا۔ وزیر اعظم کا انگریزوں سے ملنا ہی سلطنت اودھ کی تباہی کا باعث ہوا۔ ۲۱ جنوری ۱۸۵۶ء کو جنرل اوٹرم کلکتہ سے لکھنؤ آیا اور سلطنت اودھ کو انگریزی قلمرو میں شامل کرنے کی متوحش خبر واجد علی کو سنائی۔ ریذیڈنٹ نے وزیر اعظم کو بلا کر یہ پیغام دیا کہ گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی بورڈ آف ڈائرکٹرس کے حکم سے سلطنت اودھ کو ضبط کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے بادشاہ کے ذاتی مصارف کے لئے بارہ لاکھ روپیہ اور ملازمین کے

لئے تین لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کئے جائیں گے۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد کے مصارف کمپنی کے ذمہ ہوں گے۔ لہذا بادشاہ اودھ اس فیصلہ پر اپنی مہر ثبت کر دیں۔ وزیر اعظم نے سلطان واجد علی شاہ کو یہ پیغام پہنچایا بادشاہ نے یہ فیصلہ نامنظور کیا۔ ۲۔ فروری ۱۸۵۶ء کو ریذیڈنٹ خود دربار شاہی میں اس فیصلہ کو منظور کرانے کے لئے آیا اور بادشاہ کو سمجھایا۔ لیکن بادشاہ نے انکار کر دیا۔ اس موقعہ پر بادشاہ کی والدہ ماجدہ جناب عالیہ ملکہ کشور بھی برابر والے کمرہ میں تشریف لے آئیں اور اس فیصلہ کی مخالفت کی۔ جب ریذیڈنٹ اسی فیصلہ پر بضد رہا تو جناب عالیہ ملکہ کشور نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر ملکہ وکٹوریہ کی حکومت واجد علی شاہ سے بدظن ہے تو ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ جنرل سکندر حشمت یا ولی عہد محمد حامد علی خاں کو تخت نشین کر دے۔ لیکن ریذیڈنٹ نے یہ بھی منظور نہ کیا آخر جناب عالیہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اودھ کے پہلے بادشاہ غازی الدین حیدر کے خاندان میں سے کسی کو اودھ کا تاج و تخت دے دیا جائے۔ لیکن انگریزوں کی نیت میں فرق آچکا تھا ریذیڈنٹ نے کسی شرط کو منظور نہ کیا۔ دوسرے دن جنرل ویلا کی زیر کمان انگریزی فوجیں بکثرت کانپور سے لکھنؤ پہنچ گئیں اور شہر لکھنؤ کا محاصرہ کر لیا۔ اور جنرل ویلا نے ریذیڈنٹ کے ساتھ بادشاہ اودھ کو گورنر جنرل کا خط پڑھ کر سنایا۔ اور دونوں نے سلطان واجد علی شاہ کو سمجھایا کہ آپ اس فیصلہ کو منظور کر لیں۔ اس صورت میں آپ کا اعزاز و اکرام بدستور رہے گا۔ اور محلات شاہی یعنی شاہ منزل۔ مبارک منزل، خورشید منزل، سکندر باغ، بادشاہ باغ، قیصر باغ اور کوٹھی دلکشا آپ کے قبضے میں دے دیئے جائیں گے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب انگریز کمپنی ہر بات کا پہلے ہی فیصلہ کر چکی ہے تو میرے دستخطوں کی کیا ضرورت ہے۔ جنرل ویلا بولا اگر آپ نے اس فیصلہ کو منظور نہ کیا تو آپ کا لکھنؤ میں قیام بھی دشوار ہو جائے گا۔ جناب عالیہ ملکہ کشور بھی پردہ کے پیچھے سے ساری گفتگو سن رہی تھیں۔ غصہ میں ضبط نہ کر سکیں فرمایا کہ اس شاہی خاندان کی بربادی انگریزوں نے کرنی تھی کر دی اب ہمارے لئے لکھنؤ یا کسی دوسرے شہر کا قیام برابر ہے۔ جنرل ویلا ناراض ہو کر اٹھ گیا۔ ۷۔ فروری ۱۸۵۶ء کو پہلے ریذیڈنٹ نے وزیر اعظم نواب علی نقی خاں کو ریذیڈنسی میں بلوایا اور انہیں ضبطی سلطنت اودھ پر انگریزی قبضہ سے باضابطہ مطلع کیا اور نواب شرف الدولہ و نواب دیانت الدولہ و مہاراجہ بال کرشن وغیرہ امرائے سلطنت اور مرزا علی رضا کوتوال شہر کو بلا کر انہیں شہر میں امن و امان قائم رکھنے کا حکم دیا اور کپتان آر۔ ولسٹین نے جو لکھنؤ کا نیا جوڈیشل افسر مقرر ہوا تھا۔ کوتوالی میں زبردست پہرہ فوجی میں سلطنت اودھ کی ضبطی کا اعلان پڑھ کر سنایا۔ اور عوام کو بتایا گیا تھا کہ آج کے دن سے نظم و نسق ملک اودھ بقبضہ اختیار کمپنی انگریزی آگیا ہے لہذا جملہ ناظمان و عاملان و چکلہ داران ملازمین دربار اور سب عہدہ داران و اہلکاران ملکی فوجداری و مالی و دیوانی وغیرہ و ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ آیندہ کمپنی انگریزی کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ عوام کا یہ حال تھا کہ ضبطی سلطنت کا اعلان سن کر چیخیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اس کے بعد ۱۳ مارچ ۱۸۵۶ء کو نوچندی جمعرات کا دن تھا سب سے پہلے بادشاہ میر خدا بخش کی کربلا تشریف لے گئے۔ جہاں مجلس عزا برپا ہوئی اور پھر بادشاہ اودھ معہ اپنی والدہ چھوٹے بھائی نواب معشوق محل معہ اہل و عیال و چند امراء ملازمین کے ساتھ لکھنؤ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ بادشاہ کی روانگی کا منظر عجیب دردناک تھا۔ عوام کا اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ رعایا چیخیں مار مار کر رو رہی تھی ضبط و صبر کے باوجود خود بادشاہ کی آنکھوں سے

بھی آنسو جاری تھے۔ اُسی روز میں اور برادرم مولوی سید مظفر حسین مفتی لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۵ مئی ۱۹۵۶ء کو نانوتہ پہنچ گئے۔
(نسب نامہ قلمی مولوی سید حسین) نانوتہ میں آکر آپ کا بدستور علمی مشغلہ جاری رہا۔ جہاں صدہا بلند پایہ علمار۔ فضلا۔ مجتہدین موجود
تھے۔ علمائے وقت آپ کے زہد و تقدس کی قدر کرتے تھے۔ جامع مسجد میں پیشنماز اور حکیم حاذق تھے۔ مطلب میں مریضوں کا
مجمع رہتا تھا۔ ہاتھ میں قدرت نے شفا عطا کی تھی۔ آپ نے صدیوں کہنہ شجرہ انساب کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا ہے۔ یہ گھر
کو اکثر علمار کا مجمع رہتا تھا۔ ۲۱ محرم الحرام ۱۲۸۶ھ بروز پنجشنبہ وفات ہوئی اور مقبرہ دادا میرانجی کے ملحق حضیرہ میں دفن کئے گئے۔
آپ کی زوجہ سیدہ طیبہ بیگم عرف گھسی دختر حاجی سید حیدر علی بن سید میرن علی بن مولوی منظوم علی بن مولوی سید نجف علی مجتہد کے
بطن سے تین فرزند و یک دختر پیدا ہوئی۔ (۱) مولوی سید محمد لیسین عرف اللہ رکھا ادیب فاضل (۲) ملا سید علی احمد (۳) منشی سید احمد عرف
سید میتا دختر سیدہ زہرا بیگم زوجہ سید حسین علی سجادہ نشین محلہ پیرزادگان۔

(۳۹) مولوی سید محمد لیسین عرف اللہ رکھا

آپ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۱۲۵۹ھ بروز جمعہ ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی۔ بعدہ مولوی قاری سید پرورش علی و مولوی
حکیم احمد حسن اساتذہ سے استفادہ کیا۔ آپ ادیب فاضل مسکین طبع۔ زود فہم اور تعبیلہ پرور تھے۔ اپنے آرام سے اپنے خاندان
کے افراد کے آرام کو مقدم سمجھتے تھے۔ دوراں ملازمت ضلع ایٹہ کے موضع پلکھرہ کے تین ہندو خاندان کے افراد رام سنگھ، چھوٹے
سنگھ، ہر سنگھ اور ان کے لڑکے گلشیر سنگھ و تربیت سنگھ قوم راجپوت وغیرہ کو مسلمان کر کے شیعہ اثنا عشری کیا ان لڑکوں کا نام محمود خان
و گلشیر خان نام رکھا اور نانوتہ ہمراہ لائے ان کی بہن کیسری کا عقد اپنی رعایا کے ایک شخص امیر حسن نیز سید محلہ چھتہ سے کر دیا۔
۲۷ صفر بروز جمعرات ۱۳۵۴ھ کو وفات پائی۔ اور پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کی زوجہ اولی الٰہی بیگم دختر سید تفضل حسین
ولد سید صادق علی محلہ کوٹ کے بطن سے ایک پسر سید محمد حسین لاولد و دختر کنیز فاطمہ زوجہ سید زمرد حسین ولد سید حاجی حسین
متولی امام باڑہ چھومہ محلہ چھتہ اور زوجہ ثانیہ محمدی بیگم دختر جمعیت علی ولد شفاعت علی سکنہ قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ کے بطن سے
یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ عاصی سید ظفریاب حسین مولف کتاب ہذا و دختر ام لیلیٰ زوجہ سید زاہد حسین سوز خوان ولد سید
رحمت علی محلہ چھتہ۔

ملا سید علی احمد کی زوجہ اختر بیگم دختر سید گسا کے بطن سے ایک پسر سید عمار حسین و دختران ام سلمیٰ و ام کلثوم اور منشی سید احمد
عرف میتا تحت اللفظ خوان کی زوجہ ہاشمی بیگم دختر مولوی سید اولاد حسین ولد مولوی سید دلدار علی محلہ چھتہ کے بطن سے یک پسر
و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید عزیز الحسن و دختر ذکریا بیگم زوجہ حکیم سید یاور حسین سہارنپوری!

مولوی سید منظوم علی

ولد علامہ مولوی سید نجف علی عرف شاہ نجفی مجتہد۔ یہ خاندان علم و فضل کا خاندان تھا۔ پدر بزرگوار نے اپنے دونوں بیٹوں یعنی ان کو اور مولوی کاظم علی کو حصول علوم دینیات کے لئے لکھنؤ بھیج دیا۔
وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نانوتہ واپس آئے۔ یہ عالم و فاضل و عابد و زاہد تھے۔ علمی مشغلے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے صلب

مولوی سید غلام حسنین ترمذی ستھر دادو
دسندھ
ص ۳۹۱

مولوی سید غلام مرتضیٰ ترمذی
ص ۳۹۱
روہڑی

سید جمیل حیدر ترمذی ایم اے ولد مولوی سید غلام مرتضیٰ روہڑی
ص ۳۹۱

سے دو پسر دیک دختر پیدا ہوئی۔ (۱) مولوی سید جعفر علی و سید میرن علی و دختر حسینی بیگم زوجہ مولوی حکیم سید باقر علی ولد مولوی کاظم علی مذکور۔

سید میرن علی کے دو پسر سید اشرف علی لاولد و حاجی سید حیدر علی عامل، یہ بزرگ اوائل عمر ہی سے پابند صوم و صلوٰۃ و متقی و پرہیزگار تھے۔ واپسی حج سے گوشہ نشین ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حیدر پور ملحقہ موضع ٹکرول مقیم ہو گئے۔ شب و روز عبادت الٰہی میں رہتے تھے۔ اور آبادی سے باہر اکثر چلّہ کشی کرتے تھے۔ گاؤں اور گرد نواح کے لوگ ان کے بہت معتقد تھے اور روحانی کرامت، سے فیض یاب ہوتے تھے۔ گھوڑے کی سواری کا شوق تھا۔ حسب وصیت حیدر پور دفن کیے گئے۔ عوام شب جمعہ کو قبر پر روشنی کرتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں ان کی زوجہ گوہر بانو عرف گمانی دختر مولوی سید جعفر علی کے بطن سے صرف یک دختر طیبہ بیگم عرف گبھی زوجہ مولوی سید حسین مفتی ولد مولوی سید باقر علی۔ مولوی سید جعفر علی علمائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے شیخ پرورش علی ولد شیخ مولوی غلام حسین شیخ صدیقی شاگرد رشید تھے۔ آپ سے شیخ صاحب نے علم دینیات حاصل کیا، آپ کے صلب سے دو پسر چار دختران پیدا ہوئیں۔ (۱) مولوی سید مظفر حسین مفتی (۲) ملا سید نجف علی دختران گوہر بانو عرف گمانی زوجہ حاجی سید حیدر علی عامل و کبریٰ بیگم زوجہ علی حسین نین پوری و صغریٰ بیگم زوجہ سید سجاد حسین و اچھنی عرف پنچی زوجہ سید نیاز علی عرف سید گھا اور ملا سید نجف علی حدیث خوان کے صلب سے یک دختر لوجی جنت النساء زوجہ محمد ظفر اور عقد ثانی سید رحمت حسین۔

مولوی سید مظفر حسین مفتی

اوائل عمر ہی سے علم دینیات کا شوق تھا صغیر سنی میں پدر بزرگوار سے فارسی عربی و دینی تعلیم حاصل کی۔ آغاز شباب میں والد ماجد کا ہاتھ بٹانے لگے یعنی مجلس درس میں والد کی جگہ کام کرنے لگے۔ چنانچہ شیخ غلام عباس متخلص بہ منہر ولد شیخ پرورش علی ولد شیخ مولوی غلام حسین شیخ صدیقی نانوتوی ان کے شاگرد رشید تھے پہلے فارسی وعلم دینیات کی تعلیم دی۔ ان کے دادا شیخ مولوی غلام حسین کو مولوی حکیم سید باقر علی نے شیعہ کیا تھا۔ جس وقت آپ اور مولوی سید حسین مفتی نے لکھنؤ کا سفر اختیار کیا۔ تو شیخ غلام عباس صدیقی کو بھی لکھنؤ ہمراہ لے گئے۔ وہاں سرچشمہ علم و فضل سید حسین عرف میرن صاحب طاب ثراہ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی مرزا دبیر کے شاگرد ہوئے۔ پھر تخلص حرمت ہوا۔ اور علامہ موصوف کی سعی سے سلطان واجد علی شاہ کے چند شاہی خواجہ سراؤں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ آپ نے علمائے جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔ خاص کر شمس العلما سید محمد عباس مفتی اعظم شوشتری جو علامہ عصر تھے سے علوم اہلبیت حاصل کئے۔ اس کے بعد ان کو ضلع رائے بریلی اور مولوی سید حسین کو ضلع پرتاب گڑھ کا مفتی (جج) مقرر کیا اور جب ۷ رفروری ۱۸۵۶ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی نے سلطنت اودھ کو ضبط کیا۔ اور ۱۳ مارچ ۱۸۵۶ء کو سلطان واجد علی شاہ نظر بند کر کے کلکتہ انگریزوں نے بھیج دیئے تو یہ دونوں حضرات نانوتہ واپس آ گئے اور تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف ہو گئے۔ آپ زہد و تقدس میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کے صلب سے دو فرزند دو دختران پیدا ہوئیں (۱) مولوی سید ناظر علی و سید انور علی دختران اللہ رکھی زوجہ سید محمد عسکری محلہ پیرزادگان و بیگی زوجہ سید محسن علی محلہ چھتہ۔

سید انور علی کے تین پسر منشی سید منور علی و سید حسین علی لاولد و سید اکبر علی کے صلب سے دو دختران نیازاً زوجہ سید ندر حسین نبروارد لاڈلی بیگم زوجہ سید محمد زکی سکنہ تھانہ بھون منشی سید منور علی کی زوجہ نیاز خاتون عرف ناجو دختر منشی سید شریف حسین کے بطن سے دو پسر و چار دختران پیدا ہوئیں، سید قیصر عباس و سید قمر عباس دختران کنیز شبیر عرف جھمن زوجہ محمد علی سکنہ شہر میرٹھ و منظور فاطمہ عرف بالی زوجہ سید جعفر حسین زیدی سہارنپوری و حسن بانو عرف بی بی زوجہ سید سجاد حسین ولد سید محمد زکی تھانوی و قمر فاطمہ زوجہ اظہر حسن ولد مولوی غلام حسین سید قیصر عباس و سید قمر عباس نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر کراچی ڈرگ کالونی میں سکونت اختیار کی۔

سید قمر عباس کی زوجہ سردار فاطمہ عرف ممن دختر سید امیر حیدر زیدی سہارنپوری کے بطن سے ہنوز یک پسر سید رضا علی،

سید قیصر عباس کی زوجہ الیس فاطمہ دختر سید سردار علی سکنہ قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ کے بطن سے ہنوز دو دختر مولوی سید ناظر علی آپ کے صلب سے دو فرزند و یک دختر پیدا ہوئی۔ (۱) مولوی حکیم سید غلام حسین ممتاز الافاضل مولوی سید غلام مرتضیٰ ناظر، و دختر مرتضائی بیگم زوجہ منشی سید زائر حسین سب انسپکٹر پولیس۔

مولوی حکیم سید غلام حسین فاضل علوم مشرقیہ۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ منصبیہ میرٹھ میں حاصل کی۔ بعدہ مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ اور دیگر علمائے وقت اساتذہ سے استفادہ کیا۔ لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہو کر ۱۹۱۲ء میں مہارانہ ہائی اسکول دھولپور اسٹیٹ کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد انٹر ایجوکیشن بورڈ اجمیر (راجپوتانہ) کے ہیڈ اگزامینر ۱۹۳۴ء تا ۱۹۵۴ء تک رہے۔ حکیم حاذق بھی ہیں۔ آپ کے تقدس اور روحانیت سے متاثر ہو کر مہاراجہ دھولپور نہایت احترام کرتے تھے۔ اپریل ۱۹۵۴ء میں مقام داوُد (سندھ) پاکستان سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ اول راضیہ بیگم دختر منشی سید ظہور حسن ولد سید محمد علی محلہ بازار کے بطن سے دو پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید اختر عباس و سید اظہر عباس عرف جھمن و بتول زہرہ عرف چنو زوجہ سید شکیل حسین ولد منشی سید زائر حسین سب انسپکٹر و مشہود زہرا زوجہ سید جمیل حیدر ایس۔ ٹی ایم۔ اے۔ ایل۔ بی و سید اختر عباس اور زوجہ ثانیہ زہرا۔ بیگم دختر سید ضیغم حسین تھانوی کے بطن سے یک پسر و سید محمد عباس و دختران ممتاز زہرا زوجہ سید سردار حسین سکنہ بہانی ضلع ہردوئی و کنیز زہرا زوجہ سید جعفر حسین ملقب سید اسد علی ولد منشی سید محمد حنیف محلہ بازار و امیر زہرا زوجہ سید حسن میاں ولد منشی سید اعجاز حسین محلہ چھتہ و صغیر زہرا زوجہ سید شمشاد حسین معروف بندو بی اے ولد منشی سید زائر حسین سب انسپکٹر اور سید اختر عباس کے صلب سے ہنوز تین پسر سید آصف حسین و اظہر حسین، علی حسین مولوی سید غلام مرتضیٰ فاضل علوم مشرقیہ متخلص ناظر، مبلغ و شاعر اہلبیت ہیں ہمیشہ تبلیغ مذہب حقہ میں کوشاں رہتے ہیں۔ فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر مقام داوُد (سندھ) سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ جعفری بیگم معروف منلو دختر سید محسن علی اگزیکٹو انجینیر محلہ شاہگنج آگرہ کے بطن سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید ظہیر حیدر، سید جمیل حیدر ایس ٹی ایم اے ایل ایل بی و سید ضمیر حیدر کی زوجہ نور جہاں دختر سید علی حسین آگرہ محلہ شاہگنج کے بطن سے ہنوز یک پسر سید مدیر حیدر و دختر تبسم فاطمہ اور سید جمیل حیدر ایس ٹی کی زوجہ مشہود زہرا دختر مولوی حکیم سید غلام حسین مذکور کے بطن سے ہنوز چار پسر سید شبیہہ حیدر بی اے و سید وجیہہ حیدر بی اے۔ و سید وصی حیدر و ولی حیدر و دختر فرحت جمیل سید ظہیر حیدر کی زوجہ امیر بیگم ملقب خوشنودی دختر سید ممتاز حسین فرخ آبادی کے بطن سے ہنوز چار پسر و تین دختر سید محمد حیدر و سید

سید اسرار حیدر ولد ذو الفقار حیدر ترمذی

مجکر صفحہ ۳۹۴

سید سلیمان حسین ولد فیاض حسین ترمذی مجکر

صفحہ ۳۹۳

وزیر حیدر وسید نصیر حیدر وسید امیر حیدر و دختران نذیر فاطمہ ونگہت ظہیر وشہلہ بیگم۔

سید غلام مرتضےٰ حسینی الترمذی مدفون روڑی کا پسر سید ظہیر حیدر

سید ظہیر حیدر کی زوجہ امیر بیگم دختر ممتاز حسین ساکن فرخ آباد کٹرہ بختی محلہ کے بطن سے پانچ پسر تین دختران (اسلام آباد)

سید محمد حیدر عرف بچھن | سید وزیر حیدر عرف اچھن | سید نصیر حیدر | سید امیر حیدر | سید صغیر حیدر | ظہیر فاطمہ عرف بی بی

نذیر فاطمہ عرف منی | نعیمہ

سید غضنفر علی فوجدار آپ اپنے برادر سید حیدر علی کی طرح شجاع اور جفاکش و دور اندیش تھے جس زمانہ میں سید حسین علی خان بارہوی صوبہ بہار کا ناظم تھا. تو یہ ان کے اعمال میں معتبر عامل سارن تھے. جب وقت فرخ سیر وجہاندار شاہ کے درمیان حصول تخت کے لئے نزاع ہوئی. تو فرخ سیر نے سید حسین علی خان و مذکور سید عبداللہ خان صوبہ دار آلہ آباد سے مدد مانگی. ان دونوں حضرات سادات نانوتہ و بارہویں کے معززین سادات اور معتبر افغانوں کو سردار مقرر کر کے ایک لشکر روانہ کیا۔ اہلِ نانوتہ میں سید غضنفر علی ان کے برادر سید حیدر علی و مقصود علی و سید محمد علی بھی سردارانِ لشکر تھے۔ مقام کھجو اطرفین میں جنگ ہوئی. فرخ سیر تختِ دہلی پر قابض ہوا. اس کارنامہ میں درجہ بدرجہ ممتاز عہدوں پر سادات کو فائز کیا. آپ کو شاہجہان پور کا فوجدار مقرر کیا. ان کی زوجہ کلثوم بیگم زوجہ سید رضا بن حاجی سید علی بن مولوی حاجی سید شجاع حسین کے بطن سے دو پسر یک دختر پیدا ہوئی (۱) سید قطب علی (۲) سید نور علی (۳) کنیز زینب۔

(۲) سید نور علی کے صلب سے پانچ پسر۔ سید لطف علی وسید جان علی وسید کرم علی اور دولت علی و فتح علی دونوں لاولد۔ سید لطف علی کے صلب سے دو پسر، سید سردار علی و نیاز علی ان کے تین پسر سید شاہ حسین و لطف علی وسید فیض الحسن ان کی دختر رہائی بیگم زوجہ سید افتخار حسین چلکانوی وسید لطف علی ان کے صلب سے چار پسر سید پرورش علی و امانت علی ہر دو لاولد وسید کبیر علی وسید علی نواز نے بسلسلہ ملازمت حیدر آباد دکن، بود و باشش اختیار کی. ان کی اولاد وہیں آباد ہے سید کبیر علی کے دو پسر سید علی رضا وسید عیوض علی اس نے قصبہ جلال آباد ضلع مظفر نگر بود و باش اختیار کی. اور سید علی رضا کے صلب سے دو پسر سید ہدایت علی وسید نثار علی

ان دونوں نے مقام دوا کہ سیداں ضلع جالندھر سکونت اختیار کی۔ اور سید شاہ حسین مدفون پشاور چھاؤنی کے صلب سے تین پسر ویک دختر پیدا ہوئی سید غلام حسین لاولد مدفون قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ و سید جعفر علی نے اپنی سسرال قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ سکونت اختیار کی و سید غلام عباس و دختر لاڈلی بیگم زوجہ سید صابر علی نمبردار محلہ بازار۔ سید غلام عباس کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ سید نیاز علی لاولد۔ سید شاکر علی و سید فیاض حسین ان کی زوجہ اولی بنیادی بیگم دختر سید محمد تقی کے بطن سے دو پسر سید اختر حسین و سید ناصر حسین اور زوجہ ثانیہ چھبو بیگم دختر حکیم سید حیدر حسن کے بطن سے دو پسر سید سلیمان حسین و سید عرفان حسین یہ ہر دو برادران قصبہ بھکر ضلع میانوالی میں آباد ہیں۔

سید فیاض حسین ولد سید غلام عباس ترمذی محلہ چھتہ

زوجہ اولی بنیادی بیگم دختر سید محمد تقی اور زوجہ ثانیہ چھبو بیگم دختر حکیم سید حیدر حسن محلہ چھتہ

(نانوتہ) سید اختر حسین کی زوجہ سراج بیگم دختر حاجی ماسٹر سید مرتضیٰ حسین سوزوان کے بطن سے

سید ناصر حسین (نانوتہ)

سید سلیمان حسین کی زوجہ کنیز حیدر دختر امتیاز حسین کیرانوی کے بطن سے (بھکر آباد)

سید عرفان حسین کی زوجہ امیر بانو دختر امتیاز حسین کیرانوی کے بطن سے بھکر آباد

سید جعفر حسین — سید قمر عباس — سید ظفر عباس — شہناز جہاں — ارم جہاں — مہر جہاں

سید وصی حیدر — سید آل حیدر — بھوری

سید سلیمان حسین کی زوجہ کنیز حیدر کے بطن سے ہنوز یک پسر سید ممتاز حسین عرف بٹو و دختران جمال فاطمہ عرف جھمن و کمال فاطمہ عرف بدری اور سید عرفان حسین کی زوجہ امیر بانو کے بطن سے دو پسر نثار حسین لاولد و زوار ظفر و دختران نندا دل عرف قاری و شاہدہ بیگم۔ سید شاکر علی کی زوجہ میتی بیگم دختر سید صابر علی نمبردار کے بطن سے دو پسر سید غلام مصطفےٰ و سید خورشید حسین ہر دو لاولد و دختر نیاز خاتون ملقب بارو زوجہ سید جو ابو الحسن محلہ چھتہ مذکور۔

سید سردار علی بن سید لطف علی کے صلب سے یک پسر سید علی حسین ان کے صلب سے تین پسر ویک دختر سید عنایت حسین و سید امجد علی و میانجی سید محمد حسین و دختر محمدی بیگم زوجہ سید صادق حسین گنگوہی۔ سید عنایت حسین کے صلب سے چھ پسر ویک دختر سید محرم علی لاولد۔ سید حیدر حسن۔ سید دلبر حسین و سید مظہر حسین نمبردار و سید رحمت حسین و سید منصب علی و دختر حیدری بیگم زوجہ

سید زاہد حسین ولد سید مشیر حسین ترمذی
لاہور صفحہ ۳۹۵

سید قیصر علی ولد سید منور علی ترمذی
کراچی صفحہ ۳۹۱

سید ابراہیم حسین محلہ کوٹ۔

سید حیدر حسن کے صلب سے یک پسر سید عادل حسین لاولد اور سید دلبر حسین کی یک دختر عظمیٰ بیگم زوجہ ماسٹر سید داد حسین محلہ کوٹ۔ سید مظہر حسین نمبردار کے صلب سے یک پسر سید مبصر حسین لاولد اور سید رحمت حسین کی زوجہ اولیٰ صغرا بیگم ملقب اُمنی دختر مولوی سید علی ولد سید مظفر علی چلکانوی کے بطن سے تین پسر منشے سید طاہر حسین و منشے سید زاہد حسین سوز خواں و منشے سید افضال حسین سوز خواں دو دختران شہر باز زوجہ منشے سید اشتیاق حسین و محمودہ بیگم بعد وفات شہر بانو زوجہ سید اشتیاق حسین ساڈھوری اور دوجی بتیدہ جنت النساء دختر ملا سید نجف علی زوجہ ثانیہ حدیث خواں کے بطن سے یک پسر منشے سید زائر حسین سب انسپکٹر منشے سید طاہر حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر لاہور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو دختران۔ شہنشاہی بیگم و سنجیدہ بیگم منشے سید زاہد حسین سوز خواں مدفون چلکانہ کی زوجہ ام لیلیٰ دختر منشے سید محمد یٰسین کے بطن سے یک پسر سید ذوالفقار حیدر ملقب حسین سوز خواں اس کی زوجہ شکیلہ خاتون دختر سید مہدی حسن ولد رحمت حسین چلکانوی کے بطن سے ہنوز تین پسر سید اسرار حیدر و سید باسط حسین و سید سہیل حیدر و دختر نرجس سلطانہ ملقب بی بی اور سید افضال حسین سوز خواں نے چکوال سکونت اختیار کی۔ منشے سید زائر حسین کی زوجہ مرتضائی بیگم دختر مولوی سید ناظر علی کے بطن سے تین پسر سید شکیل حسین و سید عزادار حسین و سید شمشاد حسین ملقب بندو بی اے اس کی زوجہ صغیر فاطمہ دختر مولوی حکیم سید غلام حسنین کے بطن سے ہنوز تین پسر پیدا ہوئے۔ سید علی اسد و سید علی امجد و سید نجف علی عرف شاہد شکیل و دختران نشاط زہرا و تنویر زہرا سید عزادار حسین اور ان کے برادران نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی۔ اس کی زوجہ شہنشاہی بیگم دختر سید حسین احمد ولد سید مہدی حسن محلہ پیرزادگان کے صلب سے ہنوز دو دختر کنیز فضہ عرف چندا زوجہ سید منہاج الحسن نقوی سیوانوی بی اے وام حبیبہ عرف بی بی سیدہ منصب علی ولد سید عنایت حسین کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے دو پسر منشے سید علمدار حسین و سید حامد حسین عرف کالہ اور زوجہ ثانیہ کے بطن سے یک دختر کربلائی بیگم زوجہ سید حاجی حسین عرف منیا ولد سید آل حسن۔ اور منشے سید علمدار حسین کے صلب سے ہنوز پانچ پسر سید شمیم حیدر و سید سلیم حیدر و تہذیب حیدر و رضی حیدر و سید ببر حیدر و دختران نذیر فاطمہ زوجہ علی عباس ولد ساجد حسین ممتاز بانو شباب فاطمہ و رباب فاطمہ و سبط زہرہ اور سید حامد حسین عرف کالہ کی زوجہ نیاز خاتون عرف ناجو دختر سید نثار حسین نقوی سکنہ جال پہاڑ تحصیل پانی پت کے بطن سے ہنوز دو پسر سید غلام رسول و سید محمد علی دختران شائستہ بیگم و سنجیدہ بیگم و حمیدہ بیگم میانجی سید محمد حسین خوشنویس متخلص حسینی و شاعر اہل بیت تحت اللفظ خواں کے صلب سے دو دختر کنیز بیگم زوجہ رحمت حسین و باکھن۔ سید امجد علی کے صلب سے چار پسر سید شفاعت حسین و محبت حسین و وجاہت حسین عرف کالہ ہرسہ لاولد و سید نذر حسین عرف بدھو نمبردار کی زوجہ امیر فاطمہ دختر مولوی سید شبیر حسین پیرزادگان کے بطن سے دو پسر سید علی حسین عرف پیرو و سید باقر حسین و دختر فہمیدہ بیگم زوجہ سید اقبال حسین سکنہ سرساوہ ضلع سہارنپور۔

سید علی حسین عرف پیرو کی زوجہ ریاض فاطمہ دختر سید زوار حسین نین پوری کے بطن سے ہنوز دو پسر و دو دختران پیدا

ہوئیں سید غفار حسین و سید انوار حسین و دختران امتیاز فاطمہ و شاداب فاطمہ۔

(۲) سید جان علی بن سید نور علی کے صلب سے یک پسر سید دلاور علی ان کے صلب سے پانچ پسر و یک دختر پیدا ہوئی سید ملوک علی و سید شیر علی ہر دو لاولد و سید پیر علی و سید نظام علی و سید فرزند علی، دختر فہمیدہ بیگم*۔ سید نظام علی کے صلب سے یک پسر مولوی سید عابد حسین کے صلب سے تین دختران کنیز بیگم و طیبہ بیگم و امل بیگم سید فرزند علی کے صلب سے پانچ پسر سید تصدق علی و سید امام علی و سید سجاد حسین و سید امیر حسین ملقب گہا و سید زاہد حسین و دختران فیاضاً زوجہ سید نیاز حسین و منشی زوجہ سید صادق علی مذکور سید تصدق علی کے یک دختر گہبی زوجہ سید علی حسین تھانوی و سید امام علی کا پسر سید صادق علی پہلوان عرف سادہ لاولد سید سجاد حسین کے صلب سے یک پسر سید علی حسنین عرف اللہ رکھا ان کا پسر سید محمد حسنین ان کی زوجہ کلثوم فاطمہ دختر علمدار حسین سہارنپوری کے بطن سے ہنوز یک پسر سید محمد علی و دختر نسیم فاطمہ، اور سید امیر حسین ملقب گہا کے دو پسر سید ابو الحسن و منشی جواد الحسن و دختران اکبری بیگم زوجہ سید شریف حسین و صفدری بیگم زوجہ مولوی حکیم سید غلام حسین عرف ہنکو و سکینہ زوجہ غلام حسین عرف کوڑا و حلافی بیگم سید ابو الحسن کی زوجہ ولائتی بیگم کے بطن سے یک پسر سید آل حسن لاولد۔

منشی سید جواد الحسن کی زوجہ نیاز خاتون عرف بارو ولد سید شاکر علی مذکور کے بطن سے تین دختران جمیلہ خاتون زوجہ سید ظل حسین سوز خواں ولد سید آل حسن و نفیسہ خاتون زوجہ سید بخشش حسین محلہ کوٹ و اُم لیلیٰ البعد فوتیدگی نفیسہ خاتون زوجہ سید بخشش حسین مذکور سید زاہد حسین کے صلب سے یک پسر منشی سید تجمل حسین سوز خوان کے صلب سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ منشی سید ضمیر حسین زائر و سید مشیر حسین و دختر محمودہ بیگم زوجہ سید مصطفےٰ حسین ولد سید جعفر حسین تعلعدار منشی سید ضمیر حسین زائر سید الشہداء فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی۔ انہوں نے ۱۹۶۵ء میں ممالک ایران۔ عراق۔ شام بیت المقدس مدینۃ الخلیل کی تمام زیارت گاہوں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور دوبارہ ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء تک ایران، عراق کی زیارت گاہوں سے فیض یاب اور تین سال تک کربلا معلیٰ آستانہ حسینی پر ایک سو سے زائد شب جمعہ گزاریں۔ اور سید مشیر حسین بن سید تجمل حسین نے قصبہ رجوبلہ ضلع جھنگ رہائش اختیار کی۔ ان کی زوجہ کاظمی بیگم دختر سید مظہر حسن محلہ بازار کے بطن سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید امیر حسین و منشی سید زاہد حسین و سید شبیر حسین۔ سید امیر حسین کی زوجہ طاہرہ بیگم دختر منشی سید محمد احسن کے بطن سے ہنوز تین پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید رئیس حسین و سید انیس حسین و سید سلیس حسین و دختران رئیسہ بیگم و انیسہ بیگم۔

منشی سید زاہد حسین کی زوجہ اقبال بیگم عرف بالی دختر سید ظل حسن سوز خواں ولد سید آل حسن کے بطن سے ہنوز یک پسر سید تجمل حسین آصف و دختران شہناز فاطمہ و فرحت جہاں و شاہین اختر و شگفتہ بیگم و سید پیر علی و سائرہ بانو و روبینہ شاہین۔

(۳) سید کرم علی ولد سید نور علی کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید فیض علی لاولد و مولوی سید علی ہمدان کے صلب سے دو پسر سید نوازش علی و سید مولوی سید محمد حسین آپ بغرض تحصیل علم دینیات عرصہ تک علمائے وقت کی مجلس درس میں حاضر رہ کر فارغ التحصیل ہوئے ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید احمد حسن و مولوی سید علی حسین مدفون فیض آباد ان کے صلب

---

*: سید پیر علی کے صلب سے یک پسر سید صادق علی ان کی دختر بیگی زوجہ مولوی محمد حسین

سے تین پسر پیدا ہوئے۔ مولوی سید محمد حسین عرف اچھو لاولد و محمد نقی نمبردار و سید محمد زکی کیونکہ ان کی والدہ فیض آباد کی تھیں۔
اور ان کے والد بھی فیض آباد دفن ہوئے۔ اس لئے سید محمد زکی اپنی ننھیال فیض آباد میں آباد ہو گئے۔

سید احمد حسین ولد مولوی سید محمد حسین کے صلب سے تین پسر و یک دختر پیدا ہو گئے۔ سید ممتاز حسین و سید مظہر حسین و کاظم حسین و دختر امرائی بیگم اور سید کاظم حسین کے صلب سے دو پسر دو دختران پیدا ہوئیں سید فیاض حسین لاولد و الطاف حسین سیاح لاولد و ہاشمی بیگم زوجہ الفت حسین و جعفری بیگم زوجہ بشیر حسین محلہ بازار اور مظہر حسین کے دو پسر جیون علی و اللہ رکھا ہر دو لاولد، سید ممتاز حسین نے بسلسلہ ملازمت و سسرال شہر فیروز پور (پنجاب) رہائش اختیار کی۔ ان کی اولاد فیروز پور آباد ہے
سید نوازش علی ولد مولوی سید علی محمد نساب کے صلب سے پانچ پسر و دو دختران۔ سید شجاع حسین و حیدر علی و سید فدا حسین و سید فضل علی و سید علی ہر دو لاولد زینب النساء زوجہ مولوی سید علی حسین و اصغری عرف اچھو زوجہ منور علی سید فدا حسین کی زوجہ اولی سیدانی سے یک پسر سید کرامت حسین اور زوجہ ثانیہ پٹھانی سے دو پسر مقبل حسین و عبدل حسین ہر دو لاولد سید کرامت حسین کے یک پسر سید ولائیت حسین دختران فیاضاً زوجہ مظہر حسین و ممتازاً عرف منتی زوجہ سید ظہور حسین گنگوہی۔ سید ولایت حسین نے قصبہ لکھنوٹی رہائش اختیار کی ان کے یک پسر سید کاظم حسین۔

سید حیدر علی کے دو پسر سید محمد عباس لاولد و سید الفت حسین ان کے یک پسر سید آل حسن عرف بندو دختران عسکری بیگم زوجہ منشی سید شفقت حسین و رفیقہ حسنین زوجہ سید طالب حسین اور سید آل حسن عرف بندو کے یک پسر سید شوکت حسین۔ سید شجاع حسین کے یک پسر سید شوکت حسین دختر شہنشاہی بیگم عرف چھنی زوجہ سید عطا حسین نین پوری، سید شوکت حسین کے صلب سے دو پسر و یک دختر، سید نوازش علی عرف نوروز و منشی سید شفقت حسین دختر نیاز بیگم زوجہ سید محمد ظفر سید نوازش علی عرف نوروز کے صرف یک دختر فضہ خاتون زوجہ سید ذاکر حسین و منشی سید شفقت حسین ہنوز پسر سید ظل حسنین عرف دھمن و جمن و للا۔

منشی سید شفقت حسین

- ظل حسن عرف دھمن کی زوجہ خورشید بانو دختر سید طالب حسین ولد سید واجد علی۔
  - سید شمیم اختر
- اسرار حسین عرف جمن کی زوجہ عقیلہ خاتون
  - وکیل اختر
  - علی اختر
  - شکیل اختر
- نجم الحسن عرف لالہ

(۱) سید قطب علی بن سید غضنفر علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید جان علی ان کے پسر سید فضل علی ان کے چار پسر و یک دختر مولوی سید سعادت علی و سید حسین بخش و سید غضنفر علی و امداد علی ہر دو لاولد دختر نجیب النساء عرف بنجو زوجہ سید مپتا۔ سید

حسین بخش کے صلب سے چار پسر و یک دختر، سید احسن علی و سید محسن علی و سید جان علی و سید حیدر حسن و دختر جانی بیگم سید حیدر حسن کے یک پسر سید جواد الحسن لا ولد و دختر بگی زوجہ مولوی سید ناظر علی۔

سید جان علی کے یک پسر سید یعقوب علی دختران رقیہ بیگم زوجہ سید گھاو میمونہ عرف مانی بیگم زوجہ سید شوکت حسین سید یعقوب علی کے دو دختران آغلبی عرف اہل زوجہ سید علی واعجاز فاطمہ عرف جاجو زوجہ سید زوار حسین ولد سید جعفر حسین نقوی سید محسن علی کے یک پسر منشی سید محمد ظفر سوز خواں و دختران حشمت الٰہی و احسان الٰہی و کنیز زوجہ عادل حسین فضہ زوجہ سید ابن حسن سکنہ تھانہ بھون سید احسن علی کے یک پسر سید حاجی حسین متولی وزائر سید الشہدا و دختر چھوبہ بیگم زوجہ سید جواد الحسن مذکور انہوں نے اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ وقف کر دی اور مکان سکونت کو امام باڑہ قرار دے کر مجالس محرم الحرام و اربعین قائم کیں اور خاص طور پر اربعین کی مجالس و جلوس کی ابتدا آپ نے کی، چنانچہ ۲۰ صفر کے بجائے ۲۱ صفر کو اربعین ہوتا ہے۔ سید حاجی حسن متولی زائر سید الشہداء کی زوجہ اولیٰ نذیراً دختر سید راحت حسین کے بطن سے یک پسر سید نذر حسین و دختر راضیہ بیگم زوجہ سید اختر حسین ولد سید ظہور حسین محلہ بازار اور زوجہ ثانیہ نیاز خاتون دختر سید حیدر حسن تھانوی کے بطن سے چار پسر سید عزادار حسین عرف بارو و سید مجاہد حسین و سید ذوالفقار حسین سوز خواں و سید علمدار حسین۔

سید علمدار حسین کے صلب سے ہنوز تین پسر سید شبیر حسین و احسن علی و غضنفر علی و دختران ظہور فاطمہ و سنجیدہ بیگم سید ذوالفقار حسین سوز خواں نے قصبہ چکوال ضلع جہلم رہائش اختیار کی ان کے صلب سے پانچ پسر دو دختران سید قیصر عباس و ظہیر حسنین و سرفراز حیدر و ضیغم عباس و سعادت علی دختران ستارہ خاتون و صدیقہ خاتون سید مجاہد حسین کے صلب سے دو پسر سید زاہد حسین و شبہ الحسنین و دختران کشور جہاں زوجہ سید ظہیر حسین ولد ذوالفقار حسین واقعا، فاطمہ زوجہ قیصر عباس مذکور و نثار فاطمہ زوجہ سید اظہر حسن چلکانو، و خوشنود فاطمہ مہر جہاں زوجہ عارف حسین ولد مطاہر حسین۔

سید عزادار حسین عرف بارو زوجہ اختری بیگم دختر ریاض الحسن کے بطن سے ہنوز تین پسر سید وزارت حسین و انصار الحسین و تہذیب الحسنین و دختران محمودہ بیگم و نفیسہ خاتون و بلقیس فاطمہ و شہر بانو اور سید وزارت حسین کی نفسہ بیگم دختر سید محمد شفیع سکنہ جلال آباد کے ہنوز یک پسر شرافت حسین و دختر نوشابہ اور زمرد حسین۔

مولوی سید سعادت علی بن سید فضل علی کے صلب سے دو پسر سید محمد ذاکر و سید محمد تقی دختر بگی۔ سید محمد تقی کے یک پسر منشی سید بدر الحسن و دختران جعفری بیگم زوجہ سید منور علی محلہ کوٹ و زہرہ بیگم زوجہ سید جواد الحسن منشی سید بدر الحسن کے صلب سے یک پسر منشی سید سراج الحسن و دختر عسکری بیگم زوجہ سید فیاض حسین ولد سید غلام عباس۔ منشی سید سراج الحسن نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر قصبہ چکوال ضلع جہلم رہائش اختیار کی، ان کی زوجہ اولیٰ اکبری بیگم دختر سید راحت حسین چلکانوی کے بطن سے یک دختر سراج فاطمہ لا ولد اور زوجہ ثانیہ بنی فاطمہ دختر مولوی سید محمد رضا سکنہ جہانگیر آباد ضلع بجنور کے بطن سے یک پسر سید مصباح الحسن عرف چھدن ایم۔ اے ایڈووکیٹ اور زوجہ ثالثہ بنت فاطمہ دختر موسیٰ رضا

کے بطن سے تین پسر سید نجم الحسن بی اے و سید معراج الحسن و سید عزیز الحسن۔

سید مصباح الحسن عرف چھدن ایم اے ایڈووکیٹ کے صلب سے ہنوز تین پسر یک دختر پیدا ہوئی۔ سید بدر الحسن و سید جواد الحسن و سید سعادت علی و دختر قمر فاطمہ۔ نسیم فاطمہ و مہر فاطمہ اور سید زمرد حسین ولد سید حاجی حسن متولی ولد سید احسن علی کی زوجہ اولیٰ کنیز فاطمہ دختر مولوی سید محمد یٰسین کے بطن سے یک پسر سید خورشید حسین و دختر کنیز بیگم زوجہ سید سرور حسین محلہ بانہار اور زوجہ ثانیہ کے بطن سے یک پسر سید داور حسین۔

منشی سید سراج الحسن ولد منشی سید بدر الحسن ترمذی قصبہ نانوتہ

زوجہ ثالثہ بنت فاطمہ دختر موسیٰ رضا کے بطن سے

زوجہ ثانیہ بنی فاطمہ دختر مولوی سید محمد رضا ساکن جہانگیر آباد ضلع بجنور کے بطن سے یک پسر پیدا ہوا۔

سید نجم الحسن کی زوجہ انیس فاطمہ دختر حامد حسین ولد علمدار حسین ساکن موضع کوتوالی ضلع بجنور کے بطن سے

سید معراج الحسن کی زوجہ اعجاز فاطمہ دختر مصطفیٰ حسین ساکن نجیب آباد حال آباد لاہور

سید مصباح الحسن عرف چھدن ایم اے ایڈووکیٹ کی زوجہ خوشنود فاطمہ دختر سید سجاد حسین نقوی سہارنپوری

سید فصیح حیدر

لاڈلی بیگم | سید محمد تقی | سید حیدر علی

سید بدر الحسن | سید جواد الحسن | سید سعادت علی | قمر فاطمہ | نسیم فاطمہ | مہر فاطمہ

سید خورشید حسین کے صلب سے ہنوز دو پسر سید اسرار حسین و سید رضوان حسین دختران امیر فاطمہ و نذیر فاطمہ و نسرین فاطمہ

سید محمد ذاکر ولد مولوی سید سعادت علی کے دو پسر منشی سید شریف حسین و سید صغیر حسین انسپکٹر مدفون حیدرآباد (دکن) ان کی زوجہ سکینہ دختر نواب میر اصغر علی کے بطن سے یک پسر سید محمد تقی و دختران طاہرہ بیگم زوجہ کیپٹن سید ناظم حسین ولد سید شریف حسین و عسکری بیگم زوجہ نواب میر علی نقی حیدرآباد (دکن)، سید محمد تقی نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر حیدرآباد سے شہر کراچی ڈرگ کالونی میں رہائش اختیار کی ان کے ہنوز تین پسر سید محمد جواد و سید شیر زکی و محمد ہاشم دختران شہناز فاطمہ و زہرہ جبیں۔ منشی سید شریف حسین مدفون حیدرآباد نانوتہ سے بسلسلہ ملازمت حیدرآباد رہائش اختیار کی۔ ان کی زوجہ اولیٰ اکبری بیگم دختر سید امیر حسین عرف گھسا کے بطن سے تین پسر دو دختران منشی سید مشرف حسین و سید مکرم حسین و کیپٹن سید ناظم حسین ایم اے دختران نیاز خاتون

عرف ناجو زوجہ سید منور علی ولد سید انور علی و شفیقہ بیگم زوجہ سید حیدر عباس سکنہ قصبہ مہین ضلع بجنور اور زوجہ ثانیہ مسماۃ رحمن بی بی دختر فیاض علی حیدرآباد کے بطن دو پسر سید شجاعت حسین و سید مشتاق حسین دختران شفیعہ بیگم و اختری بیگم اس زوجہ ثانیہ کی چاروں اولاد شہر حیدرآباد (دکن) محلہ یاقوت پورہ میں آباد ہیں ان کی نسل وہیں ہے۔ کیپٹن سید ناظم حسین ایم اے نے حیدرآباد سے شہر کراچی ڈرگ کالونی نمبر ۵ رہائش اختیار کی ان کی زوجہ طیبہ بیگم دختر سید صغیر حسین انسپکٹر کے بطن سے تین پسر و تین دختران، سید امیر علی عرف عابد و سید شریف حسین عرف غضنفر و سید صغیر حسین عرف مظہر و دختران بتول زہرہ و زینب بیگم عرف اسد بیگم و مہدی بیگم عرف داور اور سید مکرم حسین نے قصبہ ٹھیری میروا ضلع خیرپور میرس رہائش اختیار کی۔ ان کی زوجہ اختری بیگم ولد مولوی سید غلام حسین کے بطن سے تین پسر تین دختران۔ سید منور عباس عرف چاند و سید اقبال مہدی و سید اسد عباس دختران بلقیس فاطمہ زوجہ سید محمد تقی گنگوہی و ممتاز فاطمہ زوجہ سید اخلاق حسین و خورشید فاطمہ۔

سید مشرف حسین نے بھی قصبہ ٹھیری میروا ضلع خیرپور میرس رہائش اختیار کی۔ ان کی زوجہ اولیٰ عشرت بیگم کے بطن سے یک پسر سید محمد میاں اور زوجہ ثانیہ ریاض فاطمہ عرف چھوٹی ولد مولوی غلام حسین کے بطن سے چار پسر تین دختران پیدا ہوئیں سید محمد علی و سید محمد حسن و سید محمد عباس، سید صغیر عباس دختران احسان فاطمہ زوجہ سید نجم الحسن ولد سید منظور حسین محلہ چھتہ دختران آمنہ بیگم و دلدار فاطمہ۔ اور سید امیر علی عرف عابدین کیپٹن سید ناظم حسین کی زوجہ امیر فاطمہ دختر سید اجلال حسین ولد سید امداد علی بی۔ کام سوز خواں سکنہ قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ کے بطن سے ہنوز دو پسر سید امیر ناصر و سید امیر کاظم۔ سید منور علی بن امیر سید علی رسد منصبدار نے اپنے نانا مرزا سلطان خاور قلعہ دار، مقام دولت آباد رہائش اختیار کی۔ ان کی اولاد دولت آباد و خلدآباد میں آباد ہے اور ان کے چچا سید علی پسر بن سید مظفر علی منصبدار جو سکندر شاہ عادل شاہیہ کے مقرب تھے انہوں نے بھی جاگیر اور سسرال کی وجہ سے سکونت اختیار کی ان کی اولاد بھی دولت آباد آباد ہے (بحوالہ نسب نامہ قلمی مرتبہ مولوی سید نجف علی۔

(۲) سید جعفر علی بن دیوان سید قطب الدین کے صلب سے یک پسر سید محمد امین ان کے یک پسر سید منور علی ان کے پسر سید قطب الدین ان کے دو پسر مولوی حاجی سید غلام محمد و سید بخشش علی ان کے دو دختران خدیجہ بیگم زوجہ سید حشمت علی و عزت النساء زوجہ سید اکبر علی۔

مولوی حاجی سید غلام محمد عالم و فاضل و عابد و زاہد تھے۔ بعد حصول تحصیل علم لکھنؤ سے اولاً عراق نجف اشرف وغیرہ بعدہ مکہ معظمہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تا فوتہ آگرہ علمی مشاغل میں مصروف رہے آپ کے صلب سے دو پسر مولوی سید دلدار علی و سید شبیر علی لاولد۔

مولوی سید دلدار علی مسکین طبع اور متقی پرہیزگار تھے۔ آپ کا بلند پایہ علماء دین میں شمار ہوتا تھا۔ تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی زوجہ اولیٰ سیدانی رئیس بانو عرف بہن دختر سید عنایت حسین ولد بہادر علی گنگوہ کے بطن سے دو پسر اور تین دختران پیدا ہوئیں۔ مولوی سید اولاد علی و سید محمد عرف گھناد ختران رقیہ بیگم زوجہ سید محمد حسین نین پوری و جعفری بیگم زوجہ سید حیدر حسن

سہارنپوری وہاجرہ بیگم زوجہ سید صابر علی محلہ بازار و زوجہ ثانیہ حرم کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید علی محمد، سید مراد علی و سید قطب علی و دختر سکینہ زوجہ سید فیاض حسین سکنہ جلال آباد مولوی سید اولاد علی کے یک پسر مولوی حکیم سید غلام حسین و دختر ہاشمی بیگم زوجہ سید احمد عرف میتا ولد مولوی سید حسین مفتی
مولوی حکیم سید غلام حسین متخلص مہر۔ آپ واعظ اور شاعر ہیں فنِ طب میں بھی مشہور ہیں، علمِ جفر کا بھی شوق ہے آپ کی زوجہ صفدری بیگم دختر امیر حسین عرف گھسا کے بطن سے تین پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔

سید اعجاز حسین سوز خواں دفن راولپنڈی و سید مبارک حسین عرف کالا و سید اظہر حسین سوز خوان دختران اختری بیگم زوجہ سید مکرم حسین ولد سید شریف حسین و ریاض فاطمہ عرف چھوٹی زوجہ مشرف حسین ولد منشی سید شریف حسین۔

سید اعجاز حسین سوز خوان کی زوجہ عباسی بیگم دختر سید محمد احسن نین پوری کے بطن سے تین پسر سید سرفراز حسین بی۔ اے و سید محمد حسنین عرف بندو و سید نونہال حیدر عرف گلو و دختران تہذیب فاطمہ عرف ملکہ زوجہ سید شبیر حسین کاظمی دہلوی و قیصر بیگم سید سرفراز حسین بی اے شہر راولپنڈی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ بادشاہی بیگم دختر سید ارتضیٰ حسین نقوی نانوتوی کے بطن سے ہنوز یک پسر سید آفتاب حسین دختر شبانہ بیگم اور سید محمد حسنین کے صلب سے ہنوز یک پسر سید جاوید حسین دختران رضیہ حسنین و بشرہ بیگم۔

سید محمد عرف گبا کے صلب سے یک پسر سید آل حسن و دختر بنیادی بیگم زوجہ سید جعفر حسین نقوی ضلعدار نہر سید آل حسن کی زوجہ دھومن بیگم دختر سید محمد حسن محلہ بازار کے بطن سے دو پسر سید ظل حسن سوز خوان و سید حاجی حسن زائر ملقب منیا کی زوجہ کربلائی کے بطن سے یک دختر صابرہ بیگم زوجہ سید ضرغام حسین ولد سید نثار حسین محلہ کوٹ سید ظل حسن سوز خواں کی زوجہ جمیلہ خاتون دختر منشی سید جواد الحسن کے بطن سے ہنوز تین پسر دو دختران سید محمد حسین عرف بندو و انیس حیدر و امیر حیدر دختران اقبال بیگم عرف بالی زوجہ سید زاہد حسین ولد سید مشیر حسین محلہ چھتہ و عقیلہ زوجہ شاہد حسین ولد محمود حسین۔

سید آل حسن ولد سید محمد عرف گبا
- سید ظل حسن
  - سید محمد حسین عرف بندو کی زوجہ ممتاز بیگم دختر سید نیاز محمد نین پوری
    - سید مہدی حسن
    - سید عباس مہدی
    - سید تحسین حیدر
    - نزہت جہاں
  - سید انیس حیدر کی زوجہ فہمیدہ بانو دختر سید واحد حسین ولد سید محمود حسن
    - گل زہرا
  - سید امیر حیدر
  - اقبال بیگم زوجہ سید زاہد حسین ولد سید مشیر حسین
  - عقیلہ خاتون زوجہ سید شاہد حسین ولد سید محمود حسن محلہ بازار
- سید حاجی حسن عرف منیا
  - صابرہ بیگم

سید علی محسن کے صلب سے دو پسر سید سجاد حسین و سید منور علی و دختر نذیر فاطمہ زوجہ سید یوسف علی نین پوری سید منور علی نے مقام رحیم یار خان بود و باش اختیار کی۔

سید مراد علی نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ چکوال ضلع جہلم سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید ارشاد حسین و سید علی رضا و سید علمدار حسین و دختر شکیلہ خاتون زوجہ سید عابد حسین ولد سید ہادی حسین۔ سید ارشاد حسین کے صلب سے دو پسر سید سرفراز حسین و تنویر حسین و بلقیس فاطمہ زوجہ سید محمد میاں عبداللہ پوری و اصغری بیگم۔ سید علی رضا کے صلب سے ہنوز چھ پسر سید اسد رضا و سید احمد رضا و سید حسن رضا و سید قمر رضا و جعفر رضا و سید عباس رضا و دختران اعجاز فاطمہ و سلطان فاطمہ و مقبول فاطمہ۔ سید علمدار حسین کے صلب سے ہنوز دو پسر سید زوار حسین و وصی حیدر اور سید قطب علی ولد مولوی سید دلدار علی کی یک دختر اور سید قاسم علی بن دیوان سید قطب الدین

سید قاسم علی بن دیوان سید قطب الدین کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید جمال الدین (۲) سید جیون علی ان کے صلب سے یک پسر سید غلام حسین ان کا پسر سید قاسم علی ان کا پسر سید شجاع حسین ان کے صلب سے چھ فرزند پیدا ہوئے۔ سید جعفر حسین۔ سید نور حسین سید باقر علی و سید علی حسین شہید، سید عنایت حسین و تراب علی و دختر ہندی۔ سید علی حسین شہید جب بسلسلہ عزاداری امام بارہ قاضیان پر شیوخ حضرات نے یورش کر کے نام حسین مٹانا چاہا۔ تو انہوں نے عزاداری کے تحفظ میں نمایاں حصہ لیا۔ اس لئے اندروں چوگی واقعہ سرحد مکان سادات و شیوخ صاحبان محلہ چھتہ شب عاشور، شہید کیا اس دن سے آج تک حکومت کی طرف سے شب عاشور پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ ان کے صلب سے تین پسر سید فدا حسین و سید علی و سید امیر حسین ان کے دو پسر سید محمد حسین لاولد و غلام مصطفےٰ مفقود الخبر و دختر امتل زوجہ سید محمد حسن کاظمی فرید پوری۔ سید علی کے دو پسر صغیر حسین و سید غلام حسین ان کا پسر آغا حیدر عرف نانون مقام خیر پور میرس آباد اور سید صغیر حسین کے دو پسر اختر حسین لاولد و حاجی منشی سید ضمیر حسین کا پسر ظہیر حسین و دختر عابدہ بیگم زوجہ حامد حسین۔

ظہیر حسین ولد منشی ضمیر حسین

- مستجاب حسین
- سبط حیدر

سید جعفر حسین کے صلب سے تین پسر سید قاسم علی و کاظم علی ہر دو لاولد و سید غلام حسین عرف کوڑا و دختر گمانی زوجہ مہدی حسن ولد نور علی سید غلام حسین عرف کوڑا کی زوجہ سکینہ دختر امیر حسین عرف گھسا کے بطن سے تین پسر منشی سید عاشق علی و معصوم علی لاولد حاجی حسن و دختران رضیہ بیگم زوجہ سید ابن حسن ولد سید محمد مسیح نین پوری و لقیہ بیگم و زاہدہ بیگم۔

منشی سید عاشق علی نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ سرائے سدھو ضلع ملتان سکونت اختیار کی انکی زوجہ احسان فاطمہ دختر سید ہادی سکنہ بڈولی کے بطن سے ہنوز تین پسر سید عاشق حسین و غضنفر علی و اسد علی و دختران نیاز فاطمہ قربان فاطمہ و شہر بانو و ممتاز بانو و کنیز حیدر اور سید حاجی حسن کی زوجہ حاجی بیگم دختر منظور حسین کے بطن سے تین پسر محمد جعفر و شجاعت حسین و بارہ دختران

شمیم بانو زوجہ محمد حیدر ولد آل حسن و نسیم فاطمہ و سرفراز بیگم و نذیرہ فاطمہ سید نور علی کے دو پسر سید محمد علی و سید مہدی حسن کے دو پسر سید ظہور حسن و ہادی حسن ہر دو لاولد و دختران سکینہ زوجہ سید گہاسین پوری و جنت النساء زوجہ سید باقر علی اور سید محمد علی کا پسر سید اعجاز حسین اس نے بسلسلہ ملازمت مقام پرنیاں (بنگال) بود و باش اختیار کی۔ ان کی اولاد وہیں آباد ہے۔ اور سید باقر علی مذکور کے دو پسر سید ضامن علی و سید محمد حسین و دختر رحمت الہی اور سید محمد حسین نے قصبہ لکھنوتی ضلع سہارنپور بود و باش اختیار کی ان کی دو دختران ذکیہ بیگم زوجہ سید محمد احسن و کنیز بیگم زوجہ سید عابد حسین اور سید ضامن علی نے بتوسل سید محمد علی عامل (پرنیاں) رہائش اختیار کی۔ (۱) سید جمال الدین بن سید قاسم علی کے صلب سے یک پسر سید مدد علی ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ سید بہادر علی لاولد۔ سید مراد علی مفقود الخبر و سید محمد علی عامل پرنیاں و سید جعفر علی ان کا پسر سید نیاز علی اس کے صرف یک دختر رقیہ بیگم زوجہ مولوی حاجی شجاع حسین ولد سید عباس علی مذکور۔

سید محمد علی۔ جس زمانہ میں فرخ سیر و جہاندار شاہ کے درمیان حصول تخت دہلی کے لئے مقام کھجوا جنگ ہوئی۔ تو اس جنگ میں سید حسین علی خان زیدی بارہوی ناظم بہار و سید عبداللہ خاں صوبہ دار آلہ آباد نے فرخ سیر کو امداد دی جس میں سادات نانوتہ کے سید حیدر علی ترمذی و سید غضنفر علی و سید محمد علی و سید مقتدا علی ترمذی اور دیگر سادات بارہہ کے سربراہ حضرات نے کارنمایاں انجام دیئے اور فرخ سیر سادات کی بدولت تخت دہلی پر قابض ہوا تو اس کارنامہ کے صلہ میں سادات کو درجہ بدرجہ ممتاز عہدوں پر فائز کیا۔ اور سید محمد علی کو پرنیاں (بنگال) کا عامل مقرر کیا جس وقت سید محمد علی پرنیان سے وطن واپس ہوئے تو اپنے ہمراہ ایک خدمت گار نامی حسن تلی نانوتہ ہمراہ لائے اس کی نسل اب تک موجود ہے۔ آپ کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید عباس علی و سید نثار علی عامل ڈھاکہ (بنگال)، ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ حاجی سید احمد علی و محمد علی ان کا پسر سید علی حسین ان کے دو پسر سید حیدر حسن نابینا و سید محمد علی ان کی دختر سید حیدر حسن نابینا کے صلب سے تین پسر سید محمد عباس ملقب ماچھن و کرار حسین و مہربان علی دو دختران مرتضائی بیگم ملقب جلائی زوجہ سید ظہور حسین محلہ بازار و راحنیہ بیگم ملقب راحجن زوجہ نوازش علی عرف نوروز حسین اور سید مہربان علی کا ہنوز تنویر حسین۔

سید محمد عباس حسین کے دو پسر سید خورشید حسین و ضامن عباس و دختر رقیہ بیگم زوجہ ہادی حسین اور سید خورشید حسین نے مقام کالاخطائی رہائش رکھی وہیں دفن ہے۔ سید کرار حسین کے صلب سے دو پسر سید ابرار حسین لاولد و سید سردار حسین و دختر کنیز بانو زوجہ سید غیور حسین ولد عیوض علی نین پوری۔ سید سردار حسین ولد سید کرار حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر سورہ میانی متصل ملتان چھاؤنی سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ جعفری بیگم دختر یاور حسین کے بطن سے ہنوز تین پسر سید عزادار حسین و اسرار حسین و اظہار حسین دو دختران نور جہاں و افروز جہاں حاجی سید احمد علی بن سید نثار حسین کے صلب سے یک پسر سید جعفر حسین و دختر کبریٰ بیگم زوجہ سید محمد نقی نمبردار سید جعفر حسین کے صلب سے دو پسر منشی سید علی احمد و سید زوار حسین ان کا پسر سید عزت حسین و دختر نثار خاتون زوجہ سید ذاکر علی نین پوری اور سید عشرت حسین نے موضع خانوالہ ڈاکخانہ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ کوٹھی محمد یوسف شیرازی بود و باش

اختیار کی۔ منشی سید علی احمد کے صلب سے تین پسر منشی سید اعجاز حسین و سید ارشاد حسین و مجاہد حسین و دختران صابرہ خاتون زوجہ سید ابوالحسن محلہ کوٹ و نفیسہ خاتون زوجہ سید محمد عسکری کی ولد سید باقر حسین سکنہ سرساوہ منشی سید اعجاز حسین کی زوجہ صدیقہ خاتون ملقب بہن دختر منشی سید ظہور حسین محلہ بازار کے بطن سے یک پسر سید مزمل حسین ملقب حسن میاں دختر قیصر بانو زوجہ علی اطہر سہارنپوری اور سید مزمل حسین ملقب حسن میاں نے خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ امیر زہرا دختر مولوی حکیم سید غلام حسنین کے بطن سے ہنوز سید ارشاد حسین نے بھی خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ توقیر فاطمہ دختر منشی سید ظہور حسین کے بطن سے ہنوز یک پسر سید ضیاء الحسنین و دختران نیر سلطانہ و منور سلطانہ اور سید مجاہد حسین بھی خیرپور میرس محلہ لقمان آباد ہے۔ ان کی زوجہ شمیم فاطمہ دختر سید مظاہر حسین عرف بھجو سہارنپوری کے بطن سے ہنوز دو پسر سید امتیاز حسین و رضا حسین و دختر نزہت بیگم سید عباس علی بن سید محمد علی مذکور کے صلب سے تین پسر مولوی حاجی سید شجاع حسین و مولوی سید الطاف علی و سید عنایت حسین ان کے صلب سے یک پسر سید صادق علی ان کے صلب سے یک پسر مولوی حکیم سید عنایت حسین تخلص قمر۔ آپ عالم و فاضل و عابد زاہد متقی پرہیزگار ہیں۔ محقق و مناظر بھی ہیں آپ کی عمر مناظرہ میں گزری۔ تصنیف و تالیف میں ہمیشہ مصروف رہے۔ انبیاء و آئمہ معصومین کی سوانح حیات لکھی ہیں عملیات کا بھی شوق ہے ایام محرم الحرام میں مکان سکونہ میں مجالس عزا برپا کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ نشست گاہ امام باڑہ سید عنایت حسین کے نام سے مشہور ہے آپ کے صلب سے تین پسر سید سجاد حسین و سید ضیاء الحسن و ذیشان علی و دو دختران سیدہ بیگم و محمودہ بیگم، ہر سہ پسران لاولد فوت ہوئے۔

مولوی سید الطاف علی عالم و فاضل تھے۔ علم فقہ، اصول و حکمت کی تعلیم لکھنؤ حاصل کی، لکھنؤ ہی آپ کی شادی ناصرہ بانو دختر سید ناصر علی ولد معصوم علی سکنہ بلگرام سے ہوئی ان کے بطن سے دو پسر مولوی سید امداد حسین و سید تفضل حسین پیدا ہوئے۔ ان دونوں برادران نے لکھنؤ رہائش اختیار کی۔ ان کی* لکھنؤ آباد ہے۔ مولوی حاجی سید شجاع حسین ممتاز الافاضل حلیم الطبع متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ لکھنؤ فقہ اصول حکمت کی تعلیم سے فارغ ہو کر نجف و قم تشریف لے گئے۔ وہاں علمائے وقت کی مجلس درس میں حاضر ہو کر علوم دینیات سے فیض یاب ہوئے۔ پھر حج بیت اللہ کے فرائض ادا کیے۔ ان کی زوجہ رقیہ بیگم دختر سید نیاز علی بن سید جعفر علی بن سید مدد علی مذکور کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ مولوی حکیم سید بہادر علی مجتہد و مولوی سید صفدر علی مجتہد مدفون قم و حاجی سید معصوم علی و حاجی سید علی و دختر کنیز فاطمہ زوجہ مولوی سید کاظم علی مجتہد ولد علامہ مولوی سید نجف علی ملقب سید شاہ نجفی مذکور۔

حاجی سید علی کے تین پسر سید تفضل حسین و سید مظہر حسین ہر دو لاولد و سید رضا حسین ان کا پسر و دختر سید حاجی حسن لاولد یک دختر کلثوم بیگم زوجہ سید غضنفر علی فوجدار مولوی حاجی سید معصوم علی عالم و فاضل و نیک صالح بزرگ تھے۔ لکھنؤ میں علمائے وقت سے علم دینیات حاصل کر کے حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ وطن آکر شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے صلب سے دو پسر ایک دختر پیدا ہوئے۔ سید فیض الحسن و سید ذوالفقار حسین ان کے صرف یک دختر زندی بیگم زوجہ سید ہادی حسین زوجہ فیض الحسن سید فیض الحسن کے یک پسر سید ہادی حسین و دختر شہربانو لاولد اور سید ہادی حسن کے صلب سے دو پسر پیدا

* اولاد لکھنؤ زندی بیگم زوجہ ہادی حسن ولد سید فیض الحسن

ہوئے سید عابد حسین و سید عاشق حسین زائر ہر دو برادران نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ چکوال سکونت اختیار کی۔ سید عابد حسین کے صلب سے تین پسر سید احمد علی و سید امیر صفدر و سید جمیل حسین و جمیلہ خاتون و عقیلہ و نجو د بی بی سید احمد علی کے صلب سے ہنوز صرف یک پسر سید ارشد حسین۔ اور سید عاشق حسین زائر کے صلب سے یک پسر سید صادق حسین ان کے ہنوز دو پسر سید بہادر علی و ہاشم رضا و دختران طاہرہ و حمیدہ مولوی سید صفدر علی مجتہد۔ آپ اور علامہ مولوی سید نجف علی ملقب سید شاہ نجفی و مولوی حکیم سید بہادر علی مجتہد ہر سہ حضرات بیک وقت لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہو کر عرصہ تک نجف اشرف باب مدینۃ العلم کے آستانہ سے فیض یاب ہوئے بعدہٗ دو سال علمائے قم کی صحبت میں رہے۔ آپ کی شادی مولوی سید باقر مجتہد شیرازی کی دختر سے ہوئی آپ نے قم میں ہی سکونت رکھی۔ علامہ مولوی حکیم سید بہادر علی مجتہد آپ ہر علم و فن میں یگانہ زمانہ تھے۔ آپ کا قلب معارف علوم کا خزینہ تھا۔ خاص کر حکمت میں وہ کمال حاصل تھا کہ جذام و دق جیسے موذی امراض کے مریض ہزارہا آپ کے دستِ مبارک سے شفایاب ہوئے۔ تبلیغ مذہب حقہ میں ہمیشہ مصروف رہے۔ ہر فن کے بہت شاگرد تھے۔ نواب قمر الدین فتح جنگ نظام الدولہ حیدر آباد (دکن) کی دختر ثریا جہاں کو آپ کے معالجہ سے مرضِ جذام سے نجات ملی۔ اسی بناء پر آپ کا ۵۰۰/- روپیہ ماہوار وظیفہ ہوا۔ آپ کے صلب سے دو پسر مولوی حکیم سید ممتاز حسین و حکیم پیر محمد لاولد مولوی حکیم ممتاز حسین نواب حیدر آباد کے شاہی طبیب تھے ان کی اولاد حیدر آباد (دکن) آباد ہے۔ (بحوالہ قلمی نسب نامہ مولوی سید حسین مفتی)۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد دیوان سید صابر علی مورث محلہ بازار نانوتہ

آپ کی نسل نانوتہ۔ قنوج۔ بڈولی۔ پرنیاں۔ مہاسمند (دکن) حیدر آباد (دکن)، دوہاکہ لاہور۔ موضع مُبٹہ۔ جھنگ، چکوال بھکر خیر پور میرس۔ بھٹری میرداد۔

دیوان سید صابر علی بن مخدوم سید مصطفیٰ علی اللہ مقامہٗ مقرب شاہی و جاگیردار، آپ نہایت خوبصورت اور دلیر تھے اپنے چچا سید مرتضیٰ کی ہمنوائی میں رہ کر شجاعت کا کمال حاصل کیا۔ آپ کے والد ماجد سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ کے درباریوں اور مقربان میں سے تھے۔ حکیم ابو الفتح گیلانی و شیخ ابو الفضل فیضی کے علاوہ بیرم خان کو بھی ان کے والد سے عقیدت تھی۔ اس کے علاوہ سادات بارہہ اور سادات نانوتہ کے بزرگوں کے نسبی و ازدواجی رشتوں کی بناء پر دوستانہ تعلقات تھے جیسا کہ ہم پہلے دیوان سید قطب الدین کے سوانح حیات میں ذکر کر چکے ہیں کہ سلاطین اسلام کے اراکین سلطنت میں زیادہ تر سادات شیوخ۔ مغل، پٹھان نظام حکومت کے آئین کے تحت ممتاز عہدوں پر فائز ہوتے تھے۔ چنانچہ سلطان جہانگیر کے آخر زمانہ میں نواب سید مظفر خان معروف ابو المظفر سپہ سالار ہفت ہزاری منصبدار شاہجہاں بادشاہ کے نامور و معتبر سپہ سالار تھے۔ سادات بارہہ اور دیگر مقامات کے سادات ذمہ دار عہدوں پر فائز ہوتے تھے۔ نظام حکومت کے آئین اور بزرگان سادات کے اثر رسوخ کی بناء پر دونوں برادران دیوان سید صابر علی ترمذی و دیوان سید قطب الدین ترمذی فوجی افسری

کے عہدوں پر فائز تھے۔ دکھنی معرکوں میں آصف خان کی شکست اور شیخ معین ایلچی کی قید ہونے کی بنا پر شاہجہاں بادشاہ نے نواب سید مظفر خاں سپہ سالار و مہابت خان صوبیدار لاہور کو لشکر کثیر دے کر ملک دکن کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ان معرکوں میں دیوان سید صابر علی و دیوان سید قطب الدین ترمذی اور دیگر سرداران شاہی نے کار نمایاں انجام دیئے۔ اس کارکردگی میں آپ کو بادشاہ نے صوبہ بہار کا دیوان (وزیر مال) مقرر کیا۔ اس عہدہ کو سنبھالنے کے بعد آپ نے اپنے برادر خورد سید نصیر الدین ترمذی فوجدار برہان کو اپنا سکریٹری بنالیا۔ آپ کی تین ازواج سے تین پسر دو دختران پیدا ہوئیں۔ زوجہ اولیٰ سیدہ مجیباً النساء بی بی دختر امان علی ولد سید کرم علی ترمذی سیانوی کے بطن سے یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ (۱) سید علی اکبر منصبدار (۲) دختر کنیز فاطمہ زوجہ سید عاقل حسین ولد سید امیر علی ترمذی سیانوی اور زوجہ ثانیہ رفعت آرا بیگم معروف بی مجلی دختر سید محمود ولد سید علی ولد نیاز حسین کاظمی لکھنوی کے بطن سے یک پسر (۳) سید منظر علی عرف کالہ اور زوجہ ثالثہ اطیبی معروف بی بنیہ دختر نواب مرزا ناصر بیگ ولد نواب مرزا راحت علی بیگ دہلوی مقرب محمد عادل بادشاہ بیجاپور کے بطن سے یک پسر یک دختر (۴) سید طاہر عرف اجمیری (۵) دختر رضیہ بیگم عرف راجن۔ بی بی زوجہ سید مظفر علی منصبدار ترمذی ولد دیوان سید قطب الدین مذکور بن مخدوم سید مصطفٰے اعلی اللہ مقامہٗ

(۱) سید علی اکبر منصدار آپ اپنے والد ماجد کی عین حیات میں ہی شاہی فوج کی افسری پر مامور تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کے چچازاد بھائی سید مظفر علی اور یہ دونوں دکھنی معرکوں میں برابر کے شریک رہے سادات کا گروپ قریب قریب دکھنی معرکوں میں ساتھ ساتھ رہے۔ اور اپنی جدی شجاعت و جانبازی کی وجہ سے بہت سے معرکوں کو سر کیا۔ ان میں خاص طور پر قلعہ اوندچھ وغیرہ کی فتحیابی بھی شامل ہے۔ ان کی زوجہ سیدہ آمنہ بی بی دختر سید نصیر الدین میر منشی بن مخدوم سید مصطفٰے اعلی اللہ مقامہٗ کے بطن سے یک پسر سید مصطفٰے ان کے صلب سے یک پسر سید امیر اللہ ان کے صلب سے دو فرزند پیدا ہوئے (۱) سید مصطفٰے (۲) سید مرتضیٰ بحوالہ قلمی مولوی سید نجف علی مذکور و نسب قلمی سید نور علی ولد سید حفیظ اللہ ترمذی نانوتوی

(۱) سید مصطفٰے کے صلب سے یک پسر سید مقتدا علی ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید مرتضیٰ (۲) سید پیر علی و دختر سیدہ مہر النساء زوجہ مولوی سید نجف علی مجتہد عرف شاہ نجفی محلہ چھتہ (۲) سید پیر علی کے صلب سے صرف یک دختر ہاشمی بیگم زوجہ سید حسین علی بن سید نور علی بن سید حفیظ اللہ مذکور۔

(۱) سید مرتضٰے کے صلب سے یک پسر سید مجتبیٰ ان کے صلب سے دو پسر سید قلندر علی و صفدر علی ان کے صلب سے یک پسر سید غلام رضا ان کے صلب سے سید وارث علی ان کے صلب سے دو پسر فضل علی و اسد علی ان کے صلب سے تین پسر سید صابر علی و سید تفضل حسین و حسین علی عرف چھنو ان کے صلب سے چار دختران موتی بیگم زوجہ سید احمد حسن ساکن تھانہ بھون و سلمہ و بیگم و رقیہ۔

سید تفضل حسین کے صلب سے یک پسر سید روشن علی دو دختران فیاضاً زوجہ مولوی سید عابد حسین سبزواری و جعفری و زبیدالنساء زوجہ سید محمد علی نمبردار، بعد وفات محمد علی شوہر ثانی بندو کے صلب اور زبیدالنساء کے بطن سے یک پسر یاور حسین اور یاور حسین

مولوی سید محمد سبطین ولد سید ظہور حسین ترمذی
خیرپلور میرس صفحہ ۴۱۴

سید زوار حسین ولد شبیر حسین ترمذی خیرپور میرس
صفحہ ۴۰۷

کے صلب سے دو پسر دادر حسین و اعجاز حسین معروف سوندھا و دختر جعفری بیگم زوجہ سردار حسین ولد کرار حسین محلہ چھتہ سید روشن علی کے صلب سے صرف یک دختر بندی زوجہ سید ظفر احمد ترمذی ساکن موضع نین پور۔

سید صابر علی کی زوجہ ہاجرہ بیگم دختر مولوی سید دلدار علی کے بطن سے یک دختر محمدی بیگم زوجہ لیاقت حسین ولد فضل حسین ترمذی ساکن چلکانہ سید فضل علی ولد سید وارث علی کے صلب سے دو پسر سید عطا حسین لاولد و سید علی حسین و دختر پیاری بیگم زوجہ سید انور علی تھانوی اور سید علی حسین کے صلب سے دو پسر سید ظہور حسین و حافظ سید نیاز حسین سوز خوان۔

حافظ سید نیاز حسین کے صلب سے صرف یک دختر سیدہ بیگم زوجہ سید یعقوب علی محلہ چھتہ۔

سید ظہور حسین کے صلب سے دو پسر سید اختر حسین و سید سجاد حسین سوز خواں لاولد و دختران نوشائی و ممتاز النساء عرف تاجی زوجہ سید عیوض علی ترمذی ساکن موضع نین پور۔

سید اختر حسین نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر نانوتہ سے قصبہ چکوال ضلع جہلم سکونت اختیار کی ان کی زوجہ راضیہ بیگم دختر سید حاجی حسن متولی ولد سید احسن علی محلہ چھتہ کے بطن سے دو پسر ناصر حسین و باقر حسین اور سید قلندر علی ولد سید مجتبیٰ کے صلب سے یک پسر سید حیدر علی ان کے صلب سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید نیاز علی و سید نثار حسین و سید فدا حسین و دختر وجیہی بیگم زوجہ سید عباس علی ساکن نین پور۔ سید نیاز علی کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد حسن و سید محمد حسین و دختر گمانی بیگم۔ سید محمد حسن کے صلب سے یک پسر سید محمود حسین و دختران دہومن زوجہ سید آل حسن ولد سید محمد محلہ چھتہ و انوری بیگم زوجہ حاجی سید قدرت علی عرف پیرو ولد سید ریاض حسین ترمذی محلہ کوٹ۔ سید محمود حسین کی زوجہ رحمت الٰہی دختر سید مظہر علی کے بطن سے پانچ پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید واحد حسین و سید زاہد حسین و سید حامد حسین و سید عابد حسین و سید شاہد حسین و دختر زاہدہ بیگم عرف بدہو زوجہ سید مبارک علی عرف سکھن ولد حاجی سید قدرت علی عرف پیرو محلہ کوٹ سید واحد حسین کی زوجہ رئیسہ بیگم دختر سید ناظر علی نقوی کے بطن سے تین پسر چار دختران پیدا ہوئیں۔ سید امجد علی و سید وصی الحسن و سید شاہد حسین و دختران حمیدہ بانو زوجہ سید نصیر حسین ولد سید امیر حسین محلہ کوٹ و فہمیدہ بانو زوجہ سید انیس حیدر ولد ظل حسین محلہ چھتہ و سنجیدہ بیگم و کنیز پنجتن۔

سید امجد علی کی زوجہ مبارکی بیگم دختر سید ابن حسن ولد سید ناظر حسین نقوی کے بطن سے ہنوز یک پسر سید فیروز حید سید زاہد حسین کی زوجہ مرتضائی بیگم دختر سید ریاض حسین ولد نادر حسین محلہ کوٹ کے بطن سے چار پسر و یک دختر سید جعفر حسین و سید باقر حسین و سید صفدر حسین و سید محمد یحییٰ و مستجاب بیگم۔

سید حامد حسین کی زوجہ عابدہ بیگم دختر منشی سید ضمیر حسین ولد سید صغیر حسین محلہ چھتہ کے بطن سے دو پسر یک دختر پیدا ہوئی۔ سید محمد ہاشم و سید محمد زمان و دختر حسنین بانو اور سید عابد حسین کی زوجہ بدہو ولد مرزا زوار حسین سکنہ لکھنوٹی کے بطن سے ہنوز یک پسر سید قمر حسین و دختر بنت زہرا اور سید شاہد کی زوجہ عقیلہ خاتون دختر سید ظل حسن ولد سید آل حسن محلہ چھتہ کے بطن سے ہنوز دو پسر سید محمد رضا و سید محسن رضا و دختر نرجس بانو۔

سید محمد حسین ولد سید نیاز علی کے صلب سے یک پسر سید شبیر حسین ان کے صلب سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی. سید زوار حسین و سید ریاست حسین و سید اعجاز حسین و دختر ریشہ بیگم زوجہ سید محمد امیر ولد منشی سید محمد ذکریا محلہ پیرزادگان اور سید زوار حسین مدفون خیرپور میرس کی زوجہ اختری بیگم دختر سید علی حسین سبزواری کے بطن سے سات فرزند اور دو دختران پیدا ہوئیں سید حیدر عباس و سید قیصر عباس و سید علی عباس و سید ناصر عباس و سید محمد و سید علمدار حسین و سید عزادار حسین و دختران انیس فاطمہ و عباسیہ بیگم زوجہ سید واحد حسین ولد سید شمس الحسن محلہ سبزواری. سید حیدر عباس کی زوجہ سکینہ دختر وقار حسین سہارنپوری کے بطن سے چار پسر* تین دختران سید شبیر حسین و سید اظہر عباس و سید اقتدار حسین و سید جاوید اختر و دختران سرتاج فاطمہ و معراج فاطمہ و غزالہ بی بی سید علی عباس کی زوجہ معزز فاطمہ دختر سید عنایت حسین ولد لیاقت حسین چلکانوی کے بطن سے یک پسر سید محمد امیر کاظم و دختران معراج فاطمہ و محمود فاطمہ اور سید ناصر عباس کی زوجہ زاہدہ بیگم دختر سید شمس الحسن سبزواری کے بطن سے دو دختر عظمیٰ بی بی و حسینی بیگم سید محمد کی زوجہ شاہجہان عرف منی دختر سید شجاع حسین محلہ پیرزادگان کے بطن سے یک پسر سید نذر عباس.

سید ریاست حسین کی زوجہ اولیٰ سروری بیگم دختر حیدر حسن سکنہ لکھنوتی کے بطن سے یک دختر مسعودہ بیگم زوجہ محمد حمید پسر سید امیر حسن اور زوجہ ثانیہ ذکیہ بیگم دختر ریاض الحسن نقوی کے بطن سے پانچ پسر سید محمد زکی و محمد تقی و مرتضیٰ حسین و مجتبیٰ حسین و غضنفر علی دختران نسیم و شمیم و نجمہ و منیز فاطمہ سید اعجاز حسین نے نانوتہ سے چکوال سکونت اختیار کی. ان کی زوجہ عابدہ بیگم دختر ریاض الحسن نقوی کے بطن سے پانچ پسر ڈاکٹر سید سراج الحسن ایم. بی. بی. ایس ایم. ڈی و سید ارشاد حسین بی. اے ایل ایل بی سول جج جھنگ و اظہار حسین بی. ایس. سی و مبارک حسین و دلاور حسین و دختران امیر فاطمہ و عزیز فاطمہ و صغیر فاطمہ اور سید نثار حسین ولد سید حیدر حسن کے صلب سے یک پسر سید ابرار حسین و دختر اللہ رکھی سید ابرار حسین نے بسلسلۂ ملازمت مقام پرنیاں (بنگال) بود و باش اختیار کی. اب ان کی اولاد مقام پرنیاں (بنگال) آباد ہے.

سید فدا حسین ولد سید حیدر حسن کے صلب سے یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی. سید علی حسین و دختر زینب سید علی حسین کے صلب سے یک پسر منشی سید مظہر علی و دختران اکبری بیگم زوجہ سید ہادی حسن و شیریں بیگم زوجہ جعفر حسین منشی سید مظہر علی کے صلب سے یک پسر سید مقبول حسین و دختر کاظمی بیگم زوجہ سید مشیر حسین ولد منشی سید تجمل حسین محلہ چھتہ.

سید مقبول حسین نے فسادات ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے دو پسر سید زائر حسین مدفون لیہ و سید ارشاد حسین عرف چھادی و دختر مبارکی زوجہ ظہیر عالم ولد اعجاز حسین زیدی جھنجھانوی اور زوجہ ثانیہ ہاشمی بیگم دختر سید صابر علی چلکانوی کے بطن سے یک پسر سید محمد محسن و دختر منصورہ زوجہ سید ساجد حسین کاظمی فریدپوری اور سید محمد محسن.

سید زائر حسین کی زوجہ نذیر فاطمہ ذاکرہ سرکار سید الشہدا دختر سید زوار حسین نقوی محلہ چھتہ کے بطن سے دو پسر سید اختر رضا شہزاد رضا و دختران نرجس بانو زوجہ سید محمد جعفر عرف بابو ولد سید مظہر حسین زیدی منصورپوری و عزاداری دربانہ و حسن فاطمہ سید ارشاد حسین نے خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی. ان کی زوجہ بشیر فاطمہ دختر سید مظاہر حسین سہارنپوری کے بطن سے ہنوز دو پسر سید

---

* سید محمد اکرام و محمد اعظم و محمد عالم و محمد جعفر اور سید قیصر عباس کی زوجہ صفدری بیگم دختر انور حسین کے بطن سے چار پسر د

مسعود عباس عرف محمد اختر و سید مسرور عباس عرف شمیم اختر و دختر انجم زہرہ۔

(۱) سید مرتضیٰ بن سید امیر اللہ کے صلب سے یک پسر سید علی ہادی ان کا پسر سید غلام مہدی ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے
(۱) سید بہادر علی (۲) سید علی رضا (۳) سید ضامن علی (۴) سید غالب علی عرف زرہ پوش (۵) سید غلام رضا ان کے صرف دختری اولاد تھی (۱) سید بہادر علی
کے صلب سے چار پسر سید کرامت علی لاولد و سید امانت علی و سید حسین بخش و سید صادق علی انہوں نے بسلسلہ ملازمت
وسسرال قنوج سکونت اختیار کی ان کی اولاد وہیں آباد ہے اور سید حسین بخش کے صلب سے دو پسر سید محمد شاہ و سید احمد شاہ نے
کسی کاروباری سلسلہ میں مضافات روڑی سکھر (سندھ) بود و باش اختیار کی نہ معلوم ان کا سلسلہ نسب باقی ہے یا نہیں۔

سید امانت علی کے صلب سے دو پسر سید امیر علی لاولد و سید امداد علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد علی و سید سخاوت علی
ہر دو لاولد و سید نذر علی و دختر بی بی حکیما اور سید نذر علی کے صلب سے یک پسر سید منظہر علی و دختران ذکیہ بیگم عرف جگو زوجہ سید
نذر حسین ٹھیکہ دار و رقیہ بیگم زوجہ سید محمد حسین سید منظہر علی کے صلب سے یک دختر سیدہ رحمت الٰہی زوجہ سید محمود حسن ولد محمد حسن۔
(۲) سید علی رضا کے صلب سے یک پسر سید موسیٰ ان کا پسر سید ذوالفقار علی ان کی دختر رقیہ بیگم زوجہ سید نور علی نساب بن سید
حفیظ اللہ بن سید فیض اللہ مذکور (۳) سید ضامن علی کے صلب سے یک پسر سید ثابت علی عرف پنچا لاولد و دختران وکریم فاطمہ و زیب النساء
(۴) سید غالب علی عرف زرہ پوش۔ آپ نہایت فربہ جسم اور قوی ہیکل تھے۔ اوائل عمر سے تیر اندازی اور شمشیر زنی کا شوق تھا۔
نصیر الدین محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں علی محمد خان روہیلہ حاکم سرہند کے نائب تھے۔ اس اثناء میں احمد شاہ درانی کی فتوحات کی
شہرت عام ہوتی جاتی تھی ہندوستان میں اس کا اقتدار دن بدن بڑھتا جاتا بالخصوص پنجاب میں نہ صرف رعایا بلکہ بڑے بڑے مہاراجہ
روساء اور حکامِ وقت نے احمد شاہ درانی کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ بادشاہ دہلی کو جب یہ خبر پہنچی تو بادشاہ نے اپنے فرزند
احمد شاہ کی سرکردگی میں ایک لشکر سرہند کی طرف روانہ کیا جب فوج شاہی نواح سرہند پہنچی تو نواب قمر الدین
خاں وزیر نے اپنے اہل وعیال اور سامان کو قلعہ سرہند میں چھوڑا۔ مقام بالوپور جو سرہند سے تقریباً چھ
میل کے فاصلہ پر ہے۔ درانی اور شاہی فوج میں مڈھ بھیڑ ہوئی۔ اس دوران میں علی محمد خان روہیلہ حاکم
سرہند درانی فوج کی ہیبت سے مرعوب ہو کر اپنے وطن بسولی معہ اہل و عیال بھاگ گیا۔ حاکم
سرہند کے بھاگ جانے سے قلعہ اور شہر کے لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا۔ آپ نے فوراً اپنی ذہانت
اور تدبر سے قلعہ اور شہر کی بدنظمی پر قابو پایا دوسرے سرداران نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔ ان ایام میں قلعہ
اور شہر میں زرہ زیب تن کئے ہوئے اندرون و بیرون قلعہ لوگوں کو تسلی دلاسہ دلاتے تھے اس کارنمایاں اور دلیرانہ ہمت
سے شہزادہ احمد شاہ کے علاوہ خود احمد شاہ درانی خوش ہوا اور سرہند کے نائب قلعہ دار مقرر
ہوئے۔ (بحوالہ نسب نامہ قلمی مولوی سید نوازش علی ولد حسین علی ترمذی نانوتوی)

آپ کے صلب سے یک پسر سید علی رضا آپ نے والد ماجد کی شجاعت سے احمد شاہ درانی بہت خوش ہوا تھا

اس لئے سید غالب علی کے ایما سے ان کو اپنی فوج کا سردار لشکر مقرر کیا دہلی اور متھرا کے معرکوں میں نمایاں کام کیا۔ اس صلہ میں خلعت فاخرہ اور زر و جواہر عطا ہوئے۔ احمد شاہ درانی کی واپسی پر وطن واپس آئے۔ اور زر و جواہر ساتھ لائے ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے سید صابر علی و سید مہدی حسن ان کی دختر کنیز بیگم زوجہ سید مظہر حسین اور سید صابر علی کے صلب سے یک پسر سید غالب علی ان کے صلب سے تین پسر سید ابن حسن و سید نیر حسین و سید داور حسین و دختران بادشاہی بیگم زوجہ بابو سید محمد فصیح محلہ محل و دہنو زوجہ سید زمرد حسین محلہ چھتہ و اختری بیگم زوجہ ذوالفقار حسین تھانوی۔

(۳) سید منظر علی عرف کالے نائب قلعہ دار بیدر۔ ان کی مادر گرامی رفعت آرا بیگم معروف بی مجلی نہایت نیک صالح عابدہ زاہدہ ومتقی پرہیزگار تھیں روزانہ نماز شب غسل لے کر ادا فرماتی تھیں اسی لئے آب کثیر کی ضرورت رہتی تھی۔ ہر وقت پانی کا کافی ذخیرہ موجود رہتا تھا۔ ایک دن پانی ختم ہو گیا خادمہ نے سقہ کو تاکیداً کہا کہ وہ جلد از جلد پانی مہیا کرے۔ سقہ نے تمسخرانہ لہجہ میں کہہ دیا کہ اگر بیگم صاحبہ کو ہر وقت کثیر پانی کی ضرورت رہتی ہے تو وہ ایک کنواں تعمیر کرا لیں۔ اس اطلاع سے بی مجلی کو جلال آ گیا۔ اور کہا کہ ابھی ابھی کنواں تعمیر کرایا جائے۔ چنانچہ تعمیل ہوئی جس وقت تک کنویں کی کھدائی سے پانی برآمد نہیں ہوا۔ نماز تیمم سے ادا کی جب اپنے کنویں کا کھدائی سے پانی برآمد ہوا تب پانی استعمال کیا اب وہ کنواں بی مجلی کے نام سے موسوم ہے سید منظر علی نے ایسی عابدہ زاہدہ خوددار کی آغوش میں پرورش پائی۔ ان کے والد ماجد کو بھی اس صاحبزادہ سے زیادہ اُنس تھا اس لئے ان کی تعلیم و تربیت اپنی نگہداشت میں کی۔ عالم شباب میں خاص طور پر فنون سپہ گری میں کامل ہو گئے تو پدر بزرگوار نے ان کو مغلیہ نظام حکومت کے قانون کے مطابق شاہی فوج کی سرداری کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ جس وقت اورنگ زیب نے قلعہ گولکنڈہ سے قلعہ بیدر کا رُخ کیا تو بادشاہ نے اُن کو اور دوسرے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی فوجیں لے کر قلعہ کالیانی کا محاصرہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے کلیانی پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس دوران میں معمولی معمولی چھڑپیں ہوتی رہیں۔ اسی اثنا میں اورنگ زیب قلعہ بیدر فتح کر کے مزید فوجی کمک لے کر یہاں پہنچا۔ کلیانی کا میدان جنگ فوجوں سے بھر گیا۔ طرفین میں شدید جنگ ہوئی بالآخر قلعہ کلیانی فتح ہو گیا۔ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ نے بہادر اور وفادار سرداران مقرب خان۔ تہور خان۔ سید منظر علی و شیخ عزیز الدین وغیرہ کو منتخب کر کے ایک جرار لشکر سنبھاجی باغی کی سرکوبی اور قلعہ پنہالہ کی فتح کے لئے بھیجا سنبھاجی موضع راہبری تعلقہ کھیلنا سے مقام سنگمیر پہنچا۔ سرداران مذکور نے نہایت جوانمردی سے سنبھاجی کا تعاقب کیا۔ اور سنگمیر کے مقام پر خونریز جنگ ہوئی۔ سنبھاجی زخمی ہو کر بھاگنا چاہتا تھا۔ کہ تہور خان و سید منظر علی نے اپنے فوجی دستوں کو چاروں طرف پھیلا کر باغی مذکور کو گھیرے میں لے کر دونوں سردار سنبھاجی پر ٹوٹ پڑے۔ ایک گھنٹہ مقابلہ کے بعد سنبھاجی کو دونوں بہادروں نے گرفتار کر کے اورنگ زیب کے سامنے پیش کر دیا بادشاہ نے سنبھاجی باغی کو قلعہ بہادر گڑھ میں قید کر دیا۔ اور ان معرکوں کے کارناموں میں سرداران متعلقہ کو درجہ بدرجہ ممتاز عہدوں اور خلعت فاخرہ سے

سرفراز کیا سید منظر علی کو قلعہ بیدر کا نائب قلعہ دار اور تین دیہات بطور مدد معاش عطا ہوئے۔ ان کی زوجہ خدیجۃ النسا
دختر سید علی رضا بن سید محمد رضا بن سید نصیر الدین مورث محلہ کوٹلہ کے بطن سے ایک پسر سید صفدر علی پیدا ہوئے۔
(بحوالہ قلمی نسب نامہ مولوی سید نوازش علی ولد حسین علی ولد سید حفیظ اللہ ترمذی سید صفدر علی کے صلب سے ایک پسر
سید پیر علی ان کا پسر سید راز علی ان کا پسر سید خدمت علی ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید باقر علی لاولد
(۲) سید منظہر علی عرف سید ندا (۳) سید غلام علی (۴) سید حیدر علی جاگیر دار (۵) سید خادم علی ان کے صرف ایک دختر سیدہ بیگم
لاولد (۲) سید منظہر علی عرف سید ندا ان کے صلب سے ایک پسر سید مرتضیٰ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید مجتبیٰ عرف
میر مسیتا (۲) سید غلام علی ان کا پسر سید پیر علی ان کا پسر سید بہادر علی عرف بدہو ان کے صلب سے تین پسر سید نذیر حسین
ٹھیکہ دار و سید بشیر حسین و سید حسین علی ان کے صرف دختران البنیٰ و کلثوم سید بشیر حسین کی زوجہ اولیٰ سے ایک پسر سید محمد تقی
لاولد اور زوجہ ثانیہ کے بطن سے ایک پسر سید ضمیر حسین اس نے اپنی ننہال مہاسمند ضلع رائے پور (دکن) بود و باش
اختیار کی اس کی اولاد وہیں آباد ہے سید نذیر حسین ٹھیکہ دار کے صلب سے ایک پسر سید آل محمد و دختر رئیسہ بیگم زوجہ ڈاکٹر سید محمد حسنین اور آل محمد کا پسر سید حسن مختار و دختر رئیسہ بیگم
زوجہ ڈاکٹر محمد حسنین ولد ڈاکٹر مہربان علی سید مجتبیٰ عرف میر مسیتا کے صلب سے ایک پسر سید صابر علی نمبردار و دختران
محمدی بیگم زوجہ سید صادق حسین کاظمی سہارنپوری و میدی بیگم زوجہ ملا سید نجف علی محدث نواں محلہ چھتہ و تیسری دختر
غلام امام سکنہ جلال آباد کو منسوب ہوئی۔ سید صابر علی نمبردار کے صلب سے ایک پسر سید محمد حنیف نمبردار و دختران سیدہ بیگم
زوجہ سید مصطفےٰ ولد شاکر علی محلہ چھتہ و ام سلمیٰ زوجہ مولوی سید منظہر حسین کاظمی و سہارنپوری۔

سید محمد حنیف نمبردار ولد سید واجد علی کی زوجہ خورشید بانو دختر سید حاجی حسن بن غلام علی سکنہ جلال آباد ضلع مظفر نگر
کے بطن سے دو پسر سید محمد حمید و ذوالفقار حسین و دختر بتول زہرہ زوجہ سید علی حیدر ولد مولوی سید منظہر حسین کاظمی سہارنپوری
اور سید محمد حمید نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر جھنگ صدر سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ شہربانو دختر بابو سید
اشفاق حسین ولد سید جواد الحسن ترمذی نانوتوی کے بطن سے دو پسر سید حسن محمد اسٹنٹ انجنیئر، سید حسین محمد و دختران
امیر فاطمہ زوجہ مظہر علی ولد شیر علی سکنہ مظفر نگر و دختر زیب النساء اور سید ذوالفقار حسین کے صلب سے تین دختران نسرین زہرا و پروین زہرا و حسین زہرا۔

(۳) سید غلام علی بن سید خدمت علی کے صلب سے دو پسر (۱) سید امام علی (۲) سید رحم علی انہوں نے بسلسلہ ملازمت
خاص شہر ڈھاکہ (بنگال) سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد وہیں آباد ہے۔

(۱) سید امام علی کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے۔

(۱) منشی سید قنبر علی و دلاور علی و سید مسیتا و سید سردار علی و سید علی حسین یہ دونوں برادران نے بسلسلہ کاروبار
شہر حیدر آباد (دکن) سکونت اختیار کی۔ ان دونوں کی اولاد وہیں آباد ہے۔ اور سید مسیتا کا ایک پسر سید تصدق علی ان کا
پسر محمد علی ان کے صلب سے صرف ایک دختر کلثوم بی بی زوجہ سید محمد تقی ولد سر سید محمد شفیع پونڈری اور سید دلاور علی

---

* کے صلب سے ایک پسر سید واجد علی و دختر مسیتی بیگم زوجہ شاکر علی ولد سید غلام ہوا ہو اجا جہتہ ا۔ ۔ ۔ ۱۰ ۔ ۔ ۔ ۱۲ کے صلب سے ایک پسر سید محمد حنیف نمبردار

کے صلب سے دو پسر سید غلام علی و سید اللہ دیا پہلوان و دختر حبیب النسا زوجہ سید فدا حسین اور سید غلام علی کے صلب سے چار پسر سید ولایت حسین و نیاز حسین لاولد و سید جعفر علی و سید بندو و دختر جعفری بیگم اور سید بندو کا پسر سید آل حسن لاولد و دختر جمیلہ اور جعفر علی کے صلب سے دو پسر سید پسر سید حسن عباس و سید علی عباس و دو دختران

(۱) منشی سید قنبر علی کے صلب سے دو پسر منشی سید محمد زکی و سید محمد تقی ان کے صلب سے تین دختران بنیادی بیگم زوجہ سید فیاض حسین ولد سید غلام عباس محلہ چھتہ و محمودہ بیگم زوجہ سید کرار حسین ولد سید فضل حسین و اعجاز فاطمہ زوجہ سید مصطفیٰ ولد سید محمد زکی منشی سید محمد زکی کی دو ازدواج سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ زوجہ اولیٰ کے بطن سے منشی سید شاکر علی و سید ناظر حسین اور زوجہ ثانیہ کے بطن سے حاجی ماسٹر سید مرتضیٰ حسین سوز خواں و سید مصطفیٰ حسین و سید مجتبیٰ حسین

منشی سید شاکر علی کے صلب سے یک پسر سید محمد احمد و دختران کنیز عباس زوجہ سید یاور حسین ولد نواب حسین و نوشاہی بیگم زوجہ مقبول حسین سید محمد احمد نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ ٹڑی میرٹھ سکونت اختیار کی ان کی زوجہ گوہر فاطمہ دختر حمید حسین نین پوری کے بطن سے ہنوز چھ پسر سید محمد حیدر و رئیس حیدر و نواب حیدر و محمد زکی و منور علی و سید محمد مہدی و دختر ارمان فاطمہ سید ناظر حسین کے صلب سے دو پسر سید مقبول حسین و کربلائے حسین و دختر اعجاز فاطمہ اور سید مقبول حسین نے شہر لاہور سکونت اختیار کی۔ اس کے صلب سے ہنوز دو پسر دلاور علی و تہور علی، عبادت علی، حاجی ماسٹر سید مرتضیٰ حسین سوز خواں ادیب فاضل زود فہم اور بہترین ظریف ہیں۔ ان کے صلب سے ہنوز چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی سید نواب شبر و سید نواب قنبر و نواب انور و نواب منور دختر سرتاج بیگم زوجہ سید اختر حسین محلہ چھتہ سید نواب شبر کے صلب سے ہنوز دو پسر سید احمد زکی و سید حسین زکی اور سید نواب قنبر نے قصبہ بھکر سکونت اختیار کی ان کی زوجہ بتول فاطمہ دختر سید محسن علی زیدی ساکنہ بڈولی ضلع مظفر نگر کے بطن سے ہنوز دو پسر سید علی زکی و سید عابد زکی و دختر قدسیہ بیگم اور سید نواب انور کے صلب سے ہنوز یک پسر سید حسین زکی

(۲) سید حیدر علی جاگیر دار ولد سید خدمت علی یہ بزرگ نصیر الدین محمد شاہ بادشاہ کے وزیر نواب قمر الدین خان کے اعمال میں سے تھے، جس وقت احمد شاہ درّانی اور شاہی فوج کا مقابلہ سرہند کے قریب ہوا تو یہ اس وقت شہزادہ احمد شاہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گئے تھے۔ اس صلہ میں ان کے فرزند سید محسن علی کو معقول جاگیر عطا ہوئی۔ اور یہ جاگیر حیدر علی کے نام پر عطا ہوئی تھی۔ ان کے صلب سے یک پسر پیر سید محسن علی جاگیر دار۔ یہ بزرگ عامل و فاضل اور عارف کاملین سے تھے، علم جفر میں یکتائے زمانہ تھے، شب و روز ریاضتوں میں مشغول رہتے تھے۔ دولت کدہ پر عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ ان صفات کے علاوہ شہسوار اور شجاع بھی تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مغلیہ حکمران کمزور ہو چکے تھے، اور نظم و نسق درہم برہم ہو چکا تھا۔ اس وقت دکھنی مرہٹوں نے شہر دہلی کا محاصرہ کر کے عوام پر مظالم ڈھانے شروع کئے یہ خبر احمد شاہ درانی کو ملی اس نے نواب نجیب الدولہ و فیض اللہ خان روہیلہ کی سرکردگی میں دکھنی مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کی۔ مضافات پانی پت طرفین میں خونریز جنگ

ہوئی احمد شاہ درانی کے نامور سردار مارے گئے بادشاہ متفکر ہوا اور اس نے بزرگان سادات کی جستجو کی۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پیر سید محسن علی کے ایک جدی عزیز سید غالب علی زرہ پوش نے سرہند کے مقام پر جو کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس کارنامہ سے احمد شاہ درانی بہت خوش ہوا تھا۔ ان کے لڑکے سید علی رضا کو اسی فوج میں سرداری کے عہدہ پر مامور کیا تھا۔ تو وہ یعنی سید علی رضا اس مہم میں شریک تھے۔ انہوں نے احمد شاہ درانی سے سید محسن علی کی بزرگی اور روحانی کمالات کی تعریف کی بالآخر پیر سید محسن علی کو احمد شاہ نے طلب کیا اور ان سے اور دیگر سادات سرداران سے کہا کہ آپ حضرات اولادِ رسول ہیں۔ اس وقت اسلام پر کٹھن وقت پڑا ہے آپ دعا کریں کیونکہ اس وقت دریا جمنا طغیانی پر ہے اس کا پار کرنا نہایت ضروری چنانچہ احمد شاہ نے خود اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اور اس پر کچھ کلمات پڑھ کر دریا میں ڈالتے ہوئے پیر سید محسن علی اور دوسرے بزرگوں سے کہا۔ کہ آپ بھی کچھ تدبیر نکالئے۔ تاکہ ہم سب دریا پار ہو سکیں چنانچہ پیر سید محسن علی نے آیہ قرآنی تلاوت فرما کر اپنا گھوڑا دریا جمنا میں ڈال دیا۔ اور کہا کہ تمام فوج ہمارے پیچھے چلی آئے احمد شاہ درانی نے بے دھڑک تمام فوج کو حکم دیا۔ کہ تمام لشکر معہ سامان واسلحہ جات دریا میں داخل ہو جائیں۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی احمد شاہ درانی نے* معہ تمام سامان واسلحہ جات باآسانی دریا عبور کر لیا۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچ کر کفار مرہٹوں سے شدید جنگ ہوئی احمد شاہ درانی فتح یاب ہوا۔ اور تمام سرداران کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خاص کر آپ کو بیش بہا زروجواہرات عطا کئے لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ یہ غربا و مساکین اور قومی کاموں میں صرف کیا جائے مجھے ان زروجواہرات کی ضرورت نہیں۔ احمد شاہ درانی اس دریا دلی سے آپ کا اور معتقد ہو گیا۔ پیر سید محسن علی جاگیردار لاولد فوت ہوئے اور آبادی نانوتہ کی غربی جانب اپنے قطعہ اراضی میں دفن ہوئے۔ آج تک یہ جگہ پیر محسن کے نام سے موسوم ہے اس مقام پر آپ کے بعض اعزا کی قبور ہیں (بحوالہ قلمی نسب نامہ مولوی سید نوازش علی وسید حسین علی ولد حفیظ اللہ ترمذی نانوتوی۔

(۴) سید طاہر بخطاب اجمیری عامل بھرت پور۔ ان کی زوجہ جعفری بیگم دختر سید نعمت حسین ولد سید محمود ولد سید احمد جعفری پھر سر کے بطن سے یک پسر سید حیدر علی ان کے صلب سے یک پسر سید محمد طاہر ان کے صلب سے یک پسر سید مقتدا علی عامل سارن۔ جس زمانہ میں فرخ سیر و جہاندار شاہ کے درمیان حصول تخت دہلی کے لئے مقام کھجوا جنگ ہوئی تو اس جنگ کی فتح یابی اور فرخ سیر کو تختِ دہلی دلانا سادات بارہہ کے نامور وفادار شجاع سید حسین علی خان ناظم بہار وسید عبداللہ خان صوبہ دار الٰہ آباد کے سر سہرا ہے جنہوں نے نہایت شجاعت اور حوصلہ مندی سے فرخ سیر کی امداد کی اس جنگ میں سادات بارہہ و نانوتہ و دیگر مقامات کے نوجوانوں نے لہو پسینہ ایک کر دیا۔ ان میں جراءت مندانہ کارنامے اور جانبازی کے جوہر دکھلانے والے سادات نانوتہ کے بہادر سید غضنفر علی و محمد علی و سید مقتدا علی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ اس فتح یابی کے صلہ میں سید مقتدا علی مذکور عامل سارن مقرر ہوئے۔ ان کی زوجہ شہر بانو دختر سید علی ولد جلال الدین

* خود دیکھا کہ دریا میں طغیانی کے باوجود دریا کا پانی گھوڑوں وغیرہ کے زین تک نہیں پہنچا غرض تمام لشکر درانی نے

ولد سید سیف الدین نقوی امروہوی کے بطن سے یک پسر سید مرتضیٰ ان کا پسر سید محمد علی ان کے صلب سے یک پسر سید دلاور علی ان کی زوجہ بی بی نیازن دختر سعادت علی ولد سید اولاد علی ولد سید نور عیاں ترمذی سکنہ پونڈری کے بطن سے دو پسر سید بہادر علی و روشن علی و دختران فضل بی بی و پیاری بیگم اور روشن علی کی زوجہ بی بی جگیما دختر سید محمد تقی ولد سید محمد شفیع ترمذی سکنہ پونڈری تھی ان کے خسر نہایت نیک صالح بزرگ اور عابد و زاہد تھے ان کی جائیداد نکوڑ ضلع سہارنپور میں ہونے کی وجہ سے نکوڑ آباد تھے۔ گاہ بگاہ نانوتہ بھی آتے رہتے تھے۔ اس جائیداد کے سلسلہ کی وجہ سے سید روشن علی نکوڑ آباد ہوگئے۔ ان کے خسر سید محمد تقی نانوتہ فوت ہوئے۔ اور مقبرہ داوا میرانجی کے احاطہ میں دفن ہیں۔ (نسب نامہ قلمی مولوی نوازش علی مذکور سید بہادر علی ولد سید دلاور علی کے صلب سے دو پسر سید ضامن علی و سید ولی محمد و یک دختر منبیا بیگم زوجہ سید فیض الحسن اور سید ضامن علی کے صلب سے چار فرزند متولد ہوئے۔ سید محمد علی و صادق علی و سید علی و سید اصغر علی ان کے صلب سے تین پسر سید معصوم علی و سید جعفر علی و ذاکر علی و دختر کبری بیگم زوجہ سید امیر حسین ولد سید محمد علی اور سید معصوم علی کے صلب سے یک پسر سید حسین علی انہوں نے بسلسلہ تولیت مزار پیر سید عاقل شاہ کی مقام بھٹہ ضلع گجرات بود و باش اختیار کی۔ ان کی صلب سے یک دختر حسین باندی زوجہ سید عاشق حسین ولد سید خادم حسین ولد سید عابد حسین کی محلہ محل نانوتہ۔

سید جعفر علی ان کا پسر سید نیاز علی و یک دختر رقیہ بیگم زوجہ سید حسین علی مذکور اور سید نیاز علی و ذاکر علی مذکور لاولد اور سید علی مذکور کے صلب سے یک دختر کنیز بیگم زوجہ سید ذاکر علی مذکور اور سید صادق علی انہوں نے بھی بسلسلہ تولیت مزار پیر سید عاقل شاہ مقام بھٹہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک دختر بانی بیگم زوجہ معصوم علی مذکور سید محمد علی کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید لیاقت حسین (۲) سید امیر حسین (۳) منشی سید رحمن

(۱) سید لیاقت حسین کے صلب سے تین پسر سید تجمل حسین و سید حنیف و سید بضاعت حسین و دختران امرائی بیگم زوجہ سید مقبول حسین ترمذی گنگوہی و مرتضائی بیگم زوجہ سید علی احمد محلہ چھتہ محمودہ بیگم زوجہ مظاہر حسین سہارنپوری سید تجمل حسین نے بھی بھٹہ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید سلطان حسین و دختر خوشنود فاطمہ زوجہ علی عباس اور سید محمد حنیف نے خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید شفاعت حسین عرف چھوٹن و سید جعفر عباس عرف اسد میاں و سید محمد انیس و دختران شہر بانو زوجہ سلطان حسین ولد سید تجمل حسین و امیمہ خاتون

(۲) سید امیر حسین کے صلب سے یک پسر سید نواب حسین و دختر جلائی بیگم زوجہ سید نذیر حسین ولد سید مشتاق حسین سید نواب حسین کے صلب سے تین پسر سید مبارک حسین و سید یاور حسین و سید سرور حسین و دختران نیاز خاتون زوجہ سید ارتضیٰ حسین نقوی ولد منشی سید جعفر حسین ضلع دار مہر محلہ چھتہ و نثار خاتون زوجہ سید محمد حمید نین پوری سید مبارک حسین نے لاہور بود و باش اختیار کی۔ ان کے صلب سے یک پسر سید ہدایت حسین و دختر غلام فاطمہ زوجہ سید اخلاق حسین سکنہ بھٹہ سید یاور حسین نے قصبہ ٹھیری میرواہ ضلع خیرپور بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ کنیز عباس دختر منشی سید

شاکر علی ولد سید محمد زکی کے بطن سے تین پسر سید محمد ضامن علی و سید امیر حیدر و ظہیر حیدر و دختران تہنیت فاطمہ زوجہ سید منصور حسین چلکانوی و نیاز فاطمہ و قربان فاطمہ و عزاداری۔

سید ضامن علی کے صلب سے ہنوز تین پسر سید علی رضا و سید حسن رضا و سید شاہد رضا و دختر حیدری بیگم سید مہر و حسین ولد سید نواب حسین کی زوجہ کنیز فاطمہ دختر سید زمرد حسین ولد سید حاجی حسن متولی محلہ چھتہ کے بطن سے یک پسر سید ابراہیم حسین و دختران شاہجہاں عرف احسان الٰہی زوجہ اسرار حسین کیرانوی و نسیم فاطمہ و شہر بانو و شہنشاہی بیگم۔

(۳) منشی سید ظہور حسین کی زوجہ اولی کنیز فاطمہ دختر سید ضامن علی ولد سید وزیر علی سہارنپوری کے بطن سے یک دختر راضیہ خاتون زوجہ مولوی حکیم سید غلام حسین صاحب ہیڈ مولوی ولد مولوی سید ناظر حسین محلہ چھتہ اور زوجہ ثانیہ معصومہ خاتون عرف چھومی دختر ڈاکٹر سید مہربان علی ولد سید وزیر علی سہارنپوری کے بطن سے دو پسر منشی سید محمد ظفر احمد عرف چھدن و مولوی سید محمد سبطین۔ دختران شفیقہ خاتون عرف چھبو زوجہ سید افتخار حسین ولد سید نیاز حسین سبزواری محلہ سبزواریاں و صدیقہ خاتون عرف ججن زوجہ منشی سید اعجاز حسین ولد سید علی احمد محلہ چھتہ و توقیر فاطمہ زوجہ سید ارشاد حسین ولد سید علی احمد محلہ چھتہ منشی سید محمد ظفر احمد عرف چھدن تحت اللفظ خواں و شاعر اہلبیت ہیں اور ایس ایس ریلوے دہلی شاہدرہ لوکوشیڈ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ کے بطن سے دو پسر سید کلب عباس عرف عباس میاں اور سید تلمیذ احسن عرف کبن میاں و دختران شاہجہاں بیگم زوجہ سید علی انصر بن سید نائر حسین رئیس چلکانوی و ممتاز جہاں بیگم زوجہ سید محمد عباس ولد سید آل محمد سکنہ گوٹلی ضلع بجنور مولوی سید محمد سبطین تخلص اثر۔ آپ فاضل علوم مشرقیہ اور مبلغ اسلام ہیں شاعر اہلبیت بھی ہیں سیاسی اعتبار سے بھی سیاستدانوں میں بلند مقام حاصل ہے نہایت زود فہم اور دانش مند ہونے کی وجہ سے عوام اور ممتاز شہریوں کی نظر میں معزز و محترم ہیں اسی سبب سے حکام ضلع و عوام کی طرف سے شہر کے امور متنازعہ میں عموماً حکم کی حیثیت سے منتخب ہوتے ہیں ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر نانوتہ سے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی۔

سید ولی محمد ولد سید بہادر علی کے صلب سے یک پسر سید آفتاب علی و دختران منتہا بیگم زوجہ سید فیض الحسن اور سید آفتابا زوجہ حکیم سید لطافت حسین ولد مولوی سید باقر علی محلہ چھتہ اور سید آفتاب علی نے قصبہ بڈولی ضلع مظفر نگر بود و باش اختیار کی۔

ولی محمد

آفتاب علی	آفتابا	منتہا

شجرہ نسب اولاد سید نصیر الدین مورث سادات حسینی الترمذی محلہ کوٹ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور

سید نصیر الدین میر منشی (سیکرٹری)، دکنی معرکوں میں شاہی فوج کی افسری پر مامور تھے بعدہٗ دیوان صابر علی کے میر منشی (سیکرٹری)

کے عہدہ پر مامور ہوئے آپ کی زوجہ نجیب النساء دختر سید مرتضیٰ بن سید عمر علی بن سید جہانگیر بن سید مسعود زیدی الواسطی کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی (۱) سید وجیہ الدین فرزند اکبر (۲) سید محمد رضا (۳) سید محمد ہادی (۴) دختر آمنہ بی بی زوجہ سید علی اکبر منصبدار ولد دیوان سید صابر علی۔

(۱) سید وجیہ الدین فرزند اکبر۔ فربہ جسم اور دلیر ہونے کی وجہ سے تیغ زنی کا شوق تھا عالم شباب میں اپنے چچا دیوان سید صابر علی کے توسل اور نظام حکومت مغلیہ کی وجہ سے شاہی فوج کی افسری پر مامور ہو کر معرکہ دکن میں نبرد آزما ہوئے۔ جس وقت صوبہ دار خان جہاں لودی بادشاہ دہلی کا باغی ہوا تو اس کی سرکوبی کے لئے شاہی فوج تعاقب میں روانہ ہوئی٭ اس معرکہ میں شہید ہوئے نواح دھولپور دفن کئے گئے۔ ان کے صلب سے یک پسر سید علی یزدان ان کے صلب سے دو پسر سید عاقل شاہ و سید غلام شاہ ان کے صلب سے یک دختر رقیہ بیگم زوجہ سید حفیظ اللہ بن فیض اللہ ترمذی اور سید عاقل شاہ کے صلب سے یک پسر سید علی عامل بیانہ (راجپوتانہ) ان کی شادی سید جمال الدین ولد سید اکبر علی جعفری سکنہ بھرپور (بھرتپور) کی دختر کلثوم بی بی سے ہوئی انہوں نے بھرپور (بھرتپور) سکونت اختیار کی۔ اولاد وہیں آباد ہے۔

(۲) سید محمد رضا کے صلب سے دو پسر (۱) سید علی رضا (۲) سید عباس رضا ان کے صلب سے یک پسر سید محمد طاہر یہ بزرگ سید عبداللہ خان زیدی بارہوی صوبہ دار الہ آباد کے مقرب تھے۔ جب فرخ سیر دہلی کے تخت پر متمکن ہوا تو اس سلسلہ میں آپ اجمیر کے عامل مقرر ہوئے اور اجمیر میں سید برہان الدین تاراگڑھ کی دختر سے شادی ہوئی۔ بالآخر اجمیر میں سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد اجمیر میں ہے۔

(۱) سید علی رضا کے صلب سے یک پسر سید موسیٰ دختر بی بی خدیجہ زوجہ سید منظر علی والد دیوان سید صابر علی سید موسیٰ ان کے صلب سے چھ پسر پیدا ہوئے۔ سید ایزد بخش۔ سید بیدار بخش و سید علی رضا و حسن علی ہر چہار پسر لاولد سید حسن رضا و سید ذوالفقار علی ان کے صلب سے دو پسر① سید علی حسین و شیر علی ہر دو پسر لاولد۔ سید جمال علی کے صلب سے چار پسر سید ضامن علی و سید زین علی ہر دو لاولد و سید احمد علی و حاجی امام علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد امین و ذوالفقار علی ہر دو لاولد (نسب نامہ قلمی سید حسین علی ولد نوازش علی ولد سید محمد علی ترمذی محلہ کوٹ سید احمد علی بن سید جمال علی کے صلب سے یک پسر سید محبوب علی ان کے صلب سے یک پسر منشی سید منور علی دو دختر خدیجہ بیگم زوجہ سید منصب علی ولد سید ہدایت علی اور منشی سید منور علی سوز خواں کے صلب سے تین پسر سید محمد عباس و منشی سید محمد الیاس سوز خواں و سید شمس الحسن و دختران مرتضائی بیگم زوجہ سید غالب علی محلہ بازار و مصطفائی بیگم زوجہ جواد الحسن عرف چھبو سید محمد عباس کی زوجہ بنیادی بیگم دختر سید منصب علی کے بطن سے یک پسر سید مقبول حسین لاولد و دختران امرائی بیگم زوجہ زوار حسین چرمین و بادشاہی بیگم بعد وفات امرائی بیگم سید زوار حسین سے منسوب ہوئی و انیسہ بیگم زوجہ سید اشفاق حسین سرور ولد جواد الحسن منشی سید محمد الیاس سوز خواں نے فسادات ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ محمودہ دختر مولوی سید ناظر علی تھانوی کے بطن سے تین پسر سید امیر عباس و سید ظہیر عباس و اصغر عباس عرف نوشاہ و دختران رئیسہ بیگم زوجہ منور علی کیرانوی و شمیم بانو زوجہ ظہیر عالم سید امیر عباس کی ایک دختر ام ہانیہ سید شمس الحسن سوز خواں نے میرپور محلہ لقمان بود و باش اختیار کی۔ ان کی زوجہ اول مصطفائی بیگم دختر سید محمد اعلیٰ نمین پوری کے بطن سے سید ولی حیدر و سید وصی حیدر سوز خوان اور زوجہ

٭ اس فوج میں آپ بھی شریک تھے بکنارے چمبل ندی نواح دھولپور شاہی فوج اور باغی مذکور میں معرکہ آرائی ہوئی۔

① سید جمال علی و سید علی اصغر ان کے صلب سے دو پسر سید یار علی لاولد و سید روشن علی ان کے صلب سے دو پسر

سید مظفر عباس ولد ساجد حسین ترمذی
خیرپور میرس صفحہ ۴۱۶

سید ظفر عباس ولد ساجد حسین ترمذی
خیرپور میرس صفحہ ۴۱۶

سید وصی حیدر ولد شمس الحسن ترمذی خیرپور میرس صفحہ ۱۱۵

ثانیہ اولادی بیگم دختر سید حیدر حسن محلہ چھپتہ کے بطن سے یک پسر سید نایاب حسین* کے صلب سے ہنوز پانچ پسر محمد حیدر۔ امیر حیدر و ذیشان حیدر و شمیم حیدر۔ و خورشید حیدر و دختر شہناز بانو سید حسن رضا ولد سید موسیٰ کے صلب سے دو پسر سید نثار علی و سید محسن علی ان کے صلب سے دو پسر سید کرامت علی و سید بشارت علی ان کے صلب سے چار پسر حیدر علی و محسن علی و کبیر علی و امانت علی ہر چہار پسر لاولد و سید کرامت علی کے صلب سے دو پسر سید احمد علی و سید باقر علی ان کا پسر بخشش علی عرف بنچا و دختر مجیداً زوجہ یعقوب علی اور سید بخشش علی عرف سید بنچا کے صلب سے یک پسر سید احسن علی ان کی دختر ننھو۔ زوجہ سید نثار علی اور احمد علی کا پسر سید صادق علی ان کا پسر مندا لاولد

سید نثار علی ولد سید حسن رضا کے صلب سے دو پسر سید قلندر علی لاولد و سید قدرت علی ان کے صلب سے دو پسر سید ہدایت علی و سید نیاز علی و نسب نامہ قلمی سید حسین علی ولد سید نوازش علی ولد محمد علی ترمذی محلہ کوٹ

سید ہدایت علی کے صلب سے دو پسر سید فیاض علی و سید منصب علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد ابراہیم و سید محمد عسکری و منشی سید حامد حسین و دختران میتی بیگم زوجہ سید جواد الحسن و بنیادی بیگم زوجہ سید محمد عباس۔ سید محمد ابراہیم کی زوجہ اولی حیدری بیگم دختر سید عنایت حسین ولد سید سردار علی محلہ چھپتہ کے بطن سے یک پسر منشی سید ساجد حسین و زوجہ ثانیہ کے بطن سے دو دختران ساجدہ بیگم زوجہ منشی سید افضال حسین سوز خواں و اعجاز بانو زوجہ منشی سید علمدار حسین محلہ چھپتہ منشی سید ساجد حسین کی زوجہ اکبری بیگم دختر پیر سید حسین علی محلہ پیرزادگان کے بطن سے چار پسر سید مواحد حسین عرف بھولو مدفون خیرپور میرس محلہ لقمان و سید علی عباس و سید ظفر عباس و سید مظفر عباس و دختران نفیسہ خاتون زوجہ وصی حیدر و بانو لاولد ماسوائے سید علی عباس کے ہرسہ برادران متذکرہ نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر نانوتہ سے خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی۔ سید مواحد حسین عرف بھولو کے صلب سے یک پسر سید جعفر عباس و دختران شمیم بانو عرف چھمو و ثریا بیگم زوجہ ز خار حسین سکنہ شکارپور سید ظفر عباس کی زوجہ رفیق فاطمہ دختر منشی سید حسن سب انسپکٹر سہارنپوری کے بطن سے ہنوز چار پسر سید غضنفر عباس و سید قاسم رضا و سید عابد رضا و سید آصف رضا و دختران تبسم فاطمہ و انجم فاطمہ۔ دو پسر سید ندیم رضا سید مظفر عباس کی زوجہ حسین بانو دختر سید شجاع حسین ولد سید یعقوب علی محلہ پیرزادگان کے بطن سے ہنوز پانچ پسر سید اظہر عباس و سید حسن رضا و سید شہزاد رضا و سید کمال ناصر و سید جمال ناصر و دختران عظیم فاطمہ عرف بی بی و مسرت فاطمہ و عشرت فاطمہ سید علی عباس ولد سید ساجد حسین کے صلب سے ہنوز تین پسر سید ہاشم رضا و سید قیصر عباس و سید محمد عباس و دختران مہر النساء و نصرت فاطمہ اور سید محمد عسکری کے صلب سے یک پسر ماسٹر داور حسین و دختر کوثری بیگم ماسٹر داور حسین نے شیخوپورہ بعدہ گرکھا مہاراجہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر مشکور حسین۔

منشی سید حامد حسین کے صلب سے چار پسر منشی سید بخشش حسین و حیدر عباس و اختر عباس نابینا و سید محمد و دختران عباسی و صابرہ وزیب النساء اور سید بخشش حسین کے صلب سے ہنوز دو پسر سید محمد صفدر و غضنفر عباس و دختران معراج فاطمہ و قیصر و نور جہاں و شہاب فاطمہ سید محمد نے ساہیوال (منٹگمری) بود و باش اختیار کی۔ اس کی زوجہ قمر سلطان دختر سید محمد زکی زیدی سکنہ بڈولی کے بطن سے ہنوز چار پسر سید حسن رضا و حسین رضا و معصوم رضا و عزادار رضا و دختران منور جہاں و کوثر جہاں و نجمہ۔

* دو دختران حسین بانو زوجہ امیر عباس مذکور و نیاز بانو زوجہ محمد دبیر ولد محمد سعید سکنہ تسہ و شمشاد بانو زوجہ غلام عباس سکنہ اعظم گڑھ اور سید نایاب حسین

منشی سید حامد حسین بن سید منصب علی

- زوجہ ثانیہ
  - منشی سید بخش حسین
    - سید محمد صفدر
    - سید غضنفر عباس
    - معراج فاطمہ زوجہ سید بنا عرف جعفر عباس بن سید اختر حسین ولد فیاض حسین محلہ چھتہ
    - نورجہاں بیگم
    - قیصر جہاں
    - سندری جہاں
- زوجہ ثالثہ مسماۃ شہربانو دختر ڈاکٹر مہربان علی
  - حیدر عباس
  - عباسیہ بیگم زوجہ سید خورشید حسن بن سید ضمیر حسین زیدی
  - اختر عباس کراچی
  - سید محمد زوجہ قمر سلطان بنت سید محمد زکی سکنہ بڈولی کے بطن سے
    - سید حسن محمد
    - سید حسین محمد
    - منور جہاں
    - کوثر سلطان
    - نجمہ سلطان
    - یاسمین زہرہ
    - شمع پروین
- وصی النساء زوجہ محمد تقی جلال آباد
  - زیب النساء زوجہ امیر حیدر
  - صابرہ بیگم زوجہ سید شبیر حسین ولد سید زوار حسین چرتھاول

سید فیاض علی ولد سید ہدایت علی کے صلب سے چار پسر سید رونق علی و رضا حسین ہر دو لا ولد و حکیم سید زوار حسین عرف اللہ رکھا و سید جواد الحسن و دختران جلائی بیگم زوجہ سید نواب حسین محلہ بازار و رحمانی بیگم زوجہ سید دلبر حسین ولد سید عنایت حسین محلہ چھتہ دکھی زوجہ سید محمد عسکری ولد سید منصب علی مذکور۔

حکیم سید زوار حسین عرف اللہ رکھا حاذق طبیب ذی علم موثر حدیث خواں اور زود فہم بزرگ تھے آپ کے صلب سے چھ پسر سید ابرار حسین لاولد و کرار حسین و بشارت حسین عرف کلو و سید حسن و شفاعت حسین و ابوالحسن و دختران چھوٹی زوجہ منشی سید حسین علی سوز خواں و بھوری زوجہ سید نذیر حسین ولد سید جواد الحسن و فضہ و حسینی۔

سید کرار حسین کے صلب سے دو پسر سید طالب حسین و مہربان علی ہر دو لاولد۔ سید حسن کے صلب سے ہنوز دو پسر سید باقر حسین و سید جعفر حسین اور سید شفاعت حسین کا ہنوز یک پسر سید شجاعت حسین۔

سید جواد الحسن کی زوجہ سیتی بیگم دختر سید منصب علی کے بطن سے دو پسر سید نذیر حسین و امیر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید محمد حمید عرف بارو و سید علی حسین و سید محمد نصیر و دختران خوشحال فاطمہ زوجہ غلام عباس سکنہ گنگرو ضلع مظفر نگر۔ سید محمد حمید عرف بارو نے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ مسعودہ بیگم دختر سید ریاست حسین ولد شبیر حسین کے بطن سے دو پسر سید مسعود رضا و حسن رضا اور سید نذیر حسین کے صلب سے یک دختر فیض بتول عرف بوندی زوجہ شفاعت حسین مذکور سید نیاز علی ولد سید قدرت علی کے صلب سے چار پسر سید نادر علی و سید راحت علی و سید انور علی و سید منور علی و دختران مجازاً زوجہ سید رضا حسین و

فیاضا عرف بھاجی زوجہ سید اکبر علی ولد سید تفضل حسین عرف کلو۔ سید نادر علی کے صلب سے یک پسر سید ریاض حسین و دختران عسکری عرف اچھو زوجہ سید محمد حسن محلہ بازار و ریاض فاطمہ عرف راجو زوجہ سید غالب حسین محلہ بازار اور سید ریاض حسین کے صلب سے یک پسر حاجی سید قدرت علی عرف پیرو و دختر بوری بیگم زوجہ سید ظفریاب حسین اور سید حاجی قدرت علی عرف پیرو کے صلب سے دو پسر سید صادق علی و سید مبارک علی عرف چھمن ان کے صلب سے ہنوز دو پسر سید کاظم حسین و سید ناظم حسین و دختران نورجہاں بیگم زوجہ سید شبیر حسین ولد سید مشیر حسین محلہ چھتہ و ممتاز و نایاب۔

سید راحت علی کے صلب سے دو پسر سید مبارک حسین عرف بدہو و سید یوسف علی عرف کالہ و دختر نیازا عرف نذیر زوجہ سید حاجی حسین متولی امام باڑہ چھومہ محلہ چھتہ سید مبارک حسین و سید یوسف علی ان دونوں برادران نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر سکونت اختیار کی۔ سید مبارک حسین عرف بدہو کے صلب سے یک دختر سرداری بیگم عرف مولائی زوجہ سید سردار حسین ولد سید نثار حسین اور سید یوسف علی عرف کالہ مدفون بھکر کی زوجہ جمیلہ خاتون دختر حافظ سید انور علی نابینا نین پوری کے بطن سے تین دختران شکیلہ خاتون زوجہ اسد علی گنگوہی و کیلہ خاتون زوجہ سید محسن علی ولد منشی سید مظہر علی زیدی منصور پوری و سرفراز بانو زوجہ سید حامد حسین ولد آل حسن محلہ پیرزادگان سید انور علی کے صلب سے تین پسر سید نثار حسین و ارشاد حسین عرف چھادہ و ذوالفقار حسین عرف ممہ و دختران عنایتی بیگم زوجہ سید مبارک حسین عرف بدہو مذکور و ولایتی بیگم زوجہ سید منظور حسین محلہ چھتہ اور سید نثار حسین کے صلب سے سات پسر سید سردار حسین و سالار حسین و ذیشان حسین و عرفان حسین و ضرغام حسین و رضوان حسین و سید محمد امیر، سید سالار حسین نے خیرپور میرس محلہ لقمان بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ مصطفائی بیگم دختر سید واجد علی کیرانوی کے بطن سے دو پسر سید علی میاں و حسین میاں و دختران نجمہ بیگم و کنیز زہرہ و ثریا خاتون و نرجس خاتون سید منور علی کے صلب سے یک پسر سید امان علی ان کا ہنوز یک پسر سید عزیز الحسن۔

سید انور علی کی زوجہ رفیقہ سمین دختر سید اصغر علی

- ذوالفقار حسین عرف ممہ
- ارشاد حسین عرف چھادہ کی زوجہ رفیقہ بیگم بنت اصغر علی محلہ کوٹ
  - اعظم حسین
  - اقبال حسین
  - سید مرتضیٰ حسین
  - زواری بیگم
  - وفاداری بیگم
- سید نثار حسین کی زوجہ کاظمی بیگم دختر سید ریاض الحسن کے بطن سے
  - سید سردار حسین کی زوجہ سرداری بیگم دختر مبارک حسین عرف بدہو کے بطن سے
  - سالار حسین
  - عرفان حسین کی زوجہ خوشنود فاطمہ دختر سید حسن عباس مذکور
  - ذیشان حسین کی زوجہ زواری بیگم دختر ارشاد حسین
  - رضوان حسین
  - ظہور فاطمہ زوجہ سید نصیر الحسن ولد حسن عباس عرف حسنو محلہ محل
  - ضرغام حسین کی زوجہ صابرہ بیگم دختر حاجی حسن عرف ننھیا ولد سید آل حسن
  - محمد امیر
  - ریاض فاطمہ

سید سردار حسین

سید علی اطہر | صداقت علی | فیروز حیدر | نوروز فاطمہ | شمشاد فاطمہ

(۳) سید محمد ہادی ان کے صلب سے یک پسر سید علی ہادی ان کے صلب سے تین پسر متولد ہوئے۔ (۱) سید ناصر علی لاولد (۲) سید مہدی حسن (۳) سید نظام الدین ان کا پسر سید حسام الدین لاولد۔

(۲) سید مہدی حسن کے صلب سے تین پسر (۱) سید جیون علی لاولد (۲) سید نصیر الدین (۳) سید محمد علی (۲) سید نصیر الدین کے صلب سے یک پسر سید مشرف حسین ان کے صلب سے یک پسر سید علی بخش ان کے صلب سے دو پسر سید کریم بخش و سید محمد بخش ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے سید محمد حسن و سید یعقوب علی ہر دو لاولد و سید ممتاز حسین عرف سید میتا ان کے صلب سے یک پسر قاری سید مہدی حسن و دختران پنچی و آتشل قاری سید مہدی حسن کے صلب سے چار پسر سید ظہور حسین و سید ہادی حسن ہر دو لاولد و قاری سید حاجی حسن و حافظ سید حیدر رضا و دختر لاڈلی بیگم زوجہ منشی سید ریاض الدین نین پوری۔

قاری سید حاجی حسن کے صلب سے چار پسر سید مظاہر حسین و سید زاہد حسین سوزخوان و سید ظہیر عالم عرف چھادہ و سید افتخار حسین و دختران خدیجہ بیگم زوجہ سید زوار حسین ولد منشی سید ریاض الدین نین پوری و مہتو ڈاکٹر سید طاہر حسین پھلکانوی۔ سید مظاہر حسین کے صلب سے یک پسر سید ضیاء الحسن ان کا ہنوز یک پسر سید محمد عالم۔ اور منشی سید زاہد حسین سوز خواں کے صلب سے یک دختر شاہدہ بیگم زوجہ سید ضیاء الحسن ولد سید مظاہر حسین مذکور سید ظہیر عالم عرف چھادہ نے خیر پور محلہ لقمان سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ شمیم بانو دختر منشی سید محمد الیاس کے بطن سے ہنوز دو پسر سید سعید عالم و نظیر عالم و دختر ریئس حیدر زوجہ سید حمید حسین تقوی بہادر پور دالور اسٹیٹ) سید افتخار حسین ولد قاری سید حاجی حسن نے بھی خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ حسینی بیگم دختر سید اعجاز حسین زیدی جھنجانوی کے بطن سے ہنوز دو پسر سید محمد آغا و سید محمد مہدی عرف شمیم اختر و دختر خورشید بانو زوجہ سید الطاف حسین ولد سید اقبال حسین سکنہ ہری ضلع مراد آباد۔ اور سید کریم بخش ولد سید علی بخش کے صلب سے یک پسر سید عنائت حسین و دختر میتی بیگم زوجہ ممتاز حسین عرف میتا مذکور سید عنائت حسین کے صلب سے یک پسر سید فدا حسین ان کا پسر سید زوار حسین عرف کالہ و دختران محمدی بیگم زوجہ منور علی مکھیا و رقیہ دوہرا اور سید زوار حسین عرف کالا کے صلب سے صرف یک دختر احسان الہی

سید محمد علی ولد سید مہدی حسن کے صلب سے یک پسر سید نوازش علی ان کے صلب سے تین فرزند متولد ہوئے۔ سید فیض علی لاولد و

مولوی سید ضیاض حسین ولد قاسم علی ترمذی
گڑھ مہاراجہ صفحہ ۴۴۲

مولوی سید طاہر حسین ولد واجد علی ترمذی
قصور صفحہ ۴۴۳

سید امیر کاظم ولد اشفاق حسین ترمذی جہلم صفحہ ۴۴۶

سید حسین علی نساب وسید ہاشم علی ان کا پسر سید قاسم علی ان کی دختر بجو لاولد سید حسین علی نساب کے صلب سے یک پسر سید معصوم علی عرف سید منیتا و دختران مجیداً زوجہ سید اصغر علی وحکیماً زوجہ سید قدرت علی مذکور ومیتی بیگم۔

سید معصوم علی عرف سید میتا کے صلب سے چار پسر وتین دختران پیدا ہوئیں۔ سید مظہر حسین لاولد وسید صفدر علی وسید امام علی وسید واجد علی ودختران بھوری زوجہ سید ابراہیم حسین نین پوری وصغرا بیگم زوجہ سید احمد حسین نین پوری واماّمی بیگم (بحوالہ نسب نامہ سید حسین علی ولد سید نوازش علی مذکور)

سید صفدر علی کے صلب سے یک پسر سید اللہ رکھا ودختر مرتضائی بیگم زوجہ سید محمد اسحاق نین پوری اور سید اللہ رکھا کے صلب سے دو پسر سید انتظار حسین لاولد وسید انصار حسین ودختر میتی بیگم زوجہ منشی سید مظہر حسین زیدی منصور پوری۔ سید امام علی کے صلب سے یک دختر جعفری بیگم زوجہ سید جعفر حسین۔

سید واجد علی کے صلب سے دو پسر منشی سید حسین علی سوز خواں عرف پیرو وسید محمد ولی لاولد ودختر زندی بیگم زوجہ منشی محمد احسن ولد سید تجمل حسین۔

منشی سید حسین علی عرف پیرو سوز خواں کے صلب سے یک پسر سید خورشید حسن ودختران محمودہ بیگم زوجہ سید حسن عباس ولد منشی سید امیر حسین ضلعدار وسبطینی زوجہ سید مرتضیٰ حسین ولد منشی سید محمد احسن مذکور وسید خورشید حسن۔

شجرۂ نسب سادات الحسینی الترمذی اولاد حیدر علی بن مخدوم پیر سید احمد دادا امیر انجی ملقب سید مدفون نانوتہ

ان کی اولاد قصبہ نانوتہ نین پور سید انگوہ سونی پت، پانی پت، محمود آباد، رنگون، کراچی، ملتان، اگرہ مہاراجہ میں آباد ہے۔ سید حیدر علی کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید زین العابدین وجمال محمد ہر دو پسران لاولد (۳) سید لطف علی (۴) سید فاضل علی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید فیض محمد (۲) سید فیض اللہ ان کے صلب سے یک پسر سید حفیظ اللہ ان کی زوجہ رقیہ بیگم دختر سید غلام شاہ بن سید علی یزداں بہ نسل سید نصیر الدین مورث محلہ کوٹ کے بطن سے تین پسر سید مصطفےٰ وحبیب اللہ ہر دو لاولد وسید نور علی ان کے صلب سے دو پسر سید فیض علی لاولد وسید حسین علی ان کی زوجہ ہاشمی بیگم دختر سید پیر علی بن سید مقتدا علی بہ نسل دیوان سید صابر علی کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید حسن علی لاولد (۲) مولوی سید نوازش علی نساب (۳) سید امیر علی (۴) سید امداد علی کے صلب سے چار پسر سید عزت علی وسید کرامت علی ہر دو برادر لاولد وقاری سید امجد علی وسید حشمت علی ان کے صلب سے دو پسر سید محسن لاولد وسید ممتاز حسین دونوں برادر قصبہ نانوتہ آباد ہیں اور سید ممتاز حسین کے صلب سے صرف یک دختر کاظمی بیگم زوجہ سید رضا حسین عرف عیدو ولد حاجی امیر رضی قاری سید امجد علی نہایت عابد وزاہد ومتقی و پرہیزگار تھے آپ مولوی سید امداد حسین ترمذی نانوتوی ولد مولوی سید الطاف علی ولد سید عباس علی ترمذی بہ نسل دیوان سید قطب الدین جو لکھنؤ میں پہلے سے مقیم تھے ان کی وساطت

سے قاری سید امجد علی لکھنؤ سے محمود آباد پہنچے راجہ صاحب محمود آباد نے آپ کے تقدس کی وجہ سے محمود آباد ٹھہرایا۔ لہٰذا آپ نے محمود آباد مستقل رہائش اختیار کی۔ ان کے صلب سے صرف یک دختر محمودہ بیگم پیدا ہوئی۔

(۳) سید امیر علی ولد سید حسین کے صلب سے یک پسر سید پیر علی عرف کوڑا ان کے صلب سے یک پسر سید حسن پہلوان و دختر مقبول زہرا سید حسن پہلوان نے مقام سونی پت سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد وہیں آباد ہے ان کا پسر بندہ

۲۔ مولوی سید نوازش علی نساب ان کے صلب سے تین پسر و دو دختران پیدا ہوئیں سید امانت علی و سید نور علی ہر دو برادر، لاولد حاجی مولوی سید امیر رضی و دختران حسینی بیگم و ام کلثوم۔ اور حاجی مولوی سید امیر رضی نے قصبہ گنگوہ سکونت اختیار کی آپ عالم فاضل اور مقدس بزرگ تھے۔ آپ کے صلب سے دو پسر یک دختر پیدا ہوئی۔ مولوی سید زوار حسین المعروف مولوی سید غفار حسین ممتاز الافاضل و سید رضا حسین عرف عیدو و دختر کنیز فضہ زوجہ منشی سید زاہد حسین سوز خوان ولد قاری سید حاجی حسین محلہ کوٹ

مولوی سید زوار حسین معروف سید غفار حسین ممتاز الافاضل۔ آپ عالم فاضل اور مذہب حقہ کی نشر و اشاعت میں مصروف رہیں مذہب حقہ کی تبلیغ کے سلسلہ میں اکثر کتب تصنیف و تالیف کی ہیں اور انہدام مزارات جنت البقیع کی یادگار میں قصبہ نانوتہ میں روضہ حضرت فاطمہ الزہرہ سلام اللہ کی یاد میں قصر زہرا کی عالیشان عمارت تعمیر کرائی جس میں درس و تدریس کے علاوہ ایام مخصوصہ میں مجالس منعقد ہوتی رہیں، آپ کی زوجہ خدیجہ بیگم دختر مولوی سید ناظر علی تھانوی کے بطن سے دو پسر سید خورشید عباس و سید حیدر عباس انہوں نے شہر کراچی بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ نذیر فاطمہ دختر سید زوار حسین جیٹر مین نانوتوی کے بطن سے ہنوز دو دختران منور زہرہ و خاتون زہرہ

(۱) سید فیض محمد بن سید فاضل علی کے صلب سے یک پسر سید یار محمد ان کے صلب سے تین پسر سید بہادر علی عرف چاندو سید امام الدین ہر دو لاولد و سید بخشش علی انہوں نے نانوتہ سے موضع نین پور سید رہائش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید فیض محمد ان کا پسر میانجی سید محمد حسن ان کا پسر سید حیدر حسن عرف سید ظفر مدفون موضع زین پور ان کے صلب سے دو پسر منشی سید ریاض الدین و سراج الدین ان کے صلب سے تین پسر سید کاظم حسین و الوار حسین و سید ابرار حسین اور منشی سید ریاض الدین کے صلب سے یک پسر سید زوار حسین دو دختر رحم الٰہی عرف بھو بی

(۳) سید لطف علی بن سید حیدر علی انہوں نے پانی پت اپنی سسرال کی بناء پر رہائش اختیار کی۔ اور بیرون شہر جانب جنوب کچھ عایا کے مکانات تعمیر کرا کے امام بارگاہ تعمیر کرایا۔ اور اس محلہ کا نام حیدر پور رکھا۔ اور بسلسلہ مجالس عزا مذہب حقہ کی ترویج کی ان کے صلب سے یک پسر سید کرم علی پیدا ہوا۔ اور ان کے صلب سے یک پسر سید حسن علی ان کے صلب سے تین پسر سید قاسم علی و سید اصغر علی و سید نذیر علی و دختر امتل النساء زوجہ سید پیر علی عرف کوڑا مذکور جس کی اولاد سونی پت میں آباد ہے۔ سید نذیر علی کے صلب سے دو دختران امت الحنان زوجہ شبیر حسین ساکن موضع سارا و آمنہ زوجہ اللہ رکھا موضع ایلم سید اصغر علی کے صلب سے یک پسر و دو دختران پیدا ہوئیں سید اشرف علی و دختر قطبا النساء زوجہ سید احمد حسن ساکن جھجانہ و مریم سید اشرف علی ب سے یک پسر* مولوی سید فیاض حسین و ممتاز حسین و تین دختران کلثوم عرف بندی و ممتازا و فیاضا ان دونوں برادران نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر ملتان سکونت اختیار کی۔

* سید علی انہوں نے بسلسلہ ملازمت رنگون سکونت اختیار کی ان کی اولاد وہیں آباد ہے اور سید قاسم علی کے صلب سے دو پسر

سید ممتاز حسین کے صلب سے یک پسر سید اعجاز حسین و دختران عباسی بیگم زوجہ غلام حسین ساکن رہتک و عابدہ خاتون زوجہ سید محمد بن علی بن مولوی سید فیاض حسین سید اعجاز حسین کے صلب سے ہنوز یک دختر کاظمی بیگم اور مولوی سید فیاض حسین اس وقت گرلس ہائی میں ہیڈمسٹریس ہیں ان کے صلب سے چار پسر و دو دختران پیدا ہوئیں سید محمد آل نبی و سید محمد ابن علی و سید محمد سبط نبی و سید شان نبی دو دختران ارشاد فاطمہ و شمشاد فاطمہ زوجہ سید ظہور حسین ولد سید حسین علی۔

شجرہ نسب سید علی حامد بن سیادت پناہ مخدوم امیر سید احمد عرف دادا امیر انجی مدفون قصبہ نانوتہ سادات حسینی الترمذی موضع نین پور سید ضلع سہارنپور (یوپی)

سید حامد علی، آپ نے اور ان کے برادر خورد سید طہٰ نے حسب ارشاد پدر بزرگوار موضع نین پور سید سکونت اختیار فرمائی۔ ان کی رہائش کے بعد دوسرے خاندان سادات بھی آباد ہو گئے ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید محمد ابراہیم (۲) سید فریدالدین ان کے صلب سے یک پسر سید نوازش علی عرف منگا ان کے پسر سید غیاث الدین عرف گھا ان کے پسر سید امام الدین ان کے پسر سید غلام محمد عرف گامی ان کے صلب سے چار پسر (۱) سید محمد (۲) سید قطب علی (۳) سید شجاعت علی (۴) سید شیر علی ان کے پسر سید امام علی ان کے پسر سید منور علی عرف منگوا ان کے تین پسر سید مدد علی لاولد۔ سید حمزہ علی و سید محفوظ علی ان کے پسر سید حامد علی لاولد و سید حمزہ علی کے تین پسر سید انور علی لاولد و سید جواد علی و سید ممتاز علی ان کے یک پسر سید صادق علی لاولد سید جواد علی کے یک پسر سید واجد علی ان کے دو پسر سید ذاکر حسین و حسن عباس ہر دو برادر شجاع آباد و دختر عباسی زوجہ سید طالب حسین۔

(۳) سید شجاعت علی کے یک پسر سید حمزہ عرف بدھوان کے پسر سید محمد عظیم ان کے پسر سید فیاض حسین عرف بیچا ان کے پسر سید علی حسین ان کے یک پسر سید محمد حسن و دختر بھیکی زوجہ سید ظہور حسن۔

(۲) سید قطب علی کے صلب سے دو پسر سید محسن علی و سید عباد علی عرف عادو ان کے دو پسر سید زبیر علی لاولد و سید پیر علی اُن کے دو پسر سید احمد حسن و سید محمد علی ہر دو لاولد۔ سید محسن علی کے یک پسر سید مصدق حسین عرف میتا ان کے تین پسر سید غلام رضا و منشی غلام سادات و سید قطب علی عرف سیدا و دختر بگی اور سید قطب علی عرف سیدا کے تین دختران دہومن زوجہ سید مہدی حسن و کالی زوجہ سید زوار حسین و چھوڈی زوجہ بشارت حسین سکنہ جلال آباد اور منشی غلام سادات کے یک دختر سید غلام رضا کے صلب سے یک پسر سید مشتاق حسین و دختران پیاری بیگم زوجہ صفدر علی و موتی بیگم زوجہ سید صغیر حسین و فیاضا اور سید مشتاق حسین کے صلب سے چار پسر و یک دختر منشی سید واحد علی و سید نذیر حسین و شاکر علی و سید جعفر علی ہر سہ پسران لاولد و دختر نذیر بیگم زوجہ سید مقبول حسین کاظمی فریدپوری منشی سید واجد علی کے صلب

تین پسر و دو دختران منشی سید طالب حسین و سید عون محمد و مولوی سید طاہر حسین و دختران طاہرہ بیگم زوجہ سید نذر عباس فرید پوری و زاہدہ بیگم زوجہ سید غلام سبطین سکنہ بچوڑی منشی سید طالب حسین کے صلب سے یک پسر سید احمد و دختران ام الحسنین زوجہ سید مظاہر حسین ولد سید فضل حسین و ساجدہ بیگم زوجہ سید مجاہد حسین ولد سید حاجی حسین متولی محلہ چھتہ و خورشید بیگم زوجہ ظل حسن عرف دہمن ولد شفقت حسین سید احمد نے قصبہ قصور بسلسلہ ملازمت سکونت اختیار کی۔

سید احمد ولد سید طالب حسین مذکور کی زوجہ نسیم فاطمہ
دختر سید طاہر حسین ولد سید واجد حسین کے بطن سے

سید صفدر رضا	سید اختر حسین	سید اسد رضا	سید محمد علی	شگفتہ پروین

سید عون محمد نے قصبہ رجوعہ سادات ضلع جھنگ رہائش اختیار کی ان کے صلب سے تین دختران زائرہ بیگم زوجہ سید محمد احمد ولد سید نذر عباس فرید پوری و عابدہ بیگم زوجہ سید تجمل حسین برسی و شاہدہ بیگم مولوی سید طاہر حسین پیشنماز جامع مسجد اثنا عشری قصور ضلع لاہور۔ قصور ہی بود و باش اختیار کی۔ ان کے صلب سے یک پسر سید علی حیدر و دختران نسیم فاطمہ زوجہ سید احمد ولد طالب حسین و فردوس بیگم زوجہ عباس حسین جعفری حیدر آباد (دکن) (۱) سید محمد بن سید غلام محمد عرف گامی ان کے صلب سے یک پسر سید نیاز حسین ان کے دو پسر سید عطا حسین و سید عابد حسین ان کے یک پسر سید حامد حسین لاولد۔

سید عطا حسین نے خاص سہارنپور اپنی سسرال میں سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید احمد حسن ان کے یک پسر فدا حسین ان کے دو پسر سید محمد حسن و سید رونق علی لاولد و دختر جنت النساء۔ سید محمد حسن کے صلب سے چار پسر و دو دختران، سید محمد احسن و جمیع احمد و سید محمود حسن و حامد حسین لاولد و دختران محمودہ خاتون و نیاز خاتون زوجہ سید ابوالحسن سہارنپوری۔

سید محمد احسن کے صلب سے دو پسر چھ دختران، سید جلال حیدر و سید زائر حسین و دختران سیدہ خاتون زوجہ سید مظاہر حسین سہارنپوری و اعجاز بیگم زوجہ سید ناصر علی منگلوری و عباسی بیگم زوجہ سید اعجاز حسین سوزخواں ولد مولوی سید غلام حسین نانوتوی و قریشی بیگم زوجہ سید انور علی سکنہ قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد و سردار بیگم زوجہ سید علی احسن سہارنپوری و شفیقہ خاتون زوجہ سید رضوان حسین سہارنپوری۔

سید جلال حیدر نے راولپنڈی بود و باش اختیار کی۔ ان کے صلب سے دو پسر و چار دختران۔ سید اقبال حیدر و سید تراب حیدر و دختر رباب فاطمہ و ممتاز فاطمہ و تنویر فاطمہ و مختار فاطمہ۔

سید زائر حسین نے بھی شہر راولپنڈی رہائش اختیار کی۔ ان کی زوجہ بنیادی بیگم دختر منشی سید محمد زکریا نانوتوی کے بطن سے یک پسر سید محمد صادق و دختران تنسیر فاطمہ زوجہ ماسٹر سید امیر حیدر عرف ہیرو بی۔ اے نین پوری و قمر فاطمہ۔ سید حسین احمد یک پسر و چار دختران سید احمد علی عرف ججھو دختران جگو زوجہ سید امیر حیدر زیدی سہارنپوری صوبہ دار و نذیر فاطمہ۔

زوجہ ذوالفقار حسین سہارنپوری وکلثن زوجہ سید محمد عسکری سہارنپوری و سیدو زوجہ سید انصار حسین سید محمود حسن بن سید محمد حسن کے صلب سے دو پسر سید علی عباس و سید محمد حمزہ د دختران ظہیر فاطمہ زوجہ اشفاق حسین سہارنپوری و دبیر فاطمہ زوجہ محمد احسن سہارنپوری و شمیم فاطمہ سید علی عباس نے شہر لاہور و سید محمد حمزہ نے مقام سیالکوٹ سکونت اختیار کی ہے!

(۱) سید محمد ابراہیم بن سید علی حامد کے صلب سے یک پسر سید عبدالنبی ان کے پسر سید غلام رضا ان کے پسر سید علی اکبر ان کے پسر سید گل محمد ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید حسن علی (۲) سید نیاز علی (۳) سید غالب علی ان کے دو پسر سید حسن علی لاولد و سید امانت علی کے دو پسر سید محمد نقی لاولد و سید محمد تقی ان کے صلب سے پانچ پسر منشی سید ضمیر حسین تحت اللفظ خواں و سید اشرف علی و سید رضا حسین و سید علی ہر چہار پسران لاولد و سید مہدی حسن ان کے پسر سید ارشاد حسین۔

(۲) سید نیاز علی کے صلب سے یک پسر سید امداد نبی ان کے پسر سید عبدالنبی ان کے پسر سید محمد ولی انہوں نے قصبہ لکھنوتی سکونت اختیار کی۔ ان کے صلب سے دو پسر تین دختران حکیم سید احمد و سید رشید احمد و دختران کنیز بیگم زوجہ سید سراج دین نین پوری و کلثوم عرف چھومن زوجہ کرار حسین نین پوری و نیاز زہرہ زوجہ سید اسرار حسین نین پوری

حکیم سید احمد نے اولاً شاہ پور چاکر (سندھ) بعدہٗ مقام خیر پور میرس محلہ لقمان (سندھ) سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز دو پسر سید فضل عباس و سید بلال حیدر اور سید رشید احمد کے دو پسر سید احمد عباس و سید محمد عباس

(۱) سید حسن علی کے صلب سے دو پسر سید اکبر علی و سید اصغر علی ان کے پسر سید احمد حسن ان کے صلب سے تین پسر سید جمعیت علی و سید طالب حسین و سید حسن عسکری ہر سہ پسران لاولد۔

سید اکبر علی کے صلب سے یک پسر سید حیدر علی عرف ہنچا ان کے صلب سے چار پسر منشی سید شہاب الدین نمبردار و منشی سید انور علی سب انسپکٹر و سید ناظر علی و سید محمد شفیع ان کے صرف یک دختر باکرہ۔

سید ناظر علی کے صلب سے پانچ پسر و یک دختر سید نذر محمد عرف بندو و سید نیاز محمد و طالب حسین و داور حسین سید علی سجاد کا یک پسر شاہد حسین دختر نوشاہی بیگم۔ سید نذر محمد عرف بندو کے تین پسر سید محمد ظفر و سید اعجاز حسین و سید مظفر حسین و دختران اعجاز بانو زوجہ منشی سید صادق حسین سب انسپکٹر و نیاز بانو زوجہ سید محمد حنیف سکنہ شکارپور ضلع بلند شہر۔

سید نیاز محمد کے صلب سے دو پسر تین دختر اقبال حسین و افضال حسین و دختران اصغری بیگم زوجہ سید ظل حسن ولد سید محمد مسیح و عزیزہ بانو و شہر بانو اور سید طالب حسین کے صلب سے ہنوز دو دختران امیر فاطمہ زوجہ سید افضال حسین و نعیم فاطمہ زوجہ سید ماجد حسین!

- سید ناظر علی سکنہ نین پوری
  - سید نذر محمد عرف بندو
    - محمد ظفر
      - مسماۃ بدہو
      - محمد ہاشم
    - اعجاز حسین
      - ارباب فاطمہ
      - سبط حسن
      - ظہیر حسن
      - سراج فاطمہ
    - مظفر حسین
      - انیس حیدر
      - شاہدہ عرف کلو
  - سید نیاز محمد
    - سرتاج بیگم
    - شمیم زہرہ
    - شہر بانو
    - اقبال حسین
    - افضال حسین
    - اصغری بیگم
    - عزیزہ بانو
  - طالب حسین کی زوجہ محمد
    - امیر فاطمہ زوجہ افضال حسین
  - داور حسین
  - علی سجاد

منشی سید انور علی سب انسپکٹر کے صلب سے تین پسر منشی سید محمد اعلیٰ تحت اللفظ خوان و سید حمید احمد و سید سعید احمد و دختر میمونہ خاتون زوجہ سید محمد شفیع سکنہ جلال آباد و سید سعید احمد کے صرف یک دختر فردوسی سید حمید احمد کے یک پسر سید عابد حسین* دو دختر کوثر فاطمہ زوجہ سید محمد احمد ولد منشی سید شاکر علی نانوتوی منشی سید محمد اعلیٰ نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر قصبہ شجاع آباد ضلع ملتان سکونت اختیار کی۔ ان کی تین ازدواج کے بطن سے سات پسر اور تین دختران پیدا ہوئیں۔ زوجہ اولیٰ ہنو دختر منشی سید شہاب الدین کے بطن سے تین پسر و یک دختر، سید یاور حسین و سید اسرار حسین و سید ضیغم حسین و دختر مصطفائی بیگم زوجہ سید شمس الحسن ولد سید منور علی سوز خوان نانوتوی و زوجہ ثانیہ ہاشمی بیگم دختر سید ناظم حسین عرف اللہ دیا کے بطن سے کنیز شبیر زوجہ سید شجاعت حسین ولد ڈاکٹر سید تونگر حسین سکنہ پونڈری و زوجہ ثالثہ رشیدہ خاتون دختر حسن احمد سہارنپوری کے بطن سے چار پسر سید مظہر عباس و سید منظر حسین و سید فرمان رضا و سید قیصر عباس و دختر عرفان بتول زوجہ نذر عباس۔

سید یاور حسین نے مقام نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ سکونت اختیار کی۔ ان کے صلب سے تین پسر و دو دختران سید نذر عباس و سید اظہر عباس و سید حیدر عباس و دختران بلقیس بانو و انیس طلعت سید نذر عباس کے صلب سے ہنوز تین پسر سید خورشید رضا و سید اسد رضا و سید محمد رضا،

سید اسرار حسین نے مقام شاہ پور جا کر ضلع سانگھڑ (سندھ)، بود و باش اختیار کی اور اسی جگہ مدفون ہیں ان کے صلب سے دو پسر سید صفدر عباس و سید محمد سالک ان کے ہنوز یک پسر سید قنبر رضا۔ منشی سید ضیغم حسین نے قصبہ شجاع آباد ضلع ملتان رہائش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز دو پسر و دو دختران۔ سید رحمان رضا عرف منّن و سید سلیمان رضا و دختران شاہجہاں بیگم زوجہ ظفریاب حسین سکنہ موہنہ ضلع گوڑگاؤں و شبہہ خاتون منشی سید شہاب الدین نمبردار کے صلب سے یک پسر سید کرار حسین و چار دختران سکندری زوجہ منشی سید حامد حسین نانوتوی کرم الٰہی زوجہ سید نذر محمد عرف بندو و احسان الٰہی زوجہ منشی ریاض الدین و ہنو زوجہ منشی محمد اعلیٰ منشی سید کرار حسین نمبردار کے صلب سے یک پسر سید جمیل حسین

اور تین دختران نواب بیگم زوجہ سید اعجاز حسین و خورشید بانو زوجہ سید نذر عباس و فضیل بانو اور نواب بیگم نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی رہائش اختیار
کی. سید جمیل حسین کے صلب سے ہنوز چار پسر سید محمد عقیل اختر و سید عدیل اختر و سید نوید اختر و سید سہیل اختر و دختران شاہین و مہ جبین.

شجرہ نسب سیّد طٰہٰ ابن مخدوم امیر سیّد احمد عرف دادا امیر انجی موضع نین پور سیّد

سیّد طٰہٰ، آپ اور ان کے برادر سیّد علی حامد معہ ہمشیرہ وُدُود النساء عرف بی بی سندرانے حسب الرشاد پدر بزرگوار نین پور سیّد تحصیل دیوبند
منتقل سکونت اختیار کی. ان کے والد ماجد نے گزر اوقات کے لئے دو مواضعات عطا کئے ان کی اولاد مقامات موضع نین پور قصبہ نانوتہ
لاہور. خیر پور میرس. جہلم. چک ۲۸۴ ضلع شیخوپورہ میں آباد ہے سید طٰہٰ مذکور کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے. (۱) سید دلاور علی (۲)
سید احمد عرف میران ان کا پسر سید غلام حسین ان کا پسر سیّد حسن ان کا پسر سید احمد عرف میران ان کے صلب سے دو فرزند پیدا ہوئے. (۱)
سیّد نور علی عرف نور شاہ (۲) سیّد مہر علی ان کا پسر سیّد خادم علی ان کا پسر سیّد عالم علی ان کا پسر سیّد کاظم علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد ظفر
لاولد و سیّد جواد الحسن یا جواد حسین عرف چھجو یا جواد حسین و دختران بھوری زوجہ سیّد امجد علی و بیگی زوجہ سیّد ذاکر علی یا جواد حسین سیّد جواد الحسن یا جواد حسین عرف چھجو کی
زوجہ مصطفائی بیگم دختر سید منور علی ولد سیّد محبوب علی محلہ کوٹ نانوتہ کے بطن سے یک پسر سیّد اشفاق حسین عرف بارو مہر و پیرا ہوئیں نے
۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر شہر خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے یک پسر سیّد امیر
کاظم بی. اے و دختر شہر بانو زوجہ سیّد محمد حمید ولد سیّد محمد حنیف نمبر دار محلہ بازار و بلقیس بانو زوجہ سیّد ظہیر عباس ولد منشی سیّد محمد الیاس سوز خواں
اور زوجہ ثانیہ انیسہ بیگم دختر سید محمد عباس ولد سیّد منور علی سوز خواں کے بطن سے تین پسر دو دختران پیدا ہوئیں. سیّد امیر ہاشم و سیّد امیر اعظم
و سیّد محمد باقر عرف مُنّا و دو دختران عشرت فاطمہ و فردوس بانو اور سیّد امیر کاظم نے شہر جہلم بود و باش اختیار کی. ان کے صلب سے
ہنوز تین پسر سیّد ہاشم رضا و سیّد امیر رضا و سیّد مختار رضا و دختران امیر فاطمہ و وقار فاطمہ اور سیّد امیر ہاشم واقعہ ٹھیڑی مابین خیر پور میرس و
سکھر روز عاشورہ نہایت بیدردی سے شہید کیا گیا اور خیر پور میرس کے مشہور گنج شہیدان قبرستان میں دفن ہے.

(۱) سیّد نور علی عرف سیّد نور شاہ کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد فضل علی (۲) سیّد منظور علی ان کے تین پسر سیّد باقر علی و سیّد حشمت علی
و سیّد ذاکر علی کی صرف یک دختر بیگی اور سیّد حشمت علی کے دو دختر مجیداً و کنیز بیگم اور سیّد باقر علی کے تین پسر سیّد محمد مسیح و سیّد جعفر علی
و سیّد محمد یٰسین لاولد اور دختران مجیداً زوجہ سیّد فیض الحسین و حکیماً زوجہ سیّد شاہ محمد و نصیباً زوجہ سیّد عابد علی اور سیّد محمد مسیح کے صلب
سے دو پسر سیّد ابن حسن و سیّد ظل حسن سیّد ابن حسن کی زوجہ رضیہ بیگم دختر سید غلام حسین عرف کوڑا ولد سیّد جعفر حسین نانوتوی محلہ چھتہ کے
بطن سے ہنوز پسر ظہیر الحسن

(۱) سیّد فضل علی مذکور کے صلب سے دو پسر سیّد ضامن علی و سیّد محمد علی ان کے دو پسر سیّد عابد علی و سیّد علی ان کے دو پسر سیّد بدر الحسن
و نیاز حسن عرف کالا ہر دو لاولد و دختر حسینی زوجہ سیّد باقر علی اور سیّد عابد حسین کے یک پسر سیّد ابراہیم لاولد و دختر لاڈلی بیگم عرف لاڈ د

زوجہ سید حاجی حسن سید ضامن علی ولد سید فضل کے یک پسر سید ابو محمد ان کے پسر سید معصوم علی ان کے صلب سے دو پسر سید جعفر علی و سید صادق علی عرف مولہڑ و دختران مجیداً زوجہ سید علی حسین نانوتوی داخل زوجہ سید عزیز علی سکنہ دقانہ سید صادق علی عرف مولہڑ کا یک پسر سید عیوض علی و دختر رحمت الٰہی زوجہ سید شہاب الدین

سید عیوض علی نے قصبہ نانوتہ بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ ممتاز النساء عرف تاجی دختر سید ظہور حسین محلہ بازار کے بطن سے یک پسر سید غیور حسین و دختران طاہرہ خاتون زوجہ منشی* لاولد و سید یعقوب علی و دختر امیر بیگم زوجہ سید مغیر حسن سید یعقوب علی نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر شہر لاہور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر و یک دختر سید خورشید حسن و سید جلال حسین عرف سید جعفر رضا و دختر عزیز بانو زوجہ منشی سید علمدار حسین ولد سید منصب علی نانوتوی محلہ چھتہ سید خورشید حسن کی زوجہ مبارک بیگم دختر سید مصطفےٰ احسن نقوی نانوتوی کے بطن سے دو پسر سید اطہر حسین و سید جاوید علی و دختران کشور سلطانہ و کوثر سلطانہ عرف چندہ

(۱) سید دلاور علی بن سید طٰہٰ کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید وزیر علی (۲) سید کرم علی (۳) سید حیدر علی ان کے صلب سے یک پسر سید حسین علی عرف حسنو و دختران حسنی بیگم زوجہ سید امیر علی و حسینی بیگم زوجہ سید لطف علی اور سید حسین علی عرف حسنو کے صلب سے یک پسر سید غلام عباس لاولد۔

(۲) سید کرم علی کے صلب سے یک پسر سید رضا حسن ان کے صلب سے تین پسر سید محمد تقی و سید ذاکر علی و سید محمد تقی عرف چھبو لاولد و دختر دولت النساء اور سید ذاکر علی کے یک پسر منشی سید صادق علی سب انسپکٹر پولیس ان کی ہنوز دختر نوشابہ بیگم اور سید محمد تقی مختار عدالت مظفر نگر کے صلب سے یک پسر سید محمد عسکری عرف سید شہاب الدین۔

(۱) ان کے صلب سے تین پسر سید حیدر عباس، و سید امیر عباس و سید اصغر عباس۔

(۱) سید وزیر علی کے صلب سے تین پسر سید نظام علی عرف اللہ رکھا و سید خورشید علی و سید فرزند علی، سید نظام علی عرف اللہ رکھا کے صلب سے یک پسر سید منظوم علی ان کے صلب سے دو پسر سید باقی حسین لاولد۔ سید ناظم حسین عرف اللہ دیا ان کے صلب سے تین فرزند و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید علمدار حسین عرف سید طاہر حسین و سید نواب حسین و سید سردار حسین و ہاشمی بیگم زوجہ سید محمد اعلیٰ نین پوری و سردار بیگم۔

سید علمدار حسین عرف سید طاہر حسین نے چک ۲۸۴ ڈاکخانہ عبداللہ پور ضلع شیخوپورہ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز تین پسر سید رضا رحمٰن و سید ضیاء الرحمٰن و فیض الرحمٰن اور سید رضا رحمٰن کے صلب سے ہنوز یک دختر قمر حمیدہ۔

سید ناظم حسین عرف اللہ دیا

سید علمدار حسین عرف بابا سید طاہر حسین شاہ | نواب حسین | سردار حسین | ہاشمی بیگم زوجہ محمد اعلیٰ | سردار بیگم

*، سید علمدار حسین ولد منصب علی نانوتوی محلہ چھتہ و زائرہ اور سید غیور حسین کے صلب سے ہنوز چار پسر سید ناظم حسین و سید ہاشم حسین و سید شبیر حسین و سید رجب علی اور سید جعفر علی کے صلب سے دو پسر سید محمد احسن

سید محمد عابدی لکھنوی سرگودہا

سیّد محمد جعفر ولد سراج حسین زیدی
ص ۴۲۹

سیّد ضمیر حسین ولد ولد صغیر حسین زیدی
ص ۴۶

سیّد محمد باقر ولد سید محمد جعفر زیدی
ص ۴۲۹

سید علمدار حسین عرف بابا سید طاہر حسین شاہ | نواب حسین | سردار حسین | ہاشمی بیگم زوجہ محمد علی | سردار بیگم

زوجہ اولی جمیلہ

زوجہ ثانیہ اختر دختر چودھری الٰہی بخش موضع الگو تحصیل حضور

فیض رحمٰن | کیپٹن | رضا رحمٰن | ضیاء الرحمٰن

قمر سلطانہ

سید علمدار حسین چک ۲۸۴ ڈاکخانہ عبداللہ کولر ضلع شیخوپورہ

اور کنیز سیدہ عرف بی بی سندرا مدفن موضع نین پور سید دختر مخدوم امیر سید احمد ملقب دادا میرانجی، یہ محترمہ صغر سنی ہی سے اپنے برادر سید علی حامد کے ساتھ عبادت الٰہی مصروف رہتیں۔ تارک الدنیا و عابدہ و زاہدہ تھیں۔ برادر موصوف سے بہت انس تھا۔ ایک دن عجلت میں سر سے اوڑھنی گر گئی اور اسی حالت میں اور برادر مذکور کو نشست گاہ سے کھانے کیلئے آواز دی۔ سید علی حامد سر برہنہ دیکھ کر ناراض ہو گئے ان کی ناراضگی سے ایسا صدمہ ہوا، کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں اور وفات پائی۔ اس عرصہ میں بوقت شب بھی سر برہنہ نہ ہوئیں ان کی وفات کے بعد آج تک یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ ہر تقریب میں ان کے لئے اوڑھنی نذر کی جاتی ہے۔

شجرہ نسب اولاد سید شاہ حسین بن سید ضیاء الدین ثانی برادر حقیقی مخدوم امیر سید احمد ملقب دادا میرانجی

ان کی اولاد، قصبہ نانوتہ، نین پور سید ضلع سہارنپور قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر، ریاست بھوپال و لاہور منٹگمری، ملتان، حسو بیل، چنیوٹ ضلع جھنگ، ہکر ضلع میانوالی، چکوال ضلع جہلم، لدھیانہ۔ سید شاہ حسین عالم و فاضل و متقی و پرہیزگار گزرے ہیں اپنے برادر حقیقی مخدوم امیر سید احمد ملقب دادا میرانجی مدفون نانوتہ کے ہمراہ سیانہ سے نانوتہ تشریف لائے اور برادر مذکور کے ہمراہ تبلیغ اسلام میں مصروف رہے ان کا مدفن احاطہ مزار دادا میرانجی کے اندرون قرب باردوی مشرقی سمت واقع ہے ان کے صلب سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ (۱) سید حامد (۲) سید محمود و دختر نجیب النساء زوجہ سید عبدالرسول ولد سید محمد بن سید احمد بن سید علی دانش ترمذی سکنہ پونڈری (۲) سید محمود ان کے یک پسر سید غلام مہدی ان کے پسر سید احسن ان کے پسر سید محمد زمان ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید شیر زمان (۲) سید فخر الزمان عرف منتھان ان کا یک پسر سید موسیٰ ان کا پسر سید غالب علی ان کے صلب سے دو پسر سید نجف علی و سید منظور علی ان کے دو پسر سید ضامن علی و میانجی سید محسن علی ان کی دختر بیگم زوجہ سید مہدی حسن۔ سید ضامن علی نانوتوی محلہ کوٹ ان کے یک پسر سید صادق علی ان کے صلب سے تین دختران نیاز زہرہ زوجہ منشی سید سراج حسین

سہارنپوری و خورشید زہرہ عرف چھدنی زوجہ حسین محمد سہارنپوری و کنیز زہرہ زوجہ سید ایوب علی گھیا نانوتوی نیاز زہرہ زوجہ منشی سید سراج حسین سہارنپوری کے بطن سے یک پسر سید محمد جعفر انہوں نے نانوتہ سے شہر ملتان چھاؤنی سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ بالی دختر منشی سید منور علی نانوتوی کے بطن سے نو فرزند دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید محمد باقر و محمد ناصر و محمد اطہر و محمد عنصر و محمد مظفر و محمد انور و محمد غضنفر و محمد اصغر و محمد مبشر و دختران ثریا بیگم زوجہ نفیس سیدہ ولد حسین حیدر و نسیم بیگم۔

سید نجف علی مذکور کا یک پسر سید سخاوت علی ان کے صلب سے دو پسر سید امداد علی بن سید سخاوت علی بن سید نجف علی مذکور کے دو پسر سید صادق علی و امام علی لاولد و دختر رجب سید صادق علی کے صاحب سے یک پسر سید تفضل حسین عرف کلوان کے دو پسر سید اکبر علی و سید اصغر علی و دختر الٰہی بیگم زوجہ منشی سید محمد لیسین نانوتوی محلہ چھتہ اور سید اکبر علی کی زوجہ فیاضا عرف پھاجی دختر سید نیاز علی بن سید قدرت علی محلہ کوٹ کے بطن سے دو پسر سید باقر علی و سید ذاکر علی و دختران خورشید زہرہ زوجہ سید ضمیر حسین زیدی میمنی و عابدہ خاتون زوجہ سید امان علی محلہ کوٹ اور سید باقر علی نے شہر منٹگمری سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز تین پسر سید جعفر علی و سید قسیم حیدر و سید اقبال حیدر و دختران ذکیہ بانو زوجہ کاظم علی و افضل بانو سید جعفر علی کے دو پسر سید صفدر علی و سید اظہر علی و دختران حسنین عذرا و فرخ دیبا و گل افشاں، سید ذاکر علی مذکور نے بھی شہر منٹگمری بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے چار پسر سید محمد علی و سید فرزند علی و سید امجد علی و سید اسد علی و دختران رضیہ بانو زوجہ سید جعفر علی مذکور و صفیہ بانو۔ سید اصغر علی بن سید تفضل حسین عرف کلو کے تین دختران بارو زوجہ سید امیر حسین ولد سید ظہور حسین نقوی نانوتوی شمشاد زہرہ و رفیقہ بانو۔ و سید وزارت حسین* ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید غلام حسین نانوتوی ان کا پسر سید سلطان احمد ان کے دو پسر سید یعقوب علی و سید چراغ علی سوز خوان ان کا یک پسر سید حسن عباس و دختران انوری بیگم زوجہ سید آل حسن عرف بندو ولد سید الفت حسین و کنیز بانو زوجہ سید امیر عباس نین پوری۔ سید یعقوب علی کی یک دختر کنیز بیگم عرف کیجی زوجہ سید کرار حسین بعد بیوگی بعقد ثانیہ سید ایوب علی ولد سید حسین علی محلہ پیرزادگان۔

(۱) سید شیر زمان ولد سید محمد زمان ان کے صلب سے دو پسر سید نور علی عرف نور شاہ و سید چاند ان کا پسر سید نبی علی ان کا پسر سید امیر علی ان کے دو پسر سید علی حسن لاولد و سید پیر علی ان کا پسر سید خادم حسین ان کا پسر سید کاظم علی و دختر تعریفاً زوجہ سید اسلم علی اور سید کاظم علی کا یک پسر سید فیاض علی و امان بی بی عرف مانی زوجہ منشی سید جمعیت علی و مسماۃ بیگی زوجہ سید اللہ دیا اور سید فیاض حسین کے دو پسر سید ابرار حسین و سید زاہد حسین عرف بدہو کی زوجہ زاہدہ بیگم دختر حکم سید اولاد حسین نانوتوی کے بطن سے دو پسر تین دختران، سید حامد حسین و عزادار حسین و شاہدہ بیگم عرف گھیسی و طاہرہ بیگم و نسیم اور سید نور علی عرف نور شاہ مذکور کے صلب سے تین پسر سید لطف علی و سید محمد تقی و سید قنبر علی ان کے صلب سے دو پسر سید حسن علی لاولد و سید نیاز علی ان کے دو پسر سید محمد تقی عرف بارو لاولد و سید احمد علی و دختر امان بی بی زوجہ سید محمد اسحاق نین پوری اور سید احمد علی نے ریاست بھوپال سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد وہیں ہے۔ سید محمد تقی بن سید نور علی کے صلب سے یک پسر سید محمد اسحاق ان کی زوجہ امان بی بی دختر سید نیاز علی مذکور کے بطن سے دو پسر منشی سید نثار علی و سید یوسف علی ہر دو برادران نے شہر لدھیانہ سکونت اختیار کی۔ اور منشی سید نثار علی کی زوجہ اطنی عرف اَتّی کے بطن سے دو پسر

* بن سید سخاوت علی بن سید نجف علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید حسین

سید کوثر علی عرف عیدو و سید امیر حیدر عرف پیرو بی۔ اے۔ بی ایڈ ہر دو برادران نے قصبہ چکوال ضلع جہلم بود و باش اختیار کی دو دختر نیاز خاتون عرف بارو زوجہ سید علمدار حسین ولد سید حاجی حسین نانوتوی سید کوثر علی عرف عیدو کی زوجہ منظور فاطمہ دختر سید زوار حسین ولد منشی سید جعفر حسین نقوی ضلعدار نہر کے بطن سے ہنوز تین پسر سید صفدر علی و سید لیاقت علی و سید معظم علی و دختران نیر خاتون و شہاب زہرہ و نگہت خاتون اور سید امیر حیدر عرف پیرو کی زوجہ تفسیر فاطمہ دختر سید زائر حسین ولد سید محمد احسن زین پوری کے بطن سے ہنوز پانچ دختران شہاب فاطمہ و شاداب فاطمہ و آفتاب فاطمہ۔ انتخاب فاطمہ۔ خیر النساء اور سید لطف علی بن سید نور علی عرف نور شاہ کے صلب سے یک پسر سید کرم علی ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ محمد زین پوری و دختر شہر بانو زوجہ سید ابوالحسن اور سید شاہ محمد کے صلب سے یک پسر سید ولی محمد و دختران پیاری بیگم زوجہ سید راحت حسین و پیاری بیگم زوجہ سید جمعیت علی و بیگم زوجہ سید حسن۔

سید ولی محمد کے صلب سے یک پسر سید مشفق حسین ہیڈ ڈرافٹسمین و دختران شفقت الٰہی زوجہ سید ریاض علی سکنہ جلال آباد و اعجاز فاطمہ زوجہ سید محمد شفیع سکنہ جلال آباد و اعجاز بانو زوجہ سید ظفریاب حسین تھانوی سید مشفق حسین نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر قصبہ بھکر ضلع میانوالی بود و باش اختیار کی۔ ان کی زوجہ بتول زہرہ دختر مولوی حکیم سید محمود الحسن صاحب کے بطن سے یک دختر شمیم زہرہ زوجہ سید وزارت حسین نقوی سہارنپوری ایڈووکیٹ

(۱) سید حامد بن سید شاہ حسین کے صلب سے یک پسر سید علی ان کا پسر سید خضر حسین ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید منظہر علی ان کا پسر سید زین العابدین ان کی زوجہ بی بی پرورش بانو دختر سید طالب حسین بن سید ابوتراب بن سید محمد مہدی بن دیوان سید قطب الدین مورث سادات محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے دو پسر (۱) سید حسین علی (۲) سید امیر علی ان کے ماموں سید مردان علی بن سید طالب حسین مذکور نے لاولد ہونے کی وجہ سے ان کو نانوتہ سے قصبہ کیرانہ بلوا کر اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا وارث بنایا۔ اس لئے سید امیر علی نے نانوتہ سے قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر مستقل سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر و یک دختر (۱) سید حسن علی (۲) حکیم سید نیاز علی (۳) سید ضامن علی و دختر بیگو زوجہ سید شاہ حسین بن سید نیاز حسین سکنہ نانوتہ محلہ چھتہ (۳) سید ضامن علی کے یک پسر سید فرزند علی لاولد و دختر سیدۃ النساء اور (۲) حکیم سید نیاز علی کے صلب سے یک پسر سید خورشید علی سوز خوان ان کے تین پسر و یک دختر سید ظہور حسین و سید احمد حسن و سید منظفر حسین و دختر کنیز فاطمہ زوجہ مولوی حکیم سید محمود الحسن صاحب پیشنماز بن مولوی حکیم سید ابوالحسن نانوتوی محلہ محل، اور سید ظہور حسین کا یک پسر سید ضیغم حسین لاولد سید احمد حسن تحت اللفظ خواں کے صلب سے صرف دختری اولاد، ہاشمی بیگم و نبی فاطمہ و نیاز فاطمہ سید منظفر حسین کے یک پسر سید طالب حسین و دختران صغرا بیگم و انوری بیگم۔

سید طالب حسین کے صلب سے دو دختران امت الزہرا عرف بھوری زوجہ سید امتیاز حسین و بنت زہرا زوجہ مقصود حسین ولد مولوی حکیم سید محمود الحسن صاحب مذکور

(۱) سید حسن علی بن سید امیر علی مذکور کا یک پسر سید تفضل حسین ان کے صلب سے یک پسر مولوی سید حسین ممتاز الافاضل

یہ بزرگ ہمیشہ تبلیغ مذہب حقہ امامیہ میں مصروف رہتے ہیں بہت سے افراد نے ان کی واعظ و نصیحت سے مذہب حقہ قبول کیا اس کے علاوہ خط عربی و فارسی میں خوشنویس بھی ہیں۔ نخود کی دال پر سورہ حمد اور ایک چاول پر سورہ اخلاص لکھی ہے باکمال بزرگ ہیں۔ ان کے کتب خانہ میں ہر فن کی کتابیں موجود ہیں۔ تاریخ دان و نساب بھی ہیں ان کے صلب سے یک پسر سید تجمل حسین ان کے صلب سے تین پسر سید عقیل حسین و سید جمیل حسین و سید شکیل حسین و دختران اعجاز فاطمہ زوجہ سید محمد مسلم سکنہ گینگرو ضلع مظفر نگر و ریاض فاطمہ عرف راجو زوجہ سید ابن حسن کاظمی سکنہ فرید پور ضلع کرنال و ارشاد فاطمہ زوجہ سید مصطفےٰ حسین سکنہ گینگرو ضلع مظفر نگر۔

سید عقیل حسین نے شہر لاہور رہائش اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد عباس و سید علی عباس و دختران اعجاز فاطمہ و مہتاب فاطمہ اور سید جمیل حسین نے مقام حسو بلیل ضلع جھنگ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز یک پسر سید عنصر حسین عرف عشق۔

سید شکیل حسین نے قصبہ چنیوٹ ضلع جھنگ رہائش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز تین پسر سید حسین اختر و سید شہناز حسین و سید طالب حسین و دختران فرزانہ اختر و عذرا کوثر و شگفتہ بیگم و شاہدہ۔

شجرہ نسب سید غیاث الدین بن ممتاز الحکما سید ضیاء الدین ثانی برادر مخدوم امیر سید احمد داد ملقب امیر الحجی مذکور

سید غیاث الدین، آپ اپنے برادر سید جمال الدین جو سلاطین بہمنہ و نظام شاہیہ کے عہد میں قلعہ پرنڈہ (دکن) کے نائب قلعہ دار تھے۔ ان کے توسل سے سلطان برہان شاہ (احمد نگر) کی سپاہ میں فوجی افسر تھے۔ جس وقت سید شاہ محمد طاہر عالم و سید جمال الدین وغیرہ کی تبلیغ و کرامات سے سلطان برہان شاہ شیعہ ہوگیا، تو مولانا پیر محمد شیروانی نے بادشاہ کے خلاف، جنگی محاذ قائم کر دیا۔ اس معرکہ میں سید غیاث الدین اور دیگر سادات عظام نے کارنمایاں انجام دیئے۔ بادشاہ نے ان کو قلعہ پرنڈہ کا قلعہ دار اور سید جمال الدین کو اپنا مقرب خاص اور ان لڑکے سید محمد ناصر کو فوجی افسر مقرر کیا۔ سید غیاث الدین کی زوجہ بی بی ناصرہ دختر سید علی ولد سید اصغر علی زیدی الواسطی بارہوی کے بطن سے یک پسر سید جلال الدین و دختر بی بی رضیہ زوجہ سید محمد ناصر ولد سید جمال الدین حسینی الترمذی نانوتوی اور سید جلال الدین کے صلب سے یک پسر سید محمد امین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید یوسف علی و (۲) سید زین علی ان کے دو پسر سید شیر علی و سید ببر علی ان کے صلب سے دو پسر سید رحم علی و سید مظفر حسین ان کے یک پسر سید یوسف حسین ان کے دو پسر سید مظفر علی لاولد و منشی سید جمعیت علی و دختر اللہ دی زوجہ سید فضل حسین ۔ منشی سید جمعیت علی کے صلب سے یک دختر مرتضائی بیگم زوجہ سید حامد حسین۔

نوٹ۔ سید غیاث الدین مذکور کی اولاد مقامات نین پور و نانوتہ و موضع ٹھٹی بہلول ضلع گجرانوالہ و جبوڑہ ضلع گجرات و کیمبل پور۔

سید رحم علی نانوتوی کے صلب سے یک پسر سید قاسم علی ان کے پسر سید ہاشم علی ان کے صلب سے دو پسر سید محرم علی

وسید شاکر علی ان کے صلب سے یک دختر افضل بانو زوجہ سید ناصر حسین ولد سید محرم علی سید محرم علی کے صلب سے تین پسر سید ناصر حسین و سید شرافت حسین و سید علی عباس و دختران بتول زہرہ زوجہ سید فتح علی سکنہ مصطفےٰ آباد بعد وفات فتح علی عقد ثانیہ علمدار حسین سہارنپوری و تقیہ زوجہ سید علی حسین

سید ناصر حسین یہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ آغاز شباب میں وظائف وعملیات جمالی وعلوی اور جلالی کا شوق ہوا۔ رفتہ رفتہ کاملین عاملین سے استفادہ حاصل کیا اور ریاضتیں شروع کیں۔ اولاً مقام ٹکوال ضلع گجرات میں مخدوم پیر سید شاہ محمد حیات کی جائے عبادت میں جلالی عمل کیا اور آخر میں مقام موضع بہلول ضلع گجرانوالہ متصل پنڈی بھٹیاں میں چلہ کشی کی۔ اس مقام پر ایک بیگھہ اراضی سوہنا ولد حسن قوم بھٹی سے خرید کر امام باڑہ پختہ تعمیر کرایا اور مجالس عزا کی بنیاد قائم کی پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور تبلیغ مذہب حقہ امامیہ کا بھی سلسلہ شروع کر دیا۔ بہت سے افراد مذہب حقہ قبول کیا۔ اور موضع ٹھٹی بہلول میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مکان پر مریدوں کا مجمع رہتا ہے اور مذہب حقہ امامیہ کی ترویج میں مصروف ہیں۔ ان کے صلب سے پانچ پسر سید طالب حسین و سید امیر حسین و سید شاہ لقمان و سید غفور و اظہر حسن سید طالب حسین کے صلب سے ہنوز دو دختران ناصرہ خاتون و ذاخرہ خاتون سید شرافت حسین و سید علی عباس پسران سید محرم علی نے موضع بھوٹہ ضلع گجرات سکونت اختیار کی۔ سید علی عباس کے صلب سے تین پسر سید صفدر حسین و سید منظہر حسین عرف سید حسین الاسغر و سید نذر حسین عرف سید مہر عباس شاہ و دختران نرجس خاتون زوجہ سید امیر حسین ولد سید ناصر حسین وطنارہ بیگم سید شبیر علی بن سید زین علی کے صلب سے یک پسر سید شرف علی ان کے یک پسر سید منظہر حسن ان کے یک پسر منشی سید تجمل حسین نانوتوی ان کے صلب سے یک پسر منشی سید محمد احسن و دختران سیدہ بیگم زوجہ سید روشن علی بن سید تفضل حسین نانوتوی محلہ بازار و رشیدہ بیگم زوجہ اقبال حسین سکنہ مصطفےٰ آباد منشی سید محمد احسن نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہو کر قصبہ نانوتہ سے ہجرت کر کے مقام شہر کیمبل پور، ایچ بلاک میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ زندی بیگم دختر سید واجد علی ولد سید میتا سکنہ قصبہ نانوتہ محلہ کوٹ کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید مرتضےٰ حسین و سید محمد حسنین ان کی زوجہ اعجاز بانو دختر منشی سید حسین علی بن سید واجد علی قصبہ نانوتہ محلہ کوٹ کے بطن سے ہنوز تین پسران سید محمد مستحسن و سید محمد محسن و سید محمد اظہر حسنین دو دختران احسان فاطمہ و ذیشان ناظمہ و نفیس فاطمہ۔

(۱) سید یوسف علی بن سید محمد امین مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سید حسن علی و (۲) سید کرم علی ان کا پسر سید رحم علی ان کا پسر سید نور علی ان کے صلب سے یک پسر سید محمد علی ان کے صلب سے یک پسر سید محسن علی و دختران فیاض النساء عرف فیاضا زوجہ سید صادق حسین و جنت النساء عرف جنتو زوجہ سید صابر علی سکنہ بڈولی ضلع منظفر نگر و زبیدۃ النساء زوجہ سید محمد علی نانوتوی۔

سید محسن علی کے صلب سے دو پسر سید منور علی لاولد و حافظ سید انور علی سکنہ موضع نین پور

بعدہٗ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور سکونت اختیار کی، یہ بزرگ بھی عملیات اور چلہ کشی میں مشہور ہیں ان کے صلب سے ایک پسر سید زاہد حسین و دو دختران جمیلہ خاتون زوجہ سید یوسف علی ولد سید راحت حسین ساکنہ قصبہ نانوتہ محلہ کوٹ وزاہدہ بیگم زوجہ سید علی اطہر ولد منشی سید حسن سب انسپکٹر سہارنپوری بعد وفات سید علی اطہر مذکور عقد ثانی دیوان سید مظہر حسن زیدی الواسطی ساکنہ منصور پور ضلع مظفر نگر سید زاہد حسین ولد حافظ سید انور علی کی زوجہ عزیز بانو دختر سید نواب حسین ولد سید جعفر حسین نقوی ضلعدار نہر کے بطن سے ہنوز تین پسر دو دختران پیدا ہوئیں سید محمد عالم و سید حسن میاں و سید شاہد رضا دو دختران عشرت جہاں زوجہ سید لیاقت حسین ولد انور حسین عرف منگو چلکانوی،

شجرہ نسب سادات مکی اولاد امام زادہ سید عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ

مورث سادات مکی محلہ محل قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور (یوپی)

امام زادہ سید عبداللہ الباہر | صدقات رسول اللہ و صدقات امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے متولی تھے، صاحب حسن و جمال و فقہ فاضل، عفت، ورع، تقویٰ، سخاوت، علم و تواضع سے متصف تھے، اپنے اباء و طاہرین اخبار و احادیث بیان کرتے تھے آپ کی مادر گرامی فاطمہ کنیت اُم عبداللہ دختر امام حسین علیہ السلام تھیں مدفن میں اختلاف ہے بعض جنت البقیع اور بعض دمشق کے قبرستان میں دفن ہونا بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ شہر دمشق میں دو وسیع قبرستان ان میں ایک مقابر الصحابہ یا مقبرہ باب الصغیر کے نام سے مشہور ہیں ان دونوں کے وسط میں ایک سڑک جامع مسجد اُمیہ یا دربار یزید کو جاتی ہے ان میں خاندان بنی ہاشم کے بہت سے مزارات ہیں انہیں میں روضہ سید عبدالباہر بھی ہے۔ (مؤلف)

امام زادہ سید عبدالباہر کی نسل حسب ذیل مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔ شام، مصر، مکہ معظمہ، طبریہ، تنکابن، خوند، جسہ، لاہور، بیجاپور، نانوتہ، بھکر، بہل، خیرپور مرس، راولپنڈی، سہارنپور، علی پور، سادہ، گجھٹہ، چکوال۔

امام زادہ سید عبدالباہر کے صلب سے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سید علی (۲) سید محمد ارقط۔ سید محمد ارقط ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کے صلب سے دو پسر سید محمد ان کے پسر اسمٰعیل درج و سید حسین ینفیع کی اولاد و بنوالفرلق در شام و مصر اور سید محمد کوکبی بھی انہیں کی نسل سے ہیں، سید حسین بنفیع کے دو پسر سید اسمٰعیل و سید عبداللہ ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید بادشاہ حسین ان کا پسر سید یحییٰ ان کا پسر سید غلام جیلانی ان کا پسر سید عیلے ان کا پسر سید شرف الدین ان کا پسر سید عزیز الدین ان کا پسر اشرف الدین ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید عماد الدین ان کا پسر سید شہاب الدین محمود ان کا پسر سید

نقی الدین کرمانی ان کا پسر سید ابوسطان کا پسر سید عبدالملک ان کا پسر سید عبدالسلام ان کا پسر سید ابوالوفا ان کا پسر سید ابوالعلا نقشبندی اکبر بادی اور سید محمد بن اسمٰعیل دخ ان کے دو پسر سید اسمٰعیل محض و سید احمد دخ ان کے دو پسر سید حسین کوکبی و سید حمزہ ابوالقاسم ان کا پسر سید محمد ابوجعفر ان کا پسر سید علی ابوالقاسم ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید عزیز الدین اور سید حسین کوکبی کو مقتدر عباسی بادشاہ مثل دوسرے سابقہ سلاطین بنی اُمیّہ و بنی عباس کے طرح طرح کی اذیتیں دے کر قید خانہ میں شہید کیا اور سید محمد اسمٰعیل دخ نقبائے "دے" و ملوک کوکبیاں میں ہند میں خواجہ امین الدین دکھنی از نسل خواجہ مہدی داماد نظام الملک ہوئے ہیں۔

ا۔ سید علی بن امام زادہ سید عبدالباہر مذکور کے صلب سے یک پسر سید حسین ان کے پسر سید حمزہ، یہ بزرگ عالم و فاضل و متقی و پرہیزگار تھے، جب مہدی عباسی بادشاہ نے آل رسول پر مظالم کے پہاڑ توڑنے شروع کئے اور امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کو مدینہ سے لاکر بغداد میں قید کیا ہارون رشید نے بھی آپ کو قید رکھا اسی طرح ہارون الرشید نے اولاد رسول کی خون آشامی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی سید یحییٰ بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ و سید اسحاق بن سید حسین بن سید زید بن امام حسن علیہ السلام و عباس بن محمد بن عبداللہ بن امام زین العابدین علیہ السلام وغیرہ غرض بیشمار آل رسول کو تہ تیغ کرایا۔ سامان لوٹا گھروں کو آگ لگائی، سادات عظام میں خوف ہراس اور تمام مدینہ منورہ میں بدامنی پھیل گئی، ان حالات متذکرہ سے متاثر ہو کر مجبوراً سید حمزہ مذکور نے معہ اہل و عیال وغیرہ مدینہ منورہ سے ہجرت کی دن کو صحراؤں و جنگلوں میں قیام کرتے اور رات کو سفر اسی طرح مقام غلطان سے مقام وادی فاطمہ میں کچھ عرصہ قیام کیا اس وادی میں قریش آباد تھے اور چند گھر دوستداران اہلبیت بھی رہتے تھے یہ وادی کسی وقت میں جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ملکیت تھی ہمر سبز شاداب علاقہ کھجور و مہندی کے نخلستان میں کچھ عرصہ کے بعد یہ سید حمزہ مکہ معظمہ معہ اہل و عیال و اعزا و اقربا مستقل آباد ہو گئے اس وجہ سے ان کی اولاد سادات مکی کھلاتی ہے، سید حمزہ کے صلب سے یک پسر سید احمد ان کا پسر سید محمد شجاع ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید محمد اشرف یہ بزرگ تبلیغ دین اور مذہب حقہ کی پوشیدہ ترویج کی فکر میں رہتے تھے کہ اس عرصہ میں مقتدر عباسی تخت نشین ہوا اس نے بھی سادات کشی میں بہت حصہ لیا اس کے عہد کی شہداء کی فہرست بہت طولانی ہے جیسے سید اسحاق بن سید عباس بن سید اسحاق بن سید ابراہیم بن سید موسےٰ بن سید جعفر بن سید محمد بن امام زین العابدین علیہ السلام معہ اہل و عیال ارمینیہ میں شہید کئے گئے و سید جعفر بن سید حسین بن سید حسن افطس بن سید علی سجاد بن امام زین العابدین علیہ السلام مقام حبشہ شہید کئے گئے و سید جعفر بن سید علی بن سید حسن بن سید علی بن سید عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام معہ اہل و عیال نیشاپور نہایت بے دردی سے شہید کئے گئے و سید حسین کوکبی بن سید احمد دخ بن سید محمد بن سید اسمٰعیل دخ بن سید محمد ارقط بن سید محمد ارقط بن سید عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین علیہ السلام وغیرہ اس کے زمانہ میں جو اولاد رسول کا قتل عام ہوا اس سے انسانیت کانپتی ہے، یہی وبا مکہ معظمہ میں پھیل گئی۔ چنانچہ ایک شخص نامی عبدالرحمٰن بن عبدالمجید جو دشمنان اہلبیت میں سے تھا حکومت کو اطلاع دی کہ مکہ معظمہ میں چند گھر سادات حسینی ہیں اس اطلاع کے ملتے ہی حکومت نے ایک فوجی دستہ مکہ معظمہ روانہ کر دیا اتفاقاً مقام غلطان میں ایک شخص محمد عباس بن محمد حیدر جو محب آل رسول سے تھا یہ خبر سنتے ہی فوراً مکہ معظمہ

؎ ان کا پسر سید مرتضےٰ ان کا پسر سید شرف الدین محمد ان کا پسر سید عزیز الدین ان کا پسر سید شرف الدین ابوالفضل محمد

پہنچ کر سید محمد اشرف کو تمام حالات سے آگاہ کیا اور ان کو معہ اہل وعیال کے رات کی تاریکی میں مکہ معظمہ سے بلاد شام کی طرف روانہ کر دیا اور بطور امداد اپنے بیٹوں کو ہمراہ کر دیا، یہ غریب الوطن جنگلوں میدانوں پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے مقام طبریہ پہنچے، کچھ عرصہ قیام کے بعد مقام تنکابن پہنچے یہاں علاوہ دوستداران اہلبیت کے امام زین العابدین علیہ السلام کی نسل میں سید ناصر کیا و سید وحید کیا پسران سید برہان رہتے تھے اس لئے سید محمد اشرف نے تنکابن کو اپنا وطن بنایا۔ سید محمد اشرف کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید جلال المعروف معتدی الغنی و سید کمال طاہر ان کا پسر سید محمد اسمٰعیل اور سید جلال المعروف معتدی الغنی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد شریف و سید علی ناصر انہوں نے موضع نوند میں جو مضافات قزوین سے گیلان کے سرحد پر واقع ہے بود و باش اختیار کی ان کے تین پسر سید علی باقر و سید محمد اطہر و سید محمد اصغر اور سید محمد شریف ملقب ارتقار الحسینی صاحب علم وفضل و مقدس بزرگ تھے جس زمانہ میں عباسی سلطنت دم توڑ رہی تھی اس وقت امیر لویہ کا خاندان جو ایران کے قدیمی بادشاہوں کی نسل سے تھا اسکی اولاد میں امیر معز الدولہ ابو الحسین احمد نے بغداد پر قبضہ کر لیا چونکہ یہ خاندان شیعہ اثنا عشری تھا اس نے عزائے حسین اور مذہب حقہ کی ترویج دی، روضوں کی تعمیر مساجد و مدارس و علماء شیعہ کی سرپرستی کی سادات کو ممتاز عہدے عطا کئے چنانچہ سید محمد شریف کو اپنا مشیر خاص بنایا، اس لئے انہوں نے مقام تنکابن سے مقام باقیہ مضافات بغداد بود و باش اختیار کی سید محمد شریف کے صلب سے دو پسر سید عبد الصمد و سید عارف محمد عامل حلہ ان کا پسر سید صالح محمد اس نے مستقل مقام حلہ سکونت اختیار کی انکی اولاد کثیر ہوئی جو کہ حلہ اور نواح حلہ میں آباد ہے اور سید عبد الصمد کا پسر سید عبد الشکور ان کا پسر سید عبد الغفور ان کے پسر سید ابو البرکات ان کا پسر سید عیسٰے ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید شمس الدین محمد ان کا پسر سید علی محمد ان کا پسر سید شہاب الدین ان کا پسر سید محمود الحجہ انہوں نے کثرت سے حج کئے ہیں اس لئے زیادہ حج کی ادائیگی کی وجہ سے سید محمود الحجہ کے نام سے مشہور ہو ان کے صلب سے یک پسر سید احمد ان کا پسر سید عبد اللہ الحسینی مکی۔ ان کے عہد ۷۹۵ھ میں سلطان امیر تیمور نے خاندان جلائر سے بغداد پر قبضہ کر کے کوفہ قیام کیا بغداد و کوفہ کے سادات اس سے ملنے کے لئے گئے تو سید عبد اللہ الحسینی جو نہایت متقی و صالح بزرگ تھے یہ بھی ان میں موجود تھے بادشاہ نے تمام سادات کا اعزاز و اکرام کیا، امیر تیمور کوفہ سے کربلا معلی بغرض زیارت جناب امام حسین علیہ السلام گیا اور ضریح مقدس سے لپٹ کر بہت رویا اور کئی دن قیام کیا امیر تیمور کے عقائد کو دیکھ کر سید عبد اللہ الحسینی مکی، سید عبد المقتدر الزیدی و سید محمد طاہر الحسینی اور سید عبد اللہ کاظمی اور دیگر سادات عظام اہل کربلا نے یک خاک شفا کی ضریح مقدس تیار کرا کر امیر تیمور کے سامنے پیش کی، امیر تیمور نے اس ضریح مقدس کو اپنے سر پر رکھ کر بہت رویا اور اپنے ہمراہ لے گیا، اس کے بعد امیر تیمور نے اعلان کیا کہ میں نے خراسان، سجستان، آذربائیجان، کردستان، فارس اور افغانستان فتح کر لئے ہیں اب میں ہندوستان پر حملہ کرنے کی غرض سے جاؤں گا لہٰذا جو لوگ بہادر، جانباز، نڈر اور فنون سپہ گری میں ماہر ہوں گے ان کو ترجیح دی جائے گی۔ بالخصوص سادات، شیوخ، افغانوں کو ممتاز عہدے دیئے جائیں چنانچہ بغداد اور مضافات کے کئی ہزار آدمی سلطان امیر تیمور کی خدمت میں حاضر ہو گئے ان لوگوں میں سے امیر تیمور اور امرائے دربار نے چیدہ چیدہ لوگوں کا انتخاب کیا ان میں سید عبد اللہ الحسینی کے فرزند سید شمس الدین محمد

کا بھی انتخاب کیا یہ بزرگ قوی الجثہ بہادر اور فنون سپہ گری میں کامل تھے جب آٹھویں صدی ہجری میں سلطان امیر تیمور نے پنجاب پر حملہ کیا فیروز تغلق کے جانشین نااہل ثابت ہوئے اس لئے ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ پنجاب میں جسرت کھوکھر اور شیخا نے سر اٹھایا اور انہوں نے لاہور، دیپال پور، جالندھر وغیرہ پنجاب کے مختلف حصوں کو تاخت و تاراج کیا امیر تیمور نے ان کی سرکوبی کے لئے سید شمس الدین محمد ولد سید عبداللہ الحسینی مکی اپنے سپہ سالار کو (جو بغداد سے معہ اہل و عیال بحیثیت سپہ سالار ہمراہ تھے) لشکر دے کر روانہ کیا، آپ نے ان کو شکست فاش دی آخر انہوں نے امیر تیمور کی اطاعت قبول کر لی۔ امیر تیمور نے سید شمس الدین محمد مکی و سید محمد طاہر الحسینی کو لاہور کا نظم و نسق سنبھالنے کے لئے لاہور تعینات کیا اور خود دوسرے سرداران لشکر اور فوج کو لے کر دہلی کی طرف روانہ ہوا ان سرداران لشکر میں سید شاہ مبارک بھی تھے بعدہٗ ان کو عامل سرہند مقرر کیا، سید شمس الدین محمد ولد سید عبداللہ الحسینی مدفون لاہور کے صلب سے یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی، پسر سید شاہ مبارک و دختر سیدہ حمیدۃ النساء زوجہ سید ایوب علی ملقب سید زید نائب حاکم پنجاب ولد سید ادریس عرف سید ناصر نائب ناظم جالندھر ولد سید نصیر الدین عامل ہانسی حسینی الترمذی بہ نسل امام زادہ سید حسین اصغر محدث ابن امام زین العابدین علیہ السلام۔

سید شاہ مبارک، امیر تیمور ان کو لاہور سے دہلی لے گیا، دہلی فتح کرنے کے بعد امیر تیمور لاہور واپس ہوا تو اپنی طرف سے سید خضر خان بن سید سلیمان کو نائب السلطنت مقرر کر گیا اور ہدایت کی کہ سادات اور علماء فضلاء کا ہمیشہ احترام کرنا اور ان کو حکومت میں ممتاز عہدے دینا چنانچہ سید خضر خاں نے ان کو اپنے مصاحبان میں رکھا، سید شاہ مبارک کے صلب سے یک پسر سید محمد سالار یہ بزرگ بہلول لودھی کے عہد میں فوجی افسر تھے سکندر لودھی نے ان کو شاہان شرقیہ جونپور کے جانشین حسین شاہ بن محمود فرمانروا پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجا ظاہر میں جنگ ہوئی حسین شاہ آخری جانشین شاہان شرقیہ جونپور شکست کھا کر بنگال کو بھاگ گیا آخر سکندر لودھی نے جونپور کو فتح کر کے سلطنت دہلی کا صوبہ قرار دیا اور سید محمد سالار کو وہاں کا نائب مقرر کیا ان کی زوجہ بی بی میمونہ دختر سید مغیث الدین بن سید غیاث الدین بن سید امام الدین بن سید جلال الدین بن سید سوندھا بن سید برخوردار حسینی الترمذی سکنہ پونڈری بہ نسل مخدوم سید احمد توختہ مدفون لاہور کے بطن سے دو پسر (۱) سید حاجی حسن مکی (۲) سید محمد سبطین ان کے صلب سے دو پسر سید ولی حسن و مولوی سید رضی حسن، یہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور علم دین کا شوق تھا پدر بزرگوار نے دینی جذبہ کا رجحان دیکھ کر نجف اشرف بغرض حصول علم و عمل بھیج دیا وہاں اتفاقاً مولوی سید محمود الحسینی سے ملاقات ہوئی جو پہلے ہی سے علمائے نجف کے درس مجلس میں موجود تھے، تعارف سے معلوم ہوا کہ نسبی بھائی ہیں بعد فارغ التحصیل نجف اشرف سے مولوی سید محمود الحسینی کے ہمراہ حلہ (عراق) چلے گئے وہاں معلوم ہوا کہ سید صالح محمد بن سید حارث محمد مذکور کی اولاد رہتی ہے ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور مولوی سید محمود الحسینی کی ہمشیرہ ریحان بانو دختر سید طاہر الحسینی سے ان کی شادی ہو گئی، اس وجہ سے انہوں نے مقام حلہ مستقل سکونت اختیار کی ان کی اولاد حلہ میں آباد ہے اور سید وصی حسن کا پسر سید مبارک یہ بیجاپور دکن یوسف عادل شاہ کے دور میں منتظم محلات شاہی تھے بیجاپور میں ہی بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید علی پیدا ہوا اس کی اولاد

مقام بیجاپور (دکن) میں آباد ہے !

سید حاجی حسن مکّی

جب ہمایوں شہنشاہ ایران کی مدد سے تخت دہلی پر دوبارہ قبضہ کیا تو اس کے ہمراہ ایران سے کافی سردار آئے جو شیعہ تھے ، بیرم خان ہمایوں بادشاہ کا بہنوئی اور اس کا معتبر سپہ سالار تھا جو مذہب شیعہ کا پابند تھا اس لئے اس کے دربار میں سادات وایرانی شیعہ کافی تعداد میں ممتاز عہدوں پر فائز تھے ۔ آگرہ کی فوج کشی کے وقت سید حاجی حسن مکی بھی سردار لشکر تھے آپ کی زوجہ نعیمہ خاتون دختر سید شاہ نادعلی بن سید شاہ مہر علی بن سید جلال الدین بن سید خالد علی بن سید شہباز علی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن جعفری سبزواری کے بطن سے دو پسر و ایک دختر پیدا ہوئی (۱) سید مصطفےٰ حسین (۲) سید مرتضےٰ حسین (۳) سیدہ خدیجۃ النساء زوجہ سید مرتضےٰ الہدیٰ بن مخدوم پسر سید احمد ملقب داوا مرانجی حسینی الترمذی متوطن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور (بحوالہ شجرہ نسب قلمی مولوی حکیم سید ابوالحسن مکی)

(۱) سید مصطفےٰ الحسین نسّاب

آپ علم دین وتواریخ کے علاوہ شجاع اور نڈر تھے اپنے آباؤ اجداد کے دیرینہ شجرہ انساب کی روشنی میں ایک مفصل نسب نامہ لکھا ہے ، اسی نسب نامہ کا خلاصہ مولوی حکیم ابوالحسن اعلی اللہ مقامہٗ نے لکھا ہے ، دربار اکبری میں آپ کا اچھا خاصہ اثر و رسوخ تھا ، بیرم خان کی ماتحتی میں پانی پت کے میدان میں ہیمو کو شکست فاش دی ، گوالیار اور جونپور کی لڑائیوں میں کار نمایاں انجام دیئے اور جب محمد اکبر بادشاہ نے ملک مالوہ پر فوج کشی کی تو ادہم خان سپہ سالار کی سرکردگی میں ایک لشکر عظیم روانہ کیا جس میں چیدہ چیدہ سردار موجود تھے اُن سرداروں میں آپ بھی سردار لشکر تھے مقام سارنگ پور بایزید ملقب باز بہادر بادشاہ مالوہ سے جنگ ہوئی ، شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور بایزید فرار ہوگیا لیکن ملحقہ حکمرانوں کی مدد سے ملک مالوہ پر قابض ہوگیا محمد اکبر بادشاہ نے مزید ایک ہزار لشکر عبداللہ خاں ازبک کی ماتحتی میں روانہ کیا جس میں بہادر نڈر سردار مقرر کئے جیسے سمند خان ، دلاور خاں ، سید مرتضےٰ الہدیٰ ترمذی و مصطفےٰ الحسین سید قمر الدین زیدی وغیرہ دونوں شاہی لشکر نے یکدم بایزید کی فوج پر یلغار کی طرفین میں شدید جنگ ہوئی انجام کار بایزید گرفتار کرلیا گیا اور اس نے محمد اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کرلی بعد فتحیابی سرداران لشکر کو درجہ بدرجہ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ، سید مرتضےٰ الہدیٰ ، سید مصطفےٰ الحسین مذکور کو ضلع سہارنپور میں چار چار مواضعات بطور مدد معاش عطا ہوئے سید مصطفےٰ الحسین اور ان کے والد سید حاجی حسن مکی نے بوجہ رشتہ داری سید مرتضےٰ الہدیٰ سے نانوتہ ضلع سہارنپور میں مستقل سکونت اختیار کی ، سید مصطفےٰ الحسین کی زوجہ سیدہ رضیہ بیگم دختر سید محمد ناصر ترمذی ساکنہ ہڈولی بن سید عبداللہ ملقب سید سیف اللہ بن ممتاز الحکما حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب ترمذی کے بطن سے ایک پسر سید فقیر حسین عرف سید بھکاری جاگیر دار پیدا ہوا (بحوالہ شجرہ نسب مرتبہ مولوی حکیم سید ابوالحسن مکی نانوتوی) اور سید فقیر حسین مذکور عرف سید بھکاری جاگیر دار کی زوجہ سیدہ بی بی ذکیہ دختر سید شاہ محمد علی بن سید شاہ نادعلی جعفری سبزواری کے بطن سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) امیر سید زید صوبہ دار (گورنر) اوجین (۲) سید اسد علی (۳) سید نور الحسن ۔

۱. امیر سید زید صوبہ دار

جس وقت خان جہاں خان لودی صوبہ دار حکومت کا باغی ہوا تو اسکی سرکوبی کے لئے نواب

سید مظفر خاں زیدی بارہوی سپہ سالار کو شاہجہان بادشاہ دہلی نے روانہ کیا انہوں نے حسب منشا بہادر سرداراں جیسے سید ناظم علی زیدی و سید قطب الدین و سید صابر علی ترمذی و سید زید مکی و بھیم راٹھور و راجہ ٹیل و پرتھی راٹھور و زور آور خاں و بلند خاں وغیرہ کو ہمراہ لے کر باغی مذکور کو دریائے چنبل کے کنارے دبالیا، فریقین میں اس قدر سخت جنگ ہوئی کہ میدان جنگ لاشوں سے بھر گیا، باغی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ سپہ سالار نے سرداران لشکر کو علیحدہ علیحدہ فوجی دستے مقرر کر کے باغی کا تعاقب کیا مقام راجوری پر جا دبایا وہاں سے بھی شکست کھا کر بھاگ گیا غرضیکہ مزید کمک آنے پر اولاً مقام نیمی الہ آباد بعدہٗ کالنجر میں خونریز جنگ ہوئی۔ سرداران کے تدبر سے خان جہاں خان لودھی قتل ہوا اور اس کا تمام اسلحہ جنگ و سامان فوج شاہی کے ہاتھ آیا شاہجہان بادشاہ نے سب سرداروں کو درجہ بدرجہ ممتاز عہدوں پر فائز کیا، سید زید کو اوجین کا صوبہ دار مقرر کیا اور علاقہ رڑکی و جوالا پور میں جاگیر ملی جوالا پور ایک مسجد اور کنواں تعمیر کرایا کنوئیں میں آپ کے نام کا پتھر نصب ہے۔ مسجد کے نام کچھ اراضی وقف ہے قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں ایک رہائشی عالیشان محل معہ پائین باغ و مسجد و امام باڑہ تعمیر کرایا جو مواضعات آپ کو جاگیر میں ملے تھے وہ مسٹر جان میسور صاحب مہتم ضلع سہارنپور نے ۱۸۳۸ء میں ان کی اولاد کے قبضہ سے نکال کر بحق سرکار انگریزی ضبط کر لئے اسی طرح دیگر سادات کی بھی جاگیریں ضبط ہوئیں ایک گاؤں آپ نے اپنے نام کی مناسبت سے زید پورہ آباد کیا۔ جبکہ شاہان مغلیہ کے عہد میں سادات نانوتہ کا زمانہ عروج پر تھا تو سادات نانوتہ کے ممتاز و معززین یعنی سید زید صوبہ دار، دیوان سید صابر علی و دیوان سید قطب الدین، سید نصیر الدین و مخدوم پیر سید شاہ غلام و سید شاہ نادعلی وغیرہ نے نانوتہ کی ترقی اور آبادی کے تحفظ کے لئے شہر پناہ تعمیر کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا حاسدوں نے بادشاہ وقت سے شکایت کی سادات نانوتہ حکومت کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے ہیں بادشاہ نے مخصوص جاسوسوں کے ذریعہ اصل واقعہ کی تحقیق کرائی تو معلوم ہوا یہ الزام غلط ہے بادشاہ دہلی شکایت کنندگان پر سخت ناراض ہوا اور امیر سید زید کو حکم دیا کہ تمام سادات ان لوگوں کو جو چاہیں سزا دیں ہم اس سزا کی تائید کریں چنانچہ تمام سادات بنظر ترحم ایک مقام پر ان لوگوں کو بلوا کر صرف داڑھی مونچھ منڈوا ڈالی جس قطعہ ارضی پر شکایت کنندگان کی داڑھی مونچھ مجمع عام میں منڈوائی گئی تھی اس قطعہ اراضی کو آج تک مونڈو باحری کے نام سے پکارتے ہیں آپ کے محل کے محافظ دستے منسوبہ خیل سید زید تھے۔ اب وہ لوگ خیلدار کہلاتے ہیں آپ کا خاص خدمتگار نامی پتو تھا جس کی اولاد اسلام نگر میں ہے۔ امیر سید زید صوبہ دار کی زوجہ سیدہ اکبری بیگم دختر سید محمد جعفر بن سید محمد طاہر بن سید عبداللہ ملقب سید سیف اللہ بن ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین ثانی شاہی طبیب حسینی الترمذی نانوتوی کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے (۱) سید محمد شجاع منصبدار (۲) سید ابوالحسن، آپ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں نائب قلعدار کول تھے ان کو دو مواضعات چورہ، لنڈھورہ برائے مدد معاش عطا ہوئے تھے لنڈورہ کے کاغذات میں پٹی سید زید اب تک مرقوم ہے سید ابوالحسن کے صلب سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی سید شہاب الدین و سید عنایت حسین و دختر صغرا بیگم زوجہ امیر سید علی اسد منصبدار ولد سید مظفر علی منصبدار بن دیوان سید قطب الدین حسینی الترمذی اور سید عنایت حسین کی صرف یک دختر سیدہ رحیم النساء، سید شہاب الدین کے صلب سے یک پسر سید قنبر علی ان کے صلب سے دو پسر حکیم سید محمد

حسن وسید مسیتا عرف اللہ دیا حکیم سید محمد حسن کے صلب سے دو پسر حکیم سید ابوالحسن نساب وسید علی حسن ویک دختر چھوٹی بیگم زوجہ سید علی حسن سہارنپوری سید علی حسن کے یک پسر سید فیض الحسن ان کا پسر سید آل حسن لاولد۔

حکیم سید ابوالحسن نساب، عالم وفاضل وحاذق طبیب تھے، اپنے جد سید مصطفےٰ حسین کے شجرے نسب اور دیگر مستند نسب ناموں کی روشنی میں ایک مستند شجرہ نسب لکھا ہے آپ کے صلب سے یک پسر مولوی حکیم سید محمود الحسن پشیماز و دختران مسیتی بیگم ومحمودہ خاتون اور مولوی حکیم سید محمود الحسن قبلہ پشیماز آپ کی ولادت باسعادت ۲۰ رجب المرجب بروز جمعہ ۱۲۹۲ھ کو ہوئی ممتاز خاندان کے علاوہ علم وفضل کے آغوش میں تربیت ہوئی والد ماجد نے بغرض حصول علم وعمل لکھنؤ بھیج دیا وہاں کاملین علمائے وقت کی مجلس درس میں حاضر ہوکر فقہ، اصول، حکمت، فلسفہ کی تعلیم پائی لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوکر علم حکمت کو بالخصوص فہم وجدت طبع سے بہت بلند وروشن کرکے کئی ضلعوں پر آشکارا کیا نباضی میں آپ کی خداداد تشخیص مرض اور دست شفا کے اہل بستی ومضافات کے علاوہ کئی ضلعوں کے باشندے از حد معتقد ہیں ممتاز الحکما حکیم اجمل خان صاحب دہلوی نے بھی فن طب میں داد دی ہے آپ کے شاگرد رشید حکیم اولاد حسین وحکیم مقصود حسین وحکیم محمد احمد شیخ صدیقی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، آپ نہایت معصوم صفت فرشتہ سیرت عابد وزاہد ومتقی وپرہیزگار ہیں مقامی پشیماز اور برابر تبلیغ مذہب حقہ وعلمی وقومی خدمات میں معروف چنانچہ رسالہ در علم طب۔

تشریحات معالجات میں، احسن المحامد علم فقہ میں، تقمیع العارفین مناظرہ میں، تکمیل الفرقان جو اسم بامسمیٰ ہے ایمان بالقرآن مخالفین کا جو قرآن پر اعتراض ہے اس کی تردید ائمہ کا در آئنہ تبلیغ اسلام کرنا وغیرہ وغیرہ اس تبلیغی تاثرات نے چودھری احمد حسن صاحب نانوتوی کو مثل حضرت حر کے راہ مستقیم پر پہنچایا اور چودھری صاحب مذکور نے مذہب حقہ امامیہ اثنا عشری قبول کرنے کے بعد دو کتابیں تحقیق الحق ونظام الحق لکھی ہیں زمانہ حال کے شعراء کے منتخب شاعروں میں ہیں آپ کی زوجہ خورشید بانو دختر سید ناظر حسن تھانوی کے بطن سے دو پسر تین دختران پیدا ہوئیں، حکیم سید مقصود حسین وسید عزیز الحسن عرف راجہ و دختران بتول مہرہ زوجہ سید مشفق حسین ہیڈ ڈرافسمین زین پوری ونقیہ بیگم زوجہ سید زوار حسین چیئرمین ونجت زہرہ زوجہ سید منور حسین کیرانوی۔ حکیم سید مقصود حسین آپ نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہوکر قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ سیدہ بنت زہرہ دختر سید طالب حسین کے بطن سے صرف دو دختران ستارہ بیگم زوجہ سید حسین علی ولد سید ابن حسن کاظمی فریدپوری وسردار فاطمہ عرف پیرو زوجہ ظفر عباس سکنہ جوگی رمپوری ضلع بجنور اور سید عزیز الحسن ملقب راجہ کے صلب سے ہنوز دو پسر شبدان وسید جاوید و دختران شاہدہ خاتون وزاہدہ خاتون وزہرا خاتون ومشرب خاتون۔

۱۰ سید محمد شجاع منصبدار، آپ نے موضع شجاع پور آباد کیا تھا ان کے صلب سے یک پسر سید ابو محمد ان کا پسر سید ابو احمد ان کے صلب سے یک پسر سید فضل علی و دختران کریم النساء وامراؤ بیگم زوجہ سید محمد علی، سید فضل علی کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے، سید غلام حسن لاولد وسید غلام حیدر وسید یار علی و دختر جمعیت النساء سید غلام حیدر کے صلب سے صرف یک دختر گیلان بانو ملقب گمانی بیگم زوجہ سید علی حسن اور سید یار علی کے صرف دو دختران،

سید ابن حسن ولد محمد احسن بکی بھکر
صفحہ ۱۴۴

سید سبط حسن ولد ابن حسن بکی بھکر
صفحہ ۱۴۴

۲. سید اسد علی بن سید فقیر حسین عرف سید بھکاری کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) سید عنایت علی (۲) سید قطب علی (۳) سید نجف علی ان کا پسر سید لطف علی لاولد۔

(۱) سید عنایت علی ان کے صلب سے تین پسر سید غالب علی و سید نوازش علی و حاجی سید صفدر علی ان کی دختر خدیجہ بیگم سید مظفر علی کا پسر سید حسین علی سید غالب علی کے صلب سے دو پسر سید مردان علی و سید امیر علی ان کا پسر سید منظفر علی و دختران بیگی و ان کا ایک پسر سید زندہ حسن و دختر مقصودہ بیگم اور سید مردان علی کے صلب سے تین پسر سید کاظم علی و سید منصب علی و سید علی لاولد و دختران سکینہ بیگم و نجیباً اور سید کاظم علی کا پسر سید نثار علی ان کا پسر سید اعجاز حسین عرف بارو و دختران خورشید بیگم زوجہ سید محمد حسن و مینتی زوجہ سید ظفر علی ولد اشرف علی اور سید اعجاز حسین عرف بارو نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید غالب حسین و راغب حسین و مظاہر حسین۔

سید غالب حسین کے صلب سے پانچ پسر سید واحد حسین و شاہد حسین و زاہد حسین و احمد حسین و سید حسین و دختران زاہدہ و زبیدہ سید راغب حسین کے ہنوز دو پسر سید جاوید اختر و پرویز اختر اور سید منصب علی مذکور کے صلب سے دو پسر سید رضا علی و سید اشرف علی ان کے دو پسر سید انور علی و ظفر علی و دختران جعفری بیگم زوجہ شوکت علی بن سید اصغر علی سکنہ مورجنمیت ضلع مظفر نگر و دختر نذی زوجہ سید شبیر حسین، سید انور علی کے تین دختر صفدری و انوری و مبارکی اور سید ظفر علی کی دختر نیاز بانو عرف تلّی زوجہ سید حسن عباس، سید رضا علی کا پسر سید محمد حسن ان کا ایک پسر ماسٹر سید نذیر حسین و دختران کنیز زہرہ زوجہ سید شجاع حسین محلہ پیر زادگان و نیاز بانو عرف پیرو زوجہ سید ارشاد حسین نین پوری اور ماسٹر سید نذیر حسین اس نے قصبہ بہل ضلع میانوالی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ عقیلہ کے بطن سے ہنوز تین پسر سید قیصر عباس و قمر عباس، سید طاہر عباس اور قمر عباس کا پسر حسن منصور

(۲) سید قطب علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید پیر علی ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید غلام حسین (۲) سید حسن علی لاولد (۳) سید نادر علی کے صلب سے یک پسر سید امام علی و دختر امتیاز بانو عرف مجازاً اور سید امام علی کا یک پسر سید غلام علی و دختر بھکی سید غلام علی کے صلب سے دو پسر سید ریاض الحسن و سید حامد حسین و دختران ناظمی بیگم زوجہ سید عنایت حسین و ہاشمی بیگم زوجہ انور علی سید ریاض الحسن کے دو پسر سید حسن عباس عرف حسنو و افضال حسین و دختران کاظمی بیگم زوجہ سید نثار حسین و خورشیدی زوجہ ریاست حسین سید سید حسن عباس عرف حسنو کی زوجہ نیاز بانو عرف تلّی دختر سید ظفر علی مذکور کے بطن سے چار پسر اظہار الحسن، سید اظہار نے خیرپور سکونت کی، و سید نصیر الحسن و سید عزیز الحسن و سراج الحسن و دختران خورشید بانو و محمودہ بانو و شاہجہان بانو و سرفرازہ بانو و حسنین بانو۔

سید حامد حسین کی زوجہ اصغری بیگم دختر ہیرجی سید حسین علی کے بطن سے یک پسر سید ضامن علی و دختراں توقیر فاطمہ و امیہ بانو سید ضامن کی زوجہ پیاری بیگم دختر الطاف حسین عرف تامی سہارنپوری کے بطن سے ہنوز چار پسر سید شکیل حسین و جمیل حسین و نذر عباس و جعفر عباس و دختران بادشاہی بیگم و لنو شاہی بیگم و مولائی بیگم اور سید شکیل حسین کے ہنوز دو پسر صفدر حسین و حیدر حسین۔

(۱) سید غلام حسین کے دو پسر سید بندہ حسن و سید جیون علی لاولد و یک دختر جمعیت النساء عرف جیونی۔ سید بندہ حسن کے دو

پسر سید محمد احسن علی و سید ہادی حسن و دختر صغرا بیگم زوجہ پیر جی سید حسین علی محلہ پیر زادگان سید محمد احسن علی کی زوجہ ذکیہ بیگم دختر سید محمد حسنین کے بطن سے چار پسر سید باقر علی و سید زاہد حسین ہر دو لاولد سید ناظر حسن و سید ابن حسن و دختر

سید ناظر حسن کی زوجہ زمانی بیگم دختر سید صغیر حسین کے بطن سے دو پسر سید ناصر علی و سید جعفر رضا و دختر تنویر اختر سید ناصر علی نے راولپنڈی بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ کنیز شبیر دختر سید زوار حسین چیئرمین کے بطن سے ہنوز دو پسر سید شاہد رضا معروف نذیر حیدر و سید رئیس حیدر و دختر گلزار فاطمہ زوجہ سید طاہر حسین ولد ڈاکٹر ناصر علی نقوی ہربلوی سید ابن حسن کی زوجہ نیاز فاطمہ دختر سید احمد حسن سکنہ پنوٹری ضلع کرنال کے بطن سے یک پسر سید سبط حسن و دختران اعجاز بانو زوجہ سید حسن ولد کبیر حسین سہارنپوری و بلقیس بانو زوجہ لیاقت علی و انیس بانو زوجہ عابد علی و صغیر فاطمہ زوجہ سردار حسین سید سبط حسن ولد سید ابن حسن مذکور نے اولاً مقام بہل بعدہٗ قصبہ بھکر سکونت اختیار کی ان کی زوجہ بسم اللہ دختر محبت حسین فریدپوری کے بطن سے ہنوز دو پسر سید نصیر حیدر زائر و سید زوار حیدر شہانہ بیگم و شبانہ بیگم و شمیم حیدر و سید ہادی حسین کے صلب سے چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی، سید مہدی حسن و سید امیر حسن و سید علی حسین عرف کلو و سید طالب حسین و دختر بنیادی بیگم زوجہ سید محمد حسین، سید مہدی حسن کا یک پسر شمیم حسین و دختر رئیسہ بیگم، سید امیر حسن نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ خورشید بانو دختر کاظم علی جلال آبادی کے بطن سے یک پسر سید ضمیر حسین و دختر فردوس فاطمہ زوجہ سید وزیر حسین سہارنپوری اور سید ضمیر حسین کی زوجہ۔

سید ناظر حسن ولد سید محمد احسن علی (راولپنڈی)، انکی زوجہ زمانی بیگم دختر سید صغیر حسین کے بطن سے

سید ناصر علی کی زوجہ کنیز شبیر دختر سید زوار حسین چیئرمین

سید جعفر رضا کی زوجہ طاہرہ بیگم دختر سید کاظم علی ولد سید ضمیر حسین زیدی سکنہ منٹگمری کے بطن سے

تنویر اختر زوجہ ملازم حسین چک ۵۲ تحصیل چیچہ وطنی

گلزار فاطمہ زوجہ سید طاہر حسین

رئیس حیدر

شاہد رضا معروف نذیر حیدر

سید عابد علی اختر

بطن سے ہنوز دو پسر منیر حسین و سید ظہیر حسین و دختر ام حبیبہ اور سید علی حسین عرف کلو کے صلب سے یک پسر سید محمد امیر و دختران گلزار زہرا زوجہ سید مشرف حسین ولد معشوق حسین سہارنپوری و محمدی بیگم زوجہ سید حیدر عباس ولد سید حامد حسین محلہ کوٹ سید طالب حسین کے صلب سے دو پسر و سات دختران پیدا ہوئیں، سید محمد فاضل و سید محمد ہاشم و دختران برجیس بانو زوجہ سید ضمیر حسین ولد سید امیر حسین محلہ کوٹ و شہر بانو و سرتاج بیگم و سط زہرا و نسیم بانو و تنفیر بانو و عزیز بانو۔

(۳) سید نور المحسن بن سید فقیر حسین عرف سید جھکاری کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید جعفر علی شاہ (۲) سید غلام علیشاہ (۳) سید مظفر علی شاہ و دختران جعفری بیگم زوجہ مخدوم پیر سید شاہ غلام محمد وگھی (۱) سید جعفر علی شاہ کے صلب سے چار پسر سید مظفر علی

وسید نور علی عرف رونده وسید ر علی واصغر علی ہر دو لاولد و مساۃ تھیو سید مظہر علی کا پسر سید حسین بخش دو دختر عمدۃ النساء اور سید حسین بخش کی دو دختران بوندی واشل۔ سید نور علی عرف رونده کا پسر سید نجف علی دو دختران سکینہ وامامی اور سید نجف علی کی دختر حاجرہ بیگم (۲) سید غلام شاہ کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید جیون علی شاہ (۲) سید نور علیشاہ کے صلب سے دو پسر سید حسن علی لاولد و سید شہامت علی ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے سید ضامن علی ومحسن علی وفیاض علی وامیر حسن ہر چہار پسر لاولد وسید اکبر علی کے صلب سے چار پسر سید ذاکر علی ومحمد نقی ہر دو لاولد وسید عابد علی وسید محمد تقی و دختر طاہرہ بیگم ملقب تاری بیگم زوجہ سید محمد احسن اور سید محمد تقی کا ایک پسر بالو سید محمد فصیح انہوں نے خاص سہارنپور بود وباش اختیار کی ان کی زوجہ بادشاہی بیگم دختر سید غالب علی کے بطن سے ہنوز دو پسر سید محمد امیر ومحمد رئیس و دختران حسنین بانو زوجہ سید داور حسین ولد سید زمرد حسین محلہ چھتہ ولعیقہ خاتون وکنیز بانو اور سید عابد علی کے صلب سے دو دختراں کلثوم بیگم زوجہ سید محمد احسن وکالی بیگم زوجہ سید جعفر حسین۔

(۱) سید جیون علی شاہ مذکور کے صلب سے دو پسر سید مہر علیشاہ وسید ذوالفقار علی ان کا پسر سید جعفر علی ان کے دو پسر سید شبیر حسن وسید رضا حسن ان کی یک دختر اکہن اور سید شبیر حسین کی دو دختران رقیہ ومحمودہ،

سید مہر علی شاہ نے نانوتہ سے ملہی پور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے، سید ممتاز علی لاولد سید تہور علی وسید نجف علی دونوں برادران نے بسلسلہ تولیت انتظام جائیداد وصحرائی مزار مخدوم پیر سید شاہ حیات، ملہی پور سے مقام موضع بھبہ ضلع گجرات سکونت اختیار کی، سید نجف علی کا پسر سید حشمت حسین ان کے صلب سے دو پسر شوکت حسین وسید بشارت حسین ان کے دو پسر سید ریاض حسین وسید ذوالفقار علی اور سید شوکت حسین کے صلب سے تین پسر سید جیون شاہ وسید خورشید علی وسید خورشید علی وسید شاکر علی اور سید تہور علی ان کا پسر سید حیدر حسن ان کے دو پسر سید اظہر حسن ومظہر حسن و دختراں نیاز خاتون وکلثوم وصغرا۔ (۲) سید مظفر علی شاہ مذکور کا یک پسر درگاہی شاہ ان کا ایک پسر سید حسن یہ بزرگ، نانوتہ سے اپنی سسرال قصبہ سرساوہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) مخدوم پیر سید عاقل شاہ (۲) مخدوم پیر سید شاہ حیات (۳) سید باقر علی ان کے صلب سے یک پسر سید صادق علی ان کا پسر سید مہدی حسن ان کے صلب سے یک پسر سید محمد باقر و دختران زہرہ بیگم زوجہ سید ناظر علی بیرسٹر چلکانوی حسینی الترمذی وکنیز بیگم زوجہ سید جعفر علی اور سید محمد باقر کے صلب سے پانچ فرزند سید محمد عسکری وسید محمد تقی وسید محمد نقی وسید محمد سبطین وصادق علی و دختران کنیز بیگم زوجہ سید محمود حسن چلکانوی وچھیو زوجہ ریاض علی۔

(۱) مخدوم پیر سید عاقل شاہ بچپن ہی سے صوم وصلاۃ کے پابند اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے گوشہ نشین ہوکر چلہ کشی کرتے دوسرے برادر مخدوم پیر سید شاہ حیات بھی ریاضتوں میں مصروف رہتے تھے، ایک بشارت کی بنا پر سرساوہ سے پنجاب کا سفر اختیار کیا اور منزل در منزل تبلیغ مذہب حقہ کرتے ہوئے مقام چنیوٹ پہنچے، یہاں آپکی روحانی کرامات کی وجہ سے عوام مسخر ہونے لگے، نواب اسد اللہ خان کو یہ امر ناگوار گذرا اور آپ کو گستاخانہ الفاظ کہے، آپ ناراض ہوکر چنیوٹ سے دریائے چناب کے کنارے موضع ٹھٹھہ عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے، کچھ عرصہ کے بعد نواب اسد اللہ خان کو بادشاہ دہلی

نے کسی قصور میں معزول کر دیا، نواب صاحب بہت پریشان ہوئے اور اپنی غلطی کا احساس کیا، فوراً مخدوم پیر سید عاقل شاہ کی خدمت میں ہاتھی پر سوار ہو کر بھبٹہ پہنچے اور معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے معاف کیا، نواب صاحب نے چند طلائی اینٹیں بطور نذرانہ پیش کیں آپ نے اسی وقت غربا کو تقسیم کر دیں، آخر نواب اسد اللہ خان اپنے عہدہ پر بحال ہو گئے آپ نے بھبٹہ چند مکان تعمیر کرائے ان میں ایک مسجد اور کنواں تعمیر ہوا، آپ کا عبادت خانہ میورا عاقل شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اپنی زندگی میں وصیت کی کہ میرا جانشین ہمارا برادر مخدوم پیر سید شاہ حیات ہوگا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد مخدوم پیر سید شاہ حیات سرساوہ سے پنجاب پہنچے، مقام کالا باغ ضلع میانوالی کچھ عرصہ تک چلہ کشی کی اور چند دیہات کے اعوان قوم کو مسلمان کیا اور شہر کالا باغ میں جائے چلہ کشی پیر شاہ حیات مشہور ہے، اس کے بعد پنڈ دادنخاں پہنچ کر بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا غرض آپ نے ملکوال، گہال، گنبٹ، ججا ہور، مرزا بھٹیاں وغیرہ میں بہت سے لوگوں کو دین اسلام سے شناسا کرایا اور اکثر مقامات پر عزاداری سرکار سید الشہدا کا پرچم لہرایا، بہر حال مذہب حقہ کی تبلیغ میں بڑے بڑے کارنمایاں انجام دیئے، ہزاروں کی تعداد میں مرید ہیں موضع بھبٹہ میں مدفن ہے ملک گھبٹہ قوم ٹرل جس کے نام سے موضع بھبٹہ میں مشہور ہے مخدوم پیر سید عاقل شاہ و مخدوم پیر سید شاہ حیات دونوں برادران حقیقی کا خاص مرید تھا اس نے تقریباً پندرہ سو بیگھہ اراضی بطور مدد معاش نذر کی یہ الاضی دونوں برادران کی اولاد و اعزا میں منقسم ہے جس پر آج تک قابض وہ متصرف ہیں یہ صاحبان نانوتہ، سرساوہ، الٰہی پور سے آکر بھبٹہ آباد ہو گئے، مزار کے منتظم بھی یہی ہیں مخدوم پیر سید عاقل شاہ کے صلب سے ایک پسر سید محمد احسن ان کا ایک پسر سید فضل حسین ان کا پسر سید عابد حسین ان کا ایک پسر سید خادم حسین و دختر کنیز فاطمہ زوجہ سید حیدر حسن ولد سید تہور علی سکنہ الٰہی پور، سید خادم حسین کے صلب سے دو پسر سید عاشق حسین و سید علی حسین ان کی دختران کنیز فاطمہ و شہنشاہی بیگم و پسران قمر عباس و سعید حیدر و ممتاز علی اور سید عاشق حسین کے دو پسر سید غلام حسین و سید اخلاق حسین، سید غلام حسین کا ایک پسر سید ضمیر عباس اور سید اخلاق حسین کے دو پسر سید عابد حسین و الطاف حسین عرف پپو مخدوم پیر سید شاہ حیات کا مزار موضع گھبٹہ میں ہے، آپ کے مزار کے منتظمین نانوتہ، سرساوہ، الٰہی پور کے سیدزادوں کے نام یہ ہیں (۱) سید علی حسین و سید عاشق حسین پسران سید خادم حسین مذکور (۲) سید شوکت و سید بشارت حسین پسران سید حشمت علی (۳) سید حسین علی ولد سید معصوم علی (۴) سید ناصر حسین و شرافت حسین و علی عباس پسران سید محرم علی نواسہ سید حیدر حسن و تہور علی اور سیدہ حسین باندی دختر سید حسین علی مذکور۔

۲۔ پیر سید مرتضیٰ حسین بن سید حاجی حسن مکی آپ عالم و فاضل و مقدس بزرگ تھے شب و روز عبادت الٰہی میں بسر کرتے تمام عمر ریاضتوں میں بسر کی عموماً آبادی سے جانب غرب ایک گنجان جنگل میں چلہ کشی کرتے تھے وہیں صدہا معتقدین و شاگردوں کا جمگھٹا رہتا تھا اسی حالت میں وفات ہوئی اور حسب وصیت اسی قطعہ اراضی[۱] میں دفن ہوئے عبادت

---

[۱] یہ قطعہ اراضی ستوں والی جوہڑی (تالاب) کے نام سے مشہور ہے، ایک شکستہ مسجد اور پختہ مقبرہ کا کھنڈر اور ایک پختہ قبر موجود ہے دیگر قبور بھی ہیں ایک کہنہ برگد کا درخت ہے (مؤلف)

عبادت کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی تھی وہیں آپکی اور بعض شاگردوں کی قبور ہیں آپ کے فرزند سید جان علی نے مختصر سا مقبرہ تعمیر کرایا آپ کے صلب سے یک پسر سید جان علی ان کا پسر سید نوازش علی ان کا پسر سید پیر علی ان کا پسر سید محمد علی ان کا پسر سید بخشش علی عرف پھجو دختر منور فاطمہ عرف مُنی و گمانی بیگم عرف گہی زوجہ سید قنبر علی سید بخشش علی عرف چھجو کا یک پسر سید فضل حسین ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے (۱) منشی سید امیر حسین ضلعدار نہر (۲) سید کرار حسین (۳) سید زوار حسین عرف بندو چپیرین (۴) سید مظاہر حسین۔

(۱) منشی سید امیر حسین ضلعدار نہر کی زوجہ فدائی بیگم دختر مرزا سکنہ بگھرہ مراد پورہ کے بطن سے دو پسر سید حسن عباس و سید ارتضیٰ حسین و دختران مبارکی بیگم زوجہ سید اسرار حسین ولد سید زوار حسین چپیرین و نایاب بیگم۔

سید حسن عباس نے ۱۹۴۷ء کے فسادات ہند سے متاثر ہوکر قصبہ چکوال سکونت اختیار کی ان کی زوجہ محمودہ بیگم دختر منشی سید حسین علی محلہ کوٹ کے بطن سے یک پسر سید امیر عباس و دختران مشہودہ بیگم دختر سید اقبال حسین و خورشیدہ بیگم زوجہ سید طاہر حسین ولد سید مرتضیٰ حسین نعوی و مُنی سید ارتضیٰ حسین بی اے نے راولپنڈی میں سکونت اختیار کی۔

سید زوار حسین کی زوجہ اولیٰ امرائی بیگم دختر سید محمد عباس ولد سید منور علی کے بطن سے یک پسر سید اسرار حسین و زوجہ ثانیہ تقیہ بیگم بنت مولوی حکیم سید محمود الحسن پیشنماز کے بطن سے دو پسر سید شبر حسین و سید علی اطہر عرف سید محمد عیلے و دختران کنیز شبیر زوجہ سید ناصر حسین ولد سید ناظر حسین مکی محلہ محل و تطہیر فاطمہ زوجہ سید سرکار حسین عرف بدھو ولد سید ہادی حسین سکنہ بڈولی و نذیرہ فاطمہ زوجہ سید حیدر عباس ولد مولوی سید غفار حسین اور زوجہ ثالثہ بادشاہی بیگم دختر سید محمد عباس ولد منور علی محلہ کوٹ کے بطن سے دو پسر سید علی اختر و سید محمد وفادار مفقود الخبر و دختران ذکیہ بیگم زوجہ سید ظہیر حسین ولد منشی سید ضمیر حسین محلہ چھتہ و نصیر بیگم عرف چندہ زوجہ سید امیر ہاشم شہید مدفون خیر پور میرس ولد سید اشفاق حسین۔

سید اسرار حسین کی زوجہ مبارکی بیگم دختر سید امیر حسین ضلعدار کے بطن سے دو پسر سید محمد امان و محمد سبحان و دختران کشور جہاں و مسرت جہاں سید شبر حسین کی زوجہ اولیٰ معصومہ بیگم دختر سید ابن حسن چلکانوی کے بطن سے ہنوز تین پسر سید محمود اختر و سید سعید اختر و جاوید اختر اور زوجہ ثانیہ صابرہ بیگم دختر منشی سید حامد حسین محلہ کوٹ کے بطن سے ہنوز دو پسر سید نوید اختر و ممتاز اختر اور سید کرار حسین کے صلب سے یک دختر زندی بیگم۔

سید مظاہر حسین کی زوجہ اولیٰ زہرہ بیگم دختر سید فیاض حسین کے بطن سے دو پسر سید مجاہد حسین و سید عارف حسین و دختران جمیلہ بیگم زوجہ ذوالفقار حسین کرانوی و شکیلہ بیگم اور زوجہ ثانیہ ام لیلے دختر سید طالب حسین کے بطن سے یک پسر سید حیدر علی و دختران عشرت جہاں و افروز جہاں و نور جہاں۔

مجاہد حسین کے صلب سے ہنوز تین پسر سید اصغر حسین و بندن و منظر حسین و دختران ناجرہ بیگم و انجم آرا بیگم سید عارف حسین کے صلب سے ہنوز دختران نخمہ بیگم و نرجس بیگم و فرحت بیگم۔

شجرہ نسب سادات جعفری وسبزواری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور محلہ سبزواریان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

مبلغ شریعت ہادی طریقت امام ششم کا اسم گرامی جعفر کنیت ابو عبداللہ لقب صادق تھا، ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی عبدالملک بن مروان کا عہد حکومت تھا باقر علوم اولین وآخرین امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد امامت کی ذمہ داریاں کا بار آپ کے دوش مبارک پر آپڑا، امام جعفر صادق علیہ السلام نے کئی ایک بادشاہوں کے زمانے میں زندگی بسر فرمائی ہے جس میں نو اموی اور دو بنی عباس کے بادشاہ تھے، اموی سلاطین عبدالملک[۱]، ولید[۲]، سلیمان[۳]، عمر بن عبدالعزیز[۴]، یزید بن عبدالملک و ہشام[۵]، ولید بن یزید بن عبدالملک، ابراہیم بن[۸] ولید، مروان[۹] حمار اور بنی عباس سلاطین ابوالعباس سفاح، منصور دوانقی یعنی حکومت بنی اُمیہ کا زوال اور سلطنت بنی عباس کی بنیاد قائم ہوئی یہ نشرِ علوم و شریعت کے لئے موزوں ترین دور تھا کیونکہ جس وقت یزید بن معاویہ نے مدینہ کو تباہ وبرباد کیا۔ دس ہزار سے زائد باشندگان مدینہ جس میں صدہا اصحاب رسول وحافظ قرآن و قاری ومحدث وعلماء صلحا تھے ان کو ظلم وستم سے شہید کئے۔ ہزاروں عورتوں سے یزیدی فوج کے لوگوں نے جن میں اصحاب رسول اللہ کی بیویاں وبیٹیاں تھیں زنا کیا مسجد نبوی وحرم رسول اللہ میں گھوڑے باندھے گئے درس گاہیں مسمار کرائیں کتب خانہ جلائے گئے ہزاروں لڑکے لڑکیاں غلام بنائے گئے جو قتل ہونے سے بچ رہے تھے ان میں سے جس نے غلام بننے سے انکار کیا اس کو قتل کیا گیا اس سبب سے عوام خوف زدہ ہوگئے اس لئے کفر بت پرستی اور بے دینی غالب آگئی حقیقی اسلام کی روح فنا ہونے لگی اسلام کے اس کٹھن وقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے احیاء علوم ونشر اشاعت آثار محمدیہ اور شخصی وجبر واستبداد کو مٹا کر بڑی حد تک انسانیت اور مساوات کو برسرِ اقتدار لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک یورپین لکھتا ہے کہ واقعہ حرہ کے بعد کفر اور بت پرستی پھر غالب آگئی تھی اور اس کا دوبارہ جنم لیتا اسلام کے لئے خوفناک اور تباہ کن تھا تمام اہل مدینہ کو جو قتل ہونے سے بچ رہے تھے یزید کا غلام بنایا گیا جس نے انکار کیا اس کا سر اتار لیا گیا اس رسوائی اور بدنامی سے صرف دو آدمی بچے علی بن الحسین اور علی بن عبداللہ بن عباس ان سے یزید کی بیعت نہیں لی گئی۔ مدارس۔ شفاخانے اور دیگر رفاہِ عام کی عمارتیں جو خلفاء کے زمانے میں بنائی گئی تھیں یا تو بند کر دی گئیں یا مسمار کر دی گئیں عرب پھر ایک ویرانہ بن گیا مگر اس کے بعد علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے جد امجد حضرت علی المرتضٰے کی عظیم الشان تعلیم گاہ پھر جاری کی مگر یہ صحرا میں صرف ایک ہی سچا نخلستان تھا اس کے چاروں طرف ظلمت اور ضلالت چھائی ہوئی تھی (ا...... آف سارا سین ص۲۳۶) آپ کے زمانہ امامت میں سادات بنی فاطمہ کے علاوہ آپ کے شیعوں پر مظالم بپا کئے گئے ہر جگہ جاسوس مقرر کئے گئے جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا محب ہے اسے گرفتار کر لیا جاتا نشر اہلبیت کو روکنے کے لئے سرکار صادق کی ایذا رسانی

اور قتل کی تدبیریں کی گئیں منصور دوانقی کے حکم سے امام کے گھر میں آگ لگادی گئی ان حالات میں آپ نے مذہب اہلبیت کی اس شان سے نشر و اشاعت فرمائی جو اپنی نظیر آپ ہے، آپ کی ذات گرامی میں انابت علم و فضل، عدل، حقانیت، نورانیت لطافت، ایثار، فقر و قناعت، زہد، عرفان، صبر اور احسان کی صفات بدرجہ کمال موجود تھیں آپکے اصحاب و شاگرد چار ہزار تین سو سے زائد تھے اور اس منبع علوم اہلبیت نبوت سے اہلسنت کے امام ابوحنیفہ بھی بقدر صلاحیت فیض یاب ہوئے چنانچہ شمس العلماء شبلی نعمانی لکھتے ہیں یعنی امام ابوحنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں حاصل کی شیعہ سُنی دونوں نے مانا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیض صحبت تھا امام صاحب نے آپ کے فرزند رشید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔

خود امام ابوحنیفہ معترف ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بڑھ کر علم دین کا عالم کسی کو نہیں پایا (تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ طبع حیدر آباد دکن)

اہلسنت کے مسلم عالم ابن خلکان لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سادات اہلبیت سے تھے صدق مقال کی وجہ سے ان کا لقب صادق ہوا ان کا فضل و کمال محتاج بیان نہیں (وفیات الاعیان جلد ۱ صفحہ ۱۰۵) باوجود اس صدق مقال کے محدثین اہلسنت کی عصبیت کا یہ عالم ہے کہ وہ ان سے روایت نہیں لیتے چنانچہ علامہ وحید الزمان حیدر آبادی اس ضمن میں لکھتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام بارہ اماموں میں سے مشہور امام ہیں یہ بہت ثقہ، فقیہ اور حافظ تھے امام مالک و امام ابوحنیفہ کے شیخ ہیں امام بخاری کو معلوم نہیں کہ کیا شبہ ہو گیا ہے کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے اور یحیی بن سعید قطان نے بڑی بے ادبی کی ہے جو کہتے ہیں کہ میرے دل میں امام جعفر صادقؑ سے خلش ہے اور ان سے زیادہ مجاہد کو میں دوست رکھتا ہوں۔ الخ حالانکہ مجاہد کا امام جعفر صادق کے سامنے کیا رتبہ ہے ایسی ہی باتوں کی وجہ سے تو اہلسنت بدنام ہوئے ہیں کہ ان کو آئمہ اہلبیت سے کچھ محبت اور اعتقاد نہیں اللہ تعالےٰ امام بخاری پر رحم کرے کہ مروان اور عمران ابن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو ابن رسول ہیں ان کی روایت میں شبہ کرتے ہیں (انوار الفقہ پ ۵ صفحہ ۲۱) بہر حال آپ کی وسعت علم پر آپ کی علوم جدیدہ و علوم قدیمہ میں وسعت ہے آپ کی رواۃ کی تعداد چار ہزار ہے منصور دوانقی کے حکم سے گورنر مدینہ نے دھوکہ سے زہر آلود انگوروں سے امام عالیمقام کو شہید کیا اور ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ میں شہادت پاکر جنت البقیع دفن ہوئے، سوائے کنیزان خاصہ کے دو ازواج منکوحہ تھیں، فاطمہ بنت حسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب و حمیدہ کتب لواعج الاحزان و تذکرۃ السادات و کنز الانساب معروف بحر الانساب و تحفۃ الانساب وغیرہ میں آٹھ فرزندان مرقوم ہیں۔

(۱) حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام (۲) سید اسمٰعیل اعراج اکبر (۳) سید علی (۴) سید عبداللہ افطح ملقب مامون (۵) سید محمد دیباج (۶) سید عباس (۷) سید اسحاق (۸) سید یحیی اور ایک دختر بعض انساب کتب میں سات فرزند تحریر ہیں ان میں چھ فرزند صاحب

اولاد ہیں۔

۲۔ سید اسمٰعیل اعرج اکبر

حسن و جمال و کمال صوری و معنوی میں شہرۂ آفاق تھے بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ بعد امام جعفر صادق علیہ السلام یہ امام ہوں گے لیکن انہوں نے حیات پدر بزرگوار میں وفات پائی پس جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے جنازہ کو قبرستان میں لے گئے اور تابوت ان کا تین مرتبہ زمین پر رکھا اور کفن سے چہرہ تین دفعہ کھول کر دکھلایا تاکہ تمام مجمع ان کی وفات کا یقین کریں اور غائب ہونیکا گمان نہ ہو لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگوں کو لغزش ہوئی اور ان کو امام جانا اور وہ جماعت اسمٰعیلیہ ہے اور وہ دو فرقہ ہیں ایک کا قول ہے کہ اسمٰعیل زندہ ہیں اور دوسرا گروہ قائل ہے کہ وفات پائی۔ امام زادہ سید اسمٰعیل کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید محمد عریفی (۲) سید علی عریفی منصور دوانقی کے عہد حکومت میں دونوں قریہ عریفیہ میں رہتے تھے اس لئے عریفی کے لقب سے مشہور ہو گئے (۲) سید علی عریفی کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد و سید احمد شعرانی سید حسن، سید جعفر اصغر ان کے دو پسر سید ابوالقاسم و سید عبدالمجید ان کے دو پسر سید یوسف و سید میمون قداح ان کے پسر سید عبداللہ ان کی اولاد بلاد عرب عراق اور یمن ہے اور سید حسن مذکور کے چار پسر سید احمد و سید اسحاق و سید حمزہ و سید عبداللہ ان کی نسل دمشق عرب، عراق میں بسیار ہے اور سید احمد شعرانی کے سید حمزہ الداعی ان کے پسر سید عبداللہ ان کے دو پسر سید موسٰے و سید عیسٰے ان کے پسر بہاؤالدین ان کے پسر ابوالحسن محدث ان کے پسر سید علی نقیب قم ان کے پسر سید عیسٰے ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید حمزہ ان کے پسر سید محمد ان کے پسر ظہیر الدین اور سید محمد بن سید علی عریفی کے پسر سید علی ان کے پسر سید محمد ان کے دو پسر سید عباس و سید محمد رود باری ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید محمد ان کے پسر سید عیسٰے رود باری ان کے پسر سید عبداللہ ان کے پسر سید محمد طوسی ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید محمد عالم ان کے پسر سید شرف الدین ان کے پسر سید زین العابدین ان کے پسر ان کے پسر سید تاج الدین مدفون برہان پور ان کی اولاد بھی برہان پور میں آباد ہے اور سید عباس مذکور کا پسر سید حسن ان کا پسر سید حمزہ ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید ابوطالب ان کا پسر سید یحیٰی ان کا پسر سید فخرالدین ان کا پسر سید حسام الدین ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر سید محمد ماہ ان کا پسر سید جعفر افضل الدین، سید محمد ماہ بغداد (عراق) سے اوّل لاہور بعدہٗ دہلی تشریف لائے ان کی اولاد مضافات دہلی میں ہے۔

ا۔ سید محمد عریفی بن امام زادہ سید اسماعیل ان کے صلب سے چھ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید احمد (۲)، سید جعفر شاعر (۳) سید اسمٰعیل ثانی (۴)، سید زید (۵)، سید عیسٰے اکبر (۶)، سید علی عارف

(۲) سید جعفر شاعر کا پسر سید محمد الحبیب ان کے دو پسر سید مہدی و سید عبداللہ ان کی اولاد مصر، عرب و عراق میں بسیار ہے

(۵) سید عیسٰے اکبر کا پسر سید یحیٰی محدث ان کی نسل سے دو قبائل بنو توابہ و بنو محیض ہوئے۔

(۶) سید علی عارف کا پسر سید محمد ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید حامد ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید احمد بدرالدین ان کا پسر سید جمال الدین ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سید عماد الدین ان کا پسر ان کا پسر وجیہ الدین خجندی مدفون بیجاپور دکن، ان کی اولاد بیجاپور میں آباد ہے۔

(۳) سید اسمٰعیل ثانی کے صلب سے سات فرزند پیدا ہوئے (۱) سید محمد منصور خاقانی (۲) سید موسےٰ (۳) سید یحییٰ (۴) سید عبداللہ رومی (۵) سید ابو تمیم محمد (۶) سید علی طاہر (۷) سید حسن منوجہہ انکی نسل سے دو قبائل ہیں بنی البرار کی نسل حلہ (عراق) میں اور نبوالتمام کی مقام سور آباد میں آباد ہے۔

(۵) سید ابو تمیم محمد کی اولاد مقام طبرستان آباد ہے (۶) سید علی طاہر لاولد

(۳) سید یحییٰ ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید ابوالقاسم ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید عماد الملک ان کا پسر سید ضیاء الدین ان کا پسر سید محمد ان بزرگ کی اولاد بیجاپور (دکن) آباد ہے (۴) سید عبداللہ رومی کے صلب سے دو پسر سید احمد و سید عبداللہ اخلجی ان کا پسر سید نور شاہ ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر نجم الدین ان کا پسر سید محمد باقی ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر فرید الدین عطار ان کا پسر سید بایزید ان کا پسر خطیب الدین ان کا پسر سید معین الدین ان کا پسر سید عبداللطیف ان کا پسر سید خطیر الدین ان کا پسر سید شاہ محمد غوث گوالیری اور سید احمد مذکور کا پسر سید داؤد ان کا پسر نصیر الدین؎ ان کا پسر سید زین العابدین ان کا پسر سید احمد کبیر ملقب بہ سخی سرور یہ بزرگ صاحب کرامات ہوئے ہیں ان کے مزار پر عقیدتمندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے اور خاص کر ہر سال میلہ میں دور دراز کے افراد شامل ہوتے ہیں۔

۱۔ سید محمد منصور خاقانی

ان کے صلب سے یک پسر سید غالب الدین آپ معہ اہل وعیال مقام محمد آباد (درے) سے مصر تشریف لے گئے ان کا پسر سید عبدالمجید ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے سید مستبصر باللہ معروف منتظر باللہ و سید منتخب باللہ ان کا پسر سید محمد مہدی ان کا پسر سید احمد ہادی ان کا پسر سید احمد شاہ ان کا پسر سید محمود شاہ ان کا پسر سید موسےٰ ملقب نور شاہ ان کا پسر سید شمس الدین ان کا پسر سید کبیر الدین ان کا پسر مخدوم پیر سید عثمان لال شہباز قلندر مزندوی مزار مبارک مقام سیہون (سندھ) تذکرہ صوفیائے سندھ مؤلفہ اعجاز الحق۔

(۱) سید منتظر باللہ ان کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے سید ابراہیم و سید اسمٰعیل و سید احمد ہادی ان کے صلب سے چھ پسر پیدا ہوئے، سید ہاشم فرزند اکبر و سید عبداللہ و سید اسداللہ و سید محمد و سید حسین و سید عباس سید ہاشم سبزواری ان کے صلب سے سات فرزند پیدا ہوئے سید محمد و سید علی و سید حسن و سید حسین و سید عبداللہ، سید قاسم و سید جعفر، سید محمد بن سید ہاشم سبزواری ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید محمود سبزواری و سید ابراہیم و جعفر طاہر۔

سید محمود سبزواری مدفون لاہور

بقول ملفوظ کمالیہ آپ کی ولادت ۱۲ صفر ۴۴۳ھ مقام سبزوار ہوئی۔ ابتدا سن بلوغ سے تبلیغ اسلام کا جذبہ تھا شجاعت اور فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے مسعود ثالث بن ابراہیم بادشاہ غزنوی جس وقت ہند پہ حملہ آور ہوا تو سید محمود سبزواری بادشاہ غزنوی کی سپاہ کے فوجی افسر تھے آپ معہ اہل و عیال وارد ہند ہوئے کفار سے لشکر اسلام کا مقابلہ ہوا، ہزارہا کفار کو مسلمان کیا اور بہت سے لوگوں کو قید کیا آخر مسعود ثالث

؎ محمد ان کا پسر شاہ شیر الدین ان کا پسر شاہ خلیل اللہ شاہ ان کا پسر عبدالغنی ان کا پسر سید محمد صالح ان کا پسر عمر امیر

لاہور سے غزنوی پہنچ کر فوت ہوگیا اور پنجاب میں طغاتگین کو حاکم پنجاب اور سید محمود سبزواری کو طغاتگین کا نائب مقرر کر گیا
مسعود ثالث کے بعد اس کا بیٹا ارسلان سلطان الدولہ اپنے بھائی کو گرفتار کرکے تخت غزنوی پہ قابض ہوا بہرام شاہ یمین الدولہ
بن مسعود ثالث بھاگ کر سلطان سنجر سلجوقی حاکم خراسان کے پاس پہنچا جو اپنے بھائی محمد سلطان بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان
کا فرمانروا تھا اس سے طالب امداد ہوا سلطان سنجر نے بطور امداد فوجیں روانہ کیں غزنوی سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر طرفین میں شدید
جنگ ہوئی ارسلان شاہ شکست کھا کر وارد ہند ہوا سلطان سنجر نے غزنوی فتح کرکے بہرام شاہ کو غزنوی کا تخت و تاج سونپ دیا
اور سلطان سنجر نے طغاتگین حاکم پنجاب کو مطلع کیا کہ ارسلان شاہ نے اپنے برادر حقیقی کو قتل کیا اب ہم نے اس کے دوسرے بھائی
بہرام شاہ کو تخت غزنوی پر بٹھا دیا ہے اس لئے جب ارسلان شاہ پنجاب پر حملہ آور ہو تو اس کی اطاعت نہ کرنا بلکہ بہرام شاہ کی چنانچہ
جس وقت ارسلان شاہ ، پنجاب پر حملہ آور ہوا تو طغاتگین حاکم پنجاب نے ارسلان شاہ کا مقابلہ کیا ، سید محمود سبزواری نے اور ان کے
پانچوں بیٹوں نے ارسلان شاہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا خونریز لڑائی ہوئی سید محمود سبزواری قلب لشکر میں گھس کر لڑ رہے تھے زخموں سے
چور ہو کر گھوڑے سے گر کر شہید ہو گئے باپ کے شہید دیکھ کر پانچوں بیٹے شیر نر کی طرح ارسلان شاہ کی فوج پر ٹوٹ پڑے اور بہادریت
شجاعت اور جوانمردی سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر مخالف کے ہزارہا لشکریوں کو تہ تیغ کیا اور خود بھی شہید ہو گئے اندرون قلعہ پانچوں
فرزندان کے مزار پانچ پیروں کے نام سے مشہور و معروف ہیں اس کے بعد بہرام شاہ کی فوج کا مقابلہ ارسلان شاہ کی فوج سے مضافات
ملتان میں ہوا ، بہرام شاہ کے لشکر کا سپہ سالار سید سالار حسین بن سید ابراہیم بن سید محمود سبزواری تھا انجام کار بہرام شاہ فتحیاب ہوا
بقول مؤلف ملفوظ کمیالہ یہ سید سالار حسین سپہ سالار سید محمود سبزواری کا پوتا تھا انہوں نے اپنا دادا سید محمود سبزواری کا مزار لاہور میں
تعمیر کرایا جو پرانی انارکلی کے قریب سبز گنبد مشہور ہے اور سید محمود سبزواری کی نسل مقام جارچہ ضلع بلند شہر و بھنیڑی ضلع بجنور و
سنبھل ضلع مراد آباد میں بھی پھیلی ہوئی ہے (شرح انساب قلمی مؤلفہ مولوی سید عابد حسین سبزواری نانوتوی) سید محمود سبزواری
کے صلب سے چھ پسر پیدا ہوئے (۱) سید ابراہیم (۲) سید جعفر (۳) سید حیدر (۴) سید ابوالحسن (۵) سید صفی الدین یہ پانچوں فرزند جنگ
ارسلان شاہ و بہرام شاہ میں شہید ہو کر اندرون قلعہ مدفون ہیں جو پانچ پیروں کے نام سے مشہور ہیں اور چھٹا فرزند (۶) سید محب علی المعروف
محمد محب الدین جو سب بھائیوں میں چھوٹا تھا اپنی ننہیال مقام سبزوار رہ گیا ان کے صلب سے پانچ فرزندان پیدا ہوئے (۱) الحاج
مولوی سید علی خالدین (۲) سید کمال الدین (۳) ⁂ اور علم جفر میں صاحب کمال تھے علم جفر کے بہت سے رموز سینہ بسینہ بزرگوں سے حاصل
ہوئے تھے ، حصول علم جفر کے لئے اکثر صاحب صلاحیت شاگرد جمع رہتے تھے ان میں ابو عبداللہ محمد بن تومرت افریقہ کا رہنے والا بھی
شاگرد رشید تھا ان کے فرزند سید عبدالمومن کو ہونہار اور مدبر سمجھ کر با اجازت والد ماجد اپنے ہمراہ مقام مراکو (افریقہ) لے گیا۔ ان الحاج
مولوی سید علی خالدین سید محب علی المعروف سید محمد محب الدین کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سید عبداللہ سبزواری .

۲۔ سلطان سید عبدالمومن بادشاہ مراکو (شمالی افریقہ)

یہ بزرگ شجاع مدبر زود فہم اور جہاندیدہ تھے جیسا کہ اوپر لکھا جا
چکا ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن تومرت افریقہ کا رہنے والا بربری قبیلہ

---

(۳) جمال الدین (۴) شمس الدین (۵) امام الدین ۔ (۱) الحاج مولوی سید علی خالدین عالم و فاضل ، عابد و زاہد

مسمودہ سے تعلق رکھتا تھا موحدین (جن کو اہل ہسپانیہ المحدث کہتے ہیں)، کے بعض عقائد اسلام سے مختلف ہیں یہ ان کا پیشوا یا حاکم تھا اس نے ان توحید الٰہی اور اسلامی اصولوں سے آگاہ کیا، سید عبدالمومن کے والد سید محمد محب الدین کا علم جعفر میں شاگرد تھا کوفہ سے سید عبدالمومن کو افریقہ اپنے ہمراہ لاکر فوج کا سپہ سالار کیا ۵۲۲ھ مطابق ۱۱۲۸ء میں فوت ہوگیا سید عبدالمومن اس کا جانشین ہوا اور قبیلہ مسمودہ کے موحدین نے ان کی بیعت کی چنانچہ مؤلف تاریخ فرمانروایان اسلام نے اس امر کی تصدیق صفحہ ۳۰ پر کی ہے اور مؤلف مذکور نے لکھا ہے کہ سید عبدالمومن نے ۱۱۴۴ء میں مرابطین کی سپاہ کو شکست دی اور دو سال میں ممالک اوران، فیض طلسمان، سیوٹہ، اغمات اور سالی پر قابض ہوگیا ۱۱۴۶ء میں مراکو کا محاصرہ کرکے خاندان مرابطین کو بے تخت و تاج کر دیا اور ہسپانیہ میں ایک لشکر بھیجا پانچ سال کے عرصہ میں اس جزیرہ نما کا تمام اسلامی حصہ اس کے تسلط میں آگیا مراکو اور ہسپانیہ پر متصرف ہوکر اس نے مشرقی مہمات کی طرف توجہ کی ۱۱۵۴ء میں الجیریا پر قبضہ کیا اور ۱۱۵۶ء میں زیری خاندان کے جانشین نارمنوں کو ٹیونس سے نکال دیا اور ٹرپیولی کے الحاق سے سرحد مصر سے بحر الکاہل کے تمام ساحلی ملک اور اسلامی ہسپانیہ پر سید عبدالمومن کا پرچم حسینی لہرانے لگا ان کے تیرہ جانشین بادشاہ ۵۲۴ھ تا ۶۶۷ھ تک ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں (۱) سید عبدالمومن (۲)، سید محمد یوسف (۳) سید یعقوب منصور (۴)، سید محمد ناصر (۵)، سید یوسف ثانی مستنصر (۶)، سید عبدالواحد (۷)، سید ابو محمد عبداللہ عادل (۸)، سید یحییٰ معتصم (۹)، سید ابوالعلا ادریس مامون (۱۰)، سید عبدالواحد رشید (۱۱)، سید ابوالحسن علی سعید (۱۲)، سید ابوحفص مرتضےٰ (۱۳)، سید ابوالعلا واثق۔

سید عبدالمومن بادشاہ مذکور کے صلب سے چار فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سید علی المعروف اسلام الدین (۲)، سید جعفر رضی الدین (۳)، سید ابوحفص مرتضےٰ (۴)، سید محمد یوسف اوّل بادشاہ، یہ بادشاہ متحمل مزاج رحم دل اور رعایا پرور تھا بقول مؤلف تذکرۃ الکرام اس بادشاہ نے بہت سے کام رفاہ عام کے لئے ان میں دریائے گوار لکور پر پل اور زبردست بند تعمیر کرائے جامع سویلی تعمیر کرائی ان کے صلب سے یک پسر سید یعقوب منصور ان کا پسر سید محمد ناصر ان کا پسر سید یوسف ثانی مستنصر ان کا پسر سید عبدالواحد ان کا پسر ابو محمد عبداللہ عادل ان کا پسر سید یحییٰ معتصم ان کا پسر سید ابوالعلا ادریس مامون ان کا پسر سید عبدالواحد رشید ان کا پسر سید ابوالحسن علی سعید ان کا پسر سید ابوحفص عمر مرتضےٰ ان کا پسر سید ابوالعلا واثق یہ تمام سلطان سید عبدالمومن بادشاہ مراکو کے جانشین صاحب تخت و تاج گذرے ہیں (۳)، سید ابوحفص مرتضےٰ بن سلطان سید عبدالمومن بادشاہ مراکو اس کی اولاد میں سید یحییٰ شاہان وحدین یعنی سید محمد ناصر بادشاہ کا بطور نائب ٹیونس پر حکومت کرتا تھا باپ کے بعد بیٹے کو حکومت منتقل ہوتے ہی رفتہ رفتہ خود مختار ہوگیا اور یہ خاندان حفصیہ کا مورث اعلےٰ پہلے ٹیونس میں موحدین کے گورنر کے طور پر حکومت کرتا تھا باپ کے بعد بیٹے کو حکومت منتقل ہوتے ہی خاندان مذکور آزاد ہوگیا جو تین صدیوں یعنی ۶۲۵ھ لغایتہ ۹۴۱ھ تک عدل و انصاف اور رحمدلی سے ٹیونس پر فرمانروا رہا، اٹلی سے ان کے تجارتی تعلقات نہایت دوستانہ تھے خاندان حفصیہ کا شجرہ نسب" سید ابوحفص مرتضےٰ بن سلطان سید عبدالمومن بادشاہ مراکو کا پسر سید ابوالواحدین ان کا پسر سید یحییٰ ان کا پسر سید محمد مستنصر ان کا پسر سید یحییٰ ثانی ان کا پسر سید ابراہیم ان کے صلب سے دو پسر سید ابوحفص عمر و سید یحییٰ ان کا پسر سید خالد ان کا پسر سید محمد ان کا پسر

ٹ تاجدار ٹیونس کہلایا چنانچہ تاریخ فرمانروایان اسلام کے صفحات ۳۲ و ۳۳ پر مرقوم ہے کہ خاندان حفصیہ

سید احمد ان کا پسر سید عبدالعزیز ان کا پسر سید ابوالفارس ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید عثمان ان کا پسر سید مسعود ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید محمد،

سید ابوحفص عمر بن سید ابراہیم مذکور کا پسر سید محمد مستنصر ان کا پسر سید ابوبجر ان کا پسر سید خالد مکرم رشید ان کا پسر سید ذکریا ان کا پسر سید محمد مستنصر ان کا پسر سید ابوبجر متوکل ان کا پسر سید ابوحفص عمر،

(۲) سید جعفر رضی الدین بن سلطان سید عبدالمومن بادشاہ مراکو کے صلب سے یک پسر سید قاسم انوار ان کا پسر سید مرتضےٰ ان کا پسر سید محمد اسمٰعیل ان کا پسر سید عبدالمومن ثانی ان کا پسر سید علی خالد ان کا پسر سید جعفر شاخمر ان کا پسر سید محمد رضا ان کا پسر سید علی جلال الدین ان کا پسر سید حسن العالم ان کا پسر سید علی رفیع الدین ان کا پسر المولا المومن شاہ ان کا پسر سید محمد شاہ رضی الدین ان کا پسر (۱) سید شاہ محمد طاہر آپ علوم ظاہری و باطنی اور فصاحت بیان و جلالتِ شان اور صورت و سیرت میں وحید عصر تھے علوم اہلبیت و تبلیغ مذہب حقہ میں ہمیشہ کوشاں رہے اہل مصر و بخارا، سمرقند و قزوین آپ کے علوم اہلبیت سے فیض یاب ہوتے رہے صدہا افراد کو شیعہ کیا بالخصوص احمد نگر دکن میں برہان شاہ بادشاہ اور صدہا امراء اراکین سلطنت کو شیعہ کیا سنہ ۹۵۶ھ میں وفات ہوئی شہر احمد نگر دفن ہوئے کچھ عرصہ کے بعد لاش اطہر کربلا معلی پہنچائی گئی اور حرم حضرت امام حسین علیہ السلام میں دفن کئے گئے آپ کے صلب سے چار فرزند ارجمند پیدا ہوئے سید شاہ رفیع الدین و سید شاہ حیدر و سید شاہ ابوالحسن و سید شاہ ابوتراب،

(۱) سید علی المعروف اسلام الدین بن سلطان عبدالمومن بادشاہ مراکو، کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) سید جلال الدین (۲) سید عبدالہادی (۳) سید شاہ صلاح الدین یہ بزرگ صاحب کرامات اور تبلیغ مذہب حقہ میں کوشاں رہتے تھے ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) سید قاسم انوار (۲) سید عبدالحسین (۳) مخدوم سید شمش الدین تبریزی آپکی ولادت ماہ شعبان بقول ماہ رجب المرجب بروز جمعہ سنہ ۵۷۰ھ مقام شہر سبزوار ہوئی علم و فضل و تقوی و طہارت میں بےعدیل اور صاحب کرامات ہوئے ہیں عوام کرامات عجیب و غریب مشاہدہ کرتے تھے، کفار کو روحانیت سے مسخر کرکے دائرہ اسلام میں داخل کیا سبزوار سے تبریز عرصہ تک تبلیغ اسلام میں کوشاں رہے بدخشان، تبت، کشمیر، ہند میں اپنی تقدس اور روحانیت سے ہزارہا مرد مان کو مسلمان کیا۔ واقعہ آفتاب زبان زد خواص و عوام ہے جب آپ اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ کشمیر و تبت بغرض دعوتِ اسلام تشریف لے گئے تو وہاں شمس الدین عراقی کہلائے اور جب عرصہ تک تبریز مقیم رہے سید شمس الدین تبریزی کہلائے، سنہ ۶۷۵ھ میں وفات پائی مزار ملتان میں ہے آپکی زوجہ بی بی حافظہ جمال بنت سید جلال الدین بن سید علی اسلام الدین بن سلطان سید عبدالمومن بادشاہ کے بطن سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے (۱) سید نصیر الدین محمد (۲) سید علاؤالدین المعروف سید احمد شکر بار زندہ پیر خواجگی ان کے صلب سے یک پسر سید شمش الدین ان بزرگ کا مزار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد دریائے گنگا کے بلند مقام پر ہے اور اولاد انکی موضع بہادر پور پرگنہ کڑا ضلع الہ آباد میں آباد ہے۔

(۱) سید نصیر الدین محمد کے صلب سے دو پسر (۱) سید کمال الدین (۲) سید شہاب الدین متولد ہوئے (۱) سید کمال الدین کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے سید جلال الدین و سید صلاح الدین و سید زین العابدین و سید خیر الدین و سید جمال الدین، سید کمال الدین

معہ پانچوں فرزندان کے سبزوار سے ملتان وارد ہوئے بعدۂ بمقام دیبل نگر ٹھٹھہ (سندھ) سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں ان کے مزار ہیں (۱) سید جلال الدین کا پسر رکن الدین ان کا پسر صادق علی ان کا پسر شمس الدین ان کا پسر سید حافظ علی ان کا پسر سید فتح شاہ ان کا پسر سید کمال شاہ ان کا پسر سید شاہ محمد ان کے صلب سے چار پسر سید بڈھن شاہ و سید نور شاہ و سید فاضل شاہ ہر سہ لاولد و سید باقر شاہ ان کا پسر دسوندہی شاہ ان کا پسر نتھن شاہ ان کا پسر حیدر شاہ ان کے دو پسر سید ہاشم علی و سید علی ان کا پسر فلک شیر اور سید ہاشم کا پسر سید محمد شاہ مقام تتو داہر پرگنہ کپور متصل ضلع جالندھر و سلطان پور اور سید صلاح الدین بن سید کمال الدین کا پسر سید محب علی ان کا پسر سید محمد شاہ ان کا پسر منظفر علی ان کا پسر حیدر شاہ ان کا پسر شاہ اللہ دین ان کا پسر نور شاہ ان کا پسر سید شاہ حسین ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے (۱) سید مصطفٰے شاہ (۲) سید عبد الفتح (۳) سید علی (۴) سید ولی محمد (۵) سید مرتضٰے لاولد

(۱) سید مصطفٰی شاہ کے صلب سے تین سید شریف شاہ و سید جان محمد ہر دو لاولد و سید خان محمد ان کا پسر سید محمد شاہ ان کا پسر صاحب اولاد سید مومن شاہ ان کا پسر سید فتح شاہ۔

(۲) سید عبد الفتح ان کے صلب سے چار پسر سید احمد شاہ لاولد و سید محمد شاہ و سید چھجو شاہ و سید محمود شاہ۔

(۳) سید علی کا پسر سید نتھن شاہ ان کا پسر نادر علی ان کے صلب سے چار پسر سید کریم و شرف علی و تابع حسن و تابع حسین

(۴) سید ولی محمد کے صلب سے چار پسر سید شاہ علی و امیر شاہ و سید محمد شاہ ہر سہ پسر صاحب اولاد و سید عظیم شاہ لاولد سید صلاح الدین بن سید کمال الدین کی اولاد مقامات شاہ پور افادہ ریاست نابھہ و مڑل مضافات راجپورہ ریاست پٹیالہ و بھرور پرگنہ گھنایوں*

(۳) سید زین العابدین ولد سید کمال الدین یہ بزرگ کثیر النسل ہیں ان کے صلب سے یک پسر سید حافظ علی ان کا دو پسر سید قمر علی لاولد مزار لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر میں ہے و سید جعفر علی ان کا پسر سید آدم علی شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے۔ سید عارف علی و سید معروف شاہ و ابراہیم شاہ ہر سہ لاولد اول الذکر کے مزار معہ پدر بزرگوار مقام سکھر (سندھ) دو میل ٹکری آدم شاہ پہاڑی پر اور ابراہیم شاہ کا مزار کھائی ضلع فیروز پور میں ہے و سید عنایت اللہ و سید شمس الدین ان کے دو پسر سید فتح شاہ و سید الدین شاہ ان کے دو پسر سید شاہ محمد و سید نور محمد ان کا پسر فرمان شاہ ان کا پسر اورنگ شاہ ان کے دو پسر سید مراد شاہ و مکرم شاہ ان کے اور سید فتح شاہ کے دو پسر سید اللہ بخش شاہ و جلال الدین ان کے دو پسر سید فقیر علی شاہ و ابراہیم شاہ اور سید فقیر علی شاہ کے تین پسر سید حسین شاہ و صاحب شاہ و سید سلطان شاہ اور اللہ بخش شاہ مذکور کا پسر سید خضر شاہ ان کا پسر لطف شاہ ان کا پسر زین العابدین ان کا پسر حیدر شاہ ان کے دو پسر امیر شاہ و نور شاہ اور سید عنایت اللہ ولد سید آدم علی شاہ کے صلب سے چار پسر سید ادریس اللہ و عزیز اللہ و عشق اللہ ہر سہ لاولد ان کے مزار لکھی جنگل میں ہے سید حبیب اللہ مدفون نارووال ان کے صلب سے چار فرزند سید منور شاہ لاولد و سید محمد شاہ و بازید علی و سلیمان شاہ۔ سید زین العابدین ولد سید کمال الدین کی اولاد مقامات لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر و نارووال و تھیم علاقہ لودھراں قصور و محمد پور اسد اللہ پور و جھانز ضلع منٹگمری ہنلانی چک و باہر وال وڈالہ و سکھو چک و دوڑا ننگالہ ضلع گورداس پور و بابو پور چٹان ضلع گورداسپور و بوتالہ و ٹیالہ ضلع امرتسر ادو خته تحصیل پسرور و بہرام پور و بیچہ علاقہ لارکانہ میں آباد ہیں

* ریاست پٹیالہ رائے پور مضافات رائے کوٹ ضلع لدھیانہ و ڈوڈیانہ مضافات سرہند میں آباد ہیں۔

وبٹالہ وسٹیالہ ضلع امرتسر وادوختہ تحصیل پسرور میں آباد ہے (۱) سید شہاب الدین بن سید نصیر الدین محمد مدفون جبلیکے تم بڑل متصل چھاونی ایبٹ آباد، آپ کے صلب سے سات فرزند متولد ہوئے۔

(۱) سید صدرالدین محمود (۲) سید شمس الدین (۳) سید رکن الدین (۴) سید بدرالدین (۵) نصیرالدین وغیاث الدین وتغلق شاہ ہر سہ لاولد اولاد (۲) سید شمس الدین (۳) سید رکن الدین لاہور ہیں اور بدرالدین کی وادہ وال ہیں صدرالدین کی وسوہہ ضلع ہوشیار پور میں آباد ہے (۱) سید صدرالدین محمود بن سید شہاب الدین کے صلب سے پانچ فرزند متولد ہوئے (۱) سید حسن کبیرالدین کفرشکن (۲) سید ظہیرالدین (۳) سید تاج الدین (۴) سید صلاح الدین (۵) نصیرالدین

(۴) سید صلاح الدین کا پسر شہاب الدین ثانی ان کا پسر شفقت الدین ان کا پسر شہاب الدین ان کے تین پسر سید فتح محمد وسید اسرائیل وامانت علی ان ہر سہ پسران کی اولاد مقام پہلوان ارائیں تحصیل چیلسی میں آباد ہے۔

(۳) سید تاج الدین یہ بزرگ صاحب کرامات ہوئے ان کا مزار ترنڈا باگاہ متصل دریائے گولی حیدرآباد (سندھ) واقع ہے ۹ ذوالحجہ کو عرس کا میلہ لگتا ہے انکی اولاد میر آہنی کہلاتی ہے جو کچھ وکاٹھیاواڑ کے درمیان نمک کارن کے کنارے ہے۔

(۱) سید حسن کبیرالدین کفرشکن، عالم وفاضل عابد وزاہد اور مقدس بزرگ ہوئے روحانی کشش اور عمل صالح سے بہت سے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا ۲۷ صفر ۷۰۰ھ بروز شب وفات پائی مزار مقام اوچ ہے آپ کے صلب سے اٹھارہ فرزند متولد ہوئے (۱) سید اولیا علی انکی اولاد اوچ وجموں (۲) سید کشیرالدین کی اولاد جالندھر (۳) سید علی گوہر نور ثابت (۴) سید سالم شاہ (۵) سید شہباز علی (۶) سید جعفر علی شاہ اولاد قندہار (۷) سید عادل شاہ (۸) سید رحمت اللہ شاہ (۹) سید اسرائیل غازی (۱۰) سید بنبر علی (۱۱) سید نور محمد (۱۲) سید شمشائیل (۱۳) سید درویش علی (۱۴) سید قلندر علی (۱۵) سید اسلام شاہ انکی اولاد ملتان (۱۶) سید امام شاہ اولاد ملتان (۱۷) سید فرمان شاہ انکی اولاد ملتان، احمد آباد، گجرات (۱۸) سید بلند علی انکی اولاد شاہ پور، میر پور علاقہ راہوں ضلع جالندھر میں آباد ہے۔

۵. سید شہباز علی بن سید حسن کبیرالدین کفرشکن کا پسر سید خالد علی ان کا پسر سید جلال الدین ان کا پسر سید شاہ مہر علی ان کا پسر سید شاہ نادعلی[۱] مورث اعلیٰ سادات سبزواری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور کے صلب سے تین پسر ویک دختر پیدا ہوئی (۱) سید شاہ محمد علی (۲) سید جعفر علی (۳) سید علی رضا (۴) دختر نعیمہ خاتون زوجہ سید حاجی حسن بکی ولد سید محمد سالار بکی بہ نسل امام زادہ سید عبدالباہر (۳) سید علی رضا کے صلب سے یک پسر سید عباد علی المعروف عبداللہ انہوں نے اپنی سسرال بہٹری مصطفےٰ آباد ضلع مظفر نگر بود وباش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید حافظ علی ان کا پسر سید نجف علی ان کا پسر سید غالب علی ان کا پسر سید مظہر علی ان کا پسر سید تراب علی اس نے بہٹری مصطفےٰ آباد ضلع مظفر نگر سے نانوتہ سکونت اختیار کی، سید تراب علی کے صلب سے دو پسر سید علی حسین وسید محمد حسین کے صلب سے پانچ دختران بھوری بیگم زوجہ سید غلام حسین بن سید علی محلہ چھتہ وکلو بیگم زوجہ وقار حسین سہارنپوری

---

[۱] نوٹ، سید شاہ نادعلی نے اول موضع بہنیڑی نواح نانوتہ میں پختہ گڑھی تعمیر کرا کر بود وباش اختیار کی جن کے کھنڈر آج تک موجود ہیں۔

مصطفائی بیگم عرف موجی زوجہ سید اعجاز حسین ترمذی سکنہ جھنجانہ و لاڈلی بیگم زوجہ بابو سید سلطان حسین سبزواری و عیدیا بیگم زوجہ لفیاعت حسین محلہ کوٹ سید علی حسین کے صلب سے یک پسر سید شمش الحسن عرف کلو و دختران اختری بیگم زوجہ سید زوار حسین ولد سید شبیر حسین محلہ بازار و خورشیدی بیگم زوجہ عنایت حسین کاظمی بیگم زوجہ سلطان احمد سوفی پتی اور سید شمش الحسن نے نانوتہ سے قصبہ شجاع آباد سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر منشی سید زاہد حسین و شاہد حسین و واحد حسین و دختران زاہدہ بیگم زوجہ ناصر عباس ولد زوار حسین و رشیدہ بیگم زوجہ سید حامد حسین سبزواری ور منشی سید زاہد حسین کے صلب سے ہنوز چار دختران طاہرہ و کنیز زہرا و نرجس فاطمہ و اقبال فاطمہ اور سید شاہد حسین کے ہنوز دو پسر نادر علی و رضا علی۔

(۲) سید جعفر علی کے صلب سے یک پسر سید کاظم علی ان کا پسر قاسم علی ان کا پسر سید حسن علی ان کا پسر سید کرامت علی انہوں نے مقام فرید پور ضلع کرنال سکونت اختیار کی ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے (۱) منشی سید صغیر حسین ضلعدار (۲) ممتاز حسین لاولد (۳) سید غلام امام (۴) سید ابوالحسن (۵) سید کبیر حسین ان کا پسر سید مینا ان کے دو پسر سید ممتاز حسین و علمدار حسین ان کا پسر سید زوار حسین ان کا سید سرفراز حسین مقام رجوعہ سادات آباد اور سید ممتاز حسین کے صلب سے دو پسر سید امتیاز حسین لاولد و منشی سید زوار حسین ضلعدار ان کا پسر سید زائر حسین عرف کالہ و سید تصدق حسین و تعشق حسین و سید مطلوب حسین و مرتضائی بیگم زوجہ سید نیاز حسین اور سید زائر حسین عرف کالہ کے تین پسر سید آل محمد و آل سجاد چنیوٹ آباد و سید نیر حسین و دختر نرجس خاتون اور سید آل محمد بھیرہ ضلع سرگودہا آباد ان کے ہنوز چار پسر سید تصویر حیدر و تنویر حیدر و زرین اختر و تمکین حیدر اور (۴) سید ابوالحسن مذکور کے دو پسر سید سخاوت علی و ظہور حسن ان کا پسر سید ناصر علی لاولد اور سید سخاوت علی کے صلب سے دو پسر سید لیاقت حسین و سید ریاست حسین مقام شہر لائل پور آباد ہے اور سید لیاقت حسین مقام شہر راولپنڈی آباد ہے۔

(۳) سید غلام امام ان کے صلب سے دو پسر سید محمد نواز و سید قاسم علی ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے، سید بشارت حسین و سید مشیر حسین و سید تجمل حسین۔

سید محمد نواز کے صلب سے سید علی جان و سید حیدر نواز انہوں نے مقام رجوعہ سادات سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید حسن علی و دختر امیر فاطمہ زوجہ سید ذوالفقار حیدر سب انسپکٹر ولد سید علی جان مذکور سید حسن علی کے صلب سے دو پسر سید علی عباس و گوہر عباس و دختر حسن بانو و سید علی جان بن سید محمد نواز نے قصبہ رجوعہ سادات سکونت اختیار کی۔ ان کی زوجہ مولائی بیگم دختر سید فیاض حسین فرید پوری کے بطن سے دو پسر منشی ذوالفقار حیدر و سید نصرت علی و دختران مسماہ سرداری بیگم زوجہ سید حسن اختر برستی و مصطفائی بیگم زوجہ چراغ علی سکنہ ٹڈولی و مرتضائی بیگم زوجہ سید علمدار حسین و بنت زہرہ زوجہ سید ناصر حسین اور منشی سید ذوالفقار حیدر کے صلب سے ہنوز دو پسر سید جبار حیدر و کلب حیدر و دختران شمیم فاطمہ و اقبال فاطمہ و تنویر فاطمہ و نسرین فاطمہ و بلند اقبال و سید نصرت علی کے تین پسر سید غضنفر علی و سید منصب علی و امجد علی و دختر نجف النساء (۱) منشی سید صغیر حسین ضلعدار بدستور نانوتہ مسکن پذیر ہے ان کے صلب سے دو پسر سید ریاست حسین و سید تنویر حسین و دختران رئیسہ بیگم زوجہ سید امیر حسین محلہ کوٹ و تعمیر و زرینہ۔ (۱) سید شاہ محمد علی کے صلب

سے یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی، سید حسین علی ملقب سید حیدر حسن خاں و دختر بی بی ذکیہ زوجہ سید ظفر حسین ملقب بیکاری علی محمد مجمل ؓ اور سید حسین علی خاں ملقب سید حیدر حسن خاں کے صلب سے دو پسر سید محمد تقی لاولد و سید باقر علی خاں انہوں نے بنبراکوں سے نانوتہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے چار پسر (۱) سید امداد حسین (۲) امیر حسین (۳) سید احمد علی (۴) سید میتا ان کا پسر سید محمد علی ان کا پسر سید امتیاز علی ان کا پسر سید ولایت علی لاولد (۳) سید احمد علی انہوں نے قصبہ جلال آباد بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید تراب علی لاولد و سید محمد زکی ان کے صلب سے دو پسر سید صادق حسین و سید باقر حسین (۲) سید امیر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید احمد حسن لاولد و سید محمد حسین خاں نابینا و سید حیدر حسن انکی یک دختر زہرا بیگم اور سید محمد حسین صاحب نابینا کی یک دختر سیتی بیگم۔

(۱) مولوی سید امداد حسین مدفون لکھنؤ ان کا پسر سید تفضل حسین کے صلب سے پانچ پسر و یک دختر پیدا ہوئی (۱) مولوی سید عابد حسین (۲) سید ضرغام حسین (۳) سید محمد حسین (۴) سید ضیغم حسین (۵) سید نیاز حسین۔

(۱) مولوی سید عابد حسین عابد و زاہد عالم و فاضل بزرگ تھے آپ نے بزرگوں کے کہنہ شجرۂ انساب کی روشنی میں سادات جعفری ذ سبزواری کا ایک نسب نامہ لکھا ہے آپ عرصہ دراز تک حیدرآباد دکن سررشتۂ تعلیم کے معززعہدہ پر سرفراز رہے آپ کی زوجہ فیضا دختر سید تفضل حسین ولد سید اسد علی ترمذی محلہ بازار کے بطن سے دو پسر بابو سید سلطان حسین و مولوی سید عرفان حسین مدفون قم (ایران) بابو سید سلطان حسین کی زوجہ اولیٰ کاظمی بیگم دختر سید ضرغام حسین کے بطن سے یک پسر سید ضمیر حیدر و دختر ملکہ بی بی زوجہ عابد حسین حیدر آباد دکن سید ضمیر حیدر مقام حیدرآباد بال ٹی کھیت مکان ۱۵ آباد ہے وہیں انکی اولاد ہے اور زوجہ ثانیہ لاڈلی بیگم دختر سید محمد حسین ولد تراب علی کے بطن سے یک پسر سید حامد حسین عرف بندو انکی زوجہ رشیدہ بیگم دختر سید شمش الحسن سبزواری کے بطن سے سات پسر تین دختران اس نے قصبہ شجاع آباد سکونت اختیار کی فرزنداں سید جعفر حسین و امیر حیدر و شمیم حیدر و انیس حیدر و شمیم حیدر و ساجد حسین و ہاشم رضا و دختران سیدہ بیگم و شہر بانو و نذیر فاطمہ (۲) سید ضرغام حسین کا یک پسر سید احمد ملقب عشرت حسین و زمرد حسین لاولد و دختر کاظمی بیگم زوجہ بابو سید سلطان حسین مذکور اور سید احمد ملقب سید عشرت حسین نے شہر کانپور اپنی سسرال میں سکونت اختیار کی اولاد وہیں آباد ہے (۳) سید محمد حسین کے صلب سے دو پسر سید عاشق حسین و رضوان حسین لاولد و دختر اعجاز بانو عرف اختری زوجہ منشی سید اختر حسین ولد سید ہادی حسین تھانوی اور سید عاشق حسین کا یک پسر سید سردار حسین و دختراں نیاز بانو زوجہ اکبر عباس ولد ہادی حسن بنگلوری و نثار بانو زوجہ ناصر عباس ولد مجید حسن بنگلوری اور سید سردار حسین نے جھنگ شہر سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز دختراں سعیدہ و طاہرہ (۴) سید ضیغم حسین کی تین دختراں پرورش بانو زوجہ سید ہادی حسین و کربلائی بیگم و ہاشمی بیگم (۵) سید نیاز حسین کے صلب سے دو پسر سید افتخار حسین و التماس حسین و دختر ارشاد بانو زوجہ سید طاہر حسین ولد سید واجد علی ترمذی، سید افتخار حسین و التماس حسین دونوں خاص مظفر گڈھ آباد ہیں۔

سید مصطفےٰ حسین ولد سید جعفر حسین نقوی مجکر صفحہ ۲۰۷

سید زوار حسین ولد سید جعفر حسین نقوی مجکر
صفحہ ۲۰۷

سید نذر عباس چیرمین ولد مصطفےٰ حسین نقوی
مجکر صفحہ ۲۰۸

سید مرتضیٰ حسین ولد سید جعفر حسین نقوی
چکوال صفحہ ۲۰۸

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور

اور کوتانہ ضلع میرٹھ وموضع سید سونی پت وبھوپال وبھکر ضلع میانوالی وچکوال واسلام آباد منٹگمری، جھنگ شہر وٹہری میرا
دنیرپور میرس، انگمرہٹہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے سوانح حیات صد ۲۵۴، صد ۲۵۵ پر لکھے ہیں انکے صلب سے سات فرزند متولد ہوئے
ان میں امام زادہ سید جعفر تواب کے صلب سے بھی سات پسر پیدا ہوئے ان کے فرزندان میں سید علی اصغر معروف سید علی اصغر
کے صلب سے پانچ فرزند متولد ہوئے (۱) سید عبداللہ (۲) سید اسماعیل (۳) سید احمد (۴) سید محمد (۵) سید جعفر
(۱) سید عبداللہ کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد (۲) سید احمد قتال ابو یوسف ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید علی اکبر (۲) سید
محمود اصغران کا پسر سید محمد ابوالفتح المعروف عبداللہ ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید علی ابوالموید مدفون بخارا (ماوراالنہر) ان کے صلب
سے پانچ فرزند پیدا ہوئے (۱) سید کمال (۲) سید جمال (۳) سید نہال (۴) سید بہلول (۵) سید شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش مدفون اوچ
ان بزرگ کے حالات صد ۲۵۶ و صد ۲۵۷ پر تحریر کئے گئے ہیں آپ شہر بخارا سے وارد ہند ہوئے۔ آپکی زوجہ اولیٰ بادشاہ بخارا کے بطن
سے دو پسر (۱) سید جعفر (۲) سید علی سرمست اور زوجہ ثانیہ کنیز زہرا دختر سید بدرالدین نقوی بھاکر کے بطن سے یک پسر (۳) سید محمد غوث
اور بعد وفات زوجہ ثانیہ کے زوجہ ثالثہ کنیز فاطمہ دختر سید بدرالدین مذکور کے بطن سے (۴) سید احمد کبیر پیدا ہوئے ان کے صلب
سے دو پسر (۱) سید محمد صدرالدین راجن قتال (۲) مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت انکے صلب سے تین پسر (۱) سید محمد اکبر معروف
سید جلال (۲) سید عبداللہ قتال (۳) سید نونہر ناصرالدین محمود المکی ان کے صلب سے اٹھارہ فرزند متولد ہوئے ان میں سے سید عبداللہ قطب
قتال المعروف عبدالرزاق ان کا پسر سید جان المظفر ان کا پسر سید ظہیر الدین ان کا پسر شمس الدین ان کا پسر امین الدین عرف فتح اللہ جد
سادات کوتانہ ان کے صلب سے یک پسر سید جلال الدین ملقب شہید اکبر ان کا پسر سید علاؤالدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید حسن
(۲) سید سید محمد ان کا پسر سید نصیرالدین ان کا پسر علاؤالدین ان کا پسر عمر علی ان کا پسر سید فیض علی ان کا پسر سرفراز علی انہوں نے مقام
سونی پت بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر محرم علی لاولد وسید فیاض علی ونیاز علی ان کا پسر الطاف علی اور فیاض علی کا
پسر خوش بخت علی انکے صلب سے دو پسر بشارت علی وسید محمد جان[1] انہوں نے جھنگ شہر بود و باش اختیار کی ان کا پسر سید اسد علی اور
(۱) سید حسن بن سید علاؤالدین کا پسر سید محمود ان کا پسر سید طٰہٰ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد صادق (۲) سید محمد عاشق ان کا پسر
سید علی احمد ان کا پسر احمد حسن ان کا پسر جلال الدین ان کے صلب سے دو پسر سید نیاز حسین ومحمد حسن ان کا پسر احمد حسن ان کا پسر محمد
اصغر، انہوں نے منٹگمری رہائش اختیار کی انکے صلب سے تین پسر نقی اختر واقبال اختر ونعیم اختر ودختران شاہدہ وعابدہ وسنجیدہ
اور سید نیاز حسین بن جلال الدین کا پسر غلام محمد المعروف محمد حسین ان کا پسر منشی سید عادل حسین انہوں نے قصبہ بھکر سکونت اختیار کی
ان کی زوجہ عسکری بیگم دختر سید امید علی سکنہ کینگرو ضلع مظفر کے بطن سے تین پسر سید آل محمد وعون وحسن محمد ودختران آل زہرا زوجہ

---

[1] ان کے صلب سے دو پسر سید اسد علی وسید حسن و دختران لعیق فاطمہ وانیس فاطمہ وشفیق فاطمہ

منشی سید ارتضیٰ حسین بن منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر و بلقیس بانو زوجہ سید وصی حیدر سکنہ موضع حسین پور ضلع سہارنپور و انیس زہرہ زوجہ سید محمد اسلم ولد محمد محسن و نیاز زہرہ عرف ناجن زوجہ سید ناصر عباس کاظمی سکنہ فریدپور ضلع کرنال۔

سید آل محمد کی زوجہ جمیلہ بیگم دختر سید اخلاق حسین سکنہ گنگروہ کے بطن سے ہنوز یک پسر سید نعیم اقبال و دختران فرحت جہاں و شان زہرا۔ سید حسن محمد کی زوجہ انجم نایاب دختر سید علی حسن ساکن ٹبولی کے بطن سے ہنوز یک دختر ارم زہرا۔

(۱) سید محمد صادق بن سید طٰہٰ کا پسر سید طاہر حسین ان کا پسر علی حسین ان کا پسر سید حسن ان کا پسر امیر حسن ان کا پسر سید محمد حسین ان کا پسر سید احمد حسن ان کا پسر ظہیر حسین ان کا پسر منظفر حسین ان کا پسر سید محمد حسین ان کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر (۲) سید صادق حسین (۳) سید حسن (۴) ابوالحسن و دختر امتل النساء زوجہ سید باقر حسین (۲) سید حسن (۴) سید ابوالحسن ہر دو برادران نے بھوپال اسٹیٹ بود و باش اختیار کی (۲) سید صادق حسین کے صلب سے دو پسر سید حسین احمد و حسن احمد مفقود الخبر (۱) منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر نے مقام کوتانہ سے قصبہ نانوتہ منتقل سکونت اختیار کی ان کی زوجہ بنیادی بیگم دختر سید محمد ترمذی محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) سید مصطفےٰ حسین ذاکر (۲) سید زوار حسین ذاکر (۳) سید مرتضےٰ حسین (۴) سید ارتضےٰ حسین ان چاروں برادران نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ نانوتہ سے ہجرت کر کے سید مرتضےٰ حسین نے چکوال ضلع جہلم اور مابقی برادران نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی (۱) سید مصطفےٰ حسین کی زوجہ محمودہ بیگم دختر منشی سید تجمل حسین ترمذی سکنہ نانوتہ کے بطن سے چار پسر سید ضامن عباس و سید نذر عباس و سید عزیز الحسن و سید اظہار الحسن و دختران حسنین بانو زوجہ فدا حسین ضلعدار نہر و مبارک بیگم زوجہ سید خورشید حسین ولد یعقوب حسین ترمذی سکنہ موضع زین پور تحصیل دیوبند ضلع سہارنپور۔

سید ضامن عباس کی زوجہ نثار فاطمہ دختر مہربان علی ولد علی حسین سکنہ کیرانہ کے بطن سے چار پسر سید دبیر حسین و سید ظہیر حسین و کلب عباس عرف گبن و غیاث حیدر و دختران پاکیزہ بیگم و شہناز فاطمہ و نفیس زہرا۔

سید دبیر حسین کی زوجہ نرجس فاطمہ دختر سید مرتضےٰ حسین ولد سید جعفر حسین کے بطن سے ہنوز یک پسر سید یاور عباس و دختر ثروت شہناز۔ سید نذر عباس کی زوجہ اولیٰ حمیدہ بانو دختر سید محمد سکنہ سید کھیڑی (ریاست پٹیالہ) کے بطن سے ہنوز آٹھ پسر سید قمر عباس و سید حسن عباس و ارشد عباس و فرحت عباس و محمد عباس و مجاہد عباس و ناظم عباس و وسیم عباس و دختر ثمر فاطمہ اور زوجہ ثانیہ نسیم بانو عرف کلو دختر امتیاز حسین سکنہ کیرانہ کے بطن سے ہنوز یک پسر سکندر عباس و دختران امیر فاطمہ و شمیم زہرا اور پسر اظہر عباس اور سید عزیز الحسن کی زوجہ قیصر بیگم عرف کوثری دختر سید محمد مذکور کے بطن سے ہنوز چار پسر سید غضنفر حیدر عرف گجی و منظفر حسین و سید ہاشم رضا و سید قاسم رضا و دختران شاہینہ پروین و شائستہ پروین و ام لیلےٰ و ام رباب و شباب زہرہ۔ سید اظہار حسین کی زوجہ کمال فاطمہ دختر سید انور علی سکنہ امروہہ کے بطن سے تین پسر محسن رضا و حامد رضا و شیراز رضا (۲) سید زوار حسین ذاکر ولد منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر کی زوجہ اعجاز بانو عرف جاجو دختر سید یعقوب علی ترمذی سکنہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے پانچ دختران عزیز بانو زوجہ سید زاہد حسین ولد حافظ سید انور علی ترمذی سکنہ زین پور و نذیر فاطمہ ذاکرہ زوجہ سید ذاکر حسین ولد مقبول حسین ترمذی سکنہ نانوتہ و منظوری فاطمہ زوجہ کوثر علی ولد نثار حسین ترمذی سکنہ زین پور و فدائی بیگم

زیرِ تعمیر جامع مسجد امامیہ

بھکر ضلع میانوالی

ب سید ارتضیٰ حسین ولد سید جعفر حسین نقوی مہتمم جامع مسجد امامیہ بھکر
ص ۴۵۸

سید محمد ذیشان حیدر ولد سید ارتضیٰ حسین نقوی
بھکر
ص ۴۵۸

زوجہ ذوالفقار حسین لیۃ و زہرہ بیگم زوجہ اقبال حیدر سہارنپوری (۳) منشی سید مرتضےٰ حسین ولد منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر نے قصبہ چکوال ضلع جہلم سکونت اختیار کی ان کی زوجہ کلثوم بیگم دختر سید علی ترمذی محلہ پیرزادگان قصبہ نانوتہ کے بطن سے چار پسر سید ذاکر حسین و سید باقر حسین و سید طاہر حسین و نسیم حیدر عرف بدلو و دختران سیدہ رقیہ بیگم زوجہ کوثر علی سہارنپوری و نرجس فاطمہ زوجہ سید دبیر حسین ولد سید ضامن عباسی نقوی و سنجیدہ بیگم سید ذاکر حسین کی زوجہ بادشاہی بیگم ولد سید موسےٰ رضا کے بطن سے ہنوز تین پسر سید ناصر حسین و سید صابر حسین و سید شاکر حسین و دختران عفت جہاں و نصرت جہاں و نزہت جہاں و مسرت جہاں و عصمت جہاں۔ سید باقر حسین کی زوجہ جمال فاطمہ دختر سید انور علی نقوی سکنہ امروہہ کے بطن سے ہنوز پانچ پسر سید شجاعت حسین و سید فصاحت حسین و سید وجاہت حسین و تسنیم حیدر و وسیم حیدر و شہزاد فاطمہ اور سید طاہر حسین کی زوجہ خورشیدہ بیگم دختر سید حسن عباس ولد منشی سید امیر حسین ضلعدار نہر سکنہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز دو پسر سید شاہد حسین و سید واحد حسین و دختران نوشاہی بیگم عرف نوشی و ادبی بیگم۔ (۴) منشی سید ارتضیٰ حسین ولد منشی سید جعفر حسین ضلعدار نہر آپ فطرتاً نیک طینت و نیک صالح دیانتدار زود فہم اور دانشمند ہیں عوام و خاص کے ساتھ ہمدردی اور اقربا پروری کا مادہ موجودہ دور میں بس آپ کا ہی حصہ ہے، قومی و دینی کاموں میں پرخلوص خدمات انجام دیتے رہتے ہیں بھکر جیسے غیر معروف مقام پر جامع مسجد امامیہ کا سنگ بنیاد رکھنا آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے شب و روز کی جد و جہد سے ایک عالیشان جامع مسجد امامیہ تعمیر ہوئی آپکی سعی و تبلیغ سے قوم بیدار ہوئی اور قوم کے تعاون سے جامع مسجد امامیہ میں مستقل پیشنماز پانچوں وقت نماز پڑھاتے ہیں بہرکیف آپکی ذات والا صفات مومنین بھکر کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے، آپ کا دوسرا کارنامہ کتاب ہذا کی طباعت کا ہے آپ کے یہ عمل اعمال صالحات میں شمار ہوں گے آپکی زوجہ اولیٰ نیاز خاتون دختر سید نواب حسین ترمذی محلہ بازار سکنہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے یک دختر بادشاہی بیگم زوجہ سید سرفراز حسین ڈبل ایم اے ولد سید اعجاز حسین ترمذی محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ زوجہ ثانیہ آل زہرہ دختر منشی سید عادل حسین نقوی کے بطن سے یک پسر سید محمد ذیشان حیدر و دختران قمر سلطانہ عرف طانہ و نسرین اختر و شائستہ بیگم اور سید شاہ اسمٰعیل المعروف وجیہ الدین بن سید نور ناصر الدین محمود الکی کا پسر سید نعیم عرف ہانی ان کا پسر سید حفیظ عرف حیفض ان کا پسر محمد ابراہیم ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید وارث علی جد سادات مقام نگر ہیٹہ (سندھ) ان کا پسر سید امام علی ان کا پسر سید مبارک علی ان کا سید باسط علی ان کا پسر سید اصغر علی ان کا پسر سید بہاول عرف بھکوان کا پسر سید محمد سلیمان عرف پہلوان ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید سلطان علی معروف مبارک علی و سید شبر علی و سید محمود ہر دو برادران لا ولد رہے۔ سید سلطان علی المعروف مبارک علی نے نگر ہند (سندھ) سے ملتان بود و باش اختیار کی کچھ عرصہ کے بعد بسلسلہ تجارت سہارنپور آخر میں قصبہ نانوتہ مستقل سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے (۱) سید مردان علی و (۲) سید سردار علی (۳) سید بہادر علی ان کے صلب سے تین پسر ہدایت علی عرف گھسا و فرزند علی و بندہ علی ان کے صلب سے یک دختر جعفری بیگم زوجہ اشرف حسین اور سید فرزند علی کا ایک پسر سید عاشورہ علی لاولد اور سید ہدایت علی عرف گھسا کا پسر سید محمد علی عرف بندو و دختران ہاکھی زوجہ سید عاشورہ علی و لطیفاً زوجہ سید تفضل حسین۔ سید محمد علی عرف بندو کے صلب سے تین پسر سید ریاض الحسن و منشی سید ناظر حسن و جواد الحسن و دختر زوجہ سید سراج الحسن ترمذی سکنہ مین پور، سید ریاض الحسن نے قصبہ چکوال سکونت اختیار کی ان کے

صلب سے یک پسر سید محمد رضی حیدر عرف بندو و دختران اختری بیگم زوجہ سید عزادار حسین عرف بابو ولد سید حاجی حسن متولی ترمذی محلہ چھتہ و ساجدہ بیگم زوجہ مہدی حسن و عابدہ بیگم زوجہ سید اعجاز حسین ولد سید شبیر حسین ترمذی محلہ بازار و ذکیہ بیگم زوجہ سید ریاست حسین ولد سید شبیر حسین ترمذی محلہ بازار اور سید محمد رضی حیدر کے صلب سے دو دختران مصطفائی بیگم و پاکیزہ بیگم اور منشی سید ناظر حسن کی زوجہ بگی دختر سید محمد عسکری ترمذی کے بطن سے تین پسر سید ابن حسن و سید سراج الحسن و عزیز الحسن و دختران رئیسہ بیگم زوجہ سید مواحد حسین ولد سید محمود حسن ترمذی و قریشیہ بیگم زوجہ سید ریاض حسین ولد سید محمد زکی سکنہ تھانہ بھون اور سید سجاد الحسن کا پسر سید تصور حسین انہوں نے اسلام آباد بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز چار پسر سید محمد حیدر و سید محمد عباس و سید فدا حسین و سید نسیم حیدر عرف چیما و دختر نسرین فاطمہ (۲) سید سردار علی مذکور کا پسر سید ڈھن شاہ ان کا پسر اوتم شاہ یہ موضع سید ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا اور تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں آباد۔ (۱) سید مردان علی مذکور کے صلب سے چھ پسر سید عابد علی لاولد و سید باقر علی و سید بندہ علی و سید عنایت علی و سید زین علی و سید علی ان کا پسر سید منور علی لاولد و سید زین علی کا پسر سید برکت علی لاولد اور سید عنایت علی کا پسر سید سخاوت علی ان کے صلب سے دو پسر سید ظہور حسین و مختار حسین انہوں نے چکوال رہائش اختیار کی ان کے دو پسر کرار حسین و سراج الحسن سید ظہور حسین کے صلب سے یک پسر سید امیر حسن کے صلب سے پانچ پسر سید جعفر رضا و دانش رضا و قرین رضا و سید محمد رضا و طاہر حسین و دختران محمدی بیگم زوجہ سید محمد زکی ولد سید محمد نقی ترمذی سکنہ گنگوہ و سیدہ اقبال زہرہ زوجہ سید ضامن حسین ولد سید قائم حسین ترمذی سکنہ نانوتہ و نسیمہ اختر زوجہ ضامن علی ولد یاور حسین و طاہرہ بیگم سید امیر حسن مذکور نے ٹہری میرو تعلقہ خیرپور میرس سکونت اختیار کی اور سید جعفر رضا ولد سید امیر حسن کے صلب سے ہنوز یک پسر سید محمود رضا و دختران منور سلطانہ و سلطانہ بیگم و سائرہ بیگم اور سید ابن حسن ولد سید ناظر حسن مذکور کے صلب سے ہنوز یک پسر سید محمد علی و دختران مبارکی بیگم و زرواری بیگم و چاند بی بی و ناصرہ اور سید بندہ علی ولد سید مردان علی کے صلب سے دو پسر مہدی حسن و صابر علی و دختران کبریٰ بیگم زوجہ حشمت حسین سکنہ ٹہی پور حال بھٹہ ضلع گجرات و اشتل النساء اور سید مہدی حسن کا پسر حیدر حسن و دختر شہر بانو اور سید صابر علی کی صرف یک دختر عسکری بیگم معروف اچھو زوجہ حکیم ظہور حسین ولد سید سخاوت علی۔ سید باقر علی بن سید مردان علی نے چک حیدر آباد ڈاکخانہ سردار پور تحصیل کبیر والہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید امام شاہ و کرم حسین شاہ و فدا حسین شاہ و دختران غلام زہرا و غلام صغرا سید امام شاہ کے صلب سے دو پسر سید محمد نواز و کریم حیدر و دختران ارشاد بانو و خورشید بانو زوجہ منشی ابن حسن محلہ بیرمان سہارنپور سید کرم حسین شاہ کے صلب سے دختران فہمیدہ بانو زوجہ کریم حیدر و فہمیدہ عصمت زوجہ محمد نواز اور سید فدا حسین شاہ کے صلب سے یک پسر سید محب حسین شاہ،

متفرق وہ خاندان سادات قصبہ نانوتہ جنکے مکمل شجرے نسب دستیاب نہ ہو سکے

۱۔ زیدی خاندان

اس خاندان زیدی الواسطی کے دو بزرگ (۱) سید ولاور حسین (۲)، سید علی حسین قصبہ مین ضلع بجنور سے بسلسلہ تجارت قصبہ نانوتہ آباد ہوگئے (۲) سید علی حسین کے صلب سے تین پسر سید محمد حسین و سید غیاث حسین عرف گھسا و سید امیر

حسین لاولد، بحوالہ قلمی مولوی سید نوازش علی ترمذی نانوتوی سید محمد حسین کے صلب سے یک پسر سید غلام حسین عرف مٹھوان کا سید اللہ رکھا لاولد اور سید غیاث حسین عرف گھسا کے صلب سے یک دختر امیر بیگم زوجہ ملا سید علی احمد ولد مولوی سید حسین مفتی ترمذی۔

۱. سید دلاور حسین

ان کے صلب سے یک پسر سید اللہ دیا ان کے صلب سے یک پسر سید صغیر حسین و دختر زہرا بانو زوجہ سید فدا حسین ترمذی اور سید صغیر حسین کے صلب سے تین پسر منشی سید ضمیر حسین و سید یاور حسین و سید نذیر حسین لاولد و دختران رحمت الٰہی زوجہ سید منور علی ترمذی محلہ کوٹ و زمانی بیگم زوجہ سید ناظر حسن لکی محلہ محل و خورشید بانو زوجہ سید باقر علی ترمذی منشی سید ضمیر حسین نے قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور سے خاص شہر منٹگمری سکونت اختیار کی ان کے صلب سے چھ پسر سید خورشید حسن و سید کاظم علی و سید شان رضا و سید سجاد حیدر و سید افتخار حیدر و سید ذوالفقار حیدر و دختران بلقیس بانو زوجہ اصغر حسین و نرجس بانو زوجہ عزیز الحق و رُبیہ بانو، سید خورشید حسن کے صلب سے پانچ پسر سید محمد رضا و سید علی رضا و سید قمر رضا و احسن رضا و محسن علی و دختران نرجس بانو و زاہدہ و ناہید سید کاظم علی کے صلب سے ہنوز تین پسر سید جاوید رضا و عماد رضا و سید تحسین رضا و دختران طاہرہ بانو و ستارہ بانو و تسنیم زہرہ و شاہین و شیریں سید شان رضا کے صلب سے ہنوز یک پسر زین العابدین و دختران گل زہرا و ظل فاطمہ اور سید سجاد حیدر کے صلب سے یک پسر سید سلیم حیدر

۲. دوسرا خاندان سادات

اس خاندان کے معمر بزرگ ڈاکٹر سید مہربان علی صاحب ہیں، اس خاندان کا تسلسل نسب سادات بکوڑہ ملہی پور سے بتایا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف کچھ عرصہ تک سہارنپور مقیم رہے بعدہٗ نانوتہ سکونت اختیار کی، شجرہ نسب کے سلسلہ میں ان بزرگ سے گفت و شنید ہوئی تو انہوں نے ایک کہنہ نسب نامہ نامکمل عطا فرمایا جو میرے پاس موجود ہے ڈاکٹر صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک بزرگ سید روشن علی نانوتہ سے جو سید ضامن علی خاندان محلہ بازار سے تھے اولاً قصبہ بکوڑہ بعدہٗ ملہی پور آباد ہو گئے اور ان کا ایک مکان محلہ کوٹ میں بھی تھا ان بزرگ کے اس بیان کی تائید محترم برادرم سید محمد ظفر احمد صاحب عرف چھدن نے بھی کی جو آج کل محلہ لقمان خیر پور ہیں اور محلہ بازار کے خاندان سید ضامن علی کی نسل سے ہیں اس ضمن میں احقر نے محلہ بازار یعنی دیوان سید صابر علی کے نسب نامہ کی ورق گردانی کی ہے اس نسب نامہ میں واقعی لکھا ہوا ہے کہ سید روشن علی ولد سید دلاور علی ترمذی نانوتہ سے بکوڑہ آباد ہو گئے پس صورت مرقومہ میں یہی یقین ہوتا ہے کہ یہ سید روشن علی ڈاکٹر صاحب موصوف کے جد ہیں، کیونکہ ضامن علی خاندان محلہ محل کے سادات نے بکوڑہ و ملہی پور میں بود و باش اختیار کی ہے ان میں سے بعض حضرات آج تک بھبھٹہ ضلع گجرات میں آباد ہیں باوجود اس مدلل تصریح کے انکی اولاد کا یہ بیان ہے کہ ہم ترمذی نہیں بلکہ زیدی ہیں لیکن اس امر کا ان کے پاس کسی قسم کا ثبوت نہیں محض زیدی لفظ زبان زد ہے اس اشتباہ کی بنا پر کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا (مؤلف)،

سید روشن علی کے صلب سے چار پسر (۱) سید کبیر علی لاولد (۲) سید امیر علی (۳) سید اکبر علی (۴) سید بہادر علی پیدا ہوئے۔ (۲) سید امیر علی کے صلب سے یک پسر سید وزیر علی ان کے صلب سے دو پسر ڈاکٹر سید مہربان علی و سید ضامن علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد احسن لاولد و منشی سید حسن سب انسپکٹر پولیس کی دو ازدواج کے بطن سے چھ پسر سید اظہر حسن لاولد و سید علی اختر عرف پیارے میاں لاولد و سید حسین حیدر عرف بڑے میاں و سید امیر حیدر عرف دولہا میاں و سید نسیم اختر عرف چھوٹن میاں و سید جمیل حیدر عرف جمن میاں

دختران نعیمہ خاتون عرف تمو زوجہ سید کاظم رضا سکنہ شکوہ آباد ضلع مین پوری ورفیق فاطمہ زوجہ سید ظفر عباس ولد سید حامد حسین ترمذی سکنہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور ونسیم فاطمہ زوجہ سید مقبول حسین سکنہ عبداللہ پور ضلع میرٹھ وبلقیس فاطمہ عرف جھسو

(نوٹ) یہ خاندان زیدی الواسطی سہارنپوری مقام سامانہ ریاست پٹیالہ سے آکر سہارنپور آباد ہوا اس خاندان کے

چوتھا خاندان ایک فرد منشی سید سراج حسین ولد سید سجاد حسین زیدی سہارنپوری کی شادی نیاز زہرہ دختر سید صادق علی بن سید ضامن علی حسینی الترمذی نانوتوی سے ہوئی ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

سید عابد حسین زیدی سہارنپوری
سید حسن رضا
سید سجاد حسین
سید حاجی حسن
سید حشمت حسین لاولد
سید سراج حسین
امل فاطمہ
نیاز فاطمہ
خورشید بانو
سید غضنفر عباس
سید علی رضا
زوجہ نیاز زہرہ دختر سید صادق علی مذکور
زوجہ اولی
کنیز فاطمہ
سعیدہ
محمودہ خاتون
صدیقہ خاتون زوجہ
محمودہ آباد سید آفتاب حسین
سید خورشید حسین
اعجاز زہرا عرف بنی زوجہ امیر حیدر ولد حسین محمد سہارنپوری
سراج زہرا عرف اکہن زوجہ ڈاکٹر سید تونگر حسین ترمذی ساکن
سید محمد جعفر ملتان آباد ہے انکی زوجہ منظوری بیگم عرف بالی دختر سید منور علی ولد سید انور علی ترمذی ساکن نانوتہ محلہ چیچتہ کے بطن سے
صالحہ بیگم
انور عباس
زین العابدین
رضیہ خاتون
بلقیس
محمد عباس
شاہد عباس
محمد کراچی آباد
محمد مبشر
محمد اصغر
محمد غضنفر
محمد انور
محمد مظفر
محمد عنصر
محمد اطہر
سید محمد ناصر
سید محمد باقر
نسیمہ بیگم
ثریا بیگم زوجہ نفیس حیدر ولد حسین حیدر سہارنپوری
شبانہ بیگم عرف صبا
فرزانہ بیگم عرف رانی
سجاد حسین
مرجان نسرین
رانا نسرین
کامران ناصر
ریحان ناصر
عمران ناصر
شاہینہ بیگم عرف مینا

سید حسین حیدر عرف بدلے میاں کے صلب سے دو پسر سید شکیل حیدر، تنویر حیدر ... ختر نجمہ اور سید نسیم اختر عرف چھوٹن میاں کے ہنوز یک دختر شمیم فاطمہ، دونوں برادران نے خیرپور میرس بود و باش اختیار کی، سید امیر حیدر عرف دو اللہ میاں نے شہر سکھر رہائش اختیار

کی ان کے صلب سے ہنوز یک پسر سید ظہیر حیدر، ڈاکٹر سید مہربان علی کی زوجہ اولی کے بطن سے دو پسر سید مظاہر حسین عرف چھجو و ڈاکٹر سید منظور حسین و دختر معصومہ خاتون عرف چھموبی زوجہ منشی سید ظہور حسین ترمذی محلہ بازار اور زوجہ ثانیہ کنیز فاطمہ دختر ابوالحسن سہارنپوری کے بطن سے یک پسر ڈاکٹر سید محمد حنین و دختران شہر بانو عرف بہوری زوجہ منشی سید حامد حسین ترمذی محلہ کوٹ نانوتہ و نجیب فاطمہ عرف نذیر دزوجہ سید محبوب حسن ترمذی سکنہ پونڈری اور سید مظاہر حسین عرف چھجو نے خیر پور میرس سکونت اختیار کی انکی زوجہ محمودہ خاتون دختر سید لیاقت علی ترمذی سکنہ نانوتہ محلہ بازار کے بطن سے چار دختران بشیر فاطمہ زوجہ سید ارشاد حسین ترمذی محلہ چھتہ و ذکیہ خاتون زوجہ سید امیر عباس ترمذی سکنہ گنگوہ و ضمیر فاطمہ زوجہ مولوی سید محمد سبطین ترمذی محلہ بازار و شمیم فاطمہ زوجہ سید مجاہد حسین ولد سید علی احمد ترمذی محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ ڈاکٹر سید منظور حسین کی زوجہ امیر فاطمہ دختر سید مظاہر حسین مختار سکنہ موضع دستیانہ ضلع مظفر نگر کے بطن سے چار دختران عزیز فاطمہ زوجہ محمد ضمیر سکنہ موضع رہتکڑہ ضلع مظفر نگر و رئیسہ خاتون زوجہ فتح علی سکنہ پُر قاضی و رشیدہ خاتون و چندہ، ڈاکٹر سید محمد حنین کی زوجہ رئیسہ خاتون دختر سید نذیر حسین ٹھیکہ دار ترمذی محلہ بازار کے بطن سے چار دختران معزز فاطمہ، وقار فاطمہ و تسنیم فاطمہ و تنظیم فاطمہ۔ (۳) سید اکبر علی کے صلب سے دو پسر سید فرزند علی و صادق علی ان کے صلب سے دو پسر سید پسر سید جعفر حسین و نذیر حسین ہر دو لاولد سید فرزند علی کے صلب سے دو پسر سید علی رضا خاص سہارنپور آباد و دختر کنیز بانو زوجہ سید ذاکر علی نانوتوی (۴) سید بہادر علی کے صلب سے یک پسر سید کرامت علی و دختر امتل النساء زوجہ سید وزیر علی مذکور و سید کرامت علی کا پسر سید محمد حسین۔ (تیسرا خاندان) قصبہ بُڈولی ضلع مظفر نگر جو سادات زیدی الواسطی کی مشہور بستی تھی دریائے جمنا نے اپنی لپیٹ میں لے کر اسکو تباہ کر دیا کچھ حضرات دوسری جگہ آباد ہو گئے اور بہت سے حضرات مختلف مقامات پر آباد ہو گئے چنانچہ اسی بستی کا ایک سربراہ خاندان سید ہادی حسن بن سید نیاز حسین بن سید بخشا نے قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید سرکار حسین عرف بدہو اور چار دختران کنیز اکبر زوجہ سید خورشید حسین بن منشی سید حسین علی ترمذی محلہ کوٹ و کنیز اصغر زوجہ سید افضال حسین ترمذی سکنہ نین پور سید و سیدہ احسان فاطمہ زوجہ منشی سید عاشق علی ولد سید غلام حسین عرف کوڑا ترمذی محلہ چھتہ و صفدری بیگم۔ سید سرکار حسین عرف بدہو نے نانوتہ سے اولاً روڑی لبعدہٗ قصبہ بھکر بود و باش اختیار کی۔

شجرہ انساب غیر سادات شیخ انصاری (امتی) قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور کی تشریح

نوٹ، اگرچہ کتاب ہذا میں غیر سادات (اُمتی) کے شجرہ نسب لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے انقلاب عظیم کے بعد جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے مملکت پاکستان میں پہنچے تو علاوہ اور لوگوں کے سادات خاندان کا بھی شیرازہ بکھر گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہیں رہی جس کو جہاں جگہ ملی وہیں کا مکین ہوا اعزا رشتہ دار بچھڑ گئے آنیوالی نسلیں بے خبر رہیں گی کہ ہم کس نسل یا خاندان سے ہیں سادات غیر سادات میں امتیاز نہ رہے گا، غیر سادات قصداً سادات خاندانوں میں ملنے کی کوشش کریں گے اور کھلم کھلا سید بنیں گے چنانچہ بیس اکیس سال کا مشاہدہ ہے کہ ہمارے وطن کے باشندے غیر سید اعلانیہ زیدی سید بنے بیٹھے ہیں اس احساس

کی بناپر ہم نے غیر سادات کے شجرہ نسب لکھ دیئے ہیں تاکہ آئندہ نسلیں باخبر رہیں اور کھوٹے کھرے کا امتیاز کر سکیں (مؤلف)

شجرہ نسب شیوخ اثنا عشریہ نانوتہ

کوٹ عیلے شاہ و کوٹ شاکر، بہاول پور، خیر پور میرس جناب براؤب انصاری کا پسر شیخ مطلوب
ان کا پسر محمد احمد ان کا پسر شیخ منصور ان کا پسر خواجہ زید ان کا پسر خواجہ محمد ان کا پسر شیخ منصور
ان کا پسر خواجہ داؤد ان کا پسر خواجہ لقمان ان کا پسر خواجہ جلیل ان کا پسر خواجہ شمس الدین ان کا پسر شیخ داؤد ان کا پسر شیخ محمود ان کے صلب سے دو پسر (۱) شیخ عبدالواحد انصاری بلخی (۲) شیخ حمزہ بلخی ان کا پسر شیخ محمود سمرقندی ان کا پسر خواجہ ابراہیم ان کا پسر شیخ سراج الدین ان کا پسر شیخ محمود ان کا پسر سامد ان کا پسر شیخ حمزہ ان کا پسر شیخ فرید ان کا پسر خواجہ عماد ان کا پسر شیخ حامد ان کا پسر شیخ احمد ان کا پسر شیخ محمد حسن ان کا پسر شیخ عبدالمجید ان کا پسر خواجہ نور محمد ان کے صلب سے دو پسر شیخ محمد درگان و شیخ محمد اسحاق ان کا پسر شیخ محمد حبیب (۱) شیخ عبدالواحد انصاری بلخی یہ بزرگ عارف کامل وصوفیہ مشاہیر میں سے تھے مخدوم پیر سید احمد توختہ مدفون لاہور کے خاص مقلدین میں سے تھے جب ۵۲۱ھ میں مخدوم پیر سید احمد توختہ وارد ہند ہوئے تو یہ بزرگ اور دوسرے مشاہیر صوفیہ آپ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے ان کے صلب سے دو پسر شیخ جمال لاولد و شیخ ابوسعید ان کا پسر شیخ عبدالقاحد ان کا پسر شیخ حامد ان کا پسر شیخ محمود ان کا پسر شیخ نذر محمد ان کا پسر شیخ علیم اللہ ان کا پسر شیخ حبیب اللہ ان کا پسر شیخ احمد ان کا پسر شیخ عبدالوحید ان کا پسر شیخ عبدالمجید ان کا پسر خواجہ جمال ان کا پسر خواجہ کمال ان کا پسر شیخ نور محمد ان کا پسر خواجہ عماد ان کا پسر خواجہ ابراہیم ان کا پسر شیخ اسمٰعیل ان کا پسر شیخ احمد حسن ان کا پسر شیخ محمد حسن ان کا پسر شیخ دوست محمد ان کا پسر شیخ امیر احمد ان کا پسر شیخ ابوصالح مدفون سیانہ سید ان کا پسر شیخ نذر محمد یہ بزرگ عابد و زاہد اور عالم باعمل تھے ان کے والد مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی مدفون قصبہ نانوتہ کے خاص مقلدین میں سے تھے یہ اور ان کے آباؤ اجداد اس خاندان کے مقلد اور ہمدرد رہے جس وقت سید السادات مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی قصبہ نانوتہ رونق افروز ہوئے تو آپ مع اہل وعیال مخدوم صاحب کے ہمراہ نانوتہ تشریف لائے اور نانوتہ کو اپنا وطن بنایا آپ نے کہنہ نسب نامہ سے ایک نسب نامہ اور روزنامچہ قلمی لکھا ہے جس میں آمد اور نانوتہ کے حالات لکھے ہیں یہ نسب نامہ مرقومہ آپ کے اور ایک بزرگ میاں جی شیخ نیاز احمد کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ (مؤلف)

شیخ نذر محمد ان کے صلب سے یک پسر شیخ دوست علی ان کے صلب سے دو ازواج سے سات فرزند پیدا ہوئے یک دختر اطہنی زوجہ مخدوم پیر سید شاہ غلام (۱) شیخ احمد علی لاولد (۲) شیخ غلام علی (۳) شیخ محسن علی (۴) شیخ نیاز علی (۵) شیخ بہادر علی (۶) شیخ امام علی (۷) شیخ شیر علی۔

(۲) شیخ غلام علی کا پسر میاں جی شیخ نیاز احمد ان کے صلب سے تین پسر شیخ مشتاق علی لاولد و شیخ امیر احمد و شیخ نہال احمد ان کا پسر شیخ ابراحسین عرف مولا بخش اور شیخ امیر احمد یہ بزرگ نیک صالح اور خاص دوستداران اہلبیت میں سے تھے، شبیہہ ذوالجناح روز عاشورہ بناتے جس میں تیرو تلوار وغیرہ جسم میں اسطرح پیوست کرتے تھے کہ مومنین کو یقین ہو جاتا کہ واقعی یہ تیر و تلوار جسم میں پیوست اور زخم نمایاں ہوتے یہ ان کا انتہائی کمال تھا روز عاشورہ ذوالجناح برآمد کرتے وقت انتقال ہوا آپ کے صلب سے دو پسر شیخ احمد حسن عرف کلو و شیخ علمدار حسین و دختر اصل بیو سید یعقوب علی ترمذی محلہ کوٹ اور شیخ علمدار کے صلب سے دو پسر شیخ علی احمد و شیخ بنیاد علی ان کے صلب سے دو دختران ہاشمی بیگم زوجہ سید عاشق حسین ترمذی و عباسی بیگم اور شیخ علی احمد نے ۱۹۴۷ء میں قصبہ نانوتہ خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی ان کے صلب سے

یک پسر شیخ نیاز احمد اور شیخ احمد حسن عرف کلو لاولد اپنے باپ کی پیروی میں ذوالجناح بناتے ہیں اور ایام شب رات میں آتشبازی کے استاد کامل ہیں انہوں نے فرضی نسب نامہ سادات ترمذی کا مرتب کرکے کوٹ شاکر روانہ کیا تھا (مؤلف)

(۳) شیخ محسن علی نے قصبہ نانوتہ سے ہجرت کرکے ضلع جھنگ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر شیخ نور حسین مقصود الخیر و شیخ محمد حسین ان کے صلب سے دو پسر شیخ لطف علی و شیخ امداد علی ذاکر اہلبیت و دختران غلام زہرہ و غلام فاطمہ و سعید فاطمہ زوجہ نور زمان شیخ لطف علی کوٹ عیلے شاہ آباد ان کے صلب سے پانچ پسر شیخ غلام شبیر و محسن علی و ضامن علی و قاسم علی و علمدار حسین و سردار مائی زوجہ محمد حسین شیخ غلام شبیر کے دو پسر علی عباس و فضل عباس و دختران خورشید مائی زوجہ غلام باقر و کنیز فاطمہ و نسیم اختر و بلقیس. شیخ محسن علی کے تین پسر مشتاق علی و زوار حسین و عابد حسین ان کا پسر ساجد حسین اور شیخ ضامن علی کی دختران غلام سکینہ و زرینہ و دختر شیخ قاسم علی کے تین پسر آغا حسین و غضنفر عباس و مظہر عباس و دختر مقبول فاطمہ اور شیخ علمدار حسین کے تین پسر محمد حسین و صغیر حسین و وزیر حسین و دختران غلام زینب و بتول اور شیخ امداد علی ذاکر اہلبیت مذکور کوٹ شاکر آباد ان کے دو پسر ظفر یاب حسین و محمد حسین و دختر کنیز فاطمہ زوجہ قاسم علی مذکور اور شیخ ظفر یاب حسین کے پسر شیخ امداد حسین و زر حسن بتول

(۴) شیخ نیاز علی کا پسر مرید حسین ان کا پسر فضل حسین ان کا پسر کرم حسین و دختر اللہ وسائی (۵) شیخ بہادر علی کا پسر اللہ داد ان کا پسر غلام اکبر بہاولپور آباد (۶) شیخ امام علی کے دو پسر فیض رسول و نیاز رسول لاولد (۷) شیخ شیر علی کا پسر شیخ علی احمد لاولد۔

شجرہ نسب شیوخ صدیقی اولاد جناب ابوبکر بن قحافہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور

جناب ابوبکر بن قحافہ کی اولاد قصبہ نانوتہ، دیوبند، خاص سہارنپور، شاملی ضلع مظفر نگر، گڑھ نانک پورہ، قصارہ، غازی پور، پانی پت ڈھاکہ رسالۃ لکھنوئی)، لاہور، کوئٹہ، کراچی. جناب ابوبکر بن قحافہ کی زوجہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ کے بطن سے یک پسر محمد و دختر ام کلثوم زوجہ عمر ابن خطاب یہ وہی ام کلثوم جس کے متعلق بعض نافہم لوگوں نے حضرت علی ابن ابیطالب کی صلبی لڑکی بتلائی ہے. جناب محمد بن جناب ابوبکر ابھی صغیر سن تھے کہ جناب ابوبکر کا انتقال ہوگیا، انکی والدہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ نے حضرت علی ابن ابیطالب سے عقد کیا جناب محمد بن جناب ابوبکر یتیم کی تربیت حضرت علی کی نگرانی میں ہوئی، آخر عین شباب میں ملک مصر میں دشمنوں نے شہید کردیئے ان کے صلب یک پسر شیخ قاسم ان کے صلب سے یک پسر شیخ عبدالرزاق و دختر فاطمہ کنیت ام فروہ زوجہ امام محمد باقر علیہ السلام، شیخ عبدالرزاق کے صلب سے یک پسر شیخ مسعود ان کا پسر شیخ وحید الدین ان کا پسر الشادی الصدیقی ان کا پسر شیخ سراج الدین ان کا پسر شیخ نوراللہ ان کا پسر شیخ ذکریا ان کا پسر شیخ عبداللہ ان کا پسر شیخ بہاؤالدین ان کا پسر شیخ محمود ان کا پسر شیخ نورالدین اتصال ان کا پسر شیخ اسمٰعیل شہید

ان کا پسر شیخ الحاج صدرالدین ان کا پسر شیخ رکن الدین سمرقندی ان کا پسر صدرالدین ان کا پسر شیخ خلیل ان کا پسر خواجہ یوسف ان کا پسر خواجہ شہاب الدین ان کا پسر بہاؤالدین ان کا پسر شیخ رفیع الدین ان کا پسر رکن الدین ان کا پسر نورالدین ثانی ان کا پسر خواجہ نجم الدین ان کا پسر شیخ نورالدین ثالث ان کا پسر شیخ ضیاءالدین ان کا پسر قیام الدین ان کا پسر نورالدین رابعہ ان کا پسر خواجہ نجم الدین ثانی ان کا پسر قاضی شیخ مظہر الدین سمرقندی ان کا

پسر قاضی شیخ میراں بڑے جدِ شیوخ صدیقی قصبہ نانوتہ یہ بزرگ بہلول لودی بادشاہ دہلی کے عہد میں قصبہ نانوتہ تشریف لائے ان سے قبل مسلمانوں میں گگے زئی و شیروانی افغان اور سادات میں مخدوم سید احمد ملقب دادا میرانجی قصبہ نانوتہ موجود تھے ان کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے (۱) قاضی شیخ حبیب اللہ (۲) شیخ جمال الدین (۳) شیخ عبدالغنی (۴) شیخ نظام الدین عرف عباد اللہ (۵) شیخ کمال الدین یہ بزرگ بسلسلہ ملازمت لکھنوتی جواب ڈھاکہ کہلاتا ہے چلے گئے تھے انکی اولاد وہیں آباد ہے (۳، ۴) شیخ عبدالغنی و شیخ نظام الدین عرف عباد اللہ بسلسلہ تجارت پورب چلے گئے تھے ان دونوں برادران کی اولاد مقامات کٹرہ مانک پور، قصارہ، غازی پور میں آباد ہے۔

(۲) شیخ جمال الدین کے صلب سے دو پسر شیخ تاج الدین و شیخ امان اللہ پیدا ہوئے اور شیخ امان اللہ کے صلب سے تین پسر شیخ حفیظ اللہ و قاضی فضل اللہ و مفتی مبارک احمد ان کا پسر قاضی طٰہٰ ان کے صلب سے دو پسر شیخ عبدالفتح و شاہ محمد ان کا پسر مولوی محمد ہاشم کے صلب سے تین پسر شیخ غلام یحییٰ و مولوی غلام محی الدین و شیخ عبدالسمیع ان کے صلب سے دو پسر شیخ محمد واسع و محمد سعین ان کے صلب سے دو پسر شیخ محمد نافع و ابوالفتح ان کے صلب سے تین پسر شیخ خادم حسین و تفضل حسین ان کے صلب سے دو پسر ابوالحسن و محمد حسین اور شیخ خادم حسین کو مجلس عزا منعقد کرنے کی بنا پر شہید کیا ان کے صلب سے دو پسر شیخ سعید حسن و حبیب حسن اور شیخ علاؤالدین کے صلب سے دو پسر محمد بخش و خواجہ بخش ان کا پسر محمد ہاشم اور شیخ محمد بخش کے صلب سے دو پسر اللہ دیا و غلام شاہ ان کا پسر شیخ اسد علی ان کے پسر الحاج مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند ان کا پسر مولوی حافظ محمد احمد ان کے صلب سے دو پسر مولوی محمد طاہر و مولوی محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند مقام دیوبند دونوں برادران آباد، مولوی محمد طاہر کے صلب سے سات پسراں وحید ظفر و سعید قمر و محمد عامر و محمد شاکر و محمد باقر و محمد ظاہر و محمد آصف یہ سب برادران شہر کراچی آباد ہیں اور مولوی محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صلب سے چار پسر محمد اعظم و محمد اسلم و محمد عاصم و محمد سالم آپ کے صلب سے تین پسر محمد حسان و محمد سفیان و محمد سلیمان شیخ عبداللہ بن ابوالفتح کا پسر شیخ غلام اشرف ان کے صلب سے پانچ پسر (۱) مولوی غلام حسین مذہب شیعہ اثنا عشری (۲) شیخ احمد علی (۳) حافظ محمد حسن (۴) حکیم غلام محی الدین (۵) حکیم ولی محمد ان کا پسر حکیم امانت علی (۴) حکیم غلام محی الدین کے صلب سے دو پسر شیخ تراب علی و حافظ محمود (۳) حافظ محمد حسن انکے صلب سے دو پسر لطف علی و شیخ محمد علی کے دو پسر عبدالحق و عبدالقادر ان کا پسر شیخ محمد احمد اور شیخ عبدالحق کا پسر شیخ فضل الحق۔ لطف علی کے صلب سے تین پسر مولوی محمد مظہر بانیٔ مظاہر العلوم سہارنپور و مولوی محمد منیر و مولوی محمد احسن ان کا پسر مولوی حافظ محمد ابراہیم ان کے صلب سے چار پسر شیخ محمد یامین و سموئیل و محمد اسرافیل و ڈاکٹر الیاسین اور مولوی محمد منیر کا پسر شیخ حافظ محبوب الرحمٰن ان کے صلب سے تین پسر شیخ عطاء الرحمٰن و مطلوب الرحمٰن و مقبول الرحمٰن۔

(۲) شیخ احمد علی کا پسر مولوی مملوک علی ان کا پسر مولوی محمد یعقوب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ان کے صلب سے چار پسر مولوی جلال الدین و مولوی علاؤالدین و حکیم معین الدین و مولوی قطب الدین ان کے صلب سے تین پسر محمد یامین و بشیر احمد و محمد ذکریا حکیم معین الدین کے صلب سے پانچ پسر عبدالغنی و محمد اسحاق و محمد عیسیٰ و محمد ہارون ان کا پسر محمد شعیب شہر کراچی آباد اور محمد ایوب بن حکیم الدین کا پسر احمد علی اور محمد عیسےٰ کے صلب سے تین پسر محمد موسےٰ و محمد یونس و حکیم محمد الیاس یہ شہر کوئٹہ میں آباد ہیں ان کے صلب سے تین پسر ضیاء اسلام و

ﷺ عبداللہ و علاؤالدین و حکیم محمد عاقل مذہب شیعہ اثنا عشری ان کے صلب سے یک پسر شیخ علی محمد ان کے صلب سے دو پسر

رضی اسلام، محمد عباس رل مولوی غلام حسین مذہب شیعہ اثنا عشری کا پسر قاضی پرورش علی ان کا پسر قاضی غلام عباس متخلص بہ منبر آپکی ولادت ۱۲۴۳ھ میں ہوئی آپ کے بزرگ شاہانِ اسلام کے عہد میں وارد ہند ہوئے اور قصبہ نانوتہ وشامل ضلع مظفر نگر میں سکونت اختیار کی اور عہدہ قضا پر مامور ہوئے آپ حلیم الطبع نیک صالح اپنی وضع کے پابند تھے آپ کے دادا مولوی غلام حسین نے علمائے شیعہ نانوتہ سے مذہبی تحقیق کے سلسلہ میں مذہب حقہ قبول کیا اور نانوتہ مولوی سید مظفر علی ترمذی مفتی سے اوّل فارسی اور دینیات کی تعلیم حاصل کی پھر لکھنؤ کا سفر اختیار کیا وہاں سرچشمہ علم، فضل علامہ سید حسین معروف میرن صاحب قبلہ طاب ثراہ کی خدمت میں علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی مولوی سید مظفر حسین صاحب مفتی کی بدولت سلطان واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے حضور میں باریاب ہوکر چند شاہی خواجہ سراؤں کے اتالیق مقرر ہوئے لکھنؤ میں مرزا دبیر کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف شاگردی حاصل کیا "منبر" تخلص مرحمت ہوا، منظہر الغرائب مثنوی معجزات حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب مطبع یوسفی دہلی میں چھپ کر مشتہر ہو چکی ہے علاوہ اس کے انکی تصانیف سے تقریباً پانصد سلام اور چند مرثیہ ہیں سلطنت اودھ کے زوال کے بعد سہارنپور خاص مدرسی سے گذر اوقات بسر کرتے رہے آپ کے فرزند قاضی شیخ محمد یٰسین نے سہارنپور سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ قاضی فضل اللہ کے صلب سے چار پسر غلام حسین و عبد الملک و قاضی قاسم و شیخ حسین احمد ان کا پسر خواجہ احمد ان کا پسر جان محمد ان کے دو پسر ابوطالب و ابوالفضل ان کا پسر محمد واصل ان کے صلب سے دو پسر حکیم محمد شاہ و شیخ غلام احمد ان کا پسر غلام محمد ان کا پسر حافظ محمد رضا ان کا پسر حافظ محمد اسمٰعیل ان کے صلب سے حکیم محمد احمد و عبد السلام و عبد العلام و مولوی محمود احمد ان کا پسر مولوی مسعود احمد اور حکیم محمد احمد کے صلب سے تین پسر آفتاب احمد و اقبال احمد و نثار احمد اور قاضی قاسم بن قاضی فضل اللہ کے صلب سے تین پسر قاضی خان و سلطان محمد و شیخ محمد علی معروف منور علی ان کے صلب سے تین پسر محمد ناصر و ابوالمعالی و عزیز اللہ ان کا پسر حبیب اللہ ان کے صلب سے دو پسر محمد عسکری و علی اکبر ان کا پسر محمد اکرام ان کا پسر محمد اسلم ان کے صلب سے شیخ محمد علی و غلام مصطفےٰ ان کا پسر قادر بخش ان کے صلب سے دو پسر لطف علی و نجف علی شیخ محمد عسکری کا پسر عصمت اللہ ان کے صلب سے تین پسر قاضی نجیب اللہ مذہب شیعہ اثنا عشری و رحیم اللہ و عظیم اللہ ان کا پسر ملوک علی اور رحیم اللہ کا پسر کریم بخش ان کے صلب سے دو پسر امیر الدین و وزیر الدین ان کا پسر رشید احمد ان کا پسر رفیق احمد ان کے صلب سے تین پسر شیخ محمد حنیف و نذیر احمد و بشیر احمد، امیر الدین کے صلب سے دو پسر امیر حسن و مجید حسن معروف جیدا ان کا پسر محمد حسن ان کے صلب سے تین پسر حسن احمد و احمد حسن و ابن حسن کے دو پسر اسرار حسین و عمران حسین اور احمد حسن کے صلب سے تین پسر طیب حسن و طاہر حسن و زاہد حسن

قاضی نجیب اللہ شیعہ مذہب نساب بن شیخ عصمت اللہ

جس زمانہ میں قصبہ نانوتہ علم و عرفان کی بارش سے گلستان بنا ہوا تھا جس کی اصل بہار گلستانِ علم و عمل ہے جو صدیوں سے لکھنؤ اور نجف اشرف علم و تمدن کے سمندر سے سیراب ہوا جہاں سرچشمہ علم و فضل علماء، فضلا کا مجمع رہتا تھا ان علماء میں فخر الفقہاء رئیس العلماء علامہ سید نجف علی مجتہد و علامہ سید بہادر علی مجتہد و مولوی کاظم علی و مولوی منظوم علی اعلی اللہ مقامہ جیسے جلیل القدر علماء موجود تھے ان حضرات کی صحبت میں علم دینی سے فیضیاب ہوئے یا یوں سمجھیے کہ گلستان علم و عمل کے پھولوں سے اپنی روح کو لبایا اور مذہب حقہ قبول کیا اوّلاً مکان پر مجالس عزا قائم کیں بعدہٗ ایک مسجد اثنا عشریہ اور ایک امام باڑہ محلہ شیخ زادگان میں تعمیر کرایا جس میں آج تک ایام محرم میں مجالس عزا منعقد

ہوتی ہیں اور روز عاشورہ تعزیہ وعلم بشکل جلوس برآمد ہوتا ہے شیخ حکیم محمد عاقل وشیخ مولوی غلام حسین نے آپکی تبلیغ اور اشاعت دین کی وجہ سے مذہب حقہ قبول کیا آپ میرٹھ عہدہ قضا پر مامور تھے اس لئے یہ محلہ قاضیان مشہور ہوا جس میں شیخ صدیقی شیعہ اثنا عشری آباد ہیں، آپ کے صلب سے دو پسر (۱) قاضی محمد حسن (۲) شیخ عنایت علی پیدا ہوئے ان کے صلب سے دو پسر شیخ رحمت علی و درویش علی ان کا پسر عباس علی اور شیخ رحمت علی کے دو پسر محمد تقی و معصوم علی ان کا پسر نثار علی قاضی محمد حسن بھی عہدہ قضا پر مامور تھے ان کے صلب سے تین پسر شیخ علی محمد و محمد حسین و علی حسن کے صلب سے دو دختر جمعیت النساء و چار دختران کبریٰ زوجہ شیخ حسن محمد انصاری سہارنپور و کلثوم زوجہ شیخ احمد حسن و دولت النساء زوجہ قاضی فیض الحسن و محمدی بیگم شیخ محمد حسین کے صلب سے دو پسر حیدر حسن و احمد حسن و دختر سیتی بیگم اور حیدر حسن کے صلب سے تین پسر فیض الحسن و تفضیل حسین و ابوالحسن ان کی دو دختران الٰہی جان و سکینہ زوجہ میانجی محمد حسین اور تفضیل حسین کا پسر ابو علی محمد سوزخوان و دختران رضیہ و زہرا اور فیض الحسن کا پسر قاضی میانجی محمد حسین ان کا پسر قاضی محمد احسن اور احمد حسن کا پسر نیاز حسین، شیخ پیر محمد کے صلب سے تین پسر محمد تقی و قاضی پیر محمد و قاضی معصوم علی ان کا پسر قاضی نثار علی قاضی پیر محمد کے صلب سے چار پسر قاضی محمد علی و حافظ ولی محمد و قاضی محمد زکی و قاضی محمد تقی ان کے صلب سے یک پسر قاضی خورشید حسن مقام پانی پت بود و باش اختیار کی ان کی اولاد وہیں آباد ہے اور قاضی محمد زکی کا ایک پسر قاضی اللہ دیا و دختر زندی زوجہ سید علی حسین نقوی سرساوہ اور قاضی اللہ دیا کا ایک پسر ذاکر حسین اور حافظ ولی محمد کے صلب سے دو پسر قاضی برکت علی و قاضی ولایت حسین ان کی صرف یک دختر فضہ اور قاضی محمد علی کے صلب سے دو پسر شیخ عابد حسین و شیخ واجد علی عرف بھکو و یک دختر جعفری اور شیخ عابد حسین کے دو پسر قاضی زاہد حسین مکتب فروش و قاضی ضیغم حسین اور شیخ واجد علی عرف بھکو کے دو پسر ساجد حسین و قاضی باقر حسین ان کا پسر قاضی کاظم حسین نوحہ خواں لاہور آباد ہے۔

(۱) شیخ حبیب اللہ بن قاضی شیخ میراں بڑے مذکور کے صلب سے چار پسر عبدالفتح و شیخ داؤد و شیخ سلیمان و شیخ مبارک ان کا پسر شیخ محمود فخر ان کے صلب سے دو پسر شیخ ملا مظفر و شیخ ملا حافظ ان کا پسر شیخ ملا علی ان کے صلب سے چار پسر شیخ محمد افضل و عبدالسبحان و محمد فاضل و شیخ محمد صالح ان کا پسر شیخ محمد جعفر ان کا پسر محمد ضیاء ان کا پسر شیخ محمد لقا ان کے صلب سے دو پسر شیخ محمد بخش و احمد ان کا پسر عباس علی اور شیخ محمد بخش کا پسر شیخ اکبر علی ان کا شیخ نجشی عبدالحق ان کے صلب سے دو پسر شیخ محمد افضل و محمد اعلےٰ ان کے صلب سے تین پسر شیخ محمد لیٰسین و محمد یامین و محمد مبین اور شیخ محمد افضل کے صلب سے دو پسر شیخ محمد فاضل و شیخ محمد فضیل اور شیخ محمد فاضل بن ملا علی کا پسر شیخ محمد شعیب ان کا پسر محمد زمان ان کا پسر محمد امان ان کا پسر شیخ جیلانی عرف چھوٹا ان کا پسر شیخ امیر علی ان کا پسر شیخ نظام الدین ان کے صلب سے دو پسر شیخ عبدالحفیظ و شیخ محمد صدیق انسپکٹر پولیس ان کے صلب سے چھ پسر شیخ محمد احمد و ماسٹر عبدالواحد و شیخ داروغہ محمد احمد و مقصود احمد و کرنل رفیق احمد و شیخ شفیق احمد ڈی، ایس، پی ولنسب نامہ قلمی قاضی نجیب اللہ و فیض الحسن۔

شجرہ نسب غیر سادات شیعہ قصبہ نانوتہ جو سادات اعظام کے غلام و خدمتگار اور رعایا میں سے ہیں

یہ خاندان یا گھرانے خاص نانوتہ، رام پور منھیاران، خاص سہارنپور، لاہور، خیر پور میرس محلہ لقمان و منٹگمری، بھکر میں موجود ہیں۔ (پہلا گھرانہ) عبادت پناہ امیر سید حیدر علی فوجدار کے خسر نواب مرزا حشمت بیگ لکھنوی نے اپنی بیٹی بلقیس جہاں کو جہیز میں ایک کنیز نجتاور اور غلام مبارک بھی خدمت کے لئے دیا تھا آپ نے ان دونوں کا عقد کر دیا اور حویلی کے ملحق ایک مکان رہائش کے لئے عطا کیا جو آج تک انہیں کی اولاد کے قبضہ و تصرف میں ہے، اس مبارک غلام اور نجتاور کنیز کے بطن سے یک پسر امام بخش اور دو دختران مندو و دھنگو پیدا ہوئیں امام بخش کے صلب سے دو پسر صادق علی و امیر حسن و دختر فیاضاً۔ اور صادق علی کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے یک پسر کرار حسین بہرہ و زوجہ ثانیہ کے بطن سے یک پسر ریاست حسین بہ نانوتہ موجود، کرار حسین کی زوجہ جعفری کے بطن سے یک پسر اور امیر حسین کے صلب سے یک پسر صغیر حسین عرف جگو و دختران جعفری زوجہ کرار حسین مذکور و بھیگی زوجہ بنچے خان افغان سکنہ سہارنپور محلہ نواب گنج اس کے بطن سے یک پسر اشتیاق احمد (داماد) بھکر مکان سید طالب حسین موجود اور صغیر حسین کے صلب سے یک پسر ضمیر حسین اس نے نانوتہ سے ہجرت کر کے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی، اس کے صلب سے دو پسر مشیر حسین و بشیر حسین و دختر بانو محلہ لقمان خیر پور میرس موجود ہیں۔

(دوسرا گھرانہ) سید مجتبیٰ معروف میٹا کے اجداد میں سید حیدر علی جاگیر دار کا ایک ملازم راجو نو مسلم تھا جو دکن کے علاقہ کا رہنے والا تھا اس کے صلب سے ایک پسر مہتاب پیدا ہوا اس کے صلب سے یک پسر اقبال عرف بالا اور تین لڑکیاں مسماۃ سلامت زوجہ سیدا و مسماۃ عیدو زوجہ ظہور و مسماۃ باطن زوجہ چھوٹے خاں سکنہ سہارنپور پیدا ہوئیں اور اقبال عرف بالا کے صلب سے یک پسر برکت و دختر تھو اور برکت کے صلب سے یک پسر زاہد حسین و دختر کلثوم کلو زاہد حسین ولد برکت نے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی اس کے صلب سے تین پسر ساجد حسین و ماجد حسین و عابد حسین و دختران کلو زوجہ سید ولی حیدر ولد سید شمس الحسن ترمذی نانوتوی و کنیز زہرا،

(تیسرا گھرانہ) بنچے خان افغان محلہ نواب گنج سہارنپور کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے یک پسر فیاض حسین خاں درزی و دختر کلو زوجہ صغیر حسین ولد امیر حسین ساکن نانوتہ اور زوجہ ثانیہ بھیگی دختر امیر حسین مذکور کے بطن سے یک پسر اشتیاق احمد قصبہ بھکر مکان سید طالب حسین ولد سید حیدر حسن میں ساکن ہے اور فیاض حسین خاں درزی نے خیر پور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی اس کے صلب سے یک پسر نواب حسین و دختران شمشاد بانو و حسنین بانو پیدا ہوئیں نواب حسین کے دو پسر چاند میاں و حسین میاں۔

(چوتھا گھرانہ) سید محمد علی فوجدار بن مدد علی ترمذی محلہ چھتہ کا ایک ملازم مولہا پرنیا (بنگال)، کا رہنے والا تھا اس کا ایک پسر حسن علی تھا اس کے صلب سے دو پسر مومن علی عوالدار و محرم علی عطار لاولد اور ایک دختر آبادی پیدا ہوئی جو سید سخاوت علی نقوی سے منسوب ہوئی مومن علی کا ایک پسر مقصود علی اس نے علی گڑھ سکونت اختیار کی۔

(پانچواں گھرانہ) مولوی حکیم سید باقر علی ولد مولوی سید کاظم علی ترمذی محلہ چھتہ لکھنؤ سے ایک خدمتگار نامی شوکت ہمراہ لائے اس کا ایک کنیز حمیدہ نامی سے عقد کر کے ایک مکان محلہ کوٹ میں عطا کیا اس کے صلب سے یک پسر مسرت پیدا ہوا مسرت کے صلب سے یک پسر غلام علی پیدا ہوا، غلام علی کے صلب سے یک پسر محبت علی و دختر جلائی پیدا ہوئی محبت علی نے نانوتہ سے خاص منگلوری سکونت اختیار کی، محبت علی کا پسر منظور حسین۔

(چھٹا گھرانہ) سید محبوب علی ترمذی محلہ کوٹ نے رام پور منہیاران کے ایک ہندو لڑکے کو مسلمان کیا اور اس کا نام توکل رکھا اس کے صلب سے تین لڑکے اسمٰعیل، ریاضل، یٰسین و یک دختر کلثوم پیدا ہوئی، اسمٰعیل کے صلب سے دو پسر مقصود و زاہد دختر مقصودا پیدا ہوئی، ریاضل کے صلب سے دو دختران مسماۃ نعمت و حشمت پیدا ہوئیں اور یٰسین کے صلب سے دو پسر نیاز حسین و شفیق احمد و دختران حنیفہ و کنیز و ناجو پیدا ہوئیں یہ سب نانوتہ ضلع سہارنپور موجود ہیں۔

(ساتواں گھرانہ) پیر سید محسن علی جاگیردار بہ نسل دیوان سید صابر علی محلہ بازار کا خدمتگار بارو نامی ابنہ شیخاں کا نور باف تھا اس کا لڑکا پیرو ہوا اس پیرو نور باف کے صلب سے تین پسر کالا، ظفر، مظہر پیدا ہوئے کالا کے صلب سے یک دختر مصطفائی پیدا ہوئی جو محبت علی ولد غلام علی سے منسوب ہوئی اب ان کی اولاد نے رام پور منہیاران بود و باش اختیار کی۔

(آٹھواں گھرانہ) منشی سید محمد یٰسین ترمذی ولد مولوی سید حسین مفتی محلہ چھتہ نے بسلسلہ ملازمت ایک شخص چھوٹا سنگھ قوم ہندو راجپوت کو مسلمان کر کے مذہب شیعہ امامیہ قبول کرایا جو موضع پلکھنہ تحصیل جلیسر ضلع ایٹہ کا باشندہ تھا اس چھوٹا سنگھ (اسلامی نام محمد دین) کے دو فرزند مدو سنگھ و شیر سنگھ اور ایک بیٹی ہیرہ نامی کیسر بھی تھی ان سب کو شیعہ اثنا عشری کیا مدو سنگھ کا نام محمود خان و شیر سنگھ کا نام گلشیر خان رکھا، محمد دین موضع پلکھنہ فوت ہوگیا اور دونوں برادر محمود خان و گلشیر خان کو اور انکی بہن کیسر بیوہ اور اس کے لڑکے نہا نامی کو نانوتہ ہمراہ لائے اور اس بیوہ کیسر کا عقد غلام زادہ امیر حسن سے کر دیا دونوں برادران۔ دونہ لاولد فوت ہوئے اور کیسر کا لڑکا نہا نانوتہ میں موجود ہے۔

نوٹ:- متذکرہ آٹھ گھرانوں کی تشریح سابقہ نسب ناموں مندرجہ کتاب ہذا اور اپنی معلومات بحیثیت اہل محلہ و وطن کی گئی ہے تقسیم ہند ۱۹۴۷ء کے بعد ان گھرانوں کے بعض افراد نے پاکستان آکر سادات زیدی کا لیبل بھی لگالیا ہے اور اس طرح رسول کی اس حدیث کے تحت جہنمی بن گئے یعنی فرمان نبوی ہے لعن اللّٰہ من داخل النسب ولعن اللّٰہ من خارج النسب اور داخل النسب وخارج النسب کلاھما فی النار (جوامع الکلم البرہان جلد ۱۶ صفحہ ۱ وغیرہ) نسب میں داخل ہونے والا اور نسب سے خارج ہونے والے پر خدا کی لعنت ہے اور کسی کے نسب میں داخل ہونیوالا اور اپنے نسب سے خارج ہونیوالا دونوں جہنمی ہیں (مؤلف)

ان آٹھ گھرانوں کے علاوہ سادات کی رعایا روغنگر و حجام و کمہار وغیرہ کے بہت سے گھرانے ہیں ان میں دو گھرانے روغنگران کے ہیں جن کا رشتہ سہارنپور کے روغنگراں سے ہیں) ان میں سے کچھ افراد لاہور میں سیادت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کے کاروبار بھی معقول ہیں (مؤلف)

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی قصبہ گنگوہ اولاد دیوان سید قطب الدین مورث محلہ چھپتہ قصبہ نانوتہ

دیوان سید قطب الدین بن مخدوم سید مصطفےٰ بن سیادت پناہ مخدوم سید احمد ملقب دادا میرانجی مدفون نانوتہ کی زوجہ اولیٰ سیدۃ ام کلثوم دختر سید لیٰین بن مخدوم سید احمد ملقب دادا میرانجی مدفون نانوتہ کے بطن سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سید منظفر علی منصبدار (۲) سید محمد عسکری (۳) سید جعفر علی۔

(۲) سید محمد عسکری مورث سادات قصبہ گنگوہ کی شادی شیخ انبیا از اولاد قطب عالم شیخ شاہ عبدالقدوس کی دختر خورو بی بی سے ہوئی ان کے بطن سے یک پسر سید مصطفےٰ ان کا پسر سید مرتضےٰ ان کی شادی حمیدہ بی بی بنت شیخ فیض اللہ از اولاد شیخ رکن الدین بن شیخ شاہ عبدالقدوس سے ہوئی ان کے بطن سے تین فرزند و یک دختر سید سیف اللہ و سید زاہد و سید عابد و دختر حمیدہ بی بی متولد ہوئے سید سیف اللہ اپنے ماموں شیخ غلام نبی کے لاولد فوت ہونیکی وجہ سے قصبہ گنگوہ آباد ہوگئے ان کی شادی بی بی تاجا معروف تاجی دختر شیخ علی احمد گنگوہی سے ہوئی ان کی جد وجہد سے شیخ فیض اللہ مذکور یعنی اپنے نانا کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ پر قابض و متصرف ہوئے اور سید زاہد و سید عابد دونوں برادران بدستور نانوتہ آباد رہے ان کی صرف دختری اولاد ہوئی اور سید سیف اللہ کی زوجہ تاجا معروف تاجی مذکور کے بطن سے چار پسر (۱) سید غلام امام (۲) سید غلام رسول (۳) سید غلام حیدر (۴) سید غلام شاہ و یک دختر بی بی لولی پیدا ہوئی۔

(بحوالہ شجرہ نسب قلمی مولوی سید نجف علی حسینی الترمذی نانوتوی) (۱) سید غلام امام کے صلب سے دو پسر حاجی سید باقر علی و حاجی سید غلام حسین و دختران نذیراً و کلثوم و پیرو اور حاجی سید باقر علی کی دختر محمدی زوجہ فدا حسین ولد حاجی سید غلام حسین حاجی سید غلام حسین کے صلب سے تین پسر سید نثار حسین و فدا حسین و مدد علی لاولد اور سید نثار علی کا یک پسر محمد عسکری ان کے صلب سے دو دختران نثار بیگم زوجہ سید محمد تقی ولد کاظم علی سکنہ ٹڈولی و خورشید بیگم زوجہ سید محمد حیدر سکنہ ٹڈولی سید فدا حسین کے صلب سے تین دختران فاطمہ بیگم و کنیز بیگم و خدیجۃ النساء۔

(۲) سید غلام رسول کے صلب سے تین پسر سید ذوالفقار علی و سید جعفر علی و سید اکبر علی و زینب زوجہ سید امداد علی سید ذوالفقار علی کی زوجہ زینت دختر سید غلام شاہ کے بطن سے یک پسر سید عطا حسین و دختر گمانی اور سید عطا حسین کے صلب سے یک پسر سید فضل حسین و دختر اللہ دی اور سید فضل حسین کے صلب سے دو پسر سید نذر حسین و کرامت حسین و دختر محفوظ النساء زوجہ حاجی سید امیر رضی اور سید نذر حسین کے صلب سے یک پسر سید مقبول حسین و دختر بنیادی بیگم زوجہ سید شاکر علی ولد نادر علی اور سید مقبول حسین کی زوجہ امرائی بیگم دختر لیاقت حسین ولد سید محمد علی ترمذی محلہ بازار سکنہ قصبہ نانوتہ کے بطن سے دو پسر سید امیر عباس و سید قیصر عباس و دختران ساجدہ خاتون زوجہ ضمیر حسین ولد سید حسن جھنجھانوی و زاہدہ خاتون زوجہ سید مقبول حسین ترمذی ساڈھوری سید امیر عباس و سید قیصر عباس پسران سید مقبول حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہوکر خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار کی، سید امیر عباس کی زوجہ ذکیہ خاتون دختر سید مظاہر حسین ولد ڈاکٹر سید مہربان علی کے بطن سے ہنوز چار پسر سید ذیشان حیدر و عرفان حیدر عرف رجن و فرقان حیدر و ریحان حیدر و

دختران مہ جبین، رفعت جبیں وحسین زہرہ سید قیصر عباس کی زوجہ جمیلہ خاتون عرف نواب بیگم دختر سید یاور حسین کے بطن سے ہنوز دو دختراں سعیدہ خاتون عرف نیر زہرہ وفہمیدہ خاتون سید کرامت حسین ولد سید فضل حسین کی زوجہ معصومہ بیگم دختر شرف علی بیگ سکنہ قصبہ لکھنوتی ضلع سہارنپور کے بطن سے دو پسر سید یاور حسین وسید دلاور حسین و دختران اصغری بیگم زوجہ سید نذر حسین ولد علی حسین سکنہ بڈولی وسیدہ بیگم سید یاور حسین کے صلب سے دو دختران جمیلہ خاتون عرف نواب بیگم زوجہ سید قیصر عباس مذکور و عابدہ خاتون زوجہ زاہد حسین ولد ضیغم حسین نیاپانوی سید دلاور حسین نے بھی خیرپور میرس سکونت اختیار کی ان کی زوجہ محمودہ بیگم دختر سید محمد تقی کے بطن سے دو پسر سید نذر عباس وسید ظفر عباس و دختران نثار فاطمہ زوجہ کبیر حسین سکنہ روڑی سکھر و کنیز فاطمہ زوجہ سراج حسین ولد اعجاز حسین جھجانوی سید نذر عباس کے صلب سے ہنوز چار پسر سید فضل عباس وعطا عباس وآصف عباس والطاف عباس و دختران رفعت پروین ریحانہ پروین وعظمیٰ بانو اور سید ظفر عباس نے راولپنڈی سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز دختران سکینہ وسلطان زہرہ سید جعفر علی بن سید غلام رسول کے صلب سے یک دختر کنیز فاطمہ زوجہ سید منظہر علی ولد اولاد علی اور سید علی اکبر کا پسر امید علی لاولد۔ (۳) سید غلام حیدر بن سید سیف اللہ کے صلب سے تین پسر سید امام علی و سید بہادر علی و سید صفدر علی سید امام علی کے صلب سے تین پسر سید حسین علی لاولد وسید زین علی و سید اصغر علی و دختر فیاضاً سید زین علی کے صلب سے یک پسر میاں جی سید احمد حسین کی زوجہ زوید النساء دختر سید وارث علی قصبہ نانوتہ محلہ بازار کے بطن سے چار دختران ممتازاً زوجہ سید صغیر حسین نانوتوی و امراؤ بیگم زوجہ سید شہاب الدین پیرزادی وسیدہ چھوہ زوجہ علی حسین تھانوی وبخت النساء زوجہ سید محمد عسکری اور سید اصغر علی کے صلب سے یک پسر سید صادق علی ان کے صلب سے یک دختر مصطفائی بیگم، سید بہادر علی کے صلب سے دو پسر سید عنایت علی و سید محمد حسین و دختران کبریٰ بیگم زوجہ سعادت علی تھانوی ومحمدی بیگم زوجہ سید ہادی حسین وانیس بانو عرف بین دختر مولوی سید دلدار علی قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ سید عنایت علی کے صلب سے تین پسر سید فیض الحسن وسید جعفر علی و سید ہدایت علی لاولد و دختر حکیماً سید فیض الحسن کے صلب سے یک پسر سید صغیر حسین ان کا پسر سید محمود حسن ان کے صلب سے دو پسر سید مظاہر حسن وماسٹر سید مسعود الحسن و دختران کنیز عباس زوجہ سید انصار حسین تھانوی وسبطین زہرہ اور ماسٹر سید مسعود الحسن نے کربلا معلیٰ عراق، سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو دختران کاظمی بیگم وجعفری بیگم اور سید مظاہر حسن کا پسر سید سرور حسین سید جعفر علی پسر سید امیر حسین اور سید صفدر علی بن سید غلام حیدر کا پسر سید نیاز حسین ان کا پسر سید مسیتا ان کی یک دختر حاجی بیگم زوجہ اولاد حسین (۴) سید غلام شاہ بن سید سیف اللہ کے صلب سے دو پسر سید امداد علی و اولاد علی کی دختر زینب زوجہ سید ذوالفقار علی سید امداد علی کے صلب سے دو پسر سید منظہر علی و سید احمد علی و دختران عظیماً زوجہ نیاز حسین وعمدۃ النساء اور سید منظہر علی کی دو دختر امتل وصغرا اور سید احمد علی کے صلب سے یک پسر سید تراب علی و دختر عزیزاً اور سید تراب علی کے صلب سے یک پسر سید محمد نذیر و دختران زینب و ننھا اور سید محمد نذیر کی زوجہ فیاضاً دختر سید حمایت حسین سکنہ ٹڈولی کے بطن سے تین پسر سید محمد تقی وسید ظہور حسین و سید محمد عباس ان کے صلب سے یک دختر کلثوم بیگم زوجہ سید عباس رضا سکنہ ٹڈولی ضلع مظفر نگر سید محمد تقی کی زوجہ نصیب النساء دختر داؤد احمد سکنہ ریاست راؤ گڈھ کے بطن سے دو پسر حکیم سید محمد زکی وسید محمد تقی ان دونوں برادران نے مقام ٹھری میروا ضلع خیرپور میرس بود و باش اختیار کی حکیم سید محمد زکی کی زوجہ محمدی بیگم دختر

سید امیر حسین ولد سید ظہور حسین نانوتوی کے بطن سے ہنوز دو پسر سید ظہیر عباس و نذیر عباس و دختران نذیر فاطمہ و امیر فاطمہ و نصرت بیگم و رئیسہ بیگم سید محمد تقی کی زوجہ بلقیس فاطمہ دختر سید مکرم حسین ولد منشی سید شریف حسین نانوتوی محلہ چھپتہ کے بطن سے ہنوز چار پسر سید محمد اصغر و سید محمد عباس و سید محمد حیدر و سید علی حیدر و دختر نرگس فاطمہ اور سید ظہور حسن ولد سید محمد نذیر کی زوجہ ممتاز عرف منی دختر سید کرامت حسین و سید فدا حسین نانوتوی محلہ چھپتہ کے بطن سے یک پسر سید منظور حسین اس نے اپنی ننہیال قصبہ نانوتہ محلہ چھپتہ سکونت اختیار کی اس کی زوجہ ولایتی بیگم دختر سید انور علی محلہ کوٹ کے بطن سے دو پسر سید سبط حسن لاولد و سید نجم الحسن و دختر حاجی بیگم زوجہ سید حاجی حسن ولد سید غلام حسین عرف کوڑا محلہ چھپتہ سید نجم الحسن نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہوکر قصبہ ٹھہری میرواضلع خیرپور میرس بود و باش اختیار کی اس کی زوجہ احسان فاطمہ دختر سید مشرف حسین ولد سید شریف حسین نانوتوی محلہ چھپتہ کے بطن سے ہنوز صرف دو پسر متولد ہوئے، سید مہدی حسین و سید عزادار حسین، اور سید اولاد علی بن سید غلام شاہ کے صلب سے تین پسر متولد ہوئے سید طالب علی و مراد علی و ضامن علی سید طالب علی کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے سید وزیر علی لاولد و سید خادم حسین۔ سید خادم حسین کے صلب سے تین پسر سید حسن لاولد و سید یعقوب علی و سید ابوالحسن، سید یعقوب علی کے صلب سے یک پسر سید ناظر حسن و دختران نیاز بانو زوجہ حکیم سید محمود حسن سکنہ موضع شیخوپورہ قدیم ضلع سہارنپور و نیاز خاتون زوجہ سید محمد معصوم علی سکنہ بلند شہر۔

سید ابوالحسن کے صلب سے یک پسر سید جواد الحسن و دختر ولایتی بیگم زوجہ سید منور علی زیدی جنجھانوی سید مراد علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید کرامت علی ان کے صلب سے صرف یک دختر موتی بیگم سید ضامن علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید تجمل حسین لاولد حوالہ شجرہ نسب قلمی مولوی سید نجف علی حسینی الترمذی نانوتوی و مولوی سید نوازش علی حسینی الترمذی۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر اولاد مخدوم سید احمد ملقب دادا امیر انجی

سید محمد مہدی بن دیوان سید قطب الدین مورث محلہ چھپتہ بن مخدوم پیر سید مصطفےٰ ابن مخدوم امیر سید احمد ملقب دادا امیر انجی مدفون قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور (یوپی)

سید محمد مہدی کے صلب سے یک پسر سید ابوتراب ان کے صلب سے یک پسر سید طالب علی آپ عالم و فاضل اور عابد و زاہد تھے شب روز تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف رہتے تھے، تبلیغ دین کے سلسلہ میں قصبہ کیرانہ تشریف لے گئے یہاں شیوخ انصاری صاحب ثروت اور ذی اقتدار تھے آپ نے ان حضرات کو مذہب حقہ کی طرف مائل کیا اور آل محمد کے فضائل و مناقب سے آگاہ کیا اس وعظ و نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اولاً مولوی نظام الدین انصاری نے مذہب امامیہ قبول کیا رفتہ رفتہ محلہ انصاریان کے افراد اور بعض گوجر صاحبان نے مذہب حقہ اختیار کیا اور عزاداری سرکار سید الشہداء برپا ہونے لگی۔

سید طالب علی کے صلب سے یک پسر سید مردان علی و دختر بی بی پرورش بانو زوجہ

سید زین العابدین بن سید مظہر علی بہ نسل سید شاہ حسین برادر حقیقی مخدوم امیر سید احمد ملقب دادا امیر ابن مذکور۔
سید مردان علی بن مولوی سید طالب علی نے لاولد ہونے کی وجہ سے اپنے بھانجے سید امیر علی بن سید زین العابدین کو قصبہ نانوتہ کی اور قصبہ کیرانہ کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا وارث بنایا اس بناء پر سید امیر علی بن سید زین العابدین مذکور نے قصبہ کیرانہ مستقل سکونت اختیار کی۔

سید امیر علی کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) حکیم سید نیاز علی (۲) سید حسن علی (۳) سید ضامن علی و دختر ہاشمی عرف جگو زوجہ سید شاہ حسین ولد سید نیاز علی محلہ چھتہ قصبہ نانوتہ۔
(۱) حکیم سید نیاز علی کے صلب سے یک پسر سید خورشید علی سوز خواں ان کے صلب سے تین پسر سید ظہور حسن خوشنویس و سید احمد حسن تحت اللفظ خواں و سید مظفر حسین و دختر مسماۃ کنیز فاطمہ زوجہ مولوی حکیم سید محمود حسن صاحب قبلہ پیشنماز محلہ محل قصبہ نانوتہ سید ظہور حسن کے یک پسر سید ضیغم حسین لاولد اور سید احمد حسن کے صلب سے تین دختران پیدا ہوئیں۔ ہاشمی بیگم و نیاز فاطمہ و بنی فاطمہ سید مظفر حسین کے صلب سے یک پسر سید طالب حسین و دختران والوری و صغرا اور سید طالب حسین کے صلب سے دو دختران بنت زہرا زوجہ حکیم سید مقصود حسین ولد مولوی سید محمود حسین صاحب پیشنماز و امت الزہرا عرف بھوری زوجہ امتیاز حسین۔
(۲) سید حسن علی کے صلب سے یک پسر سید تفضل حسین ان کے صلب سے یک پسر مولوی سید حسین ممتاز الافاضل، مبلغ مذہب حقہ خوشنویس خط عربی نستعلیق۔ تبلیغ مذہب حقہ کے سلسلہ اکثر اہلسنت حضرات نے مذہب حقہ قبول کیا۔
آپ کے صلب سے یک پسر سید تجمل حسین ان کے صلب سے تین پسر اور تین دختران پیدا ہوئیں (۱) سید جمیل حسین (۲) سید عقیل حسین (۳) سید شکیل حسین و دختران اعجاز فاطمہ زوجہ سید محمد مسلم سکنہ قصبہ گنگرو و ریاض فاطمہ عرف راجو زوجہ سید ابن حسن کاظمی فریدپوری و ارشاد بانو زوجہ سید مصطفےٰ قصبہ گنگرو۔
سید جمیل حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر موضع حسو بلیل ضلع جھنگ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز یک پسر سید عنصر حسین عرف عش اور سید عقیل حسین نے لاہور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز دو پسر سید محمد عباس و سید علی عباس و دختران نرجس اختر و نیاز فاطمہ و خوشنود فاطمہ۔
سید شکیل حسین نے قصبہ چنیوٹ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز سید حسین اختر و شہباز حسین و طالب حسین و دختران فرزانہ اختر و عذرا کوثر، شگفتہ بیگم و شاہدہ بیگم۔ (بحوالہ شجرہ نسب قلمی مرتبہ مولوی سید حسین حسینی الترمذی کیرانوی)

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی ضلع غازی پور (یوپی)

اولاد سیّد السادات امیر الامرا سیّد مسعود ملک السادات سالار غازی مدفون شہر غازی پور

امیر الامرا سیّد مسعود ملک السادات سالار غازی بن سیّد جلال الدین بن سیّد عبد الوحید بن سیّد عبد الحمید بن سیّد حسین بزرگ لکھن بن سیّد سلیمان کفر شکن سپہ سالار بن سیّد زید شہید المعروف سیّد شاہ زید سالار لشکر بن سیادت پناہ امیر الامرا سیّد احمد زاہد سیانوی سپہ سالار سلطان محمود غزنوی بن امیر الامرا سیّد حمزہ بن سیّد ابو علی المعروف سیّد ابو بکر علی بن سیّد عمر الاعلیٰ بن سیّد محمد توختہ بن سیادت پناہ مخدوم امیر سیّد احمد توختہ مدفون لاہور بہ نسل امام زادہ سیّد حسین اصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔

امیر الامرا سیّد مسعود ملک السادات سالار غازی کی زوجہ اولیٰ سیدہ رقیہ دختر سیّد نجم الدین بن عبد الوحید مذکور کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) امیر سیّد ضیاء الدین سپہ سالار فرزند اکبر (۲) سیّد غیاث الدین عرف سیّد مبارک (۳) سیّد راجہ شہید مدفون شہر غازی پور محلہ راجہ اور زوجہ ثانیہ سیدہ خدیجہ دختر سیّد نظام الدین بن سیّد عبد الوحید مذکور کے بطن سے چار فرزند متولد ہوئے (۴) سیّد قطب الدین (۵) سیّد نور الدین (۶) سیّد علاؤ الدین (۷) سیّد شمس الدین ماسوائے امیر سیّد ضیاء الدین سپہ سالار کے سیّد راجہ معرکہ قلعہ کھنوٹ ۳۰ھ راجہ چکوا مان دہاتا ثانی میں اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ اور شہر غازی پور (یوپی) محلہ راجہ میں دفن ہیں اور (۲) سیّد غیاث الدین عرف سیّد مبارک (۴) سیّد قطب الدین (۵) سیّد نور الدین (۶) سیّد علاؤ الدین (۷) سیّد شمس الدین یعنی ان پانچوں برادران کی اولاد مقامات نونہرہ، پارہ، گنگولی، بھگوئی بزرگ، دیوکٹیان، محمد آباد پرہاری، غازی پور، بحری آباد، رسول پور، مانجہ، چلبلیا، اسماعیل پور وغیرہ ضلع غازی پور اور چند خاندان جون پور میں آباد ہے اور

(۱) امیر سیّد ضیاء الدین سپہ سالار فرزند اکبر کی اولاد قصبہ نانوتہ، نین پور سید، گنگوہ، کیرانہ، لکھنؤ، پرنیاں ڈھاکہ، فیض آباد، پہرسر، قنوج، حیدر آباد (دکن)، دولت آباد، بیجاپور، مہاسمند، فیروز پور اجمیر وغیرہ اور پاکستان کے مختلف مقامات کے علاوہ قم (ایران) میں آباد ہے۔ بحوالہ قلمی شجرہ نسب مرتبہ مخدوم سیّد مصطفیٰ حسینی الترمذی نانوتوی اعلی اللہ مقامہ۔

(۹) سید علاؤ الدین کی اولاد میں سید ہانس نے موضع بانجہ پرگنہ محمد آباد پرہاری ضلع غازی پور میں عالیشان حویلیات بطور قلعہ تعمیر کرا کر سکونت اختیار کی۔ سید ہانس اور چودہری شیخ وجیہ الدین عرف ابوجی ساکنہ وجیہ پور کے مابین انتہائی تنازع کے سبب سید ہانس کے فرزندان نے مختلف مقامات پر بود و باش اختیار کی سید اسماعیل نے مقام سرائمین پرگنہ محمد آباد پرہاری بود و باش اختیار کی اور اس مقام کا نام اسماعیل پور رکھا سید اسماعیل کی اولاد پسری سید ابو المعالی در شند ابن اوشان سید شاہ رفیع الدین سید محمد پسر سید ہانس مذکور بودند پسر اوشان سید احمد بودند و پسر اوشان سید محمود نام داشتند سید محمود دو پسر سید مجتبیٰ عرف بجھن و سید داود داشتند سید بجھن مذکور نیز دو پسر سید زین واله واد داشتند سید داؤد برادر زاده اوشان سید اله واد از موضع بانجہ متفرق شده، در موضع چلبلیا پرگنہ بحری آباد سکونت نمودند فرزند اوشاں با حال در قصبہ بحری آباد سکونت میدارند، سید داؤد مذکور یک پسر سید مرتضیٰ داشتند و سید مرتضیٰ پنج پسر سید عبد الرسول وغیرہ بودند و از سید عبد الرسول یک پسر سید گوسن بودند و سید گوسن مذکور است پسر از دو زوجہ داشتند سید ابراہیم و سید منگلی بودند و سید کمال یک پسر سید حبیب الدین دو پسر سید کرامت علی و امام علی داشتند و کرامت علی کے یک پسر حسین بخش ان کا پسر سید شمشیر علی ان کے سید حیدر حسن و دختر راحتہ بی بی۔

سید امام علی مذکور را چہار پسران سید سجاد علی و وزیر علی و امیر علی و سلامت علی و دختران سیدہ الفت بی بی زوجہ سید رحمت علی و موتی بی بی زوجہ سید بشارت جہاں۔

سید سجاد علی مذکور را دو پسر سید تصدق حسین و سید نور الحسن و یک دختر ارزاں بی بی زوجہ عبد الرحمن ساکن موضع محبوبی گذاشتند و از سید ابراہیم ولد سید گوسن پسر سید محمد علی بودند کہ در بلدۂ جناڑہ سکونت نمودند و از سید محمد علی میر نجف از اوشان سہ پسر سید حسین بخش عرف بدلو و سید احسانوں و سید میر نواب و از سید محمد عارف ولد سید گوسن مذکورہ سید محی الدین بودند و از اوشان میران و حسام الدین بودند و از میران رسید سید لطف علی و از حسام الدین میر فضل علی بودند و سید ابراہیم برادر شان سید جمال پسران سید جان محمد از فرزندان سید مرتضیٰ ولد سید داؤد مذکور بودند و در موضع جا دنیوا پرگنہ ظہور آباد سکونت نمودند و سید میر علی و سید فضل علی از سید ابراہیم مذکور و سید محمد علی از سید میر علی مسطور و سید حسن عسکری و محمد علی مذکور حال ساکن قصبہ ظہور آباد تو جہہ وجود گذاشتند

سید جمال مذکور سہ پسران سید صاحب علی و سید مسکن و سید تراب علی و دو دختران در شتند۔

سید محمود مذکور دو پسر سید مجاہد علی و میر فیروز علی در شتند و از سید مجاہد علی یک پسر سید بند ہو ان کا پسر سید بیجو۔ ان کا پسر اشرف علی ان کے پانچ پسر سید غلام حیدر و سید مشرف علی و غلام عباس۔

سید فرزند علی و فرزند علی عرف میر بیجو و اشرف علی از سید غلام حیدر و میر مصاحب علی عرف ہجن بودند۔

سید اشرف علی را سید علی حسین پسر و یک دختر و سید فرزند علی عرف بچو را دو پسر عنایت حسین و رعایت حسین بودند و سید قاسم عرف کھنو کہ از موضع نادر دیو بودند پسر سید مبارک علی بن سید مصطفیٰ بن سید زین سید ہجن مذکور بودند۔ و سید قاسم ولد سید مبارک علی مذکور دو پسر سید عبد الرسول و سید طالب حسین بودند و از سید عبد الرسول دو پسر سید پیر محمد و غلام حیدر

وسید طالب حسین پسر سید محمد دوم عرف سید امروانی درشنید و سید محمد دویم بخانہ سید مراد ولد سید عاشق محمد ساکن سانٹہ کنورا بودند و دو پسر میر سلامت علی و میر جھتی درشتند و میر سلامت علی دو پسر سید مکارم علی و میر امام بخش و میر فیض علی کہ از فرزندان سید ہانس بودند بخانہ محمد ناصح ساکن محلہ سید واڑہ بلدۃ غازی پور کتخدا بودند واز اوشان یک پسر سید منصب علی ساکن موضع چوکیا وبار دویم میر فیض علی مذکور بخانہ میر نسیین ولد میر منگلی ساکن محلہ مذکورہ وہمشیرہ میر ناد علی کتخدا شدہ بودند و از اوشان دو پسر میر قاسم علی و میر امام علی و سید مدن ولد میر نصیر الدین بن سید علاؤ الدین بن امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی یک پسر سید بڑے داشتند و سید بڑے مذکور کہ ابن سید مٹھا قتال ولد سید مبارک ولد امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی بودند از اوشاں یک پسر میر زین العابدین واز اوشاں یک پسر شاہ رفیع الدین بن سید ابوالمعالی ولد سید اسماعیلؒ ساکن اسماعیل پور بودند بجائی جد مادر خود در موضع مذکور سکونت نمودند درکند موضع مدفون شدند اوشاں میر سدو میر مولوی محمد وارث ولد قاضی عنایت وسید بہاری یکی از سادات نونہرہ بودند وشاہ رفیع الدین مذکور یک پسر سید نور الدین داشتند و میر شاہ نور الدین یک پسر سید شمس الحق و دو دختر داشتند (شجرہ نسب قلمی سید ذوالفقار حسین قصبہ بحری آباد ضلع غازی پور حال شہر جونپور محلہ رضویحان بحوالہ مرتبہ شجرہ نسب سید غلام حسین مرحوم المرقوم ۱۲ر فروری ۱۹۲۳ء)

سید نور الدین بن امیر سید مسعود ملک السادات سالار غازی کے پسر سید اسد اللہ ان کا پسر سید کمال ان کا پسر سید ابوسعید ان کا پسر سید بڈھا ان کے صلب سے تین پسر سید قمر الدین و سید حسن، سید محمد گدا ان کے صلب سے چار پسر سید نظام الدین و سید چاند و سید ابراہیم و سید عمران کے صلب سے دو پسر سید فیروز و سید محمد سالم ان کی زوجہ شاہ سلطانہ بی بی دختر سید عمر بن سید ابراہیم سکنہ زنگی پور کے بطن سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ دیوان سید عبد الحمید و سید محمد قاسم سید ابوطالب دختر سیدہ راجی بی بی زوجہ سید عبد الرقیب سکنہ نونہرہ ضلع غازی پور۔

دیوان سید عبد الحمید کی زوجہ فاطمہ دختر سید زین ولد دیوان سید راجو ساکن موضع زنگی پور کے بطن سے یک پسر سید عبد الرسول و دختران لاڈلی بی بی زوجہ سید محمد ظفر ولد سید عبد الرقیب ساکن نونہرہ پرگنہ محمد آباد پرہاری و عائشہ بی بی زوجہ سید پیر محمد ولد سید عبد الرسول ساکن موضع سائٹہ پرگنہ ظہور آباد۔

سید عبد الرسول کے صلب سے پانچ پسر متولد ہوئے۔ سید محمد و سید شمس الدین۔ سید اسد اللہ، سید محمد شاہ و سید سیف اللہ۔

ان کے صلب سے یک پسر سید محمد طاہر و دو دختران لال بی بی زوجہ سید محمد رضا ولد سید شمس الدین مذکور ساکن گنگولی و سیلہ بی بی زوجہ سید محی الدین ولد سید عبد اللہ ولد سید داؤد سبزواری ساکن تاجپور۔ اور سید محمد طاہر کی زوجہ صاحبہ بی بی دختر سید محمد فرخ ولد سید کالو ساکن موضع ماہنہ کے بطن سے دو پسر سید نور الحق و سید شمس الحق و دختران بتول بی بی و سکینہ بی بی و کمال بی بی۔

سید محمد طاہر کی زوجہ پیاری بی دختر سید عنایت اللہ ولد سید غازی محمد ساکن دیوکٹھیا کے بطن سے تین پسر و یک دختر امۃ الزہرا زوجہ سید نجف علی ولد سید بشارت علی ساکن موضع پارہ ضلع غازی پور۔

سید احمد علی کی زوجہ شاہی بی بی دختر سید حسام الدین ولد سید نور اللہ ساکن موضع نونہرہ کے بطن سے یک پسر سید امام علی و دو دختر رحم بی بی زوجہ سید غلام محمد ولد سید شمس الحق ساکن گنگولی و آمنہ بی بی زوجہ سید حسین علی ولد سید حسین علی ساکن موضع نونہرہ اور سید امام علی کی زوجہ اول اگیا بی بی دختر سید طالب علی ولد غلام احمد ساکن موضع نونہرہ کے بطن سے یک پسر سید قاسم علی و دو دختر فتوہی بی بی زوجہ سید روشن علی ساکن پارہ و زوجہ ثانیہ علیم النساء بی بی دختر سید حیدر علی ساکن موضع نونہرہ کے بطن سے تین پسر سید کاظم علی و سجاد علی سید عبد العلی و دختر سالمہ بی بی زوجہ سید لطف علی ساکن موضع نونہرہ ضلع غازی پور۔

سید کاظم علی کی زوجہ فاطمہ بی بی دختر سید غضنفر حسین ولد سید عطا حسین ساکن موضع زنگی پور ضلع غازی پور کے بطن سے یک پسر سید غلام حیدر ان کی زوجہ زہرہ بی بی دختر سید لطف علی ولد سید محمد علیم کے بطن سے یک پسر سید محمد ہاشم و دختران نرجس خاتون زوجہ حکیم سید اکبر علی و سائرہ بی بی زوجہ سید عبد الحی ولد سید یاد علی ساکن زنگی پور ضلع غازی پور والدہ ماجدہ مولوی سید محمد ہارون صاحب مترجم اردو صحیفہ کاملہ مطبع یوسفی دہلی، اور سید محمد ہاشم کے یک پسر سید محمد قاسم لاولد

سید سجاد علی ولد سید امام علی کی زوجہ اولی بدختر سید یاد علی ولد غلام حیدر ساکن گنگولی کے بطن سے یک پسر سید واجد علی ان کے صلب سے یک دختر فضیلت النساء بی بی زوجہ سید علی ولد سید حسین ساکن نونہرہ اور زوجہ ثانیہ وزیر النساء دختر امیر علی ولد اکرام علی ساکن موضع دیوکٹھیا کے بطن سے یک پسر حکیم سید اکبر علی و دختران عباسی بی بی زوجہ فصاحت حسین ساکن نونہرہ و عاملہ بی بی زوجہ سید علی جان ساکن موضع پارہ۔

حکیم سید اکبر علی کی زوجہ نرجس خاتون بی بی دختر غلام حیدر ولد کاظم علی کے بطن سے چار پسر سید خورشید حسین و سید دلدار حسین و سید یوسف حسین و سید محمد رشید مختار عدالت و دختر ذاکرہ بی بی زوجہ سید میر حسین ولد سید محمد تقی ساکن موضع نونہرہ ضلع غازی پور۔

سید محمد رشید کی زوجہ سیدہ صادقیہ بی بی دختر سید مہدی حسن ولد سید یاد حسین ساکن قصبہ محمد آباد گوہنہ محلہ سید واڑہ ضلع اعظم گڑھ کے بطن سے یک پسر سید مصطفےٰ حسین و دختر ام الحسین۔

شجرہ نسب قلمی سید محمد رشید بحوالہ مستند نسب نامہ سید غلام حسین غازی پور۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی مقامات سیانہ، ساڈھورہ، چلکانہ وغیرہ

اولاد سید السادات امیر سید احمد زاہد سیانوی سپہ سالار بن سید حمزہ رئیس ترمذ بن

سید ابو علی عرف سید ابابکر علی بن سید عمر الاعلی بن سید محمد توختہ بن سیادت پناہ مخدوم امیر سید احمد توختہ مدفون لاہور بہ نسل امام زادہ سید حسین الاصغر محدث بن امام زین العابدین علیہ السلام۔

سید السادات امیر سید احمد زاہد سیانوی سپہ سالار کے صلب سے تین فرزند ارجمند متولد ہوئے۔

(۱) سید زید الشہید عرف سید شاہ زید سالار لشکر (۲) سید حسین بزرگ مورث سادات پونڈری و کوٹاہہ وغیرہ۔ (۳) سید حامد مورث سادات انبالہ شہر، بنوڑ، سید کھیڑی (ریاست پٹیالہ) وغیرہ

(۱) سید زید الشہید عرف سید شاہ زید سالار لشکر، ان کا مزار مقام سیانہ سیداں ضلع کرنال میں ہے اس مزار کے نام معافی جاگیر تھی جس کے متولی سید محمد زین العابدین ولد سید ظہور الحق ترمذی ساڈھوری ہے۔

ان کے صلب سے یک پسر امیر سید شاہ سلیمان کفر شکن سپہ سالار متولد ہوئے ان کے صلب سے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ (۱) سید عثمان مورث سادات قصبہ سیانہ سیداں، ساڈھورہ، بوڑیہ، چلکانہ وغیرہ (۲) سید حسین کھکن مورث سادات قصبہ نانوتہ، نین پور سید، گنگوہ نونہرہ، گنگولی، پارہ، ہگوتی بزرگ دیوکنہیا، محمد آباد پرہاری، بحری آباد، غازی پور، رسول پور، مانجھہ، چلبلیا، اسماعیل پور ضلع غازی پور (قنوج پرنیاں، ڈھاکہ، دولت آباد، حیدر آباد (دکن) و جونپور وغیرہ۔

(۱) سید عثمان مذکور ان کے صلب سے یک پسر سید عزیز الدین ان کا پسر سید تاج الدین ان کا پسر سید شاہ نظام الدین دو دختر سیدہ البتی زوجہ سید عبدالوحید بن عبدالحمید بن سید حسن کھکن بن سید شاہ سلیمان کفر شکن۔ مذکور پسر سید شاہ نظام الدین ان کے صلب سے چھ فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ (۱) سید شاہ عبدالحمید گنج العلم (۲) سید میران سعید عرف سید میران بھیک ان کا مزار میران جی کا ٹھسکہ میں ہے جس کے اخراجات کے لئے کافی جائیداد وقف ہے (۳) سید عبدالکریم امیر بہرہ عرف سید شاہ حامد (۴) سید خوند میر (۵) سید ندا عرف سید امیر بڈھا (۶) سید شاہ افضل اولادش در قصبہ بنوڑ۔

(۱) سید شاہ عبدالحمید گنج العلم کا روضہ قصبہ ساڈھورہ میں ہے ان کو یہ خطاب شاہانِ مغلیہ کی طرف سے عطا ہوا یہ اپنے زمانہ میں مفتی اعظم شرع متعین کہلائے۔ (۱) سید شاہ عبدالحمید گنج العلم ان کے صلب سے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سید عبدالرحیم لاولد (۲) سید شاہ عبدالوہاب قطب الاقطاب زمان عالم دین مدفون قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ سید شاہ عبدالوہاب ان کا مزار بھی اندرونِ آبادی ساڈھورہ مرجع خواص و عوام

ہے صحن میں اورنگ زیب بادشاہ نے ایک مسجد عقیدہ تمندانہ تعمیر کرائی جس پر دیگر اشعار کے علاوہ یہ شعر بھی کندہ ہے ؎

جلوہ گر گشتہ بصحن روضہ عالیجناب   قطب الاقطاب زمان کز خاندان مصطفےٰ است

ان کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید عبدالحمید ثانی (۲) سید شاہ عبدالمقتدر (۳) سید محمد لاولد

(۱) سید عبدالحمید ثانی کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید علی اصغر (۲) سید شاہ عبدالرحیم (۳) سید شاہ نظام الدین (۴) سید شاہ احمد۔

(۱) سید علی اصغر کے صلب سے یک پسر سید ابراہیم بالاراجہ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد اشرف (۲) سید محمد زاہد ان کا پسر سید نورالدین ان کا پسر سید محمد تابع ان کے صلب سے دو پسر سید علی اسلم و سید تابع حسن ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ سوندھا دو دختر حکیم النساء اور سید علی اسلم کے صلب سے یک پسر سید غلام ضامن ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد حسن و سید تابع رسول ولطف حسین و غلام ثامن سید لطف حسین کے صلب سے دو پسر سید شاہ محمد و سید اصغر علی و دختر عظیم النساء

سید شاہ محمد کے صلب سے یک پسر سید محمد ان کا پسر سید محمد طاہر ان کے صلب سے دو فرزند سید منظور حسین عرف سید محمد طیب و سید اختر حسین عرف سید محمد ظفر ہر دو برادران فسادات ہند سے متاثر ہو کر جھنگ صدر آباد ہو گئے۔

سید اصغر علی کے صلب سے یک پسر سید ظہور الحق تحصیلدار وکیل مہاراجہ پٹیالہ ان کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید محمد زین العابدین رئیس ساڈھورہ و (۲) سید محمد یٰسین (۳) سید محمد ابراہیم (۱) سید محمد زین العابدین کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے سید محمد زاہد و سید محمد اسلم و سید محمد مسلم جھنگ سٹی آباد ہیں اور سید محمد یٰسین کے صلب سے دو پسر اور چار دختران سید اخلاق الحسن ایڈووکیٹ جھنگ صدر و سید اکرام الحسن و دختران کنیز بانو و عزیز بانو وغیرہ۔ سید اخلاق الحسن ایڈووکیٹ کے صلب سے ہنوز دو پسر سید انصار حیدر و سید انوار حیدر سید اکرام الحسن کے صلب سے ہنوز چار پسر سید احترام الحسن و سید حسین اصغر و سید حسین افسر و سید حسین اطہر۔ اور سید غلام ثامن مذکور کے صلب سے یک پسر سید مقبول علی ان کا پسر سید تجمل حسین ان کے صلب سے دو پسر سید نورالدین و محمد شفیع لاولد سید نورالدین کے صلب سے یک پسر سید غلام ضامن ان کا پسر سید مقبول حسین و نظام الدین اور سید تابع رسول مذکور کے صلب سے یک پسر سید ولائت علی اور سید محمد حسن ولد سید غلام ضامن کے صلب سے یک پسر سید عنایت حسین ان کے صلب سے دو پسر سید عطا حسین و طالب حسین دختر فہیم النساء

سید عطا حسین ان کا پسر سید محمد کاظم ان کے یک دختر بی رقیہ اور سید طالب حسین کا پسر سید ضیاء الدین۔

(۲) سید محمد اشرف بن سید ابراہیم بالاراجہ کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید شاہ حسن و (۲) سید ابی صالح کے صلب سے دو پسر سید مرتضیٰ و سید مصطفےٰ ان کے صلب سے دو پسر سید شاہ نجف و سید کبیر ہر دو لاولد۔

سید مرتضیٰ کے صلب سے دو پسر سید اسماعیل لاولد و سید شاہ محمد اسحاق ان کا پسر سید محمد امام ان کا پسر سید شاہ علی نواز ان کا پسر سید شاہ جمال الدین ان کا پسر سید عابد حسین کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔

سید نیاز حسین لاولد و سید احمد حسن و سید نجف حسین کے صلب سے یک پسر سید رحمت حسین ان کا پسر سید مہدی حسن ان کے صلب سے دو دختران شکیلہ خاتون زوجہ سید ذوالفقار حیدر عرف جلبن سکنہ نانوتہ و افتخارہ فاطمہ زوجہ مقصود حسین سید احمد حسین ان کے صلب سے یک پسر منشی سید اشتیاق حسین ان کی زوجہ سیدہ محمودہ خاتون دختر سید رحمت حسین ترمذی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ کے بطن سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید سبط حسن ہوش ترمذی ایم اے و سید خورشید حیدر بی اے ہر دو برادران نے فسادات ہند سے متاثر ہوکر لاہور سکونت اختیار کی۔

سید سبط حسن متخلص ہوش ترمذی ایم۔اے انفارمیشن آفیسر کی زوجہ عالیہ بیگم عرف چندہ دختر سید علی صغیر ساکن جونپور کے بطن سے تین پسر تین دختران پیدا ہوئیں سید ندیم حیدر ایم اے و سید حریم حیدر و سید کلیم حیدر و دختران نشاط فاطمہ زوجہ سید عباس عنبر ولد سید تصور حسین ساکن ساڈھورہ و نگہت یاسمین و کوکب نگار۔

سید خورشید حیدر مذکور کے صلب سے یک پسر سید نوید حیدر و شہلہ خورشید تا ئید زہرا تسنیم فاطمہ۔ سعید حیدر۔ گوشی۔

سید خورشید حیدر ولد سید اشتیاق حسین			
زوجہ اولیٰ ریاض فاطمہ عرف راجو دختر بدین ولد ناظر حسین بیرسٹر		زوجہ ثانیہ ثروت جہاں دختر	
تسنیم فاطمہ	سید نوید حیدر	شہلہ خورشید	تائید زہرا

(۱) سید شاہ حسین ولد سید محمد اشرف ان کے صلب سے یک پسر سید محمد شاہ عرف سید شاہ بدھو یہ بزرگ نہایت متقی و پرہیز گار اور صاحب جلال بزرگ تھے۔ مخیر اور سخاوت میں یگانہ زمانہ تھے روحانیت میں کشش تھی کہ عوام ہندو کیا مسلم سب مسخر ہوجاتے تھے۔ شجاع و نڈر تھے چنانچہ جس زمانہ میں سردار گورو گوبند سنگھ سکھوں کے پیشوا شاہی عتاب کی وجہ سے جنگلوں آبادیوں میں پوشیدہ پھرتے تھے۔ اور ہر فرد بشر ہر آبادی کا اسلئے پناہ دینے سے گریز کرتا تھا کہ کہیں ہم پر شاہی عتاب نہ آجائے۔ اتفاقاً سردار مذکور کا گذر سید شاہ بدھو کے رقبہ میں ہوگیا۔ اور ان بزرگ سے طالب امداد ہوا آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے سردار مذکور کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور ہر قسم کی اعانت کی اور اپنے اثر و رسوخ سے بادشاہ وقت سے امان دلائی جب سردار گوبند سنگھ آزاد ہوگئے انہوں نے اپنے خون سے لکھ کر ایک فرمان و کرپان و کنگھا دیا اور اس فرمان میں سکھ قوم کو ہدایت کی کہ ہر سکھ کا فرض ہے کہ دامن شاہ بدھو ہو اور نسل در نسل انکے پسینوں پر خون تک چھڑکے اور جان تک دینے سے دریغ نہ کریں چنانچہ سکھ حضرات برابر سادات ساڈھورہ جو سید ان کی

نسل سے باقی رہے عزت و احترام کرتے رہے اور ان تبرکات کی زیارت کرتے تھے ۱۹۴۷ء کے فسادات مشرقی پنجاب میں جب مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا تو سکھوں نے سید شاہ بدہو کی اولاد کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ پاکستان پہنچایا ساڈہورہ تا سرحد پاکستان راستہ میں جن جن مقامات پر سکھوں کو معلوم ہوتا گیا کہ سید شاہ بدہو کی اولاد پاکستان جارہی ہے گروہ در گروہ چھل و مٹھایاں پیش کر کے استقبال کئے تھے۔ اور تبرکات کی زیارت کرتے تھے۔ (بحوالہ نسب نامہ قلمی سید جعفر علی ولد رحم علی چاکانوی مرتبہ قلمی نسب نامہ د مولف) سید شاہ بدہو کے صلب سے دو پسر سید فقیر اللہ لاولد و سید غلام شاہ ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید اشرف و سید محمد شاہ لاولد۔ (۳) سید شاہ حسین (۴) سید محمد بخش ان کے صلب سے یک پسر سید امام شاہ ان کے دو پسر سید تصدق حسین و سید تہور حسین ان کے دو پسر محمد نذیر و سید محمد ادریس ان کا پسر سید شاہ حسین۔

سید تصدق حسین کے دو پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید محمد حنیف و سید محمد شریف کنیز بیگم و زہرہ بیگم سید محمد حنیف کے صلب سے چار پسر سید تصور حسین سب انسپکٹر و سید نذر حسین و سید منور حسین و سید ظفریاب حسین دو دختر نیاز خاتون۔ سید تصور حسین کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے۔ انہوں نے جھنگ سٹی و صدر سکونت اختیار کی ان کے نام یہ ہیں صفدر جنگ و سید اکبر جنگ و سید سردار جنگ و سید عباس جنگ و سید ارباب جنگ۔

سید صفدر جنگ کے صلب سے ہنوز تین پسر گلزار جنگ و مختار جنگ و اسرار جنگ

سید عباس جنگ کی زوجہ نشاط فاطمہ دختر سید سبط حسن متخلص ہوش ترمذی کے بطن سے ہنوز یک پسر سید عمران رضا سید نذر حسین مذکور کے صلب سے یک پسر سید سید جنگ ان کے صلب سے پانچ پسران سید سرشار حیدر و سید سالار حیدر و سید انعام حیدر و سید انصار حیدر و سید عمار حیدر، سید منور حسین ولد سید محمد حنیف کے صلب سے دو پسر سید تنویر حسین و سید تفسیر حسین ان کے ہنوز یک دختر سید شہناز فاطمہ اور سید تنویر حسین کے ہنوز یک پسر سید اطہر حسین۔ سید ظفریاب حسین کے صلب سے دو پسر و یک دختر سید مستجاب حسین و ماریاب حسین و دختر ظہیر فاطمہ (۲) سید شاہ حسین ولد سید غلام شاہ کے صلب سے یک پسر سید عیسیٰ شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید کلب حسین و سید عالم علی و سید محمد حسن ان کا یک پسر سید نتھن شاہ لاولد۔ سید عالم علی کے صلب سے دو پسر سید اقبال حسین و منظور حسین ان کے صلب سے سید شرافت حسین سید کلب حسین کے صلب سے دو پسر سید مسیحا حسین و اقبال حسین و دختر بی برکت النساء اور سید مسیحا حسین کے صلب سے یک پسر سید حیدر حسن و دختر بی بشیراً اور سید حیدر حسن کے صلب سے تین پسر سید نعم الحسن و شافع علی و ابن حسن۔

(۲) سید شاہ عبدالرحیم بن سید عبدالحمید ثانی کے صلب سے تین پسر سید لطیف لاولد و سید محمد علی و سید زین العابدین اُن کے صلب سے دو پسر سید علی نقی لاولد و سید محمد تقی ان کے صلب سے پانچ پسر سید رسول علی و سید غلام علی و سید مظہر علی ہر سہ لاولد و سید ناد علی و سید عزیز الدین کے صلب سے یک پسر سید عبدالرحیم ان کا پسر خضر شاہ لاولد اور سید ناد علی کے صلب سے یک پسر سید ظہور علی ان کا سید ممتاز حسین عرف منگتا ان کے صلب سے چھ پسر سید حسن علی و سید بہادر علی و سید ببر علی و سید علی نقی و سید حفیظ علی و سید بندہ علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد نواز و سید امام نواز ان کے صلب

ے دو پسر سیّد علی نواز سیّد حسن لاولد و دختر بی سلیم النساء اور سیّد علی نواز کے یک دختر بی جنت النساء
سیّد محمد علی مذکور کے صلب سے تین پسر سیّد مہدی حسن و سیّد شاہ شفیع کے صلب سے تین پسر سیّد ظن علی و سیّد باسط علی عرف جھبو اور سیّد عبدالحمید کے صلب سے تین پسر سیّد صالح محمد و باقر حسین و علی اکبر سیّد مہدی حسن کے صلب سے یک پسر سیّد ہادی حسن ان کا پسر سیّد اسد علی ان کا پسر نوازش علی ان کے دو پسر مردان علی و سیّد بہادر علی ان کے صلب سے یک پسر سیّد سعادت علی
(۳) سیّد شاہ نظام الدین بن سیّد عبدالحمید ثانی کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سیّد معین الدین (۲) سیّد غضنفر علی مذکور ان کے صلب سے یک پسر سیّد عون علی ان کے صلب سے یک پسر سیّد غضنفر شاہ و یک دختر جنت النساء زوجہ سیّد ادریس عرف سیّد طاہر ترمذی اور سیّد غضنفر شاہ کے صلب سے یک پسر سیّد محمد علی ان کا پسر سیّد تابع علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد کرامت علی و سیّد نذر علی۔ یہ شاخ متعلقہ چلکانہ و خاص سہارنپور ہے۔ سیّد نذر علی کے صلب سے یک پسر سیّد مظفر علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد صادق و سیّد باقر علی ان کی دختر معصومہ عرف چھومی اور صادق علی کے دو پسر جعفر و ہاشم سیّد کرامت علی مذکور کے صلب سے تین پسر سیّد عابد حسین و سیّد بنیاد علی و برکت علی ان کی دختر سکینہ سیّد بنیاد علی کا پسر سیّد محمد حسین راؤ ان کے دو پسر سیّد ظفر حسین و ذاکر حسین ان کے تین پسر برجیس حسین و الیاس حسین و کرار حسین اور سیّد ظفر حسین کے یک پسر سیّد صفدر حسین و دختران رئیسہ بیگم و صفدری۔

سیّد عابد حسین کے صلب سے یک پسر سیّد علی حسین ان کے صلب سے دو پسر سیّد مظہر حسن کبڈ و طاہر حسین۔
(۱) سیّد معین الدین بن سیّد شاہ نظام الدین کے صلب سے دو پسر سیّد نظام الدین و تاج دین ان کے صلب سے دو پسر سیّد سیف الدین لاولد۔ سیّد ذوالفقار علی ان کے صلب سے چار پسر محسن علی و روشن علی ہر دو کے صرف دختری اولاد ہوئی و سیّد فقیر اللہ و سیّد شاہ بدہو ان کا پسر سیّد حیدر علی ان کے تین پسر سیّد غلام رسول و سیّد برکت علی و سیّد ہدایت علی اور سیّد فقیر اللہ کے صلب سے یک پسر سیّد پیر علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد ذوالفقار علی و سیّد روشن علی و سیّد غلام حیدر ان کی دختر بی جیونی اور سیّد روشن علی کے صلب سے سیّد ضامن علی و محسن علی و سیّد حسن علی ان کے صرف دو دختران بی فیضی و بی فیاضا۔
سیّد ذوالفقار علی کے صلب سے تین پسر سیّد امیر علی و وزیر علی و برکت علی و دختران امیر النساء و وزیر النساء سیّد امیر علی کے صلب سے تین پسر سیّد دیدار علی و سیّد لطیف حسین و سیّد دلاور علی لاولد۔
سیّد دیدار علی کے صلب سے یک پسر سیّد زوار حسین و دختر بی اللہ دی اور سیّد زوار حسین کے صلب سے تین پسر سیّد انعام حسین و سیّد امجد حسین و نذر حسین اور سیّد لطیف حسین کی دو دختران لطیف النساء و رشید النساء۔
سیّد وزیر علی کے صلب سے یک پسر سیّد احمد حسن ان کے صلب سے دو پسر سیّد محفوظ علی و عیوض علی کی دختری فیضاً
سیّد محفوظ علی کے صلب سے دو پسر سیّد ذوالفقار علی و سیّد محب حسین۔
سیّد نظام الدین بن سیّد معین الدین کے صلب سے دو پسر سیّد شاہ قطب علی و سیّد علی شیران کے صلب سے یک پسر

سید جمال الدین ان کا پسر سید شرف الدین ان کے دو پسر سید کالہ لاولد و سید نظام الدین ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سید داعظ الدین ان کا پسر گھٹو لاولد۔

سید شاہ قطب علی کے صلب سے یک پسر سید غلام علی عرف گھاسی ان کے صلب سے دو پسر سید کاظم علی و سید فضل علی ان کے صرف دو دختران بی نادرہ و بی فاطمہ اور سید کاظم علی کے صلب سے دو پسر سید محبوب علی و سید قطب علی ان کے صلب سے صرف یک پسر سید برکت علی لاولد اور سید محبوب علی کے صلب سے دو پسر سید سرفراز علی و سید امام بخش ان کا یک پسر سید حسین علی و دختر شرف النساء عرف شرفو۔

سید سرفراز علی کے صلب سے یک پسر سید خادم حسین و دختر بنجی اور سید خادم حسین کے صلب سے دو پسر سید اشرف علی و سید قطب حسین ان کے صلب سے دو پسر سید علمدار حسین و سید وا رحسین۔

(۴) سید شاہ احمد بن سید عبدالحمید ثانی ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ زمان ان کا پسر سید یوسف علی ان کا پسر سید شاہ عسکری ان کا پسر سید علی رضا ان کا پسر سید یوسف علی ان کے صلب۔ سے دو پسر سید محمد علی لاولد و سید شاہ علی ان کا پسر سید عون علی ان کا پسر سید محمد حسین ان کا پسر سید بخشش حسین ان کا پسر سید محمد زمان و دختر سیدہ کبریٰ اور سید محمد زمان کے دو پسر سید ابن حسن و رضا حسن و دختر شاکری۔

(۶) سید شاہ عبدالمقتدر بن سید شاہ عبدالوہاب قطب الاقطاب زمان عالم دین مدفون ساڈھورہ کے صلب سے سید شاہ عبدالوہاب ثانی ان کے صلب سے یک پسر سید تابع علی عرف شاہ تاج الدین شہید ان کے صلب سے یک پسر سید عبدالرب مدفون قصبہ بوڑیہ ضلع انبالہ اس مزار کے نام شاہانِ مغلیہ کی طرف جاگیر وقف ہے ان کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید شاہ باقر علی (۲) سید شاہ اولیاء (۳) سید شاہ عبدالحق (۴) سید شاہ عبدالوہاب ثالث (۵) سید شاہ ابو سعید ان کے صلب سے دو پسر سید شاہ ابوتراب و سید شاہ یٰسین ہر دو لاولد (۴) سید شاہ عبدالوہاب ثالث ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ حسن ان دونوں حضرات کی قبر موضع والہ علاقہ جگادھری ضلع انبالہ براستہ مقام رادور ضلع کرنال واقعہ ہے (۳) سید شاہ عبدالحق کے صلب سے چار پسر نورالحق و عبدالواحد و محمد یٰسین و نجم الدین ہر چہار لاولد (۲) سید شاہ اولیا کے صلب سے یک پسر سید شاہ بدیع الدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید قیام الدین (۲) سید عبدالرب عرف نتھن شاہ ان کا پسر سید معین علی ان کا پسر حکیم سید احسان علی ان کا پسر سید امجد علی ان کا پسر سید تفضل حسین ان کے صلب سے صرف دو دختران بی ام کلثوم و بی فیاضاً۔

(۱) سید قیام الدین کے صلب سے یک پسر سید حیدر علی ان کا پسر سید ذوالفقار علی ان کا پسر سید دیدار علی ان کے صلب سے دو پسر سید برکت علی و سید مصطفےٰ شاہ ان کے صلب سے یک پسر سید مجید الحسن و دختر بی سعادت النساء اور سید برکت علی کا پسر سید لطیف حسین موضع بوڑیہ ضلع انبالہ میں آباد ہے۔

(۱) سید شاہ باقر علی ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ وارث مدفون قصبہ بوڑیہ ضلع انبالہ ان کے صلب سے تین پسر (۱)

سید حسن علی، (۱) سید حسین علی (۲)، سید فضل علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد بخش و علی بخش و مہدی بخش لاولد و دختر بی عظیماً اور سید محمد بخش کے صلب سے دو پسر احمد حسن لاولد و سید غلام مصطفیٰ ان کے صلب سے یک پسر سید معصوم علی ان کے صلب سے تین پسر سید اعجاز حسین و سجاد حسین و بختیار علی دو دختران حیدری و کنیز فاطمہ اور سید بختیار علی کے صلب سے دختر فردوسی بیگم اور سید علی بخش کے صلب سے یک پسر سید صادق علی ان کا پسر سید نیاز حسین۔

(۲) سید حسین علی مذکور کے صلب سے دو پسر سید حمید علی و سید قنبر علی ان کا پسر مظہر علی ان کا پسر منظفر علی لاولد سید حمید علی کے صلب سے یک پسر سید ولایت علی ان کا پسر سید محمد حسن عرف حنا و دختر وزیر النساء اور سید محمد حسن عرف حنا کے صلب سے دو پسر سید رحمت حسین و شریف الحسن (۱) سید حسن علی مذکور کے دو پسر سید نور علی و بخشش علی عرف بخشو ان کے صلب سے یک دختر فیاضاً عرف فجو زوجہ سید فتح علی اور سید نور علی کے صلب سے پانچ پسر سید نثار علی و کبیر علی و ضامن علی و امیر علی و جعفر علی ان کا پسر سید اللہ دیا لاولد و امیر علی کی دختر بی میتی و سید ضامن علی کی دختر اللہ دی اور سید کبیر علی کا پسر سید علی اُن کے صلب سے یک دختر سکینہ اور سید نثار علی کے صلب سے چار پسر صادق علی و اولاد علی ہر دو لاولد و سید صابر حسن و سید رضا حسن ان کا پسر سید ظہور حسن انہوں نے عبداللہ پور ضلع میرٹھ سکونت اختیار کی، سید صابر حسن کے صلب سے تین پسر سید سبیر حسین و سید ناظر حسن لاولد و یوسف حسین، ان کے دو پسر علی حسین و محمد یونس سید شبیر حسین نے خاص سہارنپور سکونت اختیار کی۔ ان کے صلب سے یک پسر سید اختر حسین۔

(۲) مخدوم پیر سید میران سعید عرف سید میراں بھیک بن سید شاہ نظام الدین آپ کا مزار عالیشان مقام میران جی کا ٹھسہ ضلع کرنال مرجع خواص عوام ہے۔ شاہانِ مغلیہ نے مزار کے اخراجات کے لئے جاگیر عطا کی۔ آپ صاحب کشف کرامات بزرگ ہیں زہد و تقدس اور روحانی کرامات میں یگانہ زمانہ تھے ان کے صلب سے نو فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید علی (۲) سید افضل (۳) سید عبدالشکور (۴) سید زید (۵) سید احمد (۶) سید مجاہد (۷) سید عبدالسلام (۸) سید عبداللہ (۹) سید ابوبکر (۳ تا ۹) فرزندان لاولد۔

(۱) سید علی کے صلب سے یک پسر سید شاہ علی ان کا پسر سید عبدالمجید کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید مصطفیٰ (۲) سید شاہ علی کے صلب سے یک پسر سید شمس علی ان کے صلب سے دو پسر سید عبدالرشید و سید سلیم الدین عرف سید ساہن کے صلب سے دو پسر سید ولی و سید غلام علی ان کا سید کرم علی ان کا پسر سید اکرام علی ان کا پسر سید شہامت علی ان کا پسر سید شاہ علی ان کا پسر سید رضوان علی۔

سید ولی مذکور کے صلب سے یک پسر سید جیون علی ان کے صلب سے تین پسر سید حسین شاہ و سید غلام شاہ و سید نجابت علی کا پسر سید اکبر علی ان کے صلب سے دو پسر سید اکرم علی لاولد و سید اصغر علی ان کا پسر سید اعظم علی ان کا پسر سید رحمت علی ان کے صلب سے دو پسر سید مصباح الحسن و اکبر علی و دختران زہرہ و کنیز سید غلام شاہ مذکور کا پسر سید مقصود علی ان کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین و سید الطاف حسین کے صلب سے دو پسر سید مجید حسن و سید لطیف حسن اور سید غلام حسین کے صلب سے دو پسر سید عزت حسین و رضا حسن و دختر حفیظ

سید رضا حسن کے صلب سے دختران بختار النساء و مختار النساء اور عزت حسین کے صرف اولاد اناث سید حسین شاہ مذکور کے صلب سے یک۔ پسر سید امام شاہ ان کا سید عطا حسین نے ساڈھورہ سے چلکانہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر میانجی سید اسحاق علی و سید سعادت علی ان کا پسر سید ضرغام حسین اور میانجی سید اسحاق علی کے صلب سے تین پسر سید ضیغم حسین و شمس علی و میانجی سید قاسم علی سوز خواں و دختر محمودہ سید عبدالرشید بن سید شمس علی کے صلب سے یک پسر سید جمال علی ان کا پسر مکارم علی ان کا پسر اسد علی ان کا سید فیض علی ان کے صلب سے تین پسر سید جمال علی و سید زبیر علی و سلطان علی ان کی دختر وزیر النساء سید زبیر علی کا پسر سید نصرت علی ان کے صلب سے دو دو دختران اللہ رکھی و اللہ دی

سید جمال علی کے صلب سے تین پسر سید محمد حسن لاولد سید نادر علی و سید شاہ ولی لاولد و دختران عزیزاً و کریماً۔

سید نادر علی کے صلب سے یک پسر سید محمد عسکری و دختران بتول و کبریٰ و صغریٰ اور محمد عسکری کے دو پسر شجاع حسین و کرار حسین و دختر زہرہ۔

(۱) سید مصطفےٰ بن سید عبدالمجید کے صلب سے دو پسر (۱) سید ابی صالح (۲) سید حسن علی ان کا پسر سید فیاض حسین عرف ھکن ان کا پسر سید نیاز علی عرف نافون ان کا پسر سید غلام حسین ان کا پسر سید جیون علی ان کا پسر سید امداد حسین ان کے صلب سے دو پسر سید مختار حسین و سید فدائی حسین۔

(۱) سید ابی صالح کے صلب سے سید کبیر علی ان کا پسر سید محمود ان کے صلب سے دو پسر سید غلام نبی و کرم علی ان کا پسر سید غلام حیدر ان کا پسر سید طفیل علی کے صلب سے تین پسر سید امیر حسین و علی حسین و جمال الدین۔

سید امیر حسین کے صلب سے یک پسر سید ریاض الحسن ان کی دختر ظہور فاطمہ و سید علی حسین کا پسر سید محمد یسین۔ سید غلام نبی کا پسر سید غلام احمد ان کا پسر سید علی ان کے صلب سے تین پسر سید قدرت علی و مہربان علی و سخاوت علی و دختر مہر النساء سید قدرت علی کے تین پسر غلام شبیر و محمود علی و حامد علی و دختر محمودہ اور سید مہربان علی کا پسر حشمت علی ان کے دو پسر دولت علی و سید حمید علی و دختر حمیداً۔

(۲) سید افضل بن مخدوم پیر سید میران سعید مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سید بلاقی (۲) سید عبدالسمیع ان کے صلب سے سید اعظم علی شاہ عامل رہتک ان کے صلب سے یک پسر سید حسین علی و دختر سیدہ رضیہ خاتون زوجہ ممتاز الحکماء حکیم سید ضیاء الدین شاہی طبیب بن امیر سید ایوب علی الملقب سید زید اولاد مخدوم سید احمد توختہ سید حسین علی کا پسر سید سلطان علی ان کا پسر سید عنایت اللہ کے صلب سے تین پسر سید برہان علی و سید حیدر علی و سید علی ان کی صرف دختری اولاد اور سید حیدر علی کے صلب سے تین پسر سید فتح علی و بہادر علی و سید گدا و دختر سوندھی سید برہان علی کے صلب سے دو پسر سید نثار علی و سید دیدار علی کا پسر سید عباس علی و دختر بتول الزہرا سید عباس علی کے دو پسر سید عنایت علی و نیاز رضا ان کا پسر سید اسد علی و دختر حمید النساء عرف مہدی سید امانت علی کے دو پسر سید حیدر علی و صفدر علی ان کا پسر سید برہان علی و حیدر علی کا پسر سید آل حسن۔ سید نثار علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید حسین علی ان کے صلب سے تین پسر سید فرزند علی و ضامن علی و احسن علی

لاولد، سید فرزند علی کے صلب سے چار پسر سید لیاقت حسین و یعقوب حسین و احمد حسین و شعیب حسین ان کا پسر سید فضل حق، سید ضامن علی کا پسر سید کرامت علی و بی بی مریم اور سید کرامت علی کا پسر سید فضل حسین۔

(۱) سید بلاقی بن سید افضل مذکور کے صلب سے دو پسر سید سعید و سید حسام الدین ان کا پسر سید محمد قاسم ان کا پسر سید ابو محمد ان کا پسر سید ابو محمد ثانی ان کا پسر سید قطب الدین ان کا پسر شریف علی ان کا پسر سید کمال الدین عرف کالو۔ ان کا پسر سید محمدی شاہ ان کا پسر سید منصور شاہ لاولد۔

سید سعید بن سید بلاقی کا پسر سید صادق حسین ان کا پسر سید باقر علی ان کا پسر سید محمد واصل ان کا پسر سید محمد سعید ان کا سید گوہران کا پسر سید جمال علی ان کا پسر سید حسین علی ان کا پسر سید محبوب علی ان کا پسر سید علی نواز ان کے دو پسر سید عاشق حسین و سید اولاد علی و دختران مجیداً و نصیباً اور سید عاشق حسین کا پسر سید افتخار حسین۔

(۴) سید خوندمیر بن سید شاہ نظام الدین کے صلب سے یک پسر سید حسین اہل علم ان کا پسر سید قاسم علی ان کا پسر سید محمد عیسیٰ ان کا پسر سید حسین علی ان کا پسر سید قطب علی ان کا پسر سید وارث علی ان کا پسر منور علی ان کا پسر عطا حسین۔

(۵) سید ندا عرف سید امیر بڈھا بن سید شاہ نظام الدین مذکور مورث سادات ترمذی انبالہ شہر محلہ ہاشمی سید ندا عرف امیر سید بڈھا کے صلب سے یک پسر سید محمد ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر سید شاہ میران کا پسر سید حسن عالم دین سردار قصبہ سیانہ ان کا پسر سید محمد قاسم ان کا پسر سید محمد عیسیٰ ان کا پسر سید حسین علی ان کا پسر سید زلف علی ان کا پسر سید محبوب علی ان کا پسر سید احمد علی ان کا پسر سید غلام علی ان کا پسر سید حسین بخش مورث سادات حسینی الترمذی انبالہ شہر محلہ ہاشمی ان کا پسر سید صفدر علی ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید الفت علی گویا۔ (۲) حافظ سید صادق علی (۳) سید اکبر علی (۴) سید قاسم علی ان کے صلب سے یک دختر شبیرا زوجہ سید محمد تقی یہ ہر چہار برادران پاکستان میں آباد ہو گئے (۱) سید الفت علی گویا کے صلب سے چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید منظور حسین و سید نذر حسین و سید لیاقت حسین و عاشق حسین و دختر اصغری خاتون زوجہ سید جعفر حسین۔ سید منظور حسین سیکرٹری میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ انہوں نے مظفر گڑھ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید مسرور حسین و سید مشکور حسین و سید تفسیر حسین و دختران سیرت خاتون و تفسیر خاتون اور سید مشکور حسین کے ہنوز دختر شاہدہ خاتون۔

سید نذر حسین نے قصبہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید صفدر علی و سید غضنفر علی و سید حیدر علی و دختر دسلہ خاتون اور لیاقت حسین و عاشق حسین ہر دو برادر لاولد (۲) حافظ سید صادق علی ان کے صلب سے دو پسر سید کاظم حسین لاولد و سید محمد باقر و دختران شبیراً و صغراً۔

سید محمد باقر نے لاہور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید خاور حسین لاولد و سید قیصر علی و سید صفدر علی و دختران آمنہ خاتون زوجہ سید مشکور حسین ولد سید منظور حسین مذکور و الماس خاتون زوجہ سید اکرام علی و افضل خاتون۔

(۴) سید اکبر علی کے صلب سے یک پسر سید جعفر حسین انہوں نے گوجرانوالہ سکونت اختیار کی ہے ان کے صلب سے یک پسر سید تجمل حسین و دختران مبارک خاتون زوجہ سید منظور حسین و قدسیہ خاتون زوجہ حافظ سید صادق علی و بلقیس خاتون زوجہ سید زوار حسین ولد سید علی رضا و شاہجہان خاتون

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور

بحوالہ نسب نامہ قلمی مرتبہ سید جعفر علی ولد سید رحم علی حسینی الترمذی چلکانوی نساب۔

(۳) سید عبدالکریم امیر لہرہ عرف سید شاہ حامد بن سید شاہ نظام الدین مذکور ان کے صلب سے یک پسر سید زید ان کا پسر سید مرتضیٰ ان کے صلب سے یک پسر سید یوسف علی مورث سادات حسینی الترمذی قصبہ چلکانہ ضلع سہارنپور (یوپی)

قصبہ چلکانہ کے مختصر حالات! اس قصبہ کا ابتدائی نام عنایت پور تھا جس کی دو آبادیاں اقوام جاٹ و برہمن وغیرہ اور دوسری آبادی قوم گارڈہ پرمشتمل تھیں طرف اول یعنی جاٹ وغیرہ اقوام کی آبادی قریب قریب ویران ہوگئی اور دوسری آبادی کے باشندے موضع چالاک پور وغیرہ آباد ہوگئے۔ اسی دوران میں ایک بزرگ سید شاہ محمود ساکن ساڈھورہ کو کسی کارنامہ کے صلہ میں شاہان مغلیہ کی طرف سے جاگیر عطا ہوئی۔ اس جاگیر میں موضع عنایت پور کا رقبہ بھی شامل تھا۔ چونکہ یہ موضع جاگیر کے دوسرے مواضعات کے وسط میں واقع تھا اس لئے سید شاہ محمود نے اس گاؤں میں رہائشی عالیشان محلات تعمیر کرا کر مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ نہایت عالم و فاضل اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آخری لمحہ حیات تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ اور صدہا لوگوں کو مشرف اسلام کر کے راہی جنت ہوئے۔ اور چلکانہ میں دفن ہیں۔ یہ موضع سید شاہ محمود کی آمد سے قبل چک لانہ کے نام سے پکارا جاتا تھا بکثرت استعمال نام چلکانہ مشہور ہوگیا۔ یہ قصبہ شہر سہارنپور سے جانب غرب تقریباً سات میل ہے سادات کی مشہور بستی ہے اسی بستی میں ہر علم و فن کے جاننے والے اور امراء ذی وقار حضرات گزرے ہیں۔ اب بھی بعض خاندان رئیس اور صاحب اقتدار ہیں ایام محرم نہایت شان و شوکت سے منائے جاتے ہیں مراسم عزاداری مشہور و معروف ہے۔ سید شاہ محمود کے صلب سے ایک فرزند اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزند لاولد فوت ہوا۔ اور دختر سید یوسف علی بن سید مرتضیٰ مذکور ساکن ساڈھورہ ضلع انبالہ کو منسوب ہوئی۔ سید شاہ محمود کی جاگیر ان کی بیٹی کو پہنچی اس لئے سید یوسف علی نے مستقل سکونت اختیار کی اور یہیں دفن ہیں۔ سید یوسف علی بن سید مرتضیٰ کے صلب سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔

(۱) سید طالب علی (۲) سید شاہ محمد (۳) سید سلطان علی (۴) سیدہ بی بی کافیہ۔

(۱) سید طالب علی کے صلب سے چار پسر (۱) سید یار محمد (۲) سید محمد باقی (۳) سید محمد ساقی (۴) سید محمد یوسف ان کے صلب سے سید فضل علی لاولد۔

(۲) سیّد محمد باقی کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد سیف علی لاولد (۲) سیّد جان علی (۳) سیّد سبحان علی ان کا پسر سیّد علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد اکبر علی و سیّد اصغر علی ہر دو لاولد سیّد قوت علی ان کے دو پسر سیّد نعمت حسین و سیّد زوار علی ان کا پسر سیّد زراعت علی ان کے صلب سے صرف اولاد دختری اور سیّد نعمت حسین کے صلب سے یک پسر سیّد فضل حسین ان کے صلب سے دو پسر سیّد لیاقت حسین و سیّد الطاف حسین عرف طافی ان کے دو پسر امیر عباس و ناصر عباس دونوں برادر گجرات آباد ہیں سیّد لیاقت حسین نے قصبہ نانوتہ سکونت اختیار کی ان کی زوجہ محمدی بیگم دختر سیّد صابر علی بن اسد علی حسینی الترمذی محلہ بازار قصبہ نانوتہ تھی سیّد لیاقت حسین کے صلب سے دو پسر تین دختران پیدا ہوئیں. سیّد حشمت حسین و سیّد عنایت حسین عرف ناتی و دختران ولائتی بیگم زوجہ سیّد محمد احسن ساکن سہارنپور و نیاز بتول عرف نُلّی زوجہ منشی سیّد شاکر علی ولد سیّد محمد زکی ساکن قصبہ نانوتہ و کنیز فاطمہ زوجہ سیّد منصب علی ولد سیّد عنایت حسین محلہ چھتہ ساکن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور.

سیّد حشمت حسین کے صلب سے یک پسر سیّد اعجاز حسین گجرات آباد ہے.

سیّد عنائت حسین مدفون ٹھری میروانے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر قصبہ ٹھری میروا ضلع خیرپور میرس سکونت اختیار کی. ان کی زوجہ اولیٰ ناظمی بیگم دختر سیّد غلام علی ولد سیّد امام علی مکی محلہ محل قصبہ نانوتہ کے بطن سے تین پسر سیّد علی امام و سیّد انصار حسین و انوار حسین و زوجہ ثانیہ خورشیدی بیگم دختر علی حسین سبزواری محلہ سبزواری قصبہ نانوتہ کے بطن سے یک دختر معزز فاطمہ زوجہ سیّد علی عباس ولد سیّد زوار حسین محلہ بازار قصبہ نانوتہ،

سیّد علی امام کی دو ازواج حبیبہ بیگم عرف پیرو دختر منور علی و مبارکی دختر انور علی۔ سیّد علی امام کے صلب سے پانچ پانچ دختران پیدا ہوئیں سیّد بہادر علی و سیّد فضل حسین و سیّد حشمت حسین و سیّد محمد رفیع و سیّد محمد آصف و دختران ہاجرہ بیگم و عذرا بی بی و نجمہ پروین و شمع پروین و اخلاق فاطمہ.

سیّد بہادر علی کی زوجہ شاہین فاطمہ دختر سیّد انصار حسین کے بطن سے ہنوز یک پسر سیّد محمد علی.

سیّد انصار حسین کی زوجہ شکیلہ بیگم دختر ابن حسن ساکن چاندپور ضلع بجنور کے بطن سے ہنوز یک پسر.

سیّد لیاقت حسین و دختران شاہین فاطمہ و نعیم فاطمہ و نسیم فاطمہ و یاسمین و نعیمہ پروین.

سیّد انوار حسین کی زوجہ خشنودہ بیگم دختر اخلاق حسین ساکن نوگاؤں ضلع مراد آباد کے صلب سے تین پسر سیّد نعمت حسین و سیّد مظہر حسین و سیّد صفدر حسین و دختران ناظمی بیگم و راحت پروین.

(۳) سیّد جان علی ولد سیّد محمد باقی کے صلب سے چھ پسر (۱) سیّد مرتضیٰ علی (۲) سیّد منظہر علی۔ (۳) سیّد مردان علی (۴) سیّد ناد علی (۵) سیّد منجلے لاولد (۶) سیّد حیدر علی کا پسر سیّد غلام رسول.

(۴) سیّد ناد علی کا پسر سیّد نور شاہ ان کا پسر سیّد احسان علی ان کے صلب سے ایک دختر امنل.

(۱) سیّد مرتضیٰ علی کے صلب سے دو پسر سیّد ذوالفقار علی و سیّد سرفراز علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد امداد علی و سیّد

قدرت علی و سید سعادت علی ان کا پسر سید نجابت علی لاولد۔

سید قدرت علی کے صلب سے یک پسر سید مدد علی ان کا یک پسر سید امجد علی لاولد۔

سید امداد علی کے صلب سے دو پسر سید شہزاد علی و سید آباد علی ان کے دو پسر سید علی و بنیاد علی لاولد۔

سید شہزاد علی کے صلب سے یک پسر سید نجیب علی ان کا پسر سید بخشش علی ان کا پسر سید امتیاز حسین ان کے صلب سے چار پسر سید صادق علی و طفیل حسین و حسین علی و ولایت حسین و دختر کنیز فاطمہ سید ذوالفقار علی بن سید مرتضیٰ علی کے صلب سے تین پسر تراب علی لاولد و سید مراد علی و سید فضل علی ان کے صلب سے دو پسر سید سعادت علی و برکت علی ان کا پسر سید امیر حسین اور سید سعادت علی کے صلب سے یک پسر سید عیوض علی انہوں نے قصبہ سرساوہ ضلع سہارنپور بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید روشن علی و سید راحت علی۔

سید مراد علی مذکور کے صلب سے دو پسر سید نجیب علی و سید حسین علی ان کا پسر سید علی حسین

سید نجیب علی کے صلب سے دو پسر سید تصدق حسین لاولد و سید امتیاز حسین ان کے صلب سے تین پسر سید ناظم حسین و سید بشیر حسین و سید مشیر حسین یہ شہر سہارنپور آباد ہیں ان کی دختر دولت بیگم۔

سید بشیر حسین نے قصبہ سرساوہ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسران پیدا ہوئے۔ سید ریاض الحسن و سید محمد حسن و سید قیصر حسین ہر سہ برادران نے کراچی لالوکھیت سکونت اختیار کی ہے۔

سید ریاض الحسن کے صلب سے تین پسر سید انصار حسین و ظفر حسن و ظل حسن و دختران اقبال فاطمہ و نثار فاطمہ۔

(۲) سید منظہر علی ولد سید جان علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید فضل علی ان کے صلب سے یک پسر سید رحم علی ان کے صلب سے یک فرزند ارجمند سید جعفر علی محقق نساب یہ بزرگ ہر علم و فن میں باکمال اور شجاعت میں بے مثل تھے۔ خاص کر تاریخ دانی میں کمال حاصل تھا کتب کہنہ سے لگاؤ تھا آپ نے پرانی کتب اور بزرگوں کے کہنہ انساب کی مدد سے ایک بسوط نسب نامہ لکھا ہے جس میں اولاد ذکور و اناث اور بعض بزرگوں کے حالات سادات سادھورہ و چلکانہ کا نسب نامہ کتاب ہذا میں سمویا ہے۔ (مولف)

سید جعفر علی ولد سید رحم علی کے صلب سے پانچ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید اعظم و محمد نظیر لاولد سید سجاد حسین و سید آل حسن و سید محمد امیر اور سید محمد امیر کا پسر سید محمد صغیر و دختر تلی

سید آل حسن کے صلب سے دو پسر سید محسن علی لاولد و سید راحت حسین و دختران کنیز و اللہ رکھی۔

سید سجاد حسین کے صلب سے چار پسر سید شوکت حسین لاولد و سید زوار حسین و سید خورشید حسین ان کا پسر سید محمد طاہر اور سید اختر حسین کے صلب سے یک پسر سید محمد جعفر اور سید زوار حسین کے صلب سے تین پسر سید محمد باقر و جواد حسین و نذر عباس و دختر قمر بانو

(۳) سید مردان علی کی زوجہ ام سلمٰی دختر دیوان سید قطب الدین ترمذی نانوتوی. بن سید جان علی کے بطن سے دو پسر سید لطف علی و سید امام علی ان کا پسر اکرام علی لاولد۔

سید لطف علی کے دو پسر سید عاشق علی لاولد و سید فرزند علی ان کے صلب سے تین پسر سید منظر حسین و سید زاہد حسین و ڈاکٹر سید طاہر حسین ان کی زوجہ مسماۃ ننھو دختر قاری سید حاجی حسن ولد سید مہدی حسن محلہ کوٹ ساکن قصبہ نانوتہ کے بطن سے پانچ پسر سید شکیل حسین و سید جمیل حسین و سید عقیل حسین و سید معظم حسین و سید منور حسین۔

(۱) سید ہزبر علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید میر علی ان کے صلب سے تین پسر سید غلام رسول و سید بنیاد علی و سید عون علی ان کا پسر سید ابوالحسن۔

سید بنیاد علی کا پسر سید جعفر علی ان کے صلب سے تین پسر سید محرم و سید محب علی و سید غلام رسول کے صلب سے دو پسر سید احسان علی وکیل و سید ظفر علی ان کا پسر سید مظفر علی انہوں نے شہر سہارنپور سکونت اختیار کی. ان کے صلب سے دو پسر سید شکیل حسین و سید جمیل حسین۔

سید احسان علی وکیل نے شہر سہارنپور سکونت اختیار کی. ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے سید ممتاز علی وکیل و ایڈمبل سید آغا حیدر ریٹائرڈ جسٹس لاہور۔

سید ممتاز علی وکیل کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے. سید حسن عباس انزیری مجسٹریٹ سید علی عباس و سید حسین عباس و سید جعفر عباس و سید اصغر عباس۔

(۳) سید محمد ساقی بن سید طالب علی کے صلب سے یک پسر سید عنایت اللہ ان کا پسر سید علی بخش ان کا پسر سید مدد علی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید امام علی (۲) سید ملوک علی ان کا پسر سید سرفراز علی ان کے صلب سے دو پسر سید رونق علی و سید محمد حسین ان کے صلب سے چار پسر سید نوازش علی و سید دولت علی و سید امتیاز حسین عرف کلو و سید ممتاز حسین

سید نوازش علی کے صلب سے دو پسر سید مرتضیٰ حسین و مقصود حسین خیر پور میرس آباد

سید دولت علی کے صلب سے یک پسر سید گوہر علی و دختر مرتضائی بیگم۔

سید امتیاز حسین عرف کلو کے صلب سے یک دختر جمیلہ خاتون۔

سید امام علی بن سید مدد علی کے صلب سے یک پسر سید محمد بخش ان کا پسر سید رستم علی ان کے صلب سے دو پسر سید رحمت حسین و سید حشمت حسین کے صلب سے یک پسر سید کرامت حسین انہوں نے راولپنڈی بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید عبادت حسین و سید ریاست حسین و سید لیاقت حسین انہوں نے چکوال بود و باش اختیار کی. و دختر طاہرہ عرف بارو زوجہ سید عزت حسین ولد زاہد حسین۔

سید رحمت حسین کے صلب سے یک پسر سید مظفر حسین ان کا پسر سید عزت حسین انہوں نے ملتان سکونت اختیار کی و دختران

انوری بیگم زوجہ سید اظہار حسن ولد حسن عباسی ساکن نانوتہ و سروری بیگم زوجہ قیصر رضا وانیسہ زوجہ علی حیدر و فہیدہ زوجہ محمد حیدر و مستجاب فاطمہ ان کا پسر سید عترت حسین محمد سمیع سید عترت حسین ولد مظفر حسین کا پسر محمد سمیع و دختران مہر سلطانہ و کنیز فاطمہ و رفعت سلطانہ و فضیلت بی بی۔

سید مظفر حسین

سید عترت حسین اولاً ملتان بعدہ نگھیانہ سکونت اختیار کی	مستجاب فاطمہ	فہیدہ زوجہ محمد حیدر	انیسہ زوجہ علی حیدر	سروری بیگم زوجہ قیصر رضا ولد سید عترت حسین چلکانہ	انوری بیگم زوجہ اظہار حسن ولد سید حسن عباس نانوتہ

سید عترت حسین

سید محمد سمیع	سید نسیم عباس	کنیز فاطمہ زوجہ جعفر حسین ولد اقبال حسین	مہر سلطانہ	عفت سلطانہ	فضیلت زہرہ

سید شاہ محمد بن سید یوسف علی مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سید چاند (۲) سید علی ان کا پسر سید شاہ علی ان کے صلب سے تین پسر سید نصیر الدین و سید غوث محمد و وجیہ الدین ہر سہ پسر لاولد

(۱) سید چاند کے صلب سے دو پسر سید عبدالغنی و سید عبدالشفیع ان کے صلب سے دو پسر سید رحیم شاہ لاولد و سید کریم شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید غلام شاہ و سید نور بخش لاولد و دختر بی گھسی۔ سید غلام شاہ کے صلب سے دو پسر سید حسین علی و سید فتح علی ہر دو لاولد اور سید عبدالغنی مذکور کے صلب سے یک پسر سید چھجن شاہ ان کا پسر سید محبوب علی ان کا پسر سید منصور علی ان کا پسر سید فضل علی لاولد۔

(۳) **سید سلطان علی** بن سید یوسف علی مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سید حاجی شریف حسین (۲) سید جان محمد ان کے صلب سے تین پسر سید خواجہ علی و سید سلطان علی و سید جعفر علی ان کا پسر نور علی۔ سید سلطان علی کا یک پسر سید اکبر علی لاولد سید خواجہ علی ان کے صلب سے یک پسر سید رجب علی ان کے صلب سے یک پسر و یک دختر پیدا ہوئی پسر سید حیدر علی لاولد و دختر ام حبیبہ زوجہ دیوان سید قطب الدین بن مخدوم سید مصطفےٰ بن مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ ضلع سہارنپور۔

(۱) سید حاجی شریف حسین مذکور کے چار پسر پیدا ہوئے (۱) سید زمان (۲) سید ابوسعید (۳) سید محمد شفیع (۴) سید مظفر علی انکا پسر سید قطب علی لاولد (۱) سید زمان ان کے صلب سے یک پسر سید باغ علی و دختر طاہرہ بیگم زوجہ مخدوم سید مصطفےٰ بن مخدوم پیر سید احمد ملقب دادا میرانجی قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور سید باغ علی بن سید زمان ان کے صلب سے دو پسر سید اسد علی و سید مست علی ان کا پسر بھیکہ علی لاولد۔ سید اسد علی

کے صلب سے تین پسر (۱) سید نوازش علی رئیس چلکانہ (۲) سید غالب علی (۳) طالب علی لاولد۔

(۱) سید نوازش علی رئیس چلکانہ قد اور خوبصورت و شجاع تھے۔ آپ کا رعب و جلال اوپر پٹ دوآبہ یعنی مابین گنگا جمنا مشہور تھی سخاوت میں لاثانی تھے باوجود اس شان و شوکت کے عوام مسخر تھے۔ حکام ضلع بھی آپ کے دبدبہ سے متاثر رہتے تھے۔ ان کے صلب سے یک پسر سید مظفر علی کے دو ازواج کے بطن سے چار پسر پیدا ہوئے۔ زوجہ اولیٰ سیدانی سے دو پسر (۱) مولوی سید علی (۲) سید صادق علی اور زوجہ ثانیہ راجپوتنی ساکن رائے پور کے بطن سے دو پسر (۳) سید ضامن علی (۴) سید مہربان علی ان کے صلب سے یک پسر سید تفضل حسین ان کے صلب سے یک دختر (۱) مولوی سید علی عالم و فاضل متقی و پرہیزگار مقدس عالم دین تھے آپ نے مذہب حقہ کی تبلیغ و اشاعت میں پاکیزہ زندگی بسر کی ان کے صلب سے دو پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید حسن علی عرف نواب اکھن لاولد سید حاجی حسن و دختران امت الحسن عرف تلی زوجہ سید علی نقی ولد سید ضامن علی رئیس و مسماۃ صغرا بیگم عرف اُمنی زوجہ سید رحمت حسین ولد سید عنایت حسین قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور۔

سید حاجی حسن کی دو ازواج تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی زوجہ اولی سیدانی اصغری بیگم دختر سید محمد تقی ولد سید ضامن علی کے بطن سے دو پسر سید مظاہر حسین لاولد و سید اصغر عباس زوجہ ثانیہ راجپوتنی کے بطن سے یک پسر سید محمود حسن و دختر معصومہ بیگم عرف منّن لاولد اور سید اصغر عباس نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء متاثر ہو کر ملتان اور سید محمود حسن نے قصبہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری سکونت اختیار کی۔ سید اصغر عباس کی زوجہ اقبال بانو دختر سید اولاد علی ساکن شاہ آباد ضلع کرنال کے بطن سے ہنوز تین پسر سید حیدر عباس و حسن عباس و جعفر عباس و دو دختر زاہدہ خاتون عرف تاج بی بی۔

سید محمود حسن کے صلب سے تین پسر سید مظفر حسین و سید حسن رضا و سید علی رضا۔

(۲) سید صادق علی کے صلب سے یک دختر مستقیمہ بیگم زوجہ سید حیدر حسن ولد سید ضامن علی مذکور۔

(۳) سید ضامن علی رئیس چلکانہ کے صلب سے چار پسر سید حیدر حسن و سید محمد تقی و (علی نقی) و رضا حسن و دختران مسماۃ ممتاز ا" زوجہ سید فیض الحسن ولد سید نیاز علی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ و نجیب النساء زوجہ سید تفضل حسین ولد سید مہربان علی مذکور اور سید حیدر حسن کے صلب سے دو پسر مسٹر سید ناظر حسین بیرسٹر ایٹ لاو سید علمدار حسین رئیس و چیئرمین ان کے صلب سے یک پسر سید حسین علی اکبر عرف پیرو

مسٹر سید ناظر حسین بیرسٹر ایٹ لاو رئیس کے صلب سے دو پسر سید حامد حسین عرف بدہن و سید کاظم علی بی، اے و دختر عزیزہ خاتون عرف مونو زوجہ سید ابن حسن ولد سید ذاکر حسین

سید حامد حسین عرف بدہن کے صلب سے دو پسر سید مظفر حسین عرف سید مہربان علی و سید امیر علی و دختر ریاض فاطمہ عرف راجو زوجہ سید خورشید حیدر ولد سید اشتیاق حسین ساکن ساڈہورہ

سید مظفر حسین عرف سید مہربان علی جھنگ صدر بود و باش اختیار کی۔

سید کاظم علی بی اے نے لاہور سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد حیدر علی و محمد غضنفر علی و دختران خورشید زہرہ و فردوس زہرہ عرف اچھی بی بی۔

اور سید محمد تقی مذکور کے صلب سے یک پسر سید زاہد حسین و دختران اصغری بیگم زوجہ سید حاجی حسن ولد مولوی سید علی و کلثوم بیگم زوجہ سید علمدار حسین رئیس مذکور و زندی بیگم اور سید زاہد حسین کی زوجہ اولیٰ محمودہ خاتون سکنہ سہارنپور کے بطن سے یک دختر عباسی بیگم زوجہ سید کاظم حسین بی۔ اے مذکور و زوجہ ثانیہ حنیفہ خاتون دختر سید آغا حیدر وکیل سہارنپوری کے بطن سے یک پسر سید بادشاہ حسین کے صلب سے ہنوز یک پسر سید حیدر علی و دختر مرتضائی بیگم اور سید علی نقی ولد سید ضامن علی لاولد اور سید رضا حسن کے صلب سے دو پسر سید مظاہر حسن لاولد و سید مظہر حسن رئیس ان کے صلب سے یک پسر سید محمود حسن رئیس چلکانہ۔

(۲) سید غالب علی رئیس ولد سید اسد علی مذکور کے صلب سے تین پسر (۱) سید ممتاز علی عرف بچھن (۲) سید نیاز علی لاولد (۳) سید امتیاز علی کی زوجہ محمدی بیگم دختر سید مظفر علی منصبدار بن دیوان سید قطب الدین ساکن نانوتہ محلہ چھتہ کے بطن سے یک پسر سید اعظم علی ان کے صلب سے تین پسر سید سعادت علی لاولد و سید امیر علی ان کی یک دختر کنیز سید طالب حسین وزیر اسٹیٹ سرمور (ناہن) ضلع انبالہ ان کے صلب سے دو پسر مولوی سید ہادی حسین وکیل ریاست پٹیالہ و سید افتخار حسین رئیس و دختر معصومہ بیگم عرف چھوی اور سید افتخار حسین کی زوجہ ربائی بیگم دختر سید فیض الحسن ولد سید نیاز علی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ کے بطن سے یک دختر رشیدہ بیگم زوجہ مولوی سید ابو محمد ساکن نوگانواں ضلع مراد آباد

(۱) سید ممتاز علی عرف بچھن رئیس فربہ جسم دلیر اور فنون سپہ گری میں ماہر تھے۔ سکھوں اور مرہٹوں سے ہمیشہ نبرد آزما رہے ان کے صلب سے دو پسر سید نبوت علی لاولد و سید مدد علی ان کے صلب سے تین پسر سید سعادت علی، سید اشرف علی، و سید فضل حسین ان کا پسر رضوان حسین لاولد و سید سعادت علی ان کا پسر سید محمد تقی لاولد۔

سید اشرف علی مذکور کے صلب سے دو پسر سید حشمت علی لاولد و سید دولت علی و دختر کلثوم بیگم زوجہ سید حسن علی۔

سید دولت علی کے صلب سے دو پسر سید محمد عسکری و سید محمد قمر عرف سید محمد سبطین و دختران شمشادی زوجہ سید ایزد حسین عرف منگو و شیدا بانو زوجہ سید زوار حسین و مونو بیگم زوجہ سید شبیر حسین ساکن سرساوہ ضلع سہارنپور۔

(۲) سید ابو سعید بن سید حاجی شریف حسین کے صلب سے دو پسر سید ناصر علی لاولد و سید تابع علی ان کے صلب سے تین پسر سید منور علی و بہادر علی و انور علی ان کا پسر سید جمعیت علی لاولد اور سید منور علی کے صلب سے تین پسر سید احمد حسن لاولد و سید عابد حسین و علی حسین ان کا پسر ریاست علی عرف ابن لاولد۔

سید عابد حسین کی زوجہ غیر سیدانی کے بطن سے دو پسر سید غلام امام و سید صابر علی ان کی زوجہ نتھو کے بطن سے تین پسر سید ریاض الحسن و سید سراج الحسن سب انسپکٹر و سید انعام الحسن عرف کالا و دختران کاظمی بیگم و ناظمی بیگم عرف ناجو و ہاشمی بیگم زوجۂ سید مقبول حسین ولد سید مظہر علی قصبہ نانوتہ محلہ بازار۔

سید بہادر علی مذکور کے صلب سے پانچ پسر سید باقر علی و ثامن علی و صادق علی و محرم علی و لطف علی۔

سید باقر علی کے صلب سے دو پسر سید ولایت حسین و شاکر علی و دختران کبریٰ بیگم و صغرا بیگم۔

سید ولایت حسین کے صلب سے یک پسر سید یوسف علی ان کا پسر سید عرفان علی۔

(۳) سید محمد شفیع بن حاجی شریف حسین مذکور کے صلب سے یک پسر سید محبوب علی ان کے صلب سے دو پسر سید غلام شاہ لاولد و سید محمد شاہ ان کے صلب سے یک پسر سید محب شاہ و دختر بخیب النساء زوجہ سید مظفر علی منصبدار بن دیوان سید قطب الدین ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ۔

سید محب شاہ کے صلب سے دو پسر سید امن شاہ و سید حسن شاہ لاولد یہ نہایت مقدس اور نیک صالح بزرگ تھے۔ مدفون چلکانہ

سید امن شاہ کے صلب سے تین پسر سید محمد نواز و سید حسین علی و سید مزاج علی کے صلب سے چار پسر سید فیاض حسین و سید ممتاز حسین و سید احمد حسن ہر دو لاولد و سید الطاف حسین ان کا پسر سید حشمت علی لاولد۔

سید فیاض حسین کے صلب سے دو پسر سید لیاقت حسین لاولد و سید فرحت حسین کے صلب سے تین پسر منشی سید راحت حسین و سید زاہد حسین و سید ریاض حسین لاولد و دختران فیاض النساء و سیدہ خورشید بانو و اکبری بیگم زوجہ منشی سید معراج الحسن ولد سید مدیرالحسن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ اور منشی سید راحت حسین کے صلب سے تین دختران نثار خاتون زوجہ سید مہدی حسن و ذکیہ خاتون زوجہ سید طاہر حسین و نیاز خاتون زوجہ غلام حسین سید زاہد حسین کے صلب سے دو پسر سید عترت حسین و سید مظاہر حسین انہوں نے ملتان بودوباش اختیار کی۔ سید عترت حسین ولد سید زاہد حسین مذکور نے دوران فسادات ہند ۱۹۴۷ء چلکانہ سے قصبہ بھکر ضلع میانوالی بودوباش اختیار کی۔ ان کی زوجہ طاہرہ خاتون دختر سید کرامت حسین ولد سید حشمت حسین کے صلب سے دو پسر و دو دختران پیدا ہوئیں۔ سید قیصر رضا و سید حیدر رضا و دختران صغیر بانو زوجہ سید عیوض حسین و امیر بانو زوجہ محمد میاں۔

سید قیصر رضا کی زوجہ سروری بیگم دختر سید مظفر حسین مذکور کے صلب سے ہنوز یک پسر سید اظہر حسین و دختران گلنار و شہناز اور سید حیدر رضا کی زوجہ نسیم زہرہ دختر سید ظفر یاب حسین ساکن جانٹھ کے بطن سے ہنوز یک دختر نصرت بیگم۔

سید حسین علی مذکور کے صلب سے دو پسر سید شاہ حسین لاولد سید فضل حسین ان کا پسر سید حامد حسین لاولد و یک دختر سید محمد نواز مذکور کے صلب سے تین پسر سید حیدر علی لاولد و سید امداد علی و سید جعفر علی ان کا پسر محبوب حسن و یک دختر سید امداد علی کے صلب سے دو پسر سید وقار حسین و سید صغیر حسن ان کا پسر بدھو و دو دختران بانو رمانی سیدہ وقار حسین کے صلب سے یک پسر سید انصار حسین و یک دختر۔

(۴) بی کافیہ دختر سید یوسف علی۔ (نوٹ) ہر دو نسب ناموں مرتبہ سید جعفر علی و سید مجید حسن میں بی کافیہ کے شوہر کا نام درج نہیں ہے اس لئے صورت مرقومہ میں ان کی نسل صلبی کے بجائے بطنی سمجھنی چاہیئے۔ (مولف)

بی کافیہ کے بطن سے دو پسر (۱) سید محمد علی (۲) سید رضا علی ان کا پسر سید جمال الدین ان کا پسر سید نجابت علی ان کا پسر کرامت علی ان کا پسر شہادت علی ان کا پسر دولت علی لاولد۔

(۱) سید محمد علی کے صلب سے دو پسر سید روشن علی و مرید علی ان کا پسر کمال علی ان کا پسر اکرام علی ان کا پسر مظہر علی ان کا پسر ایزد حسین عرف منگوان کے صلب سے تین پسر لیاقت حسین و عبادت حسین و شرافت حسین، سید روشن علی کے صلب سے امانت علی و گل شیر علی ان

کا پسر احسان علی ان کا پسر مہربان علی۔

سید امانت علی کے صلب سے دو پسر سید محمد حسین و فتح علی ان کا پسر اعجاز حسین ان کا پسر ایزد حسن لاولد۔

سید محمد حسین کے صلب سے سید ذاکر حسین ان کے صلب سے دو پسر سید ناظر حسین و سید ابن حسن ان کی زوجہ عزیز خاتون عرف ناتو دختر سید ناظر حسین بیرسٹر ایٹ لا کے بطن سے ہنوز دو پسر محمد اکبر علی و اسد علی و دختر شاہدہ عرف معصومہ سید ذاکر حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر خیر پور میرس محلہ بورگڈھی سکونت اختیار کی۔ ان کے صلب سے چار پسر دو دختران سید علی انصر و علی اطہر و علی باقر و کلب حسین و دختران زاہدہ خاتون و عابدہ خاتون۔ سید علی انصر کی زوجہ شاہجہان بیگم دختر سید محمد ظفر احمد عرف چھدن بن منشی سید ظہور حسن ساکن قصبہ نانوتہ محلہ بازار کے بطن سے ہنوز یک پسر سید حسن علی و دختر عالیہ خاتون و علی اطہر مذکور کے صلب سے ہنوز دو پسر سید علی زید و حسن زید و دو دختران معصومہ خاتون و نثار زہرہ و زہرہ اقبال۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد سید سعید الدین عرف سید اجمل بن سید محمد توختہ بن مخدوم امیر سید احمد توختہ مدفون لاہور مورث سادات چلکانہ و ساڈہورہ و بھوپال وغیرہ

سید سعید الدین عرف سید اجمل، ان کے صلب سے یک پسر سید خوند میران کا پسر سید شاہ مسعود ان کا پسر سید محب علی ان کا پسر سید ناصر علی ان کا پسر سید یوسف علی ان کا پسر افضل حسین ان کا پسر سید چراغ علی عرف سید چاند ان کا پسر سید بہادر علی عرف سید بڈاجیوان کا پسر سید محمدان کا پسر سید مرتضیٰ ان کا پسر سید محمد واصل ان کے صلب سے چار پسر (۱) سید جمال شاہ (۲) سید فتح محمد (۳) سید محمد مقیم (۴) سید محمد نعیم لاولد (۱) سید جمال شاہ کے صلب سے دو پسر سید عبد اللہ شاہ و سید جیون علی ان کا پسر زندہ علی ان کا پسر فضل علی لاولد سید عبد اللہ شاہ کا پسر سید اسد اللہ عرف اللہ دیا ان کے صلب سے دو پسر سید حیدر شاہ و حسین بخش لاولد و دختران فضل النساء عرف فضلو و لاڈلی بیگم اور سید حیدر شاہ کا پسر سید علی نواز و دختران حبیب النساء و حمید النساء۔ سید علی نواز کے صلب سے چھ پسر سید طالب حسین و سید نظام علی و معصوم علی و ہاشم علی و سید ظہور الحق و سید فصیح الدین ہر سہ پسران لاولد و دختران عظیم النساء و نیاز النساء و زیب النساء عرف بی زین۔

سید طالب حسین کے صلب سے یک پسر سید تعریف حسین ان کے صلب سے چھ پسران و دو دختران پیدا ہوئیں۔ منشی سید فیض الحسن سب انسپکٹر و سید ارشاد حسین و سید ریاض الحسن و سید فیاض حسین ضلعدار و شمس الحسن سید ظل حسن کراچی آباد و دختران فیاضاً زوجہ غرغام حسین و سجادا زوجہ قیصر علی وارشادا۔ سید تعریف حسین مذکور کی اولاد جھنگ سٹی میں آباد ہیں۔

منشی سید فیض الحسن سب انسپکٹر کی زوجہ قمر بانو دختر منشی سید اختر حسین ساکن تھانہ بھون حال جھنگ سٹی کے بطن سے دو پسر سید شبیہ الحسن

ودختران شہر بانو وشمع بانو ورانی وبلو وسید تنزیل الحسن۔

سید ارشاد حسین کے صلب سے یک پسر سید محمد علی ودختر جوہر النساء ۔ سید ریاض الحسن کے صلب سے یک پسر سید ابوالحسن ودختران سیرت بانو وناہیدہ خاتون اور سید فیاض حسین ضلعدار نہر کے صلب سے ہنوز یک پسر نعیم الحسن وعابدہ بانو اور سید شمس الحسن کے صلب سے ہنوز یک دختر پروین اور سید معصوم علی مذکور کے صلب سے دو پسران سید زاہد حسین وسید الطاف حسین ودختران کنیز فاطمہ وقریشی اور سید نظام علی مذکور کے صلب سے چار پسران سید غلام حسین وسید قیصر عباس ومظفر حسین وامانت علی

(۲) سید فتح محمد بن سید محمد واصل کے صلب سے تین پسر سید عنایت حسین وسید محمد دائم وسید محمد قائم سید عنایت حسین کے صلب سے تین پسر سید ہدایت اللہ وسید چاند وسید امان اللہ سید ہدایت اللہ کے صلب سے تین پسر سید امام علی وسید کرم علی ونور علی کے صلب سے دو پسر دیدار علی و سید نیاز علی ان کے صلب سے تین دختران حمید النساء وعظیم النساء وکریم النساء سید کرم علی کے صلب سے دو پسر غلام علی لاولد سید بلاقی ان کا پسر غلام مصطفےٰ ان کا پسر رجب علی لاولد ودختر کلثوم سید امام علی ان کے صلب سے تین پسر سید الٰہی بخش وامام بخش وعلی محمدان کی دختران مہر النساء بی ہنگو سید امام بخش کے دو پسر سید قدرت علی لاولد وہنتن شاہ ان کا پسر فتح محمد ان کی دختران قمر النساء ومشکور النساء سید الٰہی بخش کے دو پسر ضامن علی وحسین علی ان کی دختران کلثوم بیگم وبی معصومہ وبی بانو، سید ضامن علی کے دو پسر اکبر علی واصغر علی لاولد ودختران عظیم النساء وسلیم النساء۔

سید چاند ولد سید عنایت حسین کے صلب سے دو پسر سید عبدالرشید وسید حافظ محمد ودختر فضل النساء سید عبدالرشید کے صلب سے یک پسر سید حسین علی ان کے صلب سے پانچ پسر سید روشن علی وامانت علی وسید محسن علی وآل حسن ودیدار علی ہر دو لاولد۔ سید روشن علی کے صلب سے دو پسر سید ذوالفقار علی وسید جمال الدین وصاحبزادی وسید ذوالفقار علی کا یک پسر سید منصب علی ودختران حفیظ النساء ومحفوظ النساء۔ سید منصب علی کا پسر سید ضیغم حسین اور سید جمال الدین کے صلب سے دو پسر سید محمد حسین ومہربان علی ودختر فرید النساء وبیگی سید محمد حسین کے پسر عطا حسین اور مہربان علی کے صلب سے یک دختر کنیز فقہ اور امانت علی امیر علی وانور علی ودختر امیر النساء اور سید انور علی کی یک دختر اللہ رکھی اور سید محسن علی مذکور کے صلب سے تین پسر شاہ نواز وسید علی نواز وکرامت علی ان کا پسر سید حشمت علی اور سید علی نواز کی یک دختر صغرا بیگم۔

سید حافظ محمد ولد سید چاند کے صلب سے دو پسر سید محمد زمان وسید غلام علی ان کا پسر سید فضل علی ودختران جنت النساء عرف بی جنت وزیب النساء عرف زیبن اور سید فضل علی کے دو پسر سید وزیر علی وسید سرفراز علی۔

سید وزیر علی کے صلب سے یک دختر مجید النساء اور سید سرفراز علی کے صلب سے یک دختر رحم النساء،

سید محمد زمان کے صلب سے تین پسر (۱) سید نجابت علی (۲) سید بہادر علی (۳) سید کرم علی انہوں نے معہ پدر بزرگوار بسلسلہ ملازمت بھوپال ریاست، سکونت اختیار کی ان کی اولاد وہیں آباد ہوگئی۔

(۱) سید نجابت علی کے صلب سے یک پسر سید سعادت علی ان کے صلب سے چھ پسر سید خادم حسین لاولد وسید مظہر علی و وسید صفدر علی وسید عبادت علی وسید عابد حسین وسید اظہر حسین ان کی دختر نجیب النساء

سید مظہر علی کے صلب سے دو پسر ڈاکٹر سید دبیر حسین و سید نذیر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید صادق حسین و سید اجلال حسین و سید زوار حسین ان کا پسر سید وقار حسین و دختر حمیدہ۔

ڈاکٹر سید دبیر حسین کے صلب سے دو پسر ڈاکٹر سید علی اختر و قمر حسین کے صلب سے تین پسر نادر عباس و آصف عباس و فریدوں عباس و دختر نرجس خاتون ڈاکٹر سید اختر حسین نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر مقام اکال گڑھ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد خضر و سید محمد عیسیٰ و سید الیاس حیدر اور سید صفدر علی کے صلب سے تین پسر مشتاق حسین و عاشق حسین و محمود علی و دختر صدیقہ و میتی اور عبادت علی و سید عابد حسین دونوں برادران کے صرف دختری اولاد (۲)، سید بہادر علی ولد سید محمد زمان کے صلب سے دو پسر سید فتح علی و سید ولایت علی کے صلب سے دو پسر سید غلام حیدر و الطاف حسین و دختران وجیہ النساء و نیازاً۔

سید الطاف حسین کے دو پسر سید امداد حسین و سید سجاد حسین و دختر حمید النساء اور سید امداد حسین کے صلب سے تین پسر سید آفاق حسین و سید افتخار احمد و سید اقتدار احمد و دختران بلقیس بانو و قیصر بانو و خورشید بانو۔ سید فتح علی کے صلب سے پانچ پسر سید وزیر علی و سید شہامت علی و سید امیر علی ہر سہ پسران لاولد و سید نوازش علی و سید امانت علی کے صلب سے دو پسر سید فضل علی و سید رضا حسین دو دختران عظیم النساء و قدیر النساء، سید رضا حسین ان کا پسر سید ارشاد حسین و دختران ام الحسن و بی زہرا اور سید فضل علی کے صلب سے یک پسر مجید حسن و دختر معصومہ۔ سید مجید حسن کے صلب سے یک پسر سید خورشید حسن ان کا پسر سید جنید حسن اور سید نوازش علی کے صلب سے دو پسر سید محفوظ علی و سید ذوالفقار حسین کا پسر سید سجاد حسین ان کا پسر منظور حسین ان کا پسر برجیس حیدر و دختر محمودہ سید محفوظ علی بن سید نوازش علی نے سہارنپور بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے چار پسر نواز حسین لاولد و سید معشوق حسین و سید اشفاق حسین و سید ظہور حسین عرف کریم حسین انہوں نے خیرپور میرس سکونت اختیار کی ان کے دو پسر سید مشکور حسین و سید منصور حسین و دختران نرجس خاتون و شاہدہ بیگم سید مشکور حسین نے شہر کراچی سکونت اختیار کی ان کے صلب سے ہنوز یک پسر سید مسرور حسین۔ سید منصور حسین نے خیرپور میرس سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد مہتاب و سید محمد شہاب و دختر شاداب فاطمہ۔ سید اشفاق حسین کے صلب سے چار پسر اخلاق حسین و اشتیاق حسین و جمیل حسین و شکیل حسین و دختر افروز جہاں و شوکت جہاں۔ سید معشوق حسین کے صلب سے چار پسر مظفر حسین و مشرف حسین و بہادر علی و غضنفر علی و دختران نسیم بانو و اختری سیارہ۔

سید امان اللہ بن سید عنایت حسین کے صلب سے دو پسر سید شرف علی و سید مراد علی ان کا پسر احسان علی ان کا عناب حسین۔

سید شرف علی کا پسر سید فتح علی ان کے صلب سے دو پسر سید عطا حسین و علی حسین ان کا پسر سید امیر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید جمعیت علی و سید وزیر حسین و سید علمدار حسین و دختران لطیف النساء و معصومہ خاتون۔

سید جمعیت علی ان کے صلب سے یک پسر سید رحمت علی؛ اور سید محمد دائم بن سید فتح محمد کے صلب سے دو دختران ؟ النساء عرف صاجو و جنت النساء عرف بی جنتاں اور سید محمد قائم کا پسر سید نانص شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید فضل علی و حسن در فضل النساء عرف فضلو و حسینہ بیگم عرف بی حسنو۔

(۳) سید محمد مقیم ولد سید محمد واصل کے صلب سے دو پسر سید علی و سید ولی ان کے دو پسر سید سعید اللہ و سید مراد علی ان کی دو دختران عظیم النساء و بی زمان اور سید سعید اللہ کا پسر سید کریم بخش ان کی دختر بی رحیم النساء سید علی کے صلب سے دو پسر سید بدہن شاہ و سید نقی شاہ ان کا پسر غلام حسین ان کا پسر سید ناصر علی و دختر جیونی اور سید بدھن شاہ کے صلب سے یک پسر سید محبوب علی ان کا پسر سید بھیکہ علی۔

شجرہ نسب سادات حسینی الترمذی اولاد سیّد حامد بن سیّد السادات سیّد احمد زاہد سیانوی سپہ سالار اولاد سیّد احمد توختہ مدفون لاہور، بنوڑ و انبالہ شہر،

سیّد حامد ان کے صلب سے بدر الدین ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سیّد بہاؤ الدین ان کا پسر سیّد معز الدین جہانگیر ان کا پسر سید حامد اولیاء ان کا پسر سید جعفر عالم محقق ان کا پسر سید عبد الوہاب ان کا پسر سیّد نصیر الدین عرف معز الدین ان کا پسر سید علی فاضل ان کا پسر سیّد نعمت اللہ ان کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد طٰہٰ ان کا پسر سیّد حمزہ ان کا پسر سیّد محمد اولیا ان کا پسر سیّد محمد صدیق ان کا پسر سیّد معظم ان کا پسر سیّد مومن ان کا پسر سیّد امتیاز الدین ان کا پسر سیّد محمد تقی ان کا پسر سیّد محمد اشرف ترندی ان کا پسر سیّد فیض علی مورث سادات بنوڑ ان کا پسر سیّد بہادر علی سیانوی ان کا پسر سیّد حسن علی ان کا پسر سیّد روشن علی سرہندی ان کا پسر سیّد کرم علی شاہ بنوڑی ان کا پسر سیّد محمد اسحاق ان کا پسر سیّد عبد العزیز ان کا پسر سیّد حسن محمد ان کا پسر سیّد ابن حسن ساکن بنوڑ حال وارد شہر انبالہ محلہ ہاشمی بقلم سیّد عاشق علی ولد سیّد غلام حسین ساکن نانوتہ محلہ چھتہ حال انبالہ شہر۔

شجرہ نسب اولاد سیّد حسین بزرگ بن امیر الامراء سیّد احمد زاہد سیانوی سپہ سالار، سلطان محمود غزنوی سادات حسینی الترمذی پونڈری و کوٹاہہ

سیّد حسین بزرگ بن امیر الامراء سیّد احمد زاہد سیانوی سپہ سالار سلطان محمود غزنوی بن امیر الامراء سیّد حمزہ رئیس ترمذین سیّد ابابکر علی المعروف سیّد ابو علی بن سیّد عمر الاعلیٰ بن سیّد السادات سیّد محمد توختہ بن سیادت پناہ مخدوم سیّد احمد توختہ مدفون لاہور بن سیّد حسین ککی المعروف سیّد علی ککی شاہ رہبر بن سیّد حسن ثانی بن سیّد محمد مدنی بن سیّد حسن حمیص المعروف سیّد شاہ ناصر ترمذی

بن سید موسیٰ حمیس جعفار بن سید علی دستگیر المعروف سید علی سجاد بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء کربلا۔

سید حسین بزرگ کی نسل حسب ذیل مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پونڈری، کوٹانہ، اصغر آباد، علی گڑھ، سرائے سدھو، شجاع آباد خانیوال، جھلوال، پنڈی بہاؤالدین، خیر پور میرس، وہاڑی ضلع ملتان، جھنگ و کراچی۔

سید حسین بزرگ کے صلب سے یک پسر سید ظہیر الدین سمنانی ان کے صلب سے یک پسر سید شرف الدین مورث پونڈری ضلع کرنال ان کے صلب سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے (۱) سید عبدالوہاب (۲) سید صدف علی المعروف سید سوندھا ان کے صلب سے یک پسر سید محمود ان کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سید عالم دانش (۲) سید عبدالعزیز خاندان محل والان (۳) سید عبدالرحمٰن لاولد (۴) سید عبدالرحیم ان کا پسر عبدالغنی لاولد و یک دختر بی بی جنت زوجہ سید عبدالحمید بن سید حسن ککھن بن سید شاہ سلیمان کفر شکن ترمذی۔

(۱) سید عالم دانش کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید احمد (۲) سید فاضل و سید اسد لاولد

(۱) سید احمد کے صلب سے تین پسر (۱) سید برخوردار (۲) سید ولی محمد (۳) سید محمد۔

(۱) سید برخوردار کے صلب سے آٹھ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید سلیم (۲) سید مظفر (۳) احمد حسین (۴) سید منور حسین (۵) سید قاسم حسین سپہ سالار افواج اورنگ زیب بادشاہ دہلی (۶) سید کمال الدین (۷) سید صدف علی المعروف سید سوندھا (۸) سید قائم حسین۔

(۷) سید صدف علی المعروف سید سوندھا کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد عاقل (۲) سید جلال الدین و دختران بی بی عابدہ زوجہ سید ضیاء الدین و بی بی حفیظاً زوجہ سید محمد یوسف سکنہ شاہ آباد۔

سید جلال الدین کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید امام الدین (۲) سید جمال الدین (۳) سید محمد بخش۔

(۱) سید امام الدین کے صلب سے یک پسر سید غیاث الدین و دختر بی بی زیب النسا

سید غیاث الدین کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے سید محمد اسماعیل لاولد و سید محمد اسلم مورث مادر خود سید محمد مغیث و سید محمد یٰسین و سید محمد حسین (بحوالہ نسب نامہ قلمی حکیم سید صمصام علی ترمذی پونڈری)

سید محمد مغیث ان کے صلب سے یک پسر سید منور حسین ان کے صلب سے دو پسر سید مظفر حسین و سید صابر علی اور سید مظفر حسین کی زوجہ بی بی حفیظ النسا دختر سید محمد اسلم کے بطن سے یک پسر سید مشرف حسین و دختران بی بی نثار بانو زوجہ میر لطیف حسین و بی بی ام البنین زوجہ سید حسین۔

سید مشرف حسین کی زوجہ بی بی صغرا بیگم دختر راجہ باقر علی خان (پنڈروال اسٹیٹ) کے بطن سے دو پسر سید محمد محمود الحسن و سید محمد مسعود الحسن۔ اور سید محمد محمود الحسن کی زوجہ بی بی اکبری بیگم دختر میر عزیز الدین سکنہ کوٹانہ کے بطن سے چار صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

سید محمد حسن و سید حامد حسین و سید مہدی حسن و سید علی حسن و دختران بی بی حسینن فاطمہ زوجہ اقبال حسین سہارنپوری و بی بی

سبطین فاطمہ زوجہ سید سبط کاظم میرٹھی و بی بی انصار فاطمہ زوجہ سید محمد اورنگ آباد و بی بی سردار فاطمہ زوجہ نجم المرتضیٰ سیوانوی و بی بی زوار فاطمہ زوجہ اعجاز حسین شمس پور و بی بی امیر فاطمہ زوجہ سید رضا علی خان (پنڈروال اسٹیٹ)

سید محمد حسن رئیس و نساب بن سید محمد محمود الحسن رئیس۔ اصغر آباد (پنڈروال اسٹیٹ) آپ اصغر آباد کے ممتاز روسا میں سے ہیں، انڈیا حکومت کی جدید سکیم کے ضمن میں زمینداره ختم ہونے کی وجہ سے شہر علی گڑھ مسکن پذیر ہیں آپ کی زوجہ بی بی مہر النساء دختر مہارانی محمود آباد (سیتاپور) بطن سے سات صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں متولد ہوئیں۔ سید احمد حسین ایم اے حبانوی و سید شاہد حسین ایم اے ایچ۔ ڈی۔ و سید ساجد حسین ایم اے و سید زاہد حسین ایم اے حبانوی و سید واحد حسین میری یونیورسٹی و سید باور حسین میرٹھ یونیورسٹی میلار شد حسین ہائی اسکول دختران سیدہ بہار فاطمہ زوجہ چیف جسٹس مرتضیٰ افضل علی پٹنہ و شہناز فاطمہ زوجہ سید کاظم زیدی ایڈووکیٹ میرٹھ شہنواز و تاجدار فاطمہ زوجہ فضل مجتبیٰ انجینئر بہار و بی بی نگار فاطمہ طالبہ ہائی اسکول اور سید احمد حسن ایم اے کی زوجہ بی بی مہر نگار مہاراجکمار محمود حسن کے بطن سے یک پسر سید محمود (بحوالہ خط مورخہ دس فروری ۱۹۶۹ء قلمی سید محمد حسن صاحب رئیس مقام علی گڑھ سول لائن محمود منزل۔

(۲) سید قاسم حسین بن سید برخوردار مذکور کے صلب سے یک پسر سید محمد باقر علی ان کا پسر سید محمد جعفر علی ان کا پسر محمد اکبر علی ان کا[*] کے صلب سے چار پسر (۱) سید ابوالحسن (۲) سید علی اکبر (۳) سید سعید الدین (۴) سید علی اعظم ان کے صرف یک دختر رشیداً۔

(۱) سید ابوالحسن کے صلب سے یک پسر سید محمد محسن ان کے صلب سے چھ پسر و یک دختر کرامت النساء (۱) سید شہامت علی (۲) سید مدد علی (۳) سید شاہد علی (۴، ۵، ۶) نوازش علی و مقصود علی و محمد حسن لاولد۔

(۱) سید شہامت علی کے صلب سے یک پسر سید فیض علی ان کا پسر سید مظہر علی کے صلب سے دو فرزند پیدا ہوئے سید احمد حسین و سید محمد حسین ان کے صلب سے دو دختران معصوماً و امتیازاً۔

سید احمد حسین کے صلب سے یک پسر سید ذاکر حسین ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید ممتاز حسین و سید باقر حسین و سید ارشاد حسین ان کے صلب سے یک پسر سید الطاف حسین۔

(۲) سید مدد علی کے صلب سے تین پسر سید لطف علی و سید نجف علی و سید محمد حسین و دختر بی بی عظیماً النساء زوجہ سید مظہر علی بن سید فیض علی۔

سید محمد حسین کے صلب سے یک پسر سید غلام امام و دختر بی بی مسیتی زوجہ مولوی سید برکت علی۔

سید نجف علی کے صلب سے دو پسر سید ولی محمد و سید غلام مرتضیٰ و دختر نجیب النساء اور غلام مرتضیٰ کا پسر نیاز حسین

سید ولی محمد کے صلب سے یک پسر سید نذر حسین عرف چھبو و دختر حسینی بیگم

سید نذر حسین عرف چھبو کے صلب سے یک پسر منشی سید عون محمد کے صلب سے چار پسر سید علی محمد و سید محمد عرف سوندھی و سید محمد سلطان حیدر و سید محمد سبطین حیدر ان کا پسر سید محمد سلیمان حیدر۔

سید لطف علی بن سید مدد علی ان کے صلب سے تین پسر سید اصغر علی و سید مظفر علی و مولوی برکت علی و دختر بی بی محمدی

[*] پسر محمد قاسم علی ان کا پسر باقر علی ان کا محمد جعفر علی ان کا پسر محمد اکبر علی ان کے صلب سے تین پسر محمد قاسم علی و رضا علی و کاظم (۲) سید ولی محمد بن احمد مذکور

اور سید اصغر علی کے صلب سے دو پسر سید محمد حسین و امداد حسین عرف گھسیٹا و دختر خدیجہ۔

سید محمد حسین کے صلب سے دو پسر سید مہدی حسن و سید کلب حسین ان کے صلب سے تین پسر سید طیب حسین و احمد حسین و سید زوار حسین و ظہور فاطمہ زوجہ سید اختر حسین اور سید احمد حسن کا پسر سید محمد ہاشم۔

سید زوار حسین کا پسر سید زائر حسین ان کے صلب سے دو پسر سید اطہر حسین و سید امتیاز حسین سید مہدی حسن ولد سید محمد حسن کے صلب سے دو پسر سید نثار علی و سید محمد علی و دختر ضیا ثنا زوجہ سید اعجاز حسین۔ سید نثار علی کے صلب سے دو پسر سید انتظار علی و سید ایثار علی و دختران حمیدہ بیگم و خوشنودہ بیگم اور سید محمد علی کے صلب سے یک پسر سید محمد اقبال۔

سید امداد حسین عرف گھسیٹا ولد سید اصغر علی کے صلب سے یک پسر سید اعجاز حسین و دختران امام باندی و مصطفائی بیگم۔

سید اعجاز حسین کے صلب سے دو پسر سید اسلام حسین و سید انعام حسین ان کے صلب سے چار پسر و یک دختر سید عزادار حسین و سید علی رضا و اشتیاق حسین و سید امداد حسین عرف سید شائق حسین و دختر نگہت فاطمہ۔

سید مظفر علی بن سید لطف علی کے صلب سے یک پسر سید تہور حسین و دختران کبریٰ بیگم و نیازا۔

سید تہور حسین کا یک پسر سید شبیر حسین و دختر بتول زہرہ اور مولوی سید برکت علی کی یک دختر باقری بیگم۔

(۳) سید شاہد علی بن سید محمد محسن کے صلب سے دو پسر (۱) سید ظہیر الدین (۲) سید محمد احسن۔

(۱) سید ظہیر الدین کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید علی محمد و سید فصیح الدین و سید امجد علی ان کے صلب سے دو دختران پیدا ہوئیں وکنیز فاطمہ و بشیرا۔

سید فصیح الدین ان کے صلب سے یک پسر سید واحد علی ان کے صلب سے دو پسر سید علی رضا و سید احمد حسن ان کے صلب سے یک پسر سید خورشید حسین و دختر بی بی طیبہ اور سید خورشید حسین کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید زاہد حسین و سید طاہر حسین و سید تطہیر حسین عرف نواب عالم۔

سید علی رضا کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید اعزاز الدین و سید وجیہ الدین و سید معزز الدین ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید احسن الدین و سید رضا شاہ و دختر رضیہ خاتون سید اعزاز الدین کے صلب سے یک پسر پیدا ہوا سید محسن رضا۔

(۲) سید محمد احسن بن سید شاہد علی کے صلب سے تین پسر سید واجد علی و حسین بخش و محمد شریف ان کی دختر قتبولا۔ سید واجد علی کے صلب سے پانچ پسر یک دختر پیدا ہوئی۔ سید لطیف حسین و سید سجاد علی و سید محمد کاظم و سید محمد ضیغم و سید معصوم حسن و دختر نذیر النساء اور سید معصوم حسن کی صرف یک دختر بلقیس بانو۔

سید لطیف حسین کے صلب سے دو پسر سید ہادی حسن و سید ابرار حسین ان کے صلب سے دو دختر زائرہ و

طاہرہ۔ سید ہادی حسن کے صلب سے دو پسر سید مرتضیٰ حسین و سید مصطفیٰ حسین ان کے صلب سے یک پسر سید مجتبیٰ حسین و دختران نسرین فاطمہ و نجس فاطمہ۔

سید مرتضیٰ حسین کے صلب سے چار پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید قنبر علی و سید محمد اخلاق حیدر و سید منور حسین و سید قمر علی و دختر نسرین فاطمہ۔

سید سجاد علی کے صلب سے تین پسر سید دانشمند عرف کربلائی و سید محمود علی و سید محمد۔

سید دانشمند عرف کربلائی کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ سید باقر عباس سید شاکر عباس و سید منظر عباس و سید اکبر عباس و سید رئیس رضا۔

سید محمود علی کے صلب سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔ سید ابوطالب و سید واجد علی و دختر راضیہ خاتون اور سید ابوطالب کے صلب سے دو دختران نرجس ہاشمی و مسرت جہاں۔

سید حسین بخش بن سید محمد احسن کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید عابد حسین و سید صادق حسین ان کے صلب سے یک پسر سید نیاز محمد و دختر ننھو اور سید نیاز محمد کے صلب سے یک پسر قاسم حسین و دختر ممتاز فاطمہ اور سید قاسم حسین کے صلب سے یک پسر سید محمد مستقیم حیدر ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد نسیم حیدر و سید محمد نعیم حیدر و سید محمد شمیم حیدر۔

سید عابد حسین مذکور کے صلب سے یک پسر سید علمدار حسین و دختر کنیز فاطمہ اور سید علمدار حسین کے صلب سے یک پسر سید محمد رضا و دختر عباسی بیگم اور سید محمد رضا کے صلب سے دو پسر سید عابد حسین و اعظم حسین ان کا پسر سید حسن رضا۔

(۲) سید محمد علی اکبر بن سید ولی محمد کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید علی رضا (۲) سید عزت اللہ (۳) سید سیف الدین ان کے صلب سے دو پسر سید بدیع الزمان و نادر الزمان۔

(۳) سید سعید الدین بن سید ولی محمد کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید عالم علی (۲) سید عبد الولی عرف بھولا (۳) سید ناہر علی عرف ننھاان کے صلب سے یک پسر سید گلزار علی عرف گامی و دختر عزیزۃ النساء اور سید گلزار علی عرف گامی کے صلب سے یک پسر سید احمد علی و دختر بی بی میرن۔

(۲) سید عبد الولی عرف بھولا کے صلب سے تین پسر سید اسد علی و سید ابرار علی و سید ہنرمند علی ان کے صلب سے دو دختران جمیلہ و سعیدہ اور سید اسد علی کے صلب سے یک پسر سید غلام حسین و دختر سید غلام حسین کے صلب سے دو پسر سید فدا حسین و سید غلام حسن و دختر فیاضا۔

سید فدا حسین کے صلب سے دو پسر سید غلام عباس و سید ممتاز حسین ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے سید ضیغم حسین و سید منظور حسین و سید غلام حسین ان کے صلب سے دو دختران رقیہ بانو و عقیلہ بانو۔

سید منظور حسین کے صلب سے چار پسر سعید الحسن و مظفر عالم عرف بدھو و مظہر حسن و اصغر مہدی و دختر خورشید بانو اور

سید ضیغم حسین کے صلب سے تین پسر سید محمد حسنین و ناصر حسین و افسر حسین و دختران بلقیس و سبطین فاطمہ۔
سید غلام حسن کے صلب سے چار پسر سید سرفراز حسین و سید آغا حسن و سید ہادی حسن و سید غمخوار حسین ان کی صرف دو دختران نثار فاطمہ و کنیز زہرا اور سید آغا حسن کے صلب سے یک پسر سید محمد منیر ان کے صلب سے یک پسر سید محمود الحسن و دختر حمیدی اور سید محمود الحسن کے صلب سے ۵ پسر سید غلام حسن و سید راغب حسین و سید مسعود الحسن و سید الواب حسین. شفاعت حسین. ان کی صرف یک دختر ریاضی اور سید مسعود الحسن کے صلب سے دو پسر سید سائر علی و سید بابر علی۔

سید محمد منیر بن سید آغا حسن

سید محمود الحسن کی زوجہ توقیر فاطمہ دختر سید عالم کے بطن سے

حمیدی بیگم زوجہ سید حسن رضا

گل بانو زوجہ سید منظر علی ملتان آباد سونی پتی

فردوس فاطمہ زوجہ رفاقت حسین

توصیف حسین زوجہ ڈاکٹر سید شمشاد حسین سرائے لاہور

سید مسعود الحسن

سید غلام حسن

شفاعت حسین

سید ایوب حسین

سید راغب حسین

سائر علی

مینا مسعود

بابر علی

بینا

ثاقب علی

نادر علی

غضنفر علی

مبشر علی

خضر علی عرف بھولو

سید ہادی حسن کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد باقر علی و سید محمد جعفر علی و سید محمد کوثر علی۔
سید عالم علی ولد سید سعید الدین کے صلب سے یک پسر سید غالب علی و دختران شریف النساء و رحم النساء زوجہ عظیم الدین نبوی
سید غالب علی کے صلب سے یک پسر غلام جیلانی عرف کوڑا ان کا پسر سید یوسف علی عرف بلاقی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد امیر و سید عالم علی و سید ولائت حسین کے صلب سے دو پسر سید تجمل حسین و اختر حسین و دختر نذیر النساء زوجہ ہادی حسن۔
سید اختر حسین کے صلب سے تین پسر سید مدد علی و اسد علی و سید علی ظہیر جواد ان کا پسر نوید ظہیر۔
سید عالم علی کے صلب سے دو پسر سید ہاشم علی و غالب علی ان کا پسر سید ضامن علی کے صلب سے تین پسر سید محمد عارف و سید محمد آصف و سید محمد عالم ان کے صلب سے یک پسر سید شبیہ الحسن۔

سید محمد امیر کے صلب سے دو پسر سید شبیر حسین و سید محمد نصیر ان کی دختر عسکری اور سید شبیر حسین کے صلب سے یک پسر سید غلام عباس ان کے صلب سے دو پسر سید نقی عباس و سید حسن عباس ان کے تین پسر تہذیب الحسن و شبیہ الحسن و نجیب الحسن۔

(۳) سید محمد بن سید احمد بن سید علی دانش کے صلب سے دو پسر سید عبدالرسول و سید سید دولت حسین و دختر بی بی تاجی اور سید عبدالرسول کے صلب سے تین پسر و یک دختر پیدا ہوئی۔

(۱) سید نور عیان (۲) سید انور زمان (۳) سید نور دہر (۴) بی بی سوندھی زوجہ سید کمال الدین حسین۔

(۳) سید نور دہر کے صلب سے یک پسر سید عبادت علی المعروف عیدو و دختر بی بی حسینو۔

(۲) سید انور زمان کے صلب سے چار دختران پیدا ہوئیں۔ حمید النساء و نور النساء و خیر النساء و سعید النساء

(۱) سید نور عیان کے صلب سے چار پسر تین دختران پیدا ہوئیں (۱) سید بہادر علی (۲) سید بشارت علی (۳) سید اولاد علی (۴) سید باغ علی معروف باگھہ علی و دختران رشید النساء و فضل النساء و ملیح النساء۔

(۱) سید بہادر علی ولد سید نور عیاں کے صلب سے تین فرزند متولد ہوئے۔ سید شجاعت علی و سردار علی ہر دو لاولد و سید قمقام علی ان کے صلب سے یک پسر سید غلام عباس ان کا پسر سید منظور حسین کے صلب سے یک پسر سید حامد حسین و دختران نرجس بانو و شیریں (۲) سید بشارت علی مذکور کا پسر سید امام علی ان کی دختر ہی اولاد لاولد۔ (۳) سید اولاد علی کے صلب سے یک پسر سید سعادت علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد شفیع و سید سعید محمد و سید محمد و دختران محمدی و نیاز زوجہ سید دلاور علی ولد سید محمد علی ولد سید مرتضیٰ ترمذی نانوتہ محلہ بازار اور سید محمد شفیع کے صلب سے دو پسر سید محمد تقی و سید ریاض حسین کے صلب سے یک پسر سید محمد نفیس لاولد و دختران صفدری و ہاشمی اور سید محمد تقی کی زوجہ کلثوم بی بی دختر سید محمد علی ولد تصدق علی بن سید میتا بن سید امام علی بن سید غلام علی ترمذی محلہ بازار قصبہ نانوتہ کے بطن سے صرف یک دختر حکیما زوجہ سید روشن علی بن سید دلاور علی بن سید محمد علی مذکور انہوں نے قصبہ نکوڑ بسلسلۂ جائیداد منقولہ سکونت اختیار کی۔ یہ بزرگ نہایت عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے ریاضتوں میں مصروف رہتے تھے۔ قصبہ نانوتہ دفن ہوئے۔

(۴) سید باغ علی المعروف باگھہ علی ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ حکیم سید صمصام علی و سید حاتم علی و سید محمد علی و سید سجاد علی ان کے صلب سے دو پسر سید عابد علی و غلام امام ہر دو لاولد۔ سید محمد علی کے صلب سے یک پسر سید تراب علی و دختران صغرا بیگم زوجہ سید صادق علی و مریم زوجہ ظفر علی سید تراب علی کے صلب سے صرف دو دختران نجیب النساء و امتل عرف امتی۔

سید حاتم علی کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ سید احسان علی لاولد و سید علی نواز و سید قاسم علی و دختر لطیفاً اور سید علی نواز کے صلب سے دو پسر سید ولایت علی و امیر علی۔

سید ولایت علی کے صلب سے یک پسر سید مشتاق حسین و دختر کنیز فاطمہ اور سید امیر علی کے صلب سے تین دختران فخر النساء و علی باندی و قمر النساء اور سید مشتاق حسین کے صلب سے یک پسر سید عادل حسین و دختر کلثوم۔ سید غلام عباس اور سید عادل حسین کے صلب سے

تین پسر سید رضوان حسین و سید راحت حسین و سید زاہد حسین و دختران سنجیدہ بیگم زوجہ احسن علی و سیدہ سید رضوان حسین کے صلب سے دو پسر سید ولایت حسین و سجاد حسین و سید راحت حسین کا پسر سید احتشام رضا سید زاہد حسین کے صلب سے یک پسر سید مشتاق حسین و دختر زہرہ بیگم اور سید قاسم علی بن حاتم علی کے صلب سے دو پسر سید مراتب علی و سید کریم بخش ان کے صلب سے دو پسر سید عنایت حسین و سید فیاض حسین ان کے صلب سے یک پسر سید احمد ان کا پسر سید ظہور الحسن ان کے صلب سے پانچ پسر سید قاسم علی و ساجد علی و علی حیدر و رفعت حسین و سید غضنفر عباس عرف کوثر عباس ان کی دختر گلستان فاطمہ اور سید مراتب علی مذکور کا پسر سید باسط علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد رضا و سید محمد ان کے صلب سے دو پسر سید محمد سعید و محمد مولود ان کے صلب سے تین پسر نیاز حسین و سرفراز حسین و ریاض حسین سید محمد رضا کے صلب سے تین پسر سید ایوب حسین و محبوب حسین و یعقوب حسین و دختر اقبال بانو اور سید ایوب حسین کے صلب سے دو پسر سید نذر عباس و سید منتظم حسین و دختر نگینہ خاتون اور سید محبوب حسین کے صلب سے یک پسر سید اصغر رضا و دختر اقبال بانو اور سید یعقوب حسین کے صلب سے دو پسر سید جعفر امام و سید باقر رضا۔

حکیم سید صمصام علی انہوں نے کہنہ شجرہ انساب کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا ہے جس میں اولاد ذکور و اناث و ازواج کے اسماء میں بعض بزرگوں کے سوانح حیات بھی لکھے ہیں۔ ان کے صلب سے دو پسر حکیم حیدر بخش و حکیم سید ہدایت علی و دختران کلثوم بیگم زوجہ سید عابد علی و زیب النساء زوجہ سید محمد شفیع مذکور و مسیتی زوجہ سید علی حسین۔

حکیم سید حیدر بخش کے صلب سے چار پسر سید تصدق حسین و نیاز حسین و امیر حسین و محمد نذیر ان کا پسر سید مقبول حسین اور سید تصدق حسین کے صلب سے دو پسر سید شوکت حسین و سید فضل حسین ان کے صلب سے دو پسر سید محمد سعید و سید انفعال حسین ان کا پسر سید فضل احمد ان کے صلب سے تین پسر قیصر شعیب و راشد علی و ندیم حیدر اور سید نیاز حسین کے صلب سے دو پسر سید رفیق علی و انتیاز حسین ان کا پسر سید فیاض حسین ان کے دو پسر سید شمس الحسن و ریاض الحسن، سید امیر حسین کے دو پسر سید بشیر حسین و وصیت علی ان کا پسر سید محمد ان کے صلب سے دو پسر سید حامد حسین و شفقت حسین اور حکیم ہدایت علی مذکور کے صلب سے دو پسر حکیم سید جعفر حسین و حشمت علی و دختران مجیداً و خیر النساء

سید حشمت علی کے صلب سے دو پسر دلاور حسین لاولد و سید محمد نقی و دختر نذیراً زوجہ سید رفیق علی سید محمد نقی کے صلب سے یک پسر ماسٹر سید نور الحسن ان کے صلب سے چار پسر مشکور الحسن و منصور الحسن و مسرور الحسن و ثمر مہدی و دختر شکیلہ حکیم سید جعفر حسین کے صلب سے تین پسر سید حسین نواز و کرم حسین و ڈاکٹر تونگر حسین و دختر اللہ دی۔

سید حسین نواز کا پسر سید طالب حسین ان کا پسر سید ثاقب حسین و دختر جمیلہ و سید کرم حسین کے صلب سے تین پسر یعقوب حسین و محبوب حسین و مطلوب حسین و دختران بی بی محمودہ و بی بی راضیہ و بی بی مطلوباً اور سید یعقوب حسین کے دو پسر سید یوسف حسین و آصف حسین و دختران نادرہ و صغراً اور سید محبوب حسین کے صلب سے تین پسر سید غضنفر حسین و اکرم حسین و قمر حسین

اور سید مطلوب حسین کے صلب سے تین پسر سید طاہر حسین و ناظر حسین و ناصر حسین و دختر عذرا زوجہ سید ہدایت حسین اور ڈاکٹر سید
نگر حسین کے صلب سے تین پسر سید آفتاب حسین و شجاعت حسین و سید ہدایت حسین و دختر ممتاز فاطمہ زوجہ سید محمد عابدی
لکھنوی اور سید ہدایت حسین کے صلب سے سید علی سہیل و نعیم حیدر و دختران آصفا بتول، عارفا بتول اور سید شجاعت حسین کا
پسر سید محمد ضیا پی، ایس، سی، اور ممتاز کاظمیہ زوجہ سید محمد عابدی ولد احسان حسین لکھنوی حال سرگودھا کے صلب سے پانچ پسر سید محمد وسیم ٭

سید عبدالعزیز خاندان محل والان پونڈری بن سید محمود بن سید صدف علی المعروف سوندھا بن سید شرف الدین بن سید
الدین سمنانی بن سید حسین بزرگ بن امیر الامرا سید احمد زاہد سبانوی سپہ سالار سید عبدالعزیز کے صلب سے تین پسر (۱) سید
مرتضیٰ (۲) سید قاسم لاولد (۳) سید پیر محمد ان کے صلب سے تین پسر مولوی سید امجد علی لاولد و سید مجاہد علی لاولد و سید
ناصر علی لاولد۔

(۱) سید مرتضیٰ کے صلب سے دو پسر سید نظام و سید مکارم ان کے صلب سے یک پسر سید ابراہیم لاولد سید نظام کے
صلب سے تین پسر سید عبد السلام لاولد و سید نجم الدین و سید مبارک ان کی دختران بی بی جانو و بی بی حیا سید نجم الدین کے صلب سے
سات فرزند پیدا ہوئے (۱) سید عزت (۲) سید اللہ یار (۳، ۴، ۵) سید زید شہید و سید نصر شہید و سید دولت علی عرف دولہا ہر سہ
فرزند لاولد (۶) حافظ قطب الدین یہ بزرگ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے پھر وطن واپس نہیں ہوئے (۷) سید محمد
عرف یاقوت رقم ان کی دختر فہیم النساء

(۱) سید عزت ان کے صلب سے دو پسر سید عظمت اللہ و سید امان اللہ عرف گھاس ان کے پسر شرف الدین ان کے صلب سے
یک پسر سید نجم الدین ثانی ان کے صلب سے چار پسر سید عظیم الدین و سید علی حسین ہر دو لاولد و سید کریم الدین و سید ناصر الدین ان کے
صلب سے صرف دو دختران کریم النساء و جمیل النساء

سید کریم الدین ان کے صلب سے دو پسر سید نظام الدین و سید ظہیر الدین ان کے صلب سے دو پسر وزیر علی و سید
حسام الدین ان کے صلب سے یک پسر سید مبارک علی لاولد و دختران فیضا و منفو۔

سید وزیر علی ان کے صلب سے یک پسر سید حیدر حسن ان کے صلب سے دو پسر سید سراج الحسن و افتخار حسین ہر دو برادر خانیوال
آباد ہیں۔ سید سراج الحسن کے صلب سے یک پسر سید ظہیر الحسن و دختر منتظر فاطمہ سید افتخار حسین کے صلب سے دو پسر سید
ذوالفقار علی و سید نبی رضا

سید نظام الدین مذکور کے صلب سے چار پسر سید اکبر علی و سید نثار علی ہر دو لاولد و حکیم امام علی و سید امداد علی و دختر زیب النساء
اور حکیم سید امام علی کے صلب سے تین پسر سید محمد حسن لاولد سید ریاض الحسن و حکیم سید امان اللہ و دختران بی بی عجیبا و بی بی نجیبا و
بی بی کبریٰ و بی بی منبری۔

سید ریاض الحسن کے صلب سے یک پسر سید محمد رضا و دختر اللہ دی اور سید محمد رضا کے صلب سے یک پسر سید محمود علی

٭ وسلیم رضا و نسیم رضا و فہیم رضا و قسیم رضا و دختران شہناز بیگم و راشدہ بتول ۔

مقام وناڑی ضلع ملتان آباد ہے۔

حکیم سید امان اللہ کے صلب سے یک پسر سید شوکت حسین سیشن جج و دختر ام البنی

سید شوکت حسین سیشن جج کے صلب سے چار پسر سید لیاقت حسین و سید کرار حسین و سید اظہر حسین ہر سہ پسران بھلوال ضلع سرگودھا آباد ہیں و سید مظاہر حسین کراچی آباد و دختران انوری بیگم و اکبری بیگم اور سید لیاقت حسین کے صلب سے ہنوز یک پسر سید عشرت حسین

سید امداد علی ولد سید نظام الدین کے صلب سے پانچ پسر سید خورشید حسین لاولد سید ظہور حسن و سید شرف الدین لاولد و سید علی حسن و سید کمال الدین ان کا یک پسر سید عرار حسین لاولد۔ سید ظہور حسن کے صلب سے یک پسر سید فیض الحسن و دختر بی بی معزا۔

سید فیض الحسن کے صلب سے یک پسر سید نجم الحسن کراچی آباد و دختران نواب فاطمہ و عقیلہ خاتون و خدیجہ۔ سید علی حسن کے صلب سے دو پسر سید صغیر حسین و سید ابن الحسن ان کے صلب سے تین پسر اسرار حسین و آل حسن و نبی حسن، سید عظمت اللہ ولد سید عزت کے صلب سے یک پسر سید ابزد بخش ان کے صلب سے یک پسر سید نور الدین ان کے صلب سے تین پسر قادر بخش و ولی بخش سید علی حکیم کے صلب سے یک پسر حکیم سید محمود علی و دختران بی بی رحیمی و بی بی نجیباؑ و بی بی نوری۔

حکیم سید محمود علی کے صلب سے یک پسر سید گھسیٹا لاولد و دختران بی بی فضلو و بی بی مہر و بی بی کرمو و سادہ سید محمد بخش کے صلب سے یک پسر سید الہی بخش و دختران نجیباؑ و فیضاؑ

سید الہی بخش کے صلب سے یک پسر سید اصغر علی و دختر کبرو اور سید اصغر علی کے صلب سے یک پسر سید عنایت علی و دختران زینب و رحیمی اور سید عنایت علی نے شہر انبالہ بود و باش اختیار کی۔

سید قادر بخش مذکور کے صلب سے چھ پسر سید ظفر علی و غیرت علی و غلام مرتضیٰ و حسن علی و علی بخش و نوازش علی یہ بزرگ حج سے واپس نہیں آئے و دختر بی بی عظیماؑ اور علی بخش کی دختر مہانی اور حسن علی کی دختر لطیفاؑ اور غلام مرتضیٰ کا پسر ارشد علی ان کا پسر الطاف حسین لاولد و دختر بی بی نھنو اور سید غیرت علی کے صلب سے دو پسر سید برکت علی و رحمت علی ان کا پسر نیاز محمد ان کی دختر خیر النساء زوجہ ڈاکٹر سید مطلوب حسین اور سید برکت علی کا پسر سید محمد اکبر ان کا پسر اشرف علی ان کے صلب سے دو پسر سید لیاقت حسین جھنگ آباد و سید رفاقت حسین خانیوال آباد اور سید اصغر علی کے صلب سے تین پسر سید حشمت علی و صفدر علی و صادق علی ان کے صلب سے دو پسر تفضل حسین لاولد و آل محمد و دختران قطبیاؑ و مجیدؑ و خدیجہ و رحیماؑ سید صفدر علی کے صلب سے دو پسر خادم حسین و منور حسین ان کی دختر صدیقاؑ اور خادم حسین کا پسر سجاد حسین و دختر کبریٰ اور سید سجاد حسین کے صلب سے تین پسر سید تصدق حسین لاولد و زاہد حسین و صابر حسین ہر دو خانیوال آباد ہیں۔

سید حشمت علی کے صلب سے تین پسر سید کاظم حسین و سید عالم و سید قدرت علی لاولد و دختران احمدی و حکیماؑ اور سید عالم کے صلب سے دو دختران کلثوم بانو زوجہ سید محمد حسین ولد سید کاظم حسین مذکور و توقیر بانو زوجہ سید محمود الحسن اور سید کاظم حسین کے صلب

سے یک پسر سیّد محمد حسین انہوں نے مقام سرائے سدہو تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان سکونت اختیار کی ان کی زوجہ کلثوم بانو دختر سیّد عالم مذکور کے بطن سے تین پسر دیک دختر پیدا ہوئی ہ سیّد افضل حسین و سیّد ظفر حسین و ڈاکٹر سیّد شمشاد حسین و دختر ظہور فاطمہ زوجہ سیّد غلام حسین ولد سیّد محمود مذکور

سیّد افضل حسین کی زوجہ امین خاتون دختر سیّد ارشاد حسین ساکن شاہ آباد کے بطن سے ہنوز دو پسر سیّد انور حسین و سیّد اکمل حسین و دختران حفیظہ شاہین و پروین فاطمہ۔

سیّد ظفر حسین کی زوجہ انوری بیگم ساکن بروالہ کے بطن سے سیّد اجمل حسین و سیّد تفضل حسین و سیّد توسل حسین و دختر سیما فاطمہ۔

ڈاکٹر سیّد شمشاد حسین ایم۔ بی بی، سی، پی، ایچ، ایس I کروڑ کی زوجہ توصیف فاطمہ دختر سیّد محمود الحسین کے بطن سے ہنوز دو پسر سیّد جواد حسین و سیّد شہزاد حسین و دختر تفسیر فاطمہ،

سیّد اللہ یار بن سیّد نجم الدین بن سیّد نظام بن سیّد مرتضیٰ بن سیّد عبد العزیز بن سیّد محمود بن سیّد صدف علی المعروف سوندہا مذکور نہایت شجاع تھے ان کے صلب سے دو پسر سیّد ابراہیم لاولد و سیّد ریاض حسین ان کے صلب سے یک پسر سیّد ہاشم و دختران شرف النساء و نور النساء سیّد ہاشم کے صلب سے صرف یک دختر فہیم النساء

بحوالہ قلمی شجرہ نسب سیّد ظفر حسین ولد سیّد محمد حسین ساکن سرائے سدہو بوساطت موصولہ ڈاکٹر سیّد شمشاد حسین قصبہ کروڑ

(۱) سیّد عبد الوہاب بن سیّد شرف الدین بن سیّد ظہیر الدین سمنانی بن سیّد حسین بزرگ بن امیر الامرا سیّد احمد زاہد بیابانوی سپہ سالار مذکور ان کے دادا سیّد ظہیر الدین سمنانی سلطان مسعود ناصر الدین بن سلطان محمود غزنوی کی فوج میں سردار تھے جو ابو اسحاق معتصم عباسی کے دور حکومت میں سادات پر مظالم ہونے کی وجہ سے سمنان سے غزنوی آباد ہو گئے ۲۲۰ھ میں ابو اسحاق معتصم عباسی نے ان کے خاندان کے بہت سے افراد کو تہ تیغ کرایا ان میں سیّد ابو جعفر نہایت مقدس بزرگ اور عالم فاضل اور قریبی رشتہ دار تھے جن کا شجرہ نسب یہ ہے سیّد ابو جعفر بن سیّد محمد بن سیّد قاسم بن سیّد علی بن امام زادہ سیّد عمر اشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام یہ بزرگ سیّد حسین بزرگ کے ننہال میں سے تھے اس لئے سیّد ظہیر الدین نے سمنان بود و باش اختیار کی تھی جب سیّد ابو جعفر شہید ہو گئے تو یہ سمنان سے غزنی رہنے لگے، اور سلطان مسعود ناصر الدین کی فوج میں ملازم ہو گئے جب سلطان مسعود ناصر الدین نے اپنے فرزند مدود شہاب الدولہ کو لاہور کا حاکم بنا کر بھیجا اور فوج بھی ہمراہ کی تو اس وقت مدود شہاب الدولہ کی فوج کے ہمراہ سیّد ظہیر الدین لاہور وارد ہوئے ان کے بعد ان کا بیٹا سیّد شرف الدین سلطان فرخ زاد جمال الدولہ کے عہد میں فوجی افسر مقرر ہوئے سرہند کے معرکوں میں نمایاں کارنامے انجام دیئے، سرہند کے معرکہ میں سیّد شاہ زید کے دوش بدوش دلیری کا مظاہرہ کرتے رہے اور ہم جدی ہونے کی وجہ سے زیادہ قریب ہو گئے، سیّد شرف الدین کے پسر سیّد عبد الوہاب جب اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے سیّد عبد الوہاب کی یک دختر صفیہ خاتون زوجہ سیّد شاہ سلیمان کفر شکن بن سیّد شاہ زید سالار لشکر بن امیر الامراء سیّد احمد زاہد بیابانوی سپہ سالار مذکور بحوالہ شجرہ نسب قلمی حکیم سیّد صمصام علی پونڈری۔

شجرہ نسب سادات حسینی اولاد سیّد عبداللہ الاعرج بن امام زادہ سیّد حسین الاصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

ان کی نسل سے کورم ایجنسی (پارہ چنار) بنگش (کوہاٹ) تیرہ وغیرہ ہند و پاکستان کے مختلف مقامات پر سادات آباد ہیں۔ اُن مقامات کے سادات کے شجرہ نسب حسب ذیل ہیں۔

مقامات، اُسترزئی پایان، اُسترزئی بالا، علی زئی، خادیزئی، ہنگو، رائیاں، علی شاری، ابراہیم زئی، شاہو خیل، کڑمان، لدوی خیل، میر ہاشم خیل، میاں عنایت شاہ خیل، شاہ الماس خیل، سپینہ وڑی، پیپنہ وڑی، اگرہ، میاں، اوردمی، شلوزان، نچر کوٹ علی شیری خر شلوزان، میر قاسم خیل، کوٹ، علاقہ تیرہ خیبر، بر برستان علاقہ کابل، قباد شاہ خیل، افغانستان وغیرہ۔

سیّد عبداللہ الاعرج ان کے صلب سے چار فرزند پیدا ہوئے (۱) سیّد حمزہ (۲) سیّد محمد خرانی (۳) سیّد علی صالح (۴) سیّد جعفر الحجہ زیادہ حج کرنے کی وجہ سے حجہ مشہور ہو گئے ان کے صلب سے یک پسر سیّد حسن ان کے صلب سے سیّد شاہ حسین ان کے صلب سے سیّد میر حسن ملقب یحییٰ نسابہ ان کے پسر سیّد میر ابو القاسم ان کے پسر سیّد شاہ عبداللہ ان کے پسر سیّد شاہ ابو القاسم ان کا مزار مقام ”ہرات“ (کابل) میں ہے ان کے صلب سے یک پسر سیّد ابو الحسن ملقب فخر عالم صاحب کرامات مقدس بزرگ ہیں جو سب سے پہلے مدینہ منورہ بقول ایران سے وارد ہند ہوئے، کورم کے لوگ جو اس زمانہ میں ایک قادیہ فرقہ کے ماننے ان کو تبلیغ کے ذریعہ مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری کیا آپ کی تمام عمر تبلیغ اسلام مذہب حقہ میں گذری اور کورم میں ہی وفات پائی، مزار مبارک مقام (کڑمان کورم) میں ہے بڑے بڑے اولیا ان کی ذریت سے ہیں، گھوڑا سوار مزار مبارک کے قریب سوار ہو کر گذر نہیں سکتا، ان کی اولاد کے پاس حضرت امام رضا علیہ السلام کا عطا فرمودہ قرآن مجید ہے جو سرم جامہ کے قسم کے کاغذ پر لکھا گیا ہے یہ ایک کرامت ہے کہ اس کو آج تک کوئی کیڑہ وغیرہ نہیں لگا۔ سیاہ سیاہی سے بائے بسم اللہ سے والناس تک صحیح موجود ہے۔ قرآن مجید چند مرتبہ تیر دیں محرم جب مجلس عزا میں ظاہر کیا گیا تو ژالہ باری ہو جاتی ہے اس لئے صندوق میں محفوظ کیا گیا، صندوق میں اور بھی تبرکات ہیں، بقول الحاج سیّد محمد عباس صاحب حسینی قاری پاکستان سکنہ استرزئی پایاں یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور دیگر چھ رفقاء نے قرآن مجید کی زیارت کی اور بعض مقامات سے پڑھا حیرانی کی حد نہ رہی کہ عرصہ دراز کے بعد بھی کلام مجید صحیح و سالم ہے اور کسی جگہ کیڑہ وغیرہ نہیں لگا، بوسہ دے کر صندوق میں محفوظ کیا گیا، ان کے صلب سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے (۱) سیّد شاہ شرف بو علی قلندر مزار مقام پانی پت ضلع کرنال (۲) سیّد شاہ انور مزار مقام شلوزان علاقہ پارہ چنار کورم)

(۳) سید قاسم ملقب سید مہر الدین یا مہر اللہ مزار غزنی (کابل) میں ہے ان کی نسل پر برستان علاقہ کابل کے علاوہ نواح کوئٹہ میں بھی سادات حضرات آباد ہیں، افسوس ان حضرات کا نسب نامہ دستیاب نہیں ہو سکا، مولف)

(۱) سید شاہ شرف بو علی قلندر، بعد وفات پدر بزرگوار سلسلہ تبلیغ اسلام کورم سے دہلی پہنچے تمام عمر تبلیغ اسلام ومذہب حقہ میں گذری پانی پت وفات ہوئی، چنانچہ ان کا مزار پانی پت ضلع کرنال میں مرجع عالم ہے مشہور ترین زیارت گاہ ہے، بڑے بلند پایہ کے ولی گزرے ہیں ریاضت خوب کی ہے۔ فارسی میں بہترین شاعر ہیں، ان کی فارسی میں مثنوی اب تک موجود ہے مگر تمام شریعت کے مطابق خاص کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شان میں فرمایا ہے، بے مثال شاعر ہیں ؎ مثلاً

پیش واے تمام رندان ام | بو علی ام قلندری ام مستم

سگ دربان شبیر بز دانم ما | بندۂ مرتضیٰ علیؑ ہستم،

ان کی نسل سے سادات پاکستان کے علاوہ ہندوستان اور بیرون ممالک بھی ہیں ان کی نسل میں سید شاہ خلیل وسید شاہ اولیا وغیرہ صاحب کرامات بزرگ ہوئے ہیں ان کے صلب سے یک پسر سید افضل ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید شافی عرف سید طاہر (۲) سید شریف مورث سادات شامیو خیل ورائیان۔

(۲) سید شریف ان کے پسر سید ظہور شاہ ان کے پسر نظام الدین ان کے پسر حسام الدین ان کے پسر سید میراں ان کے پسر سید امجد ان کے پسر سید خلیل ان کے پسر محمود شاہ عرف سید احمد ان کے سید میر جعفر کا مزار شامیو خیل میں ہے ان کے دو پسر سید شاہ عرب و سید میر ہاشم ان کے پسر سید خلیل ان کے پسر سید اکبر شاہ ان کے پسر سید مدد حسین ان کے تین پسر گلاب حسین ذاکر حسین ہر دو لا ولد و سید فقیر حسین ان کے تین پسر سید سلطان حسین واصغر حسین و سید انور حسین ان کے چار پسر سید علی محسن وگل حسین وابن حسن وگلاب حسین ان کے پسر سید میر حسین!

اور سید شاہ عرب مذکور کے صلب سے یک پسر سید شاہ حسین ان کے پسر قاسم شاہ ان کے دو پسر سید غلام شاہ وقطب شاہ ان کے پسر سلطان شاہ ان کے پسر مومن شاہ ان کے پسر لطف علی شاہ ان کے پسر سید بخت علی شاہ ان کے پسر فقیر حسین ان کے دو پسر سید لال حسین شاہ وانور حسین ان کے چار پسر سید عبد اللہ لا ولد و سید کاظم حسین و نجات حسین ورضا حسین ان کے پسر نجم الحسن سید نجات حسین کے پسر سید شبیہ الحسن اور سید کاظم حسین کے دو پسر سید بشیر حسین و سید وجیہ الحسن۔

اور سید غلام شاہ مذکور کے یک پسر سید محمد شاہ ان کے پسر غلام رضا شاہ ان کے پسر میر احمد شاہ ان کے پسر سید طاہر شاہ کے تین پسر سید باقر شاہ و سید عسکر شاہ و سید افضل ان کے پسر حیدر حسن ان کے دو پسر سید حسین جان و سید شاہی ان کے تین پسر سید حیدر علی و سید محمد شفیع و سید جہد الحسین اُن کے تین پسر سید اخنف حسین و سید محمد عباس و سید افضل سید محمد شفیع کے یک پسر سید الطاف حسین اور سید حیدر علی کے دو پسر سید انوار حسین و سید طاہر حسین۔

اور سید حسین جان کے چار پسر سید جعفر و سید ذو الفقار علی مزاہد الحسن وعلی ابراہیم کے دو پسر سید شاہ حسین و شاہ انور اور

سیّد زاہد الحسن کے پسر سیّد رضا حسین اور سیّد ذوالفقار علی کے یک پسر سیّد شاہد حسین۔

سیّد عسکر شاہ مذکور کے صلب سے چھ پسر سیّد لطیف شاہ و محمد حنیف و محمد اصغر و ابو الحسن و غلام رضا و ظہور شاہ ان کے پسر غالب حسین کے دو پسر شاہ سیّد حسن و اعجاز الحسن اور غلام رضا کے پسر علی شاہ ان کے دو پسر گلفام حسین و سیّد محمد عزنین اور سیّد ابو الحسن کے تین پسر شفاعت علی شاہ و محمد بشیر و سیّد امین الحسن ان کے پسر سیّد حسن!

سیّد محمد اصغر کے چار پسر ہاشم رضا و عبد المنان و عبد المطلب و سیّد ابو طالب شاہ ان کے پسر طارق سعید رضا سیّد محمد حنیف کے دو پسر سیّد شاہ عرب و تجمل حسین ان کے پسر ابن علی اور سیّد شاہ عرب کے تین پسر شاہ اکبر جہان و بادشاہ حسین و شاہ ثقلین سیّد لطف شاہ کے دو پسر سید واجد حسین و مرزا حسن کے پانچ پسر زین العابدین و محمد عامر شاہ و فخر عالم و سراج الحسن و منہاج الحسن اور واجد حسین کے تین پسر سیّد محمد حسین و سید جاوید الحسن۔

سیّد باقر شاہ مذکور کے تین پسر سیّد جعفر شاہ و احمد حسین و محمد حنیف کے دو پسر محمد کاظم و جواد حسین کے پسر سیّد شاہ منیر سیّد محمد کاظم کے دو پسر شاہ حامد حسین و محمد کاظم اور سیّد احمد حسین کے پسر سلطان حسین ان کے تین پسر عنایت علی شاہ و احمد شاہ و سیّد حامد حسین ان کے دو پسر سیّد مجتبیٰ حسین و شاہ علمدار اور سیّد جعفر شاہ کے تین پسر سیّد میر محمد حسین و سلطان حسین و صادق علی شاہ ان کے دو پسر تراب شاہ و سیّد مہتاب شاہ اور سیّد سلطان حسین کے پانچ پسر سبط حسن و نذر حسین و مقبول حسین و محمد حسین و سیّد امتیاز علی شاہ۔

(۱) سیّد شافی عرف سیّد طاہر بن سیّد افضل ان کے صلب سے یک پسر سیّد نظام الدین ان کے یک پسر سیّد حسام الدین ان کے یک پسر سیّد میراں ان کے یک پسر سیّد امجد ان کے پسر شاہ خلیل آپ کا مزار امام بارہ خاد بہی کے متصل جانب جنوب ہے۔ سیّد شاہ خلیل کے تین پسر (۱) سیّد مرتضیٰ (۲) سیّد احمد (۳) سیّد میر شاہ زرین مورث سادات علی زئی واگرہ سیّد میر شاہ زریں کے صلب سے یک پسر سیّد قلندر علی ان کے پسر سیّد علی اکبر ان کے پسر سیّد شاہ تراب ان کے پسر سیّد میاں عرب شاہ ان کے پسر سیّد سلیم شاہ ان کے پسر سیّد شاہ منصور علی ان کے پسر سیّد حیات شاہ ان کے پسر سیّد عظمت شاہ ان کے پسر سیّد نوبت شاہ و سیّد حیات شاہ و سیّد محبت شاہ و سیّد زبر شاہ ان کے پسر سیّد صاحب شاہ ان کے پسر اکبر شاہ ان کے پسر سیّد محمد شاہ ان کے پسر سیّد نور شاہ گل ان کے پسر مسرت حسین ان کے پسر اکبر حسین ان کے پسر عرب حسین ان کے تین پسر شاہ گلوں و سیّد اکبر حسین و سیّد باقر حسین!

اور سیّد محبت شاہ مذکور کے پسر سیّد میر عرب شاہ ان کے پسر سیّد میر قباد شاہ ان کے دو پسر سیّد حسن و سیّد انور شاہ ان کے پسر سیّد علی نور ان کے پسر سیّد نور حسین ان کے پسر علی حسین اور سیّد حسن کے پسر سیّد نور شاہ گل ان کے دو پسر سیّد علی اکبر و سیّد شاہ اولیاء ان کے دو پسر محمد رضا و علی رضا اور سیّد علی اکبر کے دو پسر سیّد میر عبداللہ و سیّد محمد عبداللہ ان کے چار پسر سیّد محمد علی شاہ و محمد اصغر و محمد حنیف و محمد اکبر ان کے پسر اقبال حسین اور محمد حنیف کے پسر کمال علی شاہ اور سیّد محمد اصغر کے پسر سیّد شاہ تقی اور سیّد میر عبداللہ کے تین پسر سید شاہ و سیّد اکبر، سیّد اصغر ان کے تین پسر افضل حسین و سیّد شاہ و شبیر حسین اور سیّد اکبر کے دو پسر

سیّد ارشاد حسین و سیّد ریاض حسین!

سیّد شاہ کے تین پسر سیّد احمد شاہ و سیّد جعفر و سیّد مہدی شاہ ان کے دو پسر سیّد جمیل حسین و سیّد ابرار حسین (۲) سیّد احمد بن سیّد شاہ خلیل مورث سادات ہنگو، ابراہیم زئی بالا ولد ری خیل و میر ہاشم خیل و استنر زئی بالا۔ ان کے صلب سے یک پسر سیّد میر جعفر ان کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد عرب (۲) سیّد شاہ فضل ان کے پسر سیّد میر ہاشم ان کے پسر سیّد شاہ زمان ان کے پسر سیّد شاہ گلزار ان کے پسر شاہ دیدار ان کے پسر شاہ میر اللہ ان کے پسر محمد ہاشم ان کے دو پسر موسم شاہ و علی حسن ان کے پسر صاحب شاہ ان کے پسر مبارک شاہ ان کے پسر امیر شاہ کے چار پسر میر حیدر شاہ لاولد و محمد شاہ و علی شاہ گل و نزاب علی شاہ کے دو پسر میر شاہ و سیّد میر حسن سیّد علی شاہ گل کے چار پسر محمد شاہ و میر حیدر شاہ و قدوس الحسین و سیّد مبارک علی شاہ اور سیّد علی حسن بن سیّد محمد ہاشم کے تین پسر سیّد امام علی شاہ و سیّد صراط علی و میر حسن شاہ ان کا پسر سیّد ابو القاسم ان کے دو پسر مہدی حسین و محمد حسن ان کے دو پسر سیّد واعظ حسین و سیّد ابو القاسم، سیّد صراط علی کے دو پسر محمد ہاشم و شاہ زمان علی ان کے دو پسر ابو الحسن و سبط حسن ان کے پسر شاہ زمان علی ابو الحسن کے پسر سیّد ابن حسن اور سیّد محمد ہاشم کے دو پسر علی حسن لاولد و احمد حسین ان کے دو پسر سیّد صراط علی و سیّد سراج حسین ان کے دو پسر ناظر حسین و ابرار حسین اور سیّد امام علی شاہ مذکور کے دو پسر سیّد اصغر حسین و سیّد رضا حسین ان کا پسر سیّد جعفر حسین ان کا پسر شاہ گل ان کے دو پسر سیّد جعفر حسین و میر ہاشم گل اور اصغر حسین کا پسر نیاز حسین ان کے دو پسر عابد حسین و اصغر حسین ان کے دو پسر فیاض حسین و سجاد حسین اور عابد حسین کے دو پسر واحد حسین و نیاز حسین۔

(۱) سیّد عرب کے تین پسر (۱) سیّد نور اللہ عرف پیر شاہ طوطی (۲) سیّد شاہ اولیاء (۳) سیّد شاہ نبی ان کے پسر شاہ مدار ان کے پسر شاہ نامدار ان کے پسر سلیم شاہ ان کا پسر محمد حسین شاہ ان کا پسر گل حسین ان کا پسر غلام حسین لاولد

(۲) سیّد شاہ اولیاء ان کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد میر لحر (۲) سیّد شاہ نزاب ان کے دو پسر سیّد میاں نبات شاہ و سیّد باقی شاہ ان کا پسر محمد حسین ان کا پسر انور حسین ان کے دو پسر اکبر حسین و امام حسن ان کا پسر اصغر حسین ان کا پسر صادق حسین ان کے دو پسر شاہ امام و ذو الفقار علی، سیّد اکبر حسین کا پسر حیدر حسین ان کی دختر بی بی عرب جان اور سیّد نبات شاہ مذکور کے دو پسر سیّد قطب شاہ و سیّد غلام شاہ ان کا پسر حسن گل ان کا پسر حسن شاہ ان کا پسر مرزا شاہ ان کے دو پسر سیّد معصوم شاہ و سیّد میر قاسم شاہ ان کے چھ پسر افضل حسین شہید و سیّد شاہ حسن لاولد و اصغر جان و ضمیر حسین و سیّد محمد حسن و سیّد تعلہ جان ان کا پسر عقیل جان اور سیّد محمد حسن کے پانچ پسر مجتبیٰ حسین و شباب حسین و یوسف حسین و افضل حسین و ثنا بعث حسین ان کا پسر منہاج الحسن سیّد معصوم شاہ مذکور کے دو پسر گلاب شاہ و نور بادشاہ ان کے تین پسر محمد کاظم و محمد باقر و حمزہ حسین ان کا پسر جاوید حسین محمد کاظم کے پانچ پسر سیّد محمد اسرائیل و تجمل رضا و ناظم حسین و سیّد موسم شاہ و سیّد ریاض حسین۔

سیّد قطب شاہ ولد سیّد میاں نبات شاہ ان کا پسر شاہ امام اور ان کے دو پسر سیّد فضل شاہ و سیّد اکبر شاہ ان کے دو پسر سیّد مہدی جان سیّد میر جعفر ان کے جعفر لاولد اور سیّد مہدی جان کے پانچ پسر سیّد قاسم علی شاہ لاولد سیّد میر اکبر شاہ و منصب علی شاہ و حسین جان و سیّد علی حسین ان کے دو پسر سجاد حسین لاولد و سیّد حسن کے تین پسر محمد سبطین و محمد جعفر و ابن الحسن سیّد حسین جان کا پسر سلطان حسین

ان کے تین پسر حنیف جہاں و مہدی جان و نیابت شاہ ان کا پسر مظہر عباس و مہدی جان کا پسر حسین خان منصب علی شاہ کے تین پسر ضامن علی شاہ لاولد و قاسم علی شاہ و ابن علی شاہ ان کے تین پسر شہزادہ علی و بادشاہ علی و شہنشاہ علی سید میر اکبر شاہ کا پسر ظہور شاہ کے چار پسر اکبر جان و انور جان و شاہ علی حیدر و تاجدار حسین ان کے دو پسر رضا شاہ و ابن شاہ سید شاہ علی حیدر کے تین پسر سید کوثر علی شاہ و سید فرحت عباس و سید شاہ علی اصغر۔

سید فضل شاہ کا پسر عادل شاہ ان کے دو پسر سید جعفر علی شاہ و سید شاہ (شہید) ان کے دو پسر سید نبی گل و سیدان گل ان کا پسر حسین الاصغر لاولد۔

سید نبی گل کے دو پسر شاہ گل لاولد و میر فضل شاہ ان کے پانچ پسر زین العابدین و میر مرتضیٰ و حسین اصغر و علی اصغر و محمد یونس۔

سید جعفر علی شاہ کے دو پسر سلطان علی شاہ و حسین علی شاہ ان کا پسر قطب شاہ لاولد و سلطان علی شاہ کے پانچ پسر عادل شاہ و صراط علی شاہ و فردوس علی شاہ و گل حیدر شاہ و عادل شاہ عرف میاں جان ان کے چار پسر عالم شاہ و فدا حسین و آغا حسین و حسینی گل حیدر شاہ کے دو پسر شاہ تراب و شاہ اولیا ان کے دو پسر جعفر علی شاہ و میر آغا اور فردوس علی شاہ کے دو پسر اسد علی شاہ و سید واجد علی شاہ کے دو پسر سید امجد علی شاہ و سید واحد علی شاہ۔ اسد علی شاہ کے تین پسر افتخار علی شاہ و سلطان علی شاہ و وقار علی شاہ سید صراط علی شاہ کے چھ پسر سید ہاشم علی شاہ و میر عباس و اقبال حسین و سید رضا علی شاہ و سید شاہ علی و سیدین۔

(۱) سید میر بحر بن سید شاہ اولیا بن سید عرب مذکور مورث سادات ابراہیم زئی بالا ان کا پسر میر عالم شاہ ان کا پسر میر حمزہ ان کا پسر شاہ گل حسن ان کے دو پسر (۱) سید امیر شاہ (۲) سید کریم شاہ ان کے تین پسر گلاب حسین لاولد و سید محمد حسین و سید میر اصغران کے تین پسر شاہ حسین گل و سید حسین گل و سید اصغران کا پسر بلال حسین اور سید حسین گل کے تین پسر سید فخر عالم و سید ابوالحسن و سید امیر حسین اُن کے دو پسر سید کمال حسین و سید حاجی حسن اور سید محمد حسین کے چار پسر سید فدا حسین لاولد و حسین جان و سیدان گل و سید جعفر حسین ان کا پسر سردار حسین ان کا پسر محمد سبطین۔ سیدن گل کا پسر شاہ گل امام ان کے دو پسر اقبال حسین و ریاض حسین اور حسین جان کے چار پسر میر حسن و گل حسین و سید عباس ذوالفقار حسین ان کا پسر آفتاب حسین۔

(۱) سید امیر شاہ مذکور کے چار پسر شاہ زمان علی و امام علی شاہ و علی حسین و گل حسین ان کے تین پسر چراغ حسین و فضل حسین و زاہد حسین ان کے پانچ پسر نظام حسین و ابن الحسین و ابن الحسن و میر عبدالحسین و نجات حسین اور سید فضل حسین کا پسر تصدق حسین ان کے تین پسر مصدق حسین و تجاب دقو حسین و محمد حنیف ان کا پسر ابن علی اور علی حسین کے تین پسر رضا حسین لاولد و سید زاہد حسین و غلام عباس ان کے تین پسر میاں شاہ علی و واجد حسین و محمد کاظم ان کے دو پسر سید گلوں و سید اشرف حسین۔ سید امام علی شاہ کے دو پسر صورت علی شاہ و فردوس علی شاہ ان کا پسر ابوالحسن لاولد اور صورت علی شاہ کے چھ پسر سید عبدالعلم و مولوی سید حسین الاصغر نجفی و عبدالحسین و محمد حمزہ و حامد حسین و عبدالقاسم انکا پسر عبدالمطلب و حامد حسین کا پسر سید ضمیر الحسن محمد حمزہ کے تین پسر عبدالہاشم و عبدالعظیم و زکی الحسن اور سید عبدالحسین کے تین پسر یحییٰ حسین و مہدی حسین و عباس حسین سید شاہ زمان علی مذکور کے پانچ پسر سید جعفر لاولد و سید محمد جعفر و عشرت حسین و سید میر جعفر ذاکر حسین کے دو پسر سید حسین و محمد باقر ان کا پسر صابر حسین سید میر جعفر کے دو پسر شجاع حسین و شہسوار حسین کے چار پسر سردار حسین

وطاہر حسین وجواد حسین وشمیم حسین اور شجاع حسین کے تین پسر حنیف حسین وطاہر حسین وساجد حسین سید عشرت حسین کا پسر شاہ غلام حسین انکے تین پسر شاہ امیر حسین وسید حسین ومحمد ثقلین ان کا پسر یوسف حسین اور سید حسین کے تین پسر انیس الحسن ومحمد عباس وشبیر حسین سید شاہ امیر حسین کے سات پسر سید محمد حسین وجعفر حسین وسید شفاعت حسین ومشرف حسین ومقصود حسین وعزت حسین وسید کمال حسین (۱) سید نور تو اللہ عرف شاہ طوطی پیر بن سید عرب کا روضہ ہنگو شہر کے جانب شمال ایک وسیع قبرستان کے بیچوں بیچ بلندی پر واقع ہے ان کے صلب سے ایک پسر سید میاں شاہ علی ان کے تین پسر (۱) سید محمد شاہ (۲) سید معصوم شاہ (۳) سید میر شاہ گل ان کا پسر شاہ ستار ان کا پسر بنی غلام ان کا پسر سید ہاشم ان کے تین پسر سید غلام تقی لاولد سید محمد تقی وسید علی نقی ان کے پانچ پسر گلاب حسین وعامل حسین واسراف حسین ومحمد ہاشم ونقی شاہ ان کا پسر یعسوب الحسن سید محمد ہاشم کے دو پسر رکن الحسن وابن الحسن اور سید محمد تقی کے آٹھ پسر عابد حسین ومیر بادشاہ ونظام حسین وسردار حسین وسبط الحسن وعرب حسین وکفایت حسین ان کے پانچ پسر کوثر حسین وشوکت حسین وسجاد حسین واختر حسین وارشاد حسین اور عرب حسین سات پسر کرار حسین وامتیاز حسین ویوسف حسین وزاہد حسین وآفتاب حسین وشاہد حسین واشفاق حسین

(۴) سید معصوم شاہ مذکور ان کا پسر سید علی رضا ان کے دو پسر باقر جان ومحمد گل ان کا پسر باطن شاہ ان کا پسر میر محمد شاہ ان کے چار پسر سید میر حسن لاولد وامام علیشاہ وقاسم گل ومحمد رضا ان کا پسر محمد گل لاولد اور سید قاسم گل کے چار پسر دیدار حسین وباطن شاہ وامام شاہ میر آغا حسین ان کے تین پسر صغیر حسین ومرتضیٰ حسین وابوالحسن وامام علی شاہ کے دو پسر سید میر مصطفےٰ ومشرف حسین ان کے دو پسر احمد حسین لاولد وحجاز حسین ان کا پسر امجد حسین اور سید میر مصطفےٰ کے دو پسر محمد اصغر وذاکر حسین ان کے دو پسر سید حسین وابن الحسین سید محمد اصغر کے چار پسر سید محمد عیلی وریاض حسین وسید میر مصطفےٰ وسید نفیس الحسین۔ اور سید باقر جان کا پسر سید علی رضا ان کے دو پسر محسن رضا وقاسم رضا کے تین پسر انیس الحسن وعلی رضا وسید حسنین ان کا پسر وصی الحسنین۔ سید علی رضا کے تین پسر محمد رضا وجعفر رضا واظہار الحسن اور سید انیس الحسین کے تین پسر سید بشارت حسین وسجاد الحسنین وحیات الحسنین اور سید محسن رضا کے پانچ پسر حسین رضا ومیاں شاہ علی وشاہ خلیل ومیاں احمد شاہ وذوالفقار علی شاہ کے دو پسر سعادت علی شاہ وفخر عالم ومیاں احمد شاہ کے دو پسر جاوید حسین ومجاہد حسین اور شاہ جلیل کے میاں عالم شاہ وعلی الرضا اور میاں شاہ علی کے پانچ پسر باقر علی شاہ وابوالحسن ومظہر الحسن وقاسم جان ومسرت حسین اور حسین رضا کے چھ پسر عبدالرضا واقبال حسین وامیر شاہ گل اور سید ساجدین وشاہ گل امام وحسن مجتبیٰ،

(۱) سید محمد شاہ مذکور کے دو پسر سید شاہ اسماعیل وسید شاہ رضا ان کے دو پسر سید میران وحسن رضا ان کے تین پسر (۱) سید افضل (۲) سید معصوم (۳) بھل شاہ ان کا پسر سید اکبر ان کا پسر عاشق حسین ان کے چھ پسر شاہ نبی وعیادت حسین ومشتاق حسین ونور علی وغالب حسین ولیاقت علی شاہ۔

سید محمد شاہ

شاہ اسماعیل | سید شاہ رضا

سید میران | سید حسن رضا

(۴) سید معصوم کے یک پسر قدم حسین ان کے دو پسر عنایت حسین و حضرت علی شاہ ان کا پسر عنایت علیشاہ اور سید عنایت حسین کے چھ پسر سید محمد مصطفیٰ و سید شاہ حسین و علی اکبر شاہ و بادشاہ حسین و داور حسین و تصدق حسین و مظفر حسین و معصوم رضا اور (۵) سید افضل کے تین پسر علیم شاہ و غلام حسین و سید شاہی ان کا پسر سید گلاب شاہ سید غلام حسین کے چار پسر طالب حسین لاولد و حسن رضا و طالب حسن و طالب علی شاہ کے تین پسر ابوطالب و سید امجد علی شاہ و سید طاہر حسین و سید طالب حسن کے پانچ پسر ریاض الحسن و آفتاب الحسن و مہتاب الحسن و سید قلب حسن و سید سجاد حیدر اور سید حسن رضا کا پسر محمد رضا ان کے تین پسر علمدار حسین و غلام حسین و ولایت حسین، سید علیم شاہ کے تین پسر سید علیشاہ لاولد فضل علیشاہ و سید احسام ان کے پانچ پسر سید حاجی حسین و جعفر حسین و اصغر حسین و عباس علی شاہ و سید محمد عالم ان کا پسر سید موسیٰ الرضا اور سید عباس علی شاہ کے دو پسر کلب عباس و منظر عباس اور سید فضل علی شاہ کے تین پسر سید افضل و سید محمد حنیف و سید عباس ان کا پسر علیشاہ اور محمد حنیف کے دو پسر میر حسن گل و شاہ حسن اور سید افضل کے چار پسر رجب الحسن، وحید الحسن و شاہ افضل و ریاست علی شاہ اور سید شاہ رضا بن سید محمد شاہ ان کا روضہ ضلع کوہاٹ کے قابل دید چشمہ خواجہ خضر کے جانب غرب توئے (نہر) کے کنارے واقع ہے جہاں عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا ہے ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ میران ان کا مزار بھی اپنے والد ماجد سید شاہ رضا کے روضہ کے ملحق ہے اور اسی جگہ ان کے فرزند سید گلوں کا مزار بھی ہے یہ بزرگ شاعر اہلبیت تھے جن کے قصائد نوحہ جات و رباعیاں بالخصوص ایام محرم مجالس میں پڑھے جاتے ہیں۔ نیک صالح و متقی و پرہیزگار بزرگ گزرے ہیں۔ ان سید شاہ میران کے صلب سے چار پسر سید نور علی لاولد و سید شاہ گلون مذکور و سید حسین جان و سید میر عبداللہ شاہ و دختر بی بی ہاجرہ زوجہ سید شاہی بن سید افضل عابدہ و زاہدہ و ذاکرہ خاتون تھیں سید حسین جان المعروف سید میاں کا مزار، استرزئی بالا میں، برلب جرنیلی سڑک واقع ہے ان کے صلب سے تین پسر میر حسن گل لاولد و سید ذاکر حسین و سید احمد شاہ ان کے پسر سید شہسوار حسین اور سید ذاکر حسین ان کے دو پسر سید میر عرب و سید شاہ علی انکے دو پسر سید حسین جان و سید امتیاز علی شاہ اور سید میر عبداللہ شاہ کے دو پسر سردار حسین و محمد شاہ ان کا پسر سید طالب حسین ان کے تین پسر سید گلاب حسین و شاہ نیاز و میر سیدان کے دو پسر سید حسن و مرتضیٰ حسین اور سید شاہ سید کے دو پسر سید میر عبداللہ شاہ و سید شاہ رضا، سید شاہ اسماعیل بن سید محمد شاہ ان کا مزار شاہ طوطی پیر کے روضہ ہنگو شہر کے ملحق ہے ان کے صلب سے یک پسر سید نور شاہ ان کا پسر نصیر شاہ ان کے تین پسر سید محمد اسمٰعیل و سید شاہ حسین و سید شاہ سلطان ان کے دو پسر یعقوب حسین و ایوب حسین سید شاہ حسین کے دو پسر سید عالم حسین و سجاد حسین ان کا پسر ریاض علی شاہ اور سید محمد اسمٰعیل کے چار پسر علی اشرف لاولد و محمد ابراہیم شاہ و شبیر حسین و فضل حسین کے دو پسر محمد عباس و شاہ علمدار اور شبیر حسین کے چار پسر سید شبیہ الحسن و ظفر حسن و ہادی اختر و افتخار حسین سید محمد ابراہیم شاہ کا پسر سید طاہر حسن ان کے دو پسر سید محمد حسن و سید جعفر حسن۔

چشمہ خاویزی سید مرتضیٰ کی کرامات کا زندہ ثبوت ہے اور وہاں ہی مدفون ہیں۔ (۱) سید مرتضیٰ بن سید شاہ خلیل کے دو پسر (۱) سید ابراہیم (۲) سید میر کبیر سادات میاں علاقہ کورم ایجنسی و بنگش (۲) سید میر کبیر ان کا پسر سید میر عقل ان کا پسر سید بادشاہ ان کا پسر میر انور شاہ ان کا پسر میر مددشاہ کے چھ پسر (۱) علی شاہ لاولد (۲) سید شاہ احمد (سلطان کورم) (۳) سید شاہ حسن (علاقہ کورم) (۴) سید محمود جان (۵) سید میر محمد حسن۔ (۶) سید شاہ حسین ان کے تین پسر سید انور حسین و سید آغا حسین (باغاکئے کورم) سید جعفر حسین کے دو پسر سید محمد رضا و سید شاہ رضا گل. (۵) سید میر محمد حسن کے دو پسر سید محمد تقی و سید علی نقی (علاقہ کورم) ان کے تین پسر سید نور حسن جان لاولد و سید حسین جان و سید صاحب حسن

ان کے دو پسر میاں اکبر جان و سید نائب حسین اور سید حسین جان کا پسر یعقوب جان ان کے دو پسر محمد حسین و عقیق حسین سید محمد تقی کے دو پسر سید نصیر الدین شاہ و سید فخر الدین شاہ کے سات پسر سید اصغر شاہ و ابوالحسن و انور حسین و سیدن علی شاہ سراج دین شاہ و ابوالحسین و سید حجاب حسین ان کے پسر احمد حسین اور سید ابوالحسین کے دو پسر محمد حسین و سید محمد سبطین اور سید سراج دین شاہ کے دو پسر منہاج الدین شاہ و نظام الدین شاہ اور سیدن علی شاہ کے تین پسر مصباح الدین شاہ و اسلام الدین شاہ و فضائل الدین شاہ اور سید نصیر الدین شاہ کے چار پسر سید قیام الدین شاہ و سید امام الدین شاہ و سید میر ابوالقاسم (رنگسلہ کورم) و علیم الدین شاہ ان کا ایک پسر سید قیام الدین اور سید میر ابوالقاسم (رنگیلہ کورم) کے دو پسر سید قاب دو قوسین و سید محمد کونین ان کے چار پسر جلال الدین شاہ و امام الدین شاہ و سید محمد کونین و آفتاب الدین شاہ اور قاب قوسین کے دو پسر ابن علی و ابن حسن۔

(۴) سید محمود جان ولد سید میر مدد شاہ کے نو پسر سید میر اصغر لاولد و سید میر ہاشم و سید میر اکبر جان و سید علی عسکر و سید امام شاہ (شکر مرہ کورم) و سید نصراب شاہ (جالندھر کورم) و سید ظہور جان و سید میر عسکر و سید میر مرتضیٰ (مدفون امام ہشتم شہید) ان کے صلب سے یک پسر سید علی شاہ ان کے دو پسر سید ضامن حسین لاولد و سید ضامن جان ان کے چار پسر سید احمد جان و سید وصی گل و منصب پناہ و۔

سید میر عسکر ان کے پسر سید بادشاہ حسین ان کے چار پسر سید عبدالعباس و سید فضل عباس و افضل عباس و میر مدد الحسن۔

سید ظہور جان کے دو پسر سید ایوب جان و سید افضل جان ان کے چھ پسر سید امیر جان و سید لال۔ و سید افضل حسین و سید اقبال حسین و سید فضل حسین اور سید ایوب جان کے پانچ پسر سید میر حسین جان و محمد امیر جان سید حسن جان و حسین سید و سید حضرت جان و سید ضمیر اور حسین سید کے دو پسر ضامن سید و جلیل سید۔

سید نصراب شاہ (جالندھر کورم) ان کے صلب سے چھ پسر سید محمد عسکر و نور محمد شاہ و محمد علی شاہ ہر سہ پسر لاولد و سید محمد اصغر و سید علی بادشاہ و سید محمد قاسم ان کے تین پسر سید تجمل حسین و سید ابن قاسم و سید علی بادشاہ کے دو پسر سید محمد بادشاہ لاولد سید ابن بادشاہ ان کا پسر

سید محمد اصغر کے تین پسر سید عبدالقاسم و سید حسین و سید اصغر ان کا پسر سبط حسن و سید حسین کے دو پسر فرزند علی شاہ و سید حسن و عبدالقاسم کے دو پسر سید الطاف حسین و سید زاہد حسین اور سید امام شاہ (شکر ورہ کورم) ان کے تین پسر سید میر حسن خان لاولد و سید حیدر حسن ان کے پسر کبن حسین ان کے پسر سید مجاہد حسین۔

و سید علی عسکر ان کے چار پسر سید ابوالقاسم و سید محمد قاسم و سید امین جان و سردار حسین ان کے دو پسر کامل حسین و آفتاب حسین۔

سید امین جان کے دو پسر سید نور حسین جان و سید علیم جان ان کے دو پسر سید ابراہیم و سید محمد ابراہیم۔

سید محمد قاسم کے چار پسر سید محمد حسین و بہار حسین و امیر حسین و ابوالحسن ان کے پسر سید زین الحسن اور امیر حسین کے پسر منہاج الحسن اور سید میر اکبر جان کے تین پسر شاہ سید و میر سید و اکبر جان کے دو پسر سیدن ہمان و حسین جان ان کے تین پسر ارباب سید و سردار سید و مقبول سید

میر سیّد کے تین پسر سیّد عالم شاہ نور سیّد و جمال سیدان ان کا پسر سجاد سیّد اور شاہ سیّد کے چار پسر سیّد بادشاہ و خیال سیّد و کمال سیّد و لال سیّد ان کے تین پسر جلال سیّد و معین سیّد و مقبول سیّد اور کمال سیّد کے چار پسر بادشاہ جان و سیّد اکبر کامران سید و مرسل سیّد اور سیّد میر ہاشم کے تین پسر سیّد شیر علی شاہ و سیّد گل بادشاہ و سیّد میر قاسم کے دو پسر سیّد شاہ ابوالحسن و سیّد علیا جان ان کے پسر امین حسین اور سیّد شاہ ابوالحسن کے پسر میر ابوالحسن ان کے دو پسر سیّد میر اجمل و نور سیّد اور سیّد گل بادشاہ کے دو پسر سیّد خادم عباس و سیّد محمد عباس و نعیم سیّد۔

(۱) سیّد ابراہیم بن سیّد مرتضٰی کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد شاہ اولیا شیر خور (۲) سیّد حیدر شاہ (۳) سیّد میر رحم علی ان کے صلب سے یک پسر سیّد شاہ کمال مورث سادات علی زئی۔

سیّد شاہ کمال کے پسر سیّد میر محمود شاہ ان کا پسر سیّد شاہ اسد اللہ ان کا پسر میر خلیل ان کے تین پسر سیّد محمد حسین و سیّد میر غزن و سیّد ابراہیم شاہ ان کا پسر سیّد مرید شاہ ان کا پسر میر کمال شاہ ان کا پسر میر ابراہیم ان کا پسر میر عدل نبی ان کا پسر میر مرتضٰی ان کا پسر گلاب حسین ان کے دو پسر سیّد طور علی شاہ گل ان کا پسر حشمت حسین ان کے دو پسر میر حسین و میر حسین شاہ اور سیّد میر غزن کے دو پسر سیّد علی صفدر و سیّد علی صفدر ان کا پسر تواب شاہ ان کا پسر رزمی شاہ ان کے دو پسر امیر شاہ و نواب شاہ گل ان کا پسر سیّد علی شاہ اور سیّد امیر شاہ کا پسر نادعلیشاہ ان کا پسر المعروف غلام نبی اور سیّد محمد حسین مذکور کا پسر سیّد شاہ سوار ان کا پسر سیّد جلال ان کے تین پسر سیّد محمد حیدر حسین و سیّد حیدر حسین و سیّد معین ان کے تین پسر مدد حسین ان کے دو پسر علی حسین و علیم حسین۔

سیّد حیدر حسین کے دو پسر کمال حسین و اختر حسین ان کا پسر شاہ جہاں حسین ان کے دو پسر سیّد سلطان و سیّد گل حسین کے دو پسر سیّد عابد حسین و سیّد نصیر حسین ان کے دو پسر شاہ گل حسین و خادم حسین اور سیّد سلطان حسین کے چار پسر سیّد رضا حسین و سیّد شرف حسین و شاہ گل امام و سیّد محمد حنیف ان کا پسر بادشاہ اور شاہ گل امام کے دو پسر فرحت حسین و افتخار حسین اور مشرف حسین کے دو پسر شمیم حسین اور سیّد رضا حسین کے تین پسر سیّد حشمت حسین و سیّد شفقت حسین و سیّد محمد حسین۔

(۲) سیّد حیدر شاہ بن سیّد ابراہیم مذکور ان کا پسر شاہ نبی مورث سادات استرزئی بالا ان کا پسر سیّد علی شاہ ان کا پسر سیّد محمد علی شاہ ان کا پسر سیّد علی شاہ ان کا پسر حسن شاہ ان کا پسر سیّد کامل شاہ ان کے چار پسر سیّد لال بادشاہ لاولد و سیّد فضل حسین و سیّد ظہور شاہ و سیّد غلام شاہ ان کے پانچ پسر سیّد محمود شاہ و سیّد علی شاہ و سیّد علیم شاہ و سیّد حسن و سیّد حسین اور سیّد ظہور شاہ کے چار پسر ریاض حسین لاولد و سیّد قرین حسین و لال بادشاہ و امجد حسین اور فضل حسین کے پانچ پسر سیّد جمیل حسین و خلیل حسین و اقبال حسین و مشتاق حسین و سیّد نظام حسین ان کے دو پسر سیّد طاہر حسین و سیّد محمد طاہر شاہ۔

سیّد ابراہیم، مقام استرزئی پایاں کے جانب شمال پہاڑ میں مشہور چشمہ ان ہی کی کرامات کا نتیجہ ہے اور وہیں ہی مدفون ہیں۔

(۱) سیّد ابراہیم بن سیّد مرتضٰی مذکور ان کے پسر سیّد شاہ کا مزار نور مظلوم تالاب استرزئی کے جانب شمال برلب کچی سڑک واقع ہے۔ سیّد شاہ اولیا شیر خور ان کے صلب سے یک پسر سیّد میر شاہ بار قلندر ان کے صلب سے یک پسر سیّد میر شاہ اولیاء

کا مزار مقام خاویزی ضلع کوہاٹ میں ہے۔

سیّد میر شاہ اولیاء کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سیّد میر تقی (۲) سیّد میر شاہ طالب (۳) سیّد میر کاظم (۴) سیّد میر اشرف (۵) سیّد میر ہدایت شاہ مورث سادات خاویزی ان کے صلب سے یک پسر سیّد میر ابوالحسن ان کا پسر سیّد میر عطائی شاہ ان کا پسر سیّد ابوالقاسم ان کا پسر سیّد مو امن شاہ ان کا پسر سیّد مرتضیٰ ان کے صلب سے تین پسر سیّد حسن رضا لاولد و سیّد معصوم شاہ و سیّد غلام مرتضیٰ ان کا پسر سیّد خادم حسین ان کے تین پسر سیّد بشیر حسین و سیّد حسن رضا و سیّد تجمل حسین ان کا پسر سیّد محمد اکبر سیّد بشیر حسین کے تین پسر سیّد ابن الحسن و سیّد تطہیر حسین و سیّد شاہ عباس۔ اور سیّد احسن رضا کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سیّد تاجدار حسین و سیّد شاہ گلوں اور سیّد معصوم شاہ کے دو پسر سیّد علی شاہ و سیّد چراغ حسین ان کے دو پسر شاہ سیّد حسن و سیّد عابد حسین ان کے تین پسر سیّد محمد ثقلین و سیّد گلاب حسین و سیّد عارف حسین ان کے دو پسر سیّد محمد حسنین و سیّد بن، سیّد علی شاہ کے چار پسر سیّد مہتاب حسین و سیّد سردار حسین و سیّد عطار حسین و سیّد علی شاہ گل ان کا پسر علی محسن۔

سیّد عطار حسین کا پسر اقبال حسین و سیّد سردار حسین کا پسر افتخار حسین اور سیّد مہتاب حسین کے چار پسر آفتاب حسین و ارشاد حسین و آصف حسین و شاہ گل۔

(۴) سیّد میر اشرف مورث سادات خاویزی ان کے صلب سے یک پسر شرف کا پسر سیّد محمد جعفر ان کے دو پسر سیّد گل حسین و سیّد قدم حسین ان کے پسر سیّد زاہد حسین اور سیّد گل حسین کے تین پسر سیّد مشرب حسین و سیّد کرم و سیّد نصیر حسین ان کا پسر سیّد رضا حسین ان کا پسر سیّد شاہ جہاں حسین ان کا پسر سیّد محمد حسین لاولد۔

سیّد کرم حسین کے پسر سیّد نور بادشاہ حسین و سیّد زیدان حسین و سیّد لال دین حسین و سیّد حیدر حسین ان کا پسر سیّد اصغر ان کا پسر سیّد واحد حسین لاولد اور سیّد لال دین حسین کے سات پسر نور حسین و سیّد افضل حسین ہر دو لاولد۔

سیّد گلفت حسین و سیّد ذاکر حسین و سیّد لال جان و سیّد اصغر حسین و سیّد گل حسین ان کا پسر سیّد ثقلین اور سیّد اصغر حسین کا پسر رضا حسین سیّد زیدان حسین کے تین پسر سیّد اشرف و سیّد گلوں ہر دو لاولد و سیّد اورنگ علی شاہ ان کے دو پسر سیّد نیاز حسین و سیّد عدیم جان ان کے دو پسر سیّد شرف حسین و سیّد شاہ جہاں حسین ان کا پسر سیّد سخاوت حسین۔

سیّد نیاز حسین کے چار پسر سیّد میر شاہ حسین و سیّد عباس جان و سیّد اشرف حسین و سیّد اسرار حسین،

سیّد مشرب حسین ان کا پسر سیّد میر نبی حسین ان کے تین پسر سیّد سلطان حسین لاولد و سیّد قادر حسین و سیّد علی بادشاہ ان کے تین پسر سیّد نور محمد شاہ و سیّد انور امام شاہ و سیّد میر عالم شاہ ان کا پسر سیّد محمد شعیب! اور سیّد قادر حسین کا پسر سیّد فضل حسین ان کا پسر سیّد بادشاہ حسین ان کے دو پسر سیّد الیاس حسین و سیّد طاہر حسین۔

(۳) سیّد میر کاظم بن سیّد میر شاہ اولیاء مورث سادات سپینہ وڑہی و بپینہ وڑہی ضلع کوہاٹ سیّد میر کاظم کے صلب سے یک پسر سیّد میر حسن ان کا پسر سیّد علی اصغر ان کا پسر سیّد علی اکبر ان کے تین پسر سیّد غلام و سیّد زکی ہر دو پسر لاولد و سیّد فقیر حسین ان کا پسر سیّد اصغر حسین۔

ان کے چار پسر سید اکبر حسین و سید سلطان حسین و سید علی حسن و سید انور حسین ان کا پسر سید اقبال حسین لاولد و سید علی حسین کے پسر سید جعفر حسین ان کا پسر سید مقبول حسین ان کا پسر سید محمد حسنین اور سید سلطان حسین سید نذر حسین و سید اسرار حسین و سید حبیب حسین ان کا پسر سید محمد اصغر۔

سید اسرار حسین کے دو پسر سید علمدار حسین و سید باقر حسین اور سید نذر حسین کے دو پسر سید سلطان حسین و سید قیصر عباس اور سید اکبر حسین کے تین پسر سید گلاب حسین و سید فضل حسین و سید اشرف حسین ان کا ایک پسر سید شبیر حسین اور سید فضل حسین کا ایک پسر سید اکبر حسین۔ اور سید گلاب حسین کے تین پسر سید مرتضیٰ و سید شباب حسین و سید ارشاد حسین سید شباب حسین کا پسر سید محمد عباس اور سید ارشاد حسین کا پسر سید محمد۔

(۲) سید میر شاہ طالب بن سید میر شاہ اولیاء مورث سادات پلینہ وڑمی مذکور ان کے صلب سے یک پسر سید میر کاظم ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید عبدالقاسم ان کا پسر سید علی شاہ ان کا پسر سید محمد اکبر شاہ ان کا پسر سید قاسم شاہ ان کے صلب سے نو پسر سید اکبر حسین لاولد و سید محمد حسین و محمد حنیف سید سلطان حسین و سید شاہ امام گل و سید شاہ گل امام و سید محمد افضل و سید شاہ گل حسین و سید سردار حسین ان کا پسر سید تسلیم حسین ان کے دو پسر سید اعجاز حسین و سید ابن حسن اور شاہ گل حسین کا پسر شاہ ابوالحسن اور سید محمد افضل کے تین پسر سید محمد خلیل و سید علی ابراہیم و سید ابن جان اور سید شاہ گل امام کے دو پسر سید شاہ حسن و میر سید حسن کے دو پسر عرب شاہ و سید محمد اکبر اور سید شاہ حسن کے پسر سید میر شاہ رضا۔ اور سید شاہ امام گل کے چار پسر سید میر شاہ ضیار گل و سید محمد جمیل و سید محمد قاسم و سید میر امام گل کے دو پسر شاہ حسن و ابن حسن۔

سید محمد قاسم کے چار پسر سید ایاد حسین واکبر حسین و سید نور حسین و سید علم حسین۔

اور سید سلطان حسین کے دو پسر سید محمد حسن و سید ظہور شاہ ان کے دو پسر سید ابن علی و سید شباب حسین۔

سید محمد حنیف مذکور کے پانچ پسر سید شاہ افضل و سید عالم جان و سید زوار حسین و سید میر شاہ حسین و سید نجم الحسن ان کا پسر سید فخر عالم اور سید میر شاہ حسین کا پسر سید دلبر حسین اور سید زوار حسین کے دو پسر سید طاہر حسین و نومولود۔

سید عالم دین کے چار پسر سید نجم الحسن و سید نجات حسین و سید محمد سبطین و سید محمد باقر۔

اور سید محمد حسین کے دو پسر سید اکبر جان و سید فدا حسین جان ان کے پانچ پسر سید محمد مجتبیٰ و محمد شفا و محمد لقا و محمد ضیا و گل و سید میر عرب شاہ ان کا پسر سید شاہ عباس اور سید اکبر جان کے پانچ پسر سید محمد نوید او عبداللہ جان و عرب حسین و شجاع گل وابراہیم ان کا پسر عبدالعباس۔

(۳) سید میر نقی بن سید میر شاہ اولیاء مزار خاویزی (سادات استر زئی پایاں) ان کے صلب سے یک پسر سید حسن شاہ ان کا پسر سید میر گلاب شاہ ان کا پسر سید سلطان حسین ان کا پسر سید علی حسین مدفن مقام استر زئی پایاں ضلع کوہاٹ ان کے صلب سے دو پسر سید میر حسین و میر سید جان ان کے تین پسر سید میر جعفر و سید سلطان حسین و سید حسین علی اور سید میر جعفر کے صلب سے چھ پسران پیدا

ہوئے سید سردار حسین وسید رضا حسین وسید علی حسین وسید حسین اصغر وسید علی حسین والحاج سید جعفر حسین۔
الحاج سید جعفر حسین پشتو زبان کے شاعر اور مورخ ومولف بھی مثلاً تاریخ بنگش وکورم وتیرہ وخیرال ان کے صلب سے پانچ پسر ادریس الحسن وسید قدوس الحسن وسید میر کاظم شاہ وسید الیاس حسین وسید انیس الحسن ان کے ہنوز دو پسر سید نفیس الحسن وسید انیس الحسن اور سید الیاس کے ہنوز دو پسر سید تصور الیاس وسید ظفر الیاس اور سید کاظم شاہ کے تین پسر میر مصدق حسین شاہ وتصدق شاہ وصادق شاہ۔ سید میر حسین ولد سید علی حسین مذکور کے صلب سے چار پسر سید قیصر حسین لاولد وسید اصغر حسین وسید نور بادشاہ وسید اکبر حسین ان کے سید گلاب حسین اور سید نور بادشاہ کے دو پسر سید گل حسین وسید حسین اور سید اصغر حسین کے تین پسر سید فضل حسین وسید افضل حسین وسید میر حیدر حسین۔

(۲) سید شاہ انور بن سید ابوالحسن ملقب فخر عالم

ان بزرگ کا مزار شہر پارہ چنار کے نواح مقام شلوزان، کوہ سفید کے دامن بہتے چشموں اور سرسبز شاداب باغوں میں ہے۔

صاحب کرامات بزرگ ہیں ان کے نسل سے کورم، بنگش کوہاٹ تیراہ مختلف مقامات سادات حسینی آباد ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء ان کی ذریت سے ہیں۔

سید شاہ انور کے صلب سے یک پسر سید شاہ طیب ان کا پسر سید شاہ طاہر ان کا پسر سید شاہ ضیاء الدین ان کا پسر سید افتخار ان کا پسر سید شاہ افضل ان کا پسر سید شاہ غیاث الدین ان کا پسر سید شمس الدین مزار شلوزان مذکور ان کا پسر سید رکن الدین مزار شلوزان ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید میر کلان مزار صحرا قباد شاہ خیل
(۲) سید کریم داد ان کا مزار کچی میں ہے ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد (۲) سید میر حبیب ان دونوں باپ بیٹوں کے مزارات میر اصغر میلہ کچی چشمہ کے کنارے ہیں۔ چشمہ میر حبیب وسید کریم داد کے دعا کے اثر سے خداوند کریم نے جاری فرمایا ہے سردی وگرمی میں تو مخصوص اطراف سے لوگ زیارت کو آتے جاتے ہیں نذرانے میں بکرے، دنبہ گائے ذبح ہوتے ہیں پاکستان بھر میں یہ چشمہ قابل دید ہے زائرین وسیاح غسل کرتے ہیں۔ چشمہ کے متعلقہ باغوں کا میوہ زائرین وسیاحوں کے مباح ہے اس چشمہ سے چھ دیہات سیراب ہوتے ہیں۔ صوبہ سرحد کے گورنر اور دیگر اعلیٰ حکام بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔ ان زیارات پر باقاعدہ مجاور ہیں مگر یہ پابند شریعت ہیں۔

سید کریم داد	
سید محمد	سید میر حبیب

(۲) سید میر حبیب کے صلب سے یک پسر سید میر قاسم ملقب اش مست تاجدار۔ ان کا مزار کلاسیہ اورک زئی ومانی خیل

قبائل تیراہ میں ہے، مزار مبارک بڑے عالیشان باغ میں ہے روضہ کے ساتھ مسجد اور مسافر خانہ وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ ساتھ ہی چشمہ اور ایک مشہور سرد وشیریں پانی کا توئے (نہر) ہے یہ پانی پشاور کے باڑہ علاقہ کو سیراب کرنے میں مشہور ہے آپ کے اسم گرامی پہ کورم، ابراہیم زئی میں مشہور باغ ہے۔ ان کے باغ ہنگو، تیراہ قبائلی علاقہ کے علاوہ مختلف مقامات پر ہیں جو لاکھ ہا روپیہ کی ملکیت ہے۔ مست اس لئے مشہور ہیں کہ انہوں نے ریاضتیں کر کے بہت سے مقامات پہ کرامات کئے ہیں۔ اور تاجدار اس لئے مشہور ہیں انکے سر کا تاج بطور تبرک محفوظ ہے، ابراہیم زئی سادات کے پاس ان بزرگوار سے کالی سیاہی سے لکھا ہوا بدستخط خود وصیت نامہ ہے جس سے ان کے اعلم العلماء ہونے کے علاوہ جلالت وحقیقت روشن ہے۔ صاحب کرامات اور مقدس بزرگ ہیں سُنّی، شیعہ حضرات ان کے معتقد ہیں۔ ان بزرگ کی نسل (پارہ چنار کورم) ہنگش کوہاٹ اور قبائلی علاقہ تیراہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے صلب سے چھ پسر پیدا ہوئے (۱) سید پیر اقبہ (۲) سید میاں دوست (۳) سید شاہ ناصر (۴) سید شاہ اباذر (۵) سید شاہ تسنیم تحریدی (۶) سید شاہ اصغر کا مدفن ہنگو میں ہے ان کے صلب سے یک پسر مورث سادات شاہ الماس خیل واسترزئی ماہان سید شاہ الماس ان کا مزار ضلع کوہاٹ۔ کے شہر ہنگو کے پہاڑ پر ہے، بلا تفریق مذہب ان کو ولی اللہ صاحب کرامات مانتے ہیں پہاڑ پر چشمہ بھی ہے مشہور ہے ان کا جنازہ لے جاتے وقت ایک درخت پلو دیکھ، جنازہ کے ساتھ روانہ ہوا، جواب تک پہاڑی پر موجود ہے اکثر روز جمعہ اس مزار پر عقیدتمند بکرے وغیرہ نذرانہ میں ذبح کرتے ہیں۔ زیارت پر مدام آمد ورفت رہتی ہے۔ دیگر مذاہب کے لوگ بھی ان کو مانتے ہیں۔ علاقہ بنگش کے بکثرت سادات انہیں کی اولاد سے ہیں اس زمانہ سے سادات کو بطور نذرانہ یا مدد معاش ہر ایک سادات بستی میں اراضیات ملی ہیں ان زمینوں کو سیری کہتے ہیں۔ اسی خاندان کا ایک گوہر نایاب "سید شاہ اباذر کا مزار بھی شہر ہنگو میں ہے صاحب کرامات بزرگ ہیں غرض بزرگوں کے اس جگہ کافی مزار ہیں بہر بزرگ سید شاہ الماس کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید شاہ نصر (۲) سید شاہ امام ان کے صلب سے یک پسر سید میاں شاہ ان کے پسر باقر شاہ ان کے دو پسر سید امیر شاہ و سید صاحب شاہ ان کے پسر شاہ امیر اللہ ان کے پسر قاسم شاہ ان کے دو پسر سید مہدی شاہ و سید میر حسن شاہ ان کے دو پسر اکبر شاہ و سید گل حسین ان کے پسر نیاز حسین ؎۔ بقیہ ۲۰ پر

سید میر حسن شاہ مذکور
- گل حسین
- سید اکبر شاہ
  - حسین اصغر
  - نقی شاہ
  - پھول بادشاہ (سادات املی زئی)

الحاج قاری سید محمد عباس ولد سید معصوم شاہ حسینی استرزی

پایان صفحہ ۵۵۰

ان کے صلب سے چار پسر مہدی حسین و بادشاہ حسین و گل حسین و سید عبدالحسین ان کے پسر سید نجم الحسن۔

سید گل حسین کے چار پسر سید ابن حسن و نیاز حسین و ناظم حسین و سید کاظم حسین اور سید بادشاہ حسین کے چار پسر شفاعت حسین و رفعت حسین و سید مجتبیٰ حسین و سید حضرت حسین اور سید مہدی حسین کے چار پسر سید ریاض الحسن و اظہار الحسن و مجاد حیدر و قیصر رضا اور سید مہدی حسین بن سید قاسم شاہ کے صلب سے دو پسر سید غلام شاہ و سید میر محمد شاہ ان کے پسر میر حسین شاہ ان کے پسر سید قاسم ان کے تین پسر سید علی قاسم و سید میر قاسم شاہ و سید سلطان علی ان کے پسر شاہجہان حسین اور علی قاسم کے تین پسر سید شاہ گل قاسم و ابوالقاسم و احمد قاسم اور سید غلام شاہ بن سید مہدی شاہ کے یک پسر سید معصوم شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر (۱) الحاج سید محمد عباس صاحب قاری پاکستان (۲) سید میر اکبر لاولد (۳) سید محمد باقر شاہ (۴) سید محمد مرتضیٰ (۵) سید گلوں شاہ ان کی دختر بی بی عرش زوجہ سید سردار حسین (۴) سید محمد مرتضیٰ کے پسر سید شاہ حسین گل ان کے پسر سید میر حسین گل ان کے دو پسر سید ریاض الحسین و سید رضا حسین،

(۳) سید محمد باقر شاہ ان کے تین پسر سید سردار حسین و نجم الحسن و شاہ حسین کے دو پسر آقا حسین و نجم الحسن ان کے پسر شاہ عباس اور سردار حسین کے پسر سبطین حسن۔

(۱) الحاج سید محمد عباس صاحب قاری پاکستان، آپ کی ولادت ۶ر نومبر ۱۹۰۰ئہ مقام لنڈی کچی بنگش ضلع کوہاٹ میں ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے بھائیوں سے حاصل کی۔ بعدہٗ دیگر جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔ یہاں تک کہ کاملین اساتذہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اوائل عمر ہی سے مذہبی شوق رہا ہے اس لئے تبلیغ دین میں مصروف ہوگئے۔ آپ حلیم الطبع معصوم صفت تقویٰ و طہارت کے پابند ہیں۔ نورانی چہرہ سے تقدس نمایاں ہے اللہ تعالیٰ نے قدرتاً خوش آواز پیدا کیا ہے۔ تلاوت کے وقت مجمع پر وجد طاری ہوجاتا ہے ان کے دوسرے بھائی بھی خوش آواز ہیں۔ علمائے عراق سے قاری پاکستان کا خطاب ملا ہے۔ چھ مجتہدین عظام سے تحریراً وکیل ہیں۔ خمس و سہم امام لینے کے مجاز ہیں۔ تین دفعہ حج و زیارت سے دو دو مرتبہ زیارات شام۔ بیت المقدس، کابل، بلخ، عدن اور ہر سہ مرتبہ ایران چار مرتبہ زیارات عراق سے مشرف ہوئے ہیں خانہ کعبہ کے اندر چند مرتبہ اور سقف کعبہ پر ایک مرتبہ نماز و اعمال وغیرہ کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ مشترکہ ہندوستان و بیرون ممالک کے مشہور شہروں جموں، کشمیر ریاست سوات، وزیر، بنر ٹاتلات، افغانستان بیروت وغیرہ مشہور زیارات پر اچھا خاصا موقعہ ملا ہے اور ہر مقام پر تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف رہے دولتکدہ پر ہمیشہ علمی مشغلہ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس تبلیغی جدوجہد میں یکصد سے زائد افراد نے مذہب حقہ امامیہ قبول کیا۔ برائے رفاہ عام ایک مسجد، ایک عیدگاہ، دینی مدرسہ، دارالمطالعہ، مہمان خانہ، باغ، شارع عام دو کنواں دو تالاب بنوائے بہر حال اس تاریک دور میں ایسے نیک صالح باعمل بزرگ کی شخصیت قوم کے لئے قابل فخر ہے، ۲۰ر مارچ ۱۹۶۹ئہ کو ناچیز خود استرزئی پایاں آپ کے دولتکدہ پر پہنچا، اور ان کی سعی سے شجرے نسب سادات حسینی علاقہ بنگش و کورم ایجنسی کی مختلف سادات بستیوں کے دستیاب ہوئے، جو درج کتاب ہذا کئے گئے۔ یہ شجرے نسب مستند کہنہ علماء دین و بزرگوں کے دستخط اور

مہروں سے مزین ہیں۔ ان کے صلب سے تین پسر تین دختران پیدا ہوئیں۔ سید محمد حسنین و سید محمد ثقلین و سید محمد سیدین و بتول فاطمہ و نور فاطمہ و تسنیم فاطمہ اور سید محمد حسنین کے ہنوز یک پسر سید محمد ساجدین۔

سید امیر شاہ مذکور ولد سید باقر شاہ ان کے پسر سید میاں لال شاہ ان کے پسر علی اکبر ان کے پسر محمد رضا ان کے پسر حسین علی شاہ ان کے تین پسر محمد جعفر و امام علی شاہ و سید علی شاہ ان کے دو پسر ابوالحسن و واجد علی شاہ ان کے دو پسر کلب حسین و سید کلب عباس

سید ابوالحسن کے پانچ پسر ضیاء الحسن و حامد حسین و سبطین حسین و حسنین حسن ان کے پسر سید اظہر حسن،

سید ثقلین حسین کے دو پسر اطہر علی شاہ و سید علی شاہ اور سید سبطین حسین کے دو پسر سید احتشام حسن و سید ظل حسنین

(۱) سید شاہ نصر بن سید شاہ الماس ان کے پسر سید شاہ زمان ان کے پسر سید شاہ رسول مدفن شہر ہنگو ان کے صلب سے دو پسر سید علی مردان و سید ابوالحسن ان کے پسر علی اکبر ان کے پسر قاسم شاہ ان کے چار پسر سید نبی حسین و محمد حسین و میر افضل و گلاب حسین ان کے پسر سلطان حسین ان کے دو پسر نجات حسین و اقبال حسین اور میر افضل کے یک پسر ابوالحسن ان کے دو پسر سید افضل وقاسم شاہ دریہ ئے لیے محمد اکبر ان کے چار پسر سید محمد سیدین و سید محمد کونین و محمد ثقلین و سید محمد سبطین ان کا پسر سید محمد حسین اور سید محمد ثقلین کا پسر سید شبہہ الحسن،

سید نبی حسین کے چار پسر فضل حسین لاولد و انور حسین و مجاد حسین و علی حسین ان کے دو پسر محمد عباس و محمد جعفر اور سجاد حسین کے دو پسر اطہر حسین و ریاض حسین سید انور حسین کے پانچ پسر سید فخر الساجدین و تطہیر حسین و ذوالفقار حسین و ابرار حسین و سید کفایت حسین ان کے پسر سید ضیغم رضا۔

سید علی مردان مذکور کے پسر سید فقیر حسین ان کے دو پسر اکبر شاہ و علی حسین ان کے دو پسر سید باطن شاہ و مبارک شاہ ان کا پسر سید حسین کے دو پسر گلوں شاہ و علمدار حسین ان کا پسر شفیق حسین اور سید باطن شاہ کا پسر علیم حسین انکے چار پسر شاہ رسول و سلیمان حسین و چراغ حسین و باطن شاہ ان کے دو پسر سید علی شاہ و قاسم علی شاہ اور سید چراغ حسین کے دو پسر سید ہادی حسین و سید حبیب حسین سید اکبر شاہ مذکور کے تین پسر سید مزمل حسین و امام علی شاہ ہر دو لاولد و حسین علی شاہ کے تین پسر سید ابوالقاسم و فضل عباس و فضل علی شاہ ان کے پسر سردار علی شاہ انکے دو پسر شاہ افضل و محمد اصغر اور سید فضل عباس کے پانچ پسر ضامن حسین لاولد کفایت حسین و سید سجاد حسین و ذاکر حسین و فدا حسین ان کا پسر مصدق حسین اور ذاکر حسین کے دو پسر سید شمیم حسین و تسلیم حسین اور سید سجاد حسین کے چار پسر سید یوسف حسین و سید جمیل حسین و سید خلیل حسین و سید جمال حسین (۵) سید شاہ نسیم تجریدی کا مدفن شلوزان ہے ان کے صلب سے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) سید شاہ حسین قلندر (۲) سید جلال (۳) سید شاہ تسلیم مدفون شلوزان ان کے پسر سید فتح شاہ ان کا مقام پنبہ وڑہی بنگش میں مزار ہے ان کے پسر سید شاہ ناصر ان کے پسر سید شاہ حاضر ان کے پسر سید شاہ مجنون ان کے دو پسر سید شاہ ایاز و سید شہسوار ان کے پسر امیر شاہ ان کے پسر سید شہنشاہ ان کے پسر سید میر شاہ انکے پسر میر حسن ان کے پسر میر قاسم ان کے دو پسر سید حسین جان و میر عبدالحسین ان کے دو پسر اقبال حسین و کمال حسین اور سید حسین جان کے دو پسر اسرار حسین و بادشاہ حسین ان کی دختر بی بی خدیجہ، شلوزان۔ سید شاہ ایاز مذکور کے پسر شاہ نگر ان کے پسر سید میر شاہ ان کے پسر انور شاہ ان کے دو پسر محمد عباس و سید میر حسین انکے پسر علی حسین ان کے پسر سید محمد حسین ان کے پسر سید محمد حنیف شاہ، مقام علی شارہی کورم.

سید محمد عباس بن سید انور شاہ کے پسر غلام حسین ان کے پسر شاہ علی اکبر ان کے پسر علی اکبر ان کے پسر سید حامد علی شاہ، مقام خجیہ کوٹ علی شری شلوزان (۱) سید میر امیہ بن سید میر قاسم کے پسر سید شاہ اصغر ان کے پسر میر شاہ ان کے پسر سید شاہجہان ان کے پسر شاہ نظام ان کے پسر امام شاہ ان کے پسر سید غلام شاہ انکے پسر میر گل حسن انکے پسر میر حسن انکے پسر سید علی انکے پسر محمد علی ان کے پسر سید ظہور حسین ان کے پسر سید طاہر حسین شلوزان۔

(۱) سید محمد ولد سید کریم داد مورث سادات استرزئی پایاں و میاں عنایت شاہ خیل ان کے صلب سے یک پسر سید میر عبداللہ ان کے پسر میر حاضر ان کا پسر میر اکبر شاہ ان کا پسر میر طوطی ان کا پسر میر عنایت شاہ مدفن استرزئی پایاں ان کے تین پسر سید ململ شاہ و سید قبیاد شاہ و سید شاہ رضا انکا پسر علی رضا ان کا پسر شاہ سوار ان کا پسر سلطان علی شاہ ان کا پسر گل حسین ان کا پسر صاحب حسین ان کا پسر سید حسین ان کا پسر محمد قاسم ان کا پسر گلوں شاہ ان کے دو پسر منظوم حسین و میاں شاہ علی ان کے تین پسر اعظم علی شاہ و صادق علی شاہ و مقدس علی شاہ سید قباد شاہ مذکور کے چار پسر سید علی اکبر و میر کامل و محمد تقی و سید علی عسکر ان کا پسر میر عبداللہ شاہ ان کا پسر سید علی شاہ ان کا پسر احمد شاہ ان کا پسر میر شاہ ان کا پسر اصغر حسین ان کا پسر احمد علی شاہ ان کے دو پسر سید معصوم شاہ و سید محسن شاہ ان کے دو پسر اصغر علی شاہ و میر عبداللہ شاہ ان کا پسر نجم الحسن ان کے تین پسر سید اقتدار الحسن و سید ہادی رضا و سید محمد زکی اور معصوم علی شاہ کے تین پسر احمد شاہ و عالم شاہ و ابوالقاسم ان کے پسر میر واجد علیشاہ ان کے دو پسر محمد حسنین و محمد اصغر اور سید عالم شاہ انکے پسر سید محمد سبطین ان کے دو پسر ضیاء الحسن و انیس الحسن سید احمد شاہ کے چار پسر محمد ثقلین و ابن علی و عبدالرضا علی و عبدالجواد ان کے دو پسر سید دادا و زین العابدین ان کے پسر حسرت رضا علی شاہ سید محمد تقی مذکور ان کا پسر ابوالحسن ان کا پسر محمد حسن ان کا پسر سید میر حسن کے تین پسر صاحب حسن و نور حسن و ابوالحسن ان کا پسر سید حیدر حسن ان کا پسر ابوالحسن ان کے دو پسر سید طاہر حسین و عاقل حسین ان کے دو پسر سید میر حسن و محمد کاظم اور طاہر حسین کا پسر حیدر حسین سید نور حسین کے دو پسر میر قاسم و سید قاسم ان کے چار پسر قاسم گل و محمد حسین و حسین رضا و علی قاسم ان کا پسر قاسم شاہ اور سید حسین رضا کا پسر حنیف رضا ان کا پسر مجاہد رضا اور محمد حسین کا پسر فخر علی حسین ان کے دو پسر محمد حسین و محمد ابراہیم ان کا پسر وصی رضا قاسم گل ان کے دو پسر حسین گل و نور حسن گل ان کا پسر محمد ثقلین اور حسین گل کا پسر اکبر جان اور سید میر قاسم بن نور حسین کے دو پسر سید گل قاسم و ابوالحسن ان کے دو پسر سید محسن رضا و سلطان رضا ان کے تین پسر حسین الاصغر و ابرار حسین و محمود حسین سید گل قاسم کے چھ پسر سید طالب حسین و کفایت حسین و سید واجد علی شاہ و سید عنایت حسین و ابن حسن و سید سبط حسن سید صاحب حسن مذکور کے تین پسر سید چراغ حسین و سید میر نقی و سید علی نقی ان کے پسر سید اصغر ان کے پسر میر اکبر شاہ۔

سید میر نقی کے تین پسر سید قوباد شاہ و امام نقی و سید نقی ان کے دو پسر میر مصطفیٰ و محمد حسن ان کے پسر سید محمد سبطین امام تقی کے دو پسر محمد تقی و جعفر تقی ان کے پسر مظہر نقی اور سید چراغ حسین کے پانچ پسر سید سجاد حسین و جعفر حسین و سید سردار حسین و ذاکر حسین و سید محمد تقی ان کے دو پسر مہدی حسین و بادشاہ حسین اور ذاکر حسین کے تین پسر ظاہر حسین و شمیم حسین و سید تاجدار حسین۔

سید سردار حسین کے پانچ پسر سید علم حسن و عالم حسین و علم علی و سید زکی حسن، سید شادل حسن۔ و سید میر کامل بن سید قباد شاہ کا پسر سید شاہمدار ان کا پسر محمد رضا ان کا پسر سید صاحب گل ان کے تین پسر سید شاہ محمود و سید محمود و سید میر محمود شاہ ان کا پسر میر افضل ان کے چار پسر سید علی افضل و شاہ افضل و محمد علیمی و مرتضیٰ علی اور سید محمود کے دو پسر سید کامل شاہ و محمد رضا ان کا پسر ابوالقاسم ان کے چار پسر سید محمد کونین و ریاض الحسن و محمد سیدین و رضا علی شاہ اور کامل شاہ مقبول حسین و محمد افضل ان کا پسر شاہ حسن مقبول حسین کے

تین پسر سید علی شاہ و سید حسن و ابن علی اور سید شاہ محمود مذکور کے دو پسر سید محمد و سید علی شفار کے دو پسر خادم حسین و میر شاہ کے دو پسر ساجدین و محب شاہ اور سید خادم حسین کے پانچ پسر افتخار علی شاہ اور مدثر علی شاہ و محمد کاظم و آفتاب علی شاہ اور سید محمود کے دو پسر سید علی رضا و محمود شاہ ان کے تین پسر بادشاہ حسین و حضرت علی شاہ و ذوالفقار علی شاہ اور سید علی رضا کا پسر سید سکندر شاہ ان کے تین پسر آفتاب علی شاہ و عباس علی شاہ و سید محمود شاہ

سید علی اکبر شاہ بن قباد شاہ مذکور کے دو پسر سید فرزند علی شاہ و سید علی شاہ کے تین پسر شاہ حسن و گل حسن و علی حسن کے دو پسر امیر شاہ و شاہ میر افضل ان کے دو پسر ابوالحسن و افضل امیر شاہ کا پسر عشرف علی اور گل حسن کے دو پسر میر حیدر حسن و سید محسن انکے دو پسر اصغر حسن و نبی شاہ ان کا پسر اصغر حسین اور حیدر حسن کے تین پسر امام علی و فرزند علی و سید علی شاہ انکا پسر عبدالقاسم اور فرزند علی کا پسر سید تجمل حسین اور شاہ حسن کے دو پسر میر عبداللہ و حسن شاہ کے دو پسر سیدن گل و شاہ حسن گل اور میر عبداللہ کا پسر میر عسکر انکا پسر ابوالحسن ان کے تین پسر سیدان گل و محبوب حسین و شاہ گل امام ان کا پسر امتیاز حسن !

سید فرزند علی شاہ بن سید علی اکبر مذکور کا پسر سید نادعلی شاہ ان کا پسر غلام حسین ان کے دو پسر رضا حسن و میر نبی حسن ان کا پسر مشرب حسین ان کے تین پسر اشرف حسین و میر نبی حسین و سید انور حسین ان کا پسر سید مدثر حسین اور سید رضا حسین کا پسر سید شاہ حسین گل ان کے چار پسر سید حبیب حسین و سید محمد عباس و سید جعفر حسین ان کا پسر سید میر اسماعیل ، اور سید جعفر حسین کے دو پسر سید حسین رضا و جعفر رضا اور سید محمد عباس کے دو پسر سید شاہ حسین و سید مصور حسین ،

(۱) سید میر کلاں بن سید شاہ رکن الدین مذکور کا مزار صحرا شاہ قباد خیل میں ہے ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ احمد ولی عرف حسن ولی نساب مورث سادات (دروی ، شلوزان) ان کا مزار شلوزان میں ہے باکرامات بزرگ گذرے ہیں ، جنہوں نے طریقت ، شریعت معرفت ، حقیقت پر جامع تصنیف کی ہے اور ایک نہایت مبسوط شجرہ نسب سادات حسینی (کودم ، بنگش) کا مستند کہنہ شجرہ جات کی روشنی میں لکھا ہے . باکمال عابد و زاہد متقی بزرگ گذرے ہیں ان کے صلب سے یک پسر سید میر شاہ میران کے دو پسر سید شاہ رحیم و سید ضیاء الدین شاہ حبیب ان کے یک پسر سید معروف ان کے پسر سید طلب گل ان کے پسر سید شہزادہ ان کے پسر سید ولی شاہ ان کے پسر ولایت شاہ ان کے پسر سید گلاب شاہ ان کے پسر سید انور شاہ ان کے پسر سید ذاکر علی شاہ ان کے پسر سید محمد علی شاہ ، اور سید شاہ رحیم کے دو پسر سید میر شاہ خلیل و سید امیر شاہ ان کے دو پسر سید فاضل شاہ و سید شاہ عباس ان کے پسر سید شاہ رسول ان کے پسر سید بادشاہ ان کے پسر سید قاسم ان کے پسر ... علی اکبر ان کے پسر سید نیاز حسین اور سید فاضل شاہ کے پسر سید عرب شاہ ان کے پسر سید شاہ طہماس ان کے پسر سید شاہ الماس ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید عبدالوہاب ان کے پسر کربلائی اکبر حسین ان کے دو پسر سید عجیب حسین شاہ و سید حسین ان کا پسر افضل حسین .

سید میر شاہ خلیل بن سید شاہ رحیم مدفن دروی ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے . سید عرب شاہ و سید سلیم شاہ و سید مروت شاہ و سید شاہ نبی ان کے پسر سید شاہ گل ان کے پسر سید مُراد شاہ ان کے پسر سید مقرب شاہ ان کے پسر سید محمود شاہ ان کے پسر سید شاہ اولیاء ان کے پسر سید ضربر شاہ یا ضارب شاہ ان کے سید عارب شاہ ان کے پسر سید غلام حیدر ان کے دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد اصغر ان کے دو پسر سید محمد عباس و سید شاہ عباس .

سید محمد عباس کے پسر سید عباس اور سید محمد اکبر کے دو پسر سید علی اکبر و سید اکبر ان کا پسر سید گل اکبر اور سید مروت شاہ مذکور کا ایک پسر سید علی شاہ ان کا پسر سید محبوب شاہ ان کا پسر سید ایوب شاہ ان کا پسر سید ستار شاہ ان کا پسر سید میر شاہ ان کا پسر سید میر حسن کا پسر سید حسن ان کا پسر سید شاہ رضا، سید سلیم شاہ مذکور کے دو پسر سید عاقل شاہ و سید کریم شاہ ان کا پسر سید اسد شاہ ان کا پسر سید شاہ اصغر ان کا پسر سید شاہ مرتضیٰ ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید امیر شاہ ان کا پسر سید علی شاہ ان کا پسر سید میر عالم شاہ ان کا پسر سید احمد شاہ اور سید عاقل شاہ مذکور کا ایک پسر سید محمد ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید میر الدین ان کا سید اکبر ان کا پسر سید میر مصطفےٰ ان کا پسر سید محمد اکبر ان کا پسر سید محمد افضل اور سید عرب شاہ بن سید میر شاہ خلیل ان کے دو پسر سید مہر شاہ افضل و سید مدد شاہ ان کا پسر سید محبوب شاہ ان کے دو پسر سید صاحب شاہ و سید اسد اللہ ان کا پسر سید مرتضیٰ ان کا پسر سید لال شاہ ان کا پسر سید بادشاہ حسین ان کا پسر سید علی محسن ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید میر حسن اور سید صاحب شاہ مذکور کا پسر سید علم شاہ ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید محمد علی ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید علی حسین ان کا پسر سید حجاب حسین ، اور سید میر شاہ افضل مذکور کا پسر سید میر شاہ سلیم ان کا پسر سید میر عباس ان کا پسر سید شاہ رسول ان کا پسر سید بادشاہ حسین ان کا پسر سید اسماعیل ان کا پسر سید مہدی شاہ ان کا پسر سید مبارک شاہ۔

نوٹ :- مندرجہ شجرے انساب سادات حسینی علاقہ کورم بنگش محترم الحاج سید محمد عباس صاحب قاری پاکستان سکنہ، استرزئی پایان ضلع کوہاٹ کے ذریعہ موصول ہوئی ہیں اور اکثر ان بستیوں کے حضرات سے حاصل کر کے درج کتاب ہذا کیے گئے۔ (مولف)

شجرہ نسب سادات حسینی اولاد سید عبداللہ الاعرج بن امام زادہ سید حسین الاصغر محدث مذکور قصبہ گینگرو ضلع مظفر نگر

سید عبدالاعرج کے صلب سے چار پسر (۱) سید جعفر الحجہ (۲) سید علی صالح (۳) سید محمد خوانی (۴)، سید حمزہ ان کے پسر سید حسین ان کے پسر سید میمون ان کے پسر سید عبدالمقتدر ان کے پسر سید عبدالقادر ان کے پسر سید ہاشم ان کے پسر سید ابوالفتح ان کے پسر سید ابوبکر ان کے پسر سید ابوطالب، ان کے پسر سید ابراہیم ان کے پسر سید حسن ان کے پسر سید مسافر ان کے پسر سید قاسم بیروتی ان کے پسر سید جنید ان کے پسر سید محمود ان کے پسر سید احمد ترمذی ان کے پسر سید صدرالدین ان کے پسر سید حاکم ان کے پسر سید صدرالدین مورث سادات قصبہ گینگرو ضلع مظفر نگر مدفن در قریہ تیتر واڑہ غرب رویہ زیر کوٹ قصبہ گینگرو سید صدرالدین ولد سید حاکم کے صلب سے چار پسر (۱) سید ابراہیم (۲) سید حاجی (۳) سید حسین (۴) سید رکن الدین ان کے پسر سید سعید ان کے صلب سے چھ پسر سید محمود و سید احمد و سید حامد و سید مبارک معروف زندہ پیر و سید سالم و سید نصیر ان کے پسر سید جلال اور سید سالم کے پسر سید علی ان کے پسر سید احمد ان

کے دو پسر سید مبارک و سید جمال ان کے پانچ پسر سید محمد و سید جلال و سید پربت و سید ہیبت و سید کمال ان کے تین پسر سید حامد و سید دولت و سید علی ان کے دو پسر سید محمد و سید غلام محی الدین ان کے دو پسر سید جمال و سید جلال اور سید محمد کے پسر سید مظفر ان کے دو پسر سید محمود و سید ابو محمد ان کے تین پسر سید صلابت و سید جہابت و سید سعادت ان کے پسر سید نور علی ان کے پسر سید امید علی۔ اور سید محمود مذکور کے دو پسر سید شجاعت علی و سید محمد پناہ ان کے دو پسر سید امداد علی و پرورش علی ان کے دو پسر سید مہربان علی و سید ہیبت علی و دختر بی بی عزت اور سید ہیبت علی کے دو پسر سید بہادر علی و مبارز علی ان کے پسر سید محمد میاں اور سید بہادر علی کے تین پسر سید نجیب اللہ و سید بھکا و سید زیدان کے دو پسر سید کرم علی لاولد و سید طفیل علی و سید پربت بن سید جمال کے دو پسر سید جان خورد سید بہار ان کے پسر سید بہادر علی ان کے پسر سید جیون علی سید شجاعت علی بن سید محمود کے پسر سید ظفر علی ان کے دو پسر سید خیرات علی و سید حمایت علی ان کے پسر سید صاحب علی ان کے تین پسر سید محمود حسن و شجاعت علی و یعقوب علی ان کے پسر سید نیاز حسین ان کے تین پسر سید ریاض حسین و محمود حسن و حیدر حسن ان کے پسر سید زوار حسین و دختر اعلیٰ اور سید ریاض حسین کے چار پسر سید شبیر حسین و لیاقت حسین و محمد مسلم و عون محمد و دختر نیاز فاطمہ زوجہ سید زوار حسین اور سید شبیر حسین ان کے تین پسر سید لڈن و سید انیس عباس و سید ذاکر حسین اور سید لیاقت حسین کے پسر سید بھورا اور سید محمود حسن مذکور کے چار پسر سید کرار حسین و غلام مصطفیٰ و سید غضنفر حسین و سید مشرف حسین و دختران سیدہ آل زہرا و شبیرا۔

سید مشرف حسین کے دو پسر سید ابن حسن و سید ناہر حسین اور سید کرار حسین کے دو پسر سید ابرار حسین و سید ظفر عباس۔ سید شجاعت علی بن سید صاحب علی کے پسر سید غلام عباس ان کے پسر سید تفضل حسین عرف نجی و دختر مرتضائی زوجہ حیدر حسن سید تفضل حسین عرف نجی کے پسر سید محمد عباس عرف جھمن۔

سید مبارک عرف زندہ پیر بن سید سعید کے پسر سید صدر الدین ان کے تین پسر سید حسین و سید محمود و سید حسن ان کے یک پسر سید کمال (۱) بزرگ نے مقام گینگرو سے مقام گجرات سکونت اختیار کی۔ اور سید محمود کے صلب سے دو پسر سید مدد علی و سید میرو و دختران بی بی بانو و بی بی مالک جہاں فرینجی۔

(۱) سید ابراہیم بن سید صدر الدین کے صلب سے چار پسر سید داؤد میراں و سید مدد علی عرف فیضو و سید شادان انہوں نے مقام موضع جولہ سکونت اختیار کی ان کی نسل وہیں پھیلی و سید جنید لاولد۔

سید داؤد میراں کے صلب سے پانچ پسر سید سعیدین و سید بدہن و سید بازید و سید بھکن و سید کبیر۔

سید مدد علی عرف فیضو کے صلب سے تین پسر سید علی احمد دانشمند و سید حبیب و سید علاؤ الدین ان کے تین پسر سید روح اللہ و سید جلال و سید حسین و دختران بی بی جمال و بی بی ملک جہاں۔

سید علی احمد دانشمند کے صلب سے تین پسر سید شاہ محمد و سید سلطان و سید علی اکبر ان کے پسر سید اشرف اور سید سلطان کا پسر سید ایزد بخش ان کے صلب سے چار پسر سید علی لاولد و سید پیر علی عرف نانہاد و سید رحم علی و سید کرم علی ان کے پسر سید مختار علی ان کے یک پسر سید حسین علی معافی دار ان کے صلب سے تین پسر سید فرزند علی و سید احمد علی سردار

وسید محمد علی ان کے پسر سید امداد حسین انہوں نے قصبہ گینگرو سے بمقام پانی پت ضلع کرنال سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید عزیز الحسن لاولد و سید شمشاد حسین و دختر عزیز بانو زوجہ سید مظہر حسن عرف کلو ولد سید نثار احمد ذیلدار سکنہ موضع جال پہاڑ حال آباد موضع سرائے سدھو ضلع ملتان۔ سید شمشاد حسین عرف منّا نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر پانی پت سے شہر لائلپور سکونت اختیار کی۔ ان کا ہنوز یک پسر سید ارشاد حسین و دختر عابدہ۔

سید احمد علی سردار مذکور کے صلب سے دو پسر سید الطاف حسین و سید اشفاق حسین عرف عاشق حسین ان کے پسر سید احمد حسن اور سید الطاف حسین کے دو پسر سید تفضل حسین و سید افضال حسین سوز خواں انہوں نے شہر لاہور رہائش اختیار کی۔

(۲) سید حاجی بن سید صدر الدین کے صلب سے بارہ فرزند پیدا ہوئے۔ سید جمال الدین و سید یوسف سید محمد و سید کمال و سید ہُدیٰ اور سید بہاؤ الدین و سید شمس الدین و سید علی و سید حسن و سید یعقوب و سید جلال و سید ابو الفتح۔

سید جمال الدین کے صلب سے دو پسر سید عبد اللہ و سید فتح ان کے پسر سید علی اُن کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ سید طاہر و سید محمود و سید مسعود۔ سید ولی۔

سید عبد اللہ کے پانچ پسر سید محمد و سید خواجو و سید راجو و سید میرو و سید چاند ان کے دو پسر سید پھول و سید معین الدین ان کے دو پسر سید فتح محمد و سید زین العابدین۔

سید یوسف بن سید حاجی کے صلب سے تین پسر سید صدر الدین و سید اسد اللہ، سید شاہ ان کے تین پسران سید محمد و سید محی الدین و سید حاجی ان کا پسر سید ہدیٰ ان کے تین پسر سید نصیر الدین و سید شاہ و سید ناصر علی ان کے تین پسر سید مسعود و سید امان اللہ و سید کبیر اور سید نصیر الدین کے صلب سے چھ پسران سید غازی محمد و سید عبد المعانی و سید ابو الحسن و سید حاجی و سید سلطان و سید علی محمد۔

سید محمد بن سید حاجی کے دو پسر سید بودھا و سید مجھلہ ان کے پسر سید سید الھدیٰ ان کے دو پسر سید کمال و سید جمال ان کے دو پسر سید جیون و سید اسماعیل اور سید بودھا مذکور نے قصبہ گینگرو سے قصبہ تھانیسر ضلع کرنال بود و باش اختیار کی ان کی اولاد وہیں آباد ہے اور سید کمال بن سید حاجی کے صلب سے یک پسر سید بہار ان کے صلب سے چھ پسر سید منیر و سید مبارک و سید ابراہیم و سید محمد و سید جمال الدین و سید فیروز ان کے صلب سے چار پسر سید جعفر و سید عبد الکریم و سید عبد الرحمٰن و سید عبد المعانی، سید منیر مذکور کے دو پسر سید عبد العزیز و سید عبد النبی۔

سید ہُدیٰ بن سید حاجی مذکور کے صلب سے چار پسر سید جلال و ابو الفتح و یعقوب علی و شمس الدین۔

شجرہ نسب سادات حسینی اولاد سیّد عبداللہ زاہد بن امام زادہ سیّد حسین الاصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مقام وضع ڈھوڈسیال تحصیل چکوال ضلع جہلم

سیّد عبداللہ زاہد بن امام زادہ سیّد حسین الاصغر محدث مذکور کے پسر سیّد احمد ان کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد حسن ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد عبداللہ ان کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد محمد ثانی ان کا پسر سیّد محب اللہ ان کا پسر سیّد شرف الدین ان کا پسر سیّد یوسف ان کا پسر سیّد علی ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد شہاب الدین ان کا پسر سیّد علی ولی ہمدانی ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد احمد قتال ان کا پسر نور الدین کمال ان کا پسر سیّد احمد کبیر ان کا پسر سیّد علی ان کا پسر سیّد جمال الدین ان کا پسر سیّد محمود ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد فتح اللہ ان کا پسر سیّد نور اللہ ان کا پسر سیّد زبیر ان کا پسر سیّد اسمٰعیل ان کا پسر سیّد شاہ سلطان بلال ان کا پسر سیّد شاہ اسحاق ان کا پسر سیّد حاجی محمد ان کا پسر سیّد رحیم شاہ ان کا پسر سیّد محمد سعید ان کا پسر سیّد شیر شاہ ان کا پسر سیّد احمد شاہ ان کا پسر سیّد شاہ جی شاہ ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے (۱) سیّد کرم علی شاہ (۲) سیّد فضل شاہ ان کا ایک پسر سیّد احمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد منظفر حسین و سیّد مظلوم حسین ان کے دو پسران سیّد ندیم حسین و سیّد رضا حسین۔

(۱) سیّد کرم علی شاہ مذکور کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سیّد قربان حسین (۲) سیّد محمد حسین (۳) سیّد مختار حسین (۴) سیّد طاہر حسین (۵) سیّد زوار حسین ان کے صلب سے تین پسر سیّد اصغر حسین و سیّد سجاد حسین و سیّد رضا حسین

(۱) سیّد قربان حسین کے صلب سے دو پسر سیّد محمد حسین و سیّد کرم حسین ان کے دو پسر سیّد ظفر عباس و اظہر حسین۔

(۲) سیّد محمد حسین مذکور کے صلب سے دو پسر سیّد عاشق حسین و سیّد صفدر حسین ان کے پسر سیّد منور حسین اور سیّد عاشق حسین کے دو پسر سیّد فضل عباس و سیّد اختر عباس۔

(۳) سیّد مختار حسین کے تین پسر سیّد عابد حسین و سیّد ملازم حسین و سیّد واصف حسین۔

(۴) سیّد طاہر حسین شاہ ذاکر و ذائر سرکار سیّد الشہداء ان کے صلب سے تین پسر سیّد شبیر حسین و سیّد امیر حسین، و سیّد منیر حسین اور سیّد شبیر حسین کے تین پسر سیّد ضمیر حسین و سیّد صغیر حسین و سیّد نذیر حسین۔

نوٹ:۔ بحوالہ خط مرسلہ سیّد طاہر حسین شاہ ذاکر و ذائر سکنہ ڈھوڈسیال تحصیل چکوال ضلع جہلم مورخہ ۱۰ راکتوبر ۱۹۶۹ء

شجرہ نسب سادات حسینی اولاد سید ابو محمد الحسن عرف الحسن بن امام زادہ سید حسین الاصغر محدث مذکور مقام موضع نومل ضلع گلگت علاقہ کشمیر

سید ابو محمد الحسن عرف الحسن ان کے پسر سید احمد ان کے پسر سید بزرگ ان کے پسر سید قوام الدین ان کے پسر سید کمال الدین ان کے پسر سید علی جان ان کے پسر سید مرتضیٰ ان کے سید محمد ان کے پسر سید قوام الدین ثانی اُن کے پسر سید علی جان ثانی ان کے پسر سید قوام الدین ثالث ان کے پسر سید علی جان ثالث ان کے پسر سید قوام الدین رابعہ ان کے پسر سید امیر تیمور ان کے پسر سید امیر ابراہیم ان کے پسر سید امیر سلطان محمود ان کے پسر سید میر محمد شریف ان کے پسر سید میر شاہ بابا ان کے پسر سید امیر علی نقی ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے چار پسر سید فتح علی شاہ و سید مرتضیٰ شاہ و سید اکبر شاہ و سید مسلم شاہ۔

سید فتح علی شاہ کے صلب سے یک پسر سید علی شاہ ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔ سید لطف علی شاہ و سید سخاوت علی شاہ و سید یوسف علی شاہ و سید جواد علی شاہ ان چاروں برادران کی اولاد موضع نومل ضلع گلگت علاقہ کشمیر میں آباد ہے۔

شجرہ نسب قاضی سید نور اللہ المرعشی الاملی الشوشتری الحسینی شہید ثالث علیہ الرحمہ مدفون آگرہ سید ابو محمد الحسن الملقب الحسن بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

سید ابو محمد الحسن الملقب الحسن کے پسر سید محمد الملقب بالسّلیق ان کے پسر سید عبد اللہ ان کے پسر سید علی المرعش ان کے پسر سید حمزہ ان کے پسر سید ابی علی ان کے پسر سید محمد ان کے پسر سید الحسین ان کے پسر سید یحییٰ ان کے پسر سید ابراہیم ان کے پسر سید احمد ابی طالب ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید ابی المفاخر ان کے پسر سید محمد ان کے پسر سید الحسن ان کے پسر سید الحسین ان کے پسر سید احمد ان کے پسر سید نجم الدین محمود ان کے پسر سید الحسین ان کے پسر سید مبارز الدین ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید ضیاء الدین نور اللہ ان کے پسر سید شریف ان کے پسر قاضی سید نور اللہ شہید ثالث۔

نوٹ:۔ یہ سلسلہ نسب خود قاضی صاحب نے کتاب مجالس المومنین میں اپنے جد امجد سید نور اللہ مرعشی حسینی کے حالات کے ضمن میں درج کیا ہے، آپ کی سوانح حیات میں جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی رقمطراز ہیں۔

آپ ۹۵۶ھ میں شوشتر ہی میں پیدا ہوئے۔ اور آفتاب ہدایت بن کر خطۂ اسلام پر اپنی روشنی ڈالی۔ قاضی صاحب تنہا اپنے خانوادہ میں ان فضائل و معارف کے مالک نہ تھے۔ بلکہ اسی سلسلہ نورانی میں ان کے اسلاف محترم اور اجداد مکرم بھی معراج فضیلت تک پہنچے ہوئے تھے۔ ان کے والد سید شریف حسینی شیخ ابراہیم قطیفی کے شاگردوں میں بڑے پایہ کے فاضل تھے۔ اور ان کے جد محترم سید نور اللہ علمائے ارباب تصنیف میں تھے۔ اکثر علوم میں ان کی تصنیفات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے صاحب ریاض العلما لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب نے مولانا عبدالوحید شوشتری سے شوشتر میں تکمیل علوم کی مصائب النواصب کا ایک قلمی قدیم نسخہ کتب خانہ فردوسیہ میں ہے اس کے شروع میں منجملہ اور فوائد کے یہ لکھا ہے ۹۷۹ھ میں قاضی سید نور اللہ بعزم زیارت وتحصیل وارد مشہد مقدسہ رضویہ ہوئے۔ اور محقق اوحد مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ اور دیگر اساتذہ سے استفادہ حاصل کیا۔ جناب سید نور اللہ ۹۹۵ھ میں وارد ہند ہوئے سب سے پہلے حکیم ابو الفتح گیلانی سے ملاقات ہوئی اور انہیں کے یہاں مقیم ہوئے۔ اُس وقت دربارِ اکبری کا آفتاب نصف النہار پر تھا بڑے بڑے علماء و فضلاء کا مجمع تھا زمانہ علم دوست سلطان جوہر شناس علامہ سید کے علم و کمالات کو حکیم ابوالفتح گیلانی کی کوششوں نے چمکایا۔ اور داخل علماء دربار ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے لاہور کے قاضی (معین الدین) کو علیحدہ کر کے جناب قاضی سید نور اللہ کو اس صوبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ اس منصب کو جس حیثیت سے قاضی صاحب نے انجام دیا ہے تاریخ کے صفحے اور اسلام کے محکم قانون قیامت تک اس کے گواہ رہیں گے۔ اکبر بادشاہ کا دور ختم ہو گیا۔ جوہر شناسی کا چراغ بجھ گیا۔ جہانگیر نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی علی قلی خان شیر افگن کو قتل کرا کے اس کی بیوی نورجہاں کو اپنے عقد میں لیا۔ اور مظالم کا فتح باب ہوا متعصبین مذہب سے گرم ہوا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں۔ مخدوم الملک ملا عبداللہ انصاری جو علمائے عہد اکبری میں تھے جہانگیر کے عہد میں انہوں نے بہت ترقی کی اور انتہا درجہ کا زور پیدا کیا۔ ملک میں ایسی روح پھونکی جس کا غلغلہ نفخ صور تک خاموش نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ یہ فتویٰ دے دیا کہ ان دنوں حج کو جانا فرض نہیں بلکہ گناہ ہے۔ بادشاہ نے سبب پوچھا بیان کیا کہ خشکی سے جائیں۔ تو رافضیوں کا ملک ہے اس سے گزرنا پڑتا ہے۔ تری کی راہ سے جائیں تو فرنگیوں سے معاملہ پڑتا ہے وہ بھی ذلت ہے جہاز کے عہدنامہ پر حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کی تصویریں کھینچی ہوئی ہیں اور یہ بت پرستی ہے۔ پس دونوں طرح ناجائز ہے اسی طرح بہت سے واقعات آزاد مرحوم نے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعصب کا خون ان کی رگ میں کھول رہا تھا۔ بہت سے بے گناہوں کو قتل کرا دیا۔ آزاد مرحوم لکھتے ہیں۔ تقرب بادشاہی اور دربار کی رسائی سے مخالفان مذہب کی سزا و ایذا کے لئے جو اختیارات اور موقع مخدوم صاحب نے پائے۔ وہ کسی کو کب نصیب ہوتے ہیں۔ انہوں نے شیعوں کو قتل قید سے ہمیشہ دبائے رکھا۔ شیخ صاحب کی صواعق محرقہ بھی بجلی کی طرح دور دور سے چمک کر سنی بھائیوں کی آنکھوں کو روشنی دکھاتی۔ مگر شیعہ بھائی بھی ردّ و قدح کے لئے سنگِ چقماق لئے تیار ہیں۔ چنانچہ قاضی نور اللہ نے نسخہ صوارم مہرقہ اس کا جواب لکھا۔

سبب شہادت بعض معتبر تذکروں میں قاضی صاحب کا سبب شہادت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ مخالفین

میں صلحیانہ زندگی بسر کی اور اپنے جذبات کو محفوظ رکھا قاضی صاحب چونکہ اہلسنت کے چاروں مذہبوں کے نہایت زبردست فقیہ تھے۔ اس لئے اکبر بادشاہ اور عوام ان کو ایک منصف مزاج محقق سمجھتے تھے۔ جہانگیر کے عہد میں علمائے مخالفین نے جو مقرب تھے۔ بادشاہ سے کہا کہ قاضی صاحب کا مذہب شیعہ ہے اس وجہ سے وہ اپنے فتوی میں بھی کبھی ایک مذہب کے پابند نہیں جہانگیر نے اس طرف توجہ نہ کی۔ کیونکہ یہ شرط پہلے ہی منظور ہوچکی تھی۔ آخر ان لوگوں نے ایک شخص کو قاضی صاحب کے پاس سکھا پڑھا کر بھیجا۔ اس نے آکر قاضی صاحب سے پڑھنا شروع کیا اور اپنے تئیں شیعہ ظاہر کیا۔ اور ایک مدت تک وہ سنی تقیہ میں اسی طرح قاضی صاحب کے حلقہ تلامذہ میں شامل رہا۔ رفتہ رفتہ اتنا اعتبار پیدا کیا۔ کہ ان کی مخفی تصنیف کتاب مجالس المومنین یا کتاب احقاق الحق پر مطلع ہوا۔ اور اس کتاب کی نقل ان علماء کو دے دی وہ اس کتاب کو جہانگیر کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس رافضی نے یہ کتاب لکھی ہے۔ سزاوار ہے کہ اس پر حد جاری کی جائے۔ وہی مولوی۔ جو مدت سے آپ کے خون کے پیاسے چلے آتے تھے۔ آج گویا آپ کی حیات و ممات کا فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھے۔ بادشاہ سے اجازت پہلے ہی لے چکے تھے۔ اب کیا تھا۔ مختصر قتل پر مہریں ہوئیں۔ سزائیں کیا تجویز کی گئیں (۱) گدی سے زبان نکلوائی جاوے۔ (۲) سیسہ پگھلا کر پلایا جاوے (۳) یکصد خار دار دُرّے لگوائے جائیں۔ (۴) سر جُدا کیا جائے۔ جلادوں کے پہرے میں مقید ہوئے۔ دو رکعت نماز کی اجازت چاہی۔ نماز کی اجازت ملی۔ اب آپ نے دو رکعت نماز ادا کی یہ آخری نماز تھی۔ آخری رکوع تھے۔ آخری سجود تھے۔ اُدھر جلادوں نے اپنی ملعون خدمت کو پورا کیا۔ لیکن بندہ خاص نے اُف نہ کی یہاں تک کہ اس کشتہ جفا کی روح ریاض قدس میں جا پہنچی۔ یہ واقعہ شہادت ۱۸ جمادی الآخر بروز جمعہ ۱۰۱۹ھ میں واقع ہوا۔ اس وقت سن شریف کا چونسٹھواں سال تھا۔

مزار اقدس تین روز تک آپ کی لاش وہیں پڑی رہی جہاں پہلے مرحلہ تھا۔ شہادت کے بعد آپ کی لاش کو ایک نہایت ہی بدبودار مقام پر ڈال دیا گیا۔ لیکن جس خون میں طہارت کے ذرات شامل ہوں۔ دنیوی نجاستیں اُسے تغیر نہیں کر سکتیں چنانچہ یہ اثر ہوا۔ کہ آپ کی لاش کے وہاں گرتے ہی تمام بدبوئیں خوشبو سے بدل گئیں۔ شہید سید کی روح نے اپنا تصرف دکھایا۔ صحرا مہکنے لگا۔ مشک و عنبر کی خوشبوئیں مہک رہی تھیں۔ شہر میں بھی جابجا اسی امر جدید یا کرامت آل رسول کے چرچے تھے۔ جوق جوق مردم زیارت کے واسطے آنے لگے۔ اہل عناد ملاؤں کو جب خبر ملی۔ تو منادی کرائی گئی کہ رافضی کے لاشے پر جانا گناہ ہے جو کوئی جائے گا سزا پائے گا۔ ایک ایرانی سردار جو اس زمانہ میں ریاست گوالیار میں ملازم تھا۔ جسے پیغمبر اسلام کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ زہرا نے خواب میں حکم دیا کہ میرے فرزند کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کر۔ وہ ایرانی سردار معہ اپنے رسالے کے فوراً آگرہ پہنچ کر جہانگیر سے اس لاش کی تجہیز و تکفین کی اجازت حاصل کر کے دفن کیا۔ فرقہ امامیہ میں مشاہد مقدسہ کے بعد یہ مزار بھی ایک ایسا متبرک مقام ہے جہاں شب و روز مومنین مجالس عزا برپا کرتے رہتے ہیں۔

جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی نے آپ کے سوانح زندگی میں جناب فردوس مآب کی ایک عبارت

ص۱۹ تا ص۲۱ پر اس طرح لکھی ہے۔ رئیس المتکلمین مولانا سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ صاحب عبقات الانوار ۱۲۷۰ھ میں آگرہ تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر ایک خط اپنے دوست مولوی علی حسن صاحب مرحوم کو لکھا جس میں قاضی صاحب کے مزار کا ذکر ذیل کی عبارت میں کیا ہے۔ یعنی "آگرہ میں زیارت مزیع مطہر و منور جناب قاضی سید نور اللہ مرقدہ کی زیارت سے فائز ہوا۔ یہ جناب علامہ شہید اور ولی رشید برگزیدہ و سعید بڑے عالم اور فائدہ بخشنے والے تھے۔ نہایت عالی فہم اور عمدہ کلام کرنے والے تھے۔ سردار بزرگ اور عالم تبحر و رست کار تھے۔ اسرار کا سرچشمہ تھے۔ انوار کے معدن تھے۔ ان کے مقامات بلند اور ان کے کرامات روشن تھے۔ انہوں نے اصول و فروع دین کے مضبوط کرنے میں بڑی سعی کی علم کی قندیلیں اور شمعیں روشن کیں شریعت کے مکان محفوظ سے اعدا کو دور رکھا۔ منازل بلند آخرت کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی۔ شبہات شیاطین کو باطل کیا۔ حیرت زدہ لوگوں کو گمراہی کے مقامات لغزش سے بچاتے رہے۔ احقاق حق سے ہدایت کی راہیں واضح کیں۔ مکابرہ کرنے والوں کے سر توڑ دیئے۔ اُن کو پشہ سے زیادہ حقیر کر دیا۔ نواصب کے ظلم ظاہر کر دیئے۔ ان کو عذاب پائندہ سے معذب کیا۔ ان کی پوست شمشیر برہان سے کھینچ لئے۔ ان کو غم شدید میں مبتلا کیا۔ ان کے فضائل کا آوازہ تمام اطراف میں پھیلا۔ ہر میدان ان کے باران افادات سے سرسبز ہو گیا، یہ بڑے سندی سید اور متکلم مستند تھے۔ میری آنکھیں ان کے مزار کے دیکھنے سے روشن ہو گئیں۔ اور مجھ پر انوار حق اس کی چمک سے نمایاں ہو گئے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس مزار کو باطل عقیدہ رکھنے والا دیکھے تو مومن ہو جائے۔ اگر دل میں دخل رکھنے والا اس کا مشاہدہ کرے تو صاحب یقین ہو جائے اس روضہ سے سعادت کی خوشبوئیں پھیلتی ہیں اور شہادت کی معطر ہوائیں چلتی ہیں۔ انسان کا دل اگر پتھر کا بھی ہو تو وہاں نرم ہو جائے۔ اور ہر متکبر اس کی عظمت کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے باوصفیکہ یہ قبر پاک جس کی خوشبو پھیلتی رہتی ہے۔ ایسے حال میں ہے۔ کہ اس پہ تعمیر کی زینت اور آرائش کا سامان جیسے اور قبور پر ہے مطلقاً نہیں ہے۔

شجرہ نسب سیّد عبداللہ زاہد ابن امام زادہ سیّد حسین اصغر محدث ابن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

سید عبداللہ بن امام زادہ سید حسین اصغر محدث کے پسر سید ابوالحسن علی ان کے پسر سید امیر علی ان کے پسر سید جلال گنج علی ان کے پسر سید ناصر خسرو ان کے پسر سید احمد حسام ان کے پسر سید محمد ان کے پسر سید عابد ان کے پسر سید حامد ان کے پسر سید شاہ مذاق ان کے پسر سید احمد بیغم ان کے پسر سید احمد نور بخشی ان کے پسر سید احمد یوسف ان کے پسر سید قمر علی ان کے پسر سید علی نخواص ترمذی ان کے پسر سید مصطفےٰ ان کے پسر سید قاسم علی ان کے پسر سید جلال الدین ان کا مزار بھوگر منگ ضلع ہزارہ میں ہے۔ غالباً اولاد اسی نواح میں ہے۔

شجرہ نسب سادات حسینی الہمدانی قصبہ جلالی ضلع علیگڑھ اولاد شہزادہ سیّد حسین الاصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

شہزادہ سیّد حسین الاصغر محدث کا پسر سیّد عبداللہ زاہد ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد الحجہ و سیّد ابوالحسن ان کا پسر سیّد امیر علی ان کا پسر سیّد جلال گنج ان کا پسر سیّد ناصر خسروان کا پسر سیّد احمد حسام ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد عابد ان کا پسر سیّد شاہ ان کا پسر سیّد احمد ان کا پسر سیّد احمد نور بخش ان کا پسر سیّد احمد یوسف ان کا پسر سیّد قمر علی ان کا پسر سیّد علی خواص ترمذی ان کا پسر سیّد مصطفےٰ ان کا پسر سیّد قاسم علی ان کا پسر سیّد جلال ان بزرگ کا مزار مبارک مقام بہونگر منگ ضلع ہزارہ مرجع خواص وعوام ہے۔

(۲) سیّد محمد الحجہ کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد حسن ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد عبداللہ ان کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد محمد ثانی ان کا پسر سیّد محب اللہ ان کا پسر سیّد شرف الدین ان کا پسر سیّد یوسف ان کا پسر سیّد علی ان کا پسر سیّد محمدان کا پسر سیّد شہاب الدین ان کا پسر السیّد علی ہمدانی یہ بزرگ شہر ہمدان سے وارد ہند ہوئے۔ آپ کی نسل سے سادات قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ اور سادات موضع ڈھوڈھیال تحصیل چکوال ضلع جہلم ہیں۔ السیّد علی ہمدانی کا پسر سیّد محمدان کے صلب سے دو پسر سیّد علی و سیّد حسین ان کی اولاد موضع ڈھوڈھیال مذکور میں آباد ہے۔ اور سیّد علی کا پسر سیّد احمد ان کا پسر سیّد کمال الدین ان کا پسر سیّد مخدوم راہی ان کا پسر سیّد مبارک ان کا پسر سیّد معظم ان کا پسر سیّد مرتضیٰ ان کا پسر سیّد مطیع اللہ ان کا پسر سیّد امان محمد ان کا پسر سیّد ظہور علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد ولایت علی و سیّد مقصود علی ان کا پسر سیّد امداد علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد اجلال حسین و سیّد اقبال حسین ان کے صلب سے تین پسر سیّد غلام حسین و سیّد حیدر حسین و سیّد اسد حسین و سیّد کنیز عباس،

سیّد غلام حسین کے صلب سے دو پسر سیّد جعفر حسین لاولد و سیّد علی حسنین کے صلب سے سیّد محمد حسنین و دختران فاطمہ و سیّدہ خاتون و تسنیم فاطمہ اور سیّد محمد حسنین کے صلب سے تین پسر سیّد محمد سبطین و سیّد محمد ثقلین و جاوید حسین و دختر بنت عباس۔ اور سیّد حیدر حسن مذکور کے صلب سے چار پسر سیّد صادق حسین و مبارک حسین و رفاقت حسین و افضال حسین و دختر ظہور فاطمہ زوجہ سیّد جعفر حسین اور صادق حسین کے صلب سے تین پسر سیّد اقبال حسین و سیّد ابرار حسین و سیّد یاور حسین و دختران نعیم فاطمہ و نسرین فاطمہ۔

اور سیّد مبارک حسین کے صلب سے چھ پسر سیّد محمد حیدر و اسد حیدر ذوالفقار حیدر و وصی حیدر و شبیہ حیدر و سیّد علی حیدر و دختران مہ جبیں فاطمہ و نازنین فاطمہ و یاسمین فاطمہ۔

سیّد رفاقت حسین کے صلب سے تین پسر سیّد محمد عباس و سیّد ناصر عباس و سیّد حیدر عباس و دختران نسیم فاطمہ و انیس فاطمہ اور سیّد افضال حسین کی دختر مہدی بانو زوجہ سیّد اقبال حسین۔

سیّد اجلال حسین ولد سیّد امداد علی مذکور کے صلب سے چار پسر سیّد توکل حسین و سیّد مزمل حسین و سیّد تجمل حسین و سیّد کرار حسین

دو دختران شمیم فاطمہ زوجہ سید صادق حسین و مبین فاطمہ زوجہ سید مبارک حسین و امیر فاطمہ زوجہ سید امیر علی عرف آصف ولد کیپٹن سید ناظم حسین حسینی الترمذی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ چھتہ ضلع سہارنپور کے بطن سے ہنوز دو پسر سید ضیغم رضا عرف ناصر و سید کاظم رضا عرف آصف سید توکل حسین کا پسر سید عطیہ عباس۔

شجرہ نسب و سوانح حیات امام زادہ سیّد زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام

امام زادہ سید زید الشہید کی ولادت سنہ ۷۸ھ میں ہوئی ہے اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت ستائیس سال کے تھے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ زید الشہید اپنے بعض بھائیوں میں منتخب و افضل تھے ان میں سب سے زیادہ عابد، زاہد پرہیزگار، فقیہ، سخی اور شجاع تھے۔ کشف الغمہ میں خالد مولی ابن زبیر سے منقول ہے کہ ہم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ آنحضرت نے اپنے ایک بچہ زید نام کو اپنے پاس طلب کیا۔ وہ آتے ہوئے منہ کے بل گرا اور پیشانی میں چوٹ کھائی سید الساجدین اس کے چہرہ سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اعیذک باللہ ان تکون زید المصلوب بالکناسۃ پناہ ڈھونڈتا ہوں میں تیرے لئے خدا سے کہ تو وہ زید ہو جس کو کناسہ کوفہ میں دار پر کھینچیں گے۔ من نظر الی عورتہ متعمداً اصلی اللہ وجہہ النار۔ جو عمداً اس کی شرمگاہ کی طرف نگاہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بروز قیامت آتش جہنم میں جھلسے گا۔ آپ خانہ نشین اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اور کوفہ میں مقیم تھے۔ اہل کوفہ آپ کی کمال عزت کرتے تھے۔ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے یوسف بن عمر کوفہ و بصرہ کا حاکم تھا۔ اس حاکم کوفہ نے اندیشہ کیا کہ سید زید کا رسوخ اور اثر حکومت میں انقلاب نہ پیدا کر دے۔ اس لئے آپ کو شہر بدر کیا، ہزاروں کوفیوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ لیکن امام زادہ نے قبول نہ کیا اور کوفہ چھوڑ کر دشت سالم میں معاویہ بن زید بن حارث کی سرا میں ایک سال مقیم رہے۔ یوسف بن عمر حاکم کوفہ نے تہمت لگائی کہ سید زید اہل موصل کو اپنی مدد کے لئے دعوت دے رہے ہیں۔ اس بہانے سے اس نے سید زید پر فوج کشی کر دی۔ مجبوراً جناب سید زید دو ہزار ہمراہیوں کے ساتھ دلیرانہ مقابلہ کیا۔ دشمنوں کی جمعیت کثیر تھی نرغہ میں گھر گئے ایک تیر پیشانی پر لگا پہلے ہی بہت زخمی ہو چکے تھے گھوڑے سے زمین پر گرے ایک باوفا ملازم لاش کو اٹھا کر لے گیا اور پوشیدہ قبر کھود کر دفن کر دیا۔ یوسف ثقفی نے قبر کا نشان معلوم کرا کر قبر کھدوائی اور سر تن سے جدا کر کے ہشام کے پاس روانہ کیا۔ اور جسم کو سولی دی اور کچھ عرصہ کے بعد لاش کو جلا دیا گیا۔ آپ ۲ صفر سنہ ۱۲ھ کو شہید ہوئے بحار میں امالی سے نقل کیا ہے کہ فضیل نے کہا کہ میں بروز خروج جناب سید زید الشہید کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کی شہادت کے بعد میں مدینہ خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں پہنچا۔ آپ نے بلا لیا کہ میں کچھ عرض کروں فرمایا ہمارے عمو کا کیا حال ہے گریہ کی حالت میں عرض کی۔ وہ شہید ہو گئے فرمایا کیا۔ واللہ ان کو شہید کیا۔ میں نے کہا قتل کے بعد دار پر کھینچا۔ فرمایا تجھ کو قسم ہے خدا کی کیا درحقیقت ان کو دار پر کھینچا کہا نعم۔ یہ سن کر گریاں ہوئے۔ فرمایا اے فضیل تو نے میرے چچا کے ساتھ ہو کر دشمنوں پر جہاد کیا۔ عرض کی ہاں کیا فرمایا

کتنے کتنے اشخاص ان سے قتل کیے عرض کی چھ کس۔ فرمایا تجھے اس خونریزی میں شک تو نہیں عرض کی شک ہوتا تو کیوں مارتا۔ فرمایا خدا مجھے ان کے خون میں تیرا شریک گردانے قسم بخدا کہ زید شہید راہ خدا ہیں جیسے کہ امیر المومنین اور اُن کے اصحاب شہید راہ خدا تھے۔

امام زادہ سید زید الشہید، بعض مورخین نے آپ کی والدہ کا نام حوریہ دختر امیر مختار بن عبید اللہ ثقفی نے لکھا ہے اور بعض ام ولد لکھتے ہیں، آپ کے چار فرزند ہوئے۔ (۱) سید یحییٰ (۲) سید عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابویحییٰ (۳) سید حسین ذی الدمعہ (۴) سید محمد شہید اوریک دختر سعادۃ الحمیدہ۔

سید زید الشہید کی نسل ان کے تین معروف فرزندوں (۱) سید عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابویحییٰ (۲) سید حسین ذی الدمعہ (۳) سید محمد شہید سے جاری ہوئی پھلی پھولی اور عالم میں بڑھی۔ (۴) سید یحییٰ لاولد رہے۔

کتاب عمدۃ الطالب میں ابوالتقی عبداللہ بن اسامہ زیدی سے روایت ہے۔ کہ اس نے کہا میں ایک سال عدنان بن مختار کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ ایک رات ہم نے دیکھا کہ مسجد الحرام میں کچھ لوگ ایک سید حسنی کے گرد جمع ہو رہے ہیں ہم نے دریافت کیا اس کا کیا نام ہے کسی نے تبلایا کہ جعفر بن ابی البشر امام الحرام۔ سید عدنان نے مجھ سے کہا چلو اس کے پاس چلیں۔ قریب پہنچ کر میں نے سلام کیا اور سر کو اس کے بوسہ دیا چونکہ یہ شخص قصیر القامت تھا اس لیے بجائے سر کے میرا سینہ چوما۔ اور مجھ سے سوال کیا کہ تو کون ہے میں نے کہا تمہارا ایک پسر عم باشندہ عراق ہوں۔ کہا سید علوی ہے میں نے کہا ہاں۔

جعفر نے کہا حسنی یا حسینی یا محمدی یا عباسی یا عمری یعنی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی نسل امام حسنؑ و امام حسینؑ، محمد حنیفہ، عباس علمدار، عمران معروف عمر صرف پانچ کس سے جاری ہوئی تو کس کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا حسینی ہوں "جعفر نے کہا حسین شہید کی نسل فقط امام زین العابدین سے چلی۔ پھر اُن کے چھ اشخاص (۱) امام محمد باقر علیہ السلام (۲) عبداللہ باہر (۳) زید شہید (۴) عمر الاشرف (۵) حسین اصغر (۶) علی اصغر سے نسل جاری ہوئی تو کس کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا زید شہید کی اولاد سے۔

جعفر، زید شہید کا سلسلہ نسب تین اشخاص حسین ذی الدمعہ، عیسیٰ موتم الاشبال، و محمد شہید سے رواں ہوا۔ تم ان سے کس کی اولاد سے ہو۔ میں نے کہا۔ حسین ذی الدمعہ کی نسل سے۔

جعفر، حسین ذی الدمعہ کی نسل یحییٰ بن حسین و علی سے جاری ہوئی۔ تم ان میں کس کی اولاد ہو۔۔۔۔

میں نے کہا یحییٰ بن حسین کی نسل سے۔

جعفر، یحییٰ بن حسین ذی الدمعہ کا سلسلہ نسب سات اشخاص قاسم و حسن و حمزہ و عمرو محمد اصغر و یحییٰ و عیسیٰ سے جاری ہوا۔ تم ان میں کس کی نسل سے ہو۔

میں نے کہا۔ عمر بن یحییٰ کی نسل سے۔

جعفر، عمر بن یحییٰ کی اولاد دو شخص احمد محدث و محمد ابو المنصور سے چلی تم کس سے ہو۔

میں نے کہا۔ احمد محدث سے۔

جعفر، احمد محدث کی عقاب حسین نسابہ نقیب سے اور حسین مذکور کا سلسلہ نسب دو مرد زید و یحییٰ سے جاری ہوا تم ان سے کس کی اولاد سے ہو۔

میں نے کہا۔ یحییٰ بن الحسین نسابہ۔

جعفر، یحییٰ مذکور کی اولاد سے دو شخص ابو علی عمر و ابو محمد حسن اولاد و اعقاب ہوئے۔ تم ان میں کس کی نسل سے ہو۔

میں نے کہا۔ ابو علی عمر بن یحییٰ کی اولاد سے۔

جعفر، ابو علی عمر بن یحییٰ کی نسل تین مرد کی پشت سے اجراء پائی۔ ابو الحسین محمدؐ۔ ابو طالب محمد و ابو الصائم تو ان میں کس کی اولاد سے ہے۔

میں نے کہا۔ ابو طالب محمد بن ابو علی عمر بن یحییٰ کی اولاد سے۔

جعفر نے کہا تو تو ضرور عبداللہ بن اسامہ نسابہ ہے۔

میں نے کہا۔ بیشک میں پسر اسامہ موصوف ہوں۔

بہرحال متذکرہ عبارت سے معلوم ہوا کہ سید یحییٰ بن سید زید شہید لاولد تھے اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے بھی کتاب کنز الانساب معروف بحر الانساب کے ص۵۳ پر یحییٰ بن زید شہید کو لاولد لکھا ہے۔

(۱) سید یحییٰ بن سید زید شہید آپ کی والدہ کا نام ریطہ تھا۔ جو جناب محمد بن حنیفہ کی پوتی تھیں۔ سید زید الشہید کی شہادت کے بعد آپکو گرفتار کرنیکی غرض سے یوسف بن عمر ثقفی نے ایک فوجی دستہ مدائن کی طرف روانہ کیا کیونکہ سید یحییٰ بعد شہادت پدر بزرگوار مدائن کو چلے گئے تھے بعدہٗ آپ مدائن سے رے یعنی خراسان چلے گئے مگر جہاں جاتے آپ کو کوئی ٹھہرنے نہ دیتا، جنگلوں میں مارے مارے پھرتے آخر ابوحفص کی سرا میں بحالت تباہ مقیم ہوئے۔ وہاں سے نیشاپور پہنچے وہاں کے لوگ بھی ہمدرد نہ تھے۔ آخر میں مقام سرخس، چھ ماہ تک یزید بن عمر تیمی کے پاس مقیم رہے، ہشام کے حکم سے یوسف بن عمر ثقفی نے نصر بن سیار حاکم خراسان کو لکھا کہ یحییٰ کو ڈھونڈ کر گرفتار کرو۔ نصر کو آپ پر رحم آگیا، اور وہاں سے بھگا دیا۔ آپ وہاں سے گرگان کو چلے گئے۔ ہشام کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔ یہاں یوسف بن عمر کے حکم سے گرفتار ہو گئے تھے۔ لیکن ولید کے حکم سے رہا ہوئے۔ پھر سرخس چلے گئے۔ عبداللہ بن قیس نے نصر بن سیار کے حکم سے دوبارہ سرخس سے نکال دیئے گئے۔ غرضیکہ سید یحییٰ عجیب مصیبت اور پریشانیوں میں مبتلا تھے۔ افسران بنی امیہ آپ کو کہیں ٹھہرنے نہ دیتے تھے۔ جس جگہ پہنچتے نکال دیئے جاتے۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد مجبوراً ستر آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

عمرو بن زرارہ سپہ سالار نے نصر بن سیار کو لکھا۔

ہر چہار طرف سے فوجیں جمع ہو گئیں۔ عمر بن زراہ کی سرکردگی میں دس ہزار آدمیوں کا لشکر تھا۔ اس طرف یحییٰ کے پاس صرف ستر افراد تھے۔ سید یحییٰ کی رگوں میں خون ہاشمی کھول رہا تھا۔ شجاعت جدی ورثہ تھا۔ سید یحییٰ میدان کارزار میں

کود پڑے اور نہایت دلیری سے مقابلہ کیا اور بنی امیہ کے عظیم الشان لشکر کو شکستِ فاش دی جس میں دس ہزار سوار اور پیادے بھی تھے۔ آلات حرب اور سامان جنگ بہی کافی سید یحییٰ کے ہاتھ آیا۔ بنی اُمیہ کی فوج اس کثرت سے ماری گئی کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ سردار عمرو بن زرارہ کا سر کاٹ لیا گیا۔ جو کچھ فوج بنی اُمیہ کی بچ گئی تھی وہ بھاگ گئی۔ (تاریخ طبری جلد ۸ صد ۳۰ مطبوعہ مصر و تاریخ شیعہ کا ایک ورق علامہ ہندی لکھنوی)

سید یحییٰ بن سید زید الشہید کی بہادری اور تاریخ شجاعت کا ایسا کارنامہ ہے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ اس خونی معرکہ کے بعد سید یحییٰ، "ہرات" کی طرف چلے گئے۔ نسل سادات فاطمی کو مٹانے کی اسکیم کے تحت بنی اُمیہ نے دوبارہ لشکر کثیر تیار کیا اور سلطنت بنی اُمیہ کے گورنر اور دوسرے سرداران فوج سید یحییٰ کے قتل کرانے کی سازش میں مصروف ہوگئے۔ یہاں تک مقام جرجان پر دوبارہ ٹڈی دل لشکر نے سید یحییٰ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سید یحییٰ بھی سینہ سپر ہوگئے۔ آخر کار سنہ ۱۲۵ھ میں شہید کئے گئے اور آپ کا سر کاٹ لیا گیا۔ دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ کر بدن کو سولی دی گئی۔ پھر ولید کے حکم سے لاش کو دار سے اتار کر جلایا گیا۔ لیکن ان مظالم پر بھی بنی اُمیہ کا دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ خاکستر لاش ایک تھیلہ میں بھر کر ایک کشتی میں رکھوایا۔ اور ملازمین کو حکم دیا گیا۔ کہ کشتی کو دریا میں گھماتے پھرو۔ اور ایک ایک مٹھی راکھ یحییٰ کی نکال کر ہر طرف دریا میں پھینکتے رہو۔ چنانچہ اس کی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ وقتِ شہادت آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ اور سید یحییٰ بن سید زید الشہید لاولد شہید ہوئے۔ (تاریخ طبری جلد ۸ صد ۳۰۱ و عمدۃ المطالب بحوالہ سوانح عمری سید زید شہید مولفہ سید ذاکر حسین مطبوعہ حیدری حیدرآباد دکن صد ۵۱)

نوٹ:۔ پس واقعات متذکرہ سے ثابت ہوا کہ سید یحییٰ بن سید زید الشہید لاولد رہے۔ لہٰذا ان کی اجرار نسل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جن حضرات نے سید عبداللہ الحسین الملقب ابوالفراح واسطی کو سید یحییٰ بن سید زید الشہید کی نسل سے لکھا ہے۔ اُن کو اشتباہ ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سید ابوالفراح واسطی، سید عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ بن سید زید الشہید کے سلسلہ نسب سے ہیں۔ کنیت ابو یحییٰ کی وجہ سے سید یحییٰ بن سید زید الشہید انساب میں غلطی سے لکھا گیا۔

(۱) سید حسین ذی الدمعہ بن سید زید الشہید کی والدہ محسنہ دختر ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب تھیں۔ ان کے بطن سے تین فرزند متولد ہوئے۔ (۱) محدث حسین ابا عبداللہ (۲) سید علی شہید رسول (۳) سید یحییٰ محدث۔

سید حسین ذی الدمعہ بن سید زید الشہید، اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کے وقت ہفت سالہ تھے۔ ان کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے پرورش کیا اور علوم ظاہری و باطنی سکھلایا۔ ان کی تالیفات و تصنیفات بہت ہیں۔

اور شاگرد و اصحاب بھی بیت تھے۔ مقدس بزرگ اور صاحب کرامات تھے۔

سیّد یحییٰ محدث بن سیّد حسین ذی الدمعہ کی والدہ ملکہ دختر سید داؤد بن سیّد حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔ ان کے سات پسر سیّد قاسم و سیّد حسن و سیّد حمزہ و سیّد محمد اصغر و سیّد عیسیٰ و سیّد یحییٰ و سیّد عمر الاعلیٰ ان کے دو پسر سیّد محمد ابو منصور و سیّد احمد محدث ان کے دو پسر سیّد حسین نسابہ نقیب و سیّد حسن ظفر ان کے پسر سیّد علی زید ان کا پسر عبداللہ و دختر کلثوم زوجہ سید علی ککی بخطاب شاہ رہبر بن سید حسن ثانی بہ نسل امام زادہ سید حسین الاصغر محدث مذکور اور سید عبداللہ کا پسر سید ابو طاہر انکے پسر محمد طاہر انکے پسر سید عبداللہ انکے پسر سید ابو بکر انکے پسر سید عثمان انکے پسر سید کمال الدین ترمذی۔

علی زید	
عبداللہ	بی بی کلثوم زوجہ سیّد علی ککی بخطاب شاہ رہبر بن سیّد حسن ثانی ترمذی بہ نسل امام زادہ سیّد حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام

سیّد کمال الدین ترمذی یہ بزرگ ۵۸۵ھ میں وارد ہند ہو کر اولاً مقام سیلہ گڑھ متصل کیتھل ضلع کرنال قیام فرمایا بعدہ کیتھل سکونت اختیار کی۔ آپ کی آمد سے قبل سیادت پناہ امیر سیّد احمد زاہد سیوانوی سپہ سالار و رئیس ترمذ نے علاقہ سرہند کے کفار و مشرکین سے مقابلہ کر کے سیانہ پر قبضہ کیا۔ سیانہ متصل کیتھل اس وقت سرکار سرہند میں شامل تھا۔ تیرہ سال تک متواتر کفار و مشرکین سے مقابلہ ہوتا رہا۔ آخر سنہ ۴۰۶ھ میں خونریز جنگ ہوئی جس میں سیّد زید الملقب شاہ زیدان کے فرزند شہید ہوئے۔ اور دوبارہ سیانہ پر سادات عظام کا قبضہ ہوا۔ اس کے بعد آپ کی اولاد سے معرکہ ہوتے رہے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام بھی ہوتا رہا۔ سیّد کمال الدین ترمذی اور سادات سرداران سیانہ نے مل کر تبلیغِ اسلام کی مہم شروع کی۔ جس میں توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی ہزار ہا کفار و مشرکین مسلمان ہو گئے۔ سلطان شہاب الدین نے جس وقت قلعہ ہانسی کا محاصرہ کیا تو اس جنگ میں آپ کے فرزند سیّد ابراہیم بھی موجود تھے۔ سلطان شہاب الدین فتح یاب ہوا۔ لیکن سیّد ابراہیم شہید ہو گئے۔ ان کا مزار اندرون قلعہ ہانسی موجود ہے یہ مزار ملقب نشانچی کے نام سے مشہور ہے۔ اور آپ نے خاص کیتھل مستقل سکونت اختیار کی۔ اور ۱۴ رجب سنہ ۶۱۹ھ میں وفات پائی۔ سیّد کمال الدین کے گیارہ فرزند تھے۔ (۱) سیّد حسام الدین (۲) سیّد سعید الدین (۳) سیّد علیم الدین (۴) سیّد رکن الدین (۵) سیّد عزیز الدین (۶) سیّد نظام الدین (۷) سیّد ابراہیم شہید (۸) سیّد جلال الدین (۹) نصیر الدین (۱۰) نعمت الدین (۱۱) قطب الدین۔

(۱) سیّد حسام الدین مدفون کیتھل ان کی اولاد کیتھل و احمد آباد و فیض آباد میں آباد ہے۔ سیّد حسام الدین کے پسر عزیز الدین ان کے پسر حسام الدین ثانی ان کے پسر ابو علی ان کے دو پسر سیّد کریم اللہ و نعیم اللہ ان کے پسر سیّد ربیعہ ان کے پسر سیّد امان اللہ ان کے پسر سیّد محمود ان کے پسر عبد الرحمٰن اُن کے پسر سیّد حیدر اُن کے دو پسر سیّد سلطان و سیّد امان اللہ ان کے پسر علیم الدین ان کے تین پسر سیّد محمود و سیّد فتح محمد و محمد قاسم اور سیّد سلطان کے پسر سیّد ولی ان کے پسر سیّد حامد ان کے دو پسر احمد علی و سیّد باقر اُن کے دو پسر سیّد قمر علی و سیّد

غلام حسین وسید اکبر علی ۲، سید سعید الدین یمن کو چلے گئے تھے۔ پھر واپس مدارس مقیم ہوئے۔ اُن کی اولاد صوبہ مدارس میں رہتی ہے۔ ۳، سید علیم الدین قنوج ضلع فرخ آباد پہنچے۔ وہاں حاکم قنوج کے کسی عہدہ جلیلہ فائز ہوئے۔ سید شہاب الدین قنوجی انہیں بزرگ کی نسل سے ہوئے ہیں۔ آپ کے فرزند سید تاج الدین ان کے پسر سراج الدین ان کے دو پسر سید محمد و سید شریف الدین ان کے پسر سید ابو القاسم ان کے پسر علیم الدین یہ علیم الدین ثانی منصبدار پنجہزاری اور مورث سادات قصبہ بلانواں ضلع بارہ بنکی ہیں۔ آپ کی اولاد خاص بلانواں ضلع بارہ بنکی و بہوہ ضلع رائے بریلی وکٹوارہ ضلع کھیری لکھم پور میں آباد ہیں۔ اور یہاں کی سادات صاحب عظمت وجلالت ورؤسا ہیں ان میں بعض خاندان تعلقہ دار بھی ہیں۔ ان مقامات کے علاوہ قادر پور، سرائے سالم وسرائے میر و قرچیاں، وکھر کا پھول، ویورہ وغیرہ میں ان کی اولاد کثیر آباد ہے۔ سید علم الدین بن سید ابو القاسم کے پانچ پسر تھے۔ سید طیب وسید میران وسید فضل شاہ وسید قبول وسید ملوک ان کے تین پسر سید میران جی وسید پیرو وسید غلام مصطفےٰ ان کی اولاد سرائے میر قادر پور، مصطفےٰ آباد وغیرہ میں آباد ہے۔

اور سید محمد بن سید سراج الدین مذکور کے پسر سید عبد اللہ ان کے پسر سید احمد منجلی ان کے پسر سید شاہ ان کے پسر سید عبد الغفار ان کے پسر عبد المقتدر ان کے پسر سید نظام الدین تحفۃ الانساب ۴، سید رکن الدین نے مقام احمد آباد گجرات سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد وہاں آباد ہے۔

۵، سید عزیز الدین سنبھل شہید ہوئے۔ مزار ٹھٹھور میں ہے ۸، سید جلال الدین قصبہ مشرقی ٹھٹھور درو میلکھنڈ میں سکونت اختیار کی ان کی اولاد قصبہ ہذا میں آباد ہے ۹، سید نصیر الدین نے مقام ترہٹ متصل سلہٹ صوبہ آسام میں سکونت اختیار کی۔ ان کی اولاد ترہٹ ، عرک تک ، پہنچی ، قصبہ کنگر ، ضلع پرنیاں میں آباد ہے۔

شجرہ نسب سادات زیدی الواسطی گھوڑ یالہ والہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

امام زادہ سید زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام کے پسر سید حسین ذی الدمعہ ان کے پسر سید یحییٰ محدث ان کے پسر سید عمر الاعلیٰ ان کے پسر سید ابو منصور محمد ان کے پسر سید ابی عبد اللہ الحسین ان کے پسر سید ابو الحسن زید الحذری ان کے پسر سید داؤد ان کے پسر سید حمزہ ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید محمد ان کے سید حسین ان کے پسر سید یوسف ان کے پسر سید محمد اُن کے پسر سید علی ان کے پسر سید یوسف ان کے پسر سید محمد گیسو دراز ان کے پسر سید محمد اکبر ان کے پسر سید محمد اصغر ان کے پسر سید شاہ جعفر ان کے پسر سید صوفی ان کے پسر شاہ عبد اللہ ان کے پسر شاہ اسد اللہ ان کے پسر شاہ حفیظ اللہ ان کے پسر سید محمد ان کے پسر حاجی عبد الکریم ان کے پسر سید محمد صالح ان کے پسر سید محمد سلیم ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے چار پسر سید نواب شاہ وکرم شاہ و احمد شاہ و رحم شاہ۔

سید نواب شاہ نے دو پسر سید نیک عالم شاہ و حکیم سید محمد عالم شاہ اور کرم شاہ کے چار پسر عبد الکریم شاہ و عبد الغنی شاہ و عبد الحکم شاہ و عبد الواحد شاہ اور احمد شاہ کا پسر سید برکت علی شاہ اور سید رحم شاہ بن سید محمد شاہ کے دو پسر سید عطا محمد و سید محمد مسعود شاہ، یہ تمام گھوڑیالہ والہڑ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں آباد ہیں۔

شجرہ نسب سادات زیدی سامانہ تحصیل بھوانی گڑھ ریاست پٹیالہ بہ نسل امام زادہ سیّد حسین ذی الدومہ بن امام زادہ سیّد زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام

کی اولاد مقامات قصبہ سامانہ ریاست پٹیالہ، شاہ آباد، گھوڑیالہ والہڑ تحصیل ڈسکہ، پنڈ بہاؤ الدین، خانیوال، لیہ، علی پور۔

امام زادہ سیّد حسین ذی الدومہ کے صلب سے تین پسر (۱) سید علی (۲) سید محدث حسین ابی عبد اللہ (۳) سید یحییٰ محدث سیّد یحییٰ محدث کے صلب سے سات پسر سیّد قاسم و سیّد حسین و سید حمزہ و سید محمد اصغر و سید یحییٰ و سید عیسیٰ و سید عمر الاعلیٰ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید احمد محدث (۲) سید محمد ابو منصور ان کی اولاد مقام گھوڑیالہ والہڑ تحصیل ڈسکہ میں ہے۔

(۱) سید احمد محدث کے صلب سے دو پسر (۱) سید حسین ابو عبد اللہ نقیب نسابہ (۲) سیّد حسن ظفر ان کا پسر سیّد علی زید اُن کے صلب سے یک پسر سید عبد اللہ و دختر بی بی کلثوم زوجہ سیّد علی ککی بخطاب شاہ رہبر ترمذی بن سیّد حسن ثانی بہ نسل امام زادہ سیّد حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام اور سیّد عبد اللہ کا پسر سید ابو طاہر ان کا پسر سیّد محمد طاہر ان کا پسر سیّد عبد اللہ ان کا پسر سیّد ابو بکر ان کا پسر سیّد عثمان ان کا پسر کمال الدین ترمذی مدفون کیتھل ضلع کرنال اور (۱) سیّد حسین ابو عبد اللہ نقیب نسابہ کے صلب سے دو پسر سید زید و سیّد یحییٰ ابو الحسن اُن کے صلب سے دو پسر سید ابو محمد حسن و سید ابو علی عمر ان کے صلب سے تین پسر سیّد ابو الحسین محمد و سید ابو القاسم و سیّد ابو طالب محمد ان کا پسر اسامہ نسابہ ان کا پسر سیّد عبد اللہ، اور سید ابو محمد حسن کے صلب سے سیّد محمد ابو الحسن ان کا پسر سیّد شرف المحسن المحدث ان کا پسر عبد اللہ ابو الفضل جامی ان کا پسر سیّد نور الدین مبارک الغزنوی ان کا پسر سید عزیز اللہ اُن کا پسر سید منصور الحق ان کا پسر سیّد امیر کبیر ان کا پسر سید عزیز الدین یحییٰ اُن کا پسر سلطان العارفین سید قمر الدین ابو المکام ان کا پسر سیّد محمد جیسوری ان کا پسر سیّد نظام الدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید قمر الدین (۲) و سیّد صدر الدین ان کا پسر سیّد بدر جہاں ان کی اولاد شاہ آباد میں ہے۔

(۱) سیّد قمر الدین ان کا پسر مخدوم سیّد فرید الدین ان کا پسر برہان الدین اُن کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد عبد النبی (۲) سیّد عبد اللطیف (۳) سیّد عبد ابو المکارم ملقب بڈھا ان کا پسر سیّد محمد مبارک ان کا پسر سیّد محمد دانشمند ان کے صلب سے تین پسر سید عثمان و ابو بکر و عمر ہر سہ لاولد (۴) سید شاہ عبد الرزاق۔

(۲) سیّد عبداللطیف کے صلب سے چار پسر سیّد عبدالغفور و عبدالرحمٰن ہر دو لاولد و سیّد ابوالحسن عابد و سیّد عبداللہ دانشمند ان کا پسر شمس الدین ان کا پسر عبداللطیف ان کے تین پسر سیّد محمد درویش لاولد و احمد حافظ سیّد محمد اشرف ان کے دو پسر محمد شریف لاولد و عبداللطیف ان کا پسر محمد حنیف لاولد اور احمد حافظ کا پسر سیّد محمد ان کا پسر محمد دین لاولد اور سیّد ابوالحسن عابد کا پسر سیّد امان اللہ ان کے صلب سے تین پسر سیّد روح اللہ و حبیب اللہ و عبداللطیف کے صلب سے تین پسر سیّد عبدالعلی و محمد رضا و تاج الدین ان کا پسر سیّد مکارم علی ان کا پسر اکرم علی لاولد۔

سیّد محمد رضا کا پسر عبدالعلی ان کا پسر عبدالنبی لاولد سیّد عبدالعلی کا پسر محمد زمان ان کا پسر سیّد بدیع الدین لاولد اور سیّد حبیب اللہ بن سیّد امان اللہ کا پسران سیّد محمد زمان و عزیزالدین ان کا پسر سیّد نصر اللہ اور سیّد محمد زمان کا پسر سیّد فقیر اللہ ان کا پسر لقاءاللہ ان کا پسر ولباغ حسین ان کا پسر فتح حسین ان کا پسر محمد حسین ان کا پسر مظہر حسین ان کا پسر کرم حسین ان کا پسر سیّد اکبر علی اور سیّد روح اللہ بن سیّد امان اللہ کا پسر سیّد فاضل عرف بڈا ان کا پسر قطب علی ان کا پسر ولی اللہ ان کا پسر عبدالکریم ان کا پسر امیرالدین ان کے صلب سے تین پسر فضل علی و قلندر علی و جمال علی کا پسر باقر علی ان کا پسر سیّد جعفر حسین لاولد اور سیّد فضل علی کا پسر غلام عباس ان کے دو پسر سیّد رونق حسین لاولد و سیّد محمد ان کے صلب سے تین پسر سیّد عون محمد و سیّد دلبر حسن و سیّد مصطفےٰ حسین ہر سہ خانیوال میں ہیں۔

سیّد قلندر علی کے صلب سے چار پسر سیّد محمد علی و عالم حسین و ہدایت علی و دلبارع حسین ان کے دو پسر رونق حسین و فیض محمد اور ہدایت علی کے دو پسر شریف حسین و رباب حسین اور عالم حسین کے دو پسر قیصر حسین خانیوال و حامد حسین منڈی بہاؤالدین۔

سیّد محمد علی کے دو پسر علی حسن و محمد حسن ان کے دو پسر راحت حسین و ریاضت حسین اُن کا پسر سیّد اسد علی راحت حسین کے صلب سے تین پسر سیّد محمد علی و تصدق حسین و باقر حسین۔

(۴) سیّد شاہ عبدالرزاقؒ کا پسر شاہ بدرالدین ان کے صلب سے بارہ پسر صلاح الدین و صدرالدین و کمال الدین اصغر و جلیل احمد ہر چہار لاولد و سیّد عبداللہ و قطب علی و عبدالقادر و سیّد بڈا و سیّد احمد و سیّد طاہر و سیّد جمال و سیّد رضا عرف راجہ ان کا پسر عبدالمالک ان کا پسر قطب علی ان کا پسر سلطان علی ان کا پسر عبدالقادر ان کا پسر عبدالغفور ان کا پسر غلام شرف ان کا پسر بشارت علی ان کا پسر احمد علی ان کا پسر احمد حسن ان کے دو پسر سیّد مسعود و سیّد محمود ان کے دو پسر بشارت حسین و راحت حسین ہر دو لیہ میں موجود ہیں اور سیّد مسعود کے چار پسر مظفر حسین عرف اطہر و شمیم حیدر و خورشید اکبر و مصطفےٰ حیدر۔

سیّد جمال مذکور کے مبارک علی و عبدالوہاب و فیض اللہ و نعمت اللہ ان کا پسر قاسم علی ان کا پسر عزیز اللہ ان کا پسر سوندھو ان کا پسر بشارت علی ان کا پسر نوازش علی ان کے دو پسر احسان علی و عنایت علی ان کے دو پسر مسلم حسین و تفضل حسین۔

احسان علی کا پسر علی حسن ان کے دو پسر دلبر حسن و سیّد حسن ان کے دو پسر اطہر حسین و سبط حسین ان کے صلب سے پانچ پسر سیّد سبطین مصطفےٰ و حسنین مصطفےٰ و ثقلین مصطفےٰ و نوازش علی و احسان علی و دختران نرجس خاتون و احسان فاطمہ اور سیّد فیض اللہ سید جمال انکے صلب سے دو پسر سید نصر اللہ و جہانگیر انکا پسر سید محمد اسماعیل انکا پسر سلطان محمد انکا پسر سید جہانگیر اور سید نصر اللہ کا پسر علاؤالدین انکے دو پسر کمال الدین و سید جمال الدین ان کے صلب سے

تین پسر سید نوازش علی و سید محمد نقی و سید بدرالدین۔

سید کمال الدین کا پسر سید شاہ محمد ان کا پسر سید نور محمد ان کا پسر یوسف علی ان کا پسر سید جہانیاں بخش ان کے صلب سے تین پسر سید غلام شرف و سید غلام حیدر و سید غلام نبی ان کا پسر اکبر علی ان کا پسر اصغر علی۔

سید غلام حیدر کا پسر سید امام علی ان کا پسر سید باقر علی ان کا پسر سید ذاکر علی۔

سید غلام شرف کا پسر سید امیر علی ان کا پسر سید عنایت علی ان کا پسر سید محمد حسین۔

شجرہ نسب سادات دہلوے علاقہ بہار و اکبر آبادی و عظیم آبادی

سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام کے پسر سید یحییٰ محدث ان کے پسر سید عمر الاعلی ان کے پسر سید احمد محدث ان کے پسر سید حسین نسابہ نقیب ان کے پسر سید یحییٰ ثانی ان کے پسر سید ابو محمد حسن فارس ان کے دو پسر سید علی و سید اسماعیل ان کے پسر سید حسین زاہد ان کے پسر سید رحمت اللہ ان کے پسر سید محسن ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید اسد اللہ ان کے پسر سید عبداللہ طوسی ان کے پسر سید عمران کے پسر سید حسین طوسی ان کے پسر سید یوسف ان کے پسر سید حسن ان کے پسر سید مصطفےٰ ان کے پسر سید مجتبیٰ دہلوی ان کے پسر سید احمد ان کے سید محمد سہروردی موضع دہلوے علاقہ بہار ہیں آباد اور سید علی ولد سید ابو محمد حسن فارس کے پسر سید اسماعیل ان کے پسر سید حسن زاہد ان کے پسر سید احمد ان کے پسر ابوبکر ان کے پسر سید احمد طاہر ان کے پسر سید مختار ان کے پسر سید محمد جعفر زیدی ان کے پسر سید حامد واسطی ان کے پسر سید قاسم واسطی مزار عظیم آباد ان کے پسر سید حسن ان کے پسر سید احمد ان کے پسر سید زین العابدین المعروف محمد پیر ومڑیہ ان کے پسر سید رکن الدین و مڑیہ ان کے پسر سید حمزہ دمڑیہ ان کے پسر سید ممتانہ پیر دمڑیہ ان کے پسر سید نظام الدین بندگی۔

قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی کے سادات زیدی سید ابو الفراح بن سید محمد اصغر بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

مصنف عمدۃ السادات بروایت تاجدین یہ لکھتے ہیں کہ سید ابو الفراح نام کے دو بزرگ ہیں۔ ایک نسل سید محمد اصغر بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید الشہید کی اولاد سے اور دوسرے سید ابوالفراح واسطی نسل سید عیسی موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ بن سید زید الشہید کی نسل سے۔

۲) شجرہ نسب نسل سادات زیدی الواسطی سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ بن امام زادہ سیّد زید الشہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

۲) سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ، اپنے پدر بزرگوار امام زادہ سیّد زید الشہید کی شہادت کے بعد بنی اُمیہ کے ظلم و جور سے خائف ہو کر مختلف آبادیوں میں پھرتے تھے۔ آخر شہر کوفہ میں رہائش اختیار کی اور کوفہ میں ہی پانی کھینچ لینے کا کام اختیار کر لیا تھا۔ اور وہیں کسی قبیلہ میں شادی کی۔ اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض امیمہ یا میمونہ لکھتے ہیں۔ سلاطین بنی اُمیہ کے خوف سے اپنا نام ونسب ظاہر نہ کرتے تھے کیونکہ بنی اُمیہ سادات بالخصوص سیّد زید الشہید کی اولاد کے جانی دشمن تھے۔ اسی لئے اہلِ کوفہ آپ کے حسب ونسب سے واقف نہیں تھے۔ جس سقہ کے یہاں ملازم تھے وہ مالدار تھا اُس نے اپنے لڑکے کے لئے سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کی لڑکی سے شادی کا پیغام بھیجا کیونکہ سیّد صاحب کا زہد و تقدس کوفہ میں مشہور تھا۔ سیّد عیسیٰ رشتہ کا پیغام سن کر پریشان و بدحواس ہو گئے اور سوچنے لگے کہ آج خاندانِ رسالت کی یہاں تک ذلت ہونے لگی کہ سیدانی ایک غیر سیّد کی زوجیت میں جائے۔ آخر گوشۂ تنہائی اور شبِ تاریک میں درگاہ قدس میں التجا کہ بار اللہ تو خوب واقف ہے کہ میں سیّد اور سقہ غیر سیّد ہے یہ عصمت و حرمت سادات کا سوال ہے۔ یہ وقت میرے لئے بہت کٹھن ہے۔ تو عالم غربت اور تنہائی کا مددگار ہے میری اس لڑکی کو دنیا سے اٹھا لے تاکہ عصمت و حرمت سادات محفوظ رہے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور سیّد عیسیٰ کی دختر فوت ہو گئی۔ کتاب عمدۃ المطالب ص ۲۷۸ بحوالہ تاریخ آئمہ۔

سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ، کے چار پسر پیدا ہوئے ۱) سیّد محمد ۲) سیّد احمد مختفی ۳) سیّد حسین عصارہ ۔ ۴) سیّد زید آپ کا مزار قندھار سے بفاصلہ تین میل قریہ "دلکان" میں مرجع عالم ہے۔ صاحب کرامات بزرگ ہیں۔ مزار پر زائرین کی مدام آمد و رفت رہتی ہے۔

۱) سیّد محمد ان کے پسر سیّد علی ان کے پسر سیّد حسین ان کے پسر سیّد علی عراقی ان کے پسر سیّد حسن زید الملقب سیّد حسین ان کے پسر سیّد علی ان کے پسر سیّد زید ثانی ان کے پسر سیّد عمران کے پسر سیّد زید ثالث ان کے پسر سیّد یحییٰ انکا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد ابو داؤد والمعروف سیّد داؤد ان کے پسر سیّد عبداللہ الحسین الملقب سیّد ابو الفراح واسطی نوٹ :۔ مصنف عمدۃ السادات بروایت تاج دین یہ لکھتے ہیں، کہ سیّد ابو الفراح دو ہیں۔ ایک نسل سیّد محمد اصغر بن سیّد یحییٰ بن سیّد حسین ذی الدمعہ بن زید الشہید اور دوسرے ابو الفراح نسل سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ بن سیّد زید الشہید ۔ نیز بعض شجرہ انساب میں سیّد عبداللہ الحسین الملقب سیّد ابو الفراح واسطی کو سیّد یحییٰ بن سیّد زید الشہید کی نسل سے لکھا ہے۔ حالانکہ

سیّد یحییٰ بن سیّد زید الشہید لاولد رہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ ابوالفراح واسطی مذکور سیّد عیسیٰ موتم الاشبال کنیت ابو یحییٰ کی نسل سے ہیں۔ اصل شجرہ نسب سے نقل کرتے وقت صرف کنیت سیّد یحییٰ لکھی گئی ہے (مؤلف)

سیّد عبداللہ الحسین الملقب سیّد ابوالفراح واسطی کے ورود ہند کے متعلق مختلف روایات قلمی شجرہ انساب میں پائی جاتی ہیں (۱) جب سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو آپ لشکر کے کسی جلیلہ عہدہ پہ فائز تھے۔ بعد فتح یابی آپ کو کلانور اور متعلقات بادشاہ کی طرف سے جاگیر میں عطا ہوا۔ دو صاحبزادہ مقام کلانور مقیم ہوئے۔ اور بعد ایک زمانہ کے آپ کی اولاد میں سے ابوالفتح و سیّد جلال تھن پور میں آباد ہوگئے۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے سلاطین وقت کے مظالم سے تنگ آکر مقام واسطہ کو خیرباد کیا اور معہ اہل و عیال غزنوی آباد ہوگئے۔ قاضی شیخ محمد حسن صدیقی مذہب امامیہ نانوتوی نے ۱۲۱۶ھ میں ایک قلمی کتاب "مبلغ ملت" کے نام سے لکھی ہے جس میں بزرگان ماسلف کے حالات اور ان کے کارنامے ہند میں آنے کے اسباب وغیرہ لکھے ہیں ان میں سادات عظام نانوتہ و بارہہ سادات کے بعض بزرگوں کے کارنامے سپرد قلم کئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ غزنوی کوہِ سلیمان کے وسط میں واقع ہے۔ البتگین کا داماد سبکتگین نے حکمران ہوکر سلطنت غزنویہ کو وسعت دی ادھر پنجاب کے راجپوتوں کو شکست دے کر پشاور کا الحاق کرلیا۔ اور دوسری طرف خراسان پر متصرف ہوگیا۔ جب ۳۸۸ھ میں سلطان محمود غزنوی تخت نشین ہوا۔ محمود بہترین سپہ سالار بے نظیر تدبر سلطنت کے ہونے کے علاوہ علوم و فنون کا بھی بڑا قدردان تھا۔ شیوخ و سادات علماء فضلاء سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس کا دربار اسلامی دنیا کے بزرگوں سادات و شعرا اور ارباب فضل و کمال سے بھرا رہتا تھا۔ ان میں حسن میمندی و سیّد ابوالفراح و سیّد الفراح واسطی و سیّد احمد زاہد سپہ سالار اور فردوسی جیسا باکمال شاعر اور بہت سے صاحبان علوم و فنون دربار کی زینت تھے۔ جب محمود نے افغانستان کے پہاڑوں سے اُتر کر ہندوستان کے میدانی قطعات میں بتدریج اپنی مہمات کا دائرہ وسیع کیا۔ تو ۳۹۳ھ میں سیّد احمد زاہد ترمذی لشکرِ کثیر دے کر ہند روانہ کیا اور ان کے بعد ۴۰۷ھ میں سیّد ابوالفراح واسطی کو ہند روانہ کیا۔ جہاں آپ میں روحانیت جلوہ نما تھی۔ وہاں شجاعت بھی آباؤ اجداد سے ورثہ میں پائی تھی۔ آپ نے فتوحات ملکی کے بعد مع اہل و عیال مقام "بلاس پور" مضافات دہلی بود و باش اختیار کی۔ محمود غزنوی نے ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۴ء تک ہندوستان پر بارہ حملے کئے ان حملوں سے مسلمانوں پر ہندوستان کا دروازہ کھل گیا۔ اور پنجاب کا مستقل طور سے افغانستان سے الحاق ہوگیا۔ یہی سلسلہ زیادہ تر مسلمانوں کی آمد و رفت کا رہا۔ گجرات کے دارالحکومت انہلواڑہ کو فتح کرکے سومنات کو فتح کیا۔ اس معرکہ کے بعد سلطان محمود غزنوی واپس ہوگیا۔ سیّد ابوالفراح واسطی بھی معہ اپنے ایک فرزند سیّد ابوالفاصل واسطہ کو واپس ہوگئے۔ اور چار فرزند ہندوستان میں مقیم رہے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) سیّد ابوالفضائل (۲) سیّد داؤد (۳) سیّد ابوالفراس (۴) سیّد نجم الدین عرف معزالدین۔

نوٹ :- مصنف عمدۃ السادات بروایت تاج دین یہ لکھتے ہیں کہ سیّد ابوالفراح نام کے دو بزرگ ہیں۔ ان ایک

متذکرہ سید ابوالفراح واسطی بن سید ابوداؤد بہ نسل سید عیسیٰ موتم الاشبال بن امام زادہ سید زید الشہید اور دوسرے سید ابوالفراح بن سید محمد اصغر بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذی الدمعہ بن امام زادہ سید زید الشہید غرض کہ ان چاروں برادران نے معہ ایک جمعیت کے ساتھ سندھ میں بود وباش اختیار کی۔ (۱) سید ابو الفضائل نے مقام چھت بنوڑ رہائش اختیار کی۔ اس وجہ سے ان کی اولاد آج تک چھاتروڑی کے لقب سے موسوم ہے۔ اور سید داؤد نے مقام کونڈلی والہ بود وباش اختیار کی۔ ان کی اولاد کونڈلی وال کے لقب سے مشہور ہے۔

(۳) سید ابوالفراس نے مقام جاجیڑ رہائش اختیار کی اس وجہ سے اُن کی اولاد جیجیڑی کے لقب سے ملقب ہے۔

(۴) سید نجم الدین عرف معزالدین مقام تھن پور آباد ہوگئے اس بنا پر ان کی اولاد تھن پوری کہلاتی ہے۔

شجرہ نسب سید ابوالفراح واسطی کی اولاد سادات بارہ ضلع مظفر نگر کا حسب ذیل ہے

سید ابوالفراح واسطی کی اولاد ضلع مظفر نگر کی بستیوں کے علاوہ ہندوپاک کے دوسرے مقامات پر بھی آباد ہے سید ابوالفضائل وسید داؤد وسید ابوالفراس وسید نجم الدین برادران اور ان کے ساتھیوں کا دیہات مذکورہ پر پورا پورا تسلط ہو گیا۔ تو اردگرد کے راجپوت اور جاٹوں اہلِ ہنود نے مذہبی تعصب کی بناء پر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور یہ سلسلہ ان کی اولاد تک قائم رہا۔ آخرکار سادات اور اہلِ ہنود میں کھلم کھلا مقابلہ شروع ہوگیا قاضی محمد حسن لکھتے ہیں کہ سادات رفیع الدرجات کا نصب العین صرف تبلیغ اسلام اور اسلامی حکومت کو مستحکم کرنا تھا۔ سلطان محمود غزنوی سے لے کر تا زوال سلطنت مغلیہ تک ہمیشہ شاہان اسلام کے وفادار اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ جب راجپوت جاٹ وغیرہ سادات کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور شکست پر شکست کھاتے رہے تو مجبور ہوکر ان کے ایک وفد نے دہلی جاکر سکندر لودھی بادشاہ دہلی کو شکایت کی کہ سادات ایک کثیر جماعت کے ساتھ بہت سے دیہات فتح کر چکے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ دہلی پر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔ تاکہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو۔ جس وقت سکندر لودھی کو یہ اطلاع ملی کہ سادات میرے مقابلہ پر نبرد آزما ہونا چاہتے ہیں تو اس نے غیض وغضب میں آکر پچاس ہزار کا لشکر جرار تیار کر کے سادات کی بیخ کنی کیلئے روانہ کرنا چاہا۔ اسوقت شاہی دربار میں ایک بزرگ سید تتھو شاہ بخاری بہلول لودھی کے وزیر موجود تھے۔ نہایت نیک صالح اور معمر بزرگ تھے سکندر لودھی کو سمجھایا کہ بغیر کسی تحقیق کے سادات کے خلاف ایسا سخت قدم نہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ سادات اسلام کے خلاف علم بغاوت نہیں اٹھا سکتے آپ خفیہ طریقہ سے اصل حالات معلوم کرائیں چنانچہ بادشاہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور بہت سے جاسوس اصل واقعات معلوم کرنے کیلئے تعینات کیے۔ کچھ عرصہ کے بعد تحقیق سے ثابت ہوا کہ اہلِ ہنود راجپوت، جاٹ، گوجر وغیرہ سرغنہ افراد اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کی سازش میں مصروف ہیں اور سادات ان باغیوں کی سرکوبی کر کے اسلامی حکومت کو تقویت پہنچا رہے ہیں اس وقت باغیوں کا گروہ قلعہ ہستنا پور وگڑھ مکتیشر پر حملہ آور ہو رہے تھے سادات نے ان باغیوں کو تہ تیغ کیا۔ بادشاہ کو جب اصل حالات معلوم ہوئے نہایت خوش ہوا۔ اور سادات عظام کو خلعت فاخرہ کے علاوہ گنگا وجمنا کے درمیان کا

کچھ علاقہ بطور جاگیر میں عطا فرمایا۔ ان چاروں برادران کی اولاد نے باہمی مفاہمت سے دیہات تقسیم کر لیے۔

وجہ تسمیہ سادات بارہہ گنگا جمنا کے درمیانی علاقہ کو دوابہ کہتے ہیں جس میں سہارنپور مظفر نگر، میرٹھ اضلاع واقع ہیں۔ یہ اضلاع آب و ہوا زرخیزی کیلئے باعث افتخار ہیں یہ وہ خطہ ہے جو ہمیشہ تہذیب و شائستگی اور دینی و دنیوی ہر علوم و فنون کا مسکن رہا۔ دنیوی اعتبار سے سادات بارہہ کو سلاطین دہلی کے امراء وزراء اور درباریوں میں خاص مقام حاصل تھا۔ بارہہ سادات کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ برسر اقتدار سادات دربار دہلی میں مقیم رہتے تھے وہ سادات شہر والے کہلاتے تھے۔ اور جو بیرون شہر دہلی رہتے تھے۔ وہ باہر والے کہلاتے تھے۔ لفظ باہر کی مناسبت سے سادات باہرہ مشہور ہوگئے۔ ایک روایت قدیمہ سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ برسر اقتدار سادات کے نام جو فرمان شاہی جاری ہوتے تھے ان میں خطابات سیف الملوک، عساکر ظل الہٰی، قوت بازوئے شہنشاہی، عمدۃ الامراء معتمد السلطنت، شمع شبستان مرتضوی مظفر الدولہ، بہادر ظفر جنگ باہرہ، زبدۂ خاندان سادات الباہرہ وغیرہ ہے بادشاہ کے اس خطاب سادات الباہرہ کی وجہ سے سادات باہرہ مشہور ہوا، یہی وجہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

(۱) سید ابوالفضائل کی نسل میں سید فخر الدین نے راجہ سنبل والی سنبلھیڑہ کو شکست دے کر سنبلھیڑہ پر قابض ہوگئے۔ اس لئے سادات چھاتروڑ کا تعلق سنبھلہیڑہ سے ہے اور (۲) سید داؤد کی نسل میں سید عیوض علی نے راجہ ہنسا کو شکست دیکر مجھیڑہ پر قبضہ کیا اس لئے سادات کونڈلی وال کا منبع مجھیڑہ ہے، (۳) سید ابوالفراس کی نسل میں سید جعفر نے مقام بلیڑی سکونت اختیار کی اس لئے سادات چیجیڑی کا منبع بلیڑی ہے (۴) سید نجم الدین کی اولاد میں سے سید جلال المعروف خانمیر نے ڈھانسری سکونت اختیار کی اس لئے سادات تتن پوری کا نکاس ڈھانسری ہے لیکن ڈھانسری میں اب کسی سید کا گھر نہیں ہے اور نہ کسی عالیشان عمارت کا نشان ہے تتن پوری سادات مختلف مقامات پر آباد ہوگئے بسلسلہ زمینداری وغیرہ۔ بہرحال ہر چہار برادران کی اولاد علاوہ ضلع مظفر نگر کی بستیوں کے ہندوپاک کے مختلف مقامات پر آباد ہے۔

شجرہ نسب سادات زیدی الواسطی بارہوی اولاد سید نجم الدین المعروف سید معز الدین بن سید ابوالفراح واسطی

سید نجم الدین کی اولاد قصبہ جانسٹھ خاص مظفر نگر، منصور پور، کوال، سندھاولی، ویلنا، کھاتولی، بہاری، چتوڑہ، کمیڑہ، لدوہ، کھیڑی، چینڈہ کراچی، خیرپور (سندھ) میانوالی، لیہ، بھکر وغیرہ اور چاٹگام میں آباد ہے۔ سید نجم الدین بن سید ابوالفراح واسطی کے صلب سے یک پسر سید احمد الدین ان کا پسر سید فیض الدین ان کا پسر سید ابوصالح زریں ان کا پسر دیوان سید علی ان کا پسر سید ابوالقاسم کا پسر سید ابوالحسن ان کا پسر سید محسن علی پسر سید موسیٰ ان کا پسر سید جلال المعروف سید خان میر انہوں نے مقام تتن پور مقام ڈھانسری بود و باش اختیار کی۔ اسی بنا پر ان کی اولاد تتن پوری کہلاتی ہے نیز اب ڈھانسری میں کسی سید کا گھر نہیں ہے۔ سید خان میر کے صلب سے پانچ پسر (۱) سید عمر بزہ مورث سادات جانسٹھ وغیرہ (۲) سید یوسف العروف سید ہنسا مورث سادات مظفر نگر، منصور پورہ وغیرہ (۳) سید احمد مورث سادات کوال وغیرہ (۴) سید حسین مورث سادات چتوڑہ وغیرہ (۵) سید حمزہ مورث سادات کھیڑہ وغیرہ۔

سیّد ضمیر حسین ولد سیّد ہادی حسین زیدی مظفر نگری

حال آباد خیرپور میرس

ص ۵۴۹

(۱) سید عمر بزرگ کے صلب سے یک پسر سید محمد ان کا پسر سید حیدر ان کا پسر سید نصیر الدین ان کا پسر سید منصور المعروف سید حسن ان کے صلب سے چار پسر متولد ہوئے۔ (۱) سید کریم الدین خان اولاد قصبہ جانسٹھ (۲) سید جیون جون پٹی (۳) سید محمد ثانی مورث محلہ بدھ بازار قصبہ جانسٹھ (۴) سید فرض علی مورث محلہ شیش محل قصبہ جانسٹھ

(۱) سید کریم الدین خان کے صلب سے یک پسر سید محمد ملقب عبداللہ خان ان کے صلب سے آٹھ فرزند متولد ہوئے سید ناصر علی، سید جعفر علی و سید سراج دین ہر سہ پسر لاولد۔ سید سیف الدین علی خان و سید نجم الدین علی خان و سید نور الدین علی خان

نواب سید حسن علی خان ملقب عبداللہ خان نواب الملک فیروز جنگ یار وفادار ہفت ہزاری دیوان خاص دوزیر اعظم

سید حسین علی خان امیر الامرا سپہ سالار اعلیٰ یہ ہر دو برادران مثل اپنے آباؤ اجداد کے شجاع اور تلوار کے دھنی اور تبلیغ اسلام کو اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ جیسا کہ سادات نواح دہلی اضلاع کرنال وانبالہ وسہارنپور ومظفر نگر وغیرہ کی بستیوں کے ہمیشہ اسلامی حکومت کو تقویت پہنچاتے رہے۔ اور مخالفین حکومت کا مقابلہ کرتے رہے۔ سید عبداللہ خان وسید حسین علی خان وہ شجاع بزرگ تھے جنہوں نے اکثر کو دہلی کا تخت وتاج سپرد کیا۔ اور اسی وجہ سے سادات بارہ تاج گر مشہور ہوئے۔ چنانچہ جس زمانہ میں معز الدین جہاندار شاہ اپنے بھائیوں کو شکست دے کر تخت نشین ہوا۔ تو شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے دور حکومت میں جہاندار شاہ کے چھوٹے بھائی عظیم الشان کا لڑکا فرخ سیر بنگال کا صوبہ دار تھا۔ جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ تخت دہلی کے تنازعہ میں اس کا باپ مارا گیا۔ تو اس زمانہ میں سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد اور سید حسین علی خاں بہار کے ناظم تھے۔ بقول قاضی محمد حسن نانوتوی ان دونوں برادران کے اعمال میں سادات بارہ۔ نانوتہ، ساڈھورہ۔ چلکانہ۔ سیانہ وغیرہ بڑے بڑے باکمال شجاع اور فنون سپاہ گری میں یکتا تھے۔ اور ان صوبوں میں سادات کا بہت اثر ورسوخ تھا۔ فوراً فرخ سیر ان دونوں برادران سے التجا کی کہ اس وقت آپ میری پوری مدد کریں۔ ان دونوں برادران نے سادات بارہ، نانوتہ، ساڈھوڑہ، چلکانہ، سیانہ وغیرہ کے نامور بہادر سرداراں کو منتخب کر کے ایک لشکر فرخ سیر کی امداد کو بھیجا بالآخر فرخ سیر اور جہاندار شاہ کے لشکروں میں مقام کھجوا خونریز جنگ ہوئی طرفین کے بہت افراد ہلاک ہوئے۔ غرض فرخ سیر کو فتح ہوئی۔ اور جہاندار شاہ شکست کھا کر آگرہ بھاگ گیا۔ آگرہ تک فرخ سیر کے لشکریوں نے تعاقب کیا انجام کار جہاندار شاہ مارا گیا۔ اور فرخ سیر تخت دہلی پر متمکن ہوا یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر سید عبداللہ خان وسید حسین علی خان چاہتے تو خود تخت دہلی پر قابض ہو سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے تخت دہلی کو ٹھکرا کر وفاداری کا ثبوت دیا۔ فرخ سیر نے اگرچہ ابتداً اس صلہ میں سید عبداللہ خان کو دیوان خاص دوزیر اعظم، اور سید حسین علیخان کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔ لیکن دیگر امرائے سلطنت اور درباریوں کی سازش سے فرخ سیر منافق ہو گیا۔ اور ظاہراً اسی طرح پیش آتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد شاہ کے عہد میں سید حسین علیخان کو ایک شخص نے عرضی پیش کرتے وقت قتل کر دیا۔ اور عبداللہ خان کو قلعہ میں مقید کر کے زہر دے کر شہید کیا۔ اور سلاطین وقت نے سادات کے خون سے ہاتھ رنگین کر لئے۔ یہ تھی فرخ سیر کی احسان فراموشی اگرچہ سادات کو شہید کرا دیا لیکن سلطنت مغلیہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

سید سیف الدین علی خان بن سید محمد ملقب عبداللہ خان جانسٹھ کے صلب سے آٹھ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید معظم علی خان

(۲) سید امام الدین علی خان (۳) سید قمر الدین علی خان (۴) سید محمد تقی (۵ تا ۸) طالب علی خان و غالب علی خان و نصرت علی خان و فتح علی خان ہر چہار پسران لاولد رہے۔

(۱) سید معظم علی خان کے صلب سے دو پسر سید غضنفر علی خان و سید علی حسین خان ان کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے سید حسن علی خان و سید حیدر حسن و سید محمد حسن خاص لکھنو آباد ہیں و سید غلام عباس ان کا پسر سید مسیت علی لاولد

سید حیدر حسن کے صلب سے تین پسر سید اقبال حسین لاولد و سید ولی محمد و سید مدار حسین ان کے دو پسر سید حسن و سید علمدار حسین ان کا پسر ابرار حسین ان کا پسر سید محمد حیدر اور سید حسن کا پسر سید عاشق حسین ملقب غامی۔

سید ولی محمد کا پسر سید محمد سبطین ان کا پسر سید صادق حسین ان کے صلب سے دو پسر سید ذاکر حسین و سید چاند میاں۔

سید حسن علی خان کے صلب سے چار پسر سید امام علی و سید سراج دین ہر دو لاولد و سید خادم حسین واقبال حسین ان کا پسر جواد حسین ان کی دختر شہر بانو۔ سید خادم حسین ان کا پسر سید معظم علی ان کے دو پسر سید حسین احمد و سید علی حسین کے صلب سے چار پسر سید منظور عالم و سید منظر حسین ہر دو لاولد سید محمد احسن و سید ناصر عباس ان کی دختر نصیر زہرہ ہر دو برادر شہر کراچی آباد ہیں۔ سید حسین احمد مذکور خاص، خیر پور میرس، محلہ لقمان آباد ان کے سادات فرزند سید تطہیر حسین و سید اظہار حسین و حمید حسین کراچی آباد ہیں۔ سید محمد عباس و سید انصار حسین، و امیر احمد و سید نفیس خیر پور میرس آباد ہیں۔

(۲) سید امام الدین علی خان مذکور کے صلب سے تین پسر اولاد علی لاولد سید دلاور علی و سید محمد علی ان کا پسر یوسف علی۔ سید دلاور علی کے دو پسر سید احمد علی و سید نثار علی ان کی دختر زبانی بیگم و سید احمد علی کا پسر سید گھسیٹا۔

(۳) سید قمر الدین علی خان مذکور کے صلب سے یک پسر سید کرامت علی ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ سید ذو الفقار علی خان و سید رستم علی خان ان کے صلب سے چھ پسر سید ارشاد علی لاولد و سید بشارت علی سید محمد بخش و سید احمد بخش و سید فرزند علی خان و سید دلاور حسین۔

سید بشارت علی کے صلب سے تین پسر سید محمد احسن و سید محمد جان و اخلاق حسین ان کے تین پسر فضل حسن و فیض حسن و ظفر حسن سید محمد جان کا پسر احمد جان ان کا پسر امیر عباس اور محمد احسن کے صلب سے تین پسر سید حسین و عیوض علی و سید ابو الحسن سید سعید حسین کے صلب سے دو پسر سید ظریف حسین و سید حنیف حسین۔

سید ذو الفقار علی خان کا پسر سید اکبر علی خان ان کے صلب سے دو پسر سید آفتاب علی و سنگن علی۔ ان کے صلب سے تین پسر سید مہدی علی و حامد علی و عبد اللہ خان کے تین پسر اعجاز علی و ممتاز علی و حسن علی ان کا پسر سید محسن علی اور ممتاز علی کا پسر مشتاق علی اور حامد علی کے تین پسر ناصر علی لاولد محمد علی و سید کاظم علی ان کے دو پسر سید محمد علی و رضا علی سید مہدی علیخان کے صلب سے تین پسر سید حشمت علی و سید یوسف علیخان و سید شوکت علی انکے تین پسر سید اوسط علی و اکبر علی و امیر علی اور سید یوسف علیخان کے تین پسر شبیر علی و وزیر علی و شبیر علی سید آفتاب علی بن سید اکبر علی خان کے صلب سے سید اصغر علی و سید خورشید علی و سید احمد علی انکے صلب سے تین پسر سید ہاشم علی و سید کربلائی حسین اور سید خورشید علی کے صلب سے نواب سید مظفر علی

ان کا پسر سید سرفراز حسین اور سید اصغر علی کا پسر سید محمود علی ان کے تین پسر حیدر علی و فتح علی و قاسم علی ان کا پسر قیصر علی سید محمد بخش بن سید رستم علی خان ان کے صلب سے دو پسر سید الطاف حسین و سید عنایت حسین ان کا پسر الفت حسین ان کا پسر سید رفیق حسین ان کا پسر سید ظفریاب حسین اور سید الطاف کا پسر سید ذوالفقار حسین ان کے صلب سے چار پسر سید شفیق حسین و ذاکر حسین و سید حسن محمد و سید آل محمد.

سید احمد بخش بن سید رستم علی خان کا پسر سید امتیاز حسین ان کا پسر شفیع حسین ان کے تین پسر علی کوثر، علی نادر، علی امیر

۴۴، سید محمد تقی ولد سید سیف الدین علی خان کا پسر سید علی نقی ان کا پسر سید بہادر علی کے صلب سے دو پسر سید احمد حسن و سید محمد حسن ان کا پسر سید امام الدین ان کا پسر سید سجاد حسین کے دو پسر سید شجاعت حسین و حبیب حسین ان کے دو پسر سید اخلاق حسین و انصار حسین اور شجاعت حسین کے دو پسر سید انتخاب حسین و سید متجاب حسین. سید احمد حسن کے صلب سے دو پسر سید خادم حسین و سید عابد حسین کے صلب سے تین پسر سید ابراہیم حسین و محمد رضا و سید رعایت حسین ان کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین و سید ریاض حسین مقام چاٹگام (بنگال) آباد ہے۔

سید غلام حسین کے دو پسر سید صغیر احمد لاولد و سید غلام احمد ان کا پسر سید وصی احمد۔

سید محمد رضا کا پسر سید غلام رضا ان کے صلب سے چار پسر سید اسد رضا و سید باقر رضا و حسن رضا و سید امیر احمد سید خادم حسین کا پسر سید محمد شفیع ان کے صلب سے تین پسر سید شفیع احمد و سید عنایت الٰہی و سید ممتاز احمد ان کا پسر سید گلزار احمد ان کا پسر سید محمد میاں اور سید عنایت الٰہی کے صلب سے دو پسر سید حیدر رضا لاولد و سید انوار الٰہی ان کے صلب سے چار پسر سید صفدر حسین و [illegible] و سجاد حسین و سید ظل حسن، مقام خیرپور آباد ہیں. سید سراج احمد کے تین پسر نثار احمد و اصغر عباس اور سردار احمد ان کے دو پسر سرفراز حسین و سید شمیم حسین.

سید نجم الدین علی خان ولد سید محمد ملقب عبداللہ خان کے صلب سے تین پسر سید صمصام علی لاولد و سید زین الدین علیخان ولد سید شمس الدین ان کی دختر سیدہ صاحب جان زوجہ نصرت علی خان اور سید زین الدین علی خان کے صلب سے دو پسر سید ظفریاب علی و سید مسرور علی.

سید نور الدین علیخان ولد سید محمد ملقب عبداللہ خان کے صلب سے دو پسر سید طالب علی عرف سید نعمت علی و سید عالم علیخان معرکہ دکن میں کام آگئے سید طالب علی عرف سید نعمت علی کا پسر سید روشن علی ان کا پسر سید قاسم علی ان کے صلب سے تین پسر سید غلام علی و اکبر علی و سید بخت علی ان کے دو پسر سید نزاکت علی و سید غلام علی ان کا پسر سید محمد حسین اور سید نزاکت علی کے تین پسر سید علی و کفایت علی و سید شجاعت علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد حسین و دبیر حسین و سید مرتضیٰ حسین اور سید کفایت علی کے دو پسر شجاعت حسین و سید عنایت حسین سید اکبر علی کے دو پسر سید غلام حسن و حمید حسن ان کا پسر اعجاز حسین ان کے تین پسر سید مدد حسین و وحید حسین و بشیر حسین۔ سید غلام حسن کے دو پسر سید محمد حسین و شفقت حسین ان کے چار پسر سید مہر علی و امیر احمد و نذیر احمد و علی احمد عرف بندو سید غلام علی مذکور کے تین پسر سید مظلوم حسین و محسن علی و امتیاز حسین ان کے دو پسر سید محمد لقمان و سلطان حسین سید محسن علی کے دو پسر سید محمد عباس و سید مسلم حسین اور سید مظلوم حسین کے دو پسر سید فیروز علی و سید محفوظ علی ان کے صلب سے تین پسر

سید غلام احمد و سید حسن احمد و سید ظہور حسن۔

سید فیروز علی نے خیر پور میرس محلہ لقمان بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے پانچ پسر امید احمد و افوار احمد و ضمیر احمد و نذار حسین و کرار حسین۔

(۳) سید احمد بن سید خان میر مورث سادات کوال وغیرہ سید احمد کے صلب سے یک پسر سید ابوالحسن المعروف سید عبداللہ مدفون کوال ضلع مظفر نگر ان کے صلب سے دو پسر سید قطب علی و سید امجد علی ملقب دیوان تاتار خان و سپہ سالار جود چپور مدفون اجمیر ان کے صلب سے یک پسر سید علی اکبر ان کا پسر سید رستم علیخان ان کا پسر سید محبوب علی مدفون کوال ان کے صلب سے تین پسر سید صدرالدین عرف ہنگا و سید بدرالدین و سید کمال الدین عرف کلن ان کا پسر سید مظہر حسن۔ سید بدرالدین کے صلب سے دو پسر سید کاظم علی و کرم علی ان کے صلب سے چار پسر سید مظفر حسین و جمعیت علی و رحم علی و سید وزیر علی۔ سید صدرالدین کے دو پسر سید بندہ علی و سید ولایت علی اُن کا پسر سید اکبر علی۔

سید بندہ علی کے صلب سے تین پسر سید فضل حسین و سید غلام عباس و سید فرزند علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد رضا لاولد و سید عنایت حسین ان کے صلب سے تین پسر سید رحمت حسین و سید محمد نبی و تصدق حسین و دختر فقفہ زوجہ سید محمد ظفر رئیس جولی سید رحمت حسین کا پسر سید مختار نبی ان کے صلب سے دو پسر سید امیر حسین و افتخار حسین شہر کراچی آباد ہے۔ سید غلام عباس بن سید بندہ علی کے صلب سے تین پسر سید یوسف حسین و سید غلام علی و سید یعقوب علی ان کا پسر سید محمد جعفر سید غلام علی کا پسر سید وحید حسن اُن کے دو پسر سید کرم حسین و سید سعید حسن شہر کراچی آباد ہے۔

سید یوسف حسین کے صلب سے دو پسر سید ایوب علی و سید محبوب علی ان کے تین پسر سید شبیر حسین و صغیر حسین و امیر حسین ہر سہ لاولد سید ایوب علی کے صلب سے دو پسر سید نذیر حسین و سید تصور حسین ہر دو برادران مقام خیرپور میرس آباد ہیں

سید نذیر حسین کے صلب سے آٹھ پسر پیدا ہوئے۔ سید محمد جعفر و سید محمد عابد ہر دو لاولد و اور ریاض حیدر و محمد ساجد بھی لاولد ہیں۔ سید طاہر حسین و سید وزیر حیدر ہر دو برادر مقام گھمٹ ضلع خیر پور میرس آباد ہیں۔ و سید زاہد حسین و سید محمد محسن ان کے دو پسر سید نیئر حسین و سید قیصر حسین ہر دو لاولد

سید زاہد حسین کے صلب سے سات فرزند پیدا ہوئے۔ سید غلام حیدر و سید محمد مہدی و سید محمد اصغر و سید اقبال حیدر و سید افضال حیدر ہر پانچ فرزند خیر پور میرس محلہ لقمان آباد ہیں اور سید محمد اکبر و سید صفدر حسین شہر لاہور آباد ہیں۔

سید غلام حیدر کے چار فرزند سید نقی منتظر۔ سید نسیم حیدر و سید وصی حیدر و سید علی حیدر و دختر حسینہ پروین۔ سید محمد مہدی کے صلب سے چار پسر سید جمشید رضا و حسن مہدی و ظفر مہدی و حسین مہدی عرف چھبو و دختر کنیز زینت۔

سید محمد اصغر کے صلب سے تین پسر سید مظفر حسین و سید مظہر حسین و سید افتخار حسین و دختر پاکیزہ بیگم۔

سید تصور حسین ولد سید ایوب علی کے صلب سے تین پسر سید محمد محسن و سید مشتاق حسین و سید محمود حسن ان کے صلب سے دو پسر سید علی نواب و سید تقی نواب اور سید مشتاق حسین کے تین پسر سید محمد نواب و منظر نواب و فرخ نواب۔

سید فضل حسین بن سید بندہ علی کے صلب سے یک پسر سید حافظ علی ان کے صلب سے تین پسر سید مرتضیٰ حسین عرف جوائی، سید تجمل حسین و سید ذاکر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید محمد قاسم و سید شوکت حسین و سید ذوالفقار حسین عرف بندو۔

سید تجمل حسین کے صلب سے دو پسر سید حشمت حسین و سید وقار حسین شہر کراچی لالوکھیت آباد ہیں۔

(۴) سید یوسف عرف سید ہنسا بن سید خان میر مورث سادات خاص مظفر نگر و منصور پور وغیرہ سید یوسف عرف ہنسا کے صلب سے چھ فرزند ارجمند متولد ہوئے۔ (۱) سید کرم اللہ خان جو سادات جانسٹھ وغیرہ (۲) سید فیروز خان جو سادات سندیا۔ دلی و ویلنا وغیرہ (۳) سید حامد علی خان جو سادات بلاس پور وغیرہ (۴) سید یوسف لاولد (۵) سید ابوالحسن جو سادات بہاری وغیرہ (۶) نواب سید مظفر خان۔ خان جہاں سپہ سالار و منصبدار ہفت ہزاری مورث سادات مظفر نگر و منصور پور وغیرہ ان کے صلب سے چار فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔

(۱) سید منور علی خان المعروف لشکر خان (۲) سید منصور علی خان (۳) سید بدیع الزمان (۴) سید شیر زمان خان لاولد

(۶) نواب سید مظفر خان المعروف سید ابوالمظفر آپ کے سوانح حیات مختلف شجرہ انساب کے علاوہ تزک جہانگیری، تاریخ عالمگیری وغیرہ میں مندرج ہیں، معرکہ دکن میں آپ نے جس شجاعت و جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ وہ آپ اپنی نظیر ہیں مثلاً راجہ جھجار سنگھ بندیلہ۔ خانجہان خان لودی باغی اور دوسرے باغیوں کو شکست دے کر سلطنت مغلیہ کو وسعت دی۔ چنانچہ قلعہ جات فتح کئے۔ جہانگیر بادشاہ، شاہجہان بادشاہ نے دکن کے سلسلہ میں اعزاز و اکرام جاگیر اور خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا۔ آپ شجاع اور سخاوت کے علاوہ عابد و زاہد بھی تھے۔ ہمیشہ غربا، یتیم و مساکین و بیوگان کی اعانت فرماتے تھے ان کی ماہانہ تنخواہیں مقرر تھیں بقول سید روشن علی مولفہ سید التاریخ و ماثر الامراء آپ کے چوراسی دیہات معافی دوام اور تیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر ریاست گوالیار میں تھی باوجود اس قدر کثیر آمدنی کے اکثر مقروض رہتے تھے۔ جس کا سبب غربا، یتیم۔ مساکین۔ بیوگان کی اعانت کرنا تھا۔ خاص مظفر نگر و موضع خان جہاں آباد آپ نے ہی آباد کیا۔ آپ کی ابتدائی سکونت موضع بہاری تھی۔ جس میں عالیشان محلات تعمیر کرائے۔ محل خانجہانی کے نشانات اب بھی موجود ہیں۔ مظفر نگر میں بھی محل خانجہانی موجود ہے۔ آپ کا فرزند (۱) سید منور علی خان عرف لشکر خان نے اپنے نام پر منور پور آباد کیا۔ سید منور علی خان کے صلب سے پانچ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید نصر اللہ خان، مدفون موضع پنّیا پرگنہ بگھرہ ضلع مظفر نگر (۲) سید طٰہٰ (۳) سید وجیہ الدین خان (۴) سید ابوسعید خان (۵) سید عیوض علی خان ان کا پسر عظمت علی ان کے صلب سے تین پسر سید اسد اللہ لاولد و سید امان علی و سید عنایت اللہ ان کا پسر سید حسن لاولد اور

(۱) سید نصر اللہ خان مذکور کے صلب سے تین پسر سید فتح ظفر و نصیر اللہ خورد و سید محمود علی ان کے صلب سے تین پسر سید روشن علی و سید عبدالفراح و سید عبدالفتح ان کا پسر سید طفیل علی ان کے صلب سے تین پسر سید ابوالحسن و سید مظہر حسین و فضل حسین ان کا پسر محمود حسین مجنوں۔

سید مظہر حسین کا پسر سید حیدر حسن ان کا پسر لیاقت حسین اور ابوالحسن کا پسر محمد حسن ان کا پسر سید سلطان حسین۔ سید ابوالفراح کا پسر روشن علی ان کے صلب سے دو پسر سید اشرف علی و نوازش علی ان کے صلب سے چار پسر شمس الدین لاولد و جمال علی و عون علی و سید اعظم علی ان کا پسر لائق علی عرف بلاقی لاولد۔

سید عون علی کے صلب سے دو پسر احسان علی و رمضان علی ان کے دو پسر سید چھوٹا و نتھو۔

سید جمال علی کے صلب سے تین پسر سید عاشور علی و سید شفقت حسین و سید دلاور حسین۔

سید نصر اللہ خورد مذکور کا پسر سید غلام نبی ان کا پسر علی مردان ان کے صلب سے چار پسر سید مہدی حسین و عطا حسین و حسام الدین و امام الدین ان کے صلب سے تین پسر سید فیروز علی و امان علی و معظم علی ان کا پسر انور علی سید حسام الدین کے صلب سے چار پسر سید محبت حسین و فیض الحسن و مشتاق حسین و عباس حسین ان کے صلب سے دو پسر سید ابن حسن و زوار حسین اور سید محبت حسین کا پسر سید نذیر حسین!

سید فتح ظفر خان بن نصر اللہ خان کے صلب سے تین پسر سید شمشیر علی و سیف علی و ذو الفقار علی ان کے صلب سے چار پسر سید مقرب علی لاولد و قطب الدین و امداد علی و سید کرامت علی ان کے صلب سے تین پسر سید خادم حسین و تصدق حسین و سید فتح حسین ان کا پسر سید باقر حسین اور سید خادم حسین کا پسر قائم حسین ان کا پسر اختر حسین اور تصدق حسین کا پسر اشفاق حسین سید امداد علی کا پسر بہادر علی ان کا پسر قادر علی اور سید قطب الدین کے صلب سے دو پسر سید مدد حسین و سید خورشید علی ان کا پسر سید آفتاب علی اور سید مدد حسین کا پسر سید سرور حسین ان کے صلب سے چار پسر تجمل حسین و تفضل حسین و فیض الحسن و ظہور حسین اور سید شمشیر علی بن سید فتح ظفر خان کا پسر سید عنایت علی ان کے صلب سے دو پسر امام بخش و تنبر علی اور سید سیف علی مذکور کا پسر سید رحم علی ان کا پسر سید وصیت علی لاولد۔

(۳) سید وجیہہ الدین خان بن سید منور علی خاں کے صلب سے پانچ پسر سید منصور علی و معز الدین و غلام حسین و فخر الدین و سید غلام حسین ان کا پسر سید بندہ علی ان کے صلب سے دو پسر نجیب علی و فضل علی ان کے صلب سے دو پسر عنایت حسین و پناہ حسین ان کا پسر سید محب حسین اور عنایت حسین کے صلب سے دو پسر سید برکت علی و شفقت حسین اور سید نجیب علی کے دو پسر سید نظام علی و عطا حسین ان کا پسر سید فرزند حسین اور سید نظام علی کا پسر سید خادم حسین ان کے صلب سے تین پسر رفاقت حسین و قائم حسین و لیاقت حسین اور فخر الدین کا سید غلام محی الدین لاولد۔

سید غلام حسن کے صلب سے تین پسر سید شاہ عالم و بخشش علی و حیدر علی ان کا پسر ابو تراب حسین ان کا پسر غلام علی لاولد سید معز الدین کا محبوب علی ان کا پسر دلاور علی ان کا پسر ابو علی حسن ان کے صلب سے دو پسر مہدی حسن و مدد حسین سید منصور علی کے صلب سے دو پسر رحمٰن علی و حیات علی ان کے صلب سے چار پسر سید طالب علی و نوازش علی و مشرف علی و غلام علی ان کے صلب سے چار پسر باسط علی لاولد و اکبر علی و ولایت علی و اصغر علی ان کے صلب سے تین پسر غلام عباس و عنایت حسین و نور الحسن ان کا پسر سید حسن اور اکبر علی کی دختر خیر النساء۔

سید ولایت علی کا پسر اکرام الدین ان کا پسر فدا حسین ان کے صلب سے دو پسر کرار حسین و نثار حسین ان کا پسر صابر حسین مقام خیرپور میرس آباد سید مشرف علی کے صلب سے پانچ پسر شجاعت علی و خیرات علی اور امیر علی و سعادت علی و امیر حسن ان کے صلب سے دو پسر سید احمد حسن کاظم حسین و احسان حسین اور سعادت علی کے صلب سے تین پسر اولاد حسین و معظم حسین و مہدی احمد حسن۔

سید امیر علی کے دو پسر صادق علی و جعفر علی ان کا پسر فیض الحسن اور سید صادق علی کے تین پسر عبد العلی و مقبول حسین

وہاشم علی، سید نوازش علی بن سید حیات علی کا پسر افضل علی ان کا پسر رضا حسن ان کے صلب سے دو پسر سید ریاض حسین و سید عباس حسین ان کا پسر ذوالفقار حسین خیرپور میرس محلہ لقمان آباد ان کے صلب سے پانچ پسر سید اعجاز حسین و محمد حیدر و خورشید حیدر و وصی حیدر و امیر حیدر اور سید طالب علی مذکور کا پسر سید اشرف علی ان کا پسر اکرم حسین،

(۳) سید طٰہٰ بن سید منور علی خاں کا پسر سید مظفر الدین ان کے صلب سے دو پسر سید راحت علی و قادر علی ان کا پسر امام علی لاولد سید راحت علی کے صلب سے چار پسر بہادر علی و شہامت علی و حسن علی ہر سہ لاولد و سید قلندر علی ان کے صلب سے چار پسر سید علی شیر و حیدر حسن و سید عابد حسین ہر سہ لاولد و سید رحمت حسین مفقود الخبر۔

(۴) سید ابو سعید خان بن سید منور علی خان کے صلب سے تین پسر سید محسن علی و منور علی و حمید الدین ان کا پسر علی بخش لاولد سید منور علی کا پسر سید محمود علی کے صلب سے دو پسر سید محمد علی و سمند علی عرف سوندھی ان کا پسر مظہر علی ان کا پسر نثار علی ان کا پسر سید کاظم علی ان کا پسر امان علی ان کے صلب سے تین پسر ذوالفقار حسین و شفاعت علی و مومن علی سید محمد علی کا پسر سید مقصود علی ان کے صلب سے دو پسر منظور علی و طالب علی ان کے دو پسر قاسم علی و محفوظ علی ان کا پسر سید پیر علی اور قاسم علی کا پسر سید تراب علی اور سید منظور علی کے صلب سے تین پسر فتح حسین و علی حسین و حیدر حسن ان کے صلب سے تین پسر سید علی محمد و محمد زکی و فیض الحسن۔

سید علی حسین کا پسر رمضان علی ان کا پسر نبدو اور سید فتح حسین کا پسر سید عنایت حسین عرف بلاقی ان کا پسر مرتضےٰ حسین سید محسن علی مذکور کا پسر اسلم حسین ان کا پسر سید ثابت علی ان کے صلب سے دو پسر سید فیروز علی و سید فرزند علی ان کے صلب سے دو پسر سید حسین علی و وارث علی ان کا پسر سید بہادر علی ان کا پسر سید محسن علی۔

سید حسین علی کے صلب سے تین پسر سید ذاکر علی و باقر علی و حسن علی ان کا پسر سید غلام عباس اور سید فیروز علی کے صلب سے تین پسر محسن علی و محمود علی و ظفریاب علی ان کے صلب سے دو پسر قربان حسین و ممتاز حسین اور سید محمود علی کے صلب سے تین پسر سید صفدر حسین و سید امتیاز حسین و سید مختار حسین،

(۵) نواب سید منصور علی خان بن نواب سید مظفر خان سپہ سالار و منصبدار ہفت ہزاری مدفون کھاتولی ضلع مظفر نگر آپ نے موضع بہاری سے منصور پور مستقل سکونت اختیار کی۔ منصور پور آپ نے ہی آباد کیا ان کے صلب سے یک پسر نواب سید رستم علیخاں ان کا پسر سید غلام محمد خان ان کے صلب سے تین پسر سید امیر علیخان جد سادات محلہ تہالی منصور پور و سید منصور علیخاں سادات جد محلہ دربار منصور پور و سید وزیر علیخاں جد سادات محلہ گڈھی منصور پور،"

سید وزیر علی خاں کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے چار پسر سید فرخند علی و سید تہور علی و سید محسن علی و سید قاسم علی اور زوجہ ثانیہ کی اولاد قصبہ کھاتولی میں ہے، سید قاسم علی کا پسر سید بخشش علی ان کی اولاد اناث باقی ہے،" سید محسن علی کے دو پسر ہدایت علی لاولد و اکرام علی ان کا پسر سید عنایت حسین ان کا پسر سید سخاوت حسین لاولد۔ سید تہور علی ان کا پسر مہتاب علی ان کے صلب سے تین پسر

سید خورشید حسین و غیاض الدین حیدر و ممتاز حسین ان کی اولاد اناث ہے سید غیاض الدین حیدر کا پسر سید ریاض الدین حیدر ان کے صلب سے دو پسر علی حیدر و امیر حیدر ان کے تین پسر نصیر حیدر و ضمیر حیدر و وزیر حیدر سید خورشید حسین ان کے صلب سے دو پسر منشی سید مظہر حسین و سید ظہور حسن ان کا پسر سید ابرار حسین شہر کراچی آباد۔

منشی سید مظہر حسین مدفون بھکر نے فسادات ہند ۱۹۴۷ء سے متاثر ہو کر بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی ان کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے دو پسر محمد محسن و محمد جعفر عرف بالو و دختران ریاض بانو زوجہ سید راغب حسین سکنہ سوانہ ضلع میرٹھ و ریاض فاطمہ زوجہ سرور حسین سکنہ سہارنپوری اور زوجہ ثانیہ زہرہ بیگم دختر حافظ سید انور علی سکنہ نانوتہ کے بطن سے دو پسر سید رضی جعفر و محمد کاظم و دختر نسیم بانو زوجہ افضل حسین سکنہ لیہ سید محمد محسن کی زوجہ عقیلہ دختر سید یوسف علی عرف کالہ سکنہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز چار پسر محمد سبطین و محمد ثقلین و محمد حسنین و ظفر حسنین سید محمد جعفر عرف بالو کی زوجہ نرجس دختر سید نثار حسین سکنہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز محمد رضا و اخلاق رضا۔

سید فرخند علی بن سید وزیر علی کے صلب سے دو پسر سید فرزند علی و صادق علی ان کے صلب سے تین پسر سید شمشیر علی و زبردست علی ہر دو لاولد و سید محمد حسین ان کا پسر سید حسین علی ان کا پسر سید حیدر عباس۔

سید فرزند علی کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین و علی حسین ان کے صلب سے تین پسر سید ہاشم علی و وزیر علی و قاسم علی ان کا پسر منور علی اور سید وزیر علی کے صلب سے دو پسر صغیر حسین و توقیر حسین ان کا پسر سید ظہیر حسین، سید صغیر حسین کے صلب سے دو پسر سید نثار حسین و انصار حسین اور سید ہاشم علی کا پسر منشی سید کاظم علی لیہ آباد ان کے صلب سے چار پسر سید ظفر حسنین بی، اے و زاہد حسین، نواب حسین، مجاہد حسین دختران حبیبہ، رئیسہ، نعیمہ، عزیزہ، نسیم، سید ظفر حسنین بی، اے کی زوجہ مہر النساء دختر سید حسین احمد بن سید مہدی حسن سکنہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز یک پسر اظہر حسین و دختران شبانہ و فرزانہ ظفر۔ سید غلام حسین کے صلب سے دو پسر سید مہدی حسین و سید منظور حسین ان کی اولاد اناث ہے۔

سید مہدی حسین کے صلب سے دو پسر حاجی سید غلام محمد و غلام مرتضیٰ ان کے صلب سے دو پسر سید فرمان رضا و اشہب رضا حاجی سید غلام محمد نے مقام میانوالی سکونت اختیار کی ان کا پسر سید شفیق حیدر ان کا پسر سید اسلم شفیق۔

ا۔ شجرہ نسب سادات زیدی اولاد سیّد ابوالفضائل

چھاترودی بن سید ابوالفراخ اصلی مورث سادات بارہ، بڈولی جھنجھانہ، سنبھلہیڑہ، تسنگ، ککرولی، کیلاوڈہ، جٹواڑہ، یوسف پور، مجھوبہ، مورنہ، سکرٹیڑہ، کیٹرہ، کھجیڑہ وغیرہ و اعظم آباد، پونڈری، گگربہ نصیر پور، میرس، سکھر، بوڑی، کراچی، چنیوٹ، ساڈھورہ، چکوال، راولپنڈی۔ احمد پور سیال، اکال گڑھ وغیرہ۔ سید ابوالفضائل کے صلب سے یک پسر سید شاہ ابوالفتح ان کے صلب سے دو پسر سید جمال الدین و سید علی ان کا پسر سید بہاؤالدین ملقب ابوالحسن ان

کا پسر سید احمد ان کا پسر سید محمد ان کے صلب سے یک پسر و یک دختر سید محمد بن سید احمد کا ایک پسر مخدوم سید شاہ جمال الدین
و دختر مخدوم سید شاہ جمال الدین المعروف سید جمال عاشق مدفون قصبہ سرسی ضلع مراد آباد یہ بزرگ ۵۸۸ھ میں سرسی میں
رونق افروز ہوئے پہلے سرسی کا صحرا لق و دق تھا ان بزرگ کے حالات میں سید شاہ محمد نقوی نساب بن قاضی سید عبدالرزاق اولاد
نواب سید سعید خاں بن نسل سید حسن عارف بن سید زید نقوی نے اس طرح اپنے مرتبہ قلمی شجرہ میں لکھے ہیں کہ یہ بزرگ سلطان شہاب
الدین غوری کی فوج کے سپہ سالار اور روحانیت کے بادشاہ تھے راجہ بہاؤ سنگھ کو شکست دے کر اس علاقہ پر قابض و متصرف ہوئے
ابھی اسی مقام پر مقیم تھے ایک شب ایک بزرگ نقاب پوش کو دیکھا کہ وہ خواب میں فرما رہے ہیں کہ اے جمال الدین ہمارے
فرزند سید علی عرب نقوی کو دشمنوں نے مذہب کی بنا پر شہید کر دیا ہے اس کا کم سن بیٹا سید زید ایک وفادار ساتھی کے توسل سے تمہارے
پاس پہنچے گا، لہٰذا تم اس سید کی پرورش کر کے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دینا، بیدار ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیکھا کہ ایک شخص نامی فلکشیر
ایک گیارہ سالہ بچہ کو لئے حاضر ہوا جو بہت پریشان اور بدحواس تھا آپ نے فوراً سید زید کو اپنے پاس بٹھایا اور دریافت حال کیا فلکشیر
نے اصل واقعہ اسی طرح سنایا کہ سید زید کے والد محترم سید علی عرب نقوی نیشاپور (خراسان) سے ۶۳۲ھ میں وارد ہند ہو کر موضع بن سکھا
پرگنہ سنبھل میں سکونت اختیار کی سلاطین زمانہ نے کسی وفاداری و کارکردگی میں یہ موضع عطا کیا انہوں نے اس کا نام علی پور رکھا اور قابض و
متصرف ہوئے خاندان بنی عباسیہ سنبھل کے افراد سید فاطمی اور شیعہ اثنا عشری ہونے کی وجہ سے بغض و عناد رکھتے تھے موقعہ پا کر شہید کر دیا
اس بچہ کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے میں رات تاریکی میں اس بچہ کو لے کر جنگل میں مارا مارا پھرتا تھا کہ ایک نقاب پوش سوار نے رہبری کر کے
آپ تک پہنچایا آپ نے اس کو تسلی و تشفی دی اور سید زید کی پرورش کرتے رہے جب سید زید سن بلوغ کو پہونچے تو آپ نے اپنی دختر
ودود النساء کا عقد سید زید سے کر دیا، نیز مخدوم سید شاہ جمال الدین کے حالات میں محترم سید محمد ہادی صاحب کراچی لیاقت آباد نے
اپنے خط مجریہ ۵ ستمبر ۱۹۶۸ء میں لکھا ہے کہ مخدوم سید شاہ جمال الدین کے حالات فقراء و مشائخ و اہل تصوف کتاب ثمرات القدس
مؤلفہ مرزا لال بیگ میں ہیں کہ مخدوم سید شاہ جمال الدین، سلطان علاؤ الدین خلجی کی فوج کے ایک لشکری تھے بادشاہ نے جب قلعہ چتوڑ گڑھ
پر محاصرہ کیا اور عرصہ تک فتحیاب نہ ہوا تو ایک شب بارگاہ رسالت میں دست بدعا ہوا حضرت نے عالم خواب میں فرمایا کہ اس
قلعہ کی فتح میرے ایک فرزند جمال الدین کی دعا سے وابستہ ہے بادشاہ نے عرض کیا کہ اس نام کے لشکر میں بہت ہیں ان کو کس پتہ
سے پا سکتا ہوں ارشاد فرمایا کہ کل ایک پہر رات گزرنے پر آندھی آئے گی چنانچہ کسی کا خیمہ قائم نہ رہے گا اور نہ کسی خیمہ میں چراغ
روشن رہے گا مگر اس کا خیمہ اور اس میں چراغ روشن ہوگا۔ حسب ارشاد رسالت مآب آندھی آئی بادشاہ اس آندھی میں نکلا اور
ان تک پہنچ گیا جو کچھ خواب میں دیکھا تھا عرض کر دیا کہ ہمارے گروہ و جماعت کا راز رضائے ان حضرت پر ہے۔ جب حضرت
نے کشف احوال فرما دیا تو بسر و چشم" سلطان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہتھیار لگا کر سوار ہو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا مخدوم صاحب
آگے آگے تھے قلعہ کے قریب پہنچ کر دو رکعت نماز بجا لائے اور بادشاہ کو فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا، ابھی دعا سے
فارغ ہوئے تھے کہ قلعہ کی دیواریں ہر طرف سے گرنے لگیں اور فتح نصیب ہوگئی آپ کو چار مواضعات عطیہ شاہی معافی دوامی

کے طور پر حاصل ہوئے تھے جن میں قصبہ سرسی بھی شامل تھا آپ نے خود ایک موضع آباد کیا جس کا نام مخدوم پور رکھا تھا وہ موضع آج تک اسی نام سے موسوم ہے آپ کا مزار مبارک قصبہ سرسی میں ہے پائیں پا قبر سے متصل ایک چھوٹا سا حوض پانی سے پُر رہتا ہے اس کا پانی قصبہ اور مضافات کے لوگ تبرکاً لے جاتے ہیں آشوب چشم و ضعف بصارت اور دیگر امراض کے لئے شفا بخش ہے، مزار کے احاطہ کے اندر بچھو گزند نہیں پہنچاتا آپ کے صلب سے دو پسر و یک دختر پیدا ہوئی (۱) سید غلام حیدر (۲) سید اسمٰعیل (۳) وو والنساء زوجہ سید زید بن سید علی عرب نقوی مذکور سید اسمٰعیل مدفون قصبہ سرسی، انکی قبر مخدوم سید شاہ جمال الدین کی قبر کے پہلو میں جانب مشرق ہے یعنی اندرون مزار مخدوم صاحب قصبہ سرسی ضلع مراد آباد۔

(۱) سید غلام حیدر بن مخدوم سید شاہ جمال الدین مورث سادات زیدی برست و ڈرولی وجھنجانہ وغیرہ سید غلام حیدر کے صلب سے یک پسر سید شرف الدین عرف شادن ان کے صلب سے دو پسر سید محمد طاہر و سید محمود عرف بڈھا، مورث سادات اعظم آباد، بونڈری، گگرہ وغیرہ۔

سید محمد طاہر کے صلب سے دو پسر سید افضل کلاں و سید بہادر عرف بڑاان کے دو پسر سید محمد و سید راجہ سید افضل کلاں کے تین پسر سید اخوند میر و سید شاہد عرف شاہاں و سید اللہ دیا۔

سید اخوند میر کے دو پسر سید مبارک و سید احمد ان کے صلب سے یک پسر سید مسعود ان کے صلب سے تین پسر سید آقا میر عرف افضل و سید جہانگیر و سید محمدان کا پسر سید احمد عرف چھجو و دختر حمید النساء زوجہ سید عبداللہ سیف اللہ ملقب سید سیف الدین حکیم سید ضیاء الدین ثانی ترمذی سکنہ قصبہ نانوتہ اور سید احمد عرف چھجو ان کا پسر سید خواجہ محمد ان کے صلب سے دو پسر سید احمد و سید محمد ان کا پسر سید جمال عرف چھجو ان کا پسر سید غلام شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید حسین و سید نذیر عرف تھمو ان کا پسر سید جعفر علی ان کے صلب سے دو پسر سید مہدی حسن و سید اشفاق حسین ہر دو لاولد سید حسین کے صلب سے تین پسر سید عالم علی و سید باغ علی و امام علی لاولد سید باغ علی کے دو پسر نثار علی و مہدی حسن ہر دو لاولد سید عالم علی کے دو پسر سید محمد حسین لاولد و سید علی محمد ان کا پسر سید علی نواز۔

سید احمد بن سید خواجہ محمد کے صلب سے دو پسر سید اسمٰعیل و سید سعادت علی عرف سادھو ان کا پسر سید غلام نبی ان کا پسر امام علی ان کے صلب سے دو پسر سید کریم بخش و حسین علی اور سید اسمٰعیل کا پسر سید نصرت علی ان کے صلب سے دو پسر سید عنایت علی لاولد و سید ابراہیم حسین ان کا پسر سید علی حسین ان کا پسر سید محمد۔

سید جہانگیر بن سید مسعود ان کا پسر سید مسعود ثانی کے صلب سے دو پسر سید عمران معروف عمر و سید عبدالوارث ان کا پسر سید برہان علی ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید ناہر محمد عرف شیر علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید شبر علی ان کا پسر سید شبیر علی ان کا پسر سید جمعیت علی عرف جھنڈو ان کے صلب سے دو پسر سید مروت علی عرف مادھو و سید قدرت علی کے صلب سے دو پسر سید جنید علی و سید طفیل علی ان کے صلب سے تین پسر سید محفوظ علی و حفیظ علی و سید اصغر علی اولاد دختری و سید حفیظ علی کا پسر گھسٹا لاولد سید محفوظ علی کا پسر سید فرزند علی ان کے صلب سے دو پسر سید صغیر علی و سید نذیر علی ان کا پسر سید شبر حسن لاولد و سید صغیر علی کا پسر

سید محمد منیر علی ، سید جمشید علی کا پسر سید قنبر علی ان کا پسر سید خیرات علی ان کے صلب سے تین پسر سید صفدر علی لاولد و سید علی و سید علی نواز ان کا پسر سید حسین علی ان کے صلب سے تین اولاد دو پسر یک دختر کنیز فاطمہ پسران سید نذر حسین و سید اصغر حسین ان کے صلب سے دو پسر سید شرافت حسین و سید عترت حسین اور سید شرافت حسین مقام سکھر آباد ان کے صلب سے دو پسر لطافت حسین و نصیر حسین اور سید نذر حسین کے صلب ؎ اور سید محمد علی بن سید خیرات علی نے برست سے جھنجانہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید منور علی ان کے صلب سے تین پسر سید اعجاز حسین و سید انوار حسین و سید مروت حسین مقام روڑی آباد ان کے صلب سے دختر رباب فاطمہ اور سید انوار حسین نے کراچی بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد احمد صغیر عرف شملن و صفدر حسین و سبط حسن ، اور سید اعجاز حسین نے خیرپور میرس محلہ لقمان رہائش اختیار کی سید اعجاز حسین سوز خوان کے صلب سے تین پسر سید ظہیر حسین و سراج حسین و مظفر عالم و دختر حسینی بیگم زوجہ سید افتخار حسین ولد قاری سید حاجی حسن ترمذی سکنہ نانوتہ اور سید ظہیر حسین کے صلب سے تین پسر سید محمد اصغر دختران کنیز حیدر و بنت حیدر اور سراج حسین کے صلب سے چار پسر سید ذیشان حسین و تسنیم حیدر و نسیم حیدر و مختار عالم سید عمران بن سید مسعود ثانی کے صلب سے تین پسر سید مرتضٰی و سید علی و سید محمود ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید شاہ محمد و غلام محی الدین و روشن علی ان کا پسر رحم علی لاولد و سید غلام محی الدین ان کا پسر سید مسعود علی ان کا پسر معشوق علی ان کا پسر امام علی ان کے صلب سے دو پسر سید علی حسین و حیدر علی ان کا پسر نثار علی اور سید علی حسین کی دختر حسینی اور سید شاہ محمد کا پسر گوہر علی عرف گھسٹو ان کا پسر سید جیون علی ان کے دو پسر محمد علی و احمد علی ان کا پسر گوہر علی عرف گھسیٹا ان کے دو پسر نذر علی و نثار علی سید محمد علی کا پسر سید حسن علی ان کے دو پسر سید علی حسین لاولد و سید محمد حسین اور سید علی کا پسر سید بھکاری عرف بھیکا ان کا پسر سید نور علی ان کا پسر بہادر علی عرف بڈھا ان کا پسر سید جیون علی سید مرتضٰی کے صلب سے دو پسر سید عمر و گوہر علی عرف گھسیٹا و دختر نجیب النساء زوجہ سید نصر الدین ولد سید مصطفٰی ترمذی سکنہ نانوتہ سید بہادر علی عرف بڈھا ان کا پسر غالب علی ان کا پسر غلام نبی ان کا پسر ذاکر علی ان کا پسر سید دوست علی ان کا پسر سید غالب علی سید عمر کا پسر سید نیاز علی عرف نانوں ان کا پسر اشرف علی عرف شرفو ان کا پسر ذوالفقار علی عرف ذلفو ان کی اولاد دختری سید آغا میر عرف سید افضل بن سید مسعود مذکور کے صلب سے تین پسر سید شرف الدین عرف شادن و سید یوسف و سید فیروز علی ان کا پسر سید عبدالرحمٰن ان کا پسر سید جمال ان کا پسر سید عبدالوالی ان کے صلب سے دو پسر سید یار محمد و محمد اشرف ان کا پسر علی اکبر ان کے صلب سے دو پسر سید الٰہی بخش و نجف علی عرف گھسیٹو ان کا پسر سید اولاد علی ان کا پسر غلام حسن عرف تھو ان کے دو پسر مولوی سید جعفر علی لکھنو آباد و سید خیرات علی ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید ہادی حسن اور سید الٰہی بخش ولد سید علی اکبر کا پسر سید عابد علی عرف عبدو ان کا پسر سید نوازش علی ان کے صلب سے تین پسر میاں جی سید کریم بخش و غلام علی عرف بھکا و سید احسن میانجی سید کریم بخش کے صلب سے چار پسر سید امداد علی و غلام حسین لاولد و سید سجاد علی و سید جابد علی ان کا پسر سید علی حسین ان کے صلب سے دو پسر سید احمد حسن لاولد و باقر علی ان کے دو پسر عابد علی و اختر حسین ہر دو کراچی میں آباد ہیں سید سجاد علی کے صلب سے دو پسر مولوی سید محمد جواد مجتہد مدفون کربلا معلّٰی و سید محمد جعفر ان کے صلب سے سید ظفر حسین ان کے صلب سے چار پسر سید سجاد حسین و حکیم سید مستجاب حسین عرف

؎ سے تین پسر لیاقت حسین و صداقت حسین و رفاقت حسین شہر سکھر آباد اور دختر محب فاطمہ

حکیم سید حسین و مختار علی ایڈووکیٹ، سید ممتاز حسین ایم۔ اے۔ ہر چہار فرزند مقام چنیوٹ آباد ہیں سید سجاد حسین کے صلب سے چار پسر سید محمد نسیم اختر و ظہور حیدر و ظہیر حیدر و جعفر حسین و دختران نرجس خاتون و سعیدہ خاتون اور حکیم سید مستجاب حسین عرف حکیم سید حسین کے صلب سے چار پسر سید علی امام و حسن امام و حسین امام و عابد امام و دختران مسرت فاطمہ و نصرت فاطمہ اور سید ممتاز حسین کا پسر افتخار حسین سید بہادر عرف سید بڑا ولد سید محمد طاہر مذکور کے صلب سے دو پسر سید محمد و سید راجہ ان کے صلب سے دو پسر سید ضامن عرف ذہن جان و سید چاند علی عرف چندن لال کے صلب سے تین پسر سید اسد علی و سید منور علی عرف موتی و کریم اللہ ان کے صلب سے دو پسر سید حفیظ اللہ و منور علی ان کا پسر نور محمد ان کا پسر ولی محمد ان کا پسر شاہ علی اور سید حفیظ اللہ کا پسر سید حسن ان کا پسر سید شاہ محمد ان کا پسر کرم علی عرف کالہ ان کا پسر سید پیر علی ان کا پسر اسد علی ان کا پسر میرن جان ان کا پسر محمد فاضل سید منور علی عرف موتی ان کا پسر انور علی ان کے صلب سے دو پسر سید عباس علی عرف ہکو و سید محمد عرف عبدالشکور ان کا پسر سید شاہ علی ان کا پسر لطف علی ان کا پسر منظہر علی ان کا پسر منظور علی ان کے دو پسر امام علی و سید ارشاد علی ان کے صلب سے تین پسر نیاز علی و ارادت علی و علی حسین؟

شجرہ نسب سادات زیدی قصبہ ساڈھورہ وغیرہ

سید جمال الدین بن سید شاہ ابوالفتح مذکور کا پسر سید شاہ ابراہیم ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید شاہ حسن شہید ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید شاہ رفیع الدین (۲) سید شاہ شفیع الدین (۱) ... صلب سے دو پسر سید عطاء اللہ و سید قطب الدین ان کا پسر شاہ محمد انکے صلب سے دو پسر شاہ حمید و شاہ نعمان کا پسر سید شریف ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کے صلب سے پانچ پسر سید مرتضٰے و سید مصطفٰے و عبدالحمید و سید زید لاولد و سید بدرالدین ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید حسن علی ان کا پسر سید محمد رضا ان کا پسر سید اعظم علی عرف بڈھا ان کے دو پسر سید محمد شاہ و سید محمد پناہ ان کا پسر سید کرم علی اور سید محمد شاہ کا پسر قادر بخش ان کا پسر سید نور بخش ان کے صلب سے دو پسر سید جان علی و احمد علی ان کا پسر اکبر علی ان کے صلب سے دو پسر سید علی رضا و سید علی محمد کے صلب سے تین پسر سید علی احمد و سید حسن رضا ہر دو برادر احمد پور سیال ضلع جھنگ آباد و سید شوکت علی قصبہ چکوال ضلع جہلم آباد ہے۔ اور سید علی رضا کے صلب سے تین پسر سید علی نقی و سید علی عسکری و سید علی زکی مقام قصبہ چکوال آباد ہے۔ سید علی زکی کے صلب سے دو پسر حسن جاوید و حسین جاوید اور سید علی عسکری نے بھی قصبہ چکوال سکونت اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر علی امام و علی قائم و علی منعم اور سید علی نقی نے شہر راولپنڈی رہائش رکھی ان کے صلب سے تین پسر سید مرتضٰے علی و سید سلامت علی و سید مصطفٰے علی۔

سید جان علی کے صلب سے دو پسر سید دلاور علی و حسین علی ان کی اولاد دختری اور سید دلاور علی کا پسر عباس علی ان کے دو پسر عارف علی و اشرف علی ان کا پسر مشرف علی اور عارف علی کے تین پسر سید نجف علی و حیدر علی و سید ناصر علی۔

(۲) سید شاہ رفیع الدین کا پسر سید محمد حمید ان کا پسر سید محمد جعفر ان کا پسر محمد عارف ان کا پسر محمد اسحاق ان کا پسر سید یحییٰ

٭ حلیم اور سید عطاء اللہ کا پسر ابراہیم ان کا پسر سید جلال

ان کے صلب سے تین پسر سید فتح علی عرف کالا و کرم علی و احمد علی ان کے صلب سے تین پسر اصالت علی عرف نانون و غلام نبی عرف دہانو و نجابت علی ان کا پسر ضامن علی ان کا پسر کرامت علی لاولد اور غلام نبی کے دو پسر حسن علی و حسین علی ان کا پسر مدد علی ان کا پسر مہربان علی لاولد اور حسن علی کا پسر پیر علی ان کا پسر سید سعادت علی ان کا پسر سید وارث علی لاولد، اور کرم علی کا پسر نوازش علی ان کا پسر کاظم علی عرف راجہ ان کے دو پسر احسان علی و فضل علی ان کا پسر محسن علی ان کا پسر مظفر علی ان کا پسر منظور علی ان کے صلب سے تین پسر سید منظر حسین مقام اکال گڑھ آباد و وزیر حسین و سید صادق حسین وزیر حسین کا پسر نذیر حسین کراچی آباد اور سید صادق حسین کے دو پسر زاہد عباس و نذر عباس ہر دو کراچی آباد۔ احسان علی کے دو پسر مومن علی و قنبر علی ان کا پسر اشرف علی ان کے صلب سے تین پسر امام علی و قدرت علی و اصغر علی ان کے صلب سے دو پسر شریف حسین و صغیر حسین ان کا پسر ضمیر حسین اور شریف حسین کے دو پسر سید ظفر الحسن شہر کراچی آباد و شریف الحسن شہر راولپنڈی آباد۔

سید قدرت علی کا پسر سید رحمت علی وزیر اعلےٰ نہامن اسٹیٹ ان کا پسر حشمت علی ان کا پسر اعجاز حسین ان کا پسر ظفر الحسن شہر کراچی آباد اور سید امام علی کے صلب سے دو پسر سید ناظم حسین عرف نہین شاہ و برکت علی ان کے صلب سے دو پسر سید آل نبی و تحسین حسین ہر دو کراچی آباد اور ناظم حسین عرف نہین شاہ کے دو پسر سید ابوالحسن و سید امیر حسن ان کا پسر سید فیاض حسین ان کا پسر سید ریاض حسین شہر کراچی آباد ہے! ابوالحسن کا دو پسر محمد حسن و محمد حسین شہر کراچی آباد سید مومن علی بن احسان علی کا پسر سید بہادر علی ان کا پسر حیدر علی ان کا پسر مراتب علی مقام اکال گڑھ آباد ان کے صلب سے دو پسر سید علمدار حسین و سید عزادار حسین ان کا پسر سید علی نقی اور علمدار حسین کے دو پسر صفدر عباس و اختر عباس۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کے سوانح حیات

آپ کا اسم گرامی "محمد" کنیت ابوجعفر لقب باقر العلوم ہے، کتاب جلا العیون اور علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ لقب باقر کی تصریح یہ ہے زمین کو پھاڑنے والا اور اس کی مخفیات رازوں کو ظاہر کرنے والا کہ وہ علم کے سربستہ رازوں کو ظاہر کرنے والے تھے ان کا سینہ انوار علوم سے روشن تھا امام عبدالرؤف مناوی اپنی کتاب طبقات میں لکھتے ہیں کہ لقب باقر اس وجہ سے ہے کہ آپ نے علوم کو شگفتہ کیا" اس لئے لقب باقر علوم اولین و آخرین ہے۔

ولادت باسعادت آپکی ولادت مدینہ منورہ بروز دوشنبہ یا جمعہ پہلی یا دسویں یا ئیسویں رجب مختلف الاقوال اور بنا بر ایک قول صبح کے تیسری ماہ صفر ۵۷ھ ہوئی آپ کے پدر بزرگوار والا قدر عصمت و طہارت حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اور مادر گرامی جناب ام عبداللہ ام الحسن فاطمہ دختر حضرت امام حسن علیہ السّلام ہیں آپ نے اپنی مادر گرامی کے تقدس و روحانیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دن ہماری والدہ دیوار کے نیچے بیٹھی تھیں یکایک دیوار شق ہوئی حتیٰ کہ اس

کے پھٹنے کی کرخت آواز ہمارے کانوں میں آئی انہوں نے فوراً ہاتھ کا اشارہ اس کی طرف کرکے کہا لاَ وحق المصطفیٰ ما اذن اللہ لک فی السقوط " نہیں نہیں قسم ہے حق مصطفےٰ محمد رسول اللہ کی ابھی حق تعالےٰ نے تجھے گرنے کی اجازت نہیں دی امام پنجم فرماتے ہیں کہ برکت سے اس کلام کے دیوار معلق کھڑی رہی حتیٰ کہ وہ جناب وہاں سے اٹھ کر ایک طرف ہو گئیں اس وقت دیوار گری، واقعہ کربلا میں آپ کی عمر تین سال کی تھی کربلا کے مصائب جھیل کر مدینہ میں گوشہ نشین ہو گئے بجز علمی مشاغل اور عبادت الٰہی کوئی شغل نہ تھا، آپ کے صغر سنی کے واقعات سے ایک جلیل القدر واقعہ جابر بن عبداللہ انصاری کی ملاقات کا ہے جابر صحابی رسول خدا آنحضرتؐ کی پانچویں پشت میں حضرت محمد باقر علیہ السلام سے ملے اور سلام رسول اللہ کا آپکو پہنچایا یہ عظیم منقبت وگرانبہا فضیلت ہے کہ رسول اللہ نے پچاس ولادت سے قبل آپ کو یاد کیا اور بلقب باقر علم الاوّلین والاخرین ملقب فرمایا، علی ہذا جابر بن عبداللہ انصاری کو بھی یہ فخر وشرف حاصل ہے کہ رسالتمآب نے اپنی پیغام رسانی کے لئے ان کو انتخاب کرکے دیگر صحابہ پر ان کو ترجیح دی۔ اس بارے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں علامہ ابنِ شہر آشوب علیہ الرحمہ مناقب آلِ ابیطالب میں کہتے ہیں کہ حدیث جابر مشہور ومعروف ہے رواہ فقہاء المدینۃ والعراق کلھا، کہ حدیث جابر اس قدر شہرت رکھتی ہے کہ اس کو تمام علماء مدینہ وعراق نے روایت کیا ہے، چنانچہ ارشاد مفیدرہ میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا میں جابر بن عبداللہ کے پاس پہنچا اور سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آپ کون ہیں اس وقت نور بصارت ان کا جا تا رہا تھا میں نے کہا محمد بن علی ابن الحسین ہوں قریب بلاکر انہوں نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چومنے کو جھکے میں پیچھے کو ہٹ گیا پھر فرمایا رسول خدا نے آپکو سلام کہا ہے میں نے کہا رسول اللہ پر اور تم پر سلام ہو اے جابر رحمت خدا اور اس کی برکتیں نازل ہوں اس کی کیفیت بیان کرو عرض کی میں ایک روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابر تو زندہ رہیگا تا اینکہ میری اولاد سے ایک فرزند محمد بن علی بن الحسین سے ملے گا جس کو اللہ تعالےٰ نور علم وحکمت سے منور ونورانی کرے گا پس تم ان کو میری طرف سے سلام پہنچائیو اور کشف الغمہ میں بروایت محمد بن المسلم مروی ہے کہ جابر سے کیفیت دریافت کی تو کہا میں حضرت رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حسینؑ ان کی گود میں کھیل رہے تھے اس وقت آپ نے فرمایا اے جابر میرے اس فرزند حسین کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی بن الحسین ہوگا بروز قیامت ایک منادی آواز دے گا لیقم سید العابدین سید وسردار عبادت گزاران اُٹھ کھڑا ہو پس علی بن الحسین اُٹھے گا اس سے ایک فرزند محمد بن علی بن الحسین وجود میں آئے گا جس وقت تو اس پسر سے ملے تو میرا سلام اس کو پہنچانا اور تجھ کو معلوم رہے کہ اسکی ملاقات کے بعد تو بہت دنوں تک زندہ رہے گا وہ امام باقرؑ کو کہا کرتے تھے انتَ خیر البریّۃ جدّکَ شباب اھلِ الجنۃ وجدّتکَ سیدۃ النساء العالمین اے محمد تم بہترینِ خلائق ہو تمہارے جد امجد حسین شہید سید وسردار جوانانِ بہشت اور تمہاری جدہ فاطمہ زہرا بنتِ رسول خدا سیدہ زنانِ عالمین ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جابر اصحاب رسول خدا سے آخری شخص تھے اور ہم اہل بیت رسالت کے ساتھ خاص عقیدت رکھتے تھے بسا اوقات مسجد رسول میں عمامہ باندھ کر بیٹھتے اور یکایک پکار اٹھتے یا باقر یا باقر اہل مدینہ کہتے جابر کو جنون ہوگیا ہذیان بکتے ہیں وہ کہتے قسم خدا کی میں ہذیان نہیں بکتا بلکہ میں نے رسالت مآب سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اے جابر تو میری اولاد سے ایک فرزند محمد باقر سے ملے گا جو میرے ہم نام ہوگا اور شکل و شمائل میں مجھ سے ملتا جلتا ہوگا وہ شگافتہ کرے گا علوم کو یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات میرے منہ سے بے اختیار یا باقر یا باقر نکل جاتا ہے بہر حال نصوص کثیرہ شہیرہ کہ ائمہ اثنا عشر کے بارے میں سنی و شیعہ نے رسول خدا سے نقل کئے وہ سب آپ پر مشتمل اور آپ باقی ائمہ کے ساتھ ان میں شریک و شامل ہیں حضرت علی ابن ابیطالب نے جو وصیت آخری اپنی اولاد کو کی اس میں آپ کا تفصیلاً ذکر موجود ہے، علاوہ بریں علماء شیعہ نے احادیث کثیرہ حضرت رسول خدا و آئمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم سے متواتر ایسی نقل کی ہیں جن میں اسماء مبارک دوازدہ امام بتفصیل مذکور ہوئے ہیں از انجملہ حدیث لوح ہے کہ جبرئیل امین جانب رب العالمین سے رسول خدا کے پاس ایک لوح لائے جس پر اسماء گرامی بارہ اماموں کے ثبت تھے اس لوح میں بارہ کتبے سر بمہر جدا جدا تھے رسول خدا نے وہ ٹکڑا حریر کا حضرت علی المرتضیٰ کو عطا کیا کہ پہلی مہر اپنے نام کی توڑ کر جو کچھ اس کے تحت میں لکھا ہوا ہے اس پر عمل پیرا ہوں چنانچہ حضرت علی نے اسکی تعمیل کی اور دم واپسیں اپنے ہیں حضرت امام حسن کو وہ ٹکڑا حریر کا دیا انہوں نے دوسری مہر کو توڑا اور اسی کے ماتحت نوشتہ پر عمل کیا اور آخری وقت اپنے برادر امام حسینؑ کے سپرد کیا اور ان سے امام زین العابدینؑ کو ملا اور ان کے پاس سے امام محمد باقر کے ہاتھ آیا وہ پانچویں تحریر کی موافق کاربند ہوئے پھر اپنے فرزند امام جعفر صادق کو دیا تا اینکہ اسی طرح دست بدست یہ صحیفہ مبارک بارہویں امام آخر الزماں تک پہنچا، کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی رحلت کا وقت قریب اپنے پسران کو بلایا اور امام محمد باقر کیطرف ملتفت ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد باقر یہ صندوق جو علم سے مملو ہے اپنی تحویل میں لے لو اور اپنی وصی و جانشین مقرر فرمایا اور باقی اولاد کو ان کے سپرد کیا۔ بحار میں زہری سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول حضور کے بعد کس کے پاس آمد و رفت کریں سید الساجدین نے فرمایا میرے اس فرزند محمد باقر کے پاس تحقیق کہ یہ میرا وصی و وارث ہے اور یہ صندوق و کان ہے میرے علم کا اور باقر العلوم ہے میں نے عرض کی باقر کے کیا معنی فرمایا میرے شیعیان خالص اس کے پاس حاضر ہوا کریں گے اور یہ ان کے لئے علموں کو شگافتہ کرے گا حق شگافتہ کرنے کا پھر میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ نے فرزند اکبر کے حق میں کیوں وصیت نہ کی فرمایا اے ابو عبداللہ یہ امر چھوٹے بڑے پر موقوف نہیں ایسا ہی ہم سے رسول خدا نے ارشاد فرمایا اور یہی لوح فاطمہ اور صحیفہ امیرالمؤمنین میں لکھا ہے عرض کی یا ابن رسول اللہ کتنے اوصیاء کی رسول خدا نے خبر دی ہے فرمایا صحیفہ اور لوح میں بارہ اماموں کے نام ان کے ماں باپ کے اسماء گرامی کے ساتھ درج ہیں، مناقب میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم خاصانِ خدا و شجرۂ نبوت دکان علم و حکمت و محل ورود ملائکہ و جائے ہبوط وحی ہیں اور ہم والیان امر خدا ہیں و خازنان علم خدا و وارثان وحی خدا و حاملانِ

کتاب اللہ ،ہماری اطاعت فرض ہے اور ہماری محبت ایمان اور ہماری عداوت کفر ،ہمارے دوست جنت میں ہیں اور ہمارے دشمن جہنم میں، سعد اسکافی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اجازت چاہی تو مجھ سے کہا گیا کہ ذرا ٹھہرو ابھی امام کے پاس اور برادرانِ مومن حضوری میں ہیں تھوڑی دیر گذری تھی کہ بارہ اشخاص زطیون (زط بمعنی جٹ مخفف جاٹ ہندی) کے مشابہ برآمد ہوئے جو عمدہ قبائیں پہنے اور نفیس چادریں اوڑھے اور موزے پہنے تھے انہوں نے ہم سے سلام علیک کی اور گذر گئے اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں داخل ہوا اور میں نے عرض کی حضور یہ کون لوگ تھے آپ نے فرمایا یہ تمہارے برادران مومن جنات سے تھے یہ ہمیشہ صبح کے وقت آتے ہیں اور مسائل حلال وحرام اسی طرح دریافت کرتے ہیں جیسا کہ تم پوچھتے ہو، ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ جس سال ہشام بن عبدالملک حج کو آیا حضرت امام محمد باقرؑ وہاں رونق افروز تھے دیکھا کہ لوگ امام پر گرے پڑتے ہیں عکرمہ آزاد کردہ ابن عباس بولا کہ یہ کون بزرگ ہے جس کے اوپر خلائق یوں ٹوٹ رہی ہے اسکی پیشانی پر علم کی چمک ہے میں البتہ ان کا امتحان کروں گا حضرت کے سامنے گیا تو بدن میں تھرتھری پڑ گئی عرض کی یا ابن رسول اللہ میں بارہا ابن عباس و دیگر علماء کی مجلس میں بیٹھا ہوں مگر آپ کے سامنے کانپنے لگا فرمایا وائے ہو تجھ پر تو اس وقت ان بیوت کے آگے ہے کہ اذن دیا ہے اللہ نے کہ رتبہ ان کا بلند ہو اور ذکر خدا ان میں ہوتا رہے ، بحار کی روایت کے مطابق آپ نے مکہ میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ تمام محامد حق تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے محمد مصطفےٰ کو بحق مبعوث برسالت کیا اور ہم کو رسول اللہ کی وجہ سے فضیلت دی پس ہم برگزیدہ خدا ہیں اس کی خلقت میں اور برگزیدہ ہیں اس کے بندوں میں اور اس کے خلیفہ ہیں پس نیک بخت ہے وہ جس نے ہماری پیروی کی اور شقی ہے وہ جس نے ہماری مخالفت کی راوی کہتا ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک ہشام کا بھائی اس مجمع میں موجود تھا اس نے ہشام کو اس خطبہ کی اطلاع دی تو اس کے دل میں بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی اور دمشق پہنچ کر حضرت امام محمد باقرؑ اور ان کے صاحبزادہ امام جعفر صادقؑ کو مدینہ سے بلوایا جب دونوں امام ہشام کے پاس دربار میں پہنچے تو ہشام نے حضرت امام محمد باقرؑ کو کہا اے محمد تم بھی اس مجمع میں تیر چلاؤ جہاں شیوخ بنی امیہ تیر لگاتے ہیں آپ نے عذر کیا لیکن ہشام نہ مانا اور ایک شیخ اموی کو اشارہ کیا کہ اپنی کمان ان کو دے دو اس شیخ نے اپنی کمان حضرت کے حوالہ کی امام نے وہ کمان لی اور ایک تیر اس میں رکھ کر نشانے کیطرف چلایا تیر ٹھیک نشانہ پر لگا دوسرا لگایا تو وہ پہلے کے سرے پر لگا اور اس کو چیرتا ہوا جاکر اس کے مقام پر نصب ہوگیا اور پہلا تیر کئی پارچہ ہوکر نیچے گر گیا اسی طرح آپ پے در پے لگاتے تھے اور ہر تیر گویا ہشام کے جگر پر لگتا تا آنکہ نو تیر آپ نے یکے بعد دیگرے لگائے تھے کہ آٹھ ان سے شگافتہ ہوکر اِدھر اُدھر گرے نواں نشانہ کے مقام پر قائم رہا اس پر شور واہ واہ مرحبا وآفرین کا چار جانب سے بلند ہوا اور ہشام اپنے مقام پر بیٹھا ہوا لرزنے لگا اور بحالت اضطراب وبیخودی اس کے منہ سے نکلا ..... احسنت یا ابا جعفر آپ تیر اندازی کے فن میں عرب وعجم پر فائق ہو ناحق بڑھاپے کا عذر کرتے تھے اے ابوجعفر قریش کو عرب وعجم پر فخر ہے کہ آپ جیسے ان کے درمیان ہوں اور کہنے لگا کیا آپ کے بیٹے جعفر بھی اس فن میں مہارت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا اہلبیت رسول کو ہر قسم کے کمالات وعلوم ورثہ میں ملے ہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم

والمسمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً دنیا میں ہمیشہ ہمارے درمیان ایک ایسا صاحب کمال موجود رہتا ہے جس کی کوئی دوسرا ہمسری نہیں کر سکتا یہ سن کر اس کے چہرہ سے آثار قہر و غضب ظاہر ہوئے اور ہشام کے دل میں مزید انتقامی جذبہ ہوگیا اور آپ کے قتل کی سازشوں میں مصروف ہوگیا۔

وفات

آپ کی وفات بنا بر مشہور روز دوشنبہ ہفتم ذالحجہ ۱۱۴ھ میں ہوئی بعض مورخین نے ربیع الاول میں اور بعض نے ربیع الثانی میں بیان کی ہے، شیخ شہید و دیگر علمائے کے نزدیک روز وفات دوشنبہ ہفتم ذالحجہ ۱۱۴ھ ہے نورالابصار میں کتاب درر الاصداف سے نقل کیا ہے کہ مات مسموماً کابیہ یعنی آپ کو ان کے پدر بزرگوار کی طرح زہر دیا گیا شیخ صدوق محمد ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ ابراہیم بن ولید کے زہر سے شہید ہوئے بعض مورخین نے ہشام کا نام لکھا ہے کہ اس نے زہر دیا، راقم کے نزدیک دونوں اقوال درست ہیں ابراہیم نے ہشام کے اشارہ سے زہر دیا وہی باعث شہادت ہوا صاحب جنات الخلود لکھتے ہیں کہ طعام میں زہر دیا گیا جس کی وجہ سے عرصہ تک بیمار رہے حتیٰ کہ چند روز بعد رحلت کی یہ بھی مروی ہے کہ ہشام نے شام سے ایک گھوڑے کی زین بنوا کر بھیجا تھا اسکی کاٹھی میں زہر اسطرح پیوست کیا تھا کہ آپ سوار ہوں تو وہ زہر بدن اقدس میں سرایت کرے بہر حال آپکی شہادت ہشام کے زہر دلانے سے واقع ہوئی۔ قبر اطہر بالاتفاق قبرستان جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام و جد نامور حضرت امام حسن علیہ السلام کے پہلو میں واقع ہے۔

ازواج و اولاد

آپ کی زوجہ اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر بن قحافہ کے بطن سے دو فرزند متولد ہوئے۔ (۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۲) سید عبداللہ اور ام حکیم بنت اسید بن المغیرۃ الثقفیہ کے بطن سے (۳) ابراہیم (۴) عبیداللہ اور ایک کنیز ام ولد لیلیٰ نام جس کے بطن سے (۵) علی (۶) دختر زینب پیدا ہوئے اور (۷) قاسم (۸) ام سلمی دوسری کنیز ام ولد سے پیدا ہوئے (لواعج الاحزان وغیرہ) اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب کنز الانساب معروف بحر الانساب صفحہ ۵۶ پر آٹھ فرزند کے اسماء (۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۲) عبداللہ (۳) قاسم (۴) حسن (۵) ابراہیم (۶) ابوتراب (۷) زید (۸) ثابت لکھے ہیں۔

(۱) سید عبداللہ کے صلب سے چار پسر سید محمود، اسود، ایوب، سید مالک ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید علی کاشانی ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید حاتم ان کا پسر سید صالح ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید موسیٰ ان کا پسر سید ہاشم ان کا پسر سید یحییٰ ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید شاہ نعمت اللہ باقری مدفون کشمیر آپ نہایت جلیل القدر مقدس بزرگ تھے اور روحانی پیشوا مانے جاتے تھے آپ کے قصائد و پیشگوئیاں مشہور و معروف ہیں آپ کی وفات سنہ ۶۷۹ھ میں ہوئی

شجرہ نسب سادات باقری موضع سرنوان پرگنہ ردولی

(دہیار) امام زادہ سید عبداللہ بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے صلب سے یک پسر سید ایوب معروف سید

حبیب اللہ ان کا پسر سید برکت علی ان کا پسر سید شہاب الدین نورالانوار ان کا پسر نجم الدین ان کا پسر سید محمد ان کا پسر شہاب الدین ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید جنید ان کا پسر سید عثمان ان کا پسر عبدالوہاب ان کا پسر سید عثمان ان کا پسر سید عثمان ان کا پسر سید یوسف برقعہ پوش ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید عبدالرحیم مفتی ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کا پسر سید عاشق علی ان کا پسر سید محمد فرید بنیادی پور والہ ان کا پسر سید محمد ابراہیم ان کا پسر سید محمد داؤد ان کا پسر سید نجم الدین ان کا پسر محمد علی ان کا پسر عبدالکریم ان کا پسر عبدالکریم ان کا پسر سید عبدالقدوس ان کا پسر سید محمد الحسن ان کا پسر سید محمد یوسف ان کا پسر سید محمد اسحاق ان کا پسر سید کرم علی ان کا پسر سید فیض علی ان کا پسر سید صابر علی ان کا پسر سید مبارک حسین ان کا پسر سید نورالحسن مقام سرنواں موجود۔

شجرہ نسب سادات باقری کالپی شہر

امام زادہ سید عبداللہ کا پسر سید اسود معروف سید ہاشم ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید علی رضا ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید ابوالقاسم طوسی ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید یوسف ان کا پسر سید محمد یعقوب ان کا پسر سید محمد اسحاق ان کا پسر سید اسمٰعیل دہلوی ان کا پسر سید تاج الدین ان کا پسر سید علاؤالدین کالپی ان کا پسر سید جمال الدین ان کا پسر سید جلال ان کا پسر سید تقی الدین عرف بڈھی حاجی پور کالپی ان کا پسر سید قطب الدین ان کا پسر سید صدر جہاں ان کا پسر سید اولیا علی ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید ناصر یا ناظر ان کا پسر سید محمد ناصر ان کا پسر سید محمد یٰسین ان کا پسر سید شاہ ولی اللہ ان کا پسر سید غلام حسین ان کا پسر ان کا پسر سید سلطان احمد ان کا پسر سید عطا حسین عبدالرزاق شہر کالپی محلہ راجپورہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

تبلیغ شریعت ہادی طریقت امام ششم کا اسم گرامی جعفر کنیت ابوعبداللہ لقب صادق تھا ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کے سوانح حیات صفحہ ۲۳۶ پر بسلسلہ شجرہ نسب سادات جعفری و سبزواری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور لکھے جا چکے ہیں۔

ازواج و اولاد

کتاب لواعج الاحزان و کنزالانساب و تحفۃ الانساب وغیرہ اٹھ فرزند لکھے ہیں سوائے کنیزان خاصہ کے دو ازواج تھیں فاطمہ بنت حسن بن علی بن الحسین و حمیدہ بربریہ بعض مورخین نے سات فرزند بھی لکھے ہیں چھ فرزندان سے نسل جاری ہوئی اسماء فرزندان

(۱) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (۲) سید اسمٰعیل اعرج (۳) سید علی (۴) سید عبداللہ افطح ملقب ماموں (۵) سید محمد دیباج (۶) سید عباس (۷) سید اسحاق (۸) سید یحییٰ و دختران ام فروہ و فاطمہ اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کنزالانساب میں آٹھ فرزندان کی تشریح اس طرح کی ہے۔

(۱) حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام (۲) سید علی (۳) سید مظہر (۴) سید اسمٰعیل (۵) سید محمد (۶) سید یحییٰ (۷) سید محمود (۸) سید عبداللہ۔

(۲) امام زادہ سید اسمٰعیل اعراج ان کا پسر سید منصور ان کا پسر سید غالب الدین ان کا پسر سید منتخب باللہ ان کا پسر سید مہدی ان کا پسر سید ہادی ان کا پسر سید احمد شاہ ان کا پسر سید محمود شاہ ان کا پسر سید نور شاہ ان کا پسر سید شمس الدین ان کا پسر سید کبیر الدین ان کا پسر سید عثمان المعروف لال شہباز قلندر بحوالہ تاریخ سندھ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ مولفہ آزاد مرحوم بلگرامیؒ ولادت ۵۳۸ھ مقام مرتد نواح تبریز علاقہ آذربائیجان (ارمینہ) آپ عالم و فاضل اور عابد و زاہد بزرگ تھے ہمیشہ تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے تھے مذہب امامیہ کے پابند اور حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں فارسی زبان میں منقبت لکھی ہے جس کا ایک بند درج ذیل ہے جو ان کے عقیدہ پر روشنی ڈالتا ہے۔

وصی مصطفےٰ علی است بگو ۞ بخدا رہنما علی است بگو

سرورِ اولیا علی است بگو ۞ نور ایمان ما علی است بگو

آپ اکثر پا پیادہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ منورہ پر حاضری دیتے تھے اور اس کے بعد نجف اشرف حضرت امام علی المرتضےٰ علیہ السلام کے حرم میں تشریف لے جاتے تھے اور اسی طرح مختلف مزارات مقدسہ ائمہ ہدیٰ کی زیارت کرنے کے بعد آخر میں کربلا معلےٰ پیادہ پا پہنچتے تھے اور درگاہِ اقدس مظلوم کربلا سرکار سید الشہداء پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے تھے (رسالہ نذر شہباز صد ۵۴) ۶۴۱ھ میں ایران سے وارد ہند ہو کر سیہون قیام فرمایا اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے، تذکرہ مشائخ ہند اور تذکرہ مشائخ سیوستان اور تحفۃ الکرام میں لکھا ہے، جب آپ سیوستان (سیہون) پہونچے تو اس جگہ بد چلن عورتوں کا اڈا تھا اور وہاں کے لوگ بد اعمالیوں اور دوسرے بد افعال کا ارتکاب کرتے تھے آپ نے انکو ہدایت کی وہ تائب ہو گئے۔ لیکن ایک شخص نے آپکی توہین کی آپ نے عصا مارا وہ ہلاک ہو کر دفن ہوا اس کے ورثا نے خون کا دعویٰ کیا آپ نے فرمایا ہم نے کسی انسان کو ہلاک نہیں کیا بلکہ ایک سگ دیوانہ کو مارا ہے، جب لوگوں نے قبر کھود کر دیکھا تو سگ صفت تھا آپ کا ۲۱ شعبان ۶۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ آپکا روضہ ۷۵۷ھ میں ملک اختیار الدین نے جو سلطان فیروز تغلق کی جانب سے حاکم سیوستان تھا تعمیر کرایا بعدہٗ اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا، ہر سال ۲۱ شعبان کو آپ کا عرس ہوتا ہے دور دراز مقامات سے عقیدت مند آتے ہیں اس کے علاوہ روزانہ عوام کا درگاہ میں ہجوم رہتا ہے۔ (رسالہ شہباز و تاریخ سندھ)

شجرہ نسب سادات جعفری سبزواری موضع مادھو پور و صفر پور تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور، رڑکی، ناگپور، عدن

امام زادہ سید علی بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پسر سید احمد معروف خلیل ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر بہاؤ الدین ان کا پسر جلال الدین ان کا پسر نظام الدین ان کا پسر سید احمد عرف مینا ان کا پسر عیلے ان کا پسر موسےٰ ان کا پسر اکبر شاہ معروف عباس ان کا پسر سید علی ان کا پسر یحییٰ ان کا پسر رشید محمد ان کا پسر سید صادق حسین ان کا پسر نیک محمد ان کا پسر جان محمد ان کا پسر فتح شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید مخدوم شاہ و اکرم شاہ یہ دونوں برادران کابل (افغانستان) سے

بسلسلہ تجارت اسپان وارد ہند ہوکر مقام کیلاش پور ضلع سہارنپور قیام کیا راجہ لنڈھورہ ضلع سہارنپور ان سے اکثر گھوڑے خریدتا تھا اس آمدورفت میں مواضعات مذکور میں بھی آتے جاتے رہے یہاں نواب سوندھا کا پوتا سید ولی سکنہ بڈولی وبرست کا رہتا تھا جو کسی سلسلہ سے یہاں بود و باش اختیار کی تھی سادات ہونے کی وجہ سے دونوں طرفین ریل میل ہو گیا حتی کہ رشتہ ناطہ کا سلسلہ قائم ہوگیا سید محمد ولد سید ولی نے اپنی دختر مجیب خانم کا نکاح سید اورنگ شاہ ولد اکرم شاہ مذکور سے کر دیا اور اکرم شاہ نے اپنی دختر فہیم النساء کا عقد فضل علی ولد سید ولی سے کر دیا، اسی وجہ سے سید مخدوم شاہ و سید اکرم شاہ پسران سید فتح شاہ نے مادہو پور و صفر پور سکونت اختیار کی

سید اکرم شاہ کے صلب سے دو پسر سید اورنگ شاہ و سید حبیب شاہ و دختر فہیم النساء زوجہ سید فضل علی ولد سید ولی، سید اورنگ شاہ کا ایک پسر سید قاسم علی و دختر بی بی زوجہ سید جعفر علی سکنہ نانوتہ اور سید قاسم علی کے صلب سے دو پسر امداد علی شاہ و حاجی سید امیر شاہ اور تین دختراں حفیظاً زوجہ سید پرورش علی سکنہ نانوتہ و سعیداً زوجہ سید شبیر حسین سکنہ نانوتہ و اکبری زوجہ حیدر حسن سکنہ مادہو پور اور سید امداد علی شاہ کے صلب سے پانچ پسر سید شمشاد علی و محمد ارشاد علی و مہربان علی و احسان علی و اشفاق علی و دختران اکبری زوجہ علمدار حسین سکنہ ہریانس و کلثوم زوجہ بشیر احمد و کبریٰ زوجہ ناظر حسن اور سید شمشاد علی نے شہر ناگپور بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر مخدوم بخش و دختران بلقیس فاطمہ و کنیز فاطمہ سید محمد ارشاد علی انجینئر پی. ڈبلو. ڈی نے مقام عدن سکونت اختیار کی ان کے صلب سے چار پسر سید غلام صابر و سید محبوب صابر و حبیب صابر و عزیز صابر و دختران حفیظ فاطمہ و مریم اور سید مہربان علی نے خاص رڑکی رہائش اختیار کی ان کا پسر اعجاز حسین و دختر کوثری اور احسان علی کی دو دختران اکرام فاطمہ زوجہ سید مظہر حسن سکنہ مادہو پور و انوار فاطمہ زوجہ انور حسین حاجی سید امیر شاہ بن سید قاسم علی ساکن صفر پور کے صلب سے یک پسر سید محمد احمد و دختر نیاز خاتون زوجہ سید مہربان علی سید حبیب شاہ بن اکرم شاہ ساکن مادہو پور کے صلب سے یک پسر سید طالب حسین و دختران بخت النساء زوجہ پیر سید حسن علی بن سید نجم الدین ترمذی ساکن نانوتہ محلہ پیرزادگان و رسولیہ زوجہ سید جعفر علی ساکن موضع سید مزرعہ و مقبولاً زوجہ قاسم علی سکنہ صفر پور سید طالب حسین کے صلب سے دو پسر سید احمد حسن و علی حسین ان کے صلب سے تین پسر ناظر حسن و حیدر حسن و نذر حسین و دختران فیاض النساء زوجہ سید امداد علی و مجیداً زوجہ رحمت علی اور سید ناظر حسن کے پسر سید مہدی حسن و سید اظہر حسین و سید ابوالحسن، سید مہدی حسن کے صلب سے یک پسر سید نجف علی و دختران جمشید بانو زوجہ رفیق احمد و خورشید فاطمہ۔

سید مخدوم شاہ بن سید فتح شاہ کے صلب سے یک دختر نصیب النساء زوجہ پیر سید غلام علی سجادہ نشین ترمذی قصبہ نانوتہ

شجرہ نسب سادات جعفری سبزواری قصبہ بہرسرست یا بھرتھور

امام زادہ سید عبداللہ افطح معروف محمد ماموں، پاؤں ان کے مثل پائے فیل اور مدور تھے، اس لئے ان کو عبداللہ افطح کہتے تھے بعد شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام مثل اپنے برادر سید اسمٰعیل کے مدعی امامت ہوئے، مذہب افطحیہ ان سے منسوب

ہے لیکن لوگوں نے ان کی دعویٰ امامت کو تسلیم نہیں کیا از راہ امتحان بعض لوگوں نے سوال کیا کہ ایک سو درہم کی کس قدر زکوٰۃ ہوتی ہے، جواب دیا کہ ڈھائی درہم حالانکہ یکصد درہم پر زکوٰۃ نہیں ہوتی ہے سید عبداللہ افطح کا پسر سید علی العارض ان کا پسر سید علی خاص ان کا پسر سید حسن العارض ان کا پسر سید ابوطاہر ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید سلطان ان کا پسر سید احمد ان کے صلب سے دو پسر سید سکندر و سید عبداللہ قلندر ان بزرگ کو بعہد سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی بوساطت ابوبکر قندھاری سپہ سالار بصلہ کارگذاری فتح قلعہ بیانہ قصبہ بہر سر معافی میں عطا ہوا، سید عبداللہ قلندر کا پسر سید محمد ان کا پسر سید شمس الدین ان کے صلب سے دو پسر سید نقی و سید جمال الدین ان کا پسر سید شرف الدین ان کا پسر سید کبیر الدین ان کا پسر سید بڑے ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید محمود یہ بزرگ ۸۰۲ھ میں بیانہ سے ہجرت کر کے قصبہ بہر سر ریاست بھرتپور میں سکونت پذیر ہوئے ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید جلال الدین جد محلہ جلال پارہ قصبہ بہر سر (۲) سید علاؤالدین جد محلہ علائی پاڑہ (۳) سید نصیر الدین جنگ پچونہ میں شہید ہو گئے۔ سید تقی بن سید شمس الدین کے صلب سے سید غالب ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید شرف الدین ان کا پسر سید زین الدین ان کے صلب سے تین پسر سید عبدالوہاب و سید عبدالصمد و سید عبدالغفور۔

شجرہ نسب سادات جعفری و سبزواری

در مقامات کورم، تیراہ، کچی، علی خیل و افغانستان و خواجی وغیرہ و حسن خیل کھچی، امام زادہ سید محمد ماموں دیباج بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صلب سے تین پسر (۱) سید حسن (۲) سید حسین ان کا پسر سید ابوطاہر ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید طاہر الدین ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید اسد اللہ ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سید نور اللہ ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید شمس الدین ان کا پسر سید خلیل ان کا پسر سید حبیب اللہ ان کا پسر نظام الدین ان کا پسر سید منصور ان کا پسر سید جلال الدین ان کا پسر سید علی الدین ان کا پسر سید امام ان کا پسر سید ابجد ان کا پسر رکن الدین ان کا پسر سید بہاؤالدین ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید خلیل شیرازی (۲) سید شیر علی شاہ کی اولاد در پنجاب اسدت (۳) سید علی نجی در افغانستان و خوانسی اور (۱) سید خلیل شیرازی کے صلب سے چھ فرزند متولد ہوئے (۱) سید نور اللہ کی اولاد در کھچی و تیراہ و کورم (۲) سید میر اسمٰعیل کی اولاد در کھچی و اسیاب (۳) سید میر حبیب کی اولاد در کھچی و تیراہ (۴) سید فخر الدین کی اولاد در کورم (۵) سید محب اللہ کی اولاد در تیراہ (۶) سید میر نعمت کی اولاد در علی خیل۔

(۱) سید نور اللہ کے صلب سے سید فخر ان کا پسر سید تسلیم شاہ ان کا پسر سید محمد شاہ ان کا پسر سید عاقل شاہ ان کا پسر ملنگ شاہ ان کا پسر شاہ رسول شاہ ان کا پسر سید عنایت شاہ ان کا پسر سید کامل شاہ ان کا پسر برکت شاہ ان کا پسر سید کمال حسین ان کا پسر سید زین العابدین ان کا پسر مولوی حاجی سید علی حسین پنشنر مقام حسن خیل کچی ڈاکخانہ لنڈی کھچی ضلع کوہاٹ۔

شجرہ نسب سادات جعفری سبزواری مقام بریلی ضلع انبالہ

امام زادہ سید اسمٰعیلؒ بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ان کا پسر نور محمد المعروف سید محمد عریضی ان کا پسر سید اسمٰعیل ثانی ان کا پسر سید محمد منصور ان کا پسر سید غالب الدین ان کا پسر سید عبدالمجید سبزواری ان کا پسر سید منتظر باللہ ان کا پسر محمد مہدی ان کا پسر سید احمد ہادی ان کا پسر سید ہاشم ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید محمود سبزواری ان کا پسر سید محمد محب الدین معروف

سید محمود سبزواری

محمد محب الدین عرف محب علی

خالدین

عبدالمومن بادشاہ

علی عرف اسلام الدین

صلاح الدین

شمس الدین

نصیر الدین محمود

شہاب الدین

صدر الدین محمود

صدر الدین محمود

حسن کبیر الدین

سید محب علی ان کا پسر سید خالدین ان کا پسر سید عبدالمومن بادشاہ افریقہ (مراکو) ان کا پسر سید علی المعروف اسلام الدین خالدین ان کا پسر سید شاہ صلاح الدین ان کا پسر سید شمس الدین مدفون ملتان ان کا پسر سید نصیر الدین محمود ان کا پسر سید شہاب الدین ان کا پسر سید صدر الدین محمود ان کے صلب سے پانچ فرزند متولد ہوئے (۱) سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ (۲) سید تاج الدین (۳) سید ظہیر الدین (۴) سید نصیر الدین (۵) سید صلاح الدین

(۱) سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ کے صلب سے اٹھارہ فرزند پیدا ہوئے (۱) سید اولیا علی (۲) سید کثیر الدین (۳) سید علی گوہر نور (۴) سید جعفر علیشاہ (۵) سید عادل شاہ (۶) سید عالم شاہ جبتی (۷) سید رحمت اللہ شاہ (۸) سید اسرائیل طیارہ غازی (۹) سید شہباز علی مورث اعلیٰ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور (۱۰) سید نور محمد نور الحق (۱۱) سید سبز علی (۱۲) سید درویش علی (۱۳) سید لعل شاہ جتی قلندر (۱۴) سید اسمٰعیل (۱۵) سید امام شاہ (۱۶) سید فرمان شاہ (۱۷) سید بالا بلند شاہ (۱۸) سید اسلام شاہ نصر اللہ ان کے صلب سے ایک پسر سید ناصر الدین یہ بزرگ حسب الحکم پدر بزرگوار بغرض تبلیغ اسلام بمقام بریلی تشریف لے گئے اور وہیں بود و باش اختیار کی اس اعتبار سے آپ سادات جعفری سبزواری بریلی کے مورث اعلےٰ ہیں ان کے صلب سے یک پسر سید علیم الدین ان کا پسر سید بہاؤالدین ان کا پسر سید جمال الدین ان کا پسر سید محمود شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید نور اللہ شاہ و سید قطب الدین ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر اولاد علی ان کے صلب سے دو پسر سید حسن علی لاولد و سید عبداللہ شاہ ان کا پسر سید پیر محمد ان کے صلب سے تین پسر سید روشن علی و سید نانون شاہ ننگا ہے شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید امام علی لاولد و سید بشارت علی ان کے دو پسر حسن علی و حسین علی ہردو لاولد سید روشن علی کا پسر سید جمال علی ان کے صلب سے دو پسر سید پیر محمد و سید ابوالخیر ان کا پسر اولاد علی ان کا پسر جان محمد ان کا پسر عبداللطیف ان کے دو پسر رحم علی سید حسن علی ان کا پسر سید فضل علی لاولد اور سید رحم علی بن عبداللطیف کے صلب سے تین پسر سید تہص شاہ و سید منور علی و سید باقر علی ان کا پسر خادم حسین ان کا پسر مہدی حسین ان کا پسر بشیر حسین لاولد اور سید منور علی کے صلب سے دو پسر امام علی و تابع حسین ان کا پسر ولی محمد اور امام علی کے صلب سے تین پسر سید شریف حسین و لطیف حسین و شبیر حسین اور سید شریف حسین کے صلب سے دو پسر سید مصطفےٰ و سید محمد مہدی و دختر برہان اور سید لطیف حسین کا پسر سید ارشاد حسین سید تہص شاہ بن عبداللطیف کے شاہ بن عبداللطیف کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین ان کے صلب سے دو پسر سید عطا حسین و علی حسین ان کا پسر سید محمد تقی ان کے صلب سے دو پسر سید حمید حسن و سید منیر حسین اور سید عطا حسین کے صلب سے چار پسر ارشاد حسین و راشد حسین و حامد حسین و سید حسین بی، اے سید پیر محمد بن نور اللہ شاہ کا پسر سید مقیم شاہ ان کا پسر محمد علیشاہ ان

کے صلب سے دو پسر غلام محمد و طاہر علی ان کا پسر جمال علی ان کے صلب سے تین پسر سید حسن علی و الہٰی بخش، محمد علی ان کا پسر علی حسین ان کا دو پسر بشیر حسین و علمدار حسین۔

اور سید الہٰی بخش کے صلب سے دو پسر ولایت حسین و اصغر علی ان کے چار پسر منصب علی و حسین نواز و شاہ نواز و سید فرحت علی اور ولایت حسین کے دو پسر غلام عباس و فرزند علی ان کے صلب سے دو پسر سید علی محمد و سید ظفر علی عرف اللہ دیا۔

سید غلام محمد بن محمد علی شاہ ان کے صلب سے چار پسر فتح علی و بہار علی و مومن شاہ و مروت علی ان کا پسر باقر علی ان کا پسر عطا حسین ان کے صلب سے چار پسر شبیر حسین و بشیر حسین و نظیر حسین و سید الطاف حسین ان کا پسر سید منظور حسین،

سید مومن شاہ کے صلب سے دو پسر امام بخش لاولد و ضامن علی ان کا پسر خیرات علی ان کے صلب سے دو پسر سید ولی محمد لاولد و اولاد علی ان کے صلب سے دو پسر اشتیاق حسین و مشتاق حسین اور سید بہار علی کے صلب سے چار پسر اکبر علی و بہادر علی و غالب علی و سید تحسن شاہ ان کا پسر رحمت علی ان کا پسر نظیر علی اور غالب علی کا پسر عالم علی ان کے صلب سے دو پسر مظہر حسن و سید علی حسن لاولد سید بہادر علی کے چار پسر حیدر علی و عبادت علی و کرامت علی و سعادت علی ہر چہار پسران لاولد۔

سید ہدایت علی بن سید جمال علی کے صلب سے دو پسر مبارک علی و عنایت علی ان کے دو پسر اللہ دیا شاہ و اکبر علی ان کے صلب سے دو پسر سید علی نواز و بشارت علی ان کے صلب سے چار پسر محمد تقی و صادق علی و خورشید علی و شریف حسین ان کے صلب سے تین پسر مولوی سردار علی و ذوالفقار علی و ہادی حسین اور سید علی نواز کے صلب سے پانچ پسر محمد حسن و خادم حسین و حسین علی ہر سہ لاولد و رجب علی و معصوم علی ان کا پسر سید سلطان علی اور سید رجب علی کے صلب سے دو پسر شوکت حسین و دولت علی ان کا پسر سید اقبال حسین، سید فتح علی بن غلام محمد کے صلب سے پانچ پسر جعفر علی و قاسم علی و کاظم علی و رستم علی و باغ علی ان کا پسر سید احمد علی لاولد، سید رستم علی کے دو پسر اصغر علی و برأت علی ہر دو لاولد و اور سید کاظم علی کے دو پسر علی نواز و امام نواز اور سید جعفر علی کے صلب سے تین پسر سید برکت علی و جھنڈے شاہ و غلام حسین ان کا پسر قربان علی لاولد اور جھنڈے شاہ کا پسر قالو شاہ ان کا پسر شرف علی سید برکت علی کے صلب سے چار پسر مہدی حسن و خادم حسین و علی حسین و سید تابع حسین۔

اور سید نوازش علی بن سید ولایت علی مذکورہ کا پسر سید جمال الدین ان کے صلب سے تین پسر غیاث الدین و سید حیات علی ہر دو لاولد و سید برأت علی ان کا پسر قاسم علی ان کے صلب سے دو پسر صفدر علی و سعادت علی ان کے دو پسر خیرات علی و سید علی نواز لاولد اور خیرات علی کا پسر سید علی حسین اور سید صفدر علی کے صلب سے چار پسر سید امانت علی و نجف علی و برکت علی و وزیر علی ان کے صلب سے چار پسر سید محمد تقی و عطا محمد و اسمٰعیل و عبدالرحیم۔

شجرہ نسب سادات جعفری اولاد سید بلند علی

بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مذکور کی نسل مقامات شاہ پور، راہوں پھین تحصیل نوان شہر ضلع جالندھر، انڈلو تحصیل رائے کوٹ ضلع لدھیانہ سرہند و سلطانپور، کھا کے نواح خانپور، میال پرگنہ سامانہ و جیتوال پرگنہ پسرور کھیم کرن تحصیل قصور وغیرہ۔

پیدا ہوئے۔

(۱۷) سید بلند علی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن کے صلب سے دو پسر (۱) سید شاہ محمد (۲) سید شاہ خواجہ پیدا ہوئے۔

(۱) سید شاہ محمد کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے (۱) سید محمد زاہد (۲) سید رفیع الدین (۳) سید مرتضےٰ (۴) سید شمس الدین ان کے صلب سے یک پسر سید صلاح الدین ان کا پسر سید شاہ علی ان کا پسر سید علی محمد ان کا پسر سید شفاعت علی ان کا پسر سید عظمت علی ان کے صلب سے دو پسر سید کاظم علی و سید محسن علی ان کے صلب سے چار پسر سید اشرف علی و امیر حسینی و حاجی شاہ و علی معظم ان کا پسر سید محمد علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید محمد حسین اور سید حاجی شاہ کے صلب سے تین پسر سید علی بخش و اشرف علی و عظمت شاہ ان کا پسر سید امیر حیدر شاہ اور سید اشرف علی کا تین پسر سید علی محمد و سید بہادر علی و ولایت علیشاہ ان کا پسر سید مراتب علی ان کے صلب سے دو پسر سید کبیر الدین و نصیر الدین ان کا پسر سید امداد علی اور سید بہادر علی کے صلب سے دو پسر سید سردار حسین و سید وجیہ احمد ان کا پسر سید اکرام علی ان کا پسر سید مقبول حسین اور سید سردار حسین کے صلب سے دو پسر سید علی حسین و سید علی حسن ان کا پسر محمد حسن اور سید علی حسین کا پسر سید محمد حسین، اور سید امیر حسینی کے صلب سے یک پسر سید وزیر علی کے صلب سے دو پسر سید دلاور حسین و تصدق حسین سید علی محمد بن سید اشرف علی مذکور کے صلب سے پانچ پسر سید فضل امام و محسن علی و اصغر علی و سکندر علی و اکبر علی ان کے صلب سے یک پسر سید حسن دریا ان کے صلب سے یک پسر سید علی حسین،

سید سکندر علی کے صلب سے دو پسر سید علی شاہ و شمشاد حسین اور اصغر علی کے صلب سے دو پسر عنائیت حسین و قادر علی سید محسن علی کے صلب سے دو پسر سید محمد حسن و محمد حسین اور سید فضل امام کے صلب سے دو پسر سید حسن محمد و عطا محمد، سید کاظم علی بن سید عظمت علی کے صلب سے دو پسر سید محبوب علی و الو علی ان کے صلب سے چار پسر سید شمش الدین و نجم الدین و عظمت شاہ و علیشاہ ان کا پسر محمد شاہ اور عظمت شاہ کے صلب سے دو پسر سید ہادی حسین و ثابت حسین سید نجم الدین کے صلب سے تین پسر سید حسن محمد و محمد حسین و ولی محمد ان کے صلب سے دو پسر سید حسن دریا و سید شہاب الدین۔

سید شمش الدین کا پسر سید دلاور حسین اور سید محبوب علی مذکور کے صلب سے یک پسر سید ہادی حسین ان کے صلب سے تین پسر سید احمد شاہ و برکات شاہ و امام شاہ ان کا پسر مراد علی اور برکات شاہ کا پسر نبی شاہ ان کا پسر سید فرزند حسین سید احمد شاہ کے صلب سے دو پسر سید کاظم علی و محمد حسین۔

(۳) سید مرتضےٰ بن سید شاہ محمد کے صلب سے چار پسر سید عبد الباقی و محمد فاضل و جلال شاہ و سید خیدر شاہ ہر دو لاولد سید محمد فاضل کے صلب سے تین پسر سید جعفر شاہ و عبد القادر و عالم شاہ ہر سہ لاولد و اور سید عبد الباقی کے صلب سے یک پسر سید علی زمان ان کا پسر غلام محمد ان کا پسر ولایت علی ان کا پسر اشرف علی ان کا پسر حسن علی ان کے صلب سے دو پسر فتح شاہ و سید فاضل شاہ ان کا پسر سکندر شاہ ان کا پسر حسن شاہ ان کا پسر سید شہاب الدین۔

اور سید فتح شاہ کا پسر سید باقی شاہ ان کا پسر سید میرن شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید تحسن شاہ و سید علی حسن

(۲) سید شاہ خواجہ بن سید بلند علی کے صلب سے چار پسر سید غیاث الدین و تاج الدین محمود و مصطفےٰ شاہ و شاہ معظم ان کے

صلب سے دو پسر سید ابو محمد و شاہ کاظم ان کے صلب سے دو پسر سید حیات شاہ و عظمت شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید صفت علی و سید عظمت علی ان کا پسر بہادر شاہ ان کا پسر محسن شاہ ان کا پسر حاجی شاہ ان کا پسر سید عظمت شاہ ان کا پسر سید حیدر شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید روشن شاہ و سید حاجی شاہ،

سید صفت علی بن سید عظمت شاہ کے صلب سے یک پسر سید شیر علی ان کا پسر حیدر شاہ ان کا پسر عظمت شاہ ان کا پسر ڈبن شاہ ان کے صلب سے دو پسر عظمت شاہ و محمد شاہ ان کا پسر اسد علی ان کا پسر نبی شاہ ان کا پسر الطاف حسین

سید عظمت شاہ کے صلب سے دو پسر ڈبن شاہ و امام شاہ ان کا پسر امداد علی اور سید ڈبن شاہ کا پسر سید محمد شاہ مدفون بھوپور ان کے صلب سے دو پسر سید محمد مہدی و سید محمد ہادی،

سید حیات شاہ بن سید شاہ کاظم کے صلب سے دو پسر سید محمد علی و معظم شاہ ان کا پسر رحم علیشاہ ان کا پسر اشرف علی ان کا پسر ولایت علی ان کا پسر حیات شاہ ان کا پسر محمد اشرف ان کے صلب سے دو پسر قلندر بخش و معظم شاہ ان کا پسر سید محمد شاہ سید قلندر بخش کے صلب سے تین پسر سید انور شاہ و نذر بخش و سید شیر محمد ان کا پسر سید بہاول شاہ۔

سید محمد علی کا پسر سید احمد شاہ ان کا پسر قطب شاہ ان کا پسر قنبر علی ان کا پسر حیات علی ان کا پسر شاہ علی ان کے صلب سے پانچ پسر حیدر علی و مراد علی و تیغ علی و عیوض علی و محمد علی ان کا پسر احمد شاہ ان کے صلب سے چار پسر سید نادر شاہ و حیاتی شاہ و بہادر علی و صفدر علی اور سید عیوض علی کے صلب سے دو پسر سید حیات شاہ و ولایت شاہ ان کے صلب سے تین پسر دلاور حسین و واجد علی و محسن علی ان کے صلب سے تین پسر سید امید علی و الطاف علی و سید رضا علی سید ابو محمد بن سید شاہ معظم کے صلب سے دو پسر نعمت علی و ہدایت علی ان کا پسر معظم شاہ ان کا پسر شاہ علی ان کا پسر سید انور شاہ ان کا پسر ہدایت علی ان کے صلب سے دو پسر محمد زمان و حافظ علی ان کا پسر غلام علی۔

سید محمد زمان کا پسر شاکر علی ان کے صلب سے دو پسر امیر علی و سید کبیر الدین۔ سید نعمت علی بن سید ابو محمد کا پسر سید دولت علیشاہ ان کا پسر حیدر شاہ ان کا پسر نعمت علی ان کا پسر دولت علی ان کا پسر سید ابو تراب ان کے صلب سے تین پسر نجف علی و حسن علی و نعمت علی ان کے صلب سے دو پسر تراب علی و سید عطا محمد ان کے صلب سے دو پسر مہدی حسین و ضامن علی ان کا پسر نظیر حسین اور سید حسن علی کے صلب سے چار پسر حیدر علی و غالب علی و زین العابدین و احسان علی ان کے صلب سے دو پسر علی اصغر و ابو تراب علی اور سید نجف علی کا پسر غلام حسین ان کے صلب سے دو پسر امیر شاہ و محمد حسین اور سید مصطفےٰ شاہ بن سید شاہ خواجہ کے صلب سے تین پسر سید تقی محمد و صفی محمد و عنایت محمد ان کا پسر سید محمد امین ان کا پسر مظفر علی ان کے صلب سے دو پسر سید محسن شاہ و سید ہدایت علی،

سید صفی محمد بن سید مصطفےٰ شاہ کے صلب سے یک پسر سید عبد العزیز ان کا پسر سید گدائی شاہ ان کا پسر جلال شاہ ان کا پسر امام شاہ ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر امام الدین ان کے صلب سے دو پسر ملمن شاہ و منجن شاہ ان کے صلب سے دو پسر

نصیر الدین وکبیر الدین ان کے صلب سے دو پسر حیدر شاہ وغلام حسین ان کا پسر سید محمد حسین، سید نصیر الدین کے صلب سے دو پسر محمد شاہ وسلطان شاہ ان کا پسر علمدار حسین اور محمد شاہ کے صلب سے دو پسر سردار حسین ودلاور حسین سید طحن شاہ کے صلب سے دو پسر امیر علی ونادر علی ان کا پسر علی حسین ان کا پسر شبیر محمد ان کا پسر سید فرزند حسین سید امیر علی کے صلب سے دو پسر عظمت شاہ ونجم الدین ان کے صلب سے دو پسر غلام حسین وسلطان حسین سید تقی محمد بن سید مصطفےٰ شاہ کے صلب سے دو پسر سید محمد رضا وسید حامد شاہ ان کا پسر دولت شاہ ان کا پسر شاہ میراں کا پسر قطب شاہ ان کے صلب سے چار پسر انور شاہ وروشن شاہ ومحمد عیسےٰ ومحمد الیاس ان کا پسر سید جعفر شاہ ان کا پسر بہادر علی ان کا پسر دہامن شاہ انکے صلب سے تین پسر فرزند علی وعلیشاہ وولایت علی ان کا پسر الطاف علی ان کے صلب سے دو پسر شنا علی وامانت علی اور سید علی شاہ کا پسر سردار علی ان کے صلب سے تین پسر کرار حسین ومنظہر حسین وفرزند حسین سید محمد عیسےٰ مذکور کا پسر کرم شاہ ان کا پسر احمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر نادر علی وعلی بخش ان کا پسر سید امام الدین سید نادر علی کے صلب سے دو پسر کرامت علی ومروت علی ان کا پسر سید محمد اور سید کرامت علی کے صلب سے تین پسر سید شہاب الدین وسید شبیر محمد وسید محمد کاظم اور روشن علی کا پسر شفاعت علی ان کا پسر شاہ حسین، ان کا پسر حیات علی ان کا پسر رستم علی سید انور شاہ مذکور کا پسر سلطان شاہ ان کا پسر میرن شاہ ان کے صلب سے دو پسر نصیر الدین وحسن شاہ ان کا پسر سید نجم الدین ان کے صلب سے دو پسر امداد علی وحامد علی اور نصیر الدین کے صلب سے دو پسر تفضل حسین وتصدق حسین ان کے صلب سے دو پسر سید بادشاہ وحامد شاہ سید محمد رضا بن سید تقی محمد کا پسر سید علی رضا ان کا پسر سید محمد غوث ان کے صلب سے دو پسر کرم حسین وافضل شاہ ان کا پسر غلام حسین ان کے صلب سے تین پسر سید شبیر محمد وسید شمس الدین وسید ذاکر حسین،

شجرہ نسب سادات جعفری اولاد سید امام الدین عرف امام شاہ بن سیّد حسن کبیر الدین کفر شکن!

مذکور کی نسل مقامات قصبہ پیرانہ مضافات احمد آباد گجرات، شہر احمد آباد، پونیا و وٹیلاگ نواح ٹبرودہ، رستم پور پانی وبہادر پور علاقہ خاندیس ونوسارے نواح صورت۔ سید امام الدین عرف امام شاہ کے صلب سے تین پسر سید نظار شاہ عرف بالیشاہ وسید باقر شاہ وسید نور الدین محمد کے صلب سے تین پسر سعید الدین عرف سید جان وسید شہاب الدین وسید مصطفےٰ شاہ ان کا پسر نور محمد ان کا پسر فتح اللہ شاہ ان کے صلب تین پسر سید فرض اللہ شاہ ودولن شاہ ودرویش علی ان کا پسر صالح شاہ ان کا پسر اچھے شاہ ان کا پسر سید محمد ان کے صلب سے دو پسر سید میاں وسید بڑا میاں ان کا پسر سید اچھا میاں ان کے صلب سے دو پسر درویش علی وسید ننھا جان ان کے صلب سے دو پسر سید فدا علی ومحمد شاہ اور درویش علی کا پسر حیدر علی ان کے صلب سے دو پسر سید نجف علی واحد علی،

سید میاں کے صلب سے دو پسر حیدر علی و امیر میاں ان کا پسر احمد علی ان کا پسر سید علی میاں ان کے صلب سے چار پسر بندہ علی و عابد علی و حافظ علی و صادق علی اور سید حیدر علی ان کے صلب سے دو پسر سعادت علی و بڑے میاں ان کے صلب سے دو پسر قاسم علی و حسن میاں ان کا پسر سید میاں اور سید قاسم علی کے صلب سے دو پسر سید فدا علی و سید نذر علی

سید سعادت علی کا پسر سید مہر علی ان کے صلب سے چار پسر سید ذوالفقار علی و بہادر علی و سکندر علی و سید انور علی سید ولن شاہ بن فتح اللہ شاہ کے صلب سے تین پسر سید نور شاہ و سید میاں و نظام الدین ان کا پسر سید امام شاہ ان کا پسر سید مصطفےٰ شاہ ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید بابو میاں ان کے صلب سے چار پسر سید باوا و سید میر و حسین میاں، سید میاں ان کے صلب سے تین پسر علی اکبر و احمد حسین و علی میاں ان کے صلب سے تین پسر بابو میاں و ابراہیم و اصغر علی سید احمد حسین کے صلب سے دو پسر میر میاں لاولد و باقر علی اور سید حسین میاں کے صلب سے دو پسر سید مہر علی و سید بڑا میاں ان کے صلب سے دو پسر محمد شاہ و سید عباس اور سید مہر علی کا پسر بابو میاں اور سید میر مذکور کے صلب سے تین پسر مراد علی و چھوٹے شاہ و سید احمد ان کا پسر عبداللہ میاں اور سید باوا مذکور کے صلب سے دو پسر سید پیر و سید میراں کے صلب کے صلب سے تین پسر سید محمد و سید نور علی و سید احمد اور سید پیر کے صلب سے پانچ پسر سید قاسم علی و غلام علی و سید علی و نجم الدین و حسو میاں سید میاں بن سید ولن شاہ کا پسر گل عالم ان کے صلب سے دو پسر بڑا میاں و نور عالم ان کا پسر بابو میاں ان کے صلب سے چار پسر سید باوا میاں و میر عالم و فضل علی و مہر علی ان کے صلب سے تین پسر سید میاں و امیر میاں و سید حسین، سید فضل علی کا پسر لاولد سید درویش علی اور میر عالم کا پسر میر حسین اور سید بڑا میاں کا پسر سید دادا میاں ان کا پسر سید میاں ان کے صلب سے دو پسر سید علی و سید حسین ان کا پسر سید فتح علی، اور سید نور شاہ بن سید ولن شاہ کا پسر سید مرتضےٰ ان کے صلب سے دو پسر غلام نبی و امیر حسین ان کا پسر سید پیران کے صلب سے دو پسر بندہ علی و فتح علی ان کے صلب سے تین پسر سید مرتضےٰ و درویش علی و میر حسین ان کے صلب سے دو پسر سید باوا و سید ثابت علی ان کا پسر سید عباس علی سید باوا کا پسر سید غیاث الدین اور سید بندہ علی مذکور کے صلب سے چار پسر سید احمد علی و حسین میاں و قاسم علی و سید میاں ان کا پسر سید سکندر علی، اور سید سعید الدین عرف سید جان بن نور الدین محمد ان کا پسر سید محمد صالح ان کا پسر سید محمد ہاشم ان کے صلب سے دو پسر دیوان سید محمد شاہ و قاسم شاہ ان کا پسر دیوان جی ان کا پسر لال محمد شاہ مدفون قصبہ پیرانہ دیوان سید محمد شاہ کے صلب سے چار پسر کبیر شاہ صالح و محمد باقر شاہ و دیران میاں و سید شاہ جی میاں ان کا پسر سید بالا محمد شاہ ان کا پسر سید محمد فاضل ان کا پسر شریف شاہ ان کا پسر سید بدر الدین عرف بڑا میاں ان کا پسر سید باقر علی، سید محمد باقر شاہ کے صلب سے تین پسر زین العابدین عرف جانی میاں و ہاشم علی و صالح محمد ان کا سید بدر الدین ان کا پسر سید حسین میاں ان کا پسر سید محمد میاں ان کا پسر جعفر علی ان کا پسر سید حسین میاں ان کے صلب سے تین پسر سید محمد میاں و نور علی شاہ و سید بڑے میاں ان کا پسر سید مصطفےٰ میاں اور نور علی شاہ کے صلب سے تین پسر ذوالفقار علی و شرف علی و بہادر علی سید محمد میاں کے صلب سے سات پسر سید احمد علی و سید سکھو میاں و سید میر و فیاض علی و سید احسان علی و امام علی و سید جعفر علی ان کے تین پسر سید قمر علی و سید ابراہیم علی و سید شریف میاں اور سید امام علی کے تین پسر سید سرفراز علی و سید باقر علی و سید قاسم علی اور سید ہاشم علی

بن سید محمد باقر شاہ کے پسر سید علی کبیر ان کے پسر سید علی صغیر ان کے پسر سید ہاشم علیشاہ ان کے پسر سید پیارے شاہ ان کے پسر سید بالو میاں ان کے دو پسر سید ہاشم علی و سید حسن علی کے دو پسر سید امیر میاں و سید بالو میاں سید ہاشم علی بن سید بالو میاں کے دو پسر سید پیارے و سید صدر الدین ان کے پسر سید علی صغیر اور سید پیارے کے پسر سید سجاد حسین۔

سید زین العابدین جانی میاں مذکور کے پسر سید امام الدین شاہ ان کے سعید نہاجی میاں ان کے چار پسر سید پیارے و سید امام الدین و سید خیراتی میاں و سید جان ان کے پسر سید سکندر علی اور سید پیارے کے سید باقر علی ان کے پسر سید واجب علی ان کے پسر سید سلطان علی سید امام الدین کے پسر سید شہاب الدین ان کے دو پسر سید عابد علی و سید ذوالفقار علی ان کے دو پسر سید شاہ علی و سید محمود علی سید عابد علی کے پانچ پسر سید اصغر علی و سید مہدی علی و سید زیارت علی و سید اکبر علی و سید اشرف علی ان کے پسر سید غلام محمد ا سید شہاب الدین ثانی ان کے دو پسر سید علی و سید علی مزمل ان کے پسر سید محسن اور سید علی کے پسر سید جعفر علی ان کے پسر سید نور علی ان کے پسر سید مہر علی ان کے پسر سید بخشش علی ان کے پسر سید فضل علی ان کے تین پسر سید بندہ علی و سید امیر علی میاں و سید جعفر علی ان کے پسر سید پیر میاں اور سید امیر علی میاں کے دو پسر سید روشن علی و سید شبیر علی۔

سید بندہ علی کے پسر سید عنایت علی اور سید امام الدین بن سید جلال الدین کے پسر سید مرتضٰے علی کے دو پسر سید محمد اشرف و سید شاہ حیدر ان کے پسر سید صغیر الدین ان کے پسر سید غلام حسین ان کے پسر سید میاں ان کے پسر سید غلام جعفر ان کے پسر امام بخش سید محمد اشرف کے پسر سید عباس علی میاں ان کے پسر سید بڑا میاں ان کے پسر سید علی جان ان کے پسر سید باوا ان کے پسر سید علی میاں ان کے پسر سید احمد علی کے پانچ پسر سید عنائت علی و سید یاور علی و سید اشرف علی و سید علی میاں و سید باوا سید شبیر علی بن سید جلال الدین کے دو پسر سید جمال الدین و سید احمد شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید سلطان علی ان کے دو پسر سید جمال الدین ثانی و سید احمد شاہ ثانی ان کے دو پسر سید اکبر شاہ و سید میر علی ان کے پسر سید میاں۔

سید اکبر شاہ کے پسر سید فضل علی ان کے پسر سید میران کے پسر سید میاں باوا ان کے پسر سید میاں اور سید جمال الدین ثانی کے دو پسر سید بڑا و سید امیر شاہ ان کے دو پسر سید امیر بابا و سید نور علی کے پسر سید حسین میاں ان کے پسر سید بڑا میاں۔

سید امیر بابا کے چار پسر سید قاسم علی و سید امیر علی و سید جعفر علی و سید حیدر علی ان کے دو پسر سید صادق علی و سید پیر سید جعفر علی کے دو پسر سید حیدر علی و سید میاں انکے دو پسر سید امیر حسین و سید درویش علی اور سید امیر علی کے پسر سید حسن سید قاسم علی کے پسر سید اشرف علی اور سید بڑا ابن سید جمال الدین ثانی کے چار پسر سید سکندر علی و سید حیدر علی و سید میاں و سید امیر شاہ ان کے دو پسر سید باقر علی و سید میر عالم ان کے پسر سید جیوا میاں ان کے پسر سید پیارے اور سید باقر علی کے دو پسر سید امیر میاں و سید میاں ان کے پسر سید لونچا میاں اور سید امیر میاں کے پسران سید میرو میاں و سید باقر علی و سید چھوٹو میاں و سید امیر علی سید میاں بن سید جلال الدین کے پسر سید حسن شاہ ان کے دو پسر سید باوا میاں و سید میران کے پسر لونچا میاں سید باوا میاں کے تین پسر سید صادق علی و سید میاں و سید احمد علی اور سید حیدر علی کے پسر سید پیر اور سید جعفر علی بن سید جلال الدین کے پسر سید واحد علی ان کے پسر سید شہاب الدین ان کے پسر سید سعید میاں ان کے پسر سید میاں

ان کے دو پسر سید حمدو میاں وسید باوا میاں انکے پسر سید ٹبا میاں ان کے پسر سید داؤد میاں ان کے دو پسر سید باوا میاں وسید جعفر علی ان کے دو پسر سید فضل علی وسید باقر علی ان کے تین پسر سید جعفر علی وسید داؤد میاں وسید احمد علی ان کے سید عبد الدین سید جعفر علی کے پسر سید شہاب الدین اور سید داؤد میاں کے دو پسر سید امیر میاں وسید ذوالفقار علی۔

اور سید باوا میاں بن سید داؤد میاں کے تین پسر سید میاں وسید درویش علی وسید حسین میاں ان کے پسر سید پونچا میاں ان کے پسر سید احمد حسین اور سید درویش علی کے پسر سید اصغر علی ان کے پسر سید نصیر الدین اور سید حمدو میاں کے دو پسر سید مراد علی وسید علی میاں ان کے چار پسر سید سلطان علی وسید غلام علی وسید باقر علی وسید امام علی ان کے تھو میاں سید باقر علی کے پسر سید اکبر علی ان کے پسر سید حسن علی ان کے پسر پونچا میاں اور سید غلام علی کے دو پسر سید صادق علی وسید عسکری علی ان کے تین پسر سید علی میاں وسید بندہ علی وسید غلام حسین ان کے دو پسر سید شہاب الدین وسید صدر الدین سید سلطان علی کے دو پسر سید احمد علی وسید بلاقی میاں ان کے چار پسر سید گھما میاں وسید باقر علی وسید مراد علی وسید میاں۔

شجرہ نسب سادات جعفری اولاد سید کمال الدین

بن سید نعیم الدین محمد بن سید شمس الدین سبزواری مدفون ملتان مقامات! باؤ پور ٹباں و دوراتگہ و سکھو چک و مغلانی چک و باہر وال ضلع گورداسپور و لوتالہ سیتالہ ضلع امرتسر و قصور و لوہارکہ و ناروول و تہیم علاقہ لودھراں و قادر پور و تپورا ہر علاقہ کپور تھلہ و پھرور تحصیل گھمایوں و سُرل علاقہ راجپورہ و ہیلہ ریاست پٹیالہ و ڈوڈیانہ ضلع انبالہ و شاہ پور اغلوہ ریاست نابھہ، رائے پور ضلع لدھیانہ و اودفتہ تحصیل پسرور و کڈن ضلع ملتان جھانبرہ و محمد پور و اسد اللہ پور ضلع منٹگمری و رہجہ علاقہ لاڑکانہ (سندھ) میں آباد ہے! سید کمال الدین مذکور کے تین پسر (۱) سید جلال الدین (۲) سید صلاح الدین (۳) سید زین العابدین۔

(۱) سید جلال الدین کے پسر سید رکن الدین ان کے پسر سید صادق علی ان کے پسر سید شمس الدین ان کے پسر سید حافظ علی ان کے پسر سید فتح شاہ ان کے پسر سید کمال شاہ ان کے پسر سید شاہ محمد ان کے پسر سید باقر شاہ ان کے پسر سید دسوندھی شاہ ان کے پسر سید تھن شاہ ان کے پسر سید حیدر شاہ ان کے دو پسر سید ہاشم علی وسید علی ان کے پسر سید ملک شیر اور سید ہاشم علی کے دو پسر سید نبی بخش وسید محمد شاہ

(۲) سید صلاح الدین بن سید کمال الدین مذکور کے پسر سید محب علی ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید مظفر علی ان کے پسر سید حیدر شاہ ان کے پسر سید شاہ اللہ دین ان کے پسر سید نور شاہ ان کے پسر سید شاہ حسین ان کے چار پسر سید مصطفیٰ شاہ، سید عبدالفتاح وسید علی وسید ولی محمد کے پسر سید محمد شاہ ان کے دو پسر سید نصیب شاہ وسید نور شاہ ان کے دو پسر سید امن شاہ وسید بدر الدین سید نصیب شاہ کے پسر سید محبوب شاہ کے تین پسر سید حسن شاہ وسید حسین شاہ وسید بہادر شاہ ان کے پسر سید اکبر شاہ ان کے پسر سید نادر شاہ سید علی بن سید شاہ حسین کے پسر سید تھن شاہ ان کے پسر سید نادر علی کے چار پسر سید تابع حسن وسید تابع حسین وسید شرف علی وسید فضل کریم کے دو پسر سید غلام حسن وسید سردار علی کے پانچ پسر سید مراد علی وسید امداد علی وسید اکبر علی وسید

نادر شاہ اور سید غلام حسن کے چار پسر سید قاسم علی و سید علی نواز و سید تصدق حسین و سید برکت علی ان کے تین پسر سید [illegible] علی و سید وزیر علی و سید شیر علی اور شرف علی کے دو پسر سید سلطان علی و سید علی کے چار پسر سید حسن علی و سید محمد اکبر و سید علی حسن و سید ولایت علی اور سید سلطان علی کے تین پسر سید عطا محمد و سید علی محمد و سید شیر علی اور سید تابع حسین کے پسر سید محمد بخش ان کے دو پسر سید نظام الدین و سید علیشاہ ان کے فتح علی سید تابع حسن کے دو پسر سید نجف علی و سید حسن علی ان کے پسر سید بہادر علی ان کے پسر سید حسن اور سید نجف علی کے پسر سید شمس الدین ان کے سید امیر حیدر۔

سید مصطفےٰ ابن سید شاہ حسین کے پسر سید خان محمد ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید موسن شاہ ان کے پسر سید فتح شاہ کے دو پسر سید علی شیر و سید شاہ حسین ان کے چار پسر سید غلام رسول و سید بدر الدین و سید محمد شاہ و سید محمد ان کے پسر سید ثابت علی اور سید علی شیر کے تین پسر سید فتح محمد و سید فرزند علی و سید شاہ نواز ان کے چار پسر سید عطا حسین و سید اکبر حسین و سید شریف حسین و سید دلاور حسین سید فرزند علی کے پسر سید محمد اکبر و سید فتح محمد کے پسر سید جعفر حسین۔

سید عبد الفتاح بن سید شاہ حسین کے تین پسر سید محمود شاہ و سید چھجو شاہ و سید محمد شاہ کے پسر سید حیات شاہ ان کے خواجہ محمد سید چھجو شاہ کے پسر سید فتح علی ان کے پسر سید عزیز علی ان کے پسر سید حفیظ علی اور سید محمود شاہ کے پسر سید اسمٰعیل شاہ ان کے پسر سید وڈا شاہ ان کے پسر سید محکم شاہ ان کے تین پسر سید غلام حیدر و سید حسن علی و سید حبیب شاہ ان کے پسر سید بلند شاہ اور سید حسن علی کے پسر سید قاسم علی اور سید غلام حیدر کے پسر سید کاظم علی۔ (۳) سید زین العابدین بن سید کمال الدین۔

سید زین العابدین کے پسر سید حافظ علی ان کے دو پسر سید قمر علی مدفون لوہارکہ لاولد و سید جعفر علی ان کے پسر سید آدم علی شاہ ان کے پانچ سید عارف علی و سید معروف شاہ و سید ابراہیم شاہ ہر سہ لاولد سید عارف علی و سید معروف شاہ کا مزار سکھر سے دو میل کے فاصلہ پر ٹکری آدم شاہ پر مشہور ہے پہاڑی پر ہر سہ باپ بیٹوں کے مزار ہیں اور سید ابراہیم کا مزار مقام کھای ضلع فیروز پور ہے ہر سہ برادران کاملین بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور مالبقی دو پسر سید عنایت اللہ و سید شمس الدین پسران سید آدم علی شاہ کثیر اولاد ہوئے ہیں!

سید شمس الدین بن سید آدم علیشاہ کے دو پسر متولد ہوئے۔ (۱) سید فتح شاہ (۲) سید لدھن شاہ ان کے دو پسر سید شاہ محمد و سید نور محمد ان کے پسر سید فرمان علیشاہ ان کے پسر سید اورنگ شاہ ان کے دو پسر سید مراد علی شاہ و سید مکرم علی شاہ ان کے پسر سید عالم شاہ ان کے تین پسر سید امام علی و سید عطر شاہ و سید سرخ شاہ ان کے چار پسر سید محسن شاہ و سید مبارک شاہ ہر دو لاولد سید حاجی شاہ و سید نواب شاہ ان کے چار پسر سید علی شاہ و سید جیون شاہ و سید ولایت شاہ و سید احمد شاہ! سید حاجی شاہ ان کے دو پسر سید محمد شاہ و سید شیر شاہ اور سید عطر شاہ کے پسر سید نوبہار شاہ ان کے پسر سید مراد شاہ ان کے پسر کرامت علی سید امام علی بن سید عالم شاہ کے دو پسر سید شجاعت علی و سید جماعت علی اور سید شجاعت علی کے پسر سید نواب شاہ سید مراد شاہ ابن سید اورنگ شاہ کے پسر سید شاہ ان کے تین پسر سید تراب شاہ و سید الٰہی شاہ و سید دسوندھی شاہ ان کے پسر سید حسین شاہ ان کے پسر سید

شیر شاہ اور سید الٰہی شاہ کے پسر سید امام شاہ ان کے پسر سید چراغ شاہ اور سید تراب شاہ کے پسر سید الف شاہ (ا) سید فتح شاہ بن سید شمس الدین کے دو پسر سید اللہ بخش شاہ و سید جلال الدین ان کے دو پسر سید فقیر علی شاہ و سید ابراہیم شاہ ان کے پسر سید صادق علی ان کے دو پسر سید روشن علی و سید نذر علی ان کے پسر سید حسین شاہ ان کے دو پسر سید حسن علی و سید فیض علی ان کے تین پسر سید احمد علی و سید شاہ سوار و سید علی محمد اور سید حسن علی کے تین پسر سید محمد شاہ و سید کرم شاہ و سید امیر شاہ سید روشن علی بن سید صادق علی کے دو پسر سید مرتضےٰ شاہ و منصور شاہ کے پسر سید دلوان شاہ ان کے سید امیر شاہ ان کے دو پسر سید گوہر شاہ و سید سکندر شاہ ان کے پسر سید جماعت علی ان کے پسر سید رحمت علی اور سید گوہر شاہ ان کے چھ پسر سید مہر شاہ و سید مہدی شاہ و سید صادق حسین دو سید شیر شاہ و سید الطاف حسین و سید ہدایت حسین۔

سید فقیر علی شاہ بن سید جلال الدین کے تین پسر سید حسین شاہ و سید صاحب شاہ و سید سلطان شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے تین پسر سید احمد شاہ و سید سجن شاہ و سید عباس علی ان کے پسر سید چراغ شاہ ان کے دو پسر سید غلام و سید شاہ ان کے پسر سید جمال شاہ ان کے صلبیے دو پسر سید عیوض علی و سید ثابت علی ان کے پسر سید منظفر علی اور سید غلام شاہ کے دو پسر سید بہادر علی و سید تراب علی شاہ کے دو پسر سید عطا محمد و سید شاہ محمد اور سید بہادر علی کے دو پسر سید قطب شاہ و سید غلام حسین ان کے دو پسر سید حسن علی سید صادق حسین ان کے پسر سید جعفر حسین اور سید قطب شاہ کے تین پسر سید حیدر شاہ و سید نواب شاہ و سید نور حسین ان کے پسر سید غلام حسین اور سید سجن شاہ مذکور کے پسر سید حسین علی ان کے تین پسر ولایت شاہ و سید شجاعت علی و سید قطب علی ان کے تین پسر سید رجب علی و سید سردار علی و سید نذر علی اور سید شجاعت علی کے دو پسر سید منظفر علی و سید شیر علی اور سید ولایت شاہ کے دو پسر سید روشن علی و سید تھے شاہ۔

سید احمد شاہ بن سید محمد شاہ کے پسر سید امام شاہ ان کے چار پسر سید مراد شاہ و سید بڈھے شاہ و سید جیوے شاہ و سید مست علی ان کے پسر سید عنایت حسین ان کے سید رحمت علی سید جیوے شاہ کے پسر سید بہار شاہ ان کے تین پسر سید وارث علی و سید تراب علی و سید عجائب علی ان کے تین پسر سید شجاعت علی و سید عنایت علی و سید ہدایت علی۔ سید بڈھے شاہ کے پسر سید کرم شاہ ان کے پسر سید فتح شاہ اور سید مراد شاہ کے تین پسر سید ملک شاہ و سید الف شاہ و سید امیر علی ان کے سید کامل شاہ ان کے سردار شاہ اور سید الف شاہ کے دو پسر سید فتح شاہ و سید بہادر شاہ اور سید ملک شاہ کے دو پسر سید چراغ شاہ و سید سردار شاہ ان کے پسر سید نور حسین۔

سید اللہ بخش شاہ بن سید فتح شاہ کے پسر سید خضر شاہ ان کے پسر سید لطف شاہ ان کے پسر سید زین العابدین ان کے پسر سید حیدر شاہ ان کے دو پسر سید امیر شاہ و سید نور شاہ ان کے دو پسر سید چراغ شاہ و سید کریم شاہ ان کے پسر سید بہادر شاہ ان کے دو پسر سید عطر شاہ و سید الٰہی بخش شاہ ان کے پسر سید حاکم شاہ کے چھ پسر سید ولایت شاہ و سید ہدایت شاہ و سید فضل شاہ و سید کرم شاہ و سید نذر شاہ و سید عنایت شاہ ان کے دو پسر سید ولایت شاہ و سید شرف علی اور سید عطر شاہ کے تین پسر سید وارث علی و سید محمد شاہ و سید نواب شاہ ان کے دو پسر سید فضل شاہ و سید نیاز علی ان کے پسر سید ہاشم علی اور سید محمد شاہ کے سید وارے شاہ!

سید چراغ شاہ بن سید نور شاہ مذکور کے پسر سید گلاب شاہ سخی ان کے دو پسر سید دیدار علی شاہ و سید ابدال ملک شاہ ان کے پسر سید لطف شاہ ان کے پسر سید عنایت شاہ اور سید دیدار علیشاہ کے چھ فرزند تھے سید علی و سید شاہدین علی سید عجائب علی و سید جماعت علی و سید سرخ علی شاہ و سید تیغ علی ان کے پسر سید دسوندھی شاہ ان کے دو پسر سید برکت علی و سید حرمت علی ان کے دو پسر سید مقبول حسین و سید مطلوب حسین اور سید علی کے تین پسر سید شیر شاہ و سید فتح حسین و سید حیدر حسین ان کے تین پسر سید شرف حسین و سید یادر حسین و سید صفدر حسین اور سید فتح حسین کے دو پسر سید عاشق حسین و سید علی حسین سید شیر شاہ کے پسر سید خورشید حسین اور سید شاہدین علی کے چار پسر سید علی گوہر و سید فضل حسین تحصیلدار و سید فتح حسین و سید حیدر حسین سید فضل حسین تحصیلدار کے دو پسر سید غلام حسین و سید شریف حسین اور سید علی گوہر کے دو پسر سید مہر شاہ و سید صادق حسین ان کے پسر سید احمد شاہ اور سید مہر شاہ کے پسر سید برکت علی! سید عجائب علی کے تین پسر سید انور شاہ و سید عالم شاہ و سید نادر شاہ ان کے دو پسر سید لطف شاہ و سید نعمت شاہ سید عالم شاہ کے تین پسر سید محمد شاہ و سید صادق علی و سید احمد شاہ اور سید انور شاہ کے تین پسر سید سلطان شاہ و سید عظمت شاہ و سید نور حسین اور سید جماعت علی کے تین پسر سید خادم حسین و سید صادق حسین و سید رحمت علی سید خادم حسین کے دو پسر سید تصدق حسین و سید دلاور حسین اور سید سرخ علیشاہ کے دو پسر سید حسین شاہ و سید لعل شاہ کے دو پسر سید نور حسین و سید منیر حسین اور سید حسین شاہ کے پسر سید مبارک شاہ سید امیر شاہ بن سید حیدر شاہ کے پسر سید قائم علی ان کے تین پسر سید صدر الدین و سید بدر الدین و سید الوان شاہ کے چار پسر سید سرخ شاہ و سید محمد شاہ و سید قطب شاہ و سید ولایت شاہ ان کے پسر سید سردار شاہ اور سید قطب شاہ کے دو پسر سید میر حسین و سید حیدر شاہ اور سید بدر الدین کے تین پسر سید ستار شاہ و سید بہادر شاہ و سید عجائب شاہ. سید صدر الدین کے دو پسر سید جہان شاہ و سید حسین شاہ ان کے پسر سید غلام شاہ ان کے پسر سید امام شاہ اور سید جہان شاہ کے پسر سید شجاعت علی ان کے دو پسر سید ثابت علی و سید گدا علی ان کے دو پسر سید منظور علی و سید ظہور علی سید ثابت علی ان کے دو پسر سید فضل شاہ و سید اقبال شاہ.

سید عنایت اللہ شاہ بن سید آدم علی کے چار پسر سید ادریس اللہؒ، سید عزیز اللہؒ، سید عشق اللہؒ ہر سہ حضرات کے مزارات مقام لکھی جنگل علاقہ ٹرہ میں ہیں، سید حبیب اللہؒ مدفون قصبہ نارووال ان کے تین پسر سید محمد شاہ و سید بازید علی، سید سلیمان شاہ کے دو پسر سید زین العابدین و سید مشتاق علی ان کے پسر سید حضر شاہ ان کے دو پسر سید محمد رضا و سید حکیم شاہ ان کے تین پسر سید امام شاہ، سید بہادر شاہ، سید عبد اللہ شاہ ان کے پسر سید مروت شاہ ان کے پسر سید امام بخش ان کے دو پسر سید غلام علی و سید جماعت علی ان کے پسر سید میرن شاہ اور سید غلام علی کے دو پسر سید رحمت علی و سید رستم علی ان کے دو پسر سید وارث علی و سید عیش شاہ ان کے دو پسر سید رحمت علی و سید حسین علی اور سید وارث علی کے پسر سید احمد شاہ اور سید امام شاہ کے دو پسر سید سلطان شاہ و سید مہتاب شاہ کے تین پسر سید مراد شاہ و سید ہدایت شاہ و سید وارث علی کے پسر سید فضل شاہ و سید قائم علی اور سید ہدایت شاہ کے پسر سید کالو شاہ ان کے تین پسر سید لال شاہ و سید رمضان شاہ و سید محبوب شاہ سید مہتاب شاہ کے پسر سید صفدر شاہ کے دو پسر سید نواب شاہ و سید لعو شاہ،

سید بہادر شاہ بن سید حکیم شاہ کے پسر سید مظفر علی ان کے پسر سید حفیظ علی ان کے پسر سید مظفر علی ان کے پسر سید محمد علیشاہ ان کے تین پسر سید اصغر علی و سید فیض علی و سید اکبر علی ان کے پسر سید گوہر شاہ ان کے پسر سید یوسف علی ان کے دو پسر سید تقی شاہ و سید فتح شاہ سید فیض علی کے پسر سید مشتاق شاہ ان کے پسر سید فضل حسین ان کے تین پسر سید عاشق حسین و سید دلاور حسین و سید نذر حسین اور سید اصغر علی کے پسر سید جماعت علی ان کے دو پسر سید ملک شاہ و سید مختار شاہ ان کے پسر سید ملتان شاہ!

سید محمد رضا بن سید خضر شاہ کے چار پسر سید مصطفےٰ شاہ و سید نور اللہ شاہ و سید مرتضےٰ شاہ و سید عباس شاہ ان کے سید باقر شاہ سید مرتضےٰ شاہ کے پسر سید ولی ان کے تین سید نبی شاہ و سید مہر شاہ و سید ثابت علی۔

سید نور اللہ شاہ کے پسر سید محمد شاہ ان کے دو پسر سید حاکم شاہ و سید ہاشم علی ان کے پسر سید گلاب شاہ کے تین پسر سید مہر شاہ و سید گدا علی و سید سکندر شاہ اور سید حاکم شاہ مذکور کے دو پسر سید مہر علی و سید فیض علی کے پسر سید برکت علی اور سید مہر علی کے پسر سید رحمت علی سید مصطفےٰ شاہ بن سید محمد رضا کے دو پسر سید امیر شاہ و سید اسد اللہ شاہ ان کے پسر سید فیض علی ان کے پسر سید حسن علی ان کے پسر سید سکندر شاہ ان کے پسر سید جیون شاہ اور سید امیر شاہ کے تین پسر سید فاضل شاہ و سید فیض علی و سید وارث علی ان کے پسر سید حسین شاہ اور سید فیض علی کے پسر سید یوسف علی ان کے پسر سید علی ان کے پسر سید عبد اللہ شاہ، اور سید فاضل شاہ کے پسر سید نور علی ان کے دو پسر سید ننھے شاہ و سید گھسیٹے شاہ،

سید زین العابدین بن سید سلیمان شاہ کے دو پسر سید اسمٰعیل شاہ و سید فتح شاہ ان کے پسر سید یار علی ان کے تین پسر سید محب علی و سید سبحان علی و سید نوازش علی ان کے پسر سید شاہ حسین ان کے چھ پسر سید جہان شاہ، سید ثابت علی سید اسلام شاہ و سید مودی شاہ و سید بہادر شاہ و سید محمد شاہ کے پسر شاہ نواز امیر علی شاہ ان کے دو پسر سید صوبہ شاہ و سید نانک شاہ ان کے پسر سید شیر شاہ ان کے دو پسر سید نبی شاہ و سید جلال شاہ۔

سید مودی شاہ کے پسر سید الف شاہ ان کے پسر سید سنبر علی ان کے پسر سید غلام علی ان کے پسر سید تراب شاہ ان کے پسر سید موٹے شاہ ان کے دو پسر سید غلام علی و سید سنبر علی اور سید اسلام شاہ مذکور کے پسر سید اسد اللہ شاہ ان کے پسر سید سلطان شاہ ان کے دو پسر سید حاکم شاہ و سید دیدار علی ان کے پسر محسن شاہ و سید بہاول شاہ و سید حیدر شاہ ان کے چار پسر سید محمود شاہ و سید قاسم شاہ و سید احمد شاہ و سید سلطان شاہ اور سید بہاول شاہ کے پسر سید محمد شاہ اور سید حاکم شاہ ان کے پسر سید نجابت علی ان کے دو پسر سید حسین علی و سید علی ان کے پسر سید سلطان شاہ اور سید حسین علی ان کے پسر سید نذر حسین۔

سید ثابت علی بن سید شاہ حسین کا پسر سید عیسن شاہ ان کا پسر محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر حیدر شاہ و حسین علی ان کے صلب سے دو پسر خیرات علی و فتح شاہ ان کے صلب سے دو پسر احمد شاہ و سید رحمت علی۔

سید حیدر شاہ کے صلب سے تین پسر میرن شاہ و خیر شاہ و فضل شاہ اور سید جہاں شاہ بن شاہ حسین کا پسر سید رحم شاہ ان کا پسر معصوم شاہ ان کا پسر عثمان شاہ ان کے صلب سے دو پسر چھوٹے شاہ و نواب شاہ ان کا پسر برکت علی اور چھوٹے شاہ کے صلب

سے دو پسر سید محمد و محمد شاہ ان کے صلب سے چار پسر ولایت شاہ و شاہسوار و جلال شاہ و منشی شاہ ،
سید محمد کے صلب سے تین پسر شریف شاہ و برکت علی و کرامت علی اور اسمٰعیل شاہ بن زین العابدین کا پسر احمد شاہ ان
کے صلب سے تین پسر اکبر شاہ و جعفر شاہ و مظفر شاہ ان کا پسر یار علی ان کے صلب سے دو پسر چراغ شاہ و لشکر شاہ ان کا پسر سلطان
شاہ ان کے صلب سے دو پسر حرمت علی و سوندھی شاہ اور سید چراغ شاہ کا پسر جمعیت علی ان کا پسر محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر
پیر شاہ و مہر شاہ اور سید محمد شاہ بن حبیب اللہ کے صلب سے دو پسر غلام علی و حسین علی ان کا پسر شاہ حسین ان کا پسر اللہ بخش ان
کا پسر علی جان ان کا پسر حیدر شاہ ان کا پسر محمد شفیع ان کے صلب سے دو پسر اسد اللہ شاہ و منصور شاہ ان کا پسر ولایت شاہ ان
کا پسر امیر شاہ ان کے صلب سے دو پسر محمد شاہ و گل محمد شاہ اور اسد اللہ شاہ کے صلب سے دو پسر جیوے شاہ و حاکم شاہ ان
کا پسر نواب شاہ ان کا سید شاہ ان کے صلب سے دو پسر برکت علی و امداد حسین ، اور جیوے شاہ ان کا پسر میرن شاہ ان کے صلب سے
دو پسر ناصر حسین و احمد شاہ اور سید غلام شاہ بن محمد شاہ کے صلب سے دو پسر محمد صالح و شمس الدین ان کا پسر کریم شاہ ان کا پسر محمود شاہ
ان کا پسر احمد شاہ ان کا پسر وارث علی ان کا پسر دیدار علی ان کا پسر لڈھے شاہ ان کا پسر میرن شاہ ان کا پسر قلندر شاہ۔

سید محمد صالح کے صلب سے تین پسر محمد و لطیف علی شاہ و اصغر علی و محمد فاضل کے صلب سے دو پسر مہدی شاہ و افضل
شاہ ان کے صلب سے دو پسر براتی شاہ و انعام شاہ ان کا پسر وارث علی ان کا پسر بوٹے شاہ ان کے صلب سے دو پسر امام شاہ و
چراغ شاہ اور سید براتی شاہ کا پسر امام شاہ ان کے صلب سے تین پسر جماعت علی و سید شاہ علی و حیدر شاہ ان کے صلب سے دو
پسر رستم علی و مراد علی ان کے صلب سے پانچ پسر قائم علی و ابراہیم شاہ و محمد علی و علی احمد و محمد حسین ان کا پسر سجاد حسین اور قائم
علی کے صلب سے دو پسر سید جعفر معین و سید شبیر حسین۔

سید ابراہیم شاہ کے دو پسر سید بشیر حسین و فقیر حسین ، اور اصغر علی کا پسر سید دوست محمد ان کا پسر سید مکرم شاہ ان کے
صلب سے تین پسر سید فضل علی و لطف علی و یٰسین شاہ اور سید لطیف شاہ بن سید محمد صالح کا پسر سید نورنگ شاہ ان کا پسر
شیر شاہ ان کا پسر قاسم شاہ ان کا پسر حسین علی ان کا پسر جعفر شاہ ان کا پسر عارف شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر لطف علی و فضائل
علی و نصرت علی و حسین علی و سید گوہر شاہ۔

باب الحوائج حضرت امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے سوانح حیات

اسم مبارک آپکا محمد موسےٰ کنیت ابوالحسن ، ابوالعلی ابو ابراہیم ہے اور ملقب یہ کاظم خلیفہ برحق اور ساتویں امام مطلق ہیں
اور اہل عراق آپکو باب الحوائج حاجتوں کے پورا کرنے کا دروازہ کہتے ہیں اور والدہ مطہرہ کا اسم گرامی حارثہ مشہور حمیدہ
بربریہ ہیں۔

ولادت باسعادت

۷ صفر ۱۲۸ھ مقام ابوا مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہوئی یہ وہ مقام ہے جہاں جناب آمنہ خاتون والدہ ماجدہ حضرت سرکار رسالتمآب کا مزار مبارک ہے یہ موضع ابوا غدیر خم کے راستہ سے جاتے وقت درمیان میں پڑتا ہے پہلا غزوہ اسلام کا اسی مقام پر ہوا، کاظم لغت میں پُر شدہ شے کو کہتے ہیں جیساکہ کہتے ہیں کظم قربۃ، جبکہ مشک بھر کر اس کا منہ بند کر دیا ہو چنانچہ اسی سے کاظم چاہ سنگ وہاں وحوض مملو از آب ہے آپ خوفِ خدا سے مملو تھے کاظم کہلائے۔

یعقوب سراج سے مروی ہے کہ میں ایک بار خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا دیکھا آپ اپنے فرزند حضرت موسے کاظم کے گہوارہ کے پاس کھڑے آہستہ آہستہ ان کے ساتھ باتیں کرتے ہیں میں حیران ہو گیا جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر فرمایا اے یعقوب اپنے آقا اور مولا کے قریب آئیں نزدیک گیا اور سلام کیا، شہزادہ نے باوجود صغیر سنی بزبان فصیح جواب سلام دیا اور فرمایا اے یعقوب جاؤ اور اپنی نوزائیدہ لڑکی کا نام بدل ڈالو تحقیق کہ حُمیرا نام اچھا نہیں، یعقوب کہتا ہے کہ ان دنوں میرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی تھی میں نے اس کا نام حُمیرا رکھا تھا، حسب الحکم امام میں نے لڑکی کا نام بدل دیا،

بُرسی علیہ الرحمہ مشارق الانوار میں صفوان بن مہران جمال سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ایک روز مجھ کو میرے آقا ومولیٰ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حکم دیا کہ سواری کے لئے ناقہ تیار کر دیں رو لشکرہ پر ناقہ لے گیا کہ حضرت موسے کاظم کہ اس وقت پانچ چھ سال کا سن تھا جلد جلد گھر سے نکلے اور ناقہ پر سوار ہو کر اس کو ہنکا دیا میں دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا وہ میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن غضب ہو گیا اب امام گھر سے نکل کر ناقہ طلب کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور شہزادہ کی نسبت کیا کہوں گا اسی اندیشہ میں تھا کہ ایک ساعت بعد ناقہ برق کی طرح پسینہ پسینہ ہوا واپس آیا اور شہزادہ ناقہ سے اتر کر داخل بیت اشرف ہوا اور خادم اندر سے آیا کہ اب اس ناقہ کو باندھ دو اور تم حاضر خدمت ہو، سامنے گیا تو امام نے فرمایا اے صفوان موسے کاظم تمہارے بھائی ہی کے خاطر ناقہ منگایا گیا تھا تم کو کیا کیا خیالات گذرے جانتے ہو کہ اس سیر میں وہ کہاں کہاں پھر آئے جہاں تک سکندر ذوالقرنین نے سیر کی اور اس سے بدرجہا آگے بڑھ گئے۔

کتاب خرائج والجرائح میں مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا تو باوجودیکہ امامت حضرت موسے کاظم پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی تھی مگر عبداللہ معروف بہ افطح نے اس بنا پر دعویٰ امامت کا کیا کہ میں اولاد اکبر ہوں، حضرت امام موسے کاظم نے بطور اتمام حجت صحن مکان میں بہت سی لکڑیوں کا انبار جمع کرا کر عبداللہ کو بلوایا وہ آئے اور بہت سے اہل خاندان اور محبان آل محمد جمع ہو گئے تو آپ نے حکم دیا کہ اس انبار میں آگ لگا دو، آتش روشن ہوئی اور شعلہ ہائے بھڑکنے لگے پس امام اُٹھے اور آگ کے درمیان جا بیٹھے اور حاضرین سے بدستور باتیں کرتے جاتے تھے حاضرین اس قدرت خدا کو دیکھ کر انگشت بدندان تھے، کافی دیر کے بعد لباس جھاڑ کر اپنی جگہ پر چلے آئے اور عبداللہ سے کہا تم کہتے ہو کہ میں اپنے باپ کے بعد امام ہوں تو جس طرح میں آگ میں بیٹھ کر متضرر نہ ہوا اسی طرح تم بھی آگ میں بیٹھ جاؤ، راوی کہتا ہے کہ امام کا یہ کلام سُن کر عبداللہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور شرمندہ ہو کر چلے گئے۔

کافی میں ہشام بن الحکم سے نقل کیا ہے کہ ایک نصرانی ابرہہ نام (مناقب میں انتر یہ لکھا ہے) حضرت امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں حاضر ہوا میں بھی اس کے ہمراہ تھا آپ نے نصرانی سے پوچھا تم انجیل سے واقف ہو کہا اس کا عالم ہوں فرمایا اسکی تاویل کو جانتے ہو کہا نہایت وثوق کے ساتھ اس سے آگاہ ہوں آپ نے اس کی تلاوت شروع کی نصرانی نے کہا قسم خدا کی مسیح اسی طرح اسکی تلاوت کرتے تھے مسیح کے سوا کوئی اسطرح انجیل کی تلاوت نہیں کر سکتا میں پچاس برس سے ایسے پڑھنے والے کی تلاش میں تھا الحمد اللہ کہ آج اس دیرینہ آرزو پر فائز ہوا یہ کہہ کر کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوگیا۔

آپ کے علوم ربانی اور روحانیت سے عوام متاثر اور مستفید ہوتے رہتے تھے لیکن حکومت وقت خائف رہتی تھی چنانچہ مہدی عباسی نے مدینہ منورہ سے بلوا کر آپ کو بغداد میں قید کیا اس کے بعد ہارون رشید نے قید خانہ میں سخت ایذائیں پہنچائیں بصرہ میں قید کیا داروغہ قید خانہ عیسیٰ نے آپ کے زہد و عبادت کو دیکھ کر ہارون رشید کو لکھا کہ امام کو قید سے رہا کر یا میری نگرانی سے نکال (مقاتل الطالبین استحاف) رشید کو غصہ آیا امام کو بغداد بلا لیا پہلے فضل بن ربیع اور بعد میں یحییٰ برمکی کی نگرانی میں قید کیا پھر مختلف لوگوں کی نگرانی میں مختلف قید خانوں میں رکھا جہاں جہاں امام قید ہوتے اپنی عبادت روحانیت، امن جوئی، صلح پسندی خاموش طبیعت سے عوام کو مسخر کر لیتے تھے امام عالیمقام ہارون کی قید میں چار سال رہے تقریباً ایک سال عیسیٰ بن جعفر کے پاس بصرہ میں باقی تین سال بغداد میں بغداد زندان عام اور فضل بن ربیع حاجب کے مکان میں، عبداللہ بن مالک خزاعی کے گھر اور فضل بن یحییٰ برمکی کی تحویل میں آخر میں سندی بن شاہک کے حوالے بغداد کے پاس مجلسی علیہ الرحمہ نے بعض کتب معتبرہ سے نقل کی ہیں ہارون جس کسی کو آنحضرت کے قتل کا حکم دیتا وہ اس امر شنیع پر آمادہ نہ ہوتا آخر اپنے عمال ملک فرنگ کو لکھا کہ وہاں کے باشندوں سے کچھ ایسے سنگدل لوگوں کو بھیجیں جو خدا اور رسول کو نہ پہچانتے ہوں تاکہ ایک امر خاص میں ان سے اعانت لی جائے انہوں نے اسطرح کے پچاس آدمی مہیا کر کے ہارون رشید کے پاس بھیج دیئے ہارون نے ان سے اسلام اور ضروریات اسلام کی بابت سوال کیا انہوں نے لاعلمی بیان کی تب ان کو امام کے قتل کرنے کے لئے قید خانہ میں بھیجا یہ لوگ جب قید خانہ میں داخل ہوئے۔ اور نظر امام کی ان کے اوپر پڑی تو انہوں نے ہتھیار ہاتھوں سے پھینک دیئے اور رعب وہیبت سے ایکی تھر تھر کانپنے لگے اور قدم مبارک پر گر کر سر بسجود ہوئے اور گریہ و بکا کرنے لگے آنحضرت نے ان کے سروں پر دست مبارک پھیرا اور انہیں کی زبان میں ان کے ساتھ باتیں کرنے لگے ہارون رشید نے یہ عجیب کرامت مشاہدہ کی تو اس کو اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی نیا فتنہ برپا ہو ان کو باہر جانے کو کہا تو وہ مودبانہ پچھلے پاؤں ہٹے تاکہ آپ کی طرف پشت نہ ہو اور باہر آکر بلا کسی اجازت کے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔

ہارون رشید آپ کے فضل و کمال اور رجوع خلائق کو دیکھ کر پریشان تھا اور یہی کوشش کرتا تھا کہ کوئی صورت ایسی ہو کہ امام کی ہتک وحرمت ہو اور وہ نظر خلائق سے گر جائیں چنانچہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب انوار سے نقل کیا ہے کہ جن دنوں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون کی قید میں تھے اس نے ایک حسین وجمیل کنیز کو قید خانہ میں بھیجا تاکہ امام کو متہم کر کے شہید کرادے جب کنیز قید خانہ میں داخل ہوئی تو امام حسب دستور عبادت الٰہی میں مصروف تھے، کنیز نے کچھ توقف کے بعد کہا خلیفہ نے مجھے

آپ کی خدمت کے لئے بھیجا ہے آنحضرت نے فرمایا ہمیں تیری خدمت کی ضرورت نہیں اور عبادت میں مشغول ہو گئے کنیز بیٹھی دیکھتی رہی آپکی عبادت اور چہرہ انور کی عظمت وجلالت اور روحانیت وجاہت دیکھ کر سجدہ میں گر پڑی جب خادم کنیز کو قید خانہ میں چھوڑ کر واپس آیا تو ہارون رشید نے ایک آدمی کو مقرر کیا کہ قید خانہ جاکر دیکھے اور قید خانہ کا حال بیان کرے، خادم نے حسب الحکم تعمیل کی اور واپس آکر بیان کیا کہ کنیز سجدہ میں پڑی ہوئی قدوسٌ قدوسٌ سبحانک کہہ رہی ہے ہارون متحیر ہوا پھر کنیز کو بلوایا تو اس کا بند بند بدن کانپ رہا تھا اور دم بدم آسمان کیطرف دیکھتی تھی ہارون نے کہا تیرا کیا حال ہے کہا عجب حالت ہے جب قید خانہ گئی تو دیکھا کہ وہ بزرگ مشغول عبادت ہیں اور اصلاً میری طرف متوجہ نہیں ہوتے آخر نماز سے فارغ ہوئے میں نے عرض کی کنیز خدمت کے حاضر ہے فرمایا مجھ کو تیری حاجت نہیں اور (ایک طرف اشارہ کر کے) فرمایا یہ لوگ خدمت کے لئے موجود ہیں اس طرف دیکھتی ہوں تو باغ دلبستان ہیں انواع واقسام گل وریاحین سے آراستہ اور حور وغلمان جن کی مثل حسن وخوبی اور صفائی وپاکیزگی میں دوسرا نہ دیکھا تھا، حریر ودیبا کے لباس پہنے اور تاج مکلل بجواہر سر پر لگائے قسم قسم کے کھانوں کے خوان اور میووں کے طشت ہاتھوں پر لئے کھڑے ہیں میں یہ حالت مشاہدہ کر کے مدہوش ہوگئی قدوسٌ قدوسٌ کہتی ہوئی سجدہ میں گر پڑی ہارون رشید نے خادم کو حکم دیا کہ اس کنیز کی حفاظت کرو کہ اس قضیہ کا ذکر نہ کرنے پائے۔

کتاب جلاء العیون میں شیخ صدوق محمد بن بابویہ سے روایت ہے کہ ہارون رشید نے جب دیکھا کہ فضائل ومعجزات ودیگر کمالات روحانیہ حضرت امام محمد موسےٰ کاظم علیہ السّلام دن بدن زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور عوام وخواص آنحضرت کی طرف رجوع ہو رہے ہیں تو آتش حسد اسکے دل میں اور بھڑکنے لگی لیکن ہارون رشید آنحضرت کو کھلم کھلا قتل کرنا نہیں چاہتا تھا، بالآخر سندی بن شاہک کوتوال بغداد کو آپکے قتل پر آمادہ کیا اس نے انگوروں میں زہر دیکر آپ کو شہید کیا (فصول المہمہ، عمدۃ الطالب) قید خانہ میں بیڑیاں ہتھکڑیاں کاٹ کر ایک تختہ پر نعش رکھ کر بغداد کے پل پر رکھوا دی اور منادی کرائی کہ یہ رافضیوں کا امام موسےٰ بن جعفر ہے تین دن تک ان بدبختوں نے جنازہ کو دریائے دجلہ کے پل پر رکھا بعد ازاں سندی بن شاہک ملعون نے چند لوگوں کو مقرر کیا کہ وہ جنازہ قبرستان میں لیجائیں غرض وہ اشقیا جنازہ لے کر چلے اور منادی کرتے جاتے تھے کہ یہ رافضیوں کا امام ہے اتفاقاً سلیمان بن منصور عباسی چچا ہارون رشید کنارۂ دجلہ ایک قصر عظیم الشان میں بیٹھا ہوا تھا سلیمان کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ موسےٰ بن جعفر کا جنازہ ہے عمامہ سر سے اتار کر پھینک دیا سر وپا برہنہ قصر سے نکلا اور اپنے لڑکوں اور ملازمین کو حکم دیا کہ ان ملاعین سے نعش مبارک چھین لو تعمیل حکم ہوئی، سلیمان نے جنازہ کو ایک چوک میں رکھوا کر منادی کرائی ہاں جو کوئی پاک وپاکیزہ پسر پاک وپاکیزہ موسےٰ بن جعفر کو دیکھنا چاہیئے اسکو چاہیئے کہ گھر سے نکل کر آنحضرت کی زیارت کرے یہ صدا سن کر جوق جوق زنان ومردم نکل پڑے جو لوگ ہارون کے مظالم کے خوف سے گھروں میں بیٹھے گریہ وزاری کر رہے تھے تمام جنازہ پر حاضر ہوئے پس سلیمان سر وپا برہنہ چاک گریباں آہ ونالہ کناں مع اپنے آدمیوں کے جنازہ کے ساتھ ہوا اس کے پیچھے ہزاروں عقیدت مند آہ وزاری کرتے جا رہے تھے حتیٰ کہ مقابر قریش میں پہنچکر اس مقام جس کو باب الیقین کہتے تھے سپرد خاک کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن،

وفات حضرت آیات و روضہ اطہر

ابن بابویہ نے کہا کہ ہارون رشید نے ۱۷۹ھ میں امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کیا اس کے چار سال بعد ۱۸۳ھ میں بمقام بغداد شہید کئے گئے سنِ شریف ۵۴ سال کا ہوا۔ ۳۵ سال چند ماہ امامت کی اور کشی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شہادت آنحضرت کی مسجد ہارون معروف بہ مسجد مسیب میں واقع ہوئی کیونکہ وہ جناب اس مکان سے کہ دار عمریہ کے نام سے مشہور تھا اس جگہ مقید ہو گئے تھے اور شیخ صدوق محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے مشائخ مدینے نقل کیا ہے کہ پندرہ سال خلافت ہارون الرشید کے گزرنے پر ولی خدا امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السلام سندی بن شاہک کے زہر سے جو بامر ہارون رشید دیا گیا درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آپکی شہادت زندان معروف بدار المسیب میں باب کے کوفہ کے قریب حبس میں وزحمت سدرہ تھا واقع ہوئی یہ شہادت روز جمعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو ہوئی جبکہ سن مبارک ۵۴ سال کا تھا قبر مطہر غربی بغداد کے باب التین میں ہے جسے قبرستان مقابر قریش کہتے تھے! اس کے ۲۷ سال بعد یعنی ۲۲۰ھ میں سال وفات امام محمد تقی علیہ السلام کے دن سے اس مقدس لقب "کاظمین" سے ملقب ہوا جس سے آج تک معروف ومشہور ہے یہ دونوں معصوم اس طرح پر یہاں دفن ہیں کہ پہلے بجانب قبلہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کے عقب میں امام محمد تقی علیہ السلام ہیں۔ ایک شاعر اس بُقعہ مبارکہ کی مدح میں کہتا ہے ؎

لَئِن یَفخرُ بموسیٰ طُورُ موسیٰ ؛ فہٰذا طُورُ مُوسیٰ والجوادُ

فہذا باب الحوائج للسبرایا ؛ وہٰذا لِلوَرٰی بَابُ المُرادُ

"اگر طور موسیٰ آنحضرت کے اوپر فخر کرے تو کرنے دو، یہ طور موسیٰ اور جواد کا طور ہے وہ موسیٰ خلائق کے لئے باب حاجات ہیں اور یہ جواد، عالم کے لئے مطلب رسی اور کامیابی کے دروازے ہیں"۔

غرض اس روضہ مبارک سے ہمیشہ معجزات و برکات ظاہر ہوتے رہے اور آئندہ تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ منجملہ ان کے مناقب میں ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے کہ بغداد میں لوگوں نے دیکھا کہ عورت دوڑی جا رہی ہے لوگوں نے پوچھا کہاں جاتی ہے جواب دیا موسیٰ بن جعفر باب الحوائج کی خدمت میں جاتی ہوں میرا بیٹا قید ہو گیا ہے آنحضرت سے دعا کراؤں تاکہ وہ رہائی پائے ایک مرد حنبلی المذہب ہاں کھڑا تھا براہ تمسخر و استہزاء کہنے لگا کہ وہ تو خود قید خانہ میں فوت ہو گئے دوسروں کو کیا رہائی دلائیں گے عورت پر ان کلمات کا بڑا اثر پڑا وہیں کھڑی ہو گئی اور آہ وزاری کرتے ہوئے بولی خدایا بواسطہ اس شہید فی الحبس کا اپنی قدرت کاملہ کا کرشمہ اس شخص کو اور مجھ کو دکھا دے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ عورت کا لڑکا قید سے چھوٹ گیا اور وہ تمسخر کرنیوالا حنبلی کسی جرم میں گرفتار ہو کر قید ہو گیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ نیز ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے تاریخ بغداد خطیب سے نقل کیا ہے اس نے باسناد خود علی بن الخلال سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب میں کسی کام میں مغموم و دلگیر ہوتا ہوں تو موسیٰ بن جعفر کے روضۂ اطہر پر جا کر ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو کام میرے حسب دلخواہ ہو کر پریشانی رفع ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں ایک عمل مجرب بالخصوص شفائے امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے طریقہ دل میں نیت کرے یا زبان سے کہے کہ میری حاجت فلاں اتنے عرصہ تک پوری ہو جائے تو نذر کرتا ہوں کہ چار ہزار یا چودہ ہزار مرتبہ درود بھیجوں گا محمد و آلِ محمد پر اور ثواب اس کا ہدیہ کروں گا اپنے امام باب الحوائج امام ہفتم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر انشاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی

درود کی تعداد روزانہ کم از کم ایک ہزار مرتبہ بعد نماز عشاء ہونی چاہیئے۔

اولاد باعتبار تعداد اولاد میں اختلاف ہے جو طبری نے اعلام الوریٰ اور ارشاد وشیخ مفید میں ذکر کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں حضرت امام علی رضا علیہ السلام، ابراہیم، عباس، قاسم، احمد، محمد، حمزہ، اسمٰعیل، جعفر، ہارون، حسن، عبداللہ، اسحاق، عبیداللہ، زید، حسین، فضل، سلیمان حسین ثانی، عقیل، عبدالرحمٰن، یحییٰ اور تاریخ الائمہ مولفہ سید وزیر حسین صاحب نے ۳۷ فرزند لکھے ہیں اور کنز الانساب معروف بہ بحر الانساب تالیف سید مرتضیٰ اعلم الہدیٰ میں اڑتیس لکھے ہیں اور دختران فاطمہ کبریٰ و فاطمہ صغریٰ، کلثوم، رقیہ، حکیمہ، ام جعفر، رقیہ صغریٰ، لبابہ، زینب، خدیجہ، علیہ آمنہ، حبیبہ، ام سلمیٰ، میمونہ، امامہ خاتون، بریہتیہ، فاطمہ کبریٰ مدفون قم (ایران) الملقبہ معصومہ اپنے حقیقی بھائی امام علی رضا علیہ السلام کی عاشق صادق تھیں، جب امام حسب الطلب مامون عباسی خراساں تشریف لے گئے تو ان سے صبر نہ ہوسکا اور مدینہ منورہ سے خراسان کا سفر اختیار کیا مگر افسوس قم پہنچکر جاں بحق ہوئیں۔ محمد بن علی بن شہر آشوب علیہ الرحمہ کتاب مناقب آل ابیطالب میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کے تیرہ فرزندان سے اولاد باقی رہی ان کے اسماء مبارک یہ ہیں (۱) حضرت امام علی رضا علیہ السلام (۲) سید ابراہیم المرتضیٰ (۳) سید محمد العابد (۴) سید احمد ملقب شاہ چراغ (۵) سید حمزہ (۶) سید ہارون (۷) سید عباس (۸) سید جعفر (۹) سید عبداللہ (۱۰) سید اسمٰعیل (۱۱) سید اسحاق (۱۲) سید حسن (۱۳) سید حسین۔

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد سید ابراہیم المرتضیٰ

بن امام محمد موسےٰ کاظم علیہ السلام کا نسب نامہ قلمی مرتبہ سید محمد طاہر کاظمی نساب بن سید شہاب الدین بن سید بایزید بن سید شہاب الدین بن احمد کمال بہ نسل سید معین الدین سنجری مدفون اجمیری نے اپنے اجداد کے نسب نامہ کے حوالہ سے لکھا ہے اور دوسرا شجرہ نسب سید محمد محمود کاظمی نساب بن سید محمد ایوب بن سید عبدالرحمٰن بہ نسل سید اسمٰعیل بن سید امام زادہ ابراہیم المرتضٰے نے پرانے شجرہ الانساب کے حوالہ سے لکھا ہے ان دونوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے، امام زادہ سید ابراہیم عمر لعیق کی موجودہ اولاد مختلف مقام پر آباد ہے، جان پور نواح جہان آباد، کندوی پرگنہ ایگل (بہار) مضافات اجمیر، ڈوگر، آوان، کٹھیالہ، سوال کلاں، البوسعید ضلع گورداسپور، نور پور تحصیل ترن تارن، لاہور، ڈوناکہ سیداں، لیسرور، بھکر۔ کتاب خرائج میں امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے پدر بزرگوار نے حسین بن ابی العلا کو ارشاد فرمایا کہ ہمارے لئے ایک کنیز نوبیہ خرید کرو انہوں نے عرض کی قسم خدا کی مجھ کو ایک نفیس نوبیہ کنیز کی کیفیت پورے طور سے معلوم ہے جس سے بڑھ کر نوبیہ کنیز میں نے دوسری نہیں دیکھی مگر اس میں یہ عیب ہے کہ وہ کسی کا کلام نہیں سمجھ سکتی اور نہ اس کی زبان سمجھ میں آتی ہے، حسین کی اس گفتگو پر امام متبسم ہوتے اور فرمایا یہ کوئی عیب نہیں اس کنیز کو لے آؤ جب کنیز نوبیہ حاضر خدمت ہوئی تو آنحضرت نے اس کی زبان میں فرمایا تمہارا کیا نام ہے عرض کی مولنہ آپ نے فرمایا تو واقعی مولنہ ہے پھر فرمایا اس کے سوا کوئی اور بھی نام ہے کہا پہلے حبیبہ کہتے تھے فرمایا صحیح کہا چنانچہ اس کنیز کے بطن سے امام زادہ سید ابراہیم المرتضےٰ متولد ہوئے کتاب لمعۃ الصفیا میں مولوی سید مظہر حسین کاظمی سہارنپوری نے لکھا ہے کہ امام زادہ ابراہیم المرتضےٰ بڑے سخی و شجاع تھے مامون عباسی کے عہد حکومت میں محمد بن محمد بن زید کی طرف سے جن کے ساتھ ابوالسرایا نے بیعت لی تھی حاکم یمن مقرر ہوئے وہاں جاکر عظیم جنگ کے بعد اسکو فتح کیا امام زادہ سید ابراہیم المرتضےٰ کے صلب سے چھ پسر پیدا سید احمد المعروف محمد اکبر، سید ناصر، سید باقر، سید جعفر، سید اسمٰعیل

سید موسےٰ شریف ان کا پسر محمد علی ان کا پسر محمد حسین ان کا پسر امیر حسن ان کا پسر امیر علی ان کا پسر امیر حسین ان کا پسر سید جعفر ان کا سید عبداللہ شہید ان کا پسر سید حسن مقبول ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر امیر حمزہ ان کا پسر نورالدین امیر کلاں ان کے صلب سے چار پسر سید امیر حمزہ و برہان الدین و امیر عمر و سعد محمد شاہ ان چاروں فرزندوں کی اولاد ضلع بہار میں بکثرت آباد ہے۔ سید احمد المعروف سید محمد اکبر بن امام زادہ سید ابراہیم المرتضےٰ ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید باقر ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید اکبر ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کا پسر الکریم ان کا پسر سید عبداللہ ان کے صلب سے یک پسر سراج الدین و دختر میمونہ بی بی سید سراج الدین کا پسر غیاث الدین ان کا پسر سید معین الدین سنجری مدفون اجمیر آپ سنجر میں پیدا ہوئے آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین علاقہ سیستان کے ممتاز اور مقتدر بزرگ تھے یہ وہ زمانہ تھا جب تاتاریوں کے مظالم سے متاثر ہو کر آپ کے والد ماجد سنجر سے ہجرت فرما کر خراسان قیام فرمایا ابھی خواجہ سید معین الدین کی عمر پندرہ سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی علم و فضل و زہد و تقدس والد سے ورثہ میں ملا تھا آپ نے ایک عرصہ تک دور دراز ممالک کے سفر اختیار کر کے بڑے بڑے مقامات مثلاً بغداد، ہمدان تبریز، اصفہان، سبزوار، نیشاپور، ہرات وغیرہ رہ کر دین اسلام کی خدمت کرتے رہے بالآخر وارد ہند ہو کر کچھ عرصہ لاہور قیام فرمایا بعدۂ دہلی یہاں آپ نے خاموش طریقہ سے اسلام کی تبلیغ کی کچھ عرصہ قیام کے بعد اپنے مقلد دست براست خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو جانشین مقرر کر کے اجمیر کی جانب روانہ ہو گئے اجمیر اس وقت چوہان راجپوتوں کا پایۂ تخت تھا، کیونکہ اجمیر ہندوستان کے قریب قریب وسط میں واقع ہے اس لئے یہاں سے ہندوستان کے تمام اطراف و حصص سے تعلق رکھتے ہوئے تبلیغی مشن میں سہولت رہی اور حقیقتاً آپ نے اپنے اخلاق علم و فضل اور روحانیت کی جاذبیت سے بہت سے لوگوں کو مسخر کر کے مسلمان کیا، اولاً آپ نے تالاب آنا ساگر کے کنارے ایک پہاڑی پر قیام کیا اس جگہ آج بھی آپکا چلہ خانہ مشہور ہے آپ اجمیر ۵۶۱ھ میں رونق افروز ہوئے آپکی شخصیت جسطرح اپنی زندگی میں بلاتخصیص مذاہب تمام اقوام کی مرجع تھی اسی طرح آج بھی آپ کا مزار بھی تمام مذاہب کے قابل احترام ہے اور جسطرح شاہانِ اسلام نے درگاہ[1]

---

[1] درگاہ، آپکی درگاہ تین احاطوں پر منقسم ہے احاطہ اولی نقار خانہ عثمانی، نقار خانہ شاہجہانی، اکبری مسجد احاطہ دوم، بلند دروازہ (معہ دیگہائے کلاں و خورد) محفل خانہ، حوض شاہی و حجرہ ہا، (احاطہ سوم) مسجد صندل خانہ روضہ منورہ (معہ بیگمی والان) بہشتی دروازہ، مجرحودا لنسا بیگم، چلہ فریدالدین گنج شکر، بی بی حافظہ جمال، اولیائے مسجد جامع مسجد شاہجہانی، مزار نظام سقہ، لنگر خانہ، جھالرا، مزار خواجہ حسین اجمیری خانقاہ، مقبرہ شاہ قلی خاں اور دیگر عمارات روضہ کی تعمیر سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مانڈو کے عہد میں خواجہ حسین ناگوری کے اہتمام سے ہوئی گنبد کے ہر چہار طرف چھوٹی چھوٹی سنہری کلسیاں لگی ہوئی ہیں گنبد کے اندر لاجوردی اور سنہری کام ہے اور چھت میں کاشانی مخمل کی چھت گیری لگی ہوئی ہے جس کے چاروں گوشوں پر سنہری زنجیروں میں طلائی قمقمے آویزاں ہیں اول اکبر بادشاہ نے درگاہ کے اخراجات کے لئے جاگیر عطا کی ۱۶۲۷ء میں شاہجہاں نے اٹھارہ گاؤں جاگیر میں عطا کئے ان میں تین مواضعات رایلہ، کوٹری اور ارہینہ میواڑ کے علاقہ میں ہیں اکبر بادشاہ نے چتوڑ فتح کرنے کے بعد دیگ کلاں نذر کی جس میں سو من چاول علاوہ دیگر لوازمات کے پکتے ہیں۔

ہیں جاگیریں نذر کیں اسی طرح مرہٹہ پیشواؤں نے معافیاں بخشیں جس طرح مسلمان بادشاہ آپ کی درگاہ پر خلوص وعقیدت سے حاضر ہوئے اسی طرح ہندو فرمانرواؤں نے آپکی بارگاہ پر سر نیاز خم کیا، آپ کی مشہور رباعی سے آپ کے حقیقی عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے ۔

شاہ ہست حسینؑ و بادشاہ ہست حسینؑ ٭ دین است حسینؑ و دین پناہ ہست حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دست یزید ٭ حقا کہ بنائے لا الہٰ است حسینؑ

آپ کی وفات ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ کو ستانوے سال کی عمر میں ہوئی اس جگہ دفن کیا گیا جہاں آج کل آپ کی درگاہ ہے

ازواج واولاد آپکی زوجہ اولٰے بی بی عصمت دختر سید وجیہ الدین مشہدی گورنر اجمیر کے بطن سے تین پسر سید ابوسعید المعروف سید فخر الدین و سید ابوالخیر عرف ضیاء الدین و سید حسام الدین ہر دو برادران لاولد زوجہ ثانیہ بی بی امتل یہ ہندو راجہ کی لڑکی تھی جو قلعہ ٹیلی کے حاکم نے راجہ کو شکست دیکر اس لڑکی کو قید کر کے آپکی خدمت میں پیش کیا مسلمان کرنے کے بعد آپ سے عقد ہوا اس کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئی دو لڑکے صغیر سنی میں فوت ہوگئے بی بی حافظہ جمال عابدہ وزاہدہ تھیں ان کا مزار آپ کے روضہ کے ملحق ہے۔

سید فخر الدین ۵ شعبان ۶۶۲ھ کو ایک معرکہ میں شہید ہوئے، اجمیر سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر مقام سرواڑ علاقہ ریاست کش گڑھ میں واقع ہے ہر سال یکم شعبان سے ۶ شعبان تک عرس ہوتا ہے ان کے صلب سے تین پسر رکن الدین وزین الدین ہر دو لاولد وحسام الدین ان کے صلب سے دو پسر سید معین الدین ثانی و قیام الدین ان کا پسر سید نجم الدین ان کا پسر سید احمد کمال ان کا پسر شہاب الدین ان کا پسر بایزید ان کا پسر شہاب الدین ان کا پسر سید محمد طاہر نساب انہوں نے اپنے اجداد کے سینہ بسینہ نسب ناموں کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا ہے ان کا پسر سید غیاث الدین ثانی ان کا پسر معین الدین ثالث ان کا پسر ابوالخیر مطاہر ان کے صلب سے آٹھ فرزند پیدا ہوئے سید محمد مسعود و شاہ محمود و شاہ ولی محمد و محمد شاہ و محمد طاہر و شہاب الدین و معین الدین و علم الدین ان کا پسر علاؤالدین ان کا پسر محمد داؤد ان کا پسر محمد یوسف ان کا پسر عبدالرقیب ان کا پسر محمد جمیل ان کے صلب سے دو پسر محمد خلیل و محمد لطیف ان کا پسر محمد سبحان ان کا پسر اقبال حسین ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے سید محمد اشرف و محب اللہ و محمد زمان اللہ ہمہ موجود مقام جانپور نواح جہاں آباد اور سید محمد خلیل

؎ تارہ گڈھ، نہ صرف راجپوتانہ اور ہندوستان بلکہ مشرق کا ایک قلعہ ہے، اس قلعہ نے حملہ آوروں کے بہت سے معرکہ دیکھے اس کے اندرونی حصہ میں اتنی کافی زمین کنوئیں اور تالاب موجود ہیں کہ سخت سے سخت محاصرہ بھی محصورین کو تکلیف نہیں دے سکتا یہاں میراں سید حسین جنگ سوار کی درگاہ ہے آپ ۵۹۸ھ میں ایک معرکہ شبخوں کفار میں شہید ہوئے، جب قطب الدین ایبک نے دوبارہ اجمیر فتح کیا تو ان کے چچا سید وجیہ الدین مشہدی کو اجمیر کا گورنر مقرر کیا انکی وفات پر میراں سید حسین جنگ سوار کو قلعدار مقرر کیا جو امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے اور مذہب امامیہ رکھتے تھے اور ان کے بھتیجے تھے آپکی درگاہ کے خادم درگاہ کے متصل آباد ہیں جو امامیہ مذہب رکھتے ہیں (مؤلف)

اور انکی اولاد مقام کندوی پرگنہ الیگل بہار میں آباد ہے اور سید ابوالخیر مطاہر بن سید معین الدین سید غیاث الدین ثانی کی اولاد مختلف مقامات مضافات اجمیر دراجپوتانہ) میں آباد ہے۔"

شجرہ نسب اولاد سید اسماعیل بن امام زادہ سید ابراہیم المرتضیٰ کے صلب سے یک پسر سید بدر الدین ان کا پسر برہان الدین ان کے صلب سے دو پسر سید جلال الدین و کمال الدین ان کے صلب سے صرف یک دختر کلثوم زوجہ سید محمد زیدی بن سید حسن ظفری بن سید احمد محدث بہ نسل امام زادہ سید زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام سید جلال الدین کا پسر سید احمد شاہ انکا پسر سید محمد عثمان انکے صلب سے یک پسر سید جمال الدین و دختر رقیہ بی بی لاولد فوت ہوئی سید جمال الدین کا پسر فتح اللہ شاہ ان کا محمد سلیمان ان کا محمد حسین ان کا پسر سید محمد یعقوب بیہگی بزرگ سلطان محمود غزنوی کے جانشین لاولد شہاب الدولہ حاکم لاہور کے ہمراہ قزوین سے ۴۲۹ھ میں وارد لاہور ہوئے جو کہ ترکانی افواج کے فوجی افسر تھے ان کے صلب دو پسر سید محمد قاسم و سید وجیہ الدین مقرب سلطان فرخ زاد جمال الدولہ ان کے صلب سے صرف یک دختر بی بی خدیجہ زوجہ سید شاہ زید سالار سکما بن سید احمد زاہد سیانوی سپہ سالار اولاد سید احمد توختہ مدفون لاہور اور سید محمد قاسم کے صلب سے یک پسر سید عبد الغنی ان کا پسر بہاؤ الدین عامل سرہند ان کا پسر سید محمد مسعود نساب ان کے صلب سے یک پسر سید عبد الکریم و دختر آمنہ بی بی زوجہ سید محمود بن سید عبد الولی منصبدار بن سید معین الدین غازی بہ نسل امام زادہ سید محمد العابد کاظمی اور سید عبد الکریم کا پسر عبد الرحمٰن ان کا پسر محمد ایوب ان کا پسر سید محمد محمود نساب انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے بہت سے شجرہ انساب کی روشنی میں ایک نسب نامہ لکھا ہے ان کے صلب سے یک پسر قاضی سید فرید الدین ان کا پسر حافظ محمد داؤد ان کا پسر٭ حاجی حسین ان کے صلب سے دو پسر سید لیٰسین و سید تاجدین ان کا پسر عبد الغنی سید مدد علی عرف بڈھا شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید عزیز اللہ و سید برخوردار ان کا پسر عبد الغفور ان کا پسر علیم الدین سید عزیز اللہ کے صلب سے تین پسر عبد الکریم و عبد القادر و عبد الرحمٰن ان کا پسر محمد صادق ان کا پسر محمد محسن ان کا پسر عبد الرسول سید عبد القادر کے صلب سے تین پسر فرید الدین و حمید الدین و مجید الدین ان کا پسر محمد باقر ان کے صلب سے دو پسر سید ابو تراب و عبد السبحان ان کا پسر عبد الرحمٰن ان کا پسر سید احمد ان کا پسر جان محمد۔

سید حمید الدین کے صلب سے سید محمد اشرف دیار محمد ان کے صلب سے دو پسر غلام محمد و عبد الرحیم ان کے صلب سے تین پسر سید شاکر شاہ و ذاکر شاہ و باقر شاہ ان کے صلب سے تین پسر فیض علی عرف فیضی شاہ و محسن شاہ و سید روشن علی مقام ڈوگر داوان میں آباد ان کے صلب سے چار پسر امام علی و بہار شاہ و جھنڈے شاہ و دولت علی ان کے صلب سے پانچ پسر فضل حسین و غلام حسین و شاہ محمد و علی محمد و علی حسین ان کے صلب سے تین پسر احمد شاہ و محمد شریف و محمد خلیل ان کے صلب سے دو پسر محمد یعقوب و علی اکبر اور محمد شریف کے صلب سے دو پسر شبیر احمد و محمد لطیف ان کے دو پسر خادم حسین و شبر حسین اور شبیر احمد کے دو پسر عبد الرسول و بشارت علی۔ سید محسن شاہ بن باقر شاہ کے صلب سے دو پسر عظیم شاہ و جیون شاہ مقام پسرور آباد ان کے صلب سے چار پسر فتح شاہ و سید بادشاہ علی و مراد علی ان کے دو پسر بوٹے شاہ و نواب شاہ اور بادشاہ علی کے تین پسر سید علی و سردار علی و نیر علی جھنڈے شاہ بن روشن علی کے صلب سے سات پسر امام علی و میر محمد و چانن شاہ و فرزند علی و قاسم شاہ و شاہ محمد ہاشم علی ان کے صلب سے دو پسر غالب شاہ و رمضان شاہ و شاہ محمد کا پسر محمد علی

٭ ابو سلیمان ان کے صلب سے دو پسر سید مدد علی عرف بڈھا شاہ و سید سلطان عرف سفیان ان کا پسر

ان کا پسر فیض رسول اور سید قاسم شاہ کے صلب سے تین پسر بڈھے شاہ و شاہ علی و امام شاہ اور فرزند علی کے صلب سے چار پسر سید ابراہیم شاہ و محمود شاہ و غلام محمد و غلام مصطفےٰ، سید فیض علی عرف فیضی شاہ بن سید باقر شاہ کے صلب سے چار پسر حاجی شاہ و گوہر علی شاہ و گامے شاہ و غوث شاہ ان کا پسر امیر شاہ گامے شاہ کا پسر پیر شاہ اور گوہر علی شاہ کے صلب سے تین پسر گھسیٹے شاہ و حیون شاہ و عطر شاہ اور حاجی شاہ کے صلب سے دو پسر مہتاب شاہ و فتح شاہ ان کے صلب سے تین پسر رحیم شاہ و کریم شاہ و عظیم شاہ،

سید ذاکر شاہ بن عبدالرحیم کے صلب سے دو پسر محمد صالح و کامل شاہ کے صلب سے پانچ پسر محکم الدین و میر کاظم و قطب علی شاہ و رحم علی و غلام حسین قطب علیشاہ در موضع کٹھیالہ ان کے صلب سے دو پسر چراغ علیشاہ و محمد شاہ ان کے صلب سے چار پسر محمود شاہ و عثمان شاہ و حامد شاہ و سید محمد اسمٰعیل ان کے دو پسر محمد داؤد و محمد مقصود ان کا پسر سلطان علی اور حامد شاہ کے صلب سے تین پسر میر حسین و میر مصطفےٰ و سید غلام محمد کے دو پسر منیر احمد و سید محمد ان کے صلب سے پانچ پسر معتبر احمد و نذیر احمد و رشید احمد و بشیر احمد و صفدر علی، سید چراغ علی شاہ ولد قطب علیشاہ کے صلب سے پانچ پسر شاہ محمد و میر محمد و گوہر علی و علی محمد و نور محمد ان کے دو پسر شمشیر علی و مہر علی محمد کے دو پسر الطاف حسین و غلام محمد ان کا پسر غلام حسن ان کے صلب سے دو پسر محمد ابراہیم و احمد تھا۔

رحم علی بن کامل شاہ در موضع کٹھیالہ ان کے صلب سے تین پسر بدر شاہ و حیدر شاہ و کرم علی ان کے دو پسر اکبر شاہ و اصغر علی ان کے صلب سے چھ پسر محمد شفیع و سید محمد و محمد شریف و غلام محمد و محمد اشرف و محمد ظریف ان کا پسر محمد ابراہیم اور محمد اشرف کے دو پسر محمد یعقوب و نذیر حسین اور غلام محمد کے دو پسر عبدالرحیم و محمد ابراہیم اور محمد شریف کے صلب سے چار پسر محمد ابراہیم و محمد اسمٰعیل و محمد یحییٰ و عبدالرحمٰن ان کا پسر عبدالرشید اور محمد یحییٰ کا پسر عبدالسلام،

سید محمد اشرف بن سید حمید الدین کے صلب سے تین پسر محمد زمان و محمد انور و ابراہیم ان کے صلب سے دو پسر سید عبداللہ و محبوب شاہ ان کے تین پسر کالو شاہ و نجھن شاہ و عظیم شاہ ان کا پسر فقیر شاہ ان کے تین پسر مکی شاہ و ولایت شاہ و غوث شاہ ان کا پسر غلام حیدر سید عبداللہ کا پسر امام شاہ ان کے صلب سے چار پسر وارث شاہ و ولی محمد عرف جموں شاہ و بہادر شاہ و ولی اللہ ان کا پسر محمد شاہ بہادر شاہ کے دو پسر شاہ محمد و میر محمد ان کا پسر عابد علی اور ولی محمد عرف جموں شاہ کے تین پسر احمد شاہ و فیض علی و احمد علی ان کا پسر محمد علی اور وارث شاہ کے صلب سے سات پسر امام علی و حسین علی و رحم علی و امیر شاہ و سلطان شاہ و ملک شاہ و چمن شاہ، سید محمد انور بن سید محمد اشرف کے صلب سے چار پسر سید پیر محمد و میر فضائل کے تین پسر محمد شفیع و رفیع شاہ و فیض محمد در موضع ابوسعید ان کا پسر نیاز علی ان کا پسر قاری شاہ اور رفیع شاہ کا پسر نور محمد ان کا پسر علی محمد ان کے دو پسر گوہر شاہ و عطر شاہ اور سید پیر محمد کا پسر میر فاضل ان کے صلب سے چار پسر محمد اسلم و امام علی و بدر بخش و قاسم علی ان کے دو پسر سید احمد علی و مدد علی ان کا پسر غلام عباس ان کا پسر مظفر علی اور بدر بخش کے دو پسر مراد علی و غلام علی ان کا پسر جماعت علی ان کا پسر حسین علی ان کا پسر علی رضا اور مراد علی کے دو پسر حسین شاہ و محمد شاہ ان کا پسر محمد صادق سید حسین شاہ کے تین پسر شاہ محمد و نواب شاہ و برکت علی ان کے صلب سے تین پسر اختر حسین و احمد حسین و شبیر حسین سید نواب شاہ کے صلب سے چار پسر سید افتخار علی و بشیر حسین و ذوالفقار علی و سید مظفر حسین۔ اور سید امام علی بن میر فاضل انکی اولاد موضع نور پور تحصیل ترن تارن آباد ان

دو پسر محمد و محمد شاہ ان کا پسر سید مظفر علی میر محمد کے دو پسر حفیظ اللہ و سیف اللہ اور میر فضائل

کے صلب سے تین پسر غلام حسین فرزند علی عرف تھے شاہ و حسن علی ان کے صلب سے دو پسر سید غلام مرتضٰی و میر حسین۔
فرزند علی عرف تھے شاہ کے صلب سے تین پسر اصغر علی و صفدر علی و عباس علی ان کے صلب۔ سے چار پسر امداد علی عرف
نواب شاہ و اوصاف علی و محمد شریف و الطاف علی ان کے صلب سے یک پسر سید امداد حسین و سعیدہ بیگم۔

سید محمد شریف کے صلب سے تین پسر اصغر علی و جعفر علی و منور علی و دختران صفیہ بی بی دختر مقبول حسین و خنیفہ زوجہ سید بہادر علی ولد حکیم سید اولاد حسین ولد سید حیدر حسن ولد حکیم سید لطافت حسین حسینی الترمذی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ حجیتہ و خنیفہ سید اصغر علی نے شہر لاہور سکونت اختیار کی اس کے صلب سے ہنوز یک پسر سید سرفراز حسین۔ اور منور علی و جعفر حسین نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی سید جعفر علی کی زوجہ محمودہ بیگم دختر سید ابن حسن ولد منشی سید حسن ولد مخدوم پیر سید حسین علی حسینی الترمذی سجادہ نشین محلہ پیرزادگان قصبہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز تین پسر غضنفر علی و منظفر علی و اطہر علی و دختران شمیم کوثر و طاہرہ بیگم۔

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سید حمزہ بن حضرت امام کاظم علیہ السلام ان کی اولاد سے شاہان ایران خاندان صفوی اور لکھنؤ، کنتور، رسول پور، دیوے ضلع بارہ بنکی و قصبہ جبرول ضلع بہرائچ، سلیمان آباد و بہادر پور ریاست الور، سیکری جنیجھار، ریاست بھرتپور، نجیر پور میرس، سلہٹ (بنگال) ڈھاکہ

سید ابوالقاسم معروف امام زادہ سید حمزہ کا روضہ شہزادہ عبدالعظیم کے پہلو میں ہے جو شہر طہران میں واقع ہے ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید احمد شہاب (۲) سید قاسم ان کے صلب سے دو پسر سید محمد و سید علی رضا ان کا پسر سید ابوطالب معروف سید محمد مشہدی کا پسر سید محمد مہدی ان کا پسر محمد جعفر ان کا پسر علی العسکری ان کا پسر ابوالقاسم حمزہ ان کا پسر سید الاطہر ذی المناقب محمد الملقب بہ مہدی المعروف سید المحروق ان کا روضہ نیشاپور میں ہے ان کے روضہ کے قرب عمر خیام کا مزار ہے ان کے صلب سے سید اشرف ابوطالب مدفون کنتور ضلع بارہ بنکی یہ بزرگ چنگیزی غارتگری کے سبب خراسان سے براہ کابل، پشاور، لاہور، دہلی وغیرہ کنتور پہونچے، ان کے صلب سے دو پسر سید محمد المعروف عزیز الدین و سید صغیر الدین یہ بزرگ کنتور سے سلہٹ (بنگال) چلے گئے ان کی اولاد سلہٹ و ڈھاکہ میں ہے اور سید محمد المعروف عزیز الدین کے صلب سے یک فرزند ارجمند سید شہاب الدین ابوالمظفر حسین الملقب سید السادات المعروف بہ سید علاؤ الدین اعلیٰ بزرگ ان کے صلب سے چار فرزند (۱) سید جمال الدین (۲) سید جلال الدین (۳) سید ذکریا مورث سادات کاظمی قصبہ جبرول ضلع بہرائچ (۴) سید عبدالاحد مورث سادات کاظمی مقام دیوے رسول پور (۲) سید جلال الدین مذکور کشمیر سین محمد تغلق کے حکم سے شہید ہوئے تغلق شاہ نے ایک شب خواب میں ایک بزرگ پر ہیبت و جلال کو غضبناک ہوتے دیکھا بیدار ہو کر دوسرے بھائی سید جمال الدین کو بطور خون بہا سات سو چھیاسی ۷۸۶ مواضعات جاگیر میں عطا کئے جو بسم اللہ کے ہم عدد ہیں اور (۱) سید جمال الدین کنتوری کے صلب سے دو پسر (۱) سید شمس الدین جد سادات کاظمی کنتور (۲) سید امداد علی انکے دو پسر سید عطا محمد جد سادات سلماں آباد و سید احمد جد سادات جبرول (۱) سید شمس الدین جد سادات کنتور ان کا پسر کبیر الدین ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمد جعفر ان کا پسر سید حسین ان کا سید محمد معروف مٹھے ان کے صلب سے دو پسر صدر جہاں سید محمد عرف سید مدا و سید طٰہٰ ان کا پسر سید ابراہیم صوبہ دار بنگال اور صدر جہاں سید محمد عرف مدا کا پسر سید محمد عرف بلاقی

اوران کی اولاد میں مولوی سید غلام حسین کنتوری بھی ہیں، سید محمد عرف بلاقی کا پسر زین العابدین ان کا پسر حامد حسین ان کا پسر محمد حسین ان کا پسر مفتی سید محمد قلی صدر الصدور میرٹھ آپ کے صلب سے یک پسر فردوس مآب حجۃ الاسلام سید حامد حسین قبلہ صاحب عبقات الانوار آپ کا فرزند ارجمند سرکار حجۃ الاسلام سر تاج العلماء سید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد ناصر الملت لکھنؤ آپ کے دو فرزند ارجمند مولوی سید محمد سعید مجتہد و مولوی سید محمد نصیر قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ۔

شجرہ نسب سادات کاظمی

(۱) امام زادہ ابو القاسم حمزہ کا پسر (۱) سید احمد شہاب ان کا پسر امجد شہاب ان کا پسر محمد اسمٰعیل ان کا پسر فیروز شاہ ان کا پسر انور پاشا ان کا پسر محمد حافظ ان کا پسر صلاح الدین موسے ان کا پسر قطب الدین موسے منصبدار ان کا پسر صالح عسکریہ ان کا پسر امین الدین منصبدار ان کا پسر شفیع الدین الحق ان کا پسر صدر الدین نائب السلطنت ان کا پسر سید اسد رہے، ان کا پسر ابراہیم مجاہد ان کا پسر حسین کامل ان کا پسر سید حیدر ان کا پسر عباس احمد ان کا پسر سید محمد عالی ان کا پسر ابراہیم منصبدار ان کا پسر نظام الدین ان کا پسر حاجی احمد رہے، ان کا پسر عبد العزیز دہلی، ان کا پسر عبد الصمد پاشا انکا پسر نظام الدین ان کا پسر معین الدین ان کا پسر جمال علی ان کا پسر خورشید علیخاں ان کا پسر علی حسن خان ان کا پسر خان جہان ان کا پسر صادق علیخاں جاگیردار مقام سیکری جھنجھار ریاست بھرتپور ان کے دو پسر رفعت شاہ و شجاعت خان معروف محمد عارف منصبدار صوبہ اکبر آباد ان کا پسر ببر علیخاں انکا پسر یوسف علیخاں ان کا پسر حاتم علیخاں ان کا پسر الٰہی بخش ان کا پسر ضامن علی آپکا پسر حاجی صادق علی ان کا پسر صوبہ دار میجر محمد حسین "نصیر پور میرٹھ آباد۔

(۲) شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سید حمزہ

بن حضرت موسیٰ امام کاظم علیہ السلام ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید احمد شہاب (۲) سید قاسم ان کے صلب سے دو پسر سید علی رضا انکی اولاد کا نسب نامہ کہا جا چکا (۲) سید محمد ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید حسن ان کے صلب سے دو پسر سید محمد و سید محمود و دختر کلثوم بانو زوجہ سید محمد توختہ بن سید احمد توختہ ترمذی بہ نسل امام زادہ سید حسین اصغر الاامحدث بن امام زین العابدین علیہ السلام اور سید محمود کا سید باقر لاولد اور سید محمد کا پسر سید اشرف ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید فیروز ان کے صلب سے دو پسر سید صالح و سید جعفر ان کے صلب سے صرف یک دختر ریحان بانو معروف رقیۃ زوجہ سید حمزہ بن سید ابو علی اولاد سید احمد توختہ ترمذی مذکور اور سید صالح کا پسر سید امین الدین ان کا پسر سید شاہ صفی الدین ان کا پسر صدر الدین موسٰے ان کا پسر سید علی خواجہ کتاب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب اسلام ص۵۰۷ پر مرقوم ہے کہ امیر تیمور نے بایزید پر حملہ کی تیاری کی اور بمقام اردبیل آیا تو سید علی خواجہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے لئے فتحیابی کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا کی امیر تیمور فتحیاب ہوا اور بہت سا مال غنیمت زر جواہر اور بہت سے قیدی گرفتار کر کے لے آیا آپ نے انکار کیا کہ ہمیں مال وزر کی ضرورت نہیں صرف یہ تمام قیدی ہمیں دے دو امیر تیمور نے حاضر کئے سید علی خواجہ نے بیشمار قیدی اپنے حجرہ میں داخل کئے ہزاروں قیدی معمولی حجرہ میں داخل ہو گئے یہ کرامت دیکھ امیر تیمور اور زیادہ معتقد ہو گیا وہ قیدی آپ کے مرید ہو گئے، سید علی خواجہ ان کا پسر سید جنید ان کا پسر سلطان حیدر ان کا پسر سید حیدر ان کا پسر سید اسمٰعیل بادشاہ ایران ان کا پسر طہماسب ان کے صلب سے دو پسر سید اسمٰعیل ثانی و سید محمود خدا بندہ ان کا پسر سید شاہ

عباس صفوی، تاریخ فرمانروایان اسلام کے صد ۱۸۶ تا صد ۱۸۸ لکھا ہے کہ شاہان ایران کا سلسلہ پانچ مختلف اقوام کے حکمرانوں پر مشتمل ہے یعنی
صفوی، افغان، افشار، زند اور قاچار ان میں سے اول الذکر عربی النسل ساتویں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے تھا خاندان موصوف
کے بہت سے ارکین نے جو شیوخ بھی کہلاتے تھے اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے شہرت پائی ان مقدس بزرگوں میں سے ایک صفی الدین موسوی
(ساکن اردبیل) تھے جن کی اولاد نے اپنے بزرگ کی یادگار میں تخت ایران پر جلوس فرما کر صفوی لقب اختیار کیا صفی الدین کی نسل میں شیخ
حیدر نے دینی بزرگی کے ساتھ دنیوی سرداری کا طرہ بھی آویزاں کیا اور اوزون حسن (آق قویون لی) سے مصروف پیکار ہوا اس لڑکے
شاہ اسمٰعیل نے بھی یہ پالیسی جاری رکھی اور شیروان پر قابض ہو کر اس نے سفید بھیڑ والے ترکمانوں کو جنگ شرور میں ۹۰۷ھ کے موسم بہار
میں شکست دی پھر تبریز کو اپنا دار السلطنت قرار دے کر ایران کے فتح کے لئے بڑھا، تیموری گورنروں اور چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کو اس
نے جلد مطیع و منقاد کر لیا، جنوبی صوبہ جات کی فتوحات کے علاوہ چند سالوں میں شاہ اسمٰعیل کی سپاہ براہ خراسان ہرات تک پہنچ گئی اور
اس کی قلمرو کی حدود دریائے جیحون سے خلیج فارس اور افغانستان سے دریائے فرات تک وسیع ہوگئی اب اسکی حدود سلطنت عثمانیہ
سے جا ملی تھی، یوں تو شیعہ شاہان صفویہ اور سنی سلاطین عثمانیہ میں پہلے ہی مذہبی عناد موجود تھا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ مذہب شیعہ روز بروز
ترقی حاصل کرنے لگا اس مذہب کی تعلیم و اعتقادات کی طرف لوگوں کے عام میلان سے سلیم سلطان ترکی سخت برافروختہ ہوا اس نے اپنی
ایشیائی قلمرو کے چالیس ہزار شیعوں کو قتل و گرفتار کر کے شاہ اسمٰعیل کے خلاف اعلان جنگ دے دیا خاندان صفویہ کا سب سے جلیل القدر
عظیم الشان فرمانروا شاہ عباس صفوی تھا اس نے سلطنت عثمانیہ سے متعدد مغربی صوبہ چھڑا لینے میں کامیاب ہوا شاہ عباس صفوی بادشاہ
ایران ارباب علوم و فنون کا نہایت قدر دان تھا اس کے عہد میں عمارات رفاہ عام فنون نفیسہ اور لٹریچر کی بڑی قدر ہوئی اس کی خارجہ
پالیسی بڑی دانشمندانہ تھی شاہ عباس صفوی سلیمان اعظم، اکبر اور الزبتھ جیسے پر جلال فرمانرواؤں کا ہمعصر تھا (کتاب تاریخ فرمانروایان اسلام
صد ۱۸۶ تا صد ۱۸۸)، چنانچہ سلطان سید شاہ عباس صفوی نے ۱۰۳۲ھ میں ضریح کے اندر صندوق بنوایا اور قبہ منورہ روضہ سید الشہداء کی کاشی
سے تزئین کی ایوان اور رواق و صحن کی زینت و مرمت میں کافی مال صرف کیا ایران سے بیش بہا قالین لاکر حرم امام حسین علیہ السلام میں
بچھائے اور نجف اشرف میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے روضہ منورہ کی تعمیر کی اور صحن کو کشادہ کیا قبہ کو مضبوط بنوایا ضریح اطہر
کی مرمت کی فروش بنوائے اور ایک ضیافت خانہ بنوایا بہرحال سلطان شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران کے صلب سے تین پسر سید سلطان
حسین و سید سلیمان و سید صفی ان کے پسر سید شاہ صفی ان کے پسر سید عباس ثانی غرض یہ شجرہ نسب کتاب تذکرۃ السادات سے لکھا ہے
سید شاہ صفی الدین موسوی کی اولاد سے تو بادشاہ تخت ایران پر جلوہ افروز رہے آج تک حکمران ایران کا مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری ہے
اور ہمیشہ مذہب حقہ کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں رہے۔

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سید عبداللہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد مقامات خاص بہاولپور
علاقہ بہاولپور [illegible]، کراچی، پشاور، خیرپور میرس۔

امام زادہ سید عبداللہ کے صلب سے گیارہ پسر پیدا ہوئے، سید اسمٰعیل، سید اسود، سید ابراہیم و سید فیروز و سید نوذر و سید

منصور وسید عزیز وامان اللہ دعون اللہ وحین اللہ وہبت اللہ (کتاب بحرالانساب تالیف سید مرتضےٰ علم الہدیٰ) سید اسمٰعیل کے صلب سے دو پسر (۱) سید سعید (۲) سید محمد ان کا پسر سید علی شہید ان کا پسر سید عبدالہادی ان کا پسر سید اسد اللہ صف شکن ان کا پسر سید عبداللہ نقر ان کا پسر سید موسےٰ ان کا پسر سید قاسم،

(۱) سید سعید کا پسر سید علیشاہ ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید عبدالباری معروف شاہ چراغ شاہ مدفون راولپنڈی یہ نہایت مقدس عالم وفاضل بزرگ مقام کاشان سے سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ وارد ہند ہوئے راولپنڈی بود وباش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید عبداللہ صف شکن ان کا پسر محمد رضا ان کا پسر سید حسین ان کا پسر ابوالقاسم ان کا پسر ابوالمظفر ان کا پسر ابومنصور ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر اشرف العلماء سید طاہر عہد ہمایوں میں کسی کارکردگی کے سبب مضافات تھانہ بھون میں جاگیر پاکر وہیں بود وباش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر سید جعفر سرخ ان کا پسر سید محمد باقر المعروف بہ عارف باللہ ان کا پسر سید عبدالرحیم آپ کا پسر ابراہیم ان کا پسر سید محمد یعقوب ان کا پسر عبدالفتح ان کا پسر محمد سعید ان کا پسر سعید اکبر ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کا پسر حکیم سید علی ان کا سید صفدر علی ساکن شہر سہارنپور ان کا پسر سید شہامت علی ان کا پسر سید صادق علی ان کے صلب سے دو پسر ممتاز العلماء مولوی سید مظہر حسن وسید یار حسین ان کے صلب سے یک پسر سید محمد یوسف اسکا مسٹر ایم ایس سی وکٹوریہ مونچسٹر نے سہارنپور وچلکانہ سے ہجرت کرکے بسلسلہ ملازمت حرمن بود وباش اختیار کی اور ممتاز العلماء مولوی سید مظہر حسن اعلی اللہ مقامہ فاضل علوم مشرقیہ نہایت جلیل القدر عالم اور محققین مؤرخین میں سے تھے آپ نے اکثر کتب مثلاً تہذیب المتین ودیگر سوانح ائمہ طاہرین علیہم السلام تصنیف وتالیف کی ہیں آپ کے صلب سے تین فرزندار جمند پیدا ہوئے، سید ابوالحسن وسید علی اختر وسید علی حیدر انکی زوجہ بتول دختر سید محمد حنیف نمبردار سکنہ نانوتہ کے بطن سے یک پسر سید نصیر حیدر و دختر نسیم اختر زوجہ سید خورشید الحسن سکنہ نہٹور ضلع بجنور اور سید نصیر حیدر کا ہنوز یک پسر سید طیب و دختر فاخرہ، سید علی حیدر نے خیرپور میرس محلہ لقمان سکونت اختیار اور سید علی اختر نے پشاور رہائش اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید علی سرور و محمد انور و دختر راضیہ خاتون اور ابوالحسن کے صلب سے دو پسر سید حسن عسکری وریاض الحسنین ہر دو شہر کراچی آباد ہیں۔

(۲) سید اسود معروف اسد قریشی بن امام زادہ سید عبداللہ مذکور ان کا پسر سید حسن ذکریا ان کا پسر علاؤالدین یحییٰ انکا پسر رکن الدین ان کا پسر نور یوسف ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید اسحاق انکا پسر عبدالرحیمؒ ان کا پسر سید میر خضر ان کا پسر سید مبارک ہمدانی ان کا پسر موسےٰ ہمدانی ان کا پسر سید احمد چرم پوش ان کے صلب سے دو پسر سید تاج الدین لاولد و مخدوم سید سراج الدین ان کا پسر عبدالرحمٰن ان کا پسر شاہ علی عرف بڈہ ان کا پسر رکن الدین ان کا پسر سید شاہ محمود علی ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر شاہ حبیب اللہ ان کا پسر محبوب اللہ ان کا پسر سید محمود ان کا پسر شاہ محمد ان کا پسر سراج الدین انکا نور اللہ شاہ ان کا پسر مجیب اللہ ان کا پسر علی اصغر ان کا پسر شاہ محمد ان کے صلب سے تین پسر نجف علی لاولد واحمد علی و پیر بخش ان کا پسر مخدوم بخش ان کے صلب سے دو پسر نور الحسین وولایت حسین اور سید احمد علی کے دو پسر احمد حسین و محمد حسین ہمہ موجود مضافات بہار (ماخوذ از نسب نامہ قلمی مولوی سید مظہر حسن اعلی اللہ مقامہ)

ؒ ان کا پسر عبدالمجید ان کا پسر نعمت اللہ ان کا پسر عبدالشکور ان کا پسر عبدالحکیم ان کا پسر عبدالکریم ان کا پسر سلیمان ہمدانی ان کا پسر سید ابراہیم

شجرہ نسب سادات موسوی الکاظمی ترمذی مقام پرانا سکھر محلہ معصومی والہ ضلع سکھر

حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام

آپکی اولاد کی تعداد میں مورخین نے اختلاف کیا ہے علامہ طبری نے اعلام الوریٰ میں اور ارشاد شیخ مفید میں بائیس لکھے ہیں وہ یہ ہیں (۱) امام علی الرضا علیہ السلام (۲) سید ابراہیم (۳) سید عباس (۴) سید قاسم (۵) سید احمد (۶) سید محمد (۷) سید حمزہ (۸) سید اسماعیل (۹) سید جعفر (۱۰) سید ہارون (۱۱) سید حسن (۱۲) سید عبداللہ (۱۳) سید اسحاق (۱۴) سید عبیداللہ (۱۵) سید زید (۱۶) سید حسن ثانی (۱۷) سید فضل (۱۸) سید سلیمان (۱۹) سید حسین (۲۰) سید یحییٰ (۲۱) سید عقیل ٭ سید عبدالرحمٰن کو نظر انداز کر کے سید علی، سید حسن ثالث، سید عبداللہ ثانی، سید جعفر ثانی، سید اسحاق ثانی، سید عباس ثانی، سید قاسم ثانی، سید عمر اشرف آٹھ اسماء کا مزید اضافہ کیا ہے تمام اخبار و احادیث صحیحہ و کتب تاریخ و سیر میں آنحضرت کے تیرہ [۱۳] فرزندان سے نسل جاری ہوئی (۱) حضرت امام علی الرضا علیہ السلام (۲) سید ابراہیم (۳) سید عباس (۴) سید محمد (۵) سید حمزہ (۶) سید اسمٰعیل (۷) سید جعفر (۸) سید ہارون (۹) سید احمد (۱۰) سید حسن (۱۱) سید اسحاق (۱۲) سید عبداللہ (۱۳) سید زید اور دختران فاطمہ کبریٰ الملقبہ معصومہ مدفن روضہ قم (ایران) فاطمہ صغریٰ، ام کلثوم، رقیہ، حکیمہ، ام ابیہا، رقیہ الصغریٰ، ام جعفر، لبابہ، زینب، خدیجہ علیقہ، آمنہ، حسینہ، بریہہ، ام سلمہ، میمونہ، امامہ خاتون کلثوم

امام زادہ سید ھارون بن حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام

کے صلب سے یک پسر سید احمد ان کا پسر سید محمدان کے صلب سے یک پسر سید شاہ حسین زنجیر پا یہ بزرگ شہر ترمذ سے قندھار پہونچے اور بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے یک پسر مخدوم بابا سید حسن ابدال یہ بزرگ نہایت صاحب کشف کرامات اور اولیاء اللہ میں سے تھے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں وارد ہند ہوئے اور ایک مقام مابین ملکوال و راولپنڈی سکونت اختیار کی اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے عوام مسخر ہونے لگے آہستہ آہستہ آبادی ہونے لگی اور اس جگہ کا نام حسن ابدال اپنے نام کی مناسبت سے رکھا ان کے صلب سے یک پسر سید مہران کا پسر سید علاؤالدین ان کا پسر سید شمس الدین ان کا پسر سید علیم الدین ان کا پسر سید شبیر قلندر ان کا پسر سید شاہ ان کا پسر سید بزرگ ان کا پسر سید امام الدین ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید مرتضٰے ان کے صلب سے یک پسر شیخ السلام میر سید صفائی آپ بہت بڑے جلیل القدر عالم اور فقیہہ و فلسفی تھے علم و عمل میں یکتائے زمانہ تھے شاہ ارغون حاکم سندھ کے زمانہ میں شیخ السلام کے عہدہ پر فائز تھے۔ اولاً مقام سیہوں شیخ السلام کے عہدہ پر تعینات رہے بعدہٗ سکھر تبدیل ہوکر اسی عہدہ پر فائز رہے آپ کی زوجہ سیدہ بی بی کلابنہ دختر سید کلاں غیر رسال موسوی سیہون کے بطن سے یک پسر سید معصوم شاہ گورنر آپ نویں صدی ہجری میں مقام سکھر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ملا لنگری سے حاصل کی بعدہٗ دیگر کاملین اساتذہ سے استفادہ کیا آپ نہایت وجیہہ خوبصورت قد آور اور دلیر تھے بچپن سے لے کر عالم شباب تک فنون سپہ گری اور تیغ زنی کا شوق تھا آپ کی بہادری کے کارنامے اس نواح میں مشہور ہونے لگے ان کے رعب و جلال عوام و خواص مرعوب ہونے لگے یہ زمانہ محمود خاں حاکم سندھ

٭ ۲۲۔ سید عبدالرحمٰن ٭ و فتار یخ الائمہ میں سید وزیر حسین نے ستائیس فرزند لکھے متذکرہ اسماء فرزنداں میں سید یحییٰ، سید عقیل

کا تھا وہ بھی متفکر ہوا ان واقعات کی اطلاع اکبر بادشاہ کو ہوئی اکبر بادشاہ صاحبان کمال کا قدر دان تھا فوراً اپنی فوج کا افسر مقرر کیا اجمیر اور دوسرے معرکوں میں برسر پیکار رہے اور ان معرکوں میں بیس سال تک کار نمایاں انجام دیئے اکبر بادشاہ ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اسی عرصہ میں انکی والدہ معظمہ سیدہ بی بی کلانیہ نے ایک خط بادشاہ کو لکھا، جس کا مفہوم یہ تھا کہ جس ماں کا اکلوتا بیٹا بیس سال تک آنکھوں سے اوجھل رہے اس ماں کا دل کیا کہتا ہوگا جبکہ میرا بیٹا بادشاہ کی ملکی فتوحات سے جانبازی اور وفاداری کے جوہر دکھا رہا ہے اور اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا کیا بادشاہ سلامت کے عدل خسروانہ سے یہ امید کر سکتی ہوں کہ میرے بیٹے کو مرتے آخری سانس تک اسی علاقہ کا حاکم تعینات کرے بادشاہ اس خط سے بہت متاثر ہوا اور ان کو دربیلا (نواب شاہ)، کاگری جانڈ کو پرگنہ کی جاگیر عطا کی اور سندھ کا گورنر مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد ایران کے سفر عباس صفوی کے عہد حکومت میں بھیجا اور آپ کچھ عرصہ تک قندھار کے حاکم بھی رہے سید معصوم شاہ نے رفاہ عام کے لئے بہت سی سرائے کنوئیں، درسگاہیں، مسجدیں بنوائی ہیں غرباء و مساکین اور بیوگان کی ہمیشہ ہر قسم کی اعانت کرتے رہے آپکی وفات سکھر میں ہوئی اور یہیں دفن ہیں بطور یادگار آپ کا منارہ معصوم شاہ کے نام سے سکھر میں مرجع خواص و عوام ہے آپ کی خاص تلوار، کٹار، درباری لباس و تحریرات ان کے جانشینوں میں نسل در نسل یہ چیزیں منتقل ہوتی رہتی ہیں اس وقت یہ اشیاء ان کی نسل میں سے ایک بزرگ میر سید رسول بخش شاہ صاحب نساب کے پاس محفوظ ہیں جو محلہ معصومی والہ پرانا سکھر میں رہتے ہیں سید معصوم شاہ کی زوجہ رقیہ بی بی دختر سید محمد شاہ موسوی کاظمی قندھاری کے بطن سے یک پسر سید میر بزرگ کلاں پیدا ہوا، ان کے صلب سے یک پسر سید شاہ ذکریا ان کے صلب سے یک پسر سید علی شیر شاہ یہ بزرگ مغلیہ عہد حکومت میں گجرات کے حاکم رہے ہیں ان کے صلب سے سات فرزند پیدا ہوئے (۱) سید میر بزرگ خورد (۲) سید میر علی شاہ (۳) میر پناہ علیشاہ (۴) سید اسد اللہ شاہ (۵) میر وارث علیشاہ (۶) میر عنایت علی شاہ (۷) میر محمد شاہ (۲ تا ۷ لاولد)

(۱) سید میر بزرگ خورد مدفون پرانا سکھر ان کی زوجہ اولیٰ نوردان بیگم دختر سید علی شاہ بحرین کے بطن سے دو پسر (۱) سید میر شہباز علی شاہ (۲) سید بندہ علی شاہ زوجہ ثانیہ بی بی صاحب غیر سیدانی کے بطن سے یک پسر سید میر نذر حسین شاہ چند پشت کے بعد لاولد ہے۔

(۱) سید میر شہباز علی شاہ ان کی اولاد پرانا سکھر محلہ معصومی والہ میں آباد ہے ان کے صلب سے دو پسر سید میر قنبر علیشاہ لاولد و سید میر حسین علی شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے (۱) سید میر عباس علی شاہ (۲) سید میر ہمت علیشاہ (۳) سید میر محمد علی شاہ (۴) میر مہر علیشاہ (۵) میر منور علیشاہ۔

(۱) سید میر عباس علیشاہ ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے میر دلاور علیشاہ لاولد و میر سکندر علی شاہ لاولد سید میر علی مردان شاہ و سید میر غلام علیشاہ و سید میر علی شیر شاہ۔

سید میر علی مردان شاہ ان کے صلب سے دو پسر میر شہباز علی شاہ لاولد و سید میر ثابت علی شاہ ان کے صلب سے یک پسر سید میر رسول بخش شاہ نساب محلہ معصومی والہ پرانا سکھر میں موجود ہیں۔ میر سید غلام علی شاہ کے صلب سے یک پسر سید منور علی شاہ۔

میر سید علی شیر شاہ کے صلب سے تین پسر میر روشن علیشاہ لاولد و میر سید صابر علی شاہ لاولد و سید میر واحد علیشاہ ان کے صلب سے یک پسر سید ہدایت علی شاہ۔

(۲) سید میر ہمت علیشاہ کے صلب سے چھ پسر پیدا ہوئے سید بہادر علی شاہ و سید مظفر علیشاہ و سید میر حسین علی شاہ و سید میر مدد علیشاہ و سید پناہ علیشاہ و وارث علی شاہ لاولد سید بہادر علیشاہ کے صلب سے دو پسر سید میر ہمت علی شاہ و سید قائم علی شاہ ان کا پسر سید میر غلام شیر شاہ اور میر ہمت علی شاہ کے صلب سے دو پسر میر شفاعت علیشاہ لاولد و میر جاڑر شاہ ان کے صلب سے دو پسر میر الطاف حسین شاہ و میر بہار علی شاہ۔

میر سید مظفر علی شاہ کے صلب سے تین پسر میر اختر علی شاہ و میر نواز علی شاہ و سید میر نادر علی شاہ ان کے صلب سے یک پسر میر قربان علی شاہ۔

میر سید اختر علیشاہ کے صلب سے تین پسر میر نایب علی شاہ و میر جان علی شاہ و امیر مشتاق علیشاہ ان کے صلب سے پانچ پسر پیدا ہوئے اختر علی شاہ و سید فتح علی شاہ و لیاقت علیشاہ و شوکت علی شاہ و اصغر علی شاہ ان کے صلب سے ہنوز یک پسر سید مشتاق علی شاہ۔

اور میر جان علی شاہ کے صلب سے یک پسر سید عاشق علی شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید امجد علی شاہ و سید سردار علی شاہ و سید نزاکت علی شاہ۔

میر نواز علی شاہ کے صلب سے تین پسر سید تراب علی شاہ و حسن شاہ و یعقوب علی شاہ ان کا پسر نواز علی شاہ میر سید حسین علی شاہ بن میر ہمت علی شاہ کے صلب سے دو پسر سید نور علی شاہ و سید ور علی شاہ ان کا پسر حسین علی شاہ اور سید نور علی شاہ کے صلب سے تین پسر سید ارباب علی شاہ بی، اے و سید وارث علی شاہ بی، اے و سید عطا حسین شاہ ان کا پسر سید طاہر حسین۔

سید ارباب علی شاہ کے صلب سے چار پسر سید زاہد حسین شاہ و ساجد حسین شاہ و عابد حسین شاہ و شاہد حسین شاہ سید وارث علی شاہ کے صلب سے چار پسر سید واسط حسین شاہ و نور علی شاہ و باقر علی شاہ و نوید حسین شاہ میر مدد علی شاہ کے صلب سے چار پسر ممتاز علی شاہ و حیدر علی شاہ و محب علی شاہ و منیر علی شاہ ان کا پسر مدد علی شاہ۔

سید حیدر علی شاہ کے صلب سے یک پسر انور علی شاہ ان کے صلب سے چار پسر نسیم عباس و حیدر علی شاہ و احسان علی و مجاہد حسین شاہ سید محب علی شاہ کا پسر سید مظہر علی شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید مختار علی شاہ ذوالفقار حسین شاہ، سید پناہ علی شاہ مذکور کا پسر ولایت علی شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید پناہ علی ایل، ایل، بی، اقبال حسین و رفیق حسین عرف کاظم علی۔

(۳) میر محمد علی شاہ بن حسن علی شاہ کے صلب سے چار پسر سید علی شاہ و قوت علی شاہ و الٰہی بخش شاہ و سید حاکم علی شاہ ان کے صلب سے چار پسر سید محمد علی شاہ و قوت علی شاہ و سید علی شاہ و اولاد علیشاہ ان کے صلب سے دو پسر مصدق علی شاہ و

صابر علی شاہ اور سید علیشاہ کے صلب سے تین پسر سید قنبر علی شاہ و سکندر علی شاہ و معصوم علی شاہ اور قوت علی شاہ کے صلب سے دو پسر سید گلزار حسین شاہ ایم اے ایڈووکیٹ و سید ناصر حسین شاہ اور محمد علی شاہ کا پسر سید عباس علی شاہ سید الٰہی بخش شاہ کا پسر سید منصب علی شاہ ان کا پسر امیر علی شاہ ان کا پسر سید منسب علی شاہ۔

(نوٹ) مورخہ ۷؍۴؍۱۹۶۱ کو بر مکان سید گلزار حسین صاحب ایڈووکیٹ محلہ معصومی والا پرانا سکھر بپو بیگر جناب سید رسول بخش شاہ صاحب موسوی الکاظمی ترمذی نساب سے نسب نامہ متذکرہ حاصل کیا۔ مؤلف

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سیّد امیر احمد المعروف شاہ چراغ مدفون شیراز بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

امام زادہ سید امیر احمد

جلیل القدر فاضل وفیاض ومتقی و پرہیز گار تھے والد ماجد ان کے تئیں بہت دوست رکھتے تھے اسمٰعیل ان کے برادر کہتے ہیں کہ ہمارے پدر بزرگوار ایک مرتبہ اپنے بیٹوں سمیت اپنے ایک موضع نواحی مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے ہم سب وہاں تھے بالخصوص ہمارے بھائی احمد کے لئے جو خادم نگہداشت کے لئے مقرر تھے احمد اگر کھڑے ہوتے تو ان کے ساتھ وہ کھڑے ہوتے بیٹھتے تو ان کے ساتھ کھڑے ہوتے یا بیٹھتے باوجود اس کے پدر بزرگوار ان کی طرف خاص طور پر ملتفت ہوتے اور پیار کرتے اور ایک باغ معروف یسیرہ کو تیس ہزار کو خرید کیا تھا ان کو ہبہ کر دیا مشہور ہے کہ آپ نے بہت سے بندے راہِ خدا میں آزاد کئے آپکی نسل ان مقامات پر آباد ہے، ورک آباد، کازران، حلب، بغداد، کوفہ پشاور، خیر پور میرس، کراچی، شکار پور ضلع، بلند شہر، نگینہ، دیوبند، جانسٹھ، قصبہ جولی وسرائے رسول ضلع مظفر نگر، سید پورہ بدہالی پرگنہ چرتھاول، خاص مظفر نگر، ٹرودہ، بڑھان زنگال، وکربلا معلےٰ سید امیر احمد المعروف شاہ چراغ کے صلب سے شش فرزند (۱) سید طیب (۲) سید ہاشم لاولد و (۳) سید عبد الفضل (۴) سید ابو الحسن (۵) سید ابو الحسین (۶) سید قاسم اور ان کی اولاد در مقام ورک آباد و دختران سائرہ و ہاجرہ۔

(۱) سید طیب کے صلب سے پانچ پسر (۱) سید جعفر (۲) سید طاہر (۳، ۴) سید باقر و سید فرزہر دو لاولد (۵) سید شاہ نور سے دو پسر سید حسن و سید حسین اور ان کی اولاد در شہر کازران اور (۱) سید جعفر کے صلب سے تین پسر سید ہادی و سید بدیع اور ان کی اولاد در بغداد اور سید عباس کی اولاد در حلب (۱) سید ہادی کے صلب سے دو پسر سید نور و اشرف اولادش در کوفہ سید نور کے صلب سے دو پسر سید ابراہیم و سید زید اولادش در کوفہ اور سید ابراہیم کے دو پسر سید حیدر و ناصر لاولد و دختر زینب سید حیدر کے صلب سے تین پسر (۱) سید جہان (۲، ۳) سید اسمٰعیل و سید سیف اولادش ہر دو در کوفہ۔

سید جہان بن سید حیدر

یہ بزرگ سلطان قطب الدین غوری کے ہمراہ وارد ہند ہوئے ان کے صلب سے یک پسر سید جمال ان کا پسر سید ضیاء الدین ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید طاہر (۲) سید اویس (۳) سید علی و دختر طاہرہ زوجہ سید احمد الموسوی کاظمی عامل بن سید محمد سمنانی اولاد امام زادہ سید محمد العابدین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

(۱) سید طاہران کے صلب سے دو پسر (۱) سید عالم (۲) سید قاسم ان کے صلب سے تین پسر۔ (۱) سید غیاث الدین لاولد (۲) سید محمد عباس (۳) سید نور محمدان کے صلب سے دو پسر سید عظیم اللہ و محمد خلیل ان کا پسر شبیر علی ان کا پسر رسالت علی ان کے دو پسر سید غلام علی و نجف علی ان کے دو پسر مکارم علی لا ولد و جعفر علی ان کا پسر صادق علی ان کا پسر بنیاد علی،

اور سید غلام علی کے صلب سے تین پسر فیض علی لاولد عارف علی و طالب علی ان کے دو پسر تراب علی و احسان علی اور سید تراب علی کے دو پسر سید رجب علی کربلا معلےٰ آباد و محمد علی ان کے صلب سے چار پسر احمد عباس و محمد عباس و حیدر عباس و علی عباس اور سید عارف علی مذکور کے صلب سے تین پسر عابد علی و فرزند علی و ابن علی ان کے دو پسر جمعیت علی و حسن علی ان کا پسر ولادر علی ان کے دو پسر سید ذاکر علی و ضامن علی،

سید عظیم اللہ بن سید نور محمد ان کا پسر سید طاہران کے صلب سے چھ فرزند محمد زید، عمر، محمد امین، کریم اللہ، رحیم اللہ، عطاء اللہ ان کا پسر امین الدین ان کا پسر عزیز الدین ان کا پسر حفیظ اللہ ان کے دو پسر روشن علی و تہور علی ان کا پسر منور علی ان کا پسر مہدی حسن ان کا پسر محمد حسین اور روشن علی کا پسر علی حسین ان کا پسر رضا حسن ان کے چار پسر علی اوسط و محمد بخش و ہادی حسن و ریاض باقر ان کا پسر سید علی رضا اور سید رحیم اللہ بن سید طاہر کا پسر عیوض علی ان کا پسر رحمت علی ان کے صلب سے تین پسر فرزند علی و سرفراز علی و فرخند علی ان کا پسر تفضل حسین ان کا پسر مرتضےٰ حسین عرف بندو ان کا پسر سید امیر حسن سید سرفراز علی کے صلب سے دو پسر اولاد حسین و رضا حسن اور سید کریم اللہ بن سید طاہر کا پسر حیدر علی ان کے صلب سے تین پسر محفوظ علی و کبیر علی و محبوب علی ان کا پسر معظم علی ان کی صرف یک دختر اکبری بیگم اور کبیر علی کے صلب سے تین پسر غلام حسین حسن علی و امداد حسین ان کا پسر محمد حسین عرف میڈ ہو اور حسن علی کے صلب سے چھ پسر خورشید حسن و رونق علی والو الحسن و قاسم علی و غلام حسن و روشن علی اور خورشید حسین کے صلب سے تین پسر مظاہر حسن و ناظم حسین و رفیق حسین اور رونق علی کے دو پسر محمد ظفر و محمد کاظم اور سید ابوالحسن کا پسر فیض الحسن اور قاسم علی کے تین پسر مصطفےٰ و مشہدی و سید غلام حسین کے صلب سے چھ پسر نور الحسن و نذر حسن و اشفاق حسین و حبیب حسن و شفیق حسن و رفیق حسن سید نور الحسن کے صلب سے چھ پسر سراج الحسن و محمد شفیع و خیرات علی عرف نتھو و محمد تقی عرف سورا و محمد نقی و مہدی حسن۔

سید نذر حسن کے صلب سے دو پسر مرتضےٰ حسین و غلام محمد عرف کلی آں کے صلب سے تین پسر محمد حنیف و محمد انیس و محمد لطیف اور سید مرتضےٰ حسین کے صلب سے تین پسر شریف حسین و سعید حسن و رفیق حسن ہر دو برادر مقام خیر پور میرس آباد رفیق حسن کے دو پسر شمیم حیدر و رئیس حیدر اشفاق حسین کے دو پسر نرور حسین و طاہر حسین اور سید محفوظ علی بن حیدر علی کے صلب سے پانچ پسر تفضل حسین و سجاد حسین و عابد حسین و فتح حسین و محمد حسین اور تفضل حسین کے تین پسر محمد حسین و تجمل حسین و مبارک حسین

ان کا پسر حمید حسن ان کا پسر وحید حسن اور محمد حسین کے صلب سے پانچ پسر احمد رضا و محمد رضا و اسد رضا و اقبال رضا و با قر رضا اور تجمل حسین کا پسر محمد زکی ان کے صلب سے دو پسر محمد مطاہر و محمد طاہر۔

(۱) سید عالم بن سید طاہر مذکور کا سید جنید ان کے صلب سے چار پسر (۱) سید شبیر علی (۲) سید واحد علی (۳) علاؤ الدین (۴) شاہ نصیب ان کے صلب سے تین پسر درگاہ علی و راحت علی و سلامت علی ان کے دو پسر سید محمد و تحکم علی عرف تا کھو ان کا پسر سلطان علی اور سید محمد کا پسر سید روشن علی ان کے دو پسر قطب علی و عنایت علی ان کا پسر وکیل علی ان کے صلب سے تین پسر تنمبر علی و فرخند علی و فرزند علی ان کا پسر روشن علی ان کا پسر ظہور حسن سید فرخند علی کے صلب سے تین پسر علی حسن و حسن علی و غلام حسن ان کے دو پسر تجمل حسین و مبیتا اور سید حسن علی کے دو پسر یوسف علی و غلام عباس عرف چھجو اور سید علی حسن کے دو پسر قائم حسین و رضا حسن ان کے دو پسر وزارت حسین و بشارت حسین اور سید راحت علی بن شاہ نصیب ان کے صلب سے تین پسر محمد علی و غوث محمد و چاند علی ان کا پسر نوازش علی ان کا پسر خیرات علی ان کے دو پسر فرید علی و سید پیر علی عرف ککو۔

سید غوث محمد کا پسر اسد علی ان کا پسر نجابت علی ان کا پسر تہور علی ان کا پسر محمد بخش ان کے دو پسر سعادت علی و اشرف علی ان کا پسر بنیاد علی ان کا پسر اعظم علی اور سعادت علی کا پسر قاسم علی ان کے دو پسر ہاشم علی سید ہو (۳) سید علاؤ الدین بن سید جنید کا پسر محمد اسحاق ان کے دو پسر یعقوب علی و فتح علی ان کا پسر فقیر اللہ ان کے صلب سے تین پسر زبردست علی و مدہم علی و مراد علی ان کے دو پسر نقیر علی و قادر علی عرف قیدو اور مدہم علی کے صلب سے تین پسر نور علی و قاسم علی و مدد علی اور زبردست علی کا پسر چھجو ان کے دو پسر ذوالفقار علی و مہر علی یعقوب علی کا پسر عاشق علی ان کے صلب سے تین پسر امان علی و دوست علی و لطیف علی ان کا پسر وارث علی ان کا پسر سید کلو ان کے دو پسر محمد بخش عرف چھجو و مبارک علی ان کے صلب سے تین پسر دوست علی و امداد حسین و تراب علی ان کا پسر عباس حسین ان کا پسر جعفر حسین عرف جھمن اور امداد حسین کے صلب سے تین پسر اظہار حسین و اشفاق حسین و لیاقت حسین ان کے دو پسر مرتضیٰ حسین و رفاقت حسین اور اشفاق حسین کا پسر سید زاہد حسین۔

سید دوست علی کے صلب سے چار پسر ثابت علی و غلام حسین و شبیر علی و قدرت علی ان کا پسر محمد احسن اور شبیر علی کے تین پسر نفیس حسن و ظہیر حسن و ضمیر حسن اور غلام حسین کے صلب سے تین پسر محمد ظفر و حمید المظفر و سید سعید اور ثابت علی کے صلب سے چار پسر الفت حسین و نصرت حسین و عشرت حسین و مبارک حسین۔

(۲) سید واحد علی بن سید جنید کا پسر سید افضل علی عرف افن ان کا پسر شجاع الدین میراں ان کے دو پسر سید محمد و سید علی ان کے دو پسر زبردست علی و عزت علی ان کا پسر یعقوب علی ان کا مراد علی مفقود الخبر اور زبردست علی کا پسر امان اللہ ان کے چار پسر محمد شفیع و محمد رفیع و محمد تقی و محمد نقی، سید محمد نقی کا پسر ضامن علی ان کا پسر مدد علی ان کے دو پسر محمد حسین و احمد حسین اور سید محمد شفیع کا پسر الٰہی بخش ان کا پسر علی بخش ان کے صلب سے محب علی تین پسر محبت علی و خیر علی و زبردست علی ان کے صلب سے تین پسر محمد صغیر و رحمت علی و سید حسن ان کے دو پسر امید علی و اعجاز حسین عرف جاجو سید رحمت علی کا پسر سید محمد اور سید محمد بن شجاع الدین میراں

ان کے دو پسر رحمت علی و اسد علی ان کے دو رستم علی و جعفر علی ان کے دو پسر قاسم علی و باقر علی عرف باکھن ان کے دو پسر ہادی حسین و ہاشم ان کے دو پسر حیدر علی و وارث علی اور سید قاسم علی کے صلب سے چار پسر سید لا فتیٰ و صفدر علی و محی الدین و شرف الدین ان کا پسر غلام محمد و محی الدین ان کے دو پسر علی اکبر و فتح علی ان کے دو پسر بدر علی و مراد علی سید ہادی محسین بن سید محمد کے دو پسر اشرف علی و ولی محمد ان کے دو پسر سید محمد و لیٰسین ان کا پسر اکرام اللہ ان کا پسر عزیز اللہ سید اشرف علی کے دو پسر سید صالح و اسد علی ان کا پسر محمود علی ان کا پسر کبیر علی مفقود الخبر اور صالح کا پسر فیض علی ان کے دو پسر نور علی و ظفر علی اور (۱) سید شیر علی بن سید غضنفر کے صلب سے دو پسر میر علی و قنبر علی ان کے دو پسر ضیاء الدین و محی الدین ان کا پسر غریب علی ان کا پسر بندہ علی ان کا پسر احسان علی اور ضیاء الدین کے دو پسر چاند علی و سید محمدان کا پسر جان محمدان کا پسر سید حیات علی ان کے دو پسر امام بخش و قلندر بخش اور چاند علی کے دو پسر سید اللہ رکھا و تاج محمد ان کے صلب سے تین پسر سراج الدین و امیر علی و اعظم علی اور سید میر علی بن شیر علی ان کے دو پسر حسین علی ان کا پسر اسد علی ان کا پسر انور علی ان کا پسر سید حسن علی، سید حسین علی کے دو پسر نجابت علی و رحمت علی ان کے صلب سے تین پسر سید امیر علی و شیر علی و سرور علی ان کا پسر اکبر علی ان کا پسر ابراہیم حسین انکے صلب سے تین پسر اسرار حسین و مختار حسین و اللہ دیا اور شیر علی کا حرمت علی ان کے صلب سے تین پسر سید محمد تقی و ولی محمد و مظہر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید نذر احمد و امیر احمد و سید علی احمد۔

(۲) سید اویس بن ضیاء الدین کے صلب سے دو پسر (۱) سید عبد اللہ (۲) سید جمال الدین ان کا پسر رکن الدین ان کے دو پسر (۱) سید خواجہ محمد (۲) سید جان محمدان کے صلب سے دو پسر مراد علی و عاشق علی ان کا پسر امیر علی ان کا پسر چراغ علی ان کا پسر عنایت علی ان کا پسر سید جمال ان کے دو پسر روشن علی و امداد علی ان کا پسر عنایت علی ان کا پسر عاشق علی ان کا پسر چراغ علی ان کے صلب سے تین پسر عنایت علی و خادم علی و ضامن علی ان کے صلب سے چار پسر بشارت علی و کرامت علی و محمد حسین و امداد علی ان کا پسر حبیب علی اور بشارت علی کا پسر میانجی فراغت علی ان کے دو پسر محمد تقی و محمد نقی اور سید خادم علی کا پسر عزت علی ان کے دو پسر سید غیور علی عرف گھمون و صلابت علی ان کا پسر فرزند علی ان کا پسر علی حسن اور غیور علی عرف گھموں کا پسر احمد علی ان کے صلب سے پانچ پسر مردان علی و مومن علی و احسان علی و معظم علی و سبحان علی ان کا پسر الٰہی بخش ان کے صلب سے دو پسر رونق علی و شجاعت علی، معظم علی کا پسر نیاز علی عرف ننوان اور مومن علی ان کے صلب سے تین پسر وصیت علی و محمد علی عرف مُنّا و احمد علی عرف بھونڈو و احسان علی کا پسر توسل حسین عرف نولو اور مردان علی کا پسر فتح حسین ان کے صلب سے چار پسر سید ظفر حسن و عقیل حسین و اصغر حسن و محمد منظور حسن ان کے دو پسر محمد عسکری حسن و سید علی مہدی (۱) سید خواجہ محمد بن رکن الدین ان کا پسر سید ٹڑے فیرز انکے صلب سے تین پسر سید غضنفر و سید فتح محمد و داؤد و نواب سید داؤد و نواب کے صلب سے دو پسر سید جواد علی عرف چھجو و سید شاہ محمدان کے دو پسر سید سبط محمد عرف سکھو و قمر محمد عرف کوڑا ان کے دو پسر غلام علی و رحم علی ان کا پسر نجف علی عرف نجو اور غلام علی کا پسر کامل محمد عرف کلو و میر علی ان کا پسر ظفر علی سید کامل محمد عرف کلو کا پسر ضامن علی ان کا پسر غلام علی ان کے صلب سے تین پسر تفضل حسین و تجمل حسین و ذوالفقار حسین ان کے صلب سے دو پسر آغا کربلائی حسین و مشہدی حسین ان دونوں برادران نے قصبہ جولی ضلع مظفر نگر سے قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور بود و باش اختیار کی آغا کربلائی حسین کا پسر اقبال حسین و

دختراں کلثوم و شبیری اور مشہدی حسین کا پسر آل حسن ان کے دو دختران زہرہ بیگم و جنی فاطمہ اور سید تجمل حسین کے دو پسر محمد حسین و شوکت حسین ان کے صلب سے چار پسر سید حسن جعفر و ممتاز حیدر و آل محمد و آل حسن اور سبط محمد عرف سکھو کے دو پسر اعظم علی و داؤد علی ان کے صلب سے تین پسر جعفر علی و کرم علی و نتھوان کا پسر احسان علی اور سید اعظم علی کے چار پسر محمد علی و حسین علی و حسن رضا و جیون علی ان کے دو پسر احسن علی و رضا علی اور حسن رضا کے دو پسر رضا حسن و رضا حسین اور محمد علی کا پسر سردار علی ان کے صلب سے تین پسر وصیت علی و کاظم علی و قدرت علی اور سجاد علی عرف چھجو ابن داؤد نواب ان کے دو پسر سید عبداللہ و سید حسین ان کے دو پسر جان علی و جلال علی ان کے دو پسر ظفر علی و محمد عاقل ان کا پسر منصور ان کے دو پسر رجب علی و غلام حسن ان کا پسر فراست حسین انہوں نے قصبہ جانسٹھ بود و باش اختیار کی اور سید ظفر علی کے صلب سے تین پسر امجد علی و نفضل حسین و سعادت علی ان کا پسر صادق علی ان کا پسر حسین علی انہوں مقام بڑودہ سکونت اختیار کی۔

سید عبداللہ بن سجاد علی عرف چھجو کے صلب سے تین پسر چھوٹے داؤد و غلام محمد و فیروز ان کے دو پسر فتح محمد و سبحان علی ان کے دو پسر ضیاء الدین و انور علی لاولد اور سید فتح محمد کا پسر فقیر علی ان کا پسر دلاور علی عرف ددمی ان کا پسر وزیر علی ان کے صلب سے تین پسر امیر حسین و فتح محمد و یوسف علی ان کا پسر مولوی عبداللہ امیر حسین ان کا پسر نصرت حسین،

سید غلام محمد کے دو پسر علی محمد و فتح علی ان کے صلب سے چار پسر عباس حسین و حامد حسین و نور الدین و غلام محمد ان کے دو پسر صفدر علی و احمد علی ان کے تین پسر عبادت علی و فتح علی و ضامن علی ان کے دو پسر سید محمد تقی و محمد رضا۔ سید علی محمد کے صلب سے تین پسر غلام مرتضٰے و غلام حسین عرف دکھو و غلام حسن عرف سکھوان کے دو پسر منور علی لاولد و سید مظہر علی ان کے صلب سے تین پسر نیاز علی و امیر حسین و فرزند علی ان کے صلب سے پانچ پسر آفتاب علی عرف سکھو و الطاف حسین و فدا حسین سید سجاد حسین و ممتاز حسین اور سید امیر حسین کا پسر بندہ علی اور غلام حسین عرف دکھو کے صلب سے تین پسر سید حیدر علی امام بخش و علی بخش ان کے تین پسر حیات علی و غلام امام و علی حسین ان کے تین پسر لیاقت حسین و شبیر حسین و لطف حسین اور غلام امام کے دو پسر ولایت حسین و علی محمد اور حیات علی کے تین پسر معجز حسین زکی و کاظم حسین و شفاعت حسین ان کے دو پسر حافظ حسین و منظر حسین اور کاظم حسین کے دو پسر فرید حسین و محمد حسین اور معجز حسین زکی کے تین پسر وصی حیدر و کلو و میانجی اعجاز حسین عرف نجن انکے پانچ پسر علی حیدر و علی حسین و امیر حسین و محمد جعفر و محمد ہاشم ان کا پسر سید علی اکبر سید غلام مرتضٰے بن علی محمد کے صلب سے پانچ پسر جان علی و حسین علی و شہامت علی و امانت علی و پرورش علی ان کے دو پسر علی حسن و لطف علی ان کے دو پسر محمد حسین میانجی حیدر حسن ان کے چار پسر ماسٹر سید حسن و ارتضٰی حسین و زاہد حسین و سبط حسن اور علی حسن کے تین پسر ظہور حسن جری و جعفر حسین و نخور نجبد نقی ان کا پسر باقر حسین، اور جعفر حسین کے دو پسر ظفریاب حسین و ظہور حسن ان کا پسر نور الحسن اور امانت علی کے صلب سے چار پسر فضل حسین و باقر حسین عرف بھکو و کرامت علی و اصغر علی ان کے دو پسر منگو و سعادت علی ان کے دو پسر قاسم حسین و ممتاز حسین اور کرامت علی کے دو پسر محمود حسن عرف مودی و تفضل حسین ان کا پسر ابن حسن اور محمود حسن عرف مودی کا پسر منظور حسن امام بخش ولد غلام حسین عرف دکھو کے صلب سے چار پسر اشرف علی و محمد علی و غلام عباس و حامد حسین ان کا پسر سید ظفر احمد، غلام عباس کے دو پسر ولایت حسین و سجاد حسین ان کے دو پسر ضمیر حسین و بندہ حسن اور محمد علی کے دو پسر رضی حسن و سید حسن ان کے دو پسر علی اختر و حسن اختر اور رضی حسن کا پسر مہدی حسن

اور اشرف علی کے دو پسر رفیق حسین عرف کلو و ابراہیم حسین انکے صلب سے تین قمبر حسین و محمد عباس و محمد سغیر اور چھوٹے داؤد بن سید
عبداللہ کے دو پسر عبدالنبی و عنایت علی ان کے پسر اسد علی انکے صلب سے تین پسر روشن علی و ذوالفقار علی و حیدر علی ان کا پسر حاجی سید
احسان علی انکے صلب سے چار پسر حسن رضا و علی رضا و غلام عباس و محمد عبداللہ انکا پسر دیوان سید حسن ان کا پسر غلام حیدر ان کے دو پسر
محمد حیدر و علی حیدر اور غلام عباس کے دو پسر علی محمد و یعقوب حسن ان کا پسر محمد تقی ان کا پسر محمد نقی اور سید علی رضا کا پسر جعفر حسین عرف
گھسا ذوالفقار علی کا پسر اللہ رکھا ان کے صلب سے تین پسر ولایت علی و فتح حسین و فرزند علی ان کا پسر بدھوا اور فتح حسین کا پسر ہاشم علی
اور ولایت علی کے صلب سے تین پسر رجب علی و عباس حسن و عنایت حسین ان کے دو پسر صادق حسین و ذوالفقار حسین۔ اور روشن علی کا
پسر مکارم علی ان کے صلب سے چار پسر امانت علی و علی حسین و حسین علی و غلام حسین ان کا پسر محمد نقی ان کا پسر محمد اختر اور حسین علی کے دو پسر
محمد حسین و ممتاز حسین ان کا پسر رونق علی اور محمد حسین کے تین پسر ظفر حسن و صابر حسن و مسلم حسن ان کے پسر علی حسین و علی احمد امانت علی کے
صلب سے چار پسر فدا حسین و تفضل حسین و زمرد حسین و جعفر حسین ان کا پسر حامد حسین ان کا پسر مظفر حسین زمرد حسین کے صلب سے تین
پسر محمد بشیر و ظفر یاب حسین و محمد صغیر انکے صلب سے تین پسر محمد کاظم و محمد قاسم و سید اختر حسین۔ سید ظفر یاب حسین کے صلب سے دو پسر
محمد اکبر و محمد اصغر اور تفضل حسین کا پسر ظہور حسین اور فدا حسین کے صلب سے تین پسر ابراہیم حسن و ظہور تقی و حبیب حسن ان کے دو پسر افتخار
حسین و ہادی حسن اور ظہور تقی کا پسر باقر رضا اور ابراہیم حسن کے دو پسر محمد اسمٰعیل و علی عباس عبدالنبی بن چھوٹے داؤد کا پسر محمد سعید انکے
صلب سے تین پسر امیر علی و محبوب علی و شمشیر علی انکے دو پسر ضامن علی و مومن علی ان کے صلب سے پانچ پسر احمد علی و وارث علی و تصدق
حسین و شجاعت علی و محمد علی ان کے صلب سے تین پسر محبوب علی و امید علی و ہاشم علی ان کے صلب سے تین پسر غلام حیدر و غلام احمد و محمد
عباس اور محبوب علی کا پسر اسد علی ان کا پسر خورشید علی ان کا پسر ولی محمد ان کے دو پسر رضا حسن و ناصر حسن ان کا پسر منظور حسن اور رضا حسن
کے تین پسر فضل حسین و نذیر حسن عرف مٹڈھو و مہدی حسن ان کے دو پسر حمید حسن و ہادی حسن سید نذیر حسن عرف مٹڈھو کے صلب سے چار
پسر احمد رضا و جعفر رضا و اصغر رضا و ظہیر حسن اور سید امیر علی بن سید محمد سعید کے دو پسر طالب علی و دلاور علی ان کے صلب سے تین پسر
نوازش علی و احمد علی و ظفر یاب علی ان کے صلب سے تین پسر سید وزیر علی لاولد و راجہ سید رضا علی و سید ولایت علی ان کے دو پسر موسیٰ
کاظم و محمد مہدی ان کے دو پسر محمد سعید و ہادی حسن اور موسیٰ کاظم کے صلب سے چار پسر محمد عباس و محمد صغیر و محمد نوح و محمد
نقی ان کے صلب سے تین پسر اصغر رضا و حسین رضا و واسط رضا سید محمد نوح کا محمد اکبر اور راجہ رضا علی کے صلب سے تین پسر راجہ
باقر رضا و راجہ اسد و راجہ سید اقبال رضا ان کے صلب سے سجاد رضا و الفصار رضا عرف کاظم و محمد رضا و حیدر رضا و جعفر رضا و حسن
رضا و سید یوسف رضا اور راجہ سید اسد کے صلب سے دو پسر قاسم رضا و وصی رضا اور راجہ باقر رضا کا پسر محسن رضا اور احمد علی کا پسر
تفضل حسین اور نوازش علی کے دو پسر غلام رضا و محمد رضا ان کے صلب تین پسر افضل حسین و عباس حسن و دیدار حسین انکا پسر سید ریاض حیدر
عباس حسن کے دو پسر حمید حسن و محمد حیدر اور سید افضل حسین کے صلب سے پانچ پسر ضمیر حسین و محمد باقر و ابوالہاشم و ابوالقاسم و ابوالکاظم اور
غلام رضا کے صلب تین پسر غلام عباس و موسیٰ رضا و حاجی علی رضا ان کے صلب سے دس پسر محمد طاہر و مصطفےٰ حسین و سید مجتبیٰ حسین

ومحمد جعفر ومظفر حسین وناصر عباس وصفدر عباس واصغر عباس وحیدر عباس وقیصر عباس یہ مقام خیر پور میرس آباد ہیں سید موسیٰ رضا بن غلام رضا کے صلب سے پانچ پسر نثار حسین وباقر حسین وحامد حسین وحامد رضا واکبر رضا ان کا پسر ولاور رضا اور غلام عباس کے دو پسر سید محمد عباس وعلی عباس ان دونوں برادران نے مقام پڑنیاں ر بنگال رہائش اختیار کی سید طالب علی بن سید امیر علی نساب انہوں نے ایک شجرہ نسب اکثر نسب ناموں کی روشنی میں لکھا ہے ان کا پسر حسن علی ان کے صلب سے چار پسر تجمل حسین وظہور حسن وغلام حسن وقاسم علی ان کے دو پسر محمد ظفر ومحمد کاظم ان کا پسر ذاکر حسین شہر کراچی آباد ہیں۔ سید محمد ظفر کا پسر سید ابن حسن ان کا پسر امیر علی وچار دختران کنیز فاطمہ زوجہ اختر حسین ساکن بہرائچ وامیر فاطمہ زوجہ منشی سید محمد حنیف سب انسپکٹر ترمذی والد منشی محمد ذکریا قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور وحبیب فاطمہ زوجہ سید مصطفےٰ موضع رسول پور ضلع گور گاؤں وسیدہ شفیق فاطمہ زوجہ سید ضیغم حسین ترمذی ولد منشی سید محمد ذکریا ساکن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور اور سید غلام حسن مذکور کے دو پسر محمد حسین ومرتضیٰ حسین ان کے صلب سے چار پسر محمد سعید ومحمد مصطفےٰ وارتضیٰ حسین ومحمد مجتبےٰ ان کے دو پسر ہاشم رضا وانصار رضا عرف حمیۃ سید ظہور حسن مذکور کے صلب سے چار پسر منظور حسین لاولد وخورشید حسن فنذیر حسن وسخاوت حیدر ان کے صلب سے تین پسر سید ظہور حیدر وکرار حیدر وکلب حیدر اور سید نذیر حسن کے صلب سے تین پسر مولوی سید محمد حنیف وغلام مصطفےٰ ومحمد صغیر ان کا پسر ضمیر حسن غلام مصطفےٰ کے صلب سے تین پسر سبط مصطفےٰ وفرزند مصطفےٰ وابن مصطفےٰ انہوں نے خاص مظفر نگر رہائش اختیار کی خورشید حسن کے صلب سے تین پسر علی حیدر وغلام حیدر واولاد حسن ان کا پسر محمد محسن اور غلام حیدر کا پسر زوار حیدر سادہ سید فتح محمد بن سید ٹبر سے فیروز کا پسر سید محمد ان کا پسر محمد فتح ان کے دو پسر عبداللہ وشباب خان لاولد۔

(۱) سید خضر بن سید ٹبر سے فیروز کے دو پسر سید دلاور علی عرف ڈھولہ ویعقوب علی ان کا پسر عاشق علی ان کا پسر سید محمود عرف مولھڑ لاولد اور سید دلاور علی عرف ڈھولہ کا پسر باقر علی عرف بھولا ان کے دو پسر بندہ علی وجاوید علی عرف جاوا ان کا پسر صابر علی ان کے صلب سے چار پسر وزیر علی وکرامت علی وبخشش علی وشہامت علی ان کا پسر عطا حسین ان کے تین پسر علی حسین وفتح حسین وفدا حسین ان کے تین پسر ممتاز حسین وگھسا ومنگوا اور فتح حسین کے صلب سے سات پسر علی رضا عرف بھولا ومحمود حسن ومہدی حسن وبہادر حسین ومحفوظ حسن واولاد حسین ورضا حسن ان کے دو پسر وزیر حسن وسید محمد اور علی رضا عرف بھولا کے دو پسر امید علی ومشتاق حسین، سید بخشش علی بن صابر علی ان کے دو پسر زبردست علی وظفریاب علی ان کا پسر چھجو اور کرامت علی کے دو پسر گھسا ومنور علی ان کے دو پسر شبیر حسن وعیوض علی اور وزیر علی مذکور کے صلب سے تین پسر یوسف علی ودوست علی عرف سوندھو ومدد علی ان کا پسر صفدر علی عرف کلو دوست علی عرف سوندھو کے دو پسر شبیر حسن ومحمد صغیر اور یوسف علی کے چار پسر باقر حسین وعابد حسین وامداد حسین وناصر حسین ان کا پسر منگو، امداد حسین کا پسر نمدار حسین، اور سید بندہ علی مذکور کا پسر پرورش علی ان کے صلب سے تین پسر جعفر علی ومنصور علی وفیض علی ان کا پسر حسن علی ان کے دو پسر حیدر علی ومٹھو ہر دو برادر نے موضع سرائے رسول تحصیل جانسٹھ رہائش اختیار کی اور سید منصور علی کے دو پسر محب علی وامانت علی ان کا پسر نیاز علی نے موضع سید پورہ بڈاہی کلاں پرگنہ چرتھاول رہائش اختیار کی اور

محب علی کے پسر عاشق علی نے موضع سرائے رسول مذکور رہا، سید علی بن سید ضیاء الدین کا پسر میانجی سید محمد ان کے چھ پسر سید ابو علی و نور محمد و عنایت حسین و میر حسن و سید کالہ و سید گورا ان کا پسر صلابت علی ان کے دو پسر مظفر علی و اصالت علی ان کا پسر رسالت علی ان کا پسر اشرف علی ان کا پسر وارث علی ان کے صلب سے چار پسر سید رضا حسن و محمد حسین و زوار حسین و عاشق علی ان کا پسر کلو اور زوار حسین کے دو پسر اصالت حسین و اقرار حسین عرف گوئی اور محمد حسین کا پسر ناظم حسن ان کا پسر اعجاز حسن ان کا پسر امیر حیدر اور رضا حسن کا پسر محمد نذیر ان کے دو پسر محمد مطاہر و محمد طاہر، اور سید مظفر علی کے دو پسر معظم علی و محسن علی ان کا پسر اسد علی ان کے دو پسر ظہور حسن و کوڑا ان کا پسر ولایت علی اور ظہور حسن کے دو پسر محمد صغیر و منظور حسین ان کے دو پسر ناظر حسن و نھو اور سید معظم علی کا پسر تہور حسین ان کے صلب سے تین پسر اکبر علی و یاد علی و صفدر علی ان کا پسر قاسم علی ان کے صلب سے تین پسر چھجو و وزارت حسین و عزیز الحسن انکے دو پسر ظفر حسن و عبداللہ عرف ملی اور یاد علی کا پسر مبارک علی عرف محسن انکے دو پسر یاور حسین و سید محمد اور سید کالہ کا پسر فیض اللہ ان کا پسر عظیم اللہ ان کا پسر رحمت اللہ ان کا پسر محمد مہدی ان کا پسر عارف علی ان کے صلب سے چار پسر اشرف علی و یوسف علی و طفیل حسن و تراب علی ان کا پسر رحمت علی اور طفیل حسن کے دو پسر ظہور حسن عرف بدھو و محمد جعفر عرف کلو سید یوسف علی کے دو پسر احمد علی و جیون علی ان کے دو پسر محمد شبیر و بندو اور اشرف علی کے صلب سے چار پسر حسین علی و محفوظ حسن و حیدر حسن و مہدی حسن اور سید میر حسن کے دو پسر قطب علی و یعقوب علی ان کا پسر ابو علی اور قطب علی کے دو پسر شجاعت علی و عنایت علی ان کا پسر ولایت علی اور شجاعت علی کا پسر نازک علی ان کا پسر جعفر حسین انہوں نے قصبہ نگینہ ضلع بجنور رہائش اختیار۔

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سید احمد المعروف شاہ چراغ

مقامات کڑہ ضلع الہ آباد و دریا آباد و بلگرام امام زادہ سید احمد المعروف شاہ چراغ بن حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام

ان کے پسر سید طیب ان کا پسر سید طاہر ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید محمد عباس معروف ہشام ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید ضیاء الدین ان کا پسر سید اسمٰعیل ان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید قطب الدین یہ بزرگ سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد میں مشہد سے وارد ہند ہوئے ان کے دو پسر سید ابوالخیر جد سادات کڑہ و سید محمد جد سادات دریاآباد ضلع بارہ بنکی ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید میر شاہ جد سادات بلگرام

شجرہ نسب سادات کاظمی اولاد امام زادہ سید محمد العابد بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ان کی نسل مقامات، فرید پور ضلع کرنال و قصبہ گھنگرو ضلع مظفر نگر، لائل پور، خیرپور میرس، شجاع آباد ضلع ملتان، خاص مظفر گڑھ موضع عنایت شاہ و کوٹ عیسیٰ شاہ و کوٹ خدا یار، چنیوٹ، رجوعہ سادات ضلع جھنگ۔ امام زادہ سید محمد العابد یہ جلیل القدر فاضل اور عابد و زاہد تھے ارشاد میں انکی ہمشیرہ رقیہ سے منقول ہے محمد العابد صاحب وضو و نماز تھے ہم آب وضو گرنے کی آواز سنتے نماز میں رات بھر مشغول رہتے روزانہ تمام رات ان کا یہی معمول تھے حتی کہ صبح ہو جاتی خوف خدا سے آنکھیں نم رہتی تھیں غربا و مساکین کو کھانا کھلاتے اور حاجتمندوں کی حاجت روا کرتے ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر حسین انکا پسر سید ابراہیم انکا پسر سید محمد سمنانی انکا پسر سید احمد الموسوی و قزوینی آپکو اوائل عمر ہی سے فنون سپہ گری کا شوق تھا اعزا کے بہادر افراد کی صحبت میں رہتے تھے عالم شباب میں قزوین میں آپکی شجاعت کا کوئی ثانی نہ تھا، چنانچہ جب زمانہ میں غیاث الدین بن سام فرمانروا غور تھا تو اسکا بھائی شہاب الدین سپہ سالار تھا یہ بزرگ اسکے ماتحت فوجی افسر تھا اور شہاب الدین کے معتمد تھے اس نے سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ لینے کے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا سنہ ۵۷۱ھ

ہیں سندھ اور ملتان پر قبضہ کیا تو اس معرکہ میں سید احمد الموسوی نے نمایاں کارنامے انجام دیئے اسکے بعد ۵۸۸ھ میں مقام تھانیسر مہاراجہ پرتھوی سے سخت مقابلہ ہوا آخر شہاب الدین محمد غوری کی فتح ہوئی آپکو کرنال علاقہ کا عامل مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد آپ نے مضافات پانی پت کا سرکاری دورہ کیا ایک دن بسلسلہ شکار فرید پور کی آبادی کے ملحق تکیہ سلطان صاحب گذر ہوا دیکھا ایک بکری کے تازہ بچہ پیدا ہوا ہے اور ایک خونخوار بھیڑیا بکری کے بچہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور بکری اپنے سینگوں سے دفاع کر رہی ہے اس مشاہدہ سے آپ بہت متاثر ہوئے اور بھیڑیئے کو گولی کا نشانہ بنا کر بکری اور بچہ کو اپنی قیام گاہ پہ لے آئے اور مستقل رہائش کے لئے موضع فرید پور کو پسند فرمایا اور یہیں سکونت اختیار کی ۶۵۰ھ میں وفات پائی آپکی زوجہ ماجدہ دختر سید ضیاء الدین کاظمی بن سید جمال بن سید جہان اولاد امام زادہ سید احمد شاہ چراغ بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بطن سے دو فرزند و یک دختر پیدا ہوئی (۱) سید شمس الدین (۲) سید نصیر الدین (۳) دختر زینب صغر سنی میں فوت ہوئی۔

(۱) سید شمس الدین فرزند اکبر کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے (۱) سید خیر الشان عرف جوہر لاولد (۲) سید ذکا اللہ (۳) سید غلام مصطفےٰ (۴) سید غلام مرتضےٰ (۵) سید عبداللہ ان کا پسر سید عبدالغنی ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید جمال علی نساب موجودہ شجرہ نسب قلمی انہیں بزرگ کا لکھا ہے انہوں نے اجداد کے دیگر نسب ناموں کی توضیح کی ہے ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید قاسم علی (۲) سید شمس الدین ان کا پسر علاؤ الدین ان کے صلب سے دو پسر سید مردان علی و سید جعفر ان کا پسر علاؤ الدین ان کا پسر شاہ علی ان کا پسر سید محمد زیدان کا پسر فیض ان کے دو پسر سید محمد بخش و محمد افضل ان کا پسر سید ہادی حسن ان کے چھ پسر مشرف حسین و منور حسین لاولد و مظفر حسین و ارادت حسین و رعایت حسین و کاظم حسین و دختر منی بیگم اور مظفر حسین کے صلب سے دو پسر سید ظفریاب حسین و شمشاد حسین و دختران توقیر فاطمہ زوجہ محمد سعید و ساکن مراد پور و خورشید فاطمہ زوجہ مقرب حسین اور سید ظفریاب حسین کی زوجہ خورشید فاطمہ دختر عرش محمد کے بطن سے چار پسر آفتاب حسین و فراست حسین و شکیل حسین و فیض اقبال و منورہ فاطمہ یہ تمام رجوعہ سادات میں آباد ہیں اور سید شمشاد حسین مقام خیر پور میرس آباد ان کے صلب سے چار پسر شہناز حسین و بختیار حسین و یوسف حسین و سید محمد افضل اور سید ارادت حسین کے صلب سے پانچ پسر سید عنایت حسین لاولد و اقبال حسین رجوعہ سادات آباد و سید محرم علی و سید رونق علی رجوعہ سادات آباد و سید قیوم حسین رجوعہ سادات ان کا پسر سید حسن محمود اور سید محرم علی کا دو پسر رفعت علی و فیض علی و تنویر فاطمہ اور رونق علی کے دو پسر محمد مہدی و محمد افضل و دختر خورشید انور اور سید رعایت حسین کے دو پسر شبیر حسین و شبر حسین موضع عنایت شاہ تحصیل شورکوٹ آباد ان کی یک دختر کنیز فاطمہ سید شبیر حسین نے موضع عنایت شاہ آباد ان کے صلب سے یک پسر نصرت حسین و دختران گلزار فاطمہ زوجہ سید ابن حسن ولد ذاکر حسین سکنہ فرید پور و معراج فاطمہ و سراج فاطمہ اور کاظم حسین ان کا پسر قاسم حسین چنیوٹ آباد ان کا پسر سید مہدی حسن (۲) سید قاسم علی بن سید جمال علی کے صلب سے چھ پسر سید صالح محمد و سید جعفر علی و سید فقیر علی و سید کرم علی و سید بہار علی و سید پیر لاولد اور سید صالح محمد ان کا پسر سید کرم علی ان کا پسر سید حسین علی انکی زوجہ اولیٰ صالحہ کے بطن سے یک پسر سید اسد علی اور زوجہ ثانیہ زیب النساء کے بطن سے یک پسر سید شیر علی ان کے صلب سے تین پسر سید مشہد علی لاولد و سید محمد پناہ و سید مظہر علی ان کے صلب سے دو پسر غلام عباس و سید محمد فصیح و دختران بنیاً النساء و ذاکری بیگم زوجہ تصدق حسین اور غلام عباس کے صلب سے دو پسر سید غضنفر حسین و اختر حسین و دختران کربلائی بیگم زوجہ لیاقت حسین و سعیدہ بیگم زوجہ محمود حسین عرف بندو مصطفائی بیگم زوجہ محمد سبطین اور سید غضنفر حسین نے لائل پور بود و باش اختیار کی انکے صلب سے تین پسر سید محمد لاولد سید حسین و انعام علی و دختر سعیدہ بیگم

سید حسن علی ولد سید ابن حسن کاظمی فریدپوری
رجوعہ سادات ص

اور سید اختر حسین نے قصبہ شجاع آباد رہائش اختیار کی انکے صلب سے یک پسر سید کرم علی اور سید محمد فصیح مذکور کے صلب سے تین پسر سید محمد سبطین
وسید محمد ثقلین ونانون ان دونوں برادران نے کوٹ علیشاہ سکونت اختیار کی، نانوں کے صلب سے یک پسر سید محمد حسی اور سید محمد ثقلین کے صلب
سے دو پسر سید کاظم حسین وآغا حسین اور سید محمد پناہ بن سید شیر علی کے صلب سے چار پسر سید مبصر حسین و سید فیاض حسین سید سلطان حسین و سید
تصدق حسین ودختر احمدی بیگم زوجہ سید محمد فصیح عرف بندو، سید مبصر حسین نے کوٹ خدا یار رہائش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید
مشرف حسین وظفر حسین وریاست حسین عرف مولی ودختر کاظمی بیگم زوجہ سید محمد حسن رضا۔ سید مشرف حسین کے صلب سے تین پسر اصغر حسین وقاسم حسین وعباس
رضا یہ کوٹ علیشاہ آباد ان کا پسر حسن رضا قاسم حسین کوٹ خدا یار آباد ان کے صلب سے بدر العباس ودختران سعادی بیگم واعجاز فاطمہ اور ماسٹر
ناصر حسین مقام رجوعہ سادات آباد ان کے صلب سے یک پسر سید مجاہد عباس ودختران فیاض فاطمہ ونعیم فاطمہ اور سید ظفر حسین کا پسر دادر حسین ان کا
پسر سید محمد پناہ اور ریاست حسین عرف مولی کی دختر نصیر فاطمہ زوجہ سید محمود حسن سید فیاض حسین بن سید محمد پناہ انہوں نے کوٹ خدا یار بود و باش اختیار
کی ان کے صلب سے تین پسر امتیاز حسین وسید وزوار حسین ورضا حسین ان کا پسر سید قیصر حسین اور زوار حسین کا پسر وقار حسین اور امتیاز حسین کے دو پسر
محمد امیر وکرار حسین سید سلطان حسین بن سید محمد پناہ کے دو پسر سید فرحت حسین وسردار علی ہر دو برادر کوٹ علیشاہ آباد ان کا پسر سید قمر
عباس سید فرحت حسین کے صلب سے دو پسر راحت حسین ومحمد عباس اور سید تصدق حسین کے دو پسر شاہد حسین وزاہد حسین ودختر بسم اللہ بیگم (۱) سید اسد
علی بن سید حسین علی کے صلب سے چھ پسر سید الطاف حسین ومحرم علی ہر دو لاولد وسید حیدر حسن وولی محمد وسید حسن وحاجی سید مقبول حسین ودختران حیدی
بیگم وامتل بیگم زوجہ سید عیوض علی ساکن گنگیر وضلع مظفر نگر، (۱) سید حیدر حسن کی زوجہ کبری بیگم کے بطن سے یک پسر سید ذاکر حسین ودختران لطیفا زوجہ رضوان
حسین ونذیراً زوجہ بالو محبت حسین سید ذاکر حسین کی زوجہ انوری بیگم کے بطن سے پانچ پسر سید محمد سعید لاولد وغلام حسین وابن حسن ومقبول احمد وسید اعجاز حسین
ودختران جمیلہ بیگم زوجہ سید صغیر حسین ساکن سفیدوں وجمیلہ بیگم زوجہ محمد احمد عرف جہنی ولد شوکت حسین وعقیلہ بیگم زوجہ سید شکیل حسین وتحمل حسین ترمذی
ساکن کیرانہ "سید غلام حسین اور دوسرے برادران مقام رجوعہ سادات آباد ہیں۔ سید غلام حسین کے صلب سے تین پسر سید محمد سبطین وغلام عباس وقمر عباس
ودختران ذکیہ بیگم زوجہ عقیل حسین ولد تحمل حسین ترمذی ساکن کیرانہ وانیس فاطمہ زوجہ عشرت حسین ولد شبیر حسین وسبط زہرا زوجہ علی رضا ولد حسن رضا اور
سید محمد سبطین کا پسر رفعت حسین سید ابن حسن کی زوجہ اولی ریاض فاطمہ دختر سید تحمل حسین ولد مولوی سید حسن ترمذی ساکن کیرانہ کے بطن سے یک پسر
سید حسن علی ودختر قمر النساء زوجہ سید محمد حیدر ولد سید زاہد حسین ترمذی ساکن قصبہ نانوتہ محلہ پیرزادگان اور زوجہ ثانیہ گلزار فاطمہ دختر سید شبیر حسین ولد عنایت
حسین کے بطن سے ہنوز چار پسر سید اسد علی وقائم عباس وکلب عباس وکوثر عباس ودختران اشرف النساء ومہر النساء سید حسن علی[1] کی زوجہ ستارہ بیگم دختر
حکیم سید مقصود حسین نانوتہ سے ہنوز سید محمد رضا وسید طاہر رضا

سید مقبول احمد بن سید ذاکر حسین کی زوجہ نسیم دختر نذیر حسین کے بطن سے چار پسر دلاور عباس وجلالی عباس وریاض عباس وفدا عباس
سید اعجاز حسین کے صلب سے دو پسر سید محمد حسین واطہر حسین ودختران نہنی بیگم ومرتضائی بیگم ونسرین فاطمہ۔
(۲) سید ولی محمد بن سید اسد علی کی زوجہ موتی بیگم دختر علی حسین کے صلب سے دو پسر بالو سید محبت حسین وسید شبیر حسین ذیلدار کی
یہ دونوں برادران مقام رجوعہ سادات آباد ہیں سید شبیر حسین ذیلدار کی زوجہ مجتبائی بیگم کے بطن سے دو پسر سید احمد عباس سپہ سالار ونثار احمد و

---

[1] سید حسن علی کے دو پسر سید محمد رضا وسید طاہر رضا۔

دختر صفیہ بیگم زوجہ سید محمد عباس اور سید احمد عباس کی زوجہ شمیم فاطمہ دختر مجتبیٰ حسین کے بطن سے چار پسر سید محمد میاں و حسن عباس و حسین[3]
عباس و علی موسیٰ تین دختر صاحب جمال و ام سلمیٰ و ام فروا اور سید نثار احمد کی زوجہ نعیم فاطمہ دختر ابن حسن عرف لڈن نثار احمد ساکن گنگوہ کے بطن
سے دو پسر سید مراتب علی قناعت علی و دختران شائستہ بیگم و معین فاطمہ و ندیم فاطمہ۔ عالیہ خاتون بانو سید محبت حسین ولد سید ولی محمد کے صلب سے پانچ
پسر سید ابن عباس و محمد عباس و ہادی حسین و سجاد حسین و عابد حسین و دختران بنت عباس زوجہ اعجاز حیدر ولد حبیب حیدر دہلوی و کنیز عباس
زوجہ سید محمد باقر و مرضیہ بیگم زوجہ کرار حسین و رضیہ بیگم سید محمد عباس کی زوجہ صفیہ بیگم دختر شبیہ حسین دلدار کے بطن سے یک پسر سید دلشاد عباس و ہزار
و جمال و مسرت جمال و فرحت فاطمہ سید ہادی حسین کے صلب سے دو پسر کاظم حسین و ناظم حسین و دختران حیدری بیگم و ثروت فاطمہ۔ سجاد حسین کے
صلب سے دو دختران خورم فاطمہ و ماجدہ بیگم اور عابد حسین کے صلب سے یک پسر سید حامد حسین و دختر حمیدہ خاتون۔

۲. سید حسن ولد اسد علی کے صلب سے دو پسر سید نذر حسین و نذر عباس کی زوجہ طاہرہ بیگم دختر سید واحد علی ساکن نانوتہ کے بطن سے
دو پسر سید سبط حسن و محمد احمد کی زوجہ زائرہ بیگم دختر عون محمد ولد واجد علی ساکن نانوتہ کے بطن سے دو پسر سید محمد رضا و محمد حیدر و دختران نرجس
فاطمہ و عصمت فاطمہ اور سبط حسن کی زوجہ حنیفہ بیگم دختر ماسٹر شوکت حسین کے صلب سے دو پسر محمود حسن و سید حسن و دختران نسیم فاطمہ و سیدہ بیگم۔

سید نذر حسین ولد سید حسن کے صلب سے چار پسر منظور حسین و نذیر حسین و ظہور حسین و بشیر حسین و دختران ساجدہ بیگم زوجہ سید سجاد حسین ولد
محبت حسین و صابرہ بیگم زوجہ عابد حسین و محبت حسین و نجمہ بیگم اور منظور حسین کے دو پسر سرور حسین و مسعود حسین۔ (۴) سید حاجی مقبول حسین ولد سید
اسد علی کے صلب سے یک پسر سید محمد باقر ان کی زوجہ کنیز عباس دختر بانو سید محبت حسین کے بطن سے تین پسر سید ظفر اقبال و ممتاز حسین و سید محسن
علی و دختران رفعت فاطمہ و مسرت فاطمہ و اختر فاطمہ (۴) سید غلام مرتضیٰ بن سید شمس الدین ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر رشید احمد ان کا پسر سید
شریف حسین ان کا پسر قطب علی معروف قطبی ان کا پسر محسن علی ان کے صلب سے تین پسر سید حیدر حسن و نیاز علی و ابوالحسن ان کا پسر نثار حسین ان کے
صلب سے دو پسر امان علی و محمود حسن عرف بندو اور سید نیاز علی کا پسر سید محمد زمان کے صلب سے دو پسر سید ضامن علی و سید عطا حسین عرف سیتی ان
دونوں برادران نے خاص مظفر گڈھ سکونت اختیار کی سید عطا حسین کے صلب سے دو پسر مسرت حسین و سید محمد باقر و دختران کنیز حیدر زوجہ جابت
حسین ساکن قصبہ بڈولی و جمیلہ بیگم زوجہ حسن احمد ساکن قصبہ بڈولی و قدسیہ بیگم زوجہ ضمیر حسین ساکن فرید پور و خیر النساء و جلیلہ بیگم اور سید محمد
باقر کے صلب سے ہنوز دو پسر سید محمد زمان و سید محمد رضا و دختر نرجس خاتون سید ضامن علی بن سید محمد زمان کے صلب سے تین پسر سید محمد عالم
و سید نیاز علی و محسن علی و دختران منور سلطانہ و رئیسہ بیگم و امیر فاطمہ اور سید محمد عالم کے صلب سے ہنوز یک پسر سید فضل عباس و دختر نکہت پروین

سید نیاز علی نے موضع تلہری نواح مظفر گڈھ بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ خوشنود فاطمہ دختر سید ابن حسن ولد سید حسن ترمذی ساکن
قصبہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز دختران حسنین بانو و نصرت فاطمہ،

(۳) سید غلام مصطفیٰ بن سید شمس الدین کا پسر سید علی رضا ان کا پسر سید علی مہدی معروف غلام مہدی ان کا پسر سید مردان علی ان کے
صلب سے پانچ پسر سید برکات علی و دلاور علی و حیدر علی و سردار علی و سید نجف علی ان کی یک دختر شرف النساء سید برکات علی کا پسر سید تفضل
حسین ان کے صلب سے چار پسر سید رضوان حسین[*] دو پسر سید مردان علی و محمود حسین و دختران نیاز بی بیگم زوجہ مرتضیٰ حسین و منظور فاطمہ

---

[*] و تصدق حسین و عادل حسین و نیاز حسین و دختر حسینی بیگم " منجملہ ان پسران کے سید رضوان حسین

معروف حسینی زوجہ اختر حسین ولد غلام حسین و نثار فاطمہ زوجہ سردار علی ولد عادل حسین، سید مردان علی نے قصبہ شجاع آباد سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد منتظر مہدی و منیر رضا و دختران عصمت فاطمہ و تحسین فاطمہ سید محمود حسین کے صلب سے تین دختران تسلیم فاطمہ زوجہ حامد حسین ولد الطاف حسین ساکن حصار و رئیس فاطمہ زوجہ قیصر عباس ولد منصب حسین عزیز فاطمہ زوجہ مجتبیٰ حسین ولد مرتضیٰ حسین اور تصدق حسین کا پسر سید فیض الحسن ان کے صلب سے دو پسر نجم الحسن عرف کلن و ابن حسن عرف لڈن ہر دو برادر قصبہ گینگرو ضلع مظفر نگر آباد ہیں اور سید عادل حسین کا پسر سید سردار علی ان کا پسر برکات علی قصبہ شجاع آباد ہے ان کے صلب سے تین دختران تقیہ بیگم زوجہ سید محمد زکی ولد تفضل حسین و اولیا بیگم زوجہ ریاست علی ولد آفتاب علی ساکن سفیدوں ریاست خبید اور سید نیاز حسین کا پسر سید دلبر حسن ان کے صلب سے دو دختران عباسی بیگم زوجہ نجم الحسن عرف کلن و محمدی بیگم زوجہ ابن حسن عرف لڈن سکنہ گینگرو و سید دلاور علی ولد مردان علی کے صلب سے دو پسر سید علی حسن و احمد حسن ان کا پسر محمد ابراہیم ان کے دو پسر بندہ حسن و محمد احسن دونوں برادران شجاع آباد آباد ہیں محمد احسن کے صلب سے یک پسر سید قیصر عباس و دختران شاہجہاں بیگم زوجہ عترت حسین گینگرو و اُم حبیبہ بندہ حسن کے صلب سے دو پسر دلاور علی و محفوظ علی اور سید علی حسن کے صلب سے دو پسر سید ریاض و بشارت حسین ان کے صلب سے دو پسر عالم حسین و فاضل حسین ان کی یک دختر جنت النساء زوجہ افتخار حسین سکنہ گینگرو اور عالم حسین کی تین دختران سلطان فاطمہ و صغیر فاطمہ و شبیر بیگم اور سید ریاض حسین کے صلب سے دو پسر محمد حسن لاولد و شفقت حسین ان کا پسر سید مرتضیٰ حسین اس نے قصبہ شجاع آباد بود و باش اختیار کی سید حیدر علی ولد مردان علی ان کا پسر نوازش علی ان کا پسر محمد نواز ان کا پسر سید محمد حسن ان کے صلب سے تین پسر منصف حسین و زوار حسین و عاشق حسین عرف پیرو مقام چنیوٹ آباد اور زوار حسین شہر کراچی آباد ہے ان کے صلب سے چار پسر سید عاشور علی و مبارک علی و اظہر عباس و جرار حسین و دختر فرزانہ بیگم اور سید جرار حسین کے صلب سے ہنوز یک پسر سید سرور حسین،

سید سردار علی بن سید مردان علی کا پسر غلام مرتضیٰ ان کا پسر سید محمد تقی ان کا پسر سید محمد وصی ان کے صلب سے چار پسر سید انصار حسین لاولد و سرور حسین و انتظار حسین و محمد فصیح مقام رجوعہ سادات آباد ہیں،

(۲) سید نصیر الدین بن سید احمد الموسوی القزوینی کا پسر سید علاؤ الدین ان کا پسر سید عبد الباقی ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید معین الدین غازی ان کا پسر عبد ولی خان ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید عبد الباقی ان کے صلب سے دو پسر علاؤ الدین و مکارم علی،

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام امام ہشتم کے اجمالی سوانح حیات

آپ کا اسم مبارک علی کنیت ابو محمد لقوبے ابو الحسن ثالث اور لقب رضا علیہ السلام ہے، امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہمارے فرزند علی کو رضا کہا کرو یہ خلائق کو کتاب خدا و سنت رسول اللہ اور رضائے آل محمد کیطرف ہدایت کرے گا۔

ولادت باسعادت

آپ کی مدینہ منورہ میں روز پنجشنبہ ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۸ھ میں واقع ہوئی، بروایت عیون کتاب اخبار الرضا شیخ صدوق علیہ الرحمہ کہ جب بحکم ہارون رشید عباسی سندی بن شاہک ملعون نے آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام دانہ ہائے خرما میں زہر دیا تو آپ نے تین روز قبل از وفات مسیّب کو کہ آپ کے قید خانہ کے نگہبانوں سے تھا اور امامت آنحضرت کا معتقد تھا اپنے پاس بلایا اور فرمایا اے مسیب میں آج رات کو مدینہ جاؤں گا تاکہ اپنے فرزند علی رضا کو اسی طرح اپنا وصی مقرر کروں جیسے کہ میرے پدر عالی قدر نے مجھ کو کیا تھا، میں اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کروں گا جس سے آصف بن برخیا نے دعا کی تھی اور تخت بلقیس کو ایک چشم زدن میں سلیمان نبی اللہ کے آگے لاکر رکھ دیا تھا، مسیب کہتا ہے کہ میں نے آہستہ آہستہ دعا کرتے آپ کو سنا پھر جو دیکھا تو مصلیٰ خالی تھا، حیران اپنے قدموں پر کھڑا رہا جب تک کہ امام اپنے مقام واپس تشریف نہیں لائے ہیں سجدہ شکر کے لئے جھک گیا، فرمایا اے مسیب سر اٹھا اور آگاہ رہ کہ میں آج سے تین روز بعد دنیا سے کوچ کروں گا میں رونے لگا فرمایا رو مت تحقیق کہ بیٹا میرا علی رضا میرے بعد تیرا مولا و آقا ہے اس کی ولایت سے متمسک ہو اور فرمایا اے مسیب یہ نجس نجس سندی بن شاہک قصد کرے گا کہ مجھے غسل دے اور دفن کرے لیکن ایسا ہو نہیں سکتا نبی و وصی کے طیب و طاہر جسم کو سوائے معصوم کے کوئی دوسرا غسل و کفن نہیں کر سکتا ہم اہلبیت رسالت میں ہماری عورتوں کے مہر اور ابتدائی حج کے اخراجات اور اموات کے کفن ہمارے اپنے پاکیزہ اموال سے ہوتے ہیں میرا کفن میرے پاس موجود ہے، مسیب کہتا ہے کہ اس وقت سے میں نے آنحضرت کے پہلو میں ایک جوان خوش رو خوش خو کو دیکھا جو آپ سے بہت مشابہ تھا چونکہ امام علی رضا علیہ السلام کو ان کی طفولیت کے زمانے میں دیکھا تھا اس لئے پہچان نہ سکا چاہتا تھا کہ دریافت کروں کہ یہ کون بزرگ ہیں آپ نے چلا کر کہا مسیب، ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا ایکہ آنحضرت نے اپنے لخت جگر سے جدا ہو کر رحمت الٰہی کی طرف انتقال کیا، اس وقت دیکھا کہ در اصل وہی جوان حضرت کے غسل و کفن کے متکفل ہیں بظاہر یہ کام اور لوگ بھی کر رہے تھے مگر کوئی پہچان نہ سکتا تھا

مامون رشید عباسی کی ولی عہدی اور اس کا سبب

بنی اُمیّہ کا دور اپنے ظلم و ستم کے لئے مشہور ہے جب ان کے مظالم ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے اور آل محمد اور ان کے دوستوں کے لئے عرصہ عافیت تنگ ہو گیا تو بنی اُمیّہ کے آخری حکمران مروان الحمار کے زمانہ میں چہار طرف بغاوت پھیلی ایک طرف سلیمان بن ہشام دوسری طرف عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار تیسری طرف ضحاک چوتھی طرف یمن کے طالب حق اس پر طرہ ابو مسلم خراسانی سیاہ لباس پہنے سیاہ جھنڈے لئے بنی عباس کے لئے خفیہ بیعت لے رہے تھے مروان الحمار قریب مصر ذوالحجہ ۱۳۲ھ میں مارے گئے اور حکومت بنی اُمیّہ کا خاتمہ ہو گیا (عقد الفرید) تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ بنی اُمیّہ کا تخت الٹ کر نیا نظام حکومت قائم کرنے کی تحریک ہاشمیوں اور ان کے طرفداروں نے شروع کی تھی اس کا نام دعوتِ رضائے آل محمد تھا، رضائے آل محمد کی تحریک خراسان میں بہت مقبول ہوئی یہاں کے باشندوں نے جانی اور مالی ایثار کر کے بنی اُمیّہ کی حکومت کو ختم کر دیا، مگر جب "حق بحقدار نہ رسید" اور عنانِ حکومت بنی عباس کے ہاتھ میں آئی تو اہل خراسان کو بہت مایوسی ہوئی انہوں نے عباسیوں کے خلاف مسلسل بغاوتیں کیں اور حکومت بغداد کو ایک دن

چین سے نہ بیٹھنے دیا، ہارون رشید نے دیکھا کہ بغداد میں بیٹھ کر خراسان کا انتظام نہیں ہو سکتا اس لئے اس نے حکومت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ میں عرب، عراق، شام، مصر، اور ماوراء مصر شامل تھے دوسرا حصہ ایران، خراسان اور ماوراء النہر پر مشتمل تھا پہلے حصہ کی حکومت اس نے اپنے بیٹے امین کو سونپ دی اور اس کا مرکز بغداد قرار دیا اور دوسرا حصہ مامون رشید کے سپرد کیا اور شہر مرو کو دار الحکومت بنایا طے یہ ہوا تھا کہ ہارون کے بعد خلافت امین کو ملے گی اور امین کے بعد مامون کو ہارون رشید نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی اور اس کی وفات کے بعد امین حکمران ہوا اور مامون ممالک مشرقیہ پر حکمران رہا ۱۹۷ھ میں امین نے اپنے باپ کی وصیت کے خلاف اپنے بیٹے موسےٰ کے لئے بیعت لینا شروع کی مامون رشید یہ خبر سن کر امین پر فوج کشی کی کئی معرکوں کے بعد امین کی فوج نے شکست کھائی اور ۲ محرم ۱۹۹ھ کو امین قتل کر دیا گیا اب مامون رشید سارے ممالک اسلامیہ کا حکمران ہو گیا۔ امین و مامون کی کشمکش کے زمانہ میں سادات بنی فاطمہ حجاز، یمن اور عراق کے بعض حصوں پر قابض ہو چکے تھے ان کی طاقت بڑھتی جا رہی تھی ان کے خفیہ دوستوں سے ایران و خراسان بھی خالی نہ تھے، امین کے قتل سے متاثر ہو کر مامون کے خلاف ہو گئے دوسری طرف سادات بنی فاطمہ و علوی اور ان کے دوستدار جا بجا خروج کر رہے تھے قریب تھا کہ مامون کی حکومت ختم ہو جائے یکایک مامون کے ذہن اور دوسرے امرائے سلطنت کے مشورے ایک نئی تدبیر کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہو گیا۔

اس نے سوچا دونوں محاذ پر بیک وقت لڑنا آئین جنگ کے خلاف ہے، عباسی پھر بھی اپنے بھائی

مامون رشید کی سیاسی چال

ہیں کسی نہ کسی ترکیب سے ان کو موافق بنایا جا سکتا ہے پہلے اولاد علی و فاطمہ کا قصہ حکمت عملی سے ختم کر لینا چاہیئے سادات اور ان کے دوستوں میں جو صاحب وجاہت تھے اور تمنائے حکومت اور شوق امارت رکھتے تھے جو بے نام و نمود مقدس بزرگ تھے ان سے مطلب برآری نہیں ہو سکتی اب صرف امام علی رضا کی شخصیت ایسی تھی جو جانشینی کے ساتھ ساتھ حکومت و سلطنت کی آرزو سے دور تھے سادات اور ان کے دوستوں کا منہ بند کرنے کے لئے آنحضرت کا بلانا ضروری تھا، ابتداً مامون نے نامہ و پیام کے ذریعہ کام نکالنا چاہا مگر جب دیکھا کہ امام حکومت سے کوئی سروکار ہی رکھنا نہیں چاہتے تو امرائے سلطنت کا ایک وفد اپنے ماموں رجاء بن ضحاک کی سرکردگی میں مدینہ بھیجا جو بار بار اصرار تمام یا دوسرے الفاظ میں مجبور کر کے امام کو تیار کیا، چنانچہ ۲۰۰ھ میں امام علی رضا علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے کوچ فرمایا اس سفر میں تین سو افراد آنحضرت کی ہمرکاب تھے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا سن چھ برس کا تھا وہ بھی ہمراہ تھے، شہید ثالث علیہ الرحمۃ تذکرہ دولت شاہ سمرقندی کی اسناد سے رقمطراز ہیں کہ اس سفر میں محمد ابن اسلم طوسی کجاوہ میں آپکا رفیق اور اسحاق ابن راہویہ آپ کے ناقہ کی مہار پکڑے تھا جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا شہر نیشاپور میں نزول ہوا تو جس شان و شوکت سے عوام و خواص نے آپ کا استقبال کیا وہ تمام محدثین و مورخین نے اپنی اپنی تالیف میں رقم کیا ہے ابن حجر نے صواعق محرقہ میں و امام قندوزی نے ینابیع المودۃ میں اور خواجہ محمد پارسائی نے فصل الخطاب میں و ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوۃ میں اور شیخ فرید بن عطار نے حلیۃ اولیاء میں اور کشف الغمہ نے تاریخ بغداد سے لکھا ہے ان سب کتب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت کی سواری شہر نیشاپور کے قریب پہونچی تو تمام علماء فضلا اور عموم خواص شہر نے بیرون شہر امام کا استقبال کیا جب اندرون چوک شہر میں پہونچے تو ہجوم خلائق مرد و زن سے کھڑے ہونے کی جگہ نہ رہی عماری میں حجت باری تعالےٰ رونق افروز تھی، اہل علم محدثین کی ایک جماعت کثیر نے فرزند رسول سے استدعا کی کہ حضور کوئی حدیث اپنے جد امجد

کی ارشاد فرمائیں، آپ نے سواری روک دی اور پردہ عماری سے چہرہ منور باہر کیا مجمع نے فرزند رسول کی زیارت کی کسی کو یارائے ضبط نہ رہا سب لوگ رونے لگے کچھ سواری کے گرد گھومتے تھے بعض عماری کو چومتے تھے علماء و فضلا و فقہاء کی جماعت نے باواز بلند مجمع کو خاموش رہنے کی ہدایت کی مجمع کے خاموش ہوجانے کے بعد امام ہشتم نے ایک حدیث شروع فرمائی حسب تصریح صاحب تاریخ نیشاپوری چوبیس ہزار قلمدان محدثین کے شمار کیے گئے جنہوں نے امام کی حدیث کو نقل کیا امام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ کوئی میرے سوا معبود نہیں ہے میری عبادت کرو اور یہ یقین کرو کہ جو شخص میری وحدانیت کی شہادت دے گا وہ میری حصن حصین میں داخل ہوگا اور وہ عذاب سے نجات پائیگا علماء نے عرض کی کہ اخلاص شہادت کیونکر حاصل ہوگا امام نے فرمایا اطاعت رسول اللہ اور محبت ائمہ طاہرین مگر شرائط کے ساتھ میں ان شرائط میں سے ایک شرط ہوں، بہر کیف جب امام عالیمقام شاہی فرمان کے ساتھ دار الحکومت مرو پہنچے تو مامون رشید نے بظاہر بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو ایک خاص محل میں ٹھہرایا اور تین روز کے بعد بصد ادب حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اس منصب جلیل کے مجھ سے زیادہ اہل ہیں میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں، اپنا ہاتھ بڑھائے کہ میں سب سے پہلے شرف بیعت حاصل کروں حضرت نے ارشاد فرمایا اے بادشاہ اگر یہ خلافت خداوند جلیل کے حکم سے آپ کی ہے تو آپ اس کے حکم کے بغیر کسی دوسرے کو کسطرح دے سکتے ہیں اور اگر آپ کی چیز نہیں تو آپ دینے والے کون"۔ اس پر مامون رشید نے کہا اچھا خلافت نہ سہی آپ میری ولی عہدی ہی قبول فرمالیجئے، امام نے ولیعہدی سے بھی معذرت چاہی اور فرمایا آپ کا ولی عہد وہ بنے جس کو اس عہدہ کو پسند کرتا ہو یا جس کو آپ کے بعد زندہ رہنا ہو"۔ مامون نے جب اپنا کام نرمی سے بنتے نہ دیکھا تو شاہانہ تمکنت اور جابرانہ سختی سے کام لیا، حضرت نے مجبوراً منظور فرمایا، ایک سُنی فاضل خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں لکھتے ہیں یعنی جب مامون رشید نے بحد اصرار کیا تو ولی عہدی قبول فرمالی، مگر یہ منصب پاکر مسرور نہیں ہوئے، بلکہ روتے جاتے تھے اور محزون تھے اور مامون سے یہ بھی شرط کرلی تھی کہ مجھے امور سلطنت سے کوئی سروکار نہ ہوگا (نہ میں کسی معین کو معزول کروں گا نہ کسی معزول کو معین کروں گا ظاہر ہے کہ امام کو امور مسلمین کی ذمہ داری لینے سے انکار نہیں تھا بلکہ حضرت سمجھتے تھے کہ بادشاہ مجھ کو بساط سیاست کا مہرہ بنانا چاہتا ہے ماہ رمضان ۲۰۱ھ کو ولی عہد سلطنت قرار پائے اور مقاتل الطالبین میں ہے مامون نے اوّل خلافت پر ولیعہدی پیش کی امام نے عذر فرمایا مامون نے قتل کی دھمکی دی، مجبوراً آپ نے ولیعہدی کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ بادشاہ کبھی خالص دنیوی معاملات میں امام کو مشورہ کی تکلیف نہ دے (وسیلۃ النجات)

مامون رشید نے ۲۰۲ھ میں بھرے دربار میں اپنی بیٹی ام حبیبہ کی آپ سے شادی کردی اور سب نے باوجود ناراضی کے امام سے ظاہر بظاہر اطاعت کرلی امام کا نام خطبوں میں پڑھا جانے لگا اور عباسی سیاہ، عقائد سُنی کے بجائے شیعوں کے سبز علم مستعمل ہونا شروع کئے، سکہ پر نام امام کا اسطرح سے جاری ہوا، مامول سلطان الدین والایمان وامیر خلیفۃ المومنین والرضا امام المسلمین مامون نے امام سے کہا کہ ماہ رمضان میں آپ ہی نماز پڑھاویں آپ نے انکار فرمایا مامون نے بحد اصرار کیا اس وقت اس شرط سے آپ نے قبول کیا کہ میں اسی طرح نماز پڑھاؤں گا جو طریقہ رسول اللہ و علی المرتضےٰ کا تھا مامون نے منظور کیا امام بڑے مجمع کے ساتھ داخل مسجد ہوتے اور شیعوں کی سی نماز جماعت بڑی آزادی سے پڑھائی (فصول المہمہ و وسیلۃ النجات)

صبح عید ۱۔ رمضان المبارک کا مہینہ گذرا، ہلال نمودار ہوا، شہر مرو اور آس پاس کے قریوں میں مامون کیطرف سے منادی کرادی گئی کہ کل نماز عید

رسول نماز عید پڑھائیں گے، صبح عید نمودار ہوئی شہر مرو کے زن و مرد، پیر و جوان، امیر و غریب دن نکلتے ہی امام عالیمقام کے در دولت پر حاضر ہو گئے تاکہ آپ کے شاہان جلوس کا نظارہ کریں راستوں میں، کوٹھوں پر دوکانوں میں درختوں کے اوپر غرض جہاں جہاں نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے انکی نگاہیں ایسے جلوسوں میں زرکار لباس، طلائی و منقش دستار، جواہر نگار نعلین دیکھنے کی عادی تھیں وہ عید جو سلاطین کے لئے شاہانہ رعب و داب کے مظاہرے کا موقع بہم پہنچاتی ہے جس دن امارت و حکومت، اپنا سارا کر و فر منظرِ عام پر لے آتی ہے امیر از راہِ مقابلہ اور غریب بہ نگاہ حسرت ولیعہد کا عید کا پہلا شاہانہ جلوس ملاحظہ کرنے کے مشتاق تھے مگر جب امام برآمد ہوئے تو امراء دنگ رہ گئے اور غرباء پھولے نہ سمائے کہ ان کا امام عامۃ الناس کی طرح سادہ مزاج و سادہ لباس تھے، سر پر سفید عمامہ جسم پر قبا اور پائجامہ نصف ساق تک دست مبارک میں عصا لئے ہوئے ادھر اُدھر خدمت رفقا جو اسی طرح سادہ لباس پہنے ہوئے تھے، تکبیرات اربعہ بلند آواز سے تلاوت فرماتے تھے اور ہر طرف سے مخلوق خدا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر علی ما ہدانا الخ کے نعرے لگاتی تھی اور یہ جلوس ایک سرے سے دوسرے سرے تک مساوات و ہم آہنگی کا مظاہرہ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا امام ہر دس قدم پر ٹھہرتے اور تکبیرات اربعہ باآواز بلند ارشاد فرماتے اور امام کے ساتھ ساتھ در و دیوار سے صدائے تکبیر بلند ہوتی جس کی آواز باز گشت سے شہر و سواد شہر گونج اٹھتے امام عالیمقام کا ہر قدم ان کا ہر نعرہ دلوں میں گھر کر رہا تھا گرویدگی کا یہ عالم تھا غریب و امیر قدم چومنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیجانا چاہتے تھے کچھ لوگ فرط عقیدت سے رو رہے تھے، خراسان کی سرزمین نے فرزند رسول، وارث خلافت الٰہیہ اور فاطمی امام کی اصل شکل آج پہلے پہل دیکھی تھی۔ بادشاہوں کا جاہ و جلال حقیقی پیشوا کی سادگی کے سامنے گرد تھا، عباسی حکومت اور شخصی اقتدار کے لئے یہ بڑی آزمائش کی گھڑی تھی، اللّٰہ اللّٰہ جس کے جلوس میں یہ گرمجوشی ہے اگر وارث خلافت الٰہیہ مصلّی تک پہنچ گیا نماز عید پڑھا دی اور خطبہ سنا دیا تو خدا جانے مخلوق کی گرویدگی کا کیا عالم ہوگا۔ رعایا کے بگڑے ہوئے تیور اور بدلے ہوئے انداز دیکھ کر خیر خواہانِ مامون رشید میں ہل چل مچ گئی فضل بن سہل نے حاضر دربار ہو کر دہائی دی کہ آج حکومت عباسی کی خیر نہیں۔ عوام دل و جان سے امام علی رضاؑ کا کلمہ پڑھ رہی ہے اگر امام نے نماز عید پڑھا دی اور مخلوق نے ان کی زبان سے خطبہ عید سن لیا تو خدا جانے کیا ہو جائے گا کیونکہ امام کا عوام کے دلوں پر قبضہ اور دماغوں پر قبضہ حاصل کئے ہوئے ہے مامون رشید یہ خبر سن کر گھبرا گیا چوبدار کے ذریعہ سے امام عالیمقام کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ مخلوق کی کثرت سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہوگی آپ نماز عید پڑھانے کی زحمت نہ فرمائے جو ہمیشہ نماز عید پڑھاتا تھا آج بھی پڑھائے گا، امام راستہ سے دولت سرا کی طرف واپس تشریف لے آئے مگر امام کی واپسی کی وجہ سے شہر میں اس قدر ہڑبونگ مچ گئی کہ اس دن عید کی نماز بھی نہ ہو سکی یہ واقعہ ایسا مشہور ہے کہ اسلام کے تمام مورخین اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے روضۃ الصفا کی جلد سوئم میں بالتفصیل مرقوم ہے۔

شہادت اور آپکا قاتل

امام رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کا اعلان مامون رشید کی ایک سیاسی چال تھی سادات کا زور توڑنے کے لئے اس نے امام کے نام سے فائدہ اٹھایا اور جب کام نکل گیا تو عباسیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کا کام تمام کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا، ایک طرف تو امین کے قتل اور فضل بن سہل کی وزارت کی وجہ سے سارے عباسی مامون کے خلاف تھے اس پر امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی غرض ان وجوہ سے عباسی مامون کو خلافت سے معزول کرنے کی سازش میں مصروف ہو گئے چنانچہ بغداد

والوں نے مامون رشید کے چچا ابراہیم کو مبارک کا لقب دے کر اسکی خلافت کا اعلان کر دیا اور مامون کو تخت سے اتار دینے اور قتل کی دھمکی دی، مامون نے ایک فوج ابراہیم کی سرکوبی کو روانہ کی ابراہیم مغلوب ہوا، لیکن مامون عباسیوں کو خوش کرنے اور حکومت کو بچانے کے لئے امام علی رضا علیہ السلام کے در پردہ مخالف ہوگیا یہاں امام نے اپنی شہادت کی پیشین گوئی شروع کر دی، کبھی فرمایا میری قبر ہارون کی قبر کے پاس ہوگی کبھی حسن بن عباد سے فرمایا کہ مجھے پھر بغداد دیکھنا نصیب نہ ہوگا ہرثمہ سے فرمایا یہ دغاباز (مامون) مجھے شہید کریگا کبھی فرمایا ہارون کی قبر کی پائنتی مامون مشرق کی طرف مجھ کو دفن کرنا چاہے گا لیکن زمین ایسی سخت ہو جائیگی کہ قبر نہ کھد سکے گی اس وقت لوگ مامون کو مشورہ دیں گے کہ مغرب کی طرف قبر کھدوائی جائے اس قبر میں پانی بھر جائے گا اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں برآمد ہوں گی ایک بڑی مچھلی نمودار ہو کر سب مچھلیوں کو کھا جائیگی اور خود غائب ہو جائیگی پانی بھی غائب ہو جائے گا یہ سب پیشین گوئیاں پوری ہوئیں اور مامون تعجب سے کہنے لگا واقعی رضا امام برحق تھے (کتاب فصول المہمہ صباغ مالکی و روضۃ الصفا و عمدہ الاخبار الرضا) ایک روز مامون رشید نے امام علی رضا علیہ السلام کو بلایا اور بظاہر تعظیم و توقیر کر کے میوے کا طبق پیش کیا امام نے انکار فرمایا لیکن مامون نے بے حد اصرار کیا بجبر امام نے تین انگور نوش فرمائے اور فوراً کھڑے ہو گئے مامون نے کہا کہاں کا ارادہ ہے فرمایا جہاں تو بھیجنا چاہتا ہے (وسیلۃ النجاۃ) امام دولت کدہ پر تشریف لائے ابوالصلت ہروی کا بیان ہے، آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور بستر پر لیٹ گئے کہ اس اثنا میں ایک جوان رعنا حسین و جمیل جو آپ سے ہمشکل اور بہت مشابہ تھا داخل ہوا میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا اے ابوصلت میں تجہ اور تمام خلائق پر خدا کی حجت ہوں محمد ابن علی رضا ہوں مدینہ سے اپنے پدر مظلوم مسموم کی آخری زیارت کے لئے آیا ہوں یہ فرما کر حجرے میں تشریف لے گئے تو امام علی رضا علیہ السلام نے ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور پیشانی کے بوسے لئے پھر اپنے قریب بٹھا کر سرگوشی کرتے رہے ان کی باہمی گفتگو کو میں نہیں سمجھ سکا کچھ وقفہ کے بعد امام نے رحلت فرمائی امام محمد تقی علیہ السلام نے حجرے سے باہر آ کر فرمایا اے ابوصلت اندر جا پارچہ کفن حنوط اور غسل کا تختہ لے آ۔ ظروف آب و تابوت بھی وہیں ہیں یہ سن کر حیران ہو گیا کہ امام کی آرام گاہ یہ چیزیں کہاں سے آگئیں مگر حجت خدا کے حکم سے اندر گیا سب سامان موجود تھا آپ خود غسل دینے لگے بعد غسل کفن پہنایا اور اپنے دست مبارک سے تابوت میں رکھ کر نماز ادا کی۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر میری نظروں سے پنہاں ہو گئے، اس عرصہ میں مامون اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور تابوت قبہ ہارون کی طرف لے گئے اور مامون نے نہایت اہتمام سے دفن اور ظاہری غم بھی منایا۔ (۲۳ ذلیعقدہ ۲۰۳ھ کو شہادت ہوئی) مامون نے اپنے تخت و تاج کی خاطر امام عالیمقام کو زہر دیا، مامون نے پہلے سادات کے سر پر ہاتھ رکھا اور امین کو شکست دی پھر سادات کو چھوڑ کر عباسیوں کی طرف رُخ کیا، امام عالیمقام کا شہید کرنا اور فضل بن سہل کا قتل یہی دو حضرات تھے جن کی دربار خلافت میں موجودگی عباسیوں کو ناگوار تھی، اسی لئے حقانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے روضۃ الصفا، نور الابصار اور شواہد النبوۃ میں اہلسنت نے بھی مامون کو قاتل ٹھہرایا ہے بہرکیف یہ حقیقت ہے کہ امام عالیمقام کی روحانی جاذبیت نے اہل خراسان کو اپنا گرویدہ بنا لیا یہی وجہ تھی کہ مودت آل محمد کی چنگاریاں جو عرصہ سے دلوں میں سوزاں تھیں اور جنہیں ظلم و استبداد کسی وقت بھی بجھا نہ سکا تھا وہ شعلہ فشاں ہو گئیں اور خراسان و ایران میں آل محمد کے اثر کو اسقدر قبول کیا کہ صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی وہاں کے ذرے ذرے سے یا علی یا حسن یا حسین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، عباسیوں کا چراغ گل ہو گیا ان کا کوئی نام لیوا نہیں، بلکہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام

کا دربار پہلے سے زیادہ شان وشوکت سے قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔ شہر مشہد مقدس کے وسط شہر میں روضۂ مطہر حضرت امام علی رضا علیہ السلام ہے!

مشہد مقدس:۔ ایرانیوں کا بیان ہے کہ اس شہر کو جمشید نے آباد کیا تھا قدیم زمانہ میں اسکو سابلہ کہتے تھے پھر طوس نام ہوا اس شہر کے دو حصے تھے ایک طائران اور دوسرا نوقان یہ دونوں نام غیر مستعمل ہیں اور اب صرف مشہد کے نام سے مشہور ہے اب صرف شہر مشہد کے ایک محلہ کا نام قان رہ گیا ہے، روایات اور اخبار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سکندر ذوالقرنین زمین طوس پر ایک شہر آباد کیا تھا جسکا نام سنا آباد رکھا تھا اور سرکار رسالتماب نے پیشین گوئی کی تھی کہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا اس شہر میں دفن کیا جائیگا سکندر اعظم کی وفات ۳۲۳ سنہ قبل مسیح میں ہوئی اس لحاظ سے (۲۲۵۱) سال پہلے یہ شہر آباد ہوگا غرضیکہ رسول اللہ کا ارشاد ہے سرزمین طوس پر سنا آباد شہر ہے اس میں میرے جسم کا ایک ٹکڑا دفن ہوگا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ شہر طوس میں میرے جسم کا ایک ٹکڑا دفن ہوگا اس سے یہ ثابت ہوا کہ مشہد نہ طوس ہے اور نہ حصہ طوس جس کو نوقان کہتے ہیں بلکہ سنا آباد ہے جس زمانہ میں امام رضا علیہ السلام تشریف فرما ہوئے سنا آباد کی حیثیت شہر کی نہ تھی بلکہ ایک قریہ تھا، کتاب مسالک الممالک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریہ سنا آباد سے ایک میل کے فاصلہ پر مرقد امام عالیمقام ہے متعدد کتب سے ثابت ہے کہ حمید ابن قحطبہ کے باغ کی عمارت میں ہارون رشید دفن ہوا اس کی قبر کے سرہانے امام دفن ہوئے پس معلوم ہوا کہ امام عالیمقام سنا آباد خاص میں نہیں بلکہ سنا آباد کے علاقہ میں دفن ہیں حضرت کے دفن کے بعد شہر مشہد کی بنا ہوئی، مشہد کے لغوی معنی شہادت گاہ یا شہیدوں کا قبرستان ہے چونکہ شہادت امام علی رضا علیہ السلام اسی ارض میں واقع ہوئی اور مدفون بھی یہیں ہوئے۔ اسی لئے اس شہر کا نام مشہد ہوا اس شہر کی ابتدا ۲۰۳ ھ مطابق ۸۱۸ سنہ میں ہوئی۔

روضۂ اطہر: روضہ اقدس کی چاردیواری کو سکندر ذوالقرنین نے اس وجہ سے تعمیر کرائی تھی کہ جب سکندر یہاں آیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور اس مقام سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور ایک بزرگ فرمارہے ہیں کہ یہ وہ مقدس مقام ہے کہ جہاں آٹھواں وصی رسول اللہ کا دفن ہوگا تب اس نے ایک چاردیواری بنوائی اور اس کے اندر قبر بنوا کر ایک تختی آویزاں کردی کہ یہاں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آٹھواں وصی دفن ہوگا، ہارون رشید اسی احاطہ میں دفن ہوا۔ مامون رشید نے اس جگہ ایک قبہ بنوایا جو قبہ ہارونیہ کے نام سے مشہور ہوا جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا دفن اس قبہ میں ہارون رشید کی قبر کے سرہانے ہوا تو قبہ ہارونیہ گمنام ہوگیا اور روضۂ امام علی رضا علیہ السلام کے نام سے مشہور ہوا اور بموجب ارشاد نبوی رسول اللہ کے آٹھویں وصی کا پرچم لہرانے لگا، سلطان محمود غزنوی نے اپنے گورنر نور ابن منصور ابن مسعود کو حکم دیا کہ وہ امام کی قبر مطہر پر ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائے چنانچہ ۱۰۱۰ سنہ میں قبر مطہر پر ایک نہایت ہی شاندار قبہ اور عالیشان عمارت تعمیر ہوگئی پھر ۱۱۱۸ سنہ میں جب سلطان غوری نے صوبہ خراسان پر حملہ کیا تو اور قلعوں کے ساتھ حرم اقدس کی عمارت منہدم ہوگئی ۱۱۵۱ سنہ میں سلطان سنجر سلجوقی نے ابوطاہر قمی کے ذریعہ قبہ مقدس کی دوبارہ تعمیر کرائی بہر حال اسکے بعد خدابندہ کے عہد میں قبہ اور روضہ انور کی بڑی شاندار اور بارونق عمارت تیار کرائی اسکے بعد سے مسلسل حرم اقدس کی شان وشوکت میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا گیا، روضہ اقدس دیگر مشاہد سے بڑھی ہے اور دوسرے مقامات کے علاوہ طلائی ونقرئی وجواہرات وغیرہ زیادہ نصب ہیں یہ جواہرات شاہان ایران ودیگر سلاطین نے عقیدۃً نذر کئے ہیں اور جاگیر میا وقف کی ہیں صوبہ خراسان کی کل آمدنی وقف ہے شہنشاہ ایران روضۂ اقدس کے متولی ہیں انکی نیابت میں ایک متولی باشی تمام امور کا منتظم ہے جن کو اوقاف سے تنخواہ ملتی ہے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ اقدس کے نام اوقاف جاگیروں وغیرہ کی جو آمدنی ہے اس کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حرم اقدس

کی تعمیر ومرمت وصفائی، چوبدار، نقارخانہ، مہمان خانہ یا لنگر خانہ، ہسپتال وکتب خانہ ——

عجائب گھر، دفاتر، روضہ اقدس کے ملازمین غرضیکہ کل نگران عملہ جن کی تعداد ہزاروں ہے ان کی ماہانہ تنخواہ اور جملے اخراجات حضور کے خزانے سے ادا کئے جاتے ہیں۔ جس کا سالانہ بجٹ کروڑوں تومان تک ہوتا ہے۔

اولاد حضرت امام علی رضا علیہ السلام، کتب تاریخ الائمہ و عمدۃ الطالب میں پانچ فرزند اور تحفۃ الانساب و تذکرۃ الکرام میں چار فرزند لکھے ہیں لیکن کنز الانساب معروف بحر الانساب تالیف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ میں آٹھ فرزند مرقوم ہیں اول الذکر میں فرزندان کے اسماء یہ ہیں (۱) امام محمد تقی علیہ السلام (۲) سید علی (۳) سید حسن (۴) سید ابراہیم (۵) سید جعفر اور موخر الذکر میں یہ اسماء لکھے ہیں۔ (۱) امام محمد تقی علیہ السلام (۲) سید ہادی (۳) سید علی نقی (۴) سید حسین (۵) سید یعقوب (۶) سید ابراہیم (۷) سید فضل (۸) سید جعفر۔

شجرہ نسب سادات رضوی اولاد امام زادہ سید حسن بن حضرت امام علی رضا علیہ السلام

کی اولاد موضع پتھوہ بہار ضلع پٹنہ و مینانواں مقام بی بی پور اول ساکنان ایگلہ وغیرہ و داناپور۔

امام زادہ سید حسن کے صلب سے دو پسر سید عبد اللہ و عبد الرشید کا پسر عبد الحمید ان کا عبد المجید ان کا پسر صدر عالم ان کا پسر شاہ عالم ان کا پسر آدم علی ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمد اور سید عبد اللہ مذکور ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید زین العابدین ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید نوح ان کا پسر سید محمد علی ان کا پسر زین العابدین ان کا پسر سید عبد اللہ ان کا پسر سید علی اصغر ان کا پسر سید علی اکبر ان کا پسر علی شیر جاجنیری ان کا پسر مبارک احمد ان کا پسر زین العابدین ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید شاہ میران کا پسر ابو الفتح ان کا پسر سید عالم ان کا پسر سید مجاہد قاضی عبد الفتح بڑے ان کا پسر قاضی عبد الاحد عرف بڑے ان کا پسر قاضی پتھوہ ان کی اولاد ضلع پٹنہ (بہار) سید احمد علی ان کا پسر اولاد علی ان کے صلب سے چار پسر سید شاہ اہل اللہ و تفضل حسین و شجاعت علی و سید عنایت علی ان کا پسر فرزند علی ان کے صلب سے چار پسر فرحت علی و اولاد علی و واجد حسین و احمد حسین مقام مینانواں آباد ان کی اولاد مقام بی بی پور اول ساکنان ایگلہ اور سید تفضل حسین کے صلب سے دو پسر قاضی سید رضا و سید محمد کاظم اور سید شاہ اہل اللہ کے صلب سے دو پسر سید احمد لاولد و سید محمد ثانی۔ امام زادہ سید ابراہیم کے صلب سے آٹھ فرزند پیدا ہوئے۔ سید محمد معروف واسطی و سید طیب و سید محمود و سید احمد عرف مجتبیٰ سید موسیٰ و سید یعقوب و سید ابراہیم و سید حافظ معروف قطب الدین امام زادہ سید ابراہیم کی اولاد بطور ضلع بستی و ہلیک ریاست بھرت پور میں آباد ہے امام زادہ سید ابراہیم کا پسر سید قطب الدین انکا پسر شہاب الدین ان کا پسر سید علی انکا پسر سید مرتضیٰ ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید اسحاق ان کا پسر آدم حسین ان کا پسر حاجی محمد ان کا پسر نظام مشہدی ان کا پسر سید شہر اللہ ان کا پسر سید خان ان کا پسر سید بھیکن علی ان کے صلب سے دو پسر سید ابو تراب و سید حبیب ان کا پسر سید ہاشم ان کا پسر سید معصوم علی ان کے صلب سے دو پسر سید قطب الدین و سید جلال الدین ان کا پسر سید نور اللہ ان کا پسر سید بدر عالم ان کا پسر سید نجف علی ان کا پسر سید گلزار علی ان کا پسر صادق علی ان کا پسر اشرف علی ان کا پسر سید محمد حسین۔

سیّد قطب الدین بن معصوم علی کے صلب سے دو پسر سیّد محب اللہ و سیف اللہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد مہر علی عرف ناہ و صادق علی عرف بندھو ان کا پسر شمشیر علی ان کا پسر انور علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد سردار علی و رمضان علی ان کا پسر حسین بخش ان کے صلب سے تین پسر سیّد علی ضامن و محمد رضا و ضمیر حسین ان کے دو پسر علی محمد و علی احمد۔ سیّد محمد رضا کے صلب سے پانچ پسر سیّد محمد سعید و اخلاق حسین اکبر حسین و اقبال حسین و توگر حسین، اور سیّد علی ضامن کے صلب سے چار پسر سیّد فیاض احمد و نیاز احمد و اعجاز احمد و سیّد طفیل احمد ان کے صلب سے چھ پسر سیّد نفیس احمد و نسیم احمد و شمیم احمد و انیس احمد و نفیس احمد ثانی و نسیم احمد ثانی

سیّد ابوتراب بن سیّد بھیکن علی کا پسر سیّد مسلم ان کے صلب سے تین پسر سیّد کبیر علی و سیّد فیض علی و سیّد ببر علی ان کا پسر سیّد تاج محمد ان کا پسر سیّد حسن ان کا پسر سیّد غوث محمد ان کا پسر سیّد احمد علی ان کا پسر عظمت علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد مبارک علی و محبّت علی ان کا پسر سیّد سجاد علی ان کا پسر سیّد اقبال حسین۔

سیّد فیض علی مذکور کا پسر سیّد باقر علی عرف بدلے ان کے صلب سے دو پسر سیّد اشرف علی و سیّد دلشاد علی ان کا پسر سیّد معز الدین ان کا پسر سیّد مہر علی ان کا پسر سیّد واحد علی ان کا پسر سیّد سردار علی ان کا پسر سیّد کلب حسین ان کا پسر سیّد فضل حسین، (۱) کا پسر سیّد آل حسن اور سیّد اشرف علی کا پسر سیّد پیر بخش ان کا پسر سیّد سعد اللہ ان کا پسر سیّد شفقت علی ان کا پسر علی بخش ان کا پسر سیّد تصدق علی انکا پسر سیّد محمد شائق سیّد کبیر علی بن سیّد مسلم ان کا پسر سیّد محمد علی ان کا پسر صدر جہاں ان کا پسر سیّد محمد دائم ان کے صلب سے دو پسر سیّد طفیل علی و سیّد منظور علی ان کا پسر عزت علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد لطف علی و سیّد سلامت علی اُن کا پسر سیّد علی ان کا پسر سیّد جواہر علی ان کا پسر سیّد واحد علی انکا پسر سیّد علی محمد سیّد لطف علی کا پسر سیّد فیض علی ان کا پسر سیّد عبد العلی ان کے صلب سے تین پسر بندہ حسن و نور الحسن و علی حسین ان کا پسر اطاعت حسین۔

امام زادہ سیّد ابراہیم بن امام علی رضا علیہ السلام کا پسر سیّد محمد معروف واسطی کی اولاد مقام ہیلک ریاست بھرتپور میں آباد ہے۔ امام زادہ سیّد ابراہیم کا پسر سیّد محمد معروف واسطی کا پسر سیّد فضیل ان کا پسر سیّد محمد تقی ان کا پسر سیّد موسیٰ ان کا پسر سیّد باقر علی ان کا پسر سیّد عبد المعالی ان کا پسر سیّد صدر الدین ان کا پسر سیّد بہاؤ الدین ان کا پسر سیّد محمد تقی ان کا پسر سیّد مصطفےٰ ان کا پسر سیّد محمد غازی ان کو مقام ہیلک ریاست بھرتپور میں سلطان شہاب الدین غوری نے جاگیر معافی کسی کارکردگی میں عطا کی ان کے صلب سے تین پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سیّد فضیل (۲) سیّد دولت (۳) سیّد ثناء اللہ ان کا پسر سیّد فتح اللہ ان کا پسر سیّد محمد چاند ان کا پسر سیّد رکن الدین عرف ڈوکران کے نام کی مناسبت سے تھوک ڈوکر مشہور ہے (۲) سیّد دولت ان کا پسر سیّد نواز علی ان کا پسر سیّد فرید الدین ان کے نام کی مناسبت سے تھوک فرید مشہور ہے۔ (۱) سیّد فضل ان کا پسر سیّد بڑے ان کا پسر سیّد ابراہیم ان کا پسر سیّد سوندے ان کا پسر سیّد مصطفےٰ ان کا پسر سیّد فضیل ان کے نام کی مناسبت سے تھوک فضیل مشہور ہے۔

ان کی اولاد مقام ہیلک و آگرہ محلہ شاہگنج میں آباد ہے جو سادات مقام ہیلک سے ہجرت کر کے آگرہ آباد ہوئے۔ انہوں نے مقام جوگی پورہ عرف بھوگی پورہ متصل آگرہ ایک قریہ شاہزادہ گنج کے نام سے آباد کیا۔ آہستہ آہستہ کثرت استعمال نام سے شاہگنج آگرہ مشہور ہوا۔ بسلسلہ رشتہ داری سادات ہیلک ریاست بھرتپور و پھرسر مخلوط

ہوگئے۔ قصبہ بھرسر ریاست بھرت پور سے زیادہ تر سادات رضوی وجعفری نے شاہ گنج آگرہ بودوباش اختیار کی۔ سلسلہ نسب سیّد قطب الدین بختیار ابن سیّد کمال الدین ابن سیّد محمد اوشی ابن سیّد احمد رَوشی ابن سیّد حسام الدین ابن سیّد رشید الدین ابن سیّد رضی الدین ابن سیّد حسن ابن سیّد محمد اسحاق ابن سیّد محمد جواد ابن سیّد علی سجاد ابن سیّد جعفر ابن حضرت امام علی رضا علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سیّد شاہ ابو العلا ابن سیّد شاہ محمد حیات ابن شاہ محمد برکات ابن شاہ مبارک ابن سیّد جعفر ابن ظفر علی ابن حیدر علی ابن شاہ ابو الحیوات ابن شاہ ابو برکات ابن سیّد احمد ابن سیّد محمد ابن سیّد عبد اللہ ابن عبد الجلیل ابن عبد الجمیل ابن علی بزرگ ابن شاہ مصطفٰے ابن عبد اللہ اکبر ابن سیّد احمد عرف مجتبٰی ابن حضرت امام علی رضا علیہ السلام

حضرت امام علی رضا علیہ السلام
|
امام زادہ سیّد علی نقی
|
سیّد محمد
|
سیّد علی جعفر
|
سیّد علی اصغر
|
سیّد اسماعیل
|
سیّد عقیل
|
سیّد شاہ ہارون
|
سیّد شاہ حمزہ
|
سیّد جعفر
|
سیّد زید
|
سیّد قاسم
|
سیّد شاہ ابراہیم
|
سیّد شاہ محمد
|
سیّد محمد
|
سیّد محمود
|
سیّد محمد شیرازی
|
سیّد احمد

سید احمد

سید محمد حسین مدفون مزار معروف بہ پیر مراد ٹھٹھہ قبرستان ملکی متصل کراچی

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اجمالی سوانح حیات

اسم گرامی محمد کنیت ابو جعفر اور کثرت جود و سخا کی وجہ سے جواد لقب ہوا۔ اور شدت عبادت کی وجہ سے تقی مشہور ہوئے۔

ولادت باسعادت۔ آپ کی دس رجب المرجب بروز جمعہ ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تقریباً چھ سال کی عمر میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ علم و فضل کی وجہ سے مامون رشید گرویدہ ہو گیا۔ ایک روز مامون رشید کی سواری بغداد کے ایک کوچہ سے گزری تو اس نے دیکھا کہ کوچہ میں کھیلنے والے تمام بچے شاہی جلالت سے مرعوب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن ایک کمسن و سالہ بچہ (امام محمد تقی علیہ السلام) بدستور اپنی جگہ پر کھڑے رہے تو مامون نے آگے بڑھ کر آپ سے پوچھا۔ کہ اور تو سب لڑکے اپنی جگہ سے بھاگ گئے تم کیوں نہ بھاگے۔ امام نے جواب دیا۔ اے امیر راستہ تنگ نہ تھا اور آپ کو صرف یہ گمان نہ تھا کہ کسی قصور کے بغیر سزا دیں گے پھر کیوں بھاگتا۔ مامون کو یہ جملہ بہت پسند آیا۔ اس نے پوچھا صاحبزادے تمہارا نام کیا ہے فرمایا میں محمد ہوں اور امام علی رضا علیہ السلام میرے پدر بزرگوار ہیں۔ مامون متاثر ہوا۔ اور اپنا گھوڑا آگے بڑھایا۔ وہ اس وقت شکار کے لئے نکلا تھا۔ ساتھ میں کچھ باز بھی تھے۔ جب آبادی سے دور نکل گیا۔ تو باز کو ایک کبوتر پر چھوڑا۔ وہ غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب باز لوٹا تو اس کی چونچ میں ایک چھوٹی مچھلی تھی۔ مامون کو اس پر سخت تعجب ہوا۔ وہاں سے واپسی پر لڑکے بدستور کھیلتے ہوئے ملے۔ اور سب مامون کو دیکھ کر بھاگ گئے مگر امام کھڑے رہے مامون رشید نے قریب جا کر پوچھا بتا میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا خدا نے اپنے دریائے قدرت میں ننھی ننھی مچھلیاں پیدا کی ہیں جن کو بادشاہ کے باز شکار کرتے ہیں۔ اور وہ اہل بیت رسول کا امتحان لیتے ہیں (صواعق محرقہ)

مامون رشید اس جواب سے بہت متاثر ہوا۔ اور اپنے ہمراہ قصر امارت میں لے گیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مامون رشید آپ کی ایسی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ کہ خود اس کے خاندان والے اس بات پر ناراض تھے۔ اور انہوں نے مامون کی اس تعظیم و تکریم کو غلط ثابت کرنے کے لئے بغداد کے علماء و فضلاء عصر کو جمع کر کے صحبت مناظرہ منعقد کی۔ جس میں سب سے بڑے قاضی

یحیٰی بن اکثم شیخ ترمذی بھی موجود تھے۔ مامون نے انتہائی عظیم الشان پیمانے پر مناظرہ کا اہتمام کیا۔ جس میں علماء و فضلاء عصر کے علاوہ معززین و عمائدین سلطنت نو سو کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔ اس مناظرہ میں ایسے علماء موجود تھے۔ جن کی صلاحیت پر تمام عرب کو ناز تھا۔ جب سارا دربار بھر گیا۔ تو یحیٰی بن اکثم نے یوں گفتگو شروع کی۔

یحیٰی ۔ اگر کسی شخص نے حالتِ احرام میں شکار کیا۔ تو اس کا کفارہ شریعت میں کیا ہے۔

امام (مسکراکر) سوال تو بالکل مہمل ہے۔ پہلے یہ تو بتائے۔ کہ جو شخص حالتِ احرام میں ہے اس نے کہاں شکار کیا۔ حل میں یا حرم میں وہ مسئلہ جانتا تھا یا نہیں عمداً شکار کیا یا سہواً آزاد تھا یا غلام بالغ تھا۔ یا نابالغ اس نے پہلے پہل شکار کیا تھا۔ یا اس سے قبل بھی (اس حالت میں) کئی بار شکار کر چکا تھا۔ وہ شکار چوپایہ تھا یا پرندہ چھوٹا تھا یا بڑا شکار کرنے والا اپنے فعل پر نادم تھا یا مصر شکار رات میں کیا تھا یا دن میں وہ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھا یا حج کا۔ امام کے یہ کلمات سن کر قاضی یحیٰی سناٹے میں آگیا۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا سکتے کے عالم میں لاجواب تمام علماء و فضلاء بیٹھے ہوئے تھے۔ جب زیادہ دیر علماء کے مجمع میں خاموشی رہی تو مامون رشید سے نہ رہا گیا۔ امام سے کہا ان کے پاس آپ کے سوالات کا کوئی جواب نہیں اب آپ ہی اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔

امام ، (آپ نے فرمایا) اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں مقامِ حل میں شکار کرے وہ شکار پرندہ اور بڑا بھی ہو اسکا کفارہ ایک بکری ہے اور اگر اسی قسم کا شکار حرم میں کیا ہو تو اسکا کفارہ دو بکری ہے اگر وحشی چوپایوں میں کسی بچہ کو حل میں شکار کیا ہو۔ تو اس کے عوض ایک دنبہ کا بچہ جو اپنی ماں کا دودھ چھوڑ چکا ہو دینا ہوگا۔ اگر وہ شکار ہرن ہے تو ایک بکری اس کے عوض میں دینی ہوگی اور وحشی جانوروں کے متعلق یہ تمام کفارے اس وقت دینے ہوں گے جبکہ ان جانوروں کو حل میں شکار کیا ہو۔ لیکن اگر حرم میں شکار کیا ہو تو یہ کفارے دوچند ہو جائیں گے اور جو جانور کفارہ میں دیگا انہیں خود خانہ کعبہ میں پہنچانا ہوگا۔ اگر اس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے تو ان جانوروں کو منیٰ میں اور اگر عمرہ کا احرام ہے تو مکہ میں قربانی ہوگی ان کفاروں میں عالم و جاہل دونوں برابر ہیں البتہ عمداً شکار کرنے والا گنہگار ہوگا۔ سہواً شکار کرنیکی حالت میں گناہ نہیں ہے۔ آزاد مرد کا کفارہ خود اسکی ذات پر ہے اور غلام کا کفارہ اسکے مالک پر واجب ہے طفلِ صغیر پر کوئی کفارہ نہیں بالغ پر کفارہ واجب ہے جو شخص اپنے اس فعل پر شرمندہ ہو تو اس سے آخرت کا عذاب دور ہوگا۔ اور اگر اس فعل پر اصرار ہے تو آخرت میں عذاب بھی ہوگا۔ یہ جواب سن کر سارا دربار حیران رہ گیا اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ مامون رشید بار بار امام کا ہاتھ پکڑ کر کہتا واللہ عالم حیث یجعل رسالتہ (اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں قرار دے۔ (صواعق محرقہ وفصول المہمہ وغیرہ) بالآخر سب عباسی بظاہر مخالفت سے باز آئے اور مامون رشید نے بھرے دربار میں اپنی بیٹی خود ام الفضل کا عقد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کر دیا اس عقد سے نہ امام خوش تھے نہ ام الفضل بلکہ ام الفضل اپنے خاندان عباسیوں کے زیرِ اثر اندرونِ امام کی دشمن رہی اور ہمیشہ امام پر اتہام لگاتی رہی۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ عباسی تو مامون کو کچھ نہ کہہ سکے ام الفضل کو درپردہ امام کے خلاف بھڑکاتے رہے مامون رشید نے نہایت تزک احتشام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کو امام محمد تقی علیہ السلام کے ہمراہ بغداد سے مدینہ منورہ کو رخصت کیا۔ آٹھ سال امام بغداد مقیم رہے پھر مدینہ تشریف لائے۔ سید

ابنِ طاؤس جناب حکیمہ خاتون ہمشیرہ امام عالیمقام کی اسناد سے ام الفضل کی خاص زبانی نقل فرماتے ہیں کہ ام الفضل نے جناب حکیمہ خاتون سے بیان کیا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی زوجہ ام الفضل نے گریہ وزاری کی حالت میں اپنے شوہر امام عالیمقام کے فضائل بیان کئے۔ ان میں سے اس نے یہ بیان کیا کہ ایک روز میں اپنے محل میں بیٹھی تھی کہ ایک حسین عورت میرے پاس آکر کھڑی ہو گئی میں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا عمار یاسر کی اولاد سے ہوں اور امام محمد تقی علیہ السلام کی زوجہ ہوں اس کے سامنے توضبط کیا۔ لیکن دل میں آتشِ حسد بھڑکنے لگی۔ شب کو باپ سے جاکر کہا کہ امام کی زوجہ اور بھی ہے اور جب میں ان سے شکایت کرتی ہوں تو وہ آپ کو اور ہمارے اباؤ اجداد کو بُرا کہتے ہیں اس وقت میرا باپ نشہ کی حالت میں تھا میرے یہ کلام سُن کر آگ بگولہ ہو گئے اور شمشیر برہنہ لے کر امام کی خلوت گاہ میں پہنچا اور امام کو عالمِ خواب میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے مجھے اس قدر رنج ہوا کہ مُنہ پر طمانچے مارنے لگی صبح کو یاسر خدام نے میرے باپ سے کہا کہ آپ نے غضب کیا کہ ام الفضل کے کہنے سے امام محمد تقی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ میرے باپ نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں جلد جاؤ اور امام کا حال معلوم کرو جب یاسر خدام نے امام کو جاکر دیکھا تو آنحضرت حوض کے کنارے صحیح وسالم مسواک کر رہے تھے۔ یاسر نے سلام کیا۔ آپ نے تبسم فرما کر سلام کا جواب دیا۔ یاسر نے امام کا جسم دیکھنا چاہا کہ زخموں کے نشانات کس قدر ہیں یاسر نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ اپنا پیراہن عنایت فرمائیں۔ تاکہ میں اپنے کفن میں رکھوں، آپ نے اپنا پیراہن اتار کر مجھے بخش دیا۔ جسم اطہر کو جو دیکھا کوئی نشان نہیں۔ یاسر خوشی خوشی میرے باپ کے پاس آیا، اور مبارک باد پیش کیا کہ امام صحیح وسلامت ہیں کسی قسم کا زخم نہیں مامون نے بیس ہزار درہم اور اپنا گھوڑا و شمشیر امام کی خدمت میں پیش کی، اور میرا باپ معافی کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا شراب نہ پیا کرو۔ مامون رشید کی وفات کے بعد ابو اسحاق معتصم باللہ بن ہارون رشید ۲۱۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ سخت دشمن اولادِ رسول تھا۔ اس نے امام محمد تقی علیہ السلام کو بغداد بلایا، اور ایک سال تک آپ کے قتل کی ترکیبیں سوچتا رہا۔ آخر ام الفضل کو آپ کا مخالف پاکر امام کے قتل پر اس کو آمادہ کر لیا ام الفضل نے معتصم باللہ کو ہدایت کی مطابق انگوروں میں زہر ملا کر امام کو شہید کیا۔ ملا محمد باقر مجلسی کتاب بصائر الدرجات کی اسناد لکھتے ہیں۔ امام محمد تقی علیہ السلام کے فرزند ارجمند امام علی نقی علیہ السلام مدینہ منورہ میں ایک شب آرام فرمارہے تھے۔ اچانک آپ کے گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی۔ دولتسرا میں تمام عزیز و اقارب جمع ہو گئے آپ نے فرمایا میرے والد ماجد شہید ہو گئے آپ بہ اعجاز مدینہ منورہ سے بغداد تشریف لائے۔ اور بعد تجہیز و تکفین اپنے جد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔ ۲۹ ذیقعدہ ۲۲۰ھ میں شہید ہوئے۔ پچیس ۲۵ سال کی عمر میں آپ نے دنیا سے رحلت کی۔

اولاد۔ بعض مورخین نے آپ کے چار فرزند لکھے ہیں۔ جن کے اسماء مبارک یہ ہیں، (۱) امام علی نقی علیہ السلام (۲) سید موسیٰ برقع (۳) سید ابراہیم (۴) سید جعفر اور سید مرتضیٰ اعلم الہدیٰ نے کنز الانساب معروف بہ بحر الانساب میں چھ فرزند لکھے ہیں۔ (۱) امام علی نقی علیہ السلام (۲) سید موسیٰ برقع (۳) سید ابوالحسن (۴) سید جعفر (۵) سید زید (۶) سید ابوطالب و دختر حکیمہ خاتون

شجرہ نسب سادات تقوی، حسب ذیل مقامات پر آباد ہیں۔ شہر بہار محلہ چاند پور و کسم کرائی و دیوپور و زید پور و گورکھپور و پاپڑا گاؤں و بیار سرکار سوہانی و سفیدوں مضافات سپنت و صندل پور و تھلیدی (بہار) بھانوڈ و چند داڑہ۔

دلاہر پور وسیتاپور وسانڈی وسہار ضلع آرہ پلاسی واوتر لاری وبہار وپلاسی وشیخوپورہ پرگنہ نربٹ بدایون ودہلی ورسول نگر ضلع گوجرانوالہ وموہان وکراچی لکھنؤ

شجرہ نسب سادات تقوی اولاد امام زادہ سیّد موسیٰ برقع

ان کی اولاد رضوی بھی کہلاتی ہے امام زادہ سیّد موسیٰ برقع کے صلب سے تین پسر سیّد جعفرؒ وسیّد احمد کبیرؒ وسیّد قاسمؒ ان کا پسر سیّد حیدر ان کا پسر سیّد عباس ان کا پسر سیّد حسن مصدق ان کا پسر علاؤالدین ان کے صلب سے تین پسر شمس الدین وصدرالدین وسکندر علی ان کا پسر مبارک علی ان کا پسر معروف الدین ان کے صلب سے دو پسر بشارت علی وابوالقاسم ان کی اولاد مقام اوترلاری میں آباد اور صدرالدین معروف وحید الدین ان کے پسر عبداللہ اکبر ان کا پسر ابو محمد پیارے ان کے صلب سے چار پسر مسیح الدین وامام الدین وسیّد حسام الدین لاولد وعلیم الدین ان کا پسر مخدوم بخش ان کی اولاد قصبہ بنار وشہر پلاسی میں آباد اور امام الدین کے صلب سے چار پسر امیر حیدر وقمر حیدر وسیّد مرتضیٰ بخش وسیّد محمد بخش ان کی اولاد مقام سہار ضلع آرہ پلاسی میں آباد ہے۔ (۲) سیّد احمد کبیر بن امام زادہ سیّد موسیٰ برقع کے صلب سے دو پسر (۱) ابی عبداللہ (۲) سیّد محمد اعرج (۱) سیّد عقیل ان کا سیّد سعید عالم ان کا پسر علقمہ ان کا پسر سیّد جعفر ان کا پسر سیّد عالم ان کا پسر سیّد اسحاق ان کا پسر سیّد یونس ان کا پسر سیّد نوح ان کا پسر سیّد علی ان کا پسر محمد قاسم ان کا پسر عبدالحمید ان کا پسر سیّد محمد باقر ان کا پسر سیّد محمود احمد ان کا پسر عطاءاللہ شاہ ان کا پسر مبارک شاہ ان کا پسر عبداللہ شاہ ان کا پسر فتح اللہ شاہ ان کا پسر حاجی عبدالرفیع ان کے صلب سے دو پسر مرتضیٰ محمد وسیّد شجاع الملک انکا پسر سیّد وڈاشاہ ان کا پسر سیّد حسین شاہ ان کا پسر عبدالرشید ان کا پسر بخشی شاہ ان کا پسر حیدر شاہ ان کا پسر محمد شاہ ان کا پسر راجہ شاہ ان کے صلب سے تین پسر ولایت حسین وغلام شاہ ومحمد شاہ ان کا پسر رنگ شاہ ان کے دو پسر عنایت حسین وسردار شاہ ان کی اولاد رسول نگر میں آباد ہے۔ اور سیّد مرتضیٰ محمد بن حاجی عبدالرفیع کا پسر عبدالصفا ان کا پسر سیّد محمود عرف پیر وڈاشاہ ان کا پسر سیّد مرتضیٰ ان کا پسر سیّد مصطفےٰ ان کا پسر سیّد محمد وڈا ان کا پسر احمد شاہ ان کا پسر امیر شاہ ان کا پسر فضل شاہ ان کا پسر سیّد اکبر شاہ ان کی اولاد رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہے۔ (۱) سیّد محمد اعرج بن امام زادہ سیّد احمد کبیر کے صلب سے یک پسر سیّد عبداللہ معروف احمد ان کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد یعقوب (۲) سیّد موسیٰ ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر سیّد حامد ان کا پسر عزیزالدین انکا پسر صفی الدین انکا پسر سیّد محمود انکا پسر سیّد زین العابدین انکا پسر سیّد محمد انکا پسر ابوسعید انکا پسر مبارک شاہ انکا پسر شاہ درویش کے صلب سے چار پسر سکندر علی ومبارک علی ہر دو لاولد سیّد محمود وسیّد محمد انکا پسر شاہ محمد انکا پسر شاہ علی ان کا پسر محمد اسماعیل ان کا پسر سیّد محمد حافظ ان کے صلب سے دو پسر عبدالرسول ومنظر حسین اسماعیل انکے صلب سے دو پسر خوارم حسین وکرم حسین اُن کی اولاد شیخوپورہ پرگنہ نربٹ (دبہار) میں آباد ہے اور سیّد محمود بن سیّد شاہ درویش ان کا پسر سیّد محمد کمال الدین کا پسر زید انکا پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد ضمیر اللہ ان کا پسر غلام حسین انکے صلب سے چار پسر غلام محسن ومنظور احمد وغلام نبی وغلام حسین ان کا پسر منظہر احمد ان کا پسر منظور احمد انکے صلب سے چار پسر محمد رضا واحمد رضا وعلی رضا وحسن رضا ان کی اولاد شیخوپورہ پرگنہ نربٹ (دبہار) آباد ہے۔ اور غلام نبی کا

پسر رضی الدین ان کے صلب سے دو پسر نظام حسین وغلام حسین ان کے صلب سے دو پسر امیر الدین وسلیم الدین۔
(۱) سید یعقوب بن سید عبد اللہ معروف احمد ان کا پسر سید عبد اللہ راعی بخش معروف نذر بخش یہ بزرگ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے عہد میں مقام جاجرام سے وارد ہند ہوکر مقام سدھور میں قیام کیا۔ ان کی شادی سالار داؤد کی دختر سے ہوئی اس کے بطن سے یک پسر سید زید متولد ہوا۔ اس کے نام سے زید پور آباد ہے۔ اور یہیں بود و باش اختیار کی۔ سالار داؤد چالیس مکانات عالیشان تعمیر کرائے سید زید کی شادی سالار سلمان برادر زادہ سالار داؤد کی دختر سے ہوئی ان کے صلب سے یک پسر محمود متولد ہوئے۔ سید محمود کا پسر سید ابراہیم ان کے صلب سے دو پسر پیدا ہوئے۔ (۱) سید عبد العزیز (۲) سید عثمان یہ بزرگ ہفت محل کے نام سے مشہور ہیں ان کے صلب سے سید سلیمان و سید یوسف یہ کثیر الاولاد ہیں۔ سادات بہا منوڈو چندواڑہ اسی نسل سے ہیں۔ (۱) سید عبد العزیز ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید زید ثانی (۲) سید یحییٰ ان کا پسر تاج الدین ان کا پسر بدر الدین ان کا پسر کمال الدین ان کا پسر سید حسام الدین منصبدار بحکم سلطان علاؤ الدین بادشاہ دہلی بہ خواستگاری دختر راجہ اودے پور مامور ہوئے۔ راجہ اودے پور نے اپنی دختر کو برائے زوجیت سلطانی کے محافہ میں سوار کراکہ دہلی روانہ کیا۔ سید حسام الدین نہایت خوبصورت قوی ہیکل بہادر تھے۔ راہ میں راجکماری آپ پر فریفتہ ہوگئی۔ مجبور ہوکر سید صاحب نے راجکماری سے متعہ کرلیا۔ اس خبر سے بادشاہ غضبناک ہوا۔ اور آپ کو منصبداری کے عہدہ سے معزول کیا۔ آپ مضافات کٹرہ میں مقیم ہوگئے۔ اور اس علاقہ میں ایک بستی بنام کرالی آباد کی آہستہ آہستہ منجھی پور و جہانواں۔ ہری پور کرالی وغیرہ آباد ہوکر تعلقہ ہوگیا۔ آپکی اولاد وغیرہ کرالی میں آباد ہے۔
(۱) سید زید ثانی بن سید عبد العزیز ان کے گیارہ فرزند ہوئے ہیں۔ ان کی نسل میں خاندان سید بنیاد حسین و امجاد حسین وحکیم کرم علی و تعلقہ داران سانڈی ہیں۔ سید زید ثانی کے پسران سید رکن جمشید و تاج الدین و سراج عزیز اللہ و داؤد نذر و جمال حسن و سید ابراہیم و عین شریف کی اولاد مقام سیتا پور و دلاہر پور میں اور سید ابراہیم کی اولاد سفیدوں مضاف سپنت و صندل پور و زید پور و تہلیدی میں اور سید جمال حسین کا پسر عبد العزیز ان کی اولاد موضع لہتور میں اور سید داؤد نذر ہیے خاندان الہام حسین و قاضی اکرام حسین وغیرہ ہیں اور سید سراج عزیز اللہ کی اولاد مقام سرہان میں اور سید تاج الدین کی اولاد کسم کرالی و دیو پورہ مضاف زید پور و گورکھپور و زید پور ہیں اور سید رکن جمشید کی اولاد کو پابرٹا گاؤں و سیبار سرکار موہانی میں آباد و شاد ہیں۔ ان میں بعض خاندان سادات صاحب ثروت وجاہ و جلال ہیں۔
(۱) سید ابی عبد اللہ بن سید احمد کبیر بن امام زادہ سید موسیٰ برقع مذکور ان کا پسر سید ابو الحسن موسیٰ نقیب قم ان کا پسر سید محمد ابو جعفر ان کا پسر سید عیسیٰ ان کا پسر معروف ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید اسماعیل ان کا پسر سید اشرف علی ان کا پسر سید باقر علی ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید شاہ عالم مشہدی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید فضل ان کا پسر سید سلیمان سیف لسان ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر عبد اللطیف ان کا پسر محی الدین ان کا پسر شاہ محمد کورج ان کا پسر شاہ حامد ان کا پسر سید محمود ان کا پسر سید مرتضیٰ نجم الدین ان کا پسر سید عبد اللہ خاص ان کا پسر سید امان اللہ ان کا پسر سیف اللہ ان کا پسر سید حسین علی۔ ان کی نسل میں سید عابد علی بن رمضان علی ساکن وزیر گنج لکھنؤ مالک مطبع اثنا عشری۔
امام زادہ سید جعفر بن امام محمد تقی علیہ السلام کا پسر سید علی اصغر ان کا پسر عبد اللہ ان کا پسر سید احمد ان کا پسر

سید علی ان کا پسر سید حسن ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر خواجہ علی بخاری ان کے صلب سے دو پسر سید احمد و سید محمد دونوں برادری مقام بدایون سکونت پذیر ہوئے۔ سید احمد کا پسر سید نظام الدین اولیاء مدفون دہلی نہایت مقدس وجلیل القدر بزرگ تھے آپکا مزار دہلی میں مرجع خواص و عوام ہے اور دہلی میں ان کی اولاد آباد ہے اور سید محمد کا پسر سید جلال اولیاء ان کا پسر ابراہیم ان کا پسر شاہ فرید طویلہ بخش ان کا پسر معین الدین ان کے صلب سے دو پسر محمد سلطان و بہاؤالدین ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر شعیب الحق ان کا پسر عبداللہ ان کا پسر عبدالوہاب ان کے صلب سے چار پسر عبدالواحد و حسام الدین و جمال الدین و زکی الدین ان کا پسر فصیح الدین ان کے صلب سے دو پسر مراد علی و شاہ چمن ان کا پسر نعمت اللہ اور مراد علی کا پسر فرزند علی ان کی اولاد مقام بہار محلہ چاندپور میں آباد ہے۔

سید جمال الدین کا پسر غلام اشرف و غلام محمدان کے دو پسر حمایت اللہ و منور علی ان کا علیم الدین مقام بہار محلہ چاندپور آباد ہے۔ سید محمد سلطان مذکور کا پسر سید شاہ مظفر علی ان کا پسر شاہ منظور ان کا پسر محبوب شاہ ان کا پسر دیوان مسعود ان کا پسر دیوان عنایت اللہ ان کا پسر شاہ امیر اللہ ان کے صلب سے چار پسر صفی اللہ و اہل اللہ و فخر اللہ و احسان اللہ ان کے صلب سے دو پسر محمد بخش و قطب بخش ان کا پسر ورگاہی شاہ ان کے دو پسر حیدر بخش و محمد سجان ان کے صلب سے دو پسر سید محمد اکبر و محمد مہدی ہر دو بہار محلہ چاندپور آباد ہے اور سید محمد بخش کے صلب سے دو پسر محمد سلطان و محمد جان ان کے چار پسر سید عابد حسین و زاہد حسین و آصف حسین و کبیر حسین اور محمد سلطان کے صلب سے تین پسر سید امجد حسین و محمد باقر و سید اسماعیل ان کا پسر علی حسین ان کا پسر حسین علی اور سید محمد باقر کے صلب سے چار پسر سید محمود و سید مسعود و سید مقصود و سید مورود ان کا پسر غلام عبداللہ ان کا پسر فتح علی ان کے دو پسر افضل علی و خیر الدین حسین مقام بہار محلہ چاندپور آباد ہے۔ امام زادہ سید ابراہیم بن امام محمد تقی علیہ السلام کا پسر ابوالمؤید محمد ان کا پسر برہان الدین ان کا پسر میران حسین جنگ سوار اجیری ان کا پسر سید عبدالعزیز ان کا پسر عبدالرحمن ان کا پسر عبدالرزاق ان کا پسر عبدالوہاب ان کا پسر سید محمد ان کا پسر عبدالرزاق ان کا پسر شہاب الدین ان کا پسر سید احمد ان کا پسر ضیاء الدین ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید اکبر علی ان کا پسر محمود بہاری ان کا پسر سید حامد چاند ان کا پسر سید محمد جلال ان کا پسر سید محمد اشرف ان کا پسر اہل اللہ مبارک ان کا پسر ابو سعید جعفر ان کا پسر سید خلیل ان کے صلب سے تین پسر سید صاحب عالم و سید محمد ماہ و سید خان عالم ان کا پسر سید محمد جاہ یہ سب شہر بہار محلہ چاندپور میں آباد ہیں۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے مختصر سوانح حیات

اسم گرامی علی کنیت ابوالحسن اور لقب نقی اور ہادی ہے اپنے پدر بزرگوار امام محمد تقی علیہ السلام کے حقیقی جانشین اور دسویں امام ہیں۔

ولادت باسعادت، ۵، رجب المرجب ۲۱۴ھ حوالی مدینہ منورہ میں کہ اس مقام کو صریا کہتے ہیں۔ بعہد حکومت مامون عباسی ہوئی مادر گرامی سمانہ خاتون تھا کشف الغمہ میں شعرا مغربیہ لکھتے ہیں۔ صاحب روضۃ الصفا مامون عباسی کی نواسی لکھتے ہیں بہر کیف حسن صوری و معنوی و قابلیت اور زہد و تقدس میں بے مثل تھیں۔ ملا محمد باقر مجلسی جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے

بغداد کی روانگی کے وقت امام علی نقی علیہ السلام کو اپنا وصی جانشین فرمایا تھا چھ سال کی عمر میں آپ یتیم ہوئے۔ نہایت خاموش زندگی بسر کرتے تھے۔ بارہ سال کی عمر تک، تبلیغ اسلام میں مشغول رہے۔ عراق، ایران، مصر، حجاز وغیرہ سے جوق جوق لوگ آکر آپ کی تعلیم و روحانیت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ مدینہ منورہ کے گورنر عبداللہ بن محمد نے عوام کا آپ کی طرف رجحان دیکھ کر امام کو بہت پریشان کیا اور آپ کی طرف حاکم وقت متوکل کو لکھا کہ امام گھر بیٹھے سلطنت کر رہے ہیں سونا چاندی اسلحہ بہت بڑی تعداد میں جمع کر لیا ہے آپ سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ امام نے بھی متوکل کو عبداللہ کی سختیوں کی شکایت لکھی۔ (کتاب فصول المہمہ)

متوکل نے اپنے اجداد کی پالیسی کے مطابق منافقانہ یہ چال چلی کہ عبداللہ گورنر مدینہ کو معزول کر کے ابوالفضل کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اور امام کو دوستانہ خط لکھ کر یحییٰ بن ہرثمہ کو مع لشکر روانہ کیا۔ اور بظاہر ملاقات کیلئے بغداد بلایا اور بہت سے تحف و ہدایا روانہ کئے امام اپنے نتیجہ سے خبردار ہو گئے۔ لیکن اپنے کو متوکل کے پنجہ میں اسیر پاکر مدینہ سے سامرہ روانہ ہوئے۔ کتاب لسان الواعظین شیرازی مطبوعہ افضل المطابع لکھنو صہ۲۱ ۵ یحییٰ بن ہرثمہ دارالخلافہ سامرہ میں داخل ہوا۔ اور امام کی تشریف آوری کی خبر متوکل کو پہنچائی لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی بداخلاقی اور دشمنی کا ثبوت دیا۔ آپ سے ملاقات تک نہ کی۔ امام شہر سامرہ میں اس جگہ ٹھہرائے گئے جہاں مفلس نادار لوگ رہتے تھے شہر کی آبادی سے دور ایک مکان خوان الصعالیک تھا۔ دو سال تک متوکل نے امام کو بظاہر مہمان رکھ کر پھر فقراء کے اسی محلہ کے ایک خرابے میں نظر بند کیا اور ایک افسر فوج "زراقہ" نامی کو نگہبان مقرر کیا (شواہد النبوۃ ملا جامی و سفینۃ النجاۃ)

امام نے قید خانے میں ایک قبر کھودی تھی اس کے قریب ایک چٹائی بچھا کر ہر وقت عبادت خدا فرماتے تھے: زراقہ نگہبان امام کی عبادت و زہد و تقدس سے گرویدہ ہو گیا۔ متوکل کو معلوم ہوا تو زراقہ کو نظر بند کر دیا۔ اور اس کے بجائے سعید کو نگہبان مقرر کیا۔ امام کی ملاقات کی صرف اسی کو اجازت ملتی جو آپ کے قتل کا وعدہ کرتا۔ سخت ترین نگہبانی ہوتی اور شدید تکالیف پہنچائی جاتی تھی۔ متوکل کا حکم تھا۔ کہ جو امام کے زہد و عبادت کا ذکر کریگا وہ شخص قتل کیا جائے گا۔ لیکن اس قدر تشدد کے باوجود اہل سامرہ کے دل میں عقیدت کا جذبہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک روز متوکل نے امام کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور دربار میں امام کو بلایا۔ اور چار ترکی غلاموں کو برہنہ تلواریں دیکر حکم دیا کہ جس وقت امام آئیں چاروں حملہ کر کے آپ کو شہید کریں۔ امام جب دربار میں داخل ہوئے خود متوکل اٹھ کھڑا ہوا اور غلام تلواریں پھینک کر قدموں سے لپٹ گئے پھر متوکل نے اپنے وزیر فتح ابن خاقان کو حکم دیا کہ امام کو دولتسرا تک پہنچا آئیں امام اپنے دولتسرا میں واپس تشریف لائے۔ متوکل نے غلاموں سے پوچھا۔ کہ تم نے امام کو قتل کیوں نہ کیا غلاموں نے جواب دیا۔ کہ جب ہم نے قتل امام کا ارادہ کیا۔ تو ایک بزرگ برہنہ تلوار سامنے آئے۔ اور فرمایا اگر امام پر تم نے ہاتھ اٹھایا تو سب کو قتل کر دوں گا اس طرح سے امام بچ گئے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فتح ابن خاقان وزیر نے ایک قطعہ زمین پر امام کو متوکل سے مکان تعمیر کرانے کی اجازت دلائی امام نے اس قطعہ زمین پر مکان تعمیر کرا کر بود و باش اختیار کی لیکن متوکل نے آپ کو نظر بند رکھا اور سعید نگہبان مقرر کیا گیا۔ متوکل نے ایکدفعہ درندوں کے مکان میں داخل کیا اور خود بالائی منزل پر تماشا دیکھنے لگا جب امام وسط صحن میں پہنچے، چاروں طرف آپکے پاس درندے جانور جمع ہو گئے۔ اور پائے مبارک پر لوٹنے لگے امام اپنا دست شفقت ان کے سر و پشت پر پھیرتے جاتے تھے۔ اس مشاہدے سے متوکل کے حواس جاتے رہے۔ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اس واقعہ کو زینب کذابہ

کے ضمن میں لکھا ہے اسی اثنا میں متوکل کے ایک بہت بڑا پھوڑا نکلا۔ اطباء علاج سے عاجز رہے متوکل نے خفیہ امام سے علاج دریافت کرایا۔ آپ نے بکری کی مینگنیوں کو گلاب میں حل کرکے ضماد کرنے کا حکم دیا۔ تمام اطباء ہنسنے لگے۔ لیکن فتح ابن خاقان وزیر کی سفارش سے ضماد کیا گیا۔ پھوڑا پھوٹ کر اچھا ہوگیا۔ متوکل کی ماں نے دس ہزار دینار ایک تھیلی میں رکھ کر امام کی خدمت میں بھیجے (کتاب فصول المہمہ)

باوجود اس خلق و کرم کے متوکل ہمیشہ درپئے قتل امام رہا۔ ایک روز سعید کو حکم دیا کہ امام کی خانہ تلاشی کرے اور جو اسلحہ وغیرہ برآمد ہوں پیش کرے۔ سعید نے خود امام کی ہمراہی میں مکان کا چپہ چپہ ڈھونڈا بجز ایک زنگ آلود چھری اور اس تھیلی کے جس میں متوکل کی ماں کی طرف سے روپیہ آیا تھا۔ کچھ نہ ملا۔ متوکل کو انتہائی شرمندگی ہوئی (فصول مہمہ) متوکل کے زمانے سے لیکر مستعین عباسی اور معتز عباسی کے عہد تک حضرت امام علی نقی علیہ السلام انہیں تکالیف میں مبتلا رہے۔ آخر معتز باللہ عباسی نے بروز دوشنبہ ۳ رجب المرجب ۲۵۴ھ کو امام عالیمقام کو زہر دے کر شہید کیا۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام غسل و کفن دیکر آپ کو اسی ایوان خاص رہائشی مقدس مکان میں دفن فرمایا جو آج بھی سامرہ میں فریاد نگاہ خواص و عوام ہے سن شریف اکتالیس سال چھ ماہ کا تھا۔ ستائیس برس سامرہ میں مقیم رہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام منصب امامت پر فائز ہوئے۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری بہ نسل حضرت امام علی نقی علیہ السلام

آپ کی اولاد کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین نے چھ فرزند اور دو دختران لکھی ہیں جن کے اسماء یہ ہیں (۱) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام (۲) سید جعفر ملقب بکذاب یا تواب (۳) سید حسین (۴) سید موسیٰ (۵) سید محمد (۶) سید عبداللہ (۷) سید زید۔

(۲) امام زادہ سید جعفر کے صلب سے سات فرزند (۱) سید علی اسقر معروف علی اصغر (۲) سید حسین (۳) سید ہارون (۴) سید طاہر معروف ناصر اول لقا (۵) سید یحییٰ (۶) سید اسماعیل (۷) سید ادریس۔

سلسلہ نسب (۱) سید علی اسقر معروف علی اصغر کے صلب سے پانچ پسر (۱) سید عبداللہ (۲) سید اسماعیل (۳) سید احمد (۴) سید محمد (۵) سید جعفر

(۲) سید اسماعیل جد سادات بھاکری (سندھ) ان کا پسر سید عقیل ان کا پسر سید ہارون سرمست ان کا پسر سید عبدالوہاب۔ ان کا پسر سید حمزہ ان کے صلب سے دو پسر سید علی و سید زیدان کا پسر سید قاسم ان کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید محمد شجاع ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید سلطان محمود مکی بھاکری ان کا پسر سید صدر الدین خطیب ان کے صلب سے تین پسر سید تاج الدین و سید فخر الدین و سید بدر الدین عامل سکھران کے صلب سے چار پسر سید مرتضیٰ معروف ڈہلا شاہ و سید سعد اللہ و سید عطا اللہ و سید محمد مہدی و دختران بی بی کنیز زہرا و کنیز فاطمہ ہر دو دختران یکے بعد دیگر زوجیت میں مخدوم سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش بن سید علی ابو المواہب مدفون اوچ مورث سادات نقوی البخاری۔

اور سید علی بن سید حمزہ کے صلب سے یک پسر سید جعفر ثالث ان کا پسر سید ابو محمد ان کا پسر سید ابو القاسم ان کا پسر

سید علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید صفی الدین حقانی ان کا پسر سید غیاث الدین ان کا پسر سید فخر الدین انکے صلب سے دو پسر سید قطب الدین و سید صفی الدین (۱) سید عبداللہ بن سید علی اسقر معروف علی اصغر کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد (۲) سید احمد قتال ابو یوسف ان کے صلب سے دو پسر سید علی اکبر و سید محمود اصغر ان کا پسر سید محمد ابو الفتح عرف عبداللہ ان کا پسر سید جعفر ان کا پسر سید علی ابو المؤید مدفون بخارا (ماوراء النہر) ان کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے (۱) سید کمال (۲) سید جمال (۳) سید نہال (۴) سید بہلول پانچواں بیٹا سید مخدوم شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش۔

(۵) مخدوم سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش نقوی البخاری مدفون مقام اوچ

آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۵۹۵ھ میں ہوئی۔ جائے ولادت شہر بخارا علاقہ (ماوراء النہر) علم و فضل کے خاندان میں پرورش پائی۔ زہد و تقدس کے آغوش میں آنکھ کھولی۔ آپ نہایت عالم و فاضل اور جلیل القدر مقدس بزرگ تھے۔ آپ کا علم علم اہل بیت تھا سینہ انوار علوم حقیقت سے روشن تھا۔ تصرفات روحانیہ حاصل تھی۔ تبلیغ اسلام میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ عوام ہمہ تن گرویدہ رہتے تھے۔ اہل کمال کے ہمیشہ سے دشمن پیدا ہوتے رہتے ہیں چنانچہ ۶۲۴ھ میں چنگیز خاں فوت ہوا جبکہ وہ ترکستان کی فتح یابی کے بعد خوارزم۔ آذربائیجان۔ خراسان، افغانستان وغیرہ فتح کر چکا تھا اس کی وفات کے بعد چار بیٹوں کو ممالک تقسیم ہوئے کیونکہ مغل فرمانرواؤں کا قاعدہ تھا کہ اپنے لڑکوں پر قبائل کو تقسیم کر دیتے تھے تاکہ وہ ان کے مطیع رہیں جو ملک چنگیز خان نے اور اس کے چاروں بیٹوں نے فتح کیا۔ وہ بحیرہ زرد سے بوزانٹن تک پھیلا ہوا تھا۔ اور اس میں مختلف قومیں مثلاً چینی، تنگوت، افغان، ایرانی اور ترک وغیرہ آباد تھیں۔ چنگیزی سلطنت چار خاندانوں پر منقسم تھی۔ (۱) خاندان اغتائیہ فرمانروائے قبائل زنگاریہ (۲) خاندان طولوئی یہ مغولستان کی خانگی اقوام کے حکمران تھے اس کی ایک شاخ ایران ہلاکو خان اور اس کے جانشین (۳) جوجی خاندان۔ جو قبچاق کے ترکی قبائل کے فرمانروا رہے (۴) خاندان چغتائی فرمانروائے ماوراء النہر۔

خاقان منگولیا نے جو طولوئی خاندان سے تھا۔ اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران کی حکومت تفویض کی تھی۔ ہلاکو خان نے بغداد میں معتصم عباسی کو کمال بے دردی سے قتل کیا۔ ہلاکو خان تمام ایران، ماوراء النہر ایشیائے کوچک اور ہندوستان سے بحرہ روم تک کے ملک کا بادشاہ تھا۔ اس زمانہ میں سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش کی تبلیغ جاری اور عوام آپ کے علوم و اخلاق سے مسخر ہو رہے تھے۔ ہلاکو خان کو جب یہ معلوم ہوا کہ عوام کا رجحان ان بزرگ کی طرف بڑھتا جا رہا ہے تو اس نے حقانیت پر پردہ ڈالنے اور عوام کو آپ سے منحرف کرنے کی غرض سے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ اگر آپ آل رسولؐ اور علم روحانیہ میں باکمال ہیں تو اس آگ کے انبار میں بیٹھ جائیں جو اس نے دربار عام میں پہلے ہی سے روشن کرا رکھی تھی۔ آپ نے فوراً اس آتشکدہ میں بیٹھ کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تاسی کی قدرت خدا سے وہ آتشکدہ گلزار بن گیا۔ ہلاکو خان اس اعجاز کو دیکھ کر متحیر رہ گیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر عوام پہلے سے زیادہ معتقد ہوگئے۔ اسی وجہ سے آپ کا "سرخ پوش" خطاب ہوا۔ ہلاکو خان کے مظالم اور مخالفت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بخارا سے وارد ہند ہوئے۔ یہاں بھی تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہزاروں افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ ان میں جھنگ ضلع کا ہندو راجہ روحانی کشش سے متاثر ہوا اور اس کے تین بیٹے نامی سیہو، گیہو، ٹہیو مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اقوام سیال سہو کی اولاد سے اور اقوام گھبے گیھو کی اولاد سے اور اقوام ٹوانہ ٹیھو کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۹ جمادی الاول ۶۹۰ھ بروز جمعہ واقع ہوئی اور مقام اوچ دفن ہوئے۔ آپ کا مزار مرجع خواص و عوام ہے۔ عقیدت مندوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے۔ اور آپ کے کشف و کرامات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

ازواج و اولاد۔ آپ کی تین ازواج سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ زوجہ اولیٰ دختر بادشاہ بخارا کے بطن سے دو پسر (۱) سید جعفر بخاری۔ (۲) سید علی سرمست، اور زوجہ ثانیہ کنیز زہرا دختر سید بدرالدین بھاکری کے بطن سے (۳) سید شاہ محمد غوث اور بعد وفات کنیز زہرا کے زوجہ ثالثہ کنیز فاطمہ دختر سید بدرالدین بھاکری کے بطن سے (۴) سید احمد کبیر پیدا ہوئے۔ (۱) سید جعفر بدستور اپنی ننہیال میں والدہ کے پاس بخارا رہ گئے (۲) سید علی سرمست فرزند اصغر شیر خوار کو آپ اپنے ہمراہ ہندوستان لائے۔ دوران سفر سید علی سرمست شیر خواری کی حالت میں بھوک سے نڈھال ہوگئے۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں آپ نے فوراً درگاہ الہٰی میں مناجات کی دعا مستجاب ہوئی۔ قدرت خدا سے اچانک ایک ہرنی شیر دہندہ نمودار ہوئی۔ اور آپ کے قریب آکر کھڑی ہوگئی۔ آپ نے اس ہرنی کے دودھ سے سید علی سرمست کو سیر کیا۔ اور یہ ہرنی ہمیشہ ہمراہ رہی۔ (بحوالہ قلمی شجرہ نسب مرتبہ سید نظام الدین نساب نقوی بن مرمل حسین بن سید عبدالوہاب نقوی البخاری دہلوی اورنگ آبادی ضلع بلند شہر دروکھڑی ضلع میانوالی)

(۲) سید علی سرمست

ان کی اولاد مقامات پنج گرائیں و شاہ عالم و موچھ و ڈھیر امید علی و پکی شاہ مردان و ہکڑ ضلع میانوالی و جکڑوالہ ضلع میانوالی و قنوج و روکھڑی ضلع میانوالی و کوہاٹ۔ (۲) سید علی سرمست کا پسر حاجی بہاول الدین معروف حاجی بہلول حلیم انکا پسر سید محمود ان کا پسر سید بہاؤالدین ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید رحمت اللہ و سید (۲) مبارک و سید (۳) سراج انکی نسل تین پشت کے بعد ختم ہوگئی اور (۲) سید مبارک ان کی اولاد قنوج میں آباد ہے (۱) سید رحمت چاندنا ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید نور مصطفےٰ (۲) سید حسین شاہ انکا پسر سید اجمل دریالا دلد اور سید نور مصطفےٰ کے صلب سے چار پسر سید شریف و سید مہدی مرمل و مہدی غلیہ و ہاشم دریا انکی اولاد مقام شاہ عالم و پنج گرائیں ضلع میانوالی میں آباد ہے جو سادات ہاشمی کہلاتے ہیں۔ سید شریف کے صلب سے دو پسر سید شاہ نتھہ و پیر سید محمد حسین نہرہ انکے صلب سے چار پسر (۱) سید فتح شاہ (۲) سید مراد شاہ یہ دونوں برادران زوجہ اولیٰ کے بطن سے ہیں اور زوجہ ثانیہ بی بی نور پیاری اعوانی کے بطن سے دو پسر (۳) سید مہر شاہ (۴) سید دولت شاہ ان دونوں برادران کی اولاد مقام جکڑالہ ضلع میانوالی میں آباد ہے۔ (۲) سید مراد شاہ (۱) سید فتح شاہ کی اولاد مقام موچھ و ڈھیر امید علی و کوہاٹ میں آباد ہے۔ (۲) سید مراد شاہ کے صلب سے تین پسر قطب شاہ و جان محمد شاہ و رنگ امام شاہ ان کے صلب سے دو پسر نور علی شاہ و بہادر شیر شاہ ان کے صلب سے دو پسر مصطفےٰ شاہ و مہدی شاہ ان کے صلب سے چار پسر غازی شاہ و احمد شاہ و مرتضیٰ شاہ و سید محمد شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر سید مہر شاہ و حامل محمد شاہ و واصل محمد شاہ و فاضل محمد شاہ و عادل محمد شاہ ان کے صلب سے تین پسر مقصود عالم شاہ و نادر زمان شاہ و امید علی شاہ ان کے صلب سے سات پسر سلطان اکبر شاہ و شہبانہ علی شاہ۔ و شیر زمان شاہ و حیدر چراغ شاہ و قطب شیر شاہ۔ شیر بہادر شاہ و محمد زمان شاہ ان کا سید عطا محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر عبدالستار شاہ و اللہ داد شاہ یہ سادات مقام ڈھیر امید علی شاہ میں آباد ہیں۔

مولوی سیدؑ غلام عباس ولد سیدؑ فتح شاہ

سیدؑ حسین اختر ولد مولوی سیدؑ غلام عباس، نقوی۔ بھکر

ص ۶۳۰

(۱) فتح شاہ بن پیر سید محمد حسین نہرہ کے صلب سے دو پسر سید حبیب شاہ و ہاشم شاہ معروف اٹھارہ شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید حسین علی شاہ و تقی شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر سید لطف شاہ و مہر امام شاہ و رحم شاہ و درگاہی شاہ و بانا علی شاہ ان کا پسر نور شاہ ان کا پسر غلام حسین شاہ ان کے صلب سے تین فرزند سید شیر شاہ و بہادر شاہ و دوہا شاہ ان کا پسران گے علاوہ فتح شاہ و مہر شاہ لاولد سید دوہا شاہ کا پسر وارث شاہ ان کا پسر حیون شاہ ان کی اولاد موضع روکھڑی ضلع میانوالی میں آباد ہے اور بہادر شاہ کے صلب سے دو پسر محمد شاہ و مرید شاہ ان دونوں برادران کی اولاد بھی روکھڑی میں آباد ہے اور سید شیر شاہ مذکور کے صلب سے دو پسر سید عالم شاہ و سید زمان شاہ ان کا پسر گلاب شاہ لاولد اور سید عالم شاہ کے صلب سے تین پسر سید فتح شاہ و مرید حسین شاہ و روشن زمان شاہ ان دونوں برادران کی اولاد روکھڑی میں آباد ہے اور سید فتح شاہ کے صلب سے چھ پسر الحاج مولوی سید غلام عباس صاحب پیشنماز بھکر و الطاف حسین و منور حسین و زدار حسین و مرید عباس و گل عباس ماسوائے الحاج مولوی سید غلام عباس صاحب کے باقی پانچ برادران مقام پکی مردان ضلع میانوالی میں آباد ہیں۔ اور الحاج مولوی سید غلام عباس صاحب پیشنماز مقام بھکر ضلع میانوالی آباد ہیں۔ آپ عالم باعمل اور مقدس بزرگ ہیں چار دفعہ فریضہ حج بیت اللہ اور کئی مرتبہ زیارت سید الشہداء سے مشرف ہو چکے ہیں۔ آپ تبلیغ مذہب حقہ میں مصروف رہتے ہیں، آپ کی جدوجہد و محترم سید ارتضیٰ حسین صاحب نقوی مہاجر نانوتوی کی انتھک کوشش و تبلیغ سے امامیہ جامع مسجد بھکر کا سنگ بنیاد رکھا گیا جسکی تعمیر آج تک جاری ہے اور روزانہ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے آپ کے صلب سے چھ فرزند سید محمد اختر و علی اختر و حسن اختر و حسین اختر و عباس اختر و حبیب اختر و دو دختران۔ سید الطاف حسین کے دو پسر ابرار حسین و محسن حسین اور منور حسین کا پسر واصف حسین اور زدار حسین کے صلب سے پانچ پسر تنویر ابرار حسین و افتخار حسین و منیر حسین و فضل عباس و قمر عباس اور مرید عباس کا پسر رضا حسین اور گل عباس کے دو پسر خادم حسین و کاظم حسین۔

شجرہ نسب اولاد (۳) سید شاہ محمد غوث بن سید شیر شاہ جلال حیدر سرخ پوش نقوی البخاری

ان کی اولاد مندرجہ مقامات پہ آباد ہے۔ اُدرچ، بلوٹ، بھونگر، مونگہ، دبلہ گوائے و ماڑہی علاقہ کاگان و کاگان کشمیر، قصبہ اورنگ آباد دولی پور و شکار پور ضلع بلند شہر و عبداللہ پور ضلع میرٹھ و۔

(۳) سید شاہ محمد غوث کے صلب سے چار پسر (۱) سید عبدالغیاث عرف ابو الغیث (۲) سید ابوسعید (۳) سید شمس الدین عرف شادن (۴) سید عبدالکریم کے صلب سے دو پسر (۱) سید عبدالرحمٰن عرف سید محمد میاں بہلو (۱) سید نور الدین حسین ان کے صلب سے یک پسر سید محمد ان کا پسر سید ابوسعید لاولد۔

(۱) سید عبدالرحمٰن بن سید عبدالکریم کے صلب سے تین پسر (۱) سید عبدالوہاب (۲) سید معین الدین (۳) سید شاہ جنید ان کا پسر قطب شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید جلال و سید عبدالوہاب ان کے صلب سے چھ پسر سید ابوسعید و سلطان احمد و سخی شاہ و شیخ یعقوب و سید داؤد و عبدالرحمٰن ان کا پسر سید عیسیٰ ان کے صلب سے چھ پسر غازی شاہ و عبدالوہاب ان دونوں کی اولاد مقام

بھونگر مونگہ آباد ہے وسید کریم حیدر وحلیم شاہ وزنگیا جلال وحاجی امام شاہ ان کے صلب سے نو پسر سید امیر حیدر وچناشاہ وفو محمد وسید علی ومحمد تقی وسید محمود وعلی رضا وشاہ جی وسید نور حسین۔

سید جلال بن قطب شاہ کا پسر سید زمان شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید عارف شاہ ان کی اولاد مقام ہیلہ کوائے آباد ہے وسید نور شاہ نمانہ ان کے صلب سے تین پسر غلام حسین لاولد مدفون کاگان وقمر علی شاہ وشاہ زمان ان کے چار پسر شاہ مردان وشاہ حسین وفیض علی وضامن شاہ ان کے صلب سے چھ پسر حبیب شاہ ومنور شاہ وقطب شاہ وفقیر شاہ رستم علی شاہ وزمان شاہ ضامن علی کے ان پسران کی اولاد مقام ماڑی علاقہ کاگان آباد ہے اور سید فیض علی کے صلب سے نو پسر فتح علی شاہ وانور شاہ وغلام شاہ ونادر شاہ وشیر شاہ وحلیم شاہ وفقیر شاہ ومیر دل شاہ وگل شاہ ان کے صلب سے نو پسر سبحان شاہ وجمال شاہ وقاسم شاہ وگلدان شاہ واکبر شاہ ودوران شاہ و غلام علی واحمد علی ان کے صلب سے دو پسر افسر علی وقمر علی ان کے صلب سے چار پسر سید زمان شاہ ومیر حسین وصادق علی وبلے شاہ اور سید افسر علی کا پسر سید منور شاہ جاگیردار کاگان (کشمیر)

سید غلام علی کے صلب سے چھ پسر عارف شاہ وخطاب شاہ وعمر شاہ وماہولی شاہ ودولو شاہ وشاہ مردان اور دوران شاہ مذکور کے صلب سے چھ پسر سخی شاہ وزمان شاہ وجلال شاہ ورحمان شاہ وہدایت شاہ وسکندر شاہ اور سید اکبر شاہ کے پانچ پسر فقیر شاہ وناصر خسرو وسید مصطفےٰ وبائن شاہ وجلال شاہ اور گلدان شاہ مذکور کے صلب سے دو پسر شاہ مردان وفقیر شاہ اور سید قاسم شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر ستار شاہ وعطار شاہ وغلام حسن وقالو شاہ اور سید علی شاہ مذکور کے دو پسر فیروز شاہ وسید مزمل شاہ ان کا پسر محمد شاہ اور سید فیروز شاہ کا پسر سلطان شاہ ان کا پسر محمود شاہ اور میر دل شاہ بن سید فیض علی کا پسر سید شریف شاہ ان کا پسر امیر شاہ اور فقیر شاہ مذکور کے صلب سے تین پسر کرامت شاہ لاولد وعنایت شاہ ومحبوب شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید سرور شاہ واحمد شاہ وفقیر شاہ اور حلیم شاہ مذکور کے صلب سے دو پسر غلام علی واحمد شاہ اور سید شیر شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر سید حیات شاہ وامیر شاہ وفضل شاہ ومردان شاہ اور نادر شاہ مذکور کے صلب سے تین پسر مرید شاہ وبادہو شاہ وہاشم علی اور سید غلام شاہ مذکور کے دو پسر ابو تراب شاہ، مردان شاہ اور سید انور شاہ مذکور کے صلب سے دس پسر سید مہدی شاہ وحسن شاہ ومحمد علی وناصر شاہ وسمندر شاہ وحبیب شاہ وہیبت شاہ وسید شاہ وامین شاہ لاولد وسید نادر شاہ انکے صلب سے چار پسر امام علی وعلی شاہ وغازی شاہ وخطاب شاہ ان کا پسر گلاب شاہ اور غازی شاہ کے صلب سے چار پسر محمود شاہ وقاسم شاہ وستار شاہ وفقیر شاہ اور علی شاہ کا پسر سکندر شاہ ان کے صلب سے چار پسر زمان شاہ ومردان شاہ وفضل شاہ وحسین اور سید ہیبت شاہ کے صلب سے تین پسر قطب شاہ وسرور شاہ وگل شاہ اور سید حبیب شاہ کے تین پسر حیات شاہ ومحبوب شاہ وستار شاہ اور سید سمندر شاہ کے صلب سے چار پسر مہتاب شاہ ومحمد مراد شاہ ومردان شاہ ولعل شاہ اور سید ناصر شاہ کے صلب سے پانچ پسر سید احمد شاہ ومحمد شاہ وسرور شاہ واسلم شاہ وتیغ علی شاہ اور سید محمد علی مذکور کا پسر فقیر شاہ ان کے دو پسر غلام حسن وبیان شاہ سید حسن شاہ بن انور شاہ کے صلب سے پانچ پسر میاں شاہ وفقیر شاہ وزین العابدین وعلی اصغر ورحمت شاہ اور مہدی شاہ انکے چار پسر نوران شاہ وعمران شاہ ومبارک شاہ ورحم شاہ انکے دو پسر مردان شاہ واصغر شاہ اور سید فتح علی انکے پانچ پسر احمد شاہ وابراہیم شاہ ونور الحسن وولی شاہ وبہادر شاہ انکے صلب سے پانچ پسر شاہ حسین وفقیر شاہ ومرید شاہ ومراد شاہ وعجائب گل شاہ

ان کے تین پسر رحمت شاہ و مہدی شاہ، و پیر علی اور مراد شاہ کا پسر ہاشم علی اور مرید شاہ کے دو پسر سلطان شاہ و محمد شاہ اور سید فقیر شاہ کے دو پسر نظام شاہ و اصغر شاہ اور ابراہیم شاہ مذکور کے تین پسر حیات علی و غلام حسین شاہ و ہدایت علی اور احمد شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر محمد افضل و عالم شاہ و لذت شاہ و ولایت شاہ یہ تمام سادات نقوی مقام کاگان علاقہ آزاد کشمیر میں آباد ہیں۔ (۲) سید معین الدین بن سید عبدالکریم عرف سید محمد میاں پہلوان کی اولاد قصبہ اورنگ آباد و دلی پور و شکارپور ضلع بلند شہر میں آباد ہے۔ سید معین الدین کا پسر سید اویس ان کا پسر سید محمد عرف تونگر ان کے صلب سے چار پسر سید فخر الدین و مسیح الدین ہر دو لاولد و (۳) سید شہاب الدین عرف شادن (۴) سید زمان علی ان کے صلب سے تین پسر سید علی و عمران ہر دو لاولد و سید مہر علی عرف سید میران کے صلب سے تین پسر سید معین الدین و سید فخر الدین و سید صادق علی عرف سادا کے دو پسر سید مسیح الدین و لطف علی ہر دو لاولد۔ سید فخر الدین کے دو پسر سید محمد مسلم و سید محمد منور عرف منا ہر دو لاولد اور سید معین الدین کے صلب سے دو پسر سید عمران و سید علی ہر دو لاولد اور (۳) سید شہاب الدین عرف شادن کے صلب سے پانچ پسر سید صدر الدین و سید احمد و سید مبارک علی و سید اویس و بہادر علی عرف بدھو ہر سہ برادران لاولد اور سید احمد کا پسر سید ہاشم ان کا پسر سید قاسم علی ان کے دو پسر سید اعظم علی و جعفر علی ان کا پسر سید قاسم علی۔ سید اعظم علی کا پسر سید بدھو علی ان کے صلب سے دو پسر سید دلاور علی و سید علی۔ اور سید صدر الدین کا پسر سید حسین ان کا پسر سید محمدان کا پسر سید محمد اشرف علی ان کے صلب سے چار پسر (۱) سید صدر الدین و (۲) سید نظام الدین ہر دو برادران کی اولاد قصبہ اورنگ آباد ضلع بلند شہر میں آباد ہے۔ (۳) سید روح اللہ کی اولاد قصبہ شکارپور و دلی پورہ ضلع بلند شہر میں آباد ہے (۴) سید جان محمد ان کی دختر بی بی حنیفہ زوجہ سید علی اصغر ولد علی اکبر سکنہ لوہاڑہری (۱) سید صدر الدین کے صلب سے دو پسر (۱) سید عبدالعزیز (۲) سید علی اکبر ان کے صلب سے تین پسر سید جعفر علی و قمر علی و نور محمد ہر سہ لاولد (۱) سید عبدالعزیز کے صلب سے دو پسر سید مراد علی و سید صدر الدین ان کا پسر فیض اللہ ان کے صلب سے دو پسر سید شمس الدین و سید قادری ان کے دو پسر سید غفور علی و سجاد علی ان کا پسر رفیق محمد اور غفور علی کے صلب سے دو پسر سید غلام نبی و سید زوار حسین۔ سید شمس الدین کے صلب سے دو پسر غضنفر علی و نجم الدین ان کا پسر سید ذوالفقار علی ان کا پسر اعجاز حسین اور غضنفر علی کا پسر غلام نجف ان کا پسر سید محمد علی اکبر ان کے صلب سے دو پسر سید اقبال حیدر و سید سردار حیدر۔

سید مراد علی بن سید عبدالعزیز کے صلب سے دو پسر سید شجاعت علی و سعادت علی ان کے صلب سے تین پسر غالب علی و طالب حسین و بہادر علی ان کا پسر باقر علی لاولد اور غالب علی کا پسر افضل علی انکا پسر محمد علی لاولد اور طالب علی کے دو پسر حمایت علی و حاتم علی اور سید شجاعت علی کا پسر محبت علی انکے صلب سے دو پسر الٰہی بخش و نوازش علی ان کے صلب سے دو پسر اعظم علی و شجاعت علی ان کا پسر جیون علی ان کا پسر حاتم علی ان کے دو پسر محبوب علی و معصوم علی اور الٰہی بخش کے دو پسر محبت علی و شفقت علی ان کا پسر احمد حسن ان کے صلب سے چار پسر علی احمد و منظور حسن و ظہور الحسن عرف اتا و عسکری حسین اور علی احمد کے دو پسر محمد احمد و علی محمد سید نظام الدین بن محمد اشرف علی کا پسر سید محمد شاہ جیوان کے دو پسر امداد علی و ہدایت علی ان کا پسر طفیل حسین ان کا پسر محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر رضی حسین و سید حسین عرف کلوا اور سید امداد علی کا پسر سید عبداللہ ان کے صلب سے دو پسر رونق حسین و عاشق حسین ان کے دو پسر باقر حسین و قائم حسین و دختر سیدہ فاطمہ اور باقر حسین کا پسر سید محمد صادق اور سید رونق حسین کا پسر سید تصدق حسین ان کا پسر سید آل حسن ان کا پسر سید محمد اصغر۔

(۲) سید روح اللہ بن سید محمد اشرف علی کی اولاد ش مقام قصبہ شکارپور و دلی پورہ ضلع بلند شہر ان کے صلب سے (۱) سید محمد شاہ عرف سکھا و سید برہان علی و سید محمد ان کا پسر نظام اللہ ان کے دو پسر روشن علی و محمد حاجی سید برہان علی کے صلب سے دو پسر سید محمد ابراہیم و سید محمد مسیح ان کا پسر سید محمد اور سید محمد ابراہیم کا پسر سید محمد مسلم ان کے دو پسر سید وزیر علی و الفت علی ان کے دو پسر ممتاز علی و خورشید علی اور سید وزیر علی کے تین پسر قاسم علی و برکت علی و ثابت علی سید محمد شاہ عرف سکھا کا پسر سید روح اللہ ان کے دو پسر سید جان علی عرف جگن و سید امان علی عرف منگن ان کے دو پسر محسن علی و نصیب علی ہر دو لاولد اور سید جان علی عرف جگن کے دو پسر سید باغ علی و مہربان علی ان کے دو پسر سعادت علی و احمد علی ان کا پسر محبت علی ان کا پسر ضامن علی لاولد اور سید سعادت علی کے صلب سے چار پسر سید قیصر حسین و قربان حسین و سید معصوم علی و اسماعیل حسین ان کی دختر نیاز بانو اور معصوم علی کا ایک پسر محمد رضا و دختر بنیاد بیگم اور قربان حسین کا پسر مہربان حسین سید قیصر حسین کے صلب سے چار پسر سید صادق حسین و لیاقت حسین و باقر حسین و سید ذاکر حسین۔

سید باغ علی کے صلب سے چار پسر سید تہور علی و اکرام علی و سید سجاد علی و بشارت علی ان کا پسر علی حسین و سید ممتاز حسین لاولد سید بشارت علی کا پسر سید علی شیران کا پسر سید جعفر حسین عرف مٹن اور سید اکرام علی کے صلب سے تین پسر سید علی حسین و سید جعفر حسین عرف ٹہلو و سید شمس الدین ان کی دختر اعجاز فاطمہ اور جعفر حسین عرف ٹہلو کی دختر سجادی بیگم علی حسین کے دو پسر کاظم حسین و ناصر حسین اور تہور علی کے دو پسر محمد حسن و علی محمد ان کے دو پسر احمد حسین و ثابت حسین ان کا پسر اشتیاق حسین عرف علی محمد اور احمد حسین کا پسر ابن حسن اور محمد حسن کا پسر ہادی حسن ان کے صلب سے تین پسر سید وصی حیدر و سید ظہیر حیدر و سید خورشید حیدر۔

(۱) سید عبد الوہاب بن سید عبد الرحمٰن عرف سید محمد میاں بہلو بن سید عبد الکریم بن سید شاہ محمد غوث مذکور کا پسر سید رفیع الدین ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید عبد الوہاب دہلوی ان کے صلب سے دو پسر سید مزمل حسین و سید محمد مشارخ ان کا پسر سید عبد الکریم انکا پسر سید محمد سعید کا پسر سید عبد الوہاب انکا پسر سید محمد یوسف ان کے صلب سے دو پسر سید محمد باقر و سید عبد الوہاب ولد محمد سعید انکے صلب سے دو پسر سید محمد تقی و محمد یوسف ان کے صلب سے تین پسر سید زین العابدین و سید محمد رفیع عرف سید پیر محمد و سید جلال ان کا پسر سید علی رضا ان کا پسر محمد رضا ان کا پسر سید محمد اور سید محمد رفیع عرف سید پیر محمد کا پسر سید اسد اللہ ان کا پسر سید مصطفےٰ اور سید مزمل حسین کا پسر سید نظام الدین نساب انہوں نے اپنے اجداد کے کہنہ انساب کی روشنی میں سادات نقوی البخاری کا مستند نسب نامہ مہروں سے ثبت شدہ لکھا ہے۔ ان کے صلب سے دو پسر سید عبد الغفار و سید محمد فتح گجرات آپ کی شجاعت اور جوانمردی کا کارنامہ تھا۔ اس امر کا تذکرہ اکبر نامہ میں بھی ہے۔ سید عبد الغفار کا پسر سید احمد ان کا پسر سید محمد مسلم ان کے صلب سے دو پسر سید عنایت اللہ و سید عبد اللہ ان کے صلب سے دو پسر محمد اسحاق و سید عطا اللہ اور سید عنایت اللہ کے صلب سے دو پسر سید محمد اشرف و سید احمد۔

(۲) سید ابوسعید (۳) سید شمس الدین عرف شادان کی اولاد متفرق مضافات اوچ و بلوٹ وغیرہ میں آباد ہے۔

(۱) سید عبد الغیاث عرف ابو الغیث بن سید شاہ محمد غوث مذکور کی اولاد امجاد در قصبہ عبد اللہ پور ضلع میرٹھ و کوٹ سید عبد الغیاث کے صلب سے دو پسر (۱) سید عبد اللہ عرف بدن (۲) سید ابو الفتح ان کا پسر سید محمود ان کے صلب سے تین پسر سید زین العابدین و

سید جلال الدین لاولد سید رکن الدین ان کا پسر سید حامد علی ان کے صلب سے دو پسر سید ابوصلت عرف شادی وسید عبدالغنی ان کے صلب سے دو پسر سید حامد علی و فرید الدین ان کے صلب سے دو پسر سید حسین وسید محمود اور سید زین العابدین کے صلب سے دو پسر سید ابوالفتح وسید عبدالسلام معروف مسیح ان کا پسر سید زندہ علی ان کے صلب سے دو پسر سید شہاب الدین عرف شادو سید مسیح ان کا پسر سید غلام حسین اور سید ابوالفتح کا پسر سید ابوسعید ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید ابوالحسن کولیا کوری ان کے صلب سے دو پسر سید حامد علی وسید جلال الدین ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید تاج الدین اور سید حامد علی کے صلب سے تین پسر سید زین العابدین عرف بازید وسید جمال الدین وسید کمال الدین ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر مراد علی ان کے صلب سے دو پسر سید حاتم علی وسید مصطفےٰ ان کے صلب سے دو پسر سید ہدایت اللہ وسید عنایت اللہ لاہوری۔

سید جمال الدین کا پسر سید علاؤ الدین ان کے صلب سے دو پسر سید جان محمد جونپوری وسید امان محمد لاہوری اور سید زین العابدین عرف بازید کا پسر سید بدیع الزمان ان کا پسر سید محمد عاقل ان کا پسر سید محمد فاضل ان کا پسر سید محمد عارف عرف گھسا ان کے صلب سے دو پسر سید بدیع الزمان و برہان الدین اور سید عبداللہ عرف عذن بن سید ابوالغیث کے صلب سے تین پسر سید حسن وسید عبدالقادر وسید لطف اللہ ان کا پسر سید اللہ دیا ان کا پسر سید جلال الدین ان کا پسر سید محمد جان ان کا پسر نظام الدین ان کا پسر سید فخر الدین ان کے صلب سے دو پسر سید جعفر علی وسید محمد فرید۔ اور سید عبدالقادر کے صلب سے دو پسر سید ابوطیب وسید ابوسعید ان کے صلب سے دو پسر سید بدرالدین عرف بدھو وسید اسماعیل ان کے صلب سے دو پسر سید عبداللہ و دریا خان ان کا پسر سید ابوسعید اور سید حسن بن سید عبداللہ عرف عذن کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر سید بازید ان کا پسر سید محمد مسیح ان کا پسر سید محمود ان کے صلب سے دو پسر سید حامد وسید احمد ان کا پسر سید فرید اور سید حامد کے صلب سے تین پسر نواب سید بازید عرف سید مصطفےٰ خان وسید روح اللہ وسید عبداللہ انہوں نے عبداللہ پور آباد کیا۔ سید روح اللہ کے صلب سے دو پسر سید جعفر وسید خان محمد، لاولد

نواب بازید سید مصطفےٰ خان کے صلب سے چار پسر نواب سید دیندار خاں عرف بھورا وسید اسد اللہ و دیوان سید محمد باقر و دیوان سید علی اکبر ان کے صلب سے دو پسر سید مزمل اللہ وسید فضل اللہ عرف سید بدھن۔

دیوان سید محمد باقر کے صلب سے تین پسر سید محمد ناصر وسید پیر محمد عرف پیرو وسید مجاہد خان ان کے صلب سے دو پسر سید جلال الدین وسید شہاب الدین!

اور نواب سید دیندار خان کے صلب سے دو پسر سید عبدالرسول وسید بازید اور سید عبدالرسول بن نواب سید دیندار خان کا پسر سید محمد صلاح الدین ان کا پسر سید محبوب علی ان کا پسر سید عاشق علی ان کا پسر سید یاد علی۔

سید یاد علی ان کے صلب سے دو پسر سید حسین لاولد وسید فتح حسین ان کے صلب سے دو پسر سید عارف علی و عاشق علی ان کا پسر سید حسن محمد ان کا پسر سید عاشق علی اور سید عارف علی کا پسر سید صغیر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید عارف علی وسید شفقت حسین وسید فتح حسین انہوں نے شہر کوئٹہ بود و باش اختیار کی۔

اور سید بازید بن نواب سید دیندار خان کا پسر سید عبدالواحد ان کے صلب سے دو پسر سید غلام محمد و دیندار علی خان ان کے صلب سے دو پسر سید عبدالغنی و سید غلام مصطفےٰ ان کے صلب سے تین پسر سید دیندار علی و سید غلام مرتضیٰ و سید غلام علی ان کے صلب سے تین پسر سید محبوب علی و سید مشفق علی و سید عالم علی۔

سید غلام مرتضےٰ کے صلب سے تین پسر سید اسد علی و سید امجد علی و سید معراج علی ان کے صلب سے دو پسر سید اکبر علی و سید حیدر علی اور سید امجد علی کے صلب سے دو پسر سید فرزند علی و سید امیر علی ان کا پسر سید غلام محمد اور سید فرزند علی کا پسر سید حسن ان کا پسر سید غضنفر حسین ان کا پسر سید اسد حسین۔

(۴) سید احمد کبیر بن سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش مدفون اوچ کے صلب سے دو فرزند ارجمند متولد ہوئے (۱) مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت (۲) سید محمد صدرالدین راجن قتال۔

(۱) شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشتؒ

ان کے صلب سے تین فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید نور ناصر الدین محمود الکی (۲) سید محمد اکبر المعروف سید جلال ان کی والدہ ماجدہ آمنہ دختر عبداللہ حاکم روم تھیں ان کی اولاد و امجاد در روم و ترکستان بکثرت (۳) سید عبداللہ قتال ان کی اولاد و امجاد در سمانہ و جکش، سامانہ ریاست پٹیالہ وغیرہ،

(۱) سید نور ناصر الدین محمود الکی کے صلب سے اٹھارہ فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید شاہ حامد کبیر کی اولاد و امجاد در قنوج و اضلاع ملتان و مظفر گڑھ و جھنگ کی متفرق بستیوں اور گورو کا جنڈیالہ ضلع امرتسر وغیرہ (۲) سید میران شرف الدین کی اولاد و امجاد در ننڈالہ پکہ سیدان ضلع گوجرانوالہ و قصبہ بھکر وغیرہ (۳) سید شاہ فضل اللہ کی اولاد و امجاد در کھرلی تجارہ و سرساوہ و کنجپاہ در شہر سہارنپور و سونی پت وغیرہ (۴) سید علیم الدین کی اولاد امجاد در قصبہ بٹالہ وغیرہ (۵) سید شاہ اسماعیل معروف وجیہ الدین کی اولاد امجاد در عبداللہ پور ضلع میرٹھ و اورنگ آباد وغیرہ (۶) سید نظام الدین کی اولاد و امجاد در موضع زاہد پور ضلع گورداسپور وغیرہ (۷) سید شہاب الدین کی اولاد و امجاد در کپورتھلہ و سیتا پور، وغیرہ (۸) سید برہان الدین کی اولاد و امجاد در گجرات وغیرہ (۹) سید عبدالرزاق عرف عبداللہ قطب قتال کی اولاد امجاد در دتانہ ضلع مظفر نگر و قصبہ نانوتہ و سونی پت و کوڑ نیاڑ علاقہ گجرات کاٹھیاواڑ وغیرہ۔ (۱۰) سید شاہ علاؤ الدین کی اولاد و امجاد در اوچ وغیرہ (۱۱) سید اسلام شاہ (۱۲) سید کمال الدین (۱۳) سید سراج الدین (۱۴) سید عبدالحق (۱۵) سید بہاؤ الدین (۱۶) حسام الدین (۱۷) سید تیمور شاہ عرف طیفور (۱۸) سید قیوم اللہ عرف گنام (بحوالہ قلمی نسب نامہ مرتبہ نظام الدین مذکور۔)

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد سیّد احمد یا حامد کبیرؒ

ان کی اولاد مقامات ٹھٹھی بالا راجہ و بخشی والا و گھی والا ضلع جھنگ و شاہ دولت نہنگ و سنت پور و میراوالہ ضلع ملتان و چک نورنگ شاہ و دائرہ دین پناہ و درگاہی شاہ ضلع مظفر گڑھ و ڈوھلیانوالہ تحصیل پنڈی گھیپ و گورو کا جنڈیالہ ضلع امرتسر وغیرہ میں آباد ہے۔

سیّد احمد یا حامد کبیر بن سیّد جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کا پسر سیّد رکن الدین ان کا پسر سیّد محمد کیمیا نظر موج دریا ان کا پسر سیّد بڈھے شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر (۱) سیّد شاہ اسماعیل (۲) سیّد عبدالرحمٰن (۳) سیّد حسن (۴) سیّد محمد راجن (۵) سیّد حسین ان کی اولاد شاہ دولت نہنگ ضلع جھنگ میں آباد ہے اور (۴) سیّد محمد راجن کے صلب سے دو پسر سیّد غلام علی و سیّد زین العابدین ان کی اولاد مقام سنت پور و میراوالہ ضلع ملتان میں آباد ہے اور سیّد غلام علی کی اولاد مقام چک نورنگ شاہ ضلع مظفر گڑھ میں آباد ہے (۳) سیّد حسن مذکور کا پسر سیّد سخی دین پناہ ان کی اولاد مقام دائرہ دین پناہ و درگاہی شاہ ضلع مظفر گڑھ میں آباد ہے۔ (۲) سیّد عبدالرحمٰن مذکور کی اولاد ڈوھلیانوالہ تحصیل پنڈی گھیپ میں ہے۔ (۱) سیّد شاہ اسماعیل مذکور کا پسر سیّد فتح شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر سیّد احمد شاہ و سیّد فتح علی شاہ و سیّد حسن و سیّد جہانیاں شاہ و سیّد مبارک شاہ ان کی اولاد و امجاد در ضلع شاہ پور اور سیّد مبارک شاہ کی اولاد موضع موضع بخشے والا اور سیّد حسن کا پسر سیّد زین العابدین انکا پسر سیّد محمد شاہ ان کا پسر سیّد فتح شاہ انکا پسر سیّد رنگ شاہ انکا پسر سیّد نوبہار شاہ انکا پسر سیّد امام شاہ انکا پسر سیّد حسن شاہ انکے صلب سے دو پسر سیّد مہر شاہ و سیّد چراغ شاہ انکا پسر ذکر محمد اور سیّد مہر شاہ کا پسر سیّد غلام رسول اور سیّد فتح علیشاہ مذکور کی اولاد موضع گھی والا میں آباد ہے۔ اور سیّد احمد شاہ مذکور کا پسر سیّد جعفر شاہ ان کا پسر سیّد صاحب شاہ ان کا پسر سیّد کرم علی ان کا پسر سیّد امام شاہ ان کا پسر سیّد محمد شاہ ان کا پسر ویران شاہ۔ ان کا پسر سیّد امیر شاہ ان کا پسر سیّد نوبہار شاہ ان کا پسر سیّد سلطان علی ان کا پسر سیّد غلام محمد ان کی اولاد موضع ٹھٹھی بالا راجہ ضلع جھنگ میں آباد ہے۔

سیّد بالا بڈھا کبیر بن سیّد احمد کبیر بن سیّد نوبہار ناصر الدین محمود والہٰی مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد ناصر الدین (۲) مخدوم سیّد محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد بالا بڈھے شاہ و فاضل شاہ ان کا پسر نواب علی ان کا پسر رضا حسین ان کا پسر سیّد محبوب علی ان کا پسر سیّد میہن شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد نادر شاہ و عظیم شاہ ان کا پسر سیّد بڈھے شاہ ان کا پسر علی محمد ان کے صلب سے پانچ پسر سیّد سردار علی و غلام محمد و غلام شاہ و آمد شاہ و شاہ محمد اور بالا بڈھے شاہ مذکور کا پسر امیر شاہ ان کا پسر سیّد ممتاز شاہ ان کا پسر سیّد قاسم شاہ ان کا پسر سیّد موسیٰ شاہ ان کا پسر سیّد نذیر حسین ان کا پسر سیّد بالا شاہ ان کا پسر سیّد علی حیدر ان کا پسر سیّد حسام الدین ——————— ان کا پسر سیّد فضل حسین ان کا پسر سیّد اکبر حسین ان کا پسر سیّد غلام عباس ان کا پسر سیّد علی اصغر ان کا پسر سیّد شاہ میران کا پسر سیّد شیر علی ان کا پسر سیّد شاہ حکیم اللہ اکبر ان کے صلب سے چار پسر سیّد لال شاہ و سیّد سردار علی و سیّد جھنڈے شاہ و سیّد دیدار علی شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد بشیر حسین

وسید اصغر علی اور سید جھنڈے شاہ کے صلب سے دو پسر سید علی حسین و سید ممتاز حسین اور سید سردار علی کا پسر سید مقبول شاہ یہ سب سادات نقوی موضع گورو کا جنڈیالہ ضلع امرتسر میں آباد ہیں۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد

(۱۴) سید شاہ اسماعیل عرف وجیہ الدین بن سید نور ناصر الدین محمود انکی بن مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی اولاد مقامات عبداللہ پور ضلع میرٹھ و اورنگ آباد و خیر پور میرس و موضع میرسو ضلع خیر پور میرس میں آباد ہے۔ (۱۵) سید شاہ اسماعیل کا پسر سید احمد کبیر انکا پسر سید حسین انکا پسر سید زین العابدین معروف زین الملک انکا پسر سید برہان الدین انکا پسر سید عبداللہ انکا پسر سید مصطفےٰ انکا پسر سردار علی انکا پسر سید باقر حسین ان کا پسر سید نادر علی جد سادات عبداللہ پور ان کے صلب سے چار فرزند متولد ہوئے۔ (۱) سید منظہر علی لاولد (۲) سید رضا علی (۳) سید سردار علی (۴) سید نصیر الدین ان کے صلب سے تین پسر سید نادر علی و سید امام بخش و سید قاسم علی ان کا پسر سید معشوق علی ان کے صلب سے دو پسر سید سردار علی و سید قائم علی ان کے صلب سے دو پسر سید معشوق علی و سید محمد کاظم و دختر رفیق فاطمہ زوجہ سید مروت حسین اور سید معشوق علی کے صلب سے تین پسر سید سبط حسن و سید قائم حسین و سید عزیز الحسن اس نے موضع میرسو ضلع خیر پور میرس بود و باش اختیار کی ان کی زوجہ اولی کے بطن سے دو پسر سید علی حسین و سید آل عباس و دختر سبط فاطمہ و زوجہ ثانیہ کے بطن سے تین پسر سید قاسم رضا و محمد کاظم و سید ساجد حسین اور سید علی حسین کا پسر سید علی اوسط و دختر عظمیٰ النساء اور سید آل عباس کا پسر رضا عباس اور سید محمد کاظم کے صلب سے پانچ دختران علیہ بانو زوجہ محمد رفیع سکنہ اورنگ آباد و عظمیٰ النساء و علیہ فاطمہ و بیگم النساء و حسینی بیگم اور سید سبط حسن و سید قائم حسین پسران سید معشوق علی ان دونوں برادران نے خیر پور میرس سکونت اختیار کی۔ سید سبط حسن کے صلب سے تین پسر سید داور عباس و سردار عباس و جیون علی و دختران تسلیم بانو و رفیق بانو و کلثوم فاطمہ۔ سید داور عباس کا پسر رضا عباس اور سید قائم حسین کے صلب سے تین پسر سید سلطان حیدر و سید مقبول حیدر و سید محمد حیدر و دختران ملیکہ خاتون و سلطان زہرہ اور سید سلطان حیدر کے صلب سے دو دختران شگفتہ و ش ائستہ اور سید امام بخش ۔ ۔ الدین انکے صلب سے دو پسر کاظم علی و منظہر علی و دختر عظیم النساء کاظم علی کا پسر سید قیصر علی (۲) سید رضا علی بن سید نادر علی کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین و سید باقر حسین عرف بھکا۔ یہ دونوں برادران اورنگ آباد میں موجود ہیں۔ سید باقر حسین عرف بھکا کا پسر سید کرامت علی و دختران بی بی دولت و بی بی رحمت اور سید غلام حسین کا پسر سید نیاز علی ان کے صلب سے دو پسر سید سرفراز علی و سید فراغت علی۔

❖

زیر تعمیر قصر زینبیہ کا بیرونی حصہ بھکر

جناب سید وزارت حسین نقوی ایڈووکیٹ
مہتمم قصر زینبیہ (بھکر)، صفحہ ۶۲۹

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد سیّد شاہ فضل اللہ بن سیّد نور ناصر الدین محمود ٹکی

بن مخدوم سیّد جلال الدین جہانیاں جہاں گشت مقامات کھرلی متصل نور تجارہ و شاہ پور نواب و خواص شہر سہارنپور و قصبہ سرساوہ و کبھنا ور ضلع سہارنپور و قصبہ نانوتہ و لاہور و رجوعہ سادات و بھکر ضلع میانوالی و کراچی۔

سیّد شاہ فضل اللہ کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد عبدالقادر (۲) سیّد نصیر الملک (۳) سیّد شاہ وجیہ الدین ان کے صلب سے چھ پسر (۱) سیّد علیم الدین کی اولاد امجاد در کھرلی متصل نور تجارہ (۲) سیّد شاہ فخر الدین (۳) سیّد زین العابدین (۴) سیّد داؤد (۵) سیّد دیندار علی عرف سیّد شاہ دینا کی اولاد و امجاد در شاہ پور نواب

(۶) سیّد محسن علی جد سادات نقوی قصبہ سرساوہ و سہارنپور وغیرہ ان کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد محمد ابراہیم (۲) سیّد شاہ عطاء اللہ (۳) سیّد شاہ عمران عرف شاہ عمران کا پسر سیّد شاہ بحر جاب لاولد۔

(۲) سیّد شاہ عطاء اللہ کے صلب سے سات پسر سیّد روشن علی و معین الدین و افضل علی و سیّد ضیاء الدین و سیّد فاخر علی و نظام الدین یہ شش فرزندان لاولد و ساتواں پسر سیّد فیض علی ان کا پسر سیّد روشن علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد تہور علی نساب و سیّد اصغر علی شاہ و سیّد اکبر علی شاہ مفقود الخبر اور سیّد اصغر علی شاہ کے صلب سے تین پسر سیّد بہیر علی و احمد علی و سیّد شیر علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد علی و سیّد بنیاد علی. سیّد تہور علی نساب انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے نسب نامہ کی توضیح کی. ان کا پسر سیّد فدا حسین ان کے صلب سے دو پسر سیّد لیاقت حسین و سیّد فضل حسین شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد ممتاز حسین و سیّد انصار حسین عرف سیّد نثار حسین ان کے صلب سے دو پسر سیّد ضمیر حیدر و امیر حیدر ہر دو برادر رجوعہ سادات موجود ہیں اور سیّد ممتاز حسین شہر کراچی اور سیّد لیاقت حسین مذکور کے صلب سے دو پسر سیّد شفقت حسین و مختار مہدی معروف علی مہدی و دختران زہرا بیگم منکوحہ ولایت حسین و محمود خاتون منکوحہ ابرار حسین اور سیّد مختار مہدی معروف علی مہدی کے صلب سے دو پسر سلیمان حیدر و سیّد مشاغل حیدر ہر دو برادر لاہور آباد ہیں، اور سیّد شفقت حسین کے صلب سے تین پسر سیّد ظہیر حیدر و اظہر حیدر و راغب حسین ہر سہ برادر کراچی آباد و دختران رئیس فاطمہ زوجہ آفتاب حسین و مختار فاطمہ (اور (۱) سیّد محمد ابراہیم کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد عبداللہ شاہ لاولد (۲) سیّد اسد اللہ شاہ کے صلب سے تین پسر سیّد امتیاز علی و دلدار علی ہر دو لاولد و سیّد ذوالفقار علی ان کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد مدد علی (۲) سیّد امام علی عرف امامن (۳) سیّد علی بخش عرف نتھو شاہ ان دونوں برادران موخر الذکر کی اولاد موضع کبھنا در ضلع سہارنپور میں آباد ہے اور (۱) سیّد مدد علی کے صلب سے پانچ پسر سیّد امیر علی و سیّد وزیر علی و سیّد شہامت علی لاولد و سیّد کبیر علی ان کی اولاد در کبھنا ور مذکور (۵) سیّد کرامت علی کا پسر سیّد مشفقت علی لاولد اور سیّد امیر علی کے صلب سے چھ پسر سیّد ناصر حسین لاولد و تفضل حسین و امداد حسین و خادم علی و سیّد علی و سیّد احمد علی ان کا پسر اسحاق علی اور سیّد علی کا پسر سیّد اللہ دیا۔

سید خادم علی کا پسر سید ہادی حسن اور سید امداد حسین کا پسر ممتاز حسین اور تفضل حسین کے دو پسر حبیب حسین و عاشق حسین مفقود الخبر۔

سید وزیر علی بن سید مدد علی کے صلب سے چار پسر سید نیاز حسین و سید علی حسین و محمد حسین و سید عطا حسین لاولد۔ سید محمد حسین کے صلب سے دو پسر سید ہادی حسن و مہدی حسن اور سید علی حسین کے دو پسر سید قربان علی عرف بندو و سید ریاض حسین عرف رضا حسن اس کی دختر نیاز بانو اور سید نیاز حسین کے صلب سے تین پسر سید امیر حسین و علی حسین و سید ناظر حسن لاولد و دختر اکبری بیگم اور سید علی حسین کا پسر سید داور حسین اس نے قصبہ نانوتہ محلہ قاضیان میں سکونت اختیار کی۔ سید امیر حسین کے صلب سے دو پسر سید ولایت حسین و سید سجاد حسین و دختر ام البنین عرف نبنی زوجہ سید محمد یوسف ولد ظفر حسین سید سجاد حسین و سید ولایت حسین ان دونوں برادران نے قصبہ بھکر ضلع میانوالی سکونت اختیار کی۔

سید سجاد حسین سید ولایت حسین کی زوجہ اولیٰ شکیلہ بیگم عرف بدھو دختر وقار حسین ولد محمد علی سہارنپوری محلہ کھالہ پار کے بطن سے دو پسر سید وزارت حسین ایڈووکیٹ بھکر و سید علی انصر اور زوجہ ثانیہ طاہرہ بیگم دختر محمد حسین کے صلب سے چار پسر سید کاظم رضا و ناصر رضا و شبیر رضا و سلیم رضا و دختران شاہدہ بیگم عرف جانی و مسودہ۔

سید وزارت حسین ایڈووکیٹ مذہبی امور میں عموماً جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ سیرت حسین کے جلوس کا انعقاد عید گاہ شیعہ کی تعمیر حسینی مزار اور قصر زینبیہ کا سنگ بنیاد جس کی تعمیر جاری ہے آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے آپ کی زوجہ شمیم زہرہ دختر سید شفق حسین ولد سید ولی محمد حسینی الترمذی سکنہ نین پور کے بطن سے ہنوز سید سکندر رضا و سید شہزاد رضا و سید ضیغم رضا و سید حسین سہیل و سید حسین عامر و سید احمد فہیم و دختران ثمینہ نقوی و عالیہ نقوی۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد سید میراں شرف الدین بن سید نور ناصر الدین محمود ڈکی مذکور

جو مقامات نڈالہ پکہ سیداں ضلع گوجرانوالہ و قصبہ بھکر ضلع میانوالی و ڈیرہ اسماعیل خان اور مضافات اوچ میں آباد ہے۔

سید میرن شرف الدین ان کا پسر سید نظام الدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید جلال شاہ (۲) سید رکن الدین ان کے صلب سے دو پسر سید نظام محمد و سید شاہ محمد ان دونوں برادران کی اولاد مضافات اوچ میں آباد ہے۔

(۱) سید جلال شاہ کے صلب سے دو پسر (۱) سید شمس الدین جد سادات نڈالہ پکہ سیداں ڈاکخانہ بوتالہ جھنڈا سنگھ ضلع گوجرانوالہ (۲) سید رکن الدین جد سادات نقوی البخاری قصبہ بھکر ضلع میانوالی۔

(۱) سید شمس الدین ان کا پسر سید نور الدین ان کا پسر سید قطب الدین انکا پسر سید حسین شاہ ان کا پسر سید عبدالرزاق ان کا پسر سید مصطفیٰ شاہ ان کا پسر سید محمد شاہ انکا پسر سید منعم علی ان کا پسر سید علی اکبر ان کے صلب سے دو پسر احمد شاہ و محمد شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید حیدر شاہ

وغلام شاہ ان کے صلب سے دو پسر شیر علی شاہ و بہادر علی شاہ ان کے صلب سے چار پسر سید غلام علی وظہور علی و احمد شاہ و سید نشان علی اور سید شیر علی شاہ کے صلب سے تین پسر سید کاظم حسین و سید ناصر حسین و سید جعفر حسین اور سید احمد شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر سید صالح شاہ و جیون شاہ و نورنگ شاہ و خیر شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید طالب علی و سید مہر شاہ ان کے صلب سے یک پسر سید سکندر شاہ اور سید طالب علی کے صلب سے تین پسر سید حسین شاہ و شہباز محمد و سید حسنین شاہ اور سید نورنگ شاہ کے صلب سے دو پسر ملنگ شاہ و سردار شاہ ان کا پسر فضل حسین اور ملنگ شاہ کے صلب سے دو پسر سید محمد شاہ و سید دیوان شاہ ان کا پسر سید غضنفر علی اور سید جیون شاہ مذکور کا پسر سید حیات شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید محمد شاہ و سید برکت علی شاہ نساب و سید فرزند علی ان کا پسر سید تصدق حسین اور سید برکت علی شاہ نساب، یہ شجرہ نسب مڈالہ پکہ سیدان [illegible] کے قلم کا لکھا ہوا ہے ان کے صلب سے چار پسر سید عاشق علی و سید اسیر حسین و سید لطیف حسین و سید شبیر حسین۔ اور سید صالح شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر سید چراغ شاہ و حسین شاہ و فتح علی و سید ہدایت علی ان کا پسر سید جعفر شاہ سید فتح علی کا پسر سید محمد حسین اور سید حسین شاہ کا پسر سید خادم حسین اور سید چراغ شاہ کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے۔

سید محمد اشرف و سید نذیر حسین و سید خیرات علی و سید شیر شاہ یہ سب سادات نقوی موضع مڈالہ پکہ سیدان میں موجود ہیں۔

(۲) سید رکن الدین جد سادات نقوی البخاری قصبہ بھکر ضلع میانوالی

(۲) سید رکن الدین بن سید جلال شاہ بن سید نظام الدین بن سید میراں شرف الدین بن سید نور ناصر الدین محمود انکی مذکور کا پسر سید احمد ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر سید شیخ محمد ان کا پسر سید پیر کمال الدین ان کا پسر سید اسماعیل شاہ ان کا پسر سید جلال شاہ ان کا پسر سید شرف الدین قتال ان کے صلب سے تین پسر سید عبداللہ و سید محمد باقر و سید دولت علی ان کا پسر سید نذر الدین ان کا پسر سید شمس الدین ان کے صلب سے دو پسر سید بہاؤ الدین و سید عبدالوہاب متقی ان کے صلب سے چار پسر سید عبداللہ شاہ و شکور شاہ و سید فاضل شاہ و سید نور شاہ ان کا پسر سید اسلام شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید سلطان شاہ و سید حیدر شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید جیون شاہ و مولوی سید حامد علی شاہ مبلغ و نساب یہ بزرگ بسلسلہ تبلیغ مذہب مقام ڈیرہ اسماعیل خان سے وارد بھکر ضلع میانوالی ہوئے۔ اور یہیں سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر سید علی شاہ و محمد حسین شاہ ان کا پسر سید اورنگ زیب شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید عبدالمنان و عبدالغفار شاہ و سید عبدالستار شاہ اور سید علی شاہ کے صلب سے پانچ پسر سید باقر حسین شاہ و محسن علی شاہ و حامد حسین شاہ و صادق حسین شاہ و سید بشیر حسین شاہ ایڈووکیٹ میانوالی ان کے صلب سے چھ پسر سید مہدی حسین شاہ و اطہر حسن شاہ و محمود الحسن و سجاد حسن و سید سبطین الحسن و سعادت حسین۔

سید صادق حسین شاہ کے دو پسر سید علی شاہ و اقبال حسین شاہ اور سید محسن علی شاہ کے پسر سبطین اختر و حسین اختر۔

سید باقر حسین شاہ کے پسر سید عابد حسین و ساجد حسین شاہ و سید شاہد حسین شاہ۔

سید حامد حسین کے صلب سے سات پسر سید الطاف حسین شاہ و اکبر علی شاہ و اصغر علی شاہ و عقیل علی شاہ و عنایت علی شاہ و کفایت علی شاہ و مرید عباس اور

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد سید عبد الرزاق المعروف سید عبد اللہ قطب قتال

بن سید نور ناصر الدین محمود اٹکی مذکور کے صلب سے دو پسر ۱، سید جان المظفر جد سادات نقوی دتانہ ضلع مظفر نگر و قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور وغیرہ ۲، سید صالح محمد عرف سراج الدین جد سادات نقوی مقام کوڑنیاڑ مضافات گجرات کاٹھیاواڑ کیوں تھلہ

سید صالح محمد عرف سید سراج الدین کا پسر سید نصیر محمد ان کا پسر سید علیم الدین ان کا پسر سید محمد عرف سید جی ان کا پسر سید سالم ان کا پسر سید مجید الدین عرف مجھن ان کا پسر سید عبد الرحمٰن ان کا پسر سید ریاض محمد عرف راجو ان کا پسر سید ضیاء الدین ان کا پسر سید فیض اللہ ان کا پسر سید ضیاء الدین عرف برکت میاں ان کا پسر سید داؤد میاں ان کا پسر سید بہادر علی عرف بڑا میاں ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید واحد علی عرف بڑا میاں مقام کوڑنیاڑ مضافات گجرات کاٹھیاواڑ موجود

سید شہاب الدین بن سید نور ناصر الدین محمود اٹکی ان کا پسر سید حسام الدین ان کا پسر سید ابو محمد ان کا پسر نصیر الدین ان کا پسر سید عثمان ان کا پسر سید مسیب ان کا پسر سید نظام الدین محمود اٹکی ان کا پسر سید نظام الدین مدفون بڑا گاؤں ضلع الہ آباد ان کا پسر سید محمد سلیم ان کا پسر سید دوست محمد ان کا پسر سید امین الدین ان کا پسر سید محمد عارف مدفون گجرات ان کی اولاد مقام کیور تھلہ میں آباد ہے۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری قصبہ بٹالہ اولاد سید علیم الدین بن سید نور ناصر الدین محمود اٹکی مذکور

سید علیم الدین بن نور ناصر الدین محمود اٹکی کا پسر سید جلال الدین ان کا پسر علیم الدین انکا پسر نظام الدین انکا پسر میران محمد معروف موج دریا ان کا پسر سید شہاب الدین نہرہ ان کا پسر سید محسن شاہ ان کا پسر مصطفےٰ شاہ انکا پسر فتح علی شاہ مدفون امرتسر انکے صلب سے دو پسر سید مشک علی شاہ و سید امام شاہ ان کا پسر کمار شاہ معروف کٹڑا شاہ ان کا پسر امیر علی شاہ انکا پسر غلام حسین انکا پسر خوف علی ان کا پسر سید ضامن علی اور مشک علیشاہ کے صلب سے دو پسر محمد غوث شاہ نورانی و دائم شاہ ان کا پسر خوجے شاہ انکا پسر سید ہتو شاہ انکا پسر شیر شاہ انکے صلب سے دو پسر حسین علی شاہ سوار و حیدر حسن انکے دو پسر سید انور حسین و محمد چراغ شاہ انکا پسر شیر شاہ اور سید انور حسین کے صلب سے تین پسر سید ریاض حسین و سید نذیر حسین و سید منظور حسین اور سید محمد غوث شاہ نورانی کے صلب سے دو پسر سید حیات علی و حیدر شاہ انکا پسر صادق علی شاہ انکے صلب سے دو پسر عبد اللہ شاہ نوری و سید فتح علی شاہ انکے صلب سے چار پسر سید وارث علی و محمد شاہ و احمد شاہ و فضل علی شاہ انکے صلب سے دو پسر سید غلام عباس و سید زین العابدین انکے صلب سے پانچ پسر سید کلب حسین و افضال علی و باقر علی و فضل علی و سید محمد یعقوب اور غلام عباس کا پسر سید صادق حسین انکے صلب سے تین پسر سید ظفر حسن و خادم حسین و ظفر حسن انکے دو پسر نذر مہدی و ظفر مہدی سید ظفر حسن کے دو پسر سخاوت حسین و خادم حسین انکا پسر دلشاد حسین اور سید احمد شاہ مذکور کا پسر سید حسن علی انکے پسر احمد شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید محمد حسین و علی حسین

وفضل حسین ان کا پسر حسین شاہ اور سید علی حسین کا پسر سید فقیر حسین اور محمد شاہ مذکور کے صلب سے تین پسر سید رحمت علی وکرم علی ومدد علی شاہ ان کے صلب سے تین پسر حیدر حسین وسید سردار حسین وسید نواب علی ان کے صلب سے دو پسر سید طالب حسین وخادم حسین اور سردار حسین کے دو پسر سید شبیر حسین وسید نذیر حسین اور سید حیدر حسن کے دو پسر سید احمد حسن وفیض الحسن اور سید وارث علی مذکور کے صلب سے تین پسر سید برکت علی وسید احسان علی شاہ و سید شبیر علی ان کا پسر ظہور الحسن ان کے صلب سے تین پسر سید ناصر حسین وذاکر حسین والطاف حسین اور احسان علی شاہ کے دو پسر سید نوازش علی ومنظور علی ان کے دو پسر بوٹے شاہ ونثار علی اور سید برکت علی کے دو پسر غلام علی وچراغ علی ان کے صلب سے تین پسر سید قیصر حسین ونذر حسین وسلیمان حسین اور غلام علی کے صلب سے چار پسر مبارک علی والطاف حسین وعلی رضا ومشتاق حسین سید عبداللہ شاہ نوری بن سید صادق علی شاہ کے صلب سے پانچ پسر مشک علی شاہ ونادِ علی وچراغ علی شاہ وسید علی شاہ واصغر علی شاہ ان کے دو پسر خیر علی شاہ ولطف علی شاہ ان کا پسر ایوب علی شاہ ان کے دو پسر احمد کبیر ومصطفےٰ حسین اور سید علی شاہ کے صلب سے دو پسر سید حسین علی وسید حسن علی ان کے پسر مراتب علی وچراغ علی شاہ ان کے دو پسر فضل محمد وغلام مرتضیٰ ان کے صلب سے چار پسر نیاز علی وفضل احمد وعلی احمد وعلی حسین ان کے دو پسر بشیر حسین وشبیر حسین اور علی احمد کا پسر سید مراد علی عرف بڈھے شاہ ان کے صلب سے تین پسر ارشاد علی وذوالفقار حیدر وصفی الدین اور سید نادعلی کا پسر جیون شاہ ان کے صلب سے یک پسر فتح علی شاہ اور سید مشک علی شاہ کے صلب سے دو پسر سید باغ علی وسید حسین شاہ عرف نبی شاہ اور سید حیات علی بن سید محمد غوث نورانی ان کا پسر بڈھن شاہ ان کا پسر سید فاضل شاہ ان کے صلب سے شش پسر سید بہاول شیر وعلی شیر وباقر علی شاہ وجعفر شاہ ومحمد علی لاولد واحمد شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر سید اکبر حسین وسید کاظم حسین وعباس علی وصادق علی واصغر حسین اور سید جعفر شاہ کے صلب سے چار پسر سید واجد علی وشاکر علی ومحمد جعفر وسید علی محمد اور سید باقر علی شاہ کے صلب سے پانچ پسر سید محمد محسن وسید محمد رضا ومحمد قاسم و محمد حسن وسید محمد حسین اور سید علی شبیر کے دو پسر سید حسن وزین العابدین ان کا پسر سجاد حسین ان کے دو پسر سید امداد علی وسید فرزند علی اور سید حسن کے خادم حسین وفقیر حسین اور سید بہاول شیر کے صلب سے تین پسر سید زاہد حسین وغلام نبی وعابد حسین ان کا پسر سید عاشق حسین اور سید غلام نبی کے صلب سے دو پسر سید محمد حسین وشریف حسین یہ تمام سادات قصبہ بٹالہ میں موجود ہیں

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری موضع زاہد پور ضلع گورداسپور اولاد سید نظام الدین بن سید نور ناصر الدین محمود الکی مذکور

سید نظام الدین ان کا پسر قیام الدین ان کا پسر بالے شاہ ان کا پسر بدر الدین احمد انکا پسر چراغ الدین احمد ان کا پسر نور حسین ان کا پسر بشیر شاہ ان کا پسر علی شاہ ان کا پسر اقبال علی معروف بالے شاہ ان کا پسر جوہر علی ان کا پسر گلاب علی ان کا پسر سید زاہد شاہ بانی آبادی زاہد پور ان کا پسر ننھے شاہ انکا پسر نصیر الدین انکا پسر حاکم شاہ ان کا پسر ولی شاہ ان کا پسر دین علی شاہ انکے صلب سے چار پسر امیر علی شاہ وپیر علی شاہ وکرم علی شاہ ونور علی شاہ ان کے دو پسر وسوندھی شاہ وگھسیٹے شاہ ان کے دو پسر سید عادل شاہ وفضل شاہ ان کے صلب سے چار پسر سید جعفر حسین وامیر حسین و مہربان علی شاہ وامداد حسین ان کے صلب سے دو پسر سید شبیر حسین ونذیر حسین اور سید مہربان علی شاہ کے صلب سے پانچ پسر سید محسن علی وعلی حسین و

سیف الدین حیدر و سید منظور حسین ان کے دو پسر سید اصغر علی و سید احمد حسین ان کا پسر سید اظہر علی اور سید پیر علی شاہ کے صلب سے دو پسر سید محمد شاہ و سید بدھ شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید بوٹے شاہ و اگے شاہ ان کا پسر روڑے شاہ ان کے دو پسر محمد حسین و سید احمد حسین اور سید بوٹے شاہ کے صلب سے چار پسر سید صفدر علی و میر شاہ و سید علی شاہ و غلام عباس ان کے صلب سے دو پسر نیاز علی و سید رحمت علی اور سید علی شاہ کے دو پسر دلاور حسین و نذیر حسین ان کا پسر سرفراز حسین اور دلاور حسین کے صلب سے تین پسر سید انور حسین و تصور حسین و اظہار حسین اور سید محمد شاہ بن سید پیر علی کا پسر ننھے شاہ ان کے صلب سے تین پسر روڑے شاہ و قاسم علی و محبوب علی ان کے دو پسر مراد علی و حسین شاہ ان کے صلب سے دو پسر تنظیم حسین و آغا حسین ان کے صلب سے تین پسر سید اعجاز حسین و لیاقت حسین و جعفر حسین اور سید قاسم علی کے دو پسر صادق علی و اقبال حسین، ان کا پسر سید دلشاد حسین اور سید صادق علی کے صلب سے چھ پسر سید محمد باقر و منیر حسین و مشتاق حسین و شبیر حسین و عابد حسین و دلاور حسین ان کا پسر سید تصور حسین اور سید روڑے شاہ کے صلب سے چار پسر سید محمد حسین و برکت علی و اصغر علی اور اولاد حسین ان کے دو پسر ذوالفقار علی و علمدار حسین اور اصغر علی کے دو پسر سید سخی حسین و سید علی حسین اور سید برکت علی کے صلب سے چار پسر سید عابد حسین و منور حسین و سید رفاقت حسین و سید سخاوت حسین۔ یہ تمام سادات موضع زاہد پور ضلع گورداسپور میں آباد ہیں۔

(۲) سید محمد صدر الدین راجن قتال بن سید احمد کبیر مذکور کے صلب سے پانچ پسر (۱) سید ابو اسحاق (۲) سید بندہ نواز (۳) ابو الخیر عبد العزیز (۴) سید روح اللہ (۵) سید جلال الدین معروف سلطان شاہ ان کی اولاد مقامات کپورتھلہ و کوٹلی و شکارپور (سندھ) میں آباد ہے (۵) سید جلال الدین معروف سلطان شاہ ان کا پسر سید علی المعروف راجن علی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید حسین (۲) سید بہاؤالدین ان کا پسر سید فتح شاہ ان کا پسر احمد کبیر ان کا پسر جہان شاہ ان کا پسر رحمت اللہ ان کا پسر سید شاہ دین ان کا پسر راجن دین ان کا پسر سعید الدین ان کا پسر میر مولائی ان کا پسر عبد الرحیم ان کا پسر رحمت اللہ ان کا پسر سید عطا محمد ان کا پسر میر صاحب ان کا پسر فیض محمد ان کے صلب سے دو پسر امان اللہ شاہ و حیدر علی ان کا پسر چراغ شاہ ان کا پسر سید میراں بخش ان کے صلب سے تین پسر سید میر محمد و فضل محمد و شاہ محمد ان کے صلب سے دو پسر اقبال حسین و سید مقبول حسین اور سید فضل محمد کے صلب سے تین پسر سید شبیر حسین و سید سجاد حسین و سید منور حسین اور سید امان اللہ شاہ مذکور کے صلب سے چار پسر سید قاسم علی شاہ و سید امیر علی شاہ و سید امام شاہ و سید حسین شاہ ان کے صلب سے چار پسر سید حسین علی و سید شیر علی و سید علی محمد و سید علی ان کے صلب سے دو پسر سید حمید علی و جعفر علی اور سید علی محمد کا پسر سید محمد شاہ ان کا پسر سید عباد علی ان کے صلب سے تین پسر سید ذوالفقار علی و صفدر علی و غضنفر علی اور سید امیر علی شاہ کے صلب سے تین پسر سید حشمت علی و سید وزیر علی و سید محبوب علی ان کا پسر سید محمد علی اور سید وزیر علی کا پسر عالم شاہ ان کے صلب سے تین پسر سید اوصاف علی و سید شمشاد علی و سید سرفراز حسین ان کا پسر سید اقبال حسین اور سید شمشاد علی کے صلب سے دو پسر سید منور حسین و سید انور حسین اور سید قاسم علی شاہ مذکور کے صلب سے دو پسر سید قربان علی و سید ولایت علی ان کے دو پسر سید سرفراز علی و سید عجائب علی ان کے صلب سے تین پسر سید حسین و خادم حسین و سید محمد سبطین اور سید قربان علی کے صلب سے تین پسر سید نعمت علی و ممتاز علی و سید اصغر علی ان کے صلب سے دو پسر سید افتخار حسین و سید جرار حسین اور ممتاز علی کے دو پسر الطاف حسین ان کا پسر کوثر حسین یہ سادات نقوی مقام کپورتھلہ و کوٹلی میں آباد ہیں۔

(۷) سیّد حسین بن سیّد علی المعروف راجن علی کا پسر سیّد زمان علی شاہ ان کا پسر سیّد قادر علی شاہ ان کا پسر سیّد محمد غوث شاہ ان کا پسر سیّد فرزند علی شاہ ان کا پسر محمد غوث شاہ ان کا پسر سیّد جمال شاہ ان کا پسر سیّد شاہ علی مراد ان کا پسر سیّد شیرازی ان کے صلب سے دو پسر سیّد علی و دین علی شاہ ان کا پسر اسد اللہ شاہ ان کے صلب سے تین پسر سیّد قاسم شاہ و جھنگل شاہ و طالب شاہ ان کا پسر جبل شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد آئل شاہ و فاضل شاہ ان کا پسر ذِبل شاہ ان کا پسر دولت شاہ ان کا پسر سیّد شیرازی اور سیّد آئل شاہ کا پسر ذلذ شاہ ان کے صلب سے چار پسر لعل شاہ و مہر شاہ و اعبد شاہ و محمد علی شاہ ان کے صلب سے تین پسر عبد الرسول شاہ و علی حسین شاہ و نور علی شاہ ان کا پسر نواب علی شاہ اور سیّد علی حسین شاہ کے صلب سے تین پسر سیّد علی رضا شاہ و سیّد بشیر شاہ و سیّد محمد علی شاہ۔

(۸) سیّد ابو الخیر عبد العزیز بن سیّد صدر الدین راجن قتال کی اولاد مقام ننھوکوٹ و کالا پیچی و ظفروال و اموال ضلع سیالکوٹ سیّد ابو الخیر عبد العزیز کا پسر سیّد کبیر الدین انکے صلب سے پسر سیّد محمود و سیّد جلال و عبد العزیز و سیّد مبارک و شہاب الدین و اسماعیل و سیّد عبد الغنی ان کا پسر سیّد مبارک ان کا پسر سیّد محمد و کبیر الدین ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمود و سیّد احمد ان کے دو پسر سیّد محمد ان کا پسر سیّد علی اکبر اور سیّد محمود کے دو پسر سیّد جلال و سیّد کمال ان کا پسر سیّد محمد ان کا پسر محمد زمان ان کا پسر سیّد نعمت اللہ ان کا پسر یعقوب الدین احمد ان کا پسر شاہ جمال ان کا پسر شاہ موسیٰ ان کے صلب سے دو پسر سیّد میران محمد و شاہ سلیم ان کے صلب سے چار پسر شاہ محب اللہ و شاہ بخش اللہ و شاہ حسین و شاہ عالم ان کے صلب سے دو پسر محمد اعظم و محمد غوث ان کا پسر سیّد عبد اللہ ان کا پسر شاہ نواز ان کے صلب سے پانچ پسر محمد شاہ و امام شاہ و امیر شاہ و قادر شاہ و سلطان شاہ ان کے دو پسر بڈھے شاہ و محمد اعظم ان کے دو پسر پیر محمد و نور محمد ان کا پسر محمد شاہ ان کے دو پسر احمد شاہ و لعل شاہ ان کے تین پسر دیوان شاہ و سیّد الف شاہ و سیّد محمد شاہ ان کے تین پسر سیّد سجادہ نشین و اصغر حسین و نادر حسین اور الف شاہ کے دو پسر اولاد حسین و نادر حسین۔ سیّد احمد شاہ مذکور کے دو پسر عالم شاہ و نواب شاہ ان کا پسر محمود شاہ ان کے دو پسر ممتاز محمود و سلطان محمود اور سیّد عالم شاہ کے صلب سے تین پسر نادر حسین و محمد حسین و احمد حسین ان کا پسر ممتاز حسین اور محمد حسین کے دو پسر سیّد بشیر حسین و الطاف حسین سیّد نادر حسین کے صلب سے تین پسر عنایت حسین و محمد نذیر حسین و بشیر حسین یہ تمام سادات مقام کالا پیچی میں آباد ہیں۔ اور سیّد شاہ حسین بن شاہ سلیم کا پسر یار محمد ان کے صلب سے دو پسر غلام علی و غلام حسین ان کے صلب سے تین پسر مراد علی و تیمور شاہ و سیّد پیر محمد ان کا پسر اوڈے شاہ ان کے صلب سے پانچ پسر فتح علی و دینی شاہ و گوہر شاہ و شاہدین و تیمور شاہ ان کے صلب سے دو پسر خدا بخش و محمد بخش انکا پسر بڈھے شاہ انکا پسر بوٹے شاہ اور خدا بخش کے دو پسر بہار شاہ و لال شاہ ان کا پسر فقیر شاہ اور سیّد مراد علی بن غلام حسین کا پسر امان ثناء اللہ ان کے صلب سے چھ پسر سیّد محمد علی و چڑا شاہ و فتح شاہ و جماعت علی و ابراہیم شاہ و گل محمد ان کا پسر مہتاب شاہ ان کا پسر ممتاز حسین اور سیّد ابراہیم شاہ کے صلب سے دو پسر اکبر شاہ و بڈھے شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد حسین و نادر حسین اور اکبر شاہ کے دو پسر شاہ میر و احد حسین یہ تمام سادات نقوی مقام ننھوکوٹ و اموال و ظفروال آباد ہیں۔ اور سیّد غلام علی بن سیّد یار محمد کے صلب سے پانچ پسر سیّد منور شاہ و احمد شاہ لاولد و سیّد غلام نبی و امام شاہ و سیّد مہدی شاہ کا پسر سیّد فقیر پیران شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد برکت علی لاولد و سیّد فتح علی ان کے صلب سے

دو پسر سیّد میر حسین لاولد و سیّد صفدر حسین ان کے دو پسر سیّد صغیر علی و غلام علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد کریم شاہ لاولد و سیّد نذر شاہ و ملنگ شاہ ان کا پسر نبی شاہ ان کا پسر خورشید عالم ان کے دو پسر سیّد نذیر حسین و الطاف حسین اور نذر شاہ کا پسر سیّد حسین اور سیّد غلام نبی کے صلب سے تین پسر فیض علی لاولد و رکن الدین و دیدار علی ان کے صلب سے تین پسر ہاشم شاہ و سیّد گلاب شاہ و سیّد لطف شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد گامن شاہ و سیّد نادر شاہ یہ تمام سادات مقام کالا چھپی ولیر میں موجود ہیں۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری سیّد صدر الدین راجن قتال بن سیّد احمد کبیر مذکور

کے صلب سے پانچ پسر (۱) سیّد بندہ نواز (۲) سیّد روح اللہ (۳) سیّد جلال الدین (۴) سیّد ابوالخیر عبدالعزیز (۵) سیّد ابو اسحاق ان کا پسر سیّد نعمت اللہ ان کا پسر سیّد محمود اسحاق عالم ان کے صلب سے دو پسر سیّد صدر الدین و سیّد ابوالفتح ان کا پسر سیّد ابو یوسف ان کا پسر سیّد شاہ دولت قتال ان کے صلب سے نو پسر سیّد لال حسین و سیّد ہاشم دریا و سیّد احمد و سیّد بہادر علی و سیّد ابو اسحاق و سیّد عبدالعزیز و سیّد منگا شہید و سیّد شاہ جلال و سیّد نعمت اللہ ان حضرات کی اولاد مقام رجوعہ سادات و متفرق مقامات ضلع جھنگ میں آباد و شاد و جاگیردار اور صاحب ثروت ہیں اور شاہ دولتانی کہلاتے ہیں۔

(۴) سیّد ابوالخیر عبدالعزیز کے صلب سے سات پسر سیّد اسماعیل و سیّد محمود و سیّد جلال الدین و سیّد مبارک و سیّد شہاب الدین و سیّد عبدالغنی و سیّد عبدالعزیز ان کے صلب سے دو پسر سیّد عتیق اللہ سرہندی و سیّد رحمت اللہ اور سیّد عبدالغنی مذکور کے صلب سے دو پسر سیّد احمد و سیّد محمود اور سیّد جلال الدین کے صلب سے دو پسر سیّد محمد و سیّد علی ان کا پسر سیّد بہاؤ الدین اور سیّد محمد کے صلب سے چار پسر سیّد شاہ دل و سیّد تونگر نور حسن و سیّد ابو سعید و سیّد ابو الغیاث ان تمام حضرات کی اولاد ضلع جھنگ بکثرت آباد ہے۔

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری بہ نسل سیّد عبداللہ بن سیّد علی اسقر المعروف علی اصغر بن امام زادہ سیّد جعفر ملقب تواب بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ان کی اولاد مقامات دو کوہا سیداں ضلع جالندھر و گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیار پور و موضع ملوہ تحصیل راہوں و ردپڑ ضلع انبالہ و موضع کوریاں مضافات گوجرہ منڈی ضلع لائل پور و خان پور و وزیر نگر دنابھ)

سیّد عبداللہ بن سیّد علی اصغر مذکور کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد محمد (۲) سیّد احمد قتال ابو یوسف ان کے صلب سے

(۳) سید محمد ابو الفتح عرف عبد اللہ (۴) دو دختر (۱) سید معز الدین (۲) سید محمود اصغر ترمذی ان کے صلب سے دو پسر و یک دختر (۱) سید علی اکبر (۲) دو پسر آمنہ بی بی زوجہ سید حسن عیص المعروف سید شاہ ناصر ترمذی بہ نسل امام زادہ سید حسین اصغر محدث بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (۲) سید محمد عبد الفتح عرف عبد اللہ کا پسر سید جعفران کا پسر سید علی المویدمدفون بخارا (ماوراء النہر) ان کے صلب سے پانچ پسران پیدا ہوئے (۱) سید کمال (۲) سید جمال (۳) سید نہال (۴) سید مہلول (۵) سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش مدفون اوچ (۱) سید معز الدین ان کا پسر سید عزیز الدین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید معراج محمد عرف سید راج و (۲) سید خصائص محمد عرف سید خاص ترمذی آپ عالم و فاضل و متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ دولت سامانیہ (ماوراء النہر) کے ممتاز درباریوں میں سے تین صدی ہجری بماستہ شیراز وارد ہند ہوئے زوجہ اولیٰ کی اولاد بدستور ترمذ و بخارا میں رہ گئی۔ آپ نے لاہور بود و باش اختیار کی اور کچھ عرصہ تک تبلیغ دین میں مشغول رہے۔ بعدہ جالندھر کی سرزمین پر مکین ہوئے۔ اس وقت جالندھر کا علاقہ ایک کاہنہ سردار کے ماتحت تھا۔ اہل ہنود فطرتاً مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے۔ اس لئے وہاں کے باشندوں نے آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ ایک دن آپ بستی کے تالاب کے کنارے وضو فرما رہے تھے۔ کہ اہل ہنود کے لڑکوں نے تالاب میں گھس کر آپ پر پانی چھڑکنا شروع کر دیا، اور گستاخانہ الفاظ بھی استعمال کرتے رہے آپ نے نہایت متانت و محبت و اخلاق سے بچوں کو سمجھایا اس پر وہ لڑکے اور زیادہ بداخلاقی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ اس پر سید خاص کو جلال آگیا۔ اور کچھ کلمات دہن مبارک سے ادا فرمائے اور بددعا کی۔ ایک لمحہ بعد وہ تمام لڑکے تالاب کے اندر بے حس و حرکت مثل بت کے کھڑے رہ گئے آس پاس کے آدمی جو کھیتوں میں کاشتکاری کا کام کر رہے تھے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ بستی میں غل و شور مچ گیا۔ بچوں کے والدین جب تالاب کے کنارے پہنچے تو وہاں بچوں کو بت کی طرح کھڑے دیکھ کر پریشان ہو گئے اور تالاب کے دوسرے کنارے پر دیکھا کہ ایک بزرگ عبادت الٰہی میں مصروف ہیں تمام مجمع آپ کے قدموں کو چومنے لگا۔ اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ دعا مستجاب ہوئی۔ فوراً تمام لڑکے ہنستے ہوئے تالاب سے باہر نکل آئے اس کرامت سے تمام مجمع اہل ہنود کا حیران ہو گیا۔ کچھ اہل ہنود اسی وقت مسلمان ہو گئے اس واقعہ سے تمام علاقہ میں دھوم مچ گئی۔ حتیٰ کہ اس کرامت کی اطلاع سردار مذکور کو پہنچی وہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے مکان پر عزت و احترام کے ساتھ لے آیا آپ کی روحانی کشف و کرامات سے اس قدر متاثر ہوا۔ کہ معہ متعلقین کے مسلمان ہو گیا۔ اور اپنی دختر کا عقد آپ کے ہمراہ کر دیا۔ اور کچھ جاگیر عطا کی یہیں آپ نے مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کی زوجہ اولیٰ کے بطن سے یک پسر (۱) سید ابو محمد و دختر رضیہ بانو زوجہ مخدوم سید احمد توختہ ترمذی مدفون لاہور ولد سید علی ککی شاہ رہبر ترمذی اور زوجہ ثانیہ کے بطن سے تین پسر (۲) سید سالم لاولد (۳) سید کبیر الدین عرف سید بڈھا (۴) سید عالم ان کا پسر سید برہان الدین انکے صلب سے تین پسر (۱) سید محمد حمید (۲) سید محمد حبیب (۳) سید فرید الدین ان کا پسر سید فتح محمد انکے صلب سے دو پسر سید ادریس محمد و سید عارف محمد عرف سید معروف ان کا پسر سید یعقوب ان کا پسر سید برہان الدین ان کا پسر سید نجم الدین ان کا پسر سید عبد اللہ شاہ ان کا پسر سید امین اللہ عرف امین شاہ پسر سید کریم شاہ ان کا پسر سید علی حیدر ان کے صلب سے تین پسر سید شفقت حسین و تونگر حسین و سید صابر حسین سید ادریس محمد مذکور کا پسر عبد السلام ان کا پسر سید عبد الوہاب ان کا پسر سید بہاؤ الدین

(۲) سید محمد حبیب بن سید برہان الدین کا پسر سید ابراہیم ان کا پسر سید عبدالرحمن ان کے صلب سے تین پسر سید محمد تقی و سید محمد جمال و سید عبداللہ ان کا پسر سید حسین علی اور سید محمد جمال کا پسر سید عبدالخالق ان کا پسر خلیل الرحمن ان کا پسر سید جان محمد اور سید محمد تقی کا پسر سید غلام علی ان کا پسر سید باغ علی عرف باگھہ ان کا پسر سید محمد شاہ ان کا پسر سید چھٹے شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید سلطان محمد و جان محمدان کا پسر سید برہان شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید احمد شاہ و سید چانن شاہ ان کا پسر سید عنایت حسین اور سید احمد شاہ کا پسر سید نذر حسین اور سید سلطان محمد مذکور کا پسر سید غلام محمد ان کا پسر سید برکت علی ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید نصیب علی ان کا پسر سید شبیر حسین

(۱) سید محمد حمید بن سید برہان الدین کے صلب سے دو پسر سید محمد مجید و کریم اللہ ان کا پسر عبدالقادر اس کے صلب سے دو پسر سید غلام حسین و جیون علی ان کا پسر سید محمد پناہ اور سید غلام حسین کے صلب سے پانچ پسر سید ہدایت علی و نادر علی و فرخ علی و غلام جیلانی و حفیظ اللہ اور سید محمد مجید کے صلب سے تین پسر سید عمران معروف عمر و سید نادر علی عرف نتھیا و آدم علی ان کا پسر سید اولیا علی ان کا پسر غلام حسین ان کے صلب سے دو پسر سید عطاء اللہ و نور اللہ اور سید نادر علی عرف نتھیا کے صلب سے دو پسر سید محمد شفیع و سید محمد تقی ان کا پسر ولی محمد ان کا پسر حسام الدین و محمد شفیع کا پسر عبداللطیف یہ سادات خانپور آباد سید عمران معروف عمر بن سید محمد مجید کا پسر سید عبداللہ ان کا پسر سید فیض اللہ ان کا پسر محمد صالح ان کا پسر محمد اسلم ان کا پسر نتھو شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید محمد شجاع و محمد افضل الٰہی ان کا پسر رحم الٰہی ان کا پسر چراغ شاہ ان کا پسر نبی بخش ان کے صلب سے دو پسر سید طاہر حسین و اعجاز حسین ان کا پسر سید مظفر عباس اور طاہر حسین کا پسر سید عابد حسین سید محمد شجاع کے صلب سے دو پسر سید شاہ حسین و غلام قادر ان کا پسر غلام غوث ان کا پسر غلام محی الدین ان کا پسر سید محمد عبداللطیف ان کے صلب سے چار پسر سید بشارت علی و نزاکت علی و شجاعت حسین و عشرت علی اور سید شاہ حسین کے صلب سے دو پسر سید قاسم علی و محمد بخش ان کا پسر کالے شاہ ان کا پسر فضل حسین ان کا پسر سید دلشاد حسین اور سید قاسم علی کا پسر سید غلام نبی ان کا پسر غلام جیلانی ان کے دو پسر محمد نقی و محمد شفیع ان کا پسر ناصر علی (۳) سید کبیر الدین عرف سید بڈھا بن سید خصائص محمد عرف سید خاص کے صلب سے چار پسر سید قاسم علی و شرف الدین و شمس الدین و سید علی ان کا پسر سید شہاب الدین عرف شیخوان کے صلب سے دو پسر سید سعد اللہ و غلام مصطفیٰ ان کے صلب سے دو پسر سید بازید و سید احمد ان کے صلب سے چار پسر سید علی اکبر و حیدر علی و اصغر علی و سید محمد مراد سید بازید کے صلب سے پانچ پسر سید محمد صالح و سید محمود و شاہ ولایت و سید محمد جعفر و سید عبدالرحیم۔ سید سعد اللہ مذکور کا پسر سید شاہ نواز ان کے صلب سے تین پسر سید محمد افضل و سید احمد و سید شاہ نصیب ان کے صلب سے دو پسر سید جان علی و غلام علی ان کے صلب سے دو پسر سید عباد اللہ و سید محمد شکوہ ان کے صلب سے دو پسر مقبول عالم و مخدوم علی اور سید عباد اللہ کے صلب سے دو پسر سید محمد علی و محمد امین ان کے صلب سے دو پسر غلام علی و جان محمد ان کے صلب سے دو پسر سید محمد بخش و گل محمد اور سید غلام علی کا پسر کلیم اللہ ان کے صلب سے دو پسر سید محمد علی و سید خیر محمد۔

سید محمد علی بن سید عباد اللہ کے صلب سے دو پسر سید غلام نبی و محمد عاشق ان کا پسر سید محمد مائل بابا۔

سیّد غلام نبی کے صلب سے دو پسر حاکم شاہ و قاسم علی ان کے صلب سے دو پسر رستم علی و عظمت علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد مختار و محمد لطیف و رحمت علی اور رستم علی کا پسر وزیر علی ان کے دو پسر محمد مختار و محمد اکمل یہ سب موضع سلوہ تحصیل راہوں میں آباد۔ سیّد جان علی بن سیّد شاہ نصیب کا پسر سیّد محمد ان کے صلب سے دو پسر سیّد شمس الدین و نظام الدین ان کا پسر سیّد غلام بھیک، ان کے صلب سے تین پسر سیّد محمد شاہ و محمد بخش و نور بخش ان کا پسر محمد غوث اور محمد بخش کے دو پسر غلام قادر و غلام محی الدین اور سیّد محمد شاہ کا پسر عبد الغفور ان کا پسر سیّد مبارک علی اور سیّد شمس الدین کے صلب سے تین پسر سیّد روح الدین و ابن ہانبص و سیّد ابراہیم ان کا پسر سیّد تھو شاہ ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد حسن و علی حسن ان کے صلب سے دو پسر لال حسین و خادم حسین اور سیّد محمد حسن کے صلب سے تین پسر فضل حسین و سفدر حسین و ناصر حسین اور سیّد ابن انہیں کا پسر سیّد محکم دین ان کے صلب سے دو پسر سیّد انور شاہ و محمد متین ان کے صلب سے دو پسر سیّد فضل محمد و فیض محمد اور سیّد انور شاہ کے صلب سے سات پسران سیّد محمد حسن و سیّد محمد حسین و تصدق حسین و خادم حسین و جعفر حسین و شبیر حسین و شیر علی۔

سیّد روح الدین مذکور کے صلب سے دو پسر سیّد عمر دراز و سیّد عمر بخش ان کے صلب سے تین پسر سیّد مدد علی و غلام جیلانی و سیّد جان علی ان کے صلب سے چار پسر سعادت علی و ظہیر الدین و طالب حسین و مطلوب حسین اور سیّد غلام جیلانی کا پسر محمد یعقوب ان کا پسر سیّد صداقت حسین اور مدد علی کے صلب سے دو پسر سیّد محمد حسن و سیّد فضل محمد ان کے صلب سے تین پسر سیّد عزیز الحسن و مہر الحسن و منظور الحسن اور سیّد عمر دراز بن سیّد روح الدین کے صلب سے دو پسر سیّد محمد و سیّد حافظ خیر محمد ان کے صلب سے چار پسر سیّد فیض محمد لطافت حسین و سیّد راغب حسین ان کا پسر سیّد فرحت حسین و سیّد کرامت حسین ان کا پسر سیّد خوش بخت حسین۔

سیّد لطافت حسین کے صلب سے تین پسر سیّد لیاقت حسین و سجاد حسین و ریاضت حسین اور سیّد فیض محمد کے صلب سے تین پسر سیّد ناصر حسین و مشتاق حسین الطاف حسین انکا پسر سیّد شمیم حسین اور سیّد محمد بن سیّد عمر دراز کا پسر سیّد عباس علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد افضل و سیّد تصدق حسین یہ حضرات مقام گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیار پور میں موجود ہیں۔ سیّد احمد بن سیّد شاہ نواز کے صلب سے دو پسر امام الدین و محمد واصل ان کا پسر سیّد حسین ان کا پسر عمر حیات ان کے صلب سے دو پسر غلام نبی و غلام رسول اور سیّد امام الدین کے صلب سے دو پسر الٰہی بخش و محمد بخش عرف محمد اسحاق ان کا پسر سیّد جان محمد اور الٰہی بخش کا پسر سیّد چراغ شاہ ان کے صلب سے دو پسر امام الدین و نبی بخش۔

(۱) سیّد ابو محمد بن سیّد خصائص محمد عرف سیّد خاص ان کی اولاد مقام روپڑ ضلع انبالہ میں آباد ہے ان سید ابو محمد کا پسر سیّد احمد کا پسر سیّد شمس الدین ان کے صلب سے دو پسر سیّد محمد واصل لاولد و سیّد محمد صادق ان کا پسر سیّد شاہ نصیب ان کے صلب سے تین پسر سیّد حسین علی و محب علی لاولد و سیّد جان علی ان کا پسر سیّد غلام مصطفےٰ نساب یہ شجرہ نسب انہیں بزرگ کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا پسر سیّد علی احمد ان کے صلب سے دو پسر سیّد حسین علی و نادر علی ان کا پسر برکت علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد ابو محمد و سیّد حسن محمد اور سیّد حسین علی کے صلب سے تین پسر سیّد عنایت نبی و حاجی شاہ و اکبر علی ان کے صلب سے دو پسر سیّد شاہ نصیب و غلام فضیل اور سیّد حاجی شاہ ان کا پسر سیّد محمد امیر الدین ان کے صلب سے تین پسر مشتاق احمد و اشتیاق احمد

دسر دارا احمد اور سید عنایت نبی کے صلب سے دو پسر سید جان علی و سید ظہور حسن۔

(۱) سید معراج محمد عرف سید راج بن سید عزیز الدین ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید حسین ان کا پسر سید وزیر حسین ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد خلیق عرف خالد (۲) سید محمد آصف عرف صوفی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد یوسف و محمد فضیل ان کا پسر سید پھول محمد عرف پہلوان کا پسر سید عبد القادر ان کا پسر سید احسن۔

سید محمد یوسف کا پسر سید مصطفےٰ ان کا پسر سید جان محمد ان کے صلب سے دو پسر سید محمد سعید و محمد فاضل ان کا پسر سید محمد عادل ان کا پسر سید دولت علی ان کا پسر سید بدر الدین اور سید محمد سعید کا پسر سید سعد اللہ ان کا پسر سید باغ علی عرف باگہہ ان کا پسر محمد علی۔

(۱) سید محمد خلیق عرف خالد ان کے صلب سے دو پسر سید چاند علی و سکندر علی ان کا پسر فتح اللہ ان کا پسر سید علی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد معظم و سید محمد اعظم ان کا پسر عزیز الدین ان کا پسر غلام محی الدین ان کا پسر قطب الدین سید محمد معظم کے صلب سے دو پسر سید محمد جمیل و معراج محمد عرف راجو ان کی اولاد ہوشیار پور میں آباد ہے سید محمد جمیل کا پسر بدر الدین ان کا پسر سید زین العابدین ان کا پسر سید نقو شاہ اور سید چاند علی بن سید محمد خلیق عرف خالد کا پسر سید اللہ داد ان کا پسر عبد الرشید ان کا پسر فقیر الدین ان کا پسر سید کبیر الدین ان کے صلب سے دو پسر سید حسین علی و سید علی مدفون قلعہ نجیب آباد ان کا پسر سید چراغ شاہ ان کا پسر امیر علی شاہ ان کا پسر سید علمدار حسین ان کا پسر سید مظفر حسین اور سید حسین علی کا پسر سید حاکم شاہ ان کے صلب سے دو پسر سید غلام محی الدین و جلال شاہ ان کا پسر سید امیر علی ان کا پسر سید محمد تقی۔

سید غلام محی الدین کا پسر سید سجاول حسین ان کا پسر سید ناظم حسین (بحوالہ نسب نامہ قلمی سید غلام مصطفےٰ بن سید جان علی رڑکی

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری بہ نسل سید طاہر المعروف ناصر اول لقا

بن امام زادہ سید جعفر نواب بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ان کی اولاد خراساں کے مقام خنجند و جمال پور شیخاں ضلع حصار و وزیر نگر ریاست نابھہ و موضع جال پہاڑ تحصیل پانی پت ورائے سد ہو تحصیل کبیر والہ والٹن تحصیل میلسی و چنیوٹ ضلع جھنگ میں آباد ہے۔

سید طاہر المعروف ناصر اول لقا کا پسر سید ابو طالب حمزہ ان کا پسر سید ابو العلیٰ ان کا پسر سید محمد اسماعیل ان کا پسر سید جعفر انکا پسر سید محمد ان کا پسر سراج اللہ ان کا پسر سید محمد عاقل ان کا پسر بہادر غازی اللہ ان کا پسر سید اسد اللہ نے خراسان سے مقام خنجند سکونت اختیار کی ان کا پسر سید سیف اللہ ان کا پسر عبد الرحمن ان کا پسر محمد فیروز ان کا پسر جان بخش ان کا سید محمد صادق ان کا پسر سید محمد عبد اللہ ان کا پسر سید محمد یحیی خنجندی ان کے صلب سے دو پسر سید محمد جعفر و سید غیاث الدین عرف میر میران بخاری شہید یہ حضرات مقام جمال پور شیخان

ضلع حصار وارد ہوئے، سید محمد جعفر کا پسر سید محمد انور شاہ انکا پسر سید حسین شاہ انکا پسر سید محمد ہاشم ان کا پسر محمد لطیف انکا پسر محمد عاقل انکا پسر سید محمد ان کا پسر محمد اشرف ان کا پسر سید محمد نور اللہ ان کا پسر سید بڈہن شاہ انکا پسر محمد قاسم انکا پسر سید محمد شریف اُن کے صلب سے دو پسر (۱) سید علاؤ الدین (۲) سید عباد اللہ ان کا پسر حافظ نور علی شاہ انہوں نے مقام وزیر نگر ریاست نابھہ سکونت اختیار کی اولاد وہیں آباد ہے ان کے صلب سے پانچ پسر سید احمد علی لاولد و حامد علی و امیر علی و محمود علی و محمد علی ان کا پسر امام بخش ان کے صلب سے دو پسر بہادر علی و حیدر علی اور سید محمود علی کا پسر حاجی حسین ان کے صلب سے تین پسر سید شفقت حسین لاولد و سید مقبول حسین و غازی حسن و دختر بشیرا سید غازی حسن کا پسر سید طاہر حسین سید مقبول حسین کے صلب سے تین پسر معصوم حسین و سید منظور حسین و سید معصوم حسین ان کا پسر سید ناظر حسن انہوں نے مقام لڈن تحصیل میلسی میں سکونت اختیار کی اور سید منظور حسین کے صلب سے دو پسر سید اقرار حسین و مظاہر حسین یہ مقام چنیوٹ آباد ہیں۔ اور سید امیر علی مذکور کا پسر سید اللہ بخش ان کا پسر محمود علی ان کے صلب سے تین پسر سید حسین علی و مقصود علی و سید احمد علی ان کا پسر سید امیر علی اور مقصود علی کی دختر مقدس الٰہی اور سید حسین علی کے صلب سے چھ پسر سید محسن علی و حامد علی و مختار علی و شوکت عباس و جاوید عباس و خضر عباس یہ سب مقام لڈن آباد ہیں۔ اور سید حامد علی مذکور کا پسر سید حسین شاہ ان کا پسر سید یار علی ان کے صرف دختری اولاد ہے۔

(۱) سید علاؤ الدین بن سید محمد شریف کا پسر سید علی نساب یہ نسب نامہ مندرجہ انہیں بزرگ کا لکھا ہوا ہے ان کے صلب سے یک پسر سید رستم علی ان کو شاہان مغلیہ نے کسی کارکردگی میں موضع جال پہاڑ تحصیل پانی پت میں جاگیر عطا کی اس بنا پر جمال پور شیخاں ضلع حصار سے جال پہاڑ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید ریاست علی (۲) سید حشمت علی ان کے صلب سے چار پسر سید برکت علی لاولد و امداد حسین و عنایت علی و سید ظہور الحسن ان کے صلب سے دو پسر سید کرم حسین و غلام حسین ان کا پسر سید علی حسین ان کے صلب سے دو پسر سید گلزار حسین و سید گل بہار حسین اور سید کرم حسین کے صلب سے دو پسر سید عزت حسین و فرحت حسین ان کا پسر سید تقصیر حسین اور سید عنایت علی کے صلب سے تین پسر سید منور حسین و منظفر حسین و فیاض حسین ان کا پسر سید اللہ دیا ان کا پسر محمد حسین اور سید منظفر حسین کے صلب سے چار پسر سید بشیر احمد و علی احمد و رشید احمد و سید محمد یٰسین ان کے صلب سے دو پسر سید طاہر حسین و ظاہر حسین اور سید رشید احمد کا پسر زاہد حسین ان کا پسر مظاہر حسین اور سید علی احمد کے صلب سے تین پسر سید دلشاد حسین و تارک حسین و ارشاد حسین اور بشیر احمد کے صلب سے دو پسر شاہد حسین و واحد حسین و دختر اعجاز فاطمہ زوجہ اخلاق حسین سید واحد حسین کا پسر سید مجاہد حسین اور سید شاہد حسین کا پسر سید شہادت حسین یہ مقام سرائے سدھو ضلع ملتان آباد اور سید امداد حسین مذکور کے صلب سے تین پسر سید شوکت حسین و آفتاب حسین و ممتاز حسین ان کا پسر سید نور حسین و دختر صغرا بیگم اور سید نور حسین کا پسر سید امیر حسین اور سید آفتاب حسین کے صلب سے چار پسر سید عاشق حسین و سید امجد حسین و مطلوب حسین و مہدی حسین ان کا پسر سید احمد حسن اور سید عاشق حسین کے صلب سے چار پسر صداقت حسین و رفاقت حسین و طفیل احمد و مشتاق حسین ان کا پسر سید رسالت حسین اور سید صداقت حسین کے صلب سے تین پسر سید وجاہت حسین و سید شجاعت حسین و سید اشفاق حسین،

(۱) سیّد ریاست علی بن سیّد رستم علی کے صلب سے دو پسر سیّد عالم علی لاولد و سیّد عشرت علی ان کا پسر سیّد نثار احمد دلیدار ان کی تمام اولاد نے فسادات ۱۹۴۷ء مشرقی پنجاب سے متاثر ہوکر موضع جال پہاڑ تحصیل پانی پت سے ہجرت کر کے مقام سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ سکونت اختیار کی ان کے صلب سے پانچ پسر اور چار دختران پیدا ہوئیں۔ (۱) سیّد عادل حسین (۲) سیّد ناظر حسین (۳) سیّد نیاز حسین (۴) سیّد عیوض علی عرف اللہ رکھا (۵) سیّد مظہر علی عرف کلو (۶ تا ۹) حسینی بیگم عرف چھنی زوجہ تقی حسن ساکن گینگرو و بندی زوجہ سیّد ابن حسن ولد منشی سیّد حسن ترمذی قصبہ نانوتہ و نیانا عرف نا جو زوجہ سیّد حامد حسین عرف کالا ولد سیّد منصب علی ترمذی ساکن قصبہ نانوتہ و صغریٰ بیگم بعد وفات بندی ہمشیرہ حقیقی منکوحہ سیّد ابن حسن ترمذی مذکور۔

سیّد عادل حسین نمبردار کے صلب سے یک پسر سیّد شبیر حسین دو دختر سیّدہ بیگم زوجہ ظفریاب حسین ساکن گگرو ضلع مظفر نگر سیّد شبیر حسین نمبردار کے صلب سے ہنوز یک پسر سیّد قمر عباس دو دختر مہتاب بانو

(۲) سیّد ناظر حسین کے صلب سے پانچ پسر سیّد ناصر حسین و واجد حسین و عابد حسین و سیّد ساجد حسین و خلیل احمد دختر کنیز بیگم و انوری (۳) سیّد نیاز حسین کے صلب سے یک پسر سیّد انتظار حسین عرف منصود دختران شہر بانو زوجہ شوکت حسین سکنہ موضع باری ضلع کرنال سیّد انتظار حسین کے صلب سے چار پسر سیّد ظلدار حسین و عزادار حسین و زوار حسین و سیّد افتخار حسین (۴) سیّد عیوض علی عرف اللہ رکھا کے صلب سے دو پسر سیّد نذر حسین و اظہر حسین ان کے صلب سے تین پسر صابر حسین و عارف حسین و خالد حسین (۵) سیّد مظہر علی عرف کلو کے صلب سے یک پسر سیّد نقی عباس دو دختران نفیسہ خاتون زوجہ حیدر علی ساکن کیرانہ و انیسہ بیگم زوجہ جعفر حسین کاظمی

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری بہ نسل سیّد عبد اللہ بن سیّد علی اسقر معروف علی اصغر بن امام زادہ سیّد جعفر بلقب تواب بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ان کی نسل میں سادات قصبہ سرسی و بکنالہ تحصیل سنبل و کندرکی تحصیل بلدری ضلع مراد آباد و کراچی و لاہور و موہان و اٹاوہ و قصبہ سرسی مراد آباد سے تقریباً ۱۵، ۱۶ میل جانب جنوب اور سنبل سے قریباً ۵۔ ۶ میل جانب شمال واقع ہے۔ سیّد زید بن سیّد علی عرب نے ابتداً اپنے رہائشی مکانات اور ایک مسجد تعمیر کرائی اس کا نام سرائے شیعہ رکھا۔ عوام خواص کے کثرت استعمال اول تیرائی بعدہ سرسی نام ہوگیا، یہ بستی تقریباً آٹھ سو سال سے آباد ہے اس سے قبل یہ مقام صحرا لق و دق تھا۔ سب سے پہلے مخدوم سیّد شاہ جمال الدین زیدی الواسطی ۵۸۸ھ میں رونق افروز ہوئے۔

سیّد عبد اللہ بن سیّد علی اسقر معروف سیّد علی اصغر مذکور کا پسر سیّد احمد المعروف ابو یوسف ان کا پسر سیّد شرف الدین نیشاپوری ان کا پسر سیّد حمزہ ان کا پسر سیّد داؤد ان کا پسر سیّد محمود ان کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد علی عرب (۲) سیّد اسماعیل یہ بزرگ بعد

شہادت اپنے برادر سید علی عرب مع فرزند گندل پورب کی سمت چلے گئے۔ ان کی اولاد مقام موہان ضلع اناؤ میں ہے۔

(۱) سید علی عرب ان بزرگ کے حالات میں سید شاہ محمد بن قاضی عبد الرزاق بہ نسل نواب سید سعید خان معروف سعید خان سرسوی اس طرح لکھتے ہیں، جس کی تائید سید محمد ہادی سرسوی کے خط مجریہ ۵ ستمبر ۱۹۶۸ء کراچی لیاقت آباد سے بھی ہوتی ہے۔ کہ جس زمانہ میں تموجن بن یسوخائی (بعدہٗ چنگیز خان)، چوالیس سال کی عمر میں چنگیز خان کی مطلق العنانی کا آغاز ہوا۔ ۱۲۰۹ء میں ہوئی غور کے قبائل مطیع و منقاد ہو چکے تھے۔ پھر چین پر حملہ آور ہوا اور شمالی صوبہ جات کا بہت بڑا حصہ اس کے قبضہ میں آگیا اور لیوٹانگ اور ہیاکی قدیمی سلطنیں باج گذار ہو گئیں۔ اس کی عالمگیر فتوحات کے سلسلہ میں دوسری رکاوٹ قرا کھیتے کی ترکی سلطنت تھی غور خانی بادشاہ ان کے فرمانروا تھے چنگیز خاں نے غور خانیوں کا تمام ملک فتح کیا جس میں کاشغر، ختن اور یارقند وغیرہ بڑے بڑے شہر تھے اس فتح سے چنگیزی قلمرو کی حد خوارزم شاہیوں سے جا ملی۔ چنانچہ مغلیہ سپاہ تین حصوں میں منقسم ہو کر مملکت خوارزم پر حملہ آور ہوئی ایک حصہ سپاہ نے خوارزم۔ خراسان اور افغانستان کو فتح کیا۔ دوسرا حصہ سپاہ نے آذربائیجان، جارجیہ کو فتح کرتا ہوا جنوب روس میں داخل ہوا۔ تیسرا حصہ سپاہ کا بدستور چین کی فتح میں مصروف رہا۔ اس طوفانی فتوحات ظلم و جور کے عین وسط چونسٹھ سال کی عمر میں چنگیز خان کا ۶۲۴ھ میں انتقال ہو گیا۔ جو ملک اس نے اور اس کے بیٹوں نے فتح کئے اس میں مختلف قومیں مثلاً چینی، تنگوت۔ افغان۔ ایرانی اور ترک وغیرہ آباد تھیں۔ چنگیز خان نے اپنے چاروں بیٹوں کو ممالک مفتوحہ تقسیم کر دیئے۔ اور ایک کو خاقان کا لقب دیکر خاص اپنا جانشین مقرر کیا اس کے جانشینوں نے اپنے باپ کے قدم بقدم ظلم و جور کو اپنایا۔ ان میں ایک خاندان طوطوی کی شاخ ایران ہلاکو اور اس کے جانشین نے خراسان کی آبادیوں میں جو مظالم ڈھائے گئے۔ اس سے تاریخیں پُر ہیں ان مظالم سے تنگ آکر شرفا خاندان دوسرے ملکوں کو ہجرت کر کے خاص کر سادات خراسان سے ہجرت کر کے وارد ہند ہوئے چنانچہ اسی سلسلہ میں (۱) سید علی عرب چنگیزی اور اس کے جانشین کے مظالم سے تنگ آکر خراسان سے ۶۳۴ھ میں بمعہ اپنے صغیر سن فرزند سید زید اور برادر حقیقی (۲) سید اسماعیل اور ملازم فلک شہ حجام خراسانی نیشاپور سے وارد ہند ہوئے۔ یہ زمانہ التمش بادشاہ دہلی کا دور تھا۔ موضع پن سکھا تحصیل سنبل میں بود و باش اختیار کی۔ یہ موضع التمش بادشاہ دہلی نے کسی کارکردگی میں عطا کیا تھا انہوں نے اس موضع کا نام علی پور رکھا آپ اعلانیہ مذہب حقہ کی کی تبلیغ میں کوشاں رہے، اتفاقاً قصبہ سنبل میں بنی اُمیہ و بنی عباسیہ کے کچھ گھرانے آباد تھے۔ جو دشمنانِ اہلبیت میں سے تھے سید علی عرب کا محب اہلبیت ہونا ناگوار گزرا اور ایک دن موقعہ پا کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت ۶۳۵ھ ہوئی چنانچہ تاریخ قطعہ ہے۔ ؎ روح زہرا بہ نالش آمد قتل السید بہ گفت علی، دشمنانِ اولادِ رسول نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے صغیر سن بچہ سید زید کو شہید کرنے کے درپے ہو گئے۔ ایک دن رات کی تاریکی میں سید علی عرب کا وفادار ملازم فلک شہ خراسانی سید زید صغیر سن بچہ کو لیکر پن سکھا سے چلا گیا۔ منزل در منزل طے کرتا ہوا سرسی کے لق و دق صحرا میں پہنچا۔ اس صحرا میں مخدوم سید شاہ جمال الدین بن سید محمد زیدی ۵۸۸ھ سے مقیم تھے۔ یہ بزرگ نہایت شجاع اور روحانیت میں یکتائے زمانہ تھے سلطان شہاب الدین معروف محمد غوری کے ہمراہ وارد ہند ہوئے۔ اس کی فوج کے سپہ سالار تھے اول ۵۱۱ھ میں سندھ اور ملتان کی فتوحات میں کار نمایاں انجام دیتے بعدہٗ راجہ بہاؤ سنگھ کو شکست دے کر اس صحرا میں سکونت پذیر

ہوئے. مخدوم سید شاہ جمال الدین المعروف سید جمال عاشق نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نقاب پوش بزرگ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہمارے فرزند سید علی عرب نقوی کو دشمنان آل رسول نے شہید کر دیا ہے اس کا صغیر سن بچہ سید زید کو محب آل رسول نامی فلک شہ خراسانی لیکر تمہارے پاس پہنچے گا تم سید زید کی مثل اپنے بیٹوں کے پرورش کرو اور بعد سن بلوغ اپنی دختر کا عقد سید زید نقوی کو دو خدا تمہیں اس کا صلہ دے گا. یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے. بیدار ہونے پر اس بشارت کی تعبیر سوچتے رہے طلوع آفتاب کے بعد دیکھا کہ ایک گیارہ سالہ لڑکے کو لئے ایک شخص اشکبار ہو رہا ہے اور امان کا خواستگار ہے آپ کے دریافت کرنے پر اس شخص نے تمام واقعہ سُنایا تب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ گیارہ سالہ لڑکا سید زید اور وہ شخص فلک شہ وفادار ملازم ہے آپ نے سید زید کی مثل اپنے بیٹوں کے پرورش کی اور بعد سن بلوغ اپنی دختر سیدہ ودود النساء کا عقد سید زید سے کر دیا فلک شہ وفادار ملازم کی اولاد قصبہ سرسی میں آباد ہے اور موتراشی کا کام کرتے ہیں. اور سید علی عرب کے حقیقی بھائی (۲) سید اسماعیل معہ اپنے بڑے سید گندن کے بعد شہادت پورب کی سمت چلے گئے. ان کی اولاد قصبہ موہان ضلع بارہ بنکی میں آباد ہے سید علی عرب کے صلب سے ایک پسر سید زید مذکور جد سادات نقوی قصبہ سرسی ضلع مراد آباد (بحوالہ نسب نامہ قلمی سید شاہ محمد نساب ولد قاضی سید عبد الرزاق نقوی سرسوی).

ایک شبہ! قابل غور یہ چیز ہے کہ مخدوم سید شاہ جمال الدین مذکور عہد شہاب الدین معروف محمد غوری ہند میں موجود تھے یا کہ عہد علاؤ الدین خلجی میں کیونکہ سید شاہ محمد مذکور نساب نے اپنے نسب نامہ مرتبہ میں آپ کا زمانہ ۵۸۸ھ لکھا ہے اور سلطان شہاب الدین معروف محمد غوری بادشاہ کے سپہ سالار تحریر کئے ہیں اور محترم سید محمد ہادی صاحب نقوی سرسوی حال وارد کراچی محلہ لیاقت آباد سے نے اپنے خط محررہ ۵ ستمبر ۱۹۶۸ء بسلسلہ تحقیق نسب نامہ سرسی مخدوم صاحب مذکور کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ مخدوم سید شاہ جمال الدین زیدی کے حالات متفرق فقراء مشائخ اہل تصوف کتاب ثمرات القدس مولفہ مرزا لال بیگ میں ہیں. یہ کتاب شہنشاہ اکبر کے عہد مرزا لال بیگ نے زبان فارسی میں تالیف کی ہے. ہم نے موجب خط ہذا مخدوم صاحب کے من و عن حالات صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۲ پر لکھ دیئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی کشف و کرامات کی وجہ سے علاؤ الدین خلجی نے قلعہ چتوڑ فتح کیا. اور آپ ۵۸۸ھ ہند میں موجود تھے. نیز ۶۹۷ھ ہجری میں وفات ہوئی صورت مرقومہ میں اب یہ دیکھنا ہے کہ ہر دو بادشاہوں نے کس سنہ میں حکومت کی ہے چنانچہ شہاب الدین معروف محمد غوری نے ۵۶۹ھ میں سلجوقیوں سے خراساں کا ایک حصہ فتح کرنے کے بعد سندھ و ملتان کو ۵۷۱ھ میں فتح کیا ۵۸۸ھ میں مہاراجہ پرتھوی کو شکست فاش دی، غرض یہ بادشاہ ۵۷۱ھ تا ۶۰۲ھ تک ہندوستان کا حکمران رہا اب رہا علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت کا زمانہ یہ بادشاہ ۶۹۵ھ تا ۷۱۵ھ تک ہند کا حکمران رہا. مخدوم صاحب کا ۶۹۷ھ میں انتقال ہو گیا. گویا مخدوم صاحب علاؤ الدین خلجی کے عہد میں صرف دو سال زندہ رہے اور سید علی عرب نے ۶۳۶ھ میں شہادت پائی ظاہر ہے سید زید کا واقعہ اسی سن میں ہوگا قلعہ چتوڑ کو علاؤ الدین خلجی ہی نے فتح کیا. بظاہر یہی کہا جا سکتا ہے کہ مخدوم صاحب شہاب الدین نقوی کے عہد حکومت میں ہوں گے. واللہ اعلم (مؤلف)

سیّد زید بن سیّد علی عزب نقوی جد سادات نقوی قصبہ سرسی نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی زوجہ سیّدہ وددو النساء دختر مخدوم سیّد شاہ جمال الدین بن سیّد محمد زیدی الواسطی کے لبطن سے یک پسر سیّد حسن عارف ان کے سلب سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) سیّد عالم اکبر علی عرف میر بڑے (۲) سیّد حیدر علی ان کی اولاد حیدر پوتہ کہلاتی ہے۔ (۳) سیّد اوسط علی عرف مانجھو مجلے (۴) سیّد اصغر علی خورد عرف خوندن ان کی اولاد خوندن پوتہ کہلاتی ہے۔

(۱) سیّد عالم اکبر علی عرف میر بڑے ان کے صلب سے پانچ فرزند پیدا ہوئے (۱) نواب سیّد سعید خان ان کی اولاد سعید خانی کہلاتی ہے (۲) نواب سیّد عالم درویش (۳) سیّد ابراہیم عرف نثار خان (۴) بہاؤ الدین عرف بھائی جان (۵) سیّد اسمٰعیل ہر سہ برادران (۳ تا ۵) دکھن حیدرآباد چلے گئے۔ بحوالہ قلمی نسب نامہ سیّد شاہ محمد مذکور

(۱) نواب سیّد سعید خان ان کے صلب سے دو پسر (۱) سیّد ایوب علی عرف ابن (۲) سیّد جعفر علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد مجاہد علی و سیّد باقر علی عرف باکہن و سیّد زین العابدین ان کا پسر قاضی سیّد عبد الرزاق ان کا پسر سیّد شاہ محمد نساب مذکور ان کا پسر سیّد عبد الرحمٰن ان کا پسر عبد الرزاق ان کا پسر سیّد محمد وارث ان کا پسر سیّد شاہ محمد ان کے صلب سے چار پسر سیّد ابو علی و اعظم علی و امام علی و اصالت علی ان کا پسر شہامت علی ان کے صلب سے دو پسر غلام حسین و شجاعت علی ان کے صلب سے چار پسر وارث علی و حمایت علی و کفایت علی و رعایت علی ان کا پسر خادم علی ان کے صلب سے پانچ پسر کلب حسین و اقبال حسین و آل علی و شاہ محمد و مصطفےٰ حسین ان کا پسر ارتضیٰ حسین و سیّد شاہ محمد کے دو پسر سراج حسین و محمد وصی اور آل علی کا ایک پسر آل محمد ان کے صلب سے چار پسر تقی محمد و نقی محمد و سیّد محمد و شبیہ محمد اور حمائت علی کے صلب سے تین پسر بندہ حسن و مقبول حسین و جعفر حسین ان کی دختر سجادی بیگم زوجہ سیّد محمد عسکری عالم پوتہ اور سیّد مقبول حسین کا پسر شجاع الحسن ان کا پسر ضیاء الحسن۔

سیّد وارث علی مذکور کے صلب سے چھ پسر سیّد محمد حسین و احمد حسین و تجمل حسین و رضا حسین و باقر حسین و علی حسین ان کا پسر آل حسن ان کی دختر نواب بیگم باقر حسین کے صلب سے دو پسر عسکری حسن عرف بنے و مجتبیٰ حسین ان کا پسر اصطفےٰ احسن ان کے سلب سے دو پسر سیّد ہاشم رضا و قائم رضا۔ رضا حسین کے صلب سے چار پسر سعید حسن و یاور حسین و مجاہد حسین و تہور حسین ان کا پسر تصور حسین ان کا پسر سیّد ضمانت علی۔

سیّد مجاہد حسین کے صلب سے چار پسر مصاحب حسین و شبیہ الحسن و صفی الحسن و جھبن اور سیّد تجمل حسین کے صلب سے دو پسر محمد یعقوب و سیّد محمد رضا ان کے دو پسر محمود رضا و علی رضا دو دختراں عابدہ خاتون و عقیلہ خاتون اور سیّد محمد یعقوب کا پسر سجاد حسین ان کے صلب سے چار پسر فصیح الحسن و مسیح الحسن و مصطفےٰ حسن و اصطفےٰ احسن اور احمد حسین کے صلب سے تین پسر زوار حسین و یوسف حسین و ابو الحسن ان کا پسر کربلائی حسین اور سیّد یوسف حسین کے صلب سے پانچ پسر سیّد قیصر حسین و نذر حسین و گوہر حسین و راعب حسین و ظفر حسین سیّد غلام حسین ولد شہامت علی کے صلب سے دو پسر سیّد انتظام علی و قاسم علی ان کا پسر سیّد صادق علی۔ انتظام علی کا پسر ولایت انکے صلب سے تین پسر شاہد حسین و حامد حسین و آغا حسن ان کا پسر سیّد مکرم رضا سیّد حامد حسین کے سلب سے دو پسر معظم حسین و ناظم حسین انکے صلب سے چار پسر مصباح الحسن و منہاج الحسن و مظاہر الحسن و رضا حسن

سید امام علی ولد شاہ محمد کا پسر عظیم علی ان کے دو پسر انور علی و علی حسن ان کا پسر فضل حسین اور سید انور علی کا پسر سید حسن علی ان کی دختر حیات النساء زوجہ غلام رسول ولد نجف علی اور سید اعظم علی ولد شاہ محمد کے صلب سے دو پسر سید ارشاد علی لاولد و عالم علی ان کے دو پسر غلام علی و احتشام علی ان کا پسر سید مصطفیٰ علی اور سید ابو علی شاہ ولد شاہ محمد کے صلب سے چار پسر لبادن علی و ہاشم علی و کرامت علی و کاظم علی ان کا پسر امداد علی ان کا پسر طالب علی ان کا پسر مرتضیٰ حسین اور سید کرامت علی کا پسر مراد علی ان کا پسر احمد حسن ان کے صلب سے تین پسر سید فیض الحسن و حسن رضا و محمد رضا ان کی دختر قمر جہاں اور سید فیض الحسن کے صلب سے تین پسر عادل حسین و جمیل حسن و سعید حسن سید ہاشم علی کے دو پسر راحت علی و سید علی ان کا پسر مطلوب حسین ان کے دو پسر مفتی حسن و مقتدی حسین لاولد

سید راحت علی کے صلب سے تین پسر باسط علی و حاجی علی و مہربان علی ان کا پسر اشفاق حسین ان کا پسر سید عاشق حسین، سید حاجی علی کے دو پسر ضرغام حسین و مجتبیٰ حسین ان کا پسر رئیس الحسن اور ضرغام حسین کے صلب سے دو پسر انتظام حسین و غلام حسین اور لبادن علی کے صلب سے چار پسر سید اولاد علی و بنیاد علی و مقصود علی و فرزند علی ان کا پسر سید غلام عباس بنیاد علی کے دو پسر باقر حسین و امتیاز حسین ان کا پسر محمد اسرائیل ان کا پسر محمد ایوب ان کا پسر محمد احسن اور سید اولاد علی کا پسر سید ابو الحسن ان کا پسر جعفر حسین ان کے صلب سے تین پسر سید شفیع الحسن و فصیح الحسن و سید نعیم الحسن۔

۲، سید باقر علی عرف باکہن بن سید جعفر علی کے صلب سے تین پسر سید شیر علی و حبیب اللہ و سید حامد علی ان کا پسر سید عبد الکریم ان کا پسر سید محمد عبد النبی ان کا پسر شیر علی ان کا پسر عبد الہادی ان کا پسر مقبول تولدان کا پسر سید صاحب علی ان کا پسر سید نجف علی ان کے صلب سے چار پسر جعفر حسین و نظام علی و باقر حسین و علی حسین ان کی دختر حسن بانو اور باقر حسین کے دو پسر لیاقت حسین و اختر حسین نظام علی کے دو پسر سید آل علی و آل حسن ان کے دو پسر سید محمد رضی و علی رضا اور آل علی کا پسر شمیم الحسن و دختر ضمیر فاطمہ زوجہ ذاکر حسین سید جعفر حسین کے صلب سے تین پسر سید حسن و ذاکر حسین و محمد حسین ان کا پسر احمد حسین ان کے دو پسر مقصود حسین و محمود حسین، سید ذاکر حسین کے صلب سے پانچ پسر صبیح الحسن و شاکر حسین و ناظر حسین و نصیر الحسن و عشق الحسن۔

سید حسن کے صلب سے تین پسر سید محمد شفیق و سید محمد رفیق و سید محمد د بیر سید حبیب اللہ بن باقر علی عرف سید باکہن کے صلب سے دو پسر سید محمد میران و سید محمد اسماعیل ان کا پسر دوست محمد ان کا پسر سید محمد فاضل ان کے دو پسر اللہ یار و بہاؤالدین ان کا پسر امام علی ان کا پسر علی نواز ان کا پسر طفیل علی ان کا پسر شرف علی ان کا پسر وارث علی ان کا پسر عسکری حسن اور اللہ یار کا پسر میر محمد ان کا پسر عیوض عباس ان کا پسر شیر علی ان کا پسر عبد الکریم ان کا پسر حفیظ علی ان کا پسر رحم علی ان کا پسر صاحب علی ان کا پسر شاہ نبی ان کے دو پسر سید امام بخش و علی بخش ان کے دو پسر امتیاز علی و یاد علی ان کا پسر یاد حسن و دختر جعفری بیگم یاد حسن کے دو پسر سید محمد ضیاء و رضی احمد ان کے صلب سے پانچ پسر نبی احمد و سخی احمد و ولی احمد و شبیہ احمد و محمد شوکت۔

سید محمد ضیاء کے صلب سے تین پسر سید علی ضیاء و حسن ضیاء و حسین ضیاء اور امتیاز علی کی دختران سجادی و سیدہ و کنیز و فردوسی

سیّد امام بخش کے دو پسر سیّد احمد علی و حیدر علی ان کا پسر محمد حیدر ان کا پسر سیّد مہدی حسن عرف حسینی۔

سیّد احمد کا پسر سیّد محمد علی ان کے صلب سے دو پسر عاشق رضا و منور رضا ان کے صلب سے تین پسر درویش رضا و نادر رضا و علمدار رضا سیّد محمد میران بن حبیب اللہ کا پسر سیّد محمد ان کا پسر عاشق علی ان کا پسر نجابت علی ان کا پسر افضل علی ان کا پسر سیّد لبادن علی ان کا پسر وارث علی ان کا پسر سیّد محمد حسین ان کے صلب سے تین دختران کربلائی بیگم و کنیز خاتون و اعجاز فاطمہ سیّد شیر علی بن سیّد باقر علی عرف باکہن ان کے صلب سے دو پسر سیّد بہاؤالدین عرف بہائی خان و معاون علی عرف معالی ان کا پسر سیّد محمد باقر ان کا پسر محمد مقیم ان کا پسر سیّد مسعود ان کا پسر فتح علی ان کا پسر جمال علی ان کا پسر مومن علی ان کا پسر عبدالسلام ان کا پسر عنایت علی ان کا پسر حیات محمد ان کا پسر شاہ محمد ان کا پسر حفیظ علی ان کے دو پسر حیات علی و عنایت علی ان کا پسر عابد علی ان کا پسر خادم علی ان کے دو پسر مدد علی و دلی حسین ان کے دو پسر عمران حسین و ناطق حسین اور مدد علی کے تین پسر مجاہد حسین و سیّد حسین و سجاد حسین ان کا پسر سائر حسین، سیّد بہاؤالدین عرف بہائی خان کا پسر سیّد ہاشم علی ان کا پسر بحال حسین معروف لعل ان کے دو پسر سیّد باکہن و نورالدین ان کے دو پسر غلام سرور و غلام نبی ان کا پسر سعادت علی ان کے صلب سے تین پسر غلام رضا و عباس علی و شہامت علی ان کا پسر امام بخش عباس علی کا پسر نیاز علی ان کا پسر یاد علی ان کے دو پسر محمد حسین و ہادی علی ان کا پسر سیّد محمد اسماعیل و دختران ساجدہ و راضیہ سیّد محمد حسین کا پسر محمد عباس و دختر ضمیر فاطمہ زوجہ شفیع الحسن، محمد عباس کے صلب سے دو پسر سیّد حسن حیدر و شمیم حیدر۔

سیّد غلام سرور مذکور کا پسر مراد علی ان کا پسر غلام محمد ان کے صلب سے چار پسر احمد علی و امجد علی و امداد علی و اولاد علی ان کا پسر اصغر حسین اور امداد علی کا پسر علی حسین ان کے صلب سے تین پسر محمد رضا و حسن رضا و احمد رضا ان کا پسر سیّد محمود رضا حسن رضا کا پسر شان رضا ان کا پسر فرقان رضا اور محمد رضا کے دو پسر منور رضا و سلطان حسین ان کا پسر سیّد قائم رضا۔

سیّد امجد علی کا پسر لطافت حسین ان کے دو پسر زوار حسین و الیاس حسین ان کے صلب سے تین پسر علی ہادی و علی محسن و علی حیدر اور سیّد زوار حسین کا پسر سیّد علی رہبر اور سیّد احمد علی مذکور کا پسر سیّد محمد علی ان کے دو پسر آل حسن و ولی حسن ان کے صلب سے تین دختران ریاض فاطمہ زوجہ زاہد حسین و طاہرہ زوجہ اختر حسین و سائرہ زوجہ سیّد علی رہبر آل حسن کا پسر امیر حسن و دختر امیر فاطمہ۔ امیر حسن کے صلب سے تین دختران شائستہ بیگم و شگفتہ بیگم و میب الزہرا غلام رضا بن سعادت علی کا پسر سیّد ابرار حسین ان کا پسر اعجاز حسین ان کے صلب سے تین پسر اجلال حسین و اعقال حسین و احزال حسین سیّد باکھن بن بحال حسین معروف لعل کے صلب سے دو پسر سیّد نجابت علی و سیّد مہابت علی ان کا پسر اکرام علی ان کا پسر رضوان علی انکا پسر سیّد احسان علی ان کا پسر سرفراز علی انکا پسر ابن حسن انکے صلب سے دو پسر سیّد حسن و عقیل حسین سیّد نجابت علی کے صلب سے دو پسر شہامت علی و مظفر علی ان کے دو پسر روشن علی و منور علی ان کا پسر غلام حسین ان کے دو پسر فدا حسین و ارادات علی ان کا پسر مہدی حسن و دختر فراست زوجہ یاد علی اور فدا حسین کی دو دختران محمدی بیگم زوجہ اولاد علی و کنیز فاطمہ سیّد روشن علی کے دو پسر رستم علی و لبادن علی کے دو پسر امتیاز حسین و حاجی علی ان کا پسر سبط رسول ان کا پسر صبیح الحسن ان کے صلب سے تین پسر سیّد ریاض عسکری عرف چاند میاں و شبیہ الحسن عرف تاج میاں و سیّد مہتاب میاں۔

سیّد امتیاز حسین کے صلب سے تین پسر سیّد محمد تقی و محمد عسکری حسن و محمد زکی ان کا پسر مبشر حسین اور محمد عسکری حسن کا پسر سیّد باق الحسن و دختر مقدسی بیگم زوجہ محمد شفیع و جعفری بیگم زوجہ آل حسن و فضہ زوجہ باقر حسین اور محمد تقی کا پسر یوسف حسین و دختر زرینہ خاتون ارتسم علی بن روشن علی کے دو پسر سیّد قاسم علی و خادم علی ان کا پسر رضا حسن ان کا پسر نذر حسین ان کا پسر مقدس حسین ان کے صلب سے دو پسر منظور رضا و منبر رضا اور قاسم علی کا پسر یاد علی ان کے دو پسر جعفر حسین و محسن علی ان کے صلب سے تین پسر سیّد قاسم علی و سیّد امجد علی و نفیس الحسن ان کا پسر غضنفر عباس اور سیّد امجد علی کا پسر عارف رضا اور سیّد قاسم علی کا پسر سیّد قائم علی۔ اور سیّد جعفر حسین کے صلب سے پانچ پسر سیّد وصیت حسین و علی رضا و محمد رضا و معظم رضا و محمد ایلیا ان کا پسر سیّد رونق رضا اور معظم رضا کا پسر محمود رضا اور محمد رضا کا پسر علی امام اور علی رضا کے دو پسر سیّد ضامن رضا و حاتم رضا اور وصیت حسین کا پسر ودیعت حسین سیّد شہامت علی ولد نجابت علی کے دو پسر علی نزاد عرف علی مراد و نبی الرشاد ان کا پسر کرم علی ان کا پسر ولایت حسین ان کا پسر سیّد ابوالبرکات ان کا پسر علی لباط اور علی نزاد عرف علی مراد کا پسر مصطفٰے حسین ان کا پسر فیاض حسین و دختر کنیز فاطمہ زوجہ سیّد محمد حسین اور سیّد فیاض حسین کے صلب سے تین پسر محمد شفیع و احمد رضا و عزیز احمد ان کا پسر علی اصغر اور احمد رضا کا پسر حیدر رضا و دختر نصیر فاطمہ سیّد محمد شفیع کا پسر معز حسین ان کے دو پسر آفتاب حسین و نواب خاں و دختران اکبری بیگم زوجہ سیّد محمد رضا و ہاشمی بیگم زوجہ سیّد محمد حسین (۱) سیّد ایوب علی عرف سیّد ابن ولد نواب سیّد سعید خاں کے صلب سے تین پسر (۱) سیّد محمد افضل (۲) سیّد شاہ علی (۳) سیّد جہانگیر ان کے صلب سے دو پسر سیّد علی اسد و تاج المکارم ان کا پسر عیوض علی ان کا پسر مراد علی ان کا پسر مکارم نبی ان کا پسر سیّد علی ان کا پسر اصالت علی ان کا پسر اصغر علی ان کا پسر قربان حسین ان کے صلب سے تین پسر اعجاز حسن و ممتاز حسین و امتیاز حسین ان کے دو پسر غلام عباس و محمد حسین ان کی دختر شکیلہ خاتون زوجہ مولوی حامد حسین عالم پوپنہ اور سیّد غلام عباس کے صلب سے چار پسر سیّد نجم الحسن و حامد عباس و احمد عباس و اختر حسین ان کا پسر سیّد مظہر عباس، احمد عباس کے دو پسر رضا عباس و حسن عباس اور ممتاز حسین کے صلب سے دو پسر سیّد زوار حسین و حسن رضا اور اعجاز حسن کے صلب سے دو پسر سیّد سبط حسن و مہدی حسن ان کے صلب سے دو پسر سیّد عسکری حسن و نواب حسن سیّد علی اسد و سیّد جہانگیر کا پسر سیّد محمد عالم ان کا پسر جان محمد ان کا پسر سیّد سلطان محمد ان کی اولاد مقام کندر کی تحصیل بلاری ضلع مراد آباد میں آباد ہے، قصبہ سرسی سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے، سیّد سلطان محمد ولد جان محمد کا پسر محمد حسن ان کا پسر مشتاق علی ان کے دو پسر سیّد ایزد بخش و قادر بخش ان کے دو پسر حسین بخش و علی بخش ان کے صلب سے تین پسر شہوار علی و مہربان علی و غلام علی ان کا پسر سیّد محمد ناطق اور مہربان علی کے دو پسر سیّد محمد رضی و سیّد محمد زکی اور ایزد بخش کا پسر غلام حسن کے دو پسر ضامن علی و محمد حسن ان کا پسر مہدی حسن اور ضامن علی کے دو پسر محمد مسلم و محمد احسن۔

(۲) سیّد شاہ علی بن ایوب علی عرف ابن کا پسر واجد علی ان کا پسر ایوب علی ان کا پسر محمود علی ان کا پسر داؤد علی ان کے دو پسر سیّد مصطفٰے علی و کرامت سعید ان کے صلب سے تین پسر نجم الدین علی و شاہ علی و مراد علی ان کا پسر شاہ محمد ان کا پسر سیّد لباون علی اور شاہ علی کا پسر قاسم علی ان کی دختران وزیر النساء زوجہ حاجی علی و کلثوم زوجہ ارادت علی نجم الدین علی کا پسر داؤد علی ان کے دو پسر سیّد محمد علی و امام بخش ان کے دو پسر آل حسن و عنایت حسین ان کے صلب سے چار پسر شمشاد حسین و

نثار حسین و علی حسین و امداد حسین ان کے صلب سے چار پسر ارشاد حسین و ممتاز حسین و فریاد حسین و جواد حسین۔

(۱) سید محمد افضل بن سید ایوب علی عرف ابن ان کے دو پسر سید اکبر علی و منور علی عرف منگن ان کا پسر سید یحیٰی ان کا پسر سید محمد عارف ان کا پسر محمد عاشق ان کا پسر علی نقی ان کا پسر روشن علی ان کا پسر یحیٰی علی ان کا پسر میانجی ابدال علی ان کے صلب سے چار پسر خادم علی و نیاز علی و انتیاز علی و ممتاز علی ان کے دو پسر غلام حسین و منصور حسین ان کے دو پسر سید علی مومن و علی ضامن اور انتیاز علی کا مظہر حسن ان کے صلب سے چار پسر سید حیدر حسن و سید نجم الحسن و سید حسن و نذر حسن، سید اکبر علی مذکور کے دو پسر سید محمد ستار و محمد فاضل ان کا پسر محمد اشرف ان کا پسر محب علی ان کا پسر اصغر علی ان کا پسر منور علی ان کے دو پسر نجف علی و جیون علی و دختر کلثوم زوجہ شجاعت علی اور جیون علی کے دو پسر نذر حسین و احمد حسن انکا پسر نذیر انکا پسر آل حسن ان کا پسر نہال حسن ان کا پسر محمد میاں اور نذیر حسین کے دو پسر ضمیر حسین و سید حسن ان کے دو پسر سید ساجد و سید لساون علی ان کا پسر شاہ محمد ان کا پسر سید مراد علی اور سید محمد ستار مذکور کا پسر فتح محمد ان کا پسر مراد علی ان کا پسر سید قطب علی ان کا پسر نوازش علی ان کا پسر علی مراد ان کا پسر بنیاد علی ان کا پسر ممتاز حسن ان کے صلب سے تین پسر سید محمد باقر و محمد تقی و امیر رضا ان کا پسر آل عبا اور محمد تقی کا پسر محمد جواد اور محمد باقر کا پسر ایمران کا پسر محمد طاہر۔

(۲) نواب سید عالم درویش بن سید عالم اکبر علی عرف میر بڑے ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید زید عالم (۲) سید محمد یوسف ان کا پسر قطب الدین ان کے دو پسر سید حامد و میر محمد ان کے دو پسر محی الدین و سید محمد ان کے دو پسر ابدال محمود و ابرار محمد ان کے دو پسر سید محمد و سید عبداللہ ان کا پسر غلام نبی ان کے صلب سے چار پسر سید غلام حسین و محمد علی و احمد علی و سید علی ان کا پسر خادم علی اور احمد علی کے صلب سے چار پسر امداد علی و عطا حسین و تفضل حسین و آصف علی ان کا پسر یوسف حسین ان کا پسر محمد حسین اور تفضل حسین کا پسر سید ابوالحسن ان کے دو پسر سید مرتضیٰ حسین و ارتضیٰ حسین اور محمد علی مذکور کا پسر مدد علی ان کے دو پسر دلاور علی و عنایت حسین ان کا پسر خادم حسین ان کا پسر کاظم حسین اور سید دلاور علی کے دو پسر سید باقر حسین و اصغر علی ان کے صلب سے چار پسر احمد نبی و محمد نبی و مرتضیٰ علی و رضا علی سید غلام حسین مذکور کے دو پسر معصوم علی و امام بخش ان کے دو پسر حاجی علی و ہادی علی ان کے صلب سے تین پسر سید امیر حسین و اکبر حسین و نواب حسین ان کا پسر سلطان حسین اور سید اکبر حسین کے دو پسر اکرام حسین و محمد ابراہیم ان کا پسر سید ابن الحسن اور اکرام حسین کا پسر سید محمد حسین اور سید معصوم علی کے صلب سے چار پسر یعقوب علی و مہدی علی و محمد علی پرکھا و سید معشوق علی ان کا پسر مہدی حسن عرف کلن اور سید ابدال محمد مذکور کا پسر غلام نجف ان کا پسر عالم علی ان کا پسر غلام حسن ان کا پسر اعظم علی ان کے دو پسر علی بخش و فرزند علی ان کا پسر اصغر حسین ان کا پسر ضامن حسین اور علی بخش کے دو پسر سید امیر حسن و مہدی حسن ان کا پسر پیارے میاں اور امیر حسن کا پسر سید کاظم حسین ان کا پسر سید اعظم حسین۔

اور سید محمد ولد سید ابرار محمد کے صلب سے تین پسر سید محمد تقی و سید پیر محمد و سید زید ان کا پسر باقر علی ان کا پسر سید راحت علی ان کا پسر امداد علی ان کا پسر محمد حسین اور سید پیر محمد کے دو پسر صاحب علی و امام علی ان کا پسر لساون علی ان کا پسر سید مہدی حسن اور صاحب علی کا پسر جیون علی ان کا پسر سید ذاکر حسین ان کا پسر سید جعفر حسین۔

سیّد محمد نقی کا پسر اعظم علی ان کا پسر وارث علی ان کا پسر عابد علی ان کا پسر محمد تقی ان کا پسر وہب حسن ان کا پسر علی نقیب الحسن سیّد حامد بن سیّد قطب الدین کے دو پسر سیّد عبداللہ و شاکر علی ان کا پسر محمد تفضل ان کے دو پسر سیّد محمد عرف گہاہی و سیّد محمد علی ان کا پسر بہادر علی ان کے دو پسر شہامت علی و سعادت علی ان کا پسر جیون علی ان کا پسر شرافت علی ان کا پسر موسیٰ علی اور شہامت علی کا پسر حسن علی ان کا پسر باد علی ان کا پسر محمد سعید حسن ان کا پسر سیّد محمد اختر ان کے صلب سے پانچ پسر سیّد محمد اطہر و سیّد محمد انجم و سیّد محمد افسر و سیّد محمد اصغر و سیّد محمد انور۔

سیّد محمد عرف گہاہی کا پسر قاسم علی ان کا پسر عباس علی ان کے صلب سے تین پسر غلام علی و مقرب حسین و مقبول حسین ان کا پسر کربلائی حسین مقرب حسین کے صلب سے تین پسر حیدر حسن و مرتضیٰ حسن و اصلاح حسن جند اور سیّد غلام علی کا پسر مصطفیٰ علی ان کا پسر سیّد ابان جان ان کے صلب سے چار پسر سیّد محمد حسنین و وزارت حسین و وجاہت حسین و شاکر حسین۔

سیّد عبداللہ بن سیّد حامد کا پسر قطب الدین ان کے دو پسر سیّد محمد صلاح و سیّد نجم الدین ان کا پسر مصطفیٰ علی ان کے دو پسر حسن علی و غلام حسین ان کا پسر قدرت علی اور حسن علی کے دو پسر صادق حسین و ولایت حسین ان کے دو پسر فیض الحسن و محمد حسین ان کا پسر مہدی حسن اور فیض الحسن کے دو پسر وجیہ الحسن و منظور الحسن اور سیّد محمد صلاح کا پسر امام بخش ان کا پسر الٰہی بخش ان کا پسر فدا حسین ان کا پسر مبارک حسین ان کے صلب سے چار پسر غلام نجف و عابد حسین و عامر حسین و امام بخش ان کا پسر سبط حسن اور عامر حسین کا پسر اشتیاق حسین، عابد حسین کا پسر ساجد حسین ان کے دو پسر حامد حسین و صابر حسین اور غلام نجف کا پسر ریحان حسین ان کے دو پسر مناظر حسین و مظاہر حسین، سیّد محی الدین ولد سیّد میر محمد بن قطب الدین کا پسر محمد اسماعیل ان کا پسر نادر حسین ان کا پسر ہاشم علی ان کے صلب سے چار پسر سیّد حسن علی و قاسم علی و حاجی اسماعیل علی و نیاز علی ان کے دو پسر زوار حسین و عنایت حسین ان کے تین پسر محمد حسن و آل علی و تجمل حسین۔ حاجی اسماعیل کے صلب سے تین پسر سیّد مہدی حسن و مولوی کاظم حسین و مطلب حسین ان کے دو پسر ایوب حسین و یعقوب حسین مولوی کاظم حسین کے دو پسر ناظم حسین و ہادی حسن اور مہدی حسن کے صلب سے چار پسر عزیز الحسن و ہاشم علی و سیّد محمد و محمد حسن سیّد قاسم علی کے دو پسر خادم علی و ابراہیم علی ان کا پسر مظہر حسن ان کے دو پسر ظہیر محمد و میر محمد عرف جلّو ان کا پسر سیّد مظاہر حسین سیّد خادم علی کے دو پسر محمد حسن و علی حسن۔ ان کے صلب سے تین پسر سیّد مہدی حسن و سیّد محمد و حیدر حسن ان کے دو پسر سیّد نجم الحسن و سیّد ابن حیدر ان کا پسر آل حیدر اور محمد حسن کے صلب سے سات پسر سیّد علی رضا و زین العباد نہال احمد و آل احمد و رضی حسن و نواب حسن و مولوی علی رضا ان کا پسر مصباح الحسن اور نواب حسین کا علی نواب اور رضی حسن کا پسر سیّد علی جواد۔

سیّد آل احمد کے صلب سے تین پسر سیّد عالیجاہ و حسنین احمد و سلطان احمد اور علی رضا کے دو پسر آل رضا و مصباح الحسن سیّد حسن علی ولد ہاشم علی کے صلب سے تین پسر جعفر حسین و ذاکر حسین و زائر حسین ان کا پسر ناظر حسن اور سیّد ذاکر حسین کا پسر سیّد محمد نذر ان کا پسر علی نذر اور سیّد جعفر حسین کے صلب سے پانچ پسر مرتضیٰ حسین لاولد و جاوید حسین و اقبال حسین و قائم حسین و قوت حسین ان کا پسر اسد حسین ان کا پسر ظفر حسین اور قائم حسین کا پسر مصطفیٰ حسن ان کا پسر خورشید حسن اور اقبال حسین کا پسر محمد جان

مولوی سید محمد ہادی ولد محمد عسکری نقوی کراچی

ع۹۹۱

ان کا پسر احمد جان۔

(۱) سید زبدعالم بن نواب سعد عالم درویش کا سید حامد عالم ان کا پسر سید علی ان کا پسر سید محمدان کے صلب سے تین پسر سید جاہ محمد عرف عبدالغفور و سید شاہ محمد عرف انور و مشرف محمد عرف سکھا ان کا پسر سید محمد قاسم ان کا پسر سید محمد عرف سربدن ان کا پسر سید عبدالمنعم ان کا پسر احمد علی ان کے صلب سے چار پسر سید معصوم علی و سید علی عرب و سید مقصود علی و شہامت علی ان کا پسر سید کرامت علی اور مقصود علی کے دو پسر سید جعفر علی و اسمع علی سید علی عرب کا پسر نجف علی ان کے صلب سے تین پسر الطاف حسین و فرزند علی و اظہار حسین ان کی دختر حسن بانو زوجہ آلِ احمد سید فرزند علی کا پسر حامد حسین و دختران جلو بیگم زوجہ جعفر حسین و کنیز فاطمہ زوجہ بندہ حسن و شاہدہ خاتون زوجہ اعجاز حسین، سید الطاف حسین کے صلب سے تین دختران مومنہ بیگم زوجہ انور علی و موٹہ بیگم زوجہ آلِ علی و کاظمی بیگم زوجہ سرور حسین، سید شاہ محمد عرف ابو انور مذکور کے دو پسر سید جان محمد و محمد عاقل ان کا پسر محمد عادل ان کا پسر نتھوان کا پسر سکھوان کا پسر رستم علی سید جان محمد کے دو پسر سید دولت محمد و غلام مرتضیٰ ان کا پسر غلام نبی ان کا پسر غلام سروران کا پسر سید محمد حسین۔ سید دولت محمد کا پسر سید علی جواد ان کا پسر جمال علی ان کا پسر امام بخش ان کے صلب سے چار پسر سید علی بخش لاولد و ایزد بخش و احمد بخش و حیدر بخش ان کا پسر حیون علی ان کا پسر عیوض علی ان کا پسر سید محمد حسین ان کے صلب سے چار پسر جواد حسین و علی حسین و نصیر الحسن ہر سہ لاولد سید حیدر حسن ان کا پسر صغیر حیدر ان کے دو پسر سید آغا حیدر و سفیر حیدر۔

سید احمد بخش کا پسر تفضل حسین ان کا پسر سید باقر حسین ان کا پسر احمد حسین ان کے صلب سے دو پسر سید محمد مومن و ڈاکٹر سید علی مومن یہ رضویہ کالونی شہر کراچی میں آباد ہیں ان کا پسر سید حسن مومن اور سید ایزد بخش کے دو پسر سید خادم علی و ارادت علی ان کا پسر سید لیاقت حسین و دختر کنیز زہرا اور سید لیاقت حسین کا پسر سید محمد جان ان کے صلب سے تین پسر سید احمد جان و حامد جان و علی جان ان کی دختران تہذیب فاطمہ زوجہ فضل العباس و خورشید فاطمہ زوجہ سید علی اصغر اور سید حامد جان کے دو پسر سید قمر جان و خورشید اختر و دختران عصمت زہرا زوجہ شمیم حیدر و رفعت زہرا و راحت زہرا و شمیم زہرا۔

سید احمد جان کے صلب سے چار پسر سید حسن جان و مہر جان و امام جان و حسین جان و دختران شفیق فاطمہ و نثار فاطمہ و عفت زہرا سید خادم علی مذکور کے صلب سے تین پسر سید جعفر حسین و محمد علی و کاظم حسین و دختر جعفری بیگم زوجہ سید محمد عسکری سید محمد علی کے دو پسر آلِ محمد لاولد و سید محمد سبطین ان کی دختران نسیمہ خاتون زوجہ راغب حسین و نعیمہ خاتون زوجہ محمد نفیس سید جعفر حسین کے صلب سے تین پسر سید رضی حسن و سید محمد نفیس و ناصر حسین کراچی آباد و دختران صدیقہ و صابرہ و عالیہ سید محمد نفیس کا پسر سید طہیر عباس و دختران آفتاب زہرا و نجم الزہرا و شمس الزاہرا۔

سید رضی حسن کے دو پسر سید محمد یوسف و سید گوہر عباس و دختران گوہر زہرا و خورشید زہرا، سید کاظم حسین ولد سید خادم علی کے دو پسر سید محمد عالم لاولد و سید محمد و دختران حمیدہ خاتون زوجہ محمد سبطین و اُم فروہ زوجہ سید علی جان اور سید محمد کا پسر سید احمد و دختران سیدہ زوجہ امانت حسین و تنویر فاطمہ۔

سید جاہ محمد عرف عبدالغفور بن سید محمد مذکور کا پسر عالم علی ان کا پسر قطب عالم ان کا پسر درویش عالم ان کا پسر سید شیر علی ان کا پسر سعادت علی ان کے دو پسر سید شجاعت علی و سید اصغر علی ان کی دختران فضل النساء و مسیتاً، سید شجاعت علی کے دو پسر سید حاجی علی لاولد و سید ہادی علی کے صلب سے چار پسر سید مہدی علی و محمد عسکری و محمد عقیل و سید مقدس حسین و دختر کنیز صغریٰ زوجہ سید لیاقت حسین اور سید مہدی علی کے دو پسر سید محمد نقی و آل احمد کے صلب سے تین پسر سید مقبول احمد و وصی احمد و امیر احمد و دختران جمیلہ خاتون زوجہ محمد محسن و ناجرہ زوجہ سید محمد ہادی . سید مقبول احمد کے صلب سے تین پسر محمد انیس و محمد حسنین الزمان و آفتاب احمد و دختر رئیس فاطمہ زوجہ علی کوثر سید وصی احمد کے صلب سے تین پسر اقبال مہدی و حسن مہدی و جوہر عباس اور سید امیر احمد شہر کراچی آباد ہے۔

سید محمد نقی کے صلب سے پانچ پسر سید علی نقی و علی زکی و سید محمد حبیب و محمد رفیق و محمد شفیق و دختران جمیلہ خاتون و اُم فروہ سید محمد عسکری مذکور کے دو پسر سید محمد ہادی و مجتبیٰ احسن کا پسر حسن نبی و دختر رضیہ خاتون زوجہ سید علی اکبر اور سید محمد ہادی کراچی آباد ہیں۔ ان کے صلب سے دو پسر علی ہادی و تقی ہادی شہر کراچی آباد و شفاعت زہرا و علی ہادی کے تین پسر حسین ہادی و اقبال ہادی و ہادی امام سید محمد عقیل کے صلب سے محمد حسن و سید حسن ہر دو لاولد محمد جمیل و امیر حسن و صغیر حسن و محمد حسنین ان کی دختران راضیہ خاتون زوجہ سید براق الحسن و شکیلہ خاتون زوجہ ناظر حسن اور سید صغیر حسن کا پسر سید علی رضا ان کا پسر سید اقبال رضا۔

سید امیر حسن کے صلب سے چھ پسر سید علی گوہر و علی کوثر و علی مظہر و علی اصغر و محمد ہاشم و حسن رضا و دختران آل زہرا و آل فاطمہ سید علی گوہر کراچی آباد ان کے صلب سے تین پسر سید حسن گوہر و غضنفر عباس و سہیل مصطفیٰ۔

سید محمد جمیل کے صلب سے چار پسر سید محمد اکبر عرف چندن و حسن اکبر دونوں برادر شہر کراچی آباد و حسین اکبر و علی اکبر و دختران اُم رباب زوجہ سید رضی حسن و نبیہ خاتون زوجہ علمدار رضا و آمنہ خاتون زوجہ سید علی مومن و بنت زہرا زوجہ نادر رضا و اُم کلثوم اور سید علی اکبر کا پسر نبی ہادی، اور سید مقدس حسین ولد ہادی علی کے صلب سے چار پسر سید محمد ظفر و محمد اختر و سید محمد نذر و محمد حیدر مقام حیدر آباد (سندھ) آباد ان کا پسر خورشید حیدر اور سید محمد نذر ان کے دو پسر سید رفیق حیدر خورشید و شبیہ حیدر شہر کراچی آباد اور سید محمد ظفر مقام لاہور آباد ان کے صلب سے چار پسر ظہیر حیدر و ضمیر حیدر و سفیر حیدر و اصغر عباس۔

(۱) سید حیدر علی بن سید حسن عارف

مذکور ان کا پسر سید نور شاہ ازرانی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید برہان عرف بھکن (۲) سید محمد اعظم ان کا پسر سید حیدر ان کے دو پسر سید بہادر علی اوسط و سید منور علی خورد ان کا پسر سید حسن ان کا پسر سید عبدالرشید ان کا پسر سید خداداد ان کا پسر سید ہانی ان کا پسر سید کبیر ان کا پسر امام علی، امام علی کا پسر منور علی ان کا پسر مقصود علی ان کا حیون علی ان کا پسر ابن حسن اور سید بہادر علی اوسط کے صلب سے دو پسر سید جمال محمد و علاؤ الدین ان کا پسر سید قاسم علی ان کا پسر معظم علی ان کا پسر سید فتح علی ان کا پسر رجب علی ان کے دو پسر سید آل نبی و غنیم علی ان کے صلب سے پانچ پسر سید ضامن علی و باقر علی و ریاض حسین و خادم علی و جعفر حسین، جعفر حسین کا پسر سید محمد حسین اور آلِ نبی مذکور کے دو پسر سید اولاد علی و سید امتیاز علی ان کا پسر سید محمد علی اور اولاد علی کے صلب سے دو پسر سبطِ رسول و مہدی حسن اور سید جمال محمد بن سید بہادر علی اوسط کا پسر

سید ولی محمد ان کے صلب سے دو پسر سید قدرت اللہ و سید وصال محمد ان کا پسر مراد علی ان کے دو پسر مقصود علی و جواد علی ان کے دو پسر سید امداد علی و سید یاد علی ان کے صلب سے چار پسر سید منفدا حسین و منظہر علی و محسن علی و مشرف حسین اور مقصود علی کے دو پسر جیون علی و غلام حسین ان کے دو پسر سید شوکت حسین و کاظم حسین ان کا پسر احمد حسن اور شوکت حسین کے دو پسر سید حسن و سید ظہور حسن۔

سید قدرت اللہ بن سید ولی محمد کا پسر سید جمال علی ان کا پسر اعظم علی ان کے صلب سے دو پسر یوسف علی و عالم علی ان کا پسر ہاشم علی ان کا پسر فدا حسین ان کے صلب سے تین پسر سید حسن رضا و بشیر حسن و محمد حسین ان کا پسر سید مرتضیٰ حسین اور سید یوسف علی کا پسر عباس علی ان کا پسر سید محمد حسین ان کے صلب سے چھ پسر سید خورشید حسن و موسیٰ رضا و علی نقی و کلب عابد و صابر رضا و سید حیدر حسن۔

(۱) سید برہان عرف بھکن بن سید شاہ ارزانی کے صلب سے چار پسر سید جمال علی و سید نور محمد و سید مہدی علی و سید غلام علی عرف سوگدائی ان کا پسر ہاشم علی ان کا پسر حسین علی ان کا پسر اصغر علی ان کا پسر اکبر علی ان کا پسر سید ابن حسن اور سید مہدی علی کا پسر ذوالفقار علی عرف رحم علی ان کے صلب سے دو پسر سید شہامت علی و نجف علی ان کا پسر سید مبارک حسین اور سید شہامت علی کا پسر سید لبساون علی ان کا سید محمد حسین ان کا پسر سید عابد علی اور سید نور محمد کا پسر سید محمد عاقل ان کا پسر سید کلب حسین ان کے دو پسر سید عالم علی و سید ہاشم علی ان کا پسر سید معشوق علی ان کا پسر سید محمد زکی ان کے صلب سے تین پسر اصغر حسین و ابن حسن و سید علی اور سید عالم علی ابن سید کلب حسین کا پسر سید اعظم علی ان کے صلب سے چار پسر سید غلام علی و شوکت حسین و سید ولایت حسین و سید حشمت حسین ان کے صلب سے دو پسر سید ابن حسن و سید امیر حسن۔

سید جمال علی ابن سید برہان عرف بھکن کا پسر سید محمد واحد ان کا پسر سید غلام حسین ان کے صلب سے دو پسر امام علی و سید غلام نبی ان کا پسر سید ذوالفقار علی ان کا پسر خادم علی ان کا پسر سید احمد حسن اور سید امام علی کے دو پسر سید مصطفیٰ علی و سید جمال علی ان کا پسر سید حیدر علی ان کا پسر صادق علی ان کا پسر سید محمد نقی ان کے صلب سے چار پسر سید محمد تقی حسین و سید ارتضیٰ حسین و سید محمد وصی و سید محمد نقی اور سید مصطفیٰ علی کا پسر سید قاسم علی ان کا پسر سید نثار علی ان کے صلب سے دو پسر سید حسن و سید حسن رضا ان کا پسر مرتضیٰ حسین اور سید حسن کا پسر سید مصطفیٰ حسین۔

۴. سید اوسط علی عرف بانجھو منجھلے بن سید حسن عارف ؒ کے صلب سے تین پسر (۱) سید داؤد (۲) سید واحد عرف لہدیہ (۳) سید جیون عرف جیا ان کا پسر سید محمد منیران کی اولاد خاص اٹاوہ (یو۔پی) میں آباد ہے۔

(۲) سید واحد عرف لہدیہ کے صلب سے دو پسر سید محمد جمال عرف جمن (۲) سید محمد میراں ان کا پسر عماد الدین ان کا پسر سید برہان عرف باکین ان کا پسر واحد عرف لہدیہ ان کا پسر سید [illegible] ل عرف جمن ان کا پسر سید محمد میراں ان کا پسر عماد الدین ان کا پسر اللہ دیا ان کا پسر سید محمد میاں عرف بانجھو ان کا پسر ولی محمد ان کے دو پسر سید رحم علی و سید بدر علی ان کے دو پسر منظہر علی و اشرف علی ان کا پسر نجابت علی ان کا پسر مہربان علی ان کا پسر منظہر علی ان کا پسر امام بخش ان کا پسر غلام علی ان کے دو پسر سید یاد علی و معشوق علی ان کا پسر اصغر حسین و دختر کنیز فاطمہ سید یاد علی کا پسر مہدی حسن ان کے صلب سے تین پسر سید محمد باہن و ظہور حسین و محمد حسین ان کے دو پسر حامد علی و

رضا علی سید رحم علی ولد ولی محمد کے صلب سے تین پسر میوں علی و دولت علی عرف ووندا و میر علی ان کا پسر بساون علی ان کا پسر غلام حسین ان کا پسر سید اصغر حسین ان کا پسر سید اختر حسین اور دولت علی عرف ووندا کا پسر منور علی ان کا پسر سید بساون علی ان کا پسر سرفراز علی ان کا پسر سید تجمل حسین ان کے صلب سے دو پسر سید یاور حسین و سید شاکر حسین ان کے صلب سے چار پسر سید صابر حسین و سید ناصر حسین و سید ذاکر حسین و سید طاہر حسین۔

سید عیوض علی کے صلب سے دو پسر سید اعظم علی و سید خیر علی ان کا پسر فدا حسین ان کا پسر سید عترت حسین اور سید اعظم علی کا پسر سید مصطفےٰ علی ان کے صلب سے دو پسر سید امتیاز علی و سید نجابت علی۔

(۱) سید داؤد ولد سید اوسط علی عرف بانجھو منجھلے کا پسر سید محمود ان کے صلب سے دو پسر سید محمد قاسم و سید دانشمند عرف ذہین ان کے صلب سے دو پسر سید محمد باقر عرف بھکاری و سید جمال ان کا پسر سید پیر محمد ان کے صلب سے پانچ پسر سید مصطفےٰ و سید مرتضیٰ و سید طاہر و سید محمد و سید ابراہیم ان کا پسر سید غلام علی اور سید قاسم کا پسر سید فیروز

(۴) سید اصغر علی خورد عرف خوندن بن سید حسن عارف کے صلب سے دو پسر سید جیون علی عرف جمن و سید عمران عرف سید عمنؒ کی اولاد مقام بکنالہ تحصیل سنبل میں آباد ہے۔ یہ بستی قصبہ سرسی سے ۸ - ۹ میل کے فاصلہ پر ہے اس میں سادات کی خاصی آبادی ہے۔ اور کبھی وہ موضع ان کی ملکیت میں تھا، سید جیون علی عرف جمن کا پسر سید حمزہ عرف خازن ان کا پسر سید محمد معروف ان کا پسر سید محمد اسحاق ان کا پسر سید محمد ولی عرف والی ان کا پسر سید قیوم اللہ عرف کالی ان کا پسر خادم علی عرف خوندن ان کا پسر عبدالرزاق عرف ارزانی ان کا پسر مومن علی ان کا پسر سید منور علی ان کے صلب سے تین پسر سید یوسف علی و انور علی و گوہر علی ان کا پسر تقی حسن و سید انور علی کے صلب سے تین پسر سید باقر حسین و سراج حسین و سید جعفر حسین ان کا پسر سید ناصر حسن اور سراج حسین کے صلب سے تین پسر سید مقداد حسین و سید شمشاد حسین و سید اقبال حسین۔ (نوٹ:- سادات سرسی کا شجرہ نسب مندرجہ کتاب ہذا علاوہ سید شاہ محمد ولد قاضی عبدالرزاق سرسوی نساب مذکور کے دوسرے سادات سرسی کے نسب ناموں کی روشنی میں لکھا گیا ہے (مؤلف))

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری سامانہ تحصیل بھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ (انڈیا)

مخدوم سید شیر شاہ جلال الدین حیدر سرخ پوش مدفون اوچ بن سید علی المؤید مدفون بخارا کے صلب سے چار فرزند متولد ہوئے (۱) سید جعفر (۲) سید محمد غوث (۳) سید علی سر مست (۴) سلطان احمد کبیر کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد صدر الدین راجن قتال (۲) مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت ان کے صلب سے تین پسر (۱) سید نور ناصر الدین محمود ڈانگی (۲) سید محمد اکبر معروف سید جلال (۳) سید شاہ عبداللہ قتال مورث سادات سامانہ در ریاست پٹیالہ) بہ، ملتان، موضع بھکی تحصیل پاکپتن ضلع منٹگمری، لکھنؤ، عبداللہ پور، آسٹریلیا، انگلینڈ۔

سید شاہ عبداللہ قتال

کے صلب سے دو پسر (۱) سید شرف الدین (۲) مخدوم سید شاہ نظام الدین ان کے صلب سے (۱) سید کمال الدین عرف قادن (۲) سید شہاب الدین ان کی اولاد موضع عبداللہ پور ضلع میرٹھ میں آباد ہے (۳) سید شاہ عبداللہ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید عبدالرزاق (۲) سید محمد کے صلب سے پانچ پسر سید حسن و سید اسماعیل ہر دو لاولد و سید شاہ احمد کبیر و سید ابراہیم و سید علاؤ الدین ان کا پسر مخدوم سید ذکریا. سید ابراہیم کے دو پسر سید اکبر علی و اصغر علی اور سید شاہ احمد کبیر کی اولاد کبیریال کہلاتی ہے

(۱) سید عبدالرزاق ان کا پسر بدرالدین ان کے صلب سے بارہ فرزند پیدا ہوئے سید خلیل و صدرالدین و سید صلاح الدین و کمال الدین اصغر ہر چہار پسران لاولد سید احمد و سید طاہر و سید عبدالقادر و سید قطب الدین و سید عبداللہ و سید جمال و سید رضا عرف راجہ و سید بڈا عرف بڈن ان کا پسر سید علم الدین ان کا پسر سید عتیق اللہ ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید حاجی (۲) سید عبداللہ ان کے صلب سے دو پسر سید بہاؤ الدین عرف بھکا و سید جعفر ان کا پسر سید فیض اللہ کے صلب سے دو پسر سید غلام محمد و سید غلام علی ان کا پسر سید غلام شرف ان کا پسر سید فیض علی ان کا پسر باقر علی ان کا پسر صفدر علی عرف محمد حسین ان کا پسر علی حسین ان کے صلب سے دو پسر عون محمد و دلبر حسن سید غلام محمد کے صلب سے دو پسر سید معین الدین و غلام حسین ان کا پسر سید یوسف علی اور سید معین الدین کا پسر سید ذوالفقار علی ان کا پسر برکت علی ان کا پسر غلام شرف ان کے صلب سے دو پسر سید شبیر محمد و قادر بخش اور سید بہاؤ الدین عرف بھکا ولد سید عبداللہ کا پسر سید محمد باقر ان کا پسر سید نصیر اللہ ان کا پسر سید فضل علی ان کا پسر سید امان اللہ ان کے صلب سے پانچ پسر سید کاظم حسین و محسن علی و سید علی بخش و سید وزیر علی و سید نبی بخش ان کا پسر محمد حسین ان کا پسر ذاکر حسین اور سید وزیر علی کے صلب سے دو پسر سید مبارک علی و سید علی حیدر یہ ملک آسٹریلیا میں آباد ہیں اور یہ مبارک علی کے صلب سے دو پسر سید ہادی حسن و سید حامد حسین انہوں نے ملتان اور ہادی حسن نے لیہ بود و باش اختیار کی ان کا پسر سید الطاف حسین اور سید حامد حسین کے صلب سے دو پسر سید افتخار حسین و خادم حسین۔

سید علی بخش ولد سید امان اللہ کے صلب سے تین پسر سید حسین شاہ و نیاز علی و نذر حسین ان کے صلب سے دو پسر اقبال حسین و صادق حسین لیہ آباد ان کا پسر صداقت حسین اور اقبال حسین کے صلب سے دو پسر مخدوم حسین و افضال حسین سید نیاز علی کا پسر شریف حسین ان کے صلب سے دو پسر منظفر حسین و ذاکر حسین انہوں نے موضع بھکی تحصیل پاکپتن بود و باش اختیار کی اور سید حسین شاہ کے صلب سے دو پسر تفضل حسین و طالب حسین ان کے صلب سے چار پسر سید سعادت علی و شوکت حسین و محبوب حسین و عاشق حسین اور سید تفضل حسین کے صلب سے تین پسر وکیل حسین لاولد و سید تجمل حسین و جمیل حسین ان کا پسر سید مظہر جمیل اور سید تجمل حسین کے صلب سے تین پسر سید نجم الحسین و سید مقبل حسین و سید اکمل حسین و دختر نرگس ساجدہ۔

سید حاجی بن سید عتیق اللہ کا پسر سید جمال ان کا پسر سید کمال معروف پیر کمال بخطاب پیرزادگی ان کے صلب سے دو پسر سید فتح محمد و سید شیر علی ان کا پسر حاجی سید عبداللہ ان کا پسر سید رحمت اللہ ان کا پسر سید ہنگان ان کا پسر سید غلام شاہ ان کا پسر سید غلام عباس ان کا پسر سید محمد علی ان کے صلب سے دو پسر (۱) سید محمد (۲) سید فیض الحسن و دختران زبیدہ لاولد و امیری زوجہ

غلام حسین و فاطمہ زوجہ تفضل حسین و سوندہی زوجہ محمد حسین ولد صادق حسین۔

ا۔ سید محمد نے لیہ بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے چار پسر (۱) منشی سید محمد اسلم (۲) سید محمد اکبر (۳) سید محمد اختر (۴) سید محمد اصغر و دختر امام باندی زوجہ سید حامد حسین (۴) سید محمد اصغر کی یک دختر شبیہ الزہراء۔

۳۔ سید محمد اختر کے صلب سے دو پسر سید محمد علی و اسد علی (۲) سید محمد اکبر کا پسر محمد زکی ان کے ۳ پسر سید محمد تقی و محمد متقی و صالح نقی۔ (۱) منشی سید محمد اسلم کے صلب سے چار پسر منشی سید قائم حسین و سید محمد سعید بی اے و محمد اطہر و محمد شاہد و دختران نسیمہ بیگم زوجہ افتخار مہدی و ثریا بیگم منشی سید قائم حسین کی زوجہ شکیلہ بیگم دختر سید عبدالعلی رضوی کے بطن سے دو پسر سید عماد حسین و اعجاز حسین و دختران عشرت بانو و عفت بانو و نزہت اور سید محمد سعید بی اے کی زوجہ سرتاج بیگم دختر سید زاہد حسین ولد سید حسن ولد پیر سید حسین علی سجادہ نشین حسینی الترمذی محلہ پیرزادگان قصبہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز یک پسر سید شباب حیدر و عصمت زہرا و ناصرہ خاتون سید محمد اطہر کے صلب سے ہنوز یک دختر انجم زہرہ،

(۲) سید فیض الحسن کے صلب سے تین پسر سید حسین و سید ناصر حسین و عباس حسین و دختر دلبری لاولد، سید عباس حسین کی دختر عشرت فاطمہ اور سید ناصر حسین کا پسر سید ابن حسن انگلینڈ آباد اور سید حسین کے دو پسر سید طاہر حسین و سید منہاج الحسن ایم، اے کی زوجہ کنیز فضہ عرف چندہ دختر سید عزادار حسین ترمذی ساکن قصبہ نانوتہ کے بطن سے ہنوز یک دختر صدف زہرا

سید عبداللہ بن شاہ بدرالدین کا پسر میر امان اللہ ان کے صلب سے دو پسر سید ابوبرکات و سید ابومحمد ان کا پسر درویش ان کا پسر سید شاہ نور ان کے صلب سے تین پسر سید محمد صادق و سید محمد و وجیہ الدین ان کا پسر سید محمود ان کا پسر غلام علی ان کا پسر غلام مصطفےٰ اور سید محمد کے صلب سے تین پسر امان اللہ لاولد و سعد اللہ و سید حسین ان کے دو پسر علی مرتضیٰ و شاہ علی ان دونوں برادران کے اولاد دختری اور سید سعد اللہ کے دو پسر سید علی رضا و سید حاجی ان کے چار پسر غلام رسول و غلام حیدر و غلام حسن و غلام حسین سید علی رضا کے دو پسر سید باقر و سید صادق ان کا پسر محمد کاظم عرف ننھا۔

سید محمد صادق بن سید شاہ نور کے صلب سے تین پسر سید ابو محمد و غلام محی الدین و عبدالمومن کے دو پسر نور عالم و محبوب عالم ان کے دو پسر امام بخش لاولد و الٰہی بخش ان کے صلب سے دو پسر امام الدین و نظام الدین ان کے دو پسر فیض الحسن و فیض حسین ان کا پسر نذیر حسین غلام محی الدین کے دو پسر غلام شاہ و شاہ محمد ان کے دو پسر غلام حیدر و غلام اکبر اور سید غلام شاہ کا پسر نوازش علی ان کا پسر نوازش حسین ان کے صلب سے تین پسر سید مردان علی و بہادر حسن و مہدی حسن ہر سہ برادران نے لکھنؤ بود و باش اختیار کی۔ سید ابو محمد کے صلب سے پانچ پسر اشرف حسین و جمال محمود و عبدالرزاق و غلام قادر عرف قادن و ولی اللہ ان کا پسر عنایت اللہ ان کا پسر رحم علی غلام قادر عرف قادن کے تین پسر عنایت علی و دیدار علی و غلام علی عرف گامے شاہ ان کا پسر محبوب عالم ان کے صلب سے چار پسر اسد علی و رحیم بخش و کریم بخش و قادر بخش ان کا پسر وزیر علی اور کریم بخش کے صلب سے تین پسر مرتضیٰ حسن لاولد و سید غلام مصطفےٰ و فضل علی ان کا پسر حسین علی ان کے صلب سے دو پسر فتح محمد لاولد و

فیض محمد ان کے صلب سے دو پسر مقصود حسین اولاد دختری و سید منظور حسین ان کے صلب سے چار پسر داؤد علی و محمد علی و اسد علی و منشی محمد حسین لبیہ آباد۔

سید غلام مصطفےٰ کا پسر جمال الدین ان کے صلب سے دو پسر تفضل حسین و ظفر علی ہر دو لبیہ آباد اور ظفر علی کا پسر ہادی حسن اولاد دختری سید تفضل حسین کے صلب سے چار پسر شبیر حسین لاولد و سید مرتضیٰ عرف موجوا و حسن علی و افضل حسین۔

سید جمال بن سید بدر الدین مذکور کے صلب سے چار پسر سید عبد الوہاب و نعمت اللہ و فیض اللہ و مبارک علی ان کا پسر شہاب الدین ان کا پسر سید مراد سید نعمت اللہ کا پسر قاسم علی ان کا پسر عزیز اللہ ان کا پسر سوندھو ان کا پسر بشارت علی ان کا پسر نوازش علی ان کے صلب سے دو پسر سید احسان علی و عنایت علی ان کے دو پسر مسلم حسین لاولد و تفضل حسین کے اولاد دختری اور سید احسان علی کے پسر سید علی حسن ان کے صلب سے دو پسر دلبر حسن و سید حسن لبیہ آباد سید حسن کے دو پسر سید اظہر حسین و سبط حسن ان کے صلب سے پانچ پسر سبطین مصطفےٰ و حسنین مصطفےٰ و ثقلین مصطفےٰ و نوازش علی و احسان علی و دختران احسان فاطمہ و نرجس خاتون،

سید فیض اللہ بن سید جمال مذکور کے دو پسر نصر اللہ و جہانگیر ان کا پسر اسماعیل ان کا پسر سلطان محمد ان کا پسر سید جہانگیر سید نصر اللہ کا پسر علاؤ الدین ان کے دو پسر کمال الدین و سید جمال ان کے صلب سے تین پسر نوازش علی و بدر الدین و سید محمد تقی سید کمال الدین کا پسر شاہ محمد ان کا پسر نور محمد ان کا پسر یوسف علی ان کا پسر جہانیاں بخش ان کے صلب سے تین پسر غلام شرف و غلام حیدر و غلام نبی ان کا پسر اکبر علی ان کا پسر اصغر علی اور سید غلام حیدر کا پسر امام علی ان کا پسر باقر علی ان کا پسر سید ذاکر حسین سید غلام شرف کا پسر سید امیر علی ان کا پسر سید عنایت علی ان کا پسر سید محمد حسین۔

سید رضا عرف راجہ بن سید بدر الدین مذکور کا پسر عبد المالک ان کا پسر قطب علی ان کا پسر سلطان علی ان کا پسر عبد القادر ان کا پسر عبد الغفور ان کا پسر غلام شرف ان کا پسر بشارت علی ان کا پسر احمد علی ان کا پسر احمد حسن ان کے صلب سے دو پسر سید مسعود و سید محمود ان کے دو پسر بشارت حسین و راحت حسین ہر دو لبیہ موجود اور سید مسعود کے صلب سے چار پسر مظفر حسین عرف اظہر و شمیم حیدر و خورشید اکبر و مصطفےٰ حیدر۔

(بحوالہ سید حسن ولد علی حسن نیز تفضل حسین و تجمل حسین از کبیر باں سامانہ قلمی نزار دلیر سانوی)

شجرہ نسب سادات نقوی البخاری اولاد سید ابو القاسم طاہر بن امام زادہ سید جعفر تواب بن امام علی النقی

ان کی اولاد مقامات ریواڑی ضلع گوڑ گاؤں، رسول پور، لاہور، راولپنڈی، ملتان، سیالکوٹ، سرگودہ،

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

کے پسر سید جعفر ملقب بکذاب وتواب ان کا پسر سید ابوالقاسم طاہر ان کا پسر سید محمد ان کا پسر سید حمزہ ابوطالب ان کا پسر سید محمد بغدادی ان کا پسر سید نظام الدین ان کا پسر عیسٰی باقر عالم ان کا پسر سید زین العابدین علی گردیزی ان کا پسر شمس الدین شہید گردیزی ان کا پسر سید عماد الدین ان کا پسر سید بدرالدین علی گردیزی ان کا پسر سید بڑا کبیرالدین محمد ان کا پسر معین الدین ازروی ان کا پسر سید احمد ان کا پسر سید محمود مورث سادات رسول پور ان کا پسر سید کمال الدین ان کا پسر سید عبدالرسول ان کا پسر سید محمد سعید ان کا پسر سید عبدالقدوس ان کا پسر بہاؤالدین ان کا پسر معین الدین گردیزی ان کے صلب سے تین پسر خلیفہ سید محمد جعفر حسین گردیزی و سید باقر علی لاولد و سید سالک عرف بھجو ان کا پسر سید بشارت علی لاولد۔

خلیفہ سید محمد جعفر حسین گردیزی مورث سادات نقوی ربواڑی

کے صلب سے آٹھ پسر و یک دختر الفت النساء سید شجاعت حسین و حافظ حسین و کریم الدین و رحیم الدین و فیض الدین و غلام محی الدین و عظیم الدین و امیرالدین۔ سید شجاعت حسین کے تین پسر و دو دختران، سید ولی محمد و مولوی حافظ شرف الدین و سید منیر حسین ان کے صلب سے چار پسر سید امام حسین و منور حسین و عطا حسین و عارف حسین ان کا پسر مولوی سید محمد حسین ان کے صلب سے پانچ پسر سید سیف الدین و فیض الدین و سید سعید الدین و مولوی سید الطاف حسین و سید امین الدین ان کے صلب سے تین پسر و یک دختر سید محمد حسین و سید معین الدین و سید ظہیرالدین و دختر حیدری بیگم زوجہ محمد صدیق۔ مولوی سید الطاف حسین کے صلب سے تین پسر و دو دختران سید ریاض حسین و سید نذیر حسین و سید مختار حسین ان کے صلب سے یک پسر و یک دختر سید ظہور احمد و دختر ہاجرہ بیگم زوجہ حکیم مقبول حسین۔

سید ریاض حسین کے صلب سے چار پسر پیدا ہوئے سید فیاض حسین و ارشاد حسین و شمشاد حسین و سید ہادی حسین و دختران اکبری و صغرا۔ سید نذیر حسین کے صلب سے چار پسر سید مظہر حسین و کبیر حسین و سید لطف حسین و سید خلیل حسین۔ سید سعید الدین کے صلب سے پانچ پسر و چہار دختران پیدا ہوئیں۔ سید سراج الدین و سید نظام الدین و سید محمد صدیق و سید محمد فاروق و سید احتشام الدین لاولد و دختران اختری بیگم زوجہ سید شریف الحسن و سکینہ بیگم زوجہ مسعود حسین و رقیہ بیگم زوجہ نذیر حسین و معین وجیہہ بیگم زوجہ سید امتیاز حسین۔

سید محمد فاروق کی یک دختر ہاجرہ بیگم زوجہ سید مصباح الحسن اور سید محمد صدیق کے صلب سے دو پسر سید عابد حسین و زاہد حسین و دختر قدسیہ بیگم اور سید نظام الدین کے صلب سے تین پسر سید محمد الیاس سید انور حسین و انتصار حسین ان کے صلب سے دو دختران محمودہ بیگم و جمیلہ بیگم۔

سید انور حسین کے صلب سے دو پسر سید محمد سمیع و جاوید حسین و دختران حمیدہ بیگم زوجہ طاہر حسین و اقبال بیگم و نرگس سلطانہ سید محمد الیاس کے صلب سے چار پسر و دو دختران شوکت حسین و کامل حسین و عاقل حسین و عادل حسین و شاہجہاں و ناہید بیگم

سید سراج الدین ولد سید سعید الدین کے صلب سے تین پسر سید مصباح الحسن و سید اسرار حسین و سید محمد سعید و دختر زبیدہ بیگم زوجہ سید ساجد حسین۔

سید مصباح الحسن بمقام سیالکوٹ آباد ان کے صلب سے تین پسر مفتاح الحسن و انصار حسین و ابرار حسین و دختران رضیہ بیگم و عذرا و عامرا اور سید اسرار حسین نے شہر راولپنڈی بود و باش اختیار کی ان کے صلب سے تین پسر سید عاقل حسین و اختر حسین و اقبال حسین و دختران انور خاتون زوجہ شفقت حسین و نعیمہ خاتون زوجہ مصباح الحسن و شمیم اختر و شاہین سید عاقل حسین کے صلب سے یک پسر زبیر عامر و دختران طلعت الماس و سہو بیگم عفت اور اختر حسین کاشف حسین و عارف حسین، سید محمد سعید لاہور و سید انور حسین ولد سید نظام الدین مذکور سرگودہ آباد ہیں سید محمد سعید بن سراج الدین کے صلب سے تین پسر محمد سہیل و محمد سلیم و محمد تنویر۔

مولوی حافظ شرف الدین بن سید نجابت حسین مذکور کے صلب سے پانچ پسر سید محمد نقی و منیر حسین و غلام محمد و محمد حسن و فیض الدین لاولد و دختر مہر النساء اور سید منیر حسین کا پسر نجیب الدین ان کے صلب سے دو پسر سید عظمت حسین و تہور حسین ان کے صلب سے چار پسر ڈاکٹر مزمل حسین و تجمل حسین و افضل حسین و تفضل حسین ان کا پسر محمد احمد ان کا پسر محمد حنیف۔

سید افضل حسین کا محمد احسن ان کا محمد یٰسین اور عظمت حسین کا پسر سفیر حسین ان کے صلب سے دو پسر صغیر حسین و شاہد حسین لاولد، گلشن آراء بیگم و گیتی آرا بیگم زوجہ ابرار حسین اور صغیر حسین کے چار پسر ساجد حسین و عابد حسین و واحد حسین و منصف حسین و دختران عابدہ بیگم و فرخندہ بیگم، اور سید محمد نقی کے صلب سے دو پسر مولوی نادر حسین و احمد حسین شہید و دختران فہیم النساء و فصیح النساء و زینت النساء مولوی نادر حسین کے صلب سے دو پسر مولوی محب حسین و مولوی مطلوب حسین ان کے صلب سے دو پسر ڈاکٹر مسعود حسین و محمد شفیع ان کا پسر محمد نقی۔ ڈاکٹر مسعود حسین کے دو پسر ابرار حسین و افتخار حسین ان کا پسر وقار حسین اور ابرار حسین کا پسر اقبال حسین اور مولوی محب حسین کے صلب سے چار پسر شریف الحسن و حکیم جمیل الحسن و ضیاء الحسن و ظہور الحسن و فخر الحسن و دختران رضیہ و حشمتی اور شریف الحسن کا پسر فیض الحسن ان کے صلب سے پانچ پسر قمر الحسن و اطہر الحسن و ظفر الحسن و توقیر الحسن و تہذیب الحسن۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے سوانح حیات

آپ کا اسم گرامی حسن اور کنیت ابو محمد و ابو القاسم ہے اور مشہور ترین القاب عسکری ہے

ولادت با سعادت، دس ربیع الثانی سنہ ۲۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور اپنے پدر بزرگوار امام علی نقی علیہ السلام کے حقیقی جانشین اور گیارہویں امام ہیں آپ کی عمر چھ سال تھی جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سامرہ تشریف لائے مدت العمر یہیں رہے، معتمد باللہ و معتز باللہ عباسی نے امام کو قید کیا اور سخت ترین اذیتیں دیں جو نگہبان امام کا زہد و ورع و

عبادت کو دیکھتا نرمی کرتا حاکم اس کو برطرف کر دیتا آخر مستعین باللہ نے قتل امام کی یہ تدبیر کی کہ اس کے اصطبل میں ایک شریر گھوڑا تھا جو کسی کو قریب نہ آنے دیتا تھا مستعین نے امام کو قید سے بلوا کر کہا آپ اس گھوڑے پر سوار ہوں، امام نے اپنے دستِ مبارک سے اس پہ زین کسی اور سوار ہو کر مختلف رفتار سے اسے دوڑایا وہ گھوڑا امام عالیمقام کا مطیع رہا مستعین نے شرمندہ ہو کر وہ گھوڑا امام کو نذر کر دیا (کتاب وسیلۃ النجاۃ وشواہد النبوۃ)

باوجود اس کرامات اور اہل بیت اطہار کے تقدس کو دیکھتے ہوئے خلفائے عباسیہ ابتداء سے لیکر اس وقت تک مخالفانہ کارروائیاں کرتے رہے، سلاطین بنی امیہ کی طرح خلافت کو محض قہر و غلبہ و جبر و تشدد کی بنیاد جانتے تھے اور اہلبیت رسول پر ظلم کرنا روا جائز سمجھتے تھے، چنانچہ معتمد نے امام پر مزید سختی شروع کر دی طرح طرح کی ایذائیں دیں آب و طعام تک کی قلت تھی حتیٰ کہ وضو کے واسطے بھی پانی نہ دیا جاتا، معتمد نے ایک روز اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں امام کو درندوں کے کٹہرے میں ڈالوا دیا، اور خونخوار درندے شیر وغیرہ آپ کے گرد جمع ہو کر قدموں پر آنکھیں ملنے لگے امام بشفقت ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، معتمد یہ اعجاز دیکھ کر متحیر ہو گیا اور امام کو اس کٹہرے سے نکال کر دو سال محل شاہی میں قید رکھا ایسی کوٹھڑی میں جس میں روشنی تک نہ آتی تھی، اس اثنا میں بوجہ خشک سالی قحط پڑ گیا عوام میں بے چینی بڑھنے لگی، اس دور کے علماء اسلام نے عوام کو نمازِ استسقاء کی ادائیگی کیلئے بیرونِ شہر جانے کا حکم دیا اعمالِ استسقاء کی بجا آوری پر بھی بارش نہ ہوئی عوام پریشان و بدحواس تھے کہ عام نصرانی نے بارش برسانے کا معجزہ دکھایا تمام لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر تیار ہو گئے مسلمان اسلام سے منحرف ہونے لگے، معتمد خلیفہ وقت نے مسلمانوں کے سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن بے سود مسلمان مرتد ہونے لگے، یہ حالت دیکھ کر معتمد بہت گھبرایا بالآخر ارکین سلطنت نے حقیقی خلیفہ رسول مقید سے استدعا کرنے کی معتمد سے سفارش کی معتمد نے امام کو بلوا کر عرض کی آپ کے جد کی امت اسلام سے منحرف ہوتی جا رہی ہے اسلام کی مدد کیجئے اور کل واقعہ بیان کیا اس واقعہ کو فریقین کے علماء نے لکھا (کتاب طواعق محرقہ کی عبارت) کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام شہر سامرہ میں قید تھے تو قحط شدید پڑ گیا خلیفہ معتمد کے ایماء سے علماء اسلام نے لوگوں کو نمازِ استسقار کی ادائیگی کا شہر سے باہر جانے کا حکم دیا اعمالِ استسقاء کی بجا آوری پر بھی بارش نہ ہوئی، اس کے عیسائیوں کا ایک گروہ بیرونِ شہر پہنچا ان میں ایک راہب تھا جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے تو بارش شروع ہو گئی دوسرے دن اس واقعہ سے مسلم جہلا میں شک ہونے لگا اور وہ دینِ اسلام سے برگشتہ ہونے لگے، معتمد خلیفہ وقت کو بات ناگوار گذری، اس نے ارکین سلطنت کے مشورہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ سے بلوا کر عرض کی کہ آپ اپنے جدِ امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی دستگیری کریں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ عوام کو چاہیئے وہ کل بیرونِ شہر پہنچ جائیں اور راہب کو بلوائیں چنانچہ اگلے دن عوام مسلم و عیسائی معہ راہب بیرونِ شہر پہنچے معتمد بھی معہ ارکین سلطنت پہنچا، امام نے ارشاد فرمایا کہ راہب کو کہیں کہ بارش کے لئے دعا مانگے، راہب نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے کہ فوراً بادل آسمان پر نمایاں

ہونے لگے امام حسن عسکری علیہ السلام نے حکم دیا کہ فوراً راہب کے ہاتھ میں جو چیز ہے وہ لے لی جائے فوراً تعمیل ہوئی دیکھا کہ راہب کے ہاتھ میں ایک انسان کی ہڈی ہے وہ ہڈی امام نے راہب کے ہاتھ سے لے لی اور فرمایا کہ اب بارش کے لئے دعا کرو، راہب نے دوبارہ آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے ابر کھل گیا آسمان صاف ہوگیا اور آفتاب نکل آیا تمام مجمع حیرت زدہ تھا، معتمد نے امام سے عرض کی کہ یا ابو محمد یہ ہڈی کیسی ہے اور اس میں کیا راز ہے آپ نے فرمایا یہ ہڈی کسی نبی کی ہے اور نبی یا مرسل کی ہڈی کی یہ خاصیت ہے کہ یہ اگر برہنہ ہڈی آسمان کی طرف کی جائے تو بارش ہوگی چنانچہ تمام مجمع کے اصرار پر اس ہڈی کا تجربہ کیا فوراً بارش ہوگئی تب مسلمان مطمئن ہوئے اور دین اسلام کو سچا سمجھا اور عوام اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، دوسرے دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ پھر دوبارہ مسلم و عیسائی وغیرہ بیرون شہر پہنچ جائیں دوسرے معتمد مع اپنے درباریوں اور امام عالیمقام کے ہمراہ بیرون شہر پہنچا عوام پہلے ہی سے منتظر تھے امام عالیمقام نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا کی فوراً ابر محیط ہو کر موسلا دھار بارش ہونے لگی اور اس قدر بارش ہوئی کہ اس دن سے قحط ختم ہوگیا اور غلہ وغیرہ کی ارزانی ہوگئی، عوام نے تو امام کو اپنا پیشوا تسلیم کر لیا معتمد محض زبانی روحانی کمالات سے متاثر تو ہوا لیکن اہلبیت رسول سے بغض وعناد بدستور رہا اگرچہ معتمد نے عوام کے خوف سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید سے رہا تو کیا لیکن نظر بند اپنے مکان میں رہے یا پانچ سال تک دولتسرا میں گوشہ نشین رہے، آخر کار معتمد عباسی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو اٹھائیس[۲۸] سال کی عمر میں زہر سے شہید کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احمد بن عبداللہ حاکم قم کا بیان ہے کہ معتمد عباسی نے میرے باپ عبداللہ کو اس غرض سے بھیجا کہ امام کو زہر دینے کا حال کسی کو معلوم نہ ہو عبداللہ نے لوگوں کو دکھانے کے لئے پانچ ملازم شاہی کو آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کا حکم دیا کہ وہ تیمارداری میں مصروف رہیں، تین شبانہ روز کے بعد آپ کا ملازم خاص عقید کہتا ہے کہ امام نے وضو کے لئے پانی طلب کیا اور نماز ادا کی کچھ وقفہ کے بعد وفات پائی آپ کی رحلت ۸۔ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو ہوئی، شہر سامرہ میں تلاطم ہوگیا اور بہت تزک واحتشام سے جنازہ اُٹھا اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے پہلو میں سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے فریقین کے مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ اسلام میں جتنا اجماع حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازہ پر سامرہ شہر میں ہوا ایسا نہ کسی امیر نہ علماء نہ سلاطین کے ہوا جو آپ کی وفات کے دن ہوا شہر کے گلی کوچہ میں کہرام مچ گیا بازار بند امیر غریب دوست دشمن تمام سر برہنہ چاک گریبان صدائے نالہ وفغاں کرتے تھے شہر کا بازار بند تھا تمام کاروبار بند کر کے عوام شریک ماتم ہوئے، معتمد حیران تھا امام صباغ مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ میں لکھتے ہیں کہ جب امام حسن عسکری کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تو تمام شہر سامرہ ہل گیا کہرام مچا ہوا تھا بازار بند تمام خلائق جنازہ پر جمع ہوگئی۔

اولاد، آپ کی زوجہ نرجس خاتون قیصر روم کے بیٹے یشوعا کی لڑکی اور شمعون وصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھیں، حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے سلیمان بن بشیر جو ابو ایوب انصاری کی اولاد سے تھا ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایک کنیز

مول لینے کے لئے بھیجتا ہوں آپ نے سلیمان کو دو سو تیس اشرفیوں کی تھیلی اور ایک خط عنایت فرمایا جو زبان رومی میں لکھا ہوا تھا اور تاکید کر دی کہ یہ تھیلی اور خط لیکر بغداد چلے جاؤ وہاں پل پر کھڑے ہو جانا تھوڑی دیر میں اہل بربر کی کشتیاں آئیں گی ان میں کنیزیں بھی ہوں گی تمام کنیزوں میں سے ایک کنیز خاص کو جس کا چہرہ اور سراپا ہے (جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کا تمام حلیہ تبلا دیا) وہ خریداروں کو اپنی طرف نظر کرنے سے برابر منع کرتی ہوگی، سلیمان کا بیان ہے کہ میں امام کی تمام و کمال تقریر سن کر اور کسیۂ زر اور آپ کا خط لیکر سامرہ سے بغداد کے پل پر پہنچا اور جو جو امام نے ارشاد فرمایا تھا ایک ایک کر کے وہ سب ظہور میں آیا یہاں تک کہ میں نے آپ کا نامہ بردہ فروش کو دیا اور اس نے پڑھ کر اس کنیز کے حوالہ کر دیا جب اس خط کو پڑھا تو بہت روئی اور بردہ فروش سے کہا کہ مجھ کو بلا تامل اس کے ہاتھ بیچ ڈال آخر جو قیمت حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے دی تھی اسی قیمت پر وہ رضا مند ہو گیا میں نے کنیز کو خرید کر امام کے سپرد کر دیا، امام نے اپنی بہن جناب حکیمہ خاتون سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا کہ اے بہن (نرجس خاتون کی طرف اشارہ فرما کر) یہ وہی ذی قسمت اور صاحب عفت خاتون ہے جس کا ذکر میں تم سے پہلے ہی کر چکا ہوں، پھر نرجس خاتون کو مخاطب کر کے فرمایا اے دختر نیک اختر تیرے بطن سے ایک فرزند صالح پیدا ہوگا جو مغرب و مشرق کا بادشاہ اور ہادی ہوگا زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی انہوں نے کہا کہ یہ فرزند صالح کس شخص کے صلب سے ہوگا ارشاد فرمایا کہ اس سے کہ جس کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری خواستگاری فرمائی تھی تمہیں یاد ہے کہ جناب مسیح علی دانبیاء علیہم السلام و جناب شمعون علیہ السلام نے کس کے ساتھ تمہارا عقد کیا تھا جناب نرجس خاتون نے جواب دیا کہ آپ کے صاحبزادہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ امام نے فرمایا کہ تم انہیں پہچانتی ہو عرض کی ہاں جس شب کو حضرت سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا میرے دیکھنے کو تشریف لائیں اور مجھے دولت اسلام سے مشرف فرمایا امام علی نقی علیہ السلام نے جناب حکیمہ خاتون اپنی بہن کو فرمایا کہ آپ انہیں اپنے ہمراہ لیتی جائیں اور ان کو عقائد حقہ اور اصول شریعت وغیرہ تعلیم فرمائیں اور احکام فرائض و سنن کے تدارک تبلائیں یہ زوجہ امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں، جناب حکیمہ خاتون حسب الحکم اپنی بھائی جناب نرجس خاتون کو اسی وقت اپنے مکان میں لے گئیں اور مسائل دینیہ اور احکام شرعیہ کی تعلیم دی، کچھ دن گذرنے کے بعد جناب حکیمہ خاتون اپنے بھائی کے فرمان کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تزویج کے تمام ضروری سامان مہیا فرما کر آپ کو اپنے گھر میں مدعو کیا اور عقد وغیرہ سے فراغت کر کے کئی دن تک اپنے گھر میں مہمان رکھا اور چند روز کے بعد آپ کو جناب نرجس خاتون کی ساتھ رخصت فرمایا اس تزویج سے جناب حکیمہ خاتون سلام اللہ علیہا بہت مسرور ہوئیں۔

کتاب الغیبۃ میں جناب محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ نے لکھا ہے کہ مجھ سے محمد بن الحسن بن احمد بن الولید نے بیان کیا ان سے محمد بن القاسم بن امام زادہ حمزہ بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بیان کیا کہ مجھ سے جناب حکیمہ خاتون بنت امام محمد تقی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ پھوپھی اماں آج کی شب آپ اپنے

مستحبی روزہ کا افطار میرے گھر پر کریں کیونکہ آج پندرہویں شب ماہ شعبان کی ہوگی اور اسی شب میں پروردگارِ عالم اپنی آخری حجت کو ظاہر کرے گا چنانچہ میں نے وہاں پہنچ کر امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حجتِ آخر کی والدہ کون ہوگی آپ نے فرمایا نرجس خاتون ہیں، میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں ان میں تو آثارِ حمل میں سے کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا حضرت نے جواب دیا پھوپھی اماں جو میں کہتا ہوں وہی ہوگا جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں جناب نرجس خاتون کے پاس گئی اور نمازِ عشاء سے فارغ ہوئی اور طعام تناول کر کے اپنے بستر پر لیٹی نصف شب کے قریب میری آنکھ کھلی اور میں نماز میں مشغول ہوگئی میں نے اپنی نماز بھی ختم کر لی مگر جناب نرجس خاتون محوِ خواب تھیں میں تعقیبات پڑھنے لگی پھر لیٹ گئی اور کسی قدر غافل ہوگئی پھر میں اچانک چونک کر بیدار ہوئی مگر جناب نرجس خاتون اب بھی سو رہی تھیں پھر کچھ دیر بعد وہ بیدار ہوئیں اور نمازِ شب میں مشغول ہوگئیں ابھی تک ان میں کوئی خاص بات ظاہر نہیں ہوئی تھی یہ کیفیتیں دیکھ کر مجھے شک ہونے لگا اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیرونی حصہ مکان سے مجھے آواز دی اور فرمایا پھوپھی اماں آپ جلدی نہ کریں امرالہیٰ کے ظہور کا وقت قریب ہے یہ سن کر میں تلاوت کرنے لگی ابھی میں تلاوت ہی کر رہی تھی کہ جناب نرجس خاتون گھبرائی ہوئی سی اٹھیں، میں دوڑ کر ان کے پاس گئی اور اسمائے الہٰی ان پر پڑھے پھر پوچھا کچھ محسوس کرتی ہو انہوں نے فرمایا ہاں پھوپھی اماں، میں ان کے پاس بیٹھ گئی کچھ دیر بعد ان پر غفلت طاری ہوگئی اور مجھ پر بھی، پھر میں اپنے امامِ آخر کے مس سے بیدار ہوئی میں نے جلدی سے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ امام علیہ السلام فرشِ خاک پر کیفیتِ سجدہ میں تشریف فرما ہیں میں نے فوراً اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور دیکھا تو آپ پوری طرح پاک و پاکیزہ تھے ادھر سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے آواز دی۔ کہ پھوپھی اماں میرے بچے کو میرے پاس لائیے میں آپ کو لئے ہوئے خدمتِ امام میں گئی، امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اس طرح لیا کہ آپ کے دونوں پاؤں امام حسن عسکری علیہ السلام کے صدرِ مبارک پر تھے پھر امام نے اپنی زبان اپنے بچے کے منہ میں ڈال دی اور تمام جسم پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا بیٹا کلام کرو، بچے نے بآوازِ بلند کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، پھر امیرالمومنین و آئمہ معصومین پر درود بھیجا یہاں تک کہ اپنے پدرِ بزرگوار تک ایک ایک کا نام لے کر درود بھیجا اور خاموش ہو گئے، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد میں سوائے حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کوئی باقی نہیں رہا۔

بارہویں امام حضرت صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے اجمالی حالات

آپ کا اسم گرامی محمد کنیت آپ کی ابوالقاسم اور مشہور ترین القاب و خطابات المہدی، صاحب الزمان، القائم، حجتِ خدا، منتظر ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسلِ مبارک جو آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور

اولاد حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام سے چلی اور آپ کے چھوٹے فرزند امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں ہے جو مسلسل نو امام ہوئے ان میں سے گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام تھے ان کے فرزند ہمارے بارہویں امام حضرت مہدی، حجت قائم منتظر صاحب العصر و الزمان عجل اللہ فرجہٗ ہیں جو اپنے جدِ بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بالکل ہم نام اور صورت وشکل میں ہو بہو ان کی تصویر ہیں۔

ولادتِ باسعادت، پندرہ شعبان ۲۵۵ھ کی رات کو سامرہ میں اس مبارک ومقدس بچے کی ولادت ہوئی جس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنی والدہ مطہرہ نرجس خاتون کے بطن سے متولد ہوئے تو اسی وقت اپنے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے اور اپنی انگشت مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائی اس کے بعد آپ چھینکے تو فرمایا الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد و آلہٖ آپ ناف بریدہ، ختنہ شدہ پیدا ہوئے آپ کے داہنے بازو پر جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا لکھا ہوا تھا یعنی حق نمودار ہوا باطل فرار ہوا باطل فرار ہونے اور مٹنے کے لئے ہے!

بارہویں امام حجتِ خدا کو اپنے پدر بزرگوار کی آغوش شفقت وتربیت سے بہت کم عمر میں جدا ہونا پڑا یعنی ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۸۔ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوئی یعنی آپ کی عمر اس وقت ساڑھے چار سال کی تھی بہر حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے اس دُرِ نایاب کو اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ کبھی آپ کو اپنی نگاہوں سے پوشیدہ اور مخفی نہیں رکھتے تھے عام نگاہوں کے اخفا کے پیش نظر نہایت احتیاط کے ساتھ اس دروازہ میں ہمیشہ ایک پردہ حائل رہتا تھا جس کے باہر خود تشریف فرما رہتے تھے اور اس کے اندر وہ گوہر شب چراغ جلوہ آرا رہتا تھا دشمنانِ آلِ محمد کا خوف اس قدر تھا گھر کے خاص افراد کے علاوہ باقی دوسرے اعزا میں کسی کو نہ اس واقعہ کی خبر کی گئی تھی اور نہ ان کو اس نونہال کے جمال جہاں آراء کی زیارت سے مشرف فرمایا تھا یہ حالت بالخصوص اس وقت تک تھی جب تک کہ آپ صاحب مہد تھے جب فضل الٰہی سے سال بھر کے ہوئے اور جسم مبارک میں نمو اور ترقی کے کامل آثار پیدا ہوئے کیونکہ معصوم کی قوت عام خلقت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اس لئے آپ سال ہی بھر کے بعد ماشاء اللہ ایسے قوی اور توانا معلوم ہونے لگے جیسے اچھے خاصے تین چار برس کے چلتے پھرتے اور بولتے چالتے بچے ہوتے ہیں، امام قندوزی نے ینابیع المودۃ فی القربیٰ کے باب ۸۲ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت قائم مہدی علیہ السلام کو اپنے احبابِ مخصوصین کو دکھلایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کے بعد آپ کا فرزند ارجمند امام وقت ہوگا، جعفر ابن مالک ناقل ہیں کہ ہم سے معاویہ ابن حکیم ومحمد ابن ایوب اور محمد ابن عثمان نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم تعداد میں چالیس آدمی تھے تو امام نے اپنے فرزند دلبند کو ہم لوگوں کو دکھلایا ہمارے بعد یہی بچہ تمہارا امام ہے تم پر ہمارا یہی خلیفہ ہے انہی کی اطاعت اختیار کرنا اور میرے بعد اختلاف نہ پڑنا اگرچہ ان کو آج کے بعد پھر تم نہ دیکھ سکو گے، کامل ابنِ ابراہیم کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دولت سرا کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا، ہوا جو آئی تو وہ کپڑا ایک طرف سے کھل گیا

اب میں نے دیکھا کہ ایک ماہ پارہ بچہ ماہِ کامل کی طرح موجود ہے آپ نے ارشاد فرمایا اے کامل تیری آرزو پوری ہوگئی یہی میرے بعد حجتِ خدا ہے!

القاب وخطابات میں المہدی ایسا خطاب ہے جو آپ کے نام کا قائم مقام بن گیا ہے۔ پیشین گوئیاں جو آپ کے وجود کے متعلق سرکار رسالت مآبؐ اور دیگر آئمہ معصومینؑ کی زبان پر آئیں وہ زیادہ تر اس لفظ مہدی کے ساتھ ہیں، مہدی لفظ کے معنی ہدایت پائے ہوئے کے ہیں اسی لحاظ سے کہ اصل ہادی (راستہ بتانے والا) ذاتِ خالق ہے جس کے لحاظ سے خود رسول اللہ خطاب کرکے قرآن مجید میں یہ آیت آئی ہے، انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہ جس کو چاہو تم ہدایت کرو بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اسی اعتبار سے سورہ الحمد میں بارگاہِ رب العزت میں دعا کی گئی ہے اھدنا الصراط المستقیم ہم کو سیدھے راستے پر قائم رکھ، اس فقرہ کو خود رسول خدا اور آئمہ معصومین اپنی زبان پر جاری کرتے تھے اس سے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے لحاظ سے ان رہنمایانِ دین کو مہدی کہنا صحیح تھا جو صفت کے لحاظ سے سب ہی آئمہ معصومین تھے اور خطاب کے لحاظ سے آپ کے نام کے ساتھ مخصوص ہوگیا،

القائم، یہ لقب ان احادیث سے ماخوذ ہے جس میں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا) کہ دنیا ختم نہیں ہوسکتی جب تک میری اولاد میں سے ایک شخص قائم (کھڑا) نہ ہو جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے،

صاحب الزماں، اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمارے زمانہ کے رہنمائے حقیقی ہیں۔

حجت خدا، ہر نبی اور امام اپنے دور میں اللہ کی حجت ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت کی ذمہ داری جو اللہ پر ہے وہ پوری ہوتی ہے اور بندوں کے پاس اپنی کوتاہیوں کے جواز کی کوئی سند نہیں رہتی چونکہ ہمارے زمانے میں رہنمائی خلق کی ذمہ داری آپ کے ذریعہ سے پوری ہوئی ہے اس لئے قیامت تک حجتِ خدا آپ ہیں۔

منتظر، چونکہ امام مہدی کے ظہور کی پیشین گوئی برابر رہنمایانِ دین دیتے رہے یہاں تک صرف مسلمانوں میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی چاہے نام کوئی دوسرا ہو مگر ایک آنیوالے کا آخر زمانہ میں انتظار ہے ولادت کے قبل سے پیدائش کا انتظار رہا اور اب غیبت کے بعد دنیا کو ظہور کا انتظار ہے، اس نے تمام خلق کے لئے منتظر یعنی مرکز انتظار ہیں، آپ زندہ اور غائب ہیں جب مصلحت خدا ہوگی آپ ظاہر ہوں گے تمام مستند علمائے اہل سنت کا بھی یہی اعتقاد ہے لیکن بعض اہل سنت کا خیال ہے کہ آخر زمانے میں آپ پیدا ہوں گے اور اولاد رسول اللہ سے ہوں گے ابھی پیدا نہیں ہوئے اسی اعتقاد سے بہت سے مہدویہ فرقوں نے فائدہ اٹھایا اور اکثر مدعیان مہدویت پیدا ہوتے رہے۔

وجودِ حجت خدا اور پیشین گوئیاں، آج سے چودہ سو سال قبل رسول اللہ نے خبر دی تھی کہ میری اخیر امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو دونوں ہاتھ بھر بھر کر مال دے گا اور اس کو شمار نہ کرے گا۔ امام آخرالزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو امت کے آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے (مسلم جلد ۶) عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسالت مآبؐ نے فرمایا میرے خلفاء اور اوصیاء

جو میرے بعد خلق پر خدا کی حجت ہوں گے تعداد میں بارہ ہوں گے، جن کا اوّل میرا بھائی اور آخر میرا فرزند ہوگا اصحاب نے پوچھا یارسول اللہ آپ کا وہ بھائی اور فرزند کون ہے فرمایا میرا وہ بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور میرا فرزند مہدی علیہ السلام ہوگا جو زمین کو انصاف و عدل سے اس طرح پُر کر دے گا جس طرح وہ جور ظلم سے بھر گئی ہوگی، اور جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ جب آیہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولُوا الْاَمْرِ مِنْکُمْ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم میں خدا اور رسول کو تو پہچانتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ اولوالامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اپنے رسول کی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے خلفا ہیں جن کا اوّل علی ابن ابی طالبؑ ہے بعد ازاں حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جس کا لقب توراۃ میں باقر مذکور ہے اور جس سے تو اے جابر ملے گا پس جب ملے تو اس سے میرا اسلام کہنا اور اس کے بعد جعفر الصادق بن محمد ہوگا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر حجۃ اللہ محمد بن حسن بن علی جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ زمین کے مشارق و مغارب مفتوح فرمائیگا (تفسیر فتح العزیز) اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا اولنا محمدٌ اوسطنا محمدٌ، آخرنا محمدٌ وکلنا محمدٌ یعنی ہمارا پہلا بھی محمدؐ ہے درمیانہ بھی محمدؐ اور آخری بھی محمدؐ (مہدی) اور کل کے کل محمدؐ ہیں (حدیث رسول) اور فرمایا کہ مہدی ہم اہلبیتؑ میں سے اور مہدی میری اولاد میں سے ہے غرض مندرجہ تشریح کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کے یہی بارہ خلفاء اور اوصیاء ہیں اور حدیث ثقلین کے مطابق قرآن اور اہل بیتؑ مذکور کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔

ظہور مہدی کے بارے میں فریقین کے محدثین نے اپنی اپنی معتبر کتابوں میں اس قدر احادیث نقل کی ہیں کہ کسی انصاف پسند شخص کے لئے اس عقیدے یا اس تصور سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی کسی کی انتظار میں دیدہ دل فرش راہ کئے ہیں ہندو کہتے ہیں کلنکی اوتار آنے والا ہے، عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اتریں گے، مسلمان کہتے ہیں امام مہدی برحق کا ظہور ہوگا۔ بہر کیف کسی نہ کسی طرح دنیا والے ظہور کے قائل ضرور ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے امام آخر الزمانؑ جو تمام روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے خدا کی آخری حجت ہیں بحکم خدا اور مصلحت خداوندی زندہ و موجود ہیں اور حقیقتاً انہیں کے وجود ذیجود کے تصدق میں تمام بنی نوع انسان کا وجود روئے زمین پر باقی ہے یہ اور بات ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے بحکم خدا غائب ہیں لیکن غیبت کے باوجود آپ کا فیض جاری ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں وجود امام غائب میں کیا فائدہ ہے تو قرآن میں ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم تمام انسان اپنے اپنے امام کے ساتھ محشور ہوں گے اور رسول اللہ نے فرمایا ہر شخص جو مر جائے اور امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرا لہٰذا اعتقاد بر امام برائے ایمان لازم ہے اس کے علاوہ ایمان بالغیب فہم ادریں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ بہشت، دوزخ، سوال قبر، قیامت یہ سب ایمان بالغیب ہی تو ہے پروردگار عالم پر بھی تو ایمان بالغیب ہے وہ کسی شئے کا مثل نہیں ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے روح ملائکہ وغیرہ یہ سب ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے مگر ان کے وجود کا اعتقاد ہے، امام آخر الزماں علیہ السلام نے

خود اپنی مثال سورج سے دی ہے جو بادلوں میں چھپا ہو، در جواب سوال اسحٰق بن یعقوب یہ توقیع صادر فرمائی میرا فائدہ حالتِ غیبت میں وہی ہے جو سورج کا ہے جو بادلوں کی وجہ سے چھپا ہو اور میں اماں ہوں برائے اہلِ زمین جیسا کہ ستارے اماں ہیں اہلِ آسمان کے لئے غیبت وہجرت آپ کے قبل بہت سے انبیاء کی ہوئی مثلاً خضر، عیسیٰ، ادریس، صالح، موسیٰ، ابراہیم انبیاء نے جب دیکھا کہ کارِ تبلیغ اب مؤثر نہیں ہے تو ان کے ساتھ محاورت ترک کر دیتے ہیں یعنی بیٹھ رہتے ہیں جیسا کہ نوح نے کہا پروردگار مجھے ان کافروں سے نجات دے موسیٰ نے دعا کی کہ اے رب ان ظالموں سے مجھے نجات دے لوط نے بھی فریاد کی، اب رہا طویل عمر کا سلسلہ اس ضمن میں محدث کبیر نودی اپنی کتاب تہذیب الاسماء میں ذکر کرتے ہیں کہ جناب خضر کی عمر اور نبوت کے ضمن میں اگرچہ علماء مختلف الرائے ہیں لیکن محققین کی اکثریت اس عمر کی معترف ہے کہ جناب خضر زندہ اور موجود ہیں اور صوفیائے کرام تو بالاتفاق آپ کی حیات پر مُصر ہیں چنانچہ آپ کے دیدار، ملاقاتوں سوال وجواب کے واقعات مشہور ہیں، شیخ ابوعمر ابن صلاح نے اپنے "فتاوی" میں تحریر کیا ہے کہ جناب خضر کے بارے میں جمہور علماء کا فیصلہ ہے کہ آپ زندہ ہیں نیز زمخشری نے "ربیع الابرار" میں تحریر کیا ہے کہ تمام مسلمان متفقاً چار انبیاء کی حیات اور وجود کے قائل ہیں ان میں سے دو آسمان پر ہیں یعنی عیسیٰ اور ادریس اور دو زمین پر خضر اور الیاس، جنابِ خضر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اور ایسی بہت سی شخصیتیں ہیں جنہوں نے عمر طبعی کی حدیں گذاریں۔ بہرکیف حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت سے قبل ہی رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ نے پیشین گوئیاں فرمائیں کہ امام مہدی پیدا ہوں گے اور غیبت طولانی ہوگی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے خاص خاص مومنین سے آپ کی زیارت کرائی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند کی ولادت باسعادت کے واقعہ کو قطعی طور پر پوشیدہ اور مخفی رکھے تو منکرینِ ولادت کو اپنے دعوے کے قوی ثبوت مل جاتے، گیارہویں امام نے اپنے دلبند کی ولادت کے واقعات کو سلاطینِ عباسیہ کی موجودہ مخالفت کی وجہ سے پوشیدہ رکھا اور سوائے ان لوگوں کے جن مومنین واعزا پر آپ کو اعتماد تھا کسی دوسرے کو اس موقع پر حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ ان کو حقیقی حال سے مطلع فرمایا انبیاء علیہم السلام کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ خاصانِ الٰہی ایسے مواقع پر ایسے ہی مسالک اور طریقے اختیار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ظاہر فرمایا آثار واخبار قدیمہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ روزِ ولادت سے لیکر جب تک کہ اپنے سنِ شعور تک نہ پہنچ لئے اپنی ولادت کے اس مقام سے باہر نہیں نکالے گئے جہاں نہایت احتیاط اور رازداری سے آپ کی ولادت کا انتظام کیا گیا تھا آخر یہ انتظام اور اہتمام کیوں کئے گئے تھے اسی لئے نہ کہ آپ کی ولادت کی خبر نمرود کو نہ ہونے پائے اور وہ آپ کی ہلاکت کا انتظام نہ کر سکے ایسی نشانوں سے خاصانِ خدا کے کارنامے بھرے پڑے ہیں۔ چنانچہ محدث فاضل امام قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ فی القربیٰ کے ص ۳۷۹ پر لکھتے ہیں یعنی خدائے سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کی ولادت باسعادت کے متعلق وہی انتظام کئے تھے جو جناب موسیٰ کلیم اللہ کی ولادت کے متعلق سامان کئے تھے۔ کیونکہ فرعون کو معلوم تھا کہ اس کی سلطنت کا زوال بنی اسرائیل کے ایک بچے کے ہاتھ سے ہوگا اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل

کے تمام مولود ذکور کے قتل کئے جانے کا حکم دیدیا تھا جس کے باعث بنی اسرائیل کے پچیس ہزار بچے قتل کروا دیے گئے تھے مگر اس پر بھی اس قادر مطلق اور حافظ برحق نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی کامل حفاظت فرمائی اسی طرح بنی امیہ و بنی عباس بھی جانتے تھے کہ ان کے سلاطین ظالم وجابر کا استیصال حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عجل اللہ ظہورہٗ کے ہاتھ سے ہونے والا ہے اور یہی حضرات حق پرست ہیں اس لئے اُن سلاطین نے ہمیشہ سے ان حق پرستوں کے ساتھ نبرد آزما رہا ہے۔ امیہ حضرت ہاشم کے ساتھ ابوسفیان رسولؐ کے ساتھ معاویہ حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام کے ساتھ نبرد آزما رہا غرضیکہ پانچ معصومین کا سبب شہادت بنی اُمیہ ہوئے اور چھ معصومین کا سبب شہادت بنی عباس ہوئے، گیارہویں معصوم خلیفہ رسول برحق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد بنی عباس نے شہید کیا۔ آخر میں معتمد اور اس کے جانشین اور معتضد عباسی نے آپ کے قتل کرنے کی فکر کی لیکن مشیت الٰہی نے امام آخرالزماں کی حفاظت کی، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ کا سنِ مبارک تقریباً پانچ سال کا تھا اسی وقت سے آپ منصبِ امامت پر منجانب اللہ مشرف ہوئے اور سب سے پہلے واقعہ جو آپ کے فضل وکمال اور کرامت و اعجاز کا تمام لوگوں کے سامنے پیش ہوا وہ امام زادہ سید جعفر کا نماز جنازہ سے امتناع اور بجائے اس کے بنفس نفیس نماز کا ادا فرمانا تھا چنانچہ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ کتاب الغیبۃ میں احمد بن علی رازی سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے محمد بن عبداللہ انصاری ہمدانی سے انہوں نے احمد بن عبداللہ ہاشمی سے (جو اولاد عباس میں سے تھے) سے روایت کی ہے، احمد بن عبداللہ ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیت اشرف میں اس روز موجود تھا جس روز ان کی وفات ہوئی تھی ہم لوگ اڑتالیس افراد تھے حضرت کا جنازہ باہر نکالا گیا ہم لوگ منتظر بیٹھے تھے کہ سید جعفر نے کچھ لوگوں کے ہمراہ آکر نمازِ جنازہ کی امامت کے لئے آگے استادہ ہوئے ایک طفل مثل مہتاباں ایک حجرہ سے ظاہر ہوا جسم پر ایک لمبی ردا تھی جسے آپ نے بطور مقنع اوڑھ رکھا تھا، صاحبزادے جیسے ہی باہر نکلے ہم سب کے سب ان کی ہیبت سے مرعوب ہوکر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ ہم انہیں پہچانتے نہیں تھے اور سید جعفر کی ردا پکڑ کر کہنے لگے اے چچا آپ پیچھے کھڑے ہوں ان کا جنازہ میرے سوا دوسرے کو حکم نہیں ہے پس وہ آگے بڑھے اور لوگوں نے ان کے پیچھے نماز کے لئے صف بنائی آپ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازہ پر نماز پڑھی پھر چند قدم ساتھ چلے پھر جس مکان سے نکلے تھے اس کے علاوہ مکان کے دوسرے حصہ میں تشریف لے گئے، معتمد عباسی کو آپ کا وجود تو اسی دن ثابت ہو گیا تھا جب اس کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی نمازِ جنازہ کی کیفیت معلوم ہوئی تھی حواس باختہ ہوگئے تھے۔ اس نے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے تجسس وتلاش وتحقیق کرنے میں جدوجہد شروع کر دی اولاً اس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی سید جعفر کو اپنی طرف بلا لیا، معتمد نے ان امور میں جس امر سے ابتدا کی وہ جناب نرجس خاتون کی گرفتاری تھی لیکن یکایک حکومتِ بغداد میں وہ انقلابِ عظیم پیدا ہوا کہ معتمد عباسی کے ہوش وحواس جاتے رہے، کیونکہ صاحب الزنج نے حجاز اور اطراف یمن میں اچانک حملہ کر دیا جس نے چاروں طرف سے بلادِ سلطانی میں تاخت وتاراج مچادی نظامِ سلطنتِ عباسیہ کو درہم برہم کر دیا اور حجاز ویمن کے تمام علاقوں پر اپنا پورا تسلط جما لیا غرض معتمد انہیں افراتفری میں دنیا سے چل بسا، معتمد نے اپنے بیٹے کو ولی عہدی سے معزول کرکے مصلحتاً

اپنے بھتیجے احمد بن موفق کو اپنا قائم مقام بنایا تھا، معتمد کے مرتے ہی احمد بن موفق نے تخت پر بیٹھ کر المعتضد کا لقب اختیار کیا، معتضد قاضی یوسف کے ایماء سے اپنے اسلاف کے ان قدیم طریقوں پر آگیا جس پر عباسیہ سلطنت کا معیار تھا وہ کیا معیار تھا، استیصال ساداتِ عظام اور مخالفتِ آلِ محمد علیہم السلام اور کچھ بھی نہیں معتضد نے حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے ساتھ مخالفانہ کارروائیاں شروع کیں آپ کی سراغ رسانی اور قتل و گرفتاری کی کارروائیوں میں مصروف ہوگیا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص کسی وقت آپ کو علانیہ دیکھ سکے معتضد کے سراغ رساں اور شاہی جاسوس جہاں جہاں اپنی معلومات سے آپ کے قیام فرمانے کا خیال وقیاس کرتے تھے ان تمام مقامات کو چھان ڈالا مثلاً عتباتِ عالیہ، نجف اشرف، کربلا معلی، کاظمین و دیگر معابد مقدسہ مسجد جامع کوفہ مسجد سہلہ وغیرہ ہم خاص طور پر ڈھونڈے گئے کیونکہ یہ مقاماتِ مخصوصہ از روئے اخبار شیعہ آپ کی عبادت کے لیے مخصوص بتلائے جاتے تھے مگر وہ گوہر نایاب دستیاب نہ ہوا، معتضد کے رفیق خاص رشیق کا بیان ہے جس کو شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے کتاب الغیبۃ میں رشیق المارزانی سے روایت کی ہے کہ خلیفۃ المعتضد نے ہمارے پاس خفیہ حکم بھیجا کہ ہم تین آدمی خفیہ فوری مہم کے لئے موجود تھے کہ ہم میں سے ہر ایک فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو اپنے ہمراہ ایک اور گھوڑا لے اور نہایت سرعت کے ساتھ سامرہ پہنچ جائے، حکم میں ہمارے لئے ایک خاص محلہ اور ایک خاص گھر کی توصیف کی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ جب تم وہاں پہنچو گے تو دروازہ پر ایک سیاہ رنگ کے خادم کو پاؤ گے پس گھر میں داخل ہو جاؤ اور جو شخص وہاں موجود ہو اس کا سر لے کر واپس آؤ، ہم لوگ اسی دم سامرہ پہنچے اور مکان کو ویسا ہی پایا جیسا ہمیں بتایا گیا تھا۔ دہلیز میں ایک سیاہ رنگ کا خادم بھی موجود تھا جو اپنے ہاتھ میں ایک آزار بند لئے بن رہا تھا ہم نے اس سے پوچھا کہ مکان کے اندر کون ہے اس نے نہایت بے پرواہی سے کہا، مکان کا مالک، ہم حسب الحکم معتضد مکان میں زبردستی گھس گئے اندر جاکر دیکھا کہ ایک اور اندرونی مکان ہے اور اس کے سامنے پردہ پڑا ہوا ہے پردہ اتنا نفیس تھا کہ میں نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھا تھا وہاں کوئی شخص موجود نہیں تھا لہٰذا ہم نے پردہ کو اٹھایا ایک بہت بڑا کمرہ دکھائی دیا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے گھرے پانی سے بھرا ہوا ہے کمرے کے دوسرے سرے سطح آب پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر ایک نہایت ہی خوبصورت شخص کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا وہ شخص نہ ہماری طرف متوجہ ہوا اور نہ ہماری کسی چیز کی طرف ہم حیران تھے یہاں تک کہ ہم سے احمد بن عبداللہ آگے بڑھا تاکہ وہ کمرہ میں قدم رکھے مگر قدم بڑھاتے ہی وہ پانی میں ڈوب گیا اور غوطے کھانے لگا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور بدقت تمام اس کو باہر نکالا وہ باہر نکلا تو بے ہوش ہوگیا اب دوسرے ساتھی نے قدم بڑھایا اس کا بھی وہی حشر ہوا مجھ پر دہشت طاری ہونے لگی۔

میں نے صاحبِ خانہ کو آواز دیکر کہا میں خدا سے اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کیونکہ خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں یہاں کس امر کی تعمیل کے لئے مامور ہو کر آیا ہوں اور کس بزرگ کے قتل و ہلاک کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں مگر وہ بزرگ ہماری کسی بات کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے اور جس طرح سے کہ ابتداً عبادتِ الٰہی میں مصروف تھے اسی طرح عبادت میں مشغول رہے اس وقت ہمارے خوف و دہشت کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ سارا جسم بید کی طرح لرز رہا تھا اور ہم سب اس محل سرا سے بھاگ کر بغداد پہنچے یہاں خلیفہ معتضد منتظر تھا ہم نے آگے بڑھ کر تمام و کمال روئیداد کو جو ہم پر گذری تھی بیان کی خلیفہ معتضد خوب غور

سے سنتا رہا جب ہم اپنی داستان اس کو سنا چکے تو وہ دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا تم لوگ میرے پاس آنے سے پہلے کسی اور سے تو نہیں ملے اور یہ واقعہ کسی سے بیان تو نہیں کیا ہم نے کہا نہیں اس نے کہا اگر یہ واقعہ تم نے کسی پر ظاہر کیا تو تمہیں نیست و نابود کر دوں گا۔ یہ معتمد کی مخالفانہ کارروائیاں اور اس کا اس واقعہ کو چھپانا ثابت کر رہا ہے کہ وہ آپ کے وجود کا معترف تھا۔

غیبت! امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی عمر تقریباً پانچ سال کی تھی کہ جب پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ۲۶۰ھ کو شہادت ہوئی آپ اسی وقت سے منجانب اللہ منصب امامت پر مامور ہوئے آپ کے تمام معاملات اسرار ربانی اور آیات یزدانی پر مبنی تھے اس لئے نماز جنازہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور اہل قم کے تصفیہ اموال خمس کے معاملات و مشاہدات کو دیکھ کر جو علی الاتصال آپ سے ظاہر ہوئے ان تمام مومنین نے جو اس موقعہ پر حاضر تھے آپ کی امامت حقہ کا اقرار کامل کر دیا مگر چونکہ نظام قدرت اور مشیت الٰہی کے مطابق آپ کو اپنی تمام خدمات بالکل مخفی طور پر انجام دینے کا حکم ہو چکا تھا آپ اپنے زمانہ امامت میں بھی عام نگاہوں سے اسی طرح مخفی اور پوشیدہ رہیں گے جس طرح اپنے پدر بزرگوار کے زمانہ میں پوشیدہ رہتے تھے والد ماجد کے نماز جنازہ کے بعد دولت سرا میں اندر تشریف لے گئے تھے پھر اس وقت کے بعد سے غیبت کبریٰ کے آغاز تک سوائے چند سعادت مندان خالصین کے کسی اور کو اس زمانہ میں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا، آپ کی امامت کا زمانہ اب تک دو غیبتوں پر تقسیم رہا ہے ایک زمانہ غیبت صغریٰ اور ایک غیبت کبریٰ پیغمبر خدا کا ارشاد، اس کے لئے ایک غیبت ہو گی جس میں بہت سی جماعتیں گمراہ پھرتی رہیں گی اور اس غیبت کے زمانہ میں اس کے اعتقاد پر برقرار رہنے والے "گوگرد سرخ" سے زیادہ نایاب ہوں گے، حضرت علی ابن ابی طالب کا ارشاد ہے۔ قائم آل محمدؑ کے لئے ایک طولانی غیبت ہو گی، میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے وہ منظر کہ دوستان اہلبیت اس غیبت کے زمانہ میں سرگرداں پھر رہے ہیں جس طرح جانور چراگاہ کی تلاش میں سرگرداں پھرتے ہیں"۔

غیبت صغریٰ، پہلی غیبت کا دور ۲۶۰ھ سے ۳۲۹ھ تک اونہتر سال قائم رہا اس زمانہ میں وہی نظام امامت تھا جو حضرت امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام کے زمانہ میں تھا یعنی سفراو نائبین کے ذریعہ روابط قائم تھے یہ نائبین ایسے حضرات جن کو مخصوص طور پر نام کی تعیین کے ساتھ امام کی جانب سے نائب بنایا گیا تھا کہ وہ محبان اہل بیتؑ کے مسائل امام تک پہنچائیں ان کے جوابات حاصل کریں اموال زکوٰۃ و خمس کو جمع کر کے انہیں مصارف خاصہ میں صرف کریں اور جو قابل اعتماد اشخاص ہوں ان تک خود امام کی تحریرات کو بھی پہنچا دیں ورنہ خود حضرت سے دریافت کر کے ان کے مسائل کا جواب دیدیں یہ نائبین حضرات علم و تقویٰ اور رازداری میں اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ ممتاز اشخاص تھے اسی لئے ان کو امام کی جانب سے اس خدمت کا اہل سمجھا جاتا تھا، حضرت حجۃ اللہ کے زمانہ میں نواب اربعہ پر اس نیابت و سفارت کا خاتمہ ہو گیا، آپ کے چار نائب حسب ذیل تھے۔

(۱) ابو عمر عثمان بن سعید عسکری اسدی عمروی آپ قبیلہ بنی اسد میں سے تھے قریہ عسکر کے رہنے والے تھے اپنے دادا جعفر عمروی کے نام پر ان کو عمروی کہتے ہیں ان کو بالترتیب حضرت امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام کی نیابت اور امام عصر علیہ السلام کی نیابت اور سفارت کا منصب حاصل ہے آپ نے ۲۹۵ھ میں وفات پائی آپ کا مزار بغداد سوق المیدان میں ہے!

(۲) ان کے فرزند ابو جعفر محمد بن عثمان، آپ اپنے والد کے بعد بحکم امام عصر نائب خاص مقرر ہوئے جمادی الاول ۳۰۵ھ میں وفات پائی آپ بھی بغداد باب الشیخ جس کو باب الکوفہ بھی کہتے ہیں اپنے مکان میں دفن ہوئے۔

(۳) ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی بحر نوبختی، مشہور خاندان نوبختی کی یادگار خود بڑے جلیل المرتبت پرہیزگار عالم تھے، علم و حکمت اور کلام و نجوم میں خاص امتیاز رکھتے ابو جعفر محمد بن عثمان نے امام کے حکم سے اپنا قائم مقام بنایا، شعبان ۳۲۶ھ میں وفات ہوئی آپ کا مزار محلہ شورجہ بغداد میں ہے شب نیمہ شعبان میں وقت صبح آپ ہی کا نام لیکر امام صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ برد آب کیا جاتا ہے

(۴) ابوالحسن علی بن محمد سمری، یہ آخری نائب تھے حسین بن روح کے بعد بحکم امام ان کے قائم مقام ہوئے ۳۲۹ھ میں بغداد میں وفات ہوئی، وقت آخر جب ان سے پوچھا گیا کہ اب آپ کے بعد نائب کون ہوگا تو انہوں نے جواب دیا کہ اب اللہ تعالےٰ کی مشیت ایک دوسری صورت کا ارادہ رکھتی ہے جس کی آخری مدت اسی کو معلوم ہے اب کوئی خاص نائب باقی نہیں رہا۔

غیبت کبریٰ، ۳۲۹ھ کے بعد جو زمانہ ہے اُسے غیبت کبریٰ کہتے ہیں اس لئے کہ اب کوئی خاص نائب بھی باقی نہیں رہا ہے اس دور کے لئے خود امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام نے ہدایت فرمائی تھی کہ اس صورت میں دیکھنا جو ہمارے احادیث پر مطلع ہوں اور ہمارے حلال و حرام یعنی مسائل سے واقف ہوں ان کی طرف رجوع کرنا یہ ہماری جانب سے تمہارے اوپر حجت ہیں، اس حدیث کی بناء پر علمائے شیعہ اثنا عشری اور مجتہدین کو نائب امام کہا جاتا ہے مگر یہ نیابت باعتبار صفات عمومی حیثیت سے ہے خصوصی طور پر باعتبار نامزدگی نہیں ہے یہی خاص فرق ہے ان میں اور نائبین میں جو غیبت صغریٰ کے زمانہ میں اس منصب پر فائز تھے اس زمانہ غیبت میں بھی امام عصر علیہ السلام ہدایت خلق اور حفاظت حق فریضہ انجام دیتے ہیں اور ہماری کسی نہ کسی صورت سے رہنمائی فرماتے ہیں خواہ وہ ہمارے سامنے نہ ہوں اور ہمیں محسوس و معلوم نہ ہو پردہ اس وقت تک رہے گا جب تک مصلحت الٰہی متقاضی ہو۔

علامات ظہور امام عصر علیہ السلام، علامات ظہور امام غائب کے متعلق بہت سی معتبر روایات ہیں ان میں چند روایات اس طرح مذکور ہیں ہدایت کرنے والے باعمل بہت کم رہ جائیں گے اور خائن و گمراہ علماء و فقہا بہت ہوں گے، لوگ بجائے برائیوں سے روکنے کے برائیوں کا حکم کریں گے اچھے کاموں سے روکیں گے، قتل خونریزی عام ہو جائے گی ظلم و جور بہت بڑھ جائے گا مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے حاجت پوری کریں گی اور حدیث رسولؐ ہے امام عصرؑ کے ظہور سے پہلے عورتیں حکومت کریں گی۔

عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ روزی کمائیں گی۔ کتاب کنز العمال کے صفحہ ۲۶۶ پر لکھا ہے کہ عورتیں منبر پر تقریر کیا کریں گی امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تم دیکھو کہ لہو و لعب کی جگہیں بنائی گئی ہیں اور وہاں لوگ کھلے بندوں آتے جاتے ہیں اور کسی کو روکنے کی جرأت نہیں اور صاحبانِ اقتدار کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں اور شراب سے علاج کیا جانے لگا تو جان لینا کہ رحمتِ خدا اپنے محسنین کے قریب ہے (ظہورِ امامؑ قریب) عورتوں کے سر کے بال اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے (کتاب انزام ناصب صفحہ ۲۸۳ بحوالہ روضہ کافی)

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی اس کے باوجود عریاں ہوں گی اور بن سنور کر گھر سے نکلا کریں گی (کتاب بحار الانوار جلد ۹) علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ مغرب کے لمبے بالوں والے نوجوان اپنا مشغلہ ناچ گانا بنالیں گے جن سے مغرب سے لے کر مشرق تک بہت لوگ متاثر ہوں گے (تو سمجھ لینا کہ ظہورِ امامؑ قریب ہے) کتاب ربیع الابرار پرانا قلمی نسخہ مکتبہ شوستری نجف اشرف ظہورِ امامؑ سے پہلے کے حالات پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ غنا گانے بجانے کے آلات جیبوں میں یا ساتھ رکھ کر پھرا کریں گے (بحار الانوار) اولیا فاجر اہل الرائے فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے، مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے مشابہت کرلیں گے عورتیں زین پر سوار ہوں گی، زنا کی کثرت ہوگی، لوگ بد معاشوں اور شریروں سے خائف ہوں گے لوگ خونریزی کو معمولی بات خیال کریں گے حیا و غیرت برائے نام رہ جائے گی وغیرہ۔ اس وقت زمین تین مرتبہ دھنسے گی ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک جزیرہ عرب میں دجّال سجستان سے خروج کرے گا اور سفیانی خروج کریگا، جب امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے ظہور کا وقت قریب ہوگا تو بہت سی علامتیں ظاہر ہوں گی (۱) ۱۵۔ ماہ رمضان میں سورج گرہن اور آخر ماہ میں چاند گرہن ہوگا جو خلافِ قاعدہ ہے (۲) آفتاب اوّل روز سے وسط عصر تک آسمان پر قیام کرے گا (۳) جانبِ مشرق ایک دُم دار ستارہ چاند جیسا روشن نمودار ہوگا پھر وہ ستارہ خم کھائے گا یہاں تک کہ اس کے دونوں سرے مل جائیں گے (۴) اطراف عالم پر سرخی پھیل جائے گی (۵) آسمان سے ماہِ رجب میں ندا آوے گی۔ (۶) روبروئے خانہ کعبہ بالشت کو فہ پر ایک پاک نفس حسینی سیّد قتل ہوگا۔ (۷) اہلِ یمن خروج کریں گے اس وقت آپ تین سو تیرہ متقی مومنین کو ہمراہ لے کر خروج کریں گے یہ ہمراہی شہر ہائے مختلف سے کچھ لوگ بستروں سے غائب ہو کر بعض علانیہ سفر طے کر کے صبح کے وقت مکہ معظمہ خدمت امام میں پہنچ جائیں گے احادیث مستند و معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جس روز آپ کا ظہور ہوگا منگل کا دن اور محرم کی دسویں تاریخ یعنی روز عاشورہ ہوگا ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا مولا حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام کا ظہور کب ہوگا آپ نے فرمایا اے ابو بصیر حق تعالیٰ نے کوئی وقت ظہور کا ظاہر نہیں فرمایا جو مقرر کرے وہ کاذب) مگر اے ابو بصیر ظہور سے پہلے پانچ علامتیں ضرور ہونے والی ہیں اوّل وہ ندا جو سب سے پہلے ماہِ رمضان المبارک میں سُنی جائے گی دوم خروج سفیانی سوم خروج خراسانی یعنی دجّال چہارم نفس زکیہ کا قتل پنجم دنیا میں دو قسم کے طاعون کا ایک بار ظاہر ہونا ایک طاعون سفید جو ایک قسم کی سخت مہلک بیماری ہے دوسرا طاعون سُرخ جناب قائم آلِ محمدؐ کی تلوار صاعقہ ہے اور وہ اس وقت تک دنیا میں ظہور نہیں فرمائیں گے جب تک ۲۳ رمضان المبارک

شب قدر کو آسمان سے ان کے نام کی ندا نہ سُنی جائے گی ابو بصیر نے عرض کی وہ ندا کیا ہو گی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ندا ان کے اور ان کے والد بزرگوار کے نام کے ساتھ کی جائے گی یعنی یہ قائم آلِ محمد علیہ السلام ہیں ان کی اطاعت اختیار کرو اور ان کے احکام ہدایت کو سنو اور اس وقت دنیا میں کوئی ذی روح ایسا باقی نہیں رہے گا جو اس آواز کو نہ سُنے جو شخص اس ندا کے وقت سوتا ہو گا وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو گا اور اپنے صحن خانہ میں اس ندا کرنے والے کو چاروں طرف تلاش کرنے لگے گا اور اسی ندا کے بعد جناب قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں گے اور یہ ندا کرنے والے بزرگ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ کتاب بحار الانوار جلد سیزدہم مطبوعہ ایران ص ۲۲۵

امام آخرالزمان علیہ السلام زمین مکہ سے ظہور فرمائیں گے خدا تعالیٰ ان سے خروج کرتے لئے تین سو تیرہ ۳۱۳ مومنین کو دور دراز ملکوں سے فراہم کر دے گا حضرت کے پاس ایک سر مہر صحیفہ ہو گا جن میں ان کے اصحاب کے نام درج ہوں گے ملائکہ مقربین کی نصرت ان کے شاملِ حال ہو گی تلوار جو نیام میں ہو گی وقتِ خروج از خود نیام سے باہر آ جائے گی دشمنانِ خدا و رسولؐ قتل ہوں گے حضرت عیسیٰؑ ابن مریم زمین پر نازل ہوں گے، شیخ محی الدین العربی الاندلسی کتاب دُرّ المکنون میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی پہلی علامت خروج سفیانی ہے جو اپنے تیس ہزار آدمی شہر مکہ معظمہ کی تسخیر کے لئے بھیجے گا اور وہ سب کے سب صحرا میں دھنس جائیں گے اور سوائے دو آدمیوں کے کوئی بھی نہیں بچے گا وہ آٹھ مہینہ حکومت کرے گا اور آپ کا ظہور اسی سال ہو گا اور مقاتل نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ کی علاماتِ ظہور میں سے ایک علامت ندا بھی ہے یہ ندا وہ ہے جو ماہِ رمضان شبِ جمعہ کو آئے گی ایک منادی ندا کرے گا ــــــ کہ ایہا الناس آگاہ ہو جاؤ کہ امام العصر والزمان علیہ السلام ظہور فرما چکے یہ منادی ۲۳ رمضان المبارک کو ندا کرے گا آپ کی بیعت مکہ معظمہ میں رکن و مقام کے مابین کی جائے گی تین سو تیرہ مومنین آپ کی بیعت کریں گے آپ کوفہ کو دار الحکومت بنائیں گے، شیخ محی الدین ذکر دجال میں اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ دجال خراسان کے شرقی حصہ سے خروج کرے گا اور فتنہ و فساد پھیلائے گا اس کی اطاعت یہود و ترک کریں گے، دجال پستہ قد ہو گا سیدھی آنکھ سے کانا ہو گا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ،ک ف ر، لکھا ہو گا۔ چالیس دن تک امارت کرے گا، اس کے وقت میں ایک دن ایک مہینہ اور ایک ماہ ایک برس ہو گا لیکن جمعہ معمولی دونوں کے برابر ہو گا۔

وقتِ ظہور، احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ حضرت صاحب العصر والزمان علیہ السلام منگل کے دن عاشور کے روز دسویں محرم مکہ معظمہ میں رکن و قیام کے درمیان ظاہر ہوں گے، عبائے رسول خدا اوڑھے ہوئے زرد عمامہ فرق اقدس پر نعلین حضرت پائے مبارک میں سفید پوشاک زیب تن عصائے موسیٰ ہاتھ میں ایک انگشتری سلیمان ایک انگشتری امام حسن علیہ السلام جس پر انی واثق برحمتک ایک انگشتری امام حسین علیہ السلام جس پر انی مستجیر بک یا امان الخائفین کندہ ہو گا، سن اقدس چالیس سال کا معلوم ہو گا اس طرح خانہ کعبہ پہنچیں گے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہوں گے، حضرت دستِ مبارک روئے اقدس پر پھیریں گے اور فرمائیں گے حمد و شکر اس خدا کا جس نے ہمارے وعدے کو سچا کیا اور بہشت کو ہماری میراث کی کہ جہاں ہم چاہیں قرار کریں بعد اس کے درمیان حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیمؑ پر آپ کھڑے ہوں گے اور ایک عمود نور زمین سے آسمان

تک بلند ہوگا صبح کو تین سو تیرہ ۳۱۳ مومنین حاضر خدمت ہوں گے، جن میں سے چھ مومنین ہندوستان کے مذکور ہیں پھر جب وقت حضرت مکہ معظمہ سے باہر تشریف لائیں گے اور مومنین جمع ہو جائیں گے تو اس وقت منجانب امام منادی ہوگی کہ کوئی شخص پانی اور خوراک ساتھ نہ رکھے صرف حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا پتھر ایک اونٹ پر بار کیا جائے گا جس میں سے ہر منزل پہ بارہ چشمے جاری ہو کر بھوکوں اور پیاسوں کو سیر و سیراب کر دیں گے زمین وقت سفر کوتاہ ہوگی کہ بہت جلد نجف اشرف میں پہنچ جائیں گے وہاں کوفہ میں دار الحکومت قائم کریں گے، حضرت عیسیٰ، خضر و الیاس و ادریس علیہم السلام خدمتِ امام میں حاضر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کا پایہ تخت شہر کوفہ ہوگا جس کی آبادی اس وقت بغداد سے ملحق ہو جائے گی دربار مسجد کوفہ میں اور بیت المال مسجد سہلہ میں مقامِ خلوت نجف اشرف ہوگا اور تعداد لشکر ظفر پیکر ایک لاکھ اونچاس میل کے رقبہ میں خیمہ زن ہوگا۔ دجال ملعون کو قتل کیا جائے گا علمدارِ لشکر محمد حنفیہ ہوں گے اسّی ۸۰ ہزار ملائکہ مجاورینِ قبر حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کے پا بہ رکاب شریکِ جہاد ہوں گے، غرض کہ امامؑ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

فقط

سید ظفریاب حسین حسینی الترمذی نانوتوی

بھکر ضلع میانوالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب زیارات عتبات عالیات و فریضہ حج بیت اللہ

یہ باب زیارات ممالک ایران، عراق، شام، بیت المقدس، اردن، سعودی عرب کے مقاماتِ مقدسہ کی تفصیلات پر مشتمل ہے جو مقدس مقامات کے دور و نزدیک سفر پر مشعلِ راہ ہے زائرین و حجاج گھر بیٹھے تمام ایسے مقامات کے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں جہاں کا وہ عزم سفر زیارت و حج رکھتے ہیں۔ یہ باب پڑھنے کے بعد نہ صرف یہ کہ سفر کی صعوبتوں میں غیر معمولی کمی ہو جاتی ہے بلکہ سفر زیارت کی ہر آنے والی منزل اور مقاماتِ زیارت جانی پہچانی محسوس ہوتی ہے اور وہاں کے ضروری حالات بھی درج ہیں تاکہ زائرین و حجاج وہاں کے معاملات سے بھی آگاہ ہو جائیں (مؤلف)

فضائل زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ خداوند کریم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپ کی شہادت عظمیٰ کے صلہ میں دنیا میں تین چیزیں کرامت فرمائی ہیں (۱) آپ کے تحت قبہ اجابت دعا (۲) آپ کی تربت میں شفا (۳) آپ کی ذریت میں امامت۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر تم میں سے کوئی شخص تمام عمر حج بجالائے اور فرزندِ رسولؐ مظلوم کربلاؑ کی زیارت کو نہ جائے تو وہ شخص رسولِ خدا کے حقوق میں سے ایک ایسے حق کا تارک ہوا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر مسلمان پہ فریضہ واجبہ ہے،

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوں کو زیارت قبر حسینؑ کا حکم دو کیونکہ ان کی زیارت ہر اس شخص پر مستحب ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو منجانب اللہ امام مانتا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ غنی پر یہ حق ہے کہ وہ آپ کی زیارت سال میں دو دفعہ کرے اور غریب سال میں ایک دفعہ اور جو لوگ قرب و جوار کے رہنے والے ہیں وہ ہر ماہ زیارت کریں اور جن کا گھر بہت دور ہے وہ ہر تیسرے سال زیارت قبر حسینؑ کی کیا کریں چار سال سے زائد زیارت کا ترک کرنا سزاوار نہیں ہے۔

دوسری روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں حسب دستور روزانہ گود میں کھیل رہے تھے کہ جناب عائشہ نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ آپ اس بچہ سے بہت محبت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کیونکر نہ چاہوں یہ میرے دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لیکن اس کے باوجود میری نافرمان اُمت اس کو شہید کرے گی اور جو شخص اس کی زیارت کرے گا اس کے نامۂ اعمال میں میری حجوں میں سے ایک حج لکھ دی جائے گی۔ یہ سُن کر بی بی عائشہ نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا

آپ کے حجوں میں سے ایک حج فرمایا ورنہ بی بی عائشہ تعجب کرتی گئیں اور رسولؐ اللہ حجوں کی تعداد بڑھاتے گئے یہاں رسالت مآبؐ کے مستحبی حج مراد ہیں، اور کتاب مفاتیح الجنان میں ابن قولویہ اور کلینی اور سید ابن طاوس وغیرہ معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہوا اور اذنِ دخول طلب کیا اجازت ملنے پر دولت سرا میں داخل ہوا دیکھا حضرت عبادت مصلیٰ پر جلوہ افروز ہیں، میں بھی ایک جانب بیٹھ گیا، یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہوئے اور یوں بارگاہِ احدیت میں مناجات کرنے لگے، پالنے والے مجھ کو اور میرے برادرانِ ایمانی کو بخش دے اور زائرین قبرِ حسینؑ کی مغفرت فرما جنہوں نے اس راہ میں اپنے اموال کو صرف کیا اور اپنے ابدان کو تھکایا ہے ان کی دن رات حفاظت فرما اور ان کی اولاد و متعلقین کی نگرانی کر اور اُن کو ہر ظالم و جابر سے محفوظ رکھ اور ان کی شیاطین جن و انس سے حفاظت فرما اور ان کی بہترین تمناؤں مرادوں کو بر لا۔ بارالٰہا جب وہ زیارت کو چلے تو ہمارے دشمنوں نے ان کا مذاق اُڑایا لیکن وہ اس عزم زیارت سے باز نہ آئے لہٰذا رحمت نازل فرما ان چہروں پر جن کو راستہ کی صعوبت اور دھوپ نے کملا دیا رحمت نازل فرما ان رخساروں پر جو قبر ابو عبداللہ الحسینؑ پر اُلٹ پلٹ ہوتے ہیں رحمت نازل فرما ان آنکھوں پر جن سے ہماری محبت میں آنسو نکلتے ہیں رحمت نازل فرما ان دلوں پر جو ہمارے غم میں نہاں ہیں رحمت نازل فرما ان آوازوں پر جو ہمارے لئے گریہ و زاری میں بلند ہوتی ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پالنے والے میں ان کی جانوں اور جسموں کو تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ تُو ان کو حوضِ کوثر پر سیراب کرے اس روز جس روز سب سے زیادہ پیاس کا غلبہ ہوگا معاویہ کہتے ہیں کہ امام بحالتِ سجدہ عرصہ تک دعا کرتے رہے جب آپ نے سجدہ سے سرِ اقدس اٹھایا میں نے عرض کی۔ مولا آپ کی یہ دعا سُن کر تو وہ شخص بھی آتشِ جہنم سے مطمئن ہو جائے گا جس کو اللہ کی معرفت نہیں ہے، اب تو میں یہ تمنا کرتا ہوں کہ کاش کہ میں نے حج کے بدلے زیارت امام حسین علیہ السلام کی ہوتی اے معاویہ تمہیں کیا معلوم ہے کہ زوارِ قبرِ حسینؑ کے لئے آسمان پر دعا کرنے والے زمین پر دعا کرنے والوں سے زیادہ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تُو تو جناب امام حسینؑ کی قبر کے نزدیک رہتا ہے تجھے آپ کی زیارت کرنے سے کون امر مانع ہے اے معاویہ تو آنحضرت کی زیارت کو ترک نہ کیا کر میں نے عرض کی آپ پر فدا ہو جاؤں میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ کی زیارت کی اتنی فضیلت ہے آپ فرمانے لگے اے معاویہ جو لوگ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کسی کے خوف سے ترک کرتے ہیں انہیں اتنی حسرت و ندامت ہوگی کہ وہ آرزو کرے گا کہ میں اتنا آپ کی قبر کے پاس رہتا کہ وہیں پر دفن ہوتا آیا تجھے یہ پسند نہیں کہ خداوند عالم تجھے ان لوگوں کے درمیان دیکھے جن کے لئے حضرت رسالت مآبؐ اور امام علی علیہ السلام و فاطمہ زہرا اور آئمہ معصومین علیہم السلام دعا کر رہے ہوں آیا تو نہیں جانتا کہ تو ان لوگوں سے ہو جن سے قیامت کے دن ملائکہ مصافحہ کریں آیا تو نہیں جانتا کہ تو ان لوگوں سے ہو جو قیامت کے دن امین اور

اُن پر کوئی گناہ نہ ہو آیا تو نہیں چاہتا کہ تو ان لوگوں سے ہو جن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن مصافحہ کریں (کتاب مفاتیح الجنان صفحہ ۴۰۲ تا ۴۰۳) حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبِ اہل بیتؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی محبت میں زیارت بجالائے گا تو اس کا شمار عباد مکرمین میں ہوگا اور قیامت کے دن امام حسین علیہ السلام کے لواء (علم) کے پھریرے کے سایہ میں ہوگا اور جو محض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی خوشنودی کے لئے مظلوم کربلا کی زیارت کرے گا تو خدا تعالےٰ اس کو گناہوں سے یوں نکال لے گا جیسے اپنی ماں کے شکم سے ابھی پیدا ہوا ہو اور سفر کربلا معلیٰ میں ملائکہ اس کی مشایعت کریں گے، جبرائیل و میکائیل و اسرافیل ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آئے۔۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا "این زوار الحسینؑ" حسینؑ کے زوار کہاں ہیں یہ آواز سنتے ہی ایک اژدھام کثیر اُٹھ کھڑا ہوگا جن کی پیشانی پر ھٰذا زوار الحسینؑ لکھا ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ تم نے حسینؑ کی زیارت کس لئے کی تھی وہ کہیں گے صرف خدا تعالیٰ اور محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام کی محبت میں آواز آئے گی یہ ہیں محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ ان سے ملحق ہو جاؤ کیونکہ تم کو انہیں کے قرب میں رہنا ہے۔ تم لوگ رسول اللہ کے لواء (علم) کے نیچے چلے جاؤ پس زوار قبر حسینؑ سب کے سب علم کے سایہ میں چلے جائیں گے یہ لواء (علم) حضرت امیر المومنین امام المتقین علی المرتضیٰ علیہ السلام اٹھائے ہوئے جنت کی طرف چلیں گے زوار قبر الحسین ان کے پیچھے دائیں بائیں جنت میں داخل ہو جائیں گے قیامت کے دن زوار قبر الحسین سے کہا جائے گا کہ تم اپنے دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ پس زوار حسینؑ اپنے اپنے دوستوں کو جنت میں لے جائیں گے یہاں تک بہت سے لوگ زوار حسینؑ کو پکاریں گے کہ اے فلاں تم مجھ کو بھی پہچانتے ہو میں نے تمہارا فلاں کام کیا تھا تو وہ اُن کو بھی جنت میں لے جائے گا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عبداللہ بن نجار سے فرمایا کہ جب تم لوگ زیارت قبر حسینؑ کے لئے سواری پر سوار ہوتے ہو تو ایک منادی ندا کرتا ہے طبتم وطابت لکم الجنۃ تم پاک ہو گئے۔ جنت تم کو مبارک ہو اور فرمایا اگر میں زمین کربلا معلیٰ اور قبر حسینؑ کی زیارت کی فضیلت کو پورے طور سے بیان کر دوں تو لوگ فریضہ حج کو چھوڑ دیں گے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے کربلا معلیٰ کو مکہ سے بھی پہلے حرم امن و جائے مبارک بنایا ہے، امام حسینؑ عین عرش سے اپنے لشکر کی جگہ اور اپنے زوار کو دیکھتے رہتے ہیں اور وہ ان کے باپوں کے ناموں کو جانتے ہیں اور ان کے درجات سے واقف ہیں اور آپ اپنے زائرین کے لئے طلب مغفرت فرماتے ہیں اور اپنے والد ماجد و نانا سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی ان لوگوں کے لئے طلب مغفرت کریں، روز عاشورہ چار ہزار فرشتے آپ کی نصرت کے لئے نازل ہوئے لیکن مظلوم کربلا نے ان کو جنگ کی اجازت نہیں دی، جب امامؑ کی شہادت ہوگئی اس وقت سے لے کر قیامت تک وہ سب کے سب آپ کی قبر مبارک پر بال پریشاں خاک بسر سوگوار ہیں اور ان کا کام یہ ہے جو زائرین قبر حسینؑ کی زیارت کے لئے آتے ہیں یہ فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں جب وہ واپس جاتے ہیں تو ان کو پہنچاتے جاتے ہیں اگر اُن میں سے کوئی مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرتے ہیں اگر زائر مر جاتا ہے تو اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس

کے لئے استغفار کرتے ہیں اسی لئے بوقت اذنِ دخول ملائکہ مقربین کو اس طرح مخاطب کرنے کا حکم ہے ادخل یا ایہا الملائکۃ اعوکلون المقیمون المحدقون الحا فظون فی ھٰذا الحرم الشریف المبارک الخ (کتاب وسائل الشیعہ نفس المہموم)

مرقد انور سید الشہداؑ سے سیب کی خوشبو کا اعجاز

روضۃ الشہدا وغیرہ میں ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب میں ایک خوشرو خوشخو نوجوان صحابی تھے جن کا نام "دحیہ کلبی" تھا حضرت سے ان کو بہت اُنس تھا یہ اکثر سفر تجارت پر رہا کرتے تھے وہاں سے جب بھی واپس آتے اپنے ساتھ سوغات ضرور لاتے جو بالعموم میووں کی شکل میں ہوا کرتی تھی یہ میوے رسالت مآبؐ کی خدمت میں پہنچ کر حسنین علیہم السلام کی نذر کر دیتے تھے۔

حسنین علیہم السلام بھی ان سے بہت ہل گئے تھے وہ جب بھی ان کو دیکھتے آ کر گود میں بیٹھ جاتے تھے اور جیب آستین میں ہاتھ ڈال کر میووں کو تلاش کرتے تھے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو نہ معلوم وحیہ کلبی صحابی کی کیا چیز پسند آئی تھی کہ وہ جب بھی ظاہری شکل وصورت میں رسولِ خدا کے پاس آتے تو انہیں کی صورت میں آتے تھے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حسب عادت "دحیہ کلبی" صحابی کی شکل میں رسولِ خدا کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ حسنین علیہم السلام مسجد نبوی میں تشریف لائے اور "دحیہ کلبی" جو فی الحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے ان کی گود میں بیٹھ گئے اور ان کی جیب آستین میں ہاتھ ڈال دیا رسالت مآبؐ نے چاہا کہ بچوں کو الگ کر دوں جبرائیل امینؑ نے عرض کی یا پیغمبرؐ خدا بچوں کو رہنے دیجیے، کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوا ہے میں ان کے گھر گیا تو دیکھا جناب فاطمہ الزہرا نمازِ تہجد پڑھ کر سو گئی ہیں اور یہ گہوارہ میں رو رہے ہیں تو میں ان کی گہوارہ جنبانی کرتا ہوں کبھی ایسا ہوا کہ جناب فاطمہ زہرا چکی پیستے پیستے تھک کر نڈھال ہو گئیں اور غنودگی طاری ہو گئی تو میں چکی چلانے لگا لہٰذا اگر یہ بچے اپنے جھولا جھلانے والے اور چکی پیسنے والے کے پاس آ کر بے تکلف ہو جائیں تو جائے تعجب نہیں ہے مگر میں اس پر متعجب ہوں کہ یہ میری جیب آستین میں کیا تلاش کرتے ہیں، آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ دحیہ کلبی صحابی جن کی تم صورت میں ہو ان بچوں کے لئے میوے لایا کرتے ہیں، حضرت جبرائیلؑ امین نے یہ سن کر اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور اس میں میوہ ہائے جنت آگئے ان میں ایک دانہ انار اور ایک بہی اور ایک سیب تھا حضرت جبرائیلؑ امین نے یہ پھل بچوں کو دے دیئے، سرور کائنات نے ارشاد فرمایا انہیں گھر لیجاؤ اور مل کر کھاؤ مگر ہر ایک میں سے جزدی پھل کھانا کچھ جزدی باقی رہنے دینا چنانچہ حسنین علیہم السلام جزدی پھل کھائے، دوسرے دن باقی کو دیکھا کہ پھر ایک پھل مکمل ہو گیا یہاں تک جناب حضرت فاطمہ الزہراؑ کا انتقال ہوا تو انار غائب ہو گیا، جب حضرت علی المرتضیٰ وامام حسن علیہم السلام کی شہادت ہوئی تو بہی

غائب ہوگئی صرف سیب حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس رہا یہاں تک کہ روز عاشورہ آپ کی شہادت ہوئی تب وہ سیب بھی غائب ہوگیا، لیکن اس کی خوشبو آج تک باقی ہے چنانچہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص محب اہل بیتؑ ایام محضوصہ میں میرے پدر حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم محترم میں بیداری کرے اور بوقت صبح زیارت کرے تو وہ اس سیب کی خوشبو سونگھ سکتا ہے جو مشک و عنبر سے افضل ہے (تاریخ کربلا و نجف)

منکر زیارت سرکار سید الشہدا شب جمعہ کو معجزہ

کتاب بحار الانوار میں سلیمان اعمش سے مروی ہے کہ شہر کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا ایک شب جمعہ کو میں نے اس سے پوچھا کہ زیارت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہنے لگا بدعت و ضلالت ہے اور ہر بدعت کا کرنے والا جہنمی ہے، اعمش کہتے ہیں یہ سن کر مجھے غصہ آگیا اور واپس چلا آیا، رات کو میں نے سوچا کہ کل دوبارہ اس کے پاس جاکر فضائل حضرت علی المرتضیٰ بیان کروں گا تاکہ اس کا دل بدلے۔ چنانچہ صبح کو اس کے مکان پر گیا دروازہ کھٹکھٹایا معلوم ہوا وہ گھر پہ نہیں ہے پوچھا کہاں گیا ہے جواب ملا وہ تو کربلا گیا ہے یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی اور میں بھی فوراً کربلا معلیٰ روانہ ہوگیا جب حرم سید الشہداء علیہ السلام میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص رکوع و سجود میں مشغول ہے اور کسی طرح سر نہیں اٹھاتا مجھ سے نہ رہا گیا میں نے اس سے کہا کہ ابھی کل تم ہی تو کہتے تھے کہ زیارت امام حسین علیہ السلام بدعت و ضلالت ہے اب خود حرم امام حسین علیہ السلام میں موجود ہو، اس نے جواب دیا اے سلیمان اعمش مجھ پر ملامت نہ کرو کیونکہ گذشتہ شب سے پہلے میں اہل بیتؑ رسول کی امامت کا قائل نہیں تھا، لیکن شب گذشتہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ متوسط قد اور اتنا خوبصورت و وجیہہ کہ میں اس کے وصف پر قادر نہیں ہوں اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے جدھر وہ جاتا تھا وہ لوگ اس کے ساتھ جاتے اس کے آگے آگے ایک شہسوار تھا جس کے سر پہ ایک مرصع تاج تھا جس کے چار گوشے تھے ہر گوشہ میں ایک درخشاں جواہر آویزاں تھا جس کی روشنی دور دور تک پہنچ رہی تھی میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ پہلے بزرگ کون ہیں جواب ملا کہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پھر میں نے پوچھا کہ یہ دوسرا کون ہے کسی نے کہا کہ یہ ان کے وصی حضرت علی ابن ابیطالبؑ ہیں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان و زمین کے مابین ایک ناقہ ہے جس پر نور کی عماری کسی ہوئی ہے میں نے پوچھا اس عماری میں کون ہیں جواب ملا یہ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ و جناب فاطمۃ الزہراؑ ہیں پھر پوچھا یہ صاحبزادہ کون ہے بتایا گیا کہ یہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام ہیں پوچھا یہ سب کے سب کہاں

جارہے ہیں کسی نے کہا کہ آج شب جمعہ ہے یہ سب کے سب مقتول و مظلوم شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول اللہ کی زیارت کے لئے کربلا معلیٰ جارہے ہیں، میں نے دیکھا کہ ہودج کے اوپر آسمان سے کچھ رقعہ جات نچھاور ہورہے ہیں جس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ اُن لوگوں کے لئے آتش جہنم سے براءت نامے ہیں جس کو شب جمعہ زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام نصیب ہوئی ہے اس کے بعد ایک آواز آئی کہ آگاہ ہو کہ ہم اور ہمارے شیعہ جنّت میں سب سے بلند درجہ میں فائز ہوں گے۔ اتنا بیان کرکے وہ منکر زیارت امام حسین علیہ السلام کہنے لگا کہ اے سلیمان اعمش قسم بخدا اب اس مبارک سرزمین کو جیتے جی نہ چھوڑ دنگا (نفس المہموم)

زائرین قبر حسینؑ کے راہ میں مرنیکے درجات

علامہ جزائری مدظلہٗ مؤلف تاریخ کربلا و نجف اپنی کتاب میں مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب قبلہ نامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے حوالہ سے ارقام فرماتے ہیں کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے زمانہ میں ایک بزرگ نیک صالح متقی حاجی محمد علی نامی لکھنوی تھے جن کا صدق و صفا میں نظیر نہ تھا یوں تو ان کے تمام صفات پسندیدہ تھے لیکن سب سے زیادہ حیرت خیز جو صفت ان میں تھی وہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ زیارتِ حضرت امام حسین علیہ السلام میں رہا کرتے تھے اس زمانے میں دخانی جہاز ایجاد نہیں ہوئے تھے بادی کشتیوں میں بمبئی سے سوار ہوکر بغداد پہنچا جاتا تھا۔ جس میں چھ ماہ کبھی سال کی مدّت صرف ہوجاتی تھی اور بعض اوقات تو یہ سفر اتنا خطرناک ہوتا کہ سفر آخرت سے ملحق ہوجاتا اس لئے جو بھی زائر بغرض زیارت کربلا معلیٰ جاتا کفن ساتھ لے جاتا اور متعلقین سے ضروری وصیّت کرجاتا، حاجی محمد علی کا قاعدہ یہ تھا کہ اپنا بستر نہیں کھولتے تھے ہمیشہ سفر زیارت میں رہتے تھے صرف تین روز کربلا معلیٰ میں اور تین روز لکھنؤ میں قیام کرتے تھے یہ خبر اُڑتے اُڑتے بادشاہ کے کانوں تک پہنچی، بادشاہ کو ان کی ملاقات کا اشتیاق ہوا جب وہ حسبِ قاعدہ لکھنؤ آئے تو بادشاہ نے اُن کو مدعو کیا، حاجی محمد علی شاہی محل میں پہنچے خود بادشاہ نے اعزاز و اکرام کیا شب کے کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ حاجی صاحب میں نے آپ کے متعلق ایک عجیب و غریب بات سُنی ہے اور وہ یہ کہ آپ برابر سفر زیارت کیا کرتے ہیں لیکن نہ کربلا میں قیام کرتے ہیں نہ وطن میں اس کا کیا سبب ہے حاجی صاحب نے جواب دیا کہ حکمِ شاہی سے مجبور ہوں ورنہ یہ راز سینہ کا دفینہ بن کر قبر ہی میں جاتا، اس کے بعد حاجی صاحب یوں گویا ہوئے اعجاب والا واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک قافلہ کے ہمراہ حجاز سے عراق کا سفر کیا اور سواری اونٹ پر تھی ایک منزل پر قافلہ نے قیام کیا شب بسر کی۔ اتفاقاً نہانے کی ضرورت درپیش ہوگئی، نمازِ صبح ادا کرنے کے لئے میں نے طہارت کرنا چاہی اور نہانے میں مشغول ہوگیا بعد فراغت طہارت و نماز جو دیکھا تو قافلہ روانہ ہوگیا تھا گرد قافلہ بھی نہیں معلوم ہوئی اب میرے لئے سوائے اس کے کیا باقی رہ گیا تھا کہ اسی سمت پیدل چلتا رہوں

جدھر قافلہ گیا تھا چلتے چلتے میرے پیر دکھ گئے، ہونٹ سوکھ گئے، آخر میں یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ میں اس لق ودق صحرا میں راستہ بھول گیا ہوں جہاں دور دور تک آب وگیاہ کا نام ونشان تک نہیں ہے میں نے اس حالت میں بھی ہمت نہیں ہاری اور ایک سمت کو چلتا رہا اب حالت یہ تھی کہ آفتاب سر پہ آگیا تھا اور ریت تنور کی طرح دھک رہی تھی، پیاس کی شدت سے زبان تالو سے چمٹ گئی تھی چلنے کی سکت باقی نہ رہی، بالآخر مرنے کی نیت کر کے......

.....دراز ہوگیا لیٹتے ہی مجھ کو خبر نہیں کہ مجھ پر کیا گذری، آنکھ جو کھلی چاروں طرف نظر ڈالی تو اس میدان کے کنارہ پر غیر معمولی روشنی نظر آئی جس کی ضیاء سے آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں میں حیران تھا کہ یہ کیا چیز ہے کیونکہ یہ یقیناً سورج نہ تھا کیونکہ سورج اس کے بالمقابل چمک رہا تھا اور یہ چمکنے والی عظیم الشان شے اس کی کرنوں سے جگمگا رہی تھی شوق جستجو میں باوجود طاقت نہ ہونے کے میں اس کی طرف روانہ ہوگیا جب نزدیک پہنچا تو جو کچھ میں نے دیکھا اس سے مجھ پر بڑی حیرت طاری ہوئی، میرے سامنے لق ودق جھلملاتی چار دیواری تھی جس کی ایک اینٹ سونے کی دوسری چاندی کی تھی اس کے اوپر سورج کی روشنی منعکس ہو رہی تھی اس کی جگمگاہٹ سے آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی میں نے بار بار آنکھوں کو ملا کر شاید خواب دیکھ رہا ہوں مگر نہیں یہ خواب نہ تھا بلکہ حقیقت تھی پھر میں نے اِس دیوار کے سہارے چلنا شروع کیا اتنے میں ایک عظیم الشان جواہرات کا دروازہ نظر آیا شوقِ جستجو میں اندر داخل ہوا تو بے ساختہ زبان پر صلی علی جاری ہوگیا ایسا عظیم الشان باغ میں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا ہر طرف طائر خوش الحان چہچہا رہے تھے ڈالیاں جھوم رہی تھیں بے فصل کے میوے درختوں پر آویزاں تھے جا بجا صاف وشفاف دودھ جیسی نہریں ترنم خیز آواز کے ساتھ بہہ رہی تھیں غرض عجیب سماں تھا، بھوکا تو تھا ہی بے ساختہ ان میووں پر ٹوٹ پڑا اور خوب شکم سیر کھایا، چشمہ سے پانی پیا اور نڈھال ہو کر ایک طرف گر پڑا نہ معلوم کب تک پڑا رہا جب ہوش آیا تو جی میں آیا کہ اس باغ کی گلگشت کرنا چاہیئے اور کسی سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ کس خوش قسمت کی املاک ہے، مگر جدھر نظر دوڑائی سناٹا اور تنہائی کا عالم تھا، ایک متنفس نظر نہ آیا جس سے دریافت حال کرتا جب اور گردوپیش پھرا تو معلوم ہوا کہ باغ کے چاروں طرف دور دور بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں ان میں سے ایک حجرہ میں گیا دیکھا اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور کوئی سبز چھال اوڑھے سو رہا ہے۔ میں نے اس کو پکارا مگر وہ بیدار نہ ہوا ہلایا تب بھی نہ بولا میں نے کہا یہ کیسی نیند ہے اس کے بعد دوسرے حجرہ میں آیا وہاں بھی یہی کرشمہ نظر آیا پھر باقی حجروں میں پھرا ہر ایک حجرہ میں ایک جوان سوتا تھا جن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا میں نے ہر چند آوازوں پہ آوازیں دیں مگر صدائے برنخاست ناچار ہو کر باہر نکل آیا اور سوچنے لگا الٰہی یہ کیا طلسم ہے ایک طرف نظر دوڑائی تو ایک سونے جواہرات کی بارہ دری نظر آئی اس کو دیکھ کر میں بارہ دری کی طرف بڑھا اور سیڑھیاں طے کر کے اوپر گیا سبحان اللہ کیا نقش و نگار کیا زینت وآرائش ہر طرف جواہرات جڑے ہوئے چمک رہے تھے اندر کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز آئی اور

گیا دیکھا صدر مقام پر ایک بڑا تخت بچھا ہے جس پر بہترین فرش کسا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک شخص
رحل پر قرآن رکھے نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کر رہا ہے میں خوش ہو گیا، چنانچہ میں آگے بڑھا اور سلام
کیا مگر کوئی جواب نہ ملا میں نے خیال کیا کہ شاید نہ سنا ہو دوبارہ سلام کیا پھر بھی کوئی جواب نہ ملا پھر میں نے پوچھا
یہ کس کا باغ ہے آپ کون ہیں یہ لوگ کون ہیں جو سبز شال اوڑھے سو رہے ہیں وہ شخص اسی طرح تلاوت
میں مشغول رہا اس شخص کی ہیبت کچھ ایسی مجھ پر طاری ہوئی کہ مزید سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور بارہ دری سے
واپس چلا آیا اور باغ کی سیر پھل کھانے میں مصروف ہو گیا اور شکر خدا ادا کیا تھوڑے عرصہ کے بعد شام ہو گئی۔
اور بارہ دری سے اذان کی آواز بلند ہوئی بظاہر وہی شخص اذان کہہ رہا تھا جس کو قرآن پڑھتا چھوڑ آیا تھا
اذان کی آواز بلند ہوتے ہی تمام حجروں کے دروازہ کھلنا شروع ہوئے اور ہر ایک حجرہ سے وہ سونے والے
خوبصورت و خوشرو جوان برآمد ہونا شروع ہوئے جن کی تعداد سے صرف خدا ہی بہتر واقف ہے سب نے
نہروں سے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے بھی وضو کیا اور اُن میں سے ایک جوان کے پہلو
میں نماز ادا کی دل میں سوچا کہ نماز کے بعد اس جوان سے دریافتِ حال کروں گا جب نماز ختم ہو گئی تو وہ جوان
اُٹھ کر ایک طرف کو چلا میں نے ہر چند آوازیں دیں بھائی صاحب ذرا میری بھی سنیئے ایک بات بتاتے جائیے گر
تو یہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے نہ میری سنتا ہے باقی جوانوں کے ساتھ بھی یہی گذری ایک ایک کو
آوازیں دیتا تھا لیکن کوئی نہ سنتا تھا بالآخر تھک کر مایوس ہو گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ صبح کی اذان ہوئی سب نے
نمازیں پڑھیں اور جا جا کر اپنے اپنے حجروں میں سو گئے دن کو میں تھا اور وہ رنگین باغ با تنہائی، دوسری رات آئی
اور اذان مغرب ہوتے ہی پھر سب جوان نکل کر گل گلزار میں بکھر گئے ہنسی و مذاق کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہونے
لگیں پھر وہی چہل پہل ہو گئی میں ہی اس بھری محفل میں اکیلا تھا جب تیسرا دن ہوا تو میرا حوصلہ جاتا رہا اور میں اسی
طرف بھاگا جدھر ایک شخص کو بارہ دری میں تلاوت قرآن کرتے دیکھا تھا آج بھی اس کو اسی طرح قرآن پڑھتے دیکھا
شاید اس کو نہ کھانے کی ضرورت تھی نہ پینے کی میں نے سلام کیا کوئی جواب نہ ملا اب تو مجھ سے نہ رہا گیا میں نے
کہا اے شخص تجھ کو واسطہ اس ذات کا جو تیرا مالک ہے کہ اب تبلا دے کہ آپ کون ہیں اور یہ جوان کون
لوگ ہیں یہ باغ کس کا ہے میں کہاں ہوں میری یہ بات سُن کر آج اس نے خلاف معمول اپنا رُخ میری
طرف کر کے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم اس وقت اپنی خوش قسمتی سے جیتے جی جنتِ ارضی کی سیر کر رہے
ہو اور میں اللہ کا ایک ناچیز بندہ ہوں جو اس باغ کی حفاظت پر موکل ہوں میں نے کہا اور یہ کون لوگ ہیں جواب
دیا یہ سب زوار حسینؑ ہیں جن کو راہِ زیارت میں موت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ باغ ان کے لئے مخصوص کر
دیا ہے جہاں تا بہ قیامت اس نعمتِ الٰہی سے بہرہ ور رہیں گے! میں نے دریافت کیا کہ آپ نے اب تک

میری بات کا جواب کیوں نہ دیا، کہا اس وقت سے پہلے تم سے گفتگو کرنے کی اجازت نہیں تھی میں نے کہا یہ لوگ کیوں نہیں بولتے اس نے کہا تمہارے اور ان کے درمیان اس فانی زندگی کی دیوار حائل ہے جو تمہاری آواز ان تک نہیں پہنچنے دیتی، جب تم اسی طرح مر دگے جس طرح ان کو موت آئی ہے تو پھر ان سے ملحق ہو جاوگے پھر تم ان کی سنو گے یہ تمہاری سنیں گے میں نے پوچھا ان لوگوں کے لئے پھر موت ہے جواب ملا جو بھی اس چہار دیواری میں آجائے وہ تا یہ قیامت زندہ ہے میں نے کہا تو پھر ان جوانوں سے کس طرح ملحق ہو سکتا ہوں کہا یہاں سے نکل کر اسی طرح مر وگے جس طرح میں نے بتلایا ہے، تب یہاں آکر ان سے مل سکتے ہو، میں نے کہا میں تو یہاں سے باہر نہ جاؤں گا بھلا اس جنتِ ارضی کو چھوڑ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ شخص بولا نہیں تم کو یہاں سے جانا ہے اور ابھی جانا ہے نہ اپنی خوشی سے آئے ہو نہ اپنی خوشی سے جاؤگے جو تمہیں لایا تھا وہ ہی لے جاتا ہے اس گفتگو کے بعد مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ پھر مجھ پر کیا گذری، کیونکہ اب جو میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو ریگستان پر پڑا ہوا تھا اور سامنے ..... مرقد انور حضرت امام حسین علیہ السلام کا طلائی گنبد ضو دے رہا تھا ایک مرتبہ بے ساختہ دوڑتا ہوا روضہ اطہر میں داخل ہو گیا اور ضریح اقدس کی جالیوں سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگا ہوش آنے پر یہی دعا کی کہ اے پالنے والے جو منظر ایک دفعہ دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی آرزو ہے مجھے اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم نہ رکھ اس باغِ فردوس میں جو کچھ کھایا پیا تھا اس کی تر و تازگی اب تک باقی ہے غرض وہ گھڑی اور آج تک اور انشا اللہ تعالیٰ جب تک زندگی باقی ہے سفرِ زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام ہے اور میں ہوں، دیکھئے کب مر کر اس باغ جنت میں پہنچ کر ان جوانوں سے ملحق ہوتا ہوں رات دن یہی تمنا ہے (تاریخ کربلا و نجف)

عازمین مشاہد ایران و عراق و شام و بیت المقدس وغیرہ کو چند ضروری مشورے

بندہ بفضل خدا و بامداد آئمہ معصومین علیہم السلام سنہ ۱۹۶۳ء و سنہ ۱۹۶۵ء و سنہ ۱۹۶۷ء زیاراتِ عتباتِ عالیات ممالک ایران، عراق شام و بیت المقدس وغیرہ سے مشرف ہوا، جہاں تک میری جستجو نے کام دیا وہ حسبِ ذیل مشورے زائرین و حجاج کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں چونکہ سفر زیارات عتبات عالیات میں

ناواقفیت کی وجہ سے جانے والے زائرین و حجاج کو تکالیف پیش آتی ہیں، اور بہت سے مقامات زیارت سے زائر محروم رہ جاتا ہے اس لئے ممالک ایران، عراق، شام، افغانستان، اردن یا جارڈن (بیت المقدس) مصر، سعودی عرب کے تمام مقامات زیارت اور حالات سفر اور مفید معلومات ہدیہ ناظرین ہیں تاکہ احقر کی مختصر معروضات جانے والے زائرین و حجاج کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں،

(۱) موسم سب سے پہلے اس مقدس سفر کے لئے ماسوائے حجاج کے زائر کو موسم کا انتخاب کرنا ضروری ہے اس لئے کہ عراق، عرب میں جون تا اگست سخت گرمی اور افغانستان، ایران، شام، اردن (بیت المقدس) میں اکتوبر تا فروری سخت سردی اور برف باری ہوتی ہے، زائر کو موسم کا لحاظ رکھتے ہوئے سفر اختیار کرے، اگر کسی سبب سے سخت گرمی یا سردی میں زائر کو یہ مقدس سفر اختیار کرنا پڑے تو موسم کے لحاظ سے بستر و لباس ہمراہ لیجائیں۔

(۲) پاسپورٹ ڈیکلریشن فارم مطبوعہ و کریکٹر فارم وغیرہ اور ضمانت نامہ کے لئے چار روپیہ کا اسٹامپ ہر ضلع یا تحصیل کے صدر مقام اور پاسپورٹ آفس متعلقہ سے مل سکتا ہے فارموں اور دیگر کاغذات متعلقہ کے اندراج کے لئے ہدایات کے مطابق کسی تجربہ کار انگریزی خواندہ سے خانہ پُری کرالیں زر ضمانت نقد /۹۰۰ روپیہ ہے اس سے قبل زر ضمانت /۲۰۰ روپیہ تھی نقد زر ضمانت کے علاوہ جائیداد کی بھی ضمانت ہو سکتی ہے، زر ضمانت کی رقم قابل واپسی ہوتی ہے جو پاسپورٹ داخل ہونے پر مل جاتی ہے تین پاسپورٹ سائز فوٹو مصدقہ مجسٹریٹ درجہ اول یا ون کلاس افسر اور فیس پوسٹل آرڈر کی رسید یہ تمام کاغذات بعد تکمیل و تصدیق ڈپٹی کمشنر متعلقہ کی وساطت سے پاسپورٹ آفس میں بھجوانے پڑتے ہیں، فیس پوسٹل آرڈر پہلے مبلغ /۲۵ روپیہ تھی اب مبلغ /۵۰ روپیہ ہے بہر حال تمام سرکاری ہدایات و احکامات جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں معلومات کر کے ان پر عمل کریں اب جدید احکام کی رو سے شوہر کا پاسپورٹ علیحدہ اور بیوی کا پاسپورٹ علیحدہ بنتا ہے البتہ پندرہ سال سے کم عمر بچوں کا پاسپورٹ ان کی ماں کے پاسپورٹ میں یکجا بنتا ہے، غرضیکہ تیاری پاسپورٹ ایک کٹھن منزل ہے۔

(۳) ڈرافٹ حکومت حفاظت زر مبادلہ کے زیر اثر پاکستانی نقدی دوسرے ممالک کو ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں دیتی صرف زائرین، سیاح، تاجروں کے لئے کچھ تعداد کوٹہ مقرر ہے جو بذریعہ قرعہ اندازی فی نفر چالیس پونڈ دیتی ہے زائر کو چاہیئے کہ وہ اپنی درخواست مطبوعہ فارم کی خانہ پُری کرا کر ڈرافٹ کیلئے کراچی، کوئٹہ، لاہور، لائل پور، راولپنڈی کے اسٹیٹ بنکوں میں پیش کرے،

(۴) ویزا ویزا اجازت نامہ کو کہتے ہیں یہ ویزا وہ حکومت کا نمائندہ دیتا ہے جس کے مملکت میں زائر کو پہنچنا ہے، جہاں تک ممکن ہو سکے عراق جانے کیلئے عراقی سفیر متعینہ اسلام آباد سے ویزا حاصل کر لینا بہتر ہے، طہران میں ویزا حاصل کرنے کیلئے بہت پریشانی ہوتی ہے، بعض اوقات ویزا حاصل کرنے کیلئے ایک ماہ تک صرف ہو جاتا ہے۔

۵) ٹیکہ جات روانگی سے کم از کم چودہ یوم قبل ہیضہ و چیچک کے ہر دو ٹیکہ جات ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر متعلقہ ضلع سے لگوانے ضروری ہیں، ہر دو ٹیکہ کے درمیان ایک ہفتہ صرف ہوتا ہے بعد معائنہ ایک بین الاقوامی سرٹیفکیٹ ملتا ہے پاسپورٹ کے ہمراہ اس سرٹیفکیٹ کا ہونا ضروری ہے ورنہ سفر کرنے کی اجازت نہیں ملتی ۔

۶۔ زیارات جانے کیلئے جس قدر رقم ہے جانی مطلوب ہے اس سے کچھ زیادہ لیں اور یہ رقم اپنے پاس محفوظ رکھیں کسی ہم سفر کے سپرد ہرگز نہ کریں، حسب ضرورت رقم علیٰحدہ کر لیں، دورانِ سفر رقم اور پاسپورٹ کی حفاظت جان سے زیادہ کریں، پاسپورٹ و ڈاکٹری سرٹیفکیٹ بکس وغیرہ میں نہ رکھیں کیونکہ راستہ میں جانچ پڑتال کے لئے ان کاغذات کی ضرورت پڑتی ہے،

۷۔ سامانِ سفر حتی الامکان کم سے کم ساتھ لیں موسمی بستر پہننے کے کپڑے اور بستر میں ٹاٹ اور چٹائی ضرور رکھیں راشن میں حسب پسند دالیں، گھی، تیل، چائے، مصالحہ جات، ہاضم دوایئں یا جو مزاج کے موافق ہوں، برتن حسبِ ضرورت، اسٹوپ مٹی کے تیل کا ڈبہ، چھوٹا مشکیزہ، اُسترا، قینچی، قلم و دوات، کاغذ، سوئی دھاگہ، رسی قفل ان اشیاء کے رکھنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ غریب یا متوسط طبقہ کا آدمی ہوٹلوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ ان ممالک میں خوردنی اشیاء بہت گراں ہیں جو حضرات پان کے عادی ہوں وہ پان وغیرہ کا انتظام یہیں سے کر لیں کیونکہ ان ممالک میں پان کہیں نہیں ملتا، البتہ شہر کربلا معلی میں چھالیاں مل جاتی ہیں ۔

۸۔ تمام کاغذات مثل پاسپورٹ، ویزا، ڈاکٹری سرٹیفکیٹ وغیرہ سرکاری ہدایات کی بموجب ہر طرح مکمل کرنے کے بعد گھر سے روانہ ہوں بستر یا بکس وغیرہ کے ہر عدد کے کسی حصہ پر کوئی خاص نشان اور اپنا و لبستی کا نام لکھیں تاکہ سامان کی شناخت رہے، خلافِ قانون باتوں سے بچیں سونے چاندی کے جو زیورات مستورات لے کر جائیں وہ کسٹم ہاؤس متعلقہ میں درج کرا دیں بیرونی ممالک سے سونا چاندی یا چاندی کے سعودی ریال ہمراہ نہ لائیں ۔

۹۔ جب حدود ممالک غیر میں داخل ہوں تو چاہیے کہ زائر کے پاس سفیر متعلقہ سے حاصل شدہ ویزا موجود ہو، ویزا میں جو تاریخیں درج ہوں زائر اس کے اندر ہی اندر منزل مقصود پر پہنچ جائے اور مقامی پولیس کو اطلاع دیکر تجدید کرا لیں ان ممالک میں پاکستانی و ہندوستانی سفارت خانے موجود ہیں بوقتِ ضرورت ان کی طرف رجوع کریں کربلا معلی وغیرہ میں حکومت پاکستان کی طرف سے دوائی خانے (ہسپتال) موجود ہیں ان سے ہر زائر طبی امداد حاصل کر سکتا ہے، ایران، عراق وغیرہ جہاں بھی جس کمپنی یا ادارہ سے معاملہ طے کریں تو تحریر لکھا لیں اور ہر بات مثل نمبر سیٹ، فری سامان وغیرہ کے متعلق صاف طے کر لیں ان کی زبانی میٹھی میٹھی باتوں پر ہرگز نہ جائیں کیونکہ یہ لوگ زبانی معاہدہ کی پابندی نہیں کرتے راستہ میں عموماً ڈرائیور پریشان کرتے ہیں بعض کمپنیاں جملہ زیارات و انتظامات سواری و قیام کا معاہدہ کر لیتی ہیں۔ اس صورت میں زائر کو آرام نہیں ملتا بہتر یہ ہے کہ انتظام آمد و رفت بذریعہ کمپنی رکھیں اور قیام وغیرہ کا انتظام خود حسب پسند کریں اگرچہ چلتے وقت

بس کی ٹینکی میں پانی ڈرائیور بھر لیتا ہے۔ لیکن پھر بھی زائر اپنے ہمراہ پانی ضرور رکھے، مفصلات کی زیارتیں جن کو دورہ کی زیارات کہا جاتا ہے ان تمام زیارت گاہوں کے نام کی ایک فہرست ڈرائیور کو دیدی جائے تاکہ وہ ان مقامات کی زیارات کرنے کا پابند ہے ورنہ وہ اکثر زیارت گاہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

۱۰۔ خروجیہ جب ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا ہو تو جہاں سے جا رہا ہے زائر کو لازم ہے کہ وہ وہاں کی پولیس سے برآمد کی اجازت لے لے اس کے لئے دو دن قبل روانگی کم از کم درخواست دینی چاہیئے اس اجازت نامے کو خروجیہ کہتے ہیں اور جنگی خانے کو گمرگ کہتے ہیں۔

آغازِ سفر پاکستان سے ایران و عراق وغیرہ جانے کے لئے عموماً تین راستے ہیں
(۱) بحری (۲) دو راستہ خشکی

(۱) بحری راستہ پاکستان سے کربلا معلیٰ جانے کیلئے کراچی کی بندرگاہ پر جہاز کی روانگی کے وقت سے کم از کم پانچ چھ گھنٹہ، زائرین کو پہنچ جانا چاہیئے، جب کہ جہاز کا ٹکٹ اور ڈرافٹ کراچی تا بصرہ حاصل ہو چکا ہو جہاز پر سوار ہونے سے پہلے عملہ کسٹم سامان چیک کرتا ہے اور سی۔ آئی۔ ڈی والے پاسپورٹ ملاحظہ کر کے دستخط کرتے ہیں ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھنے کے بعد ڈاکٹر مسافر کی کلائی پر مہر ثبت کرتا ہے، ان مراحل کے طے ہونے کے بعد بندرگاہ (گودی) کے سرکاری قلی جہاز پر سامان چڑھاتے ہیں، جہاز پر بیٹھنے کے لئے اپنی پسند کی جگہ کا ملنا مشکل ہے۔ البتہ ان قلیوں سے مل کر کچھ سہولت ہو سکتی ہے۔ کھانے کا انتظام جہاز کمپنی کے ذمہ ہے، کھانے کی رقم کمپنی ٹکٹ کے کرایہ کے ساتھ وصول کر لیتی ہے، تاہم حسب پسند فروٹ، اچار، چٹنی وغیرہ اور مزاج کے مطابق ادویہ زائر اپنے ہمراہ رکھے کیونکہ عموماً جہاز میں کراچی تا مسقط بندرگاہ قے و متلی ہوتی ہے، جہاز کراچی تا بصرہ عام طور سے ایک ہفتہ میں پہنچ جاتا ہے کبھی سمندر میں تلاطم ہونے کی وجہ سے دو تین دن زائد صرف ہو جاتے ہیں کراچی سے بصرہ کا فاصلہ تقریباً ۱۶۷۵ میل ہے۔ راستہ میں گوادر، پسنی۔ مسقط۔ دوبئی۔ بندر عباس، بوشہر، بحرین، کویت، ابادان، خورم معروف اہواز، بصرہ بندرگاہ آتے ہیں ساحل بصرہ پر جہاز کے پہنچنے سے پہلے ہی عراقی ڈاکٹر معہ چند عراقی پولیس والوں کے جہاز پر آجاتا ہے بعد معائنہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ و پاسپورٹ جہاز سے اترنے کی اجازت ملتی ہے سامان جہاز سے کسٹم ہاؤس لے جایا جاتا ہے بعد معائنہ سامان سارٹیفکٹ ملتا ہے اس کے بعد شہر بصرہ میں داخل ہونے کی اجازت ملتی ہے کسٹم ہاؤس کے باہر شہر جانے کیلئے سواریاں ملتی ہیں۔ وہاں مسافر خانہ میں قیام کرنیکے بعد بنک سے ڈرافٹ کی رقم حاصل کرنی چاہیئے، شہر بصرہ سے المعقل اسٹیشن پہنچ کر کربلا معلیٰ کا ٹکٹ خرید لینا چاہیئے یہاں سے عموماً شام کو بغداد و موصل کی طرف ٹرین جاتی ہے جو اگلے دن دوپہر ہندیہ اسٹیشن پہنچتی ہے، ہندیہ اسٹیشن سے لوکل ٹرین کربلا معلیٰ کو جاتی ہے، یہاں بغداد والی ٹرین سے اُتر کر لوکل ٹرین کربلا معلیٰ والی میں سوار ہو جائیں۔ بصرہ سے بذریعہ لاری بھی کربلا معلیٰ جا سکتے ہیں۔

خشکی کے دو راستے (۱) افغانستان (۲) زاہدان

۱۔ افغانستان کا راستہ :۔ شہر کوئٹہ پہنچ کر ریلوے اسٹیشن کوئٹہ کے ملحق لٹن روڈ پر سفارتخانہ افغانستانی ہے سفارتخانہ سے

دو قسم کے ویزا ملتے ہیں ایک ویزا عبوری دوسرا ویزا دروی ان میں ویزا دروی بہتر ہے۔

اس کے بعد اسٹیشن کوئٹہ سے بذریعہ تانگہ لاری اڈا چمن پہنچیں اور وہاں سے بس میں سوار ہو کر چمن پہنچ جائیں کوئٹہ سے چمن تقریباً اسی میل ہے، ریل سے بھی چمن جا سکتے ہیں۔ چمن پہنچ کر پولیس آفس میں پاسپورٹ کا اندراج کرالیں اور پاکستانی روپیہ سے افغانی رقم بدلنی ضروری ہے تاکہ اخراجات میں سہولت رہے عام طور سے بکصد پاکستانی روپیہ کے ۸۰۰/ روپیہ افغانی ملتے ہیں۔ چمن سے ڈاک کی لاری میں سفر کرنا بہتر ہے ورنہ دوسری بسوں سے قندھار کا سفر اختیار کریں چمن سے قندھار تقریباً ستر میل ہے چمن سے پاکستانی چوکی تین میل ہے اور افغانستان کی پہلی چوکی گمبداتی ہے، اسپین گلدک افغانستان کا کسٹم ہاؤس ہے!

کوئٹہ کے علاوہ پشاور سے بھی کابل ہوتے ہوئے قندھار جا سکتے ہیں، پشاور سے کابل کے لئے افغانی سروس میں سفر کریں اور کابل سے غزنوی ہوتے ہوئے قندھار پہنچیں، کابل سے قندھار تقریباً دو صد میل ہے، قندھار کے چار دروازے ہیں (۱) کابل دروازہ میں چمن والی بس پہنچے گی، یہاں سے بذریعہ تانگہ ہرات دروازہ کے گرج کے کمروں میں قیام کرنا چاہیئے، سرکاری ہوٹل میں بھی قیام کر سکتے ہیں۔

قندھار کی زیارتیں

(۱) قندھار سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر سید حسن ابدال ملقب بابا ولی کا مشہور مزار ہے۔

(۲) اور اس مزار کے ملحق سید حسن زنجیر پا کا بالائے کوہ مشہور مزار ہے ہر دو بزرگوار صاحب کرامات ہیں۔

(۳) میر غلام علی شاہ دکھنی کاظمی سید معصوم علی شاہ مدفون سکھر (سندھ) کے اجداد میں سے ہیں ان کا مزار بھی مشہور ہے۔

(۴) شہزادہ سید زید معروف سید زین الدین بن سید علی موتم الاشبال ملقب سید ابو یحیٰی بن امام زادہ سید زید الشہید ان کے مزار اقدس پر قندھار کے ہرات دروازہ سے شکار پور دروازہ پر پہنچیں۔ یہاں سے بذریعہ تانگہ سید زید کے مزار پر جائیں جو قندھار سے تین میل ہے یہ راہ قریہ مکان کو جاتا ہے، یہ بزرگ نہایت صاحب کشف و کرامات ہیں زائرین کا ہجوم رہتا ہے عموماً اس مزار پر دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

قندھار کے بیرون دروازہ ہرات کے گیرج میں پہنچ کر ہرات کی لاری میں سوار ہو جائیں، قندھار سے ہرات تقریباً دو سو پچاس میل ہے، ہرات شہر میں ہوٹل میں قیام کریں اور یہاں سے مشہد مقدس کے لئے بذریعہ بس براستہ تربت حیدری روانہ ہو جائیں، اس کے علاوہ قندھار سے قادری بس سروس میں سوار ہو کر مقام تائبات پہنچیں اور تائبات سے بذریعہ ایرانی بس مشہد مقدس پہنچ سکتے ہیں۔

(۲) زاہدان کا راستہ

شہر کوئٹہ پنجابی امام باڑہ پرنس روڈ میں قیام کریں اس امام باڑہ کا انتظام انجمن امامیہ کے زیر اہتمام ہے، کوئٹہ سے زاہدان (ایران) ہر شنبہ ٹرین چلتی ہے، راستہ میں نوکنڈی پاکستان کا کسٹم ہاؤس ہے یہاں سامان کی تلاشی ڈاکٹری سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں اس کے بعد ٹرین میر جاوا پہنچتی ہے جو ایران کا کسٹم ہاؤس ہے

یہاں بھی حفظانِ صحت کا سرٹیفکیٹ اور پاسپورٹ ملاحظہ ہوتے ہیں اور سامان کی تلاشی کی جاتی ہے، بعدہٗ میرجاوا سے گاڑی زاہدان پہنچتی ہے، کوئٹہ تا زاہدان کے سفر کے لئے جو دو دن میں طے ہوتا ہے خورد و نوش کا انتظام زائرین کو رکھنا چاہیئے بعض اوقات کسی وجہ سے ٹرین کی آمد و رفت بند ہو جاتی ہے یا محض وال بندین تک جاتی ہے اس صورت میں زائرین کو لاری کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے، اس سلسلہ میں اراکین انجمن امامیہ کوئٹہ سے ضروری معلومات کریں وہ ہر قسم کا تعاون کرتے ہیں لہذا ان کی وساطت سے بس کا انتظام کرنا چاہیئے ٹرین کے بند ہونے کی صورت میں روزانہ ایک بس زائرین کو لیکر شہر کوئٹہ سے سرحد پاکستان تک جاتی ہے، راستہ میں نوکنڈی رات بھر رہنا پڑتا ہے یہ جگہ زائرین کے لئے مقام امتحان ہے ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے سرکاری عملہ زائرین کو سخت پریشان کرتا ہے، سامان کی تلاشی پاسپورٹ کا اندراج سرکاری عملے کا تشدد وغیرہ ان مراحل کو طے کرنے کے بعد دوسرے دن بس سرحد پاکستان پہنچتی ہے یہاں سرحد پاکستان و ایران کے مابین صرف ریلوے لائن ہے، ایرانی ڈاکٹر حفظانِ صحت کا سرٹیفکیٹ اور پاسپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد داخلہ کی اجازت دیتا ہے، یہاں سے لاری میں سوار ہو کر میرجاوا کے کسٹم ہاؤس پہنچتے ہیں، اس ایرانی کسٹم ہاؤس میں سامان کی تلاشی اور پاسپورٹ ملاحظہ ہوتے ہیں، اس کے بعد میرجاوا سے بس چل کر زاہدان پہنچتی ہے، زائرین کو چاہیئے کہ وہ زاہدان میں رضویہ پاکستانی مسافر خانہ میں قیام کریں زاہدان کوئٹہ سے تقریباً ۴۵۰ میل ہے بارونق شہر ہے یہاں سکھ قوم بھی آباد ہے، لاریوں کے کئی اڈے ہیں، مشہد مقدس جانے کے لئے لاری کی سیٹیں ریزرو کرالیں شرائط کرایہ و فی سامان کا معاہدہ تحریری کرالیں یہ لوگ اور ڈرائیور ناقابلِ اعتماد ہیں ڈرائیور عموماً راستہ میں زائرین کو پریشان کرتے ہیں، زاہدان میں پاکستانی سکہ سے ایرانی سکہ تبدیل کرلیں دس قران یا ریال کا ایک تومان ایرانی سکہ ہوتا ہے ایرانی بچاسی تومان کے بدلے یکصد پاکستانی روپیہ دینا پڑتا ہے بہر صورت پاکستانی روپیہ کی قیمت کم ہوتی ہے بعض اوقات یکصد پاکستانی کے اسی ایرانی تومان ملتے ہیں۔

ایران

ایران کا دار السلطنت طہران ہے، ایران کو پہلے فارس کہا جاتا تھا، اس ملک میں جگہ جگہ پہاڑوں کی چوٹیاں موسم سرما میں برف سے ڈھکی رہتی ہیں جو میدانی رقبے ہیں وہ ہموار اور نہایت سر سبز و شاداب اور زرخیز ہیں ہر قسم کی اجناس پیدا ہوتی ہے اس ملک میں میوہ جات بکثرت ہوتے ہیں جا بجا باغات اور چشمے بہتے رہتے ہیں۔ قالین یہاں کی خاص صنعت ہے یہاں دنیا کے سب سے بڑے تیل کے ذخائر ہیں یہاں اکثر معدنی کانیں ہیں جن میں فیروزہ کی کان ایران کے لئے مخصوص ہے۔ ایران کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے جن میں نوے لاکھ سے زائد شیعہ اثنا عشری آبادی ہے۔ بقایا سنی، عیسائی، یہودی، مجوسی رہتے ہیں۔

ایران کے مشہور شہر طہران، اصفہان، مشہد مقدس، زاہدان، ہمدان، کرمان، نیشاپور، سبزوار، قم، طلابا وغیرہ، زاہدان سے مشہد مقدس تقریباً ۶۰۰ میل ہے راستہ میں مشہور مقامات عتق آباد، محمد آباد، نکھن برج، شمشث، برجند، تربت حیدری شریف آباد وغیرہ آتے ہیں، اس راستہ میں ایک بہت وسیع میدان ہے جس کو دشتِ لوط کہتے ہیں، مقام تربت حیدری میں

جنیہ کنیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مزار ہے۔

ایران کی مشہور زیارت گاہیں

مشہد مقدس

مشہد مقدس کا نام سنا باد تھا، بعد میں ایران کے بادشاہوں میں کیخسرو بادشاہ کے امرائے سلطنت میں ایک امیر طوس بن نودر کے نام پر طوس رکھا گیا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دفن کے بعد مشہد الرضا کے نام سے موسوم ہوا اب صرف مشہد مقدس کہا جاتا ہے یہ شہر ملک ایران کے صوبہ خراسان کے گورنر کا صدر مقام ہے حکومت ایران کی فوج کا کچھ حصہ یہاں رہتا ہے جو خاص خاص موقعوں پر روضۂ مطہرہ امام ہشتم کے صحن میں سلامی دیتا ہے شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد شیعہ اثنا عشری آبادی ہے، تجارتی شہر ہے ہر طرف ٹریفک جاتی ہے یہاں سے طہران کو ریلوے لائن ہے، وسط شہر میں حرم اقدس ہے، روضۂ انور حضرت امام علی رضا علیہ السلام دیگر مشاہد سے بڑا بھی ہے اور تمام مشاہد ایران، عراق، شام، بیت المقدس وغیرہ کی نسبت یہاں جواہرات بھی زیادہ ہیں یہ جواہرات قاچاریہ و دیگر سلاطین نے عقیدۃً نذر کئے ہیں صوبہ خراسان کی کل جاگیر اور اس کی آمدنی روضۂ اقدس کے لئے وقف ہے۔ البتہ جزوی حصہ شہنشاہ ایران بطور حق الخدمت لیتے ہیں، شہنشاہ ایران یہاں کے متولی بھی ہیں۔ ان کی نیابت میں ایک نائب متولی باشی تمام امور کا انچارج و منتظم ہے جن کو اوقاف سے ہزاروں تومان تنخواہ ملتی ہے امام ہشتم کے روضۂ اقدس کی جاگیر و شہری جائداد سے کس قدر آمدنی ہے اس کا اندازہ صرف اس لئے لگایا جاسکتا ہے کہ حرم اقدس کے ملازمین کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے جن کی تنخواہ ماہانہ امام ہشتم کے خزانہ سے ملتی ہے اس کے علاوہ حرم اقدس کی تعمیر و مرمت و صفائی روشنی، جاروب کش، مجاورین، چوبدار، نقار خانہ، ہسپتال، مہمان خانہ یا لنگر خانہ، مدارس، کتب خانہ، عجائب گھر و دفاتر وغیرہ کے اخراجات اور کل نگران عملے کی ماہانہ تنخواہیں اور جملہ اخراجات حضور کے خزانے سے ادا کئے جاتے ہیں جس کا سالانہ بجٹ کروڑوں تومان تک ہوتا ہے شہر مشہد مقدس میں بہت سے مسافر خانے ہیں ان میں شیخ مہدی حسن اور ملا غلام حسین تبتی کے مسافر خانے بالخصوص ہندی و پاکستانی زائرین کے لئے آرام دہ اور بہت سی سہولتیں ہیں، غرض کہ زائرین کسی مسافر خانے میں قیام کریں یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے، سامان وغیرہ رکھنے کے بعد حرم اقدس میں جاکر زیارات بجالائیں۔

ارکان زیارت

اولاً زائرین کسی حمام میں غسل سنتی بجالائیں اور پاکیزہ لباس زیب تن کریں پھر متوجہ زیارت حرم اقدس ہوں حرم اقدس میں داخل ہونے کے لئے کئی بیرونی دروازے ہیں ان دروازوں کے صحن سے گذر کر اندرون دروازوں میں سے کسی دروازہ سے گذریں ہر دروازہ پر ایک چوبدار باوردی نقری عصا لئے ایستادہ رہتا ہے ان میں جو سب سے بڑا دروازہ ہے اُسے باب طلا کہتے ہیں جو تمام تر سونے سے مرصع ہے گنبد اور مینار بھی طلائی ہیں حرم اقدس کا ایک صحن نو اور ایک صحن کہنہ بہت وسیع ہیں جو چاروں طرف کمروں اور برآمدوں سے گھرے ہوئے ہیں ہر صحن میں وضو کے لئے

صاف وشفاف پانی کے بہت بڑے حوض میں وضو کرنے کے بعد روضۂ مطہرہ میں داخلے کے لیے کفش بردار موجود رہتے ہیں جوتے اتار کر اندرون حرم اقدس داخل ہوں بیرون دروازہ سے اندرون داخل ہونے کے لیے ایک وسیع صحن مسقف سے گذرنا پڑتا ہے یا یوں سمجھئے ایک وسیع ہال کمرہ سے گذرنا پڑتا ہے جہاں شب و روز ہزاروں زائرین نماز و دعا اور تلاوت میں مصروف رہتے ہیں یہی کیفیت حرمِ اقدس کے ہر کمرہ میں رہتی ہے، یہاں سے گذر کر ملحق کمرہ سے گذر کر ضریح اقدس کے دروازہ پر پہنچ کر اذنِ دخول پڑھنا چاہیئے اگر خود نہیں پڑھ سکتا تو اذنِ دخول اور زیارت کسی خدام سے پڑھائے پھر اندر داخل ہو کر ضریح اقدس کا بوسہ لیں اور درگاہِ رب العزت میں امام کے توسل سے آہ وزاری کے ساتھ دعا مانگیں، انشاء اللہ تعالیٰ جائز دعا مستجاب ہوگی اس کے بعد ضریح مطہرہ کا طواف کریں اور درود محمدؐ و آلِ محمدؐ پر بھیجیں اور امام کے دشمن پر لعنت کریں جو امام کی بائیں جانب ہے، ضریح اقدس میں قیمتی جواہرات آویزاں ہیں، جب طواف سے فارغ ہوں تو ملحق کمرہ میں دو رکعت زیارت ادا کریں اگر نماز واجب کا وقت ہو تو نماز واجب جماعت کے ساتھ ادا کریں، زیارت اور طواف سے فارغ ہو کر بہ نیابت والدین خود اور اعزا و احباب زیارت ادا کریں تاکہ وہ بھی اس ثواب زیارت میں شریک ہو جائیں اور والدین یا دوسرے اعزا کی مغفرت کے لیے دعا مانگیں۔

شہادت گاہ پشت صحن کہنہ حرم اقدس کے جانب شمال محلہ زنان میں واقع ہے یعنی روضۂ مطہرہ سے باہر ایک قبرستان ہے جہاں امام کو زہر دیا گیا تھا اس زمانہ میں یہ باغ تھا آپ نے اس باغ کو خرید کیا تھا اس قبرستان میں مسجد اور غسل خانہ بھی ہے، صدر دروازہ کے باہر حجرہ میں وہ پتھر ہے جس پر حضور کو غسل دیا گیا تھا اس کے اندر حجرہ میں وہ بیبی و بیواریں نصب ہے جس میں زہر آلودہ انگور رکھ کر آپ کو کھلائے گئے تھے، دوسری طرف سنگ تراش کے بازار میں پتھر کے برتن فروخت ہوتے ہیں ان سنگ تراشوں کے جد نے ایک پتھر کی دیگ امام عالیمقام کی خدمت میں پیش کی تھی جو اب عجائب خانہ میں موجود ہے، اس کے علاوہ ایک کمرہ میں سنگ محک ہے جس شدتِ کرب میں حضور نے اپنے پہلو سے مس فرمایا تھا اسی جگہ ایک سنگِ سفید ہے جس پر حضرت علی ابن ابی طالب کے قدم مبارک کا نشان بتایا جاتا ہے اور دوسرے کمرہ میں پیر پالان کی قبر ہے۔

مقبرہ شہزادہ سید احمد آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ مقبرہ سنگ تراشوں کے بازار میں ہے۔

مزار خواجہ ربیع یہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے صحابی ہیں مولائے کائنات نے ان کو حاکم رے مقرر فرمایا تھا آپ کا مزار شہر سے چار میل ہے۔

خواجہ ابو الصلت ہروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہے۔ خواجہ ربیع کے پاس آپ کا مزار ہے۔

مقبرہ نادر شاہ بادشاہ یہ مقبرہ شاہ خیابان ناصری میں واقع ہے، حرم اقدس کے حجرہ ہائے خدام کی طرف قبہ اللہ داد خان ہے یہ وہ نابینا بزرگ ہیں جو عرصہ تک دروازہ روضۂ مطہرہ میں بینائی کے لیئے دعا کرتا رہا لیکن دعا مستجاب نہ ہوئی ایک دفعہ نادر شاہ زیارت کیلئے حرم میں داخل ہو رہا تھا دیکھا کہ نابینا دعاؤں میں مصروف ہے معلوم ہوا کہ یہ نابینا بینائی کے لیئے عرصہ سے دعا کر رہا ہے لیکن دعا قبول نہیں ہوئی، نادر شاہ بادشاہ نے اس نابینا کو حکم دیا کہ میں زیارت کے لیئے حرم اقدس کے اندر جا رہا ہوں، واپسی پر اگر میں نے تم کو بینا نہ دیکھا تو تیرا سر فوراً قلم کر دوں گا، حکم نادر شاہی سے مرعوب ہو کر بخوف جان صدق دل سے گڑگڑا کر مناجات کی۔ دعا مستجاب ہوئی اسی وقت بینا ہو گیا، نادر شاہ نے واپسی پر بینا دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اس معجزہ کے احترام میں اپنا وزیر بنایا، اللہ وردی خان کی وفات کے بعد حرم اقدس میں دفن کیا، ان مقبروں کے علاوہ علماء صالحین شیخ طوسی، شیخ طبری و شیخ بہاؤالدین عاملی اور مولانا سید محمد علیہ الرحمہ کی قبور ہیں شہر سے بارہ میل دور مقام "رباز" میں ایران کے مشہور شاعر فردوسی کا مقبرہ ہے۔

لنگر خانہ حرم اقدس کے ملحق لنگر خانہ کی عالی شان عمارت ہے جس میں کافی عملہ رہتا ہے غرباء و مساکین کے علاوہ باہر سے آنے والے زائرین کو باقاعدہ دعوتی مطبوعہ رقعہ جات بھیج کر مدعو کیا جاتا ہے کم از کم ستر زائرین ایک روز امام ہشتم کے مہمان ہوتے ہیں بڑی عزت و احترام سے زائرین کو کھانا کھلایا جاتا ہے منتظم اعلیٰ لنگر خانہ بعد ملاحظہ پاسپورٹ دعوت نامے جاری کرتا ہے حرم اقدس کی عمارت کے پہلو میں ایک عجائب خانہ ہے جس میں پرانے زمانے کی نادر اور قیمتی اشیاء موجود ہیں حضرت علی المرتضیٰ و زین العابدین علیہم السلام کے دست مبارک کے لکھے ہوئے قرآن مجید بھی ہیں، مسجد گوہر شاد بھی قابل دید ہے۔

طہران مشہد مقدس سے طہران جانے کے لیئے دو راستہ ہیں ایک بذریعہ ریل دوسرا بذریعہ بس اس راستہ سے یہ فائدہ ہے کہ مشہد مقدس و طہران کے مابین اکثر مقامات میں زیارت گاہیں ہیں، مشہد مقدس سے طہران تقریباً ساڑھے پانچ سو میل ہے، مشہد مقدس سے بس میں سوار ہو جائیں مشہد مقدس سے روانہ ہونے کے بعد ایک مقام قدم گاہ آتا ہے، یہاں عموماً بسیں ٹھہرتی ہیں

قدم گاہ زمانہ قدیم میں ایک چھوٹی سی بستی تھی اس میں ایک معمولی سی پہاڑی تھی یہاں گبرو آتش پرستوں کی آبادی تھی ان آتش پرستوں کی ایک معمر عورت پیشوا تھی وہ ہمیشہ اس چھوٹی سی پہاڑی پر تودۂ آتش میں ایک عریض پتھر کو مثل آتش کے سرخ رکھتی تھی اہل قریہ و گرد و نواح کے لوگ اس پتھر کی پرستش کرتے تھے، جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا اس طرف سے گذر ہوا، تو اس پتھر نے امام سے فریاد کی، امام سواری سے اتر کر پتھر کے قریب تشریف لائے اور پتھر کے قریب پہاڑی پر ٹھوکر مار کر چشمہ جاری کیا اور اس کے پانی سے وضو فرما کر اس پتھر پر استادہ ہو گئے اسی وقت تودۂ آتش اور پتھر گلزار بن گئے اور دونوں پائے مبارک کے نشان اس پتھر میں نمایاں ہو گئے، یہ اعجاز دیکھ کر تمام گبرو آتش پرست

اہل قریہ و گرد و نواح کے لوگ مسلمان ہو گئے، آپ نے ان کو تمام اسلامی اصولوں سے آگاہ فرمایا، عہد شاہ سلیمان بادشاہ عباس صفوی کے بعد اس مقام پر ایک عمارت تعمیر ہوئی جس میں دیوار کے ایک حصہ میں اس پتھر کو نصب کرایا گیا جو آج تک موجود ہے اور اسی طرح یہ پتھر اندرون عمارت دیوار میں نصب ہے پتھر مذکور میں امام ہشتم کے پائے مبارک کے نشان آج تک آپ کے اعجاز کی شہادت دے رہے ہیں، اس عمارت میں پائے مبارک کی زیارت کیلئے زائرین اور دیگر عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے، امام کی ٹھوکر سے چشمہ برآمد شدہ آج تک موجود ہے پانی شفاف و شیریں ہے زائرین وضو کے بعد قدم گاہ میں دو رکعت نماز ادا کریں، اور دعاؤں میں مشغول ہوں۔

نیشاپور یہاں بھی قدم گاہ کے بعد بس ٹھہرتی ہے، بارونق اور قدیم شہر ہے نہایت سرسبز و شاداب باغات سے گھرا ہوا ہے، نوشیرواں بادشاہ کی ماں کا وطن ہے۔ اس شہر میں بہت سے مزارات ہیں سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس کے مظالم سے تنگ آکر بہت سے سادات فاطمی نے دیگر مقامات سے ہجرت کر کے یہاں سکونت اختیار کی لیکن یہاں بھی سادات کو چین سے بیٹھنے نہ دیا اور بہت سے سادات کو تہ تیغ کیا گیا، اس لئے سادات رفیع الدرجات ہجرت پر ہجرت کرتے رہے چنانچہ سید محمد بن سید جعفر اور سید جعفر بن سید علی اولاد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے مقبرہ اور دوسرے امام زادوں کی قبور ہیں مشہور شاعر عمر خیام اور فریدالدین عطار کی بھی یہیں قبور ہیں، اس شہر میں فیروزہ کی کان ہے تمام فیروزہ کے پتھر یہاں سے مشہد مقدس بھیجے جاتے ہیں، جہاں کارخانوں میں تراشے جاتے ہیں۔

سبزوار یہ بھی پرانا شہر اور سرسبز و شاداب ہے، یہاں بھی سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس نے اولادِ رسولؐ کا خون بہایا بہت سے شہداء سادات کی قبور ہیں۔ ان میں امام زادہ سید سلیمان بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام و امام زادہ سید یحییٰ بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مقبرے ہیں ان کے علاوہ اور بھی سادات عظام مدفون ہیں زائرین کو ان کے مزارات پر ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیئے، اس شہر سے بہت سے سادات دوسرے ممالک میں ہجرت کر گئے تھے۔

میزہون معمولی سا قصبہ ہے یہاں بھی ظالم سلاطین نے سادات کا خون بہایا بہت سے سادات اور امام زادوں کی قبور ہیں ان میں ایک صاحب زادہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مزار ہے جن کا نام تحقیق نہیں ہو سکا۔

دمغان یہ ایک مختصر سا شہر ہے اس شہر اور گرد و نواح میں سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس نے دل کھول کر اولادِ رسولؐ کا قتل عام کیا۔ بےشمار سادات اور امام زادوں کی قبور ہیں ان میں امام زادہ سید جعفر شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام اور امام زادہ سید محمد بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مقبرے ہیں یہاں بنی عباس کے زمانہ کی ایک مسجد بھی ہے جس کی بنیاد سادات کے خون اور ڈھانچے پر رکھی گئی ہے۔

سمنان اس مقام کو آہو سمنان بھی کہتے ہیں، اس بستی سے جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا گذر ہوا تو امام نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک صیاد نے ہرنی کو گرفتار کیا اور وہ اپنے بچہ کی جدائی میں تڑپ رہی ہے امام نے صیاد کو کہا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے یہ اپنے بچہ کو دودھ پلانا چاہتی ہے اس کے بعد وہ واپس آجائے گی صیاد نے کہا جانور پھندے سے نکل کر واپس نہیں آسکتا، آپ نے اس ہرنی کی ضمانت دی تاکہ وہ اپنے بچہ کو دودھ پلا دے، صیاد نے ہرنی کو رہا کر دیا اور آپ وہاں استادہ رہے کچھ عرصہ کے بعد وہ ہرنی واپس آگئی اور امام کے قدموں پر سر ملنے لگی صیاد اور اس کے ساتھی یہ اعجاز دیکھ کر مسلمان ہو گئے، ہرنی آزاد ہو گئی، یہاں بھی ظالم سلاطین نے سادات کے خون سے ہاتھ رنگین کئے، بہت

سے سادات کے مدفن ہیں ان میں امام زادہ سید علی بن امام جعفر صادق کا مزار ہے۔

خاص شہر طہران

طہران شہر ملک ایران کا دارالسلطنت ہے حصہ قدیم میں قدیم طرز کی عالی شان عمارتیں اور حصہ جدید میں مغربی طرز کی عالی شان عمارتیں ہیں سڑکیں بازار کشادہ اور بہت طویل ہیں نہایت خوبصورت و سرسبز و شاداب شہر ہے جابجا خوبصورت پارک معہ فوارے گل گلزار ہیں، آبادی کے ہر حصہ میں درختوں کی قطاریں اور پھولدار پودوں سے آراستہ ہے ہر وقت کاروں و پیدل سے چہل پہل رہتی ہے بہت بارونق اور بڑا تجارتی مرکز ہے، شہر کے اردگرد پہاڑ ہیں موسم نہایت خوشگوار اور پانی شیریں و خنک ہے، شہر سے چند میل اوپر ایک پہاڑ بہت اچھی تفریح گاہ ہے جس کا نام "شمران" ہے اس پہاڑ کی چوٹیوں پر برف جمی رہتی ہے، نہایت سرسبز پہاڑ ہے کشمیر کی طرح جابجا ٹھنڈے پانی کے چشمے بہتے ہیں، دنیا بھر کی حکومتوں کے سفیر رہتے ہیں، کاخِ گلستان، یعنی شاہی محل، عام طور سے شاہی محل دیکھنے کی اجازت نہیں ملتی، خاص طریقہ سے اجازت مل سکتی ہے بہت بڑا شاہی محل ہے اس میں نہایت قیمتی سامان ہے اسی محل میں تختِ طاؤس قابل دید ہے اس میں بہت قیمتی جواہرات لگے ہوئے ہیں بہر کیف طہران ایک بے نظیر شہر اور قابل دید ہے یہاں کے ہوٹل اور مسافر خانے خوش سلیقہ ہیں ہر گیرج میں معمولی مسافر خانے بھی موجود ہیں کفایت شعاری کے لحاظ سے متوسط طبقہ کے زائرین کیلئے یہ مسافر خانے بہتر ہیں۔

شہزادہ عبدالعظیم

یہ وہ مقام ہے جس کا نام "رے" تھا اور یزید بن معاویہ کی حکومت میں شامل تھا یہ علاقہ طہران سے شہر بلابا کی حدود سے آگے تک تھا اس علاقہ میں میووں کے باغات اور گندم و سفید نخود کی پیداوار کیلئے مخصوص تھا جابجا چشمے اس زرخیز علاقہ کو سیراب کرتے ہیں نہایت سرسبز و شاداب علاقہ ہے، اسی رے کی حکومت کا یزید نے ابنِ زیاد و عمر ابن سعد کو لالچ دلاکر فرزندِ رسول امام حسینؑ کو میدانِ کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کرایا، شہر طہران میں خیابان رے بھی ہے یعنی رے کا بازار، شہزادہ عبدالعظیم کا روضہ اطہر شہر طہران سے چار میل کے فاصلہ پر ہے، میدان شوش سے یہاں کیلئے اومنی بسیں ملتی ہیں بہ نسبت طہران کے مسافر خانوں کے یہاں کے مسافر خانوں کے اخراجات کمی ہوتی ہے اس لئے متوسط درجہ کے زائرین کو یہاں قیام کرنا چاہیئے مزار اقدس بھی قریب ہے شہزادہ عبدالعظیم بن سید عبداللہ بن سید علی بن امام زادہ سید زید بن حضرت امام حسن علیہ السلام کی بزرگی اور زہد و تقویٰ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ان کی زیارت مثل امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ہے۔ بڑی مقبول بارگاہ ہے، حرم میں داخل ہو کر صدر دروازہ پر زیارت پڑھیں اور ضریح اقدس کو بوسہ دیکر طواف کریں پھر دو رکعت نماز ہدیہ ادا کریں۔

امام زادہ سید حمزہ

بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا روضہ شہزادہ عبدالعظیم کے روضہ کے اندرون حصہ سے گزر ایک ہی احاطہ میں واقع ہے زیارت پڑھ کر ضریح کو بوسہ دیں بعدہٗ دو رکعت نماز ہدیہ ادا کریں۔

امام زادہ سید طاہر

بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا روضہ شہزادہ عبدالعظیم کے روضہ سے باہر صحن سے گذر کر امام زادہ سید طاہر کا روضہ ہے یہاں بھی زیارت پڑھ کر ضریح کو بوسہ دیں اور دو رکعت نماز ہدیہ ادا کریں شہزادہ عبدالعظیم کے عقبی حصہ میں شاہ ناصر الدین قاچار کا مقبرہ ہے اسی مقبرہ میں دیگر شاہان ایران اور علمائے دین کی قبور ہیں یہاں بھی فاتحہ پڑھیں، اسی مقبرہ کے سامنے رضا شاہ پہلوی کا مزار ہے۔

مشہور مقبرہ شہر بانو

شہزادہ عبدالعظیم سے شہر طہران جانے والی سڑک کی جانب دائیں ایک چوک ہے، یہاں سے کرایہ کی بس یا ٹیکسی ملتی ہے۔ اگر ڈرائیور سے معاملہ طے کر لیا جائے تو وہ پہاڑی پر مقبرہ کے دروازہ تک پہنچا دے گا کیونکہ یہ مزار پہاڑی پر واقع ہے۔ بیرونِ مقبرہ ایک سوکھے ہوئے کسی درخت کا تنا باقی ہے شاخیں نہیں ہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ معظمہ اسی درخت کے نیچے پہاڑ کے دامن میں پوشیدہ رہتی تھیں ۱۹۶۵ء تک غیر سادات مردوں کو مقبرہ کے اندر قبر کے پاس زیارت پڑھنے کی اجازت نہیں تھی، صرف سادات مرد ہی اندر جا سکتے تھے، غیر سادات زائرین مقبرہ کے بیرونی حصہ میں زیارت پڑھتے تھے لیکن ۱۹۶۷ء یہ شرط باقی نہیں رہی خادموں کا بیان ہے کہ یہ مزار بی بی شہر بانو ہی کا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جناب شہر بانو واقعہ کربلا سے قبل ہی فوت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں دفن ہیں بہر کیف یہ روایت کہاں تک صحیح ہے کہ یہ مزار بی بی شہر بانو کا ہے لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ظالم سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس نے جو مظالم اولادِ رسولؐ پر ڈھائے اور ان کا بے دردی سے قتلِ عام کیا ان واقعات پر آج تک تاریخیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں جا بجا ملک در ملک سادات جان و عزت کے خوف سے جنگلوں، وادیوں، بستیوں میں مارے مارے پھرتے تھے یا تو وہ کسی جگہ قتل کر دیئے گئے یا کسی شہر یا قریہ میں آباد ہو گئے ایران کے مختلف شہروں بستیوں میں آباد ہو گئے یا شہید ہو کر اسی جگہ دفن ہو گئے اگر یہ معظمہ جناب شہر بانو بھی نہ ہوں تو خاندانِ رسالت سے یہ معظمہ ضرور منسلک ہیں اس لئے ارکانِ زیارت ادا کرنے چاہئیں۔

مزار فاطمہ کبریٰ

اسی سڑک کی بائیں جانب ایک بہت وسیع قبرستان ہے جس میں بے شمار سادات عظام کی قبریں ہیں جن کو سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس نے بے دردی سے قتل کیا تھا، چنانچہ جس زمانہ میں حضرت علی ابن ابیطالبؑ کا اس طرف گذر ہوا تو آپ نے آبدیدہ ہو کر اصحاب سے فرمایا تھا کہ اس جگہ میری اولاد بے شمار قتل کی جائے گی اور یہیں دفن ہو گی اسی قبرستان کے ایک حصہ میں جناب فاطمہ کبریٰ کا مزار ہے تابوت قبر پر جو زیارت کی تختی آویزاں ہے اس پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے اگر چہ مخدومہ فاطمہ کبریٰ نہیں ہیں تو یقیناً یہ بھی خاندانِ رسالت سے منسلک ہیں زیارت پڑھنی چاہیئے۔

امام زادہ سیّد عبداللہ

جناب فاطمہ کبریٰ کے مزار سے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اسی سمت ایک اور وسیع قبرستان ہے اس قبرستان میں سادات رفیع الدرجات کی بے شمار قبور ہیں یہ حضرات بھی ظالم سلاطین کے ہاتھوں شہید ہوئے، اسی قبرستان کے ایک حصہ میں امام زادہ سیّد عبداللہ بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا مزار ہے ارکانِ زیارت ادا کریں۔

شہر قم اور روضہ معصومہ قم

طہران سے قم تقریباً ایک سو بیس میل ہے، یہ شہر مذہب اثنا عشری کی دینی تعلیم تہذیب و شائستگی و شرافت کا مرکز ہے، یہ شہر لہب و لعاب سے کوسوں دور ہے، یہاں پر ہزاروں طلبا ملتِ جعفریہ یونیورسٹی میں درجہ اجتہاد تک تعلیم حاصل کرتے ہیں، حجۃ الاسلام سرکار علامہ سیّد حسین بردی اعلی اللہ مقامہ مجتہد اعظم کا دولت کدہ ہے آپ نے روضہ معصومہ قم کے ملحق لاکھوں تومان کا زرِ کثیر صرف کر کے ایک بہت وسیع خوبصورت شاندار جامع مسجد تعمیر کرائی ہے وضو وغیرہ کیلئے صاف و شفاف پانی کے حوض بنے ہوئے ہیں۔ اندرونی حصہ مسجد قابلِ دید ہے یہاں مستورات کی نماز کا با پردہ انتظام ہے اور قالین کے فروش سے مزین ہیں یہاں طلبا درس حاصل کرتے ہیں مسجد کے ایک گوشہ میں آپ کی تربت ہے، یہاں کا کتب خانہ بہت بڑا ہے، مذہب شیعہ اثنا عشری کی کتب اگر دنیا کے کسی حصہ میں دستیاب نہ ہوں تو وہ کتب یہاں کے کتب خانہ میں مل سکتی ہیں یہاں کی اور گرد و نواح کی سرزمین سادات کے خون سے رنگین ہے سلاطین بنی اُمیہ و بنی عباس نے بالخصوص اس سرزمین پر لاکھوں سادات کا خون بہایا ان سلاطین میں متوکل، معتصم باللہ، منصور دوانقی وغیرہ نے ہزاروں سادات کو مقید

کرکے اور بھوکا پیاسا رکھ کر یک دم تہہ تیغ کیا، اس لئے یہاں جابجا امام زادوں اور سادات کے مزارات اور قبور ہیں۔

روضہ معصومہ قم یہ روضہ مطہرہ نہایت خوبصورت اور شاندار ہے، صحن حرم اقدس بہت وسیع اور وسط صحن میں وضو کیلئے صاف وشفاف پانی کا حوض ہے، جناب معصومہ قم کا اسم گرامی جناب فاطمہ بنت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہے آپ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی حقیقی بہن ہیں، بھائی کی محبت میں وطن چھوڑا، جب آپ نواح قم میں رونق افروز ہوئیں بھائی کی شہادت سنتے ہی جاں بحق ہوئیں اور اس جگہ دفن ہوئیں، معصومہ کی زیارت کے بارے میں اکثر آئمہ معصومین علیہم السلام کے معصومہ اقوال ہیں کہ جو محب اہلبیت آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا وہ جنت کا مستحق ہے، غرضیکہ باوضو معصومہ کے حرم اقدس کے صدر دروازہ پر پہنچ کر اذن دخول پڑھیں پھر اندرون حرم خود زیارت پڑھیں یا خدام کے ذریعہ سے پڑھیں اور ضریح اطہر کو بوسہ دے کر طواف کریں اور پُرخلوص دعا میں مشغول ہوں انشاء اللہ تعالیٰ دعا مستجاب ہوگی کیونکہ باب الحوائج کی بیٹی ہیں ان ارکان سے فارغ ہو کر ملحقہ رواق میں دو رکعت نماز ہدیہ ادا کریں۔

معصومہ قم کی زیارت سے فارغ ہو کر امام زادہ سید احمد بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام زادہ سید علی بن امام جعفر صادق علیہ السلام و امام زادہ موسیٰ برقع و سید یحییٰ وغیرہ اور دیگر امام زادوں کی زیارات سے مشرف ہوں۔

چہل اختران یہ ان سادات رفیع الدرجات کے مدفن ہیں جن کو ظالم سلاطین بنی عباس نے عرصہ تک قید رکھنے کے بعد تمام مرد و زن بوڑھے جوان بچے ان کو بھوکا پیاسا رکھ کر یکدم شہید کرادیا اور ایک ہی مقام پر سب کو سپرد خاک کر دیا ان کی یادگار ایک چبوترے کی صورت میں موجود ہے بطور مقبرہ قبہ بھی ہے! اس کے علاوہ قم کی آبادی سے ملا ہوا ایک وسیع قبرستان ہے جس میں بڑے پایہ کے علماء مجتہدین کی قبور ہیں۔

مسجد جمکران یا مسجد حضرت امام صاحب العصر و الزمان علیہ السلام شہر قم سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ محترم مسجد واقع ہے روزانہ بسیں ٹیکسیاں جاتی رہتی ہیں اس مسجد کے بہت فضائل ہیں حضرت امام زمانہ نے حسن جمکرانی کو حکم دیا تھا کہ ہمارے محبوں کو کہیں کہ وہ اس مقام کو محترم سمجھیں جس نے اس مسجد میں نماز پڑھی گویا اس نے بیت العتیق یعنی خانہ کعبہ میں نماز ادا کی، اس مسجد کو حضرت امام زمانہ سے خاص نسبت ہے ہر دو رکعت تحیۃ نماز مسجد ادا کرنے کے بعد چار رکعت نماز ادا کریں اس کے علاوہ نماز حاجت اور دیگر اعمال بجالائیں، مفصل اعمال کتاب مفاتیح الجنان ص ۳۷۲ پر جا نشینہ سے دیکھ کر بجالائیں، بیرون دروازہ عریضے ڈالنے کے لئے ایک مقام مخصوص ہے خدام مسجد کے ذریعہ رہبر ہو سکتی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جائز دعائیں مستجاب ہوں گی۔

معصومہ قم کی زیارات سے فارغ ہونیکے بعد بعض زائرین جبکہ انہیں ویزا عراقی مل چکا ہو قم سے سیدھے کاظمین چلے جاتے ہیں اور اکثر زائرین طہران واپس چلے جاتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ طہران سے عراقی ویزا حاصل کرنیکے بعد معصومہ قم کی زیارت کریں اور یہیں سے سیدھے کاظمین چلے جائیں، کیونکہ اگر طہران سے براہ راست کاظمین جائیں گے تو راستہ میں شہر قم نہیں آئے گا وہ دوسری سڑک ہے اور معصومہ قم سے کاظمین جانے کے لئے دو راستہ ہیں، ایک راستہ بذریعہ ریل ہے وہ یہ ہے کہ ریلوے اسٹیشن قم سے سوار ہو کر مقام اہواز یا خورم شہر پہنچیں گے اہواز یا خورم ایران کا آخری ریلوے اسٹیشن ہے اور دریائے دجلہ کی بندرگاہ ہے یعنی یہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بصرہ بندرگاہ پہنچ جائیں اور بصرہ سے بذریعہ ریل یا موٹر کربلا معلیٰ پہنچ سکتے ہیں، لیکن اس راستہ سے بہتر یہ ہے کہ قم سے بذریعہ بس کاظمین کا سفر اختیار

کریں، البس کا جو ٹکٹ قم سے کاظمین جانیکے لیے حاصل کریں اس ٹکٹ پر لفظ کاظمین تحریر کرالیں ورنہ ڈرائیور بغداد اتار دے گا قم سے راستہ میں بہت مشہور مقامات آتے ہیں مثلاً صالح آباد، ارک، ملایا وغیرہ۔

ہمدان پُرانا شہر ہے بعض اوقات شب کو قیام کرنا پڑتا ہے، ظالم سلاطین بنی امیہ و بنی عباسیہ نے اس سرزمین پر بھی بے شمار سادات کا خون بہایا اکثر امام زادوں کے مزارات اور قبور ہیں۔

اصفہان قدیم شہر بارونق ہے شاہانِ ایران صفویہ کا پہلے تبریز بعدہٗ اصفہان دارالسلطنت رہا مسجد نہایت عالی شان ہے۔ اور دوسری عمارتیں قدیم طرز کی قابلِ دید ہیں دو امام زادوں کے مشہور مزارات ہیں۔

قزوین ہمدان سے قزوین شمالی جانب ہے یہ کردوں کا بڑا بارونق شہر ہے راستہ پُر فضا ہے ایک اور دوسرا راستہ ہمدان سے جیب آباد، زارا، نوبارن کو شکنت ہوتا ہوا طہران جاتا ہے مگر یہ راستہ ریگستانی ہے۔

شاہ کرمان یہ بھی پُرانا شہر ہے، یہاں کی کرمانی تسبیح مشہور ہے! اس علاقہ میں بھی سلاطین بنی امیہ و بنی عباس نے سادات کا قتل عام کرایا بہت سے امام زادوں کے مقبرے اور سادات کی قبور ہیں کرمان شاہ تا قصرِ شیریں تمام پہاڑی علاقہ ہے کہیں کہیں کھلا میدانی رقبہ سرسبز و شاداب ہے، پانی کے چشمے اکثر رقبوں کو سیراب کرتے ہیں، بہی، سیب، انجیر کے باغات بکثرت ہیں۔ ان پہاڑیوں پر نصیریوں کی آبادیاں ہیں وہ نہر جسے کسی وقت فرہاد سنگ تراش نے شیریں کے لیے کاٹ کر نکالی تھی وہ یہی پہاڑ ہے انہیں پہاڑوں کے دامن میں کرمان شاہ سے بارہ چودہ میل کے فاصلہ پر قصرِ شیریں کو جاتے ہوئے بائیں سمت طاق بستان یعنی پہاڑوں سے تراشا ہوا مکان اس کی صنعت کو دیکھنے کے لئے امریکہ و یورپ کے سیاح دیکھنے کے لیے آتے ہیں انہیں پہاڑوں پر قصرِ شیریں بنایا جاتا ہے جواب کھنڈر ہے، قصرِ شیریں کی آبادی میں بسوں کا اڈہ ہے یہاں عموماً بسیں ٹھہرتی ہیں میوہ جات بافراط ہیں۔

خسروی ملک ایران کا کسٹم ہاؤس ہے یہاں سامان کی تلاشی اور پاسپورٹ ملاحظہ ہوتے ہیں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد ایران کی آخری سرحد سے بسیں چل کر عراق کی ابتدائی چوکی مندریہ پر پہنچتی ہیں۔

مندریہ ملک عراق کا کسٹم ہاؤس ہے یہاں بھی سامان کی تلاشی، پاسپورٹ اور ویزا کی جانچ پڑتال ہوتی ہے داخلہ سرحد عراق کیلئے مہر ثبت کی جاتی ہے، اس کے بعد خانقین عراق کی سرحدی چوکی ہے یہاں بھی پاسپورٹ و حفظانِ صحت کے سرٹیفکیٹ و ویزا ملاحظہ ہوتے ہیں۔

بغداد و کاظمین ملک عراق کی سرحد خانقین عبور کرنیکے بعد اوّل شہر بغداد آتا ہے بعدہٗ کاظمین، طہران سے بغداد تقریباً چار سو نوے (۴۹۰) میل ہے، بغداد اور کاظمین کو دریائے دجلہ ایک دوسرے کو علیحدہ کرتا ہے ان دونوں آبادیوں میں تقریباً پانچ چھ میل کا فاصلہ ہے آمد و رفت کیلئے دریائے دجلہ پر کئی پل ہیں کاظمین سے کربلا معلیٰ، سامرہ، نجف، مدائن، شام، عمان، ایران وغیرہ جانے کیلئے بہت سے بس اڈے ہیں۔

ملک عراق کی کل زیارت گاہیں ،

کربلا معلیٰ کاظمین سے کربلا معلیٰ کو ہر وقت بسیں ٹیکسیاں چلتی رہتی ہیں کاظمین سے کربلا معلیٰ تقریباً پچھتر (۷۵) میل ہے، جب بس یا ٹیکسی

کربلا معلی کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے تو دور سے دو طلائی گنبد چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان میں ایک شہنشاہِ ارضِ کربلا کی آخری آرام گاہ کا طلائی گنبد ہے اور دوسرا قمر بنی ہاشم علمبردار سپاہ حسینی کے مزار مقدس کا طلائی گنبد ہے ان پر زائرین کی نگاہ پڑتے ہی کربلا کا چودہ سو سالہ المناک حادثہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور یہ تصور تڑپا دیتا ہے کہ وہ بے آب و گیاہ سرزمین ہے جہاں چمنستانِ رسالت پر صرف دوپہر میں خزاں آگئی یہ تصور کر کے زائرین کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہو جاتے ہیں انہیں تصورات میں بس یا ٹیکسی اڈے پر پہنچ جاتی ہے کاظمین آنے والی بعض بسوں کے اڈے نزد خیمہ گاہ ہیں شہر کربلا معلی اور مقامات پر بھی اڈے ہیں، قیام کے لئے کئی مسافر خانے ہیں ان میں سید مصطفیٰ نوری سید ہاشم و سید حیدر علی شاہ پنجابی مسافر خانوں میں عموماً ہندی و پاکستانی زائرین قیام کرتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی مسافر خانے ہیں، پنجاب کے زائرین پنجابی یا سید مصطفیٰ نوری کے مسافر خانوں میں قیام کرتے ہیں۔

کربلا کا محل وقوع اور اس کے نام

کربلا شہر نہر فرات سے تقریباً ساٹھ کر ۳۲ درجہ ۵۵ دقیقہ طول اور ۴۴ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقعہ ہے اس سے پیشتر چونکہ دریائے فرات کربلا سے مل کر بہتا تھا اس لئے اس کا نام طف (کنارہ نہر) پڑا اس نام کے علاوہ کربلا کے اور بھی بہت سے نام ہیں، کربلا کو طف کے سوا حائر، نینوا، حیر، غاضریہ، ماریہ وغیرہ کہتے ہیں کربلا کی وجہ تسمیہ، یہ زمین ہمیشہ سے اپنی کرب و بلا میں شہرۂ آفاق رہی ہے۔ کربلا، کرب سے مشتق ہے، کربل زمین کو نرم کرنے کو کہتے ہیں۔ کربلا کی زمین چونکہ نرم اور نشیبی واقع ہوئی ہے اس لئے اس کا نام کربلا پڑا، کربلا کے بعد اس زمین کا مشہور نام "حائر" ہے اس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ حائر چونکہ اسم فاعل ہے حیر کا اور حیر خود کربلا کا نام بھی ہے اور حیر لغت میں اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں پانی اکثر جمع ہو جائے اور نکل نہ سکے کربلا ایک نشیبی جگہ ہے، جس کی وجہ سے یہاں پانی جمع رہتا تھا اس لئے اس کا نام حائر حیر پڑا۔

روایات آئمہ سے ظاہر ہے کہ متوکل عباسی نے متعدد بار فرزند رسولؐ کی قبر اطہر کو ڈبونا چاہا مگر وہ ہر دفعہ پانی قبر حسینؑ کا طواف کر کے متحیر کھڑا رہ گیا، اس لئے اس کو حائر کہتے ہیں۔

حائر کی تحدید

جو روایتیں حائر کی حدبندی میں آئمہ معصومینؑ سے مروی ہیں ان میں اختلاف ہے، علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ حائر کی تحدید میں اقوال اصحاب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حائر سے مراد صحن اقدس کی چار دیواری ہے بعض کا کہنا ہے کہ حائر قبہ اور اس کی ملحقہ عمارتیں مثل مسجد و مقتل و خزانہ وغیرہ ہیں بعض کا قول ہے کہ حائر سے مراد صرف قبہ منورہ ہے اور میرے نزدیک اولیٰ اظہر ہے، اور حائر کی تحدید کا مسئلہ طے کرنا اس لئے مناسب ہے چونکہ اس پر شرعی مرتب ہے اور وہ اثر شرعی یہ ہے کہ حائر ان چار مقامات میں سے ایک ہے کہ جہاں مسافر کو قصر و اتمام دونوں کی اجازت ہے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد کوفہ، حائر حسینی یہ وہ چار مقامات ہیں کہ جہاں مسافر پر قصر نماز پڑھنا واجب نہیں ہے۔ لہٰذا اس اختلاف تحدید کی بنا پر اب یہ احتیاط ہونی چاہیئے کہ اختیار قصر و اتمام میں صرف تحت قبہ ہی اختیار کیا جائے اور قبہ سے خارج مسافر کیلئے نماز قصر پڑھنے میں احتیاط ہے۔

زمین کربلا کی خرید

روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا مستقل مدفن و اطراف کی زمین کربلا پہنچتے ہی ساٹھ ہزار درہم میں خریدی تھی جس کی مسافت چار میل شرعی مربع تھی اس زمین کو فرزندِ رسولؐ نے اہل غاضریہ پر (جن سے خرید کیا تھا) اس شرط پر تصدق کر دیا کہ وہ آپ کی شہادت کے بعد زائرین کی رہبری کریں اور ان کو تین دن اپنا مہمان رکھیں۔

کربلا کی زمین پر کس کا حق ہے

شیخ الاسلام علامہ بہاؤ الدین محمد معروف علامہ شیخ بہائی نے کشکول میں اور دوسرے اکابر نے اپنے مؤلفات میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اہل نینوا و غاضریہ سے اپنی قبر مبارک اور اس کے اطراف کی زمین ساٹھ ہزار درہم میں خرید فرمائی اور پھر اس کو انہیں پر ایں شرائط تصدق کر دیا کہ وہ زائرین کی رہبری کریں اور ان کو تین دن اپنا مہمان رکھیں، پھر وہ اس زمین کی مساحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ زمین چار میل شرعی ہے اور امام کی اولاد اور ان کے دوستوں کے لئے مباح ہے اس زمین کے اولادِ حسینؑ پر حلال ہونے کی وجہ میں علامہ ابن طاؤس تحریر فرماتے ہیں کہ یہ زمین صدقہ کے بعد اس لئے حلال ہو گئی کہ اہلِ غاضریہ نے شرائط کو پورا نہیں کیا، یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر یہ زمین سید الشہدا کی ملک خاص ہے تو صرف آپ کی اقرب اولاد کا حق ہو گی، لہٰذا اولاد کے ساتھ دوستوں کو بھی ملا دینا بلاوجہ ہے یہ زمین صرف امام کی اولاد کا حق ہے۔

آدابِ سفر زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ قبل سفر زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام تین روزہ سنتی بروز چہار شنبہ و پنجشنبہ وجمعہ رکھے جمعہ کو غسل توبہ و نماز توبہ اور دعائے توبہ بجالائے اور گناہانِ گذشتہ سے توبہ کرے اس کے بعد اہل و عیال و اعزا سے رخصت جس کسی کا قرضہ وغیرہ ذمہ ہو اُسے ادا کرے احق الامکان اگلے دن یعنی ہفتہ کو سفر اختیار کرے سفر میں بالخصوص آئینہ، کنگھی، سرمہ دانی، مسواک، قینچی کو رکھنے کی تاکید کی گئی ہے روانگی سے قبل کچھ خاکِ شفا اور سجدہ گاہ اور خاک شفا کی تسبیح لے کر بوسہ دے آنکھوں سے لگائے اور ساتھ رکھے اپنے صدر دروازہ پر استادہ ہو کر تسبیح حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا پڑھے اگر بادام تلخ کا عصا ہو تو بہتر ہے گھر سے باہر نکلنے سے قبل کچھ صدقہ دے اور دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر گھر سے روانہ ہو نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر والحمد للہ پڑھے خداوند تعالیٰ کی ثنا اور محمد و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتا ہوا بہت آرام و رفتار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے روانہ ہو پروردگار عالم جان و مال کی حفاظت کرے گا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اس سفرِ مقدس کا ارادہ ہو تو گھر کے دروازہ پر اس طرف منہ کر کے کھڑا ہو جدھر جانا ہے سورہ الحمد و آیۃ الکرسی اپنے داہنے بائیں اور سامنے پڑھ کر کہے اَللّٰهُمَّ احفظنی واحفظ مَا مَعِی وَسَلِّمْنِی وَسَلِّمْ مَا مَعِی وَبَلِّغْنِی وَبَلِّغْ مَا مَعِی بِبَلَاغِكَ الْحَسَنِ الْجَمِيلِ اس کے بعد گھر سے نکلے اور سواری پر سوار ہوتے وقت کہے

بسم اللہ واللہ اکبر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کشتی یا جہاز پر سوار ہونے لگے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اگر دریا میں طوفان آجائے تو بائیں کروٹ ٹیک لگا کر دائیں ہاتھ سے موج کی طرف اشارہ کر کے کہے قَرِّیْ بِقَرَارِ اللّٰهِ وَاسْكُنِیْ بِسَكِیْنَةِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور جب دریا میں زیادہ اضطراب ہو خدانخواستہ غرق ہونے کی نوبت پہنچ جائے تو تھوڑی سی خاک شفا دریا میں ڈال دے انشاء اللہ تعالےٰ تلاطم ٹھہر جائے گا۔ اس سفر مقدس میں لذیذ غذائیں ہمراہ نہ لے جایئے کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے بہتر ہے کہ آپ کی زیارت نہ کرو مفضل کہتا ہے کہ میں نے مولا سے عرض کی کہ حضور نے تو میری کمر توڑ دی تو امام نے فرمایا قسم بخدا اگر تم اپنے باپ دادا کی قبر کو جاؤ تو حالت غم واندوہ میں جاتے ہو اور فرزند رسولؐ کی زیارت کے لئے اپنے ساتھ بہترین غذائیں لے کر جاتے ہو حالانکہ تمہیں پریشان حال خاک آلودہ حالت میں جانا چاہیئے اگر راستہ میں زائر تھک جائے یا بیمار ہو جائے تو اس کی حتی الامکان امداد کرے اور خبردار ان کی ذات یا ان سے بے پرواہی نہ برتے اور پریشان حال زائر کے ساتھ احسان کرے دوسرے زائرین پر تکبّر نہ کریں اور نہ حقارت کی نگاہ سے دیکھیں!

آداب زیارت سرکار سیّد الشہداؑ

جب زائرین مظلوم کربلا نینوا یعنی کربلا معلی پہنچیں تو اپنا سامان کسی مسافر خانہ میں رکھ کر عازم نہر فرات ہوں شہر کربلا معلی کے قیام کے دوران میں نیل سرمہ نہ لگائیں نہ داڑھی منڈائیں نہ کسی قسم کی زینت دنیوی کریں حتّٰی کہ گوشت تک نہ کھائیں تو بہتر ہے اور نہ کسی لہو ولعب میں وقت گذاریں۔ بہرحال نہر فرات پر پہنچتے ہی سو دفعہ اللہ اکبر اور یکصد مرتبہ لا اِلٰہ اِلا اللہ اور سو دفعہ محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجیں چونکہ اس زمانہ میں نہر فرات دور ہے لہذا شہر کربلا معلی کی آبادی کے ملحقہ نہر حسینیہ پر غسل کریں حمام میں بھی غسل کر سکتے ہیں کیونکہ ان سب میں نہر فرات کا پانی ہے، مردوں کے لئے بہتر نہر فرات ہی ہے غسل کرتے وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ نُوْرًا وَّطَهُوْرًا وَّحِرْزًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ وَّاٰفَةٍ وَّسُقْمٍ وَّعَاهَةٍ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ بِهٖ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ بِهٖ صَدْرِیْ وَسَهِّلْ بِهٖ اَمْرِیْ۔ غسل سے فارغ ہو کر پاکیزہ لباس پہنے اور نہر فرات یعنی حسینیہ کے کنارے دو رکعت نماز پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو وہاں سے سروپا برہنہ جوتے ہاتھ میں لئے ہوئے بال پریشان چاک گریبان نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ آنکھوں میں آنسو زبان پر ذکر خدا اور محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات اور اُن کے دشمنوں پر لعنت کرتا ہوا حرم اطہر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف چلے اور آہستہ آہستہ قدم تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر رکھتا ہوا اللہ اکبر اور لا اِلٰہ اِلا اللہ پڑھتا ہوا چلے کیونکہ اس صورت میں حق سبحانہٗ تعالیٰ زائر کے ہر قدم پر ثواب حج وعمرہ عطا فرماتا ہے۔

بشیر دھان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جائے اور فرات کے پانی سے غسل اور وضو کرے تو جتنے بھی قدم وہاں سے اٹھا کر قبر مبارک تک رکھتے ہوئے آئے گا خداوند عالم اس کے لئے ہر قدم پر حج وعمرہ کا ثواب لکھے گا اور جب حرم اقدس کے اندر داخل ہونا چاہئے تو جو مشرق کی طرف دروازہ ہے اس سے داخل ہو جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یوسف کناسی کو اس کا حکم دیا تھا روضۂ مطہر کے باہر رواق میں ہر دروازہ پر کفش بردار ہر وقت موجود رہتے ہیں اپنے جوتے کسی ایک کفش بردار جو متعلقہ مسافر خانہ ہو اس کے پاس رکھ کر داخلے رواق پر پہنچیں سکہ دروازہ پر خود یا خدام سے اذنِ دخول پڑھے اذنِ دخول کے وقت احتیاط کہ کوئی دنیوی خیالات نہ آنے پائیں بعد اذنِ دخول آہستہ آہستہ بعد اذنِ دخول آہستہ آہستہ مؤدبانہ قدم رکھے اندرون روضہ مطہرہ داخل ہو کر ضریح اقدس کے سامنے مؤدبانہ سرنگوں چشم گریاں ــــ زیارت وارثہ خود یا خدام سے پڑھے مفاتیح الجنان وغیرہ یہ سب اعمال مذکور ہیں زیارتِ وارثہ سے فارغ ہو کر ضریح اقدس جالیدار نقرئی جس کے اندرون سرکار سید الشہداءؑ کی قبر مبارک ہے بوسہ لیں اور اپنے بدن کو ضریح اطہر سے پوری طرح مَس کریں کیونکہ اقوالِ آئمہ معصومین علیہم السلام سے ظاہر ہے کہ مظلوم کربلا کی ضریح اقدس سے مَس ہونے کے بعد زائر کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہاں زائرین کو چاہیئے کہ آئندہ گناہ سے باز رہنے کا عہد کریں، ضریح اقدس کو پکڑ کر سرہانے کی جانب بالخصوص (سرخ دائرہ) پر ایستادہ ہو کر سرہانے کی زیارت پڑھیں اور جائز دعا مانگیں خداوند عالم اور اس کے رسول کا وعدہ ہے کہ سرکار سید الشہداء کے قبہ مبارکہ کے نیچے مانگی ہوئی جائز دعا قبول ہوگی اگر خداوند عالم زائر کے لئے اس دعا کو بہتر جانتا ہو بعدہٗ ضریح اقدس کا طواف کریں، طواف کرتے ہوئے جب ضریح اقدس کے بائیں جانب پہنچیں تو یہاں فرزند رسول کا اٹھارہ سالہ جوان بیٹا علی اکبرؑ دفن ہے یہاں ان کی زیارت پڑھیں اور ضریح اقدس کو بوسہ دیں اور دعا مانگیں پھر سالم ضریح اقدس کا طواف کریں، ضریح اقدس کے بائیں جانب یعنی جائے دفن علی اکبرؑ کے ذرا آگے دیوار سے ملحق گنج شہدائے کربلا کی ضریح ہے اس مقام پر امام زین العابدینؑ نے خاندانِ رسالت کے شہدائے کربلا کو دفن کیا تھا، اس ضریح کے سامنے کھڑے ہو کر شہدائے کربلا کی زیارت پڑھ کر ضریح کو بوسہ دیں امام حسین علیہ السلام کے عزیز و اقرباء و انصار و اصحاب کی شہادت اور مخدرات عصمت و طہارت کی اسیری کا پرسہ دیں اور اس غم والم میں دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے آنسوؤں کا تحفہ پیش کریں پھر دو رکعت نماز زیارت ہر صاحبِ زیارت کی پڑھیں شہدائے کربلا کے لئے مجموعی طور پر دو رکعت نماز زیارت پڑھیں اگر نماز واجب پڑھنی ہے تو یہاں یعنی حائر جس کی تشریح سابقہ صفحات پر کی جا چکی ہے نماز واجب پوری ادا کریں حائر اپنے گھر کی طرح مقامِ امن تصور کیا جاتا ہے رواق میں حبیب ابنِ مظاہر کا مرقد ہے، ضریح پر زیارت کی تختی آویزاں ہے اسے دیکھ کر زیارت پڑھیں اور بوسہ دے کر دعا مانگیں اسی ضریح کے ملحق قتل گاہ ہے یہ ایک سرداب ہے یہ وہ مقام ہے جہاں پر روزِ عاشورہ یزید بن معاویہ کے حکم سے شمر ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام فرزندِ رسولؐ کو مثل گوسفند تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا یہ تیرہ سو سالہ قبل کے گذرے ہوئے خونی واقعات ذہن میں آتے ہیں اشکوں کا سیلاب امڈ آتا ہے یہاں کی

زیارت سے فارغ ہو کر اسی رواق کے ایک حصہ میں کچھ فاصلہ پر امام زادہ سید ابراہیم بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مرقد ہے، یہاں بھی زیارت کی تختی آویزاں ہے، اس کو دیکھ کر زیارت پڑھیں۔

آغاز حرم اقدس

بعض اہلِ تاریخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر پر سب سے پہلے مختار بن ابی عبیدہ نے تعمیر کی، چنانچہ ۱۲ربیع الاول ۶۶ھ کے آخر میں مختار کے حسبِ امر محمد بن ابراہیم اشتر کربلا معلیٰ آئے اور انہوں نے اینٹ چونے سے قبر کے اوپر ایک سقف چار دیواری اور ایک مسجد کی بنا ڈالی اور یہی آئندہ ہونے والے شہر کربلا کی پہلی خشت بنیادی تھی اس عمارت کے تعمیر ہونے کے بعد ہی دور دور سے مشتاقِ زیارت آنے لگے اگرچہ اس عمارت سے قبل دفن اجسام شہدا کربلا کے بعد جس نے سب سے پہلے زیارت کی وہ عبداللہ بن الحر الجعفی تھے ان کے بعد قبر فرزندِ رسولؐ حاضر ہونے والوں میں امام حسینؑ کی ستم رسیدہ بہن حضرت زینبؑ اور جابر بن عبداللہ انصاری ہیں یہ ۲۰ صفر ۶۱ھ کو وارد کربلا ہوئے، ابھی جابر قبر سے لپٹے بین کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ شام کی جانب سے گرد اُٹھی اور تھوڑی دیر کے بعد جب گرد رفع ہوئی تو سیاہ علم نظر آتے لگے یہ لٹے ہوئے اہلِ حرم کا قافلہ تھا جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی سرکردگی میں مدینہ جا رہا تھا مظلومِ کربلا کا یہ پہلا چہلم تھا جس مجلس میں زینبؑ سی بہن نوحہ کرنے والی ہو اس مجلس ماتم کے شور و شین کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اب تو زینبؑ، بیمار کربلا و جابر اور دوسرے اہلِ حرم بنی ہاشم کے نالوں سے زمینِ کربلا پر تلاطم تھا، اس عمارت کے بعد بنی عباس کی حکومت کا حجر اساسی بنی اُمیہ کے مظالم اور اہلِ بیتؑ رسول کی مظلومیت پر رکھا گیا، چنانچہ جب سفاح عباسی نے اہلِ بیتؑ رسول کے نام پر حکومت حاصل کی اس نے سیاہ کپڑے خود پہنے اور لوگوں کو بھی پہنائے ہر طرف سید الشہداءؑ پر مرثیے پڑھے جانے لگے اس زمانہ میں خوفِ بنی اُمیہ سے دبے ہوئے جذباتِ علی ظاہر ہونے لگے یہاں تک اس سفاح عباسی کے زمانہ میں **قبر اطہر** پر سب سے پہلے قبہ بنایا گیا اور زائرین کے لئے ایک چھت بھی تعمیر کی گئی، سفاح کی حکومت کے بعد جب منصور تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس نے سلاطین بنی اُمیہ کی پیروی کی اور اس نے قبہ مزار سید الشہدا کو منہدم کرایا اور جب منصور کے بعد مہدی تخت نشین ہوا تو اس نے مرقد انور سرکار سید الشہداؑ پر دوسری شاندار عمارت تعمیر کرائی مہدی کے بعد ۱۷۰ھ میں ہارون رشید تخت و تاج کا مالک ہوا اس نے صرف روضۂ اقدس کو منہدم کرانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام زمین پر زراعت کرانے کی ناکام کوشش کی اور موسیٰ بن عیسیٰ عامل عراق کے ذریعہ اس بیری کے درخت کو بھی کٹوا دیا جو فرزند رسولؐ کی قبر کی نشان دہی کرتا تھا اور اس طرح حدیث رسولؐ لعن اللّٰہ قاطع السدرہ یعنی بیری کا درخت کاٹنے والے پر خدا کی لعنت کی تصدیق ہوئی ہارون رشید کے بعد مامون رشید تخت نشین ہوا اس نے فرزند رسولؐ کے مرقد انور پر عالی شان عمارت تعمیر کرائی مامون کا تعمیر شدہ روضۂ حسینؑ اور اس کے اطراف کی آبادی روز بروز ترقی کرتی گئی

زائرین گروہ در گروہ زیارت کے لئے آنے لگے یہاں تک ۲۳۲ھ میں عباسی سلطنت کا ظالم اور محمدؐ و آل محمدؐ کا جانی دشمن متوکل عباسی تخت پر بیٹھا، اس ظالم و جابر بادشاہ کو اس کے انتہائی مظالم کی وجہ سے اہل تاریخ نے یزدان عرب کے نام سے پکارا ہے۔ یہ متوکل وہ ہے جس نے آلِ رسولؐ کی دشمنی میں اموی و عباسی ظالم سلاطین کو بھی مات کر دیا پندرہ برس کے عرصہ میں چار مرتبہ روضۂ سیدالشہدا مسمار کیا، متوکل کو اہل بیتؑ رسول سے جو عناد تھا وہ اظہر من الشمس ہے اس لئے وہ اپنی سلطنت میں فرزندِ رسولؐ کی حکومت کیسے دیکھ سکتا تھا، سرکار سیدالشہداؑ کی عظمت لوگوں کے قلوب میں تھی مزید براں ایک روز اُسے معلوم ہوا کہ اب اس کے گھر کی کنیزیں اور متعلقہ افراد بھی زیارت سیدالشہداؑ کو جانے لگے ہیں چنانچہ ابوالفرج اصفہانی لکھتے ہیں ایک مغنیہ متوکل کے جلسہ ہائے رنگ و نوش میں گانے کے لئے اپنی کنیزیں بھیجا کرتی تھی ایک دفعہ متوکل نے اس مغنیہ کو طلب کیا تو وہ زیارت قبر فرزند رسولؐ پر گئی ہوئی تھی، اس کی واپسی پر متوکل نے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں غائب تھے کنیزوں نے جواب دیا کہ ہم زیارت سیدالشہداؑ کو گئے ہوئے تھے یہ سنتے ہی متوکل غضب ناک ہوا اور اس نے اپنے ایک فوجی افسر دیزج یہودی کو حکم دیا کہ وہ کربلا جائے اور روضۂ حسینؑ کو گرا کر قبر پر پانی جاری کر کے اس کا نام و نشان یکسر مٹا دے، متوکل نے اس افسر یہودی کو جو بذاتِ خود بھی دشمنِ اسلام تھا ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ ماہ شعبان میں روانہ کیا جب کہ کربلا میں زائرین کا ہجوم تھا، اس افسر نے حسب الحکم متوکل روضۂ اقدس کو گرا کر قلب رسولؐ اللہ کو زخمی کیا شہر کربلا کے تمام مکانوں کو گرا کر دو سو جریب کے حلقہ میں چاروں طرف ہل چلا دیئے اور قبر کا نشان مٹایا پھر نہر فرات کا پانی کاٹ کر پورے کربلا کے حلقہ کو غرقاب کر دیا مگر مرقد انور حسینؑ باوجود انتہائی نشیب میں واقع ہونے کے ——— پانی سے محفوظ رہا، اس کے بعد دیزج نے تمام راستوں پر ایک فرسخ کے فاصلہ پر مسلح پہرے لگا دیئے اور حکم دیا کہ جو بھی زائر زیارت کے لئے آتا ہو۔ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ، اللہ اللہ گنبدِ حسینیؑ کھد گیا، نشان قبر مٹ گیا، مرقد انور کے چاروں طرف برہنہ شمشیروں کے پہرے بھی بٹھا دیئے گئے، مگر اس کے بعد بھی شمع حسینیتؑ کے پروانوں نے آنا نہ چھوڑا جس کی پاداش میں تیرہ و تار قید خانہ میں بند کر دیئے جاتے یا شہدائے کربلا کے ہم پہلو سلا دیئے جاتے تھے، متوکل کے دور میں جن جانبازوں نے سر کی بازی لگا کر حسینی قبہ پر علم نصب کیا ان میں زید مجنوں مصری و بہلول دانا کوفی کے ناموں کو ہمیشہ تاریخ میں سونے کے حروف سے لکھا جائے گا، چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ جب زید کو مصر میں متوکل کے مظالم کی اطلاع ملی تڑپ اُٹھے با حال زار و چشم اشکبار مصر سے کوفہ میں پہنچے یہاں بہلول دانا سے ملاقات ہوئی، دونوں کوفہ سے کربلا کی طرف روانہ ہوئے، جب کربلا پہنچے تو دیکھا کہ روضۂ اقدس منہدم ہے لیکن قبر اقدس بدستور باقی ہے، نہر فرات کا پانی بھی قبر حسینؑ کا طواف کرنے کے بعد متحیر کھڑا ہو گیا اور ایک قطرہ آب قبر پر نہیں پہنچا ہے پانی کے

حلقہ سے مرقد انور اُبھرا ہوا ہے زید یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہا دیکھو بہلول متوکل چاہتا ہے شمع حرم لم یزل کو بجھا دیں اور حق سبحانہٗ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے نور کو قائم رکھے، متوکل نے عرصہ تک زراعت کرانے کی کوشش کی لیکن نہ بیل ہی قبر پر جانے کی ہمت کرتے تھے اور نہ ہی پانی قبر پر رواں ہوتا تھا کسان ان عجیب وغریب کرامتوں کو دیکھ کر کہنے لگا میں خدا و رسولؐ پر ایمان لایا ہوں میں فرزندِ رسولؐ کی قبر پر کاشت نہ کروں گا یہ وہی وقت تھا جس وقت زید و بہلول دانا زیارت کو آئے تھے اور یہ منظر دیکھ رہے تھے، کسان نے بیلوں کی گردن سے جوا نکال کر پھینک دیا اس کے بعد کسان نے زید سے پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں مجھے خوف ہے کہ آپ کو قتل نہ کر دیا جائے زید نے کہا کہ ہم کو مرقد انور کی بربادی کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے ہم وطن سے نکلے قتل کا ہمیں کوئی خوف نہیں کسان یہ سن کر زید کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ آپ برگزیدہ بندہ ہیں کیونکہ آپ کے آتے ہی میرا دل نورِ ایمان سے چمک اُٹھا، کسان نے تمام معجزات متوکل کو سنائے متوکل نے کسان کو قتل کرا دیا اور زید قید خانے میں ڈال دیئے گئے، متوکل ایک رات سویا ہوا تھا ایک نورانی بزرگ نے ٹھوکر مار کر کہا، زید کو جلد قید خانہ سے رہا کر ورنہ ابھی ہلاک کر دیا جائے گا متوکل گھبرا کر اٹھا اور زید کو رہا کر دیا، اور پوچھا تم کیا چاہتے ہو، زید نے جواب دیا سوائے اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی تعمیر کی اجازت دے اور زائرین سے معترض نہ ہو متوکل نے منظور کیا، قصر متوکل سے زید برآمد ہوئے تو گلی کوچوں میں پکارتے پھرنے تھے جو زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام کرنا چاہے اس کو ہمیشہ کی امان مبارک ہو (بحار الانوار وغیرہ) انجام کار متوکل کے بیٹے منتصر عباسی نے ۲۴۷ھ میں اپنے باپ متوکل کو قتل کر دیا، متوکل کے ہلاک ہونے کے بعد تاج شاہی منتصر کے ہاتھ آیا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی منادی کرا دی کہ زائرین امام حسین علیہ السلام کے لیے آئیں اب ان کے لئے کوئی خوف مانع نہیں ہے مزید براں اس نے قبر اطہر پر ایک خوشنما ضریح بھی نصب کی اور قبر کے پاس ایک بلند مینار تعمیر کیا جس کو دیکھ کر زائرین دور دور سے آتے تھے، زائرین کی راحت کے لئے ایک بڑی چھت بنائی گئی، اس کے بعد ۳۵۳ھ میں عضد الدولہ آل بویہ کی حکومت کا زمانہ آیا اس نے از سرِ نو ایک خوبصورت قبہ کی تعمیر کی قبہ اور رواق کو آراستہ کیا شہر پناہ کی دیوار کی تجدید کی ساکنین کربلا کے لئے پانی کا انتظام کیا سادات کربلا کو خمس تقسیم کیا روشنی وغیرہ کے لئے اوقات مقرر کئے چھٹی صدی ہجری تک کربلا معلی کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا اور ساتویں آٹھویں ہجری میں بھی رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی رہی مجاور لوگ آتے رہے اسی طرح یکے بعد دیگرے روضہ اقدس کی تعمیر میں امراء حصہ لیتے رہے ۱۰۳۲ھ میں شاہ عباس صفوی

نے ضریح کے اندر صندوق بنوایا اور قبہ منورہ کی کاشی سے تزئین کی ایوان اور رواق وصحن کی مرمت وزینت میں کافی مال صرف کیا ایران سے بیش بہا قالین لاکر حرم میں بچھائے ۱۱۵۵ھ میں نادر شاہ درانی بادشاہ نے بڑی نادر وقیمتی تحف وہدایا سے حرم کی زینت کی۔

کربلا پر وہابیوں کی یلغار

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوابگاہ کو تاراج کرنے اور مظلوم وبیکس کربلا کے شہریوں کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگنے میں یوں تو بقدر حوصلہ ظالم سلاطین و دشمنانِ محمد وآل محمد میں حصہ لیا

لیکن ان میں وہابی فرقہ کو دشمنی محمد وآل محمد میں خاص امتیاز حاصل ہے چنانچہ ۱۲۱۶ھ وہ سال آیا کہ جس میں زمین کربلا ایک مرتبہ پھر بے گناہوں کے خون سے نہا گئی یوں تو وہابی فرقہ کے لوگ وقتاً فوقتاً کربلا اور نجف پر اکثر حملے کرتے رہے اور دونوں بارگاہوں کا سامان قیمتی عوام کا خون بہا کر لے جاتے تھے ان کے مظالم کا نشانہ زیادہ تر معصوم بچے اور لاوارث عورتیں ہوتی تھیں یہ لوگ موقعہ دیکھ کر ایسے وقت حملہ آور ہوتے تھے کہ کربلا کے مرد کسی دوسرے مقام پر خصوصی زیارت کے لئے گئے ہوتے تھے ۱۸ ذالحجہ ۱۲۱۶ھ وہ صبح تھی جو اہل کربلا کے لئے صبح عاشور بن کر آئی شہر کربلا میں عورتوں معصوم بچوں ضعیفوں اور بیماروں کے سوا اور کوئی نہیں تھا کیونکہ زیادہ تر مرد عید غدیر کے لئے نجف اشرف گئے ہوئے تھے فرقہ وہابیہ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیس ہزار کے لشکر نے شہر کربلا کو گھیر لیا، بیس ہزار کا پورا لشکر شہر کے اندر ٹوٹ پڑا سب سے پہلے حرم اقدس حسینی پر دھاوا بولا گیا حرم کے اندر بیشمار زائرین شہری و بیرونی مضافات کے نماز تلاوت زیارت وغیرہ پڑھنے میں مشغول تھے ان عبادت گذاروں پر وہابیوں نے حرم کے اندر قتل وغارت لوٹ مار مچا دی۔ کوئی چاندی سونے کی اینٹیں و دروازے اکھاڑ رہا ہے کوئی بیش بہا قالین اٹھا رہا ہے دیکھتے دیکھتے حرم اقدس میں خاک اڑنے لگی اور وہ دربار حسینی جس کی تعمیر اور آرائش میں سینکڑوں سال صرف ہوئے تھے جس میں آل بویہ وعباس صفوی، نادر شاہ اور دوسرے امراء سلاطین کے بیشمار تحف وہدایا تھے جن کی قیمت کا اندازہ کروڑہا دینار سے زائد تھا وہ چند گھنٹوں میں وہابیوں نجدیوں کے ہاتھوں برباد ہوا ضریح اقدس ٹھنڈی کی گئی رواق وایوان منہدم کر دیئے گئے حرم اقدس میں جتنے قرآن مجید ملے وہ نذر آتش کر دیئے گئے

حرم اقدس کی لوٹ مار کے بعد یہ خونخوار درندے جو بظاہر انسانی روپ میں تھے سہمے ہوئے بچوں سسکتی ہوئی عورتوں کو نیزہ وشمشیر کا نشانہ بنایا گیا خوب دل کھول کر خون کی ہولی کھیلی، کوئی ایسی گلی یا کوچہ نہ تھا جو ان لاوارثوں کے خون سے رنگین نہ ہو کوئی گھر نہ تھا جس سے نالہ وشیون کی آوازیں بلند نہ ہوں، زیارت غدیر کے بعد جب ستم رسیدہ شہری نجف اشرف سے کربلا واپس آئے تو گلی کوچوں میں اور گھروں میں تڑپتے یا مردہ لاشے دیکھے اللہ اللہ کتنی محترم گردنیں تھیں کہ جو بے دریغ تہ تیغ کر دی گئیں کتنے سجدہ ریز سر تھے جو نیزوں پر بلند کر کے نذر آتش کئے گئے، کتنے پاک خون اور طاہر جسم نیزوں سے چھیدے گئے، آہ، آہ ان گلبدن چاند سے شیر خوار دن پر جن کی تعداد حرم میں ایک ہزار سے زائد تھی جو منتشر مردہ پڑے ہوتے تھے، بعض شیر خوار مردہ ماؤں کے پستانوں سے چمٹے پڑے تھے کہیں ان کی عباؤں سے لپٹے ہوتے تھے یہ وہ خونی واقعہ ہے جو تحریر میں ہرگز نہیں آسکتا نہ وہ زبان سے بیان ہو سکتا ہے نہ قلم سے یزید کی طرح وہابی یا متوکل اور دوسرے ظالم حکمرانوں نے بھی یہ خیال کیا تھا کہ جبر واستبداد سے کام لے کر حسین وحسینیت کو کچل دیا جائے گا مگر ان لوگوں کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اب یہاں سے قدرت اور ظالمین کی وہ جنگ نظر آتی ہے جس میں ایک طرف ظالمین کا عزم کہ ہم قبر فرزند رسول کا نشان اور ان کے دوستوں کو مٹا کر رہیں گے اس کے

مقابلہ میں قدرت کا ارادہ تم مٹاتے جاؤ ہم بناتے رہیں گے چنانچہ اس واقعہ کے بعد شاہ فتح علی نے روضہ اقدس کی از سر نو تعمیر کرائی سونا پانی کی طرح بہایا بہر کیف اہل دنیا کے ایک باطل پرست طبقہ نے ہمیشہ آل رسول سے بغض و عناد رکھا اور اُن کو مٹانے اور ان کے نام و نشان و یادگاروں کو مٹانے کی جدوجہد کرتے رہے مگر وہ خود مٹتے چلے گئے اور ایسے مٹے کہ آج دنیا کے انسانیت میں اُن کا نام لیا جاتا ہے نہ اُن کی قبور کا نشان باقی ہے مگر شیرازۂ آل رسول مثل اوراق مصحف منتشر ہو کر جہاں جہاں بھی پہنچا وہاں اگر صحرا تھا تو آج ان نورانی بزرگوں کی برکت سے آباد اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے وہاں شبانہ روز عبادت الٰہی کا مشغلہ جاری رہتا ہے اور ان کے تصرفات روحانیہ تحفظ اشاعت اسلام و تقویت ایمان کا باعث ہے۔ ظالم و جابر حکومتیں ان مقامات مقدسہ کے روضہ جات کو بے نام و نشان مٹانے کی فکروں میں سب کچھ مظالم کر کے مٹتی رہیں اور ان بارگاہوں کی بقا دوام کے لئے ہر تخریب کے بعد اس سے بہتر تعمیر کے اسباب قدرت مہیا کرتی رہی یہاں تک کہ آج تیرہ سو سال کے تمام انقلابات گذر جانے کے بعد بارگاہ حسینی اسی زمین کربلا معلےٰ پر موجود ہے اور پرچم حسینی شان و شوکت سے لہرا رہا ہے اور یزیدی طاقت و حکومت اس طرح برباد ہوئی کہ ابدالاباد تک کے لئے اس کا نام گالی بن کر رہ گیا

موجودہ حرم اقدس

حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول شہر کربلا معلےٰ کے بالکل وسط میں ہے روضہ اقدس آراستہ وسیع شاندار عمارت ہے جس کا سنگین صحن کشادہ اور نیچے سرداب ہے احاطہ پختہ بلند ہے جس میں عالیشان آمد و رفت کے لئے سات دروازے ہیں جن کے مشہور نام یہ ہیں (۱) باب قبلہ (۲)، باب قاضی الحاجات (۳)، باب حُر (۴)، باب سلطانیہ (۵) باب زینبیہ (۶) باب صافی (۷)، باب السدر مابین دروازہ کمرہ ہائے پختہ و نفیس کاشانی رنگ سے منقش ہیں وسط حرم میں روضۂ اقدس ہے قبہ اور میناروں وغیرہ پر طلائی کام نہایت قیمتی ہے روضہ اقدس کے دروازے چاندی کے کام سے مزین ہیں باہر چینی کی گلکاری کی گئی ہے بعض جگہ آیات قرآنی نہایت خوشنما تحریر ہیں ہر طرف ایوان بلند اور رواق شاندار ہیں تمام اندرونی حصوں میں کاشی اور آئینہ بندی حسب موقع و ضرورت نہایت اعلےٰ کی ہے خصوصاً زیر قبہ انور جہاں مرقد منورہ سرکار سید الشہداء ہے بہت ہی آراستہ ہے خوشنما نقرئی و طلائی قنادیل اور قیمتی شیشہ آلات ہر طرف آویزاں ہیں ان میں برقی روشنی کا انتظام ہے رات کے وقت برقی روشنی سے تمام روضۂ اقدس نورانی بن جاتا ہے روضہ اقدس کے اندر برقی پنکھے اور روضہ اقدس کو سرد کرنے کے لئے مشینیں لگی ہوئی ہیں جس سے زائرین کو بہت آرام ملتا ہے ضریح اقدس میں قیمتی جواہرات جو نذر چڑھائے گئے ہیں با موقع آویزاں ہیں اس مقدس ضریح کے گرد فرش سنگ مرمر کا ہے اس پر قیمتی قالین ایرانی بچھے ہوئے ہیں اس حرم اقدس کی آراستگی و زینت بارگاہِ نجف اشرف سے کچھ کم نہیں ہے شان و شوکت و سطوت و جلالت کے ساتھ ساتھ کچھ مظلومیت بھی نمایاں ہے قبہ انور کے نیچے ضریح اقدس کے اندر مرقد انور ہے سرداب میں اصل قبر اطہر ہے ضریح اقدس کے نیچے یعنی بائیں جانب شہزادہ علی اکبر اور پہلو میں علی اصغر ہیں ضریح اقدس کے گرد اندر فولادی اور باہر چاندی کی بلند شش گوشہ جالی ہے اس پر چاندی کی ڈھلواں چھت لگی ہے ضریح کے مشرق کی طرف چند قدم کے فاصلہ پر گنج شہیداں ہے اندر فولادی باہر نقرئی جالی لگی ہے، جانب جنوب حصہ غربی کے رواق میں قبر حبیب ابن مظاہر ہے جس پر فولادی جالی اور ڈھلواں چھت ہے اس کے جنوب کی طرف چند قدم کے فاصلہ پر وہ یادگار نشیب ہے جس میں فرزند رسول شہید کئے گئے اس مقام کو قتل گاہ

کہتے ہیں اس کو سنگ مرمر سے مستحکم کردیا گیا اور علاوہ اس کے ضروری آراستگی بھی کی گئی ہے شمال و مغرب کی سمت روضۂ مقدس کے رواق میں امام زادہ سید ابراہیم بن حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کا مزار ہے ضریح مقدس کے سمت شمال و غرب کی طرف مردانہ و زنانہ میں مرد اور عورتیں نماز تلاوت و دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں، نماز عصر کے وقت سے تمام زائرین اور شہر کربلا کے زن و مرد حرم اقدس میں جمع ہوجاتے ہیں علماء و واعظین پند و نصیحت عموماً عربی و فارسی میں کرتے ہیں ان مجالس میں زن و مرد پُرسکون واعظین کی تقاریر سنتے ہیں عراقی و ایرانی مستورات سیاہ برقع اوڑھے اور مرد سیاہ عبائیں پہنے صبح و شام حرم اقدس میں حاضر ہوکر خاتون جنت کو پُرسہ دیتے ہیں نماز مغرب کے وقت گلدستہ اذان سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتے ہی تمام حرم اقدس اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھتا ہے صحن مبارک اور اندرون روضہ اقدس نماز کے لئے صفیں قائم ہوجاتی ہیں ہر سمت رکوع و سجود اور زیارتوں کے پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں رات دن صدہا مرد عورتیں بوڑھے جوان امیر و غریب ایک ہی حال میں نظر آتے ہیں ہر شخص تسبیح و تہلیل یا نماز واجب و سنتی میں محو اور گریہ و زاری میں مصروف نظر آتے ہیں اسی طرح صبح تین چار بجے گلدستہ اذان سے لاؤڈ اسپیکر سے موذن کی اذان سنائی دیتی ہے یہ اللہ اکبر کی صدا شہر اور حرم اقدس کے اندر ایک خاص اثر پیدا کردیتی ہے اذان کی آواز سن کر بعض حق پرست اور جنت کے پروانے کھڑے ہوکر خود اذان دینے لگتے ہیں اذان کے بعد ہی نماز صبح کے وقت ایک خاص سماں پیدا ہوجاتا ہے زائرین کے قلب میں ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی ہے حرم اقدس میں ہر چہار سمت زائرین کا اژدہام جن کی زیارت خوانی قرآن خوانی کی عربی و عجمی لہجوں میں بلند و دھیمی آوازیں نماز گذاروں کا مجمع مصروف رکوع و سجود اس مجمع کی والہانہ رقت انگیزی اور ضریح اقدس کے گرد زائرین کا ہجوم مثل پروانوں کے مصروف طواف اس وقت کے تاثرات و کیفیات کی ترجمانی ممکن ہی نہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے جو آسمان سے زائرین کی شکل میں مشغول عبادت ہیں ہر شخص اپنی حاجات اور بخشش کے لئے دعا کرتا ہے یہی وقت حاجتوں اور دعاؤں کے مقبول ہونے کا ہے۔

المختصر حضرت امام علیہ السلام نے روز عاشورہ اپنے نانا کا دین و اسلام کا پرچم اپنے بے بہا طاہر خون سے رنگ کر دنیا کی ہدایت کے لئے جو زمین کربلا پر نصب کیا تھا اس کو گرانے کے لئے متعصب و ظالم و جابر حکومتیں یکے بعد دیگرے اٹھیں اور اس کو مٹانے کیخاطر اس مقدس سرزمین اور شہر کو متعدد بار آگ لگائی گئی اس کو لوٹا گیا شہر اور حرم کو مسمار کیا گیا شہر کے گلی کوچوں بازاروں کو لاشوں سے پاٹا گیا خون کے دریا جاری کر دیئے حسینیت کی شمع گل کرنے کے لئے لاتعداد جوانوں ضعیفوں عورتوں معصوم بچوں کا خون بہایا اللہ اللہ جس زمین پر ملائکہ سجدہ کریں انبیاء مرسلین احترام کریں خود رسول آنکھیں ملیں اس زمین پر ہل چلائے گئے دریا بہائے گئے خون برسایا گیا مگر بارگاہ حسینی کے طلائی گنبد کی بلندی پر شہیدان وفا کے خون سے رنگا ہوا" سرخ علم" آج بھی پورے تہیب و جلال کے ساتھ بالکل اسی طرح سایہ فگن ہے جس طرح اب سے تیرہ سو سال پہلے رسالتمآب نے دین اسلام کا علم بلند کیا تھا اسی لئے تو رسول نے فرمایا حسین منی و انا من الحسین۔

روضۂ حضرت ابوالفضل العباس

حضرت امام حسین علیہ السلام کے باب قاضی الحاجات کے باہر ایک خوبصورت بازار نظر آئیگا، بازاروں سے گذرتے ہوئے سیدھے روضۂ حضرت ابوالفضل العباس ہے زائرین زیارت سرکار سیدالشہداء سے فارغ ہوکر یہاں پہنچتے ہیں روضۂ اقدس کے گرد احاطہ معہ کمروں کے بلند پختہ کاشانی رنگ

ے منقش ہے صحن کشادہ اور سنگین ہے نیچے سرداب ہے وسط صحن میں روضہ اقدس واقع ہے گنبد اور مینارہ کاشانی رنگ سے منقش اور طلائی ہیں جابجا مناسب مقامات پر اشعار و آیات قرآنی کی تحریر فن خطاطی کا بہترین نمونہ ہے روضہ کے دروازے نقرئی اور ایوان طلائی ہے زیر قبہ انور خوشنما میناکاری اور آئینہ بندی کی گئی ہے قنادیل نقرئی اور طلائی کے علاوہ شیشہ آلات بھی کافی آویزاں ہیں جن میں برقی روشنی لگائی گئی ہے مرقد انور کے گرد اندر فولادی و نقرئی جالی لگی ہوئی ہے اور اس پر دو پہلوی شاندار چاندی کی چھت ہے اوپر قیمتی شامیانہ اور اطراف میں جالی ہے فرش سنگ مرمر کا ہے اور نہایت عمدہ ایرانی قالین بچھے ہوئے ہیں اور صندوق قبر اطہر بلند اور اس پر شال کی چادر پڑی ہوئی ہے، یہاں بھی زائرین کا ایک ہجوم عام ہوتا ہے ہر ایک مشغول زیارت و تلاوت و نماز وغیرہ میں نظر آتا ہے عربی وایرانی لہجوں میں یا ابوالفضل العباس یا ماہ بنی ہاشم اور گریہ و بکا کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ حاجتمندوں کا مشکلکشا کے فرزند سے طلب حاجت کرنا یہ سب کچھ ایسا اثر انداز منظر ہوتا ہے کہ قلب و روح کو متاثر کرتا ہے، خدام و ملازمین بارگاہ اپنے اپنے خدمات متعلقہ کو انجام دیتے رہتے ہیں، واعظین و علماءؑ پند و نصیحت و فضائل و مصائب بیان کرتے رہتے ہیں یہاں نماز صبح و فجر میں باجماعت ہوتی ہے۔ غرضیکہ فاقت کی آن بان کے ساتھ ساتھ دبدبہ و شان و شوکت اور رعب و جلال بھی نمایاں ہے اس علمدار حسینی کی بارگاہ کی عظمت و جلالت سے دل لرزتا ہے اور جلال و جبروت کے نشانات ہر قلب پر ہیبت و رعب کا سکہ بٹھاتے ہیں یہ وہ مقبول بارگاہ فیض آثار ہے جس سے کوئی خالی ہاتھ نہیں پھرا، جبکہ اجابت دعا کے لئے مشیت ایزدی شامل حال ہو گاہ بگاہ یہاں معجزات ظاہر ہوتے رہتے ہیں مضافات کے عراقی باشندے اپنے متنازعہ مسائل اس مقدس بارگاہ سے حل کراتے رہتے ہیں زائرین کو چاہیئے کہ یہاں بھی آداب زیارت بجالائیں اگر خود زیارت وغیرہ ادا نہ کر سکتے ہو تو خدام کے ذریعہ سے آداب زیارت بجالائیں۔

مزار جناب حُر

فوج حسینی کے ہراول کا مزار حرم حضرت امام حسین علیہ السلام سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے نزد در خیمہ سے ہر قسم کی سواری دستیاب ہو سکتی ہے، زائرین کے فرائض میں ہے کہ جب سرکار سیدالشہداء کی زیارت سے فارغ ہو تو ان کے مہمان جناب حُر کی ضرور زیارت بجالائے، جناب حُر کے مزار کے صحن کا دروازہ بلند ہے گرد صحن احاطہ بلند و پختہ ہے صحن گو مختصر ہے لیکن خوشنما ہے وسط صحن میں بڑا گنبد نیلگوں کاشانی اینٹ کا بنا ہوا ہے گنبد کے نیچے ضریح ہے ضریح کے گرد جالی ہے اور اندرون جالی قبر کا صندوق ہے اس پر چادر پڑی رہتی ہے در و دیوار سے بوئے ایمان و وفا آتی ہے جب شاہ اسمٰعیل صفوی حضرت حُر کی زیارت کے لئے گئے تو انہوں نے اپنے اثر و اقتدار سے قبر جناب حُر کو کھلوا دیا مقصد ان کا یہ تھا کہ وہ رومال حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جو عاشورہ محرم کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کو عطا کیا تھا اور اس کو جناب حُر نے اپنا ذخیرہ آخرت ذریعہ شفاعت سمجھ کر اپنا سر بند بنا کر قبر میں رکھ لیا تھا اس کو بادشاہ حاصل کرنا چاہتا تھا، چنانچہ قبر کھول دی گئی میت جناب حُر صحیح و سالم تھی وہ رومال جناب حُر کے سر پر بندھا ہوا تھا، حسب خواہش شاہ اسمٰعیل صفوی رومال سر سے کھولا گیا فوراً ہی ایک سیلاب خون کا جاری ہو گیا بادشاہ گھبرا گیا اور فوراً ہی رومال سر پہ باندھ دیا گیا اسی وقت خون بہنا بند ہو گیا، اسی وقت بادشاہ نے تاکیدی حکم روضہ جناب حُر کی تعمیر کا دیا جو آج تک باقی ہے۔ راجہ محمود آباد کی جانب سے بھی اس روضہ کی مرمت وغیرہ ہوتی۔ زائرین کو چاہیئے کہ روضہ اقدس سرکار

۹۔ مریضوں کا ضریح اقدس کی جالی سے زنجیر یا پارچہ سے بندھے ہوئے پڑے رہنا اور صحت کے لئے دعائیں طلب کرنا

سید الشہداء، و غازی ابوالفضل کی زیارت سے فارغ ہو کر جناب حُر کی زیارت کے آداب بجالائیں۔ اگر زیارت خود نہ پڑھ سکتے ہوں تو خدام کے ذریعہ سے پڑھیں،

مزار جناب عون

یہ مزار کربلا معلے سے سات میل سڑک بغداد پر واقع ہے۔ بغداد جاتے ہوئے لب سڑک دائیں جانب ہے عون ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ جناب عون بن حضرت علی ابن ابیطالب روز عاشورہ یزیدی لشکر سے لڑتے لڑتے اور اشقیا کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس مقام پر زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گر کر جان بحق ہوئے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عون بن عبداللہ یعنی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے لخت جگر ہیں، صندوق قبر پہ زیارت کی تختی آویزاں ہے آداب زیارت بجالائیں۔

خیمہ گاہ

مسافر خانہ پنجابی کے چند قدم کے فاصلہ پر قریب باغ ابوالفتح وہ مقام ہے جہاں قافلہ حسینی آکر اترا تھا اور قبل شہادت ایک عشرہ مقیم رہا دروازہ بلند بر نگ کاشانی قدرے منقش ہے اندر کے مقامات خیام و در اور بچتہ ہیں اور نشان کجاوہ و محمل احاطہ دروازہ سے اس حدود عمارت تک پختہ بنائے گئے ہیں حدود عمارت کے اندر سرکار سید الشہداء کے خیمہ کا نشان اور عقب میں پردہ دارانِ عصمت و طہارت کے خیموں کے نشانات بتائے جاتے ہیں ان میں وہ جگہ نمایاں کی گئی ہے جہاں سید سجاد حالت غشی کے عالم میں آرام فرما رہے تھے اور اس خیمہ میں آگ لگادی گئی تھی یہاں ایک مقام پر قبر علی اصغر کا نشان بھی ہے مظلوم کربلا کے خیمہ کے ملحق سرداب ہے صحن خیمہ گاہ کے گوشہ میں ایک طرف حجرۂ جناب قاسم بھی بنا ہوا ہے یہاں بھی خدام ہیں جو زیارت پڑھاتے ہیں۔

تل زینبیہ

حرم اقدس سرکار سید الشہداء کے باب زینبیہ کے چند قدم کے فاصلہ پر ایک بلندی پر وہ مقام ہے جسے تل زینبیہ کہتے ہیں یہاں ایک خوشنما محراب مختصر آرائش کے ساتھ بنایا گیا ہے یہ ایک ٹیلہ تھا یہی وہ معروف جگہ حضرت زینب علیہا سلام اللہ علیہا نے عاشورہ محرم اپنے بھائی فرزند رسول کو زیر خنجر دیکھ کر عمر ابن سعد کو پکارا تھا یہ مقام اونچا ہے اب بھی باب زینبیہ کے نام سے وہ نشیب جہاں امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی صاف نظر آتا ہے۔ افسوس کہ اس مقدس مقام کے آس پاس جوتوں کی دکانیں ہیں اور زیارت گاہ گلی میں واقع ہے کسی ثروت مند پروانہ حسینی کو آج تک توفیق نہ ہوئی کہ سرکار سید الشہداء کی شیدائی بہن کے اس محترم مقام کے شایانِ شان زیارت گاہ بنادیں۔

کوچہ شیر و فضہ

کوچہ شیر و فضہ میں دیوار میں ایک مقام نمایاں ہے جہاں بوقت پائمالی لاشہائے شہداء جناب فضہ نے بروایتہ شیر کو آواز دی تھی کہتے ہیں وہ شیر اس وقت نمودار ہوا جب لاشہائے شہدا پامال ہو چکے تھے،

مقام جون حبشی غلام

حرم اقدس باب السلطانیہ کے باہر ایک مقام جون کے نام سے مشہور ہے جون ابوذر غفاری صحابی رسول کے حبشی غلام تھے جنھوں نے عاشورہ محرم فرزند رسول پر جان قربان کی، آپ نے شہادت پاکر یہ مرتبہ حاصل کیا کہ حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں جون تم پر میرا سلام ہو،

مقام شہزادہ علی اکبر

حرم اقدس کے بجانب شمال گلیوں کو عبور کرتے ہوئے ایک مکان کے حصہ میں وہ مقام ہے جہاں ہمشکل رسول شہزادہ علی اکبر گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور سید الشہداء نے بیٹے کے سینہ سے نیزہ کھینچا۔

مقام شہزادہ علی اصغر

یہ وہ مقام ہے جہاں بے شیر کے گلوئے مبارک کو حرملہ ملعون نے تیر کا نشانہ بنایا۔

مقام زعفر جن :- کوچہ شیر فضہ سے کچھ فاصلہ پر کوچہ بلوشح میں ایک مقام ہے، جہاں زعفر جن معہ اپنی فوج کے نصرت امام مظلوم کے لئے آئے تھے لیکن آپ نے انکار فرما دیا تھا۔

مقام قطع دستہائے ابوالفضل العباس

در قبلہ سے باہر بائیں جانب بازار اور گلیوں کو عبور کرنے کے بعد وہ مقام ہے جہاں شقی ازلی نے آپکا دستِ راست قطع کیا تھا اور یہیں سے آپ نے علم لشکر بائیں ہاتھ سے سنبھال لیا تھا پھر کچھ فاصلہ پر وہ مقام ہے جہاں قمر بنی ہاشم کا دست چپ قطع ہوا تھا یہ مقام اب اندرون مکان ہے اس مقام کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ روز عاشورہ حضرت جبرئیل نے دھوپ کی انتہائی طپش دیکھ کر پروں کا سایہ کیا تھا لیکن امام مظلوم نے سایہ کرنے سے حضرت جبرئیل کو منع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ وقت امتحان ہے!

مقام حضرت علی المرتضیٰ

حرم اقدس کے باہر تاج محل کے ساتھ وہ مقام ہے جہاں حضرت علی المرتضیٰ نے جنگ صفین سے واپسی کے وقت قیام فرما کر نماز ادا کی اور مقام شہادت امام حسین علیہ السلام سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

مقام صاحب العصر والزمان علیہ السلام

نہر حسینیہ (علقمہ) کے پل کے پاس ایک چھوٹی سی عمارت ہے یہ مقام حضرت حجت کی طرف منسوب ہے کہتے ہیں کہ اپنے جد کی زیارت کے سلسلہ میں یہاں حضرت حجت قیام فرماتے ہیں، شب نیمہ شعبان زائرین کا ہجوم ہوتا ہے اور عریضے پیش کئے جاتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام معہ اعزا داخل کربلا ہوئے تو پہلے آپ کا گھوڑا اسی مقام پر رک گیا تھا اور اسی مقام سے زخموں سے چور ہو گئے تھے یہاں تک کہ نیزوں و تیروں کی بوچھاڑ میں قتل گاہ تک سید الشہداء پہنچے اور گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے!

مقام مکالمہ

اس مقام سے کچھ فاصلہ سے اندرون بازار وہ مقام ہے جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور عمر سعد سے ہمکلام ہوئے تھے اور اپنے حسب و نسب اور فضائل بیان فرمائے تھے!

باغ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

مقام حجت اور نہر حسینیہ (نہر علقمہ) کے ملحق اندرون احاطہ باغ ایک مختصر پختہ عمارت ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس مقام پر قیام فرما ہوتے تھے، منصور عباسی کے دور حکومت میں آپ عراق طلب کئے گئے تھے کربلا معلے تشریف لائے اور آپ یہیں مشغول عبادت ہوتے تھے اور ایک باغ اس عمارت کے ملحق لگوایا، اب یہ باغ حکومت عراق کے قبضہ و تصرف میں ہے اس جگہ دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے۔

مزار عالم اجل علامہ جلال الدین ابوالعباس احمد مجتہد اعظم

آپ کا مزار خیمہ گاہ سے تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ایک گلی میں اندرون صحن مکان واقع ہے آپ صاحب آیات و کرامات عالم دین ہیں ایک دفعہ ایک نصرانی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا تھا کہ رسول اللہ کی حدیث ہے کہ میرے علماء امتی انبیائے بنی اسرائیل کی مانند ہیں اگر آپ کے رسول کی یہ حدیث صحیح ہے تو آپ اپنے عصا کو اسی طرح سانپ بنا دیجئے جس طرح حضرت موسےٰ کلیم اللہ نے اپنے عصا کا سانپ بنا دیا تھا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا قول رسول صادق ہے چنانچہ آپ نے اپنے عصا پر کچھ کلمات پڑھ کر زمین پر پھینک دیا، اسی وقت عصا سانپ بن گیا، کچھ توقف کے بعد سانپ کو ہاتھ میں لے لیا سانپ آپ کے دست مبارک میں آتے ہی بدستور عصا بن گیا، نصرانی یہ حال دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ آخر کار مسلمان ہو گیا۔ اس مزار پر دعائیں مستجاب ہوتی ہیں دو رکعت نماز ادا کریں اور آویزاں تختی سے زیارت پڑھیں۔

اس مزار کے علاوہ حرم اقدس سید الشہداء اور روضہ ابوالفضل العباس کے مابین بازار میں دو علمائے دین کے مقبرے ہیں اور وادی کہنہ میں بھی ایک امام زادہ کا مقبرہ ہے اور اندرون حرم اقدس سید الشہدا اور رواق میں جا بجا علمائے دین کے مقابر ہیں یہ وہ مقدس بزرگ تھے جو اپنے زمانہ میں درخشندہ ستارے تھے زائرین کو چاہیئے ان مقابر اور دوسرے مقامات پر دو رکعت نماز ہدیہ ادا کریں اور حرم اقدس کے باب قبلہ سے باہر چند قدم پر بائیں جانب گلی میں ایک سمت چھوٹے سے کمرہ میں ایک مومن درویش کی قبر ہے یہ پہلا مجاہد اور مقبول بندہ ہے سورہ فاتحہ پڑھیں۔

شہر کربلا معلیٰ

کربلا معلےٰ کی سرزمین ہزاروں سال قبل یہ جگہ ویرانہ اور اجڑی ہوئی پڑی تھی جس کا نام غاضریہ، نینوا مشہور عالم تھا لیکن دنیائے عالم کے محسن اعظم شہید اعظم حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول نے خود اس زمین پاک کو اپنے خون طاہر سے جنت معلےٰ بنا دیا اس آفتاب امامت کے ساتھ جتنے بھی چھوٹے بڑے ستارے یوم عاشورہ محرم اس زمین پر غروب ہوئے تھے ان سب پروانہ ہائے شمع امامت کا مدفن بھی یہیں ہے اس کربلا کے بقعہ مبارکہ پر رسالتمآب، علی المرتضےٰ اور فاطمہ زہرا کے کلیجوں کے ٹکڑے موتیوں کیطرح بکھرے پڑے ہیں سب ہی تو یہاں کی خاک کا ہر ذرہ شفا کا اثر رکھتا ہے، یہاں کی تمام تر شیعہ آبادی تقریباً ایک لاکھ سے زائد ہے، آداب و معاشرت عربی لیکن ایرانیوں کی کثرت آمد و رفت سے زبان فارسی بھی عربی کے پہلو بہ پہلو ہے ہند و پاکستان کے زائرین کی آمد و رفت سے ٹوٹی پھوٹی اردو بھی بولی جاتی ہے یوپی علاقہ کے بھی کچھ خاندان آباد ہیں یہاں کے بڑے پیشہ خدامی اور تجارت و صنعت و حرمت ہیں، بازار بارونق جدید طرز کی دکانیں کشادہ سڑکیں بعض چھپے ہوئے بازار اور پرانی آبادی کی گلیاں تنگ و تاریک ہیں جہاں ہزاروں سال قبل تجر زمین اور ریتیلے ٹیلے تھے اب وہاں چاروں طرف ہرے بھرے باغات ہیں جن کی وجہ سے تقریباً تمام سال قسم قسم کے پھل و میوے بازاروں میں دکھائی دیتے ہیں یہاں تک مشہور ہو گیا کہ عربستان بھر میں طائف و کربلا سے زائد کہیں پھل پیدا نہیں ہوتے، کربلا کے چاروں طرف کافی رقبہ میں دور تک انہیں باغات، کھجور، انار، انگور، بہی، لیموں، انجیر، شہتوت وغیرہ کا سلسلہ چلا گیا ہے کہیں کہیں مالٹے کے بھی باغات ہیں جن کی آبپاشی نہر فرات سے ہوتی ہے، باغات سے گزرنے کے بعد کربلا شہر ہے پختہ کشادہ سڑکیں سیمنٹ

اور اینٹ پختہ کی دو منزلہ عمارتیں سڑکوں، بازاروں، گھروں میں برقی روشنی اور پانی کا معقول انتظام، ٹیلیفون، ریڈیو غرض کہ وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو آج کل ایک متمدن شہر میں ہونا چاہیں دنیا کے گوشہ گوشہ سے زائرین آتے رہتے ہیں ضروریات کی تمام چیزیں موسمی سبزیات خربوزہ، تربوز، دودھ، دہی، بالائی بافراط ہیں، موسم گرما میں گرمی زیادہ ہوتی ہے لیکن رات سرد ہوتی ہے عراقی دھاتی سکے چھوٹے فلس کہلاتے ہیں پچاس فلس کا ایک درہم جسے عراقی روپیہ کہتے ہیں اور بڑے سکے کے نوٹ ہوتے ہیں ان نوٹوں میں دو سو پچاس فلس کے نوٹ کو ربعہ دینار اور پانچسو فلس کے نوٹ کو نصف دینار ایک ہزار فلس کے نوٹ کو ایک دینار کہتے ہیں. یعنی بیس درہم کا ایک دینار ایک دینار برابر ایک پونڈ کے ہے بازار میں تبادلہ سکے کے لئے جابجا صرافوں کی دکانیں ہیں پاکستانی روپیہ کی بازار دنہیں عموماً قیمت کم ہوتی ہے، بہرکیف ریل یا موٹر جب منزل سے قریب ہو تو زائر کو باغات دور سے دکھائی دینے لگتے ہیں اور کچھ قریب ہو جانے پر دونوں گنبد بھی نظر آتے ہیں جس دل میں ارمان زیارت لئے ہوئے ایک زائر پہلے پہل اس روح پرور منظر کو دیکھنے لگتا ہے اور ساتھ ہی ہمراہی اشارہ کرتا ہے کہ وہ روضۂ اقدس دکھائی دیا تو زائر بتانے والوں کے اشارے پر نظر کرتا ہے جب زائر کی گنبد پر نظر پڑتی ہے تو دل پر چوٹ لگتی ہے کہ جس کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی درختہائے خرما کی آڑ میں سے دونوں روضے کچھ اس طرح مرقعہ حسرت بن کر دکھائی دیتے ہیں کہ بے اختیار رونے کو دل چاہتا ہے آخر کار اشکوں کا دریا آنکھوں سے اور نالہ و شیون کی آوازیں دہن سے نکلنے لگتی ہیں باغات سے گذر کر شہر کربلا معلےٰ آجاتا ہے۔

مضافات کربلا معلیٰ و نجف اشرف کی زیارت گاہیں

شہر حِلّہ حلہ بہت پورانا اور خوبصورت شہر ہے. عراق میں ایک تجارتی منڈی ہے، بصرہ اور بغداد کے درمیان ریلوے اسٹیشن ہے، یہاں پر دو مسجدیں، او شمس کے نام سے مشہور ہیں اور پرانے زمانے کے دو مینار بھی مشہور ہیں یہاں اکثر علمائے دین کے مزارات ہیں اور اس سرزمین میں علامہ حلّی جیسی مقدس شخصیتیں پیدا ہوئیں چنانچہ آپ کا اسم گرامی شیخ جمال الدین ابو منصور حسن بن یوسف بن علی بن مطہر حلّی ولادت سنہ ۶۴۸ھ وفات سنہ ۷۲۶ھ علم و فضل کے اس درجہ پر فائز ہوئے کہ جب بھی مطلقاً علامہ کہا جائے تو اس سے علامہ حلّی مراد ہوتے ہیں رئیس علماء شیعہ اور مجدد ملت جعفریہ تھے کمسنی میں درجہ علم و اجتہاد پر فائز ہوگئے بغداد میں شاہ خدا بندہ کے دربار میں طلب کئے گئے علمائے اہلسنت سے زبردست مناظرہ ہوا جس میں آیہ قرآنیہ و احادیث رسول کی روشنی میں مذہب شیعہ اثنا عشری کی اولیت[1] آپ کو زیارت امام زمانہ ہوئی ہے، آپ اپنی کتاب تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث میں دیکھا کہ جو شخص چالیس شب جمعہ تحت قبہ سرکار سید الشہدا احیا شب و عبادت و دعا کرے اس کو حضرت امام عصر کی زیارت ہوگی، چنانچہ میں ہر شب جمعہ کو حلہ سے کربلا معلےٰ آنے لگا اور اس چلہ میں مشغول ہوا جب انتالیس شب جمعہ گذر گئیں اور چالیسویں شب جمعہ کے لئے حلہ سے کربلا معلےٰ روانہ ہوا، خچر پر سوار تھا اس وقت میں اس شبہ میں گرفتار تھا کہ بہ کثرت احادیث اس مضمون میں وارد ہوئی ہیں کہ جو شخص غم حسین میں روئے اگرچہ آنسو کا ایک قطرہ بھی اس کی آنکھ سے برآمد ہو تو اس رونے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہ امر مجھ کو تعجب خیز معلوم ہوا ایک دوسری فکر مجھ کو یہ تھی کہ آج

[1] اور مذاہب اربعہ حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی کا نا صر ثابت فرمایا نتیجہ میں شاہ خدا بندہ نے مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کیا،

چالیسواں روز ہے مگر ابھی تک امام زمانہ کی زیارت نہیں ہوئی میں اسی محویت میں جا رہا تھا کہ نعلین میرے پیر سے گر گئی، ناگاہ ایک صحرائی عرب نے میرے خچر کی لگام تھام لی اور گری ہوئی نعلین اٹھا کر دے دی اور پوچھا کس فکر میں غوطہ زن ہو اس کے سوالات سے مجبور ہو کر میں نے اپنے شکوک اس سے بتائے یہ سُن کر اس بزرگ نے فرمایا کہ اے شخص پہلے میں تم کو قطرہ اشک عزا کے متعلق جواب دیتا ہوں اب تم خیال کرو کہ مثلاً ایک سلطان ہفت اقلیم شکار گاہ اپنے لشکر سے چھوٹ کر جنگل میں جا نکلا جہاں صرف ایک ضعیفہ ایک جھونپڑی میں رہتی تھی بادشاہ نے اس سے پیاس کی شکایت کی اس ضعیفہ نے جس کے پاس مال دنیا سے صرف ایک بکری تھی اس بکری کا دودھ بادشاہ کو پلا دیا پھر بادشاہ نے بھوک کے ہونے کی شکایت کی، بڑھیا نے بکری کا کباب بنا کر کھلا دیا۔ بادشاہ واپس ہوا، اب اگر وہ بڑھیا اس بادشاہ کے دربار میں جائے اور بادشاہ اس بڑھیا کو اپنی سلطنت دیدے تو بھی زیادہ نہ ہوا کیونکہ بڑھیا نے اپنا سب کچھ بادشاہ کو دے دیا...... یہی مثال امام حسین اور مالک ارض و سما کی ہے، اگر وہ حسین کو خدائی کا اختیار عطا فرمائے تو بڑی بات نہیں، قطرہ اشک عزا پر خیال نہ کرو بلکہ امام حسین کی شہادت کی عظمت کی طرف غور کرو اور دوسرا جواب یہ ہے کہ تمہارا امام اس وقت تمہارے ساتھ ہے یہ سُن کر میں نے اپنے کو سواری سے گرا دیا قدم مبارک چومے پھر حضرت غائب ہوگئے، آپ کا نجف میں روضہ اقدس حضرت علی ابن ابیطالب کے زیر منارہ مزار شریف ہے آپکی تالیفات میں تذکرہ، منتہی، شرح تجرید رکلام، تبصرہ وغیرہ ہیں۔

مسجد ردالشمش

کربلا معلےٰ دجلہ شہر کے درمیان لب سڑک یہ مسجد واقع ہے، جنگ نہروان سے واپسی پر امیر المومنین حضرت امام علی المرتضےٰ علیہ السّلام نے ظہرین کی نماز قضا ہونے کی صورت میں اس جگہ سورج کو پلٹا کر نماز ظہرین ادا کی چونکہ آپ کے دو صاحبزادے جنگ میں شہید ہوئے اُن کے دفن کفن کے بعد راستہ میں ایک علاقہ معذب آگیا جہاں نماز ادا نہیں ہو سکتی تھی اس مقام پر سورج کو پلٹا کر نماز ادا کی، زائرین مسجد کے قبہ کے نیچے دو رکعت نماز ادا کریں۔

مزار حضرت ایوب نبی اللہ

مضافات حلہ میں لب نہر فرات یہ مزار واقع ہے، عرصہ تک زخموں کی بیماری کی حالت میں آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہے قدرت نے دو چشمے جاری کیے اسکے غسل سے صحت یاب ہوئے آج بھی یہ چشمے دو کنوں کی شکل میں مزار کے عقب واقع ہیں، عموماً زائرین ان کنوں کے پانی سے غسل کرتے ہیں اور شفائے امراض کے لئے پانی ہمراہ لے جاتے ہیں اندر علی مرقد اطہر آویزاں تختی سے زیارت اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

کھنڈرات شہر بابل (بابُلون)

جن حضرات کو آثار قدیمہ سے دلچسپی اور قدیم زمانے کی عمارتیں دیکھنے کا شوق ہو وہ مضافات حلہ کی زیارتوں کے سلسلہ میں بابل اور دوسرے مقامات کے قدیم زمانے کی خبریں اور دیکھیں کھنڈرات بابل حلہ سے تقریباً تین چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہ تباہ شدہ شہر دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ پانچ بار اس تباہ شدہ شہر کی کھدائی ہو چکی یورپ و جرمن وغیرہ سے بکثرت سیاح آتے ہیں یہ شہر بابل بہت پرانی تہذیب کا مرکز تھا جب حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کا زمانہ تھا تو اس کی شان و شوکت کا ستارہ بہت عروج پر تھا، ۲۲۵۰ ق م میں آباد ہوا اور پندرہ سو سال سے زیادہ عرصہ تک دارالخلافہ رہا اسی شہر کے ملحقہ ایک اور شہر آباد تھا جسے قصر نمرود کہتے تھے، یہی نمرود کا دارالسلطنت تھا آج کل یہ مقام بالکل تباہ و برباد پڑا ہوا ہے

آبادی کے زمانہ میں اس کے گرد شہر پناہ تھی جس کی دیواریں بہت چوڑی بلند اور عمدہ عمدہ پتھروں اور اینٹوں کی بنی ہوئی اب تک موجود ہیں مگر کہنگی کی وجہ سے جابجا شکستہ ہیں دیواروں کے جو حصے کھڑے ہوئے ہیں ان جزوی دیواروں پر عجیب وغریب نقش ونگار درختوں پھلوں پھولوں، انسانوں حیوانوں کی شکلیں، عبارتیں اور نفیس بیل، بوٹے کندہ ہیں، مکانات کے کھنڈروں، عمارتوں اور میناروں پر مٹی کے تودے جابجا چڑھے ہوتے ہیں ۱۲۶۷ھ میں دانایان فرنگ نے (جو آثار سلف کے جویاں ہیں) سلطان عبدالمجید خان فرمانروائے روم کی اجازت سے اس تباہ شدہ شہر کو کھدوایا گیا۔ اندر سے نمرود کی بارگاہ بلند بلند مینار اور بہت سی عمارتیں برآمد ہوئیں ان عمارتوں میں قسم قسم کی چیزیں گھر یلو برتنے کے سامان طرز قدیم کے برتن پتھروں کی کرسیاں اور صراحوں کے اوندار ملے قصر نمرودی کے صحن میں بڑے بڑے ہیبت ناک پتلے نکلے یہ پتلے انسانوں، شیطانوں، جنات کی ڈروانی اور مہیب شبیہیں تھیں، ہاتھی، گینڈے، شیر، ریچھ وغیرہ جانوروں کی بھی پر ہیبت شکلیں پائی گئیں اور انہیں میں سے نمرود کا پورے قد کا پتھر کا تراشا ہوا پتلا بھی ہاتھ آیا نمرود کی دوسری شبیہہ اور بلی جس کی داڑھی میں موتی پڑے گئے تھے، قصر کے دارلامارۃ کی عمارتوں میں جھاڑ فانوس وغیرہ اشیاء آرائش بھی ملیں، تفسیر بحر مواج میں لکھا ہے کہ نمرود کے زمانہ میں حکماء وقت نے تخت گاہ نمرود میں سات طلسم بنائے تھے، جس سے پرانے زمانے کے عقلا کی عقول کا پتہ چلتا ہے۔

پہلا (۱) طلسم، شہر کے باہر ایک نہایت عمدہ حوض بنایا تھا، کنارے پر سنگ سفید کی تراشی ہوئی ایک بط نصب کی تھی جب کوئی غیر شخص (جاسوس) شہر میں داخل ہونا چاہتا تھا وہ بط اس قدر بلند آواز سے چلاتی تھی کہ سارا شہر تک واقف ہو جاتا تھا اس شخص کی پھر جانچ ہوتی تھی۔

دوسرا (۲) طلسم، ایک طلسمی طبل بنایا تھا اس کی یہ خاصیت تھی کہ جب کسی کی کوئی چیز چوری ہو جاتی تو جن لوگوں پر چوری کا گمان ہوتا تھا طبل کے پاس لاکر کہتے تھے کہ طبل پر ہاتھ لگاؤ، اس میں جو چور ہوتا تھا ہاتھ لگاتے ہی اس کا نام ونشان طبل کے ذریعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا تھا۔

تیسرا (۳) طلسم، ایک آئینہ تھا جس شخص کا کوئی عزیز واقارب سفر میں مفقود الخبر ہو جاتا تھا اور وہ اس کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا تو سال میں ایک دن مقرر تھا کہ اس دن آئینہ دیکھا جاتا تھا آئینہ دیکھتے ہی مفقود الخبر کے پورے حالات منکشف ہو جاتے تھے جس طرح جام جمشید میں دنیا کے حالات نظر آتے تھے!

چوتھا (۴) طلسم، ایک چشمہ تھا جس کے گرداگرد قلمرو نمرود کے کل شہروں کے نقشے کھچے ہوتے تھے جس شہر کا حاکم یا رعایا نمرود سے مخالفت کرتا تھا اسی شہر کے نقشے پر اس چشمہ سے نہر جاری کردی جاتی اور وہ شہر غرق ہو جاتا تھا۔

اسی قسم کے اور بھی طلسمات تخت گاہ نمرود میں بنے ہوئے تھے اس کے علاوہ نمرود نے ایک برج الفیل تعمیر کرایا تھا جس پر چڑھ کر خدا سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا انگریزوں نے نمرود کی تاریخ اس کے عہد کے رسم الخط اور زبان کی شرح بالتفصیل کی ہے نمرود کے زمانے کے حروف پھول اور بوٹوں کی شبیہہ پر تھے غرض بابل کے کھنڈرات کی قدیم اور عجیب چیزیں انگریز لے گئے جو آج عجائب خانہ لندن میں رکھی ہوئی ہیں آج اس کھنڈر میں ایک معبد خانہ ہے جس میں ایک کنواں ہے کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم کے حکم سے ہاروت، ماروت

فرشتے اسی کنوئیں میں لٹکائے گئے تھے کچھ فاصلہ پر اندرونِ کھنڈرات ایک دھات کا مجسمہ بشکل شیر اور اس کے نیچے عورت کی شبیہ ہے
کہتے ہیں کہ جب بخت نصر بادشاہ نے عراق فتح کیا تو اس نے یہ مجسمہ بطور یادگار تیار کرایا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں مثل شیر کے ہوں اور عراق
عورت، بہر کیف یہ وہ شہر تھا جہاں بڑے بڑے حکماء اور فلاسفر پیدا ہوئے جنہوں نے طرح طرح کے طلسمات بنائے یہ وہ شہر تھا کہ جس
کے بادشاہ نمرود نے آسمان پر چڑھ کر خدا سے لڑنا چاہا اور اس نے نبی ابراہیم خلیل اللہ کو نذر آتش کیا عراق کی سرزمین نے بڑی تہذیبیں دیکھیں
کلدانی تہذیب جس کا شہرہ تمام دنیا میں تھا، بخت نصر کی یادگاریں اور اس کا کھنڈر قلعہ، مرقد سکندر اعظم وغیرہ ایک وہ زمانہ تھا کہ نمرود سربراہ
سلطنت تھا اور اس کے پاس ایسے ایسے سامان موجود تھے جن کی بدولت اس نے خدائی کا دعوےٰ کیا اور بندگانِ خدا سے اپنی پرستش کرائی عبرت
کا مقام ہے کہ نمرود پر جب معبودِ حقیقی کی شانِ قہاری نے جوش کھایا تو صرف ایک مچھر کی رحم سے سخت سے سخت عذاب کھینچ کر ہلاک ہوا اور
آج وہ شہر اور اس کی وہ یادگاریں یا تو زمین پر ڈھیر بن گئیں یا وہ انسانوں کے ہاتھ لگیں اور وہ تماشا گاہِ خلائق ہیں،

نمرود کا آتشکدہ

کھنڈرات بابل سے تقریباً تین چار میل یعنی بیر نمرود کے متصل ایک لق ودق میدان میں بہت بڑے مٹی کے تودے
ہیں ایک تودہ پر ایک مختصر سی مسجد اور تہ خانہ ہے یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے
آگ میں ڈال دیا تھا خدائے قدیر کے اس حکم سے آگ گلزار ہو گئی یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم۔ آج بھی یہ جگہ سرد ہے اور
مٹی کے تودوں کو کھودنے سے راکھ اور کوئلے نکلتے ہیں جو نمرودی آتشکدہ کے نشان دہی کرتے ہیں۔

مزار جناب عمران بن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

کھنڈرات بابل اور نمرودی آتشکدہ کے درمیان یہ مزار واقع ہے
اس میں جناب عمران اور دو اصحاب جو جنگ نہروان میں شہید ہوئے
تھے مدفون ہیں، جناب امیر علیہ السلام نے یہیں دفن کئے

مزار جناب ابوبکر بن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

یہ مزار آتشکدہ نمرودی سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع یہ صاحبزادہ
جنگ نہروان میں شہید ہوئے اندرونِ مرقد زیارت کی تختی آویزاں
ہیں دیکھ کر یہ خدام کے ذریعہ زیارت پڑھیں اور دو رکعت نماز۔

صحرا ہاشمیہ

اس جنگل میں چند مزارات خاندان بنی ہاشم اور خاندانِ رسالت کے موتی بکھرے پڑے ہیں جب گیارہ محرم کو یزیدی
فوج نے خاندانِ رسالت کے اہلِ حرم کو مقید کیا تو اس علاقہ سے گذر ہوا تو خاندانِ رسالت کی صغیر سن لڑکیاں اونٹوں
سے گر کر جاں بحق ہوئیں بیمار کربلا نے ان کم سن بچیوں کو یہیں دفن کر دیا، سوائے دو لڑکیوں کے اور لڑکیوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے ان
دونوں لڑکیوں کے نام یہ ہیں جو علاقہ ہاشمیہ لب سڑک واقع ہیں۔

مزار بی بی شریفیہ

دختر جناب امام حسن علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں، خدام مزار پر رہتا ہے چھوٹا سا مقبرہ ہے ایک قسم کی بیکسی
برستی ہے، مرقد پر تختی زیارت آویزاں ہے اس کو دیکھ کر یا خدام کے ذریعہ زیارت پڑھیں اور دو رکعت
نماز ادا کریں۔

مزار بی بی حسینہ

یہ مزار امام زادہ سید زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام اور سڑک کوفہ کے درمیان ہے یہ مخدرہ بھی خاندان رسالت سے ہیں مرقد پر تختی زیارت آویزاں ہے دیکھ کر زیارت پڑھیں۔

روضہ امام زادہ سید قاسم بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے برادر کو تبلیغ و اشاعت دین کے لئے اس علاقہ میں روانہ کیا، حاکم وقت نے آپ کا استقبال کیا اور یہاں کا امیر مقرر کرکے اپنی دختر کی شادی آپ سے کردی آپ نے قصبہ قاسمیہ آباد کیا، شہر بارونق اور شیعہ اثنا عشری آبادی ہے یہاں کے بسکٹ مشہور ہیں روضہ وسط آبادی میں نہایت عالیشان ہے زائرین کا ہجوم رہتا ہے تختی زیارت آویزاں ہے زیارت اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

روضہ جناب حمزہ

جناب حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام، شہر قاسمیہ سے قصبہ ہاشمیہ کی آبادی سے گذر کر قصبہ حمزہ میں پہنچ جاتے ہیں، قصبہ بارونق ہے وسط آبادی میں آپ کا روضہ عالیشان ہے مثل اپنے جد قمر بنی ہاشم روضہ پر ہیبت و جلالت ٹپکتی ہے، شب و روز صدہا زائرین کا ہجوم رہتا ہے، بہت سے مریض ضریح کے گرد بندھے پڑے رہتے ہیں، شفایاب ہونے پر گھر جاتے ہیں زائرین گریہ و زاری و نماز و دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں، ضریح پر زیارت کی تختی آویزاں ہے اس سے دیکھ کر زیارت پڑھیں یا خدام کے ذریعہ سے زیارت پڑھیں، ضریح کا بوسہ دے کر دو رکعت نماز ادا کریں اور اپنی حاجات خدا سے طلب کریں مقبول بارگاہ ہے، شب جمعہ کو زائرین کا زیادہ اژدہام ہوتا ہے۔

مزار حضرت ذوالکفل نبی اللہ علیہ السلام

سڑک کوفہ اور نہر فرات کے مابین ایک قصبہ ذوالکفل ہے آبادی کے وسط میں بازار سے گذر کر ایک قدیم طرز کا عالیشان مکان نظر آئیگا صدر دروازہ پہ ایک بلند مینار ہے یہ مکان نبی اللہ کا رہائشی ہے عرصہ گذر جانے کے باوجود اسی طرح قائم ہے صرف در و دیوار پر کہنگی نمایاں ہے اندرون مکان صحن سے گذر کر ایک وسیع دالان میں آپ کی قبر مبارک ہے سرہانے کی سمت میں ایک الماری میں کہنہ کتب عبرانی زبان کی رکھی ہوئی ہیں اسی الماری میں ایک مدور سنگ رکھا ہوا ہے اس پتھر کی خاصیت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے جسم کے کسی حصہ میں درد ہو تو اس پتھر کے مس کرنے سے درد رفع ہوجاتا ہے چنانچہ میں نے خود اور دوسرے زائرین نے اس کا تجربہ کیا ہے اسی دالان کے ملحق دوسرے دالان میں نبی اللہ کے اصحاب کی قبور ہیں اسی دالان میں ایک مقام حضرت خضر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے مزار میں خدام موجود رہتے ہیں خود یا ان کے ذریعہ سے زیارت پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

مزار امام زادہ زید الشہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

شہر کوفہ سے تقریباً چار پانچ میل کے فاصلہ پر یہ مزار واقع ہے اسی مقام پر آپ کی میت دار پہ لٹکائی گئی تھی مزار کے ملحق سادات کی آبادی ہے، زیارت پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں۔

مقبرہ مقام حضرت یونس نبی اللہ

لب نہر فرات اور شہر کوفہ کی آبادی کے متصل یہ مقبرہ واقع ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یونس نبی اللہ کو مچھلی نے بحکم خدا اگلا تھا، زیارت پڑھنے کے بعد ضریح کا طواف کریں اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

مزار حضرت حزقیل نبی اللہ

نواح کوفہ اور نہر فرات کے متصل یہ مزار واقع ہے، ایک دفعہ بنی اسرائیل کے ستر ہزار افراد طاعون سے خائف ہوکر آبادی سے بھاگ کر صحرا میں چلے گئے تھے اللہ تعالی نے ان سب کو ہلاک کردیا تھا حضرت حزقیل نبی اللہ نے یہ دیکھ کر بارگاہ خداوندی میں مناجات کی کہ ان سب مردوں کو اپنی قدرت سے زندہ کردے، نبی اللہ کی دعا قبول ہوئی وہ سب افراد زندہ ہوگئے، زیارت پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں اس مزار پر یہودی لوگ بھی آتے ہیں۔

شہر کوفہ

قدیم کوفہ کے صرف نشانات و کھنڈر پائے جاتے ہیں، قدیم زمانے کی جامع مسجد کوفہ، مسجد سہلہ، مسجد صعصعہ، مسجد زید باقی ہیں، قدیم کوفہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے ظاہری عہد خلافت میں دارالخلافہ رہا اس دور میں ملک عراق کا وسیع بزرگ خوبصورت شہر تھا، جناب مختار ثقفی کے جہاد اور انتقام برائے خون ناحق حضرت امام حسین علیہ السلام کے وقت سے اکثر حصص تباہ و برباد ہوتے اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی بددعا سے بدستور برباد ہوتا چلا گیا اب چھوٹا سا قصبہ بازار مسقف اور سڑکیں چوڑی بجلی کا بھی انتظام ہے

مسجد کوفہ

یہ مسجد قدیم زمانہ کی نہایت شاندار ہے اس مسجد کے گرداگرد پرانا کوفہ آباد تھا اس کے قدیمی آثار دیواریں بلند اور مستحکم ہیں محرابیں ستون اذان کا مینار اور بلند و شاندار دروازہ چاروں طرف دالان بعض حصوں میں کمرے ہیں جن میں اکثر زائرین قیام کرتے ہیں اس مسجد کوفہ کے بیشمار فضائل و مناقب ہیں ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال سے ظاہر ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک ہزار انبیاء اولوالعزم اور ایک ہزار اوصیاء نے نمازیں اس جگہ ادا کیں ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عبد صالح یا پیغمبر نہیں گذرا کہ انہوں نے اس مسجد کوفہ میں نماز نہ پڑھی ہو، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز واجب اس مسجد میں پڑھنا حج مقبولہ کے برابر اور نماز سنتی عمرہ مقبولہ کے برابر ہے مسجد کوفہ میں مسافر کو اختیار دیا گیا ہے کہ حالت سفر میں خواہ نماز قصر یا پوری پڑھے اس مسجد میں ایک وقت کی نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے یہ مسجد کوفہ ان چار محترم مقامات میں سے ایک محترم مقام ہے۔ (۱) حرم خانہ کعبہ (مکہ معظمہ) (۲) مسجد نبوی (مدینہ منورہ) (۳) حرم حضرت امام حسین علیہ السلام (کربلا معلی) (۴) مسجد کوفہ یہ مسجد بیت المقدس سے افضل ہے مسجد کے دائیں جانب جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جہاں وہ محراب و منبر ہے جس پر حضرت علی وصی رسول اللہ کے ضربت لگی اس مسجد میں صرف بیٹھنا اور سورہنا ہی عبادت ہے، جب حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو کوفہ میں دارالحکومت اور بیت المال مسجد سہلہ میں قائم فرمائیں گے اور مسجد کوفہ میں نماز پڑھائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت حجت کے پیچھے نماز پڑھیں گے مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت حجت کا پایۂ تخت شہر کوفہ ہوگا جس کی آبادی اس وقت شہر بغداد سے ملحق ہو جائیگی، دجال یہاں قتل کیا جائے گا، بہرحال جب زائر مسجد کوفہ کے صدر دروازہ "باب الفیل" پر پہنچے تو خدام کے ذریعہ سے اذن دخول اور زیارت پڑھے یا خود مفاتیح الجنان کتاب سے پڑھے باب الفیل کے باہر ہی سے اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، والحمد

اللہ و سبحان اللہ کثرت سے پڑھتا جائے۔

اندرون مسجد ایک وسیع صحن ہے جس میں جا بجا پختہ چبوترے بنے ہوئے ہیں ان کو ستون کہتے ہیں یہ محترم مقامات ہیں یہاں اکثر انبیاء صالحین نے نمازیں ادا کی ہیں، خدام یا کتاب مفاتیح الجنان سے ان مقامات پر عمل بجالائیں۔

(۱) مقام حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آپ نے نماز ادا فرمائی (۲) مقام دکۃ القضایا، جہاں حضرت علی المرتضٰے مقدمات فیصل فرمایا کرتے تھے (۳) مقام بیت الطشت جہاں حضرت علی نے ایک لڑکی کو طشت میں بٹھا کر اس کے شکم سے بہ اعجاز کیڑا نکالا تھا، اسی طرح اور مقامات ستون انبیا و اوصیا و ائمہ معصومین علیہم السلام پر نمازیں و اعمال بجالائیں، بہتر ہے خدام کے ذریعہ ادا کریں مقام محراب ضربت حضرت علی ابن ابیطالب دائیں سمت ایک حصہ مسجد کی شکل میں ہے، جائے ضربت محراب میں پتھر کے منبر کے ملحق ایک مخصوص جگہ ہے اس جگہ شقی ازلی ابن ملجم نے زہر آلود تلوار سے عین سجدۂ خالق میں امیر المومنین کے سر اقدس پر ضربت لگائی تھی اس مقام سے بائیں جانب دیوار میں ایک دروازہ تھا جس سے گذر کر بیت اشرف سے مسجد میں مولا داخل ہوتے تھے اب وہ دروازہ بند ہے! غرضیکہ مسجد کوفہ کے بہت فضائل ہیں یہاں تک کہ اس مسجد میں رہنا ایسا ہے کہ جیسا خیمہ رسول میں رہ رہا ہے۔

روضہ جناب مسلم بن عقیل

مسجد کے مغربی سمت دروازہ سے باہر آپ کا روضہ ہے مرقد انور پر نقرئی جالی دار ضریح ہے زیارت پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں اور ضریح کو بوسہ دیں اسی روضہ کے الگ گوشہ میں مختار کا قرار ہے یہاں بھی دو رکعت نماز ہدیہ اور سورہ فاتحہ پڑھیں۔

روضہ ہانی بن عروہ

روضہ جناب مسلم بن عقیل کے سامنے ان کا روضہ ہے۔ آداب زیارت و نماز بجالائیں۔

مقام طوفان نوح

صحن مسجد کوفہ میں ایک نشیبی مقام پختہ بنا ہوا ہے یہاں حضرت نوح کے زمانہ میں ایک تنور تھا طوفان کی پیشین گوئی پر چند عورتیں روٹی پکاتے وقت نبی اللہ کا تمسخر اڑا رہی تھیں کہ آگ کے شعلے پانی کی دھاریں بن گئے اور طوفان پھوٹ پڑا اب بھی ایک گوشہ میں عبرت کے لئے نیلگوں پانی ہے۔

مقبرہ جناب خدیجہ

حقیقی بہن حضرت غازی ابوالفضل العباس، مسجد کوفہ کے باب الفیل کے باہر بالکل سامنے یہ مقبرہ ہے حضرت علی المرتضٰے کی ظاہری عہد خلافت میں فوت ہوئیں امیر المومنین نے یہاں دفن کیں، آداب زیارت بجالائیں۔

بیت اشرف

مسجد کوفہ کی پشت پر حضرت علی المرتضٰے علیہ السلام کا رہائشی مکان ہے آپ نے اپنے زمانہ ظاہری خلافت میں مع اہل و عیال یہاں بود و باش اختیار کی مختصر پختہ سادہ مکان ہے جس میں اکثر مقامات آج تک نمایاں ہیں مردانہ حصہ میں چھوٹا صحن اور صاحبزادوں و اصحاب کے بیٹھنے کے حجرے ہیں ایک حصہ میں آپ کی عبادت کی جگہ و غسل و کفن کا حجرہ بھی ہے دوسرے دروازہ اندرون صحن ایک مسقف گلی ہے جس میں ایک چھوٹا سا کنواں ہے گلی سے گذرنے کے بعد مخدرات عصمت و طہارت حضرت زینب و ام کلثوم وغیرہ کے رہائشی حجرہ میں ایک مختصر سا مدرسہ بھی ہے جہاں کوفہ کی مستورات حضرت زینب سلام اللہ

سے تعلیم حاصل کرتی تھیں مکان کے باہر ایک باغیچہ کی جگہ بھی ہے جہاں امیر المومنین اپنے دست مبارک سے درخت لگاتے تھے خدام ہر وقت موجود رہتے ہیں، آداب زیارت بجالائیں۔

قصر الامارہ

مسجد کوفہ کے متصل ابن زیاد کا وہ مشہور قصر جس کے کوٹھے پر مسلم بن عقیل کو نیچے دھکیل کر شہید کیا تھا اب یہ قصر نیست ونابود ہے سوائے مٹی پتھر کے ڈھیر کے کچھ باقی نہیں۔

ایک عبرت کی جگہ

مقبرہ رشید ہجری سے کچھ فاصلہ پر ایک سڑا ہوا سیاہ مٹی کا ڈھیر ہے یہاں ابن زیاد و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ کا مدفن ہے سوائے ابن زیاد کے مدفن کے جو زمین سیاہ اور سڑی ہوتی ہے باقی زمین سفید ہے۔

روضہ جناب میثم تمار

بیت اشرف سے کچھ فاصلہ پر یہ روضہ ہے آپ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کے اصحاب میں بڑے پایہ کے جلیل القدر صحابی تھے، حضرت علی کی مودت کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے اور محلہ کناسہ میں آپ کو دار پہ لٹکا دیا گیا تھا لیکن پھر بھی فضائل وصی رسول خلیفہ بلافصل بیان کرتے رہے یہاں تک آپکی زبان قلم کردی گئی اسی بیکسی کے عالم میں ابن زیاد نے شہید کرایا آج میثم تمار بن یحییٰ کی حق گوئی ان کے عالیشان روضہ سے ظاہر ہورہی ہے جہاں عقیدت مندوں کا ہجوم تسبیح و تہلیل قیام و قعود اور تلاوت کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور باطل پرست ابن زیاد اور اس کا پیشوا یزید مٹی کے سیاہ ڈھیر اور کانچ کی بھٹی میں سڑ رہے ہیں زائرین کا فرض ہے کہ وہ میثم تمار مجاہد اور حق پرست کے روضہ پر حاضر ہوکر اپنے اشک نچھاور کریں اور تمام آداب زیارت کے علاوہ مزید سنتی نمازیں اور قرآن کی سورہ یاسین کا ہدیہ پیش کریں۔

مقبرہ امام زادہ سید ابراہیم

بن امام زادہ سید حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام کا مقبرہ انہیں کے روضہ کے کچھ فاصلہ پر واقع ہے آداب زیارت بجالائیں۔

مسجد سہلہ

یہ مسجد مسجد کوفہ سے تقریباً تین میل ہے، اس مسجد سہلہ کے فضائل مثل مسجد کوفہ کے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں مقیم ہیں اور یہ ان کی منزل ہے، پروردگار عالم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا کہ جس نے اس میں نماز نہ پڑھی ہو جو محب آل محمد اس مسجد میں رہے گویا ایسا ہے کہ وہ رسول خدا کے خیمہ میں رہ رہا ہے اگر ہمارا محب اس مسجد میں رہ کر عبادت میں شب بسر کرے اور خداوند کریم سے اپنی حاجت طلب کرے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی بشرطیکہ وہ حاجت اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہو کوئی دن رات ایسی نہیں گذرتی کہ ملائکہ اس مسجد میں آکر خداوند تعالیٰ کی عبادت نہ کرتے ہوں، ابومحمد نے عرض کی کہ مولا میں آپ پر قربان ہوں کیا امام عصر علیہ السلام اس مسجد میں تشریف لاتے ہیں امام نے فرمایا کہ ہاں، اگر کوئی مصیبت زدہ محب آل محمد یہاں مغرب وعشاء کے مابین نماز حاجت ادا کرکے خداوند عالم سے اپنی حاجت طلب کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا، بہرحال اقوال معصومین علیہم السلام سے ظاہر ہے کہ اس مسجد میں اکثر امام زمانہ علیہ السلام رونق افروز ہوتے ہیں اور بوقت ظہور اسی مسجد میں آپکا قیام اور بیت المال ہوگا، اس سلسلہ میں اکثر مومنین محبت خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے، شب وروز زائرین کا ہجوم رہتا ہے بالخصوص شب چہار شنبہ بہت اژدہام ہوتا ہے

نجف اشرف وکوفہ اور مضافات سے بہت مومنین زیارت کے لئے آتے ہیں موٹروں کے ذریعے آمدورفت رہتی ہے، مسجد کے صدر دروازہ کے ملحق اور باہر خورد ونوش کی دکانیں ہوتی ہیں مومنین تمام شب نماز وزیارت اور دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں بعض خوش نصیب امام زمانہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور بہت سے مومنین اسی تمنا میں رات بھر عبادت میں بسر کرتے ہیں، وسط صحن مسجد میں ایک وسیع پختہ چبوترہ ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب بھی اس مسجد میں تشریف لاتے تھے تو اسی جگہ عبادت میں مشغول رہتے تھے، اس جگہ مغرب وعشا کی نماز کے درمیان نماز حاجت کی ادائگی کے بعد خداوند عالم سے اپنی حاجت طلب کریں انشاء اللہ تعالےٰ دعا مستجاب ہوگی۔

اس مسجد میں بھی مثل مسجد کوفہ کے چند محترم مقامات ہیں جہاں اکثر انبیاء کی رہائش گاہ اور مقام عبادت ہیں۔

۱۔ مقام حضرت ابراہیم خلیل اللہ، آپ نے کچھ عرصہ یہیں قیام فرمایا اور اسی جگہ سے جنگ یمن کو تشریف لے گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی یہیں سے جنگ جالوت کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔

۲۔ مقام حضرت ادریس علیہ السلام، یہ جگہ آپکی رہائشی ہے یہیں آپ خیاطی کا کام انجام دیتے تھے،

۳۔ مقام حضرت خضر علیہ السلام آپ اسی جگہ قیام فرماتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

۴۔ مقام حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام، یہ مقام مخصوصہ بطور مسجد کے ہے جس کے دو کمروں پر گنبد ہے اور دیوار میں اندرون محراب ایک ضریح ہے، شب چہار شنبہ کو مومنین اس جگہ تمام شب قیام وقعود، تسبیح وتہلیل اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں بعض خوش نصیب مومنین یہیں امام زمانہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ان محترم مقامات کے علاوہ، حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام وامام زین العابدین علیہ السلام وحضرت عیسےٰ علیہ السلام وغیرہ کے محترم مقامات ہیں جہاں آپ اکثر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے، زائر جب مسجد سہلہ کے دروازہ پہ پہونچے تو خدام کے ذریعہ آداب زیارت واعمال بجالائیں اگر خود پڑھ سکتے ہیں تو کتاب مفاتیح الجنان میں یہ تمام اعمال مرقوم ہیں اسے دیکھ کر پڑھیں، مسجد کوفہ وسہلہ کے خدام زائرین کو پریشان کرتے ہیں اس لئے ان سے تمام اعمال کی ادائگی کا معاوضہ طے کرلیں۔

مسجد صعصعہ بن صوحان یہ مختصر مسجد مسجد سہلہ کے شمال ومغرب میں واقع ہے، یہ مقدس بزرگ بھی حضرت امیر المومنین وصی رسول اللہ کے خاص صحابی تھے، حضرت علی نے اکثر اس مسجد میں نماز ادا فرمائی اور امام عصر علیہ السلام نے بھی، اس مسجد کے بھی بہت فضائل ہیں سید ابن طاؤس سے مروی ہے کہ ایک دن میں محمد بن جعفر کے ساتھ ماہ رمضان المبارک میں مسجد سہلہ میں گیا، محمد بن جعفر نے کہا کہ مسجد صعصعہ کو بھی چلیں وہ بہت مبارک اور مقدس مسجد ہے، مولانے کائنات حضرت علی اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں ائمہ معصومین علیہم السلام کے مبارک قدم آئے ہیں جب ہم مسجد صعصعہ میں داخل ہوکر نماز میں مشغول ہوئے ناگاہ ایک ناقہ سوار نے مسجد میں داخل ہوکر طولانی نماز ودعائیں ادا کیں، نماز سے فارغ ہوکر وہ مقدس بزرگ ناقہ پر سوار ہونے لگے ہم نے آگے بڑھ کر ان سے دریافت کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں، انہوں نے ناقہ پر سوار ہوتے فرمایا تمہارے خیال میں ہم کون ہیں، ان کے تکلم ورعب وجلال سے اسقدر مرعوب ومبہوت ہوئے کہ وہ بزرگ ناقہ پر سوار ہو چکے تھے آخر میں ہماری زبان سے یہ نکلا کہ ہم گمان کرتے

ہیں کہ شاید کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں انہوں نے فرمایا میں وہ ہوں کہ خضر بھی ہمارے دیکھنے کا منتظر ہے یہ کہہ کر مسکرا کر فرمایا کہ جاؤ میں تمہارا امام زمانہ ہوں اور غائب ہو گئے غرض یہ مسجد بھی اپنے تقدس کے لئے بے نظیر ہے زائرین کو چاہیئے کہ وہ یہاں بھی آداب زیارت بجا لائیں ۔

مسجد زید بن صوحان

یہ مسجد مسجد سہلہ کی پشت پر ہے یہ بھی حضرت علی کے اصحاب میں سے تھے یہ مسجد ان کی طرف منسوب ہے ۔ چھوٹی سی مسجد ہے یہاں بھی حضرت علی نے نمازیں ادا کی ہیں یہاں بھی آداب زیارت بجا لائیں اکثر یہاں بھی خدام چلے جاتے ہیں ۔

مقبرہ کمیل ابن زیاد

یہ مقبرہ مسجد حنانہ کے قریب واقع ہے یہ بزرگ بھی اصحاب امیر المومنین میں سے تھے بڑے مقدس بزرگ تھے انہی کے نام سے دعائے کمیل مشہور ہے حجاج بن یوسف نے آپ کو محمد وآل محمد کی محبت اور ان کے فضائل بیان کرنے کے جرم میں شہید کیا کہ ان کے خاندان کو اذیتیں پہنچائیں ۔ زائرین کا فرض ہے کہ آپ کے مقبرہ پر حاضر ہو کر عمزدہ ہو کر آداب زیارت بجا لائیں ۔

رشید ہجری و احنف بن قیس

دونوں حضرات حضرت علی المرتضےٰ کے کبار صحابہ میں سے تھے ، رشید ہجری کو بھی زیاد بن ابیہ نے محمد آل محمد کی محبت کی وجہ سے ہاتھ پیر زبان کاٹ کر سولی دی ان کے آداب زیارت بجا لائیں ۔

مسجد حنانہ

یہ مسجد حنانہ راہ نجف اشرف و کوفہ کے درمیان واقع ہے اس مسجد کے فضائل اور تاریخی خصوصیت یہ ہے کہ جب تابوت مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا مسجد کوفہ سے بطرف نجف اشرف لایا جا رہا تھا تو اس مسجد کی دیوار کے عقب تابوت قیام کرایا گیا تھا ، اسی وقت دیوار مسجد تعظیماً وصی رسول اللہ جھک گئی تھی اسی لئے اس کو حنانہ (جھکنے والی مسجد) کہتے ہیں ، اس کے علاوہ گیارہ محرم ۶۱ھ کو بعد شہادت فرزند رسول لشکر یزید بن معاویہ الملعون خاندان رسالت و مخدرات کو گرفتار کر کے اور سر مبارک فرزند رسول و شہدائے کربلا کو لے کر کوفہ جا رہا تھا تو بحکم ابن زیاد الملعون کو اس جگہ ٹھہرایا گیا تھا اور سر اطہر فرزند رسول اس مسجد حنانہ میں شب بھر رکھا تھا بعض اخبار و روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسجد میں بعض اجزائے جسم اطہر بھی دفن کئے گئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خاص طور پر اس مسجد حنانہ میں چار رکعت نماز اور زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول پڑھنے کا حکم دیا ہے اس لئے زائرین یہاں حسب الحکم امام ششم آداب زیارت بجا لاتے ہیں اور فرزند رسول اور اہل حرم کی بیکسی کو یاد کر کے اشک بہاتے ہیں ۔

باب مدینۃ العلم کے آستانہ کے مختصر حالات

نجف اشرف دریائے فرات سے چار میل مغرب کی جانب ہٹ کر کوفہ کے قریب ایک مقدس خطۂ زمین رسول اللہ کے بھائی اور وصی حضرت علی ابن ابیطالب کی آرامگاہ ہے یہاں کے آستانہ کی جبہ سائی کے لئے غلامانِ حیدر کرار عمر بھر تڑپتے رہتے ہیں نجف اشرف کی اہمیت اور اس بقعہ مبارک کی فضیلت میں آئمہ طاہرین علیہم السلام سے بکثرت روایات صحیحہ کتب اخبار مثل علل الشرائع ومناقب وبحار الانوار وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں، حضرت علی ابن ابیطالب نے فرمایا کہ وہ بقعۂ زمین جس پر خداوند عالم کی سب سے پہلے عبادت کی گئی ہے ظہر الکوفہ (نجف) ہے جس وقت خداوند عالم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو انہوں نے کوفہ کے پیچھے جو زمین ہے اس پر سجدہ کیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ غری طور سینا کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی وہ جبل ہے کہ جس پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خدا کی تقدیس کی اور اسی جگہ رب العزت نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو درجہ خلت پر فائز کیا اور رسول خدا کو اپنا حبیب بنایا اور اس خطّہ کو انبیاء کا مسکن قرار دیا اور آپ سے ہی مروی ہے کہ روز طوفان نوح چار زمینوں نے اللہ سے فریاد کی (۱) بیت معمور (خانہ کعبہ) (۲) غری (نجف) (۳) کربلا معلےٰ (۴) طوس (مشہد مقدس)

نجف کے نام :- نجف کے نام ائمہ معصومین علیہم نے طور، ظہر، جودی، وادی السلام، غری، نجف

نجف کی وجہ تسمیہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ علل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نجف ایک عظیم الشان پہاڑ اور یہ وہی پہاڑ تھا کہ جس کو دیکھ کر فرزند نوح نے کہا تھا (سآوی الی جبل) میں پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی کے عذاب سے بچا سکتا ہے اس پر خداوند عالم نے اس سے خطاب کیا کہ کیا تجھ میں یہ طاقت ہے کہ میرے عذاب سے بچ جائے یہ خطاب سن کر پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بہت باریک رمل کی صورت میں مبدل ہو کر بلاد شام میں منتشر ہو گیا اور پھر اس کی جگہ ایک عظیم الشان دریا موجیں مارنے لگا کہ جس کا نام (نے) پڑ گیا، تھوڑے عرصہ کے بعد وہ دریا خشک ہو گیا "نے جف" یعنی (نے) خشک ہو گیا اس کے بعد نجف کہنے لگے آخر کثرت استعمال کی وجہ سے نجف کہا جانے لگا،

شہر نجف اشرف نجف اشرف کی آبادی تقریباً ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جو تمام تر شیعہ اثنا عشری ہیں، باعتبار آب وہوا کے صحت بخش ہے یہاں کے باشندے خوبصورت، شکل وشمائیل، اعضا تناسب مناسب اور عقل سلیم ودرُنی رائے رکھنے والے ہیں، مذہبی عقائد کے پکے، یہاں عموماً زبان عربی بولی جاتی ہے اور فارسی سے بھی کچھ لوگ واقف ہیں اردو بھی ٹوٹی پھوٹی جانتے ہیں یہاں کی بود وباش خالص عربی ہے سڑکیں کشادہ پختہ خوبصورت جن میں خصوصیت یہ ملحوظ رکھی گئی ہے کہ ہر شاہراہ حرم محترم کو جاتی ہے بازار متصف بارونق برقی روشنی دوطرفہ عالیشان پختہ دومنزلہ مکانات، کوفہ کا واٹر ورکس دن رات دریائے فرات کا پانی نجفِ اشرف کی طرف دھکیلنے میں مصروف ہے اس لئے چاروں طرف سبزہ لہلہا رہا ہے ہر قسم کی سبزیات اور پھلوں کی کثرت ہے نلوں

کے ذریعہ کثیر پائی بس و ٹیکسیوں کی وہ کثرت ہے کہ ہر گھنٹہ اطراف و جوانب کی طرف موٹریں چھوٹتی رہتی ہیں عام طور پر مکانات میں سرداب کیونکہ یہاں شدت کی گرمی پڑتی ہے اور سردیوں میں سردی زیادہ ہوتی ہے۔ کربلا معلے سے نجف اشرف تقریباً چالیس میل ہے ٹیکسی موٹریں ہر وقت جاتی رہتی ہیں، مسافرین کے قیام کے لئے بیرون حرم اقدس ہوٹل و مسافر خانے موجود ہیں قیام سے مالکان مسافر خانے سے کرایہ وغیرہ کا معاملہ طے کریں کیونکہ یہ لوگ ناقابل اعتماد ہیں۔ روانگی کے وقت زائرین کو پریشان کرتے ہیں۔

زمین نجف کی خرید

نجف اشرف کی وہ متبرک زمین ہے جس کو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آخر میں حضرت علی ابن ابیطالب نے خرید فرمایا چنانچہ فرحۃ الغری میں ہے کہ عقبہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے خورنق ذخیرہ سے کوفہ تک کسانوں سے ساری زمین کو چالیس ہزار درہم میں خرید لیا جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اس زمین کو خرید رہے ہیں حالانکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کوفان، کوفان اس کا اول آخر سے مل جائیگا اور اس سے ستر ہزار افراد ایسے محشور ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے میں نے چاہا کہ وہ میری ملکیت سے محشور ہوں۔

فضائل زیارت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے کوئی مخلوق ملائکہ سے زیادہ خلق نہیں فرمائی ہر روز ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ کی قبر کی زیارت کے لئے آتے ہیں آنحضرت پر سلام کرنے کے بعد حضرت علی ابن ابیطالب کی قبر مبارک پر آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اس کے بعد جناب امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر سلام کرتے ہیں اور اس کے بعد آسمان کی طرف لوٹ جاتے ہیں یہ سلسلہ بروز قیامت تک چلتا رہے گا اس کے بعد صادق محمد آل محمد نے فرمایا کہ جو شخص حضرت علی ابن ابیطالب کی زیارت ان کے منصب حقیقی امامت کو جانتے ہوئے کرے یعنی آپ کو اللہ کی طرف سے خلیفہ بلافصل رسول خدا کا سمجھے اور بہ لحاظ تکبر و شان آرائی زیارت کو نہ آیا ہو تو خداوند کریم اس کے لئے ایک لاکھ شہدا کا ثواب لکھے گا اور اس کے گناہان گذشتہ کو بخش دے گا اور روز قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا اور اس کا حساب کتاب آسانی سے ہوگا۔ ملائکہ اس کا استقبال کریں گے اور جب زیارت کر کے واپس جائیگا، تو فرشتے اس کو گھر تک چھوڑنے کے لئے آئیں گے اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کریں گے اگر مر جائے تو اس کے جنازہ تشییع کریں گے اور قبر تک دعائے مغفرت کرتے ہوئے اس کے ساتھ جائیں گے فرحۃ الغری میں جناب ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جائے تو اللہ تعالے اس کو ہر قدم پر جو اس راہ میں اٹھائے گا ایک حج و عمرہ کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اگر پیدل ہی گھر واپس لوٹے تو اس کے لئے ہر قدم پہ دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عنایت فرمائے گا

اور آنحضرت نے ابن مارد سے فرمایا کہ اے مارد کے فرزند جو شخص میرے جد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام کی زیارت آپ کے حق کا عارف ہوتے ہوئے کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ہر قدم پر حج و عمرہ مقبولہ لکھے گا اے ابن مارد بخدا ان قدموں کو جن پر خاک راہ زیارت پڑی ہو آتش جہنم نہ جلا سکے گا اے ابن مارد اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبر حضرت علی کے پاس نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبر امیر المومنین کے پاس ایک نماز دو ہزار نمازوں کے حکم میں ہے اور فرمایا کہ نجف میں ایک شب سو رہنا سات سو سال کی عبادت کے مساوی ہے، امام صادق علیہ السلام سے مجاورت قبر امیر المومنین و مجاورت قبر امام حسین کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبر علی کی ایک رات کی مجاورت سات سو سال کی مجاورت سے بہتر ہے اور امام حسین کی ایک رات کی مجاورت ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے ان روایات سے اس سرزمین کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ نجف اشرف میں محب اہلبیت دفن ہونے والا محاسبہ و سوال منکر و نکیر و فشار قبر کی اذیت سے محفوظ ہے۔

حیدر کرار کی قبر اطہر کا ظہور

جب یہ پر شوکت بارگاہ ایک پر حسرت قبر تھی کہ جب شب دیجور کے پردہ میں لوگوں کی آبادی سے ہٹ کر دشمنوں کی نگاہوں سے چھپا کر بنائی گئی تھی اور جس کے جاننے والے صرف امام حسن و امام حسین علیہم السلام و محمد حنفیہ و میثم تمار و صعصعہ بن صوحان و قیس بن سعد و حجر بن عدی و عمرو بن الحق و دیگر چند گنتی کے افراد و احباب تھے اور ان کو بھی تاکید تھی کہ وہ اس راز کو سینہ کا دفینہ کر دیں اور کسی پر قبر کو ظاہر نہ کریں جب تک قبر حضرت علی ابن ابیطالب دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ رہی اس وقت تک شمع امامت کے چند خاص پروانوں مذکورہ کے سوا کسی کو اس کا پتہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اہلبیت رسول جو اس کے حامل تھے وہی اس کا اعلان کرنے لگے دوسری طرف معجزات نے ظاہر ہونا شروع کیا اور وہ بھی اسطرح کہ اپنے پرائے سب ہی مقر ہو گئے حتیٰ کہ داؤد و ہارون رشید جیسے مخالفین کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی ارشاد القلوب دیلمی میں ہے کہ عضد الدولہ ان اطراف میں آکر تقریباً ایک سال کی طویل مدت تک اقامت گزیں رہا اور اس نے اطراف عالم سے بہترین صناع و استادانِ فن معماری کو طلب کیا اور کافی دولت صرف کر کے بہترین روضہ تعمیر کیا اس کے لئے بہت سے اوقاف بھی قائم کئے، شہر پناہ کی دیوار کو مضبوط کیا، شہر کو آباد کیا۔ بازار بنوائے، اس عمارت کا مشاہدہ مشہور سیاح اسلام ابن بطوطہ سنی مذہب نے بھی کیا ہے جبکہ وہ ۷۲۷ھ میں وارد نجف ہوئے چنانچہ وہ کتاب رحلہ جلد ۱ صد ۱۰۹ پر لکھتے ہیں پھر وہ لوگ (یعنی رافضی) چوکھٹ چومتے ہیں جو خاص چاندی کی ہے اور پہلو کا چوکھٹا بھی چاندی کا ہے اس کے بعد قبہ کا داخلہ ہوتا ہے جس کے اندر انواع و اقسام کے ریشمی فرش بچھے ہیں اور طرح طرح کے سونے چاندی کی قندیلیں آویزاں ہیں، قبہ کے وسط میں ایک ایوان ہے یہ اگرچہ لکڑی کا ہے مگر اس کے اوپر ہر طرف سے منقش سونے کے پتر چاندی کی کیلوں سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ لکڑی دکھائی نہیں دیتی اس کی بلندی قد آدم ہے اس کے اوپر تین قبریں ہیں جن کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ حضرت آدم و نوح و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبریں ہیں ان قبروں کے درمیان سونے چاندی کے طشت رکھے ہیں جن میں گلاب و مشک کا پانی و دیگر عطریات پڑے ہوئے ہیں اور زائرین ان میں سے ایک چلو بھر کر اپنے منہ پر تبرکاً ملتا ہے قبہ کی پشت پر ایک عقبی دروازہ ہے یہ بھی چاندی کا ہے جس پر رنگین ریشمی پردے پڑے ہوئے ہیں یہ دروازہ ایک مسجد میں کھلتا ہے جس میں حرم کی طرح ریشمی فروش بچھے ہیں اس کی دیواریں اور چھت بہترین خوشنما پردوں سے روپوش ہیں مسجد کے چار دروازہ ہیں جن کی چوکھٹیں چاندی کی ہیں اس پر ریشمی پردے چھٹے ہوئے ہیں (رحلہ ج ۱ صد ۱۰۹)

اس کے بعد بہت سے امراء سلاطین شیعہ و غیر شیعہ ناصر شاہ عباس و خدا بندہ و چنگیز خاں و شاہ اسمٰعیل و شاہ عباس صفوی وغیرہ

اور ۱۱۵۵ھ میں نادر شاہ بادشاہ نے قبہ پر سونا چڑھایا اور اس کے داخلی حصہ کو کاشی سے آراستہ کیا، صندوق کے آگے اپنا تاج رکھا اس کے ایک سال بعد اس نے دونوں منارے بھی سونے کے بنوائے۔

حرم اقدس

حرم اقدس حضرت علی المرتضٰے علیہ السلام شہر نجف اشرف کے وسط میں ہے، بیرون حرم چاروں طرف سڑکیں اور بارونق بازار ہیں روضہ اقدس آراستہ وسیع شاندار عمارت ہے روضہ اقدس کا گنبد طلائی اور بلند ہے دونوں منارے بھی طلائی ہیں جو بیرون شہر سے نظر آتے ہیں، حرم اقدس کا صحن سنگیں اور کشادہ ہے۔ احاطہ پختہ اور بلند ہے جس میں چاروں طرف آمدورفت کے لئے عالیشان دروازے ہیں، مابین دروازہ کمرہ ہائے پختہ وبرآمدے نفیس کاشانی رنگ، سے منقش ہیں صحن میں صبح وشام علمائے کرام و طلاب اور زائرین کا اژدہام رہتا ہے وسط حرم میں روضہ اقدس ہے ہر طرف ایوان بلند اور رواق شاندار ہیں تمام اندرونی حصوں میں کاشی اور آئینہ بندی حسب موقع وضرورت اعلیٰ کی ہے اہل ایران نے روضہ اقدس میں ایسی صناعی کی ہے جس کی لاگت کا اندازہ مشکل ہے، در و دیوار پر وہ بلوریں نقش ونگار بنائے کہ ہر آئینہ کی تراش نگاہ مردم کو خیرہ کر رہی ہے شیشہ کو کاٹ کر گل بوٹے بنانا ایرانیوں ہی پر موقوف ہے اس شکمی برقی نے جو پوشیدہ طور پر بلوریں پھولوں کے اندر ہی اندر جال بچھادی گئی ہے جب یہ برقی قمقمے بلوریں پھولوں میں روشن ہو جاتے ہیں اور مخفی گوشوں میں چھپے ہوئے رنگ برنگی ٹیوب یک بیک بھڑک اٹھتے ہیں تو روضہ اقدس کی غرق آئینہ دیواروں پر عجب کیف طاری ہوتا ہے کہیں آبی شعاعیں کہیں سبز نور کا دریا موجزن ہے حرم مطہر کا ہر ہر گوشہ ان روپہلی سنہری کرنوں سے تمام شب معمور رہتا ہے موجودہ شاہ ایران نے بہت سے عمل خیر کیئے ہیں ان میں حرم اقدس کی موجودہ آئینہ کاری بھی ہے، یہ آئینہ کاری اپنی خوشنمائی اور بجلی کی فٹنگ کے لحاظ سے بڑی دیدہ زیب ہے بغرض روضہ اقدس کے اندرون بیرون شیشہ سازی کا کام بوقت شب برقی روشنی میں ایک خاص منظر پیدا کرتا ہے جس سال نادر شاہ بادشاہ نے قبہ منورہ پر کثیر سونا چڑھایا تو باب نادری میں ایک طلائی زنجیر سے اپنے آپ کو کتے کی طرح باندھ لیا تھا اور فرط عقیدت سے سگ درگاہ حضرت علی ابن ابیطالب بنا تھا اندرون ضریح اطہر تین قبریں ہیں حضرت آدم ونوح اور حضرت علی المرتضٰی اور بالائے سر راس الحسین، ضریح اطہر کے اندرون تاج وشمشیر اور زرہ رکھی ہوئی ہے ایک طلائی مجوزدان بھی ہے جو شاہ سلطان حسین کی بیٹی نے ہدیہ کیا تھا ایک طلائی تاج مرصع محمد شاہ بادشاہ دہلی نادر شاہ بادشاہ نے لاکر رکھا ایک تاج زریں وصراحی طلائی فتح علیشاہ قاچار ایران کا رکھا ہوا ہے اور بہت سے قیمتی جواہرات موجود ہیں سر مطہر کی طرف مرقد منور حیدر کرار میں دو سوراخ نمایاں ہیں ان سوراخوں کے نزدیک بیش بہا جواہرات آویزاں ہیں یہ سوراخ وہ ہیں کہ جس وقت قیس بن مرۃ اپنے پرانے کینے کی وجہ سے قبر مبارک کی ساتھ بے حرمتی کرنا چاہتا تھا تو ان سوراخوں سے دو انگلیاں نمودار ہوئیں اور شمشیر کی طرح اس شقی ازلی کے دو ٹکڑے کر دیئے وزن کرنے پر دونوں جسم کے ٹکڑے برابر تھے آخر میں ایک تاجر آقائے شیخ محمد تقی ایرانی نے دس لاکھ تومان صرف کر کے ایک شاندار خاص سونے کا دروازہ جو اپنے طول وعرض میں پہلے چاندی کے دروازہ سے تقریباً دوگنا بڑا تھا بڑے تزک واحتشام کے ساتھ لاکر نصب کر دیا گیا اس بیش قیمت سنہری دروازہ نے حرم اطہر کی شان کو دوبالا کر دیا ہے سونے کا پھاٹک، سونے کی دیواریں، سونے کے مینار اور ان کے درمیان میں سونے کا عظیم ہیکل قبہ دیکھنے سے پورا روضہ سونے کا ایک مکان معلوم ہوتا ہے لیکن اس طلا کاری کی

اس شہنشاہ دین ودنیا کے آگے کیا حقیقت جس کی ایک ٹھوکر ہی سونے کے دریا ابل پڑتے تھے، بہر حال حرم اقدس میں مینارہ اذان بہت بلند جس پر لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہے جس سے صبح وشام اللہ اکبر اور علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفتہ بلا فصل کی بلند ہوتی رہتی ہے اور اندرون بیرون روضہ اقدس ہی جماعت نمازیں ہوتی ہیں زائرین خدام و مفاتیح الجنان سے آداب زیارت بجالائیں

وادی السّلام حرم اقدس کے باب طوسی سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک وسیع قبرستان ہے جس میں بے شمار قبریں اور صدہا گنبد نظر آتے ہیں ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی ہے کہ مغرب یا مشرق میں کوئی مومن نہیں مرتا ہے الّا یہ کہ اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ وادی السلام چلی جا، امیرالمومنین سے دریافت کیا گیا کہ وادی السلام کہاں ہے وہ کوفہ کی پشت پر واقع ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ گروہ در گروہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور وادی السلام ہی میدانِ حشر بنے گا، وادی السلام میں اب بھی خوش قسمتوں کو دُرِ نجف دستیاب ہوتے رہتے ہیں اس قبرستان میں ہزارہا مومنین صالحین وانبیاء مرسلین مدفون ہیں اس قبرستان میں عقیدتمند اپنی اور اپنے اعزا کی قبور کے نشان بناتے ہیں، اس قبرستان میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے

مزار حضرت ہود وصالح علیہ السلام اندرون وادی السلام ایک مزار ہے جس میں حضرت ہود وصالح علیہ السلام مدفون ہیں خدام یا آویزاں تختی زیارت سے آداب زیارت بجالائیں

مقام امام عصر علیہ السّلام وادی السلام کے ایک حصہ میں ایک عمارت حضرت حجت کی طرف منسوب ہے، مشہور ہے کہ عموماً شب جمعہ کو اس مقام پر نماز ادا فرماتے ہیں اندرون عمارت خدام بھی رہتا ہے آداب زیارت بجالائیں اور اسی عمارت کے ملحقہ ایک مقام امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب ہے آداب زیارت بجالائیں۔

مقام حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اندرون شہر نجف اشرف محلہ عمارہ میں ایک مقام سید سجاد کی طرف منسوب ہے کہتے ہیں کہ جب آپ اپنے جد کی زیارت کے لئے تشریف لاتے تھے یہیں قیام فرماتے اور عبادت میں مصروف رہتے، اس کے علاوہ حرم اقدس میں ایوان طلا اور حرم کے حجروں وصحن میں جلیل القدر علمائے اہلبیت کے مقابر ہیں مثلاً علامہ حلّی، مقدس اردبیلی، جناب غفران مآب لکھنوی، شیخ مرتضٰے انصاری صاحب جواہر، علامہ اصفہانی وعلامہ قمی

معجزات دنیائے عالم کے واقعات شاہد ہیں اور تاریخ کائنات سے ظاہر حیوانوں، انسانوں اور اولیا اللہ پر جب بھی کوئی مصیبت پڑی انہوں نے حلال مشکلات علی ابن ابیطالب کو اپنی مدد کے لئے پکارا، کسی نے علی کسی نے ایلی اور کسی نے ایلیا کہہ کر پکارا مگر سب نے مدد کے لئے پکارا حال میں حکیم سید محمود علی صاحب گیلانی (سابق اہل حدیث) نے ایک رسالہ ایلیا لکھا ہے اس میں موصوف نے مدلّل امریکہ وروس کے ماہرین کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت نوح وحضرت داؤد وحضرت سلیمان وگوتم بدھ، سری کرشن جی سب نے اپنی مدد کے لئے حضرت علی کو پکارا اور سب کی آپ نے مدد کی،

(۱) ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے محمد بن علی شیبانی سے روایت کی ہے کہ میں اور میرے والد وچچا ۲۶۰ھ میں چھپ کر رات کے وقت زیارت قبر علی ابن ابیطالب کے لئے گئے میں اس وقت کم عمر تھا جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپکی قبر کے اردگرد سیاہ پتھر رکھے ہوئے ہیں ہم

سے بعض قرآن پڑھنے لگے اور بعض نماز و دعا میں مصروف ہو گئے، ناگاہ ہم نے دیکھا کہ شیر ہماری جانب آرہا ہے ہم لوگ اُسے دیکھ کر تھوڑی دور ہٹ گئے وہ شیر قبرِ مبارک پر گیا اور اپنے ہاتھ کو ارحِ قبر پر ملنے لگا ہم سے ایک دلیر آدمی اس شیر کے نزدیک گیا اور اس کی حالت مشاہدہ کی، لیکن اس نے کوئی تعرض نہ کیا، اب ہم سب نزدیک پہنچ گئے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے ہاتھ زخمی ہیں اور وہ ان کو قبر پر مل رہا ہے ایک ساعت وہ شیر وہاں رہا۔ آرام پانے پر واپس چلا گیا۔

(۲) آپ کا نام ہی درد رسیدوں کے لئے مشکل کشائی کرتا ہے اس ضمن میں ایک واقعہ بحار الانوار سے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے حلال مشکلات کن نازک مواقع پر دادرسی فرماتے ہیں اور کیوں کر اپنے زائرین کی مشکل کے وقت مدد فرماتے ہیں، چنانچہ زید نساج بیان کرتے ہیں کہ ایک معمر شخص عزلت گزینی میں اوقات بسر کرتا تھا جو میرے مکان کے پاس رہتا تھا صرف جمعہ کے روز باہر نکلتا تھا زید بیان کرتے ہیں ایک دن جمعہ کو میں امام زین العابدین علیہ السلام کے روضہ منورہ کی زیارت کو حاضر ہوا وہاں جو کنواں تھا اس پر میں نے دیکھا کہ وہی بوڑھا آدمی غسل جمعہ کرنے آیا اس نے اپنے کپڑے اتارے تو میں نے اس کی پشت پر بالشت بھر کا گھاؤ دیکھا جس میں خون اور پیپ رس رہا تھا اس کے دیکھنے سے جی کو ہول لاحق ہوتا تھا بوڑھے نے جب دیکھا کہ میری نگاہ اس کے زخم پر ہے تو اس کے چہرہ سے آثارِ ندامت ظاہر ہوتے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا بیٹا ذرا نہانے میں میری مدد کرنا میں نے انکار کیا کہ جب تک اپنے زخم کا ماجرا نہ سناؤ گے مدد نہ کروں گا اس نے کہا میری زندگی میں یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا میں نے منظور کیا غرض غسل کے بعد اس بوڑھے شخص نے اپنے زخم کا واقعہ اس طرح سنایا بوڑھا بولا، ہم دس آدمیوں کی ایک جماعت تھی جن کا کام لوٹ مار کرنا اور راہ گیروں کو قتل و غارت کرنا تھا، جب ہم لوگ ڈاکہ ڈال کر واپس آتے تھے تو ہم نے آپس میں نمبر مقرر کر رکھے تھے جس کا نمبر ہوتا اس کے ہاں مہمان ہوتے اور وہاں جمع ہو کر خوب کیف اڑاتے اس طرح ہر رات کو دس میں سے کسی ایک کے مکان میں جمع ہو کر شراب و کباب کے مزے اڑاتے، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لوٹ مار کر کے اور بدستور دعوت کھا کے گھر سو رہا اتنے میں میری بیوی نے کہا کہ کل تمہاری باری ہے گھر میں دعوت کا انتظام نہیں، میں سوچ میں پڑ گیا بیوی نے کہا آج شب جمعہ ہے لوگ علی ابن ابیطالب کی زیارت کو آ رہے ہیں راستہ میں چھپ کر کسی زائر کو لوٹ لو یہ سن کر فوراً میں روانہ ہو گیا اور کوفہ و نجف کے درمیان جو خندق ہے سرِ راہ چھپ گیا رات بڑی تاریک ڈراؤنی تھی، آسمان پر بادل گھر آئے تھے اس سنسان میں جب بجلی چمکتی تھی تو دور تک سماں دکھائی دیتا تھا اتنے میں بجلی چمکی اور دور سے دو شخص کوفہ کی جانب سے آتے ہوئے معلوم ہوتے میں نے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تاک لگائی، اتنے میں پھر بجلی چمکی جس میں میں نے دیکھا کہ یہ دونوں عورتیں ہیں میں دل میں خوش ہوا اور للکار کر ان دونوں عورتوں کے قریب پہنچا اور کہا اپنے زیورات اور کپڑے اتار دو۔ یہ سن کر انہوں نے بے چون و چرا اپنے زیورات اور کپڑے اتار کر میرے حوالہ کئے اتنے میں پھر بجلی کوندی جس میں میں نے دیکھا کہ ان دو عورتوں میں ایک بوڑھی اور دوسری نہایت خوبصورت آہو چشم لڑکی ہے اس کو دیکھ کر میں آپے سے باہر ہو گیا، بوڑھی عورت میرے ارادہ کو بھانپ گئی بولی اے شخص جو کچھ زیور و لباس تو نے لیا وہ ہم تیرے لئے حلال کرتے ہیں اس کو لے جا اور ہمارا راستہ چھوڑ دے خدا کی قسم یہ لڑکی یتیم ہے میں اس کی خالہ ہوں کل اس کی شادی ہونے والی ہے اس نے آج مجھ سے خواہش ظاہر کی تھی کہ کل میں بیاہ دی جاؤں گی معلوم نہیں کہ آزادی ملے یا نہ ملے آج شب

جمعہ ہے مجھ کو میرے مولا حضرت علی المرتضٰے کی زیارت کرا دو میں اسکو لے کر نکل کھڑی ہوئی لہٰذا میں تجھ کو ذات معبود کی قسم دیتی ہوں اس لڑکی کی عزت نہ لوٹ مگر میرے سر پر تو اس وقت شہوت کا بھوت سوار تھا میں نے اس کی ایک نہ سُنی اور بڑھیا کو دھکیل کر لڑکی کی طرف بڑھا لڑکی بڑھیا سے چمٹ گئی اور اس کے چاروں طرف کا دے کاٹ رہی تھی اس وقت اس کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہ تھے جس سے میری آتشِ شوق اور بھڑکتی جا رہی تھی بالآخر میں نے لڑکی کو جا لیا اور اسے زمین پر گرا کر اپنی مراد بر لانا چاہتا تھا اور وہ ماہی آب کیطرح تڑپ کر پکار رہی تھی ، یا علی ، اے اللہ تجھ سے فریاد یا علی آپ کی دوہائی ہے اس ظالم سے مجھ کو بچائیے خدا کی قسم ابھی اس کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز میرے کان میں آئی میں نے دیکھا ایک گھوڑا سوار میری طرف آ رہا ہے میں جی میں خوش ہوا کہ یہ ایک سوار میرا کیا بگاڑ سکتا ہے کیونکہ مجھے اپنی طاقت پر ناز تھا دس بیس آدمی میرے شمار میں نہ تھے ؛ اتنے میں وہ سوار گھوڑا اڑاتا ہوا میرے نزدیک آ گیا اندھیرے میں نے اتنا دیکھا کہ اس سوار کا لباس برف کی طرح سفید تھا اور اس کے جسم سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں نکل رہی تھیں اس نے میرے پاس آکر کہا کہ بدبخت اس لڑکی کو چھوڑ دے میں نے کہا پہلے مجھ سے اپنی جان تو بچا لو پھر اس لڑکی کی سفارش کرنا یہ سن کر وہ سوار غضبناک ہوا اور اس نے اپنی تلوار کی نوک آہستہ سے میری پشت میں چبھو دی جس کے بعد مجھ کو مطلقاً ہوش نہ رہا کہ میں زمین پر ہوں یا آسمان پر ، ہوش جو آیا تو پوری طاقت میری زائل ہو چکی تھی نہ اٹھنے کی باقی تھی نہ بولنے کی اور وہ سوار ان عورتوں سے کہہ رہا تھا اٹھو کر اپنے کپڑے اور زیور پہنو اور اپنے گھر کی راہ لو بوڑھیا گڑگڑائی کہ اے سوار تم کون ہو کہ تم نے ہمیں اس مصیبت سے بچایا اب اتنا احسان اور کر کہ ہم کو ہمارے آقا حضرت علی کے مزار تک پہنچا دے سوار نے جواب دیا اب مزار پر جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری زیارت ہم نے قبول کر لی اللھم صلِ علیٰ محمدٍ و آلِ محمد یہ سنتے ہی وہ دونوں عورتیں اس سوار کے قدموں پر گر پڑیں اور ہاتھ پیروں کو بوسے دینے لگیں اس کے بعد وہ خوشی خوشی کوفہ کیطرف واپس چلی گئیں ان کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنی پوری طاقت سے بولنے کی کوشش کی اور اپنی شکستہ آواز میں کہا میرے مولا میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ پھر گناہ نہ کروں گا آپ نے فرمایا اگر تو نے سچے دل سے توبہ کی ہے تو پھر اللہ بھی تیری توبہ قبول کرے گا میں نے کہا خدا کی قسم میری توبہ سچی ہے پھر میں نے کہا آقا اگر یہ زخم اسی طرح باقی رہا تو میں بلاشک ہلاک ہو جاؤں گا یہ سن کر مولا نے زمین سے خاک اٹھا کر زخم پر ڈال دی جو زیادہ حصہ اچھا ہو گیا ، زید نساج نے کہا ابھی تو زخم تازہ معلوم ہوتا ہے بوڑھے نے کہا اصل زخم تو اس سے کہیں زیادہ ہولناک تھا ۔ یہ تو عبرت و نصیحت کے لئے اتنا باقی رہ گیا ہے ۔ دکوکب دری مؤلفہ آقائی شیخ مہدی ۔

بارگاہِ مرتضوی اور ۲۷ رجب

یوں تو دن رات اور ہر خصوصی میں اس بارگاہ حلال مشکلات سے کافی کرامتیں و اعجاز ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن لیلۃ الاحیاء یعنی ۲۷ رجب کی خصوصی مخصوص ہے اس شب میں خاص کر مفلوج وغیرہ اور دوسرے مہلک امراض کے مریض شفایاب ہوتے ہیں ، اس شب کی کرامات کا اہل سنت کے مشہور علماء ابو عبداللہ محمد ابن بطوطہ اپنے مشہور و معروف سفرنامہ میں جو رحلہ ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے ، یہ ابن بطوطہ وہ ہیں کہ جو خطیب بغدادی کی طرح شیعہ اثنا عشری کی دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں وہ رحلہ میں لکھتے ہیں کہ اس شہر (نجف اشرف) کے تمام باشندے

دافنی ہیں آپ کی (حضرت علی) قبر مبارک سے کافی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، روضہ کے کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ۲۷ رجب کی شب کو جسے یہ لوگ لیلۃ الاحیاء کہتے ہیں اطراف عراقین، خراسان، روم اور دیگر شہروں سے ہر شل و مفلوج و زمین گیر وغیرہ مریضوں کو لے کر آتے ہیں ان کی تعداد تیس چالیس نفر تک پہنچ جاتی ہے انہیں نماز عشاء کے بعد روضہ مقدسہ حضرت علی میں لے آتے ہیں پھر کافی لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں کہ کب وہ مریض شفا پا کر وہاں سے اٹھیں ان مریضوں کے ساتھی نماز و دعا و زیارت و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب یا دو ثلث شب گذر جاتی ہے تو اس وقت یہ تمام مریض جو چلنے سے عاجز تھے یک بیک صحیح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور بالکل صحیح و تندرست ہو کر لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ پڑھتے ہوئے وہاں سے چل دیتے ہیں درانحالیکہ مرض کا نشان تک ان میں باقی نہیں رہتا (رحلہ ابن بطوطہ)

نجف اشرف کی روحانی و علمی مرکزیت

نجف اشرف دنیائے شیعت کا سب سے بڑا مرکز علم ہے نجف کی اصل بہار وہ گلستان علم و عمل ہے جو صدیوں سے باب مدینۃ العلم کے آستانہ پر قائم و دائم ہے، اجتہاد کی درس گاہیں عظیم الشان ہیں جہاں سے لاتعداد مجتہد علم اہلبیت رسول حاصل کر کے اطراف عالم میں پھیلتے رہتے ہیں، نجف میں کئی درس گاہیں ان کے علاوہ دروس عموماً مساجد میں ہوتے ہیں، ان تمام درسگاہوں میں آیۃ اللہ سید کاظم یزدی کی درس گاہ قدیم فن تعمیر کا شاہکار ہے رنگ برنگ کی کاشی اینٹوں سے بنے ہوئے اس درسگاہ کی خصوصیت یہ ہے کہ جتنا زمین سے اوپر کا حصہ ہے اس کا زیادہ حصہ زمین کے اندر ہے کیونکہ نجف اشرف میں شدت کی گرمی پڑتی ہے لہٰذا طلبہ کو راحت و آرام پہنچانے کے لئے ہر مدرسہ میں سرداب (تہ خانہ) بنائے گئے اس درس گاہ کا سب سے آخری سرداب انتہائی شدید گرمیوں میں اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ بغیر کسی کپڑے دبیز کے اس میں گزارہ مشکل ہے، درسگاہوں کے علاوہ جس طرح نجف اشرف علمائے دین کا مرکز ہے اسی طرح کتب خانوں کا بھی پرانا مرکز ہے گیارہ بارہ کتب خانوں میں سب سے بڑا اور نایاب شوستری کتب خانہ ہے جس میں ہر قسم کی اور ہر علم و فن کی بیشمار کتابیں ذخیرہ ہیں جن علماؤ و طلبہ ہمیشہ استفادہ کرتے ہیں، نجف اشرف میں قدم قدم پر مسجدیں ہیں جن میں درس و بحث کی گرما گرمی رہا کرتی ہے ان مساجد میں تین مسجدیں تاریخی شان کی حامل ہیں ان میں ایک مسجد طوسی ہے، اس مسجد میں شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمۃ کی قبر مطہر ہے یہ مسجد حرم اطہر امیر المومنین کے بالکل قریب ہے اور انہیں کی طرف منسوب کر کے حرم اقدس کے ایک دروازہ کا نام باب طوسی ہے، علامہ طوسی پہلے بغداد کے محلہ کرخ میں رہتے تھے پہلے یہ محلہ مرکز علم و علماء تھا آپ نے ترک وطن کر کے نجف اشرف سکونت اختیار کی آپ بہت جلیل القدر عالم و فاضل تھے آپ کے فخر کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری کی شہرہ آفاق کتب اربعہ میں سے دو کے آپ مؤلف ہیں آپ کی تفاسیر آسمان علم پر چاند و سورج کی طرح درخشاں ہیں، غرض کہ نجف اشرف میں بلند پایہ علماء و مجتہدین جیسے علامہ حلی، مقدس اردبیلی، شیخ عباس قمی، محمد مہدی وغیرہ وغیرہ کی قبور طیبہ ہیں۔

مقدس اردبیلی

اسم گرامی شیخ احمد بن محمد اردبیلی نجفی، مقام اردبیل (ترکستان)، اور وفات ۹۹۳ھ مدفن نجف اشرف، علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ مقدس اردبیل ورع و تقویٰ زہد و فضل کی جس حد پر پہنچے ہوئے تھے ان جیسی نظیر متقدمین میں دکھائی

دیتی ہے نہ متاخرین میں، امام عصر عجل اللہ فرجہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے امیر علام بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات کو صحن حضرت علی ابن ابیطالب میں تھا رات کا کافی حصّہ گذر چکا تھا، اتنے میں میں نے ایک سایہ کو رات کی تاریکی میں روضہ اقدس کی طرف بڑھتے دیکھا جب میں اس سایہ کے قریب گیا تو میں نے پہنچانا کہ میرے استاد تقی زکی مولانا شیخ احمد اردبیلی ہیں ان کو دیکھ کر میں نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا شیخ بڑھتے بڑھتے حرم کے دروازہ کے پاس آئے جو مقفول تھا مگر جب وہ نزدیک پہنچے تو از خود کھل گیا وہ اندر تشریف لے گئے میں نے دروازہ کے پاس آکر سُنا تو اندر سے دو شخصوں کی سرگوشی کرنے کی آواز آرہی تھی تھوڑی دیر کے بعد شیخ روضہ سے باہر آئے اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، یہاں تک ہم مسجد کوفہ میں داخل ہوئے مقدس اردبیلی اس محراب میں آئے جہاں امیرالمومنین کی شہادت ہوئی تھی تھوڑی دیر وہاں توقف فرمایا پھر نجف کی طرف روانہ ہوئے جب مسجد حنانہ کے نزدیک پہنچے تو مجھ کو کھانسی آگئی شیخ نے پلٹ کر دیکھا اور فرمایا میر علام تم یہاں کیا کر رہے ہو میں نے عرض کی میں نجف سے یہاں تک آپ کے ساتھ ہوں آپ کو صاحب قرآن کی قسم دیتا ہوں کہ بیان فرمائیے کیا معاملہ ہے، فرمایا شرط یہ ہے کہ میری زندگی میں کسی سے ظاہر نہ کرنا میں نے کہا منظور ہے، مقدس اردبیلی نے فرمایا میں بعض مسائل میں غور و فکر کر رہا تھا جواب سمجھ میں نہیں آتا تھا اتنے میں میرے ذہن میں آیا کہ حرم امیرالمومنین میں چل کر جواب لینا چاہیئے، چنانچہ حرم میں آیا اور میرے لئے بغیر کلید کے دروازہ وا کر دیا گیا، حرم میں میں نے مناجات کی تو میں نے اپنے مولا و آقا کی آواز ضریح کے اندر سے سُنی کہ فرما رہے ہیں کہ مسجد کوفہ جاؤ اور قائم سے اسکا جواب دریافت کرو کیونکہ امام عصر وہ ہیں چنانچہ اب میں امام زمانہ سے جواب پا کر گھر کیطرف جا رہا ہوں،

آپ کے زہد و اتقا کے بڑے بڑے واقعات مشہور و معروف ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک کنوئیں میں پانی بھرنے کے لئے ڈول ڈالا جب ڈول اوپر کھینچا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں جواہرات بھرے ہوئے ہیں آپ نے وہ ڈول کنوئیں میں انڈیل دیا دوبارہ کھینچا تو پھر جواہرات نکلے پھر انڈیل دیا جب تیسری دفعہ بھی ڈول کھینچے پھر جواہرات ہی برآمد ہوئے تو شیخ احمد کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے سمجھ گئے کہ امتحان ہو رہا ہے کہنے لگے خدایا، احمد آب می خواہد جواہر نمی خواہد، آپ نے نجف اشرف میں وفات پائی حضرت علی المرتضٰی کے روضہ کے داہنے منارہ کے نیچے مرقد انور ہے (گوہر یگانہ ص۱۴۲، ص۱۴۱)

شہر بغداد

بغداد عراق کا دارالسلطنت ہے سڑکیں کشادہ بعض بازار مسقف اور بارونق ہیں، بغداد کی سب سے بڑی سڑک شارع رشید ہے جو تنگ ہے یہاں کی آبادی تقریباً پندرہ لاکھ ہے بعض سڑکوں کے بیچ پارک ہیں، دریائے دجلہ شہر بغداد کے وسط میں سے ہو کر گذرتا ہے جس کے ایک پہلو میں بغداد قدیم اور دوسرے کنارے پر بغداد جدید (کاظمین) آباد ہے حسب ذیل مقامات پر زیارت گاہ ہیں۔

۱. نوابین خاص حضرت حجت

جناب ابو عمر عثمان بن سعید عسکری اسدی عمروی آپ قبیلہ اسدی سے تھے، قریہ عسکر کے رہنے والے تھے روغن فروشی کرتے تھے، دشمنوں کے خوف سے اموال خیریہ و خمس شکیزہ روغن میں رکھ کر امام زمانہ تک پہنچاتے تھے اپنے دادا جعفر عمروی کے نام پر ان کو عمروی کہتے تھے ان کو بالترتیب حضرت امام علی نقی و امام حسن عسکری اور امام عصر علیہم السلام کی نیابت اور سفارت کا منصب حاصل ہے آپ نے ۲۹۵ھ میں وفات پائی آپ کا مزار اقدس بغداد سوق المیدان میں

عقب جنرل پوسٹ آفس واقع ہے!

۲۔ ابو جعفر محمد بن ابو عمر عثمان آپ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بہ حکم حضرت حجت نائب خاص مقرر ہوئے آپ نے ۳۰۵ھ میں وفات پائی اور بغداد باب الشیخ میں (جس کو باب الکوفہ بھی کہتے ہیں) دفن ہوئے۔

(۳) ابوالقاسم حسین بن روح یہ ابو جعفر محمد کے مخصوصین میں سے تھے ان کی وقت وفات پائیں پا بیٹھے تھے اور ابو جعفر کے ایک صحابی جعفر بن محمد ان کے بالائے سر تشریف فرما تھے۔ موخرالذکر کو ان سے اتنا قرب تھا کہ لوگوں کو یہی گمان تھا کہ ان کے بعد یہی جانشین ہوں گے کہ ایک مرتبہ انہوں نے جعفر بن محمد کی طرف منہ پھیر کر کہا، مجھ کو حکم ہوا ہے کہ حسین بن روح کو اپنا وصی بناؤں اور تمام امور ان کے سپرد کر جاؤں یہ سنتے ہی جعفر سرہانے سے اٹھے اور حسین بن روح کو اپنی جگہ بٹھایا اور نائب خاص مقرر ہوئے، نیمہ شعبان میں وقت صبح آپ ہی کا نام لے کر حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ سپرد آب کیا جاتا ہے آپ نے ۳۲۶ھ میں وفات پائی، آپ کا مزار محلہ شورجہ بغداد مسجد جامع المرجان کے متصل واقع ہے جہاں اب ایک شاندار روضہ و مسجد ہے، زائرین ہر وقت آتے رہتے ہیں

(۴) ابوالحسن علی بن محمد سمری، آپ حضرت حجت کے آخری نائب خاص ہیں آپ نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی آپ کا مزار سوق الحراج مسجد جامع قبلانیہ میں واقع ہے آپ کی وفات سے چھ یوم قبل ایک توقیع برآمد ہوئی۔

توقیع

یہ توقیع حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہٗ کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی برآمد ہوئی یعنی ترجمہ علی بن محمد سمری، خدا تمہارے بارے میں تمہارے بھائیوں کے اجر کو عظیم کرے، کیونکہ تم چھ روز کے اندر وفات پانے والے ہو، پس اپنے معاملات کو اکٹھا کرو اور کسی کو اپنا وصی نہ بنانا جو تمہاری وفات کے بعد تمہاری جگہ پر بیٹھے کیونکہ اب غیبت کبریٰ واقع ہوگئی ہے اب اللہ کے اذن کے بعد ہی ظہور ہوگا اور یہ اس وقت ہوگا، جب مدت دراز گذر جائیگی، دل سخت ہوجائیں گے اور زمین ظلم سے بھر جائے گی عنقریب میرے شیعوں سے کچھ افراد ایسے آئیں گے جو مری رویت کا ادعا کریں گے، آگاہ ہو جاؤ کہ خروج سفیانی سے پہلے جو شخص میری رویت کا ادعا کرے وہ کذاب و مفتری ہے اور کوئی طاقت و قوت نہیں ہے سوائے خدائے عظیم کی طاقت و قوت کے!

خونی دیوار سادات

یہ وہ خونی دیوار ہے جس میں ظالم سلاطین عباسیہ نے بیشمار سادات کو قتل کر کے ان کے خون سے گارا بنایا اور بے جان لاشوں اور زندہ سادات کو چنوایا، لب دجلہ جسر شہداء موڈ برج کے جنوب میں ہے۔

مقبرہ جناب قنبر

بازار قنبر علی محلہ یہودیان میں ایک مکان کے اندر ہے، حجرہ کے ایک گوشہ میں ایک سفید پتھر ہے کہتے ہیں کہ یہ ایک دنبہ تھا آپ کے اعجاز سے پتھر ہوگیا،

امام طٰہ و پنجہ علی

کوچہ امام طٰہ بازار عطار خانہ میں امام زادہ سید محمد طاہر کا مزار ہے اسی کے قریب ایک پتھر پر پنجہ کا نشان ہے امیر المومنین کا پنجہ بتایا جاتا ہے اور محلہ جسر جامع مسجد داؤد کے ملحق ایک بازار میں مقبرہ بنت الحسن ہے۔

مقبرہ جناب محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب منتہی المقال میں ہے کہ آپ نے کافی بیس برس میں تالیف کی رجال علامہ طباطبائی میں ہے کہ کافی میں اتنی حدیثیں ہیں جو مجموعہ احادیث صحاح ستہ

اہلسنت سے زیادہ ہیں اور لولوۃ البحرین سے نقل کرتے ہیں کہ کل احادیث کافی سولہ ہزار ایک سو ننانوے ہیں شیخ کلینی رحمۃ علیہ نے اونہتر برس بعد شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام انتقال کیا یعنی بعض ایام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور کل زمانہ غیبت صغریٰ دیکھا آپ کی وفات ۳۲۹ھ میں واقع ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے اسی سال والد شیخ صدوق یعنی علی بن الحسین بابویہ نے وجناب علی بن محمد سمری نائب خاص امام عصر انتقال کیا اور غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا آپ کا مقبرہ جسر مسجد جامع داود کے پاس ہے حاکم بغداد نے امتحاناً آپکی قبر کھدوائی تو کفن پر بھی داغ نہ تھا آخر اس نے قبہ تعمیر کرایا۔

مزار حضرت یوشع بن نون قبر زبیدہ پر ایک مینار پرانے طرز کا ہے جو مندر کے مینار سے مشابہ ہے اسی کے قریب یعنی قبر زبیدہ کے ملحق مقام بابا نانک ہے اسی احاطہ میں حضرت یوشع بن نون کا مزار ہے اور بہلول دانا کی قبر۔

دار الآثار العربیہ یہ عجائب گھر شارع رشید سے ہٹا ہوا ہے، ہزار ہا قیمتی یادگاریں یہاں محفوظ ہیں یہاں دولت سلجوقی، دولت ایوبی اور دول اسلامیہ کے سونے کے سکے ہیں بیشتر عجائبات سامرہ کے ہیں موصل اور دیگر مقامات کے بعض آثار اور مختلف شہروں اور جامع مسجدوں کی تصویریں وغیرہ ہیں۔

متحف بلدی اس کے قریب متحف بلدی ہے جس میں بابل ونینوا کے قدیم آثار ہیں، برج الفیل، اور پرانے شہر بابل کا اس خوبصورتی سے اس متحف میں نمونہ بنایا گیا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حقیقی برج الفیل وحقیقی شہر بابل دیکھ رہے ہیں شارع رشید کو لوٹتے ہوئے شاہی محل نظر آتا ہے۔

مسجد براثا بغداد سے کاظمین جاتے ہوئے لب سڑک بائیں جانب واقع ہے نہایت عالیشان مسجد ہے اس کے ملحق ایک وسیع قبرستان ہے اس مسجد براثا کے بہت فضائل ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب جنگ نہروان سے تشریف لائے تو آپ اسی مقام پر رونق افروز ہوئے اور یہیں غسل فرمایا اور نماز پڑھی اس وقت یہاں پر ایک راہب رہتا تھا اس نے کہا اس جگہ سوائے پیغمبر یا وصی پیغمبر کے اور کوئی نہیں ٹھہر سکتا، مولائے کائنات نے راہب سے فرمایا کہ میں وصی پیغمبر علی ابن ابیطالب ہوں، راہب نے کہا کہ میں نے آپ کے اوصاف انجیل میں پڑھے ہیں اور اس زمین براثا پر حضرت مریم کا گھر بھی تھا یہ سن کر حیدر کرار نے اس زمین کی مٹی کو کھدوایا تو ایک پتھر نمودار ہوا جب اس پتھر کو اٹھایا تو ایک چشمہ پانی کا جاری ہوگیا وصی رسول اللہ نے فرمایا یہ وہ چشمہ ہے جو جناب مریم کے واسطے ظاہر ہوا تھا، اسی چشمہ کے قریب سے ایک اور پتھر نمودار ہوا فرمایا حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو اس پتھر پر بٹھایا تھا اور عبادت خدا کی تھی یہ جگہ اس قدر مقدس ہے اکثر انبیاء نے یہاں نمازیں پڑھی ہیں آپ کے یہ کلمات سن کر راہب مسلمان ہوگیا بہرحال یہ مسجد نہایت محترم اور فضائل کثیرہ ہیں زائرین کو یہاں نماز ادا کرنی چاہیئے اس مسجد براثا سے ملحقہ ایک وسیع قبرستان ہے جس میں یوشع بن نون وقبر زبیدہ اور بہلول دانا کی بھی یہیں قبر ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔

شہر کاظمین:۔ سلاطین بنی عباس کے دور حکومت میں قدیم بغداد کا قبرستان کہا جاتا تھا حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کے

دفن کے بعد ان کی مظلومی جاذب توجہ عوام و خواص ہوئی رفتہ رفتہ آبادی بڑھنے لگی اور اب ایک بہت بڑا شہر ہے پختہ سڑکیں دو رویہ خوبصورت مکانات بازار پُر رونق برقی روشنی پانی کی افراد، ممالک ایران، شام، اردن، سعودی عرب، کویت اور دیگر شہروں نجف اشرف سامرہ، کربلا معلےٰ، عمان وغیرہ جانے کے لئے ہر وقت بسیں ٹیکسیاں ملتی ہیں، شہر کاظمین قدیم بغداد سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے دریا دجلہ ان دونوں شہروں کے درمیان بہتا ہے آمد و رفت کے لئے کئی پل ہیں۔

حرم اقدس

وسط شہر میں واقع ہے اس حرم محترم میں دو امام سلسلہ خلافت الٰہیہ کے آرام فرما ہیں ایک حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور دوسرے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام دفن ہیں روضۂ اقدس دونوں آئمہ کا ایک ہی ہے یہ روضۂ مبارکہ کربلا معلےٰ و نجف اشرف کے روضوں سے وسعت میں کچھ زیادہ ہے، گنبد و مینار طلائی اور شاندار ہیں سامان آرائش و زیبائش وغیرہ کافی ہے رات کو برقی روشنی میں حرم منور رہتا ہے، زائرین کا ہجوم رہتا ہے جو باب الحوائج کہہ کر پکارنے والے اپنا اپنا گوہر مراد پاتے ہیں دو ائمہ علیہم السلام کا مرقد مطہر چاروں طرف زائرین کا ہجوم عبادت گذاروں کا اجتماع اور ان کا پروانہ صفت طواف مسلسل باب الحوائج و خیلاف عربی و ایرانی زن و مرد کا لہجہ حاجت مندوں کا رو رو کر ضریح اطہر سے لپٹتے ہوئے دعائیں کرنا آنکھوں سے اشک مسلسل جاری غرضیکہ ہر زائر اس مقدس ماحول سے فیض روحانی حاصل کرتا ہے اس روزانہ معمول کے علاوہ مخصوص دنوں میں عجب پُر کیف سماں ہوتا ہے چنانچہ ۲۵ رجب کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شہید بغداد کا یوم شہادت کاظمین میں شان و شوکت سے منایا جاتا ہے، کربلا معلےٰ، نجف اشرف، سامرہ اور دیگر مقامات و مضافات سے ہزاروں زائرین اور ماتمی دستے بشکل جلوس کاظمین پہنچ جاتے ہیں شہر کاظمین کے تمام مکانات مسافر خانے ہوٹل سڑکیں زائرین سے بھر جاتے ہیں دیہات کی عورتیں معہ بچوں سڑکوں اور حرم میں ڈیرے ڈال لیتی ہیں پیر رکھنے کی جگہ نہیں ملتی ٹھہرنے کی جگہ کا ملنا مشکل، صبح تقریباً آٹھ بجے کاظمین سے تین میل دور دریا دجلہ کے کنارے آپ کا تابوت اٹھایا جاتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں ساتویں وصی رسول کی میت کو بحکم ہارون رشید عباسی ڈال دیا گیا تھا شہر کاظمین اس تاریخ میں تمام کاروبار و بازار بند ہو جاتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی شہنشاہ مملکت کی سواری آنے والی ہے، دریائے دجلہ کے کنارے سے امام ہفتم کا تابوت نہایت شان و شوکت سے اٹھایا جاتا ہے جلوس کے ساتھ بیشمار ماتمی دستے باجے کے ساتھ زنجیر زنی کرتے ہوئے چلتے ہیں ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے، تابوت کے ساتھ جلوس کا ماتم کرنا آہ و زاری کرنا انتہائی موثر ہوتا ہے سخت سے سخت دل بھی آہ و فغاں کرتا ہے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے تابوت کاندھا دینا بڑا مشکل ہے اس تاریخ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ہفتم کی حکومت ہے جس خلافت الٰہیہ کے ساتویں امام اور وصی رسول کے جنازہ کو اٹھانے والا بوجہ خوف حکومت وقت کوئی نہیں تھا آج ان کے تابوت کو اٹھانے کے لئے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ تمام دنیا کے شہروں سے زائرین آئے ہوتے ہیں اور اس ظالم و جابر حکمران کا کوئی نام لیوا تک نہیں بہر حال یہ تابوت جلوس کے ساتھ بعد سہ پہر حرم اقدس میں داخل ہوتا ہے وہاں ایک گھنٹہ تک نوحہ خوانی اور سینہ زنی ہوتی ہے صحن حرم جو بہت وسیع ہے جو مرد و زن سے بھرا ہوا ہے، ہر شخص سر و سینہ پیٹتا ہوا نظر آتا ہے آخر کچھ عرصہ کے بعد جلوس ختم ہو جاتا ہے بعد خاتمہ جلوس زائرین آداب زیارت بجا لاتے ہیں۔

حرم اقدس میں آپ کے فرزندان ابراہیم و اسمٰعیل کی قبور ایک ہی قبر کے اندر ہیں ان کے آداب زیارت کے متعلق علماء میں اختلاف

ہے بعض علماء زیارت پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور بعض صرف فاتحہ پڑھنے کا۔ ان امام زادوں کے علاوہ جلیل القدر علمائے دین روضہ اطہر رواق و صحن مبارک اور بیرون حرم دفن ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ

نام ابو عبداللہ محمد بن نعمان بغدادی معروف بہ شیخ مفید ولادت ۳۳۶ھ مقام بغداد ہوئی آپ کا علم و فضل فقہ و عدالت موافق مخالف سب کے نزدیک مسلم تھی، حدیث و فقہ اور کلام میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے حد یہ ہے کہ علمائے اہلسنت نے آپکی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

یعنی شیخ مفید علیہ الرحمۃ شیعوں کے شیخ المشائخ رئیس کلام و فقہ مناظرہ تھے، ہر مذہب و ملت والوں سے مناظرہ کرتے تھے بہت خیرات دینے والے، بہت خشوع کرنے والے اور کثیر الصلوٰۃ و صوم تھے لباس معمولی پہنتے بوڑھے سبزہ رنگ لاغر اندام تھے چہتر سال زندگی کی، آپ کی تصانیف کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے آپ کے جنازہ پر ستر ہزار رافضیوں نے مشایعت کی اپنے وقت کے بڑے زاہدوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور ہر وقت علم کی طرف متوجہ رہتے تھے کہا جاتا ہے کہ کوئی شیعہ امامیہ ایسا نہیں جس پر آپ کا احسان نہ ہو شریف ابو یعلی جعفری جو شیخ مفید کے داماد تھے بیان کرتے ہیں کہ شیخ مفید رات کو ذرا سی دیر کے لئے پلک جھپکا لیتے تھے اس کے بعد ساری رات نماز یا مطالعہ یا تلاوت قرآن شریف میں بسر کر دیتے تھے انتہی،

علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے آپکی نماز جنازہ میدان اشنان بغداد ادا کی شیخ طوسی فرماتے ہیں تشییع اور گریہ و بکا شیخ مفید کی وفات پر ہوا ایسا پھر کسی کے جنازہ پر نہیں دیکھا گیا آپ کے جنازہ پر ہر موافق و مخالف گریہ کر رہا تھا آپ کا مزار حرم اقدس حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں ہے وفات ۴۱۳ھ میں ہوئی آپکی قبر مبارک پر ایک مرثیہ خود بخود لکھا ہوا پایا گیا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہ مرثیہ خود امام صاحب زمان علیہ السلام نے فرمایا ہے

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ

نام سید ابو القاسم علی بن حسین ملقب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ولادت ۳۵۵ھ اور وفات ۴۳۶ھ آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے علم و ادب و فقہ اصول و تفسیر تمام علوم میں استاد زمانہ تھے ہر فن میں آپکی کتابیں آج تک شہرۂ آفاق سمجھی جاتی ہیں، موافق و مخالف ہر ایک کو آپکی بزرگی و شرف و قابلیت کا معترف ہے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں آپ کی مدح کی ہے اور آپ سے اخبار نقل کی ہیں، شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سید مرتضیٰ کا نام نامی لیتے تھے تو صلوات اللہ علیہ ضرور کہتے تھے اور اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ سید مرتضیٰ پر صلوات کیوں نہ بھیجی جائے آپ نے اپنی وفات کے بعد اسی ہزار کتابیں چھوڑی ہیں جو یا تو آپ کی تصنیف تھیں یا آپ ان کا مطالعہ کر چکے تھے اور علم الہدیٰ کا لقب خود امیر المومنین کا عطا کردہ ہے، چنانچہ وزیر ابو سعید بیمار ہوا تو اس نے خواب میں حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ علم الہدیٰ سے کہو کہ وہ تم پر دم کر دیں تاکہ تم اس مرض سے نجات پاؤ وزیر مذکور نے عرض کی کون علم الہدیٰ، آپ نے ارشاد فرمایا علی بن الحسین موسوی وزیر یہ رویائے صادقہ دیکھ کر بیدار ہوا اور اس نے سید مرتضیٰ کو خط لکھا، آپ نے جواب دیا کہ میں اس لقب کے لائق نہیں، وزیر نے اس کے جواب میں لکھا یہ لقب آپ کے جد نے عطا کیا ہے اس کو قبول فرمائیں ذو الثمانین والالقاب، حکومت میں آپ اتنے محترم تھے کہ منصب قضا

امور امارت و منہاج و حرمین پر پورے اڑتیس سال فائز رہے، بغداد میں ۴۳۶ھ میں وفات پائی روضۂ کاظمین حرم سے کچھ فاصلہ پر بازار میں مزار ہے دونوں بھائیوں کے قبے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

سید شریف رضی نام سید ابوالحسن محمد بن حسین ملقب بہ شریف رضی ولادت ۳۵۹ھ وفات ۴۰۶ھ برادر سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سابق الذکر،

یہ دونوں بھائی آسمانِ شیعت کے آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے جیسا ان دو بھائیوں نے دنیاوی و آخروی عروج پایا ان کے بعد کسی کو نصیب نہ ہوا، آپ کا لقب اشعر الطالبین بھی ہے حافظ قرآن بھی تھے مقام علمی اس سے ظاہر و باہر ہے کہ آپکی جمع کردہ کتاب "نہج البلاغۃ" کے متعلق آج تک بعض علمائے اہلسنت کو شبہ ہے کہ یہ آپکی تصنیف ہے حالانکہ یہ شبہ بے بنیاد ہے کیونکہ آپ نے جو کچھ اس میں جمع کیا ہے وہ سید رضی کی ولادت سے قبل خود اہلسنت کی کتب میں منتشر طور پر موجود تھا، ان دونوں بھائیوں کی جلالت قدر پر یہ واقعہ کافی ہے کہ جو ابن ابوالحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ نے تحریر کیا ہے کہ ایک رات کو شیخ مفید نے خواب میں دیکھا کہ وہ محلہ کرخ (بغداد) کی مسجد میں بیٹھے ہیں کہ ناگاہ حضرت فاطمہ بنت رسول خدا حسن، حسین علیہما السلام کی انگلیاں پکڑے اندر داخل ہوئیں اور دونوں شہزادوں کو شیخ مفید کے سپرد فرمایا کہ ان کو فقہ کی تعلیم دو یہ خواب دیکھ کر شیخ مفید چونک پڑے اور صبح تک حیران رہے جس وقت صبح طالع ہوئی اور شیخ مفید مسجد میں درس دینے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک معظمہ کنیزوں کے جھرمٹ میں داخل مسجد ہوئیں دو صاحبزادے ان کی انگلیاں تھامے تھے، شیخ مفید ان معظمہ کو دیکھتے ہی سروقد تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ان معظمہ نے فرمایا میرے ان بچوں کو فقہ کی تعلیم دو، یہ خاتون سید مرتضےٰ و سید رضی کی والدہ فاطمہ بنت حسین بہ نسل امام زادہ سید حسین الاصغر بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تھیں یہ سن کر شیخ مفید رونے لگے اور اپنا خواب بیان کیا سید رضی نے ۴۰۶ھ میں بغداد میں وفات پائی روضہ کاظمین حرم کے پاس ایک خوبصورت مسجد میں آپ کا مزار لب سڑک و بازار زیارت گاہ خواص و عوام ہے، متذکرہ علمائے دین کے علاوہ اور بھی علمائے دین اندرون حرم اقدس کاظمین مدفون ہیں، ان ذوات مقدسہ نے تبلیغ علم و مذہب حقہ و دین الٰہی کی حفاظت و تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں جو کار نمایاں انجام دیئے وہ اپنی آپ نظیر ہیں زائرین کا فرض ہے وہ ان کی قبور پر حاضر ہو کر آدابِ زیارت بجالائیں۔

قصبہ مدائن

کسی زمانہ میں عراق کا بہت بڑا شہر تھا جس میں قصر کسریٰ واقع ہے اب ایک قصبہ کی صورت میں ہے کاظمین سے مدائن تقریباً پچیس ۲۵ میل دور واقع ہے عراق میں عام طور پر مدائن کو سلمان پاک کہتے ہیں کاظمین اور بغداد سے ہر قسم کی سواریاں مل جاتی ہیں، اندرون آبادی لب سڑک ایک بلند دیواروں سے گھرا ہوا احاطہ ہے صدر دروازہ اور صحن سے گذر کے بعد ایک متوسط درجہ کی عمارت ہے جس کے وسیع کمرہ میں جناب سلمان فارسی کی ضریح مبارک ہے، ضریح جالیدار ہے تختی آویزاں پر آپ کی نام بابت

مرقوم ہے، اس سے پڑھ کر یا خدام سے آداب زیارت بجالائیں آپ امیر المومنین حضرت علی وصی رسول اللہ کی ظاہری خلافت کے زمانہ میں یہاں کے گورنر رہ چکے ہیں، اس کمرہ کے ملحقہ دوسرا کمرہ ہے جہاں ایک جانب جناب حذیفہ یمانی اور دوسری جانب جناب عبداللہ بن جابر انصاری اصحاب رسول اللہ مدفون ہیں اس سے قبل دونوں اصحاب رسول کے مزار دریائے دجلہ کے کنارے ایک بلندی پر مدائن سے دو میل پر بنے ہوئے تھے، اتفاقاً دریا دجلہ نے اس بلندی کو کاٹنا شروع کیا جس سے دونوں قبور کے گرنے کا اندیشہ ہوا حکومت عراق نے علمائے دین کے مشورے سے ان قبور کو کھدوا کر دونوں صحابہ کی نعشہائے مبارک نکلوائیں جو بالکل اصلی حالت میں تھیں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ تھا پھر انہیں عمدہ کفن دے کر تزک و احتشام کے ساتھ مجمع عام میں یہاں دفن کیا، مرقد پر زیارت کی تختی آویزاں ہیں ان سے آداب زیارت بجالائیں اسی احاطہ میں ایک مقام پر ایک امام زادہ سید محمد طاہر کی قبر ہے انہیں کے نام کی ایک قبر طہران میں شہزادہ عبدالعظیم کے نام سے موسوم ہے جامع مسجد موسومہ مسجد حسن جو حضرت امام حسن علیہ السلام نے تعمیر کرائی تھی اس میں دو رکعت نماز ادا کریں۔

کھنڈر قصر کسریٰ

اکثر ایشائی مورخ متفق ہیں، اس قصر کو کسی بادشاہوں نے بنوایا ہے یہ تعمیر اپنے عروج و اقبال کے زمانے میں دنیا کی بہترین عمارت شمار کی جاتی تھی؟ مراۃ البلدان ناصری کے مؤلف نے لکھا ہے کہ کسریٰ نے جس میدان میں اس عمارت کی تعمیر کا ارادہ کیا وہاں چند مکان رعایا کے بھی تھے گرد و نواح کے مکانات بہت سی قیمت دے کر خرید سے گئے مگر ایک ضعیفہ جو نہایت تنگدست اور غریب تھی اپنا مکان دینے سے انکار کر دیا بالآخر کسریٰ نے حکم دیا کہ بڑھیا کا مکان بھی نہایت مضبوطی سے بنا دیا جائے، مؤلف مراۃ البلدان ناصری کہتا ہے کہ جس وقت میں نے طاق کسریٰ کی سیر کی تو اس کی بغل میں ایک چھوٹا سا قبہ دیکھا جس کی وجہ سے قصر کسریٰ میں کجی تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا اس کا نام قبۃ العجوز ہے اب سمجھا کہ یہ مکان اسی بڑھیا کا ہے، یہ قصر شمال کی جانب دجلہ کے پانی سے تعمیر ہوا بنا اس کی پختہ اینٹوں کی تھی، اس قصر کا وہ درجہ جس کے وسیع صحن میں ایوان کسریٰ اسی قدم عرض اور اسی قدم طول میں ہے سقف ایوان میں روشنی دہوا کے لئے نابدان رکھے ہوئے ہیں یہ نابدان بلند مسقف میں تاروں کے مانند درخشاں نظر آتے ہیں جس دیوار پر طاق بنایا گیا ہے اس کا قطر تینتیس [۳۳] قدم ہے اس کے اطراف میں آٹھ درجے مدور بنائے گئے ہیں جن کے اوپر چار درجے کی سہ دریاں نہایت نفیس اور خوبصورت واقع ہیں کسریٰ کے عہد میں ان سہ دریوں میں سنگ مرمر کی نہایت اعلےٰ اور نفیس تصویریں رکھی ہوئی تھیں سقف ایوان میں ایک شگاف جن کا اثر دیواروں کے کنگرے اور برجہ تک چلا گیا، جملہ مورخین اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ یہ شگاف اور کنگروں کا گرنا رسول خدا کی ولادت باسعادت کے وقت کا مشہور معجزہ ہے، خسرو پرویز کے عہد میں اس قصر میں چالیس ہزار ستون لگے تھے ایک ہزار طلائی قندیل سقف میں آویزاں رہتے تھے جن کی روشنی شب کے وقت عالم نور کا سماں دکھائی تھی دیواریں مرصع اور زری کے بے شمار پردے لگے تھے جن کی آب و تاب و چمک سے نظر خیرہ ہوتی تھی اندرون ایوان ریشمی فرش جس کے اطراف میں کثرت سے زمرد لگا کر مرصع کیا گیا تھا اور وسط میں بیش بہا جواہرات سے مزین تھا اس کے حاشیے میں عجیب و غریب بیل دبوٹے و نقش و نگار بنائے تھے مورخین عرب و عجم کا اتفاق ہے کہ جملہ سلاطین ساسانی ہیں، شاپور، اردشیر، قباد، کسریٰ، ہرمز پرویز اپنے اپنے عہد میں اس قصر کی تعمیر کرتے آئے ہیں پرویز کے عہد میں خاص شہر مدائن کی مردم شماری سات لاکھ تھی، حمداللہ مستوفی مدائن کے حال میں لکھتے ہیں اول مدائن کی زمین پر طہمورث پیشدادی نے ایک شہر آباد کیا تھا جس کا نام کرد آباد رکھا تھا اس کے بعد جمشید نے

اپنے عہد میں اس نام کو بدل کر طیفون نام رکھا جو مدت تک مشہور رہا یہاں جمشید کا بنایا ہوا ایک عظیم الشان مینار بھی تھا سکندر کے حملے میں مینار مسمار کر دیا گیا اور شہر کو آگ لگا کر ویران کر دیا۔ آج قصر کسریٰ نابود ہو چکا، طاق کسریٰ کا جو حصہ آج باقی ہے بہ اعتبار فن تعمیر ایک اہمیت رکھتا ہے اتنی بڑی مدور ڈاٹ شاید ہی دنیا کی دوسری عمارت ہو جناب سلمان فارسی کے دفن و نماز کے لئے جب امیر المومنین مدینہ منورہ سے مدائن تشریف لائے تو بعد دفن و کفن جناب سلمان فارسی آپ نے اس طاق کسریٰ میں نماز ادا فرمائی۔

شہر سامرہ کی زیارت گاہیں

کاظمین سے شہر سامرہ تقریباً اسی میل ہے عام طور پر کاظمین سے سامرہ جانے کے لئے بس سے سفر کیا جاتا ہے اس کے علاوہ بغداد سے موصل جانے والی ریلوے لائن دریا دجلہ کے کنارے پر سامرہ کا ریلوے اسٹیشن بھی ہے یہاں کی آبادی تقریباً سات ہزار افراد پر مشتمل ہے سامرہ کی تمام تر آبادی اہلسنت کی ہے، شیعہ امامیہ آبادی کم ہے زائرین کے قیام کے لئے سید عبدالکریم سید حاشم کے مسافر خانے کچھ آرام دہ ہیں، ایک مدت تک یہ شہر سلاطین عباسیہ کا دار الحکومت رہا۔

حرم اقدس

وسط شہر میں حرم اقدس ہے ابتداً یہ حرم حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا مسکونہ مکان تھا جس میں عرصہ تک مقید رہے حرم کی چہار دیواری پختہ اور بلند ہے، حرم کے چار دروازے ہیں، باب قبلہ باب صاحب الزمان، باب السعید، باب الفرج، اندرون وسیع صحن میں روضہ اقدس ہے روضہ اطہر میں سلسلہ خلافت الٰہیہ کے دو وصی رسول امام دہم حضرت امام علی نقی و امام یازدہم حضرت امام حسن عسکری علیہم السلام آرام فرما ہیں یہیں جناب حکیمہ خاتون ہمشیرہ امام دہم و جناب نرجس خاتون والدہ معظمہ امام زمانہ مدفون ہیں، عمارت روضہ اقدس مثل دوسرے روضوں کے خوبصورت و شاندار ہے داخلہ روضہ اقدس کے باب نقرئی و گنگا جمنی ہیں اندرون روضہ مبارکہ قالین کا فرش اور پرانے قسم کے سامان جھاڑ فانوس وغیرہ سے بھی زینت کی گئی ہے روضہ اقدس کے طلائی گنبد و مینار بہت شاندار ہیں، ضریح اقدس کے گرد ایک خوبصورت نقرئی جالیدار کٹہرہ ہے جس کے اندر چار صندوق قبر کے ہیں جس میں دو امام و جناب حکیمہ خاتون و جناب نرجس خاتون متذکرہ مدفون ہیں یہ صندوق قبر نہایت خوشنما جس پر خوبصورت نقش و نگار کے علاوہ قرآن مجید کی آیات منقش ہیں یہ صندوق قبر سلطان حسین صفوی نے ۱۱۰۹ھ میں بنوایا، برقی روشنی کا انتظام ہے زائرین کی آمد و رفت رہتی ہے روضہ مقدس کے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد ہے اس مسجد کی عمارت پر ایک قبہ بنا ہوا ہے یہی مقام غیبت امام زمانہ ہے مسجد کے برآمدہ سے گذر کر ایک مختصر دروازہ ہے اسی دروازہ سے سیڑھیاں طے کرنے کے بعد ایک سرداب ہے، سرداب پختہ کے دو حصہ ہیں ایک حصہ مردانہ دوسرا زنانہ، سرداب کی سقف میں آئینہ بندی کی گئی ہے برقی روشنی کا انتظام ہے مردانہ حصہ میں دیوار سے ملحق ایک جالیدار ضریح ہے اس کے نیچے ایک اور سرداب ہے یہی جگہ حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی رہائش گاہ تھی سرداب بالا کا حصہ زائرین سے بھرا رہتا ہے ایک خدام جالیدار ضریح کے پاس بیٹھا رہتا ہے مفاتیح الجنان یا خدام سے زیارت پڑھیں اس مقام پر نماز و زیارت پڑھنے والا زائر اپنے امام زمانہ کی موجودگی کا تصور و احساس کرتے ہوئے بہت متاثر ہوتا ہے جو اس کی لرزتی ہوئی شمع معرفت کو حیات تازہ بخشتا ہے اور زائر ایک خاص کیفیت روحانی وجدانی جذبہ محسوس کرتا ہے مسجد مقام غیبت اور روضہ اقدس کے مابین ایک مختصر کنواں ہے کہا جاتا ہے کہ مادر امام زمانہ عہد طفلی میں اس کنوئیں کے پاس بیٹھی ہوئیں محبت خدا کو دودھ پلا رہی تھیں کہ چند قطرات

شیر دہن مبارک سے نکل کر کنوئیں میں گر گئے جو چاند کی شکل میں منتقل ہو گئے تھے، آج بھی غور کرنے سے پانی میں چاند نظر آتا ہے جو پانی کی لہروں میں ہلتا رہتا ہے اس کنوئیں کا پانی شفائے امراض کے لئے مؤثر ہے بیرون سامرہ پرانی آبادی جو عباسیہ حکومت کے عہد میں آباد تھی اب صرف مکانات کے نشان یا کھنڈر ہیں ان نشانات اور کھنڈرات میں صرف ایک بوسیدہ پختہ دروازہ ہے جس کو وہاں کے لوگ دورِ دولتِ عباسیہ کہتے ہیں، شہر کی فصیل کے باہر کیطرف ایک قدیم زمانہ کا احاطہ اور ایک پختہ مینار آٹھ منزلہ ہے اسی احاطہ کے ملحق ایک کہنہ مسجد کے کھنڈر باقی ہیں، مینار اور مسجد وغیرہ کی عمارت معتصم باللہ عباسی کا خود ساختہ خانہ کعبہ بتایا جاتا ہے جس کو کاخ معتصم بھی کہتے ہیں اس کے آگے پرانی آبادی کے متصل وہ قید خانہ بھی ہے جس میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام مقید کئے گئے تھے، قید خانہ زمین دوز ہے جس میں کئی حجرے اور غار ہیں ان حجروں کا حجم ایک آدمی کے بیٹھنے کے لئے بھی ناکافی ہے خاص طور سے یہ حجرے نوکدار کنکریٹ کے بنے ہوئے ہیں تاکہ امام کو زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچے، محبان اہلبیت رسول بھی علیحدہ علیحدہ حجروں میں رکھے جاتے تھے اس قید خانہ میں ایک چھوٹا سا کنواں بھی ہے جس سے امام اور ان کے ساتھیوں کو پابندی کے ساتھ پانی دیا جاتا تھا، بہرحال ظالم سلاطین عباسیہ و بنی امیہ نے سلطنت کے طمطراق و عسکریت کی قوت مال وزر کا انبار عوام کی اکثریت حاصل ہونے کی قوت پر اہلبیت رسول پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور ان کے نام و نشان کو مٹانے کی جدوجہد کرتے رہے مگر وہ باطل پرست خود مٹتے چلے گئے، آج سامرہ کی زمین پر ان کی سلطنت کی شان و شکوہ اور محلات شاہی کا نشان تک نہیں نہ ان کی قبور کا اور نہ دنیائے انسانیت میں ان کا نام لیا جاتا ہے اور وہ اہلبیت رسول جن کو مٹانا چاہا تھا ان کا شیرازہ مثل اوراق مصحف منتشر ہو کر جہاں جہاں پہنچا وہاں اگر صحرا تھا یا آبادی تھی آج نورانی اہلبیت رسول کی برکت سے آباد اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے شبانہ روز عبادت الٰہی کا مشغلہ جاری رہتا ہے اور ان کے تصرفات روحانیہ تحفظ اشاعت اسلام و تقویت ایمان اور حقانیت کی سربلندی کا باعث ہے آج سامرہ میں بنی عباسیہ کا دار السلطنت تباہ و برباد اور دوسری طرف سلسلہ خلافت الٰہیہ کے دو ائمہ علیہم السلام کے حقانیت کے پرچم لہرا رہے ہیں۔

مزار سید محمد

امام زادہ سید محمد بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا مزار سڑک کاظمین و سامرہ کے درمیان سڑک سے تقریباً تین میل دور واقع ہے، راستہ کی نصف مسافت طے کرنے کے بعد ایک قصبہ بلد آتا ہے اس قصبہ کی مردم شماری تقریباً پچاس ہزار بتلائی گئی زیادہ تر شیعہ امامیہ آبادی ہے مزار جنگل میں واقع ہے مزار کے صدر دروازہ کے سامنے ہر قسم کی دکانیں ہیں جو زائرین کاظمین سے سامرہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں وہ لازمی امام زادہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں مزار کی عمارت کافی وسیع اور شاندار ہے چہار دیواری بلند جس میں زائرین کے قیام کے لئے کمرہ و برآمدے بنے ہوئے ہیں ان کمروں میں اکثر جھولے رکھے ہوئے ہیں وسط صحن میں روضہ اقدس ہے جس کے اندرون وسیع شاندار کمرہ ہے اس کے وسط میں جالیدار ضریح اقدس ہے اور اسی حصہ میں مسجد ہے جس میں تمام ایرانی قالین کا فرش ہے، یہ مقبول بارگاہ ہے جس میں کشف و کرامات ظاہر ہوتے رہتے ہیں اس درگاہ سے کوئی چیز چوری نہیں ہو سکتی، اگر کوئی چیز اٹھالی جائے تو وہ شخص آگے نہیں جا سکتا، اس بارگاہ میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر پولیس عراق کسی تفتیش میں ناکام ہو جائے تو اس ملزم کو پولیس یہاں لا کر حلف دیتی ہے اگر بے قصور ہوگا تو کچھ نہیں ہوگا اگر کاذب ہے تو کوئی نہ کوئی سزا ضرور ملے گی، ایسے اکثر واقعات مشاہدہ میں آتے ہیں دوسری

خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص اولاد کا خواہشمند ہو تو اس کی دعا اس بارگاہ میں ضرور مستجاب ہوگی بعد ولادت کچھ عرصہ کے لئے اس مولود کو اس روضہ کے جھولوں میں پرورش کرنی پڑتی ہے یہاں پر زائرین کا بہت ہجوم رہتا ہے خدام یا زیارت کی تحتی آویزاں ہے آداب زیارت بجالائیں۔

بصرہ

بصرہ پرانا شہر اور خوبصورت ہے بغداد یہاں سے تقریباً ساڑھے تین سو (۳۵۰) میل اور شہر کراچی دو ہزار دو سو میل ہے شط العرب یعنی دجلہ اور فرات کا مقام اتصال ہے اس کے کنارے کھجوروں کے شاندار جھنڈوں سے بنا دیئے گئے ہیں بصرہ بندرگاہ ہے کھجوروں کے باغات بہت ہیں، دنیا بھر میں کھجوروں کی سب سے بڑی منڈی ہے، بندرگاہ سے ہر وقت سواریاں ملتی ہیں یہاں سے شہر تقریباً تین میل ہے، المعقل ریلوے اسٹیشن ہے جو عشار سے سات میل دور ہے، عشار بستی ہے ان دونوں کو بھی بصرہ کہتے ہیں، حالانکہ اصل بصرہ تو عشار سے کئی میل ہے مقام عشار پرانی آبادی ہے آج کل لوگ اسی پر بصرہ کا اطلاق کرتے ہیں یہاں بازار، منڈی، مسافر خانے، ہوٹل اور سرکاری دفاتر بھی ہیں بازار میں ایک مسجد ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے ایک بالائی حصہ میں اہلسنت حضرات نماز ادا کرتے ہیں اور نیچے کے حصہ میں شیعہ امامیہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اس کے بغلی حصہ میں ایک چھوٹا حجرہ مقفل ہے سلاخ دار دروازہ ہے یہ مقام مولا علی کے نام سے موسوم ہے یہ وہ مقام ہے جب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ جنگ جمل فتح کرکے یہاں رونق افروز ہوئے اور نماز ادا کی، یہاں عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا ہے، بصرہ کے کھنڈرات کے کچھ فاصلہ پر مسجد حضرت علی اور میدان جنگ جمل ہے جہاں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ سے نبرد آزما ہوئیں، بصرہ سے ایک راستہ براہ کویت و ریاض کو بھی جاتا ہے۔

کھنڈرات اُر

یہ مقام بصرہ سے سوا سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اُر جنکشن اسٹیشن اور فرات کے کنارے پر ہے، ڈھائی ہزار سال قبل پیدائش حضرت عیسےٰ یہ شہر آباد تھا، یہی جگہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی جائے ولادت کا شرف رکھتی ہے یہاں بہت سی چیزیں کھنڈر کھودنے پر ملی ہیں جن میں اکثریت سونا چاندی اور دیگر دھاتوں کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کا حکمران نقرہ طلا میں کھیلتا تھا بہشت شداد اسی سرزمین کی پیداوار ہے کسی زمانہ میں مصر و شام کی تجارت کا مرکز تھا اور یہ شہر عروج پر تھا یہاں کے باشندے بہت امیر و کبیر تھے یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر پرانے زمانے کی عمارتیں ہیں۔

کھنڈر کش

یہ مقام حلہ سے چودہ (۱۴) میل کے فاصلے پر جانب مشرق واقع ہے، حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت سے چار ہزار سال پہلے یہ شہر آباد تھا۔ یہاں پرانے مشہور کھنڈرات ملتے ہیں یہاں پر ایک چٹان ہے جس پر چڑھ کر تمام شہر نظر آسکتا ہے شاہان کش کا محل یہاں ایک قابل دید عمارت ہے جو اب ویران پڑا ہوا ہے اور جس کے زنگار رنگ کے پتھر اور موتی گذشتہ شان و شوکت کی یاد [illegible] کرتے ہیں۔

ملک شام یا سوریا کے شہر دمشق کی زیارتیں

ملک شام سرزمین حجاز کے شمال میں واقع ہے اور سطح سمندر سے بہت اونچی جگہ ہے اس لئے یہاں موسم سرما میں برف باری ہوتی رہتی ہے بیت المقدس سے ریل اور موٹریں دمشق آتی جاتی رہتی ہیں، ریل بیت المقدس سے لُڈ اور وہاں سے حیفہ" بیت المقدس کے بندرگاہ کو جاتی ہے، دمشق جانے کے لئے لُد جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے، لڈ سے گاڑی شہر عمان جنکشن پر پہنچ کر حجاز ریلوے پر دوسری گاڑی تبدیل کرنی پڑے گی جو شہر عمان سے سیدھی دمشق جاتی ہے ریل کے سفر کے علاوہ شہر عمان سے دمشق کو موٹریں بھی جاتی ہیں اور یہی راستہ بہتر ہے۔

شہر دمشق

کربلا معلےٰ یا کاظمین یا بغداد سے دمشق جانے کے لئے دو راستہ ہیں ایک راستہ بغداد سے شہر عمان کو پختہ سڑک کا جاتا ہے اور عمان شہر سے بذریعہ موٹر پختہ سڑک دمشق شہر پہنچتے ہیں دوسرا راستہ صحرائی بغداد سے دمشق کا ہے عموماً زائرین کو یہی صحرائی راستہ طے کرنا پڑتا ہے، بغداد سے رطبہ چوکی تک پختہ سڑک ہے، رطبہ عراق گورنمنٹ کی چوکی ہے یہاں موٹریں ٹھہرتی ہیں اور پاسپورٹ وغیرہ چیک ہوتے ہیں، رطبہ چوکی سے کچھ دور سڑک پختہ جاتی ہے اس سے آگے سڑک پختہ نہیں ہے بلکہ تقریباً پانصد میل کے اندر ایک بے آب وگیاہ لا انتہاہی لق ودق میدان ہے اسی چٹیل میدان سے جس کو دشت لوط کہتے ہیں رہگذار شروع ہوجاتی ہے کوئی مقرر سڑک یا راستہ نہیں اس پتھریلی اور ریتلی مخلوط زمین پر کئی ایک مختلف بسوں کی گذرگاہیں ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نظر پڑتی ہیں، انہیں گذرگاہوں کے نشانات پر بسیں چلتی ہیں کہا جاتا ہے یہ وہی دشت لوط ہے جس خطہ آباد و سرسبز وشاداب پر امتِ لوط کی بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے قدرت نے عذاب نازل کیا اب اس ہولناک صحرا میں نہ کوئی آبادی نہ کوئی شجر نہ پانی بلکہ جا بجا پتھر پڑے ہوئے ہیں، صرف کچھ کچھ فاصلہ پر پولیس کی چوکیاں بنی ہوئی ہیں وہ بھی اس لئے کہ اگر کسی موٹر لاری کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو وائرلیس کے ذریعہ ایک سرکاری چوکی سے دوسری چوکی کے سرکاری ملازمین کو اطلاع ملنے پر کوئی مناسب انتظام ہو سکے، یہ موٹریں موسم گرما میں عموماً رات کو سفر کرتی ہیں دو ڈرائیور ساتھ چلتے ہیں تاکہ اپنی اپنی ڈیوٹیاں بدلتے رہیں موٹر کی ٹنکی میں اگرچہ پینے کا پانی ہوتا ہے لیکن بنظر احتیاط زائر کو خود بھی اپنے پاس پانی کا انتظام رکھنا چاہیئے شہر دمشق سے تھوڑے فاصلہ پر تہورا دمشقی مقام آتا ہے یہاں پاسپورٹ وغیرہ ملاحظہ ہوتے ہیں بغداد سے دمشق عموماً ستائیس گھنٹے میں پہنچتے ہیں۔

دمشق

شہر دمشق دنیا میں اپنی طرز کا خوبصورت شہر ہے اور ایشیا کا پیرس کہلاتا ہے، ترکی و بیت المقدس (فلسطین) کے مابین واقع ہے دمشق شام کا دارالسلطنت ہے اس شہر کو ترکوں کی قیادت سے علیحدہ ہونے کے بعد فرانسیسیوں نے اس پر گولہ باری کی جس کی وجہ سے شہر کو نقصان پہنچا مگر پھر بھی شہر کی رونق وخوبصورتی میں چنداں فرق نہیں ہوا شہر کی آبادی میں نہریں جاری ہیں ان کناروں پر بڑی بڑی عالیشان خوبصورت عمارتیں بنی ہوئی ہیں یہ نہریں گلی گلی کوچہ کوچہ گذرتی ہوئی جاری ہیں جدید دمشق

بہ نسبت پرانے دمشق کے بہت خوبصورت اور شاداب ہے دمشق کا زیادہ حصہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے جہاں تک نظر جاتی ہے سبزہ ہی سبزہ ہے میوہ دار درختوں اور زیتون کے باغات بکثرت ہیں، اس لئے پھل یہاں ارزاں ہیں، بازار یہاں کے بہت پر رونق ہیں جن میں دنیا بھر کی ہر قسم کی چیزیں ملتی ہیں اور جا بجا ہوٹل بنے ہوئے ہیں، یہاں کے بازار عموماً برف باری کی وجہ سے مسقف بنے ہوئے ہیں جن کی چھت گول اور خوبصورت بنی ہوئی ہے اور جگہ جگہ روشندان بنے ہوئے ہیں پہاڑوں کے گرد کشادہ سڑکیں نکالی گئی ہیں، برقی روشنی کا انتظام تہذیب و تمدن پر مغربیت کے اثرات ہیں یہ شہر عرصہ تک بنی امیہ کا دار السلطنت رہا یہاں کی مردم شماری پانچ لاکھ سے زائد ہے۔ عیسائی، یہودی پارسی قومیں اکثریت میں ہیں، مسلمان بھی آباد ہیں یہاں کے عام باشندے غریب، جاہل، بے تہذیب ہیں اخلاق بھی اچھا نہیں یہاں عیسائیوں کا آباد ہونا کوئی تعجب خیز نہیں ہے کیونکہ اسلام سے پہلے یہ علاقہ روم کے عیسائیوں کے قبضہ میں رہا اور صلیبی جنگیں بھی اسی علاقہ میں ہوتی رہی ہیں چونکہ فرانسیسی اقتدار رہ چکا ہے اس لئے بہ نسبت انگریزی کے فرانسیسی زبان یہاں کے باشندے زیادہ جانتے ہیں تمام بڑی تجارتیں و کاروبار عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہیں، اس لئے مسلمان زیادہ سرمایہ دار نہیں، پانی نہایت سرد اور شیریں ہے پانی کی افراط کی وجہ سے آب و ہوا خوشگوار ہے، سوق الحمیدیہ، سوق الجبر، سوق مدحت وغیرہ مشہور بازار ہیں، سکہ یکصد قرش کا ایک لیرا جو دو درہم کے برابر ہے۔

روضہ حضرت سیدہ زینب ام المصائب سلام اللہ علیہا

شہر دمشق سے تقریباً پانچ چھ میل دور یہ بارگاہ عالیہ ہے حرم اقدس کی آس پاس کی آبادی قریہ سیدہ زینبیہ کے نام سے موسوم ہے یہاں کے باشندے سیدہ زینب کو ستی زینب کہتے ہیں، لب سڑک ایک باغ میں بہت وسیع احاطہ بلند چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے جو صاف ستھرے کمروں اور ان کے آگے کھلے برآمدوں پر مشتمل ہے کمروں میں عموماً عربوں یا ایرانیوں کو جگہ ملتی ہے پاکستانی و ہندوستانی زائرین کو کمروں میں قیام کرنے کا موقعہ کم ملتا ہے مجبوراً ان زائرین کو برآمدوں میں گذارا کرنا پڑتا ہے پانی پینے اور دیگر استعمال کے لئے ایک حصہ میں متعدد ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں جس سے دن رات پانی بافراط استعمال کیا جاتا ہے پانی نہایت سرد اور شیریں ہے حرم اقدس کے صدر دروازہ کے ملحقہ سڑک پختہ کے دونوں طرف مختصر بازار ہے جس میں ضروریات کی چیزیں مل جاتی ہیں شہر دمشق آنے جانے کے لئے روزمانہ اومنی بسیں چلتی ہیں حرم اقدس کی چہار دیواری کے وسط صحن میں روضہ اقدس ہے عالیشان عمارت ہے چاروں طرف رواق بنے ہوئے ہیں وسط میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے جس کے بیچ میں ثانی زہرا کی ضریح اقدس ہے، اس نقرئی جالیدار ضریح اقدس پر جو کتبہ زیارت و سلام آویزاں ہے اس کے الفاظ مصائب میں ڈوبے ہوئے اور دل ہلا دینے والے ہیں، ضریح پر عجیب بیکسی برستی ہے زیارت پڑھنے اور روضہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد زائر کو واقعہ کربلا کا المناک حادثہ اور بعد شہادت سید الشہداء جو الم اور بالخصوص بی بی عالیہ کو پیش آئے آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے یہ تصور کرکے زائرین کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہو جاتے ہیں شب و روز ہر ملک کے زائرین کا ہجوم رہتا ہے، مسلمان تو مسلمان، عیسائی، یہودی بھی اس بارگاہ پر سرنگوں ہوتے، عیسائی و یہودی مرد روضہ اقدس کے باہر کھڑے ہو کر آنسوؤں کا ہدیہ پیش کرتے ہیں بعض غیر مسلم عورتیں بھی احتراماً روضہ کے اندر داخل نہیں ہوتیں، قبہ منورہ کے نیچے یعنی ضریح مقدس کے سامنے ایک پردہ حائل ہے جو مستورات کے لئے مخصوص ہے، اس حرم اقدس کے مینار پر کوئی شیعہ امامیہ اذان نہیں دے

سکتا، بلکہ پانچوں وقت سُنی مؤذن اہلسنت کے عقیدے کے مطابق اذان دے گا یہ حکومت کی طرف سے پابندی ہے اللہ اللہ کیا شان قدرت ہے کہ ام المصائب کے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام نے روز عاشورہ اپنے نانا کا دین و اسلام کا پرچم اپنے بے بہا خون سے رنگ کر دنیا کی ہدایت کے لئے قیامت تک زمین کربلا پر نصب کر دیا اور اس بھائی کی دکھیا بہن زینب نے بعد شہادت فرزند رسول رسن بستہ ہو کر کربلا سے تا کوفہ و شام ابن زیاد و یزید ملعون کے درباروں کے اندر اپنے خداداد علم و فضل اور فصاحت و بلاغت کے ذریعہ حقائق و معارف سے لبریز خطبات بیان فرمائے جس سے کوفہ و شام کے عوام کو بنی اُمیہ نے بے خبر کر رکھا تھا آپ نے اپنے خطبات سے ثابت کر دیا کہ اہلبیت رسول کی شان و منزلت اور یزید بن معاویہ کی اسلام میں کیا وقعت ہے، چنانچہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا طاب ثراہ لکھتے ہیں کہ حضرت زینب کی شجاعت ایک دو مرتبہ سے مخصوص نہیں بلکہ اس کا ظہور اس موقعہ پر ہوتا رہا جب مشکلات کا ہجوم اور مصائب کا اژدہام تھا جبکہ تماشائیوں سے بازار اور کوٹھے مملو تھے کوفہ میں داخلہ کے وقت اور نکلنے کے موقعہ پر راہ میں بازار شام میں ہر مناسب موقعہ پر حضرت زینب کی زبان فریضہ تبلیغ میں گویا تھی انہوں نے حق کو ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، آپ کے خطبات کے ضمن میں مولانا رازق الخیری لکھتے ہیں کہ دمشق میں یزید کا دربار شامیوں سے بھرا ہوا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا ہے ہر شخص اسطرح بیٹھا ہوا ہے یا کھڑا بے حس و حرکت جس طرح پتھر کی مورتیں ان کی زبانیں اور ہونٹ چپکے ہوئے تھے ان کے دل دریائے حیرت میں غوطے کھا رہے تھے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب شیر خدا کی بیٹی لاکھوں کے مجمع میں شیر کیطرح گونج رہی اور رعیت کے سامنے ان کے بادشاہ کو للکار رہی تھی خود یزید پیچ و تاب کھاتا دانت پیس پیس لیتا ہونٹ چباتا رہا، لیکن زبان سے ایک لفظ نہ نکلا سیدہ کی بیٹی روانی کا چشمہ تھی کہ اُبلا چلا آرہا ہے اور فصاحت کا ایک دریا تھا جو بہے چلا جا رہا تھا اور کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اس تقریر سے حضرت زینب نے صداقت اور حق گوئی کا حق ادا کر کے اسلام کی ایک ناقابل فراموش خدمت انجام دی ہے اس تقریر سے شامیوں کو معلوم ہو گیا کہ خلافت میں حکومت تبدیل ہو کر اسلام کو کیا زبردست دھچکا پہنچا یعنی خلافت الٰہیہ اور بادشاہت دنیوی یکجا نہیں ہو سکتیں، آج اس دمشق میں نہ یزید کا تخت و تاج باقی ہے نہ محلات شاہی صرف یزید ایک کانچ کی بھٹی کا ایندھن ہے لیکن جن الجرم کو مقید کر کے تشہیر کیا گیا ان کے آج بھی مزارات پر شب و روز صدہا زائرین عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور قیامت تک ان حق پرستوں کے مزارات پر سلام و زیارت کا سلسلہ جاری رہے گا،

شہر دمشق کی زیارتیں

حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے مزار سے شہر دمشق جاتے ہوئے دو مزار ہیں (۱) مقبرہ جناب مقداد صحابی رسول اللہ، اس کے قرب میں کوئی خاص آبادی نہیں (۲) مقبرہ ابی بن کعب صحابی رسول یہاں کچھ آبادی ہے شہر دمشق میں دو وسیع قبرستان ہیں ایک قبرستان غربی جانب مقابر الصوفیہ کے نام سے مشہور ہے دوسرا جنوبی جانب مقبرہ باب الصغیر ہے وسط سے ایک سڑک جامع مسجد بنی امیہ (دربار یزید) کو چلی جاتی ہے اس قبرستان میں حسب ذیل مزارات قابل زیارت ہیں،

(۱) روضہ جناب عبداللہ بن جعفر طیار شوہر حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا (۲) روضہ جناب بلال مؤذن رسالتمآب یہ دونوں

مرقد علیحدہ علیحدہ ایک قبہ کے نیچے ہیں یہ عالیشان روضہ ہے آرائشی سامان سے مزین ہے (۴) روضہ جناب فاطمہ صغرا بنت حضرت امام حسین علیہ السلام (۵) روضہ امام زادہ سید عبداللہ بن امام جعفر صادق علیہ السلام دونوں مرقد علیحدہ علیحدہ ایک ہی زیر قبہ ہیں (۵) روضہ جناب فضہ کنیز جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا یہ روضہ جناب فاطمہ صغرا بنت الحسین کے روضہ کے متصل ہے (۶) روضہ جناب ام علی زوجہ رسول خدا (۷) روضہ عبداللہ بن مکتوم موذن سرور کائنات (۸) روضہ جناب سکینہ بنت الحسین ہیں روضہ کی عمارت عالیشان اور آرائشی سامان سے مزین ہے اندرون محراب سنگ مرمر ضریح اقدس ہے جس قیمتی جواہرات جڑے ہیں اشیاء رکھی ہوئی ہیں (۹) اسی روضہ جناب سکینہ کے دوسرے حصہ میں حضرت ام کلثوم دختر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا مرقد انور ہے یعنی دونوں قبور علیحدہ علیحدہ ایک ہی قبہ میں ہے (۱۰) روضہ جناب ام حبیبہ زوجہ رسالتمآب (۱۱) روضہ امام زادہ سید عبدالباہر بن امام زین العابدین علیہ السلام (۱۲) روضہ سرہائے شہداء کربلا، کہتے ہیں کہ اس ضریح میں سولہ سر شہدائے کربلا مدفون ہیں۔

مذکورہ روضوں کے ہر روضہ پر زیارت کی تختی آویزاں ہے انہیں دیکھ کر یا خدام کے ذریعہ آداب زیارت بجا لائیں، ان کے علاوہ اور لوگوں کی بہت سی قبور ہیں ویس قرنی کی بھی یہیں قبر ہے اور ایک معمولی حجرہ میں معاویہ بن ابوسفیان کی قبر ہے اور اسی قبرستان میں ایک کانچ کا کارخانہ ہے باوثوق طریقہ سے اس کے نیچے یزید بن معاویہ کی قبر بتلائی جاتی ہے، باشندگانِ شام اور خدام بھی یہی کہتے ہیں۔

اموی جامع مسجد یا دربار یزید

اس مسجد کی عمارت شاندار اور وسط شہر میں واقع ہے اردگرد رہائشی مکانات ہیں آمدورفت کا صدر دروازہ بازار کے سامنے ہے دوسرا دروازہ مخصوص ہے، حاکم وقت دربار میں محل سے اسی دروازہ مخصوصہ سے آتا تھا، اسی مسجد میں یزید دربار منعقد کرتا تھا یہ وہی جگہ ہے جہاں خلافت الہیہ کے پہلے خلیفہ رسول پر تبرا کیا گیا اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے بادشاہت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا یہی وہ مقام ہے جہاں یزید نے تخت پر بیٹھ کر خاندانِ رسالت کو تباہ و برباد کیا اہلبیت رسول پر ایسے مظالم ڈھائے جو نمرود نے ابراہیم اور فرعون نے موسیٰ پر مظالم نہیں توڑے فرزند رسول اور ان کے ساتھیوں کو تین دن کے بھوکے پیاسے شہید کرائے اور رسول زادیوں کو رسن بستہ کر کے بے مقنعہ و چادر شہر بشہر تشہیر کرایا یہ وہی جگہ ہے جب رسول زادیاں دربار یزید میں رسن بستہ لائی گئیں، یزید نے اس وقت رسول زادیوں کے دربار میں داخل ہونے کا حکم دیا جبکہ تمام دربار آرائشہائے گوناگوں کی سجاوٹ اور زینت ہائے بوقلموں کی رنگارنگی سے آراستہ تھا مخمل و دیبا کے پردے زرنگار چھوٹے ہوئے تھے اور دربار عام سے دربار خاص تک کرسی ہائے جواہر نگار کی دورویہ قطاریں لگی ہوئی تھیں جن پر سات سو کرسی نشین بیٹھے تھے محفل طرب و عیش بپا تھی اور گانے والے مرد و عورت کا ایک خاصہ ہجوم تھا شراب کا جام پر جام چل رہا تھا سرِ اطہر فرزند رسول بدبخت نے تخت کے نیچے رکھا ہوا تھا جن لب ہائے کو رسول اللہ چومتے تھے ان کی بے ادبی کر رہا تھا، رسول زادیاں مصیبت زدہ سر عریاں پریشان تھیں جو ہجوم کے لحاظ سے اپنے نقاب چہروں کو بالوں سے چھپائے ہوتے تھیں انہیں میں ایک صغیر سن چار سالہ لڑکی (سکینہ) بھی حالت بے کسی میں رسیوں سے جکڑی تھی جسے دیکھ کر مجمع شامی بھی تھرا اٹھا اور یزید شراب کے نشے میں مخمور ہو کر یہ اشعار پڑھتا تھا

ترجمہ :۔ کاش کہ میرے وہ بزرگ جو بدر واحد میں قتل ہوئے دیکھتے تو وہ چلاتے بسبب خوشی کے اور کہتے اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں بہ تحقیق ہم نے سادات کے افسر (حسین بن علی) کو قتل کیا اور بدر احد کے واقعہ کا بدلہ لے کر ہم نے برابر کیا میں اولاد خندف سے نہیں ہوں اگر میں اولاد احمد (رسول خدا) سے بدلہ نہ لوں اس کا جو کچھ انہوں نے (بدر و احد) میں کیا بنی ہاشم نے تو ملک سے ساتھ کھیل کھیلا تھا نہ کوئی خبر آئی نہ کوئی وحی نازل ہوئی (وسیلۃ النجاۃ ملا مبین لکھنوی)

یزید بن معاویہ نے اپنے اس بیان سے کھلم کھلا رسالت کا انکار کر دیا لہٰذا خلیفہ رسول ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے کردار سے ایک جابر و ظالم فاسق و فاجر بادشاہ ثابت ہوتا ہے واقعہ کربلا کے علاوہ یزید بن معاویہ نے اسی جگہ بیٹھ کر مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کی مقدس زمین کو خون ناحق سے رنگین کرائی، یزید نے مدینہ منورہ میں تین روز تک قتل عام جاری رکھا سات سو اکابر قریش حافظ قرآن قتل ہوئے ہزاروں عوام قتل ہوئے نوسو زنانہ دوں کا حمل رہا مسجد نبوی کا اصطبل بنایا گیا غرضیکہ ہر طرح مدینہ منورہ کو تباہ برباد کیا مدینہ کے بعد مکہ کی باری آئی، سپاہ شام نے کوہ ابو قبیس سے منجنیقوں سے آگ برسائی گئی، پردہ خانہ کعبہ جلا مسجد الحرام برباد ہوئی حضرت اسمٰعیل کے دنبہ کے سینگ جلے کعبہ محترم تباہ ہوا غرض یزید بن معاویہ نے اس مسجد اموی یا دربار یزیدی میں بیٹھ کر یہ کارنامے انجام دیئے، زائرین جب بھی اس دربار یزیدی میں قدم رکھیں، واقعات متذکرہ پیش رکھتے ہوئے جو مظالم اہلبیت رسول پر ڈھائے اشک بہائیں، اہل عالم نے بہت جلد یہ دیکھا کہ ؎

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی ☆ جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

بقول شاعر،

؎ ایوان یزیدی مٹ کے رہے خاک اڑتی ہے شام و کوفہ میں

فرزند محمد کا مقتل فردوس بدا ماں ہو کے رہا !

ہر قطرۂ خون سرور نے اک شمع فروزاں روشن کی ☆ ایمان کی دنیا روشن کی ہر سمت چراغاں ہو کے رہا !

اس مسجد اموی یا دربار یزیدی میں حسب ذیل مقامات کے نشانات مخصوص ہیں۔

(۱) ایک چوبی ممبر بہت بلند اندرون مسجد رکھا ہوا ہے یہ وہی ممبر ہے جس پر بیٹھ کر حالت اسیری میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس سے دربار یزیدی میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا اس خطبہ کو سن کر حاضرین دربار سے گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہو گئیں اور شام میں یزید کے خلاف ایک شورش پیدا ہو گئی۔

۲۔ مقامات نشست اسیران کربلا

دو چبوترے جن کے چاروں طرف چوبی کٹہرے لگے ہوئے ہیں انہیں پر اسیران کربلا کو بٹھاتے تھے جبکہ وہ نقاہت کی وجہ سے سنبھل نہ سکتے تھے۔

(۳) اسی مسجد کے ایک حصہ میں ایک عمارت کئی کمروں پر مشتمل ہے، ان کمروں میں بعض مخصوص مقام ہیں۔

(الف) طاق نقرئی" دیوار کے ایک حصہ میں طاق نقرئی بنا ہوا ہے جو خزانہ یزید کے نام سے موسوم ہے، کہتے ہیں کہ اسی

طاق میں سر اطہر فرزند رسول رکھا گیا تھا، جس سے اکثر نورانی شعاعیں بلند ہوتی تھیں۔

(ب) اسی گوشہ میں امام زین العابدین علیہ السلام کا مصلے ہے، اسی جگہ اکثر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

(ج) دوسرے کمرہ میں ایک شیشہ کا کٹہرہ ہے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ رسول کی ریش مبارک کا بال دفن ہے افسوس ہے ایسے مسلمانوں پر کہ رسول اللہ کے بال کی تعظیم کر کے دفن کریں اور ان کے فرزند کا سر قلم کر کے لاش پر گھوڑے دوڑائے ہیں اور لاش اطہر کو کربلا کی تپتی زمین پر بے گور و کفن چھوڑ دیں!

(۴) روضہ حضرت ذکریا علیہ السلام، یہ روضہ اندرون مسجد ایک وسیع کمرہ میں واقع ہے کہا جاتا ہے کہ مسجد سے پہلے یہاں ایک کنواں تھا، آپ بیت المقدس میں عرصہ تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور جناب مریم کی بیت المقدس میں پرورش کی کیونکہ ان کی بیوی جناب مریم کی خالہ تھی، جب جناب مریم کے حضرت عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے تو بنی اسرائیل نے آپ پر تہمت لگائی اور قتل کے درپے ہو گئے آپ ایک درخت میں چھپ گئے، بنی اسرائیل نے درخت سمیت حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر دیا اور اس کنوئیں میں لاش مبارک کو ڈال دیا عرصہ دراز تک اس کنوئیں میں خون ناحق اُبلتا رہا۔ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام خون کا اُبلنا بند ہوا۔

(ا) مقام حضرت خضر علیہ السلام، قبلہ کی جانب دیوار میں ایک نشان بنا ہوا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

(ب) مسجد کے ایک حصہ پر گھڑی لگی ہوئی ہے اس پر ایک مینار ہے کہتے ہیں کہ قدیم زمانے کی بہت سی چیزیں محفوظ ہیں۔

(ج) جو دروازہ حکمران وقت کی آمد و رفت کا تھا، اس سے داخل ہوتے وقت دائیں جانب یزید کا محل تھا اب کچھ پتھر کے اس کا نشان باقی ہے اسی کے ملحق ہندہ کا محل تھا اب شاہی محلات نیست و نابود ہیں۔

۵۔ زندان دمشق

یزید ملعون نے اسیران اہلبیت رسول کے لئے حکم دیا تھا کہ ان کو ایسے مکان میں قید رکھا جائے کہ جس مکان کی چھت نہ ہو تا کہ گرمی اور سردی کے اثر سے محفوظ نہ رہیں یہاں تک کہ ان کے چہروں کی کھال نکل آئے اکثر مورخین کا بیان ہے کہ اہلحرم ایک خرابہ میں رکھے گئے تھے، صاحب طراز المذہب کے نزدیک اہلبیت رسول کا قید خانہ ایک ویران مکان تھا جس پر چھت نہ تھی جس میں اہلبیت رسول کے چہروں کا رنگ بدل گیا تھا اور زیادہ رونے کی وجہ سے اہلحرم کی آنکھیں مجروح ہو گئیں تھیں بدن کا گوشت گھل گیا تھا، پوری غذا نہ ملنے کی وجہ سے چھوٹے بڑے لاغر ہو گئے تھے، اسیران اہلبیت کو مکان میں یکے بعد دیگرے قید رکھا گیا، اوّلاً اموی مسجد کے مخصوصہ دروازہ سے جو راستہ مڑ کھاتا ہوا بازار کو جاتا ہے اس کے کچھ فاصلہ پر وہ قید خانہ ہے جہاں اب ایک مسجد ہے اس میں وہ مقامات ظاہر کئے گئے ہیں جہاں جہاں اہلحرم کی نشستیں تھیں مثلاً مقام امام زین العابدین علیہ السلام و حضرت زینب اسی طرح پر دیگر اسیران کربلا کے نشانات بنے ہوئے ہیں ایک جگہ ممبر ہے جس کے ایک جانب طاق ہے جس میں کچھ عرصہ کے لئے سر سید الشہداء رکھا گیا، اس کے بعد کچھ فاصلہ پر مقبرہ رقیہ بنت مسلم بن عقیل یا بنت الحسین ہے جس کمرہ میں یہ مرقد ہے اس کے ملحق ایک اور کمرہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ وہی مکان خرابہ ہے جس میں دوبارہ اسیران اہلبیت قید کئے گئے تھے اسی قیدخانہ میں پہلے رقیہ بنت مسلم یا بنت الحسین کا انتقال ہوا اور سید سجاد نے اس جگہ دفن کیا اس کے بعد جناب سکینہ بنت الحسین کا انتقال ہوا

ان کو قبرستان میں دفن کیا جن کا روضہ شاندار ہے جس کا ذکر ہو چکا یہ زندان ایک بازار باب الساعات کے ملحق ہے اسی باب الساعات سے اہل حرم کو اسیر کر کے دربار یزید تک پیادہ پا گذارا گیا تھا اسی بازار سے مکانات کے کوٹھوں پر بیٹھی ہوئی شامی عورتوں نے اہلبیت رسول پر سنگ باری کی تھی اور قیدی امام کو طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے اشقیا درے لگاتے ہوئے لے گئے تھے۔ یہاں کی زیارات سے فارغ ہونے کے بعد شہر کی آبادی کے ملحقہ دو پہاڑیاں ہیں ان کی زیارات سے مشرف ہوں۔

(۶) پہلی پہاڑی

یہ پہاڑی سطح زمین سے زیادہ بلند نہیں ہے یہیں اصحاب کہف کا مزار ہے، اس واقعہ کا ذکر کلام مجید میں ہے مزار کے اندرونی مختصر کمرہ میں اصحاب کہف کا غار ہے اسی غار میں آپ آرام فرما رہے ہیں، اس وقت غار بند ہے صرف ایک معمولی سی موری ہے اس کمرہ کے ایک حصہ میں محمد حنفیہ بن حضرت علی ابن ابیطالب کا مقام ہے بیرون مزار اصحاب کہف کے کتے کی قبر ہے اور بیرون مزار ایک کنواں اور قدم کا نشان ہے جو حضرت علی کی طرف منسوب ہے آپ بحکم رسالت مآب ایک بساط پر معہ چند اصحاب رسول اللہ کے سوار ہو کر مدینہ منورہ سے مقام اصحاب کہف پر تشریف لائے تمام اصحاب رسول اللہ نے سلام پیش کیا لیکن اصحاب کہف کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا، آخر میں حضرت علی ابن ابیطالب نے اصحاب کہف کو سلام پیش کیا، فوراً اصحاب کہف کی طرف سے یا وصی رسول اللہ کہہ کر جواب سلام آیا یہ کنواں اور قدم مبارک اس وقت کی یادگار ہے۔

دوسری پہاڑی

مقام اصحاب کہف سے کچھ فاصلہ پر دوسری پہاڑی سطح زمین سے بہت بلند ہے، اس پہاڑی پر ضعیف یا کمزور مرد عورت کے لئے بہت مشکل ہے چڑھائی زیادہ ہونیکی وجہ سے سانس پھول جاتا ہے ایسے زائرین کو چاہیئے کہ وہ صبح کے وقت اس پہاڑی پر چڑھیں جبکہ موسم گرما ہو پانی وغذا حسب پسند ہمراہ رکھیں، منزل مقصود تک پہنچنے کے بعد ایک مختصر مسجد آ گئی اور اس مسجد کے قریب ایک پانی کا سرد و شیریں چشمہ ہے جس وقت حضرت علی ابن ابیطالب اصحاب کہف کے غار پر تشریف لائے تھے تو اس پہاڑی پر نیزہ مار کر چشمہ جاری فرمایا اور اس کے پانی سے وضو فرما کر مقام مسجد پر نماز ادا فرمائی زائرین بھی اس چشمہ سے وضو کرنے کے بعد مسجد میں دو رکعت نماز ادا کریں، اس جگہ سے کچھ آگے ایک لمبوترا سرداب نما غار ہے، بغیر روشنی کے اس تاریک غار میں داخل نہیں ہو سکتے، یہی مقام ہابیل ہے جو اپنے حقیقی بھائی قابیل کے ہاتھوں شہید ہوئے اسی غار میں ایک پتھر کا انسانی چہرہ معہ دانت و زبان دہان پہاڑی میں پیوست ہے کہا جاتا ہے کہ قدرت نے عبرت کے لئے قابیل کا چہرہ پتھر کا بنا دیا تھا، اس تاریک غار میں پہاڑی چٹان بالا میں دو نم آلود آنکھیں معلوم ہوتی ہیں جو ہر وقت نم آلود رہتی ہیں اس کے متعلق مختلف روایات ہیں، بعض کہتے ہیں کہ ہابیل کے قتل پر یہ پہاڑ رویا اور دوسری روایت ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد یزید کے حکم سے رسول زادیوں کو اسیر کر کے رسن بستہ و سر برہنہ دمشق میں لائے تو یہ پہاڑ روتا رہا بہر حال خواہ کوئی بھی روایت صحیح ہو لیکن اتنا ضرور ہے کہ آج بھی ہاتھ پھیرنے سے ہاتھ پر پانی کی تری آ جاتی ہے اس کے بعد پہاڑی کے دوسرے حصہ میں چالیس انبیاء مرسلین کے مصلے ہیں جہاں عرصہ تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے یہاں بھی زائرین کو نمازیں ادا کرنی چاہیں دونوں پہاڑیوں پر ہر وقت خدام موجود رہتے ہیں ان کے ذریعہ آداب زیارت بجالائیں۔

(۷) بیرون شہر ایک گردی بزرگ کا مزار ہے جن کا پیر آج تک قبر سے باہر نکلا ہوا ہے۔

ملک اُردن یا جارڈون کے شہر بیت المقدس کی زیارتیں

دمشق سے ریل اور موٹریں شہر عمان کو جاتی ہیں، شہر عمان مملکت شرق اُردن یا جارڈون کا پایہ تخت ہے عمان خوبصورت شہر ہے تقریباً پانچ لاکھ کی آبادی ہے کچھ شہر پہاڑ پر ہے اور کچھ دامن کوہ میں آباد ہے موسم گرما میں معمولی گرمی اور رات کو دو کمبل کی سردی ہوتی ہے پانی سرد اور شیریں یہاں کی زبان بہ نسبت دوسرے ممالک کے صاف اور فصیح عربی کے قریب ہے، باشندے خوبصورت خلیق اور شریف ہیں شہر عمان سے ایک میل دور نمرود کا قلعہ ہے، پورے شرق اُردن کی آبادی بیس لاکھ سے زائد ہے یہاں کے حکمران شاہ حسین بادشاہ ہیں پہاڑ پر قلعہ ہے عراقی اور عمانی سکہ قریب قریب مساوی ہے البتہ یہاں تعریفہ پانچ پیسہ اور قرش دس پیسہ کا ہوتا ہے، عمان کے اکثر بازاروں میں عموماً کچھوے تلے ہوئے بکتے ہیں، شافعی لوگ کچھوا شوق سے کھاتے ہیں بنظر احتیاط زائرین کو چاہیئے کہ وہ یہاں کا سالن استعمال نہ کریں، عمانی خاص اصل السوس کا شربت بلا شکر کے پیتے ہیں، یہاں پھل بکثرت ہوتے ہیں گندم، نخود، چاول بھی پیدا ہوتا ہے یہاں کے صحراؤں میں گاؤ زبان درحل بہت ہوتا ہے، عمان سے بیت المقدس تقریباً ستر میل ہے سڑک پختہ ہے تمام راستہ پہاڑی اور کہیں کہیں میدانی بھی ہے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ان میں اکثر بے آب و گیاہ ہیں راستہ جہاں بستیاں ہیں وہاں پانی اور زیتون، انجیر، آلو بخارا، خوبانی کے باغات ہیں ایک پہاڑی کے دامن میں سویدا شہر بارونق ہے۔

بستی بنی شعیب

سویدا شہر کے بعد وادی بنی شعیب شروع ہوجاتی ہے، سڑک سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر حضرت شعیب علیہ السلام کا آباد کردہ ایک گاؤں ہے جس کا نام بنی شعیب ہے آبادی اور سڑک کے مابین ایک کنواں ہے جس پر نبی اللہ کی لڑکیاں پانی بھرتی تھیں، اب اس کنویں پر ٹیوب ویل لگا ہوا ہے اس آبادی میں حضرت موسٰے علیہ السلام عرصہ تک مقیم رہے اور شرف دامادی حاصل کیا اور اسی وادی شعیب میں نبی اللہ کافی رقبہ میں کاشت کیا کرتے تھے اور اسی وادی میں آپ کے اونٹ بھیڑ بکری چرتے تھے اتفاقاً ماہ جولائی ۱۹۷۵ء میں ہمارے قافلہ کی موٹر کا انجن خراب ہوگیا اس لئے ہمیں اسی وادی میں چوبیس گھنٹے گذارنے پڑے اور اسی کنوئیں کا پانی استعمال کیا، ڈرائیور کے ذریعہ سے یہاں کے باشندوں سے کچھ معلومات حاصل کی گئیں، اس جگہ کے بعد راستہ میں چھوٹی بڑی بستیاں آتی رہیں بستی المہاجرین کے بعد ایک دریا آیا جس کا نام بحر المیت ہے اس کا پانی نہایت کھاری اور تلخی لئے ہوتے ہے اس دریا سے نمک نکالنے کا کارخانہ ہے اس پانی میں ایک قسم کی چکناہٹ ہے جلدی امراض کے لئے موثر ہے ڈرائیور اور دوسرے حضرات کنستروں میں عراق و شام تک پانی لے جاتے ہیں، راہ میں ایک پل نامی "جسر الحسین" آتا ہے اس کے ایک جانب عمان اور دوسری جانب فلسطین ہے، فلسطین کا علاقہ آتے ہی سفید مٹی کے ڈھیر آنے شروع ہوجاتے ہیں جو پتھر بننا چاہتے ہیں لیکن بن نہ سکے، البتہ بیت المقدس کے قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور پتھر آنے شروع ہوجاتے ہیں۔

شہر بیت المقدس:۔ بیت المقدس جسے قدس شریف اور یروشلم بھی کہتے ہیں، کعبہ کے بعد مسلمانوں کا مقدس مقام ہے اسی شہر میں

مسجد اقصیٰ ہے خانہ کعبہ سے پہلے یہی مسجد قبلہ تھی جو ہزارہا سال انبیاء علیہم السلام کا بھی قبلہ رہا ہے اس شہر کی آبادی تقریباً ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے جس میں قریباً ساٹھ ہزار مسلمان ہیں باقی یہودی و نصاریٰ ہیں، بیت المقدس کے چاروں طرف فصیل بنی ہوئی ہے فصیل کے اندر شہر آباد ہے مسلم، عیسائی، یہودی اس مقام کو مقدس سمجھتے ہیں اور ہر سہ اقوام بیت المقدس پر قبضہ کے لئے جنگ آزما رہتی ہیں اب یہودی اسی فکر میں ہیں کہ اس مقدس مقام پر ہمارا قبضہ رہے کبھی صلاح الدین نے یہ علاقہ عیسائیوں سے ایک مدت کے بعد حاصل کیا تھا جب سے یہ علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں چلا آتا ہے جب سے اسرائیلی حکومت وجود میں آئی اس وقت سے اسرائیلی حکومت کی بھی یہی تمنا ہے کہ بیت المقدس ہمارے قبضہ میں رہے چنانچہ آج بھی شہر بیت المقدس کا کچھ حصہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے اور باقی حصہ شاہ حسین کے قبضہ میں ہے، مسجد اقصیٰ اور بعض دوسرے مقدس مقامات پر مسلمان ہی قابض ہیں ممکن ہے کسی وقت کل شہر پر اسرائیلیوں کا قبضہ ہو جائے، اندرون شہر میں سڑکیں اور بازار تنگ ہیں۔

مسجد اقصیٰ ایک چھوٹے سے ٹیلہ پر وسط شہر میں واقع ہے اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں اس پر چڑھنے کے لئے سیڑھیوں نما قطار بنے ہوتے ہیں ہر دو طرف دکانیں ہیں، شہر کے سات دروازے ہیں باب الخلیل مغربی جانب باب داؤد یا مغاربہ، باب الاسباط مشرقی جانب، باب الساھرہ، باب المفرد، باب العمود شمالی جانب ہیں باب الحدید شہر کے بیرونی حصے میں ہے بیرونی حصہ یعنی جو فصیل سے باہر ہے وہاں کی سڑکیں کشادہ ہیں اور نہایت عالیشان کوٹھیاں اور پختہ مکانات ہیں بازار میں جدید طرز کی دکانیں خوبصورت و آراستہ ہیں۔

مسجد اقصیٰ، یہ وہ مسجد ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں اسطرح آیا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد رسول اللہ) کو رات کے وقت مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ لے گئی یہ مسجد حضرت داؤد علیہ السلام نے بحکم خداوند کریم تعمیر فرمایا یہ مسجد کبھی مسلمانوں اور انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اول رہ چکی ہے ابتدائے اسلام میں بے شمار مسلمانوں اور انبیاء نے ادھر منہ کر کے نماز پڑھی ہے، نہایت وسیع اور شاندار مسجد ہے جس میں بیک وقت کئی ہزار مسلمان نماز ادا کر سکتے ہیں اس مسجد اقصیٰ کے دس دروازے ہیں سات بجانب غرب اور تین بجانب شمال، شمالی دروازہ باب شرف الانبیاء کے نام سے مشہور ہے، مسجد کی فصیل نہایت مستحکم بلند قلعہ نما ہے اور آمد و رفت کے لئے دروازے عالیشان ہیں صحن مسجد کا بہت وسیع ہے، جا بجا قبے اور انبیاء علیہم السلام کی محرابیں بنی ہیں جن پر کثیر انبیاء نے نمازیں ادا کیں۔

قبۃ المعراج جس کے متعلق مشہور ہے کہ رسول خدا بحکم خداوند تعالیٰ خانہ کعبہ سے اس مسجد میں رونق افروز ہوئے اور پھر اس قبۃ المعراج سے براق پر سوار ہو کر عالم بالا (مسجد اقصیٰ) کو تشریف لے گئے اس قبہ کے وسط میں ایک سفید پتھر کی گول لمبوتری چٹان ہے، جسے عرش الرحمان کہتے ہیں، اس کے کچھ حصہ کے نیچے سرداب ہے جہاں سے اس چٹان کا اندرونی حصہ نظر آتا ہے، جس پر یہ عبارت مرقوم ہے قال علیہ السلام فی المقدس الصخرۃ من صخور الجنۃ، بیت المقدس کا پتھر جنت کے پتھروں سے ہے، عرصہ تک یہ چٹان ہوا میں معلق رہی اب تھوڑا سہارا دے دیا گیا ہے کہتے ہیں کہ یہ پتھر آسمان سے آیا تھا اور اسی مقام پر حضرت داؤد علیہ السلام

نے مسجد تعمیر کرائی، یہ پتھر ۵۶×۴۶ مربع کرم ہے ایک کرم ساڑھے پانچ فٹ کا ہوتا ہے جس کے چاروں طرف چوبی کا خوبصورت فریم ہے اس قدر لمبی چوڑی چٹان دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کون سی طاقت اس کو یہاں لائی ہے اس پتھر کے نیچے سرداب میں دو رکعت نماز ادا کریں اور پتھر کے فریم کے چاروں طرف طواف کریں اور اس قبہ کے پہلو میں قبۃ الصلوٰۃ ہے جہاں رسول خدا نے تمام انبیاء و ملائکہ کی شب معراج امامت فرمائی۔

قبۃ الداؤد

مختصر جگہ ہے، قبہ کے چاروں طرف دریچے ہیں اور ایک گوشہ میں محراب ہے اس مقام پر آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور عوام کے مقدمات کے فیصلے کرتے تھے، قبہ کے وسط میں ایک آہنی زنجیر آویزاں ہے جو شخص کاذب ہوتا تھا اس کا ہاتھ اس زنجیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا یہ قبہ بھی قبۃ المعراج کے قریب ہے۔

قبۃ الصخرا یا مسجد اقصیٰ

قبۃ المعراج سے سیڑھیوں کے نیچے کچھ فاصلہ پر ایک عالیشان مسجد ہے جسے بعض قبۃ الغوا اور بعض مسجد اقصیٰ کہتے ہیں جو نہایت بیش قیمت سنگ زرخام و سنگ مرمر کے خوبصورت سولہ ستونوں پر پچاس فٹ اونچا رنگ برنگ کے شیشوں اور نگینوں سے آراستہ ہے، سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں کے بلند ستون ہیں، یہ نہایت خوشنما عمارت ہے جس میں نہایت عمدہ پچکاری کی گئی ہے، چھت طلائی روغن سے نہایت خوشنما بنائی گئی ہے اس مسجد میں حضرت ابراہیم و حضرت داؤد و حضرت موسےٰ و حضرت زکریا و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی محرابیں بنی ہوئی ہیں یہیں ایک بلند چوبی ممبر ہے ایک حصہ میں مقام حضرت مریم ہے اور شمالی جانب باب الجنہ ہے ہر محراب میں دو دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے۔

بنائے سلیمانی

اس مسجد اقصیٰ کی سطح کے نیچے بڑے تہہ خانے کی ایک عالیشان مسجد ہے جس میں سیڑھیوں سے داخلہ ہوتا ہے یہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس پر حضرت مریم کی محراب ہے اور یہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حوارین اور حضرت نوح علیہ السلام کی محرابیں بنی ہوئی ہیں یہاں بھی ایک مصلےٰ رسول اللہ کا ہے جہاں آپ نے شب معراج کو تمام انبیاء و ملائکہ کی امامت فرمائی اور اسی طرح قبۃ الصلوٰۃ میں بھی۔

قبہ حضرت سلیمان علیہ السّلام

یہ قبہ قبۃ المعراج النبی کے سامنے باہر صحن مسجد میں دو صفوں کی جگہ ہے اس کے کچھ فاصلہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار ہے اور اسی کے قریب ایک مقام سجن سلیمان ہے جہاں قیدی رہتے تھے دونوں عمارتیں سادہ ہیں، اس کے کچھ فاصلہ پر حضرت زکریا و حضرت مریم کے مصلے مسجد میں ہیں اسی کے قریب حضرت علی ابن ابیطالب کی مسجد اور مصلےٰ ہے، ان کے علاوہ اندرون مسجد و بیرون مسجد صدہا زیارتیں ہیں۔

مزار حضرت مریم علیہا السّلام اور کوہ طور

مشرقی فصیل کے دروازہ کی طرف لب سڑک کوہ طور کے دامن میں حضرت مریم علیہا السّلام کا مزار ہے ایک مشہور کلیسا کے اندر سرداب میں مرقد انور ہے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی ولادت بعض کے نزدیک اس مقام پر ہوئی جب حضرت مریم علیہا السّلام کو آثار ولادت محسوس ہوا تو اللہ تعالےٰ کا حکم ہوا کہ مریم یہ جگہ عبادت کے لئے نہ کہ ولادت کے لئے لہٰذا مسجد سے باہر ہو جائیں اس حکم کے تحت آپ اس مقام پر پہنچیں اور حضرت عیسےٰ علیہ

السلام پیدا ہوئے اس سرداب سے باہر ایک کھجور کا درخت ہے کہتے ہیں کہ آپ اس کے نیچے بیٹھ کر وعظ و نصیحت فرماتے تھے دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت مریم مسجد اقصیٰ سے ایک بستی بیت اللحم میں گئیں جو تقریباً اس مسجد سے چار میل اور پہاڑی وابستہ ہے یہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کوہ طور شہر بیت المقدس سے ملا ہوا ہے یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام کو تجلی ہوئی، اس پہاڑ کے پتھر تجلی سے قبل سفید رنگ تھے اب بھی بعض حصّہ سفید پتھروں کا ہے لیکن جس حصّہ پر تجلی کے اثرات پہنچے وہ سیاہ ہو گئے! اس کوہ طور پر اور بھی بہت سے مزارات ہیں کوہ طور کے دامن میں جنوبی جانب حضرت ایوب و حضرت داؤد علیہم السلام کے ایک خوبصورت مسجد کے اندر مزارات بنے ہوئے ہیں، مسجد اقصیٰ کے شمالی جانب حضرت عزیز علیہ السلام کا مزار ہے۔

مقام صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مسجد اقصیٰ میں حضرت علی علیہ السلام کے نام سے جو مصلےٰ منسوب ہے اس مصلیٰ کے بالکل سامنے جو مسجد کا دروازہ ہے اس کے دوسری طرف ایک خوشنما کمرہ موجود ہے جو عیسائیوں کا معبد ہے اسی جگہ پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اس کمرہ کے قریب آ کر عیسائی حضرات اس قدر روتے ہیں کہ آہ و بکا سے شور پیدا ہو جاتا ہے اس کے علاوہ سات مقامات ایسے موجود ہیں جہاں آپ کو مختلف اذیتیں دی گئیں تھیں ان مقامات پر دیواروں پر تصاویر بنی ہوئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس مقام پر کون سی اذیت دی گئی تھی جب عیسائی حضرات ان تصاویر کو دیکھتے ہیں تو شدت غم سے دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارتے اور ماتم کرتے ہیں بعض اوقات ماتم کرنے اور ٹکریں مارنے سے اکثر عیسائی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں، سچ ہے مظلوموں کے ساتھ ہمدردی رکھنا فطرت انسانی ہے ماسوائے ظالمین و سنگدلوں کے۔

مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام

شہر سے عمان کی جانب بیس میل کے فاصلہ پر سڑک پختہ اور دریائے بحر المیت کے مابین ایک بے آب و گیاہ ٹیلے پر یہ مزار واقع ہے یہاں کوئی آبادی نہیں مقبرہ اندرون مسجد ایک حصّہ میں واقع ہے ایک وسیع چہار دیواری میں زائرین کے ٹھہرنے کے لئے کمرے بنے ہوتے ہیں، مسجد کے ایک حصّہ میں فوجی عمانی دستہ رہتا ہے مقبرہ کے اندر صندوق قبر ہے تختی زیارت آویزاں ہے خدام بھی رہتا ہے۔ زیارت بجا لائیں۔

مزار حضرت لوط و مصاع علیہم السلام نبی اللہ اور شیعہ امامیہ آبادی

یہ مزار بیت المقدس سے تقریباً بائیس میل دور جانب جنوب و مغرب وادی لوط میں واقع ہے یہاں پر زیادہ تر مسلمانوں کی آبادی ہے ان میں چالیس فیصدی شیعہ امامیہ ہیں اس وادی لوط میں انبیاء علیہم کے مزار ہیں، مصاع نام کے ایک پیغمبر حضرت لوط سے قبل اس وادی میں گذرے ہیں ان کا مزار اس جگہ واقع ہے اور مزار کے قریب ہی شیعہ امامیہ کی آبادی ہے، ساتویں محرم سے عزاداری کے جلوس شروع ہو جاتے ہیں، ساتویں محرم کا پہلا جلوس علم نکالا جاتا ہے یہ جلوس ساتویں محرم کو بعد نماز صبح مسجد حضرت لوط علیہ السلام نبی اللہ سے نکالا جاتا ہے اور وادی لوط کے اس مقام پر جا کر ختم ہوتا ہے جسے غار الانبیاء کہتے ہیں۔

مدینۃ الخلیل یا کنعان شہر

اس مقام کو خلیل الرحمٰن بھی کہتے ہیں یہ مقام بیت المقدس سے تقریباً چوبیس پچیس میل ہے پہاڑی راستہ ہے یہ خوشنما قصبہ نہایت پُر رونق ہے روزانہ بسیں آتی جاتی ہیں آبادی کے ایک جانب نہایت عالیشان

عمارت ہے کسی زمانہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق علیہم السلام کا رہائشی مکان تھا عالیشان بلند دروازہ سے گذرنے کے بعد ایک عالیشان آراستہ مسجد ہے جس کا نام حرم ابراہیمی ہے یہاں پر ایک قبر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا روضہ اقدس ہے اور سامنے دوسرے قبہ میں جناب سارہ کا مزار ہے انکی جنوبی جانب مسجد کے وسط میں ایک اور قبہ ہے جس کے اندر آپ کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی زوجہ جناب رفقہ کا مزار ہے، شمالی اور غربی جانب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی زوجہ جناب ولقہ کا مرقد ہے اور اسی کے متصل ایک خوبصورت قبہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار مبارک ہے تمام مقامات پر جالیوں سے اور زریں مکتوب اور سبز غلاف سے ڈھانپے ہوئے ہیں یہاں پر ہی وہ غار انبیاء ہے جس میں ستر انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کے ہاتھوں ایک ہی وقت میں شہید ہوئے اس غار میں آرام فرما ہیں اسی جگہ ایک گوشہ میں قدم شریف ہے جس کو حتمی مرتبہ نے بانے اقدس کا نشان بتاتے ہیں، مدینۃ الخلیل سے چند میل کے فاصلہ پر وہ کنواں ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کنوئیں میں ڈال دیا تھا اب وہ کنواں بند ہے اس کے آگے حضرت یونس و حضرت یونس علیہم السلام اور دوسرے انبیاء کے مزارات ہیں یہ بستی درس کنعان ہے یہاں کا علاقہ سرسبز و شاداب اور انجیر، زیتون، انار، سیب، کیلا، خوبانی، آلو بخارا و شہتوت کے باغات بکثرت ہیں یہاں اگر زائرین قیام کرنا چاہیں تو زیادہ بہتر ہے یہاں کے باشندے خلیق اور مہمان نواز ہیں۔ زائرین کا احترام کرتے ہیں، خدام بھی کچھ طلب نہیں کرتے ورنہ عرب زائرین کو پوری طرح لوٹتے ہیں ویسے یہاں کی زیارتیں ایک دن میں ہو سکتی ہیں، مدینۃ الخلیل اور بیت المقدس کے درمیان ایک مقام خضر چھوٹی سی بستی ہے یہاں ایک گنبد ہے دیوار پر حضرت خضر علیہ السلام کی تصویر بنی ہوئی ہے:

بیت اللحم

بیت المقدس سے تقریباً چار میل ایک چھوٹی سی بستی ہے یہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت بیان کرتے ہیں عیسائیوں کی آبادی ہے یہاں ایک قدیم گرجا ہے یہ عمارت عالیشان اور آراستہ ہے تمام دنیا بھر کے عیسائی اس جگہ کو متبرک مانتے ہیں مدینۃ الخلیل اور بیت المقدس کے درمیان مدینۃ المحراب، کفر العروب و اسلوان وغیرہ مقامات آتے ہیں بعض بستیوں میں مہاجرین فلسطین آباد ہیں اس سے قبل پہاڑوں سے بالا بالا مدینۃ الخلیل کو سڑک آتی تھی، اب پہاڑ کے نیچے سے جاتی ہے یہ راستہ بہت طویل ہے بالائی راستہ پر آجکل اسرائیلیوں کا قبضہ ہے مدینۃ الخلیل کے قریب ایک مقام برکۃ السلیمان ہے، اسی مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام دربار کیا کرتے تھے۔

برکۃ السلیمان

برکۃ السلیمان کے معنی سلیمان کا حوض ہے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام دربار کیا کرتے تھے یہ حوض نہایت وسیع اور پانی سے لبریز ہے، پختہ فصیل ہے اس کے سامنے حدیقہ طبیعی ہے یہ ایک قسم کا نیو پارک ہے یہ وہی حوض ہے جب بلقیس سے کہا گیا کہ قلعہ میں آ جاؤ جو وہ قریب آئیں تو خیال کیا کہ یہ دریا ہے لہٰذا پائینچے کھول دیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ دریا نہیں ہے بلکہ یہ تو آئینوں سے جڑا ہوا حوض ہے تو بلقیس بہت شرمندہ ہوئیں اور ایمان لے آئیں۔

سجادہ داری، چونکہ مسجد اقصیٰ کا علاقہ بین الاقوامی کنٹرول میں ہے اس لئے۔ سال عشرہ محرم کے آخری چار دنوں میں غیر ملکی پولیس

کا انتظام ہوتا ہے عام طور پر فرانسیسی سپاہی ڈیوٹی پر لگائے جاتے ہیں مسجد اقصیٰ میں ساتویں محرم سے مجالس عزا کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، مستورات کی مجالس عزا کا اہتمام مسجد عمر کے قریب صحن میں ہوتا ہے مستورات قبرستان کے دروازہ سے داخل ہوتی ہیں اور پھر مسجد اقصیٰ سے ہو کر باب سلیمان سے باہر چلی جاتی ہیں، دسویں محرم کو بعد نماز صبح عالم دین مجتہد العصر ایک خاص جلوس کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوتے ہیں اور مقام حضرت علی کے قریب ایک منبر پر فضائل و مناقب اہلبیت رسول اور مصائب سید الشہدا ؑ بیان کرتے ہیں یہ مجلس عزا نماز ظہر تک جاری رہتی ہے مسجد اقصیٰ کی آس پاس کی آبادی میں مختلف مقامات سے تعزیے نکالے جاتے ہیں اور نماز عصر تک مسجد اقصیٰ کے بڑے دروازے پر چھوٹے چھوٹے تعزیوں کے جلوس پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہاں تک بڑا جلوس بن کر مسجد سلیمان کی طرف جاتا ہے اور جب جلوس مسجد سلیمان تک پہنچتا ہے تو کم و بیش بیس ہزار ماتمداران حسین ؑ شامل ہو جاتے ہیں جن میں سیاہ پوش ماتمی دستے نوحہ خوانی اور ماتم کرتے ہیں اکثر ماتمی عراق و ہند و پاکستان و ایران و لیبیا وغیرہ کے ہوتے ہیں، ہر دس پندرہ منٹ کے بعد اعلان کیا جاتا ہے کہ وضو کے بغیر کوئی شخص جلوس میں شامل نہ ہو، جلوس کے ساتھ پانی کا انتظام معقول ہوتا ہے جلوس کے خاتمہ پر تمام علم اور تعزیے مسجد سلیمان کے قریب دفن کر دیئے جاتے ہیں فلسطین میں شام غریباں گیارھویں محرم کو مسجد اقصیٰ سے جلوس شروع ہو کر نماز الانبیاء میں ختم ہو جاتا ہے۔

نوٹ :۔ شہر بیت المقدس میں ہر ملک کے زائرین کے لئے مسافر خانے موجود ہیں ہند و پاکستان کے زائرین کے قیام کے لئے زاویۃ الہندیہ آرام دہ ہے یہ ہند کا مسافر خانہ کہا جاتا ہے یہ مسافر خانہ شیخ ناظر حسن ساکن رامپور منسیاراں ضلع سہارنپور نے تعمیر کرایا ہے اب ان کی طرف سے ایک منتظم رہتا ہے، زائرین کو چاہیئے کہ بعد غسل و پاکیزہ لباس کے بعد حرم اقدس کی تمام زیارات بجا لائیں ہر زیارت گاہ پر خدام موجود رہتا ہے۔

ملک لبنان کے شہر بیروت و حلب کی زیارتیں اور سفر کے حالات

شہر بیروت

بیت المقدس سے حیفہ کو ریل جاتی ہے، حیفہ بیت المقدس کا بندرگاہ ہے بیت المقدس سے چل کر لدا اور دمشق جانے کے لئے لد جنکشن پر ٹرین تبدیل کرنی پڑتی ہے، بیت المقدس سے موٹریں دمشق آتی جاتی رہتی ہیں دمشق سے بیت تقریباً پچھتر میل ہے جو سات آٹھ گھنٹہ کا سفر ہے اس لائن پر عین صوفر اسٹیشن سے چڑھائی شروع ہو جاتی ہے عین صوفر شہر ایک علیحدہ پہاڑی پر واقع ہے یہ پہاڑی خوب سرسبز و شاداب ہے شہر خوب آباد ہے سڑکیں فراخ بازار بارونق ہیں ہر قسم کی اشیاء ملتی ہیں عمارتیں یہاں کی خوبصورت ہیں اور باشندے نہایت خوبصورت ہیں، شہر عین صوفر سے آگے چل کر اترائی پر ریل جانی شروع ہو جاتی ہے اور مقام ریاق کا جنکشن اسٹیشن آتا ہے یہاں سے ایک لائن شہر حلب کو جاتی ہے اور یہ سیدھی ریلوے لائن شہر بیروت [illegible] جاتا ہے۔

شہر بیروت ، لبنان کا دارالخلافہ ہے اور بندرگاہ ہے یہ شہر سمندر کے کنارے پر واقع ہے شہر خوبصورت اور عالیشان عمارتیں بازار بڑے بارونق ہیں سڑکیں کشادہ ، بجلی روشنی ہر طرف شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کرتی ہے یہاں کے ہوٹل انگریزی طرز پر نہایت مکلف خوبصورت اور آراستہ ہیں ہوٹل و قہوہ خانے جو شہر کے کنارے پر واقع ہیں ، شہری و مسافر بیٹھ کر سمندر کے پرفضا نظارہ کا لطف اٹھاتے ہیں تجار کثرت سے آباد ہیں ، بیروت کے بندرگاہ سے یورپ اور مصر کی طرف جہاز آتے جاتے رہتے ہیں یہاں عیسائی و یہودی کثرت سے آباد ہیں لباس یکساں ہونیکی وجہ سے مسلمان عیسائی ، یہودی میں تمیز کرنی مشکل ہے زبان عربی ہے فرنچ بان بھی بولتے ہیں ، عیسائی یہودی عورتیں آزاد پھرتی ہیں ۔

مزار حضرت یحییٰ علیہ السلام بیروت کے بازار میں جامع یحییٰ عالیشان اور خوبصورت مسجد ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار بنا ہوا ہے خدام کے ذریعہ آداب زیارت بجالائیں اور بھی زیارت گاہیں ہیں بیروت سے واپسی پر شہر حلب جانے کے لئے ریاق جنکشن سے ریل تبدیل کرکے حلب والی ٹرین پر سوار ہوجائیں ریاق سے حلب تقریباً دو صد میل گیارہ بارہ گھنٹہ کا سفر ہے ریاق اور حلب کے درمیان تین بڑے اسٹیشن ہیں بعلبک ، حمص و حما ، ہر سہ شہر بارونق ہیں ہر قسم کی چیزیں دستیاب ہوجاتی ہیں ۔

شہر حمص قدیم زمانہ کا شہر بارونق ہے یہاں سادات عظام شیعہ امامیہ کی بھی آبادی ہے اور اکثر امام زادوں اور علمائے دین اور دیگر سادات عظام کے مزارات ہیں ۔

شہر حلب شہر حلب شامی و ترکی حدود پر واقع ہے بڑا گنجان بارونق شہر ہے بازار بہت بارونق اور مکانات خوبصورت و عالیشان ہیں ، ہوٹل قہوہ خانے خوب ہیں ہر قسم کے سامان مل جاتے ہیں برفباری کی وجہ سے یہاں سردی رہتی ہے ، جامع مسجد عالیشان اور خوبصورت ہے مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت ذکریا علیہ السلام کا مرقد بنا ہوا ہے ان کا ایک روضہ مسجد اموی دمشق میں بھی ہے اس جگہ سلطنت کے قونصل خانے بھی ہیں اس شہر اور مضافات میں سادات اور دیگر معتقد شیعہ امامیہ کی آبادی کافی ہے عاشورہ محرم ۶۱ھ واقعہ کربلا کے بعد جب فوج یزید بن معاویہ رسول زادیوں کو اسیر کرکے دمشق لیجارہی تھی تو مقام "تکریت" پر عیسائیوں نے فوج یزید کو بستی میں مقیم نہ ہونے دیا اور کہنے لگے کہ ہم لوگ ایسی ظالم قوم سے بیزار ہیں جو اپنے رسول جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کے نواسہ کو قتل کرکے ان کے اہلحرم کو تشہیر کیا لہٰذا تم ظالم ہو ہمارے شہر سے نکل جاؤ فوج اشقیا وہاں سے بھاگ نکلی اور عروۃ ، صلیعا مقامات سے ہوتے ہوئے وادی النخلہ شب باش ہوئی رات کو قوم جنات کو روتے اور مرثیہ پڑھتے ہوئے سنا وہاں سے خوف زدہ ہوکر بھاگے اور ارمینہ ہوتے ہوئے شہر حلب پہنچے یہاں دوستداران محمد و آل محمد زن و مرد گھروں سے نکل پڑے اور سر اقدس سرکار سید الشہداء کی زیارت کرنے لگے اور یزید اور فوج یزید پر لعنت کرتے تھے حتیٰ کہ باشندگان حلب مقابلے کے لئے تیار ہوگئے تاکہ سر شہداء کربلا فوج اشقیا سے معہ اہلحرم کے چھین لیں ، ملاعین نے جب یہ حالت دیکھی تو حلب سے بھی بھاگ نکلے ۔

روضہ مبارکہ محسن بن الحسین ؑ ۔ شیخ عباس قمی نے معجم البلدان سے نقل فرمایا ہے کہ مقام حلب کے مغرب میں ایک مس سرخ

کی کان تھی اور وہ اس دن سے بیکار ہو چکی ہے جب اسیران اہلبیت کے قافلہ کا وہاں سے گذر ا اس قافلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک زوجہ طاہرہ حاملہ تھیں صعوبت سفر اور تکالیف منازل کی تاب نہ لاکر اس مقام پر بچہ پیدا ہو گیا اس معظمہ نے گرسنگی اور پیاس کی شدت کی وجہ سے کان مس سرخ میں کام کرنیوالوں سے آب و طعام کی خواہش ظاہر کی ان ملاعین نے گستاخانہ الفاظ نکال کر معظمہ کا دل دکھایا آپ نے نرز کر بددعا کی وہ کان اسی وقت بیکار ہوگئی وہاں اس بچہ کا روضہ جس کا نام محسن ہے بنا ہوا ہے جس کو مشہد السقط کہتے ہیں۔

شیخ عباس قمی فرماتے ہیں کہ میں نے اس روضہ کی زیارت کی ہے شیعہ اثنا عشری کا قبرستان بھی ہے جس میں علمائے شیعہ امامیہ میں سے ابن شہر آشوب وغیرہ جلیل القدر علماء دفن ہیں تاریخ حلب میں ہے کہ سیف الدولہ نے ایک خواب کی بناء پر اس مقام کو کھدوایا تھا وہاں سے ایک پتھر نکلا جس پر محسن بن الحسین بن علی ابن ابیطالب لکھا تھا اس نے سادات عظام کو جمع کر کے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک زوجہ طاہرہ سے اس کان کے قریب بچہ پیدا ہوا تھا جبکہ اہل حرم فوج یزیدی کے اسیر تھے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اس مقام پر دفن فرمایا تھا، پس سیف الدولہ نے اس مقام پر روضہ مبارکہ تعمیر کرایا جہاں آج بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور عقیدتمند حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کو پرسہ دیتے ہیں۔ حلب سے ایک لائن تو مشرقی جانب موصل و بغداد کو چلی گئی ہے اور ایک لائن مغربی جانب قسطنطنیہ چلی گئی ہے قسطنطنیہ جاتے ہوئے قونیہ جنکشن سے ایک لائن جنوب مغربی جانب سے سمرنا چلی گئی ہے جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی یونان وغیرہ کے مقابلہ میں آخری فتح ہے یہ تاریخی شہر بھی قابل دید ہے حلب والی ریل قونیہ سے عسکی شہر کے جنکشن پر پہنچتی ہے یہاں سے ایک لائن شمال و مشرق میں انگورہ جاتی ہے۔

انگورہ انگورہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی جائے رہائش ہے پہلے یہ معمولی شہر تھا مگر جب سے ترکی سلطنت کا دار الخلافہ ہوا ہے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اس کو طرز جدید پر بسایا ہے عسکی شہر سے سیدھی ریل شہر بروصہ و قسطنطنیہ چلی گئی ہے۔

قسطنطنیہ شہر قسطنطنیہ ایک پہاڑی پر باسفورس کے کنارہ پر واقع ہے یہ شہر اپنی وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے دنیا میں اپنی مثال آپ ہے ایک طرف پرانا ترکی یعنی اسلامبول ہے اور دوسری طرف جدید طرز کا آباد ہے جس کا عکس سمندر پر پڑتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے اندر بھی ایک شہر آباد ہے دولت عثمانیہ کا دار الخلافہ ہے یہاں پر سب باشندے یورپین فیشن میں ہیں، جناب ابوایوب انصاری کا مزار بھی یہیں ہے، جامع ایا صوفیہ بڑی شاندار مسجد ہے، یہ مسجد قسطنطین اعظم کے زمانہ میں گرجا تھا قسطنطنیہ سے ریل کے ذریعہ صوفیہ، بلگراد، وینس، جرمنی، فرانس، پیرس اور لندن پہنچ سکتے ہیں۔

ملک مصر کے شہر قاہرہ کی زیارتیں اور دیگر یادگاریں

نہر سویز سے کر پورٹ سعید تک بحیرہ قلزم اور بحیرہ روم کے درمیان ایک نہر نکالی گئی ہے جس کا طول تقریباً نوے ۹۰ میل

اور عرض بہت ہی کم ہے، مشکل سے دو جہاز اس میں سے نکل سکتے ہیں نہر کے ساتھ ساتھ سویز سے لے کر پورٹ سعید تک ساحل کے کنارے کنارے مصری ریل بھی چلتی ہے نہر کے مشرقی جانب ملک شام ہے اور مغربی جانب ملک مصر ہے یہ نہر دونوں ملکوں کی حد فاصل ہے سویز سے قاہرہ جانے کے لئے بندرگاہ پر موٹریں مل جاتی ہیں جو صحرائی راستہ سے ڈھائی تین گھنٹہ میں قاہرہ پہنچ جاتی ہیں اور اسی طرح ریل اسمعیلیہ ہوتے ہوئے قاہرہ پہنچ جاتے ہیں، نہر سویز کے کنارے کا راستہ نہایت پُر فضا ہے، بیت المقدس سے ریل قنطارہ مشرقی اسٹیشن ریلوے مغربی ساحل پر ہے، قنطارہ سے ریل اسماعیلیہ ہوتی ہوئی قاہرہ جاتی ہے اور قنطارہ سے ریل حیفہ بندرگاہ کو بھی جاتی ہے۔

قاہرہ قاہرہ شہر مصر کا دار السلطنت ہے، قاہرہ اپنی آبادی و وسعت کے لحاظ سے دنیا کے متمدن اور مشہور شہروں میں سے ہے، عمارتیں عالیشان، سڑکیں نہایت وسیع صاف ستھری ہیں قہوہ خانے بکثرت ہیں آرائش اور تکلفات کے سامان بہت زیادہ ہیں بود و باش و طرز معاشرت زیادہ تر یورپین ہے لیکن قاہرہ اور اس کے قرب و جوار میں مشرقی تمدن بھی ساتھ ساتھ ہے، شہر میں جا بجا یورپین طرز کے اعلیٰ درجہ کے ہوٹل وغیرہ ہیں بعض ہوٹلوں میں انگریزی کھانا اور بعض میں عام دیسی کھانا مل جاتا ہے دریائے نیل کی ایک شاخ شہر کے درمیان سے بہتی ہوئی دوسری شاخ سے مل جاتی ہے دریائے نیل کی شاخ کے شہر میں گذرنے کے باعث تمام جگہ پُر فضا اور شاداب ہے ساحل ہر جگہ قابل تفریح ہے تمام فصیل پختہ اور خوش نما پل ہیں عموماً شام کے وقت زن و مرد گروہ در گروہ سیر کے لئے آتے ہیں خوش نما پارک بنے ہوئے ہیں زیادہ تر مستورات یورپین فیشن سے ملبوس ہوتی ہیں اور گاہ بگاہ پرانے فیشن کی عورتیں نظر آتی ہیں جن کے چہروں پر سیاہ برقعہ کے ساتھ جالیدار نقاب پڑا رہتا ہے اور آنکھیں بالکل کھلی رہتی ہیں بازار پُر رونق اور رات تک چہل پہل رہتی ہے ٹرمیوے رات کے دو بجے تک چلتی رہتی ہے، برقی روشنی سے تمام شہر بقعہ نور بنا رہتا ہے، تجارت زیادہ تر غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے اور دنیا کی ہر قسم کی چیزیں وہاں دستیاب ہو جاتی ہیں مصر میں بھی عام دکاندار ہندو پاکستان کے دکانداروں کی طرح اشیاء کی قیمتیں زیادہ بتاتے ہیں اور سودا کرتے وقت جس چیز کا روپیہ بتایا تھا وہی چار آنہ کو دے دیتے ہیں۔

جامع ازہر یہ اسلامیہ یونیورسٹی ہے یہ نہایت عالیشان مسجد ہے، اس میں مختلف رواق ہیں اور چھ دروازے ہیں تین صرف دالان ہیں، اس مسجد کی کئی بار تجدید ہو چکی ہے، دنیا میں سب سے بڑی اور قدیم اسلامی یونیورسٹی ہے جس میں قریب قریب ہر ملک کے طلباء دینی تعلیم پاتے ہیں، مدرسین کی تعداد پندرہ سو کے قریب ہے اور طلباء کی تعداد سولہ سترہ ہزار ہے۔

دیگر جوامع مصر کی مسجدیں عموماً وسیع اور بلند ہوتی ہیں، قاہرہ میں بہت زیادہ مساجد ہیں، بعض جگہ تو یہ حالت ہے آمنے سامنے مسجدیں ہیں درمیان میں صرف ایک سڑک ہے جیسے جامع سلطان حسن اور جامع رفاعی اور جامع ازہر اور جامع حضرت امام حسین علیہ السلام میں بہت تھوڑا فاصلہ ہے غرض کہ قاہرہ کی مساجد نو سو کے قریب ہیں ان میں صرف ایک مینار ہوتا ہے کسی میں یہ مینارہ وسط میں ہوتا ہے اور کسی میں ایک گوشہ میں ہوتا ہے۔

زیارت گاہیں:۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے جو جامع ازہر کے قریب ہے جس کی نسبت مشہور ہے

کہ سید الشہداء کا سر اقدس دمشق سے لاکر یہاں دفن کیا گیا تھا اس لئے زائر کو چاہیئے کہ وہ یہاں زیارت وارثہ پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

(۲) حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے یہ ان عالیشان مساجد میں سے ہے جیسے جامع ابراہیم آغا و جامع الیاس و جامع سرائے عابدین و جامع حاکم بامر اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ آپ اس عالیشان مسجد میں بھی دفن ہیں آپ کا روضہ اقدس شہر دمشق کے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بہر حال آداب زیارت بجالائیں۔

کتب خانہ خدیویہ

یہ کتب خانہ نہایت وسیع اور بہترین عمارت ہے باب الخلق پر واقع ہے اس کتب خانہ میں ایک نمائش گاہ بھی ہے جس میں بہت سی پرانی کار آمد چیزیں رکھی جاتی ہیں بہت سی کتابیں ہیں کلام مجید نہایت اعلیٰ اور قدیم زمانے کے ہیں ایک قرآن مجید جو ہرن کی کھال پر ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے، قلمی کتابوں کا دار المطالعہ اس کے دروازے پر ہے،

اہرام مصر

اہرام دنیا کے عجائبات میں سے ہیں ان کی تعمیر کی صحیح تاریخ بتانا مشکل ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ حضرت نوح سے پیشتر بھی ان کا وجود تھا اور بعض بارہ ہزار سال سے پہلے کی تاریخ بتاتے ہیں جزیرہ کے قریب والے اہرام بہت مشہور ہیں یہ تین مینار سے مخروطی شکل کے ایک دوسرے کے قریب ہیں ان میں سب سے بڑا مینارہ چوپلیس کا ہے یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے کئی ہزار سال کی عمارت ہے جو چار سو فٹ بلند ہے اوپر تلے چبوترے ہیں جنھوں نے مثلثی شکل اختیار کر لی ہے اندر چوپلیس کا مقبرہ ہے یہ پتھر کھردرے اور سیاہ رنگ کے ہیں ایک پتھر پر لکھا ہے کہ صرف مزدوروں کے لہسن اور پیاز پر تقریباً دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا ایک لاکھ مزدوروں نے کام کیا، بیس برس میں یہ عمارت اختتام کو پہنچی، یہ اہرام دراصل قبریں ہیں جس کے اندر زمانہ فرعون کے مقبرے ہیں بڑے اہرام میں دریائے نیل سے پانی لانے کا انتظام ہے اہرام سقارہ اور اہرام نغرینہ بھی مشہور ہیں ان اہرام کے قریب اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے اہرام ہیں۔

ابوالہول

شہر سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جو کہ بودھ کی طرز کا ایک بہت پرانا مجسمہ ہے جس کا سر آدمی کا اور دھڑ شیر کا ہے جو تقریباً سوا سو فٹ بلند ہے اور ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا ہے جس کی لمبائی تقریباً پچاس فٹ اور موٹائی بیس فٹ ہے یہ بُت فرعون کے زمانے سے بھی پہلے کا بنا ہوا ہے، جس کی قدامت کا کچھ پتا نہیں،

عجائب گھر

یہ عجیب حیرت انگیز جگہ ہے یہاں پر ہزارہا سال کے سلاطین، ملوک، حکما و شعراء اور دیگر نامور اشخاص کی لاشیں رکھی ہیں اور دیگر آثار قدیمہ کے عجائبات بھی رکھے ہیں جو دیکھنے والے کو محو حیرت کر دیتے ہیں جن میں اکثر لاشیں فراعنہ مصر کی ہیں اور وہ فرعون جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اسکی لاش بھی رکھی ہے غرضیکہ اس کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم آج سے کئی ہزار سال پہلے کی دنیا میں کھڑے ہیں، یہاں مختلف کمرے ہیں ہر کمرہ میں بعض اہم تاریخی مقامات، اسطرح دکھائے گئے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے ہم ایک مصنوعی می دنیا میں نہیں بلکہ حقیقی عالم میں ہیں یہاں ایک کمرہ ہے جس میں وہ منظر دکھایا گیا ہے جبکہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے دریائے نیل سے نکلوایا تھا۔ ایک عورت گود میں بچہ لئے کھڑی ہے جو فرعون کی بیوی ہے۔ دریائے نیل بہہ رہا ہے ایک درخت کے سایہ تلے یہ عورت اس خوبصورت بچہ کو لئے کھڑی ہے کمال یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریائے نیل حقیقتاً بہہ رہا ہے اور ہم ایک جنگل میں کھڑے ہیں اور یہ بچہ اور عورت دونوں جاندار ہیں۔

قصر النیل و مزار زلیخا

دریائے نیل حبشہ سے نکلتا ہے اس کا طول تقریباً تین ہزار سات سو چھتر میل ہے دنیا میں لمبائی کے اعتبار سے دوسرا دریا ہے گہرا بھی کافی ہے اس میں جہاز چلتے ہیں قاہرہ سے کچھ دور جاکر اسکی دو شاخیں ہوجاتی ہیں یہ دریا مصر کے جنوب و شمال کو سیراب کرتا ہے اور اسکندریہ کے قریب بحیرۂ قلزم میں گرجاتا ہے دریائے نیل کے کنارے پر قصر النیل واقع ہے جو ایک نہایت خوبصورت اور مشہور محل ہے جس کی عمارت قابل دید ہے یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر جناب زلیخا کا مزار ہے اس جگہ کو بدالسین کہتے ہیں۔

مملکت سعودی عرب کے مقدس مقامات کا مختصر تعارف اور حجاج کے لئے ضروری معلومات و ہدایات

خوشا نصیب ان حضرات کے جو فرائض حج بجالائیں۔ حاجی خدا کا مہمان ہوتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں جناب ختمی مرتبت ارشاد فرماتے ہیں جو شخص سوار ہوکر حج کو جائے جتنے قدم اسکی سواری کے اٹھیں گے ہر ہر قدم پر خداوند تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ستر ستر حسنات ثبت فرمائیگا اور جو شخص پیادہ پا جائے اور مناسک حج بجالائے تو ہر ہر قدم پر سات سو حسنات حرم خدا اسے عطا فرمائے گا۔ انس بن مالک سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اہل عرفات کو دیکھ دیکھ کر حق تعالیٰ ملائکہ سے فخر و مباہات فرماتا ہے اور کہتا ہے اے فرشتو "میرے بندوں کو دیکھو کہ کسطرح پریشان حال گرد آلودہ مناسکِ حج میں متوجہ ہیں اور منزلیں طے کرکے دور دراز سے میری طرف آتے ہیں پس تم گواہ رہو کہ میں نے ان لوگوں کی دعائیں قبول کیں اور ان کو شفیع قرار دیا کہ جس کو چاہیں بخشوائیں اور ان میں سے بدوں کو میں نے نیکوں کے ساتھ بخشا اور نیکوں کے لئے یہ بات قرار دی کہ مجھ سے وہ طلب کریں میں عطا کروں گا (بشرطیکہ دشمن اہلبیت رسول نہ ہو)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کے لئے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے جو شخص اس کی طرف جانے کی قدرت رکھتا ہو اور جو انکار کرے تو اللہ سب جہانوں سے غنی و بے نیاز ہے، جاننا چاہیئے کہ حج کرنا، اعظم رکن دین ہے جس وقت حج واجب ہوتا ہے تو پھر اس میں تاخیر کرنا گناہِ عظیم ہے احادیثِ صحیحہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص پر حج واجب ہوگیا ہو اور بغیر عذر اس کو ترک کرے یا اتنی دیر کرے کہ مرجائے تو وہ یہودی یا نصرانی مرے گا اور قیامت کے دن یہودی یا نصرانی

ہی محسوس ہوگا، اسی جہت سے تمام انبیاء و اوصیاء و ائمہ طاہرین علیہم السلام ہمیشہ حج کیا کرتے تھے۔

عازمین حج و عمرہ کو مفید مشورہ

اولاً سفر حج اختیار کرنے سے پہلے حاجی اپنے مقام پر ارکان حج کو سمجھے اور نماز و روزہ و حج وغیرہ کے ضروری مسائل مجتہد اعظم حی جامع الشرائط کے فتاوی کے مطابق یاد کرے حلال و حرام، مباح، غصبی کو سمجھے، حقوق الناس کو ادا کرے مالِ حلال سے سفر حج کرے اگر کوئی عالم تجربہ کار یا واقف مسائل شرعیہ ہمراہ ہوگا تو اس سے یہ فائدہ ہوگا اگر کہیں تنگ ہو تو وہ دور کرے یا اگر مسئلہ بھول گیا ہو تو اس سے معلوم ہو جائے وہ مقام امتحان ہے، وطن سے ہی واقفیت حاصل کرنی چاہیئے بہر حال جب حکومت کی طرف سے حج کا اعلان ہو تو ضلع کے دفتر ڈپٹی کمشنر حج کا مطبوعہ فارم حاصل کر کے خانہ پوری کر کے اپنے پاسپورٹ سائز فوٹو لگا کر اور جس قدر رقم حکومت نے اس درجہ کی مقرر کی ہے کسی بینک میں جمع کرائیں اور رسید فارم مذکور پر چسپاں کر کے بذریعہ رجسٹری یا بخود دفتر متعلقہ حج کو بھیج دیں لفافہ فارم کے ساتھ ہوتا ہے جس پر پتہ درج ہوتا ہے جب قرعہ اندازی سے منظوری آجائے تو پھر ہیضہ و چیچک کا ٹیکہ لگوائیں اور ٹیکے کے سرٹیفکیٹ حاصل کریں سفر حج کے لئے جو ضروری اور مناسب چیزیں درکار ہوں اپنے ساتھ لے جائیں احرام کے لئے ایک جوتا اس طرح کا بنوائیں کہ نیچے تلہ ہو پاؤں کی پشت پر کچھ نہ ہو انگوٹھا پھنسانے کے لیے تسمے ہیں ایک تسمہ لگوالیں، مقصد یہ ہے کہ پاؤں کی پشت ننگی رہے اور آگے انگوٹھے پھنسے رہیں اور ٹخنوں کے اوپر ایک تسمہ پاؤں کو پکڑے رہے تمام سامان پر اپنا پورا نام، بستی کا پتہ، پاسپورٹ کا نمبر و سال لکھ لیں پانی کے لئے ایک دو مشکیزہ بھی ساتھ لیں کراچی کسی مناسب جگہ مسافر خانہ میں قیام کریں تمام راستہ میں اور لوگوں کی خدمت کرنے کی کوشش کریں اگر دوسروں کو آرام پہنچا کر آپ خود تکلیف گوارا کر لیں تو ثواب حاصل ہو گا کراچی سے جہاز پر سوار ہو کر جدہ پہنچیں گے اور جدہ سے بذریعہ بس مکہ معظمہ اس تری کے راستہ کے علاوہ دو راستے خشکی کے بھی ہیں!

پہلا راستہ خشکی

حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کی بسوں کے ذریعہ پشاور، کابل، قندھار، ہرات وغیرہ ہوتے ہوتے ایران و عراق کے مقدس مقامات کی زیارات کرتے ہوئے براستہ بصرہ، کویت، ریاض وغیرہ مکہ معظمہ پہنچتے ہیں اس راستہ سے یہ فائدہ ہے کہ افغانستان، ایران، عراق کی اکثر زیارتیں ہو جاتی ہیں۔

دوسرا راستہ خشکی

ایام حج میں بغداد، کربلا معلی، نجف اشرف سے اکثر بسیں پرائیویٹ کمپنی کی عمان کے راستے سے مکہ معظمہ کو جاتی ہیں یہ راستہ نہایت خراب ہے تمام راستہ پہاڑی، دلدل، ریگستانی ہے بے آب و گیاہ آدمی نہ آدم زاد عموماً سڑک چلتے ہیں بس کمپنی والے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں عام طور سے ادارے والے معاہدے کی پابندی نہیں کرتے خواہ عراقی ہوں یا شامی یا سعودی عرب کے ان لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آنا چاہیئے بلکہ جو معاہدہ ہو وہ تحریری ہونا چاہیئے اور ہمیشہ کرایہ نصف دینا چاہیئے آخری منزل پر پہنچ کر جب پورا کرایہ ادا کرنا چاہیئے، بغداد سے براستہ عمان مدینہ منورہ آٹھ سو میل سے زائد ہے اگر اس راستہ سے جانیکا اتفاق ہو جائے تو حاجیوں کو چاہیئے کہ سات دن کھانے اور پانی کا انتظام اپنے ساتھ رکھیں، مثلاً آشوب، نیل، چاول خشک دودھ، چائے، شکر چاول وغیرہ اگرچہ ڈرائیور بھی بس کی ٹنکی میں پانی لے کر چلتا لیکن وہ ناکافی ہوتا ہے شہر عمان سے "العماری" مقام آتا ہے جو اردن حکومت کی آخری سرحدی چوکی ہے یہاں پانی مل جاتا ہے اس کے بعد ملک سعودی عرب کی پہلی چوکی الحدیثہ آتی ہے

یہاں ایک جنگلی بوٹی نہایت خوشبودار ہوتی ہے اسکا نام شیم ہے یہ بوٹی دردِ دل کے لئے مفید ہے المدینہ چوکی کے بعد القریات، تیماء، جلیبہ، تیماء وغیرہ مقامات سے گذرنا پڑتا ہے ان مقامات کو طے کرنے کے بعد وہ مقام آتا ہے جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کو ان کی قوم نے زخمی کیا تھا بالآخر خیبر مقام آتا ہے یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب ہے باغات اور چشمے جابجا جاری ہیں یہودیوں کی آبادی ہے خیبر مقام پہاڑ پر واقع ہے یہاں منڈی لگتی ہے، اس وقت ایک قلعہ باقی ہے جو حیدرِ کرار نے فتح کیا تھا اس قلعہ کے نیچے وہ مسجد موجود ہے جو بعد فتح حضرت علی نے نماز ادا فرمائی تھی اس مسجد کے وسط میں ایک چھوٹا چشمہ ہے یہاں سے مدینہ منورہ تقریباً یکصد میل ہے نماز ہے، مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد شہر مکہ معظمہ پہنچتے ہیں۔

شہر مکہ معظمہ

مکہ معظمہ کو ام القریٰ بھی کہتے ہیں اس کی پورے طور سے آبادی حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے زمانے سے شروع ہوتی ہے ابتداً ان کی اولادیں خیموں اور جھونپڑیوں میں رہتی تھیں ہجرت سے صدیوں قبل جب حضرت قصیٰ بن کلاب بلاد شام سے آئے تو مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے گرد مکانات بنا کے اس وقت سے آبادی میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا یہ شہر پہاڑوں کے دو سلسلہ سے جو مشرق و مغرب اور جنوب یعنی شہر کے تینوں دروازوں سے آکر باہم مل جاتے ہیں جدہ کی جانب فصیل بنی ہوئی ہے۔ سرزمین مکہ معظمہ دنیائے اسلام کا مقدس مقام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو مع ان کی والدہ جناب ہاجرہ کے بحکم خداوند عالم مکہ معظمہ کے چٹیل میدان میں چھوڑا۔

خانہ کعبہ

خانہ کعبہ کی تعمیر بحکم خدا حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے کی ہے لیکن بقعہ مقدسہ زمانہ سابق میں تمام انبیاء علیہم السلام کا طواف گاہ بنا رہا، یہ محترم مقام زمانہ حضرت آدم علیہ السلام میں بھی موجود تھا حضرت آدم علیہ السلام اپنے محل ہبوط سراندیپ سے سرزمین حجاز کی طرف ہزاروں میل کی مسافت طے فرما کے لے گئے اور حضرت جبرئیل کی نشان دہی پر اس خطۂ ارض کا طواف کیا جہاں آج خانہ کعبہ تعمیری شکل میں موجود ہے یہ خطۂ مقدسہ بالکل بیت المعمور کے مقابل واقع ہے صرف فرق یہ ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ہے اور خانہ کعبہ زمین پر خانہ کعبہ کو بیت العتیق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سب سے قدیم معبد ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک خانہ کعبہ کسی نہ کسی صورت میں معبد بنا رہا، مسلمان اس کو خانہ خدا اور اتباع انبیاء و مرسلین کی وجہ سے احترام کرتے رہے اور کافر اپنے آباؤ اجداد کی نشانی بطور آثار قدیمہ خیال کر کے تعظیم کرتے رہے طوفان نوح کے موقعہ پر تمام دنیا غرقاب ہوگئی لیکن خانہ کعبہ محفوظ رہا کیونکہ پروردگار عالم نے پانی کو حکم دیا تھا کہ وہ خانہ کعبہ کے حدود پر پہنچ کر دیوار کی طرح حائل ہوجائے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ طوفانِ نوح کے موقعہ پر خداوند عالم نے سرزمین کو غرق فرمایا لیکن خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا اسی دن سے اس کا نام بیت العتیق قرار پایا اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو خداوند تعالےٰ کا حکم ہوا کہ جلد سرزمین حجاز پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی تعمیر کریں، خلیل اللہ نے تعمیل حکم کی دونوں باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر گارا دیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے، خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوئی فرائض حج و عمرہ مقرر ہوگئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ ابو قبیس پر چڑھ کر چاروں سمت رُخ کر کے اعلان کیا اے اولاد آدمؑ چلو اللہ کا گھر بن گیا اس کے لئے جوق در جوق آؤ، خانہ کعبہ مسجد الحرام کے

صحن میں واقع ہے، حرم اقدس خانہ کعبہ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے یہ نہایت عالیشان ہے اس میں رواق اور کشادہ دالان و ڈیوڑھی نما دروازے ہیں۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں (۱) حج تمتع (۲) حج قرآن (۳) حج افراد آخر کے دونوں حج صرف ان لوگوں کے واسطے ہیں جن کے گھر مکہ معظمہ یا حدود حرم کے اندر ہوں یعنی مکہ معظمہ کے چاروں طرف سے اڑتالیس ۴۸ میل کے کم فاصلہ کے اندر ہوں اور جن لوگوں کے گھر مکہ معظمہ سے اڑتالیس ۴۸ میل یا اس سے زیادہ فاصلہ پر ہوں ان کے لئے واجب ہے حج تمتع بجالائیں، لہٰذا ہند و پاکستانی شیعہ امامیہ حضرات پر صرف حج تمتع ہی واجب ہے۔

مطوفین

مطوف یعنی طواف کرانیوالا جس کو معلم بھی کہتے ہیں یعنی مناسک حج کی تعلیم دینے والا، مطوف کا کام یہی ہے کہ حاجی کو مناسک حج کی تعلیم دے اور طواف وسعی وغیرہ کا طریقہ بتائے اسی لئے حاجی وقتِ ورود مکہ معظمہ کسی مطوف کے سپرد کر دیا جاتا ہے، حکومت سعودیہ کی طرف سے شیعہ اثنا عشری کے لئے چند مطوف (معلم) مقرر ہیں، ان میں شیخ مہدی مغازل، سید عبداللہ صحرہ سید محمد علی صحرہ، شیخ حسن حمزہ، شیخ حسن جمال، شیخ محمد علی امان ہیں یہ حکومت کے نزدیک حاجی کے ذمہ دار ہوتے ہیں یہاں یہ بات شیعہ حجاج کو یاد رکھنی چاہیئے کہ معلمین ان کو مجتہد حیّ اعلم کے فتاویٰ کے مطابق عمرہ و حج کرادیں، مشکل امر ہے لہٰذا حاجی صاحبان خود اعمال عمرہ و حج سیکھنے کی کوشش کریں۔

مواقیت

احرام باندھنا اس وقت صحیح ہوگا، جبکہ ان مقامات میں جن کو شرعی اصطلاح میں "میقات" کہا جاتا ہے احرام باندھا جائے اور یہ "میقات" مکہ معظمہ کو جانے والے اور عبور کرنے والے مکلّف لوگوں کے لئے جو ہر طرف سے آتے ہیں مختلف ہیں اوّل میقات مسجد شجرہ ہے جسے "ذوالحلیفہ" بھی کہتے ہیں ان لوگوں کے لئے ہے جو مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ معظمہ آتے ہیں اور ضرورت کے وقت اسی شخص کے لئے جو مدینہ کی راہ سے مکہ جاتا ہے اتنی تاخیر جائز ہے کہ اپنا احرام جحفہ میں باندھے دوسرا میقات "وادی عقیق" ان لوگوں کے لئے ہے جو عراق اور نجد کے راستہ سے مکہ جاتے ہیں اس کے اول حصہ کو مَسلخ درمیانی حصہ کو غمرہ اور آخری حصہ کو ذاتِ عرق کہتے ہیں اگر بطور یقین معلوم ہو جائے کہ وادی عقیق میں پہنچ گیا ہے اور احوط یہ ہے کہ احرام باندھنے میں ذاتِ عرق تک دیر نہ کریں تیسرا میقات قرن المنازل ان لوگوں کے لئے ہے جو طائف سے مکہ جاتے ہیں چوتھا میقات یلملم جو ایک پہاڑ کا نام ہے ان لوگوں کے لئے ہے جو یمن کے راستہ مکہ آئیں پنجم میقات جحفہ ہے جو شام کے راستہ جانے والے لوگوں کے لئے ہے۔

افعال عمرہ تمتع

عمرہ تمتع کے افعال پانچ ہیں (۱) احرام باندھنا (۲) خانہ کعبہ کا طواف کرنا (۳) دو رکعت نماز طواف بجالانا (۴) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (۵) تقصیر کرنا یعنی کچھ ناخن بال کٹوانا جب ان امور سے فارغ ہو جائے گا تو جو چیزیں بہ سبب احرام اس پر حرام ہوگئی تھیں حلال ہو جائیں گی اور عمرہ تمتع تمام ہو جائیگا، اس کے بعد جب نویں تاریخ ذالحجہ کے قریب پہنچے تو حج تمتع کے اعمال بجالانا شروع کرے!

اعمال حج تمتع :- حج تمتع کے اعمال تیرہ ہیں (۱) احرام باندھنا یعنی حج تمتع کے واسطے مکہ سے احرام باندھے۔

(۱) نویں تاریخ ذالحجہ کو مقام عرفات میں پہنچنا جو مکہ سے چار فرسخ ہے اور وہاں وقوف کرنا (۲) عرفات سے مشعرالحرام کی طرف کوچ کرنا یعنی بعد مغرب روز عرفہ (دسویں ذالحجہ کی شب کو) عرفات سے چل کر مشعرالحرام میں آنا جو مکہ معظمہ سے تقریباً دو فرسخ ہے اور وہاں دسویں ذالحجہ کے دن طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک وقوف کرنا (۳) اسی عید قرباں کے دن اور طلوع آفتاب کے بعد مشعرالحرام سے کوچ کرنا مقام منیٰ میں پہنچنا اور جمرۂ عقبہ پر سنگریزے مارنا (۵) مقام منیٰ میں قربانی کرنا (۶) مقام منیٰ میں سر منڈوانا یا سر کے بال یا ناخن کم کرنا (۷) یہ اعمال بجالانے کے بعد مقام منیٰ سے مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آنا اور طواف زیارت کرنا (۸) دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم میں بجالانا (۹) پھر اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (۱۰) پھر طوافِ نسا بجالانا (۱۱) دو رکعت نماز طوافِ نسا پڑھنا (۱۲) پھر گیارہویں اور بارھویں تاریخ کی رات منیٰ میں بسر کرنا بلکہ بعض اشخاص کے لئے تیرھویں تاریخ کی رات بھی وہیں پر بسر کرنا ہے (۱۳) گیارھویں اور بارھویں تاریخ کی رات کو رمی جمرات کرنا یعنی تینوں جمرات پر سنگریزے مارنا بلکہ بعض اشخاص کے لئے تیرھویں تاریخ کو بھی سنگریزے مارنا ہے جس شخص نے حالتِ احرام میں شکار یا بیوی سے اجتناب نہ کیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ تیرھویں شب بھی وہیں بسر کرے اور تیرھویں تاریخ تینوں جمروں پر سنگریزے بھی مارے!

عرفات

شہر مکہ معظمہ سے جانب شرق تقریباً پندرہ سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے منیٰ سے تقریباً نو دس میل پرے میدان عرفات ایک لق و دق میدان ہے اس صحرا میں ایک ریت کا فرش بچھا ہوا ہے یہ ایک وسیع ہموار صحرا تقریباً چودہ مربع میل ہے درمیان میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں مشرق اور شمال کی جانب میدان کے آخر حدود پر بلند پہاڑ نظر آتے ہیں یہ طائف کے پہاڑ ہیں اس وسیع میدان میں نو ذالحجہ کو غروب آفتاب تک ٹھہرتے ہیں یعنی نو ذالحجہ کی حاضری کو وقوف عرفات کہتے ہیں۔ جہاں میدان عرفات ختم ہوتا ہے وہاں ایک سمت بلند پہاڑی ہے جس کو جبل الرحمۃ کہتے ہیں حضور سرکار رسالتمآب نے اسی جگہ اونٹنی پر سوار ہو کر حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا اسی مقام کو موقف النبی بھی کہتے ہیں اسی جگہ پر دعائیں مستجاب ہوتی ہیں حضرت آدم کی دعا یہیں قبول ہوئی اسی جگہ حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا کی ملاقات ہوئی میدان عرفات میں وقوف (ٹھہرنا) واجب ہے اور واجب ہے کہ نیت وقوف اس طرح کرے کہ میں عرفات میں آج ظہر کے وقت سے غروب شرعی تک حج تمتع کے لئے خداوند تعالےٰ کے فرمان کی اطاعت کے لئے ٹھہر رہا ہوں۔

مشعرالحرام (مزدلفہ)

۹ ذالحجہ کو غروب آفتاب یعنی بعد مغرب روز عرفہ (دسویں ذالحجہ کی شب کو) میدان عرفات سے مشعرالحرام پہنچے جو کہ عرفات سے تین میل ہے یہ ایک وسیع میدان جو منیٰ اور عرفات کے درمیان ہے یہاں تمام رات قیام کر کے عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور یہاں سے طلوع آفتاب کے بعد مشعرالحرام سے کوچ کرنا اور منیٰ میں پہنچنا۔ جب شب عید قرباں عرفات سے کوچ کر کے مشعرالحرام میں پہنچے وہاں رات سے صبح تک رہے اور نیت اس طرح کرے کہ میں آج کی رات صبح تک مشعرالحرام میں رضائے الٰہی کے لئے رہوں گا اور جب طلوع صبح ہو تو وقوف کی نیت کرے کہ میں مشعرالحرام میں طلوع آفتاب تک حج تمتع کے لئے یہ نیت وجوب یعنی واجب قربۃً الی اللہ رہوں گا یہاں سے ایسے وقت میں روانہ ہو کہ سورج نکلنے سے پہلے وادی محسر سے آگے نہ نکل جائے!

وادی محسّر میدان مشعر الحرام کے قریب وادی محسّر ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں ابرہہ کی ساٹھ ہزار فوج کو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے ذریعہ محض کنکریوں سے تباہ و برباد کر دیا تھا یہ مقام معذب ہے مشعر الحرام سے بعد طلوع آفتاب استغفار پڑھتا ہوا مقام منیٰ پہنچے۔

منیٰ مشعر الحرام سے بعد طلوع آفتاب کے بعد دسویں ذالحجہ یعنی عید قربان کے روز منیٰ پہنچنا واجب ہے اور اس میں تین امر واجب ہیں (۱) رمی جمرۂ عقبہ یعنی سنگریزے مارنا جمرۂ عقبہ پر (۲) قربانی کرنا (۳) حلق یا تقصیر یعنی سر منڈوانا۔

۱۔ جمرہ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو فدیہ راہ حق کرنے کے لئے چلے راستہ میں تین مرتبہ ابلیس ملعون نے باپ بیٹے کو راہِ حق سے ہٹانا چاہا۔ شیطان ملعون ہر دفعہ ناکام رہا اس واقعہ کی یادگار میں مقام منیٰ میں تین مقامات پر پتھر کے قدِ آدم تین ستون بنے ہوئے ہیں ہر ستون کو جمرہ کہتے ہیں نیت کرے کہ میں سات سنگریزے حج تمتع میں جمرۂ عقبہ میں مارتا ہوں واجب قربۃً الی اللہ جو سنگریزے پھینکے وہ سات عدد سے کم نہ ہوں اور ان سنگریزوں پر اسم سنگ و پتھر صادق آتا ہو اور انہیں رات کو مشعر الحرام سے اٹھایا ہو اور پہلے پہل ہی اٹھایا ہو یعنی رمی جمرات کے کام میں پہلے سے نہ لائے گئے ہوں ساتوں سنگریزے ایک ہی دفعہ نہ پھینکے بلکہ واجب ہے کہ ایک دوسرے کے بعد پھینکے۔

۲۔ قربانی قربانی یعنی حج تمتع کرنے والے حاجی پر ایک ہدیٰ کا ذبح کرنا واجب ہے یعنی ایک قربانی کا جانور کئی حاجیوں کے لئے کفایت نہیں کرے گا اور شرط یہ ہے کہ قربانی کا جانور صحیح الاعضا اور سالم ہو اس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو اور احوط یہ ہے کہ ذبیحہ کا گوشت کچھ خود کھائے اور کچھ ہدیہ اور صدقہ دے اور صدقہ اور ہدیہ کی مقدار ذبیحہ کو تیسرے حصہ سے کم نہ ہو اور صدقہ و ہدیہ مومنین کو دے!

۳۔ حلق یا تقصیر سر منڈوانا یا قدرے مونچھوں کے بال کتروانا اور ناخن کٹوانا واجب ہے نیت اس طرح کرے کہ میں سر منڈواتا ہوں یا بال کترواتا ہوں یا ناخن ترشواتا ہوں فرض حج تمتع میں واجب قربۃً الی اللہ اور جب حاجی حلق یا تقصیر بجالائے تو جو چیزیں اس پر احرام باندھنے کے بعد حرام ہوگئیں تھیں حلال ہو جائیں گی مگر عورت، شکار خوشبو حرام رہیں گی اور سنگریزے پھینکنے قربانی کرنے اور سر منڈوانے میں بنا بر احوط ترتیب لازم ہے اور بالوں کا منیٰ میں دفن کرنا احوط و اولیٰ ہے۔

ادائے مناسکِ منیٰ کے بعد تین مناسک منیٰ (رمی جمرہ، قربانی، حلق یا تقصیر) کے بعد مکہ معظمہ میں مراجعت واجب ہے تاکہ طواف زیارت اس کی نماز اور سعی اور طوافِ نساء اور اس کی نماز بجالائے عرفات و مشعر الحرام و منیٰ میں جانے سے پہلے طواف و سعی کو مقدم کرنا جائز نہیں۔

مطاف مطاف وہ مقام جہاں طواف کرنا چاہیئے کعبہ اور مقام ابراہیم کی درمیانی جگہ چاروں طرف ہے حجر اسمٰعیل سے باہر مطاف ہے خانہ کعبہ کے ارد گرد ایک عریض اور گول راستہ بنا ہوا ہے خانہ کعبہ سے حجر اسمٰعیل کی حد تک قریباً بیس ہاتھ ہے مستجار والی دیوار کعبہ کے گرد اور حجر اسود والی دیوار کے گرد سے ۲۶½ ہاتھ تک مطاف ہے جہاں تک ہو سکے کعبہ کی دیواروں کے قریب ہی

طواف کریں تاکہ طواف باطل ہو کر حج میں نقص نہ آجائے اور عورت حرام نہ ہوجائے طواف میں حطیم کی دیوار پر ہاتھ بھی رکھنا چاہیئے حطیم حجر اسمٰعیل کے گرد قوس نما دیوار سنگ مرمر کی نیم دائرہ کی شکل میں ہے۔

طواف

حجر اسود سے حجر اسود تک مقام ابراہیم کے درمیان تقریباً ساڑھے چھبیس ہاتھ (ذراع) کے چکر میں خانہ کعبہ کے گرد آہستہ آہستہ چلنے کو طواف کہتے ہیں اور اس طرح ایک چکر لگانے کو شوط کہتے ہیں واجبات طواف سات ہیں (۱) طواف حجر اسود سے شروع کرے اس طرح کہ اس کا تمام بدن حجر اسود کے سامنے سے گزرے طواف کرنیوالا شخص حجر اسود سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہو اور نیت کرکے طواف شروع کرے اور اس نیت پر باقی رہے یہاں تک کہ حجر اسود کے سامنے پہنچ جائے۔

(۲) ہر چکر کا حجر اسود پر ختم کرنا اور آخری ساتویں چکر کو تھوڑا سا حجر اسود کے سامنے تک بجا لائے تاکہ سات چکروں کا یقین ہوجائے

(۳) حالت طواف میں خانہ کعبہ کو بائیں ہاتھ پر رکھے لیکن اگر طواف کے کسی حصہ میں ارکان کے بوسہ دینے کو خانہ کعبہ کی طرف منہ یا پشت ہوجائے تو وہ حصہ طواف میں محسوب نہ ہوگا اور واجب ہے کہ اتنے حصہ طواف کو پھر سے ادا کرے اور بہتر یہ ہے کہ باب حجر اسمٰعیل پر پہنچنے سے پہلے اپنے بدن کو بائیں طرف کج کرے اور حجر اسمٰعیل کے دوسرے دروازے پر پہنچنے سے پہلے اپنے بدن کو ذرا دہنی طرف کج کرے تاکہ بایاں شانہ خانہ کعبہ سے ہٹنے نہ پائے اور ارکان خانہ کعبہ پر پہنچنے کے وقت بھی ایسا ہی کرے۔

(۴) حجر اسمٰعیل کو جوان کی مادر گرامی کا مدفن بلکہ بہت سے انبیاء علیہم السّلام کا مدفن ہے طواف میں اس طرح داخل کرے کہ اس کے گرد تو پھرے مگر اس کے اندر داخل نہ ہو اگر طواف کرتے وقت اس میں داخل ہوجائے تو وہ شوط باطل ہے۔

(۵) خانہ کعبہ اور مقام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے درمیان جمیع اطراف میں طواف ہونا چاہیئے اور خانہ کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان ساڑھے چھبیس ہاتھ (ذراع) ہے اتنی ہی مسافت خانہ کعبہ کے چاروں طرف دیکھ کر اس حد کے اندر طواف کرے اس کے برخلاف اگر اس سے زیادہ حالتِ طواف میں دور ہوجائے گا تو جتنا دور ہوا ہے اتنا طواف باطل ہوگا۔

(۶) طواف کرنیوالے کا خانہ کعبہ سے جو کچھ کہ خانہ کعبہ میں محسوب ہے اس سے باہر نکل جانا وہ صفہ کوچک ہے اطراف خانہ کعبہ میں جو شاذِروان کے نام سے موسوم ہے پس اگر بعض حالتوں میں طواف کرنیوالا اس راستہ پر چلا جائے تو اس کا یہ حصہ طواف باطل ہوگا اور اس کا اعادہ لازم ہے اس طرح اگر طواف کرتے وقت حجر اسمٰعیل کی دیواروں پر چلنے لگے بلکہ بنا بر احوط چکر لگانے کی حالت میں رکن وغیرہ کو ملنے کی غرض سے اپنا ہاتھ بھی شاذِروان کی طرف سے خانہ کعبہ کی دیوار تک نہ لے جائے اور اسی طرح اپنا ہاتھ حجر اسود کی دیوار کے اوپر بھی نہ رکھے، شاذِروان وہ پشتہ ہے جو شرقی، غربی اور جنوبی دیواروں کے آخر میں مطاف کے سر تک ہے۔

(۷) طواف میں سات شوط (چکر) لگانا کم نہ زیادہ پس اگر کوئی حاجی عمداً کم یا زیادہ چکر لگائے تو اس کا طواف باطل ہوگا اور اسے نئے سرے سے طواف شروع کرنا پڑے گا۔

نماز طواف

طواف عمرہ بلکہ طواف واجب کے بعد دو رکعت نماز طواف مثل نماز صبح کے پڑھنا واجب ہے جو مقام حضرت ابراہیم کے نزدیک بجالائے اور بنا بر احوط فوراً طواف کے بعد اس نماز کو ادا کرے اور اس پتھر کے پیچھے نماز پڑھے

جس پتھر کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے اور جس پر آنحضرت کا نشان قدم ہے اور اگر کثرت اژدہام کی وجہ سے مقام ابراہیم کی پشت پر کھڑا نہ ہو سکے تو پھر اس مقام کے دونوں طرف نزدیک کسی جگہ پر کھڑا ہو کر پڑھے رہا طوافِ مستحب تو اسکی نماز مسجد الحرام کے سب مقامات پر اختیاراً ادا کی جا سکتی ہے۔

سعی صفا و مروہ

صفا و مروہ دو پہاڑیاں ہیں دار السلام سے نکلتے ہی مروہ داہنے ہاتھ ہے اور صفا بائیں ہاتھ، اصل پہاڑیوں کا بس نام و نشان باقی ہے اِدھر اُدھر عمارتیں بن گئی ہیں اب حکومت نے دونوں پہاڑیوں کو ٹھوا دیا ہے، سعی صفا و مروہ حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے جبکہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بے تابانہ چکر لگا رہی تھیں، سعی کے معنی تیز چلنے یا دوڑنے کے ہیں آب زم زم سے سیر ہو کر سعی صفا مروہ کا قصد کریں صفا مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانے کا نام سعی ہے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیں اس کے بعد حرم اقدس کے باب الصفا سے نکل کر یہ عمل بجا لائیں، یعنی نماز طواف کے بعد سعی کرنا واجب ہے صفا مروہ کے درمیان جو مقام مسجد کے نزدیک دو معین مقام ہیں آمد و رفت کرے اسطرح کہ صفا مروہ کے مابین تمام مسافت کو سعی میں داخل قرار دے اور مسافت میں کوئی جزو باقی نہ رہ جائے کہ جس کی سعی نہ کی ہو واجب ہے کہ صفا کے اول حصہ سے ابتدا کرے اور صفا سے چار درجہ اوپر جائے اور نیت کرے اور نیچے اترنے تک اس نیت پر باقی رہے نیت اسطرح کرے کہ سات مرتبہ سعی کرتا ہوں صفا و مروہ کے درمیان فرض، عمرہ تمتع میں خداوند عالم کے فرمان کی اطاعت کے لئے، پس وہاں سے پیدل یا کسی حیوان پر سوار ہو کر یا آدمی کے کندھے پر مروہ تک جائے یہ ایک پھیرا محسوب ہوگا اور مروہ کے تمام درجوں تک جائے اور وہاں سے پھر واپس آئے اس طرح کہ صفا سے ابتدا کر کے صفا پر پہنچ کر مروہ پر ختم کرے یعنی ایک دفعہ جانا اور ایک دفعہ واپس دو پھیرے (شوط) ہو جائیں گے اور ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا واجب ہے کہ متعارف راستہ سے آئے اور جائے اگر مسجد الحرام میں سے گزر کر سوق اللیل کی طرف سے مثلاً مروہ جائے اور صفا آئے تو سعی باطل ہو جائیگی اور واجب ہے کہ جانے کے وقت مروہ کی طرف اور واپس آنے کے وقت صفا کی طرف منہ ہو۔

طواف نساء

طواف نساء طواف زیارت اور اس کی نماز و سعی صفا مروہ کے بعد اسطرح بجا لایا جاتا ہے جس طرح بقیہ طواف اور طواف نساء کے بعد نماز دو رکعت ہے اگر حاجی طواف نساء نہیں بجا لائے گا تو اس پر اپنی بیوی اور آئندہ بیوی کرنی حرام رہے گی اور طواف و سعی کے بعد حاجی منیٰ لوٹ آئے تاکہ گیارھویں بارھویں شب منیٰ میں بسر کرے اور واجب ہے کہ پہلی رات یعنی گیارھویں کی رات میں نیت کرے اور تینوں جمروں پر سنگریزے مارنا واجب ہے پہلے جمرۂ اولیٰ پر پھر جمرۂ وسطیٰ پر پھر جمرۂ عقبہ پر علی الترتیب واجبات حج کے بعض ارکان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ انبیاء مرسلین وائمہ معصومین علیہم السلام کی ہر خوشی و غمی کی یادگاریں منانا شعائر اللہ میں سے ہیں اور ان سے تولا رکھنا اور ان کے مخالفین سے تبرا کرنا خوشنودی اللہ تعالےٰ ہے کیونکہ حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل علیہم السلام اور حضرت ہاجرہ کا عمل قدرت نے ارکان حج میں شامل کر دیا۔

بیت اللہ کے مقامات، حجر اسود

یہ وہ سیاہ پتھر ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے وہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس کی دیوار کے گوشہ میں زمین سے چار فٹ بلندی پر نصب ہے اس گوشہ

دیوار کو رکن یمانی کہتے ہیں کیونکہ یہ یمن کی سمت میں واقع ہے یہ چاندی کے بیضوی خول میں سیاہ پتھر ہے جو ہر وقت مشک وعنبر میں بسا رہتا ہے۔

ملتزم: کعبہ کی وہ دیوار ہے جو حجر اسود اور در کعبہ کے درمیان اور دروازہ کعبہ کے نیچے واقع ہے یہ اس نام سے اس لئے موسوم ہے کہ حجاج اس سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔

باب کعبہ: وہ دروازہ ہے جس سے اس وقت کعبہ کے اندر جا سکتے ہیں جبکہ وہ کھلا ہوا ہو اور جانے کی اجازت ہو یہ دروازہ شمالی دیوار میں ہے اور اندر داخل ہونے کے لئے دو چوبی زینے رکھے ہوئے ہیں ان میں ایک نواب کلب علی خان بہادر فرمانروائے رامپور اسٹیٹ (یوپی) کا پیش کردہ ہے جو آرائش و زیبائش میں بہتر زینہ ہے داخلے کے وقت ایک کو لگایا جاتا ہے اور پھر ہٹا کر زینہ کو قبہ زمزم و باب النبی کی درمیانی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

رکن عراقی یا معجن: اس دیوار کے گوشہ کا نام ہے جہاں در کعبہ کی دیوار ختم ہوتی ہے یہ عراق کی سمت پر ہے دروازہ کعبہ اور رکن عراقی کے درمیان حوض کی طرح ایک فٹ گہرا اور تقریباً آٹھ فٹ مربع وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے وقت گارہ بناتے تھے۔

حجرۂ اسماعیل: دیوار کعبہ اور حطیم کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپ کی مادر گرامی حضرت ہاجرہ مدفون ہیں، قبروں کا نشان نہیں ہے اب اس پر سنگ مرمر کا فرش ہے اندر داخل ہونے کا راستہ ہے اور اس کے سامنے دوسرا راستہ ہے جہاں سے حجرہ اسمٰعیل سے نکل سکتے ہیں۔

میزاب طلا یا میزاب رحمت: حطیم اور خانہ کعبہ کی دیوار کے درمیان ایک راستہ تقریباً آٹھ فٹ کا ہے جو مشرق سے کعبہ کی دیوار غربی کی پشت پر جاتا ہے اور اسی دیوار کے وسط میں خانہ کعبہ کی چھت کی منڈیر پر طلائی پرنالہ لگا ہوا ہے اس کے نیچے کھڑے ہو کر کعبہ کی دیوار سے منہ لگا کر اور غلاف کعبہ پکڑ کر دعا کریں اس جگہ کی دعا خداوند کریم قبول فرماتا ہے۔

حطیم: حجرہ اسمٰعیل کے گرد قوس نما دیوار سنگ مرمر کی نیم دائرہ کی شکل میں ہے پرنالہ والی دیوار کعبہ سے حطیم کی دیوار تک پندرہ گز کا فاصلہ ہے عہد قریش سے باہر چلا آتا ہے اب اس کے ارد گرد دیوار بنی ہوئی ہے۔

رکن شامی: یہ حطیم کی دوسری طرف دروازہ کے متصل دیوار کعبہ کے گوشہ کا نام ہے۔ مستجار:- دروازہ کعبہ کے عین پچھلی دیوار کے آخری گوشہ کے قریب کو مستجار کہتے ہیں یہاں سے حضرت علی ابن ابیطالب کی ولادت کے لئے دیوار کعبہ شق ہوئی تھی اور آپکی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد اس شگاف شدہ دیوار سے کعبہ کے اندر داخل ہوئیں تھیں اور اندرون کعبہ حضرت علی کی ولادت ہوئی یہاں بھی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

رکن یمانی:- مستجار کے اگلے گوشہ دیوار کا نام ہے اسے بوسہ دینا چاہیے۔

شاذروان:- شاذروان وہ پشتہ ہے جو شرقی غربی اور جنوبی دیواروں کے آخر میں مطاف کے سر تک ہے۔

مقام حضرت ابراہیم

طواف گاہ کے انیر میں باب کعبہ کے سامنے ایک قبہ ہے جس کا نام مقام ابراہیم ہے یہ قبہ چار ستونوں پر قائم ہے بشکل مربع ہے ہر طرف پیتل کی جالیوں کے بند دروازے لگے ہوئے ہیں جس میں وہ پتھر غلاف کے نیچے قبہ کے اندر رکھا ہوا ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ تعمیر کیا تھا اس پتھر پر آپ کے پاؤں کا نقش مبارک اب تک موجود ہے اس کے بہت قریب دائیں یا بائیں نماز طواف پڑھتے ہیں۔

چاہ زم زم

یہ کنواں مقام ابراہیم کے عقب میں ایک مسقف کمرہ میں ہے جو کہ دیوار کعبہ سے تقریباً تیس گز کے فاصلے پر ہے اس کمرہ کی عمارت دو منزلہ ہے نیچے والے کمرہ کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں کنواں اور دوسرے میں آب دار خانہ ہے کنواں اندر باہر دونوں طرف سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے کنویں پر چار چرخیاں لگی ہوئی ہیں دروازہ مشرق کی جانب ہے پانی سرد اور شیریں ہے یہ مقدس چشمہ خداوند کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پیدا فرمایا تھا، جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے آکر اپنی بیوی جناب ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس جگہ چھوڑ کر واپس جانے لگے تو پانی کا مشکیزہ چھوڑ گئے پانی ختم ہونے پر ماں اور شیر خوار بچہ پر پیاس کی شدت ہوئی تو جناب ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا مروہ پہاڑیوں پر دوڑتی رہیں ادھر نبی زادہ نے پیاس کی شدت میں ایڑیاں رگڑیں، بحکم خدا فوراً ایڑیوں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، جناب ہاجرہ واپس آئیں تو دیکھا لخت جگر کے پاؤں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری ہے خوش ہوگئیں اور چشمہ کے گرد مٹی پتھروں کی حدبندی قائم کر کے کنوئیں کے مانند بنا دیا اسی حالت میں فرمایا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر پانی اسی وقت ساکن ہوگیا، اس کا پانی بڑا متبرک اور فائدہ مند ہے چہرہ اور بدن پر ملیں اور پئیں اور تبرکاً ہمراہ بھی لائیں۔

باب بنی شیبہ یا باب السلام

یہ باب ایک سفید دیوار میں ہے جو قبہ زم زم سے متصل ہے اس کا پھاٹک کھلا رہتا ہے اسی دروازے سے پہلے داخل ہونا چاہیئے!

شہر مکہ معظمہ کے مقدس مقامات

اولاً یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکہ اور گرد نواح کے باشندے عموماً سخت مزاج اور ناقابل اعتماد ہیں حجاج یہ نہ بھولیں کہ یہ وہ قوم ہیں جو حاجیوں کو دن دھاڑے لوٹ لیا کرتی تھیں اور اب صرف قانون کی مجبوری سے ایسا نہیں کرتی یہاں کے کسی آدمی کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے خواہ وہ معلم ہی کیوں نہ ہوں یہ لوگ بڑی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح حاجیوں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول کریں رشوت یہاں اس قدر ہے کہ حجاج کو رشوت دینے پر مجبور کیا جاتا ہے، رسول اکرم کے روضہ اقدس پر بھی رشوت چلتی ہے جو سپاہی وہاں کھڑے رہتے ہیں انہیں کچھ دے دیجئے اور جو چاہیئے کر لیجئے ورنہ آپ ایک گز کے فاصلہ پر بھی کھڑے نہیں ہو سکتے عرفات کرتے ہوئے کئی حاجیوں کی جیبیں کٹیں اس معاملہ میں یہاں کی پولیس آپ کی کچھ بھی مدد نہیں کرے گی خواہ آپ کے ساتھ کتنی ہی بے انصافی کیوں نہ ہو لہٰذا حجاج جب تک وہاں مقیم رہیں، ہر طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں۔

مذبح اسمٰعیل

میدان منیٰ میں جمرۂ عقبہ کے عقب میں پہاڑوں کے مابین ایک مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کے لئے لٹایا تھا اسی جگہ کے متصل وسط کمرہ میں ایک بہت بڑی چٹان ہے جس میں ایک شگاف ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو ذبح کرنا چاہا تو بعد ذبح دنبہ کا فدیہ آگیا اور چھری ہاتھ سے گر گئی اس چھری کی

دھار سے پتھر میں شگاف آگیا۔

مقام ابراہیم

جمرۂ عقبہ کے سامنے ایک جگہ تھی، مناسک حج ادا کرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام آرام فرماتے تھے حکومت نجدی نے اللہ کے نبی کے مقام کو غیر محترم سمجھتے ہوئے اب وہاں سڑک بنادی گئی ہے اس جگہ کا نشان بھی نہیں۔

مسجد خیف

مشہور و معروف بہت پرانی مسجد ہے کفارہ کوہ کو خیف کہتے ہیں چونکہ یہ مسجد پہاڑ کے کنارے واقع ہے اس لئے مسجد خیف کہتے ہیں ہزاروں انبیاء علیہم السلام نے یہاں نماز پڑھی ہے قیام منیٰ کے دوران میں مناسب ہے کہ اس مسجد میں واجبہ نمازیں ادا کرتا رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے یہاں زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھیں۔

جنت المعلیٰ

اس مقام پر حضرت عبدالمطلب و حضرت عبد مناف اور حضرت ابوطالب کی قبریں ہیں، رسالت مآب کی مادر گرامی جناب آمنہ اور آنحضرت کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبریں ہیں حکومت سعودیہ نے غیر محترم قبروں کو سمجھ کر تو منہدم کرادیا اور تپھروں سے دروازہ بند کردیا پہلے حجاج کو اندر جانے کی ممانعت تھی اب دروازہ کھول دیا گیا ہے

مولد النبی

سوق اللیل میں ایک متبرک عمارت تھی یہ وہ جگہ تھی جہاں سرور کائنات کی ولادت باسعادت ہوئی حجاج اس کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے وہاں حکومت نجدی کے حکم سے حراج بازار بھی رہا اور موٹروں کا اڈا بھی بنا رہا اب کسی نیک بندۂ خدا نے اس جگہ پر ایک عالیشان عمارت تیار کرائی ہے۔

منزل جناب خدیجۃ الکبریٰ

اس جگہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی وفات ہوئی یہ عمارت مولد النبی کے قریب ہے جہاں پر ایک مسجد تھی جس میں رسول خدا نماز پڑھتے تھے حجاج کرام یہاں نماز دعائیں اور مناجات پڑھتے تھے حکومت نجدی کے عقیدہ میں یہ متبرک مقام نہیں تھا اس لئے منہدم کرادیا یہاں بھی کسی نیک آدمی نے عمارت تعمیر کرا کر مدرسہ قائم کیا ہے انہدام کے بعد بازار لگتا تھا۔

سکونتی مکان حضرت ابوطالب و جناب فاطمہ زہرا

یہ مکانات اسی مکان سے متصل تھا جہاں کہ مدرسہ بنا ہوا چونکہ حکومت نجدی کے عقیدہ میں یہ قابل احترام مقامات نہیں ہیں اس لئے منہدم کرادیئے گئے یہ بھی کسی نیک آدمی نے اس جگہ مدرسہ بنادیا۔

کوہ ابو قبیس اور مسجد بلال

شہر مکہ میں سب سے بلند خشک پہاڑ ہے یہ کوہ فاران کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حرم اقدس سے قریباً ایک میل چڑھائی ہے یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جس پر سرکار رسالت مآب نے شق القمر کا معجزہ دکھایا تھا اس معجزہ کی یاد میں قبہ بنا ہوا تھا، حکومت سعودی نے رسول اللہ کی یادگار کو محترم نہ سمجھتے ہوئے مسمار کرادیا، اس کے کچھ فاصلہ پر مسجد بلال ہے فتح مکہ کے بعد جناب بلال نے اذان دی تھی، اب اس مسجد کا دروازہ مقفل ہے۔

جبل نور یا غار حرا

یہ پہاڑ مکہ معظمہ کے شمال کی طرف واقع ہے مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے، پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹا سا گنبد جس کے چاروں طرف چار دروازے ہیں اس کے زیریں حصہ میں فرش کے نیچے ایک

پتھر شگاف شدہ ہے چوٹی سے قریباً چوبیس پچیس فٹ نیچے جنوب کو بجانب مکہ اتر کر وہ غار ہے جو غار حرا کے نام سے موسوم ہے جس میں رسول اللہ نے کئی سال تک خلوت میں عبادت الٰہی کی تھی حکومت سعودی نے رسول اللہ کی جائے عبادت کو محترم نہ سمجھتے ہوئے گنبد مسمار کرا دیا

غار جبل ثور یہ پہاڑ مکہ سے جانب جنوب واقع ہے یمن کے راستہ میں پڑتا ہے اس پہاڑ میں وہ غار ہے جہاں شب ہجرت مشرکین کے خوف سے مخفی ہوئے تھے اس واقعہ کا ذکر کلام مجید میں بھی ہے رسول اللہ کے ہمراہی کے رونے پر لاتحزن کا حکم آیا تھا۔

مسجد ارقم اسے دار ارقم اور دار خیزران بھی کہتے ہیں مسجد بلال سے جانب مشرق کوہ صفا پر شکستہ حالت میں ایک چار دیواری ہے یہاں بھی ایک مسجد تھی قبل ظہور اسلام پیغمبر خدا نے اپنے آپ کو یہاں مخفی کیا تھا، یہاں نمازیں پڑھنا چاہیے۔

مسجد جن یہ شارع قشاشیہ اور محلہ حجوں کے درمیان واقع ہے یہاں جنوں نے رسالت مآب سے قرآن سنا اور اسلام قبول کیا اسی نسبت سے اسے مسجد جن کہتے ہیں۔

مسجد علم یہ مسجد محلہ جودریہ میں واقع ہے جب بعد فتح مکہ لشکر اسلام اس مقام پر داخل ہوا تو علم اسلام نصب کیا گیا اور پیغمبر خدا نے وہاں نماز پڑھی پھر مسجد بنائی اس لئے اسے مسجد علم کہتے ہیں۔

مسجد قسم بازار صفا میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے زمانہ جاہلیت میں اس مقام پر لوگ قسمیں کھاتے تھے اور سچ و جھوٹ کا اظہار ہو جاتا تھا جب رسول خدا اس طرف سے گذرے تو یہاں دو رکعت نماز پڑھی۔

مسجد حمزہ جو محلہ مسفلہ میں ہے حضرت حمزہ کی جائے ولادت ہے ان ہی کے نام سے موسوم ہے اب یہ مسجد مقفل ہے۔

مسجد بیعت جو مکہ سے آتے وقت منیٰ کے قریب ہے جمرۂ عقبہ یہاں سے ایک فرلانگ ہے تین پہاڑوں کے درمیان ہے قبل ہجرت پیغمبر خدا یہاں مخفی بیٹھے تھے بیعت کرنے والے آپ سے اسی مقام پر بیعت کرتے تھے۔

مسجد کوثر بازار منیٰ میں جمرۂ اولیٰ کے قریب ایک مسجد ہے جہاں سورۂ کوثر نازل ہوا۔

مسجد والمرسلات اسی کے قریب ایک مسجد تھی جہاں سورہ والمرسلات کا نزول ہوا، حکومت سعودیہ نے اس کو مسمار کرا دیا۔

مقبرۂ کہنہ یہ مقبرہ جنت المعلیٰ کے متصل ہے جہاں باختلاف روایات حضرت حبیب ابن مظاہر کا سر دفن ہے، روایت میں ہے کہ ایک یزیدی دشمنان اہلبیت، سر حبیب ابن مظاہر سے گیند کے مثل کھیل رہا تھا کہ اچانک فرزند حبیب کا اس طرف سے گذر ہوا جب اس کی سر پہ نظر پڑی تو آنکھوں میں خون اتر آیا اس شقی ازلی کو قتل کیا اور اس جگہ باپ کا سر دفن کیا حجاج کو چاہیے کہ وہ آپ کی زیارت اور نماز پڑھیں۔

فرائض حج سے فارغ ہونے کے بعد حاجی جب تک مکہ معظمہ میں رہے عبادتِ خدا اور تضرع و زاری میں مشغول رہے

گناہوں سے توبہ کرتا رہے خانہ کعبہ کا بہت طواف کرے کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف حاجیوں کے لئے نماز نافلہ سے بہت زیادہ ثواب ہے رسول خدا و خاتون جنت اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی نیابت میں خاص طواف بجا لائے۔ والدین مومنین علماء و صلحا اور احباب اہل و اولاد کی نیابت میں بھی طواف کرے تین سو ساٹھ طواف کرنا مستحب ہے اگر یہ کسی وجہ سے نہ کر سکے تو کم از کم تین سو باسٹھ چکر (شوط) بجالائے (ہر طواف سات چکروں کا ہوتا ہے) قرآن مجید کی زیادہ تلاوت کرے خانہ کعبہ کے اندر غسل کرکے پابرہنہ جائے، جب حج سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے رخصت ہونا چاہیئے تو غسل کرے اور طوافِ وداع بجالائے اور چکر میں حجر اسود اور رکن یمانی کو مس کرے اپنے شکم کو خانہ کعبہ سے مس کرے ایک ہاتھ حجر اسود اور دوسرا ہاتھ کعبہ کیطرف پھیلا کر خدا کی حمد و ثنا کرے محمد و آل محمد پر صلوات بھیجے، مستحب ہے کہ کعبہ سے نکلنے کے بعد باب خاطین سے جو رکن یمانی کے مقابل ہے برآمد ہو اور مکہ سے اس طرح رخصت ہو جس طرح اپنے عزیزوں سے روتے ہوئے وداع کہے اور دعا کرے کہ پھر دوبارہ زیارت کعبہ نصیب ہو باہر نکل کر کچھ خرما خرید کر فقرا کو صدقہ دے اور تاکیدی مستحب ہے کہ مناسکِ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ جائے تاکہ وہاں جا کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور ان حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو جو بقیع میں دفن ہیں۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی

مدینہ منورہ کو روانگی حکومت ہی کے حکم سے ہوتی ہے اگر حج کے بعد روانگی ہو تو مدینہ منورہ میں زیادہ قیام ہو سکتا ہے اور وہیں سے جدہ جا سکیں گے مدینہ جانے کا انتظام رئیس المطوفین کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک بہت سے مقامات پڑتے ہیں قہوہ اور پانی و دیگر ضرورت کی اشیاء ان مقامات پر مل جاتی ہیں۔

مقام وادی فاطمہ

اس وادی میں جگہ جگہ نہر جاری ہے کھجوروں کے بہت سے نخلستان کے علاوہ دیگر میوہ جات کے بھی باغات ہیں اس جگہ کی مہندی بہترین ہوتی ہے نہایت پر فضا وادی ہے کسی وقت میں یہ وادی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ملکیت تھی قبیلہ قریش کے لوگ آباد ہیں۔ غطفان، قضیمہ، رابغ، بیر الشیخ، بیر درویش، بیر الماس، بیر علی یا ذوالحلیفہ وغیرہ مقامات راستہ میں آتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں نخلستان ہیں یہ سرسبز و شاداب علاقہ ہے!

شہر مدینہ منورہ

تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر مدینہ کو سب سے پہلے ۱۰۱۶ سنہ ق م ر عمالقہ نے مصر سے نکل کر آباد کیا تھا اور یہ قبیلہ باعتبار شجرہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے چوتھی پشت میں ملتا ہے یہ لوگ تمام ملک عرب میں پھیل گئے تھے بحرین، عمان، حجاز سے لے کر شام اور مصر تک ان کے قبضہ میں آگئے تھے فراعنہ مصر بھی انہیں میں سے تھے عمالقہ کے بعد مدینہ میں یہود آباد ہوئے یہودیوں کے استیصال کے بعد انصار قابض ہو گئے، انصار اصل میں یمن کے باشندے تھے اور قحطانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے یہ لوگ ایک بہت بڑے سیلاب کی وجہ سے یمن سے نکل کر یثرب یعنی مدینہ میں آباد ہو گئے انصار میں دو بھائی اوس اور خزرج مشہور تھے تمام انصار ان ہی دو بھائیوں کی اولاد ہیں، انصار ابتدا ہی سے نہایت نرم خو لطیف الاخلاق اور مہمان نواز تھے۔ ہجرت کے بعد انہوں نے مہاجرین کے ساتھ جو فیاضانہ برتاؤ کیا وہ اسی موروثی حُسنِ اخلاق کا نتیجہ تھا شہر مدینہ میں جہاں اب مسجد نبوی ہے اس کے متصل جناب ابوایوب انصاری کا گھر تھا، جن کو رسول اللہ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ میں کثرت سے زیارت گاہیں موجود ہیں، مسجد قبا، قبا میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے قبا کو آج

مسجد قبا

کل پرانا مدینہ کہا جاتا ہے اس مسجد کی بنیاد رسالت مآب نے ڈالی تھی، مسجد کے صحن میں قبہ اس مقام پر بنا ہوا ہے جہاں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی اونٹنی بیٹھی تھی یہاں پر وہ بھی کنواں ہے جس میں حضور نے لعاب دہن ڈال کر پانی شیریں کیا تھا۔

مروی ہے کہ جو شخص اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے وہ ثواب عمرہ کا مستحق ہوگا، پس اس مسجد میں جاکر دو رکعت، نماز تحیۃ مسجد بجا لائیں اور تسبیح حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پڑھیں اس کے علاوہ مسجد الجمعہ، مسجد الفتح (جسے مسجد احزاب بھی کہتے ہیں) مسجد القبلتین ہیں مسجد فضیخ ہیں رد شمس ہوا تھا جو مسجد قبا کے نزدیک ہے اور مسجد الغمامہ، مسجد حضرت علی و مسجد حضرت فاطمہ و مسجد بلال حبشی ہیں اور امام زین العابدین و امام جعفر صادق علیہم السلام کے گھروں میں و مسجد سلمان و مسجد امیر المومنین ہیں کہ جو قبہ حضرت حمزہ کے محاذی ہے اور مسجد مباہلہ میں نمازیں پڑھیں اور ان مساجد میں پُر خلوص دعائیں مانگیں انشاء اللہ تعالیٰ مستجاب ہونگی۔

مدینہ منورہ میں جہاں اب مسجد نبوی ہے اس کے متصل جناب ابوایوب انصاری کا گھر تھا مدینہ میں سید المرسلین

مسجد نبوی کی ابتدا

کے قیام کے بعد سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی یہاں خاندان نجار کے دو یتیم بچوں کی زمین مسجد کے لئے خرید فرمائی جس کی قیمت جناب ابوایوب انصاری نے ادا کی زمین ہموار کردی گئی اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی بوقت تعمیر خود رسول اللہ تعمیری کام میں حصہ لیتے تھے یہ مسجد ہر قسم کے تکلفات سے بری تھی، کچی اینٹوں کی دیواریں، کھجور کے پتوں کا چھپر، اور کھجور کی لکڑی کے ستون تھے قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا لیکن جب قبلہ بدل کر خانہ کعبہ کی طرف ہوگیا تو شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کردیا گیا۔ سنگریزوں کا فرش بنوایا مسجد کے ایک سرے پر ایک مسقف چبوترہ تھا جو صفہ کہلاتا تھا یہ ان لوگوں کے لئے تھا جو تازہ اسلام لائے تھے اور گھر بار نہیں رکھتے تھے مسجد نبوی جب تعمیر ہوچکی تو سرتاج الانبیاء نے مسجد نبوی کے گرد رہائشی مکانات تعمیر کرائے اور انہیں مکانات کے درمیان حضرت علی ابن ابیطالب کا مکان تعمیر ہوا۔

مسجد نبوی کے دو حصے ہیں ایک مسجد اور ایک صحن، حصہ مسجد جنوبی دیوار سے شروع ہوکر صحن کے ایک رخ تک

موجودہ مسجد نبوی

بجانب شمال اور طول میں باب النساء اور باب الرحمۃ کے ایک رُخ تک ختم ہوجاتا ہے یہ حصہ نہایت خوبصورت نقش و نگار والے قبوں سے چھپا ہوا ہے یہ تمام منقش گنبد نہایت خوبصورت محرابوں پر قائم ہیں اور یہ محرابیں صوان کے ان ستونوں پر قائم ہیں جو سنگ مرمر سے ڈھکے ہوئے ہیں جن پر طلائی اور سنہری کام بنا ہوا ہے ہر ستون پر قسم قسم سنہری نقش و نگار کیا ہوا ہے اس حصہ مسجد میں بارہ رواق ہیں اور ان میں ایک سو چونسٹھ ستون ہیں اس کے علاوہ تیس ستون مقصورہ شریفہ کے اندر ہیں اس حصہ میں جنوب مغربی جانب روضہ اطہر اور حجرۂ فاطمہ ہے اور اس کے قریب ہی بجانب غرب محراب النبی اور محراب سلیمانی ایک خوبصورت پیتل کے جنگلے کے ساتھ رواق سوم پر استادہ ہیں محراب النبی اور مقصورہ شریفہ کے مابین روضہ جنت بنا ہوا ہے اسی کے پاس ستونوں کی تیسری لائن میں رواق چہارم پر منبر بنا ہوا ہے اور جانب شمال رواق نہم کے درمیان ایک منزلہ چبوترہ بنا ہوا ہے جو محراب بلال کے نام سے موسوم ہے اس کے سامنے باب جبرائیل بجانب شرق واقع ہے اور بجانب غرب باب الرحمۃ ہے یہ حصہ گیارھویں رواق پر جاکر ختم ہوجاتا ہے یعنی گیارھویں رواق پر مسجد نبوی کی مسقف حد ختم ہوجاتی ہے اس رواق

سے آگے دالان ہے گیارہویں محراب کے درمیان قبلہ رو ایک آفتاب نما کلغی سی بنی ہوئی ہے اس کے تحت میں بیضوی دائرہ کی سبز زمین پر طلائی حروف میں یہ حدیث لکھی ہوئی ہے صَلوٰۃٌ فی مَسجدی ھٰذا اَفضلُ مِن اَلفِ صَلوٰۃٍ مّا سِویٰ اِلی المسجدِ الحرام ۔ میری اس مسجد کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے کعبہ کے" غرض کہ اس آخری محراب سے آگے صحن کھلا ہوا ہے مگر ایک رواق کی جگہ کے برابر بجانب شمال تین گول گول پتھر گڑے ہوئے ہیں یہی مسجد نبوی کے عرض کی حد ہے ۔

محراب النبی

مشرقی دروازہ کے پاس رواق سوم میں محراب النبی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں سردار الانبیاء کھڑے ہو کر جماعت کرایا کرتے تھے یہ محراب سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے کی بنی ہوئی ہے ۔ اس پر طلائی کام عجیب صنعت و نقاشی سے کیا گیا ہے ۔

روضۂ جنت

باغ جنت مسجد نبوی کی اس جگہ کا نام ہے جو منبر اور قبر اطہر کے درمیان واقع ہے ۔ اسی مقام کے لئے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے مابین بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے روضہ جنت میں نو ستون استادہ ہیں اور رواق سوم میں منبر سے لے کر روضہ مبارکہ تک پانچ ستون ہیں ۔

بوستان فاطمہ یا مقصورۂ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

حجرۂ روضۂ اطہر سید المرسلین کی جانب پشت مقصورہ شریفہ کی دیوار کے ساتھ ایک برآمدہ بنا ہوا ہے جس میں ایک دروازہ بجانب غرب اور ایک بجانب شرق ہے برآمدے کے ساتھ ہی ایک پانچ فٹ اونچی ضریح مبارکہ بنی ہوئی ہے جس پر سبز حریر کا مرصع و طلائی غلاف چڑھا ہوا ہے اس پر طلائی سلمے ستاروں سے ھٰذا القبرُ الفاطمۃُ الزہرا لکھا ہوا ہے اس کے اوپر سرخ مخمل کا سائبان ہے جس پر سلمہ و ستارہ سے بہترین میناکاری کا کام کیا ہوا ہے یہ جگہ مقصورۂ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کہلاتی ہے اسی جگہ پر خاتون جنت کی قبر مبارکہ بتائی جاتی ہے آپ کے مدفن کے متعلق بعض راویوں میں اختلاف ہے ۔ قبر مبارکہ آپ کی جنت البقیع میں ہے دراصل یہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا حجرہ تھا یہ حجرہ حجرۂ نبوی سے ملا ہوا تھا بیچ کی دیوار کے درمیان ایک جھروکہ تھا اسی جھروکہ سے گاہ بگاہ رسول خدا جھانک کر اپنی اکلوتی بیٹی کا حال دریافت فرما لیتے تھے ۔

اسطوانہ حضرت علی

اس مقام پر حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے ۔ اس جگہ نمازیں پڑھنی چاہیں ۔

منبر

روضہ جنت کے پاس ستونوں کی تیسری لائن میں رواق چہارم پر یہ منبر ہے ابتدا میں کوئی منبر نہیں تھا اس لئے رسول خدا خطبہ کے وقت نخل خرمائے ٹنڈ کے ساتھ سہارا و ٹیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے منبر کے تیار ہونے کے بعد جب سرور کائنات نے منبر پر قدم رکھا تو نخل خرمائے ٹنڈ میں ایک کپکپی پیدا ہوئی اور شتر مادہ کی سی آواز آئی اور ٹنڈ شق ہو گیا حضور نے اس پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا اگر تو چاہے پھر تجھے منبر کے قریب کھڑا کر دیا جائے اگر تو پسند کرے تو تجھے بہشت میں لگا دیا جائے انہار جنت سے سیراب ہو کر تو پھلے پھولے گا اور بار آور ہو گا اللہ کے نیک بندے تیرا پھل کھایا کریں گے پھر رسول اللہ نے زبان مبارک سے فرمایا "نعم" فعلت لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے آنحضرت نے فرمایا اس نے جنت کو پسند کیا ہے اس لئے پھر اس نخل خرما ٹنڈ کو دبا دیا گیا ۔

مقصورہ مبارکہ

مقصورہ مبارکہ اس مجموعہ عمارت کا نام ہے جس کے اندر وہ حجرہ ہے جس حجرہ کے اندر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں اور اس میں حجرۂ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بھی شامل ہے یہی جگہ سیّد المرسلین کا رہائشی دولتکدہ تھا اور یہی جگہ محیط جبرئیل امین تھی اسی جگہ ایک چادر میں اہلبیت رسول جمع تھے۔ اسی جگہ آیہ تطہیر نازل ہوئی اسی حجرہ میں آپ کی روحِ اقدس نے جسم اطہر سے پرواز کی اور اسی جگہ حضرت علی ابن ابیطالب اور ان کے دوستوں نے جسم اطہر کو لحد انور میں لٹایا باقی اصحاب بنی سقیفہ میں خلافت کے لئے دست بگریبان تھے اسی مقصورہ مبارکہ کے مشرق میں مسجد کا کچھ حصہ ہے مغرب کی جانب محراب النبی، روضۂ جنت و منبر واقع ہے اور شمالی جانب حجرۂ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا روضہ مبارک سے ملا ہوا ہے مقصورہ مبارکہ ہر چہار جانب سے پیتل کی جالیدار محراب نما عمارت ہے، ہر جانب ایک محراب ہے اور محراب کے نیچے دو پلہ در دو طلائی مشبک دروازے ہیں ہر دروازہ پر خوبصورت طلائی جالیاں لگی ہیں یہ محرابیں گول گول بلند اور منقش ستونوں پر چاروں طرف بنائی گئی ہیں۔ ہر پھاٹک میں گول گول دائرہ نما خلا رکھی ہوئی ہے جہاں سے نظر ڈال کر اندر کا نظارہ دیکھا جا سکتا ہے، مسجد میں بجانب غرب، محراب النبی کی طرف کے دروازہ کا نام باب الرحمۃ باب الوفود ہے اس کے سامنے ایک جنگلا لگا ہوا ہے جسے شباک التوبہ کہتے ہیں یعنی توبہ کا جنگلا سلام زیارت پڑھنے کے لئے جنوب کی جانب قبلہ، وہ اسے دروازے کی طرف جانا پڑتا ہے یہ دروازہ خاص خاص موقعوں پر کھولا بھی جاتا ہے ان کواڑوں میں تین گول روشندان رکھے ہوئے ہیں، جالیوں کے اندر پیغمبر خدا حجرہ میں مدفون ہیں، آنحضرت کا سر مبارک مغرب کی طرف جانب مسجد ہے اور پاؤں مبارک مشرق کی جانب ہیں، بہر حال حجرہ مبارکہ چاندی کی چھتوں سونے کے جھاڑوں اور زریں فانوسوں کا شمار نہیں اکثر فانوسوں کا شمار نہیں اکثر فانوسوں میں یاقوت زمرد اور ہیرے جڑے ہوئے ہیں اور طلائی زنجیروں کے ساتھ آویزاں ہیں مرصع پنکھے شمعدان اور خوشبو کی انگیٹھیاں بے شمار ہیں جنگ عظیم سے قبل ترکی حکومت کے زمانہ میں اندرونی دیوار پر روئے اقدس کے سامنے کبوتر کے انڈے کے برابر ایک ہیرا تھا جو سنہرے تاروں سے گھرا ہوا تھا روشنی اور چمک کی شدت سے اس کو کوکب دری کہا جاتا تھا اور وہ سونے کی ایک تختی میں جڑا ہوا تھا

اُحد

کوہ اُحد بیرون مدینہ منورہ ہے یہ خیبر سے آنے والوں کے راستہ میں پڑتا ہے اسی وادی اُحد میں رسول اللہ کے خلاف معاویہ کا باپ ابوسفیان لشکر عظیم کے ساتھ نبرد آزما ہوا، مسلمانوں کو شکست ہوئی رسول اللہ زخمی ہوئے اور دندان مبارک شہید ہوئے، اس مشہور جنگ میں ماسوائے حضرت علی ابن ابیطالب و حضرت عباس و عبداللہ بن مسعود کے بڑے بڑے اصحاب بھاگ نکلے کچھ اُحد کی پہاڑی پر پہاڑی بکری کی طرح بھاگے پھرتے تھے اور کچھ مدینہ منورہ بھاگ گئے۔ رسول اللہ صحابہ کو پکارتے رہے کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا، حضرت علی وصی رسول اللہ رسالتمآب کو اٹھا کر کوہ احد کے اوپر ایک غار میں لٹایا اور حفاظت کی یہ غار اب تک موجود ہے، بلند جگہ اور راستہ پہاڑی بہت تنگ ہے اسی غزوہ میں سرور کائنات کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے، معاویہ کی ماں ہندہ نے آپکا سینہ چاک کر کے جگر چبایا اور انگلیاں کاٹ کر ان کا ہار بنایا، مسجد حمزہ اس وادی اُحد کے درمیان میں واقع ہے آپ کا مزار اسی مسجد میں ہے ان کے برابر جناب عبداللہ بن جحش کا مزار ہے، یہ سب مزار حکومت نجدی نے اپنے عقیدہ کی رو سے مزار مسمار کرا دیئے شہر کی ایک گلی میں سردار الانبیاء کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ علیہ السلام کی قبر بتائی جاتی ہے اور میدان احد میں شہدائے اُحد کی قبور ہیں ان سب کی زیارت وسلام پڑھے اور نمازیں پڑھیں۔

جنت البقیع

یہ وہ متبرک اور مقدس قبرستان ہے جہاں دفن ہونے کی تمنا میں صدہا اشخاص عرصہ تک مدینہ منورہ میں رہ کر موت کا انتظار نہایت شوق سے کرتے ہیں یہ وہ متبرک خاک ہے جہاں رسالت مآب کے چہیتے لاڈلے پارہ جگر مدفون ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جن کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے میری روح ہے جس نے فاطمہ کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکالیف دی وہ اسی جگہ دفن ہیں اور حضرت امام حسن فرزند رسول و حضرت امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام مدفون ہیں یہ وہ ائمہ اطہار اور وصی رسول ہیں جن کے بارے میں فرمان نبوی ہے اولنا محمد و آخرنا محمد اوسطنا محمد وکلنا محمدؐ یعنی ہم سب کے سب محمد ہیں سب کا فعل اور عمل ایک ہی ہے۔ بڑے پھاٹک کے بائیں طرف دیوار کے پاس جناب صفیہ بنت حضرت عبدالمطلب کی قبر ہے اور جناب ام البنین مادر گرامی حضرت ابوالفضل العباس کی قبر بھی اس احاطہ میں ہے وسط میں حضرت ابراہیم فرزند سید المرسلین کی قبر منور ہے ایک احاطہ میں عقیل بن ابیطالب و عبداللہ بن جعفر و جناب ابوسفیان بن الحارث الہاشمی کی قبریں ہیں ازواج النبی میں جناب ام سلمہ و جناب زینب بنت جحش و جناب میمونہ و جناب صفیہ کی بھی قبریں ہیں جناب عبداللہ بن مظعون و جناب عبداللہ بن مسعود کی بھی یہاں قبریں ہیں دیوار بیرونی کے بائیں طرف کے کنارے کنارے جائیں تو آخر میں بائیں طرف تھوڑی بلند جگہ میں دو تین قبریں ہیں ایک جناب ابوسعید خدری صحابی رسول اور دوسری طرف جناب فاطمہ بنت اسد کی قبریں ہیں بقیع کے باہر جناب اسمٰعیل فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مقبرہ ہے جس کی چھت گرادی گئی ایک طرف سے اس کے قریب جائیں تو امام الائمہ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام مذکور کی قبور دکھائی دیتی ہیں اس کے علاوہ خاندان رسالت مآب کے جواہر ریزوں کو یہ متبرک زمین اپنے اندر سلائے ہوئے ہے حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی اولاد کثیر دفن ہیں جیسے امام زادہ سید علی و سید محمد و سید یحییٰ پسران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و امام زادہ سید محمد العابدین حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام زادہ سید حسین اصغر و سید علی اصغر و سید سلیمان پسران حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی بھی اس جگہ قبریں ہیں اور خاندان بنی ہاشم کے بہت سے افراد کی قبور ہیں، یہ متبرک قبرستان حرم نبوی سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے آبادی سے الگ ایک نہایت وسیع چار دیواری ہے، احاطہ کا ایک پھاٹک ہے، پھاٹک پر حکومت نجدی کے سپاہی تعینات ہیں ان سپاہیوں کا سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں کہ وہ شیعہ اثنا عشری عقائد حجاج کو ان کے ارکانِ مذہبی کو ادا نہ ہونے دیں اور ہر طرح پریشان کریں۔ اور حجاج حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کی زیارت سے کما حقہ مستفید نہ ہو سکیں نجدیوں کے عقائد میں مزارات کا قائم رہنا یا بنانا ناجائز و بدعت ہے اسی لئے رسالت مآب کی اکلوتی بیٹی خاتون جنت اور ان کی اولاد کے مزارات منہدم کرا دیئے، اگر نجدی حکومت کے عقیدہ میں مزار کا بنانا یا تعمیر شدہ مزار کا باقی نہ رکھنا ناجائز اور بدعت ہے تو رسول خدا کا مزار بدستور کیوں موجود ہے جو جواز سرور کائنات کے مزار کے قائم رہنے میں ہے وہی جواز حضرت ائمہ اطہار علیہم السلام اور ان کی جدہ خاتون جنت کے مزاروں پر عائد ہوگا، نجدیوں کا یہ عمل اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ان کو اہلبیت رسول سے دیرینہ بغض و عناد اور عداوت ہے۔

بیت الحزن

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بعد وفات پدر بزرگوار گریہ و بکا میں مصروف رہتی تھیں کیونکہ رسول خدا کی وفات کے بعد امت جفا کار نے جو جفائیں کیں ان مصائب و آلام کی وجہ سے باپ کو یاد کر

کے رو یا کرتی تھیں اہل محلہ کے اعتراض پر کہ معصومہ عالم بہت روتی ہیں حضرت علی علیہ السلام نے جنت البقیع میں یہ عمارت تعمیر کرائی۔

آداب زیارت حضرت رسول خدا

جب حاجی مدینہ منورہ میں وارد ہو تو مستحب ہے کہ پہلے غسل زیارت کرے پاکیزہ لباس پہنے اور خوشبو لگائے اور روضہ اقدس کی طرف روانہ ہو جب باب جبرئیل کے پاس پہنچے تو کھڑا ہو جائے اور اذن دخول پڑھے جو کتاب توضیح المسائل وغیرہ میں مرقوم ہے بعدہٗ چوکھٹ کو بوسہ دے اور اندر داخل ہو کر پڑھے، بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥ چوکھٹ کو بوسہ دینے کے بعد اندر داخل ہوتے وقت پہلے داہنا پاؤں کو داخل کرے اور سو مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر دو رکعت نماز تحیۃ مسجد پڑھے اور حجرۂ شریف کی طرف بائیں ہاتھ کو باب جبرئیل سے داخل ہوتے ہوئے مڑے دیوار کے آخر کا حجرہ آنحضرت کا حجرہ مبارک ہے جسے حجرۂ بی بی عائشہ کہتے ہیں دیوار کے آخر سے داہنی طرف مڑ جائے اور وسط کے بند دروازہ کے اندر کہ جس میں تین گول گول سوراخ ہیں بائیں سوراخ کے نیچے رسول خداؐ کی قبر مطہر ہے۔ اگر ممکن ہو تو وہاں ہاتھ سے مس کرے اور بوسہ دے کر زیارت آنحضرتؐ پڑھے زیارت کے بعد اگلے ستون کے پاس جو قبر مطہر کے داہنی طرف ہے رو بقبلہ اس طرح کھڑا ہو کہ بایاں کندھا قبر منور کی جانب اور دایاں کندھا منبر کی طرف ہو کہ وہ رسول خدا کے سر اقدس کی جگہ ہے وہاں بھی زیارت پڑھے یہاں حضور قلب سے خداوند کریم سے دعا مانگیں انشاء اللہ مستجاب ہوگی مصباح میں مرقوم ہے کہ جب قبر مطہر کے قریب زیارت وغیرہ سے فارغ ہو تو منبر کے نزدیک جائے اور اس پر ہاتھ سے مس کرے اور نچلے پائے پر ہاتھ اور آنکھیں ملے کہ اس میں آنکھوں کی شفا ہے پھر منبر کے پاس کھڑا ہو کر خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا بجالائے اور اپنی حاجتیں طلب کرے پھر مقام نبی پر دو رکعت نماز پڑھے اور مسجد نبوی میں بہت نمازیں پڑھے اور خدا سے اپنی مرادیں مانگے اور بیت فاطمہ میں بھی نماز پڑھے پھر روضہ مطہر کے پاس حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کی زیارت پڑھے اور نماز پڑھے ان تمام ارکان زیارت وسلام و نمازوں سے فارغ ہو کر تو پھر زیارت الوداعی پڑھے تمام زیارتیں وغیرہ کتاب توضیح المسائل وغیرہ میں مرقوم ہیں اور جنت البقیع میں دروازہ پر السلام علیکم کہتا ہوا داخل ہو دائیں طرف ایک احاطہ ہے جس میں معصومہ عالم کی قبر مطہر دائیں طرف اور وسط میں حضرات ائمہ امام حسن مجتبیٰ و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کی قبور مطہر ہیں اور بائیں طرف حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر ہے سعودی حکومت سے قبل عالیشان مزارات تھے نجدی حکومت نے محمد وآل محمد سے دیرینہ عداوت رکھتے ہوئے یہ مزارات منہدم کرا دیئے بہرحال ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبر مطہرہ کے پاس کھڑا ہو کر اذن دخول پڑھے اور خشوع وخضوع اور رقت کے ساتھ دایاں پاؤں اندر رکھے اور قبور مقدسہ کے نزدیک جائے پشت بقبلہ ہو کر قبور کی طرف رخ کر کے زیارت پڑھے پس دعا مانگے انشاء اللہ تعالےٰ دعا مستجاب ہوگی اس کے بعد آٹھ رکعت نماز زیارت بجالائے اور جب رہنمائے دین برحق سے وداع ہو تو زیارت الوداعی پڑھے۔

واپسی

مدینہ منورہ و مکہ معظمہ سے واپسی کے کئی راستے ہیں، بحری راستہ جدہ سے بذریعہ جہاز کراچی جائیں، جدہ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ عمارتیں نہایت شاندار ہیں۔ بازار بارونق پورا جدہ پرانی طرز کا ہے۔ مسقف بازار ہیں، جدہ میں قونصل عراقی کے پیچھے ایک

وسیع احاطہ ہے یہاں حضرت حوّا کی قبر ہے، ابرّی راستے یہ ہیں، مکہ معظمہ سے ریاض اور ریاض سے کویت اور کویت سے بصرہ یہاں سے بذریعہ جہاز کراچی جا سکتے ہیں یا بذریعہ موٹر یا ریل عراق و ایران کی زیارتیں کرتے ہوئے پاکستان آسکتے ہیں، دوسرا بری راستہ مدینہ سے خیبر اور خیبر سے جلیبہ اور وہاں سے تبوک یہ پرانا شہر ہے یہاں غزوہ تبوک ہوا تھا یہاں کے باشندوں کی فرمائش پر پیغمبر خدا نے پانی کی افراط کی دعا کی تھی جب سے یہاں پانی کی کثرت ہے جگہ جگہ ٹھنڈے اور شیریں چشمے ہیں ترکی دور میں یہ ریلوے اسٹیشن تھا اب تک گاڑیاں کھڑی ہیں مدینہ منورہ سے عمان تک اب تک ریلوے لائن بچھی ہے المختصر تبوک سے عمان اور عمان سے بغداد پہنچ سکتے ہیں اور عراق سے ایران اور ایران سے پاکستان براستہ زاہدان کوئٹہ پہنچ جائیں گے، مشہد مقدس سے بھی ایک راستہ افغانستان کے شہر ہرات و قندھار کوئٹہ پہنچ سکتے ہیں خداوند عالم بحق محمد وآل محمد علیہم السلام جن حضرات نے حج و زیارت کا فریضہ ادا کیا ہے قبول فرمائے اور صاحبانِ استطاعت مومنین کو توفیق ارزانی فرمائے کہ وہ فریضۂ حج و زیارت کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں، خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد دیرینہ کو پہنچا اور میری محبوب تمنا پوری ہوئی، خداوند کریم میری اس سعی کو منظور فرمائے اور مومنین و سادات عظام کو توفیق فرمائے کہ وہ اس کتاب تاریخ انوار السادات سے مستفید ہوں حجاج و زائرین سے استدعا ہے کہ وہ جس مقدس مقام پر جائیں میرے لئے دعا فرمائیں آمین ثم آمین بحق محمد وآلہ المعصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

احقر الکونین

سید ظفر یاب حسین حسینی الترمذی نانوتوی

قصبہ بھکر مکان ۱۰۱۔ ضلع میانوالی

۱۴ نومبر ۱۹۶۷ء

منقبت شانِ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السّلام

نتیجہ فکر علامہ مولوی سیّد حسین المعروف میرن قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ حسینی الترمذی نانوتوی

برہانِ حق دلیلِ خدا مرتضےٰ علیؑ
مختار کارخانۂ ہر دوسرا علیؑ

عالم کی مشکلات کا مشکل کشا علیؑ
اور جملہ کائنات کا حاجت روا علیؑ

سرّ خدا ہے نائب خیر الوریٰ علیؑ

موجود تھا ازل سے فقط واجب الوجود
ممکن کا تھا وجود نہ عالم کہیں نمود

پس حق نے کُن کہا تو یہ رحمت ہوئی ورود
اک نور جلوہ گر ہوا کرتا ہوا سجود

پیدا خدا نے اُس سے نبی اور کیا علیؑ

تھا عرش کبریا نہ زمین و زماں کہیں
جبرئیل کا نہ ملتا تھا نام و نشاں کہیں

موجود تھا مکان نہ کہیں لامکاں کہیں
پھر تھا نبی کا نور معلےٰ جہاں کہیں

پڑھتا تھا اس کے ساتھ میں نام سدا علیؑ

لوح و قلم نہ خلد نہ غلمان و حور تھے
جنات تھے نہ آدم و وحش و طیور تھے

کُل ہی غرضیکہ عالم ہستی سے دور تھے
لیکن دو نور جلوۂ حق کے حضور تھے

ایک تھا شفیع روزِ جزا دوسرا علیؑ

کرتا تھا ذکر عالمِ لاہوت میں کبھی
پڑھتا تھا تسبیح عالمِ جبروت میں کبھی

حمدِ الٰہی عالمِ ملکوت میں کبھی
احمد کے ساتھ عالمِ ناسوت میں کبھی

یادِ خدا کہاں کہاں کرتا رہا علیؑ

کوہ و شجر ہوا نہ کسی جا بہار تھے
شمس و قمر فلک پہ نہ لیل و نہار تھے

معدوم کل جہاں کے صغار و کبار تھے
آدم سے تا بہ عیسےٰ عدم میں شمار تھے

جس دم ظہور نور نبی اور ہوا علیؑ

مریم کو حکم بیت المقدس میں یہ ہوا
باہر نکل کہ مولد عیسےٰ نہیں یہ جا

بنت اسد کو پہنچا یہ فرمان کبریا
داخل ہمارے گھر میں ہو عالم کی پارسا

ہوگا طلوع کعبہ میں بدرالدجیٰ علیؑ

آدم سے تا رسولِ خدا فخرِ انبیاء   خاصان و زاہدان و دگر جملہ اولیاء
افلاک پر ملائک و طائر علی الہوا   انسان و جن غرضیکہ ہمہ خلقتِ خدا
تائید کل جہان کی کرتا رہا علیؑ

فرماتے تھے جناب رسولِ خدا یہی   آدم کا علم دیکھنا چاہے اگر کوئی
حلمِ خلیل و ہیبت و موسیٰ کا حال بھی   اوصاف کل عبادتِ عیسیٰ ہوں منجلی
دیکھے فقط وہ جانب شمس الضیا علیؑ

آدمؑ نے اپنے دل سے تلقی کو جب پڑھا   مطلب حصول اس کا ہوا حسبِ مدعا
موسیٰ کے ہاتھ میں یدِ بیضا عطا کیا   اور اس کو لن ترانی کا جلوہ دکھا دیا
عیسیٰ کے تا بہ چرخ ہوئے رہنما علیؑ

ملک سبا کا حال عجائب دکھا دیا   چشم زدن میں تختِ سلیماں کو لا دیا
اور لوط کو ہلاکتِ بد سے بچا دیا   نوح نبی سے بحرِ غضب کو ہٹا دیا
کشتی سے اس کی ہو گئے بس ناخدا علیؑ

ثابت ہے مثبتین سے مضمون یہ ادق   جس کے سننے سے ہوتا ہے منافق کا رنگ فق
بہرِ نبی قمر ہوا گر ایک بار شق   دو بار ردِ شمس علی پر ہوا بحق
حق ہے جدا علی سے نہ حق سے جدا علیؑ

معراج طور پر ہوئی موسےٰ کو بار ہا   چوتھے فلک پہ عیسیٰ کو بھی ارتقا ملا
پہنچا قرین و قوس کے سلطان انبیاءؐ   لیکن نبی کے دوش پہ کس نے قدم رکھا
ہے رتبۂ عروج میں سب سے سوا علیؑ

تعلیم جبرئیل کو سرِ خدا کیا   یونس کو بطنِ حوت میں دریا دکھا دیا
یوسف کو قیدِ چاہ سے بس کر دیا رہا   عیسیٰ کی طرح مردوں کو اکثر جلا دیا
ہر شخص کا جہاں میں ہے عقدہ کشا علیؑ

داؤدؑ نرم کرتے فولاد کی کماں   ایوبؑ کو شفا ہوئی زخموں سے ناگہاں
یعقوبؑ کو پسر ملا گم گشتہ جہاں   ادریسؑ پہ عیاں ہوا جنت کا بوستاں
تھا ہر نبی کے واسطے معجز نما علیؑ

نمرود نے جو آگ کو شدت سے کی تپاں — دکھلا دیا خلیل کو آتش میں بوستان

صحرا کا راہ کر دیا الیاس پر عیاں — اور خضر کو بتا دیئے دریا کے سب نشان

احساں ہر اک پہ کرتا رہا جا بجا علیؑ

علمِ خدا کہیں تو کہیں آیتِ خدا — لطفِ خدا کہیں تو کہیں نعمتِ خدا

ضوِ خدا کہیں تو کہیں لمحتِ خدا — قہرِ خدا کہیں تو کہیں رحمتِ خدا

ظلِ خدا ہے خلق پہ نورِ خدا علیؑ

حیدر نبی کے واسطے تھا نصرتِ خدا — بازو میں اس جناب کی تھی قوتِ خدا

ضربت علی کے ہاتھ سے تھی ضربتِ خدا — ظاہر علی میں کیوں نہ ہو بس قدرتِ خدا

نامِ خدا سے جبکہ مسمیٰ ہوا علیؑ

تھی ساعتِ شدید نبی پر جو ایک بار — نادِ علی پڑھو یہ ہوا حکمِ کردگار

وہ مظہر العجائب ہے شاہِ ذوالفقار — پاؤ گے تم معین اسے اپنا بے شمار

آئے گا ایک آن میں یاور تیرا علیؑ

فنِ جنگ خیبری کا سبھوں کو دکھا دیا — مرحب کو مارا فوج کو اس کی بھگا دیا

قلعہ پکڑ کے ہاتھوں سے دم میں ہلا دیا — خندق پہ پل کیواڑ کا فوراً بنا دیا

استادہ خود رہے وہاں بین الہوا علیؑ

تنہا ہزار ہا سے نہ ہرگز کبھی ہٹا — جنگِ احد میں خندق و صفین میں لڑا

بدر و حنین و جنگِ و جمل کو بھی سر کیا — بیر الالم میں جا کے جنوں کو فنا کیا

مشہور کس لئے نہ ہو شیرِ خدا علیؑ

بھیجی خدا نے کس کے لئے سیفِ ذوالفقار — کس نے قطار اونٹوں کی دی راہ کردگار

کس کے لئے فلک پہ پھرا شمس بار بار — سائل کو دی انگوٹھی ملا کس کو افتخار

ثانی بھلا ہو کون جہاں میں تیرا علیؑ

نازل ہے کس کے واسطے قرآں میں ھل اتیٰ — اور اِنما کا تاجِ شرف کس کو ہے ملا

مِن یشری کس کی شان میں آیا ہے برملا — یا ایھا الرسول کا حکم کس کو ہے ملا

پس دیگراں صحابہ کجا اور کجا علیؑ

مشہور سوا آپ کے دستِ خدا نہیں — عالم میں اور کوئی مشکل کشا نہیں

نفسِ رسول شافعِ روزِ جزا ہیں
دروازہ شہرِ علم کا تیرے سوا نہیں
تا عرش کون ہو سکے ہمسر تیرا علیؑ

جب روزہ تین نذر معین کئے ادا
روزہ پہ روزہ رکھ لیا کھانا رہِ خدا
مسکین کو یتیم کو قیدی کو دے دیا
جبرئیل لے کے پہنچے بعد فرت ہل اتیٰ
بولے نبی سے حور ہیں سب سے سوا علیؑ

ذاتِ علیؑ عجیب عجب اس کی ہے صفات
کوئی امام کہتا ہے کوئی خدا کا ہاتھ
کہتا ہے کوئی قاسم رزقِ کائنات
نفسِ خدا و قدرتِ حق کہتے ہیں غلات
کہتا ہے کوئی بندہ خدا ہے مِیر علیؑ

کہتے ہیں کاظمیہ کہ خلاق ہے خدا
لیکن ہے درمیاں میں قدرت کا فاصلہ
بالذات جوہری ہے تامل اُسے بجا
بے اس کے کام کچھ نہیں ہوتا ہے خلق کا
نام اس کا ہے مشیتِ حق مرتضےٰ علیؑ

پاؤں سے لات و عُزا گرایا ہے آپ نے
نفسِ نبی سے خوف ہٹایا ہے آپ نے
سلیماں کو شیرِ نر سے بچایا ہے آپ نے
شہباز سے پرندہ چھڑایا ہے آپ نے
بہر یہیں چیرا آپ نے اژدر کو یا علیؑ

اشجار گر قلم ہوں سیاہی بحار ہوں
اوراقِ آسمان و زمیں کے شمار ہوں
جمع جہانیان و صغار و کبار ہوں
انسان و جن ملائکہ دفتر نگار ہوں
سب ہوں تمام وصف نہ ہو آپ کا علیؑ

قُبّہ عجب ہے روضۂ پُر نورِ آنجناب
تا عرش جس کا گنبدِ زریں ہے انتخاب
طلعت فشاں و شمسۂ عالی کی آب و تاب
جس کی چمک سے جاتا ہے کترا کے آفتاب
حقا عجب ہے مرقدِ بیت الضیا علیؑ

مدفن میرا ہو روضۂ حیدر خدا کرے
جائے درود رحمتِ باری اگر ملے
دائم چراغِ لحد پر دُرِ نجف رہے
دشتر کا فشارِ قبر کا ہرگز نہ ہو مجھے
سید حسین پر بھی ہو شفقت سدا علیؑ

ماخذ کتاب تاریخ انوار السادات کتب فریقین و غیر مسلم

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم	نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم	نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۱	آیات کلام مجید	۱۱	تذکرۃ الانساب	۲۸	علل الشرائع (شیخ صدوق)
۲	احادیث نبوی	۱۲	عمدۃ المطالب (مطبوعہ جعفری لکھنو)	۲۹	مناقب ابن شہر آشوب (جلد ۱، ۳ تا ۵)
۳	اقوال حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام	۱۳	عمدۃ الطالب فی انساب آل ابیطالب	۳۰	نہج البلاغہ (مطبوعہ طہران)
۴	صدہا صدیوں پرانے شجرہ انساب بزبان عبرانی۔ سریانی۔ عربی۔ فارسی کا خلاصہ اور بزرگوں کی کہنہ مخفی تحریرات	۱۴	تذکرۃ الکرام	۳۱	شرح نہج البلاغہ
۵	کتاب قلمی شرح اصلاب شجرہ انساب جس میں اولاد ذکور واناث اور بزرگان ماسلف کے تفصیلی حالات مؤلفہ مخدوم پیر سید مصطفٰے اعلی اللہ مقامہٗ حسینی الترمذی نانوتوی سال سنہ ۹۶۳ھ	۱۵	انساب السادات	۳۲	قمقام
۶	بحر انساب فی تحقیق انساب آل ابو تراب مصنفہ سید ابوطاہر بہ نسل امام زادہ موسیٰ برقع خراسانی بن حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۱۶	عمدۃ المطالب (مطبوعہ بمبئی)	۳۳	ابصار العین (مطبوعہ نجف اشرف)
۷	تحقیق و استدلال مولف کتاب ہذا	۱۷	عمدۃ المطالب ترجمہ مناقب آل ابیطالب	۳۴	ذخار
۸	مراۃ الانساب (مطبوعہ جے پور)	۱۸	مناقب کفایۃ ابیطالب	۳۵	ریاض الشہادتین
۹	کنز الانساب تالیف سید مرتضٰے اعلم الہدیٰ	۱۹	سیرۃ النبی الامی جلد ۲ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری)	۳۶	ارشاد (شیخ مفید)
۱۰	تحفۃ الانساب	۲۰	بحار الانوار جلد ۵ تا ۱۰، ۱۲، ۱۳ (علامہ مجلسی)	۳۷	کافی (علامہ محمد بن یعقوب کالینی)
		۲۱	حیات القلوب (علامہ مجلسی)	۳۸	شافی (سید مرتضٰے اعلم الہدیٰ)
		۲۲	تفسیر حسینی قلمی سورہ طور (کتب خانہ ارسطو جاہ جگراؤں)	۳۹	سیرت السجاد
		۲۳	جنات الخلود	۴۰	روضۃ الشہداء (ملا حسین واعظ کاشفی)
		۲۴	مقتل ابومخنف	۴۱	عقد المفرید (شہاب الدین اندلسی مطبوعہ مصر)
		۲۵	لہوف	۴۲	کتاب الشہاب، شہاب الدین سہروردی
		۲۶	جلاء العیون	۴۳	کشف الغمہ (مطبوعہ ایران)
		۲۷	منتہی الآمال حصہ دوم (عباس قمی مطبوعہ طہران)	۴۴	تلخیص (نصیر الدین طوسی)
				۴۵	کشکول (علامہ شیخ بہائی)
				۴۶	بحر المصائب
				۴۷	اصول کافی جلد ۱

نمبر شمار	نام کتب فریقین وغیر مسلم
۴۸	تہذیب المتین (مولوی مظہر علی سہانپوری)
۴۹	فضائل مرتضوی
۵۰	سید الاوصیا
۵۱	تحفہ رضویہ
۵۲	خصائص حسینیہ
۵۳	موعظہ حسنہ برہانیہ
۵۴	سید الصالحین
۵۵	الملل و نحل برحاشیہ (ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی)
۵۶	شرح لمعہ (مطبوعہ طہران)
۵۷	شرح فروع کافی (مطبوعہ طہران)
۵۸	شرح شافیہ
۵۹	مجالس المتقین
۶۰	کوکب دری (محمد صالح کشفی)
۶۱	فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوٰۃ (تالیف مولوی حکیم امیر الدین سابق سنی المذہب جھنگ)
۶۲	البطال الاستدلال (مولوی حکیم امیر الدین مذکور)
۶۳	سیرت حضرت زینبؑ
۶۴	الوجیز مسعودی مطبوعہ نجف ۱۹۵۵ء تالیف علامہ ابوالحسن علی
۶۴/۱	جواہر الکلام مطبوعہ علی تبریزی طہران)
۶۵	روضۃ الواعظین
۶۶	روضۃ المنتظر
۶۷	فردوس الاخبار (دیلمی)
۶۸	انوار النعمانیہ جلد ۱

نمبر شمار	نام کتب فریقین وغیر مسلم
۶۹	فتح مبین
۷۰	روضۃ الصفا جلد ۲ و ۳ (مطبوعہ نولکشور لکھنو)
۷۱	صواعق محرقہ ابن حجر مکی
۷۲	شرح ابن ابی الحدید
۷۳	مودۃ القربیٰ (سید علی ہمدانی)
۷۴	ینابیع المودۃ
۷۵	تذکرۃ الخواص الائمہ (سبط ابن جوزی)
۷۶	جوامع الکلم جلد ۱۴
۷۷	شرح مودۃ القربیٰ
۷۸	معراج السعادۃ
۷۹	الخصائص الکبریٰ
۸۰	مسند احمد حنبل جلد ۳
۸۱	سنن ابن ماجہ جلد ۲
۸۲	سنن ابی داؤد
۸۳	مروج الذہب جلد ۲، ۳ (علامہ مسعودی)
۸۴	اصابہ ابن حجر جلد ۲، ۳
۸۵	فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ
۸۶	حبیب السیر جلد ۱ (مطبوعہ بمبئی)
۸۷	انوار الاعجاز
۸۸	تحفہ حسینیہ (ایران)
۸۹	واقعہ عالمگیری طبع اوّل اعظم گڈھ ص ۴۶
۹۰	اخبار ماتم
۹۱	الخراج والجرائح

نمبر شمار	نام کتب فریقین وغیر مسلم
۹۲	جامع عباسی
۹۳	سیادت الکونین فی فضائل الحسنین
۹۴	مقاتل الطالبین
۹۵	سقیفہ فدک (ابوبکر احمد بن عبدالعزیز)
۹۶	ضمیمہ مقبول ترجمہ حواشی
۹۷	ذکر العباس
۹۸	جامع المسائل (بروجردی)
۹۹	مناقب الفاخرہ للعترۃ الطاہرہ
۱۰۰	مطالب السؤل
۱۰۱	سیادۃ السادۃ
۱۰۲	کنز الغرائب
۱۰۳	البلاذری
۱۰۴	دلائل النبوۃ (حافظ ابونعیم اصفہانی)
۱۰۵	مواہب الدنیہ
۱۰۶	شرح مواہب الدنیہ
۱۰۷	الفاروق (شبلی نعمانی)
۱۰۸	حیوۃ الحیوان
۱۰۹	البشریٰ شرح مودۃ القربیٰ (ابوالقاسم لاہوری)
۱۱۰	مراۃ القرآن
۱۱۱	روضۃ الندیہ شرح تحفۃ العلویہ
۱۱۲	مناقب ابن مغازلی
۱۱۳	معارج النبوۃ
۱۱۴	
۱۱۵	معانی الاخبار

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۱۱۷	ذخائر العقبیٰ
۱۱۸	ریاض المصائب عربی
۱۱۹	خصائص نسائی
۱۲۰	صحیح نسائی
۱۲۱	نور الاخبار فی تاریخ النبی وآلہ الاخیار (دیلمی)
۱۲۲	لواعج الاحزان
۱۲۳	توضیح الدلائل
۱۲۴	حلیۃ الاولیاء
۱۲۵	ریاض النضرہ
۱۲۶	جواہر العقدین (نور الدین سمہودی)
۱۲۷	لوامع التنزیل جلد ۱۱ و ۱۵
۱۲۸	ہدایت السعدا (شہاب الدین دولت آبادی)
۱۲۹	کنز العمال جلد ۱ و ۴
۱۳۰	شرح کنز المکتوم
۱۳۱	المناقب اخطب خوارزم
۱۳۲	مرقع اسلام
۱۳۳	کتاب الشروط
۱۳۴	شرح اخبار (قاضی نعمان)
۱۳۵	مراۃ العجائب (شیخ ابو عبداللہ محمد)
۱۳۶	کتاب اربعین (جمال الدین محدث)
۱۳۷	اخرجہ دیلمی
۱۳۸	شواہد النبوۃ (ملا جامی)
۱۳۹	مدارج النبوۃ جلد ۲ (عبدالحق دہلوی)

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۱۴۰	زرب لغت صد ۲۷ طبع لاہور ۱۹۰۵ء (محمد دین بی اے)
۱۴۰/۱	نبوت خلافت منصب ولی رکماجی ڈاکٹر نور حسین صاحب جھنگ (حسین صابر جھنگ)
۱۴۱	جامع الاصول
۱۴۲	مراۃ الجنان
۱۴۳	نزل الابرار (مرزا محمد بن محمد خان بدخشانی)
۱۴۴	شواہد التنزیل
۱۴۵	شرح نخبۃ الفکر (ملا علی قاری)
۱۴۶	سیرۃ النعمان (شبلی نعمانی)
۱۴۷	وسیلۃ النجاۃ (ملا محمد مبین)
۱۴۸	سیر الصحابہ
۱۴۹	الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱ و ۲ (مطبوعہ مصر)
۱۵۰	تشئید المطاعن
۱۵۱	معجم البلدان (یاقوت حموی)
۱۵۲	اسماء الرجال (عبدالحق دہلوی)
۱۵۳	کبریت احمر در شرائط منبر جلد ثالث
۱۵۴	نزہۃ المجالس جلد ۲
۱۵۵	شہید الانسانیت
۱۵۶	سر الشہادتین (عبدالعزیز دہلوی)
۱۵۷	ریاض القدس جلد ۲
۱۵۸	ازالۃ العین
۱۵۹	مجمع الاحادیث (ابوالقاسم دہلوی)
۱۶۰	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ و ۴ (عبدالحق دہلوی)
۱۶۱	استیعاب (ابن عبدالبر مکی مطبوعہ حیدرآباد دکن)

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۱۶۲	ازالۃ الخفاء جلد ۲ (شاہ ولی اللہ)
۱۶۳	براہین القاطعہ
۱۶۴	ارجح المطالب (عبداللہ امرتسری)
۱۶۵	صحیح ابی داؤد
۱۶۶	صحیح مسلم جلد ۲
۱۶۷	شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری)
۱۶۸	مشکوٰۃ باب المناقب اہلبیت
۱۶۹	صحیح ترمذی جلد ۲
۱۷۰	جامع ترمذی جلد ۲ (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)
۱۷۱	النقبن اردو ترجمہ
۱۷۲	صحاح ستہ (فرنگی محل لکھنؤ)
۱۷۳	صحیح بخاری پارہ ۱۲ و ۲۹ کتاب الجہاد (ترجمہ مولوی وحید الزمان)
۱۷۴	وفاء الوفاء (سمہودی)
۱۷۵	فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲
۱۷۶	روض الاخبار (مطبوعہ مصر)
۱۷۷	صحابہ و تابعین (حافظ مجیب اللہ ندوی)
۱۷۸	دلائل النبوۃ بیہقی
۱۷۹	مستدرک حاکم
۱۸۰	طبقات بن سعد
۱۸۱	شرح فقہ اکبر (مطبوعہ کانپور)
۱۸۲	فتح الکبیر (محدث دہلوی)
۱۸۳	حقائق الحق

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۱۸۴	میزان الاعتدال (علامہ ذہبی)
۱۸۵	روائح القرآن
	روائح المصطفیٰ (مطبوعہ احمدی کانپور)
	جامع کبیر سیوطی
	دلائل الخیرات
۱۸۸	اخبار الخلفاء
۱۸۹	مصائب النواصب
۱۹۰	خزائن الابرار
۱۹۱	ناصر الابرار
۱۹۲	اخبار الاخبار (عبدالحق دہلوی)
۱۹۳	معجم الکبیر
۱۹۴	مراۃ العقول جلد ثالث
۱۹۵	طراز المذہب مظفری
۱۹۶	مجمع البحرین
۱۹۷	روضۃ الاحباب (حافظ جمال الدین)
۱۹۸	شفاء الصدور
۱۹۹	رشفۃ الصادی من بحر فضائل النبی الہادی (مطبوعہ مصر)
۲۰۰	کنز الجہاد
۲۰۱	احتجاج طبری
۲۰۲	ہدایۃ المہدی جلد ۱ (مطبوعہ دہلی)
۲۰۳	شرف النبوۃ
۲۰۴	تہذیب الاحکام (ابوحمزہ شمالی)
۲۰۵	خزینۃ الجلالی
۲۰۶	خلاصۃ الخلافۃ

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۲۰۷	نور الابصار فی مناقب اہلبیت النبی المختار (شیخ الشبلنجی)
۲۰۸	مناقب آل ابوطالب
۲۰۹	ابن سبا (مرتضیٰ العسکری)
۲۱۰	تفضیل الائمہ
۲۱۱	ابوطالب مومن قریش
۲۱۲	آئینہ تصوف (مطبوعہ رامپور)
۲۱۳	تحفۃ المحبین (مرزا محمد معتمد بدخشانی)
۲۱۴	کتاب المحبین (عمر ابوالنصر)
۲۱۵	سیدہ کی بیٹی (رازق الخیری)
۲۱۶	دُرِ مقصود (سید اولاد حیدر بلگرامی)
۲۱۷	کنز المصائب
۲۱۸	مشارق الانوار
۲۱۹	لسان الواعظین
۲۲۰	الزام الناصب
۲۲۱	تحفۃ الشیعہ
۲۲۲	الدیان (ابن بطہ)
۲۲۳	خلافت و ملوکیت (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)
۲۲۴	عمدۃ القاری شرح بخاری (بدرالدین محمود بن احمد)
۲۲۵	حیات لودی حصہ دوم
۲۲۶	مفتاح الفتوح
۲۲۷	ربیع الابرار (قلمی نسخہ مکتبہ شوشتری نجف اشرف)

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۲۲۸	قاموس (فیروزآبادی)
۲۲۹	تاج المصادر
۲۳۰	برہان القاطع
۲۳۱	منتہی العرب
۲۳۲	فیروز اللغات
۲۳۳	دیوان الادب
۲۳۴	تفسیر کبیر جلد ۵، ۶، ۸ (فخر الدین رازی)
۲۳۵	تفسیر در منثور جلد ۲، ۴ جلال الدین سیوطی (مطبوعہ مصر)
۲۳۶	تفسیر بیضاوی جلد ۱ (مطبوعہ نولکشور)
۲۳۷	تفسیر معالم التنزیل بغوی (مطبوعہ بمبئی)
۲۳۸	تفسیر خازن بغدادی
۲۳۹	منتخب التواریخ (ملا عبدالقادر بدایونی)
[illegible]	تفسیر کشاف جلد ۲ زمخشری (مطبوعہ کلکتہ)
۲۴۰	تفسیر قمی
۲۴۱	تفسیر مدارک
۲۴۲	تفسیر صافی
۲۴۳	تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری جلد ۱
۲۴۴	تفسیر مجمع البیان عیاشی
۲۴۵	تفسیر عمدۃ البیان
۲۴۶	تفسیر اتقان سیوطی
۲۴۷	تفسیر مفاتیح الغیب
۲۴۸	تفسیر محمدی
۲۴۹	تفسیر ثعلبی

نمبر شمار	نام کتب فریقین و غیر مسلم
۲۵۰	تفسیر برہان
۲۵۱	تفسیر موضح القرآن
۲۵۲	تفسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری
۲۵۳	تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۴
۲۵۴	سیرت حلبیہ جلد ۱ (علامہ برہان الدین حلبی
۲۵۵	المامون حصہ اوّل
۲۵۶	غنیۃ الطالبین (مطبوعہ نولکشور)
۲۵۷	ابن حزم جلد ۱ (مطبوعہ مصر)
۲۵۸	نہایہ ابن اثیر کامل
۲۵۹	تاریخ کامل ابن اثیر
۲۶۰	تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی
۲۶۱	تاریخ ابوالفداء جلد ۱
۲۶۲	تاریخ طبری جلد ۲ تا ۴ و ۶
۲۶۳	تاریخ بیجاپور
۲۶۴	تاریخ خمیس جلد ۱
۲۶۵	" الائمہ
۲۶۶	" واقدی
۲۶۷	" فرشتہ
۲۶۸	" ابن خلدون
۲۶۹	" ابن خلکان
۲۷۰	" اعثم کوفی (مطبوعہ یوسفی دہلی)
۲۷۱	" ناسخ التواریخ جلد ۲
۲۷۲	تاریخ اسلام جلد ۲
۲۷۳	تاریخ عالم از سجاد یزدانی (مطبوعہ بمبئی)
۲۷۴	تاریخ خلفائے اسلام
۲۷۵	" فرمانروائے اسلام
۲۷۶	تاریخ اندلس اردو ترجمہ (حامد علی صدیقی لاہوری)
۲۷۷	تاریخ مفروران اسپین
۲۷۸	" جامع التواریخ
۲۷۹	" ہادی التواریخ (مولوی محمد باقر دہلوی)
۲۸۰	تاریخ لاہور (لالہ کنہیا لال اگزیکٹو انجینئر
۲۸۱	" گلزار شمس تبریز
۲۸۲	تاریخ کربلا و نجف (علامہ جزائری مفتی سید طیب آغا)
۲۸۳	تاریخ افغانیہ (نواب محمد حیات خان)
۲۸۴	فتوحات بہنسا (مطبوعہ بمبئی)
۲۸۵	تاریخ المختصر فی اخبار البشر جلد ۱ (مطبوعہ مصر)
۲۸۶	تاریخ سندھ (مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ آزاد بلگرامی)
۲۸۶/۱	تاریخ شیعہ کا ایک ورق
۲۸۷	تاریخ کتاب دی کلائین اینڈ فال آف رومن امپائر (مورخ ایڈورڈ گبن جلد ۳)
۲۸۸	سکرز لائف آف محمد (واشنگٹن ارونگ لندن)
۲۸۹	تاریخ ارشن حصہ دوم
۲۹۰	سپرٹ آف اسلام (از سٹڈیو مورخ فرانس)
۲۹۱	تاریخ اسلام انگریزی (راو کلی صاحب)
۲۹۲	جنرل ہسٹری
۲۹۳	دری فیوچر آف اسلام (ڈاکٹر جان سیٹو لندن)
۲۹۴	بائبل پیدائش باب بارہ
۲۹۵	رسالہ سرجان ڈیون پورٹ
۲۹۶	اخبار سن لائٹ (مانچسٹر)
۲۹۷	اخبار دیکلی
۲۹۸	رحلہ (ابن بطوطہ)
۲۹۹	حدیقۃ الاولیا
۳۰۰	خزینۃ الاصفیا جلد ۱
۳۰۱	رسالہ حالات مسعودی (رسالار مسعود غازی) بزبان سنسکرت (اردو ترجمہ لالہ بھگوتی پرشاد
۳۰۲	ماخوذ رسالہ شجاعان اسلام
۳۰۳	رسالہ اسلام دہلی
۳۰۴	رسالہ تحقیقات سغربیہ (ابوالحسن شیرازی)
۳۰۵	رسالہ ایلیا (حکیم سید محمود گیلانی)
۳۰۶	رسالہ حالات سید احمد توختہ (نامی لاہور)
۳۰۷	رسالہ بیبیاں پاکدامن (نامی لاہور)
۳۰۸	رسالہ نذر شہباز قلندر
۳۰۹	رسالہ زمانہ جنوری ۱۹۲۳ء
۳۱۰	رسالہ صوفی ۳ جلد ۶
۳۱۱	رسالہ ساقی جولائی ۱۹۲۸ء
۳۱۲	رسالہ روز نامچہ تسنیم لاہور
۳۱۳	اخبار جنگ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء
۳۱۴	اخبار نوائے وقت

عاصی سید ظفریاب حسین حسینی الترمذی نانوتوی بھکر ضلع میانوالی۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۲ء

فہرست اسمائے معاونین حضرات معہ فوٹو متعلقہ کتاب انوار السادات المعروف گلستان فاطمہ

نمبر شمار	اسماء معاونین حضرات	فوٹو کا صفحہ	نمبر شمار	اسماء معاونین حضرات	فوٹو کا صفحہ
۱	مولوی حکیم سید محمود الحسن صاحب قبلہ یکی نانوتوی		۱۶	مولوی سید غلام عباس صاحب نقوی بھکر	۶۳۰
۲	مولوی سید حسن صاحب واعظ ترمذی کیرانوی		۱۷	سید حسین اختر صاحب نقوی 〃	۶۳۰
۳	مولوی سید عرفان حسین صاحب جعفری سبزواری		۱۸	سید مصطفیٰ حسین صاحب 〃	۴۵۷
	نانوتوی		۱۹	سید زوار حسین صاحب 〃	۴۵۷
۴	مولوی حکیم سید غلام حسنین صاحب قبلہ ترمذی	۳۹۱	۲۰	سید تندر عباس نقوی چیئرمین 〃	۴۵۷
	شہر داؤد		۲۱	سید سلیمان حسین ترمذی 〃	۳۹۳
۵	مولوی سید غلام مرتضیٰ صاحب ناظر ترمذی	۳۹۱	۲۲	سید ابن حسن صاحب مکی 〃	۴۴۱
	شہر داؤد		۲۳	سید سبط حسن مکی 〃	۴۴۱
۶	مولوی سید محمد سبطین صاحب اثر ترمذی	۴۱۲	۲۴	سید مرتضیٰ حسین صاحب نقوی چکوال	۴۵۸
	خیرپور میرس		۲۵	مولوی سید طاہر حسین صاحب ترمذی قصور	۴۲۳
۷	الحاج قاری سید محمد عباس صاحب حسینی اشرفی	۵۲۲	۲۶	سید زاہد حسین ترمذی لاہور	۳۹۵
۸	سید صبط حسن صاحب ہوش ترمذی ایم اے لاہور	۴۸۰	۲۷	سید ضمیر حسین صاحب زیدی منگری	۴۶۰
۹	سید ارتضیٰ حسین صاحب نقوی مہتمم جامع مسجد بھکر	۴۵۸	۲۸	مولوی سید فیاض حسین صاحب ترمذی گڑھ مہاراجہ	۴۲۷
۱۰	سید وزارت حسین صاحب ایڈوکیٹ مہتمم قصر	۶۳۹	۲۹	سید محمد جعفر صاحب زیدی ملتان	۴۲۹
	زینبیہ بھکر		۳۰	سید محمد باقر صاحب زیدی 〃	۴۲۹
۱۱	سید زاہد حسین صاحب ترمذی بھکر	۳۷۷	۳۱	سید حسن صاحب 〃	۳۷۴
۱۲	سید محمد ذیشان حیدر نقوی 〃	۴۵۸	۳۲	سید جمیل حیدر ترمذی ایم اے روڑی	۳۹۱
۱۳	سید محمد حیدر ترمذی 〃	۳۷۸	۳۳	سید ظفر عباس ترمذی خیرپور میرس	۴۱۶
۱۴	سید مقصود الحسن ایم اے ترمذی 〃	۳۷۸	۳۴	سید مظفر عباس ترمذی خیرپور میرس	۴۱۶
۱۵	سید جعفر عباس ترمذی 〃	۳۷۸	۳۵	سید وصی حیدر 〃	۴۱۵

نمبر شمار	اسماء معاونین حضرات	فوٹو کا صفحہ	نمبر شمار	اسماء معاونین حضرات	فوٹو کا صفحہ
۳۶	سید زوار حسین صاحب ترمذی خیرپور میرس	۴۰۷	۴۱	سید قیصر عباس بی اے ترمذی کراچی	۳۹۱
۳۷	سید محمد امیر صاحب 〃 〃	۳۷۵	۴۲	سید محمد عابدی صاحب بی، اے سرگودھا	۵۰۶
۳۸	کیپٹن سید علی حسنین 〃 〃	۳۷۵	۴۳	سید ابن حسن ترمذی بھکر	۳۷۷
۳۹	سید امیر کاظم بی، اے 〃 〃	۴۲۶	۴۴	سید زائر حسین ترمذی 〃	۳۷۸
۴۰	سید ضمیر حسین صاحب زیدی بارھوی 〃	۲۰۷	۴۵	سید اسرار حیدر ترمذی 〃	۴۸۰
۴۶	سید محمد ہادی صاحب نقوی سرسوی کراچی	۶۶۱	۴۷	سید حسین علی کاظمی صاحب فریدپوری رجوعہ	۶۰۸

ظفریاب حسین حسینی الترمذی
بھکر